

مع اضافہ ابن خلدون کی عظمت اور علمائے یورپ

آسان بامحاورہ جدید ترجمہ اضافۂ عنوانات اور حواشی کے ساتھ

مُقدّمہ
تاریخ ابنِ خَلدُون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدُون

مقدمہ: ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی

روئے زمین کے تمام خطوں سے متعلق مختلف النوع مباحث، نشو وارتقاء، عمرانیات، تہذیب وتمدّن، سلطنت وریاست، برّی وبحری تسخیر کائنات، معاشیات، اور دنیا کے تمام بنیادی علوم کی تاریخ وحقائق اور دیگر بے شمار تحقیقات پر مشتمل کتاب

دَارُالاِشاعت
اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

تاریخ ابنِ خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدونؒ

جلد ۴

کا حصہ اوّل دوم

سابقہ سوم چہارم

حامیان علیؓ کی تحریک، خلافت عباسیہ کا قیام و آغاز، عروج و زوال، صفاریہ و سامانی سلطنت کا قیام، زنگیوں کا فتنہ اور اس کی سرکوبی۔ ۱۳۲ھ تا ۲۷۹ھ کے درمیانی خلفاء عباسیہ کے حالات

خلافت عباسیہ بغداد میں۔ سقوطِ بغداد، بغداد پر تاتاریوں کی یلغار ۲۷۹ھ تا ۸۰۸ھ کے درمیانی خلفائے عباسیہ کا ذکر

اردو ترجمہ: علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

عنوانات تسہیل، اضافہ حواشی

مولانا ثناء اللہ محمود صاحب

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی و استاد اسلامیہ کالج کراچی

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : دسمبر ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 503 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿........ ملنے کے پتے ....﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON, BL1-3NE

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

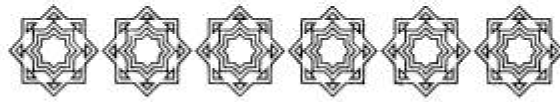
DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

تاریخ ابن خلدون

جلد چہارم۔ حصہ اوّل، دوم



تحریک شیعان علی

ابتداء دولت شیعہ:......دولت شیعہ کی ابتداء یوں ہوئی کہ وفات رسول اللہ ﷺ کے بعد اہل بیت کا خیال یہ بن گیا کہ ہم ہی حکومت اور فرماں روائی کے مستحق ہیں اور خلافت ہمارے ہی لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے ہمارے سوا قبیلہ قریش میں کوئی شخص اس خصوصیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

واقعہ قرطاس:......صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس دور میں رسول اللہ ﷺ سے مشورتاً کہا تھا جس میں آپ نے وفات پائی ہے کہ آؤ ہم اور تم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں اور یہ معلوم کریں کہ آپ کے بعد حکومت اسلام کس کے ہاتھ میں ہوگی اگر ہمارے قبضہ میں رہے گی ہم کو اس کا علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے علاوہ دوسروں کے اختیار میں جائے گی تو بھی ہم کو اس سے واقفیت ہو جائے گی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے یہ مناسب نہیں ہے! اگر ہمیں اس سے روک دیا گیا تو یاد رکھنا کہ آپ کے بعد لوگ اس کو ہمارے قبضہ میں نہ دیں گے، صحیح حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ہے ارشاد فرمایا تھا، آؤ میں تم کو ایک فرمان لکھ دوں تا کہ میرے بعد تم لوگ گمراہ ❶ نہ ہو، صحابہ نے جو اس وقت حاضر خدمت تھے فرمان لکھانے میں اختلاف کیا آپس میں بحث و مباحثہ کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ فرمان عالی شان نہیں لکھا گیا، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ بے شک مصیبت اور سخت مصیبت وہ ہے جو کچھ رسول اللہ ﷺ اور فرمان لکھنے میں صحابہ کے اختلاف اور شور و غوغا کے درمیان واقع ہوا۔

شیعوں کی غلط فہمی:......اس سے شیعہ نے یہ سمجھ لیا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے مرض میں خلافت کی وصیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں کی ہے، حالانکہ اس حدیث کی صحت کسی وجہ سے اس حد تک نہیں پہنچی جس کی طرف پوری توجہ کی جائے اور عائشہ صدیقہؓ نے اس وصیت کا انکار کیا ہے اور ان کا انکار کرنا ہی کافی ہے، یہی بات اہل بیت اور ان کے حامیوں میں مشہور و معروف باقی رہ گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ:......وہ روایت جو اہل آثار نقل کرتے ہیں یہ ہے کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ چونکہ تمہاری قوم یعنی قریش نے یہ نہیں چاہا تھا کہ بنو ہاشم ہی میں بیعت و خلافت جمع کر دی جائے اس لئے وہ تم سے کبیدہ خاطر ہوئے، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے اختلاف کر کے جواب دینے کی اجازت طلب کی اور جیسا کہ ان کے دل میں بنو ہاشم کی طرف داری کا خیال تھا اس کے موافق بات کہی، چنانچہ ان دونوں بزرگوں کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس بات سے آگاہ تھے کہ اہل بیت کے دلوں میں خلافت کا خیال اور ان کے قبضہ میں خلافت نہ آنے سے ایک خاص قسم کا خیال قائم ہے۔

قصہ شوریٰ:......قصہ شوریٰ میں یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک گروپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حامی تھا اور وہ لوگ انہی کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے لیکن جب خلافت دوسروں کے ہاتھ میں چلی گئی تو ان کو اس کا افسوس و ملال ہوا مثلاً حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ، مگر ان لوگوں میں دین داری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اخوت اسلامی کا بہت خیال تھا اس لئے مشوروں میں سوائے افسوس کے اور کسی قسم کا حاشیہ نہ چڑھایا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن سبا:......پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو ناراضگی پیدا ہوئی اور ان پر طعن ہونے لگا تو ❷ عبد

---

❶ ......بخاری کتاب المغازی فتح الباری (صفہ ۱۳۲۔۸)، مسلم شریف کتاب الوصیۃ، مسند احمد (صفہ ۲۶۳ وصفہ ۳۲۵) بیہقی دلائل النبوۃ (صفہ ۷۔۱۶۲)

❷ ......عبداللہ بن سبا، اس شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت غلو کیا حتیٰ کہ ان کے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے مدائن کی طرف ملک بدر کر دیا یہودیوں نے حضرت یوشع بن نون کے لئے حضرت موسیٰ کا وصی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اسی طرح اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصی ہونے کا دعویٰ کیا، یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا نظریہ قائم کیا تھا اسی سے پھر اہل تشیع کی دوسرے غالی شاخیں نکلیں۔

اللہ بن سبا معروف بہ ابن السوداء نے اس میں بہت بڑا حصہ لیا۔ یہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تعریف وتوصیف کیا کرتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور اس جماعت پر جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت نہیں دی تھی ایسے ایسے طعن کیا کرتا تھا جس سے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہو جایا کرتے تھے اس کا یہ خیال تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا دوسرے لوگ بغیر کسی استحقاق کے خلیفہ بنائے گئے تھے، چنانچہ عبداللہ بن عامر نے اس کو بصرہ سے شہر بدر کیا تو وہ مصر پہنچا اور ایک گروہ اس کے پاس ایسے ہی خیال کے لوگوں کا جمع ہو گیا جو اس بارے میں غالی اور مذاہب فاسدہ کو قبول کرنے کی طرف مائل تھا، مثلاً خالد بن ملجم ❶ سوذان بن حمدان اور ❷ کنانہ بن بشیر وغیرہ۔ اس کے بعد خلافت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی پھر واقعہ جمل وصفین پیش آیا، خوارج نے آپ سے دینی کام میں حکم مقرر کرنے کی وجہ سے مخالفت کی اور علیحدہ ہو گئے، اور آپ کے شیعہ آپ کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ میں مرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت: ......اس دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور آپ کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت لی گئی، امام حسن رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً زمام حکومت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی شیعہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی، خفیہ طور سے اہل بیت کی استحقاق اور ان کے امداد کے مشورے کرنے لگے اور امام حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اس وجہ سے ناراض ہو گئے، امام حسین رضی اللہ عنہ کو طلبی کا خط لکھا آپ نے فوراً تو آنے سے انکار کر دیا مگر یہ وعدہ کر لیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد اس وعدہ کو پورا کروں گا چنانچہ اس وقت شیعہ محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور در پردہ ان کے ہاتھ پر اس شرط سے بیعت کی کہ جب بھی موقع ہو خلافت ضرور حاصل کرنا چنانچہ محمد بن حنفیہ نے ہر ہر شہر پر اپنی طرف سے ایک ایک شخص کو مقرر کر دیا جو در پردہ ان کی خلافت کی لوگوں کو ترغیب دیتا تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست: ......ایک مدت تک شیعہ اسی حالت میں رہے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کی روک تھام کرتے جاتے تھے کسی کو ملکی سیاست کے پیش نظر شہر بدر کر دیتے تھے جب کوئی اس کا سرغنہ گرفتار کر لیا جاتا تھا تو اس کا قلع قمع بھی کر دیتے تھے جیسا کہ حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل بیت کو راضی رکھنے کی کوشش کرتے اور خلافت کے استحقاق کے بارے میں ان کے دعوے سے چشم پوشی کر جاتے تھے اور ان میں سے بھی کوئی شخص ان کے سامنے نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی اور یزید تخت نشین ہوا۔

یزید کی تخت نشینی: ......یزید کے زمانہ میں امام حسین رضی اللہ عنہ نے ❸ خروج کیا اور آپ کا واقعہ شہادت جیسا کہ مشہور ہے پیش آیا یہ واقعہ اسلام میں نہایت شنیع گذرا ہے جس سے علی العموم مسلمانوں کے دل بھر آئے، شیعوں نے اس میں بے حد غلو کیا اور اس شخص پر علانیہ طعن وتشنیع کرنے لگے جس نے یہ کام کروایا تھا یا ان کی امداد سے رک گیا تھا پھر اس بات پر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو خود ان لوگوں نے ضائع کر ڈالا خود بلایا اور ان کی مددنہ کی چنانچہ اپنے کئے پر پشیمان ہو کر مشورہ کیا اور یہ رائے قائم کی کہ اس کا کوئی کفارہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ ان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے مرنے پر تیار ہو جاؤ۔

توابین کا خروج: ......چنانچہ اس خیال سے انہوں نے اپنے آپ کو توابین سے موسوم کیا اور سلیمان بن صرد خزاعی کے قیادت میں خروج کر دیا اس کے ساتھ اصحاب علی رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت تھی، اسی زمانہ میں ابن زیاد کے خلاف اہل عراق میں شورش پیدا ہو گئی تھی ابن زیاد عراق سے شام چلا گیا تھا اور لشکر جمع کر کے پھر عراق جا رہا تھا کہ شیعوں نے ابن زیاد پر حملہ کر دیا لڑائی ہوئی تو سلیمان اور اس کے بہت سے ساتھی اس معرکہ میں کام آ گئے جیسا کہ ہم نے سلیمان کے حالات میں اس واقعہ کو بیان کر چکے ہیں، اور یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے۔

---

❶ ......اس کا نام سوذان بن حمدان کے بجائے سوذان بن حمران ہے، دیکھئے "عواصم من القواصم" از ابوبکر بن العربی صفحہ نمبر ۱۱۳۔

❷ ......یہ تین آدمی ابن سبا کے خاص چیلے تھے۔

❸ ......ہم پیچھے ذکر کر چکے ہیں کہ ابن خلدون نے چند وجوہات کی بناء پر واقعہ کربلا کتاب میں درج نہیں کیا۔

مختار کا خروج اور اہل تشیع کا اختلاف :......اس کے بعد مختار بن ابی عبید نے خروج کیا اور محمد بن حنفیہ کی خلافت کی دعوت دی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں، ان واقعات سے خواص اور عوام میں اہل بیت کی طرف داری کا خیال ایسا پھیل گیا کہ وہ حدود حق سے متجاوز ہو گئے اور مذاہب شیعہ میں اس بات پر ❶ اختلاف پڑ گیا کہ اہل بیت میں سے کون شخص مستحق امامت وخلافت ہے ہر ایک گروہ نے اپنے معتقد علیہ کی در پردہ بیعت کر لی یہ اسی اڈھیڑ بن میں تھے کہ ملک اور حکومت پر بنوامیہ کے قدم استقلال کے ساتھ جم گئے اور شیعوں کے دلوں میں یہ عقائد مستحکم ہو گئے اور کثرت اختلاف کے باوجود ان عقائد کو دلوں میں چھپاتے رہے جیسا کہ ہم نے کتاب اول کے فصل امامت میں ان کے مذاہب کے تذکرے میں بیان کیا ہے۔

زید بن علی کی حکمت عملی :......زید بن علی بن حسین بڑے ہوئے تو انہوں نے ❷ واصل بن عطاء سے تعلیم پائی جو اپنے وقت کا امام معتزلہ تھا اور جنگ صفین وجمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے میں اس کو تردد تھا ایک دن زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے اس عقیدہ کو بر سبیل تذکرہ بیان کیا تو محمد باقر (ان کے بھائی) نصیحت کرنے لگے،، بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے شخص سے علم حاصل کر رہے ہو جو تمہارے دادا سے بدظن ہے،، زید بن علی باوجودیکہ افضلیت علی رضی اللہ عنہ کے قائل تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کو صحیح سمجھتے تھے اور عقیدہ شیعہ کے خلاف مفضول علیہ کو مفضول کی موجودگی میں امیر بنانے کو جائز جانتے تھے اور یہ بھی ان کا عقیدہ تھا کہ ان حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا مگر کچھ عرصہ کے بعد ایسے حالات پیش آئے جن کی وجہ سے انہوں نے ۱۲۱ھ مقام کوفہ میں خروج کیا شیعوں کا ایک بہت بڑا گروہ آپ کے پاس جمع ہو گیا مگر ان میں بعض اس وجہ سے آپ سے منحرف ہو گئے کہ آپ شیخین کی تعریف کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کبھی کسی قسم کا ظلم نہیں کیا لہٰذا ان شیعوں نے یہ کہہ کر کہ ان لوگوں (بنوامیہ) نے بھی تم پر کوئی ظلم نہیں کیا، زید بن علی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان کی دعوت چھوڑ دی اسی تاریخ سے اور اسی وجہ سے یہ ❸ رافضی کے لقب سے مشہور ہوئے

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت :......اس کے بعد یوسف بن عمر نے ان کو قتل کر کے سر ہشام کے پاس بھیج دیا اور لاشہ کو کناسہ میں صلیب پر چڑھا دیا آپ کے صاحبزادے یحییٰ بن زید خراسان بھاگ گئے اور وہیں مقیم رہے بعد از اں شیعوں نے ان کو پھر خروج پر ابھارا چنانچہ ۱۲۵ھ میں یحییٰ نے خراسان میں خروج کیا، نصر بن سیار نے ایک لشکر سالم بن اموز مازنی کے ساتھ مقابلہ پر روانہ کیا جس نے یحییٰ کو قتل کر کے سر ولید کے پاس بھیج دیا اور لاشہ کو جورجان میں صلیب پر چڑھا دیا اور اسی وقت سے زیدیہ کا خاتمہ ہو گیا باقی شیعہ اپنے حال پر قائم رہے اور وقت کا انتظار کرنے لگے اور در پردہ ممالک اسلامیہ میں آل محمد کی حمایت کی دعوت دینے لگے اور اس شخص کو جو ان کی دعویٰ قبول نہیں کرتا تھا حاکم وقت کے خوف سے انہیں مجبور نہیں کرتا تھا۔

شیعان محمد بن حنفیہ :......محمد بن حنفیہ کے شیعوں میں اکثر وہی لوگ تھے جو اہل بیت کے حامی تھے اور وہ اس بات کے معتقد تھے کہ محمد بن حنفیہ کے بعد آپ کے صاحبزادے ابوہشام عبداللہ امامت وخلافت کے مستحق ہیں یہ اکثر سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا جایا کرتے تھے، اتفاق سے ایک مرتبہ کسی سفر میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس مقام حمیمہ (مضافات بلقاء) سے ہو کر گذرے جہاں ابوہشام عبداللہ خیمہ زن تھے محمد بن علی وہاں رک گئے، وقت آ پہنچا تھا، مرض الموت میں مبتلا ہو گئے اور مرتے وقت امامت کی ان کے حق میں وصیت کر گئے۔

---

❶......علامہ شہرستانی نے ''الملل والنحل'' میں انہیں شمار کیا ہے اور وہ یہ ہیں کیسانیہ، زیدیہ، امامیہ، غالیہ، اسماعیلیہ، باطنیہ اور پھر مذکورہ تمام فرقے کئی کئی شاخوں میں تقسیم ہو گئے جن کی تعداد پچیس تک جا پہنچتی ہے۔

❷......واصل بن عطاء ''غزال'' یہ حضرت حسن بصری کا شاگرد تھا، واصلیہ نامی گروہ اسی کی طرف منسوب ہے ان کا اعتزال چار قواعد پر مبنی تھا (۱) صفات باری تعالیٰ کا انکار (۲) تقدیر کا قول (۳) دو درجوں کے درمیان درجے کا اعتقاد (۴) اصحاب جمل اور اصحاب صفین کے بارے میں ایک غیر معین کے ناحق ہونے کا عقیدہ، ان کے مزید عقائد جاننے کے لئے الملل والنحل، شہرستانی کا مطالعہ کریں، (صفحہ ۶۱ کے بعد سے)۔

❸......رافضی رفض سے ہے جس کے معنی چھوڑنے کے آتے ہیں انہوں نے چونکہ حضرت زید کو چھوڑ دیا تھا اس لئے رافضی کہلائے اور بعد میں انہی روافض نے غلط عقائد اختیار کئے اور آج کل شیعہ کہلاتے ہیں اور شیعہ اثناعشریہ بھی، مطلق شیعہ کہنے سے یہی گروہ مراد ہوتا ہے۔

امامت کی منتقلی:......ان شیعوں کو جو عراق اور خراسان میں تھے اس بات سے مطلع کر دیا کہ عنقریب امامت اور خلافت محمد بن علی کی اولاد میں منتقل ہونے والی ہے لہٰذا جب عبداللہ کی وفات ہوئی تو شیعوں نے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہو کر خفیہ طور پر آپ کی بیعت کر لی اور آپ نے بھی عہد حکومت عمر بن عبدالعزیز میں اپنے مبلغین کو اطراف وجوانب ممالک اسلامیہ کی جانب بھیج دیا اہل خراسان نے عام طور سے بطیب خاطر آپ کی دعوت قبول کر لی اس کے بعد ان پر نقباء پر مامور کئے گئے ایک زمانہ تک آپ کا کام یوں ہی جاری رہا حتیٰ کہ ۱۲۴ھ میں محمد بن علی نے وفات پائی اور اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا ولی عہد بنا گئے اور مبلغین کو اس کی ہدایت اور وصیت کر گئے، مبلغین ان کو امام کے لقب سے یاد کرتے تھے انہوں نے اپنی طرف سے ان لوگوں کی طرف جو خراسان میں دعوت دیتے تھے ابو مسلم کو سند ولایت عنایت کر کے روانہ کیا تا کہ لوگوں میں ان کے احکام قائم رکھے اور ان کی ہدایت کو جاری کرے۔ اس کے بعد مروان بن محمد نے ابراہیم امام کو گرفتار کر کے عراق میں قید کر دیا چنانچہ وہیں ان کا انتقال ہو گیا اور ابو مسلم نے خراسان پر قبضہ کر کے عراق کا رخ کر لیا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے بیان کیا ہے اور بنو امیہ کو حکومت اور امارت میں مغلوب کر دیا اور ان کی امامت اور دولت کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

خلافت عباسیہ کا قیام ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ

دولت عباسیہ کا آغاز:......اس دولت وحکومت کا آغاز دولت شیعہ سے ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ شیعوں کے بعض فرقے ❶ کیسانیہ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بعد محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل ہیں اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے ابو ہشام عبداللہ کو امام سمجھتے ہیں۔ ان کے بعد محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امامت کے معتقد ہیں۔ اس وصیت کی وجہ سے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے ابراہیم امام بن محمد کو، اور ان کے بعد ان کے بھائی ابو العباس سفاح (یعنی عبداللہ بن حارثیہ) کو امام کہتے ہیں۔ ان کیسانیوں کے نزدیک اماموں کی یہی ترتیب ہے۔ کیسانیہ کو حرماقیہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اس لئے کہ ابو مسلم کا لقب حرماق بھی تھا۔

فرقہ راوندیہ اور اس کے عقائد:......جو شیعان بنو عباس خراسان میں رہتے تھے ان میں ایک فرقہ راوندیہ ❷ کے نام سے بھی مشہور ہے جن کا زعم یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستحق امامت حضرت عباس بن عبدالمطلب ہیں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور عصبہ ہیں اور ان کی دلیل یہ قرآنی ارشاد ہیں:

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ❸

لوگوں نے آپ کو خلافت وامارت سے روکا اور ان سے ظلماً اس کو لے لیا یہاں تک کہ اللہ جل شانہ نے خلافت کو ان کی اولاد کی طرف لوٹا دیا یہ لوگ ❹ شیخین اور عثمان رضی اللہ عنہ سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور علی کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے فرمایا تھا۔

يا ابن اخي هلم ابا يعك فلا يختلف عليك اثنان

---

❶......اس فرقہ کے تفصیلی عقائد کے بارے میں الفرق بین الفرق کا مطالعہ کریں اس میں اس فرقہ کو مختار بن ابی عبید کی طرف بھی منسوب کیا ہے اسی طرح مروج الذهب (صفحہ نمبر ۳/۸۷) مقالات الاسلامیین (صفحہ نمبر ۱/۸۹) کا مطالعہ کریں، اس فرقہ کے انہوں نے گیارہ گروپ یا شاخیں بیان کی ہے۔

❷......راوندیہ،، یہ اہل خراسان کی ایک قوم ہے جو ابو مسلم خراسانی کے عقیدہ پر تھی یہ تناسخ ارواح کے قائل تھے کہتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح عثمان بن نہیک میں آگئی ہے اور ان کا رب منصور ہے جو انہیں کھلاتا پلاتا ہے، ھثیم بن معاویہ جبرائیل ہیں، دیکھئے الکامل ابن اثیر صفحہ نمبر ۳/۵۰۲

❸......سورۃ انفال آیت نمبر ۷۵

❹......حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کو شیخین کہا جاتا ہے۔

(اے بھتیجے آؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں میری بیعت کے بعد دو آدمی بھی تم سے اختلاف نہیں کریں گے)

اور اس وجہ سے بھی کہ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے جس دن سفاح کی خلافت کی بیعت لی جا رہی تھی ممبر کوفہ میں کھڑے ہو کر کہا تھا

یا اھل کوفة انه لم یقم فیکم امام بعد محمد صلی اللّٰه علیه وسلم الا علی ابن ابی طالب وھذا القائم فیکم، یعنی سفاح.

(اے اہل کوفہ بے شک تم میں کوئی امام رسول اللہ ﷺ کے بعد نہیں قائم ہوا سوائے علیؓ بن ابی طالب کے اور اس شخص کے جو اس وقت تم میں موجود ہے) مراد اس سے سفاح تھا۔

ابوالعباس سفاح کی بیعت :......اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ آغاز اس دولت کا کس طرح ہوا اور خراسان میں ابومسلم کے ہاتھ سے کیسے یہ ظہور پذیر ہوئی پھر ان کی شیعوں کا خراسان اور عراق میں کس طرح غلبہ ہوا اس کے بعد ۱۲۳ھ مقام کوفہ میں سفاح کی خلافت کی بیعت ہوئی اس کے بعد محمد بن مروان مارا گیا اور دولت امویہ کا خاتمہ ہو گیا ان واقعات کے بعد بنو امیہ کے بعض حامیوں اور سپہ سالاروں نے ابوالعباس سفاح کے خلاف بغاوت کی۔

حبیب بن مرہ کی بغاوت :......سب سے پہلے جس نے علم مخالفت بلند کیا وہ حبیب بن مرہ مری مروان کا ایک سپہ سالار تھا جو جوران وبلقار میں متعین تھا۔ اس نے اپنی اور اپنی قوم کی جان کے خوف سے خلافت توڑی، سفید کپڑے پہنے اور سفید ہی جھنڈے نصب کئے جو شعار عباسیہ کے خلاف تھا قبیلہ قیس اور جو لوگ اس کے قرب وجوار میں تھے انہوں نے اس کی اتباع کر لی۔ سفاح ان دنوں حیرہ میں تھا انہی دنوں میں یہ خبر آئی کہ ابوالورد مجزاۃ بن کوثر بن زلسر بن حرث کلاب بھی قنسرین میں باغی ہو گیا ہے۔ یہ بھی مروان کا سپہ سالار تھا مگر جس وقت مروان کو شکست ہوئی اور عبد اللہ بن علی قنسرین میں وارد ہوئے تھے تو اس نے اپنے لشکر سمیت سفاح کی بیعت کر لی تھی۔ سلمہ بن عبدالملک کے اہل واعیال اسی کے قریب یالس ❶ وناعورہ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن علی کے ایک سپہ سالار نے ان لوگوں کو وہاں سے نکال دیا۔

ابوالورد کی بغاوت :......ان لوگوں نے ابوالورد سے اس کی شکایت کی ابوالورد نے اس سپہ سالار کو جس نے مسلمہ بن عبدالملک کے اہل واعیال کو نکال دیا تھا قتل کر کے عباسیہ سے بغاوت کر دی اہل قنسرین اس کے ساتھ مل گئے اور اس نے اہل حمص کو بھی خط وکتابت کر کے مخالفت پر ابھارا، ان سب لوگوں نے متحد ہو کر ابو محمد عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو اپنا افسر مقرر کیا اور یہ ظاہر کیا کہ یہی وہ سفیانی ہے جس کا تذکرہ کیا جاتا تھا جب یہ وحشت ناک خبر عبداللہ بن علی کے کانوں تک پہنچی تو اس نے حبیب بن مرہ سے مصالحت کر کے ابوالورد سے جنگ کے لئے قنسرین کی طرف کوچ کیا اور دمشق پہنچ کر ابو خانم عبدالحمید بن سرابعی طائی کو چار ہزار سواری دیکر اپنا نائب بنایا اور اپنے اہل واعیال اور اسباب کو اس کی حفاظت میں چھوڑ کر حمص کی طرف روانہ ہو گیا۔

اہل دمشق کی بغاوت :......وہ جیسے ہی دمشق پہنچا، اہل دمشق کی بغاوت کی خبر ملی کہ انہوں نے بھی سفید جھنڈے نصب کئے ہیں اور عثمان بن عبدالاعلیٰ ابن سراقہ ازدی ان کا افسر بنایا گیا ہے اور انہوں نے ابو خانم اور اس کے لشکر کو شکست فاش دیکر ان میں سے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اور جو کچھ مال واسباب چھوڑ آیا تھا انہوں نے لوٹ لیا ہے مگر عبداللہ نے ان سے اعراض کر کے سفیان وابوالورد سے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا ہے اور میدان جنگ میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی، جنگ چھیڑنے کے بعد عبداللہ کا بھائی عبدالصمد بن علی دس ہزار فوج کا لشکر لیکر پہنچ گیا اور دوسری جانب سے لڑائی شروع کر دی مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ تھوڑی دیر لڑنے کے بعد شکست کھا کر اپنے بھائی کے پاس بھاگ آیا۔

اہل قنسرین کی اطاعت :......عبداللہ بن علی نے فوراً از سر نو اپنی فوج کو تیار کر کے مشہور سپہ سالاروں کے ساتھ فرج احزم میں ابوالورد کے

❶......اس پر کتاب میں خالی جگہ ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ نمبر ۲۰۶ جلد نمبر ۵ مطبوعہ مصر سے لکھا ہے (مترجم)

لشکر پر حملہ کر دیا اس وقت اس کے ساتھ بیس ہزار فوج تھی چنانچہ سفیانی اور ابوالورد کا لشکر منتشر ہو کر بھاگ گیا لیکن ابوالورد پانچ سو افراد کے ساتھ جو اس کے قوم اور قبیلہ کے تھے میدان جنگ میں انتہائی ثابت قدمی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ یہ سب کے سب قتل ہو گئے اور ابومحمد عبداللہ بن یزید ترمذ کی طرف بھاگ گیا اور اہل قنسرین نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔

اہل دمشق کی اطاعت:..... عبداللہ بن علی اس مہم سے فارغ ہو کر اہل دمشق سے جنگ کرنے لوٹا مگر عثمان بن سراقہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور اہل دمشق نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر کے عبداللہ بن علی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ابومحمد سفیانی کا قتل:..... اسی زمانہ سے ابومحمد سفیانی ایک زمانہ دراز تک ترمذ میں رہا اس کے بعد ارض حجاز گیا اور منصور کے عہد حکومت تک مسلسل روپوش رہا۔ یہاں تک کہ زیاد بن عبداللہ حارثی عامل حجاز نے ابومحمد سفیانی کو قتل کر دیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو قید کر کے اس کے سر کے ساتھ المنصور کے پاس بھیج دیا مگر المنصور نے ان دونوں کو رہا کر دیا۔

اہل جزیرہ اور قرقیسا کی بغاوت:..... اس کے بعد اہل جزیرہ میں بغاوت پھوٹ نکلی انہوں نے بھی سفید جھنڈے نصب کر دیئے، چنانچہ سفاح نے تین ہزار فوج اپنے نامی گرامی سپہ سالار موسیٰ بن کعب کے ساتھ روانہ کر دی۔ موسیٰ بن کعب نے اس کو حران میں ٹھہرایا۔ اسحٰق بن مسلم عقیلی مراون کی جانب سے آرمینیہ کا گورنر تھا جب اس کو مروان کی شکست کی خبر ملی تو اس نے آرمینیہ سے کوچ کر دیا اہل جزیرہ نے متحد ہو کر اسحٰق کے سر پر سرداری کی ٹوپی رکھ دی اور حراّن میں پہنچ کر حران کا محاصرہ کر لیا دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہے سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر کو مامور کیا، یہ واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا چنانچہ ابوجعفر واسط سے اسحٰق بن مسلمہ سے جنگ کرنے کیلئے قرقیسا ورقہ ہوتا ہوا حران کی طرف روانہ ہو گیا اہل قرقیسا ورقہ بھی باغی ہو گئے تھے اور انہوں نے سفید جھنڈے لہرا دیئے تھے، اسحٰق بن مسلمہ یہ خبر سن کر محاصرہ چھوڑ کر الرہا چلا گیا اور اپنے بھائی بکار بن مسلم کو قبائل ربیعہ کے پاس اطراف ماردین میں بھیج دیا، اہل ماردین کا سرداران دنوں بریکہ نامی ایک شخص حروریہ فرقے کا تھا ابوجعفر یہ سن کر ماردین پر پہنچ گیا لڑائی ہوئی تو بریکہ مارا گیا۔

بکار بن مسلم کی اطاعت:..... بکار بن مسلم اپنے بھائی کے پاس الرہا لوٹ آیا، اسحٰق اس کو الرہا میں چھوڑ کر لشکر کا بڑا حصہ اپنے ہمراہ لیکر سمیساط چلا گیا عبداللہ بن علی یہ خبر سن کر الرہا پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد ابوجعفر بھی آ گیا چنانچہ سات مہینہ تک محاصرہ کئے رہے، بکار سے متعدد لڑائیاں بھی ہوئیں لیکن کسی میں بھی عبداللہ وابوجعفر کو کامیابی نہ ہوئی بکار اکثر کہا کرتا تھا کہ میں بیعت نہیں توڑوں گا جب تک میں اس کی موت کی خبر سن نہ لوں کہ جس کی میں بیعت کر چکا ہوں، ابھی تک جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا کہ مروان کی موت کی خبر پہنچ گئی چنانچہ بکار نے امان طلب کی اور سفاح کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو امان دیدی گئی اور حاضری کا حکم صادر ہو گیا، اسحٰق بھی ابوجعفر کے پاس چلا گیا اور اس کے معتمد لوگوں میں داخل ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد اہل جزیرہ وشام نے پھر سرتابی نہیں کی، سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر کو جزیرہ آرمینیہ اور آذربائیجان کا گورنر مقرر کر دیا اس زمانہ سے برابر ابوجعفر اسی عہدہ پر رہا تا آنکہ ولی عہد بنایا گیا۔

یزید بن ہبیرہ:..... یزید بن ہبیرہ حسن بن قحطبہ سے شکست کھا کر بھاگ گیا تھا اور یہ کہ واسط میں قلعہ بند ہو گیا تھا، حوثرہ اور اس کے بعض ساتھیوں نے شکست کے بعد کوفہ چلے جانے کی رائے دی لیکن اس نے انکار کر دیا تھا تب یحییٰ بن حفص نے مروان کے پاس چلے جانے کو کہا، ابن ہبیرہ نے یہ بھی قبول نہیں کیا کیونکہ مروان کی مخالفت کی وجہ سے اس کو اپنی جان کا خطرہ تھا چنانچہ اس نے مجبوراً واسط میں پہنچ کر قلعہ بندی کر لی، ابوسلمہ نے حسن بن قحطبہ کو اس محاصرہ پر مامور کیا، ابن ہبیرہ بھی لشکر شام لیکر مقابلہ کے لئے نکلا اور اس کے میمنہ پر داؤد تھا اور حسن بن قحطبہ کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ تھا، لڑائی ہوئی اور لشکر اہل شام شکست کھا کر مضطربانہ دجلہ کی طرف بھاگ گیا بے شمار آدمی ڈوب کر مر گئے اور کچھ کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ گئے، ابن ہبیرہ نے باقی ماندہ فوج کے ساتھ شہر میں جا کر جان بچائی، اس واقعہ کے سات دن کے بعد دوبارہ جنگ کرنے نکلا مگر پھر بھی شکست کھا کر

میدان جنگ سے بھاگ گیا، ایک مدت تک فریقین جنگ سے رکے رہے لیکن وقتاً فوقتاً جنگ کی یاد دہانی کے لئے ایک دوسرے پر تیر برسا دیا کرتے تھے اس دوران ابن ہبیرہ کو یہ خبر ملی کہ ابوامیہ تغلبی نے دولت عباسیہ کی حمایت کے اظہار کے لئے سیاہ کپڑے پہنے ہیں چنانچہ ابن ہبیرہ نے اس کو گرفتار کرا کے قید کر دیا، قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے اس پر سرگوشی شروع کر دی معن بن زائدہ کو بھی اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی ان لوگوں نے تین آدمیوں کو فزارہ سے ابوامیہ کے بدلہ میں گرفتار کر لیا اور معن وعبداللہ بن عبدالرحمٰن بن بشیر عجلی مع ان لوگوں کے جوان کے ساتھ تھے رک گئے، ابن ہبیرہ نے مجبور ہو کر ابوامیہ کو رہا کر دیا اور ان لوگوں سے معافی مانگ لی اور یہ لوگ دوبارہ جیسا کہ پہلے متحد تھے متفق الکلمہ ہو گئے۔

ابوجعفر کا تقرر:......اسی دوران سجستان کی طرف سے ابونصر مالک بن ہیثم پہنچ گیا، حسن بن قحطبہ نے ایک وفد غیلان بن عبداللہ خزاعی کی سربراہی میں سفاح کی خدمت میں ابونصر مالک کے آنے کی خبر پہنچانے کے لئے روانہ کیا، غیلان نے بات چیت کر کے سفاح کو اس بات پر تیار کیا کہ وہ اپنے خاندان میں سے کسی کو امیر لشکر مقرر کر دے چنانچہ سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر کو مقرر کر دیا اور حسن بن قحطبہ کو اس مضمون کا فرمان لکھا کہ اگرچہ شاہی لشکر تمہارا ہی لشکر ہے اور فوج کے سپہ سالار تمہارے ہی ماتحت ہے لیکن مابدولت میرا یہ خیال ہوا کہ میں اپنے بھائی کو موقع جنگ میں بھیج دوں لہٰذا تم کو مناسب ہے کہ تم خوشی کے ساتھ اس کی اطاعت کرو اور انتہائی عمدگی سے اس کی وزارت کو انجام دو، چنانچہ حسن بن قحطبہ نے نہایت عزت واحترام سے ابوجعفر کو اپنے خیمہ میں ٹھہرایا اور عثمان بن نہیک کو اس کی حفاظت پر متعین کیا۔

مالک اور ابن ہبیرہ کی جنگ:...... اس کے بعد مالک بن ہیثم اہل شام وابن ہبیرہ سے جنگ کرنے نکلا ادھر اہل شام نے جنگ چھیڑنے سے پہلے معن بن زائدہ وابویحییٰ کو کمین گاہ میں بٹھا کر لڑائی شروع کی تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے، جس وقت مالک بن ہیثم کمین گاہ سے آگے بڑھا پیچھے سے معن بن زائدہ وابویحییٰ نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا رات تک نہایت شدت سے لڑائی ہوتی رہی پھر خود بخود لڑائی رک گئی چند دنوں تک لڑائی رکی رہی اس کے بعد اہل واسط نے معن بن زائدہ ومحمد بن نباتہ کے ساتھ مل کر حملہ کر دیا مگر حسن بن قحطبہ کے ساتھیوں نے ان کو دجلہ کی طرف پسپا کر دیا چنانچہ اکثر اہل واسط دجلہ میں مر گئے، اب اس وقت تک لڑائی ختم ہو چکی تھی فتح مند گروپ اپنے مورچہ کی طرف واپس آ رہا تھا کہ اتفاق سے مالک بن ہیثم کی نظر ایک لاش پر پڑی جو مقتل میں خاک وخون میں پڑی ہوئی تھی، ٹھہر گیا اور غور سے دیکھتا رہا تو اس پر انکشاف ہوا کہ یہ لاش اس کے بیٹے کی ہے لہٰذا جوش میں آ کر اہل واسط پر اس زور کا دوبارہ حملہ کر دیا کہ اہل واسط نے شہر میں جا کر دم لیا ادھر مالک نے محاصرہ میں پہلے سے زیادہ سختی شروع کر دی کشتیوں پر لکڑیوں کو لا دتا اور ان کو جلا دیتا تھا اس مقصد سے کہ جس سمت سے یہ ہو کر گذرے اس کو جلا دیں ابن ہبیرہ ان کو بڑے بڑے لوہے کے کنڑوں سے گھسٹوا کر بجھوا دیتا تھا، گیارہ مہینے اسی حالت میں گذر گئے اور جنگ ختم نہیں ہو پا رہی تھی کہ اسماعیل بن عبداللہ قسری نے ابن ہبیرہ کے پاس پہنچ کر مروان کے مارے جانے کی خبر سنائی چنانچہ یمانیہ نے یہ سنتے ہی جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا اور ارا یہ ان سے اس معاملہ میں متفق ہو گئے اس کے بعد ابن ہبیرہ کے ساتھ میدان جنگ میں سوائے اس کے خاص خدام وملازمین کے اور کوئی لڑنے نہیں آیا۔

صلح کی کوشش:......اس نے روزانہ کی جنگ سے تنگ آ کر محمد بن عبداللہ بن حسین مثنیٰ کے پاس کہلوایا کہ آپ واپس جائیں میں آپ کی بیعت کر لوں گا مگر محمد بن عبداللہ نے جواب بھیجنے میں تاخیر کر دی، ادھر سفاح نے ابن ہبیرہ کے ہمراہیوں میں سے یمامیہ سے خط وکتابت شروع کر دی اور انکو انعام واکرام کی لالچ دی جس سے زیاد بن صالح وزیاد بن عبیداللہ حرثیان ابن ہبیرہ سے یہ وعدہ کر کے کہ ہم درمیان میں ٹھہر کر سفاح سے صلح کرا دیں گے، ابن ہبیرہ کے لشکر سے نکل کر سفاح کے پاس چلے گئے مگر انہوں نے وعدہ پورا نہیں کیا البتہ فریقین کے سفید صلح کرانے کی فکر کرنے لگے بالآخر یہ طے پایا کہ ایک عہد نامہ ان شرائط کے ساتھ لکھا جائے جس کو ابن ہبیرہ منظور کرے چنانچہ ابن ہبیرہ اس سلسلہ میں علماء سے چالیس دن تک مشورہ کرتا رہا یہاں تک عہد نامہ صلح لکھ کر بھیج دیا، ابوجعفر نے اس کو سفاح کی خدمت میں روانہ کر دیا اور سفاح نے اس کے نفاذ کا حکم دے دیا، چونکہ سفاح کوئی کام ابومسلم کے مشورہ کے خلاف نہیں کرتا تھا اس وجہ سے اس نے ابومسلم کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا مگر ابومسلم نے اسے یہ لکھا کہ جب راستہ میں کوئی پتھر آ جائے تو اس کو توڑ ڈالو اور اللہ کی قسم ہے جس راستہ میں ابن ہبیرہ ہو گا وہ درست اور سیدھا نہیں ہو سکتا، تکمیل عہد نامہ کے بعد ابن ہبیرہ

ایک ہزار تین سو سواروں کے ساتھ ابو جعفر سے ملنے آیا، حاجب نے بڑھ کر ادب سے سلام کیا عزت و احترام سے بٹھا کر کہا ذرا صبر کیجئے ابو جعفر کی خدمت میں اس وقت خراسان کے دس ہزار روساء کسی معاملہ میں گفتگو کر رہے تھے، اس کے تھوڑی دیر کے بعد ابن ہبیرہ کو حاضری کی اجازت دی گئی ابو جعفر المنصور دیر تک ابن ہبیرہ سے ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا اس کے بعد ابن ہبیرہ رخصت ہو کر اپنے ٹھکانہ میں چلا گیا۔

سفاح کی ابن ہبیرہ سے بدعہدی:...... ایک مدت تک ہر دوسرے دن ابو جعفر کے پاس ابن ہبیرہ اسی آن بان سے آتا جاتا رہا لوگوں نے ابو جعفر کو یہ یقین دلا دیا کہ ابن ہبیرہ پانچ سو سواروں اور تین سو پیدل فوجوں کو لیکر آپ کی خدمت میں آیا کرتا تھا اس سے لشکریوں کی نظر میں اس کی وقعت بڑھتی جا رہی ہے، ابو جعفر اس فریب میں آ گیا اور حکم دے دیا کہ آئندہ صرف اپنے مصاحبین کے ساتھ آیا کریں، ابن ہبیرہ بیس آدمیوں کے ساتھ آنے جانے لگا آخر اس کے ساتھ فقط تین آدمی جاتے تھے سفاح کو اس پر بھی صبر نہ آیا چنانچہ حکم بھیج دیا کہ ابن ہبیرہ کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دو مگر ابو جعفر اس عہد نامہ کے لحاظ سے جس کو وہ لکھ چکا تھا اس فعل سے جھجکتا تھا چنانچہ سفاح نے ایک سخت فرمان روانہ کیا کہ فوراً ابن ہبیرہ کو قتل کر دو ورنہ میں ایسے لوگوں کو مامور کروں گا جو اس کو تمہارے قبضہ سے نکال کر قتل کر ڈالیں گے، ابو جعفر نے سرداران قیسیہ و مضریہ کو جو ابن ہبیرہ کے ساتھ تھے بلوایا اور ابن نہیک نے ایک سو خراسانی سپاہیوں کو مکان کے ایک کونے میں بٹھا دیا جب وہ لوگ بیس آدمیوں کے ساتھ جس کے سردار محمد بن نباتہ و حوثرہ بن سہیل تھے دار الامارت کے دروازے پر آئے تو سلام بن سلیم حاجب نے دو دو آدمیوں کو اندر بلانا شروع کیا اور ابن نہیک وغیرہ ان کی مشکیں باندھنے لگے جس وقت یہ سب قید کر لئے گئے تو اس وقت ابو جعفر نے خازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ کو ایک سو افراد کے ساتھ ابن ہبیرہ کی گرفتاری پر مقرر کیا۔

ابن ہبیرہ کا قتل:...... چنانچہ خازم و ہیثم نے ابن ہبیرہ سے جا کر یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ بیت المال سے مال لینے آئے ہیں ابن ہبیرہ کے حاجب نے بیت المال کے دروازے کھول دیئے اور خزانوں کی کنجیاں دے دی، کچھ لوگ بیت المال اور خزانوں کی طرف چلے گئے اور کچھ لوگ ابن ہبیرہ کی جانب لپکے، چنانچہ حاجب نے آگے بڑھ کر روکنے کا ارادہ کیا تو ہیثم نے اس پر تلوار چلائی جس سے حاجب تیورا کر گر پڑا، اور داؤد بن ابن ہبیرہ لڑنے لگا، داؤد اور اس کے آزاد غلاموں کا ایک گروپ مارڈالا گیا آخر میں ابن ہبیرہ کو بھی قتل کر دیا گیا اور سب کے سر اتار کر ابو جعفر کے پاس بھیج دیئے گئے اس کے بعد حکیم بن عبد الملک بن بشرہ خالد بن مسلمہ مخزومی اور عمرو بن زر کے علاوہ باقی ماندہ لوگوں کے لئے امان کا اعلان کر دیا گیا، حکیم تو بھاگ گیا اور خالد بن مسلمہ کو ابو جعفر نے امان دی دی لیکن سفاح نے اس کو قبول نہ کیا اور اسے قتل کروا دیا البتہ زیاد بن عبید اللہ نے عمرو بن زر کی سفارش کی جس کو امن دے دیا گیا اور یوں یہ بچ گیا۔

ابو سلمہ کا قتل:...... اس سے پہلے ہم وہ واقعات بیان کر آئے ہیں جو ابو سلمہ خلال سے حکومت ابو العباس سفاح کے سلسلہ میں واقع ہوئے تھے اور شیعوں نے اس بات کا اس پر الزام لگایا تھا چنانچہ سفاح کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی اس وقت سفاح اپنی لشکر گاہ ❶ حمام اعین میں (کوفہ کے باہر) مقیم تھا اس کے بعد سفاح مدینہ ہاشمیہ چلا گیا اور اپنے محل میں قیام کیا مگر ابو سلمہ کی طرف سے ناراضگی کی وہی کیفیت تھی چنانچہ ابو مسلم کو اس کی سرکشی کیا حالات لکھ کر مشورہ طلب کیا، ابو مسلم نے ابو سلمہ کے قتل کی رائے دی مگر داؤد بن علی نے کہا تم یہ کام نہ کرو کیونکہ یہ کام تمہارے شایان شان نہیں ہے ابو مسلم اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں اس میں موشگافیاں کریں گے اور وہ لوگ اس کے زیادہ فرمانبردار ہیں بہتر یہ ہے کہ ابو مسلم کو لکھ دو کہ وہ خود کسی ایسے شخص کو بھیج دیں جو اس کو قتل کر دیں، سفاح نے ایسا ہی کیا تو ابو مسلم نے مرار بن انس ضبی کو ابو سلمہ کے قتل پر مقرر کر دیا، مرار نے سفاح سے آنے کی وجہ ظاہر کی تو سفاح نے اعلان کروا دیا کہ امیر المؤمنین ابو سلمہ سے خوش ہو گئے ہیں اور اسے بلوایا ہے چنانچہ ابو سلمہ سفاح کی خدمت میں گیا اور پوری رات باتیں کرتا رہا صبح کو اپنے ٹھکانے کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں مرار بن انس اور اس کے ساتھی مل گئے مرار نے لپک کر ابو سلمہ پر تلوار چلائی ابو سلمہ بے دم ہو کر منہ کے بل گر پڑا اس کے ساتھی چلا اٹھے کہ افسوس افسوس کسی خارجی نے اس کو مار ڈالا، دن چڑھے تو سفاح کے بھائی یحییٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسے دفن کر دیا گیا، ابو سلمہ کو وزیر آل محمد کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا جیسا کہ ابو مسلم امیر آل محمد کے لقب سے مشہور تھا۔

---

❶...... بعض نسخوں میں بعکوہ لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

سلیمان بن کثیر کا قتل:...... ابوسلمہ کے مارے جانے کے بعد ابومسلم کو اس کی اطلاع دی گئی اس کے بعد ابومسلم نے سلیمان بن کثیر کی بیخ کنی کی فکر شروع کر دی دو چار دن کے بعد ہی اس کے قتل کا بھی حکم دیدیا اور فارس پر محمد بن اشعث کو مقرر کر کے روانہ کر دیا اور یہ حکم دیا کہ ابوسلمہ کو مار ڈالنا لہٰذا محمد بن اشعث نے ایسا ہی کیا۔

سفاح کے گورنر:...... جس وقت سفاح کی حکومت کو استحکام واستقلال حاصل ہو گیا تو اس وقت اس نے کوفہ وسواد پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مقرر کیا پھر اس کے بعد اس کو کوفہ وسواد سے معزول کر کے حجاز یمن اور یمامہ کا گورنر بنا دیا اور اس کی جگہ کوفہ وسواد پر اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد ❶ کو مقرر فرمایا ۱۳۳ھ میں داؤد کے انتقال کے بعد اپنے ماموں یزید بن عبیداللہ بن عبدالمدن حارثی کو حجاز و یمامہ کی اور محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبد المدن کو یمن کی گورنری عنایت کی ۔گزشتہ سال ۱۳۲ھ میں ❷ سفیان بن عیینہ مہلبی کو بصرہ کا گورنر بنایا گیا لیکن ۱۳۳ھ میں اس کو معزول کر کے بجائے اس کے اپنے چچا سلیمان بن علی کو گورنر بنا دیا اور کور دجلہ بحرین اور عمان کو اس کے صوبہ سے ملحق کر دیا اسی زمانہ یعنی ۱۳۲ھ میں سفاح کا ایک چچا اسمٰعیل بن علی اہواز کا دوسرا چچا عبداللہ بن علی شام کا، ابوعون عبدالملک بن یزید مصر کا اور ابومسلم خراسان وجبال کا گورنر بنائے گئے اور خالد بن برمک کو دیوان الخراج (محکمہ مال گذاری) کا متولی بنایا گیا۔

محمد بن اشعث اور عیسیٰ بن علی:...... سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کی سند گورنری مرحمت کر کے فارس روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی محمد بن اشعث ابومسلم کی جانب سے گورنر بن کر فارس پہنچ گیا تھا چنانچہ محمد بن اشعث عیسیٰ بن علی کے قتل کے پیچھے پڑ گیا لوگ رکاوٹ بنے تو یہ ظاہر کیا کہ مجھے ابومسلم نے حکم دیا ہے کہ جو شخص میرے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے گورنر بن کر آئے تو اس کو قتل کر ڈالنا مگر پھر کچھ سوچ کر عیسیٰ کے قتل سے رک گیا اور بہ حلف شرعی اس سے یہ اقرار لے لیا کہ پوری زندگی کسی منبر پر خطبہ دینے کی غرض سے نہیں جائے گا اور نہ ہی جہاد کے سوا کبھی تلوار اٹھائے گا چنانچہ عیسیٰ نے اس حلف کو پورا کیا۔

اسماعیل بن علی اور محمد بن صول:...... محمد بن اشعث کے بعد سفاح نے اپنے چچا اسماعیل بن علی کو فارس پر اور محمد بن صول کو موصل پر متعین کیا مگر اہل موصل نے محمد بن صول کو نکال دیا اور یہ کہا کہ خثعم کو ہمارا حاکم بنا دیا یہ لوگ بنوعباس سے منحرف تھے سفاح نے غصہ میں آ کر اپنے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو بارہ ہزار کا لشکر دیکر روانہ کیا، یحییٰ بن محمد نے موصل پہنچ کر جامع مسجد کے قریب قصر امارت میں قیام کیا اور حیلہ وفریب سے اہل موصل کو بلا کر ان کے بارہ آدمیوں کو قتل کر دیا اہل موصل کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی، بدلہ لینے کی غرض سے سب کے سب جنگ کرنے پر تیار ہو گئے۔

جامع مسجد موصل میں قتل عام:...... یحییٰ نے یہ رنگ دیکھ کر اعلان کرا دیا کہ جو شخص جامع مسجد میں چلا آئے گا اس کو امان دی جائے گی لوگ یہ سن کر جامع مسجد کی طرف دوڑے یحییٰ نے پہلے ہی سے جامع مسجد کے دروازوں پر آدمیوں کو کھڑا کر رکھا تھا جو بھی شخص جامع مسجد کے اندر جاتا تھا اس کو یہ لوگ قتل کر دیتے تھے، کہا جاتا تھا کہ اس مکر فریب سے گیارہ ہزار آدمی قتل کئے گئے اور یہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو جنگ پر تیار ہوئے تھے ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی قتل کئے گئے جن کا کچھ شمار نہیں ہے رات ہوئی تو یحییٰ کے کان میں ان عورتوں کی رونے کی آواز آئی جن کے بھائی، باپ، بیٹے اور شوہر قتل کئے گئے تھے صبح ہوتے ہی حکم دے دیا کہ عورتیں اور بچے بھی قتل کر دیئے جائیں چنانچہ تین روز تک خون مباح کر دیا گیا، پھر کیا تھا قتل عام کا بازار گرم ہو گیا اس کے لشکر میں چار ہزار زنگی تھے انہوں نے عورتوں کی عصمت وپاک دامنی پر دست اندازی شروع کر دی ہزاروں عورتوں کو زبردستی پکڑ کر لے گئے۔

یحییٰ بن محمد کی دورنگی:...... اس قتل عام کے بعد چوتھے دن یحییٰ شہر دیکھنے کے غرض سے سوار ہو کر نکلا جلوس میں اس کے اردگرد ہزاروں لوگ ننگی تلواروں اور دوسرے اسلحہ لئے ہوئے تھے ایک عورت نے لپک کر یحییٰ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہنے لگی کیا تم بنوہاشم کے نہیں ہو؟ کیا تم رسول اللہ کے چچا کے اولاد نہیں ہو؟ کیا تم کو یہ خبر نہیں ملی کہ مومن اور مسلمان عورتوں سے زنگیوں نے زبردستی نکاح کئے ہیں، مگر یحییٰ نے اس کا کوئی جواب نہیں

---

❶ ...... دیکھئے مروج الذہب صفحہ نمبر ۳/۴۲۸ ❷ ...... بعض نسخوں میں سفیان بن معاویہ لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

دیا اور چلا گیا اگلے دن زنگیوں کو روزینہ دینے کے لئے بلایا جب سارے زنگی جمع ہو گئے تو سب کے قتل کا حکم دے دیا، سفاح کو اہل موصل کے ساتھ اس بدعملی ظلم اور خون ریزی کی خبر ملی تو اس کو معزول کر کے اس کی جگہ اسمٰعیل بن علی کو مامور کیا اور اسمٰعیل کے جگہ اس کو اہواز فارس کی حکومت پر بھیج دیا۔

رومیوں کا ملطیہ و قالقیلا پر قبضہ: ...... ۱۳۳ھ میں قسطنطین حاکم روم نے مسلمانوں کے خلاف خروج کر کے ملطیہ کا محاصرہ کر لیا، اسی زمانہ میں جزیرہ میں بھی بغاوت پھیلی ہوئی تھی ان دنوں اس کا عامل موسیٰ بن کعب بن اسان تھا، ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اہل ملطیہ امان حاصل کر کے بلاد جزیرہ کی طرف چلے گئے اور جتنا مال و اسباب اٹھا سکے اپنے ساتھ اٹھا لائے رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالقیلا کا رخ کیا اور مرج خصی میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا، قسطنطین نے ایک لشکر اپنے نامی گرامی سپہ سالار کوشان ارمنی کی کمان میں قالقیلا (اطراف ماردین) کی جانب روانہ کیا کوشان نے قالقیلا پہنچ کر اس کو محاصرہ کر لیا شہر ہی کے ایک ارمنی نے کوشان سے سازش کر کے شہر پناہ کی دیوار میں سوراخ کر دیا اور کوشان رات کے وقت بحالت غفلت اپنی قوم کے ساتھ گھس گیا اور قالقیلا پر تلوار کے زور سے قبضہ کر لیا اور یوں ہزاروں مسلمان اس معرکہ میں جاں بحق ہو گئے۔

مثنیٰ بن یزید کا قتل: ...... مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کو اس کے باپ نے یمامہ پر مامور کیا تھا جب اس کا باپ مارا گیا تو اس نے یمامہ پر سفاح کے گورنر کو قبضہ دینے سے انکار کر دیا چنانچہ زیاد بن عبید المدان نے مدینہ سے ایک لشکر ابراہیم بن حبان سلمی کے ساتھ یمامہ کی طرف روانہ کر دیا، ابراہیم بن حبان نے مثنیٰ بن یزید کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

اہل بخارا کی بغاوت: ...... اسی سال شریک بن شیخ مہری نے بخارا میں ابومسلم کے خلاف بغاوت کی اور اس کے اکثر انتظامات کو درہم برہم کر دیا تین ہزار سے زیادہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے، ابومسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو شریک سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا، شریک اور زیاد کے درمیان لڑائی ہوئی تو شریک مارا گیا، اسی سال ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے بلاد ختل پر چڑھائی کی حبش بن تبل بادشاہ ختل بھاگ کر ایک قلعہ میں چھپ گیا دہقانوں نے مقابلہ کیا مگر ابوداؤد نے ان کو شکست دیکر اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا جس میں حبش چھپا ہوا تھا ایک مدت کے محاصرہ کے بعد حبش مع دہقانوں کے نکل کر فرغانہ اور فرغانہ سے چلا گیا ابوداؤد نے جن لوگوں کو قلعہ میں پایا ان کو مال غنیمت سمیت ابومسلم کے پاس بھیج دیا۔

اخشید اور شاہ شاش کی کشیدگی: ...... اسی سال اخشید فرغانہ و بادشاہ شاش کے درمیان فتنہ و فساد پیدا ہو گیا اخشید نے بادشاہ چین سے امداد طلب کر لی چنانچہ بادشاہ چین نے ایک لاکھ فوج کے ذریعہ اخشید کی مدد کی، اخشید نے بادشاہ شاش کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ بادشاہ شاش قلعہ سے نکل آیا مگر اخشید اور بادشاہ چین نے اس سے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی اور نہ ہی اس کی قوم سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی، ابومسلم کو یہ خبر ملی تو اس نے زیاد بن صالح کو ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے روانہ کر دیا زیاد بن صالح کی ان سے نہر طراز پر مڈبھیڑ ہو گئی اور پھر ایک خون ریز جنگ کے بعد مسلمانوں کو کامیابی ہوئی تقریباً پچاس ہزار آدمیوں کو مسلمانوں نے قتل کر دیا اور بیس ہزار کو گرفتار کر لیا باقی جو بچے وہ ملک چین بھاگ گئے یہ واقعہ ذی الحجہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

بسام کی بغاوت: ...... ۱۳۴ھ کا دور شروع ہوا تو بسام بن ابراہیم نے جو خراسان کا ایک نامور سپہ سالار تھا علم بغاوت بلند کیا اور لشکر سفاح کے ایک گروپ کو اپنا حامی بنا کر ان کے ساتھ مدائن کی طرف روانہ ہو گیا، سفاح نے اس کے بعد ہی حازم میں خزیمہ کو بسام سے جنگ کرنے روانہ کر دیا بسام اور خازم کی لڑائی ہوئی چنانچہ بسام کے اکثر ساتھی اس معرکہ میں کام آ گئے اور بسام میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا اور خازم تھوڑی دیر تعاقب کر کے واپس آ گیا۔

خازم کی سفاکی: ...... اتفاق سے خازم مقام ذات مطامیر کی طرف سے گذرا جہاں پر سفاح کے ماموں بنو عبدالمدان کا خاندان ستر آدمیوں کی تعداد میں جس میں ان کے اعزاء واقارب اور خدام بھی تھے مقیم تھا لوگوں نے بیان کیا کہ مغیرہ بسام کا ساتھی ان کے پاس مقیم ہے خازم نے ان لوگوں کو بلا کر مغیرہ کا حال معلوم کیا ان لوگوں نے جواب دیا وہ ہمارے پاس اجازت حاصل کر کے آیا تھا اور ایک رات رہ کر چلا گیا، خازم نے ان

لوگوں کو ڈرایا دھمکایا تو وہ لوگ بھی سختی کے ساتھ پیش آئے خازم نے ان سب کو قتل کر کے ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور مکانات کو منہدم کر دیا، یمانیہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوگئی چنانچہ وہ سب اکھٹے ہو کر زیاد بن عبید اللہ حارثی کے پاس گئے اور زیاد بن عبید اللہ ان لوگوں کے ساتھ سیدھا سفاح کے پاس چلا گیا اور خازم کے اس سفا کانہ فعل کی شکایت کی اور اسکو خازم کے قتل پر تیار کر لیا۔

خازم کے قتل کا فیصلہ واپس:......موسیٰ بن کعب وابو جہم بن عطیہ یہ خبر سن کر سفاح کے پاس دوڑے آئے اور عرض کیا امیر المؤمنین! خازم آپ کا پرانا جاں نثار ہے اس نے آپ کی بے حد اعانت کی ہے آپ کے ساتھ مل کر اپنے اعزہ وا قارب سے لڑا ہے اور جو شخص بھی آپ کا مخالف ہوا تھا اس کو ہی اس نے قتل کیا ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ آپ اس سے درگذر فرمائیں اور اگر قتل کئے بغیر چارہ نہ ہو تو کسی سرحد میں بھیج دیں اگر جنگ میں قتل ہو گیا تو فہو المراد، اور اگر کامیاب ہو گیا تو آپ کو اس کا ثواب ملے گا ہمارا خیال ہے کہ خازم کو ان خوارج کے سرکوبی کے لئے بھیج دیجئے جو عمان و جزیرہ ابن کاوان میں شیبان بن عبدالعزیز لشکر کی ماتحتی میں ہیں، سفاح نے اس رائے کے مطابق سات سو جنگ جوؤں کو خازم کے ساتھ وہاں بھیج دیا۔

خازم کی روانگی:......سلیمان علی نے بصرہ سے کشتیوں پر سوار کرا کر جزیرہ ابن کاوان کی طرف خازم کو روانہ کر دیا خازم کے ساتھ سات سو فوج کے علاوہ اس کے اہل واعیال، خاندانی اعزہ یا خدام اور چند لوگ بنو تمیم کے بھی بصرہ سے گئے تھے خازم نے جزیرہ ابن کاوان کے قریب پہنچ کر فضلہ بن نعیم منشلی کو پانچ سو افراد کے ساتھ شیبان سے جنگ کرنے کے بھیجا شیبان اپنے ساتھیوں سمیت شکست کھا کر کشتیوں پر سوار ہو کر عمان کی طرف بھاگ گیا اور یہ فرقہ صفریہ سے تھا عمان پہنچا تو جلندی نے جو فرقہ اباضیہ سے تھا اپنی فوج مرتب کر کے اس کا مقابلہ کیا چنانچہ شیبان اپنے ساتھیوں سمیت مارا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، شیبان وہ شیبان بن سلمہ نہیں ہے جو خراسان میں مارا گیا تھا بسا اوقات ان دونوں کے ناموں میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔

جلندی سے خازم کا معرکہ:......خازم نے اس مہم سے فارغ ہو کر ساحل عمان پر پہنچ کر جلندی سے لڑائی چھیڑ دی ایک مدت تک ایک حالت پر لڑائی ہوتی رہی فریقین ایک دوسرے پر غالب نہ آئے تھے بالآخر خازم کے حکم سے اس کے لشکریوں نے اپنے تیروں کے پھلوں کو روغن سے آلودہ کر کے آگ لگا کر جلندی کے فوج کے گھروں میں پھینکنا شروع کر دی تیروں کا مکانات پر پہنچنا تھا کہ آگ لگ گئی مجبوراً جلندی کے ساتھی اہل واعیال کو بچانے کے غرض سے آگ بجھانے میں مشغول ہو گئے ادھر خازم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا جلندی اور اس کے ساتھی جو تعداد میں دس ہزار تھے قتل کر دیئے گئے خازم نے ان کے سروں کو سلیمان کے پاس بصرہ میں اور سلیمان نے دارالخلافت میں سفاح کے پاس بھیج دیا اس سے سفاح کو اپنی پہلی رائے پر ندامت ہوئی۔

کش پر قبضہ:......اس کے بعد اسی سال ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش پر جہاد کیا اور بادشاہ کش کو مار ڈالا حالانکہ وہ مطیع تھا اور اہل کش کے خون کو بھی مباح کر دیا قیمتی قیمتی برتن جو سونے کے پانی سے مزین تھے، ریشمی کپڑے، سامان آرائش اور نفیس نفیس اسراب چینی جس کو زمانہ کے آنکھ نے کبھی نہ دیکھا تھا لوٹ کر سمرقند میں ابو مسلم کے پاس بھیج دیئے اور کش کے چند دہقانوں کو بھی اس واقعہ میں قتل کر دیا اور طاران کو تخت نشین کر کے بلخ واپس آ گیا۔ ان دنوں ابو مسلم زیاد بن صالح کو بخارا و سمرقند کا نائب بنا کر اہل صغد و بخارا کی خون ریزی کے بعد اور سمرقند میں شہر پناہ بنانے کا حکم دے کر مرو واپس چلا گیا تھا۔

سندھ کی بغاوت:......ان واقعات کے بعد سفاح کو سندھ میں منصور بن جمہور کی عہد شکنی و بغاوت کی خبر ملی چنانچہ افسر پولیس موسیٰ بن کعب کو اس مہم پر بھیج دیا اور اس کی جگہ اس عہدے پر مسیب بن زہیر کو مقرر کر دیا موسیٰ اور منصور کا سرحد ہند پر مقابلہ ہوا منصور کے ساتھ بارہ ہزار فوج تھی اس کے باوجود موسیٰ سے شکست کھا کر بھاگ گیا اور ریگستان میں پیاس کی شدت سے مر گیا منصور کے گورنر نے جو سندھ میں تھا یہ سن کر اپنے اہل واعیال واسباب سمیت بلاد خزر چلا گیا۔

زیاد بن صالح کی بغاوت:......۱۳۵ھ میں زیاد بن صالح نے وراء النہر میں خروج کیا ابو مسلم اس سے جنگ کرنے کے لئے مرو سے روانہ

ہوا اور ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو زیاد کی دست برد سے ترمذ کو بچانے کے لئے ترمذ بھیج دیا جوں ہی نصر ترمذ پہنچا چند لوگوں نے طالقان سے نکل کر عیسیٰ بن ماہان کو قاتلین نصر کے تعاقب پر مامور کر دیا چنانچہ عیسیٰ نے قاتلین نصر کو چن چن کر قتل کر دیا اس دوران ابومسلم آمد پہنچ گیا اس کے ساتھ سباع بن نعمان آزادی بھی تھا جس کو سفاح نے زیاد بن صالح کے ساتھ یہ سمجھا کر بھیجا تھا کہ اگر فرصت وموقع ملے تو ابومسلم کو قتل کر دینا کسی نے یہ خبر ابومسلم تک پہنچا دی چنانچہ ابومسلم نے سباع کو آمد میں قید کر دیا اور گورنر آمد کو اس کے قتل کا حکم دے کر روانہ ہو گیا راستے میں زیاد کے چند سپہ سالار مل گئے جو اس کی سرداری سے منحرف ہو گئے تھے چنانچہ ابومسلم بخارا میں داخل ہو گیا زیاد ڈر کر ایک دہقان کے گھر میں چھپ گیا مگر دہقان نے اس کو قتل کر دیا اور سر ابومسلم کے پاس لا کر رکھ دیا ابومسلم نے زیاد کے قتل کی خبر ابوداؤد کو بھیج دی اور ابوداؤد ان دنوں طالقان کی مہم میں مصروف تھا فارغ ہو کر کش واپس آیا اور عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف روانہ کر دیا مگر اس کو کچھ کامیابی حاصل نہ ہو سکی اس کے بعد عیسیٰ نے چند خطوط ابومسلم کے ساتھیوں کے پاس بھیجے تھے جس میں ابوداؤد کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں ابومسلم نے ان خطوط کو ابوداؤد کے پاس بھیج دیا ابوداؤد نے عیسیٰ کو پٹوا کر قید کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد قید سے رہا کر دیا رہا ہوتے ہی اس پر لشکری ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر دیا اس کے بعد ابومسلم بخارا سے مرو لوٹ آیا۔

ابومسلم اور ابوجعفر کا حج:..... ۱۳۶ھ میں ابومسلم نے سفاح سے حج کی ادائیگی کے لئے آنے کی اجازت طلب کی کیونکہ یہ جس زمانہ سے گورنر خراسان بنا تھا خراسان سے الگ نہیں ہوا تھا سفاح نے پانچ سو کے لشکر کے ساتھ آنے کی اجازت دے دی، ابومسلم نے لکھ بھیجا کہ میری اکثر لوگوں سے دشمنی ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے، اس پر سفاح نے ایک ہزار فوج لانے کی اجازت دے دی اور وجہ یہ ظاہر کی کہ شہر مکہ میں اتنے بڑے لشکر کی رسد کا متحمل نہیں ہو سکتا چنانچہ ابومسلم آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور مال واسباب کو مقام رے میں چھوڑا اور فوجوں کو نیشاپور و رے میں تقسیم کر کے ایک ہزار افراد کے ساتھ دارالخلافت کے قریب پہنچا سفاح نے اپنے نامور سپہ سالار کو ابومسلم کے استقبال پر مامور کیا اور جیسے ہی ابومسلم دربار میں داخل ہوا سفاح نے حد سے زیادہ تعظیم وتکریم کی اور درخواست کے مطابق ابومسلم کو حج کی اجازت دے دی اور یہ کہا کہ اگر ابوجعفر کا ارادہ حج کرنے کا نہ ہوتا تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا اور اس سے پہلے ابوجعفر کو جواباً یہ خط لکھ چکا تھا کہ ابومسلم نے مجھ سے حج کی اجازت طلب کی ہے اور میں نے اجازت دے دی ہے اور اس کا ارادہ امیر حج بننے کا ہے اور اب تم مجھ سے حج کی اجازت مانگ رہے ہو ایسی حالت میں تم اس کی امید نہ رکھو کہ تمہارے ہوتے ہوئے اسے امیر بنایا جائے بہرکیف تم کو حج کی اجازت دیتا ہوں اسی بنا پر ابوجعفر ابنار آ گیا۔

ابوجعفر اور ابومسلم کی کشیدگی اس زمانہ سے چلی آ رہی تھی جس زمانہ میں سفاح نے ابوجعفر کو خراسان میں اپنے اور اپنے بعد ابوجعفر کی بیعت لینے بھیجا تھا اور ابومسلم کو خراسان کا گورنر بنایا تھا، ابومسلم نے ابوجعفر کی انہی دنوں بہت تحقیر کی تھی جب اس مرتبہ ابوجعفر سفاح کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابو مسلم کی پرانی شکایت پیش کر کے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی پہلے تو سفاح نے اجازت دے دی مگر خود بخود اس کو اس فعل پر ندامت ہوئی اور ابو جعفر کو اس کام سے روک دیا، غرض ابوجعفر وابومسلم ساتھ ساتھ حج کرنے گئے اور حران پر مقاتل بن حکیم کو مامور کیا گیا

ابوجعفر المنصور کی خلافت ۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ

المنصور کی تخت نشینی:..... ماہ ذی الحجہ ۱۳۴ھ میں ابوالعباس سفاح حیرہ سے انبار چلا گیا تھا (اور اسی کو دارالخلافت بنا لیا تھا) دو برس کے قیام کے بعد ذی الحجہ ۱۳۶ھ میں جب کہ تیرہ راتیں اس ماہ کی گذر چکی تھی اپنی حکومت کے پانچویں برس (چار برس آٹھ مہینے بعد) انتقال کر گیا، اس کے چچا عیسیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی، اور اسے انبار میں دفن کیا گیا، ابوجہم بن عطیہ اس کا وزیر تھا اس نے اپنی موت سے پہلے اپنے بھائی [1] ابوجعفر اور ابو جعفر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد کا عہد نامہ لکھ کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے اور اپنے اہل بیت کی مہروں سے مرتب کر کے عیسیٰ کے پاس

---

[1] .....ابوجعفر المنصور کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا، سلامہ بربریہ ام الولد کے بطن سے ۹۵ھ میں پیدا ہوا تھا (تاریخ الخلفاء امام سیوطی) اس مدت حکومت کے بارے میں طبری صفحہ ۹/۱۵۴ اور مروج الذہب ۳/۳۰۴ کا مطالعہ کریں۔

رکھوادیا جس وقت سفاح کی وفات ہوئی اس وقت ابوجعفر مکہ میں تھا ابوجعفر کی طرف سے عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں سے بیعت لی اور اس حادثہ کی اس کو اطلاع دی، ابوجعفر کو اس حادثہ کے سننے سے بے حد صدمہ ہوا اس نے ابومسلم کو بلا کر خط پڑھنے کو دیا ابومسلم خط دیکھتے ہی رو پڑا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگا، جب ابوجعفر کو قدرے سکون ہو گیا تو ابومسلم سے مخاطب ہو کر بولا مجھے اور کسی سے خطرہ نہیں ہے البتہ عبداللہ بن علی کے شر سے مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے، ابومسلم نے عرض کیا میں اس کے لئے کافی ہوں اور اس کے لشکر میں عام طور سے خراسانی بھرے ہوئے ہیں اور وہ میرے فرمانبردار ہیں اس کا جملہ پورا ہوتے ہی ابوجعفر کی باچھیں کھل گئیں اس کے بعد ابومسلم اور حاضرین نے بیعت کی اور دونوں لوٹ کر کوفہ پہنچ گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ابومسلم ہی کو سفاح کی موت کی خبر پہنچی تھی اور اسی نے ابوجعفر کو تعزیت اور خلافت کی مبارکباد کا خط لکھا تھا اور دو دن کے بعد بیعت خلافت کا خط بھیج دیا تھا۔

۱۳۷ھ میں ابوجعفر المنصور کوفہ پہنچا تھا اور پھر وہاں سے انبار چلا گیا، عیسیٰ بن موسیٰ نے خزائن اور تمام محکمے ابوجعفر المنصور کے سپرد کر دیئے چنانچہ ابوجعفر المنصور مستقل طور پر خلافت کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عبداللہ بن علی کی بغاوت:......عبداللہ بن علی سفاح کی وفات سے پہلے کے دربار خلافت میں آیا تھا اسے سفاح نے لشکر شام وخراسان کے ساتھ صائفہ کی طرف بھیج دیا تھا رفتہ رفتہ وہ دلوک پہنچا اور انہیں ابھی تک کسی بھی قسم کی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی کہ عیسیٰ بن موسیٰ کا خط سفاح کی وفات، ابوجعفر المنصور کی بیعت و ولی عہدی عیسیٰ بن موسیٰ کے بارے میں پہنچا، جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا، عبداللہ بن علی نے لوگوں کو جمع کر کے خط پڑھا اور وہ واقعہ یاد دلایا کہ جس وقت سفاح نے حران کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا تھا تو اس کے بھائیوں نے جانے سے جی چرایا تھا اس پر سفاح نے کہا تھا جو شخص بھی اس مہم پر جائے گا وہی میرا ولی عہد ہوگا اس وقت سوائے میرے کسی نے حران کے مہم کا بیڑہ نہیں اٹھایا تھا، ابوغانم طائی خفاف مروزی اور ان کے علاوہ اور سرداروں نے بھی اس کی گواہی دی چنانچہ ان سب نے عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی جن میں حمید بن حکیم بن قحطبہ اور خراسان، شام، جزیرہ کے مشہور ومعروف سردار شامل تھے، بیعت لینے کے بعد عبداللہ بن علی نے حران پہنچ کر مقاتل بن حکیم کا محاصرہ کر لیا اور چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا، محاصرہ کے دوران اہل خراسان سے خائف ہو کر ان میں سے ایک بڑی تعداد کو قتل کر ڈالا اور حمید بن قحطبہ کو والی حلب مقرر کر کے ایک خط دیکر حلب روانہ کر دیا جو زفر بن عاصم گورنر حلب کے نام تھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ حمید کو پہنچتے ہی قتل کر دو مگر حمید نے راستے ہی میں خط کھول کر پڑھ لیا اور بجائے حلب جانے کے عراق کی طرف چلا گیا۔

ابومسلم کی عبداللہ کے خلاف روانگی:......ابوجعفر ❶ المنصور نے حج سے واپس آ کر ابومسلم کو عبداللہ بن علی سے جنگ کرنے پر مامور کیا حمید بن قحطبہ چونکہ عبداللہ بن علی سے ناراض ہی تھا یہ خبر ملتے ہی ابومسلم سے آملا اس کے مقدمۃ الجیش پر مالک بن ہیثم خزاعی تھا عبداللہ بن علی نے ابومسلم کی آمد کی خبر سن کر مقاتل بن حکیم کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے امان دیدی اور حران پر قبضہ کر لیا اس کے بعد مقاتل کو ایک خط دے کر عثمان بن عبدالاعلیٰ کے پاس (رقہ) روانہ کر دیا، عثمان نے خط پڑھتے ہی مقاتل کو قتل کر کے اس کے دونوں بیٹوں کو قید کر دیا اور جب عبداللہ بن علی کو ہزیمت ہوئی اس وقت اس نے مقاتل کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔

ابوجعفر المنصور نے بعد ابومسلم کے جانے کے محمد بن سول کو آذربائیجان سے بلوا کر عبداللہ بن علی کے پاس دھوکہ دینے کے لئے روانہ کر دیا چنانچہ محمد بن صول نے عبداللہ بن علی کے پاس پہنچ کر یہ ظاہر کیا کہ میں نے سفاح سے سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے بعد میرا جانشین میرا چچا عبداللہ ہوگا تو عبداللہ بن علی نے کہا تو جھوٹا ہے میں تیرے فریب کو سمجھ گیا ہوں محمد بن صول یہ سن کر تھرا اٹھا اتنے میں عبداللہ بن علی نے تلوار اٹھا کر گردن مار دی، یہ وہی محمد بن صول ہے جو ابراہیم بن عباس سولی کاتب کا دادا تھا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے حران سے نصیبین میں آ کر قیام کیا اور خندق کھود کر مورچہ قائم کر لیا۔

ابومسلم کا دھوکہ:......اس دوران ابومسلم ان لوگوں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے پہنچ گیا اس سے پہلے المنصور نے حسن بن قحطبہ گورنر آرمینیہ کو

---

❶......منصور نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کے خلاف ابومسلم کو اس لئے بھیجا تھا کہ دونوں میں سے کسی ایک سے ضرور جان چھوٹ جائے۔

ابومسلم کی کمک کا حکم بھیجا تھا چنانچہ حسن بن قحطبہ نے ابومسلم سے موصل میں ملاقات کی تھی اور اس کے ساتھ نصیبین آ گیا تھا ابومسلم نے عبداللہ بن علی سے اعراض کر کے شام کے راستے پر پڑاؤ ڈال دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ مجھے سوبہ تمام کی گورنری ملی ہے اور مجھے تم سے جنگ کا حکم نہیں دیا گیا اہل شام جو عبداللہ بن علی کے ہمراہ تھے انہوں نے عبداللہ بن علی سے کہا اب آپ ہمارے ہمراہ شام چلئے تا کہ ہم اپنے اہل و اعیال کو ابومسلم کے پنجہ غضب سے بچا سکیں، عبداللہ بن علی نے ان لوگوں کو بہت سمجھایا کہ ابومسلم ہمارے ہی مقابلے پر آیا ہے اور وہ ہم کو دھوکہ دے رہا ہے لیکن ان لوگوں نے ایک بھی نہ سنی مجبور ہو کر عبداللہ بن علی نے اہل شام کے ساتھ شام کی طرف کوچ کر دیا اور ابومسلم یہ سن کر اس مقام پر گیا جہاں عبداللہ بن علی کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیوں میں یہ نہ کہتا تھا کہ یہ شخص تمہارے مقابلہ پر آیا ہے چنانچہ ساتھیوں نے ندامت سے سر جھکا لیا، پھر عبداللہ بن علی لوٹ آئے اور ابومسلم کے لشکر کے پڑاؤ پر قیام کیا ان کے میمنہ پر کار بن مسلم عقیل تھا، میسرہ پر حبیب بن سوید اسدی اور سواروں پر عبدالصمد بن علی (یعنی عبداللہ کا بھائی) ابومسلم کے میمنہ پر خطبہ اور میسرہ پر خازم بن خزیمہ تھا، مہینوں تک لڑائی ہوتی رہی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا، ایک مرتبہ عبداللہ بن علی کے ساتھیوں نے ابومسلم پر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا ابومسلم کا لشکر مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور اپنے مورچہ سے پیچھے ہٹ گیا۔

ابومسلم کی ابتدائی شکست: ...... ان کا ہٹنا تھا کہ عبدالصمد نے حملہ کر دیا جس میں اٹھارہ آدمی ابومسلم کے مارے گئے اور ابھی وہ سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ عبدالصمد نے دوبارہ حملہ کر دیا جس سے ابومسلم کی لشکری ترتیب ختم ہوگئی، لشکر کی تمام صفیں درہم برہم ہوگئیں لشکری بھاگ کھڑے ہوئے ابومسلم کے منادی نے ابومسلم کے حکم سے اہل خراسان کو لوٹنے کی اجازت دی، ابومسلم کے لئے میدان جنگ میں ایک عریش بنوا دیا جاتا تھا جس پر وہ بیٹھ کر لڑائی دیکھا کرتا تھا جس طرف کی جماعت اور اس کی کمزوری کا احساس کرتا تھا اس طرف دوسرے سپاہیوں کو بھیج دیتا تھا، غرض ابومسلم اور بھگوڑوں کے درمیان قاصدوں نے ایسی دوڑ مچائی کہ وہ سب کے سب واپس آ گئے اور اپنی گئی ہوئی قوت کو سنبھالنے میں مصروف ہو گئے جب منگل کا دن آیا اور جمادی الثانی ۱۳۷ھ کی تاریخ گذر گئیں تو پھر فریقین میں ایک بہت بڑی جنگ چھڑی۔

ابومسلم کی فتح: ...... ابومسلم نے جنگ کے دوران حسن بن قحطبہ کو میمنہ سے میسرہ میں چلے آنے اور میمنہ میں گنتی کے چند آدمیوں کو چھوڑ آنے کا حکم دیا، جیسے ہی حسن میمنہ سے میسرہ آیا اہل شام یہ سمجھ کر کہ شاید ابومسلم ہمارے میمنہ کی کمزوری سے آگاہ ہو کر میمنہ پر حملہ کرنے والا ہے، میسرہ سے مقابلہ اور قوت کے لئے میمنہ میں چلے آئے ابومسلم نے فوراً قلب کو میمنہ کے ساتھ مل کر اہل شام کے میسرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیدیا چنانچہ لشکر شام گھبرا کر بھاگ گیا، ابومسلم کے سواروں نے ان کے پیچھے گھوڑے ڈال دیئے ان حالات میں عبداللہ بن علی نے ابن سراقہ سے مشورہ مانگا تو ابن سراقہ نے کہا میرے نزدیک میدان جنگ میں لڑ کر جان دیدینا بہتر ہے اس سے کہ آپ جیسا شخص شکست کھا کر بھاگ جائے، عبداللہ بن علی بولے نہیں یہ موقع مردانگی دکھانے کا نہیں ہے میرا رخ عراق کی طرف ہے اور پھر جواب کا انتظار کئے بغیر عراق کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے ابن سراقہ بھی یہ کہتا ہوا کہ تو میں بھی آپ کے ہمراہ ہوں جان بچا کر بھاگ گیا اور ابومسلم مظفر و منصور اہل شام کی لشکر گاہ میں گیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا اور فتح کی خوشخبری المنصور کی خدمت میں بھیج دی اور لوگوں کو شکست کے بعد امن دیکر لشکریوں کو قتل و غارت سے منع کر دیا۔

عبدالصمد اور عبداللہ کا انجام: ...... عبدالصمد بن علی بھاگ کر کوفہ پہنچ گیا اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی امان طلب کی چنانچہ المنصور نے امان دیدی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عبدالصمد نے رصافہ میں قیام کیا تھا یہاں تک کہ جمہور بن مرار عجلی جس کو المنصور نے ایک دستہ فوج سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا رصافہ پہنچا اور اس نے عبدالصمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں ڈال کر ابوالخطیب کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا تھا اور المنصور نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا باقی عبداللہ نے بصرہ میں اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس جا کر قیام کیا اور ایک مدت تک چھپا رہا یہاں تک کہ سلیمان کو المنصور نے طلب کیا اور یہ دارالخلافت انبار روانہ ہو گیا۔

ابومسلم کا سفر حج: ...... جن دنوں ابومسلم المنصور کے ساتھ حج کرنے گیا ان دنوں اس نے سفر حج میں نیک نامی کے خیال سے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے کنویں کھدوائے، پانی کا انتظام کیا اور وفود کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا اس نے برہنوں کو کپڑے دیئے اور بھوکوں کو کھانا

کھلایا اور حج ختم ہونے کے بعد ابومسلم المنصور سے آگے بڑھ گیا تھا اور پہلے اسی کو سفاح کی خبر ملی تھی اس نے ابوجعفر المنصور کے پاس تعزیت کا خط تو لکھا لیکن خلافت کی مبارکباد نہیں دی اور نہ ہی اس نے اس کی طرف لوٹا اور اس کا انتظار کیا، ابوجعفر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوگئی چنانچہ ایک عتاب آموز خط لکھ بھیجا تب ابومسلم نے تہنیت خلافت کی عرض داشت لکھی مگر انبار پہنچ کر یہ گل کھلایا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر بیعت لینے کی درخواست پیش کر دی مگر عیسیٰ بن موسیٰ نے انکاری جواب دیا اور ابوجعفر المنصور جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا مسند خلافت میں بیٹھ گیا اسی زمانہ میں عبداللہ بن علی نے اپنی بغاوت کا اعلان کر دیا المنصور نے اس مہم پر ابومسلم کو مامور کیا لہٰذا اس نے اس کو شکست دیدی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور عبداللہ بن علی کے لشکر کا مال غنیمت جمع کرایا، المنصور نے اپنے خادم ابوخصیب کو مال غنیمت کی فہرست مرتب کر کے روانہ کیا مگر ابومسلم کو اس بات سے برہمی پیدا ہوگئی کہنے لگا کہ میں لوگوں کی جانوں کا محافظ وامین ہوں، یہ ناممکن ہے کہ مال واسباب میں خیانت کروں، خیر المنصور نے میرا اعتبار نہیں کیا، اچھا کیا، ابومسلم کی یہ برہمی اس حد تک بڑھی کہ ابوخصیب کی جان کا دشمن ہو گیا مگر پھر کچھ سوچ کر چھوڑ دیا۔

ابومسلم کی سرکشی کے اسباب: ..... المنصور کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو اس خوف سے کہ ابومسلم کہیں خراسان نہ چلا جائے مصر اور شام کی سند گورنری لکھ کر ابومسلم کے پاس بھیج دی مگر ابومسلم کو اس سے اور نفرت پیدا ہوگئی اور جزیرہ سے خراسان کے لئے نکل کھڑا ہوا المنصور نے یہ خبر پا کر انبار سے مدائن کی طرف کوچ کر دیا اور ابومسلم کو بلوایا مگر ❶ ابومسلم نے حاضری سے انکار کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں دور ہی سے آپ کی اطاعت کروں گا اور اگر اس کے سوا آپ کسی اور بات پر مجبور کرنا چاہیں گے تو میں آپ کی خلع خلافت کا علم بلند کر دوں گا، المنصور نے اس رائے کو قبول نہیں کیا اور اس قسم کی اطاعت سے اپنی خوشنودی ظاہر نہ کی، یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کے ذریعے بھیجا گیا تھا اس غرض سے کہ ابومسلم کو موانست پیدا ہو اور اس کے خیالات بدل

---

❶ ..... مسلم نے جو المنصور کے فرمان کا جواب لکھا تھا اس کو ہم تاریخ کامل لابن اثیر صفحہ ۲۲۳ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے قارئین کی دلچسپی کے لئے درج کرتے ہیں:

وهوا هذا لم جلق الامير المؤمنين اكبر مطا لله عدوا اله مكرم الله منه وقد كنا تردى ملوك آل سلمان ان انوف مايكون لا وزراء اذا سكنت الدهماء فنحن ناقرون من قربك حريصو الالو فاء لك ما وفيت عريون بالسمع والطاعة غير النهامن بعيد حيث يقارنها السلامة فان ارضا لك فانا كا حسن عبيدك وان ابيعت الولان تعطى نفسك الا دتها نفقت ما ابر مت من عهدك فمنا بنص

(ترجمہ) ..... امیر المؤمنین کا اللہ آپ کو بزرگ کرے، اب کوئی دشمن باقی نہ رہا جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو غالب نہ کیا ہو بے شک ملوک آل ساسان کی یہ روایت کی گئی ہے کہ وزیروں کے لئے وہ حالت خطرناک ہوتی ہے جب کہ ہنگامہ وفساد فرو ہو چکے پس اب ہم جنگ سے کنارہ کش ہوتے ہیں مگر وفاداری پر قائم رہیں گے جب تک آپ بھی وفاداری کرتے رہیں گے دور ہی سے جب تک سلامتی شامل حال رہے گی بسر وچشم اطاعت کے ہم حقدار ہوں گے اگر آپ اس امر پر راضی ہو جائیں گے تو ہم آپ کے غلامان غلام بنے رہیں گے اور اگر آپ اس سے انکار کریں گے اس طرح کہ ہماری سلامتی کے خواہاں نہ ہوں گے تو ہم نے جو عہد کیا تھا اپنی جان بچانے کی غرض سے اس کو توڑ دیں گے، المنصور نے اس خط کو پڑھ کر ابومسلم کے نام یہ فرمان روانہ کیا۔

قد فهمت كتابك وليست صفتك صفته اولئك الوزراء الخشيشه ملوكهم الذين يتمنون اضطراب جل الدولة اكثرة جرائمهم فانمارا حتهم فى انتشار نظام الجماعة قلم سويت نفسك بهم فانت فى طاتمك ومنامحتك واصطلا حك بما من اعباء هذا الامر على ماانت به وليس مع الشريطه التى ارجبتك منك سمعاً ولا طاعة وحمل اليك امير المؤمنين عيسىٰ بن موسىٰ رسالة لتسكن اليها ان اضيعت واسال الله ان يحول بين الشيطان نزغانه وبينك فانه لم يجد بابا يفسد ينتك او كدعنده واقرب من الباب الذى فتحه عليك .

(ترجمہ) ..... میں تمہارے خط کا مطلب سمجھ گیا تم ان دغاباز وزیروں میں نہیں ہو جو اپنے بادشاہ کی حکومت وسلطنت کے اضطراب کی وجہ سے اپنے کثرت جرائم کے خواہش کرتے ہیں کیونکہ ان کی راحت اس میں ہے کہ شیرازہ حکومت واتفاق منتشر رہے، تم نے اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ کیوں شمار کر لیا تم تو اس وقت تک ہماری فرمانبرداری میں ہو ہمارے ساتھ خلوص کا برتاؤ کرتے رہو اور اسی مضبوطی سے اس کام کو اٹھائے ہوئے ہو جیسا کہ پہلے اٹھائے تھے اور اس وقت تم نے یہ قید اپنی اطاعت سمعاً وطاعۃً میں نہیں لگائی تھی، امیر المؤمنین محض تمہارے تسلی خاطر کے لئے عیسیٰ بن موسیٰ کے ہاتھ خط روانہ کرتے ہیں بشرطیکہ گوش ہوش سے سنو اور میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ وہ مابین تمہارے اور شیطان اور اس کے وسوسوں کے حائل ہو جائے کیونکہ اس کمبخت نے کوئی راستہ جس سے تمہاری نیت میں فساد ڈالنا اپنے نزدیک مضبوط، بہتر اور آسان اس سے نہیں پایا کہ جس کا دروازہ اس نے تم پر کھولا ہے

جائیں۔ بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ ابومسلم نے المنصور کے فرمان کے جواب میں قطع خلافت کی دھمکی دی اور یہ بھی تحریر کیا تھا کہ میں نے آج تک جو عباسیہ کی خلافت کی دعوت دینے کا گناہ کیا ہے اس سے اب میں نے توبہ کر لی ہے۔

ابومسلم سے منصور کی ناراضگی:......ابومسلم نے خط روانہ کر کے حلوان چلا گیا جب المنصور کے پاس یہ خط پہنچا تو اس نے اپنے چچا عیسیٰ اور سرداران بنو ہاشم کو بلوا کر ابومسلم کا خط دکھلایا اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آپ لوگ متحد ہو کر ابومسلم کو اس مضمون کا ایک خط لکھیں کہ امیر المؤمنین کی اطاعت سے منحرف ہونا بہتر نہیں ہے اور بغاوت کا انجام اچھا نہیں ہوتا اور جو کام تم کر رہے تھے اس کو پورا کرو اور بدستور سابق امیر المؤمنین کے دائرہ اطاعت میں واپس آ جاؤ، یہ خط المنصور کا آزاد کردہ غلام ابوحمید مرورزی لے کر گیا تھا المنصور نے روانگی کے وقت ابوحمید کو یہ سمجھا دیا تھا کہ ابومسلم سے اولاً نرمی اور ملاطفت سے گفتگو کرنا اور منت سماجت کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا اور اگر اس سے ابومسلم کے خیالات تبدیل نہ ہوں اور تجھ کو اپنی کامیابی کی صورت نظر نہ آئے تو یہ کہہ دینا کہ امیر المؤمنین نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ میں تیرے کام کو کسی دوسرے کے حوالہ نہیں کروں گا میں خود بنفس نفیس تیرے پیچھے آؤں گا اگر تو دریا میں غوطہ مارے گا تو میں بھی تیرے تلاش میں غوطہ ماروں گا اگر تو جلتی ہوئی آگ میں کود پڑے گا تو میں بھی کود پڑوں گا یہاں تک کہ میں تجھے قتل کر ڈالوں یا خود جاں بحق تسلیم کر دوں،

ابوحمید نے المنصور کی ہدایت کے مطابق ابومسلم کو خط دیا اور نرمی و ملاطفت اور منت سماجت سے گفتگو کی اور اس کو المنصور کی اطاعت و فرمانبرادی کی ترغیب دی، چنانچہ ابومسلم نے مالک بن ہیثم سے مخاطب ہو کر کہا تم سنتے ہو یہ کیا کہتا ہے، مالک بن ہیثم بولا تم ایسی چکنی چپڑی باتوں میں مت آؤ واللہ! اگر تم المنصور کے پاس گئے تو وہ یقیناً تم کو قتل کر دے گا، ابومسلم یہ کہہ کر سہم گیا، نیزک،، گورنر رے،، سے مشورہ طلب کیا اس نے بھی المنصور کے پاس جانے سے اختلاف کیا اور یہ رائے دی کہ تم رے میں آ کر خراسان ور ے کے درمیان قیام پذیر ہو جاؤ، یہ تمہارے لئے بہترین مقام ہوگا، ابومسلم نے اس رائے کو پسند کر کے ابوحمید کو انکار کر دیا۔

ابومسلم کی منصور کے پاس روانگی:......اس وقت ابوحمید نے المنصور کا زبانی پیام کہنا شروع کیا اور ابومسلم کا چہرہ خوف وغصہ سے متغیر ہونے لگا اس سے پہلے المنصور نے ابوداؤد گورنر خراسان کو (جو ابومسلم کی جانب سے مامور تھا) ابومسلم سے منحرف ہو جانے کو لکھا تھا اور اس کے صلہ میں اسے خراسان کی امارت دینے کا وعدہ کیا تھا، ابوداؤد نے اس کو در پردہ قبول کر لیا تھا اور اسی زمانہ میں ابومسلم کو بھی اس نے المنصور کی مخالفت و بغاوت سے روکنے کے لئے ایک خط لکھا تھا اتفاق سے یہ خط ابومسلم کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ ابوحمید پیغام ادا کر رہا تھا، ابومسلم کی دل پر اس خط سے اور زیادہ رعب چھا گیا، ابوحمید کی واپسی سے پہلے اسے مخاطب کر کے بولا اگر چہ میں نے خراسان جانے کا پکا ارادہ کر لیا تھا لیکن یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابواسحٰق کو امیر المؤمنین کی خدمت میں رائے طلب کرنے کے لئے بھیج دوں، کیونکہ مجھے اس پر زیادہ اعتماد ہے،

جس وقت ابواسحٰق دربار خلافت کے قریب پہنچا بنو ہاشم کے سردار اور تمام اراکین دولت استقبال کرنے آئے اور المنصور نے انتہائی احترام و عزت سے بٹھایا اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہنے لگا اگر تم ابومسلم کو خراسان جانے سے روک دو اور کسی طرح اس کو میرے پاس لے آؤ تو میں تم کو خراسان کی ولایت دیدوں گا، ابواسحٰق یہ سن کر خوش ہو گیا لوٹ کر ابومسلم کے پاس آیا اور اکو سمجھا بجھا کر المنصور کے پاس چلنے پر راضی کر لیا چنانچہ ابومسلم اپنے لشکر کو حلوان میں مالک بن ہیثم کی نگرانی میں ٹھہرا کر تین ہزار فوج کے ساتھ مدائن پہنچ گیا۔

وزیر السلطنت کی تدبیر:......وزیر السلطنت ابوایوب کو ابومسلم کے اس کرّ وفر کے ساتھ داخلہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں کوئی ایسا حادثہ ابومسلم کے ساتھیوں کی جانب سے پیش آ جائے جس سے خلیفہ وقت اور ساتھ ہی اس کے میری جان بھی خطرہ میں پڑ جائے چنانچہ اس نے خطرے سے بچنے کی یہ تدبیر نکالی کہ ایک شخص کو اس کے بھائیوں میں سے بلا کر یہ چکمہ دیا کہ تم ابومسلم کے پاس جاؤ اور اس کے ذریعے سے المنصور سے ملو اور ولایت کسکر کی اس سے سفارش کراؤ اس میں تم کو بہت مالداری حاصل ہو جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ اس نفع میں تم میرے بھائی کو بھی شریک کرنا کیونکہ امیر المؤمنین ابومسلم کے آتے ہی اس کا انتظام کرنے والے ہیں، وہ شخص اس جھانسہ میں آ گیا ابوایوب نے المنصور سے اس شخص کے بیٹے ابومسلم سے

ملاقات کرنے کی اجازت حاصل کر لی چنانچہ یہ شخص ابومسلم سے راستے میں ملا اور اسے اس واقعہ سے مطلع کر کے المنصور سے سفارش کرنے کی درخواست کی ابومسلم کا دل یہ خبریں سنتے ہی باغ باغ ہو گیا رنج وغم جس قدر تھا دور ہو گیا

منصور کا ابومسلم کو دھوکہ:.......جیسے ہی دار الخلافہ کے قریب ابومسلم کے پہنچنے کی خبر مشہور ہوئی بنو ہاشم کے سردار وارا کین سلطنت المنصور کے حکم پر ابومسلم کا استقبال کرنے آئے ابومسلم نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر المنصور کی دست بوسی کی اور آرام کی غرض سے اجازت حاصل کر کے واپس چلا آیا صبح ہوئی تو المنصور نے اپنے حاجب عثمان بن نہیک کو چار محافظین کے ساتھ جس میں شبیب بن رواح اور ابوحنیفہ حرب بن قیس تھا بلوایا اور ان کو پردے کے پیچھے بٹھا کر یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت میں تالی بجاؤں تو فوراً ابومسلم کو قتل کر ڈالنا، اس کے بعد ابومسلم کو بلوایا گیا باتوں باتوں میں المنصور نے ان دو تلواروں کا حال دریافت کیا جو ابومسلم کو اس کے چچا عبداللہ بن علی سے ملی تھیں (اتفاق سے اس وقت ابومسلم ان میں سے ایک تلوار اپنی کمر سے لگائے ہوئے تھا) عرض کیا یہ ایک تلوار ان ہی دو میں سے ہے، المنصور بولا لاؤ ذرا میں دیکھو، ابومسلم نے کمر سے کھول کر تلوار دیدی چنانچہ المنصور تھوڑی دیر تک اس کو الٹتا پلٹتا اور دیکھتا رہا اس کے بعد تلوار اپنے فرش کے نیچے رکھ کر عتاب آمیز گفتگو کرنے لگا۔

منصور کی تلخ کلامی:.......کیوں ابومسلم! تم نے سفاح کو نزولی زمینیں نہ لینے کو لکھا تھا؟ ابومسلم نے کہا ہاں مجھے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ کام ان کے لئے جائز نہ ہوگا لیکن پھر میں نے انہی کے فرمان کے مطابق عمل کیا یہ سمجھ کر کہ آپ لوگ علم کے خزانے ہیں۔

المنصور نے کہا اچھا تم اس کی وجہ ظاہر کرو کہ سفر حج میں تم میرے آگے کیوں رہتے تھے؟ ابومسلم نے کہا مجھ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ ہم اور آپ ایک چشمے پر جمع ہوں، المنصور بولا کیا تم یہ بتلا سکتے ہو کہ تم کو کس بات نے میری طرف واپس آنے سے روکا تھا جب کہ تم کو سفاح کی موت کی خبر ملی تھی یا قیام کرنے سے کون سی خبر مانع ہوئی تھی تا کہ میں تمہارے پاس پہنچ جاتا۔ ابومسلم نے کہا لوگوں کو نفع پہنچانے اور آپ سے پہلے کوفہ پہنچ جانے کے خیال سے میں نہیں لوٹا اور نہ قیام کیا، المنصور ترش رو ہو کر بولا تو تمہارا یہ ارادہ ہوا کہ عبداللہ بن علی کی لونڈی پر تم قبضہ کر لو، ابومسلم نے کہا نہیں خداوندا میں نے اس پر ایسے شخص کو مامور کیا ہے جو اس کی حفاظت کریگا، المنصور نے پوچھا اچھا تم نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی اور تم خراسان کیوں جا رہے تھے؟ ابومسلم نے کہا میں آپ کے خوف سے خراسان جا رہا تھا کہ وہاں سے عذر و معذرت کر کے آپ سے صفائی کر لوں گا، المنصور نے کہا وہ مال کہاں ہے جو تم نے حران میں جمع کیا تھا؟ ابومسلم نے جواب دیا کہ میں نے وہ مال لشکریوں میں تقسیم کر دیا تا کہ ان کو تقویت ہو اور انکا دل بڑھے اس پر المنصور چیں بہ چیں ہو کر بولا کیا تو ہمیشہ خطوط میں اپنے نام کو میرے نام سے پہلے نہیں لکھا کرتا تھا اور کیا تو ❶ آسیہ بنت علی سے منگنی نہیں کی اور کیا تو اس کا مدعی نہیں ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے، اللہ اللہ تو نے بڑی ترقی کی روسیاہ انسان! تو سخت نے دشوار راستہ کا انتخاب کیا ہے۔

ابھی ابومسلم کوئی جواب نہ دینے پایا تھا کہ المنصور نے پھر غیظ وغضب کے لہجہ میں کہنا شروع کر دیا کیوں خودسر! تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا باوجود کہ وہ ہمارا بہت خیرخواہ تھا اور وہ اس زمانہ سے ہمارا نقیب تھا جب کہ تجھے بھی اس کام میں شریک نہیں کیا گیا تھا، ابومسلم نے جواب دیا اس نے میری مخالفت کی تھی اس لئے میں نے اسے قتل کر دیا۔

ابومسلم کا قتل:.......المنصور کا چہرہ یہ جملہ سنتے ہی فوراً سرخ ہو گیا لیکن کچھ کہنے نہیں پایا تھا کہ ابومسلم جرأت کر کے بول اٹھا کیا یہ میری ان کارگزاریوں کا صلہ ہے جو اس وقت تک میں کرتا رہا ہوں؟ اس پر المنصور نے ڈانٹ کر کہا شیطان کے بچے! اگر تیری جگہ پر کوئی اور ہوتا تو میں اس کو اس کی کارگزاری بتا دیتا لیکن تو نے کیا کیا ہے ہماری بدولت تو نے بھی خوب گلچھرے اڑائے ہیں۔

ابومسلم نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اور سر نیچا کر لیا المنصور کا غصہ ترقی کرتا جا رہا تھا چنانچہ ابومسلم نے یہ رنگ دیکھ کر کہا جا میں سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا، اس پر المنصور نے اس کو گالیاں دیں اور تالی بجادی، تالیوں کی آواز کا آنا تھا کہ محافظین پردے سے نکل آئے، عثمان بن نہیک نے لپک کر گردن پر ایک تلوار ماری جس سے ابومسلم کی تلوار کا تلہ کٹ گیا، ابومسلم نے گھبرا کر کہا امیر المؤمنین! مجھے میرے دشمن کے لئے زندہ رہنے دیجئے اس پر

❶.......ابن اثیر صفحہ ۵۳۱/۳ پر اس کا نام آمنہ، اور طبری ۱۶۶/۹ پر امینہ لکھا ہے۔

المنصور بولا اللہ مجھے موت دیدے اگر میں تجھ جیسے زبردست دشمن کو پناہ دوں، اس کا جملہ پورا ہوتے ہی محافظوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور مارتے مارتے ابومسلم کو بے دم کر دیا۔ یہ واقعہ پچیسویں شعبان ۱۳۷ھ کا ہے۔

ابومسلم کے قتل کا ردعمل:...... ابومسلم کے قتل کئے جانے کے بعد وزیر السلطنت ابوجہم نے باہر آ کر لوگوں کو یہ کہہ کر واپس کر دیا امیر اس وقت امیر المومنین کی خدمت میں رہیں گے تم لوگ واپس چلے جاؤ، ابومسلم کے ساتھی یہ سن کر محل سرائے شاہی سے واپس آ گئے اور المنصور کے حکم سے ان لوگوں کو صلے دیئے گئے چنانچہ ابواسحٰق کو ایک لاکھ درہم ملے اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر ابومسلم کا پوچھا اور گفتگو کے دوران اس کی خدمات و کارگذاریوں اور امام ابراہیم کے خیالات کا تذکرہ کرنے لگا، المنصور چلا کر کہنے لگا واللہ میں اس سے زیادہ دشمن کسی کو تمہارے خاندان کا تمام عالم میں نہیں جانتا اور وہ اس بساط کے نیچے موت کی نیند سو رہا ہے۔

عیسیٰ بن موسیٰ اور جعفر:...... عیسیٰ بن موسیٰ کی زبان سے بے ساختہ انا للہ وانا الیہ راجعون نکلا، اس پر المنصور نے ناراضگی ظاہر کر کے کہا کیا اس کی موجودگی میں تم بھی صاحب حکومت شمار کئے جاتے تھے، عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سوال کا کچھ جواب نہیں دیا پھر المنصور نے جعفر بن حنظلہ کو بلا کر ابومسلم کے قتل کے متعلق مشورہ مانگا، جعفر نے اس کے قتل کی رائے دی المنصور نے کہا اللہ تجھے خیر کی توفیق دے، جعفر کی نظر جیسے ہی المنصور کے دائیں جانب پڑی ابومسلم کو مرا ہوا دیکھ کر جوش مسرت سے بول اٹھا اے امیر المومنین! آج سے آپ کی خلافت شمار کی جائے گی، المنصور مسکرا کر چپ ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ابومسلم کے ماتحتوں میں سے ابواسحٰق کو طلب کیا، ابواسحٰق کے دل پر ابومسلم کا اس قدر خوف غالب تھا کہ اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکل رہا تھا، المنصور نے تشفی آمیز الفاظ میں کہا جو بھی تمہارے دل میں ہو بے خوف و ہراس بیان کرو (ابومسلم کی لاش کی طرف اشارہ کر کے) دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کو مار ڈالا، ابواسحٰق نے یہ سنتے ہی سجدہ شکر ادا کیا اس کے بعد سر اٹھا کر عرض کرنے لگا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آج آپ کی ذات با برکات کی وجہ سے مجھے امان دی، واللہ میں اس کے پاس جب بھی آتا تھا اپنے اہل و اعیال کو وصیت کر آتا تھا اور درحقیقت کفن پہن کر اور خشبو لگا کر اس کے پاس آتا تھا، اتنا کہنے کے بعد اس نے اپنے کپڑے کھول کر دکھائے تو اس کے نیچے وہ کفن پہنے ہوئے اور خوشبو لگائے ہوئے تھا، المنصور کے دل میں اس کا یہ حال دیکھ کر رحم آیا ہنس کر بولا تم امیر المومنین کی اطاعت میں ہمیشہ ثابت قدم رہو اور اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تم کو راحت پہنچائی ہے، جاؤ اس کی جماعت کو منتشر کرو۔ یہ واقعات ابومسلم کے قتل کے دن کے ہیں۔

ابونصر کی گرفتاری اور رہائی:...... دوسرے دن المنصور نے ابونصر مالک بن ہیثم کو ابومسلم کی طرف سے اس مضمون کا خط لکھا کہ:

> تمہارے پاس میں جتنا مال و اسباب چھوڑ آیا ہوں وہ ہمارے پاس روانہ کر دو مال کی روانگی کے بعد تم بھی چلے آؤ، چونکہ ابومسلم نے ابونصر مالک بن ہیثم کو بہ وقت روانگی یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر میری طرف سے تمہارے پاس کوئی خط آئے اور اس پر پوری مہر ہو تو یہ سمجھ لینا کہ وہ میں نے خط نہیں لکھا ہے اس وجہ سے ابونصر المنصور کے بھیجے ہوئے خط دیکھ کر مشکوک و مشتبہ ہو گیا اور خراسان کے ارادہ سے ہوران کی طرف روانہ ہو گیا المنصور نے یہ خبر سن کر شہرزور کی سند گورنری لکھ کر اس کے پاس روانہ کی اور اس کے ساتھ ہی زہیر بن ترکی گورنر ہمدان کے پاس اس کی گرفتاری کا بھی حکم بھیج دیا جیسے ہی ابونصر ہمدان پہنچا زہیر ترکی نے دعوت کے بہانے سے بلا کر گرفتار کر لیا اس کے بعد المنصور کا فرمان ابونصر کے قتل کا پہنچ گیا چنانچہ زہیر نے جواباً لکھ بھیجا کہ میں اس کو پہلے گرفتار کر لیا تھا لیکن شہرزور کی سند گورنری اس کے نام کی آئی تو میں نے رہا کر دیا۔

ابونصر المنصور کے پاس:...... ابونصر رہا ہونے کے بعد المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا المنصور نے اس کو ابومسلم کو خراسان جانے کا مشورہ دینے پر ملامت کی، ابونصر نے عرض کیا ہاں مجھ سے ابومسلم نے مشورہ طلب کیا تھا میں نے اس کو نیک مشورہ دیا اگر امیر المومنین مجھ سے کسی معاملہ میں مشورہ کریں گے تو کیا میں مشورہ خیر دینے سے دریغ کروں گا، میری اس میں کوئی خطا نہیں ہے المنصور یہ جواب سن کر اس کو سزا دینے سے رک گیا اور موصل کا گورنر بنا کر بھیج دیا۔

ابومسلم کے قتل ہو جانے سے ابوجعفر المنصور کو پورا اطمینان حاصل ہو گیا جتنے خطرات اس کی مخالفت سے دل میں پیدا ہو رہے تھے سب دور ہو گئے، واقعہ قتل کے ایک روز لوگوں کو جمع کر کے منبر پر گیا نہایت میٹھے اور محبت بھرے الفاظ میں خطبہ ❶ دیا اور اس کے ساتھیوں کو مختلف جگہوں پر ادھر ادھر بھیج دیا۔

سنباد ❷ کی بغاوت: ......ابومسلم ہی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص سنباد،، فیروز اسپہبد،، (مجوسی) نے اطراف خراسان میں خروج کیا اکثر اہل جبال نے اس کی اتباع کی یہ لوگ ابومسلم کے خون کا بدلہ مانگ رہے تھے انہوں نے نیشاپور اور رے پر قبضہ کر لیا اور مال واسباب وخزائن چھین لئے جو ابومسلم سفاح کے پاس جاتے وقت رے میں چھوڑ گیا تھا اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کا مال واسباب لوٹ لیا اور عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیاں بنا لیا مگر اس کے باوجود تاجروں سے متعرض نہ ہوتا تھا ظاہر یہ کرتا تھا کہ میں کعبہ کو گرانے جا رہا ہوں، المنصور نے اس کی سرکوبی پر جمہور بن مرار عجلی کو مامور کر دیا، ہمدان اور رے کے درمیان ایک سنسان میدان میں صف آرائی کی نوبت آئی جمہور بن مرار نے انتہائی مردانگی سے لڑ کر سنباد کو شکست دیدی تقریباً ساٹھ ہزار آدمی سنباد کے مارے گئے اس کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا گیا اور سنباد نے طبرستان میں جا کر جان بچائی مگر اس اجل رسیدہ کو طبرستان میں بھی پناہ نہیں ملی، گورنر طبرستان کے ایک ملازم نے اس کو قتل کر کے جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا اور المنصور کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی المنصور نے گورنر طبرستان سے سنباد کے مال واسباب کا مواخذہ کیا مگر گورنر طبرستان مکر گیا تب المنصور نے ایک لشکر گورنر طبرستان کی گوشمالی کے لئے روانہ کر دیا مگر گورنر طبرستان یہ سنکر دیلم کی طرف بھاگ گیا۔

جمہور کی بغاوت: ......سنباد کی شکست کے بعد جمہور نے اس کی لشکر گاہ کا مال واسباب لوٹ لیا اس میں ابومسلم کا خزانہ بھی تھا مگر مال غنیمت دارالخلافت روانہ نہیں کیا اور جب المنصور کے خوف نے اپنی مہیب شکل دکھلائی تو بغاوت کا اظہار کر کے مقام رے میں جا کر قلعہ بندی کر لی، المنصور نے اس مہم پر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ محمد بن اشعث کو روانہ کیا، جمہور یہ خبر سن کر مقام رے چھوڑ کر اصفہان کی طرف چلا گیا، اصفہان اس نے اور مقام رے پر محمد نے قبضہ کر لیا اس کے بعد محمد نے اصفہان کا رخ کیا، جمہور نے اصفہان سے نکل کر مقابلہ کیا اور فریقین بے جگری سے لڑے بالآخر جمہور شکست کھا کر آذربائیجان پہنچا وہاں اس کے ساتھیوں میں سے کسی اس کو قتل کر دیا اور اس کا سر المنصور کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۱۳۸ھ کا ہے۔

---

❶ ......ابوجعفر المنصور نے جو خطبہ دیا تھا اس کو ہم تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۲۸ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے قارئین کی دلچسپی کے لئے درج کرتے ہیں:

یا ایها الناس لاتخرجوا من انس الطاعة الى وحشته المعصية ولا تمشوفى ظلمة ، الباطل بعد سعيكم فى ضياء الحق ان ابا مسلم مبتدا واساء معقبا،،واخذ من الناس بنا اكثر صما اعطانا ورجح قبح باطنه على حسن ظاهره وعلمنا ،، من خبث سريرته وفساد ما لو علمه الائم لنا فيه لعذرنا فى قتله وغضا ،، فى امهالنا وما زال ينقض با لبحثه ويحفرزمنه حتى اهل لنا عقوبته اباحنا ،، ذمة ولم يمعنا الحق له من امضاء الحق فيه وما احسن ماقال البالغة ،، الدنيا نى للنعمان ،، فمن اطاعك فانفعه بطاعته . كما اطاعك واذلّه على الرشد . ومن عصاك فعاقبه معاقبة . تنهى الظلوم ولا تقصد على صمد ،،

(ترجمہ)......اے لوگو! تم لوگ طاعت کے انس سے معصیت کی وحشت کی طرف نہ جاؤ اور راہ حق پر چلنے کے بعد باطل کی تاریکی میں مت چلو، بے شک ابومسلم کا آغاز اچھائی کے ساتھ ہوا اور انجام برائی کے ساتھ اور اس نے لوگوں سے اس سے زیادہ جو ہم نے اس کو دیا تھا بڑائی حاصل کر لی تھی اور اس کے بد باطنی اس کے حسن ظاہر پر غالب آ گئی تھی اور ہم اس کے خبث باطنی اور فساد نیتی سے ایسے آگاہ ہو گئے تھے کہ اگر اس کو اس بارے میں کوئی نصیحت کرنے والا جان جاتا تو وہ ہم کو قتل کرنے اور اتنے دنوں تک چھوڑ دینے پر ملامت کرتا وہ برابر بیعت کو توڑتا اور ہمارے ذمہ کی توہین کرتا رہا یہاں تک کہ ہم کو ایسے سزا دینا حلال ہو گیا اور اس کا خون ہم کو مباح ہو گیا اور اس کے حقوق ہم کو حق جاری کرنے میں رکاوٹ نہ بنے اور کیا خوب نابغہ ذبیانی نے نعمان سے کہا تھا، کہ جو شخص تمہاری اطاعت کرے اس کو تو اس کی اطاعت کی وجہ سے جیسے اس نے اطاعت کی ہو نفع پہنچاؤ اور اس کی رشد کی رہنمائی کرو اور جو شخص تمہاری نافرمانی کرے اس کو ایسی سزا دو کہ جس سے ظالم تھرا اٹھے اور تم اس کی معیشت کی فکر نہ کرو۔

❷ ......سن باد، سند باد ایک ہی تلفظ ہے، بعض لوگوں نے اس کو بھی ایک تخیلاتی ہیرو بنا کر اس کے نام کی کہانیاں وغیرہ شائع کیں، اور ایران اور اس سے ملحقہ علاقوں میں اسکو نارزن، عمرو عیار وغیرہ جیسے تخیلاتی کرداروں کا رنگ دے دیا گیا، اس طرح بعض قوموں نے اسلام دشمن ہیروز کو مشہور کر دیا ہے، مروج الذہب ۳/۳۵۹ پر اس کا نام، سنفاد، لکھا ہے۔

عبداللہ بن علی کی گرفتاری: ..... آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ عبداللہ بن علی ابومسلم سے شکست کھا کر بصرہ چلے گئے تھے اور اپنے بھائی سلیمان کے پاس قیام کیا تھا اس کے بعد المنصور نے ۱۳۹ھ میں سلیمان کو حکومت بصرہ سے معزول کر دیا عبداللہ بن علی اور ان کے ساتھی اس واقعہ سے خائف ہو کر روپوش ہو گئے، المنصور کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے سلیمان اور اس کے بھائی عیسیٰ کو لکھ کر بھیجا کہ میں عبداللہ اور اس کے کمانڈروں اور خدام کو امان دیتا ہوں تم ان کو میرے پاس لے آؤ، سلیمان اور عیسیٰ اس فرمان کے مطابق عبداللہ اور اس کے سرداروں اور خدام کو لیکر دارالخلافت میں حاضر ہوئے انہوں نے دربار میں حاضری کی اجازت مانگی، المنصور نے سلیمان اور عیسیٰ کو اپنی باتوں میں مصروف کر کے عبداللہ بن علی کو ایک مکان میں جو قصر خلافت میں اسی غرض کے لئے مہیا کیا گیا تھا قید کر دینے کا حکم دیدیا جب تھوڑی دیر کے بعد سلیمان اور عیسیٰ المنصور سے رخصت ہو کر باہر آئے تو عبداللہ بن علی کو موجود نہ پاکر سمجھ گئے کہ ان کو قید کر دیا گیا ہے اور ان کی ذمہ داری کالعدم کر دی گئی ہے تو وہ فوراً المنصور کے پاس لوٹے مگر ان سے ملنے نہیں دیا گیا مگر عبداللہ بن علی کے ساتھیوں میں سے کسی کو قتل کر دیا گیا، کسی کو قید کر دیا گیا اور بعض کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا، ابوداؤد خالد نے اس سب کو قتل کر دیا۔

عیسیٰ کی معزولی اور اس کے خلاف سازش: ..... عبداللہ بن علی اس زمانہ سے مسلسل قید ہی میں رہے یہاں تک کہ المنصور نے ۱۴۹ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے لڑکے المہدی محمد بن المنصور کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور چونکہ اس کے تخت نشینی کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد بنانے کی ہدایت کی تھی، عبداللہ بن علی کو اس کے حوالہ کر کے قتل کر ڈالنے کا حکم دیدیا اور خود بقصد حج مکہ معظمہ کی طرف چلا گیا، المنصور کے چلے جانے کے بعد عیسیٰ نے المنصور کے کاتب (سکریٹری) یونس بن فردہ سے عبداللہ بن علی کے قتل کا مشورہ کیا، یونس نے کہا میرے خیال میں تم عبداللہ کو قتل نہ کرو ورنہ المنصور حج سے واپسی پر تم کو اس کے قتل کے بدلہ میں قتل کر دے گا اور اگر تم سے کبھی وہ عبداللہ کو طلب کرے تو ہرگز ہرگز نہ دینا اور دیکھو یہ راز کسی سے مت کہنا، غرض عیسیٰ نے عبداللہ بن علی کو قتل نہیں کیا اور اپنے مکان میں چھپا دیا چنانچہ جب المنصور حج کر کے واپس آیا تو چند لوگوں کو اپنے عزیزوں کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ لوگ سمجھا بجھا کر اس کے بھائی عبداللہ بن علی کی سفارش کرنے پر تیار کریں چنانچہ ان لوگوں نے المنصور کے آدمیوں کے سمجھانے بجھانے سے عبداللہ بن علی کی سفارش کر دی۔

منصور کی سازش ناکام: ..... چنانچہ المنصور نے عیسیٰ سے عبداللہ بن علی کو طلب کیا عیسیٰ نے عرض کیا میں نے اس کو آپ کے حکم کے مطابق قتل کر دیا تھا اس پر منصور نے کہا میں نے تو یہ حکم نہیں دیا تھا، ابھی عیسیٰ اس کا جواب نہیں دے پایا تھا کہ المنصور نے اپنے چچاؤں سے مخاطب ہو کر کہا کیا دیکھتے ہو اس کو اپنے بھائی کے بدلہ میں گرفتار کر لو میں نے عبداللہ کو قتل کرنے کے لئے اس کے حوالہ نہیں کیا تھا بلکہ نظر بند رکھنے کی غرض سے اس کے حوالہ کیا تھا،

المنصور کے چچاؤں نے یہ حکم پاتے ہی عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور قتل کرنے کے لئے باہر لے آئے، تماشائیوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا عیسیٰ تذبذب میں پڑا ہوا تھا اور لوگ اس کے قتل پر تلے ہوئے تھے ہر شخص کی زبان پر یہی قصہ تھا، عیسیٰ نے پہلے تو انتہائی صبر و استقلال سے کام لیا مگر جب یہ دیکھا کہ موت میرے سر پر کھیل رہی ہے تو گھبرا کر بول اٹھا اللہ مجھے قتل نہ کرو عبداللہ بن علی زندہ ہیں۔

عبداللہ بن علی کی موت: ..... چنانچہ انہیں المنصور کے سامنے لا کر حاضر کر دیا گیا المنصور نے اس غریب کو بھی ایک مکان میں قید کر دیا جس کی بنیاد میں نمک دیا گیا تھا اور پانی ڈالنے کا حکم دیدیا پانی کا ڈالنا تھا کہ دیواریں گر پڑیں اور عبداللہ بن علی دب کر مر گئے۔

راوندیہ کی بغاوت: ..... یہ لوگ خراسان کے رہنے والے ابومسلم کے پیروکار تناسخ اور حلول کے قائل تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ آدم کی روح نے عثمان بن نہیک میں، اللہ جل شانہ نے المنصور میں، اور جبرائیل نے ہیثم بن معاویہ میں حلول کر لیا ہے، المنصور نے اس میں سے تقریباً دو سو آدمیوں کو قید کر دیا باقی لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہو گیا چنانچہ یہ سب جمع ہو کر ایک نعش کو گویا کہ جنازہ لئے جا رہے ہیں اٹھا کر لے چلے اور قید خانہ کے دروازے پر پہنچ کر نعش کو قید خانہ کے اندر پھینک دیا اور خود اندر گھس گئے اور اپنے ساتھیوں کو نکال لائے اس کے بعد مکمل اطمینان سے چھ سو افراد

کے ساتھ المنصور کے محل کا رخ کیا۔

معن بن زائدہ کی جانثاری:......المنصور پیدل ہی محل سے باہر نکل آیا معن بن زائدہ شیبانی بھی یہ خبر سن کر آ گیا یہ اس وقت تک روپوش تھا اس لئے کہ ابن ہبیرہ کے ساتھ مل کر اس سے لڑنے آیا تھا المنصور ایک مدت سے اس کی تلاش میں تھا معن بن زائدہ نے اس موقع پر بہت بڑی جانثاری ظاہر کی پیدل ہو کر لڑا اور مخالفین کی صفوں میں گھس جاتا اور ان کے مجمع کو منتشر کر کے واپس آ جاتا تھا دو ایک بار سخت سے سخت مشکل میں بھی مبتلا ہو گیا اس کے بعد المنصور کے پاس آیا اس وقت المنصور کے خچر کی لگام ربیع (المنصور کے حاجب) کے ہاتھ میں تھی، معن بن زائدہ نے یہ کہہ کر کہ تم ہٹ جاؤ ایسی حالت میں اس لگام کو لینے کا میں ہی مستحق ہوں یہ کہہ کر لگام ربیع کے ہاتھ سے لے لیا اور نہایت مستعدی وہوشیاری سے لڑتا رہا اور راوندیہ کے خلاف لڑتے ہوئے کامیاب ہو گئے، المنصور نے اس وقت تک معن بن زائدہ کو نہیں پہچانا تھا اس لئے پوچھا کہ تم کون ہو؟ چنانچہ معن نے اپنا نام ونسب بتلایا، تو المنصور نے ان کو امان دیدی اور اس کی اس جانثاری سے خوش ہو گیا۔

ابونصر کا واقعہ:......اس واقعہ کے بعد ابونصر مالک بن ہیثم آیا اور شاہی محل کے دروازے پر کھڑے ہو کر بولا انا الیوم تواب، باز اریوں کے کان میں جب یہ آواز پہنچی سب کے سب ابونصر پر ٹوٹ پڑے اور لڑائی ہونے لگی، شہر کا دروازہ کھول دیا گیا لوگ گھس گئے حازم بن خزیمہ اور ہیثم بن شعبہ نے حملہ کر دیا آن کی آن میں سب کے سب کو ڈھیر کر دیا، اس واقعہ میں اتفاقاً عثمان بن نہیک کو ایک تیر لگا جس سے وہ چند دن کے بعد مر گیا المنصور نے اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو اپنی جانثار فوج کا افسر مقرر کیا اور اس کے بعد ابوالعباس طوسی کو اس عہدے سے سرفراز فرمایا۔ یہ سارے واقعات شہر ہاشمیہ میں واقع ہوئے تھے۔

معن کی پذیرائی:......راوندیہ کی بغاوت فرو ہونے کے بعد المنصور نے معن بن زائدہ کو بلوا کر انتہائی عزت واحترام سے بٹھایا دیر تک اس کے کارنامے کی تعریف کرتا رہا، معن نے عرض کیا واللہ امیر المؤمنین میں تو ڈرتے ڈرتے میدان جنگ میں آیا تھا جب میں نے دیکھا کہ آپ کے لئے خطرناک حالت پیدا ہو رہی ہے تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اور میں بے تابانہ نکل پڑا اور میں نے جو کچھ کیا وہ آپ ملاحظہ فرما رہے تھے۔

بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ معن بن زائدہ ابوالخصیب (المنصور کے حاجب) کے پاس روپوش تھا اور ابوالخصیب اس فکر میں تھا کہ معن کی عفو تقصیر کرا کر امان حاصل کر لے، جب یہ واقعہ پیش آیا تو ابوالحصیب نے المنصور کی خدمت میں حاضر ہو کر معن کی حاضری کی اجازت مانگی، المنصور نے راوندیہ کے متعلق معن سے مشورہ کیا تو معن نے رائے دی کہ بیت المال کا دروازہ لشکریوں کے لئے کھول دیجئے، ع، کہ مزدور خوش کن دل کند کار بیش (اندر سے خوش مزدور زیادہ کام کرتا ہے۔)

المنصور نے اس سے اختلاف کر کے کہا مناسب یہ ہے کہ ان سرکشوں کی سرکوبی کی جائے معن نے عرض کیا بہتر، لیکن میں اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہوں، چنانچہ معن کا جواب اس کا جملہ پورا ہوتے ہی میدان جنگ کی طرف نکل کھڑا ہوا بڑے بڑے مصائب اٹھائے یہاں تک کہ تقریباً سارے راوندیہ مارے گئے، جنگ کے بعد معن پھر روپوش ہو گیا المنصور نے اس کو طلب کر کے امان دی اور ولایت یمن کا گورنر مقرر کر دیا۔

خراسان میں بغاوت:......خلیفہ سفاح نے خراسان میں بغاوت وہلاکت کے بعد بسام بن ابراہیم ابوداؤد خالد بن ابراہیم ذہلی کو مقرر کیا تھا جب ۱۴۰ھ کا دور آیا تو اس کے بعض سپاہیوں نے بغاوت کر دی اس وقت یہ کشماہن میں مقیم تھا لشکریوں نے اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا چنانچہ ابوداؤد رات کے وقت اپنے مکان کے چھت پر ان لوگوں کو دیکھنے کے لئے چڑھا اتفاق سے اس کا پاؤں پھسلا اور گر پڑا اور اسی دن جاں بحق ہو گیا، ابوداؤد کے مرنے کے بعد اس کا افسر پولیس عصام اس کی قائم مقامی کرتا رہا یہاں تک کہ خلیفہ المنصور نے عبدالجبار بن عبدالرحمٰن کو امیر خراسان مقرر کر کے روانہ کر دیا۔

عبدالجبار کی سرکشی:......عبدالجبار نے خراسان میں قدم رکھتے ہی ایک آفت برپا کر دی سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو اس الزام میں کہ یہ لوگ دولت علویہ کی دعوت دیتے تھے قید کر دیا جن میں مجاشع بن حریث انصاری گورنر بخارا، ابوالمغیرہ خالد بن کثیر مولیٰ بنوتمیم گورنر کوہستان اور حریش بن

محمد ذبلی یعنی ابوداؤد کا چچازاد بھائی شامل تھے پھر چند دن کے بعد ان لوگوں کو قید کر دیا اور ابوداؤد کے مقرر کئے ہوئے عمال پر مال حاصل کرنے میں سختی کرنے لگا رفتہ رفتہ اس کی شکایت المنصور تک پہنچی تو وہ ابوایوب سے مخاطب ہو کر بولا ابوالجبار! تو ہمارے حامیوں کو بغاوت کرنے کے خیال سے فنا کئے جا رہا ہے اس پر ابوایوب نے رائے دی کہ آپ لشکر خراسان کے بڑے حصے کو جہاد روم پر بھیج دینے کا حکم بھیج دیجئے، اور جب عبدالجبار لشکر خراسان کو جہاد روم میں بھیج دیں تو جس کو چاہیں خراسان بھیج دیجئے ایک لمحہ میں عبدالجبار کے دماغ کی گرمی دور ہو جائے گی، المنصور نے اس رائے کے مطابق عبد الجبار کو لکھ بھیجا عبدالجبار نے جواباً لکھا کہ چونکہ ترک نے فوج کشی کی ہوئی ہے اس صورت میں اگر آپ لشکر خراسان کو کسی دوسری طرف منتقل کریں گے تو مجھ کو خراسان کے چلے جانے کا خطرہ ہے، المنصور نے یہ خط ابوایوب کو دیدیا ابوایوب نے عرض کیا آپ یہ لکھئے کہ مجھے خراسان دوسرے ممالک سے زیادہ محبوب ہے میں اس کی حفاظت کے لئے ایک عظیم الشان لشکر بھیج رہا ہوں جو اس کی مکمل طریقے سے حفاظت کریگا، عبدالجبار نے یہ جواب دیا کہ خراسان کی آمدنی اتنے زیادہ بوجھ کی متحمل نہیں ہو سکے گی ابوایوب نے یہ جواب دیکھ کر عرض کیا لیجئے اس کا خبث باطنی ظاہر ہو گیا ہے اس نے بغاوت کا اظہار کر دیا ہے اب آپ ذرا جلدی کیجئے۔

المہدی کی عبدالجبار کو شکست:...... المنصور نے ایک لشکر کے ساتھ اپنے بیٹے المہدی کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مقام رے میں پہنچ کر قیام کرنا چنانچہ المہدی نے مقام رے پہنچ کر پراؤ ڈالا اور خازم بن خزیمہ کو عبدالجبار سے جنگ کرنے کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ خازم اور عبدالجبار میں لڑائی چھڑ گئی اور عبدالجبار میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا اور مقطنہ ❶ پہنچ کر چھپ گیا، مجشر ❷ بن مزاحم نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اہل مرورد کو جمع کیا اور ان لوگوں کے ساتھ دجلہ عبور کر کے مقطنہ میں اترا اور عبدالجبار کو گرفتار کر کے خازم بن خزیمہ کے پاس حاضر ہو گیا خازم نے عبدالجبار کو ایک جبہ بالوں کا پہنا کر اونٹ کی دم کی طرف منہ کر کے سوار کرایا اور پورے شہر میں تشہیر کرا کر اسے اس کے اہل و اعیال اور ساتھیوں سمیت المنصور کی خدمت میں بھیج دیا، المنصور ان کو طرح طرح کی ایذائیں دینے لگا یہاں تک کہ جس قدر مال ان لوگوں نے غبن کیا تھا سب کا سب حاضر کر دیا تب المنصور نے عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ ۱۴۲ھ کا ہے اور اس کے اہل و اعیال کو وہلک میں قید کر دیا گیا۔ اس کامیابی کے بعد المہدی خراسان ہی میں ٹھہر گیا یہاں تک کہ ۱۴۹ھ میں عراق لوٹ آیا۔

گورنر سندھ کی سرکشی:...... ۱۴۲ھ میں عیینہ بن موسیٰ بن کعب گورنر سندھ نے بغاوت کی یہ اپنے باپ کے بعد گورنر سندھ مقرر کیا گیا تھا اس کے باپ نے مسیّب بن زہیر کو محکمہ پولیس کا افسر مقرر کیا تھا مسیّب کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں عیینہ کو المنصور بلوا کر محکمہ پولیس نہ مقرر کر دیں چنانچہ عیینہ کو بہکا کر المنصور کی مخالفت پر تیار کر لیا، المنصور کو اس کی خبر ملی تو وہ دارالخلافت سے بصرہ آیا اور بصرہ سے عمر بن حفص بن ابی صغر ❸ متکی کو سندھ و ہند کا گورنر بنا کر عیینہ سے جنگ پر مامور کر دیا چنانچہ عمر بن حفص سندھ پہنچ کر عیینہ سے لڑا اور کامیابی کے ساتھ سندھ پر قبضہ کر لیا۔ ❹

اصبہد کی سرکشی:...... اسی سال اصبہد گورنر طبرستان نے بھی سرکشی کی اور ان مسلمانوں کے خون سے اپنے ظلم کے ہاتھوں کو رنگ لیا جو اس کے ملک کے تھے، المنصور نے اس کی سرکوبی کے لئے اپنے آزاد کردہ غلام ابوالخصیب، خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ ان لوگوں نے طبرستان پہنچ کر اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور ایک مدت تک محاصرہ کئے رکھا بالآخر تدبیر کر کے دروازہ کھلوا کر گھس گئے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا اور اصبہد نے خودکشی کر لی۔ ❺

---

❶ ...... کامل لابن اثیر صفحہ ۵۵۰/۳ پر اس کا نام معطنہ لکھا ہے۔

❷ ...... بعض نسخوں میں مخشد لکھا ہے جو کہ غلط ہے اردو نسخے میں مجشیر لکھا ہے وہ بھی غلط ہے، ابن اثیر صفحہ ۵۵۰/۳ پر المجشر لکھا ہے اسی کی اعتبار سے تصحیح کی گئی ہے۔

❸ ...... ابن اثیر صفحہ ۵۵۰/۳ پر عمر بن حفص بن ابی صغرہ لکھا ہے لہٰذا یہاں صفوۃ لکھا تھا جو ہم نے تبدیل کر دیا ہے۔

❹ ...... دیکھئے الیعقوبی صفحہ ۳۷۳/۲۔

❺ ...... تفصیل کے لئے فتوح البلدان صفحہ ۴۱۵/۱ دیکھئے۔

بنو ہاشم اور مسئلہ خلافت:......جس وقت مروان بن محمد کی حکومت میں تزلزل واضطراب پیدا ہوا اس وقت بنو ہاشم نے ایک میٹنگ کر کے خلیفہ مقرر کرنے کے متعلق مشورہ کیا آخر کار سب نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن علی کو خلیفہ بنانا چاہیئے ، بیان کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں میں جنہوں نے اس رات بیعت کی تھی ان میں المنصور بھی تھا اور جب المنصور نے اپنے بھائی سفاح کے عہد خلافت ۱۳۶ھ میں حج کرنے گیا تھا تو محمد اور اس کا بھائی ابراہیم چھپ گئے تھے اور بنو ہاشم کے ساتھ اس کے پاس نہیں آئے تھے چنانچہ اس نے ان دونوں کا معلوم کیا تو زیاد بن عبیداللہ حارثی نے عرض کیا میں ابھی ان دونوں کو حاضر کرتا ہوں المنصور ان دنوں مکہ میں تھا اس نے زیاد بن عبیداللہ کو مدینہ کی طرف واپس کر دیا ، اس کے بعد المنصور تخت خلافت پر متمکن ہو گیا مگر محمد کے بارے میں برابر پوچھتا رہتا تھا اور بنو ہاشم سے خفیہ طور پر استفسار کرتا رہتا تھا اور وہ لوگ یہی جواب دیتے تھے کہ آپ نے اس کی تلاش حد سے زیادہ بڑھالی ہے اس لئے وہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ اور بھی مناسب عذر کر دیا کرتے تھے مگر حسن بن زید بن حسن بن علی صاف صاف کہہ دیتے تھے کہ واللہ وہ تم سے بے خوف نہیں ہے بلکہ وہ تو تمہارے خوف کی وجہ سے بے فکری کے ساتھ رات کو سوتا نہیں ہے ، موسیٰ بن عبداللہ بن حسن یہ سن کر اکثر کہا کرتے تھے اللھم اطلب الحسن بدمائنا (اے خدا حسن کو ہمارے خون کے بدلہ لے لے) اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان کے بیٹے محمد کے حاضر کرنے پر مجبور کرنا شروع کر دیا ، عبداللہ نے سلیمان بن علی سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا ، سلیمان بن علی نے کہا اگر وہ (المنصور) درگذر کرنے کا عادی ہوتا تو اپنے چچا سے درگذر کرتا ، عبداللہ یہ سن کر متنبہ ہو گئے اور اس وقت سے مسلسل اپنے بیٹے کو چھپانے کی پوری کوشش کرنے لگے۔

المنصور نے جاسوسوں کو پوری وادی حجاز میں محمد کی تلاش کے لئے پھیلا دیا کوئی چشمہ اور کوئی مقام ایسا نہیں تھا جہاں پر کہ المنصور کے جاسوس نہ رہتے ہوں جب اس میں بھی المنصور کو کامیابی نہ ہوئی تو ایک خط محمد کے طرف داروں کی جانب سے محمد کے نام لکھا جس مین اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا تھا اور جلدی کرنے کی رائے دی تھی اس خط کو اپنے جاسوس کے ہاتھ عبداللہ کے پاس بھیجا اور اس بات کے اظہار کے لئے کہ یہ ان کے حامیوں کے پاس سے آیا ہے بہت سا مال واسباب اس کے ساتھ کر دیا اتفاق یہ ہوا کہ المنصور کا ایک کاتب جو در پردہ محمد کا حامی تھا اس نے عبداللہ بن حسن کو یہ تمام حالات لکھ کر دیئے ، ان دنوں محمد جہینہ میں ٹھہرے ہوئے تھے قاصد نے محمد کا معلوم کرنے کی بہت کوشش کی ، اس غرض کو ظاہر کرنے کے خیال سے کہ ان کے حامیوں کا خط ان کے ہاتھ میں دیا جائے ، عبداللہ بن حسن نے قاصد سے کہا تم علی بن حسن کے پاس چلے جاؤ وہ تم کو محمد کے جہینہ کی جیل میں پہنچا دیں گے چنانچہ قاصد علی بن حسن کے پاس گیا اور انہوں نے اس کو محمد کے پاس پہنچا دیا اس کے بعد المنصور کے کاتب کا خط حقیقت حال کا آیا ، عبداللہ بن حسن نے اسی وقت ابو ہبار کو محمد اور علی بن حسن کے پاس اس واقعہ کی اطلاع دینے اور اس قاصد سے بچنے کے لئے روانہ کر دیا ، ابا ہبار علی بن حسن کو اس واقعہ سے مطلع کر کے محمد کے پاس گیا اتفاق سے اس وقت وہ جاسوس بیٹھا ہوا تھا اس نے محمد کو علیحدہ لے جا کر اس واقعہ سے مطلع کیا ، محمد نے کہا تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے ، ابو ہبار نے کہا مار ڈالو جھگڑا صاف ہو جائے گا مگر محمد نے کہا میں ایک مسلمان کی خون سے اپنے ہاتھ آلودہ نہ کروں گا ، تب ابو ہبار نے کہا اچھا اس کو قید کر کے اپنے ہمراہ رکھئے محمد نے اس سے بھی اختلاف کیا اس وجہ سے کہ روازنہ جان کے خوف سے فرار ہوا کرتے تھے پھر ابو ہبار نے یہ رائے دی کہ اس کو قبیلہ جہینہ میں کسی کے پاس نظر بند کرا دیجئے ، محمد نے اس رائے سے اتفاق کیا لیکن لوٹ کر جب اپنے مجلس میں واپس آئے تو وہ شخص ہی موجود نہ تھا۔

عبداللہ بن حسن اور جاسوس:......یہ شخص جہینہ سے نکل کر مدینہ پہنچا اور مدینہ منورہ میں المنصور کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور سارے حالات بیان کر دیئے اور بجائے ابو ہبار کے یہ کہہ دیا کہ اس کے ساتھ ایک شخص ویر نامی رہتے تھے ، ابو جعفر المنصور نے ویر کو بلوا کر محمد کے بارے میں دریافت کیا ویر نے قسمیں کھائیں اور اپنی لاعلمی ظاہر کی مگر المنصور کو اعتبار نہ آیا اور اسے پٹوا کر قید کر دیا ، اس کے بعد المنصور نے عقبہ بن سالم ازدی کو بلا کر ایک جعلی خط محمد کے خراسانی حامیوں کی جانب لکھ کر دیا اور بہت سا مال واسباب دے کر عبداللہ بن حسن کے پاس روانہ کر دیا ، جیسے ہی عقبہ نے عبد اللہ بن حسن کے پاس پہنچ کر خراسانی حامیوں کا جعلی خط اور مال واسباب دیا تو عبداللہ بن حسن نے خط پھینک دیا اور جھڑک کر بولے کہ میں ان لوگوں کو نہیں جانتا تم میرے پاس سے چلے جاؤ ، اس وقت تو عقبہ چلا گیا لیکن وقتاً فوقتاً آتا جاتا رہا یہاں تک کہ عبداللہ بن حسن اس سے مانوس ہو گئے اور اپنے

دلی حالات کہنے لگے، عقبہ نے عرض کیا اس خط کا جواب لکھ دیجئے عبداللہ بن حسن نے جواب دیا خط کا جواب تو نہیں لکھوں گا مگر ان لوگوں سے میرا سلام کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کریں گے۔

عبداللہ بن حسن کی گرفتاری: ......عقبہ کو جب محمد اور ابراہیم کے حالات معلوم ہو گئے تو لوٹ کر المنصور کے پاس آیا اور تمام حالات عرض کئے، المنصور نے حج کے ارادے سے کوچ کیا اور مکہ پہنچا تو بنو حسن ملنے آئے عبداللہ بن حسن بھی ان کے ساتھ تھے المنصور نے ان لوگوں کو عزت واحترام سے بٹھایا اور اگلے دن دعوت کر دی جب یہ لوگ وقت مقررہ پر آئے اور کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو المنصور نے عبداللہ بن حسن سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیوں صاحب! آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ہم کبھی مخالفت نہیں کریں گے اور نہ ہی تمہاری حکومت میں دخل اندازی کریں گے، عبداللہ بن حسن بولے میں ابھی تک اسی وعدہ پر قائم ہوں، المنصور نے عقبہ بن سالم کی طرف کن اکھیوں سے دیکھا تو عقبہ بن سالم، عبداللہ بن حسن کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا عبداللہ بن حسن نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا عقبہ بھی اسی طرف جا کھڑا ہو گیا مجبور ہو کر عبداللہ بن حسن نے آنکھیں نیچی کر لیں چنانچہ المنصور پوچھتا جاتا تھا اور عقبہ ایک ایک بات بتاتا جاتا تھا المنصور نے یہ باتیں سن کر عبداللہ بن حسن کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ ❶

محمد اور ابراہیم کا حال: ......محمد بے چارہ غریب الوطن جو اطراف و جوانب بلاد میں چھپا پھرتا تھا رفتہ رفتہ بصرہ پہنچا اور بنو راہب میں یا بقول بعض بنو مرہ بن عبید میں قیام کیا المنصور کو اس کی خبر مل گئی یہ خبر سنتے ہی المنصور بصرہ چلا آیا لیکن اس وقت محمد نے بصرہ چھوڑ دیا تھا، عمر بن عبید المنصور سے ملنے کو آیا، المنصور نے کہا اے ابو عثمان! کیا بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس سے ہم کو اپنی خلافت وحکومت میں خطرہ ہو سکتا ہو؟

عمر بن عبید نے عرض کیا امیر المومنین! بصرہ میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو آپ کی خلافت وحکومت کا مخالف ہو، المنصور یہ سن کر لوٹ گیا اور محمد اور ابراہیم پر اس قدر خوف طاری ہو گیا تھا کہ بصرہ سے نکل کر عدن چلے گئے وہاں اطمینان حاصل نہ ہوا تو سندھ چلے آئے اور سندھ سے پھر کوفہ اور کوفہ سے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

محمد اور ابراہیم کا حج: ......پھر ۱۴۰ھ میں المنصور حج کرنے آیا تھا، محمد و ابراہیم بھی حج کرنے آئے ہوئے تھے ابراہیم نے المنصور کو دھوکہ دینے کا ارادہ کیا مگر محمد نے اس سے مخالفت کی اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان دونوں بیٹوں محمد و ابراہیم کو حاضر کرنے پر مجبور کیا، زیاد گورنر مدینہ نے ضمانت دی تو غریب کی جان بچی، المنصور حج سے فارغ ہو کر اپنے دار الخلافت لوٹ گیا۔

گورنر مدینہ اور محمد: ......اس کے روانگی کے بعد محمد مدینہ منورہ پہنچا زیاد نہایت الطاف و رحمت سے پیش آیا امان دی اور پھر کہا کہ آپ جہاں چاہیں چلے جائیں، المنصور نے یہ خبر سن کر ابوالازہر کو جمادی الثانی ۱۴۱ھ میں زیاد اور اس کے مصاحبوں کو قید کرنے اور عبدالعزیز بن المطلب کو مدینہ منورہ کو سند گورنری دینے کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا، ابوالازہر نے اس حکم کے مطابق عبدالعزیز بن المطلب کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا اور زیاد کو اس کے مصاحبین سمیت گرفتار کر کے المنصور کی خدمت میں پہنچا دیا چنانچہ ابوالمنصور نے ان سب کو قید کر دیا، زیاد نے چلتے وقت مدینہ منورہ کے بیت المال میں اسی ہزار دینار چھوڑے تھے۔

اس کے بعد المنصور نے مدینہ منورہ پر محمد بن خالد بن عبداللہ قسری کو مامور کر کے محمد کی تلاش کی سخت تاکید کی، اور اس مقدمہ پر دریا دلی سے مال وزر خرچ کرنے کی اجازت دی، چنانچہ محمد بن خالد نے بے حد مال وزر خرچ کیا مگر پھر بھی محمد مل نہ سکا اس وقت المنصور نے اس کی فضول خرچی سے تنگ آ کر اس کی معزولی سے متعلق مشورہ کیا اس کے مصاحبین میں سے یزید بن اسید سلمی نے رباح بن عثمان بن حیان مزنی ❷ کو مقرر کرنے کی رائے دی چنانچہ المنصور نے اسے پسند کر لیا اور رمضان ۱۴۴ھ میں اسے سند امارت عطا کر کے مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

رباح بن عثمان گورنر مدینہ: ......اس نے مدینہ پہنچ کر بڑا ادھم مچایا عبداللہ بن حسن کو بیٹوں کی نہ حاضر کرنے پر دھمکی دی، عتاب شاہی

---

❶ ......تفصیل کے لئے الاغانی صفحہ ۱۲۲/۲۱ دیکھئے۔

❷ ......کامل لابن اثیر صفحہ ۵۵۰/۲ پر رباح بن عثمان مری لکھا ہے۔

سے ڈرایا تو عبداللہ بن حسن نے کہا واللہ تو آج ایسا سخت دل ہو رہا ہے جیسا کہ قصاب بکری کو ذبح کرنے کے وقت ہو جاتا ہے، رباح یہ جملہ سن کر چوکنا ہو گیا پھر ابوالبختری حاجب بولا کہ اس غریب کو غیب کی کیا خبر ہے آپ ان سے ناحق محمد کے بارے میں پوچھ رہے ہیں، رباح نے جواب دیا تف ہو تجھ پر اس بوڑھے نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے تو نے اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھا ہے، ابوالبختری اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ رباح اس کے ساتھ عبداللہ بن حسن کی مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اور پھر محمد بن خالد کو گرفتار کرا کر پٹوایا اور محمد کی تلاش میں شب و روز سرگرداں رہنے لگا، معلوم کرتے کرتے یہ معلوم ہوا کہ محمد مجافات ینبع میں جبل جہینہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں چھپا ہوا ہے فوراً اپنے ایک سردار کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا مگر محمد کو اس کی اطلاع ہو گئی اور وہ گھا گیا۔

بنو حسن کی گرفتاری:......اس کے بعد رباح نے بنو حسن کو گرفتار کرا کر قید کر دیا جن کے نام یہ تھے عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی، حسن وابراہیم وجعفر بن حسن بن حسن، سلیمان وعبداللہ بن داؤد بن حسن بن حسن، محمد واسماعیل واسحاق بن ابراہیم بن حسن بن حسن، عباس بن حسن بن حسن، موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن، ان لوگوں میں علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہ تھے وہ اگلے دن رباح کے پاس گئے اور فرمایا میں تیرے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ تو مجھ کو بھی میرے خاندان کے ساتھ قید کر دے، رباح نے ان کو بھی انہی لوگوں کے ساتھ قید کر دیا، المنصور کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے لکھا کہ انہی لوگوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان، ،دیباج، ،کو بھی قید کر دو، یہ عبداللہ بن حسن بن حسن کے اخیافی بھائی تھے کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت الحسین ہیں، رباح نے اس فرمان کے مطابق محمد بن عبداللہ کو پکڑ کر قید کر دیا، انہی دنوں میں گورنر مصر نے علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن کو گرفتار کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا تھا ان کو ان کے والد نے دعوت دینے کی غرض سے مصر بھیجا تھا چنانچہ المنصور نے انہیں قید کر دیا، اس وقت سے یہ مسلسل قید ہی میں رہے انہوں نے اپنے باپ کی حامیوں میں سے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی وابو جہر کے نام بھی بتا دیئے تھے المنصور نے ان دونوں کو بھی گرفتار کرا کر خوب پٹوایا اور قید کر دیا۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے عبداللہ بن حسن بن حسن صرف قید کئے گئے تھے اور ایک مدت تک قید میں رہے المنصور کے مشیروں نے حسن بن حسن کی باقی اولاد کو بھی قید کر دینے کی رائے دی چنانچہ سب کے سب کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔

المنصور کا مطالبہ:......اس واقعہ کے بعد ۱۴۴ھ میں المنصور حج کرنے گیا جب مکہ معظمہ پہنچا تو جیل میں حسن بن حسن کی اولاد کے پاس محمد بن عمران بن ابراہیم بن طلحہ و مالک بن انس کو یہ پیغام دیکر بھیجا کہ محمد اور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کو ہمارے حوالہ کر دو، عبداللہ بن حسن نے اس کا تو کوئی جواب نہیں دیا، حاضری کی اجازت طلب کی المنصور نے کہا واللہ میری آنکھیں اس کو اس وقت تک نہیں دیکھیں گی جب تک وہ اپنے دونوں بیٹوں کو میرے پاس حاضر نہیں کریگا، عبداللہ بن حسن نہایت محسن ہر دل عزیز اور بے حد خلیق تھے جس سے جو کچھ کہتے تھے وہ قبول کر لیتا تھا

اولاد حسن کی عراق روانگی:......حج کے بعد المنصور ربذہ کی طرف روانہ ہو گیا، رباح بھی احتراماً کچھ دور ساتھ آیا المنصور نے اسے حسن کی اولاد ان لوگوں سمیت جو ان کے ساتھ تھے عراق بھیج دینے کا حکم دیا چنانچہ رباح نے ان لوگوں کو قید خانہ سے نکال کر ہتھکڑیاں، زنجیریں اور بیڑیاں پہنا کر بغیر کجاوے کے اونٹوں پر سوار کرا کے عراق کی جانب روانہ کر دیا جعفر الصادق پردے کے آڑ سے یہ تمام معاملات دیکھ رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے سفر کے دوران محمد اور ابراہیم بدوؤں کے لباس میں اپنے والد عبداللہ کے پاس آیا کرتے تھے اور خروج کی اجازت مانگتے تھے، عبداللہ بن حسن کہا کرتے تھے میرے نور نظر! جلدی مت کرو جب تک کہ کوئی مناسب موقع نہ ہاتھ آ جائے، اگر ابو جعفر المنصور تمہاری کریمانہ زندگی کا مخالف ہو تو تم لوگ اس سے باز نہ آنا کہ کریمانہ موت مرو، ربذہ پہنچے تو المنصور سخت کلامی سے پیش آیا گالیاں دیں اور جب اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک سو پچاس کوڑے لگوائے، بعضوں کا بیان ہے کہ رباح نے المنصور کو اس ظلم و تشدد پر آمادہ کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ اہل شام اس کے ایسے حامی ہیں کہ ان میں سے ایک بھی اس کی مخالفت نہیں کریگا۔

المنصور کا اہل بیت پر ظلم:......اس واقعہ کے بعد ابوعون گورنر خراسان نے المنصور کے پاس ایک خط میں یہ لکھ کر بھیجا کہ اہل خراسان میں

اندورونی سازشیں بہت ہو رہی ہیں اور یہ لوگ محمد بن عبداللہ کے خروج کا انتظار کر رہے ہیں، المنصور نے اس اطلاع کی پاتے ہی محمد بن عبداللہ کو قتل کرنے کے لئے جلاد کے حوالہ کر دیا اور اس کا سر اتروا کر خراسان بھیج دیا اس سر کے ساتھ چند آدمی ایسے بھیجے گئے تھے جنہوں نے خراسان پہنچ کر قسم کھائی تھی کہ یہ سر محمد بن عبداللہ کا ہے اور ان کی دادی کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا، پھر المنصور ربذہ سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچا اور بنو حسن کے قصر کوابن ہبیرہ میں قید کر دیا بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں سب سے پہلے محمد بن ابراہیم بن حسن شہید کر دیئے گئے اس طرح کہ انہیں زندہ ایک ستون میں چن دیا گیا اس کے بعد عبداللہ بن حسن اور پھر علی بن حسن نے وفات پائی، کہا جاتا ہے کہ المنصور کی حکم سے یہ لوگ شہید کر دیئے گئے ان میں سے علاوہ سلیمان وعبداللہ بن داؤد اور اسحاق واسمعیل بن ابراہیم بن حسن اور جعفر بن حسن کے اور کوئی زندہ نہیں بچا سب کے سب انتہائی بے کسی سے المنصور کے پنجہ ظلم کی نذر ہو گئے واللہ اعلم

محمد المہدی اور رباح کی آنکھ مچولی:......جس وقت المنصور عراق کی جانب روانہ ہوا اور اولاد حسن کے قیدی اس کے ہمراہ بھیج دیئے گئے تو رباح لوٹ کر مدینہ منورہ آ گیا اور محمد کے تلاش میں سرگرمی کے ساتھ کام لینے لگا اور غریب محمد ایک مکان سے دوسرے مکان میں چھپتے پھرتے تھے اس روپوشی اور اختفاء کی نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ایک مرتبہ کنویں میں ڈول کی طرح لٹک کر جان بچائی اسی تگ و دو میں ایک پہاڑ میں سے ان کی بیوی گر پڑیں ❶ جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا، رباح کو یہ خبر ملی کہ محمد ❷ نذار میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو وہ چند آدمیوں کو ساتھ لے کر محمد کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوئے محمد یہ سن کر چھپ گئے رباح مجبور ہو کر خائب وخاسر واپس آ گئے، غرض رباح ہر وقت محمد کی تلاش میں رہتا تھا اور یہ چھپتے پھرتے تھے جب بھاگنے اور چھپنے سے تنگ آ گئے تو ساتھیوں سے صلاح مشورہ کر کے خروج کا ارادہ کر لیا۔

محمد المہدی کی بغاوت:......رباح کو اس کی اطلاع مل گئی کہ آج رات کو محمد خروج کرنے والے ہیں، رباح نے عباس بن عبداللہ بن حرث بن عباس اور محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد قاضی مدینہ منورہ کو بلوا کر کہا امیر المؤمنین، محمد کی تلاش میں مشرق اور مغرب ایک کر دیں گے حالانکہ وہ تمہارے ہی لوگوں کے پیچھے ہیں واللہ اگر اس نے خروج کیا تو میں تم لوگوں کو قتل کر دوں گا پھر قاضی مدینہ سے مخاطب ہو کر خاندان بنو زہرہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا ایک جم غفیر ان لوگوں کا آ کر جمع ہو گیا رباح نے ان لوگوں کو دروازہ پر بٹھا دیا اس کے بعد چند علوی لوگوں کو بلوایا اور کہا جن مین جعفر بن محمد بن حسین، حسین بن علی بن حسین بن علی اور چند قریشی جن میں اسماعیل بن ایوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ اور اس کا بیٹا خالد موجود تھے یہ لوگ رباح کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک تکبیر کی آواز سنائی دی کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خروج کر دیا ہے، ابن مسلم بن عقبہ مری نے رباح سے کہا میرا کہنا مانئے تو مجھے ان لوگوں کو قتل کرنے دیجئے مگر رباح نے اس سے انکار کر دیا۔

محمد کا مدینہ پر قبضہ:......محمد بن عبداللہ نے نذار سے ایک سو پچاس آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ خروج کیا قید خانہ کی طرف آئے، محمد بن خالد بن عبداللہ قسری اور اس کے برادر زادہ نذیر بن یزید اور ان لوگوں کو جو اس کے ہمراہ تھے قید خانہ سے نکالا پیادوں پر خوات بن بکیر بن خوات بن جبیر کو مامور کیا اور دارالامارت میں پہنچے، وہ اپنے ہمراہیوں کو پکارتے جاتے تھے کہ کسی کو قتل نہ کرنا کسی کو قتل نہ کرنا چنانچہ باب مقصورہ سے دارالامارت میں داخل ہو گئے اور رباح اور اس کے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اس کے بعد مسجد کی طرف آئے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا جس میں المنصور کی ان عادات حسیسہ وخصائل رذیلہ کا ذکر کیا جو اس نے اپنا لئے تھے اور لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کا برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا اور ان سے مدد کرنے کی درخواست کی اور اپنی جانب سے مدینہ منورہ میں عثمان بن محمد بن خالد بن ازہیر کو عہدہ قضا پر، عبدالعزیز بن مطلب بن عبداللہ مخزومی کو اسلحہ خانہ پر، عبدالعزیز دراوردی کو محکمہ پولیس پر، ابو غلمش عثمان بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر الخطاب کو اور دیوان عطاء پر عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمن

❶......ہمارے پاس موجود نسخے میں لکھا ہے کہ اس تگ و دو میں ان کا بیٹا پہاڑ سے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ مترجم نے جوان کی بیوی کے گرنے کا لکھا ہے وہ نہ جانے کس نسخے سے دیکھ کر لکھا ہے (مصحح ثناءاللہ محمود)

❷......تاریخ یعقوبی صفحہ ۲/۳۷۶ پر اس کا نام مذار لکھا ہے نذار یا مدار غلط ہے۔

بن مسور بن مخرمہ کو مامور کیا اور محمد بن عبدالعزیز کے پاس الگ ہو جانے پر ملامتانہ پیغام بھیجا چنانچہ محمد بن عبدالعزیز نے بھی امداد کا وعدہ کر لیا۔

مدینہ منورہ کے انتظام سے فارغ ہو کر محمد المہدی مکہ کی جانب روانہ ہوئے ان کے ساتھ شہر کے رئیسوں میں سے ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام، عبداللہ بن منذر بن مغیرہ بن عبداللہ بن خالد، ابوسلمہ بن عبید اللہ بن عبداللہ بن عمر اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر کے اور کوئی پیچھے نہیں رہا، بغاوت کے وقت اہل مدینہ نے ❶ امام مالک سے محمد کے ساتھ بغاوت کرنے کے متعلق استفسار کیا تھا کہ ہماری گردنوں میں المنصور کی بیعت کا ہار پڑا ہوا ہے امام مالک نے جواب دیا ❷ تم لوگوں نے مجبوراً بیعت کی تھی (مجبور پابند نہیں ہوتا) اس سے لوگوں کے خیالات بدل گئے لہذا خوشی سے محمد کے اعوان وانصار میں شامل ہو گئے اور امام مالک خانہ نشین ہو گئے۔

اسماعیل بن عبداللہ:......محمد المہدی نے اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بھی بیعت کرنے کے لئے بلوایا تھا یہ ایک معمر شخص تھا انہوں نے کہلا بھیجا میرے بھتیجے! واللہ تم مارے جاؤ گے میں تمہاری بیعت کیسے کروں، چنانچہ کچھ آدمی اس جواب کو سن کر پھر گئے اور بنو معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے محمد المہدی کا ساتھ دینے میں جلدی کی، حمادہ بنت معاویہ نے اپنے چچا اسماعیل بن عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر اپنے بھائیوں کی شکایت کی کہ اے چچا جان! آپ کے اس کلام سے کچھ لوگ محمد سے الگ ہو گئے ہیں اور ابھی تک میرے بھائی انہی کے ساتھ ہیں مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ لوگ بھی مارے نہ جائیں مگر اسمٰعیل نے حمادۃ کو ناکام لوٹا دیا بیان کیا جاتا ہے کہ اسے حمادہ کو دشمنی پیدا ہو گئی چنانچہ موقع پا کر اس نے اسمٰعیل کو قتل کر دیا اس کے بعد محمد بن خالد قسری جس کو رباح نے قید کر دیا تھا اور محمد المہدی نے رہا کر دیا تھا پھر اس الزام میں قید کر دیا گیا کہ یہ المنصور سے خط و کتابت کرتا تھا اس وقت سے محمد بن خالد مسلسل قید ہی میں رہا۔

المنصور کوفہ میں:......محمد المہدی کے بغاوت کے نویں دن ایک شخص آل ادریس بن ابی سرح سے (جس کا نام حسین بن صخر تھا) مدینہ سے جا کر المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان واقعات سے ان کو آگاہ کیا المنصور بولا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں میں نے اس کو بچشم خود دیکھا ہے اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے میں نے باتیں کی ہیں، المنصور کو اس کے کہنے پر یقین نہیں آیا، اگلے دن سے محمد المہدی کے خروج کی خبریں متواتر آنے لگیں تب تو المنصور کو خوف وہراس پیدا ہو گیا اور اپنے اہل بیت وارا کین دولت کو جمع کر کے مشورہ کیا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی سے جو اس وقت قید کی مصیبتیں جھیل رہے تھے محمد المہدی کے متعلق رائے طلب کی انہوں نے کہلوایا کہ تم فوراً کوفہ چلے جاؤ کیونکہ یہ کوفہ والے اہل بیت کے حامی ہیں اور ان کی ناکہ بندی کر لو تا کہ کوفہ میں آنے جانے والوں کی تم کو اطلاع ملتی رہے اور سالم بن قتیبہ کو مقام رے سے طلب کر کے شامی سپاہیوں کو اس کے ساتھ المہدی کی طرف روانہ کرو اور لشکریوں کے روزینے بڑھا دو، المنصور اس رائے کے مطابق کوفہ چلا گیا اس کے ہمراہ عبداللہ بن ربیع بن عبداللہ بن عبدالمدان بھی تھا۔

اہواز اور بصرہ کی ناکہ بندی:......کوفہ پہنچ کر المنصور نے یزید بن یحییٰ سے مشورہ کیا سفاح بھی اس سے اکثر مشورہ کیا کرتا تھا اسی نے رائے دی کہ اہواز میں فوجیں بھیج دو تا کہ پوری پوری حفاظت ہو سکے مگر المنصور اس جواب کو سمجھ نہ سکا بولا اس نے مدینہ میں خروج کیا ہے یزید نے جواب دیا ہاں میں جانتا ہوں مگر اہواز ہی ان کی کامیابی کا دروازہ ہے، اور جعفر بن ❸ حنظلہ بہرانی نے مشورہ کے وقت بصرہ میں فوج بھیجنے کی رائے دی تھی لہذا جب ابراہیم نے اس سمت میں خروج کیا تو ان دونوں کی آرا کی خوبیاں ظاہر ہو گئیں، المنصور نے جعفر کی رائے پر اعتراض کیا تھا کہ ہم کو بصرہ کا کیوں خوف زیادہ ہے؟ جعفر نے یہ توجیہ بیان کی تھی کہ اہل مدینہ جہاں پر محمد نے خروج کیا ہے جنگ آور سپاہی اور فسادی نہیں ہے وہ اپنے ہی حال میں مست ہو رہے ہیں اور اہل کوفہ تمہارے ہی قدموں کے نیچے ہیں اور اہل شام تو پہلے ہی سے آل ابی طالب کے جانی دشمن ہیں اب سوائے بصرہ کے

❶......امام مالک بن انس، ائمہ اربعہ میں سے ہیں، مالکیہ انہی کی طرف منسوب ہے، مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے پوری زندگی بادشاہوں اور حکمرانوں سے دور رہے، ان کی مشہور تصنیف الموطا ہے، ۱۷۹ھ میں وفات ہوئی۔ (الاعلام للزرکلی صفحہ ۱۲۸/۶)

❷......تاریخ خلفاء سیوطی میں یہ الفاظ ہیں کہ تم نے مجبوراً بیعت کی تھی اور مجبور پر قسم لاگو نہیں ہوتی (بیعت میں وفاداری کی قسم کھائی جاتی ہے) (صفحہ ۲۳۱)

❸......بعض نسخوں میں بہرانی کے بجائے حرانی لکھا ہوا ہے اور وہ غلط ہے۔

اور کون سا مقام باقی رہا جس کی حفاظت امیر المومنین کے لئے ضروری ہو، المنصور یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

المنصور کا محمد کو خط: ......اس کے بعد المنصور نے قطع حجت کے خیال سے محمد المہدی کے پاس ایک خط ❶ امان لکھ کر روانہ کیا محمد المہدی نے

❶ ......ان خطوط کو مؤرخ علامہ نے اطاعت طوالت کے خیال سے نظر انداز کر دیا ہے لیکن قارئین کی دلچسپی کے لئے ہم اسکو تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے درج کرتے ہیں:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم.

انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم وارجلهم، من خلاف او ينفوا من الارض ذلك خزي في الدنيا والاخرة، ولهم عذاب عظيم، الا الذين تابوا من قبل ان تقدروا عليهم فاعلموا ان الله غفور رحيم. ولك عهد الله وميثاقه وذمة رسوله ان اومنك وجميع ولدك واخوتك واهل بيتك ومن اتبعكم على دمائكم واموالكم واسوغك مااصبت من دم اومال واعطيك الف الف درهم، وماسالت من الحوائج وانزلك من لابلاد حيث شئت وان اطلق من في حبسي من اهل بيتك وان كل من جائك وبايعك واتبعك او دخل في شئ من امرك ثم لااتبع احدا منهم بشئى كان منه ابدا فان اردت ان تتوثق لنفسك فوجه الى من احببت ياخذ مني الامان والعهد ولميثاق ما تتوثق به والسلام.

(ترجمہ)......بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بے شک سزا ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ لوگ مارے جائیں یا صلیب پہ چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاوں مختلف جانب کے کاٹے جائیں یا شہر سے نکال دیئے جائیں، یہ ان کے لئے دنیا اور آخرت کا عذاب ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے، مگر جن لوگوں نے اس سے پہلے کہ تم ان پر غالب آؤ توبہ کر لی ہو، یاد رکھو! کہ اللہ غفور رحیم ہے میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور اس کے رسول کا عہد میثاق اور ذمہ ہے کہ میں تم کو اور تمہارے تمام بیٹوں اور بھائیوں اور خاندان والوں اور ان لوگوں کو جنھوں نے تمہاری اتباع کی ہے ان کی جان و مال واسباب کی امن دیتا ہوں اور اس سے درگذر کرتا ہوں جو اس وقت تک خون ریزی کی ہو یا کسی کا مال لے لیا ہو اور میں تم کو ایک لاکھ درہم دیتا ہوں، اس کے علاوہ جو تمہاری حاجت ہوگی پوری کر دی جائیگی اور جہاں تم کو منظور ہوگا اسی شہر میں تم کو ٹھہرایا جائیگا اور جتنے تمہارے خاندان والے میرے یہاں قید ہیں ان کو میں رہا کر دوں گا اور اس کو بھی امن دیتا ہوں جو شخص تمہارے پاس آیا ہو اور تمہاری بیعت کی ہو اور اتباع کی ہو یا کسی کام میں تمہاری اس نے شرکت کی ہو اور اسکو امن دینے کے بعد پھر اس سے کبھی کسی کا مواخذہ نہیں کروں گا لہٰذا اگر اس بارے میں اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہو تو جس کو چاہو میرے پاس بھیج کر مجھ سے امان، عہد اور وہ وعدہ جس پر تم کو اعتماد ہو سکے لے لو۔ والسلام

محمد بن عبداللہ بن حسن نے اسکا جواب مندرجہ ذیل تحریر کیا:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم.

طسم، تلك آيات الكتاب المبين، نتلوا عليك من نبا وموسىٰ وفرعون بالحق لقوم يومنون ان فرعون علا في الارض وجعل اهلها شيعا يستضعف طايفةً منهم يذبح ابناهم ويستحي نساء هم، انه كان من المفسدين ويزيد ان نمن على الذين استضعفوا في الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين. ونمكن لهم في الارض ونرى فرعون وهامان وجنودهما منهم ما كانوا يحذرون وانا اعرض عليك من الامان مثل ماعرضت على فان الحق حقنا وانما وعليم هذا الامر بنا وخرجتم له بشيختنا وحظيتم بفضله فان ابانا علينا كان الوصي وكان الامام فكيف ورثتم ولايته وولده احياء ثم قد علمت انه لم يطلب الامر احد مثل نسبنا وشرفنا وحالنا وشرف آبائنا لسنا من ابناء اللعنا ولا الطرداء ولا الطلقاء وليس يمت احد من بني هاشم بمثل الذى نمت به من القرابته والسابقة والفضل وانا بنو ام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة بنت عمر وفي الجاهلية وبنو بنته فاطمة في الاسلام وانكم ان الله اختارنا واختار لنا فوالدنا من النبيين محمدٌ افضلهم ومن السلف اولهم اسلاما علي ومن الازواج افضلهن خديجة الطاهرة واول من صلى الى القبلة ومن البنات خير هن فاطمة سيدة نساء العالمين واهل الجنة ومن المولدين في الاسلام حسن وحسين سيدا شباب اهل الجنة وان هاشما ولد علينا مرتين، وان عبد لمطلب ولد حسنا مرتين وان رسول الله صلى الله عليه وسلم ولدني مرتين من قبل حسن ووالي اوسط بني هاشم نسبا وامر حهمابا لم تعرف في العجمة ولم تنازع في امهات الاولاد فما زال يختار لي الاباء والامهات في الجاهلية والاسلام حتىٰ يختار لي في الاشرار فانا ابن رافع الناس درجة في الجنة واهونهم عذابا في النار، ولك الله علي ان دخلت في

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی ویسا ہی دیا جیسا کہ اس نے لکھا تھا غرض فریقین نے اپنے اپنے کو ایسی ایسی صفات سے متصف کیا تھا کہ جس سے احتراز کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے حالانکہ مکمل صحت کے ساتھ ان کو روایت کیا گیا ہے، ان خطوط کو تاریخ طبری اور کتاب الکامل میں نقل کیا گیا ہے جو مطالعہ کرنا چاہے وہاں دیکھ لے۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے:......طاعتی واحببت دعوتیانا ومنك علیٰ نفسك ومالك وعلی کل امر احد ثته الاحد ا من حدود الله او حقالمسلم او معاهدفقد علمت. اما یلزمی من ذالك وانا اولی بالامر منك و اوفی بالعهد لا تلك اعطیتی من الامان والعهد رجالا قلبی فای الامانات تعطنی امان ابن هیبرة ام امان عملك عبد الله بن ام امان ابو مسلم.

(ترجمہ)......طسم، یہ آیتیں کھلی ہوئی کتاب کی ہیں ہم تجھ کو کچھ موسیٰ اور فرعون کا حقیقی حال سناتے ہیں، اس قوم کے لئے جو یقین کرتے ہیں، بے شک فرعون ملک میں بڑا ہو رہا تھا اور وہاں کے لوگوں نے کئی گروپ بنا رکھے تھے ایک گروپ کو ان میں سے کمزور کر دیا تھا اور ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ مفسدین میں سے تھا، ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو ملک میں کمزور پڑے ہوئے تھے اور ان کو ہم سردار بنائیں اور ان کو ہم ان کا قائم مقام بنائیں اور ان کی حکومت ہم ملک میں قائم کردیں اور دکھا دیں فرعون اور ھامان کو اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا وہ خطرہ رکھتے تھے اور ہم تمہارے سامنے ویسا ہی امان پیش کرتے ہیں جیسا کہ تم نے ہمارے لئے پیش کیا تھا کیونکہ حقیقت امر یہ ہے کہ یہ ہمارا حق ہے اور بے شک تم ہمارے ہی سبب سے اس کے دعویدار بنے اور ہمارے ہی گروہ والے بن کر ہم پر حکومت کے حاصل کرنے نکلے اور اسی کے بدولت کامیاب بھی ہو گئے، کیونکہ ہمارا باپ علی وصی اور امام تھا چنانچہ تم اسی کے ولایت کے کس طرح وارث بن گئے حالانکہ ان کے بیٹے بقید حیات ہیں، پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ آج تک کسی نے اس خلافت کی خواہش ہم جیسے نسب وشرف خاندان والے شخص نے نہیں کی، ہم ملعونوں کی اولاد نہیں ہیں اور نہ مردودوں کی، اور نہ ان لوگوں کی جوان کے حال پر چھوڑ دیئے گئے تھے، بنو ہاشم میں کسی شخص کا سلسلۂ قرابت ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہمارا سلسلۂ قرابت، سابقیت اور افضلیت کا ہے، ہم زمانہ جاہلیت میں فاطمہ بنت عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کی اولاد میں سے ہیں اور اسلام میں ان کی صاحبزادی فاطمہ کے نسل سے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے زیادہ ہم کو برگزیدہ کیا اور برگزیدہ بنایا ہے نبیوں میں ہمارے والد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سب سے افضل ہیں اور سلف میں علی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور بیبیوں میں سب سے بہتر خدیجہ طاہرہ ہے جنہوں نے سب سے پہلے قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور بیٹیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بہترین بیٹی فاطمہ سیدۃ نساء عالمین اور اہل جنت میں اور مولودین اسلام میں حسن وحسین جو کہ سردار جوانان جنت ہیں، بت شک ہاشم سے علی کا دوہرا سلسلۂ قرابت ہے اور عبدالمطلب سے حسن کا بھی دوسرا سلسلۂ قرابت ہے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا بھی منجانب حسن وحسین دوہرا سلسلۂ قرابت ہے اور بلاشبہ میں باعتبار نسب کے بہترین بنی ہاشم ہوں اور میرا باپ ان مشاہیر میں سے ہے، مجھ میں کسی عجمی کا میل نہیں ہے اور نہ ہی مجھ میں امہات اولاد کی کوئی نزاع ہوئی ہے ہمیشہ سے میرے آباؤ امہات جاہلیت واسلام میں ممتاز ہوتے آئے ہیں یہاں تک میرے لئے میرے لئے خیر الاشرار کو منتخب کیا، میں بیٹا ہوں اس کا جس کا جنت میں سب سے بڑا درجہ ہوگا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) اور بیٹا ہوں اس کا جس پر دوزخ میں کمترین عذاب ہوگا (مراد اس سے ابوطالب ہے) اللہ درمیان میں ہے، اگر تم میری اطاعت قبول کرلو اور میرا کہنا مانو تو میں تم کو تمہاری جان اور تمہارے مال کی امان دیتا ہوں اور ہر اس بات سے جس کے تم مرتکب ہوئے ہو درگذر کرتا ہوں مگر کسی حد کا حدود اللہ سے یا کسی مسلمان کے حق کا یا معاہدہ کا میں ذمہ دار نہیں ہوں گا کیونکہ تم خود جانتے ہو کہ اس معاملہ میں میں مجبور ہوں اور بلاشبہ میں تم سے زیادہ مستحق خلافت ہوں اور عہد کو پورا کرنے والا ہوں اسلئے تم نے امان وقول مجھ سے پہلے بھی چند لوگوں کو دیا تھا چنانچہ تم کون سی امان مجھے دے رہے ہو امان ابن ہبیرہ کی، یا امان اپنے چچا عبداللہ بن علی والی؟ یا امان ابو مسلم کی؟ (ابن ہبیرہ اور عبداللہ بن علی اور ابو مسلم کو المنصور نے امان دیکر دھوکہ سے قتل کر دیا تھا)

جب المنصور کے پاس نوک جھونک سے بھرا یہ خط پہنچا تو پڑھنے کے ساتھ ہی غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا اسی وقت ابوایوب کو بلوا کر خط دکھایا اور ایک اور خط لکھ کر روانہ کر دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

اما بعد! فقد بلغنی کلامك وقرأت کتابك فاذا اجل فخرك بقرابة النساء لتضل به الجفاة والغوغاء، ولم یجعل الله النساء کا لعمومة والاباء ولا کا لعصبة والاولیاء کان الله جعل العم ابا وبدأ به فی کتابه علی الوالدة الدنیا ولو کان اختار الله لخلقه علی علمه فیما مضی منهم واصطفائه لهم واما ذکرت من ظلمه ام ابی طالب وولادتها فان الله لم یرزق احداً من ولدها الاسلام لابنتا ولا ابنا ولو ان رجلا رزق الاسلام بالقرابة رزقه عبد اللّٰه ولکان اولیٰهم بکل خیر فی الدنیا والاخرة ولکن اللّٰه یختار لدینه من یشاء قال الله تعالیٰ انك لاتهدی من احببت ولکن اللّٰه یهدی من یشاء وهوا علم بالمهتدین ولقد بعث الله محمداً صلی اللّٰه علیه وسلم وله عمودة اربعة فانزل الله عزوجل وانذر عشیرتك الاقربین فانذرهم وداعاهم فاجاب اثنان احدهما ابوك فقطع الله ولا یتها منه ولم (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

پھر محمد المہدی نے مکہ معظمہ پر محمد بن حسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو یمن پر قاسم بن اسحٰق کو اور شام پر موسیٰ بن عبداللہ کو مامور کیا چنانچہ محمد بن حسن مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ان کے ہمراہ قاسم بن اسحٰق بھی تھے اتفاق سے بطن اذاخر میں سری بن عبداللہ گورنر مکہ سے مڈبھیڑ ہوگئی دو،ہی

(بقیہ صفحہ گزشتہ سے آگے)...... يجعل الله بينه وبينهما الا ولا ذمةً ولا ميراثاً وزعمت انك ابن اخف اهل النار عذابا وابن خير الاشرار وليسّ فى الكفر بالله صغيرولا فى عذاب الله خفيف ولا يسير ليس فى الشر خيار ولا ينبغى لمومن يومن بالله ان يفخر بالنار وسترد وسيعلم الذين ظلموا اے منقلبِ ينقلبوا واما امر حسن وان عبد المطلب ولد مرتين وان النبى صلى الله عليه وسلم ولدك مرتين فخيرا لا ولين والاـة رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يلد ه هاشم الامرة ولا عبد المطلب الامرة وزعمت انك اوسط بنى هاشم واصرحهم اماً واباً وانه لم يلدك العجم ولم تعرف فيك امهات الاولاد فقد رايتك فخرت على طرافا فانظر ويحك وفكرت على من هو خير منك نفساً واباً واولاداً واخاابراهيم بن رسول الله صلى الله عليه وسلم وما خياربنى ابيك خاصة واهل الفضل منهم الا بنو امهات الا ولا دما ولد فيكم بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل من على بن الحسين وهو لام ولد ولهو خير من جدك حسن بن حسين . وماكان فيكم بعده مثل محمد بن على وجدته ام ولد ولهو خير من ابيك ولا مثل ابنه جعفر وجدته ام ولد ولهو خير منك واما قولك انكم بنو رسول الله صلى الله عليه وسلم فان الله تعالىٰ يقول فى كتابه ماكان محمد ا با احد من رجالكم ولكنكم بنو بنته وانها لقرابة قريبه ولكنها لا يجوز لها الميراث ولا ترث الولا يته .

ولا يجوز لها الامامة فكيف تورث بها ولقد طلبها ابوك بكل وجهٍ فاخرج فاطمة نهارا ومرضها مراو دفنها ليلاً فابى الناس الا الشيخين ولقد جاء ت السنة لا اختلاف فيها من المسلمين ان الجد ابا الام والخال و الخالةلا يورّثون واما ما فخرت به من على وسابقته فقد حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم الوفاة فامر غيره الصلاة ثم اخذ الناس رجلاً بعد رجلٍ فلم ياخذوه وكان فى السنة فتركوه كلهم دفعاً له منها ولم يرواله حقاً فيها واما عبد الرحمن فقدم عليه عثمانؓ وهو له متهم وقاتله طلحة والزبير ابى سعد بيعته فاغلق بابه وونه ثم بايع معاوية بعد ه ثم طلبها بكل وجه وقاتل عليها وتفرق عنه عنه اصحابه وشك فيه شيعته قبل الحكومة ثم حكم حكمين رضى بهما واعطاهما عهد الله وميثاقه فاجتمعا على خلعه ثم كان حسن فباعها من معاويه بخرق قدراهم ولحق بالحجاز واسلم شيعته بيد معاويه ودفع الامر الىٰ غير اهله واخذ مالامن غير ولاية ولا حلة فان كان لكم فيها شئ فقد بعتموه واخذتم ثمنة ثم خرج عمك حسينؓ وعلى ابن مرجانة فكان الناس معه عليه حتىٰ قتلوه واتوابراسه اليه ثم خرجتم على بنى اميه فقتلوكم وصلبوكم على جذوع النخل واحرقوكم بالنيران ونفوكم من البلدان حتىٰ قتل يحيىٰ بن زيدؒ بخراسان وقتلوا رجالكم واسروا الصبيةوالنساء وحملوهم بلاوطاء فى المحامل كالسبى المجلوب الى الشام حتىٰ خرجنا عليهم وطلبنا بثاركم ودركنا بدماء كم وطلبنا بثاركم فادركنا بدمائكم واورثنا كم وديارهم وسنينا سلفكم وفضلنا ه فاتخذت ذالك علينا حجة وظننت انا انما ذكرناللتقدمة منا له على وحمزةؓ والعباسؓ وجعفر وليس كذالك كما ظنت ولكن خرج هولاء من الدنيا سالمين متسلماً منهم مجتمعاً عليهم بالفضل وابتلى ابوك بالقتال والحرب وكانت بنو اميه تلعنه كما تلعن الكفرة فى الصلوة المكتوبة فاجتحجنا وذكرنا هم فضله وعنقنا هم وظملنا هم بمانا لوامنه فلقد علمت ان مكر متنا فى الجاهلية سقاية الحاج الاعظم وولاية زمزم فصادت للعباس من بين اخوته فنازعنا فيها ابوك فقضىٰ لنا عليه عمرؓ فلم تزل نليها فى الجاهلية والاسلام ولقد قحط اهل المدينة فلم يتوسل عمر الى ربه ولم تيقرب الا بابينا حتىٰ يغيثهم الله فساقهم الغيث وابوك حاضر لم يتوسل به ولقد علمت انه لم يبق احد من بنى عبد المطلب بعد النبى صلى الله عليه وسلم غيره فكانت وراثة من عمومصة ثم طلب هذا الامر غير واحد من بنى هاشم فلم يبق ولا ولده فالسقايته سقايته وميراث النبى له والخلافة فى ولده فلم يبق شرف ولا فضل فى جاهلية ولااسلام فى الدنيا والاخرة والعباس وراثة ومورثه واما ما ذكرت من بدر فان الاسلام جاء والعباس يمون ابا طالب وعياله وينفق عليهم للازمة التى اصابته ولو ان العباس اخرج الى بدر كارها لمات طالب وعقيل جوعاً وللحسنا جفان عتبه وشيبه ولكنه كان من المطعمين فاذهب عنكم العار وابة وكفاكم النفقه والمونة ثم فدى عقيلا يوم بدر فكيف تفخر علينا وقد علنا كم فى الكفر وفديناكم وخزنا عليكم مكارم الاباء وورثنا دونكم خاتم الانبياء.

(ترجمہ)...... بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امابعد! مجھے تمہاری باتیں معلوم ہوئی اور میں نے تمہارا خط پڑھا تمہارے فخر کا دارومدار عورتوں کی (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

چار ہاتھ لڑنے کے بعد سری بن عبداللہ بھاگ گیا اور محمد بن حسن نے مکہ پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ محمد المہدی نے اس کو جنگ عیسیٰ بن موسیٰ ہر جانے کا حکم دیا چنانچہ محمد اور قاسم بن عبداللہ عیسیٰ بن موسیٰ سے لڑنے کے لئے نکلے، اور ان دونوں کو اطراف قدید میں محمد کے مارنے کی خبر ملی چنانچہ محمد ابراہیم کے پاس چلا گیا اور اسی کے ہمراہ بصرہ میں رہا اور قاسم مدینہ میں چھپا رہا یہاں تک کہ عیسیٰ کی بیوی عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی لڑکی نے اس کے لئے امان لے لی۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے)......قرابت پر ہے جس سے جاہل اور بازاری لوگ دھوکہ کھا سکتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں، باپوں، عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے اور اپنی کتاب میں اس کو قریب ترین ماں پر مقدم کیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ عورتوں کی قرابت کا لحاظ و پاس کرتا تو آمنہ (مادر رسول اللہؐ) ان میں سے نہایت قریب عزیز اور بڑی حق والی ہوتیں اور جنت میں داخل ہونے والوں سے اولیٰ ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں سے جو گذر گئے ہیں اپنی مرضی کے مطابق پیدا اور برگزیدہ کیا (نہ کہ جیسا کہ تم سمجھتے ہو) اور تم نے جو فاطمہ ام ابی طالب اور اس سے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے تو اس کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے کسی بیٹے اور کسی بیٹی کو اسلام نصیب نہیں کیا اور اگر اللہ تعالیٰ مردوں میں سے کسی کو قرابت کی وجہ سے دائرہ اسلام میں داخل کرتا تو عبداللہ کو ضرور داخل کرتا، اور بے شک وہ ہر طرح سے دنیا و آخرت میں بہتر ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے جس کو چاہا اختیار کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک تو جس کو چاہتا ہے ہدایت نہیں کر سکتا مگر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والے کو خوب جانتا ہے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور آپ کے چار چچا اس وقت موجود تھے چنانچہ اللہ عزوجل نے آیۃ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین (اور ڈرا تو اپنے قریب ترین عزیزوں کو) نازل فرمائی چنانچہ آپ نے ان لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرایا اور دین حق کی طرف بلایا ان میں سے دو نے اس دین کو قبول کر لیا اور ان میں سے ایک میرا باپ تھا (یعنی عباس بن عبدالمطلب اور دوسرے حمزہ) اور دو نے دیم حق قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ان میں سے ایک تمہارا باپ تھا (یعنی ابوطالب بن عبدالمطلب اور دوسرا ابولہب بن عبدالمطلب) اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا سلسلہ ولایت آپ سے منقطع کر دیا اور آپ میں اور ان دونوں میں کوئی عزیز داری و ذمہ و میراث وغیرہ قائم نہ کی، تمہارا یہ خیال ہے تم ایسے شخص کے بیٹے ہو جو دوزخیوں میں سب سے کم تر عذاب میں ہوگا اور تم خیر الاشرار کے لڑکے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے میں کوئی چھوٹا نہیں ہوتا اور عذاب میں ہلکا اور آسان نہیں ہوتا اور شر میں کوئی بہتر نہیں ہوتا، کسی مرد مومن کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو یہ مناسب نہیں ہے کہ دوزخی ہونے پر فخر کریں اور عنقریب تم خود دوزخ میں جاؤ گے اور قریب ہے کہ جان جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ الٹے پلٹے جائیں گے،

حسن کے متعلق جو تم نے یہ لکھا ہے کہ عبدالمطلب سے ان کا دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور پھر تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرفہ تعلق قرابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خیر الاولین و آخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کو ہاشم و عبدالمطلب سے ایک پدری تعلق تھا اور تمہارا یہ زعم کہ بہترین بنو ہاشم ہو اور یہ کہ تمہارے ماں باپ ان میں زیادہ مشہور تھے اور یہ کہ تم میں عجمیوں کا میل نہیں ہے اور یہ کہ تم کسی کنیز کا لگاؤ نہیں ہے، میں دیکھتا ہوں کہ تم نے تمام بنو ہاشم سے خود کو متفخر بنا دیا ہے، غور کرو تم پر تف ہو کل اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے تم نے خود کو حد سے بڑھا دیا ہے اور تم نے اس پر اپنا فخر جتایا ہے جو تم سے ذاتاً و صفاتاً بہتر ہے یعنی ابراہیم بن رسول اللہؐ (یہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے ماریہ کو نجاشی نے آپ کی خدمت میں تحفۃً بھیجا تھا) بالخصوص تمہارے والد کے اولاد میں کوئی بہتر و اہل فصل سوائے بنو امہات الاولاد (کنیز زادوں کے) نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم میں علی بن حسین (امام زین العابدین) سے افضل کوئی شخص پیدا نہیں ہوا حالانکہ وہ ام ولد (باندی) کے بیٹے تھے اور بلا شبہ تمہارے دادا حسن بن حسین سے بہتر تھے اور کوئی شخص تم میں ان کے بعد محمد بن علی کی طرح نہیں ہوا اور ان کی دادی ام ولد تھی اور ہر آئینہ وہ تمہارے والد سے بہتر ہیں اور نہ کوئی مثل ان کے بیٹے جعفر کے ہے اور ان کی دادی بھی ام ولد ہے اور یہ تم سے بہتر ہیں اور یہ کہنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں یوں ارشاد فرماتا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم (محمد (ﷺ) تم سے کسی کے باپ نہ تھے) لیکن تم لوگ ان کی بیٹی کے اولاد ہو اور یہ بے شک قرابت قریبہ ہے مگر اس کو میراث نہیں مل سکتی اور نہ ہی یہ ولایت کے وارث ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کے لئے امامت جائز ہے چنانچہ اس قرابت کے ذریعہ سے تم کس طرح وارث بن سکتے ہو، اور تمہارے والد نے ہر طرح سے اس کی خواہش کی تھی فاطمہ کو دن میں نکالا اور در پردہ ان کو بیمار کیا اور رات کے وقت دفن کیا اس کے باوجود لوگوں نے سوائے شیخین (ابوبکر و عمرؓ) کسی کو منظور نہیں کیا اس طریقہ سے مسلمانوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ نانا، ماموں اور خالہ مورث نہیں بنتے، اور جو تم نے علی اور انکے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے فخر کیا ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا اسکے بعد لوگ ایک کے بعد دوسرے کو امام بناتے گئے پھر بھی حضرت علیؓ کو منتخب نہیں کیا حالانکہ یہ بھی ان چھ بزرگوں میں سے تھے لیکن سب نے اس کو اس کام کے قابل نہیں سمجھا اور اسے چھوڑ دیا اور ان لوگوں نے اس میں ان کو حق دار خیال نہیں کیا اور عبدالرحمٰن نے تو ان پر عثمانؓ کو مقدم کر دیا اور ان کو اس معاملہ میں الزام لگایا جاتا ہے اور طلحہ اور زبیر ان سے لڑے اور سعد نے ان کی بیعت سے انکار کیا اور دروازہ بند کر لیا اسکے بعد حضرت معاویہؓ کی بیعت کی، اس کے بعد تمہارے والد نے پھر خلافت کی تمنا کی اور لڑے اور ان سے ان کے ساتھی علیحدہ ہو گئے اور حکم مقرر (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

موسیٰ بن عبداللہ شام کی طرف چلے گئے جب اہل شام نے ان کا ساتھ نہیں دیا تو وہ مدینہ منورہ لوٹ آئے اور مدینہ منورہ سے بصرہ میں آ کر چھپ گئے، اتفاق سے ایک دن ان کو اور ان کے بیٹے عبداللہ کو محمد بن سلیمان بن علی نے گرفتار کر لیا اور چند محافظین کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا اور المنصور نے ان کو پٹوا کر قید کر دیا۔

المنصور کی فوج کی مدینہ روانگی: ......اس کے بعد المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا اور اس

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) ......کرنے سے پہلے ان کے حامی ان کے مستحق ہونے کے بارے میں مشکوک ہو گئے پھر انہوں نے دو آدمیوں کو رضامندی سے حکم مقرر کیا اور ان کو اللہ کا عہد و میثاق دیا ان دونوں آدمیوں نے ان کی معزولی پر اتفاق کر لیا، پھر حسن خلیفہ بنے انہوں نے حکومت وخلافت کو معاویہ کے ہاتھ کپڑوں اور دراہم کے بدلہ فروخت کر ڈالا اور حجاز چلے گئے اور اپنے حامیوں کو حضرت معاویہ کے سپرد کر دیا اور حکومت کو ان کے حوالہ کر دیا اور بلا استحقاق وجواز مال لے لیا لہٰذا اگر اس میں تمہارا کچھ حق بھی تھا تو اس کو تم نے فروخت کر ڈالا اور قیمت وصول کر لی، پھر تمہارے چچا حسین نے ابن مرجانہ کے خلاف (ابن زیاد) خروج کیا لوگوں نے تمہارے چچا کے خلاف اس کا ساتھ دیا یہاں تک کہ ان لوگوں نے تمہارے چچا کو قتل کر دیا اور ان کا سر کاٹ کر ان کے پاس لے آئے، پھر تم لوگوں نے بنو امیہ کے خلاف خروج کیا ان لوگوں نے تم کو قتل کیا، کھجور کی ڈالیوں پر سولی دی آگ میں جلایا اور شہر بدر کر دیا، یحییٰ بن زید کو خراسان میں قتل کیا تمہارے مردوں کو انہوں نے مار ڈالا بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا اور بغیر فرش کے محملوں پر سوار کرا کر تجارتی لونڈیوں کی طرح شام بھیج دیا یہاں تک ہم نے ان پر خروج کیا اور ہم نے تمہارا بدلہ مانگا چنانچہ تمہارے خون کا بدلہ ہم نے لیا اور ہم نے تم کو ان کے ملک حور زمین کا مالک بنا دیا اور ہم نے تمہارے اسلاف کو بلند کیا اور فضیلت دی، کیا تم حسن کے ذریعے ہم کو معقول کرنا چاہتے ہو؟ شاید تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تمہارے والد کو حمزہ، عباس اور جعفر پر مقدم ہونے کی وجہ سے ہم ذکر کیا کرتے تھے حالانکہ یہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمہارا گمان ہے البتہ یہ لوگ دنیا سے ایسے صاف ہو گئے ہیں کہ سب ان کے فرمانبردار تھے اور ان کے افضل ہونے کے قائل تھے اور تمہارا باپ جدال وقتال میں مبتلا کیا گیا بنو امیہ ان پر لعنت ویسے ہی کرتے تھے جیسا کہ کفار پر فرض نمازوں میں کی جاتی ہے، پس ہم نے جھگڑا کیا، ان کے فضائل بیان کئے ان پر سختی کی اور ناشائستہ حرکات کی وجہ سے ان کو ہم نے گوشمالی کی، بے شک تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں کی بزرگی جاہلیت میں حجاج کے پانی پلانے اور ولایت زمزم پر منحصر تھی اور یہ عباس کے بھائیوں میں سے صرف عباس ہی کے لئے مخصوص تھی تمہارے باپ نے اس بارے میں ہم سے جھگڑا کیا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا تھا اس کا یہ تحریر کرنا کہ تمہارے والد نے اس کی ہر طرح سے خواہش کی تھی بالکل غلط ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی خلافت کی خواہش نہیں کی تھی اور نہ جناب سیدۃ النساء کو اس غرض کے لئے دن میں باہر نکالا تھا لہٰذا اس کے مستقل مالک ہم ہی جاہلیت و اسلام میں رہے اور جن دنوں مدینہ منورہ میں قحط پڑا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے رب کی طرف توسل وتقرب ہمارے ہی والد کے ذریعے سے کیا تھا اور انہی کی توسل سے پانی مانگا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا حالانکہ تمہارے والد اس وقت موجود تھے ان کا توسل نہیں کیا اور یہ تم کو معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنی عبدالمطلب میں سے کوئی شخص عباس کے علاوہ باقی نہ تھا لہٰذا وراثت چچا کی طرف منتقل ہو گئی پھر بنی ہاشم میں سے متعدد لوگوں نے خلافت کی خواہش کی مگر سوائے ان کے بیٹے کے اور کوئی کامیاب نہ ہوا، سقایہ تو ان کا تھا ہی میراث نبی بھی ان کی طرف منتقل ہو گئی اور خلافت ان کے بیٹوں میں آ گئی، غرض دنیا اور آخرت کی جاہلیت واسلام میں کوئی شرف وعزت باقی نہیں کہ جس کے وارث اور مورث عباس نہ ہوئے ہوں، اور جو بدر کا واقعہ بیان کیا ہے تو جب اسلام کی اشاعت ہوئی تو اس وقت عباس ابوطالب اور ان کے اعیال کے کفیل تھے اور قحط کی وجہ سے ان کے خرچ سے دست گیری کرتے تھے اور اگر بدر میں زبردستی عباس کو نکالا جاتا تو طالب اور عقیل بھوک کے مر جاتے اور عتبہ اور شیبہ کے لگنوں کو چاٹتے رہتے لیکن عباس تو ان کو کھانا کھلا رہے تھے انہوں نے ہی تمہاری آبرو رکھی غلامی سے بچایا کھانے اور کپڑے سے تمہاری کفالت کرتے رہے پھر جنگ بدر میں عقیل کو فدیہ دے کر چھڑایا، تم ہم سے کیا دون کی لیتے ہو ہم نے تو تمہاری اعیال کی کفر میں بھی خبر گیری کی ہے فدیہ تمہارا دیا ہے تمہارے بزرگوں کی عزت وناموس کو محفوظ رکھا ہے خاتم الانبیاء کے تمہارے بغیر ہم وارث ہوئے ہیں اور تمہارا بدلہ بھی ہم نے مانگا چنانچہ جس سے تم عاجز ہو گئے تھے اور جس کو تم اپنے لئے حاصل نہیں کر سکے تھے اس کو ہم نے حاصل کر لیا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(مترجم) المنصور نے جوابی خط لکھنے میں جادہ اعتدال سے قدم بہت باہر نکال دیا ہے علی ابن ابی طالب اور امام حسن رضی اللہ عنہ پر فضول بے سروپا بہتان قائم علی ہذا امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ لکھنا کہ انہوں نے خلافت کو کپڑے اور درہم کے بدلہ فروخت کر دیا محض بہتان ہے انہوں نے خلافت سے دست بردار ہو کر مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دی تھی اور اس طرح سے اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کو کہ یہ لڑکا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کا باعث ہو گا پوری کی تھی، اس کا یہ لکھنا بھی افتراء ہے کہ عباس، ابوطالب اور ان کے اعیال کے کفیل تھے، چونکہ محمد بن عبداللہ کے حامی علی بن ابی طالب کے فضائل بیان کرنے کے وقت یہ بھی کہا کرتے تھے کہ یہ بدری اور عباس بدر میں کفار کے ساتھ تھے اس لئے اس نے بدر کا تذکرہ کر کے اس دھبہ کو مٹانے کی کوشش کی ہے، غریب محمد نے اپنے خط میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک حرف بھی برائی کا نہیں تحریر کیا مگر منصور نے اپنے خط میں کوئی دقیقہ علی کی برائی کا نہیں اٹھا رکھا۔ کما لا یخفی ۔

کے ہمراہ محمد بن العباس السفاح، کثیر بن حصین عبدی، حمید بن قحطبہ اور ہزار مرد وغیرہ بھی تھے، روانگی کے وقت المنصور نے یہ ہدایت بھی کی تھی اگر تم کو ان کے خلاف کامیابی حاصل ہو جائے تو اپنے تلوار کو نیام میں داخل کر لینا اور امان دیدینا اور اگر وہ روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو گرفتار کر لینا یہ اس کے حالات جو جانتے ہیں اور آل ابی طالب میں سے جو بھی شخص تم سے ملاقات کرے اس کا نام میرے پاس لکھ کر بھیجنا اور جو شخص نہ ملے اس کا مال واسباب ضبط کر لینا چنانچہ جعفر الصادق ان لوگوں میں شامل تھے جو روپوش ہو گئے تھے چنانچہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کا مال واسباب ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد جب المنصور مدینہ منورہ پہنچا تو جعفر الصادق نے اس سے اپنا مال واسباب مانگا تو المنصور نے جواب دیا کہ اس کو تمہارے ہی مہدی نے ضبط کیا ہے۔

الغرض عیسیٰ نے قید میں پہنچ کر اہل مدینہ کے چند لوگوں کو طلبی کے خطوط روانہ کئے من جملہ ان کے عبدالعزیز بن مطلب مخزومی، عبیداللہ بن محمد صفوان جمحی اور عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب تھے چنانچہ عبداللہ اپنے بھائی عمر بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب اور ابوعقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل کے ہمراہ مدینہ منورہ سے نکل آئے۔

خندق کا مسئلہ اور اہل مدینہ:.....مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے آنے کی خبر ملی تو اس نے اپنے مصاحبوں سے مدینہ منورہ میں قیام کر کے یا اس کے اردگرد خندق کھود کر لڑنے کے متعلق رائے طلب کی، مصاحبین کا آپس میں اختلاف ہوا تو مہدی نے اقتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر خندق کھودنے کا حکم دیا اور اسی خندق کو کھدوایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب میں کھدوایا تھا اس دوران عیسیٰ بن موسیٰ نے اعوض میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا، اس سے پہلے محمد المہدی نے اہل مدینہ کو خروج کرنے سے منع کر دیا تھا لیکن بعد میں اجازت دیدی چنانچہ ایک جم غفیر اپنے اہل واعیال کے ساتھ پہاڑوں کی طرف نکل کر چلا گیا گنتی کے چند لوگ مہدی کے پاس رہ گئے اس وقت اس کو اپنے رائے کی غلطی کا احساس ہوا، ابو الغلمش [1] کو ان لوگوں کو واپس لانے پر مامور کیا لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔

بہرحال عیسیٰ بن موسیٰ نے اعوض سے کوچ کر کے مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا اور ایک دستہ فوج کو مکہ کے راستہ کی طرف بھیج دیا تاکہ شکست کے وقت محمد کو مکہ جانے سے روک دے اور مہدی کے پاس کہلوایا کہ خلیفہ المنصور تم کو امان دیتے ہیں اور کتاب وسنت کی طرف تم کو بلاتے ہیں اور بغاوت کے انجام سے تمہیں ڈراتے ہیں، مہدی نے جواب دیا میں ایک ایسا شخص ہوں جس نے قتل کے خوف سے فرار کیا ہے، عیسیٰ یہ سن کر خاموش ہو گیا، بارھویں رمضان ۱۴۵ھ کو مقام جرف میں رکا اور دو روز تک ٹھہرا رہا تیسرے روز ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اہل مدینہ سے پکار کر کہا:

> اے اہل مدینہ! میں تم کو امان دیتا ہوں بشرطیکہ تم میرے اور میرے حریف کے درمیان حائل نہ ہو، مگر اسے گالیاں دینے لگے چنانچہ عیسیٰ لوٹ آیا دوسرے دن پھر اسی مقام پر جنگ کے ارادے سے گیا اور اپنے سپہ سالاروں کو مدینہ منورہ کے آس پاس پھیلا دیا محمد المہدی بھی اپنے ساتھیوں سمیت میدان جنگ میں آیا اس کا جھنڈا عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کے ہاتھ میں تھا اور ان کا شعار احد احد تھا، سب سے پہلے ابوغلمش صف لشکر سے نکل کر میدان میں آیا اور خم ٹھونک کر آواز دی، ہے کوئی لڑنے والا جو مجھ سے آ کر مقابلہ کرے۔

عیسیٰ کے لشکر سے اسد کا بھائی نکلا ابوغلمش نے قریب پہنچتے ہی اس کو قتل کر دیا دوسرا شخص آیا اس کا بھی ابوغلمش نے خاتمہ کر دیا اور جوش مردانگی میں آ کر بول اٹھا: انا ابن الفاروق، میں فاروق کا بیٹا ہوں۔

عباسی اور علوی جنگ:.....محمد المہدی نے اس معرکہ میں بہت بڑی مردانگی سے کام لیا بڑے بڑے نرغوں میں مبتلا ہوا ستر آدمی اس کے ہاتھ سے مارے گئے اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے حکم سے حمید بن قحطبہ ایک سو پیدل سپاہی کے ساتھ خندق کے قریب کی دیوار کی طرف بڑھا مگر محمد کے ساتھیوں نے تیر بازی شروع کر دی مگر حمید کے قدم استقلال کو لغزش نہ ہوئی دیوار تک جوں کے توں پہنچ گیا اور اس کو منہدم کر کے خندق بھی عبور کر لی اور محمد المہدی کے ساتھیوں سے لڑنے لگا عصر کے وقت تک برابر لڑتا رہا ابھی جنگ کا بازار گرم ہی تھا کہ عیسیٰ نے اپنے لشکر کی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا لشکریوں نے خندق کو عرق گیر، زین پوش اور اسباب سے پاٹ کر راستے بنا دیئے جوانان لشکر خندق عبور کر کے محمد المہدی کے لشکر سے جا ٹھہرے

[1] کامل ابن اثیر میں (صفحہ نمبر ۵۷۵/۴) پر، ابوالقلمس، لکھا ہے۔

گھمسان کی لڑائی ہونے لگی محمد نے میدان جنگ سے واپس آ کر غسل کیا خوشبو لگائی پھر میدان جنگ کی طرف لوٹا، عبداللہ بن جعفر بولا! آپ نے بڑی غلطی کی اس عظیم الشان لشکر کا مقابلہ کرنا آپ کی طاقت سے باہر ہے کاش مکہ چلے گئے ہوتے، جواب دیا میں اہل مدینہ کو اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتا واللہ میں یہ کام نہیں کروں گا، اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مارا جاؤں اور تم کو بنسبت میرے آسانی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔

جانثاری اور عظیم مظاہرے:...... عبداللہ بن جعفر تھوڑی دور تک ساتھ رہے پھر واپس لوٹ آ گئے، اسی طرح ان کے سارے ساتھی منتشر اور متفرق ہو گئے صرف تین سو آدمی باقی رہ گئے، ساتھیوں میں سے کسی نے کہا آج ہم لوگوں کی وہی تعداد ہے جو اہل بدر کی تعداد تھی عیسیٰ بن خضیر مہدی کے ہمراہیوں میں سے بصرہ یا کسی شہر کی طرف چلے جانے کو بار بار کہتا جاتا اور مہدی یہی جواب دیتا تھا واللہ تم لوگ میرے ساتھ مبتلاء بلا نہ ہو جس طرف تمہارا جی چاہے چلے جاؤ۔

اس کے بعد مہدی نے ظہر اور عصر کی نماز ادا کی عیسیٰ بن خضیر دیوان کی طرف چلا گیا اور اس رجسٹر کو جلا دیا جس میں بیعت کرنے والوں کے نام تھے پھر قید خانہ کی طرف آیا، رباح بن عثمان اور اس کے بھائی اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کیا مگر محمد بن قسری نے یہ خبر سن کر دروازہ بند کر لیا اور بچ گیا، ابن خضیر لوٹ کر محمد کے پاس آیا اور اس کے ساتھ مل کر لڑنے لگا پھر محمد بطن سلع کی طرف بڑھا اس کے لشکر میں بنو شجاع کی جماعت تھی ان لوگوں نے اپنی سواریوں کے پاؤں کاٹ ڈالے اور تلواروں کے نیام توڑ کر مر جانے کے عہد و پیمان کر کے ٹھہر گئے عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین بار شکست دی۔

عیسیٰ کے ساتھیوں کی چال:...... کچھ لوگ اس کے ساتھیوں میں سے پہاڑ میں چڑھ گئے اور دوسری جانب سے اتر کر مدینہ منورہ آئے اور ایک عباسی عورت کی سیاہ اوڑھنی لے کر مسجد کے مینار پر پھریرہ کی طرح اڑا دیا محمد کے ساتھیوں کے جو اس وقت تک انتہائی مردانگی سے لڑ رہے تھے یہ واقعہ دیکھ کر چھکے چھوٹ گئے اور وہ یہ سمجھ کر عیسیٰ کے لشکر نے مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا ہے اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے طرہ اس پر یہ ہوا کہ بنو غفار نے بھی عیسیٰ کے ساتھیوں کو اپنی جانب سے راستہ دیدیا عیسیٰ کے لشکری مدینہ منورہ ہو کر محمد کے لشکریوں کے سامنے پہنچ گئے محمد نے حمید بن قحطبہ کو للکارا حمید نے مقابلہ پر آنے سے انکار کیا اور عیسیٰ بن خضیر کو پکار کر بولا تم جنگ نہ کرو میں تم کو امان دیتا ہوں مگر ابن خضیر نے اس پر توجہ نہ کی اور برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر پڑا۔

محمد المہدی کا قتل:...... محمد اس کی لاش پر لڑ رہا تھا عیسیٰ کے لشکری چاروں طرف سے اس پر حملہ کر رہے تھے اور وہ انتہائی استقلال سے للکار للکار کران کے حملوں کا جواب دیتا جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص نے لپک کر پشت پر نیزہ مارا صدمہ زخم سے جوں ہی جھکے حمید بن قحطبہ نے بڑھ کر سینہ پر ایک برچھا رسید کر دیا چنانچہ تیورا کر گر پڑے، اتنے میں ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر سر اتار لیا اور عیسیٰ کے سامنے لا کر رکھ دیا عیسیٰ نے محمد کے سر کو بنو شجاع کے سروں کے ساتھ جن میں محمد بن ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی معرفت المنصور کی خدمت میں روانہ کیا اور فتح کی خوشخبری قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب لے کر گئے۔ یہ واقعہ قتل نصف رمضان المبارک ۱۴۵ھ پیر کے دن عصر کے بعد چودہ تاریخ کو واقع ہوا۔

محمد کی تدفین:...... جنگ کے بعد عیسیٰ نے کئی جھنڈے امان کی غرض سے مدینہ منورہ کے مختلف مقامات پر نصب کر دیئے اور محمد کی لاش کو ان کے ساتھیوں سمیت مابین ثنیۃ الوداع اور مدینہ منورہ کے درمیان سولی پر چڑھا دیا پھر ان کی بہن زینب نے اجازت حاصل کر کے بقیع میں دفن کر دیا، اسی زمانہ سے المنصور نے رسد و غلہ دریا کے راستے مدینہ منورہ میں آنے سے روک دیا اس کے بعد المہدی نے اجازت دیدی۔

ذوالفقار، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار:...... اس واقعہ میں محمد المہدی کے قبضہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار ذوالفقار تھی جس کو اس نے ایک مطالبہ کے عوض جو اس پر واجب الادا تھا ایک تاجر کو دیدیا تھا چنانچہ جب جعفر بن سلیمان گورنر مدینہ بن کر آیا تو اس نے یہ مطالبہ ادا کر کے ذوالفقار تاجر سے لے لی، خلیفہ المہدی کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے جعفر بن سلیمان سے واپس لے لی پھر وہ رفتہ رفتہ الرشید تک پہنچی، اسے الرشید اپنی کمر سے باندھتا تھا اس میں اٹھارہ فقارہ تھے۔

محمد اور المنصور کے حامی:......محمد المہدی کے ساتھ اس جنگ میں مشاہیر بنی ہاشم سے محمد کا بھائی موسیٰ بن عبداللہ، حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن حسین اور حسین وعلی پسران زید بن علی بن حسین بھی تھے، المنصور حسین اور علی کے نام پر کہا کرتے تھے کہ میں نے تو انہی دونوں کے والد کا بدلہ لیا ہے پھر انہوں نے کیوں محمد کی اعانت کی، علی وزید بن حسن بن زید بن حسن تو محمد کے ساتھ تھے مگر ان دونوں کے والد حسن بن زید المنصور کے ہمراہ تھے، اور حسن و یزید و صالح بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر، قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر اور علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن جعفر محمد کے معین و مددگار تھے اور ان کا والد المنصور کے لشکر میں تھا۔

محمد کے بقیہ حامی:......بنی ہاشم کے علاوہ جو لوگ اس معرکہ میں محمد کے ساتھ شریک ہوئے تھے وہ حسب ذیل تھے محمد بن عبداللہ بن عمر بن سعید بن العاصی، محمد بن عجلان، عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم، ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ (یہ گرفتار کر لئے گئے تھے اور درے سے پٹوا کر قید کر دیئے گئے تھے یہاں تک کہ سودان نے عہد حکومت میں عبداللہ بن ربیع حارثی مدینہ میں قدم رکھا عبداللہ بن ربیع مدینہ منورہ سے بھاگ گیا، ابوبکر بن ابی سبرہ پابہ زنجیر قید خانہ سے نکل کر مسجد میں آئے محمد بن عمران اور محمد بن عبدالعزیز وغیرہ کو بلا کر سودان کو سمجھا جانے کے لئے کہا چنانچہ یہ لوگ ابن ابی سبرہ کے ساتھ سودان کے پاس گئے اور ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر بدستور سابق اطاعت پر راضی کر کے لوٹا دیا اس دن لوگوں نے نماز جمعہ نہ پڑھی عشاء کا وقت آ گیا جب جماعت کھڑی ہوئی تو اصبغ بن ابی سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان نے پکار کر کہا میں فلاں بن فلاں ہوں امیر المومنین کی اطاعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں، اور نماز ادا کر کے چلتا پھرتا نظر آیا کسی نے کچھ تعرض نہیں کیا صبح ہوئی تو ابن ابی سبرہ کے کہنے پر سودانیوں نے جو کچھ لوٹ لیا تھا واپس کر دیا اس کے بعد ابن الربیع گورنر مدینہ بطن نخل سے واپس آ گیا اور وثیق اور یعقل نامی سودانیوں کے ہاتھ کاٹے، عبدالواحد بن ابی عون (مولیٰ ازد) عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ بن عبدالعزیز بن محمد عبدالحمید بن جعفر، عبداللہ بن عطاء بن یعقوب (مولی بنی سبع) اور اس کے نو بیٹے ❶ عیسیٰ وعثمان پسران خضیر، عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر (ان کو المنصور نے اس واقعہ کے بعد بصرہ میں گرفتار کر کے قتل کر دیا) عبدالعزیز بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطیع علی بن مطلب بن عبداللہ بن حنطب، ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن زبیر، ہشام بن عمارہ بن ولید بن عدی بن عبدالجبار اور عبداللہ بن یزید بن ہرمز وغیرہ۔

ابراہیم بن عبداللہ کی تلاش:......ابراہیم بن عبداللہ المہدی کے بھائی محمد کی تلاش پانچ برس سے برابر ہوتی رہی تھی اور ابراہیم ہمیشہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتا رہتا تھا کبھی فارس تو کبھی کرمان کبھی جبل کبھی حجاز، کبھی یمن اور کبھی شام میں بھی پہنچ جاتا تھا ایک بار موصل میں المنصور کے دسترخوان پر حاضر ہوا تھا اور دوبارہ بغداد میں، جن دنوں المنصور منجموں اور واقف کاروں کے ساتھ بغداد کا بنیادی پتھر لب فرات رکھنے آیا تھا المنصور کو اس کی خبر مل گئی فوراً آدمیوں کو اس کے گرفتاری پر مقرر کر دیا، ابراہیم لوگوں میں ایسا چھپ گیا کہ وہ لوگ بے نیل و مرام واپس چلے گئے تب المنصور نے ہر مکان پر ایک ایک جاسوس مقرر کر دیا اس وقت ابراہیم سفیان بن حیان قمی کے ہاں مقیم تھا اور یہ بات مشہور تھی کہ سفیان اور ابراہیم میں مراسم اور اتحاد ہیں۔

سفیان کی حسن تدبیر:......سفیان نے ابراہیم کی اس مخمصہ سے گلوخلاصی کے لئے یہ تدبیر نکالی کہ گھر سے اٹھ کر سیدھا المنصور کے پاس چلا گیا عرض کیا میں ابھی ابراہیم کو لا کر حاضر خدمت کرتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے ایک پروانہ راہداری میرے اور میرے غلام کے مرحمت فرما دیں اور میرے ساتھ ایک لشکر بھی متعین فرما دیں، المنصور نے اس کے کہنے کے مطابق پروانہ راہداری لکھ کر دیا اور ایک چھوٹا سا لشکر بھی اس کے ہمراہ کر دیا، سفیان لشکر کے ساتھ اپنے مکان پر آیا اور لشکر کو دروازہ پر ٹھہرا کر اندر گیا اندر سے ابراہیم کو غلاموں کا لباس پہنا کر باہر نکالا اور اس کے ساتھ سوار ہو کر ایک مکان ڈھونڈھتا ہوا بصرہ کی جانب روانہ ہو گیا بصرہ پہنچ کر اس نے یہ چال چلی کہ لشکریوں کو مختلف مکانات پر ایک ایک دو دو چار چار کر کے منتشر کرتا گیا جب تن تنہا رہ گیا تو ابراہیم کو اہواز کی طرف روانہ کر کے خود بھی روپوش ہو گیا، سفیان بن معاویہ گورنر بصرہ کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو اس نے لشکریوں کو

---

❶......عبداللہ بن عطاء بن یعقوب کے نو بیٹوں کے نام یہ تھے: ابراہیم، اسحاق، ربیعہ، جعفر، عبداللہ، عطاء، یعقوب، عثمان، عبدالعزیز (تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۱)

جمع کر کے ان دونوں کی تلاش کرائی لیکن کامیاب نہ ہوا کیونکہ ابراہیم اس سے پہلے اہواز پہنچ گیا تھا۔

محمد بن حصین اور ابراہیم:.....محمد بن حصین امیر اہواز کے ابراہیم کی آنے کی خبر لگ گئی وہ بھی اس کی تلاش میں پڑ گیا بے چارہ ابراہیم حسن بن حبیب کے مکان میں مدتوں چھپا رہا ایک دن اتفاق سے راستے میں محمد بن حصین سے سامنا ہو گیا جس وقت کہ بیرون شہر سے حسن اور ابراہیم خچروں پر سوار چلے آرہے تھے ابراہیم فوراً خچر سے اتر کر قضائے حاجت کے بہانہ سے ایک جھاڑی کی آڑ میں بیٹھ گیا محمد نے حسن سے دریافت کیا اس وقت تم کہاں سے آرہے ہو اور اس مقام پر کیوں ٹھہرے ہوئے ہو حسن نے جواب دیا میں ایک ضرورت سے فلاں جگہ گیا تھا وہاں سے واپس آرہا ہوں میرا غلام قضائے حاجت کی غرض سے ابھی اتر گیا ہے اور میں اس کا انتظار کر رہا ہوں، محمد یہ سن کر چلا گیا اور ابراہیم و حسن بھی اپنی فرودگاہ پر چلے آئے۔

ابراہیم بصرہ میں:.....اس کے بعد ابراہیم ۱۴۵ھ میں اپنے بھائی محمد کے ظہور کے بعد یحییٰ بن زیاد بن حیان نبطی کے بلانے پر دوبارہ بصرہ آیا، یحییٰ نے اس کو اپنے مکان میں جو محلہ بنی لیث میں واقع تھا ٹھہرایا اور لوگوں کو اس کے بھائی کی بیعت پر اکسانے لگا سب سے پہلے جنہوں نے اس کی بیعت کی وہ نمیلہ بن مرہ عبسی ❶ عبداللہ بن سفیان، عبدالواحد بن زیاد، عمر بن سلمہ ہجیمی اور ❷ عبداللہ بن یحییٰ بن حصین رقاشی تھے پھر ان لوگوں نے اس کی دعوت کو لوگوں میں پھیلا دیا ایک بڑی جماعت قضاۃ و اہل علم کی جمع ہوگئی رجسٹر مرتب ہوا تو تعداد چار ہزار تھی بصرہ کے ہر کوچہ وگلی میں ابراہیم کے کام کی شہرت ہوگئی اس کے بعد ان لوگوں نے مصلحتاً ابراہیم کو وسط شہر میں لا کر ابو مروان (مولیٰ بنو سلیم) کے مکان میں جو مقبرہ بن یشکر میں تھا ٹھہرایا تاکہ لوگوں کو آنے جانے اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے میں آسانی ہو سکے۔

ابراہیم بن عبداللہ کا خروج:.....محمد المہدی نے طاہر ہونے کے بعد ابراہیم کو بھی ظاہر ہونے کا خط لکھا تھا ان دنوں المنصور کوفہ کے باہر ٹھہرا ہوا تھا اور اس نے چند سپہ سالاروں کو سفیان کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ ابراہیم کے ظہور کے وقت سفیان کی مدد کرنا، رمضان ۱۴۵ھ کی پہلی تاریخ کو ابراہیم بغاوت کے ارادے سے ظاہر ہو کر جامع مسجد میں آئے نماز صبح ادا کی پھر مسجد سے نکل کر دارالامارت میں داخل ہوئے اور سفیان کو ان سپہ سالاروں سمیت جن کو المنصور نے اس کمک پر بھیجا تھا قید کر دیا، جعفر اور محمد بن سلیمان بن علی یہ خبر پا کر چھ سو آدمیوں کے ساتھ دوڑ پڑے، ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر ❸ معین بن قاسم جدوری کو پچاس آدمیوں کے ساتھ مامور کیا اس نے ان دونوں کو باب زینب بنت سلیمان بن علی تک پسپا کر دیا انہی کی طرف زینبی عباسی منسوب کئے جاتے ہیں۔

بصرہ و اہواز پر قبضہ:.....جعفر اور محمد بن سلیمان بن علی کی شکست اور دارالامارت پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم نے امان کا اعلان کرا دیا اور بیت المال سے بیس لاکھ درہم برآمد کر کے پچاس پچاس اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے اس کے بعد مغیرہ کو ایک سو پیادوں کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ کیا، باوجودیکہ محمد بن حصین چار ہزار کی سپاہیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر آیا تھا لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا چنانچہ مغیرہ نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور عمر بن شداد کو فارس بھیجا اسمٰعیل و عبدالصمد بن علی (بن عبداللہ بن عباس) نے جو گورنر فارس تھے یہ سن کر دارالجبر د میں قلعہ بندی کر لی ہے ادھر عمرو نے فارس اور اطراف فارس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا اڑا دیا اور ہارون بن شمس عجلی کو سترہ ہزار فوج کے ساتھ واسط کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور المنصور کی جانب سے واسط میں ہارون بن حمید ایادی مقرر تھا فریقین میں لڑائی ہوئی تو میدان ہارون عجلی کے ہاتھ رہا، ہارون ایادی واسط چھوڑ کر بھاگ گیا چنانچہ ہارون عجلی نے قبضہ کر لیا المنصور کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے عامر بن اسمٰعیل کو پانچ ہزار یا بروایت بعض بیس ہزار کی لشکر کے ساتھ ہارون عجلی کی جنگ پر مقرر کیا ایک مدت تک عامر اور ہارون کے درمیان لڑائی ہوتی رہی بالآخر دونوں نے المنصور و ابراہیم کی آخری جنگ کے انتظار میں لڑائی موقوف کر دی۔

کوفہ پر لشکر کشی:.....اس کے بعد ہی محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر ابراہیم کے پاس عید الفطر سے پہلے پہنچی چنانچہ اس نے لوگوں کے

❶.....الکامل ابن اثیر میں اس کا نام عبسی کے بجائے عبشمی تحریر ہے اور عبشمی عبد شمس سے نکلا ہے دیکھئے صفحہ ۳/۵۸۵ الکامل ابن اثیر۔

❷.....الکامل ابن اثیر میں ,,یحییٰ,, کے بجائے ,حیی, لکھا ہوا ہے (حوالہ بالا)۔

❸.....تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۳/۵۸۵ پر جزری مذکور ہے۔

ساتھ عید ادا کی اور ان لوگوں کو اس حادثہ جانکاہ سے مطلع کیا اس کے بعد لشکریوں اور عوام الناس کو المنصور سے اور زیادہ نفرت ہوگئی اگلے دن ابراہیم نے اپنے لشکر کو مرتب کیا اور بصرہ میں نمیلہ ❶ اور اپنے بیٹے حسن کو اپنا نائب بنایا، اور روانگی اور فوج کشی کے بارے میں ارباب مشورہ سے اختلاف پیدا ہوگیا، بصریوں نے بصرہ میں ٹھہر کر اطراف و جوانب کے ممالک کی طرف لشکر بھیجنے اور وقت پڑنے پر ان کی مدد کرنے کی رائے دی مگر کوفیوں نے اس سے اختلاف کر کے کہا کہ اہل کوفہ آپ کے انتظار میں ہیں آپ کی صورت دیکھتے ہی ہر ایک اپنی جان آپ پر نثار کرنے کو تیار ہو جائے گا آپ ضرور کوفہ پر چڑھائی کیجئے چنانچہ ابراہیم نے اپنی رائے پر عمل کیا۔

المنصور نے یہ سن کر ایک خط عیسیٰ بن موسیٰ کو جلدی سے آنے کے لئے لکھا دوسرا مسلم بن قتیبہ کو مقام رے میں طلبی کا تیسرا سالم کو ابراہیم کی طرف بڑھنے کا تحریر کیا اور اس کی کمک پر متعدد سپہ سالاروں کو مامور کیا چوتھا خط المہدی کے نام تھا جس میں خزیمہ بن خازم کو اہواز کی طرف روانہ کرنے کا لکھا اسی دوران فارس مدائن واسط اور سواد کی بدعملی کی مسلسل خبریں پہنچیں اور ایک لاکھ فوج اس کے مقابلہ پر کوفہ میں ایک آواز کی منتظر ٹھہری ہوئی تھی، المنصور نے نہایت حزم و احتیاط سے ہر سمت کی حفاظت کے لئے فوجیں روانہ کیں اور فساد کے ہر دروازے کو انتہائی ہوشیاری سے بند کر دیا پچاس روز تک مصلی پر بیٹھا رہا کسی وقت اس کا جبہ و قمیص نہ اتارا گیا اور وہ میلا ہوگیا تھا جب کسی ضرورت سے باہر آتا تھا تو شاہی سیاہ کپڑے پہن لیتا تھا جس وقت اندر پہنچتا اتار دیتا تھا انہی دنوں مدینہ منورہ سے دو خواتین فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اور امۃ الکریم بنت عبداللہ (خالد بن اسید کی نسل سے) تحفۃً بھیجی گئی تھیں مگر المنصور نے ان کے ساتھ خلوت نہیں کی اور یہ کہا کہ یہ ایام عورتوں کے ساتھ لہو و لعب کرنے کے نہیں ہے جب تک میں ابراہیم کا سر اپنے سامنے نہ دیکھ لوں یا ابراہیم کے سامنے میرا سر نہ دیکھا جائے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی جنگ: ......جیسے ہی عیسیٰ بن موسیٰ دار الخلافت میں حاضر ہوا اسے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ ابراہیم سے جنگ کے لئے بھیج دیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حمید بن قحطبہ تین ہزار سپاہیوں کے ساتھ تھا ابراہیم بصرہ سے ایک لاکھ فوج لے کر آیا ہوا تھا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابلہ پر کوفہ سے سولہ فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ کئے ہوئے تھا مسلم بن قتیبہ نے کہلوایا کہ اپنے ارد گرد خندق کھود لو تا کہ مقابلہ کرنے میں سہولت ہو جائے ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا تو ان لوگوں نے جواب دیا ہم تو خندق نہیں کھودیں گے اللہ کے فضل سے ہم غالب ہیں اور ابوجعفر تو گویا ہمارے قبضہ میں ہے، مسلم کا قاصد یہ سن کر واپس آیا اگلے دن جنگ کے ارادے سے صف آرائی شروع ہوئی ساتھیوں میں سے کسی نے رائے دی کہ ایک ایک دستہ فوج لڑاؤ کہ ایک دستہ کے شکست کے بعد دوسرا دستہ تازہ دم کمک پہنچ جائے مگر ابراہیم نے اس کو ناپسند کیا اور اہل اسلام کی طرح صف بندی کر کے لڑنے کا حکم دیا باقی ساتھیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ لڑائی تیزی کے ساتھ شروع ہوگئی حمید بن قحطبہ اپنے دستے کی فوج کے ساتھ بھاگ گیا عیسیٰ نے اللہ کی قسم دلا کر امیر لشکر کی اطاعت کرنے کو کہا حمید بولا کہ شکست میں امیر لشکر کی اطاعت نہیں کی جاتی غرض اکثر سپاہی بھاگ گئے اور عیسیٰ کے پاس ایک مختصر جماعت باقی رہ گئی مگر یہ سب نہایت استقلال کے ساتھ مرنے پر تیار ہو کر لڑ رہے تھے۔

ابراہیم کا قتل: ......اس دوران جعفر و محمد بن علی ایک لشکر لیکر ابراہیم کے لشکر کے پیچھے سے پہنچ گئے چنانچہ ابراہیم کے ساتھ اس اچانک حملہ سے گھبرا کر ان کے ساتھ جنگ اور مقابلہ کی طرف متوجہ ہوگئے تو عیسیٰ کے لشکریوں نے ان کا تعاقب کیا بھاگنے والے یہ رنگ دیکھ کر سب کے سب واپس آگئے اور چاروں طرف سے لڑائی شروع ہوگئی درمیان میں ابراہیم کا لشکر وہ نہ تو آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ چاروں طرف سے گھر جانے کی وجہ سے جی کھل کر مقابلہ کر سکتا تھا، مجبور ہو کر بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے صرف چھ سو یا چار سو فوج باقی رہ گئی حمید مسلسل حملہ پر حملہ کر رہا تھا اتفاق سے ایک تیر ابراہیم کے گلے میں آ کر ترازو ہوگیا اسے ساتھیوں نے گھوڑے سے اتار لیا اور چاروں طرف سے حلقہ کر کے اپنے حریف کے حملوں کا جواب دینے لگے حمید نے اپنے دستے کی ساری فوج کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں کا حملہ کرنا تھا کہ ابراہیم کے ساتھی بدحواس ہو کر منتشر ہو گئے حمید کے لشکریوں نے ابراہیم کا سر اتار کر عیسیٰ کے سامنے لا کر رکھ دیا عیسیٰ نے سجدہ شکر ادا کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ پچیسویں ذیقعدہ الحرام ۱۴۵ھ کا ہے۔

❶ ..... بعض نسخوں میں غیلہ لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

المنصور کا ردعمل: ......جس وقت ابراہیم کا سر المنصور کے سامنے رکھا گیا تو وہ رو کر کہنے لگا واللہ میں اس معاملہ کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ ہم اور تم دونوں اس میں مبتلا ہو گئے، اس کے بعد المنصور نے دربار عام منعقد کیا جو شخص حاضر ہوتا تھا المنصور کو خوش کرنے کے خیال سے ابراہیم کی برائیاں کرتا تھا مگر جب جعفر بن حنظلہ ہزانی دربار عام میں حاضر ہوا تو آداب شاہی کے مطابق سلام کر کے عرض کیا اللہ جل شانہ امیر المومنین کو ان کے چچا زاد بھائی کے بارے میں اجر عظیم عطا فرمائیں اور جو کچھ اس نے آپ کے حق میں افراط کی ہو اس سے درگزر کرے۔ المنصور کے چہرے پر یہ جملہ سنتے ہی مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے چنانچہ اسے ابو خالد کی کنیت سے خطاب کیا اور اپنے پاس بٹھا لیا

شہر بغداد کی تعمیر: ......اچانک ہاشمیہ میں راوندیہ آئے دن یورش کیا کرتے تھے اور اہل کوفہ کو اس کی سکونت وہاں پر ناگوار تھی اور نیز خود المنصور کو ہر وقت اپنی جان کا خطرہ رہتا تھا اس لئے ان کے قرب و جوار سے متنفر ہو کر جس مقام پر آج بغداد آباد ہو گیا بطارقہ کو جو وہاں موجود تھے بلا کر ان جگہوں میں حرارت، برودت، بارش، کیچڑ اور خشکی کے حالات دریافت کئے اور ان سے مشورہ کیا، ان لوگوں نے جس مقام پر اب بغداد ہے اس طرف اشارہ کیا اور یہ فوائد ظاہر کئے کہ یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں پر کشتیوں کے ذریعہ شام، رقہ، مصر اور مغرب کے مختلف شہروں سے رسد آ سکتی ہے اور نیز چین، ہند، بصرہ، واسط، دیار بکر، روم اور موصل سے دجلہ کے راستے اور ارمینیہ اور اس کے ملحقات سے خشکی کے راستے وغیرہ بخوبی پہنچ سکتا ہے لہٰذا اس مقام پر قیام مناسب ہے جن کو سوائے جسور ❶ اور قناطیر ❷ کے اور کسی ذریعہ سے عبور نہیں کر سکتے اور جب آپ ان کو منقطع کر دیں گے تو آپ کا دشمن بے قابو ہو جائے گا اور آپ بصرہ کوفہ اور واسط و موصل کے درمیان میں دریا و خشکی اور پہاڑ کے قریب مقیم رہیں گے، المنصور نے یہ اوصاف سن کر اس مقام پر اپنا دار السلطنت بنانے کا عزم مصمم کر لیا۔

بغداد کی بنیاد: ......چنانچہ ۱۴۶ھ میں اس کا بنیادی پتھر رکھا اور شام، جبل، کوفہ، واسط اور بصرہ سے صناع و معمار بلوائے اور جن لوگوں کو فضیلت کا، عدالت، عفت، امانت اور علوم ہندسہ سے واقفیت تھی ان کو بھی بلوایا، حجاج بن ارطاۃ اور امام ابو حنیفہ انہی لوگوں میں شامل تھے تعمیر شہر سے پہلے المنصور کے حکم سے شہر بغداد کے گرد کوئلوں سے لائن کھینچی دروازے، فصلیں، طاقات اور صحنچیں قائم کی گئی اور اس لائن پر بنیاد کھودنے کا حکم دیا چار کمانڈر چاروں طرف اس کی تعمیر پر مقرر کئے گئے۔

امام ابو حنیفہ سے ناروا سلوک: ......امام ابو حنیفہ نے چونکہ عہدہ قضا و فصل خصومات کو اختیار کرنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے انکو اینٹیں اور چونا وغیرہ کے شمار و انتظام پر مامور کیا گیا کیونکہ المنصور نے قسم کھائی تھی کہ ضرور ان سے کوئی کام لے گا چنانچہ یہی کام لیا گیا۔

قصر ابیض کا قصہ: ......المنصور نے محل کی بنیاد نیچے پچاس گز اور اوپر بیس گز رکھوائی اور بنیاد میں قصب و خشب رکھوائے اور پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھ کر کہا

بسم اللّٰه والحمد للّٰه والارض للّٰه يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين ،

اس کے بعد معماروں سے مخاطب ہو کر کہا ابنوا علی برکۃ اللہ، جس وقت دیواریں ایک قدم آدم پہنچیں، محمد المہدی کی ظہور کی خبر پہنچی چنانچہ تعمیر موقوف کر کے کوفہ آ گیا اور پھر محمد اور اس کے بھائی کی لڑائی سے فارغ ہو کر دوبارہ بغداد آیا اور تعمیر کا کام شروع کیا خالد بن برمک سے مدائن اور ایوان کسریٰ کو توڑ کر بغداد میں اس کے اسباب کو لانے کے متعلق مشورہ مانگا خالد بن برمک نے عرض کیا میرے نزدیک یہ کام غیر مناسب ہے کیونکہ یہ آثار اسلام اور فتوحات عرب کی نشانی ہے اور اس میں حضرت علی بن ابی طالب کا مصلیٰ بھی ہے، المنصور نے اس پر محبت عجم کا الزام لگا کر قصر ابیض کو توڑ دینے کا حکم دیدیا چونکہ اس کو توڑ کر لانے میں نیا سامان لانے کی بنسبت زیادہ خرچ پڑ رہا ہے اس لئے اس کو تڑوانے اور اس کا اسباب لانے سے رک گیا خالد نے عرض کیا اب اس وقت قصر ابیض کے توڑنے کو موقوف کرنا خلافت مصلحت ہے کیونکہ عجمیوں کو یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ مسلمان کمزور ہیں کہ جس کو

❶ ......جسور جمع جسر بالفتح والکسر الذی یعبر علیہ یعنی پل۔

❷ ......جمع قنطرۃ و ھو ما یبنی الماء للعبور جو چیز پانی میں اترنے کی غرض سے بنائی جائے مثلاً پل باندھنا وغیرہ۔

عجمیوں نے بنایا تھا اس کو بھی نہ توڑ سکے۔

بغداد شہر کی ترتیب:..... مگر المنصور نے اس پر کچھ توجہ نہ کی اور اسے گرانا موقوف کر دیا مگر واسط، شام اور کوفہ ست دروازے اکھڑوا کر بغداد لے آیا اور شہر کو گول آباد کیا درمیان میں شاہی محل بنوایا تاکہ ہر طرف سے لوگوں کا فاصلہ ایک معین حصے پر رہے، جامع مسجد قصر کی جانب بنوائی گئی اور شہر پناہ دو بنوائیں اندر والی باہر کی شہر پناہ سے بلند تھی مسجد کی سمت حجاج بن ارطاۃ نے درست کی تھی اینٹیں جن سے شہر پناہ بنایا گیا تھا ہر ایک وزن میں ایک سو سولہ رطل تھیں لمبائی چوڑائی ایک ایک گز کی تھی پہلے منشیوں اور سپہ سالاروں کے مکانات رحبہ سے جامع مسجد تک بنائے گئے تھے بازار شہر کے اندر تھا لیکن محل شاہی اور جامع مسجد کی تیاری کے بعد اس کو نکلوا کر کرخ کی جانب کر دیا کیونکہ مسافر وقت بے وقت چلتے اور راتوں کو وہیں قیام کرتے تھے سڑکیں چالیس چالیس گز چوڑی رکھی گئی تھیں، شہر، بازار، مسجد، قصر خلافت، فصیلوں، خندقوں اور دروازوں کی تعمیر میں چار کروڑ آٹھ لاکھ تینتیس ہزار درہم خرچ ہوئے تھے معماروں کو ایک قیراط یومیہ اور مزدوروں دو حبہ دیئے جاتے تھے تعمیر مکمل ہونے کے بعد سپہ سالاروں سے حساب لیا گیا جو کچھ جس کے پاس باقی نکلا واپس لے لیا خالد بن الصلت کے پاس پندرہ درہم تحویل میں باقی رہے تھے اسے قید کر دیا جب اس نے ادا کر دیئے تو رہا کیا۔

المہدی کی ولی عہدی:..... ابوالعباس سفاح نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد بنا کر کوفہ کی ولایت پر مامور کیا تھا اس زمانہ سے عیسیٰ بن موسیٰ مسلسل کوفہ میں رہا جب المہدی بڑا ہوا تو المنصور کی یہ خواہش ہوئی کہ عیسیٰ کو ولی عہدی پر المہدی کو مقدم کر دے جب کہ دستور یہ تھا کہ تکریم کی وجہ سے عیسیٰ ہمیشہ المنصور کی دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا اور المہدی بائیں جانب، ایک دن المنصور نے عیسیٰ سے المہدی کی ولی عہدی کے متعلق کچھ گفتگو کی تو عیسیٰ نے عرض کیا امیر المومنین! میری ولی عہدی کی بیعت سے بغاوت کس طرح ممکن ہے اس میں میری اور تمام مسلمانوں کی گردنیں پھنسی ہوئی ہیں میں اس بات کو منظور نہیں کروں گا چنانچہ المنصور کو عیسیٰ کا انکار ناگوار گذرا تو اسے نظروں سے گرا دیا پھر عیسیٰ سے پہلے المہدی کو دربار میں آنے کی اجازت دینے لگا جب یہ آ کر دائیں جانب بیٹھ جاتا تو اس کے چچا عیسیٰ بن علی اور عبدالصمد کو حاضری کی اجازت دی جاتی تھی اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ حاضر ہوتا تھا اور المہدی کے پہلو میں بیٹھ جاتا تھا ایک مدت تک المنصور اس سے ناراض رہا بالآخر اس کو گورنری کے تیرھویں برس میں حکومت کوفہ سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو مامور کر دیا اس وقت عیسیٰ کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور المنصور نے تدبیر کے ذریعے المہدی کی ولی عہدی کی بیعت لے لی اور عیسیٰ کو اس کے بعد یعنی اس کا ولی عہد مقرر کر دیا۔

المنصور کا خلاف شان کام:..... بیان کیا جاتا ہے کہ المنصور نے اس بارے میں گیارہ لاکھ درہم خرچ کئے تھے بازاریوں اور لشکریوں کو راستہ میں عیسیٰ کو تکالیف دینے پر مامور کیا تھا اور خالد بن برمک کو اپنے حامیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس بات کی گواہی دینے پر متعین کیا تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ولی عہدی سے دست کشی کر لی ہے ان سب واقعات کو میں نے ❶ اس وجہ سے ترک کر دیا ہے کہ یہ المنصور کی عدالت کی شایان شان نہ تھے اور اسی وجہ سے اس کی عدالت پر حرف آتا تھا ہوسکتا ہے کہ ان واقعات میں سے کچھ بھی صحیح نہ ہو۔

استادسیس کا خروج:..... ۱۵۰ھ میں ایک شخص مدعی نبوت (استادسیس) خراسان کی اطراف میں ظاہر ہوا تقریباً تین ہزار جنگ جو اہل ہرات، بادغیس اور سجستان وغیرہ کے اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے خراسان کے اکثر مضافات پر قبضہ کر لیا، اجثم ❷ (گورنر مرد روز) نے یہ سن کر اپنا لشکر مرتب کیا اور استادسیس سے بھڑ گیا استادسیس نے اس کو شکست دیکر اس کے لشکر کے بڑے حصہ کو قتل کر دیا، اس کے بعد جو سپہ سالار اس کے مقابلہ پر آئے ان کو اس نے شکست دی، المنصور نے جن دنوں بہ رواق (راذان) میں خیمہ زن تھا خازم بن خزیمہ کو ولی عہد المہدی کے بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا المہدی نے خازم کو استادسیس سے جنگ کرنے بھیج دیا چنانچہ خازم نے تیس ہزار فوج کے ساتھ استادسیس پر حملہ کر دیا اس کے میمنہ پر ہیثم بن شعبہ بن ظہیر تھا، میسرہ پر نہار بن حصین سعدی اور مقدمہ پر بکار بن مسلم عقیلی، لشکر کا جھنڈا برقان کے ہاتھ میں تھا، خازم نے میدان کار

---

❶..... یہ علامہ ابن خلدون فرما رہے ہیں۔

❷..... کامل ابن اثیر صفحہ ۶۰۳/۳ پر اشم لکھا ہوا ہے۔

زار میں پہنچ کر استادسیس کو دھوکہ دینے کی غرض سے متعدد خندقیں اور مورچے قائم کئے اور ایک خندق کو دوسری خندق سے بذریعہ سرنگ ملا دیا اور ایک بہت بڑی خندق اپنے سارے لشکر کے لئے کھدوائی اور اس کے چار دروازے بنوائے ہر دروازہ پر منتخب ایک ہزار سپاہی تجربہ کار کمانڈروں کے ساتھ متعین کئے، استادسیس کے ساتھی بھی تیار ہو کر مقابلہ پر آئے ان کے پاس پھاوڑے، کدالیں اور ٹوکریاں بھی تھیں انہوں نے اس دروازے سے جنگ شروع کی جس طرف بکار بن مسلم تھا بکار اور اس کے ساتھی اس طرح بے جگری سے لڑے کہ استادسیس کے ساتھیوں کے دانت کھٹے ہو گئے چنانچہ وہ اس طرف مڑ گئے جس دروازے پر خود خازم تھا پھر ان میں سے حریش نامی ایک شخص اہل بجستان کو اپنے ساتھ لئے ہوئے جنگ کے ارادے سے آگے بڑھا خازم نے حریف کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر ہیثم بن شعبہ کو بکار کی طرف سے نکل کر لشکر حریف پر پیچھے سے حملہ کرنے کا حکم دیا (یہ لوگ ابوعون وعمر بن مسلم بن قتیبہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے) اور خود کازم سینہ سپر ہو کر حریش کے مقابلہ پر آیا اور نہایت سختی سے میدان کارزار گرم کر دیا اس دوران حریش کے پیچھے سے ہیثم کے لشکر کے جھنڈے ہوا میں اڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔

سیس کی شکست اور گرفتاری: ......خازم کی لشکریوں نے جوش مسرت میں تکبیریں کہیں اور ایک نعرہ اللہ اکبر کہہ کر سب نے مجموعی قوت سے حملہ کر دیا، حریف مقابل کا لشکر جونہی فرار کی ارادے سے پیچھے ہٹا ہیثم کی دستے کی فوج نے تلوار اور نیزوں پر رکھ لیا، عرصہ تک قتل اور خون ریزی کا دور دورہ رہا ستر ہزار مارے گئے چودہ ہزار قید کر لئے گئے گنتی کے چند ساتھیوں کو لے کر استادسیس بھاگ کر ایک پہاڑ میں چھپ گئے خازم نے فوراً اس پہاڑ کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد ابوعون بھی پہنچ گیا اور اس کے فیصلہ ثالثی پر استادسیس اپنے بیٹوں سمیت قید کر لیا گیا باقی رہا کر دیئے گئے، فتح کی خوشخبری کا خط المہدی کے پاس بھیجا گیا اور المہدی نے المنصور کی خدمت میں اپنی کامیابی کا حال لکھ کر بھیج دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ استادسیس مامون کی ماں مراجل کا باپ تھا اور اس کا بیٹا غالب المامون کا ماموں جس نے فضیل بن سہل کو قتل کیا تھا۔

عبداللہ اشتر بن محمد المہدی: ......المنصور کے عہد خلافت میں سندھ کا گورنر عمر بن حفص بن عثمان بن قبیطہ بن ابی صفرہ ملقب بہ ہزار مرد تھا لہٰذا جس وقت محمد المہدی کا ظہور ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں تو محمد المہدی نے اپنے بیٹے عبداللہ اشتر کو دعوت دینے کی غرض سے بصرہ روانہ کیا عبداللہ اشتر نے بصرہ سے ایک تیز رفتار اونٹنی خریدی اور اس پر سوار ہو کر عمر بن حفص کی طرف روانہ ہو گیا کیونکہ عمر بن حفص میں شیعیت تھی چنانچہ عبداللہ اشتر کی دعوت کو عمر بن حفص نے قبول کر لیا اور اپنے پاس خفیہ طور پر ٹھہرا لیا اور اپنے کمانڈروں و امراء شہر کو بلا کر محمد المہدی کی خلافت کی دعوت دی چنانچہ ان سب نے منظور کر لیا اس کے بعد عمر بن حفص نے عباسیہ کا درباری لباس اور نشانات چاک کر کے خطبہ دینے کے لئے سفید کپڑے بنوائے اس دوران اچانک محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر پہنچ گئی، عمر بن حفص عبداللہ اشتر کے پاس گیا اور تعزیت کی تو عبداللہ اشتر بولے کہ اللہ میرا محافظ ہو مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے، عمر بن حفص نے رائے دی کہ آپ سندھ کے فلاں بادشاہ کے ملک میں چلے جائیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا عزت کرتا ہے اور ایفاء عہد میں بہت مشہور ہے، عبداللہ اشتر اس بات پر راضی ہو گئے، عمر بن حفص نے خط و کتابت کر کے معاہدہ لکھانے کے بعد عبداللہ اشتر کو اس کے پاس بھیج دیا۔

ہشام بن عمرو گورنر سندھ: ......رفتہ رفتہ عبداللہ اشتر کے پاس چار سو زیدیہ جمع ہو گئے، المنصور کو اس کی خبر ملی تو سخت برہم ہوا اسی وقت عمر بن حفص کی معزولی کا فرمان روانہ کر دیا مگر یہ فکر دامن گیر رہی کہ سندھ کی گورنری کس کو دی جائے، ایک روز ہشام بن عمر تغلبی المنصور کے ساتھ سوار جا رہا تھا چنانچہ المنصور کو محل شاہی تک پہنچا کر اپنے گھر واپس آ گیا تھوڑی دیر کے بعد المنصور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت حاصل کر کے حاضر ہوا اور اپنی بہن کو زوجیت کے لئے پیش کیا، المنصور نے ربیع سے مخاطب ہو کر کہا اگر مجھے نکاح کی ضرورت ہوتی تو میں اس کی بہن کو منظور کر لیتا، پھر ہشام سے مخاطب ہو کر کہا اللہ تجھے جزائے خیر عطا فرمائیں میں تجھے سندھ کا گورنر مامور کرتا ہوں، ہشام بن عمر نے ادب سے سر نیچا کر لیا اور المنصور نے سند گورنری لکھ کر مرحمت فرما دی اور سامان سفر درست کرا کر روانہ کر دیا روانگی کے وقت یہ ہدایت کر دی کہ بادشاہ سندھ سے عبداللہ اشتر کو مانگنا اگر بادشاہ سندھ عبداللہ اشتر کو تمہارے حوالہ کر دے تو ٹھیک ہے ورنہ جنگ کرنے میں تامل نہ کرنا چنانچہ ہشام بن عمر تغلبی نے ایسا ہی کیا اور المنصور برابر اس کو اس

کام پر ابھارتا رہا۔

عبداللہ اشتر کا قتل:...... اس دوران سندھ کے اطراف میں بغاوت پھوٹ نکلی ہشام نے اپنے بھائی سفیح کو بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا اتفاق سے سفیح کا گذر اس بادشاہ کے ملک کی طرف سے ہوا جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا ایک دان عبداللہ اشتر دریائے مہران پر دس سواروں کے ساتھ سیر کرتا ہوا نظر آ گیا چنانچہ سفیح نے اس کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا تو لڑائی ہونے لگی بالآخر عبداللہ اشتر تمام ساتھیوں سمیت قتل کر دیئے گئے۔

ہشام بن عمر نے یہ واقعہ المنصور کے پاس لکھ کر بھیجا المنصور نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس بادشاہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا چنانچہ ہشام نے اس بادشاہ کے خلاف فتح حاصل کر لی، اور اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس کی عورتوں کو اس کے بیٹے عبداللہ کے ہمراہ المنصور کی خدمت میں بھیج دیا جس نے عبداللہ اشتر نے اپنے زمانہ قیام میں نکاح کر لیا تھا، المنصور نے ان لوگوں کو اس لڑکے کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کر دیا تاکہ انکے خاندان والوں کے حوالہ کر دیا جائے۔

حکومت سندھ پر ہشام بن عمر کی تقرری اور عمر بن حفص کی معزولی کے بعد افریقہ میں بلوہ ہو گیا المنصور نے اس کو فرو کرنے کے لئے عمر بن حفص کو افریقہ کی جانب روانہ کیا جیسا کہ آئندہ اس کے حالات میں لکھا جائے گا۔

لڑاؤ اور حکومت کرو:...... جس وقت المہدی خراسان سے واپس آیا اس کی خاندان والے شام، کوفہ اور بصرہ سے ملنے آئے المہدی نے ان لوگوں کو انعامات اور کپڑے دیئے المنصور نے بھی ایسا ہی کیا اس کے بعد سپاہیوں نے اس کے خلاف شورش کی قثم بن عباس بن عبداللہ بن عباس نے رائے دی کہ آپ ان لوگوں کو منتشر کر دیجئے یہی تدبیر ان کی یورش سے بچنے کے لئے کافی ہے۔

قثم بن عباس نے اپنے ایک غلام کو یہ ہدایت کی تھی کہ میں جس وقت دار الخلافہ میں داخل ہو جاؤں تو مجھ سے یہ سوال کرنا کہ بحق اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وعباس وامیر المؤمنین ابوالحسین۔ یہ بتلائیے کہ زیادہ معزز یمن والے ہیں یا قبیلہ مضر؟ قثم بن عباس نے جواب دیا مضر، اسی قبیلہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اسی میں کتاب اللہ نازل ہوئی ہے اسی میں بیت اللہ ہے اسی میں خلیفہ ہے، یمنیوں کو اسی سے غصہ آ گیا اس لئے کہ ان کی فضیلت کچھ بھی بیان نہیں کی گئی اس کے بعد یمنیوں میں سے کسی نے قثم بن عباس کے خچر کی لگام پکڑ کر روک دیا مضر نے منع کیا تو اس کا ہاتھ توڑ دیا جس نے قثم کے خچر کی لگام پکڑ لی تھی چنانچہ دونوں قبیلوں میں جنگ وجدال تک نوبت پہنچ گئی ربیعہ یمن کے اور خراسانیہ مصر کے ہمدرد اور مددگار بن گئے جس سے المنصور کے لشکر کے چار گروپ بن گئے۔

رصافہ کی تعمیر:...... قثم نے المنصور سے کہا تمہارا لشکر کئی گروپوں میں منقسم ہو گیا ہے اب ایک کو دوسروں سے لڑاتے رہو اور وہاں اپنے بیٹے المہدی کو لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اس طرف ٹھہراد و اور تم دوسری جانب رہو تا کہ وہ ایک دوسرے سے ڈرتے رہیں، المنصور نے اس رائے کو منظور کر لیا اور پھر صالح صاحب مصلیٰ کو المہدی کے لئے تعمیر رصافہ کا حکم دیا۔

معن بن زائدہ کا قتل:...... المنصور نے سجستان پر معن بن زائدہ کو مقرر کیا تھا معن نے سجستان پہنچ کر رتبیل سے وہ خراج مانگا جو رتبیل سالانہ دیا کرتا تھا رتبیل [1] نے تھوڑا سا اسباب روانہ کیا اور قیمت زیادہ لکھ دی، معن کو اس سے برہمی پیدا ہوئی چنانچہ لشکر مرتب کر کے رخج کی طرف روانہ ہو گیا اس کے مقدمہ پر اس کا بھتیجا یزید بن مزید بن زائدہ تھا، معن نے رخج کو فتح کر کے وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لیا اور لڑنے والوں کو قتل کر دیا پھر رتبیل خود زابلستان چلا گیا اور معن کامیابی کے بعد بست لوٹ آیا اور ایام سرما یہیں گذارے، خوارج کے ایک گروہ کو معن کی عادتوں سے ناراضگی پیدا ہوگئی چنانچہ وہ سب جمع ہو کر معن کے مکان میں گھس گئے اور اسکو قتل کر دیا۔

معن کے مارے جانے کے بعد سجستان میں یزید اس کا قائم مقام بنا اس نے معن کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کر دیا تھوڑے دنوں بعد اہل شہر کو اس کی نرمی شاق گذرنے لگی کسی نے اس کی طرف سے المنصور کے پاس ایک خط لکھ کر بھیج دیا جس میں المہدی کے خطوط سے ناراضگی ٹپکتی تھی اور اس

[1] ...... فتوح البلدان میں ہے کہ یہ وہ خراج تھا جس پر رتبیل نے صلح کر لی تھی صفحہ ۳۹۴

کے معاملہ سے درگذر کرنے کی درخواست کی تھی۔

المنصور یہ خط دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا چنانچہ المہدی نے اس خط کو پڑھوایا اور اس جرم کی پاداش میں یزید کو معزول کر کے قید کر دیا اس کے بعد ایک شخص کی سفارش سے مدینۃ السلام میں بلوایا چنانچہ یزید اس زمانہ سے مسلسل معتوب رہا یہاں تک کہ یوسف برم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

السفاح کے گورنر: ......سفاح نے اپنی خلافت کی بیعت کے وقت کوفہ پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مامور کیا تھا اور حجابت پر عبداللہ بن بسام کو، محکمہ پولیس پر موسیٰ بن کعب کو اور دیوان الخراج (محکمہ مال) پر خالد بن برمک کو مقرر کیا تھا اور اپنے دوسرے چچا عبداللہ کو مروان سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اس کے مقدمۃ الجیش پر ابوعون عبدالملک بن یزید بن قحطبہ تھا اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو مدائن کی جانب (اس کے مقدمہ پر احمد بن قحطبہ تھا) اور ابویقظان عثمان بن عروہ بن عمار بن یاسر کو اہواز کی طرف بسام بن ابراہیم کی کمک پر بھیجا تھا اور خراسان کا گورنر ابومسلم کو بنایا تھا چنانچہ ابو مسلم نے اپنی طرف سے خراسان کا ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو حاکم بنایا اور عبداللہ (عم سفاح) نے جنگ مروان میں اپنے مقدمۃ الجیش پر اپنے بھائی صالح کو ابویعون بن یزید کے ساتھ مامور کیا جس وقت کامیابی کے ساتھ واپس آیا تو ابوعون کو مصر میں چھوڑ دیا اور ولایت شام کو عبداللہ نے مستقل طور پر اپنے قبضہ میں لے لیا۔

۱۳۲ھ کی تقرریاں: ......۱۳۲ھ میں سفاح نے اپنے بھائی ابوجعفر المنصور کو جزیرہ، آرمینیہ اور آذربائیجان کا گورنر بنایا اور ابوجعفر نے اپنی جانب سے آرمینیہ پر یزید بن اسد اور آذربائیجان پر محمد بن صول کو مقرر کیا اور خود جزیرہ میں قیام پذیر ہو گیا اس سے پہلے ابومسلم نے ابوسلمہ خلال کے قتل کے بعد محمد بن اشعث کو فارس کی حکومت دیدی تھی اس کے بعد سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو امیر فارس مقرر کر کے روانہ کیا محمد بن اشعث نے عیسیٰ کو فارس کی گورنری سے روکا اور اس سے حکومت نہ کرنے کی قسم لی تب سفاح نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو حکومت فارس پر مامور کیا اور کوفہ کی گورنری اپنے برادرزادہ موسیٰ کو، بصرہ کی حکومت سفیان بن معاویہ مہلبی کو، سندھ کی منصور بن جمہور کو دی اور اپنے چچا داؤد بن علی کو کوفہ وسواد کوفہ سے تبدیل کر کے حجاز، یمن اور یمامہ کی گورنری عطا کی۔

۱۳۳ھ کی تقرریاں: ......پھر ۱۳۳ھ میں سفاح نے بصرہ، بلاد دجلہ، بحرین اور عمان پر اپنے چچا سلیمان کو مقرر کیا اسی سن میں داؤد بن علی کی وفات ہوئی تو یمن میں اس کی جگہ محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان کو مکہ و مدینہ، طائف اور یمامہ میں اپنے ماموں زیاد بن عبداللہ بن عبدالمدان حارثی کو (یہ محمد بن یزید کا چچا تھا) متعین کیا اور اسی سال محمد بن اشعث کو افریقہ کی جانب روانہ کیا تھا چنانچہ اس نے اس کو فتح کر لیا تھا اور ۱۳۴ھ میں اپنے پولیس کے افسر اعلیٰ موسیٰ بن کعب کو منصور بن جمہور سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا اور بجائے اس کے موسیٰ بن کعب کو سندھ کی گورنری دی تھی اور محکمہ پولیس کی افسری پر بجائے موسیٰ بن کعب کے مسیّب بن زہیر کو مامور کیا تھا اور اسی سال میں محمد بن یزید گورنر یمن کے مرنے کے بعد علی بن ربیع بن عبید اللہ حارثی کو مقرر کیا گیا۔

المنصور کے گورنر: ......جس وقت المنصور ۱۳۶ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اور عبداللہ بن علی نے بیعت توڑی اور ابومسلم نے خراسان پر ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو مامور کیا تھا ان دنوں مصر میں صالح بن علی، شام میں عبداللہ بن علی ❶ کوفہ میں عیسیٰ بن موسیٰ، بصرہ میں سلیمان بن علی، مدینہ منورہ میں زیاد بن عبید اللہ حارثی اور مکہ میں عباس بن عبداللہ گورنر تھے، پھر ۱۴۰ھ میں ابوداؤد خالد بن ابراہیم گورنر خراسان بن کر گیا تو اس کی جگہ عبد الجبار بن عبدالرحمٰن خراسان کا گورنر بنا اس نے اپنے گورنری کے ایک برس کے بعد بغاوت کر دی اس وقت المنصور نے اپنے بیٹے المہدی کو خراسان کی جانب روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر خازم بن خزیمہ تھا چنانچہ المہدی نے عبدالجبار پر فتح حاصل کی، اسی سال سلیمان عامل بصرہ نے بھی وفات پائی اور اس کی جگہ سفیان بن معاویہ کو مقرر کیا گیا اور ۱۴۱ھ میں موسیٰ بن کعب گورنر سندھ کا انتقال ہوا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا عیینہ گورنر سندھ بنایا گیا، ۱۴۲ھ

❶ ......اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ چھوٹی ہوئی ہے مابین خطوط ہلالین کا مضمون تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۲۲۰ سے اخذ کیا گیا ہے۔

میں اس نے بغاوت کی تو المنصور نے عمر بن حفص بن ابی صفرہ کو سندھ کا گورنر بنا دیا۔

اسی سال مصر کی گورنری حمید بن قحطبہ کو جزیرہ اور بلادِ انطاکیہ کی اپنے بھائی عباس بن محمد کو اور اس سے پہلے جزیرہ اور بلادِ انطاکیہ میں یزید بن اسید تھا اور اسی سن میں اپنے چچا اسمٰعیل کو حکومت موصل کو معزول کر کے اس کی جگہ مالک بن ہیثم خزاعی کو مقرر کیا، اور ۱۴۶ھ میں المنصور نے ہیثم بن معاویہ کو موصل سے معزول کر دیا مکہ اور طائف میں سری بن عبداللہ بن حرث بن عباس کو یمامہ پر اور حمید بن قحطبہ کو مصر سے معزول کر کے اس کی جگہ نوفل بن فرات کو مامور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابی صفرہ کو متعین کیا۔

مزید تقرریاں: ...... مدینہ منورہ کا گورنر محمد بن خالد بن عبداللہ قسری تھا[1] لیکن ابن ابوالحسن (یعنی محمد) کے مقدمہ میں اس پر الزام لگا کر معزول کر دیا اور رباح بن عثمان مزنی کو گورنر بنا دیا اور جب اس کو محمد المہدی کے ساتھیوں نے قتل کر دیا تو اس کی جگہ عبداللہ بن ربیع حارثی کو مقرر کیا اور ۱۴۵ھ میں ابراہیم یعنی مہدی کے بھائی کے قتل کے بعد بصرہ کی حکومت سالم بن قتیبہ باہلی کو دی اور موصل کا گورنر بجائے مالک بن ہیثم کے اپنے بیٹے جعفر کو مامور کیا اور اس کے ساتھ حرث بن عبداللہ جیسے نامور سپہ سالار کو بھیجا پھر ۱۴۶ھ میں سالم بن قتیبہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے محمد بن سلیمان کو حکومت مدینہ سری بن عبداللہ کو حکومت مکہ معظمہ سے معزول کر کے اپنے چچا عبدالصمد کو متعین کیا۔

۱۴۷ھ کی تقرریاں: ...... ۱۴۷ھ کا دور آیا تو المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی کی مخالفت کی وجہ سے المہدی حکومت کوفہ سے معزول کر کے کوفہ پر محمد بن سلیمان کو مقرر کیا اور محمد بن سلیمان کی جگہ کی بصرہ کی حکومت محمد بن السفاح کو دی مگر محمد بن السفاح حکومت بصرہ سے مستعفی ہو کر بغداد چلا گیا اور یہیں مر گیا اور بغداد روانگی کے وقت محمد نے عقبہ بن سالم کو بصرہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا المنصور نے بعد میں اس کو بحال رکھا اور مدینہ منورہ پر جعفر بن سلیمان کو متعین کیا، ۱۴۸ھ میں کردوں کی بغاوت کی وجہ سے موصل کی حکومت پر خالد بن برمک کو روانہ کیا اور ۱۴۹ھ میں اپنے چچا عبدالصمد کو مکہ معظّمہ کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابراہیم کو مکہ کا گورنر بنایا، ۱۵۰ھ میں مدینہ منورہ سے جعفر بن سلیمان کو معزول کر کے حسن بن زید بن حسن کو حکومت دی۔

۱۵۱ھ کی تقرریاں: ...... ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص کو سندھ کی گورنری سے تبدیل کر کے افریقہ کا گورنر بنا دیا اور اس کی جگہ سندھ میں ہشام بن عمرو تغلبی کو مقرر کیا اس کے بعد یزید بن حاتم کو مصر سے اس کی کمک پر بھیجا اور مصر میں یزید کی جگہ محمد بن سعید کو مامور کیا، اسی سال معن بن زائدہ بجستان میں مارا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تب اس کی جگہ یزید بن یزید (معن بن زائدہ کا بھتیجا) کام کرنے لگا المنصور نے اس کو فی الحال بحال رکھا لیکن کچھ عرصہ کے بعد معزول کر دیا۔

اسی سال عقبہ بن سالم امیر بصرہ نے اپنی جگہ نافع بن عقبہ کو مقرر کر کے بحرین پر فوج کشی کی اور سلیمان بن حکیم عدوی کو قتل کر ڈالا، المنصور نے بحرین کے قیدیوں کو رہا کر دینے کی وجہ سے عقبہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے جابر بن مومہ کلابی کو مامور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے عبدالملک بن طیبان نمیری کو اور کچھ عرصہ کے بعد عبدالملک بن طیبان کو معزول کر کے ہیثم بن معاویہ علی کو مقرر کیا، اسی سال مکہ و طائف کی گورنری پر محمد بن ابراہیم امام کو بھیجا گیا پھر اس کو معزول کر کے اس کی جگہ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد (اس کے بھتیجے) کو حکومت مکہ و طائف پر اور حکومت موصل پر اسماعیل بن خالد بن عبداللہ قسری کو روانہ کیا، اسید بن عبداللہ امیر خراسان کے انتقال کے بعد حمید بن قحطبہ کو سند امارت دی گئی، ۱۵۳ھ میں عبیداللہ ابن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کی وفات ہوئی اور شریک بن عبداللہ نخعی عہدہ قضاء پر مامور کیے گئے، اسی سال یمن کا گورنر یزید بن منصور تھا۔

المنصور کی اپنے بھائی عباس سے ناراضگی: ...... ۱۵۴ھ میں المنصور نے جزیرہ کی حکومت سے اپنے بھائی عباس بن محمد کو برطرف کر کے بہت بڑی رقم بطور تاوان وصول کیا اور اسکی جگہ موسیٰ بن کعب خثعمی کو متعین کیا، اس کی معزولی کا سبب یزید بن اسید کی شکایت بیان کی جاتی ہے بہر کیف عباس بن محمد اس وقت سے مسلسل معتوب رہا یہاں تک کہ المنصور کو اس کے چچا اسمٰعیل سے بھی برہمی پیدا ہو گئی اس وقت اسمٰعیل کے بھائیوں

---

[1] ...... محمد بن خالد اور ریاح بن عثمان کی تقرری کا واقعہ ابن اثیر نے ۱۴۴ھ کے واقعات میں تحریر کیا ہے، غالباً علامہ کا یہی مقصود ہوگا (مترجم)

یعنی المنصور کے چچاؤں نے اسمٰعیل کے معاملہ میں سفارش کی تو عیسیٰ بن موسیٰ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! ان لوگوں نے تو اپنے بھائی کی سفارش کر دی اور وہ مقبول و منظور ہوگئی مگر آپ اپنے بھائی عباس سے اتنے زمانہ سے ناراض ہیں ان میں سے کسی نے بھی اس کے حق میں سفارش کا ایک کلمہ نہیں کہا، المنصور یہ سن کر راضی ہوگیا۔

۱۵۵ھ کی تقرری: ...... ۱۵۵ھ میں المنصور نے محمد بن سلیمان کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے عمر بن زہیر• افسر اعلیٰ پولیس مسیب کا بھائی) کو مقرر کیا اس کی معزولی کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ المنصور نے عبدالکریم بن ابوالعوجاء کو (یہ معن بن زائدہ کا ماموں تھا) زندقہ بننے کی جرم میں قید کر دیا تھا اور یہ لکھ بھیجا تھا کہ دوسرا حکم آنے تک عبدالکریم کو قتل نہ کرنا اس کے بعد المنصور کا امتناعی حکم صادر ہوا المنصور یہ سن کر غضب ناک ہو کر بولا مجھے یہ فکر پیدا ہوگئی ہے کہ میں محمد بن سلیمان کو بعوض اس کے قید کر دوں اور اپنے چچا عیسیٰ کو طلب کر کے سخت ملامت کی اس وجہ سے کہ اسی مشورہ سے محمد بن سلیمان کو کوفہ کا گورنر بنایا گیا اسی سن میں حسن بن زید کو بھی حکومت مدینہ سے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو مامور کیا

۱۵۶ھ تا ۱۵۸ھ کی تقرریاں: ...... ۱۵۶ھ میں اہواز فارس اور بلاد دجلہ کی حکومت پر عمارہ بن حمزہ تھا، ۱۵۷ھ کا دور آیا تو المنصور نے بحرین کا گورنر سعید بن دعلج بصرہ کے افسر پولیس کو بنا دیا چنانچہ اس نے اپنے بیٹے تمیم کو بھیج دیا، اسی سال سوار بن عبداللہ بن حسن بن حصین نمیری کو عہدۂ قضاء پر مامور کیا اور محمد بن کاتب کو مصر کی گورنری سے اور ہشام بن عمر کو حکومت سندھ سے معزول کر کے مصر کا گورنری اپنے آزاد غلام مطر کو اور سندھ کا معبد بن خلیل کو بنایا، ۱۵۸ھ میں المنصور سے موسیٰ بن کعب کی کچھ شکایت کی گئی جسکی وجہ سے المنصور نے موسیٰ بن کعب کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور اپنے لڑکے المہدی کو یہ حکم دیا کہ تم موصل کے راستے رقہ روانہ ہو جاؤ مگر یہ ظاہر کرو کہ تم بیت المقدس کی زیارت کے لئے جا رہے ہو اور موصل پہنچ کر معزولی کے حکم کا اعلان کر کے موسیٰ بن کعب کو گرفتار کر لو۔

خالد بن برمک پر جرمانہ: ...... اسی سنہ میں المنصور نے خالد بن برمک کو تین لاکھ درہم جرمانہ پیش کرنے کا حکم دیا تھا اور ادا کرنے کے لئے صرف تین دن کی مہلت دی تھی بصورت عدم ادائیگی یہ حکم دیا تھا کہ قتل کر دیا جائے گا چنانچہ خالد نے اپنے بیٹے یحییٰ کو عمارہ بن حمزہ، مبارک ترکی اور صالح صاحب المصلیٰ وغیرہ جیسے رؤساء کے پاس قرض لینے بھیجا، یحییٰ کہتا ہے کہ میں ان سب کے پاس گیا بعض نے تو خلیفہ کی ناراضگی کی وجہ سے حاضری ہی کی اجازت نہیں دی اور بعض نے انکار کر دیا مگر عمارہ بن حمزہ نے مجھے حاضری کی اجازت دی جس وقت میں اس کے پاس گیا تو اس وقت اس کا منہ ایک دیوار کی طرف تھا وہ میری طرف متوجہ تک نہ ہوا اور جب میں نے سلام کیا تو جواب بہت آہستہ آواز سے دیکر خالد کا حال معلوم کیا میں نے سارے حالات بتائے اور قرض مانگا عمارہ نے جواب دیا کہ جس قدر ممکن ہوگا تمہارے پاس بھیج دیا جائے گا، میں اس کے پاس سے واپس آگیا اس کے بعد اس نے کچھ رقم بھیج دی غرض کہ میں نے دو دن میں ستائیس لاکھ درہم جمع کر لئے لیکن مزید تین لاکھ درہم مہیا کرنے سے میں معذور رہا۔

خالد بن برمک کی گورنری: ...... اتفاق سے اسی دوران موصل و جزیرہ کی شورش کی خبریں دربار خلافت میں پہنچیں اور کردوں کی شرارتوں سے موصل اور جزیرہ میں بدنظمی پھیل گئی، موسیٰ بن کعب تو معتوب ہی تھا ایک دوسرے حاکم عاقل اور منتظم کی ضرورت پڑ گئی چنانچہ مسیّب بن زہیر نے عرض کیا خالد بن برمک موصل کی گورنری کے لئے نہایت موزوں ہے اس پر المنصور نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے ابھی تو ایک معاملہ میں اس کے ساتھ ہم نے یہ برتاؤ کیا ہے؟ مسیّب بن زہیر نے عرض کیا میں اس کا ضامن ہوں آپ اسے موصل کی گورنر بنا دیجئے۔

اس کے دوسرے دن خالد کو دربار خلافت میں پیش کیا گیا اور سارے دراہم بھی داخل خزانہ کر دیا گیا بقیہ تین لاکھ معاف کر دیا گیا اور موصل کی گورنری خالد کو اور آذربائیجان کے لئے اس کے بیٹے یحییٰ کو مقرر کر دیا گیا، چنانچہ دونوں باپ بیٹے المہدی کے ساتھ روانہ ہوگئے، المہدی نے موصل پہنچ کر موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے ان دونوں کی گورنری کا اعلان کر دیا، یحییٰ کہتا ہے کہ مجھے خالد نے ایک لاکھ درہم دے کر عمارہ کے پاس بھیجا جو عمارہ سے قرض لئے گئے عمارہ نے دیکھتے ہی کہا کیا میں تمہارے باپ کا خزانچی تھا؟ بھاگ جاؤ ورنہ میں تم کو نکلوا دوں گا، (❶ یحییٰ درہم سمیت واپس آ گیا۔)

---

❶ ...... کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۶ مطبوعہ مصر۔

اس وقت سے خالد المنصور کی وفات تک موصل کا گورنر رہا۔

مسیّب بن زہیر کی معزولی: ...... اسی سال میں المنصور نے مسیّب بن زہیر کو پولیس کی افسری سے معزول کر کے قید کر دیا اس جرم میں کہ مسیّب نے ابان بن بشیر کاتب کو کوڑوں سے اس قدر پٹوایا تھا کہ وہ مرگیا، یہ مسیّب کے بھائی عمر بن زبیہ کے ساتھ کوفہ میں تھا پھر فارس کی گورنری پر نصر بن حرب بن عبداللہ کو، بغداد کی پولیس پر عمر بن عبدالرحمٰن یعنی عبدالجبار کے بھائی اور عہدۂ قضاء پر عبداللہ بن محمد صفوان کو مامور کیا کچھ عرصہ بعد المہدی نے مسیّب کی سفارش کی تو المنصور نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔

بیرونی مہمات: ...... ۱۳۰ھ سے باہمی فتنہ وفسادات کی وجہ سے صوائف کی روانگی التواء میں پڑ گئی تھی، ۱۳۳ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے ملطیہ اور اطراف ملطیہ پر چڑھائی کی اور قلعہ بلخ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا قلعہ والوں نے اہل ملطیہ سے امداد طلب کی اہل ملطیہ نے آٹھ سو سپاہیوں کو ان کی کمک پر بھیج دیا مقابلہ کی نوبت آئی تو رومیوں نے ان کو شکست دیکر ملطیہ کا محاصرہ کر لیا، جزیرہ میں ان دنوں شورش پھیلی ہوئی تھی اور اس کا گورنر موسیٰ بن کعب حران میں تھا اہل ملطیہ نے بیرونی امداد سے ناامید ہو کر شہر کو قسطنطیہ کے حوالہ کر دیا اور خود جتنا اسباب اٹھا سکے اٹھا کر بلاد جزیرہ چلے گئے، رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالیقا پر حملہ کر دیا اور قالیقلا کو بھی فتح کر لیا، اسی سال ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو بلاد اختل کی طرف بھیجا گیا کسی نے روک ٹوک نہ کی چنانچہ وہ بلاد اختل پر قبضہ کرتا چلا گیا اور جیش بن شبل بادشاہ اختل نے بھاگ کر ایک قلعہ میں پناہ لے لی، ابوداؤد ایک مدت تک اس قلعہ کا محاصرہ کئے رہا بالآخر بادشاہ اختل قلعہ سے نکل کر ملک فرغانہ کی جانب چلا گیا اور بلاد ترک میں داخل ہو کر چین میں جا کر دم لیا، اسی سال صالح بن علی بن فلسطین اور سعید بن عبداللہ کو صائفہ کے ساتھ دروب کے جہاد پر بھیجا گیا اور ۱۳۵ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب گورنر افریقہ نے جزیرہ صقلیہ پر جہاد کیا اتنا زیادہ مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے کہ اس سے پہلے کبھی ایسی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی اس کے بعد حکمرانان افریقہ بربروں بغاوت وشورش فرو کرنے میں مصروف ہو گئے اس سے اہل جزیرہ صقلیہ کو موقع مل گیا چنانچہ انہوں نے قلعہ، شہر پناہیں اور خندقیں تیار کر لیں اور کشتیوں کے بیڑے صقلیہ کے حفاظت پر مامور کر دیئے جو بسا اوقات مسلمان سوداگروں کو دریا سے گرفتار کر کے لے جاتے تھے پھر ۱۳۸ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کی اور ملطیہ پر بزور تیغ قبضہ کر کے اس کی شہر پناہ کو منہدم کرا دیا مگر جنگ آوران اہل ملطیہ کی خطائیں معاف کر دیں۔

اسی سال عباس بن محمد صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے نکلا عباس کے ساتھ اس کے دونوں چچا صالح وعیسیٰ بھی تھے عباس نے ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے چھین کر اس کے شہر اور فصیلوں کو دوبارہ بنوایا اور اہل ملطیہ کو پھر ملطیہ میں لا کر آباد کیا پھر حفاظت کی غرض سے ملطیہ میں چھاؤنی قائم کی عباس اس سے فارغ ہو کر ۱۳۹ھ میں شاہراہ عام سے دارالحرب میں داخل ہوا اور اکثر ممالک رومیہ کو تہ وبالا کر دیا۔ انہی دنوں جعفر بن حنظلہ مہرانی نے بھی براہ ملطیہ رومیوں پر جہاد کیا تھا، اسی ۱۳۹ھ میں المنصور اور بادشاہ روم کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے المنصور نے قالیقلا کے قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کرا لیا اس کے بعد ۱۴۰ھ میں عبدالوہاب بن ابراہیم صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ بھی تھا قسطنطین بادشاہ روم ایک لاکھ کا لشکر لیکر مقابلہ پر آیا مقام جیجان پر پہنچا تو عساکر اسلامیہ کی کثرت سے خائف ہو کر بغیر جنگ وقتال واپس چلا گیا اس کے بعد ۱۴۶ھ تک بنو حسن کے معاملات میں المنصور کی مصروفیت کی وجہ سے کوئی صائفہ جہاد کرنے نہیں نکلا، اسی سال ترک وخزر نے باب الابواب میں علم بغاوت بلند کیا اور وہ آرمینیہ تک مسلمانوں کو قتل وغارت کرتے ہوئے بڑھتے گئے اور آرمینیہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قتل کر کے واپس چلے گئے۔

۱۴۷ھ کے جہاد: ...... ۱۴۷ھ میں اشتر خان خوارزمی نے ترکوں کو جمع کر کے آرمینیہ پر چھاپہ مارا اور مسلمانوں اور ذمیوں کے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا اور شہر میں جو کچھ پایا لوٹ لیا، آرمینیہ سے فارغ ہو کر تفلیس پہنچ گیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔

ان دنوں حسب بن عبداللہ دو ہزار فوج کے ساتھ موصل میں رکا ہوا تھا کیونکہ خوارج جزیرہ میں مقیم تھے المنصور نے حرب کو جبرائیل بن یحییٰ کے ساتھ ترکوں کے مقابلہ کے بھیج دیا، آپس میں لڑائی ہوئی جبرائیل بن یحییٰ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی حرب بن عبداللہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ شہید ہو گیا، اسی سال مالک بن عبداللہ خثعمی اہل فلسطین کو جمع کر کے صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے نکلا مالک بن عبداللہ ملک الصوائف

کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا تھا، چنانچہ بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا جس کو مالک نے ورب حرث میں بیٹھ کر تقسیم کیا۔

۱۴۹ھ تا ۱۵۶ھ:......۱۴۹ھ میں عباس بن محمد حسن بن قحطبہ اور محمد بن اشعث صائفہ کے ہمراہ جہاد پر روانہ ہو گیا، ممالک روم میں داخل ہو کر قتل وغارت کرتا رہا واپسی کے وقت راستے میں ۱۵۱ھ میں محمد بن اشعث نے وفات پائی، ۱۵۴ھ میں زفر بن عاصم نے صائفہ کے ساتھ بلاد روم پر جہاد کیا اس کے بعد ۱۵۵ھ میں بادشاہ روم نے مسلمانوں کے آئے دن کے جہاد سے تنگ آ کر صلح کی درخواست پیش کر دی اور جزیہ دینے کا وعدہ کر لیا، اسی سال یزید بن اسید نے بھی صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۱۵۶ھ میں معیوب بن یحییٰ صائفہ کے ساتھ جہاد کے غرض سے دارالحرب کی طرف بڑھا دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی پھر فریقین خود بخود جنگ سے رک گئے۔

المنصور کی وصیت:......۱۵۸ھ میں جس وقت حج کرنے جارہا تھا مقام بیر میمون میں جب کہ چھ تاریخیں ذی الحجہ کی گذر چکی تھیں المنصور کی وفات ہو گئی اور رخصتی کے وقت وفات سے پہلے المہدی کو طلب کر کے اس نے یہ وصیت کی تھی:

عزیز من! میں نے کوئی ایسا کام باقی نہیں چھوڑا مگر یہ کہ میں نے اس میں تم سے پہل نہ کی ہو اور میں تم کو چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں گو میرا گمان یہ ہے کہ میں ان میں سے تم ایک کی بھی تعمیل نہیں کرو گے (المنصور کے پاس ایک صندوق تھا جس میں اس کے علوم کے رجسٹر رہا کرتے تھے یہ صندوق ہمیشہ مقفل رہا کرتا تھا سوائے المنصور کے کوئی شخص اس کو نہیں کھولتا تھا، اس صندوق کی طرف اشارہ کر کے کہا دیکھو اس صندوق کی مکمل حفاظت کرنا اس میں تمہارے آباء واجداد کے علوم ما کان وما یکون الی یوم القیامۃ ہیں اگر تم کو کسی بات کا خطرہ پیش آئے تو تم بڑے رجسٹر کو دیکھنا اگر اس میں تمہارا مقصود حاصل ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ دفتر ثانی کو دیکھنا اسی طرح ساتوں رجسٹر تک دیکھتے جانا اگر ان میں بھی تم اپنا مقصود نہ پاؤ تو مجموعہ صغیر کو دیکھنا اس میں جو تم چاہو گے ضرور تمہیں مل جائے گا لیکن میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہیں کرو گے اور دیکھو اس شہر کی پوری حفاظت کرنا خبردار کبھی اس کی تبدیل نہ کرنا میں نے اس میں اتنا مال جمع کر دیا ہے کہ اگر دس برس تک خراج کا ایک دانہ وصول نہ ہو تو بھی یہ لشکریوں کے روزینے، مصارف، خاندان والوں کے خرچ اور فوج کی روانگی کے لئے کافی ہو گا تم اس کی ہمیشہ نگرانی کرتے رہو کیونکہ جب خزانہ معمور ہو گا تو تم ہمیشہ دشمنوں پر غالب رہو گے مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہیں کرو گے اور میں تم کو اور تمہارے خاندان والوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، نیکی کرنا ہمیشہ ان کو ہر کام کا رہنما بنانا اور لوگوں کے ساتھ نرمی وملاطفت کرنا، اور ان کو بڑے بڑے عہدے دینا کیونکہ ان کی عزت تمہاری عزت ہے اور ان کی نمایاں کام تمہارے ہیں مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہیں کرو گے اور میں تم کو اہل خراسان کے ساتھ بھی نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ تمہاری قوت بازو ہیں اور تمہارے ایسے حامی ہیں جنہوں نے اپنی جان ومال کو تمہاری سلطنت قائم کرنے میں خرچ کر دیئے ہیں مجھے یقین ہے کہ تمہاری محبت ان کے دلوں سے کبھی نہیں نکلے گی، تم ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرنا ان کی لغزشوں کو در گذر کرنا جو ان سے نمایاں کام سرزد ہوں اس کا معقول صلہ دینا اور ان میں سے جو مر جائے اس کے اہل واعیال میں تم اس کی نیابت کرنا مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہیں کرو گے، اور خبردار! شہر کا شرقی حصہ ہرگز ہرگز نہ بنوانا کیونکہ تم اس کی تعمیر پوری نہیں کر سکو گے مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار قبیلہ بنو سلیم کے کسی شخص سے مدد طلب نہ کرنا اور میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار عورتوں کو اپنے کاموں میں دخل انداز نہ ہونے دینا مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے۔

کہا جاتا ہے کہ المنصور نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا ذی الحجہ ہی میں خلیفہ بنایا گیا میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ میں اسی سال کے ذی الحجہ میں مر بھی جاؤں گا اور مجھ کو اسی خیال نے حج کرنے کی توفیق دی ہے میرے بعد اس معاملہ میں جس کا میں امور مسلمین کے متعلق تم سے وعدے لے رہا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا جس معاملہ میں تم کو حزن وکرب پیدا ہو گا اس کی آسانی کا اللہ تعالیٰ راستہ پیدا کر دے گا اور تم کو سلامتی اور نیک انجام اپنی عنایت سے عطا کریگا جس کو تم شمار نہیں کر سکو گے۔

اے میرے بیٹے! امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری کاموں کی حفاظت کرے گا، خبردار خونریزی کے قریب نہ جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گناہ عظیم ہے اور دنیا میں ہمیشہ کے لئے باعث ننگ وناموس ہے اور حدود الٰہی کی پوری طور سے پابندی کر

نا اس میں تمہاری جان و مال کی بہتری ہے اور ان میں افراط و تفریط نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی بات کو یہ جان جاتا کہ یہ اس کی دین کے لئے اصلح اور اس کی گناہوں سے روکنے کے لئے کافی ہے تو اپنی کتاب کریم میں اس کی بارے میں حکم دیدیتا، جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب الیم کی وعید کے علاوہ بہت براغصہ اس شخص پر کیا ہے اور اپنے کتاب کریم میں دگنے عذاب وعقاب کا حکم دیا ہے جو ملک میں فساد کی کوشش کرتا ہے ارشاد فرمایا ہے:

انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا..... الایۃ

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول اسے جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا پھانسی چڑھا دیا جائے۔ (المائدۃ ۳۳)

اے میرے بیٹے! بادشاہ اللہ تعالیٰ کی حبل المتین، عروۃ الوثقیٰ، اور دین قدیم ہے لہٰذا اس کی حفاظت کرو اور اس کی مضبوطی کی کوشش کرو اور نقصان کو اس سے دور کرو، ملحدین پر حملہ کرو بدعتیوں کا استیصال کرو اور جو لوگ اس کی اطاعت سے نکل گئے ہیں ان سے لڑو اور اللہ تعالیٰ نے جس کا حکم اپنے محکم قرآن میں صادر فرمایا ہے اس سے آگے مت بڑھو اور انصاف کے ساتھ حکم کرو اور اس میں اعتدال سے بڑھو کیونکہ یہ فتنہ وفساد اور دشمنوں کا قلع وقمع کرنے والا ہے اور لوگوں کو وعظ و پند کرو، مال غنیمت لشکریوں کے لئے چھوڑ دو کیونکہ میں اتنا کچھ چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ تم کو اس کی ضرورت نہیں رہی اور صلہ رحم وقرابت کا بہت لحاظ کرنا، خبردار ناراض کرنے والے امور کے قریب نہ جانا اور رعیت کا مال لینے سے محترز، سرحدوں اور اطراف کے علاقوں کی پوری نگہبانی کرنا راستوں میں امن قائم رکھنا عوام کو بلوہ وفساد سے روکنا نرمی سے ان سے پیش آنا جس سے ان کو ناگواری پیدا نہ ہو اس کو دفع کرتے رہنا مال واسباب کو شمار کر کے خزانہ میں رکھوانا، خبردار گروپ بازی سے احتراز کرنا کیونکہ مصائب کا کوئی وقت مخصوص نہیں ہے اور یہ زمانہ کا طریقہ ہے اور جس قدر ممکن ہو سکے سواریاں، پیدل فوج اور لشکر رکھنا، خبردار! آج کا کام کل پر مت چھوڑنا اس سے تمہارے کام میں خلل پڑ جائے گا اور بسا اوقات اکثر کام فوت بھی ہو جائیں گے، اور حوادث ومصائب کے آنے سے پہلے احکام صادر کرنا اور اس کے دور کر دینے کی جی توڑ کوشش کرنا، جو واقعہ دن کو ہونے والا ہے اس کو دور کرنے کے لئے رات ہی سے لوگوں کو موجود کر لینا اور جو رات کو ہونے والا ہو اس کے دور کرنے کے لئے دن ہی سے سامان تیار رکھنا، ہر کام خود کرنا، سستی اور کاہلی کو مزاج میں دخل نہ دینا، حسن ظنی اور بدظنی کے برتاؤ اپنے گورنروں اور سیکریٹری کے ساتھ کرنا، ہر وقت ہوشیار رہنا اور جو شخص تمہارے دروازے پر رہتا ہو اس کا پوچھتے رہنا اور لوگوں کی دربار پر حاضری کو آسان کرنا اور جو جھگڑا تمہارے سامنے پیش کیا جائے اس پر غور کرنا اور لوگوں پر ایسے شخص کو مقرر کرنا جو غافل اور بے خبر نہ ہو اور تم بھی غافل اور بے خبر نہ رہنا کیونکہ جب سے میں نے زینہ خلافت پر قدم رکھا ہے اس وقت سے میری آنکھیں نہیں جھپکیں مگر یہ کہ میرا دل بیدار تھا یہ میری وصیتیں ہیں اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہارا محافظ ہو۔ ❶

وفات:...... یہ وصیت کرنے کے بعد المہدی کو رخصت کر دیا اور خود کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور کوفہ میں پہنچ کر حج اور عمرہ کا احرام باندھا، قربانی کے جانوروں پر نشان بنا کر آگے روانہ کیا ان کاموں کو المنصور نے ذیقعدہ کے چند ایام گذر جانے کے پر انجام دیا تھا، کوفہ سے دو ایک منزل سفر کرنے کے بعد المنصور کو وہ درد لاحق ہوا جس سے اس کی وفات ہوئی پھر یہ درد رفتہ رفتہ بڑھا چنانچہ وہ اپنے ہم نشین ربیع سے دوران علالت کہا کرتا تھا❷ یا ربی الی الحرم انی هاربا من ذنوبی، بیر میمون پر پہنچا تو ۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ کی فجر کو داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک بقا ہو گیا❸ وفات کے وقت سوائے اس کے خدام اور ربیع (اس کے آزاد کردہ غلام) کے اور کوئی موجود نہ تھا اس دن تو ان لوگوں نے اس واقعہ کو چھپایا اگلے دن صبح ہوتے ہی عیسیٰ بن علی،

❶...... دیکھئے منصور کی وصیت، ابن اثیر ۶۲۶/۳

❷...... المنصور نے بائیس برس خلافت کی، تریسٹھ برس کئی مہینے کی عمر پائی، ابراہیم بن یحییٰ بن علی نے نماز جنازہ پڑھائی، گندم گوں رنگ پتلے گال اور طویل القامت تھا اس کے بیٹے ابو جعفر المہدی، جعفر اکبر، (ان کی ماں ام موسیٰ اروی بنت منصور ہمشیرہ ابن منصور حمیری تھی) صالح (ان کی ماں ام الولد رومیہ تھی) سلیمان، عیسیٰ، یعقوب (ان کی ماں فاطمہ بنت محمد طلحہ بن عبیداللہ کی اولاد سے تھیں) جعفر اصغر، قاسم، عبدالعزیز اور عباس تھے اور ایک لڑکی عالیہ تھی (معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۹)

❸...... مروج الذہب ۳۴۴/۳ پر ہے کہ مکہ پہنچتے ہی معروف جگہ بستان بنی عامر میں اس کی وفات ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ بطحاء میں بئر میمون کے پاس وفات ہوئی۔

عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد ولی عہد، ارا کین دولت، روساء عالی نسب اور عوام الناس حسب مراتب دربار میں بلائے گئے، ربیع نے ان لوگوں سے المہدی کی خلافت کی بیعت لی اس کے بعد سرداران لشکر اور عوام نے بیعت کی، عباس بن محمد و محمد بن سلیمان مکہ معظمہ چلے گئے اور رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگوں سے خلافت المہدی کی بیعت لی اور المنصور کو کفن پہنا کر اس کی قبر کے پاس لے گئے عیسیٰ بن موسیٰ اور ایک روایت کے مطابق ابراہیم بن یحییٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقبرہ ❶ معلاۃ میں دفن کر دیا، یہ حادثہ المنصور کی خلافت کے بائیسویں برس واقع ہوا۔

محمد بن عبداللہ المہدی ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ

تخت نشینی:.....علی بن محمد انوفلی نے اپنے والد سے روایت کی ہے (یہ شخص صرہ کا رہنے والا اور ان دنوں المنصور کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتا تھا) کہ مکہ معظمہ سے المنصور کے انتقال کی صبح لشکر میں آیا تھا اس وقت موسیٰ بن المہدی شامیانہ کی چوبوں کے پاس کھڑا تھا اور دوسری جانب قاسم بن المنصور کھڑا تھا مجھ کو اس سے یقین ہو گیا کہ المنصور کی وفات ہو گئی ہے اس کے بعد حسن بن زید علوی اور بہت سے آدمی آ گئے یہاں تک کہ شامیانہ میں جگہ باقی نہ رہی رونے کی آوازیں آنے لگی اس کے بعد ابوالعنبر خادم قبا پھاڑے سر پر مٹی ڈالے وا امیر المؤمنین وا امیر المؤمنین کہتا ہوا نکلا، قاسم نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے۔

المنصور کی آخری وصیت:.....ربیع ہاتھ میں ایک کاغذ لئے ہوئے باہر آیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے پڑھنے لگا اس میں لکھا ہوا تھا:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم من عبد اللّٰہ المنصور امیر المؤمنین الی من خلف من بنی ہاشم و شیعتہ من اہل خراسان و عامۃ المسلمین ،

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کے بندے المنصور امیر المؤمنین کی طرف سے پسماندگان بنو ہاشم اور خراسان کے حامیوں عامۃ المسلمین کے لئے۔

اتنا پڑھنے کے بعد ربیع رو پڑا اور سامعین بھی رونے لگے پھر ربیع نے اپنے دل کو سنبھالا اور کہا رونا تو تمہارے آگے ہی اتر گیا ہے خاموش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، سامعین خاموش ہو گئے اور ربیع پڑھنے لگا،

امابعد!

فانی کتبت کتابی ہذا و انا حی فی یوم آخر یوم من ایام الدنیا و اول یوم من ایام الاخرۃ اقرء علیکم والسلام ، واسئل اللہ ان لا یفتنکم بعدی و لا یلبسکم شیعاً و لا یذیق بعضکم باس بعض

(ترجمہ) امابعد! میں نے یہ عہد نامہ تحریر کیا ہے اور میں زندہ ہوں دنیا کے دنوں میں سے آخری دن، اور آخرت کے دنوں میں سے پہلے دن، میرا تم کو سلام پہنچے، اور اللہ تعالیٰ سے یہ مانگتا ہوں کہ میرے بعد تم کو فتنہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کوئی فرقوں میں تقسیم نہ کریں اور نہ تم سے بعض کو بعض کے خوف کا مزہ چکھائے۔

اس کے بعد ان لوگوں کو المہدی کے حق میں وصیت کی اور ایفاء عہد پر ان کو تیار کیا۔

المہدی کی بیعت:.....ربیع نے عہد نامہ پورا کر کے حسن بن زید کا ہاتھ پکڑ کر کہا اٹھو بیعت کرو، چنانچہ حسن بن زید نے اٹھ کر موسیٰ بن المہدی کے ہاتھ پر المہدی کی خلافت کی بیعت کی اس کے بعد حاضرین یکے بعد دیگرے بیعت کرتے گئے پھر بنو ہاشم کو بلایا گیا اس وقت المنصور اپنے کفن میں لپٹا ہوا تھا اور سر کھلا ہوا تھا چنانچہ اس کی لاش کو اٹھا کر مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر لائے اور دفن کر دیا۔

---

❶.....دیکھئے منصور کی وصیت، ابن اثیر ۳/۶۲۶

المہدی کا پہلا اقدام:......عیسیٰ بن موسیٰ نے جس وقت لوگ المہدی کے خلافت کی بیعت کر رہے تھے بیعت کرنے سے انکار دیا، علی بن عیسیٰ بن ماہان بولا واللہ اگر تم بیعت نہیں کرو گے تو میں تمہاری گردن ماردوں گا، عیسیٰ بن موسیٰ نے مجبوراً بیعت کر لی، تکمیل بیعت کے بعد موسیٰ بن المہدی اور ربیع نے المنصور کی وفات کی خبر، بیعت کی خبر اور رسول اللہ کی چادر و عصا اور خاتم خلافت المہدی کی خدمت میں بھیجی اور مکہ معظمہ سے نکل کھڑے ہوئے، جب یہ خبر نصف ماہ ذی الحجہ کو المہدی کے پاس بغداد میں پہنچی تو اہل بغداد نے بھی حاضر ہو کر بیعت کر لی، پہلا کام جو المہدی نے بیعت لینے کے بعد کیا کہ جتنے قیدی المنصور کے قید خانہ میں تھے سب کو رہا کر دیا مگر وہ قیدی رہا نہیں کئے گئے جو خونی یا غاصب یا باغی تھے۔

حسن بن ابراہیم:......رہائی پانے والے قیدیوں میں یعقوب بن داؤد بھی تھا جس کو حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن کے ساتھ قید کیا گیا تھا حسن بن ابراہیم کو اس سے سوءظنی پیدا ہوئی تو اپنے ایک معتمد دوست کے پاس ایک سرنگ قید خانہ تک کھودنے کا کہلوایا، اتفاق سے یعقوب بن داؤد کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ وہ یعقوب بن داؤد ابن علاثہ قاضی کے پاس گیا ابن علاثہ نے یعقوب بن داؤد ابو عبیداللہ وزیر کے پاس المہدی کی خدمت میں پیش کرنے بھیج دیا چنانچہ ابو عبیداللہ وزیر نے المہدی کی خدمت میں یعقوب کو پیش کر دیا جب تک قاضی اور وزیر بیٹھے رہے یعقوب نے کوئی بات نہیں کی جب یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے تو حقیقت حال بتادی، المہدی نے حسن کو ایک قید خانہ سے دوسرے قید خانہ میں تبدیل کر دیا مگر پھر بھی حسن موقع پا کر بھاگ گیا المہدی نے ان کو بہت تلاش کرائی مگر کامیاب نہ ہو سکا چنانچہ یعقوب بن داؤد کو بلوا کر حسن کے بارے میں مشورہ کیا تو یعقوب نے عرض کیا آپ حسن کو امان عطا فرمائیے میں اس کو حاضر کر دوں گا، المہدی نے یہ درخواست منظور کر لی اور یعقوب نے حسن کو حاضر کر دیا اس کے بعد المہدی سے وقت بے وقت حسن کی حاضری کی اجازت لے لی چنانچہ اکثر اوقات حسن دربار خلافت میں حاضر ہو کر سرحدی امور، اسلامی فوج، قلعوں کی تعمیر، قیدیوں کی رہائی، زر جرمانہ مجرمان اور مستحقین کو صدقات دینے کے بارے میں رائے دیتا تھا اس وجہ سے تھوڑے ہی دنوں میں اس کا اعزاز بڑھ گیا اور ابو عبیداللہ وزیر کا رتبہ گھٹ گیا، المہدی نے ان خدمات کے صلے میں حسن کے نام ایک فرمان تحریر کیا اور اس کو دینی بھائی کے خطاب سے مخاطب کر کے ایک لاکھ درہم عطا کر دیئے۔

مقنع کا ظہور اور ہلاکت:......یہ مقنع مرو کا رہنے والا اور حکیم ❶ اور ہاشمی کے نام سے معروف تھا تناسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس کی صورت میں اس نے حلول کیا اس کے بعد حضرت نوح کی صورت میں اور اس کے بعد ابو مسلم پھر میں ہاشم میں، اور یہی مقنع ہے چنانچہ ۱۵۹ھ مقام خراسان میں ظاہر ہو کر خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا اور ایک چہرہ سونے کا بنا کر اپنے منہ پر لگا لیا اسی وجہ سے مقنع کے نام سے یاد کیا گیا، یہ یحییٰ بن زید کے مارے جانے کا بھی منکر تھا اس کا گمان یہ تھا کہ یحییٰ بن زید مارے نہیں گئے بلکہ روپوش ہو گئے ہیں اور اپنا بدلہ لیں گے عوم الناس کا ایک بڑا گروہ اس کا متبع ہو گیا اور اس کے سجدہ کرنے لگا، مقنع نے رساتیق کش کے قلعہ بسیام اور سنجردہ میں قیام کیا، اسی دوران بخارا اور صغد کے سفید پوشوں نے ظاہر ہو کر خلافت عباسیہ کے خلاف اس کا ساتھ دیا کافر لڑکوں نے بھی اس کی مدد کی اور مسلمانوں پر جس طرف وہ تھے اسی جانب سے حملہ کر دیا ابو النعمان، جنید اور لیث بن نصر بن سیار مقابلہ پر آ گئے، لیث کا بھائی محمد بن نصر اور اس کے بھائی تمیم کا لڑکا حسان اس واقعہ میں کام آ گیا المہدی نے ان کی کمک پر جبرائیل بن یحییٰ کو روانہ کر دیا اور صغد کے باغیوں سے جنگ کرنے پر جبرائیل کے بھائی یزید کو مقرر کیا چار مہینے تک بخارا کے بعض قلعوں پر لڑائی ہوتی رہی بالآخر عساکر اسلامیہ نے اس قلعہ پر قبضہ کر لیا، سات سو آدمی مارے گئے باقی جو بچے وہ مقنع کی طرف بھاگ گئے اور جبرائیل نے ان کا تعاقب کیا۔

دوسری جنگ:......اس کے بعد المہدی نے ابو عون کو مقنع سے جنگ پر متعین کیا چونکہ اس نے جنگ مقنع میں کارہائے نمایاں نہ کئے اس وجہ سے عساکر اسلامیہ اور سپہ سالاروں کے ایک گروپ کے ساتھ معاذ بن مسلم کو روانہ کیا گیا اور اس کے مقدمۃ الجیش پر سعید حریشی تھا، عقبہ بن مسلم بھی یہ خبر پا کر زم سے اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا مقام طواویس میں معاذ سے ملا اور دونوں نے متحد ہو کر مقنع کا لشکر پہلے ہی حملہ میں بھاگ گیا سیکڑوں آدمی مار دیئے گئے باقی ماندہ جان بچا کر بھاگ گئے اور بسیام میں مقنع کے پاس جا کر دم لیا مقنع نے قلعہ بندی کر لی اور معاذ نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا، جنگ کے

❶......البدایہ والنہایہ ۱۰/۱۴۵ پر ہے کہ اس کا نام عطا تھا۔

دوران حریشی اور معاذ میں چل گئی حریشی نے المہدی کی خدمت میں معاذ کی شکایت لکھ بھیجی اور یہ بھی درخواست کی کہ اگر صرف مجھے مقنع کی جنگ پر آپ مامور کردیں تو میں فوراً اس کا قلع قمع کردوں گا المہدی نے اس کو منظور کر لیا۔

جھوٹا خدا جل مرا:...... چنانچہ سعید حریشی معاذ کے بغیر جنگ میں مصروف ہوگیا پھر بھی معاذ نے اپنے بیٹے کو اس کی مدد کے لئے بھیج دیا، عساکر اسلامیہ حصار شکن آلات لیکر قلعہ کی طرف بڑھی چنانچہ مقنع کے ساتھیوں نے گھبرا کر خفیہ طور سے امان طلب کر لی چنانچہ سعید حریشی نے امان دیدی، تیس ہزار آدمی قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آئے اور مقنع کے پاس تقریباً دو ہزار جنگ جو باقی رہ گئے سعید حریشی نے حصار میں سختی شروع کر دی مقنع نے اپنی ہلاکت کا یقین کر کے اپنے اہل اعیال کو جمع کیا بعض کہتے ہیں کہ جلا دیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ زہر پلا دیا گیا اور ان لوگوں کے جل جانے کے بعد خود بھی آگ میں کود گیا، عساکر اسلامیہ کامیابی کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوگئیں، حریشی نے مقنع کا سر اتار کر المہدی کی خدمت میں بھیج دیا یہ سر حلب میں المہدی کے پاس ۱۶۳ھ ❶ میں پہنچا۔

المہدی کے گورنر:...... ۱۵۹ھ میں المہدی نے اپنے چچا اسمعیل کوفہ سے معزول کر کے اسحاق بن ❷ صباح کندی اشعثی کو مامور کیا اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن خاطب بن جمحی کو اسماعیل کی معزولی کے بعد کوفہ کا گورنر بنایا گیا، اسی سال سعید بن دعلج کو احداث بصرہ سے اور عبیداللہ بن حسن کو امامت سے معزول کر کے ان دونوں کے بجائے عبدالملک بن ایوب بن ظبیان نمیری کو متعین کیا، کچھ عرصہ کے بعد احداث کو عمارہ بن حمزہ کے حوالہ کر دیا اس نے اپنی طرف سے مسور بن عبیداللہ باہلی کو اس کا متولی بنا دیا، اسی سال قثم بن عباس کو یمامہ کی حکومت سے، مطر (المنصور کے آزاد خادم) کو امارت مصر سے اور عبدالصمد بن علی کو مدینہ منورہ سے سبکدوش کر کے یمامہ پر فضل بن صالح کو، مصر پر ابوحمزہ محمد بن سلیمان کو اور مدینہ منورہ پر محمد بن عبداللہ الکثیری کو مقرر کیا پھر اس کو معزول کر کے عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن صفوان کو پھر اس کو بھی معزول کر کے زفر بن عاصم ہلالی کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا، اور معبد بن خلیل گورنر سندھ اور حمید بن قحطبہ والی خراسان کے مرنے کے بعد ابوعبیداللہ وزیر کے اشارے پر سندھ کی حکومت روح بن حاتم کو دی اور خراسان کی ابوعون عبدالملک بن یزید کو دی۔

۱۶۰ھ کی تقرریاں:...... اس کے بعد ۱۶۰ھ میں ابوعون معتوب ہوا اور معزول کر دیا گیا اور اس کے بجائے معاذ بن مسلم کو خراسان پر، حمزہ بن یحییٰ کو سجستان پر اور جبرائیل بن یحییٰ کو سمرقند پر مقرر کیا، جبرائیل نے اپنی گورنری کے زمانے میں سمرقند کی شہر پناہ اور قلعہ تعمیر کرایا، ان دنوں یمن کی گورنری پر رجاء بن روح فائز تھا اور کوفہ کے عہدہ قضاء پر شریک، خراج پر ثابت بن موسیٰ، فارس اہواز اور دجلہ پر عمارہ بن حمزہ اور عہدہ قضا بصرہ پر عبیداللہ بن حسن تھا پھر اس کو عہدہ قضا بصرہ سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو، سندھ پر بسطام بن عمرو کو اور یمامہ پر بشیر بن منذر کو متعین کیا۔

۱۶۱ھ کی تقرریاں:...... ۱۶۱ھ میں المہدی نے سندھ کا گورنر نصر بن محمد بن اشعث کو بنایا اور عافیہ قاضی کو ابن علاثہ کے ساتھ رصافہ میں عہدہ قضاء پر مامور کیا، فضل بن صالح کو حکومت جزیرہ سے معزول کر کے اس کے بجائے عبدالصمد بن علی کو جزیرہ پر، عیسیٰ بن لقمان کو مصر پر، یزید بن منصور کو سواد کوفہ پر، حسان شعروی کو موصل پر اور بسطام بن عمر تغلبی کو سندھ سے معزول کر کے آذربائیجان پر مقرر کر دیا اسی سال نصر بن مالک عارضہ فالج میں مبتلا ہو کر مر گیا پھر اس کی جگہ حمزہ بن مالک اسی کے پولیس افسر کو مقرر کر دیا، ابان بن صدقہ الرشید کے سیکریٹری کو الہادی کے پاس تبدیل کر دیا اور ہوروں کی اتالیقی پر یحییٰ بن خالد بن برمک کو متعین کیا پھر اسی سال ضمرہ محمد بن سلیمان کی حکومت بصرہ سے معزول کر کے سلیمان بن رجاء کو عطا کی، اسی سال سواد کوفہ پر یزید بن منصور اور احداث کوفہ پر اسحاق بن منصور مامور رہا۔

۱۶۶ھ کی تقرریاں:...... ۱۶۶ھ میں المہدی نے علی بن سلیمان کو حکومت یمن سے اور سلیمان بن رجاء کو امارت مصر سے سبکدوش کر کے عبداللہ بن سلیمان کو یمن کا اور عیسیٰ بن لقمان کو مصر کا امیر مقرر کیا پھر اس کے چند ہی مہینے کے بعد انہیں معزول کر کے اپنے آزاد کردہ غلام واضح کو، پھر اس کو

❶...... کاتب نے غلطی سے ثلاث وتسعین لکھا ہے جس کے معنی ۹۳ ہے لیکن یہ غلط ہے بجائے ستین کے تسعین لکھ دیا ہے کمافی التاریخ الکامل لابن اثیر الجزری المجلد السادس صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔ ❷...... بعض نسخوں میں صفا لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

بھی معزول کر کے یحییٰ حریشی کو مامور کیا، طبرستان میں عمر بن علاء، بجستان میں تمیم بن سعید بن دعلج اور جرجان میں مہلہل بن صفوان تھا اور محکمہ نزول قائم کر کے عمر بن بزیع اپنے آزاد کردہ غلام کے حوالہ کر دیا۔

الہادی کو ولی عہد بنانے کی کوششیں: ......ایک مدت تک بنو ہاشم کی ایک جماعت اور المہدی کے حامی عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے معزول کرنے اور موسیٰ الہادی بن المہدی کو ولی عہدی کی بیعت کے متعلق غور وفکر کر رہے تھے رفتہ رفتہ المہدی کو اس کی اطلاع ملی تو وہ خوش ہو گیا اور عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی رہائش رحبہ (مضافات کوفہ) سے بلوالیا مگر عیسیٰ نے آنے سے انکار کر دیا تب المہدی نے کوفہ کا گورنر روح بن حاتم کو مقرر کر دیا اور اس کو در پردہ عیسیٰ کو تکالیف دینے کی ہدایت کر دی مگر روح کو رکلیف دینے کا موقع نہیں ملا کیونکہ عیسیٰ سوائے جمعہ اور عید کے کبھی شہر میں نہیں آتا تھا، چنانچہ المہدی نے جھلا کر عیسیٰ کو ایک عتاب آمیز خط تحریر کیا مگر عیسیٰ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا پھر المہدی نے اپنے چچا عباس کو اپنے خط کے ساتھ عیسیٰ کے پاس روانہ کیا مگر عیسیٰ نے اس کی بھی تعمیل نہیں کی اس کے بعد المہدی نے اپنے گروپ کے دو سپہ سالاروں کو عیسیٰ کو حاضر کرنے پر متعین کیا چنانچہ عیسیٰ دارالخلافت بغداد میں حاضر ہو گیا اور المہدی کے لشکر میں (محمد بن سلیمان کے مکان پر) قیام کیا چند دنوں تک المہدی کے خدمت میں آتا جاتا رہا نہ تو کسی معاملہ میں گفتگو کرتا تھا اور نہ ہی کسی صلاح مشورہ میں شریک ہوتا تھا۔

ولی عہد عیسیٰ بن موسیٰ پر تشدد: ......ایک روز دارالخلافت میں حاضر ہوا اس وقت المہدی کے گروپ کے روساء عیسیٰ کو ولی عہدی سے ہٹانے پر متفق ہو گئے تھے چنانچہ سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے، عیسیٰ نے دروازہ جو اس کے پشت پر تھا بند کر لیا مگر ان لوگوں نے اس کو توڑ ڈالا المہدی نے بظاہر اس سے ناراضگی ظاہر کی مگر وہ لوگ اپنے اس فعل سے باز نہ آئے یہاں تک کہ گھر والوں نے بھی اس بارے میں سختی کرنا شروع کر دی، محمد بن سلیمان بہت زیادہ سختی کر رہا تھا عیسیٰ نے اس قسم کا عذر کیا جو اس سے ولی عہدی کے وقت لی گئی تھی چنانچہ المہدی نے قضاۃ اور فقہاء کو مسئلہ کے حل کرنے کے لئے جمع کیا جن میں محمد بن علاثہ اور مسلم بن خالد زنجی بھی تھے ان لوگوں نے بیان کیا کہ عیسیٰ پر اس قسم کی پابندی نہیں ہے اور اس کا کفارہ دیکر ولی عہدی سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں۔

عیسیٰ کا استعفاء اور الہادی کی بیعت: ......چنانچہ المہدی نے اس کو [1] دس ہزار درہم مرحمت کئے زاب اور کسکر میں جاگیریں دیں چنانچہ عیسیٰ نے خود اپنے آپ کو ولی عہدی سے جب کہ چار دن ماہ محرم ۱۶۰ھ کے باقی تھے معزول کر لیا اور المہدی کے لڑکے موسیٰ الہادی کی ولی عہدی کی بیعت کر لی، اگلے دن المہدی نے دربار عام منعقد کیا شاہی خاندان اور روساء ملت جمع ہوئے اور المہدی نے ان لوگوں سے بیعت لی پھر جامع مسجد کی طرف آیا اور عیسیٰ بھی ان کے ہمراہ تھا خطبہ دیا اور لوگوں کو عیسیٰ کی معزولی اور الہادی کی ولی عہدی کی بیعت سے آگاہ کیا اور بیعت کرنے کے لئے ان لوگوں کو بھی بلایا چنانچہ سب کے سب بیعت کرنے کے لئے بڑھے اور عیسیٰ نے ولی عہدی سے الگ ہونے کی گواہی دی۔

باربد کی فتح: ......۱۵۹ھ میں خلیفہ المہدی نے عبدالملک بن شہاب مسمعی کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ جس میں رضا کار بھی تھے بلاد ہند کی طرف روانہ کیا چنانچہ وہ فارس سے کشتیوں پر سوار ہو کر گئے اور سرزمین ہند میں پہنچ کر باربد کے لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اہل باربد نے مقام بد میں جاکر پناہ لی مگر اسلامی فوج نے تمام بد میں آگ لگا دی بعض جل گئے باقی جو بچے وہ عساکر اسلامیہ کی خون آشام تلواروں کی نذر ہو گئے، مسلمانوں کی طرف سے تقریباً بیس آدمی شہید ہوئے پھر دریا کا جوش ختم ہونے کے انتظار میں چند دن تک ٹھہرے رہے اتفاق سے ایک بیماری وبائی (جو منہ میں ہوتی ہے) پیدا ہو گئی جس سے ایک ہزار آدمی مر گئے ان میں ابراہیم بن صبیح بھی شامل تھا، اس کے بعد کشتیوں پر سوار ہو کر فارس کی جانب روانہ ہوئے اور ساحل بحر احمر پر پہنچے رات کے وقت ہوا کا ایک ایسا طوفان آیا جس سے اکثر کشتیاں پانی کے تھپیڑوں سے ٹوٹ گئیں اور ایک بڑی تعداد ڈوب کر مر گئی۔

المہدی کا حج: ......۱۶۰ھ میں المہدی نے حج کی تیاری کی بغداد میں اپنے بیٹے الہادی اور اس کے ماموں یزید بن منصور کو اپنا نائب بنایا اور اپنے دوسرے بیٹے ہارون کو چند لوگوں کے ساتھ جو کہ خاندان خلافت سے تھا الہادی کی مصاحبت پر مقرر کیا اور خود وزیر یعقوب بن داؤد کے ساتھ مکہ

---

[1] ......طبری ۳۴۳/۹ پر ہے کہ اس انعام کی شرط عیسیٰ نے رکھی تھی۔

معظمہ کی جانب روانہ ہوگیا مکہ میں پہنچ کر وزیر السلطنت یعقوب نے حسن بن ابراہیم کو پیش کیا جس کی امان یعقوب نے اس سے پہلے حاصل کر لی تھی، ان سے المہدی حسن اخلاق سے پیش آیا اور جاگیر عطا کی، خانہ کعبہ کا وہ غلاف جو ہشام بن عبدالملک نے اموی نے چڑھایا تھا اور وہ قیمتی ونفیس دیبا کا تھا اتروا کر دوسرا عمدہ قیمتی غلاف چڑھایا، مصارف خیر میں ہزاروں روپے خرچ کئے، عراق سے تین ہزار درہم، مصر سے تین لاکھ دینار اور یمن سے ایک لاکھ دینار منگوا کر خرچ کئے، اس کے علاوہ ایک لاکھ پچاس ہزار غرباء میں کپڑے تقسیم کئے، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیع کیا اور انصار کے پانچ سو خاندانوں کو عراق میں لا کر آباد کیا اور معقول تنخواہیں مقرر کیں، جاگیریں دیں اور اپنی حفاظت پر ان کو مامور کیا۔

مکہ میں تعمیرات: ...... ❶ واپسی کے وقت مکہ کے راستہ میں مکانات تعمیر کرنے کا حکم دیا (یہ مکانات ان مکانات سے بڑے اور شان دار بنوائے گئے تھے جو المنصور نے قادسیہ سے زبالہ تک بنوائے تھے) اور تمام جگہوں اور مکانوں میں حوض اور کنوئیں بنوائے میلوں کے لئے نشان نصب کرائے ان تمام کاموں کا اہتمام یقطین بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا تھا، مسجد بصرہ کی بھی توسیع اور منبروں کو منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر چھوٹا کرنے کا حکم صادر کیا اور ۱۶۷ھ میں حرمین شریفین کی توسیع کا حکم دیا اس کا اہتمام بھی یقطین بن موسیٰ ہی کے سپرد ہوا بہت سے مکانات کو مسمار کر کے حرم میں شامل کر دیا اور اس تعمیر کا کام المہدی کی وفات تک جاری تھا۔

وزیر ابوعبداللہ: ...... ابوعبداللہ اشعری عہد حکومت المنصور میں المہدی سے ملا تھا، المہدی نے اس کی بے حد عزت کی تھی اور عہدہ وزارت سے اس کو سرفراز کر کے اپنے ساتھ خراسان لے گیا تھا اور چونکہ ابوعبداللہ کے کاموں پر المہدی کو پورا پورا اعتماد ہوگیا تھا اس لئے لوگوں نے چغلی کرنا شروع کر دیا، ربیع وقتاً فوقتاً اس کا مداوا کرتا جاتا اور اس کے خطوط کو المنصور کی خدمت میں پیش کر کے کلمہ خیر سے یاد کر لیا کرتا تھا اسی وجہ سے المنصور نے المہدی کے نام ایک فرمان اس مضمون کا لکھ کر بھیج دیا کہ ابوعبداللہ کے متعلق کسی کے کہنے سننے پر کچھ خیال نہ کرنا چنانچہ جب المنصور نے وفات پائی اور ربیع المہدی کی بیعت خلافت کو بحسن وخوبی انجام دے کر بغداد آیا، المہدی اور اپنے گھر والوں کے آنے سے پہلے ابوعبداللہ کے مکان پر ملنے گیا اس کا بیٹا فضل بن ربیع اس معاملہ پر ربیع کو ملامت کرنے لگا ربیع نے جواب دیا تم بچے ہو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے ہو وہ وزیر ہے اس کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں کئے جائیں گے جو اس سے پہلے کئے جاتے تھے اور دیکھو خبردار جو برتاؤ ہم اس کے ساتھ کریں انمیں دخل در معقولات تم نہ کرنا اور نہ ہی اس کا کسی سے تذکرہ کرنا، مغرب کے وقت سے ابوعبداللہ کی ڈیوڑھی پر ٹھہرا رہا جب نماز عشاء پڑھ لی گئی تو حاضری کی اجازت ملی ابوعبداللہ مسند بچھائے تکیہ لگائے بیٹھا رہا استقبال کرنا درکنار اٹھ کر بیٹھا بھی نہیں، ربیع نے المہدی کی بیعت کا تذکرہ کرنا شروع کیا تو ابوعبداللہ نے روک کر کہا ہاں ہم کو تمہاری کارگذاریوں کی کیفیت معلوم ہوئی ہے چنانچہ ربیع دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر اٹھ کر چلا آیا فضل ربیع کے اس فعل پر ملامت کر کے بولا آپ نے یہ کام غیر مناسب کیا ربیع نے جواب دیا نہیں، جو میں نے کیا وہی مناسب تھا واللہ باللہ ثم باللہ میں اپنی عزت، آبرو اور مال سب کچھ اسے ذلیل کرنے میں ختم کر دوں گا۔

ابوعبداللہ کے خلاف سازش: ...... ربیع اس گفتگو کے بعد ابوعبداللہ کے عیوب تلاش کرنے لگا لیکن اس وجہ سے کہ ابوعبداللہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے اور مذہبی کاموں میں انتہائی احتیاط کرتا تھا اس لئے کہ ربیع کو کوئی موقع حرف گیری کا نہ ملا مجبور ہو کر اس کے بیٹے محمد کی برائیاں بیان کرنے لگا چنانچہ ایک دن المہدی سے موقع پا کر یہ جڑ دیا کہ محمد بن عبداللہ مرتد ہوگیا ہے اور امیر المؤمنین کے حرم سے تعرض کرتا ہے، المہدی کے دل میں جب اس تہمت والزام کا پورا پورا اثر ہوگیا تو ابوعبداللہ کی عدم موجودگی میں محمد کو دربار خلافت میں پیش کر دیا اس کے بعد ابوعبداللہ کو بلایا گیا المہدی نے محمد سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کچھ پڑھو، محمد کچھ نہ پڑھ سکا تب المہدی نے ابوعبداللہ سے کہا تم تو کہتے تھے کہ میرا بیٹا قرآن پڑھتا ہے، عرض کیا یہ دو برس سے مجھ سے علیحدہ ہے اسلئے شاید بھلا دیا ہو، المہدی نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو ابوعبداللہ تعمیل ارشاد کے لئے اٹھا مگر فرط محبت سے غش کھا کر گر پڑا چنانچہ المہدی کے حکم سے دوسرے شخص نے محمد کو قتل کر دیا اسی دن سے المہدی کو ابوعبداللہ سے نفرت ہوگئی، روز بروز یہ نفرت بڑھتی چلی گئی جس کو ہم آئندہ بیان کریں گے، پھر دیوان انشاء سے اس کو معزول کر کے ربیع کو مقرر کر دیا اور وزیر یعقوب بن داؤد کی عزت المہدی کی نظروں میں بڑھتی گئی رفتہ رفتہ اس قدر توقیر بڑھی کہ تمام زیر کنٹرول علاقوں میں اسی کے مقرر کئے ہوئے امین نظر آتے تھے، المہدی جو بھی حکم صادر کرتا تھا اس کا نفاذ اس کے دستخط

❶ ...... یہ واقعات ۱۶۱ھ کے ہیں، تاریخ الکامل لابن اثیر جلد ششم صفحہ ۲۳ مطبوعہ مصر۔

کے بغیر نہ ہوتا تھا اور وہ حکم وزیر یعقوب ہی کے امینوں کے ہاتھوں سے انجام پاتا تھا۔

اندلس میں دعوت عباسیہ کا ظہور وانقطاع: ......۱۶۱ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب فہری نے افریقہ سے دعوت خلافت عباسیہ کے لئے اندلس کا رخ کیا چنانچہ ساحل مرسیہ میں پہنچ کر سلیمان بن یقظن گورنر سرقسطہ کو المہدی کے دائرہ اطاعت میں داخل ہونے کا لکھا، سلیمان نے بحکم ع۔ جواب جاہلاں باشد خموشی، کچھ جواب نہ دیا چنانچہ عبدالرحمٰن نے طیش میں آ کر ان بربریوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے سرقسطہ پر چڑھائی کر دی چنانچہ مقابلہ ہوا اور عبدالرحمٰن شکست کھا کر تدمیر کی طرف لوٹ آیا اس دوران امیر عبدالرحمٰن حاکم اندلس بھی اپنا لشکر لیکر عبدالرحمٰن کے سر پر پہنچ گیا اور عبدالرحمٰن پر میدان فرار تنگ کرنے کی غرض سے کشتیوں میں آگ لگوا دی عبدالرحمٰن گھبرا کر بلنسیہ کے پہاڑوں پر چڑھ گیا، عبدالرحمٰن حاکم اندلس نے اعلان کرا دیا کہ جو عبدالرحمٰن کا سر لائیگا اس کو ایک ہزار دینار انعام دیا جائے گا چنانچہ بربری کے کان تک یہ آواز پہنچ گئی اس نے غفلت کی حالت میں عبدالرحمٰن کا سر اتار کر عبدالرحمٰن حاکم اندلس کے سامنے پیش کر دیا اور ایک ہزار دینار لیکر چلتا بنا۔ یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے۔

اس واقعہ سے عبدالرحمٰن حاکم اندلس کو اشتعال پیدا ہوا اس نے لشکر مرتب کر کے اندلس کے شمالی علاقوں کی جانب سے شام پر چڑھائی کر دی اتفاق یہ پیش آیا کہ سلیمان بن یقظن اور حسین بن یحییٰ بن سعید بن سعد بن عثمان انصاری سرقسطہ میں باغی ہو گیا مجبوراً عبدالرحمٰن حاکم اندلس شام کی جنگ سے اعراض کر کے سرقسطہ کی طرف مڑ گیا اور ان کی سرکوبی وگوشمالی نے اسے اس ارادے سے روک لیا۔

بازنطینی جنگیں: ......۱۶۳ھ میں المہدی نے جہاد روم کی ارادے سے فراہمی لشکر کی جانب توجہ کی اور بہت جلد خراسان اور اپنے تمام ممالک محروسہ سے لشکر جمع کر کے کوچ کر دیا روانگی سے ایک دن پہلے لشکر گاہ میں اپنے چچا عیسیٰ بن علی کا ماہ جمادی الاخر کے آخر میں انتقال ہو گیا مگر اس کے باوجود دوسرے دن بغداد میں اپنے بیٹے موسیٰ الہادی کو اپنا نائب بنا کر ہارون کو اپنے ساتھ لے کر بلاد روم کی جانب روانہ ہو گیا دوران سفر جزیرہ اور موصل سے ہو کر گذرا اور عبدالصمد بن علی کو معزول کر کے قید کر دیا اس کے بعد ۱۶۶ھ میں رہا کر دیا۔

جس وقت مسلمہ بن عبدالملک کے محل کے سامنے پہنچا عباس بن علی (المہدی کے چچا) نے وہ واقعہ یاد دلایا جو مسلمہ ❶ نے ان کے دادا محمد بن علی کے ساتھ کیا تھا المہدی نے یہ سنتے ہی مسلمہ کے بیٹوں، غلاموں اور جملہ متعلقین کو طلب کر کے بیس ہزار دینار عطا کئے اور ان کے وظائف مقرر کر دیئے پھر فرات کو عبور کر کے ❷ حلب پہنچا اور اپنے بیٹے ہارون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور جیجان تک احتراماً ہارون کے ساتھ آیا، ہارون کے ہمراہ اس مہم پر عیسیٰ بن موسیٰ، عبدالملک بن صالح، حسن بن قحطبہ، ربیع بن یونس اور یحییٰ بن خالد بن برمک بھی تھا مگر سرداری لشکر اور رسد وغلہ کا انتظام ہارون کے سپرد تھا وہ قلعہ سمالو کا چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا اکتالیسویں دن امان کے ساتھ اس کو فتح کیا اس کے بعد اور قلعے فتح کئے اور نیک نامی کے ساتھ المہدی کی خدمت میں واپس آ گیا المہدی نے اس دوران اطراف حلب کے زنادقہ ❸ پر بے حد سختی شروع کر دی تھی چن چن کر قتل کرا رہا تھا ہارون کے واپسی کے بعد بغداد کو روانہ ہوا بیت المقدس کی زیارت کو گیا مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی اور بخیریت تمام بغداد واپس آ گیا۔

ہارون کی ولی عہدی: ......خلیفہ مہدی نے ۱۶۶ھ میں اپنے بھائی ہادی کے بعد اپنے بیٹے ہارون کی ولی عہدی کی بیعت لی اور الرشید کا لقب دیا۔

وزیر یعقوب کا ابتدائی عروج: ......داؤد بن طہمان شیعی نسر بن سیار کا سیکریٹری تھا اور فرقہ زیدیہ کا پابند تھا ان دنوں یحییٰ بن زید نے خراسان میں بغاوت کی تھی ان دنوں میں بھی ابوداؤد اور نصر کے حالات سے یحییٰ بن زید کو مطلع کیا کرتا تھا چنانچہ جب ابومسلم خراسانی نے یحییٰ کے خون

---

❶ ......ایک زمانہ میں محمد بن علی مسلمہ بن عبدالملک کی طرف سے ہو کر گذرا تھا مسلمہ نے دعوت کی تھی اور ایک ہزار دینار نذر کئے تھے۔

❷ ......اس مقام پر جگہ خالی ہے تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵ جلد ششم مطبوعہ مصر سے یہ نام لکھا گیا ہے۔

❸ ......زندیق زندہ کی عربی ہے جس کے معنی معتقد زند کے ہیں اور زند مجوسیوں کی مذہبی کتاب ہے جمع زنادیق وزنادقہ، مشہور زندیق اس کو کہتے ہیں جو کفر کو چھپائے اور ایمان کو ظاہر کرے۔ کمافی اقرب الموارد۔

کا بدلہ لیا تو داؤد ابو مسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابو مسلم نے اس کو امان دیدی مگر اس کا مال واسباب جو اس نے نصر کے زمانہ گورنری میں حاصل کیا تھا واپس لیا، تھوڑے دنوں کے بعد داؤد مر گیا اس کے بیٹے ذی علم، باادب اور ہوشیار نکلے چونکہ ان کا باپ داؤد نصر کا سیکرٹری تھا اس لئے عباسیہ کے دربار میں ان کی کوئی عزت نہ ہوئی لہٰذا انہوں نے زید یہ ہونیکی وجہ سے خاندان بنو فاطمہ سے میل جول پیدا کر لیا اور اسی بناء پر داؤد بھی ابراہیم بن عبداللہ کی صحبت میں رہا کرتا تھا اس کے بیٹوں نے اس کے مرنے کے بعد غلط رویہ اختیار کر لیا، ابراہیم کے مارے جانے کے بعد خلیفہ منصور نے ان لوگوں کو تلاش کرا کر حسن بن ابراہیم کے ساتھ علی کو بھی قید کر دیا پھر جب خلیفہ منصور مر گیا اور مہدی تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے اس کو بھی رہائی پانے والے قیدیوں کے ساتھ رہا کر دیا، رہائی پانے کے بعد یعقوب نے اپنے پر پرزے نکالے حسن بن ابراہیم کو بھاگنے کا اشارہ کیا پھر جب حسن بن ابراہیم بھاگ گئے تو مہدی سے کہہ سن کر امان حاصل کر کے حسن کو حاضر کر دیا، یہی بات یعقوب کی قدر آفزائی کا سبب بنی اور خلیفہ مہدی کے نظروں میں اس کی قدر توقیر بڑھ گئی اس کو وزارت کا معزز عہدہ مرحمت فرما دیا۔

یعقوب کا زوال:......یعقوب نے مرتبہ وزارت پر پہنچتے ہی زید یہ کو تمام ممالک محروسہ کے معزز و ممتاز عہدوں پر مقرر کر دیا، چنانچہ مہدی کے آزاد کردہ غلاموں کو یہ معاملہ شاق گذرا تو شکایتیں کرنے لگے اور خلیفہ مہدی ان کی شکایتوں کو اس انداز سے سنتا تھا کہ ان لوگوں کو پکا یقین ہو جاتا تھا کہ خلیفہ مہدی کے دل میں ہماری شکایتوں نے گھر کر لیا ہے رات کو آکر اکثر کہا کرتے تھے کہ کل صبح یعقوب کو ضرور گرفتار کر لیا جائے گا مگر جب صبح ہوتی اور یعقوب دربار خلافت میں موجود ہوتا تو خلیفہ مہدی اس سے خندہ پیشانی سے پیش آتا اور ہنس ہنس کر باتیں کرتا اور یعقوب بھی اس کے دل بہلانے کے لئے عورتوں کا یا جن چیزوں کی طرف اس کی طبعیت راغب تھی انہی کا تذکرہ کیا کرتا تھا ایک روز رات کو دیر تک قصہ کہتا رہا آدھی رات کے بعد رخصت ہو کر اپنے گھوڑے کے پاس آیا اس وقت غلام سو گیا تھا چنانچہ سوار ہو کر اپنی چادر کا کنارا اٹھانے لگا گھوڑا بدکا تو یعقوب زمین پر گر گیا جس سے اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی چوٹ آجانے کے بعد حاضری دربار سے معذور ہو گیا اس سے دشمنوں کو موقع مل گیا رات دن شکایتیں کر کے خلیفہ کا مزاج برہم کر دیا یہاں تک کہ مہدی نے اس کو اور اس کے تمام عمال کو گرفتار کرا کر قید کر دیا۔

یعقوب کے قید کے دو اسباب:......یعقوب کو قید کرنے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ مہدی نے ایک علوی کو قتل کرنے کے لئے یعقوب کے حوالہ کیا تھا مگر یعقوب نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا چنانچہ کسی نے خلیفہ مہدی تک یہ خبر پہنچا دی اور اس شخص کو بھی پیش کر دیا مہدی نے یعقوب کو بلا کر اس علوی کا حال دریافت کیا عرض کیا میں نے اس کو امیر المؤمنین کے حکم سے قتل کر دیا تھا، اس پر مہدی نے علوی کو پردے سے نکال کر یعقوب کے سامنے پیش کر دیا تو یعقوب نے شرما کر سر کو جھکا لیا چنانچہ خلیفہ مہدی نے اسے تہہ خانہ میں قید کر دیا پھر وہ ہادی کے زمانہ خلافت تک وہاں قید رہا، ہارون الرشید کے عہد حکومت میں قید خانہ سے نکالا گیا تو آنکھوں سے معذور ہو چکا تھا پھر اس نے اجازت حاصل کر کے مکہ معظمہ میں رہائش اختیار کر لی۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یعقوب کے زوال کا بڑا سبب یہ بنا تھا کہ یعقوب مہدی کے مصاحبین کو نبیذ پینے سے منع کیا کرتا تھا بلکہ کبھی کبھی اس فعل پر انہیں جھڑک دیتا تھا اور مہدی سے اکثر کہا کرتا تھا کہ افسوس ہے کہ پنج وقتہ نماز کے بعد جامع مسجد میں آپ کے پاس آپ کے مصاحبین بیٹھ کر نبیذ ❶ کا دور چلایا کرتے ہیں، واللہ ان حرکات کی بناء پر آپ نے مجھے اپنا وزیر نہیں بنایا ہے اور نہ ہی میں یہ سمجھ کر آپ کی مصاحبت اختیار کی ہے، خلیفہ مہدی کو یہ نصیحت ناگوار گذری چنانچہ موقع پا کر قید کر دیا۔

طبرستان کی بغاوت:......۱۶۷ھ میں دنداہرمز شردین طبرستان کے حاکموں نے علم بغاوت بلند کر دیا تھا خلیفہ مہدی نے ان کی سرکوبی اور آتش بغاوت فرو کرنے کے لئے اپنے ولی عہد ہادی کو روانہ کیا ہادی کے لشکر کا جھنڈا محمد بن جمیل کے ہاتھ میں تھا، عہدہ نجابت پر یضع (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) فوج کے جانثار دستے پر عیسیٰ بن ماہان اور محکمہ پیغام رسانی پر ابان بن صدقہ مامور تھا ابان بن صدقہ کی وفات کے بعد خلیفہ مہدی نے اس کی جگہ ابو خالد احول کو مقرر کر دیا۔

❶......نبیذ کھجور کی تاڑی ہے اسکو پرانے زمانہ میں شراب کی جگہ پیتے تھے۔

ہادی نے دربار خلافت سے رخصت ہوکر لشکر مرتب کیا اور پورے لشکر کا اپنی طرف سے یزید بن مزید کو امیر بنا کر آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ ہادی کے لشکر نے ان دونوں سرکشوں متکبروں کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ تنگ آمدہ دائرہ اطاعت میں آ گئے، اسی بغاوت وبدنظمی کی وجہ سے خلیفہ مہدی نے یحییٰ حریشی کو حکومت صوبہ طبرستان سے معزول کر کے عمر بن علاء کو مامور کیا اپنے آزاد کردہ غلام فراشہ کو جرجان کا گورنر بنا دیا اس کے بعد ۱۶۸ھ میں یحییٰ حریشی کو چالیس ہزار جمعیت کے ساتھ طبرستان کی جانب روانہ کیا۔

خلیفہ مہدی کے عمال:۔۔۔۔خلیفہ مہدی نے ۱۶۳ھ میں اپنے بیٹے ہارون کو آذر بائیجان، آرمینیہ اور تمام بلاد مغرب کا حاکم مقرر کر کے اس کے محکمہ مال کا سیکریٹری ثابت بن موسیٰ کو اور محکمہ پیغام رسانی پر یحییٰ بن خالد برمک کو متعین کیا اور زفر بن عاصم کو حکومت جزیرہ سے، معاذ بن مسلم کو گورنری خراسان سے، یحییٰ حریشی کو امارت اصفہان سے، سعید بن دعلج کو طبرستان سے اور مہلہل بن صفوان کو جرجان سے معزول کر کے جزیرہ کی حکومت عبداللہ بن صالح کو، خراسان کی مسیّب بن زہیر ضبی کو، اصفہان کی حکم بن سعید کو، طبرستان کی عمر بن علاء کو اور جرجان کی ہشام بن سعید کو عنایت کر دی، ان دنوں حجاز اور یمامہ میں جعفر بن سلیمان کوفہ میں اسحاق بن صباح، بحرین، بصرہ، فارس اور اہواز میں محمد بن سلیمان گورنر تھے ۱۶۴ھ میں اس کو معزول کر کے اس کی جگہ صالح بن داؤد کو متعین کیا اس سال سندھ کی حکومت پر نصر بن محمد بن اشعث مقرر تھا۔

۱۶۵ھ میں خلف بن عبداللہ کو مقام رے کی حکومت سے معزول کر کے عیسیٰ (جعفر کے آزاد غلام) کو مقرر کیا اور بصرہ کی حکومت روح بن حاتم کو، بحرین، عمان، اہواز، کرمان اور فارس کی امارت نعمان (خود خلیفہ مہدی کے آزاد کردہ غلام) کو دی، محمد بن فضل کو حکومت موصل سے سبکدوش کر کے اس کی جگہ احمد بن اسمٰعیل کو مقرر کیا۔

۱۶۶ھ کے دور میں عبیداللہ بن حسن نمیری کو عہدہ قضاء بصرہ سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابن طلیق بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا مگر اہل بصرہ نے اس سے ناراضگی ظاہر کی تب خلیفہ مہدی نے ابو یوسف کو مقرر کیا جبکہ وہ جرجان کو جا رہا تھا، اسی سنہ میں اہل خراسان نے مسیّب بن زہیر سے بغاوت کی اس وجہ سے ابوالعباس فضل بن سلیمان طوسی کو مقرر کیا اور بجستان کو بھی اسی کے صوبہ میں شامل کر دیا چنانچہ انہوں نے اپنی طرف سے بجستان پر تمیم بن سعید بن دعلج کو متعین کیا، اور اسی سال میں خلیفہ مہدی نے مدینہ منورہ کی حکومت پر ابراہیم اپنے چچازاد بھائی کو مقرر کیا اور منصور بن یزید کو حکومت یمن سے معزول کر کے عبداللہ بن سلیمان ربعی کو عنایت کی ان دنوں مصر کا گورنر ابراہیم بن صالح تھا۔

۱۶۷ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں وفات پائی اسی سال میں خلیفہ مہدی نے یحییٰ حریشی کو حلوان، طبرستان اور رویان سے معزول کر کے اس کی بجائے عمر بن علاء کو مقرر کیا اور جرجان کی حکومت اپنے غلام فراشہ کو مرحمت کی اور ابراہیم بن یحییٰ جو مدینہ منورہ کا عامل اور خلیفہ مہدی کا چچازاد بھائی تھا حج کرنے گیا اور حج کے بعد انتقال کر گیا، خلیفہ مہدی نے بجائے اس کے اسحاق بن موسیٰ بن علی کو متعین کیا اس سال کے عمال اس تفصیل کے ساتھ تھے یمن پر سلیمان بن یزید حارثی، یمامہ پر عبداللہ بن مصعب زبیری، بصرہ پر محمد بن سلیمان، عہدہ قضاء پر عمر بن عثمان تیمی، موصل پر احمد بن اسمٰعیل ہاشمی اور ایک روایت کے مطابق موسیٰ بن کعب۔

اسی سال عرب نے ادیہ بصرہ میں یمامہ اور بحرین کے درمیان فتنہ وفساد برپا کر دیا تھا جس کی وجہ سے راستہ بند ہو گیا تھا، اور محرمات شرعی کا لحاظ بھی باقی نہ رہا تھا اور لوگوں نے نماز پڑھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔

بیرونی مہمات:۔۔۔۔۱۵۹ھ میں خلیفہ مہدی نے اپنے چچا عباس کو صائفہ کے لشکر کا سردار مقرر کر کے جہاد کرنے روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حسن وسیف تھا رفتہ رفتہ اہرہ پہنچے اور اس کو انتہائی بہادری سے فتح کر کے صحیح وسالم واپس آ گئے اس معرکہ میں ایک بھی مسلمان شہید نہیں ہوا، ۱۶۱ھ میں ثمامہ بن ولید امیر لشکر صائفہ نے وابق پر فوج کشی کی رومیوں نے میخائیل کی کمان میں اسی ہزار کے لشکر کے ساتھ مرعش پر دھاوا بول دیا اور بلاد مرعش میں پہنچ کر اکثر کو قتل کر ڈالا بعض کو قید کرلیا اور قلعہ مرعش پر پہنچ کر اس کا بھی محاصرہ کرلیا اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو قتل کر کے جیجان کی طرف واپس چلے آ گئے مگر عیسیٰ بن علی نے قلعہ مرعش نہیں چھوڑا، خلیفہ مہدی کو رومیوں کی یہ پیش قدمی شاق گذری اس نے لشکر کی تیاری کا فوراً حکم صادر فرما دیا اور ۱۶۲ھ میں رومی لشکر نے حارث پر چڑھائی کر دی اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کر دیا، اسی سال حسن بن قحطبہ نے لشکر صائفہ کی اسی ہزار کی لشکر

کے ساتھ بلادروم پر جہاد کیا اور قتل وغارت کرتا ہوا بہت دور تک چلا گیا مگر نہ تو کسی قلعہ کو فتح کیا اور نہ ہی رومیوں کی کسی لشکر سے نبرد آزما ہوا بہر کیف صحیح وسالم واپس آ گیا، اور یزید بن اسید سلمی نے فالیقا کی جانب جہاد کیا تھا تین قلعے انہوں نے فتح کئے تھے اور بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا تھا اس کے بعد خلیفہ مہدی نے بہ نفس نفیس ۱۶۳ھ میں جہاد کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا پھر ۱۶۴ھ میں عبدالکبیر بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب نے حدود حارث سے جہاد کا علم بلند کیا میخائیل وطاروارمنی بطریقون نے نوے ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیا عبدالکبیر مخالف فوج کی کثرت کی وجہ سے خائف ہو کر بغیر جنگ وقتال لوٹ آیا خلیفہ مہدی نے برہم ہو کر اس کے قتل کا اردہ کیا مگر چند لوگوں کی سفارش سے قتل کرنے کے بجائے اسے قید کر دیا۔

ہارون بحیثیت کمانڈر: ......۱۶۵ھ میں خلیفہ مہدی نے صائفہ کی سرداری پر اپنے بیٹے ہارون کو مقرر کر کے جہاد کرنے روانہ کیا اور اپنے معتمد خاص ربیع کو اس کے ہمراہ بھیج دیا ہارون نے بلادروم میں پہنچ کر ایک قیامت برپا کر دی چنانچہ بطریق فقیط کا لشکر مقابلہ پر آیا اور لشکر اسلام سے یزید بن مزید نے نکل کر حملہ کیا بطریق کا لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا یزید کی ساتھی اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر دمشق ❶ پہنچ گئے مسلمانوں کا افسر میگزین ضرورت جنگ کے لحاظ سے دمشق ہی میں رہتا تھا اس نے ان کو دو لاکھ دینار اور بائیس ہزار درہم دیئے، ہارون الرشید اپنے لشکر کے ہمراہ جس کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی فتح وغارت کرتا ہوا خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گیا ان دنوں قسطنطنیہ کے تخت سلطنت پر جزیہ دے کر تین سال کے لئے اس شرط پر صلح کر لی کہ قسطنطنیہ کے بازار میں مسلمانوں کو آمد ورفت اور خرید وفروخت سے روکا نہیں جائے گا، اسلامی فوج نے ان لڑائیوں میں صلح سے پہلے پانچ ہزار چھ سو آدمیوں کو گرفتار کیا تھا اور چون ہزار رومیوں کو معرکہ کارزار میں اور دو ہزار قیدیوں کو تہ تیغ کر دیا تھا، اس کے بعد رومیوں نے ۱۶۸ھ میں اس رشتہ صلح کو جب کہ مدت صلح پوری ہونے میں چار مہینے باقی رہ گئے تھے توڑ ڈالا علی بن سلیمان حاکم جزیرہ وقنسرین نے یہ خبر پا کر یزید بن بدر بن بطال کو اسلامی فوج دیکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا چنانچہ وہ کامیابی کے ساتھ بہت سامال غنیمت لے کر واپس آیا۔

مہدی کی وفات: ......۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی کو تجربہ کے بعد معلوم ہوا کہ امور سلطنت کے انصرام کے لئے ہادی کے بنسبت ہارون الرشید میں قابلیت زیادہ ہے یہ خیال پیدا ہوتے ہی اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ موسیٰ الہادی کو ولی عہدی سے معزول کر کے ہارون کی ولی عہدی کی بیعت لے لی جائے اور ہارون کے بعد ہادی تخت خلافت کا ملک سمجھا جائے، ان دنوں ہادی جرجان میں مقیم تھا چنانچہ مہدی نے ہادی کے پاس طلبی کا خط لکھا مگر ہادی نے خلاف توقع قاصد کو پٹوا کر نہایت ذلت سے اپنے دربار سے نکلوایا اور اپنے جگہ سے نہ ہلا، مجبور ہو کر خلیفہ مہدی ❷ نے خود جرجان کا رخ کیا مگر قدرت الٰہی سے ماسبدان پہنچ کر اس کا انتقال ہو گیا۔

موت کے اسباب میں اختلاف: ......اس کے موت کے اسباب میں علماء تاریخ کے اقوال مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس کو کسی لونڈی نے زہر دے دیا تھا اس لئے وہ مر گیا، بعض کہتے ہیں کہ ایک لونڈی دوسری لونڈی کو امرود میں زہر دینا چاہتی تھی اتفاق سے وہ امرود دھوکہ سے خلیفہ مہدی کے سامنے رکھ دیا جسے خلیفہ مہدی نے کھا لیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی، اور بعض کہتے ہیں کہ ایک دن خلیفہ مہدی شکار کھیلنے گیا تھا اور ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا شکار بھاگ کر ایک ویران گھر میں گھس گیا دروازے چھوٹے تھے لہٰذا ٹکر کھا کر گر پڑا اور اسی دن چوٹ کی وجہ سے مر گیا، اس کی موت محرم ۱۶۹ھ میں واقع ہوئی، ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی، سابق معاہدہ کے بنا پر موسیٰ الہادی نے اپنے والد کی موت کی خبر سن کر جب کہ وہ جرجان میں ٹھہرا ہوا تھا اہل طبرستان سے جنگ کر رہا تھا اپنی خلافت کی بیعت لے لی۔

---

❶ ......یہ دمشق نہیں بلکہ دستق ہے دیکھئے الکامل ابن اثیر (۶۵۴/۳)

❷ ......خلیفہ مہدی نے دس برس کئی مہینے خلافت کی اور تینتالیس برس کی عمر پائی، ۱۲۷ھ مقام ایدج میں پیدا ہوا تھا اس کے ماں کا نام ام موسیٰ بنت منصور حمیر یہ تھا، سخی، ملیح صورت، رعایا کا خیر خواہ، عقائد کا درست اور زنادقہ کا جانی دشمن تھا اسی نے زنادقہ کے ایک گروہ کثیر کو گرفتار کرا کر قتل کرایا تھا، سب سے پہلے اسی کی حکم سے زنادقہ وملحدین کی رد میں کتابیں تصنیف کی گئیں تھیں، حدیث کی سماعت اس نے اپنے باپ اور مبارک بن فضالہ جیسے عالم متبحر سے کی تھی اور اس سے یحییٰ بن حمزہ، جعفر بن سلیمان ضبعی، محمد بن عبداللہ رقاشی اور ابوسفیان سعید بن یحییٰ حمیری نے روایت کی ہے اس کی صحبت میں اکثر علماء وفضلاء رہا کرتے تھے، علم دوست نیک مزاج تھا، ملخصاً من الکامل لابن اثیر صفحہ ۳۳ المجلد السادس وتاریخ الخلفاء السیوطی صفحہ ۱۸۵ اور سایک الذہب (صفحہ ۸۵)

ابو محمد موسیٰ الہادی کی خلافت ۱۶۹ھ تا ۱۷۰ھ

آغاز خلافت: ..... خلیفہ مہدی کے انتقال کے بعد ہارون الرشید نے دل جوئی اور تالیف قلوب کے خیال سے لشکریوں کو دو دو سو درہم عطا کئے اور بغداد کی طرف واپسی کا اعلان کر دیا بغداد پہنچ کر ان لوگوں کو مہدی کی مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ ربیع کی مکان پر حملہ کر دیا اور آگ لگا دی اس کے بعد روزینہ طلب کیا اور جیل توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا اس کے فوراً بعد ہارون الرشید بھی بغداد پہنچ گیا خیزران (مادر ہارون الرشید) نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کی غرض سے بلوایا، یحییٰ بن خالد تو ہادی کے خوف سے حاضر نہ ہوا البتہ ربیع خیزران کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی ہدایت کے مطابق لشکریوں کو سمجھایا بجھایا جس سے لشکریوں کا غوغا وشور اس کے کہنے سے ختم ہو گیا، جب خلیفہ ہادی کو اس کی خبر ملی تو ایک عتاب آموز خط لکھ بھیجا چنانچہ ربیع نے خلیفہ ہادی کا عتاب آموز خط یحییٰ کو دکھا کر مشورہ کیا تو یحییٰ نے رائے دی کہ تم اپنے بیٹے فضل کو تحائف وہدایا دے کر خلیفہ ہادی کے پاس بھیج دو تا کہ وہ معذرت کر کے آئے امید ہے کہ خلیفہ ہادی کے مزاج کی برہمی ختم ہو جائے چنانچہ ربیع نے ایسا ہی کیا اور خلیفہ ہادی اسے راضی بھی ہو گیا۔

ھادی کی بیعت: ..... ہارون الرشید نے بغداد پہنچ کر اپنے بھائی ہادی کی خلافت کی بیعت لی اور ممالک اسلامیہ میں ایک گشتی فرمان ہادی کی خلافت اور مہدی کی موت کا روانہ کر دیا اور نصیر وصیف کو ان واقعات سے مطلع کرنے خلیفہ ہادی کے پاس جرجان بھیج دیا چنانچہ خلیفہ ہادی نے کوچ کا حکم دیدیا اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے بیس دن میں بغداد پہنچا اور ربیع کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا لیکن ربیع اپنی وزارت کے تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا۔

زنادقہ سے محاذ آرائی: ..... خلیفہ ہادی تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے والد کی طرح زنادقہ کے پیچھے ہاتھ جھاڑ کر پڑ گیا اور جس کو جہاں پایا قتل کر دیا ان میں سے علی بن یقطین اور یعقوب بن فضل ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کی اولاد سے تھا اس نے خلیفہ مہدی کے سامنے زندقہ کا اقرار کیا تھا چونکہ خلیفہ مہدی نے ہاشمیوں کو قتل نہ کرنے کی قسم کھالی تھی اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اس کو قید کر دیا مگر ساتھ ہی اس کے اپنے بیٹے ہادی کو وصیت کر دی تھی کہ جب تم تخت خلافت پر بیٹھو تو اسکو قتل کر دینا، اسی طرح داؤد بن علی کی اولاد کے قتل کی بھی وصیت کی چنانچہ ہادی نے اس وصیت کے مطابق ان لوگوں کو قتل کر دیا۔

ہادی کے ابتدائی عمال: ..... خلیفہ ہادی کی تخت نشینی کے وقت عمال کی تفصیل یہ تھی مدینہ منورہ پر عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب، مکہ مکرمہ اور طائف پر عبداللہ بن قثم، یمن پر ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ، یمامہ و بحرین پر سوید قائد خراسانی، عمان پر حسن بن سلیم حواری، کوفہ پر موسیٰ بن عیسیٰ، بصرہ پر ابن سلیمان، جرجان پر حجاج (خلیفہ ہادی کا آزاد کردہ غلام) قومس پر زیاد بن حسان طبرستان وروبان پر صالح بن شیخ بن عمیرہ اسدی، موصل پر ہاشم بن سعید بن خالد مقرر تھے پھر اس کو خلیفہ ہادی نے اس کی کج خلقی کی وجہ سے معزول کر کے اس کی جگہ عبدالملک بن صالح بن علی ہاشمی کو مقرر کیا تھا۔

صائفہ کے ساتھ اس ۱۶۹ھ میں معیوب بن یحییٰ جہاد کرنے کو گیا تھا اور روم نے اپنے بطریق کے ساتھ حرث کے خلاف خروج کیا تھا چنانچہ حرثؒ بخوف روم قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور رومیوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا معیوب یہ خبر پا کر حدود راہب سے بلاد روم میں داخل ہوا تھا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا تھا۔

حسین بن علی: ..... حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی بن ابی طالب کے صاحبزادے ہیں اسی ۱۶۹ھ میں ان کا ظہور ہوا، سبب ظہور کا یہ تھا کہ خلیفہ ہادی نے مدینہ منورہ کی امارت پر جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا تھا ایک دن ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ بن حسین، مسلم بن جندب ہذلی شاعر اور عمر بن سلام (مولیٰ آل عمر) ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور نبیذ کا دور چل رہا تھا عمر بن عبدالعزیز نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور ان لوگوں کو پٹوا کر گلے میں رسی ڈال کر بازار مدینہ میں گھمایا چنانچہ حسین بن علی سے ضبط نہ ہو سکا تو عمر بن عبدالعزیز کے پاس

گئے اور سفارش کی اور یہ کہا کہ ان لوگوں پر نبیذ پینے کی وجہ سے حد جاری نہیں کرنا چاہیے کیونکہ علماء عراق نے اس کی اباحت کا فتویٰ دیدیا ہے تم نے کس مسئلہ کی رو سے ان پر حد جاری کی تھی؟ مگر عمر بن عبدالعزیز نے رہا کرنے کے بجائے قید کر دیا پھر دوبارہ حسین اپنے چچا یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کے ساتھ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور دونوں صاحبوں نے حسن بن محمد کی ضمانت کر کے عمر بن عبدالعزیز کے پنجہ ظلم سے چھڑایا، غرض آل ابی طالب برابر ایک دوسرے کی ضمانت کرتے رہتے تھے اور گورنر مدینہ نگرانی کی غرض سے ان لوگوں کی روزانہ حاضری لیا کرتا تھا۔

حسین بن علی کا خروج:..... اتفاق سے حسن بن محمد کہیں چلے گئے دو دن تک حاضری کے وقت دکھائی نہ دیئے تو عمر بن عبدالعزیز نے ان کے ضامنوں حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے معلوم کیا اور باتوں باتوں میں سخت کلامی شروع کر دی یحییٰ نے قسم کھا کر کہا کہ آج ہی رات کو میں حسن بن محمد کو ضرور لا کر حاضر کر دوں گا، عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر خاموش ہو گیا اور یہ دونوں بزرگ اٹھ کر چلے آئے راستہ میں یحییٰ حسین سے کہنے لگے کہ آج اس کا دروازہ نیزہ اور تلوار سے کھٹکھٹانا چاہیے تاکہ یہ سمجھ جائے کہ حسن بن محمد آ گیا ہے حسین نے جواب دیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے، ہم لوگوں میں جو معاہدہ خروج بغاوت کے بارے میں ہوا ہے وہ ٹوٹ جائیگا مگر یحییٰ نے کچھ جواب نہ دیا اگرچہ آل ابی طالب نے زمانہ حج میں خروج کرنے کا آپس میں معاہدہ کیا تھا لیکن اس واقعہ سے یحییٰ نے کہہ سن کر ان لوگوں کو وقت مقررہ سے پہلے خروج کرنے پر تیار کر دیا چنانچہ اسی رات کو مسلح ہو کر نکل پڑے اور یحییٰ نے عمر بن عبدالعزیز کے مکان پر پہنچ کر دروازہ کے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے اور تھوڑی ہی دیر میں مسجد میں عوام کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا نماز صبح کے بعد حسین کے ہاتھ پر اہل مدینہ کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل کرنے کی بیعت کرنے لگے، اس دوران خالد یزیدی دوسو کے لشکر ساتھ لے کر گیا دوسری جانب سے عمر بن عبدالعزیز، وزیر بن اسحاق ازرق اور محمد بن واقد ایک بڑا لشکر لے کر آ گیا اور لڑائی ہونے لگی اور حاضرین مسجد بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے لگے یحییٰ و ادریس بن عبداللہ بن حسن نے مل کر خالد کو قتل کر دیا، خالد کے مارے جاتے ہی سب کے سب بھاگ گئے اور اہل مدینہ نے اپنے دروازوں کو بند کر لیا پھر ان لوگوں نے بیت المال کو توڑ کر تقریباً دس ہزار دینار اور بعض کہتے ہیں کہ ستر ہزار لوٹ لئے۔

مبارک ترکی سے لڑائی:..... اگلے دن صبح ہوتے ہی بنو عباس کا گروہ جمع ہو کر جنگ کرنے نکلا صبح سے ظہر تک انتہائی شدت سے جنگ ہوتی رہی فریقین کے ساتھی کثرت سے زخمی ہو گئے اور نماز ظہر کے بعد خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے اس کے بعد تیسرے دن مبارک ترکی حج کے ارادے سے پہنچا اور عساکر عباسیہ کے ساتھ مل کر دوپہر تک آل ابی طالب سے لڑتا رہا اس کے بعد اگلے دن پر لڑائی ملتوی کر دی گئی حسین کے ساتھی مسجد میں چلے آئے اور عباسیوں کا لشکر اپنی لشکر گاہ میں واپس چلا گیا، تھوڑی دیر کے بعد حسین پھر سوار ہو کر مبارک کے لشکر کی طرف گئے اور غفلت کی حالت میں اس پر حملہ کر دیا مغرب کے وقت سے بڑے زور شور سے لڑائی شروع ہوئی مگر عباسیوں کا لشکر دو چار ہاتھ لڑ کر منتشر ہو گیا۔

حسین بن علی کی مکہ آمد:..... بعض لوگوں کا بیان ہے کہ مبارک ترکی نے حسین سے ساز باز کر لی تھی اور یہ سمجھا دیا تھا کہ جس وقت ہمارا لشکر لڑائی سے واپس ہو کر کمر کھولے تو تم غفلت کی حالت میں حملہ کر دینا میں دو چار ہاتھ لڑ کر بھاگ جاؤں گا یہ سازش اس خیال سے کی گئی تھی کہ مبارک ترکی کو اہل بیت کی اذیت گوارا نہ تھی بہرکیف لشکر عباسیہ کی شکست کے بعد حسین نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکیس دن تک مدینہ منورہ میں قیام کیا، ماہ ذی القعدہ کے آخر میں مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچا اور اعلان کرا دیا کہ جو غلام ہمارے پاس آئیگا ہم اس کو آزاد کر دیں گے یہ اعلان سنتے ہی غلاموں کا ایک گروپ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا اسی سال چند لوگ خاندان خلافت عباسیہ کے حج کرنے آئے تھے ان میں سلیمان بن منصور، محمد بن سلیمان بن علی، عباس بن محمد بن علی اور موسیٰ و اسمعیل بن عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ تھے۔

حسین کا قتل:..... چنانچہ جس وقت حسین کے واقعات کی خبر خلیفہ ہادی کے کان تک پہنچی تو محمد بن سلیمان کے نام ایک فرمان روانہ کر دیا اور امیر لشکر مقرر کر کے جنگ کرنے کا حکم دیدیا محمد بن سلیمان راستہ غیر محفوظ و غیر مامون ہونے کی وجہ سے آلات حرب اور فوج کی کافی تعداد اپنے ساتھ لے گیا تھا چنانچہ محمد بن سلیمان نے مقام ذی طویٰ میں سب کو جمع کر کے لشکر مرتب کیا اور مکہ معظمہ میں پہنچ کر عمرہ ادا کیا جس کا انہوں نے احرام باندھا تھا مکہ معظمہ پہنچتے ہی خلافت عباسیہ کے حامی، خدام اور سپہ سالار بھی ان کے ساتھ آ ملے جو حج کرنے کے لئے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے تھے یوم

الترویہ کو صف آرائی کی نوبت آئی چنانچہ ایک خون ریز جنگ کے بعد حسین اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ گیا اس کے بہت سے آدمی اس معرکہ میں کام آ گئے، جنگ کے بعد محمد بن سلیمان اپنے لشکر کی فوج کے ہمراہ مکہ معظمہ کی جانب لوٹ گیا جب مقام ذی طویٰ میں پہنچے تو اچانک ایک خراسانی شخص حسین کا سر لئے ہوئے مبارک ہو مبارک ہو چلاتا ہوا پہنچا دیکھا گیا تو درحقیقت حسین کا ہی سر تھا اس کی پیشانی پر ایک بہت بڑا زخم تھا اور گدی پر ایک اور چوٹ تھی پھر جب مقتولین کے سر جمع کئے گئے تو تعداد میں تقریباً سو تھے انہیں سروں میں سلیمان یعنی مہدی بن عبداللہ کے بھائی کا سر بھی تھا شکست یافتہ گروہ حجاج کے ساتھ مل گیا تھا جو ان کی جان بچنے کا قوی سبب بنا۔

حسن بن محمد کا قتل:...... فتحمند گروہ نے امان کا اعلان کرا دیا، ابوالزفت حسن بن محمد بن عبداللہ یہ سن کر محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے پیچھے جان بچانے کے خیال سے آ کر کھڑا ہو گیا مگر موسیٰ بن عیسیٰ نے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

محمد بن سلیمان کو اس بزدلانہ حرکت سے سخت ناراضگی پیدا ہوگئی اور جب خلیفہ ہادی کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی ناراض ہوا اور غضب ناک ہو کر موسیٰ بن عیسیٰ کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا، مبارک ترکی کا مال و اسباب بھی ضبط کر کے اسے جانوروں کی سائیسی پر مقرر کر دیا چنانچہ مبارک ترکی اس وقت سے اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ خلیفہ ہادی کی وفات ہوگئی، ان بھاگنے والوں میں ادریس بن عبداللہ [1] بن حسن بن حسن بن علی بھی بچ گئے تھے جوں توں سفر طے کر کے مصر پہنچے ان دنوں محکمہ ڈاک واضح مولیٰ صالح بن منصور کی سپردگی میں تھا اور یہ آل ابی طالب کے حامیوں میں سے تھا اس نے ادریس کو تیز رفتار گھوڑے میں سوار کرا کر بلاد مغرب کی طرف روانہ کر دیا چنانچہ وہ رفتہ رفتہ شہر ولیلہ مضافات طنجہ میں پہنچ گئے اور بربریوں نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا، چند دنوں کے بعد خلیفہ ہادی کو اس کی خبر ملی تو اس نے واضح اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے سولی پر چڑھا دیا۔ ادریس اور ادریس بن ادریس اور اس کی پچھلی نسلوں کی لڑائیاں جو اندلس میں خلفاء بنو امیہ سے ہوئی تھیں وہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مہدی کا خواب:...... چونکہ خلیفہ مہدی اپنے آخری دور میں ہارون الرشید سے محبت زیادہ کرنے لگا تھا اس وجہ سے ہادی کے دل میں ہارون الرشید کی طرف سے عداوت سی پیدا ہوگئی تھی اور خلیفہ مہدی ہارون الرشید سے زیادہ محبت اس وجہ سے کرتا تھا کہ اس نے ایک رات یہ خواب دیکھا تھا کہ میں نے دو چھڑیاں اپنے دونوں بیٹوں (ہادی و ہارون) کو دیں، ہادی کی چھڑی اوپر کی جانب کچھ سرسبز ہوئی اور ہارون کی پوری چھڑی شاداب و تر و تازہ ہوگئی اس کی یہ تعبیر سمجھی گئی کہ ہادی کی مدت خلافت کم اور ہارون الرشید کی عمدگی و خوبی کے ساتھ خوب طویل ہوگی۔

ہادی اور ہارون:...... ہادی نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے باپ کی وصیت کے خلاف ہارون الرشید کو محروم کر کے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا پھر ارا کین سلطنت سے بھی یہ خیال ظاہر کر دیا چنانچہ یزید بن مزید، علی بن عیسیٰ اور عبداللہ بن مالک اس معاملہ پر تیار ہو گئے اور اپنے گروپ کو یہ سمجھا دیا کہ جلسہ عام میں ہارون الرشید کی برائی بیان کر کے کہہ دینا کہ ہم لوگ اس کی ولی عہدی سے ناراض ہیں اور خلیفہ ہادی نے بھی اپنی فوج کو جنگی قاعدہ سے سلام کرنے کو منع کر دیا، یحییٰ بن خالد ہارون الرشید کا مدار المہام تھا، ہادی نے سارے الزامات اسی کے سر تھوپ دیئے اور اپنے دربار میں بلا کر خوب دھمکیاں دیں مگر یحییٰ بن خالد نے عرض کیا امیر المؤمنین! آپ ہی نے تو خلیفہ مہدی کے بعد ہارون الرشید کی مدار المہامی کی خدمت میرے سپرد کی ہے اگر یہ معاملہ آپ کی مرضی کے خلاف ہے تو یہ جانثار فوراً علیحدہ ہو جائے گا مگر ہارون الرشید پھر بالکل بے قابو ہو جائے گا۔

ولی عہد ہارون کو معزول کرنے کا مشورہ:...... ہادی کا غصہ اس کلام کے سنتے ہی ٹھنڈا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ہارون کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے سے متعلق گفتگو کرنے لگا یحییٰ بن خالد نے عرض کیا امیر المؤمنین! اگر آپ اعیان سلطنت اور عوام الناس کو بدعہدی اور حلف شکنی پر مجبور کریں گے اور اپنے پدر بزرگوار کی وصیت پر قائم نہ رہیں گے تو جس کو آپ اپنے بعد تخت حکومت کا مالک مقرر کر کے جائیں گے اس پر بہت برا اثر پڑے گا اور ہزاروں ایسی پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی کہ جن کا سلجھانا دشوار ہو جائے گا، اور اگر ہارون کے بعد جعفر کی ولی عہدی کی بیعت لی جائے گی تو یہ بہت زیادہ مناسب اور مصلحت وقت کے مطابق ہوگا، یحییٰ بن خالد کی یہ باتیں ہادی کے دل میں اتر گئیں چنانچہ وہ خاموش ہو گیا۔

---

[1] ...... مروج الذہب صفحہ ۳/۳۶۲ پر ہے کہ ادریس اپنے بھائی محمد بن عبداللہ کے خروج کے بعد مغرب کی طرف بھاگ گئے تھے۔

یحیٰی اور ہادی کے مشورے: ......یحیٰی بن خالد رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا پھر ان لوگوں نے جو جعفر کی بیعت ولی عہدی کا بیڑا اٹھا چکے تھے سرگوشیاں شروع کر دیں چنانچہ انہوں نے ہادی کے کان بھر دیئے کہ ہارون کو جعفر کی بیعت سے یحیٰی روک رہا ہے ورنہ ہارون کب کا جعفر کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا، ہادی نے طیش میں آ کر یحیٰی کو جیل بھیج دیا، یحیٰی نے قید خانہ میں جانے کے بعد ایک عریضہ لکھا اور حاضری کی اجازت مانگی چنانچہ ہادی نے یحیٰی کو تنہائی میں بلایا، یحیٰی نے دست بستہ عرض کیا امیر المؤمنین! کیا آپ کو اس کا گمان ہے کہ لوگ آپ کے بیٹے جعفر کو خلافت سپرد کر دیں گے حالانکہ وہ نابالغ ہے اور صلوٰۃ و حج وغزوات میں اس کی امامت سے راضی ہو جائیں گے اور اگر خدانخواستہ آپ کا سایہ عاطفت ہم پر نہ رہا اور جعفر تخت نشین ہو گیا تو آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کے خاندان والے چپ چاپ بیٹھیں گے اور جعفر کو حکومت وسلطنت کرنے دیں گے میرے نزدیک وہ لوگ فوراً جعفر کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گے اور آپ کی پدر بزرگوار کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی واللہ اگر خلیفہ مہدی ہارون کو ولی عہد نہیں بناتے تو معاملات سلطنت وسیاست اور ضرورت وقت کے لحاظ سے اس خطرہ سے بچنے کی خیال سے آپ خود ہارون کو مقرر فرماتے، مصلحت وقت یہی ہے کہ اپنے بھائی ہی کو ولی عہد بنائے رکھئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب جعفر جوان ہو جائے گا تو میں ہارون کو اس پر تیار کر لوں گا کہ وہ خلافت سے دست بردار ہو کر جعفر کی بیعت قبول کر لے، ہادی نے یحیٰی کی ساری باتیں منظور کر لیں اور قید سے رہا کر دیا مگر وہ اراکین سلطنت جو جعفر کی بیعت کے موافق تھے الرشید کے خوف سے پھر ہادی کو جعفر کے ولی عہد بنانے کی رائے دینے لگے چنانچہ ہادی نے ہارون کو جعفر کی بیعت پر مجبور کرنا شروع کر دیا یحیٰی بن خالد نے رائے دی کہ آپ خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کر کے کسی طرف نکل جائیے اور جس طرح ممکن ہو ایام گذاری کر لیجئے، ہارون نے خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کی اور قصر مقاتل کی طرف چلا گیا اور چالیس دن تک غائب رہا، ہادی کو ہارون کی یہ حرکت ناگوار گذری چنانچہ انہیں بلوا لیا ہارون نے بیماری کا بہانہ کر دیا تو د،تمام خدام واراکین سلطنت جو ہادی کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے نکتہ چینیاں کرنے لگے۔

وفات: ......اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد ہادی بلاد موصل کی طرف چلا گیا اتفاق سے وہاں بیمار ہو گیا اور رفتہ رفتہ بیماری کی شدت بڑھ گئی تو ممالک محروسہ کے گورنروں کو بلوا لیا اور جب ہادی کی صحت یابی سے ایک ناامیدی ہو گئی تو ان امراء اور اعیان دولت نے جنہوں نے جعفر کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی یحیٰی بن خالد کو قتل کرنے کا عہد و پیمان کیا پھر یہ سوچ کر کہ شاید اچھا ہو جائے ہادی کے خوف سے رک گئے اس کے بعد ۱۷۰ھ میں خلیفہ ہادی کا انتقال ہو گیا۔ ❶

موت کے اسباب: ......بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ہادی نے بلاد موصل سے واپسی کے بعد وفات پائی تھی اور ❷ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہادی کو خیزراں کے اشارہ سے ایک لونڈی نے ہادی کو سوتے میں مار ڈالا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ ہادی کے شروع زمانہ خلافت سے خیزران سلطنت کے تمام معاملات کی نگرانی کرتی تھی اور وہی امراء دربار اور فوجی سرداروں کی درخواستوں کے مطابق احکام صادر کرتی تھی صبح وشام خیزران کے محل پر لوگوں کا مجمع رہا کرتا تھا امراء دولت اور فوجی سردار ہر وقت اس کے محل پر آ جایا کرتے تھے ایک دن کسی معاملہ میں خیزران نے ہادی سے کچھ کہا تو ہادی نے اس کا جواب اس کے مطابق نہیں دیا خیزران نے کہا میں نے عبداللہ بن مالک سے اس کام کا ذمہ لیا ہے اس پر ہادی نے غضب ناک ہو کر عبداللہ بن مالک کو سخت وسست کہا اور اس کام کو نہ کرنے کی قسم کھالی خیزران یہ سن کر جھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی ہادی نے کہا آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اپنے گھر میں بیٹھی رہیں واللہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت دار ہوں تو آج کے بعد جو میرا فوجی سردار اور عامل آپ کے دروازے پر آئیگا اس کی گردن اڑا دوں گا اور اس کا مال واسباب ضبط کر لوں گا، افسوس کی بات یہ ہے کہ کمانڈر وار اکین دولت میرے ہوئے، صبح وشام آپ کے پاس آیا کرتے ہیں کیا آپ کا اور کوئی

---

❶ ......اس کے یوم وفات، مدت خلافت، اور عمر وغیرہ میں اختلاف ہے، تفصیل کے لئے طبری صفحہ ۳۸/۱۰، مروج الذھب ۳۹۷/۳ اور العقد الفرید صفحہ ۱۱۶/۵ ملاحظہ کریں۔

❷ ......خیزران کی ہادی کے ساتھ اس قدر عداوت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہادی نے ایک طبق پلاؤ خیزران کے پاس بھیجا، جس میں سے آدھا کھا لیا تھا اور آدھے میں زہر ملا دیا تھا) اور یہ کہلا کر بھیجا تھا کہ یہ پلاؤ بہت نفیس بنا ہوا ہے، مجھے زیادہ پسند آیا اس وجہ سے آپ کے لئے زیادہ بھیج رہا ہوں چونکہ خیزران کے دل میں ہادی کی طرف سے اس سے پہلے ہی سے خطرہ پیش آ چکا تھا اس پلاؤ کو کتے کے آگے ڈال دیا اور جونہی کتے نے کھایا مر گیا اسی سفر سے خیزران کے دل میں ہادی کی طرف سے ایسی عداوت پیدا ہو گئی جس سے ہادی کی موت وقوع میں آئی۔ (تاریخ الخلفاء)۔

کام نہیں ہے جسمیں آپ مشغول ہوں آپ کا کام یہ ہے کہ گھر میں رہیے اور قرآن شریف کی تلاوت کیا کیجئے، خبر دار خبر دار، کسی مسلم یا ذمی کو اپنے مکان میں آنے کی اجازت نہ دیجئے گا، خیزران اپنے بیٹے کی یہ بے ادبانہ گفتگو سن کر رنج وغصہ میں لوٹ آئی، ہادی بھی محل سرا سے نکل کر دربار عام میں چلا گیا، امراءِ سلطنت اور افسران فوج سے پوچھا تم سے کون شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی ماں مردوں سے باتیں کریں اور پھر وہی باتیں مردوں میں بیان کی جائیں اس طرح کہ فلاں شخص کی ماں نے یہ کام کیا ہے اور اس طرح کیا ہے، حاضرین نے عرض کیا ہم لوگ اس بات کو پسند نہیں کریں گے، فرمایا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ میری ماں کے پاس جاتے ہو اور اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہو، اعیان سلطنت ہادی کا مطلب سمجھ کر خاموش ہو گئے اور خیزران کی مجلس میں آنا جانا بند کر دیا۔

ایک اور سبب:......بعض یہ کہتے ہیں جب ہادی ہارون کو خلع ولی عہدی اور اپنے بیٹے جعفر کی بیعت پر مجبور کرنے لگا تو خیزران کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا، اتفاق سے اس زمانہ میں ہادی بیمار ہو گیا اور اس کی یہ بیماری زور پکڑتی گئی خیزران نے ایک لونڈی کو اشارہ کر دیا اور اس نے ہادی کو زہر دے دیا ❶ ہارون الرشید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہرثمہ بن اعین نے ہارون الرشید کو دربار عام میں لا کر تخت خلافت پر بٹھا دیا اور ہارون نے یحییٰ بن خالد کو بلا کر قلمدان وزارت سپرد کر دیا اور تمام ممالک اسلامیہ میں ہادی کی موت اور ہارون کی خبر لکھ کر بھیجی، اور بعض کا بیان ہے کہ یحییٰ ہی ہارون الرشید کے پاس ہادی کی موت کی خبر لے کر آیا تھا تب ہارون اٹھ کر ہادی کے بالیں پر گیا تو اسے مردہ پایا تجہیز وتکفین کر کے نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں دفن کر دیا اور تخت خلافت پر بیٹھتے ہی قلمدان وزارت اور نیز خلافت کی انگھوٹی یحییٰ کے سپرد کر کے سیاہ سفید کرنے کا مکمل اختیار دے دیا۔

ھادی کا نام ونسب:......(مترجم) خلیفہ ہادی ❷ کی کنیت ابو محمد تھی اور نام موسیٰ تھا خلیفہ المہدی بن المنصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا تھا ام ولد بربریہ خیزران نامی کے بطن سے مقام رے ۱۴۷ھ میں پیدا ہوا، بائیس برس کی عمر میں خلیفہ مہدی ۱۶۹ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا ایک برس تین مہینے خلافت کر کے ۱۷۰ھ میں انتقال کر گیا تیئس برس کی عمر پائی، یہ انتہائی آزاد مزاج، عشرت پسند، شرابی اور لہو ولعب میں زیادہ مصروف رہا کرتا تھا اس کے باوجود فصیح بلیغ ادیب تھا اس کو موسیٰ اطبق کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ اسکا اوپر کا لب چھوٹا تھا اور دانت بڑے بڑے تھے جس سے ہر وقت اور اکثر بات کرتے وقت منہ کھلا رہتا تھا خلیفہ مہدی نے ایک خادم کو متعین کر دیا تھا جو ہر وقت ہادی کو منہ بند کرنے کی ہدایت کرتا تھا جہاں ہادی کا منہ کھلا، خادم نے کہا یا موسیٰ اطبق، موسیٰ یہ سن کر منہ بند کر لیتا تھا رفتہ رفتہ موسیٰ ہادی اسی لقب سے مشہور ہو گیا، سب سے پہلے اسی کی ہمراہی میں سوار ننگی تلوار لے کر چلے تھے اس کے زمانہ میں آلات حرب بہت زیادہ ہوئے۔

ھادی کے اشعار:......کبھی کبھی شعر بھی نظم کر لیتا تھا چنانچہ ذیل کے اشعار جب کہ ہارون نے اس کے بیٹے جعفر کی بیعت سے انکار کیا تھا مشہور ہیں:

نصحت لهارون فرد نصيحتي ، وكل امرء لا يقبل النصح نادم ، وادعو للامر المولف بينا ، فيبعد عنه وهو في ذاك ظالم ، ولولا انتظار ى منه بوماً الى غدِ ، لمعاد الى ما قلته وهو راغم .

(ترجمہ) میں نے ہارون کو نصیحت کی مگر اس نے قبول نہ کیا اور جو نصیحت قبول نہیں کرتا وہ نادم ہوتا ہے، میں ایسی باتیں کہتا ہوں جو ارتباط کا سبب ہے اور وہ اس سے دور بھاگتا ہے اور اس بارے میں وہ ظالم ہے اگر مجھے امروز فردا کا انتظار ہوتا تو چار ناچار میری بات اس کو ماننا ہی پڑتی۔

ھادی کی انصاف پسندی:......خلیفہ ہادی ❸ شراب نوشی اور لہو ولعب میں مصروف رہنے کے باوجود حق پسند بھی تھا، عبداللہ بن مالک ایک نامور فوجی سردار تھا اہ روایت کرتا ہے کہ خلیفہ مہدی مجھے اکثر وبیشتر ہادی کے ہم نشینوں اور رفقاء کی گرفتاری اور قید کرلانے پر ہادی کو صحبت بد سے بچانے کی غرض سے متعین کیا کرتا تھا اور میں اس کی تعمیل انتہائی مستعدی سے کرتا تھا اور ہادی کی سفارش پر متوجہ نہ ہوتا تھا چنانچہ جب ہادی تخت خلافت پر بیٹھا تو مجھے اپنے قتل کا یقین ہو گیا ایک دن دوپہر کے وقت خلیفہ ہادی نے مجھے بلوایا تو میرے ہوش وحواس جاتے رہے زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی تن

---

❶......اس کا یہ سبب بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ ہادی نے جعفر کو ولی عہد بنانے کے خیال سے ہارون کے قتل کا حکم دیا تھا اس وجہ سے خیزران نے ہارون کی فرط محبت سے اپنی لونڈی کے ذریعے ہادی کو زہر دلوایا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۰)۔ ❷......تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۰۔ ❸......تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۲۔

بہ تقدیر اپنے اہل و اعیال سے رخصت ہو کر ہادی کے خدمت میں حاضر ہو گیا اس وقت خلیفہ ہادی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور سامنے نطع (جس پر آدمی قتل کیا جاتا ہے) بچھا ہوا تھا اور ننگی تلوار رکھی ہوئی تھی، میں نے جھک کر سلام کیا ہادی نے جواب دیا لا سلم اللہ علیک، پھر تیوری چڑھا کر بولا کیوں عبد اللہ تجھے فلاں دن کا واقعہ یاد ہے جب کہ تو درانی اور فلاں فلاں میرے ہم نشینوں کی گرفتاری اور مار پیٹ کے لئے بھیجا گیا تھا اور میں نے سفارش کی تھی مگر تو نے کچھ بھی توجہ نہیں کی تھی، میں نے عرض کیا ہاں امیر المؤمنین مجھے یاد ہے مگر مجھے کچھ گذارش کی اجازت ہو تو عرض کروں، خلیفہ ہادی نے گذارش کرنے کی اجازت دیدی میں نے گذارش کی کہ میں امیر المؤمنین کو اللہ کا قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اس عہدہ پر بحال رکھیں جس پر خلیفہ مہدی نے مجھے مقرر کیا تھا اور ویسا ہی حکم صادر فرمائیں جیسا کہ خلیفہ مہدی نے مجھے حکم دیا تھا اور اپنے کسی بیٹے کے پاس مجھے بھیجیں جو آپ کی رائے کی مخالفت کرتا ہو تو کیا میں آپ کی مخالفت اور اس بیٹے کی موافقت کروں گا، ہادی نے جواب دیا نہیں، میں نے عرض کیا پھر اب ایسا ہی میں آپ کا فرمانبردار ہوں جیسا کہ اس وقت آپ کے پدر بزرگوار کا تابعدار تھا، ہادی یہ سن کر ہنس پڑا قریب بلایا میں نے بڑھ کر دست بوسی کی دعائیں دینے لگا، اس کے بعد ہادی نے خلعت و انعام دے کر مجھے رخصت کر دیا۔ خلیفہ ہادی ❶ نے اپنے مرنے پر نو اولادیں چھوڑیں، سات لڑکے تھے جعفر (جس کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا) عباس، عبداللہ، اسحاق، اسمٰعیل، سلیمان، اور موسیٰ اور دو لڑکیاں ام عیسیٰ و ام عباس تھیں۔

ہارون رشید اور اس کا دور خلافت ۱۷۰ھ تا ۱۹۳ھ

خلافت کے بعد اقدامات:...... ہارون رشید نے خلیفہ ❷ بننے کے بعد انتظام اپنے ہاتھ میں لیتے ہی بعض گورنروں کے ہٹانے، اور ان

---

❶...... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۲

❷...... خلیفہ ہادی کے انتقال کے بعد خلفاء عباسیہ کا پانچواں تاجدار ربیع الاول ۱۷۰ھ کی سولہ تاریخ کو مقام عیسیٰ باذ میں تخت نشین ہوا اس وقت عمر بائیس سال تھی فضل بن یحییٰ برمکی اس سے سات دن پہلے پیدا ہوا تھا فضل کی ماں ہارون نے اور اس کی ماں خیزراں نے فضل کو دودھ پلایا تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت ہادی کا انتقال ہوا تھا تو اس وقت یحییٰ بن خالد قید تھا اور خلیفہ ہادی اس کے قتل کی فکر میں تھا جیسے ہی ہادی کا انتقال ہوا ہرثمہ بن اعین نے رشید کے پاس پہنچ کر تخت نشینی کی خبر سنائی اور رشید نے تخت نشین ہوتے ہی یحییٰ بن خالد کو جیل سے نکلوا کر وزارت کے عہدے سے نوازا، بعض مورخین کا کہنا ہے کہ ہادی کی موت کی خبر یحییٰ بن خالد نے رشید تک پہنچائی تھی رشید اس وقت سو رہا تھا یحییٰ نے جگا کر کہا اٹھئے امیر المؤمنین! رشید نے حسرت سے جواب دیا تم کب تک مجھے خلافت کی خوشخبری سنایا کرو گے دیکھو یہ مذاق اچھا نہیں ہے اگر ہادی کے کان تک یہ خبر پہنچ گئی تو میری حالت کیا ہو گی؟ یحییٰ نے عرض کیا موت نے اس بحث کا فیصلہ کر دیا، لیجئے یہ خلافت کی انگوٹھی حاضر ہے، ابھی یہ گفتگو ختم نہ ہونے پائی تھی کہ شاہی محل سے ایک بیٹا پیدا ہونے کی خبر آئی رشید نے اس کا نام عبداللہ رکھا یہ وہی شخص ہے جو آئندہ مامون الرشید کے مبارک لقب سے پکارا گیا، یہ رات بھی عجیب رات تھی اسی شب میں ایک ہادی کا انتقال ہوا اور دوسرا خلیفہ ہارون تخت نشین ہوا اور تیسرا خلیفہ مامون الرشید پیدا ہوا، ابراہیم موصلی نے ہارون الرشید کی تخت نشینی کی خوشی میں یہ اشعار پڑھے:

الم تر ان الشمس كانت مريضة ☆ فلما اتى هارون اشرق نورها

تلبست الدنيا جمالا بملكه ☆ فهارون واليها ويحيى وزيرها

(ترجمہ) کیا تم نے دیکھا کہ سورج بیمار تھا، جب ہارون تخت نشین ہوا تو اس کی روشنی چمک اٹھی، دنیا نے اس کی بادشاہت سے خوبی کا لباس پہن لیا، کیونکہ ہارون اس کا بادشاہ ہے اور یحییٰ اس کا وزیر۔

اور ایک بدو ہارون کی تخت نشینی کے وقت آیا تھا لوگوں نے کہا، کیا لے آیا ہے، عرض کیا میں ایک پیغام لایا ہوں، بیان کرو تو اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ تم امیر المؤمنین کے پاس جاؤ اور یہ اشعار اس کے حضور پہنچا آؤ:

توارثت الخلافة من قريش ☆ تزف اليكما ابدا عروسا

الى هارون تهدى بعد موسى ☆ تميس وما لها ان تميسا

(ترجمہ) تو نے ورثہ میں خلافت پائی ہے، وہ ہمیشہ تم دونوں نے پاس دلہن بن کر آئے گی، موسیٰ کے بعد ہارون کے پاس ناز کرتی ہوئی آئی ہے، اور ایسی حالت میں وہ کیوں ناز نہ کرے۔

کی جگہ بعض دوسرے گورنروں کو مقرر کے احکامات جاری کئے عمر بن عبدالعزیز عمری کو مدینہ منورہ کی گورنری سے ہٹا کر اسحاق بن سلیمان کو مقرر کیا، یزید بن حاتم گورنر افریقہ کا انتقال ہو جانے پر روح بن حاتم کو اور روح بن حاتم کی وفات کے بعد اس کے بیٹے فضل کو گورنر مقرر کیا پھر جب یہ فضل ہو گیا تو ہرثمہ بن اعین کو مقرر کیا جیسا کہ آئندہ افریقہ کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

صوبہ عواصم کا قیام: ...... اسی زمانے میں تمام سرحدی علاقوں کو جزیرہ اور قنسرین سے الگ کر کے ایک الگ صوبہ بنایا اور اس کا نام عواصم رکھا۔ طرطوس کی تعمیر اور آباد کرنے کا حکم دیا۔ خلافت کے شروع ہی میں حج کرنے گیا حرمین شریفین میں انتہائی دریا دلی سے خیر و خیرات کیا۔ صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ الکائی جہاد کرنے گیا ہوا تھا ان دنوں مکہ اور طائف کی گورنری پر عبداللہ بن قشم، کوفہ کی گورنری پر عیسیٰ بن موسیٰ، بحرین، بصرہ، یمامہ، عمان، اہواز اور فارس کی گورنری پر محمد بن سلیمان بن علی۔

خراسان کا گورنر: ...... خراسان کی گورنری پر ابوالفضل بن سلیمان طوسی تھا پھر اس کو ہٹا کر جعفر بن محمد بن اشعث کو مقرر فرمایا جعفر نے خراسان پہنچ کے اپنے بیٹے عباس کو کابل کی طرف روانہ کیا چنانچہ عباس نے انتہائی بہادری سے کابل و سابہار کو فتح کیا اور جو کچھ وہاں تھا اس کو لوٹ لیا اس کے بعد ہارون رشید نے جعفر کو دربار خلافت میں طلب کر کے اور اس کی جگہ اس کے بیٹے عباس کو گورنر مقرر کیا موصل کی گورنری عبدالملک بن صالح کے ہاتھ میں ہارون الرشید نے اس کو ہٹا کر اسحاق بن محمد بن فرخ کو مقرر کیا کچھ عرصے اور ابوحنیفہ حرب بن قیس کو بھیج کر اسحاق کو دارالخلافت بغداد میں بلا بھیجا اور جب اسحاق دربار خلافت میں حاضر ہوا تو قتل کا حکم دے دیا اور اس کی جگہ ❶ اور ارمینیہ کی امارت سے یزید بن مزید بن زائدہ معن کے بھتیجے کو معزول کر کے عبداللہ بن المہدی کو مقرر کیا۔

روح ھمدانی کی وفات: ...... ۱۷۱ھ میں بنوتغلب کے صدقات وصول کرنے پر روح بن صالح ہمدانی مقرر کیا گیا تھا اتفاق سے بنوتغلب اور روح میں مخالفت پیدا ہو گئی روح نے ان کی سرکوبی کے خیال سے لشکر تیار کیا بنوتغلب کو اس کی خبر مل گئی رات کے وقت جمع ہو کر روح پر شب خون مارا اور اس کو اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت سمیت قتل کر دیا،

محمد بن سلیمان کی وفات: ...... ۱۷۳ھ ❷ میں محمد بن سلیمان بصرہ کے گورنر نے وفات پائی چونکہ اس کا بھائی جعفر بن سلیمان ہارون الرشید سے اکثر اس کی شکایتیں کرتا تھا کہ اس نے مسلمانوں کے حقوق اور مال غنیمت پر قبضہ کر کے خوب مال بنایا ہے اور اپنے آپ کو خلافت اور حکومت کا مستحق سمجھتا ہے۔ ہارون الرشید کے دل میں اس کے کہنے سننے سے محمد بن سلیمان کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا۔ جو محمد بن سلیمان کی وفات کے بعد اس طرح نکلا کہ اس کا مال واسباب، گھوڑے اور گھریلو سامان ضبط کر کے شاہی خزانہ میں جمع کر لیا۔ جنس کا کوئی شمار نہیں ہے۔ ساٹھ ہزار دینار تو نقد تھے محمد بن سلیمان کا علاوہ جعفر کے اور کوئی بھائی نہ تھا۔ جس نے محمد بن سلیمان کے مرنے پر وراثت کا دعویٰ کیا ہارون الرشید نے اس کے اقرار سے اس کو معقول کر دیا۔

سندھ ومکران کی گورنری: ...... ۱۷۴ھ میں ہارون الرشید نے اسحاق بن سلیمان کو سندھ و مکران کی گورنری عطا کی اور یوسف بن امام ابو یوسف کو امام صاحب کی زندگی میں ہی عہدہ قضاء پر مقرر فرمایا۔

امین کی ولی عہدی: ...... ۱۷۵ھ میں عیسیٰ بن جعفر بن المنصور (امین کے ماموں) اور فضل بن یحییٰ کی کوششوں سے ہارون الرشید نے اپنے بیٹے محمد ابن زبیدہ کی ولی عہدی کی بیعت لی اس وقت اس کی عمر پانچ سال تھی۔ اسی سنہ میں ہارون الرشید نے عباس بن جعفر کو خراسان کی امارت سے ہٹا کر خالد غطریف بن عطاء کندی کو مقرر فرمایا تھا۔

---

❶ ...... اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

❷ ...... ہمارے پاس موجود نسخے میں ۱۷۳ھ کے بجائے فقط ۱۷۳ھ تحریر ہے (تاریخ ابن خلدون جلد ۳، صفحہ ۲۲۵)

یحییٰ بن عبداللہ کی بغاوت: ...... ۱۷۵ھ میں عہدی کے بھائی یحییٰ بن عبداللہ بن حسن نے دیلم میں خلافت عباسیہ کے خلاف بغاوت کی تھوڑے ہی دنوں میں اس کا رعب وجلال بڑھ گیا ساتھیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی، چاروں طرف سے ٹڈی دل کے بادل کی طرح لوگ امڈے چلے آرہے تھے۔ ہارون الرشید نے ان کا سامنا کرنے کے لئے فضل بن یحییٰ کو پچاس ہزار فوج دے کر روانہ کیا۔ جرجان، طبرستان، اور رے وغیرہ کی گورنری بھی دی فضل نے بغداد سے نکل کے لشکر تیار کیا اور سامان واسباب سفر اکھٹا کر کے کوچ کر دیا طالقان پہنچ کر یحییٰ بن عبداللہ کے نام ایک خط لکھا جس میں شاہی عتاب کی دھمکی دی تھی اور خلافت عباسیہ کے رعب وداب سے ڈرایا تھا ساتھ ہی اس کے صلح کر لینے پر انعام و جاگیر کی امید دلائی تھی۔ دیلم کے گورنر سے بھی اس بارے میں خط وکتابت کی تھی۔ اور صلح کی صورت میں دس لاکھ درہم دینے کا وعدہ کیا تھا۔

فضل اور یحییٰ کی صلح: ...... یحییٰ کے دل پر اس خط کو پڑھنے سے ایسی ہیبت چھا گئی کہ صلح منظور کر لی لکھ بھیجا کہ مجھے اس شرط پر صلح منظور ہے کہ ہارون الرشید اپنے قدم سے صلح نامہ لکھ دے اور اس پر فقہاء، قضاۃ، بنو ہاشم سردار اور ان کے مشائخ کے دستخط ہوں میں ان سے عبدالصمد کے دستخط بھی ہوں۔

ہارون صلح نامہ بقلم ہارون رشید: ...... فضل نے ان تمام واقعات سے ہارون الرشید کو مطلع کیا ہارون الرشید نے اس شرط کے مطابق صلح نامہ لکھ کے ہدایا اور تحائف کے ساتھ فضل کے پاس روانہ کیا چنانچہ یحییٰ نے فضل کے ساتھ بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ ہارون الرشید نے نہایت تپاک سے ملاقات کی اور اپنے ہدایا وتحائف کا اس کو گرویدہ بنالیا۔ اس واقعہ کے بعد سے فضل کا اعزاز ہارون الرشید کے دربار خلافت میں بڑھتا گیا بالآخر ہارون الرشید نے یحییٰ برمکی کو قید کر دیا اور پھر یہ قید سے مرنے کے بعد ہی نکلا۔ ❶

عمر بن مہران کی گورنری: ...... موسیٰ بن عیسیٰ کو ہارون الرشید نے مصر کا گورنر مقرر کیا تھا چند دنوں بعد اس کے بارے میں دارالخلافت میں یہ خبریں پہنچنے لگیں کہ یہ امیر المؤمنین کا دشمن اور خلافت سنیہ کے انقلاب کا خواہش مند ہے۔ ہارون الرشید نے غصہ ہو کر مصر کی گورنری کا انتظام جعفر بن یحییٰ برمکی کے سپرد کیا اور عمر بن مہران کو گورنری کی سند دینے کے لئے پیش کرنے کا حکم دیا

عمر بن مہران کا حلیہ اور تقرری: ...... یہ شخص نہایت بدشکل، عجیب الخلقۃ احول (بھینگا) اور پست قامت تھا صورت وشکل نامناسب ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی نیچ وکم حیثیت لباس پہنتا تھا اور غلام کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھاتا تھا۔ جب دربار عام میں یہ پیش کیا گیا اور مصر کی گورنری کی خوش خبری اسے سنائی گئی تو اس نے یہ شرط پیش کی کہ ممالک مصر کے انتظام کے بعد اختیار میں رہے گی دارالخلافت سے اجازت حاصل کرنے کی مجھے ضرورت نہ ہو خلیفہ ہارون نے یہ شرط منظور کر لی اور عمر بن مہران رخصت ہو کر مصر روانہ ہوگیا۔

موسیٰ بن عیسیٰ اور عمر بن مہران: ...... اتفاق سے جس وقت عمر مصر پہنچا تھا اس وقت موسیٰ بن عیسیٰ جلسہ عام میں بیٹھا ہوا تھا ضرورت مند لوگ اپنی اپنی درخواستیں پیش کر رہے تھے۔ جب سب لوگ ادھر ادھر ہوگئے اور اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے۔ تو عمر بن مہران نے پوچھا شاہی فرمان موسیٰ بن عیسیٰ کے سامنے رکھ دیا موسیٰ نے مکمل پڑھ کر جناب ابو حفص کب تشریف لائیں گے؟ (ابو حفص عمر بن مہران کی کنیت تھی) عمر بن مہران نے جواب دیا ''ابو حفص میں ہی ہوں'' موسیٰ نے عمر بن مہران کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھ کر کہا ''لعن اللہ فرعون حیث قال الیس لی ملک مصر'' (اللہ کی فرعون پر لعنت ہو کمبخت اسی ملک مصر کی بادشاہی پر خدا ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا ''کیا میں مصر کا مستقل مالک نہیں ہوں'') غرض موسیٰ گورنری کا چارج دے کر بغداد چلا گیا اور عمر بن مہران مصر کے انتظام میں مصروف ہوگیا۔

عمر بن مہران کی ذہانت: ...... اس نے کاتب (سیکرٹری) کو حکم دیا کہ کسی کا تحفہ ونذر علاوہ نقد کے قبول نہ کیا جائے۔ لوگ ایک زمانہ سے

---

❶ ...... یحییٰ کے حالات، گرفتاری، قتل وغیرہ کے بارے میں اختلاف ہے تفصیلات کے لئے دیکھئے (مروج الذہب جلد ۳ صفحہ ۴۱۹)، (ابن اثیر کی الکامل جلد ۴ صفحہ ۳۳) اور (تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۴۰۸)

اس کے عادی ہو چکے تھے۔ کہ گورنر مصر کو ہدایا وتحائف دے کر خراج کو دبا لیا کرتے تھے۔ چنانچہ مصر والوں نے ہدایا وتحائف پیش کیے عمر بن مہران نے سب تحفوں پر ان کے پیش کرنے والوں کے نام لکھے اور بطور امانت خزانہ میں رکھوا دیئے۔

خراج کی وصولی:...... جب پہلی اور دوسری قسط عمر بن مہران نے انتہائی سختی وتشدد سے وصول کی تو تیسری قسط میں لوگوں نے شکایتیں کیں کہ ہم ہدایا وتحائف بھی دیتے ہیں اور پھر بھی ہم سے خراج سختی کے ساتھ وصول کیا جا رہا ہے۔ عمر بن مہران نے ان ہدایا وتحائف کو خزانہ سے نکلوا کر ان کے دینے والوں کے سامنے پیش کر کے پائی پائی کا حساب کر کے خراج وصول کر لیا اور تیسری ہی قسط میں مصر کا خراج پورا کر کے بغداد واپس آ گیا۔

دمشق کی بغاوت:...... اسی سنہ (یعنی ۱۷۶ھ) میں مضریہ وکانیہ کے درمیان دمشق میں بہت بڑا ہنگامہ بر پا ہوا مضریوں کا سردار ابولہیدام عامر بن عمارہ تھا جو خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مری کی اولاد سے تھا اصل فساد بنوقین و یمانیہ میں پیدا ہوا تھا اور وجہ یہ تھی کہ یمانیہ نے بنوقین کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا بنوقین اس کا معاوضہ کے لئے جمع ہوئے ان دنوں دمشق کا گورنر عبدالصمد بن علی تھا اس نے اس ہنگامہ کی خبر سن کر روساء وارا کین حکومت کو دونوں قبیلوں کو صلح کرنے کی غرض سے جمع کیا قینیہ تو سمجھانے بجھانے رک گئے اور یمانیہ نے حیلہ بہانے کر کے ٹال دیا مگر رات کے وقت غفلت کی حالت میں مضریہ پر حملہ کر کے ان میں سے تین سو یا چھ سو کو کاٹ ڈالا بنوقین نے قبائل قضاعہ وسلیم سے مدد طلب کی ان لوگوں نے مدد نہ دی تب بنوقین قیس کے پاس آئے اپنی بیکسی کمزوری اور مجبوری کو ظاہر کر کے مدد کی درخواست کی

قیس کا یمانیہ پر حملہ:...... چنانچہ قیس نے یہ درخواست منظور کر لی اور ان کے ساتھ بلقاء کی طرف کوچ کر دیا اور موقع پا کر آٹھ سو یمانیہ کو مار ڈالا دونوں گروہوں میں جنگ کا بازار گرم ہو گیا لڑائی طویل ہو گئی۔ دربار خلافت تک یہ خبریں پہنچیں تو خلیفہ نے انتظام صحیح رکھنے کے لئے عبدالصمد کو ہٹا کر ابراہیم بن صالح کو مقرر کیا دو سال تک فتنہ وفساد کی آگ جلتی رہی، دو سال کے بعد دونوں نے صلح کر لی۔ ابراہیم بن صالح کو بھی رات دن کے انتظام اور محنت سے فرصت نہ ملی دمشق پر اپنے بیٹے اسحاق کو اپنا نائب مقرر کر کے بطور وفد (ڈیپوٹیشن) دربار خلافت میں چلا آیا۔

قیس کی شکایات:...... چونکہ ابراہیم اور اسحاق کا میلان یمانیہ کی طرف تھا اس وجہ سے ابراہیم نے دربار خلافت میں پہنچ کر قیس کی طرح طرح کی شکایات بیان کیں۔ مگر کامیابی نہ ہوئی عبدالواحد بن بشر نے عذر ومعذرت کر کے صلح صفائی کر لی، اسحاق نے دمشق میں پھر ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ قیس کے ایک گروپ کو گرفتار کر کے پٹوایا اور تشہیر کرا کے قید کر دیا لوگ اس کی اس حرکت سے مشتعل ہو گئے ایک دن غسان نے قیس بن عیسیٰ کے بیٹے کو مار ڈالا اس کے بھائی نے حوران میں دواقیل سے اس کی شکایت کی اور مدد مانگی

دواقیل کا یمانیہ پر حملہ:...... چنانچہ دواقیل نے یمانیہ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے چند آدمیوں کو قتل کر دیا اس کے بعد یمانیہ نے کلیب بن عمر بن جنید بن عبدالرحمٰن کے مکان پر حملہ کر دیا کلیب تو بچ گیا مگر اس کا مہمان جو اس کے یہاں مقیم تھا مارا گیا اس مہمان کی ماں (سابہ) ابو ہیدام کے پاس روتی پیٹتی گئی ابو ہیدام نے کہا "صبر کرو ہم اس معاملہ کو امیر کے سامنے پیش کریں گے" اگر اس نے اس پر توجہ کی تو ٹھیک ورنہ امیر المومنین تو انصاف کریں گے اسحاق کو اس واقعہ کی خبر مل گئی۔ اس دوران ابو ہیدام بھی دارالامارت میں حاضر ہوا حاضری کی اجازت چاہی۔

ابو ہیدام اور اسحاق:...... اجازت نہیں دی گئی اس کے بعد کسی چور نے ایک یمانیہ کو مار ڈالا اور یمانیہ نے قبیلہ سلیم کے ایک شخص کو قتل کر دیا اور قبیلہ محارب کو جو ان کے ہمسایہ تھے لوٹ لیا محارب نے ابو ہیدام سے اس کا شکوہ کیا تو ابو ہیدام ان لوگوں کے ساتھ اسحاق کے پاس گیا۔ اسحاق نے اس کو دیکھ کر مقدمہ کی تحقیق کا وعدہ کر لیا اور خفیہ طور پر یمانیہ کو ابو ہیدام پر حملہ کرنے کی ہدایت کر دی۔

ابو ہیدام کے قتل کی کوشش:...... چنانچہ یمانیہ جمع ہو کر جابیہ کی طرف آئے ابو ہیدام کو اس کی خبر گئی مسلح ہو کر میدان جنگ میں آ گیا اور انتہائی مردانگی سے ان کو شکست دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور جیل کا دروازہ کھول دیا یمانیہ نے یہ دیکھ کر قبیلہ کلیب سے امداد کی درخواست کی ان لوگوں نے ان کی حالت پر ترس کھا کے مدد دی۔

ابو ہیدام کا دمشق پر قبضہ برقرار: ...... اور پھر مضریہ نے ابو ہیدام کے ساتھ صف آرائی کی چنانچہ باب توما پر دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی ابو ہیدام نے چار بار یمانیہ کو شکست دی اسحاق نے ابو ہیدام سے کہا کہ جنگ روک دو میں تمہارا فیصلہ کردوں گا۔ ابو ہیدام نے جنگ بند کردی اسحاق نے یمانیہ کو چپکے سے پیغام بھیجا کہ اس وقت جنگ اگرچہ بند ہوگئی ہے مگر جس وقت ابو ہیدام غافل ہو حملہ کردینا۔

ابو ہیدام کے قتل کی پھر کوشش: ...... ابو ہیدام کے جاسوسوں نے یہ خبر ابو ہیدام تک پہنچادی تو آگ بگولا ہوگیا دوبارہ سوار ہوکر میدان جنگ کی طرف نکلا اور ان کو شکست دی پھر دوبارہ باب توما پر ان کو شکست دی اس کے بعد یمانیہ، اردن، خولان اور کلیب وغیرہ کو جمع کر کے دمشق کی طرف بڑھے ابو ہیدام نے جاسوسوں کو خبر لانے کے لئے مقرر کیا جاسوسوں نے خبر لانے میں دیر کردی۔

ابو ہیدام پر پھر حملہ: ...... چنانچہ ابو ہیدام نے شہر جا کر کمر کھول دی اسحاق نے موقع پا کے ایک جاسوس کو ابو ہیدام کے بارے میں معلومات لانے کے لئے بھیجا اور جب اس کو ابو ہیدام کے بارے میں معلومات ملیں تو اس نے یمانیہ کو شہر کی دوسری طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا ابو ہیدام نے یہ خبر سن کر اپنے ساتھیوں کو یمانیہ پر پیچھے سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور خود سینہ سپر ہوکر سامنے سے حملہ کیا یمانیہ کو اس واقعہ میں بھی شکست ہوئی۔

اسحاق کی پھر تیاری: ...... یکم صفر ۱۷۶ھ اسحاق نے قصر حجاج کے قریب اپنے لشکر کو جمع کر کے ترتیب دیا ابو ہیدام کے سپاہی جو دمشق کے ارد گرد قصبوں اور دیہاتوں کو لوٹنے گئے ہوئے تھے۔ یہ خبر سن کر واپس آ گئے چنانچہ اسحاق کے بعض فوجیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی ابو ہیدام کے سپاہیوں نے ان کو شکست دے دی اور اکثر مکانات اور بعض دیہات کو جلا دیا۔

اہل دمشق کو ابو ہیدام کی امان: ...... دمشق کے آس پاس کے رہنے والوں نے ابو ہیدام سے امان کی درخواست کی ابو ہیدام نے امان دے دی جس سے فتنہ ختم ہوگیا اور لوگوں کو تسلی ہوئی ابو ہیدام نے اپنے سپاہیوں کو انتظام وحفاظت کی غرض سے دمشق کے اردگرد پھیلا دیا تھوڑے سے آدمی اس کے پاس رہ گئے اسحاق نے موقع مناسب پا کر اپنے لشکر کا امیر عذافر سکسکی کو مقرر کر کے ابو ہیدام پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اگرچہ ابو ہیدام کے دلیرانہ حملہ نے عذافر کو پسپا کردیا مگر اسحاق کے فوجی تین دن تک مسلسل لڑتے رہے۔

ابو ہیدام سے اسحاق کی مڈبھیڑ: ...... چوتھے دن اسحاق بھی تیار ہو کے میدان جنگ میں آیا اس وقت اس کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی اس کے علاوہ یمانیہ بھی اس کے لشکر میں تھے ابو ہیدام نے شہر سے نکل کے باب جابیہ پر مقابلہ کیا اسحاق کی فوج اس معرکہ میں بھی شکست کھا گئی اور اپنا مورچہ چھوڑ کے پیچھے ہٹ گئی اس کے بعد حمص کی فوج نے ابو ہیدام کے ایک گاؤں پر شب خون مارا ابو ہیدام نے اپنے ساتھیوں میں سے چند لوگوں کو اس کی روک تھام کے لئے روانہ کیا ان لوگوں نے حمص کی فوج کو شکست دے کر ان کے ایک بڑے گروہ کو مار ڈالا اور یمانیہ کے اکثر محلوں اور دیہاتوں کو جو غوطہ میں تھے جلا کے خاک کردیا۔

خلیفہ ہارون کا لشکر: ...... اس واقعہ کے بعد تقریباً ستر دن تک دونوں دشمن لڑائی سے رکے رہے یکم ربیع الآخر ۱۷۶ھ میں سندی خلیفہ ہارون کی طرف سے لشکر لے کر دمشق کے قریب پہنچا یمانیہ نے اس کو ابو ہیدام کی طرف سے بہکا دیا ابو ہیدام نے پیغام بھیجا کہ میں امیر المؤمنین کا متبع ہوں میری یہ مجال نہیں ہے کہ امیر المؤمنین کے حکم سے سرتابی کروں۔

ابو ہیدام کے خلاف لشکر: ...... سندی یہ سن کر دمشق میں داخل ہوا اور اسحاق دار حجاج میں جا پہنچا دوسرے دن سندی نے اپنے ایک سپہ سالار کو تین ہزار سپاہیوں کر ساتھ ابو ہیدام کی طرف روانہ کیا ابو ہیدام نے ان کے مقابلہ پر ایک ہزار جوانوں کو میدان جنگ میں نکالا سپہ سالار ان ہزار جوانوں کی شکل وصورت دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھا۔

ابو ہیدام سے صلح: ...... چنانچہ سندی کے پاس واپس آیا رائے دی کہ یہ لوگ موت کو زندگی سے افضل سمجھتے ہیں جس طرح بھی ممکن ہو ان سے صلح کرنا مناسب ہے سندی نے خط وکتابت کر کے ابو ہیدام سے صلح کرلی، صلح کے بعد ابو ہیدام نے حوران کی طرف کوچ کردیا اور سندی تین دن

تک دمشق میں ٹھیرا رہا۔ چوتھے دن موسیٰ بن عیسیٰ دمشق کا گورنر بن کے آیا اس نے لشکر کو ابو ہیدام کے گرفتار کرنے کے لئے مقرر کیا لشکر نے ابو ہیدام کے گھر کا محاصرا کرلیا، ابو ہیدام اپنے لڑکے اور ایک غلام کے ساتھ مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی موسیٰ کے سپاہی بھاگ گئے۔

فتنے کا خاتمہ: ......اس دوران ابو ہیدام کے سپاہی اس واقعہ سے خبردار ہو کر چاروں طرف سے دریا کی طرح امڈ آئے ابو ہیدام نے بصرہ کا رخ کیا موسیٰ نے اس کے تعاقب میں لشکر مقرر کیا ابو ہیدام ان کو پسپا کر کے بصرہ کی طرف چلا گیا (اور فتنہ دمشق کا خاتمہ ہو گیا) یہ واقعہ رمضان ۱۷۷ھ کا ہے۔

فتنہ کا دوسرا سبب: ......بعض مؤرخوں نے اس فتنہ وفساد کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کے ایک گورنر نے سجستان میں ابو ہیدام کے بھائی کو مار ڈالا تھا اس نے وہاں تو کچھ نہ کہا لیکن شام آ کر بہت بڑا گروہ جمع کرلیا اور فساد پھیلانا شروع کر دیا، خلیفہ رشید نے اس کے بھائی کو اس کے گرفتار کرنے پر متعین کیا چنانچہ وہ ابو ہیدام کو حکمت عملی کے تحت گرفتار کرلایا خلیفہ رشید نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے جعفر بن یحییٰ کو شام کی طرف روانہ کیا تھا چنانچہ جعفر اپنے حسن انتظام سے اس فساد کو ختم کر کے نیک نامی کے ساتھ دار الخلافت بغداد میں واپس آیا۔

موصل اور مصر کی بغاوت: ......۱۷۷ھ میں عطاف بن سفیان ازدی نے خراسان اور موصل پر قبضہ کرلیا تھا ان دنوں موصل کا گورنر محمد بن عباس ہاشمی تھا اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عبدالملک بن صالح تھا بہر حال عطاف نے تھوڑے ہی دنوں میں چار ہزار جنگجوؤں کو جمع کر کے موصل کا خراج وصول کرنا شروع کر دیا اور گورنر موصل بے بس دیکھتا رہا یہاں تک کہ خلیفہ ہارون موصل پہنچا اور اس نے موصل کے شہر پناہ کو گروا دیا عطاف بھاگ کر آرمینیہ سے رقہ چلا گیا اور وہیں گھر بنالیا۔

جوفیہ کی بغاوت: ......۱۷۸ھ میں جوفیہ نے (یہ قبیلہ قیس اور قضاعہ میں سے تھے) مصر کے گورنر اسحاق بن سلیمان سے بغاوت کی اور لڑنے کے لئے کھلے میدان میں آ گئے۔ خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو (یہ ان دنوں فلسطین میں تھا) مصر کی بغاوت ختم کرنے کے لئے مصر جانے کا حکم دیا۔ جوں ہی ہرثمہ نے مصر میں قدم رکھا جوفیہ کا دماغ درست ہو گیا بغاوت کی آگ ٹھنڈی ہو گئی خلیفہ ہارون نے انتظامات ٹھیک رکھنے کے لئے مصر کا گورنر ہرثمہ کو بنا دیا پھر ایک ماہ بعد اس کو ہٹا کر عبدالملک بن صالح کو گورنر مقرر کر دیا۔

گورنروں کی تبدیلی وتقرری اور خوارج کی سرکشی: ......مہدی وہادی کی خلافت میں خراسان کی گورنری پر ابو الفضل عباس بن سلیمان طوسی تھا خلیفہ ہارون نے اس کو ہٹا کر جعفر بن محمد بن اشعث خزاعی کو مقرر کیا اس نے خراسان پہنچ کر ۱۷۳ھ میں اپنے بیٹے عباس کو ایک لشکر جرار کے ساتھ کابل کی طرف روانہ کیا اور خود طخارستان پر جہاد کرنے کے لئے حملہ کیا عباس نے کابل اور سابہار کو فتح کر کے مرو کی طرف کوچ کیا اور جعفر طخارستان سے واپس (۳) رمضان ۱۷۳ھ کو عراق پہنچا۔ اس بعد خلیفہ ہارون نے جعفر بن محمد کو ہٹا کر اس کے بیٹے عباس بن جعفر کو گورنری کا عہدہ عطا کیا پھر کچھ عرصے بعد اس کو ہٹا کر خالد غطریف بن عطاء کندی کو ۱۷۵ھ میں خراسان، سجستان اور جرجان کی سند گورنری مرحمت کی۔

حصین خارجی کی بغاوت: ......خالد غطریف نے اپنی طرف سے داؤد بن یزید کو اپنا نائب بنایا۔ اور سجستان کا گورنر مقرر کیا اسی کی گورنری کے زمانے میں حصین خارجی نے (یہ قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام تھا) اہل اوق کی سازش سے علم بغاوت بلند کر دیا عثمان بن عمارہ گورنر سجستان نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا حصین نے اس کو شکست دے کر اس کے ایک بڑے گروپ کو قتل کر دیا۔ اور کامیابی کے جوش میں بادغیس، بوشنج اور ہرات کی طرف کوچ کیا خالد غطریف نے بارہ ہزار فوجیوں کا لشکر حصین کی گرفتاری اور جنگ کرنے کے لئے مقرر کیا حصین نے چھ سو فوجیوں کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس لشکر کو بھی زیر کر کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اس وقت سے حصین مسلسل خراسان کے آس پاس قتل وغارت کرتا رہا کسی معرکہ میں خراسان کے گورنر کو اس کے مقابلہ میں کامیابی نہیں ملی، ۱۷۷ھ میں اس کی بہادرانہ اور باغیانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

حمزہ خارجی کی بغاوت: ......۱۸۰ھ میں ماوراء النہر کے علاقوں میں جہاد کیا اور خلیفہ ہارون نے خراسان کی گورنری پر علی بن عیسیٰ بن ماہان کو مقرر کیا، بیس سال تک اس عہدے پر قائم رہا اسی کے زمانے میں حمزہ بن اترک خارجی نے بوشنج پر قبضہ کرنے کے لئے حملہ کیا ان دنوں ہرات کا

گورنر عمرو یہ بن یزید ازدی تھا اس نے چھ ہزار سواروں کے ساتھ حمزہ سے جنگ کی حمزہ نے اس کو شکست دے کر اس کے ساتھیوں میں سے ایک بڑے گروہ کو مار ڈالا ،عمرو یہ بن یزید اسی افراتفری میں دب کر مر گیا تب علی بن عیسیٰ نے اپنے بیٹے حسن ❶ کو دس ہزار فوجیوں کے ساتھ حمزہ کے ساتھ جنگ پر روانہ کیا مگر اس نے جنگ نہ کی علی بن عیسیٰ نے جھلا کر اس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ اپنے دوسرے بیٹے عیسیٰ بن علی کو مقرر کیا اس کی اور حمزہ کی جنگ ہوئی چنانچہ حمزہ نے شکست دے دی علی بن عیسیٰ نے تازہ دم فوج دے کر اس کو پھر حمزہ کے ساتھ جنگ پر واپس بھیجا۔

حمزہ کی شکست:۔۔۔۔۔نیشاپور میں جنگ کی نوبت آئی ایک خونریز جنگ کے بعد حمزہ شکست کھا کر قہستان کی طرف بھاگا عیسیٰ کے لشکر نے تعاقب کیا حمزہ کے سپاہیوں میں سے ان چالیس آدمیوں کے علاوہ جو اس کے ساتھ قہستان بھاگ گئے تھے اور کوئی نہ بچ سکا۔

خوارج کا قتل عام:۔۔۔۔۔اس کے بعد عیسیٰ نے اوق ،جوین اور ان قصبوں اور دیہات کی طرف اپنے لشکر کو روانہ کیا جو حمزہ کی امداد کر رہے تھے اور نہایت بے رحمی سے خوارج کے خون کی ندیاں بہادیں تقریباً تیس ہزار خارجی اس قتل عام میں مارے گئے ۔ جنگ کے بعد عیسیٰ مقام ''زرنج'' میں عبداللہ بن عباس نسفی کو اپنا نائب مقرر کر کے واپس آیا اور عبداللہ بن عباس نے خراج اور مال غنیمت جمع کرا کے زرنج سے کوچ کیا۔

حمزہ کا طریقہ کار:۔۔۔۔۔حمزہ کو اس کی اطلاع مل گئی اس لئے راستے میں غفلت کی حالت میں عبداللہ سے چھیڑ چھاڑ کی عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے نہایت استقلال اور مردانگی سے مقابلہ کیا بالآخر حمزہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس کے اکثر سپاہی اس معرکہ میں مارے گئے اس واقعہ کے بعد حمزہ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اردگرد کے دیہاتوں قصبوں پر ان کی لاعلمی میں شب خون مارتا اور وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لیتا تھا کسی خاص گاؤں میں نہیں ٹھیرتا تھا۔

خوارج کی قسمیں:۔۔۔۔۔اسی زمانہ میں علی بن عیسیٰ نے طاہر بن حسین کو بوشنج پر مقرر کیا تھا حمزہ نے یہ سن کر طاہر کی طرف رخ کیا اتفاق سے ایک چھوٹا سا گاؤں راستے میں مل گیا چنانچہ وہاں لوٹ مار کر کے وہاں کے باشندوں کو گرفتار کر لیا طاہر بھی یہ خبر سن کر ڈر کے مارے بھاگ گئے ۔ یہ وہی خوارج تھے جو حکم (ثالث) مقرر کرنے کے خلاف تو تھے مگر لڑتے نہ تھے اور ''محکمہ'' خوارج کا وہ گروپ تھا جو وقتاً فوقتاً موقع پا کر جنگ پر تیار ہو جاتا تھا اور اس کا شعار ''لاحکم الاللہ'' ❷ تھا ان لوگوں نے حمزہ کو روزانہ خونریزی اور بغاوت سے باز آنے کو لکھا چنانچہ حمزہ نے وعدہ کر لیا لیکن اس کی فتنہ پسند طبیعت کو چین نہ آیا چند دنوں بعد وعدہ شکنی کر کے پھر لوٹ مار شروع کر دی اور امن عامہ میں خلل پیدا کرنے لگا اسی وجہ سے اس سے اور علی کے ساتھیوں سے بہت سی جنگیں ہوئیں۔

مامون کی ولی عہدی:۔۔۔۔۔ ۱۸۲ھ میں خلیفہ ہارون نے اپنے بیٹے عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی یہ امین کے بعد تخت خلافت کا وارث ہوا اور المامون کا مبارک لقب اختیار کیا اور خراسان اور اس کے قریبی صوبوں کی ہمدان تک کی سند گورنری اسے عطا کی اس کے بعد عیسیٰ بن علی یعنی خراسان کے گورنر کو بلا کر مامون الرشید کی جانب سے مقرر کر کے خراسان کی طرف واپس بھیج دیا۔

وھب بن عبداللہ نسائی کی بغاوت:۔۔۔۔۔اسی سنہ میں ابوخصیب وہب بن عبداللہ نسائی خراسان میں علم بغاوت بلند کر کے خراسان کے قریبی علاقوں میں لوٹ مار کرنے لگا مگر پھر شاہی شان شوکت سے خوف زدہ ہو کر امان کا طلب گار ہوا چنانچہ اسے دیدی گئی ۔اس واقعہ کے بعد ہی یہ خبر مشہور ہوگئی کہ بادغیس میں حمزہ خارجی نے بغاوت پھیلا دی ہے اور قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے ۔چنانچہ عیسیٰ بن علی نے حمزہ پر حملہ کر دیا اور مقابلہ ہوا تو عیسیٰ نے حمزہ کے ساتھیوں میں سے دس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور کامیابی کے جوش میں کابل وزابلستان تک بڑھتا چلا گیا

ابوخصیب کی وعدہ شکنی:۔۔۔۔۔ابوخصیب نے میدان خالی دیکھ کر عہد شکنی کر دی اور بلوائیوں کا ایک بہت بڑا گروپ جمع کر کے ابیورد،

❶ ۔۔۔۔۔ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد ۶ صفحہ ۵۰ پر حسن کے بجائے حسین تحریر ہے ۔

❷ ۔۔۔۔۔ترجمہ: یعنی حکم تو اللہ ہی کا چلے گا۔

نسا،طوس اور نیشاپور پر قبضہ کر کے مرو پر حملے کا ارادہ کرلیا چونکہ ''اہل مرو'' اس کے فتنہ وشر سے لاعلم تھے اس لئے محاصرہ میں آ گئے مگر ان کی متفقہ کوشش سے ابوخصیب پسپا ہوکر سرخس کی طرف واپس چلا گیا۔

ابوخصیب کا قتل: .....۱۸۶ھ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان ابوخصیب کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا مرو سے ایک لشکر جرار لے کر ابوخصیب پر حملہ کردیا چنانچہ مقام ''نساء'' میں جنگ ہوئی جس میں ابوخصیب مارا گیا اور اس کے بیوی بچے قیدی بنا لئے گئے ابوخصیب کی زندگی کے خاتمے سے خراسان کی بغاوت کا خاتمہ ہوگیا اور بغاوت کی آگ جو ایک عرصے سے جل ہی تھی بجھ گئی۔

علی بن عیسیٰ کی شکایت ۱۸۹ھ میں خراسان کے سرداروں نے علی بن عیسیٰ کی بداخلاقی بدسلوکی، ظلم اور سخت گیری سے تنگ آ کر دربار خلافت میں شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے ہم پر ظلم وستم ڈھانے کے علاوہ خلافت وسلطنت کو بھی درہم وبرہم کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے خلیفہ رشید نے یہ خبر سن کر ''رے'' پر حملے کا ارادہ کرلیا جیسے ہی خلیفہ ہارون کا لشکر ''رے'' پہنچا علی بن عیسیٰ ہدایا، تحائف اور قیمتی ساز وسامان لے کر حاضر ہوا خلیفہ ارا کین حکومت ،اور شاہی خاندان کے سب ممبروں کے سامنے نذریں پیش کیں اس سے خلیفہ ہارون کے خیالات بدل گئے خوش ہوکر دوبارہ اسے خراسان کا گورنر بنادیا اور رے، طبرستان، دبناوند، قومس اور ہمدان کے صوبہ کو بھی اس کی حکومت میں شامل کردیا۔

خاقان کی شکست: .....اس واقعہ سے پہلے ۱۸۸ھ میں علی بن عیسیٰ نے اپنے بیٹے عیسیٰ بن علی کو جنگ خاقان پر مقرر کیا تھا چنانچہ عیسیٰ بن علی خاقان کو شکست دے کر اس کے بھائی کو گرفتار کرلایا تھا۔

رافع بن لیث کی بغاوت: .....۱۹۰ھ میں رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں بغاوت کی شاہی فوج سے ایک مدت دراز تک جنگیں ہوتی ہیں انہیں جنگوں میں اس کے بیٹے عیسیٰ نے وفات پائی تھی۔

علی بن عیسیٰ کی بدتمیزیاں: .....اس کے بعد خلیفہ ہارون نے علی بن عیسیٰ کو چند وجوہات کی بناء پر (۱۹۱ھ میں) عہدے سے ہٹادیا ان میں سے ایک یہ وجہ تھی کہ یہ لوگوں کو ہیچ سمجھتا تھا اور سرداروں کی توہین کرتا تھا ایک روز حسین بن مصعب (یہ طاہر بن حسین کے والد تھے) علی بن عیسیٰ سے ملنے گئے تھے ان سے علی بن عیسیٰ انتہائی بدسلوکی سے پیش آیا سخت کلامی کی ،اور فحش کلمات سے مخاطب کر کے قتل کردینے کی دھمکی دی۔

علی بن عیسیٰ کی برطرفی: .....ایسا ہی واقعہ ہشام بن فرخسرو ❶ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا ہشام نے اس واقعہ کے بعد فالج کا بہانہ کر کے علی کے خوف سے نشینی اختیار کرلی لوگوں نے گھر سے نکلنے پر اصرار کیا لیکن نہ نکلا یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ کو معزول کردیا گیا باقی رہا حسین وہ پریشانی کی حالت میں دربار خلافت پہنچا شکایت کی امن کا طلب گار ہوں خلیفہ ہارون نے امن دی۔

علی بن عیسیٰ کو ہٹانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی: .....جب اس کا بیٹا عیسیٰ ''جنگ رافع'' میں مارا گیا تو ایک لونڈی نے عیسیٰ کے کسی خادم سے باتوں باتوں میں یہ کہا کہ بلخ کے فلاں باغ میں تیس ہزار دینار عیسیٰ نے دفن کردئیے ہیں اس خادم نے اپنے ملنے والوں سے تذکرہ کیا رفتہ رفتہ عوام میں یہ راز پھیل گیا عوام یہ سن کے دوڑ پڑے باغ میں گھس کے لوٹ کرلے گئے۔

علی بن عیسیٰ کا جھوٹ: .....خلیفہ ہارون رشید کے کان تک دینار لوٹنے کی خبر پہنچی تو اس نے جھلا کر علی بن عیسیٰ کو معزول کردیا (کیونکہ علی بن عیسیٰ ہمیشہ خزانہ کی کمی کی شکایت کرتا تھا اور اس بات کا یقین دلاتا کہ اس نے رافع سے جنگ میں اپنی عورتوں کے زیورات فروخت کر کے فوج کشی کی تھی)

ہرثمہ گورنر خراسان: .....پھر ہرثمہ بن اعین کو طلب کر کے خراسان کا گورنر بنادیا۔ رجاء خادم کو اس کے ساتھ روانہ کیا خلیفہ نے یہ فرمان اپنے قلم سے تحریر کیا تھا اور اس راز کو چھپانے کی سخت تاکید کی تھی اور یہ ہدایت کردی تھی کہ یہ ظاہر کرنا کہ خلیفہ نے مجھے علی بن عیسیٰ کا مددگار ومعاون مقرر

---

❶ .....اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۸۱ سے لکھا گیا ہے۔

کر کے روانہ کیا ہے۔ ہرثمہ نے نیشاپور پہنچ کر انتظام شروع کر دیا اپنے ساتھیوں کو نیشاپور میں مقرر کر کے مرو پہنچا۔

علی بن عیسیٰ کی گرفتاری:...... جب علی بن عیسیٰ سے ملاقات ہوئی، چنانچہ اس کو اس کے بہوہ بچوں اور متعلقین کو گرفتار کر کے ان کا مال واسباب ضبط کر لیا جس کی قیمت آٹھ لاکھ تھی جو بغیر کجاوے کے سوار کرا کے دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ کیا۔

رافع بن لیث کا محاصرہ:...... اس کے بعد ہرثمہ نے ماوراءالنہر کی جانب کوچ کیا اور رافع بن لیث کا سمرقند میں محاصرہ کیا آخر کار طویل محاصرہ سے گھبرا کے رافع نے امن طلب کیا ہرثمہ نے امن دیدیا اور چند دن سمرقند میں رکا رہا۔ مرو میں ہرثمہ کے آنے کا واقعہ ۱۹۳ھ کا ہے۔

امین اور مامون کی ولی عہدی کی تجدید:...... ۱۸۶ھ میں خلیفہ ہارون نے انبار سے حج کے ارادے سے مکہ معظمہ کا سفر اختیار فرمایا اس کے ساتھ اس کے تینوں بیٹے محمد امین، عبداللہ مامون، اور قاسم تھے۔ اس نے سب سے پہلے امین کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی اور اس کو عراق، شام اور عرب کی حکومت عطا کی تھی اس کے بعد مامون کو ولی عہد مقرر کیا اور اس کو خراسان اور ہمدان کے صوبوں پر انتہائی مشرق تک کے علاقے دئے تھے اور مامون کے بعد اپنے تیسرے بیٹے قاسم کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی۔ اور اس کو موتمن کا لقب دیا تھا مگر مامون الرشید کو اس بات کا اختیار دیا تھا کہ اگر موتمن نالائق ثابت ہو تو اسے معزول کر دے اور اگر لائق ثابت ہو تو اس کو جزیرہ، ثغور اور عواصم کی حکومت دے دی جائے۔

ہارون اور اہل حرمین:...... مدینہ منورہ پہنچ کہ اہل مدینہ کو انعامات دیئے اور مستحقین میں خیرات تقسیم کی جس کی تعداد ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار تھی اسی طرح مکہ معظمہ میں بھی بڑی سخاوت سے کام لیا۔

مامون اور امین سے معاہدے:...... فقہاء، قضاۃ اور سرداران لشکر کو بلوا کر دونوں شہزادوں کی طرف سے الگ الگ عہد نامے لکھوائے ایک امین کی طرف سے مامون کے ساتھ وفا کرنے کا۔ دوسرا مامون کی طرف سے تھا امین کے ساتھ وعدہ نبھانے کا۔ پھر ان دستاویزات کو گواہوں سے مکمل کرا کے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا پھر جب ۱۸۹ھ میں طبرستان گیا اور وہاں کچھ عرصہ قیام پذیر رہا تو لشکر کے سرداروں وارا کین حکومت کو جمع کر کے یہ کہا کہ یہاں پر جو کچھ میرے لشکر میں مال، خزانہ، آلات جنگ اور ساز وسامان ہے اس کا مالک مستقل صرف مامون ہے اور ان لوگوں سے مامون کی ولی عہدی کی تجدید بیعت کر کے بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ اسی طرح بغداد میں شہر کے سرداروں لشکر کے سرداروں کو جمع کر کے امین کی ولی عہدی کی بیعت کی تجدید کی۔

برامکہ کا عروج اور زوال:...... ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ خالد بن برمک شیعہ فرقہ کے بڑے لوگوں میں سے تھا اور حکومت عباسیہ میں جو اعزاز اور رتبہ اس کے خاندان کو حاصل تھا وہ کسی اور ارا کین کو نصیب نہ تھا بڑی بڑی ولایتوں اور صوبوں کے برامکہ ہی مالک اور حکمران تھے۔ خلیفہ منصور نے موصل اور آذربائیجان کی گورنری پر خالد کو مقرر کیا تھا اور اس کے بیٹے یحییٰ کو آرمینیہ کی حکومت عطا کی تھی خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کی تربیت اسی کے سپرد فرمائی تھی چنانچہ اس نے اس خدمت کو نہایت عمدگی سے انجام دیا تھا اور خلیفہ ہادی سے جبکہ اس نے ہارون کو معزول کر کے اپنے بیٹے کو وہی عہد بنانے کا ارادہ کیا تھا اسی نے کھلم کھلا مخالفت کی تھی اسی بناء پر خلیفہ ہادی نے اس کو قید کرا دیا تھا فلہذا جب ہارون خلیفہ بنا تو وزارت یحییٰ کے سپرد کر کے امور مملکت کے سیاہ وسفید کرنے کا اختیار دیدیا۔

برامکہ کا تعارف:...... یحییٰ پہلے تو خیزراں (ہارون الرشید کی والدہ) کی رائے سے حکومت کے معاملات دیتا تھا لیکن جب یہ مرگئی تو اس کا قدم استقلال اور استحکام کے ساتھ سلطنت میں جم گیا اس کا بہت بڑا خاندان تھا حقیقی اور چچازاد بھائی اور بھتیجے کثرت سے تھے اس کے بیٹے جعفر، فضل اور محمد حکومت کے معاملات میں اپنے باپ کی طرح دخل انداز تھے خلیفہ سے قربت کا انکو بہت بڑا حصہ حاصل تھا خلیفہ سے ان کو خاص تعلق تھا اور فضل تو خلیفہ ہارون کا رضاعی بھائی تھا فضل کی ماں نے ہارون کو اور ہاروں کی ماں خیزران نے فضل کو دودھ پلایا تھا اور چونکہ ہارون نے یحییٰ کی گود میں پرورش پائی تھی اسی وجہ سے ادب سے یحییٰ کو باپ کے خطاب سے مخاطب کیا کرتا تھا۔

جعفر اور فضل کی وزارت:......(یحییٰ کے بوڑھے ہو جانے پر) فضل اور جعفر کو عہدہ وزارت عطا کیا گیا تھا اس سے پہلے جعفر کو مصر و خراسان کا گورنر بھی بنایا تھا اور جن دنوں مضریہ اور یمانیہ کے درمیان شام میں فتنہ وفساد برپا ہو گیا تھا اسی کو اس ہنگامہ کے ختم کرنے کے لئے منتخب کیا تھا چنانچہ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا اور نیک نامی کے ساتھ واپس آیا تھا فضل کو بھی مصر و خراسان کی حکومت دی گئی تھی اور جب یحییٰ بن عبداللہ علوی نے بسازش ویلم سر اٹھایا تھا تو فضل ہی کو خلیفہ ہارون نے یحییٰ بن عبداللہ کی طرف روانہ کیا تھا اسی کی حکمت عملی اور سیاہی چالوں سے یحییٰ بن عبداللہ نے خلیفہ کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اور مامون کی ولی عہدی کے بعد جعفر بن یحییٰ کو تربیت کی خدمت سپرد کی تھی ان تمام مہمات، انتظامات اور ملکی خدمات کو ان لوگوں نے نہایت حسن وخوبی سے انجام دیا۔ رعایا سے خلیفہ تک سب ان کے مداح تھے۔

برامکہ کی طرف سے ناگواری:......رفتہ رفتہ ان کا اقتدار اور جاہ وجلال حکومت وسلطنت میں اس حد تک بڑھ گیا کہ خلیفہ کا صرف نام ہی نام رہ گیا تھا حکومتی معاملات کے سیاہ وسفید کے یہی مالک تھے۔ سرداروں کو اس بات سے حسد پیدا ہو گیا چنانچہ موقع پا کر خلیفہ سے شکایتیں کرنے لگے آئے دن کی شکایات، سے خلیفہ کے دل میں بھی برامکہ کے خلاف اور جعفر کی طرف سے ایک ناگواری پیدا ہوگئی کیونکہ بہرحال وہ بھی انسان ہی تھا، چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور کوتاہیوں کو ان آنکھوں سے دیکھنے لگا جس سے سنگین اور ناقابل معافی جرائم دیکھے جاتے تھے۔

خلیفہ کی ناراضگی کا سبب:......کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کی ناراضگی کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ خلیفہ نے یحییٰ بن عبداللہ کو جب کہ فضل برمکی اس کو ویلم سے چالاکی سے لے آیا تھا جعفر برمکی کے ہاں نظر بند کر دیا تھا اور اس نے اس کو خلیفہ کی اجازت کے بغیر ہی رہا کر دیا فضل بن ربیع نے خلیفہ کے کان تک یہ واقعہ پہنچا دیا۔ خلیفہ نے جعفر سے جواب طلب کیا جعفر نے اس خبر کی تصدیق کر دی خلیفہ کو جعفر کی اس خودسری اور ایسے باغی ملزم کے رہا کر دینے سے کشیدگی پیدا ہوئی اور وقتاً فوقتاً لوگوں کی شکایتوں سے یہ ناگوری بڑھتی گئی بالآخر صاف طور سے اپنی ناراضی کو ظاہر کرنے لگا اور بات بات پر اعتراض کرنے لگا۔

یحییٰ سے ناگواری:......ایک روز یحییٰ بن خالد اپنی عادت کے مطابق خلیفہ کی خدمت میں بغیر اطلاع حاضر ہوا اتفاق سے اس وقت شاہی طبیب جبرئیل بن بختیشوع بیٹھا ہوا تھا خلیفہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا" کیوں جبرئیل تمہارے گھر میں بھی لوگ یوں ہی بغیر اطلاع دیئے چلے آتے ہیں" عرض کی" یہ ناممکن ہے" پھر یحییٰ کی طرف متوجہ ہوا یحییٰ نے جواب دیا" امیر المؤمنین! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے میں ہمیشہ بغیر اجازت حاضر ہوتا تھا اگر پہلے سے مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری بغیر اطلاع حاضری آپ کو ناگواری گزرتی ہے تو میں خود کو اسی طبقہ میں رکھتا" خلیفہ نے شرم سے گردن جھکا کر کہا" تم اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرو میں نے یوں ہی ایک بات کہہ دی ہے"۔

ناگواری کے اثرات:......ہمیشہ کا دستور تھا کہ جب یحییٰ دربار خلافت میں آتا تو حاجب، دربان اور خدام تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر ناگواری کے بعد خلیفہ ہارون کے حکم سے مسرور (خادم) نے تعظیم کرنے سے منع کر دیا چنانچہ جس وقت یحییٰ دربار خلافت میں حاضری کی غرض سے آتا تو دربان منہ پھیر لیتے تھے ایک مدت اسی حالت میں گذر گئی۔

جعفر برمکی کا قتل، برامکہ کی تباہی:......۱۸۷ھ میں حج سے واپسی کے وقت خلیفہ ہارون نے انبار میں قیام کیا جعفر بھی ساتھ تھا ایک دن رات کے وقت خلیفہ ہارون نے مسرور (اپنے خادم خاص) کو کلادوں کی ایک جماعت سمیت بلوا کر کے حکم دیا کہ تو اسی وقت جعفر کے خیمہ میں جا اور دروازے پر بلا کے اس کا سر اتار لا مسرور یہ سن کے کانپ اٹھا بار بار عرض کرتا رہا کہ آپ اس حکم کو غور کر کے صدر فرمایئے مگر خلیفہ ہارون نے ڈانٹ کر کہا" نہیں! تجھے اس حکم کی تعمیل کرنا ہوگی" چنانچہ مسرور سہم گیا پھر خلیفہ زمین پر چھڑی پٹک کر بولا جا اسی وقت اس حکم کی تعمیل کر ورنہ تیری خیر نہیں ہے "مسرور یہ دیکھ کے کہ خلیفہ کا غصہ بڑھتا جا رہا ہے اس سے رخصت ہو کر جعفر کے خیمہ میں آیا اور جعفر کا سر اتار کر خلیفہ ہارون کے سامنے لا کر رکھ دیا خلیفہ نے اسی رات فضل برامکی کو گرفتار کرا کے قید کر دیا اور یحییٰ کے مکانات، جاگیریں، خدام اور مال واسباب کی ضبطی کا ایک گشتی فرمان تمام ملک میں بھیج دیا اور برامکہ کے ہر چھوٹے بڑے کو جیل میں ڈال دیا۔

جعفر کا حشر:۔۔۔۔۔ اگلے دن جعفر کی لاش بغداد روانہ کی اور یہ حکم دیا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے پل کے دونوں طرف آدھے آدھے لٹکا دیئے جائیں۔ اس شاہی غصے سے صرف محمد بن خالد برمکی محفوظ رہا۔ خلیفہ ہارون کا یہ ایک احسان تھا کہ اس نے یحییٰ اور اس کے بیٹوں فضل، محمد اور موسیٰ پر کسی قسم کی سختی نہیں کی۔

عبدالملک کی گرفتاری:۔۔۔۔۔ اس کے بعد عبدالملک بن صالح بن علی پر یہ الزام لگایا گیا کہ یہ برامکہ کا خیر خواہ اور دوست ہے۔ خوبی قسمت سے یہ شکایت عبدالملک کے بیٹے عبدالرحمن نے کی تھی کہ اس کو بھی خلافت حاصل کرنے کا دعویٰ ہے خلیفہ نے اس کو فضل بن ربیع کے پاس نظر بند کر دیا دوسرے دن دربار میں طلب کر کے ڈرا دھمکا کے حال دریافت کرنے لگا۔

عبدالملک کا انکار جرم:۔۔۔۔۔ عبدالملک نے حلفاً اس جرم سے انکار کیا اور اپنی پہلائی خدمات کا اظہار کر کے اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار کی گواہی دینے کے لئے اس کا تب پیش کیا گیا۔ عبدالملک نے کہا ''یہ جھوٹا ہے'' پھر اس کا بیٹا عبدالرحمن بلایا گیا عبدالملک نے عرض کی اس کی گواہی بھی قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ مامور معذور ہے یا عاق فاجر ہے'' خلیفہ ہارون یہ کہتا ہوا دربار عام سے اٹھ کھڑا ہوا'' تو ان دو سے زیادہ اور عادل شاہد کہاں سے آسکتے ہیں خیر میں اس بارے میں غور کروں گا دیکھوں اللہ تعالیٰ کی کیا مرضی ہے کیونکہ وہی میرے اور تیرے درمیان میں فیصلہ کرے گا۔

عبدالملک کا جواب:۔۔۔۔۔ عبدالملک نے جواب دیا بہتر میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم ہونے اور امیر المؤمنین کے حاکم ہونے پر راضی ہوں کیونکہ مجھے پورا یقین ہے کہ امیر المؤمنین اپنی خواہش نفسانی کو اللہ کی رضا پر ترجیح نہ دیں گے،

دربار میں دوبارہ طلبی:۔۔۔۔۔ پھر دوسرے دن خلیفہ ہارون نے اس کو دربار طلب کیا وہ جان کے ڈر سے کانپتا ڈرتا ہوا حاضر ہوا اور اپنے تعلقات، خدمات اور خیر وخواہیاں ظاہر کرنے لگا خلیفہ ہارون نے کہا'' واللہ اگر بنی ہاشم کو صفحہ ہستی پر باقی رکھنے کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں بے شک تجھے قتل کر ڈالتا'' یہ کہہ کر اسے جیل بھیج دیا۔

عبدالملک کی رہائی:۔۔۔۔۔ اس کے بعد عبداللہ بن مالک (یہ محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ تھا) حاضر ہوا باتوں باتوں میں عبدالملک کا ذکر آ گیا عبداللہ بن مالک نے عرض کی ''امیر المؤمنین! سچ تو یہ ہے کہ عبدالملک آپ کا بڑا خیر خواہ اور جان نثار ہے میں آج تک اس میں کسی قسم کی برائی نہیں دیکھی'' خلیفہ ہارون نے فرمایا ''اگر تم کو اس کی حرکات وسکنات اور افعال سے مکمل اطمینان ہے تو میں اس کو رہا کر دیتا ہوں'' عرض کی ''چونکہ آپ نے اس کو قید کر دیا ہے لہذا اچانک رہائی نامناسب ہے مگر نرمی کیجئے'' خلیفہ ہارون نے ایسا ہی کیا اور وظیفہ مقرر کر دیا یہاں تک کہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ امین نے اس کا رہا کر دیا۔

یحییٰ سے ہارون کا شکوہ:۔۔۔۔۔ اس واقعہ کے بعد خلیفہ ہارون نے برامکہ قیدیوں پر سختی شروع کر دی یحییٰ برمکی کے پاس ملامت بھرا پیغام بھیجا ''تم نے مجھ سے عبدالملک کے باغیانہ خیالات چھپائے یہ تمہارے لئے مناسب نہ تھا'' یحییٰ نے یہ پیغام سن کر جواب دیا ''امیر المؤمنین! خود یہ خیال فرما سکتے ہیں کہ عبدالملک مجھ کو اپنے ایسے خفیہ راز کیوں بتلائے گا میں تو حکومت کے خیر خواہ میں سے تھا اور اگر مجھے یہ بات اشارۃً کنایۃً کسی طرح بھی معلوم ہو جاتی تو میں اس کا آپ سے زیادہ دشمن بنتا نعوذ باللہ! آپ ایسے خیالات اپنے دماغ عالی سے دور کیجئے ہاں یہ ضرور تھا کہ میں مذہبی تقدس کی وجہ سے اس سے محبت رکھتا تھا اور میرا گمان تو یہ ہے کہ اس میں مذہبی تقدس سب عباسیوں سے بڑھ کر ہے''

یحییٰ کو بیٹے کے قتل کی دھمکی:۔۔۔۔۔ پیامبر نے یہ خلیفہ ہارون تک پہنچایا خلیفہ نے پیامبر کو پھر الٹے پاؤں یحییٰ کے پاس بھیجا اور یہ دھمکی دی کہ اگر صحیح صحیح واقعہ بیان نہ کرو گے تو میں تمہارے بیٹے فضل کو قتل کر دوں گا۔ یحییٰ نے جواب دیا ''امیر المؤمنین کو اختیار ہے کیونکہ ہم لوگوں کی جانیں آپ کے قبضہ میں ہیں جو چاہیں کریں'' قاصد نے یہ سن کر فضل کا ہاتھ پکڑ لیا اور ساتھ لے گیا یحییٰ زار وقطار رونے لگا فضل اپنے بوڑھے اور مصیبت زدہ باپ سے رخصت ہو گیا یحییٰ نے رخصت کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی دعا دی۔ خلیفہ ہارون کے حکم کے مطابق قاصد نے فضل کو تین دن

تک دوسری جگہ قید رکھا جب ان دونوں آدمیوں سے اس کے بارے میں معلومات نہ ہوئی تو دوبارہ دونوں کو ایک ہی جگہ قید کر دیا۔

ابراہیم کا نہیک کا جوش کا انتقام:......ابراہیم بن عثمان بن نہیک جعفر برمکی کے قتل کے بعد اکثر برامکہ کا ذکر کر کے رویا کرتا تھا اور اس کی قوم بھی اس کے ساتھ روتی تھی ابراہیم کی روتے روتے یہ حالت ہو جاتی تھی کہ دیوانہ وار جعفر کا قصاص مانگنے لگتا تھا اور جب کنیزوں کے ساتھ مجلس عیش میں نبیذ پینے بیٹھتا تھا تو تلوار ہاتھ میں لے کر کہتا تھا واجعفراہ واسیداہ واللہ لا ثارن بک الاقتلن قاتلک (ہائے میرے سردار واللہ میں تمہارے خون کا بدلہ ضرور لوں گا اور تمہارے قاتل کو ضرور قتل کروں گا)۔

ابراہیم کا بیٹے کے ہاتھوں قتل:......ابراہیم کا یہ جوش انتقام دیکھ کر اس کے بیٹے اور حفصنے کا کہ خلیفہ ہارون کو اطلاع کر دی خلیفہ ہارون نے ابراہیم کو بلوایا اور اس سے جعفر کے قتل پر افسوس وندامت کا اظہار کرنے لگا ابراہیم نے رو کر جواب دیا'' واللہ امیر المؤمنین آپ نے بہت بڑی غلطی کی'' ہارون الرشید یہ سن کے جھلا گیا اور جھڑک کر بولا'' چل اٹھ یہاں سے'' ابراہیم جیسے ہی اٹھا اس کے بیٹے نے پیچھے سے تلوار کا ایک ہاتھ مارا جس کے صدمہ سے چند دن بعد مر گیا کہا جاتا ہے کہ ابراہیم کے بیٹے نے ہارون کے حکم سے یہ کام کیا تھا۔

یحییٰ برمکی کی وفات:......یحییٰ برمکی مسلسل کوفہ ہی کے جیل میں رہا یہاں تک کہ ۱۹۰ھ میں انتقال کر گیا اس کے بعد اس کے بیٹے فضل نے ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ خاندان برامکہ دنیا کے اچھے خاندانوں میں دے تھے اور ان کی حکومت بڑی حکومتوں میں سے تھی اور یہ لوگ حکومت اور ملت کے چہرہ کی زیبائش تھے۔

مترجم کی وضاحت:......(مترجم) علامہ مؤرخ نے خاندان برامکہ کے جتنے حالات تحریر فرمائے ہیں وہ نہایت بچے تلے ہوئے ہیں کسی مقام پر نقطہ تک رکھنے کی جگہ نہیں ہے مگر ہیں مختصر۔ لہذا میں ناظرین کی دلچسپی ہی کے لئے خاندان برامکہ کے مشہور لوگوں کے حالات دوسری کتب تواریخ سے لکھنا چاہتا ہوں امید ہے کہ پڑھنے والے شوق و دلچسپی سے پڑھیں گے۔

خاندان برآمکہ کا پس منظر:......خاندان برامکہ میں سے سب سے پہلے جسے عہدہ وزارت عطا کیا گیا وہ خالد برمکی تھا اس کے آباؤ اجداد نوبہار کے آتش کدہ کے نگران تھے جس کو فارس کے بادشاہ منوچہر نے ماہتاب کے نام سے بنوایا تھا۔ مشہور آتش کدوں میں چوتھا نمبر اسی کا تھا جب ۱۳ھ حضرت عثمان ذی النورینؓ کے عہد خلافت خراسان فتح ہوا اور اسلامی حکومت تمام اطراف میں پھیل گئی تو اس وقت یہ آتش کدہ بھی جو منوچہر کے زمانے سے آباد چلا آ رہا تھا ویران ہو گیا اور خاندان برامکہ رنج ومصیبت کے گھیرے میں آ گیا۔

برآمکہ کا پہلا مسلمان بچہ:......پھر ۸۶ھ ولید بن عبدالملک اموی کے دور میں قتیبہ بن مسلم حجاج کی طرف سے خراسان کا گورنر بن کر خراسان آیا اور ایک بہت بڑی فوج تیار کر کے مرو پر حملہ کر دیا اس جنگ میں جہاں اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا وہاں لونڈیاں بھی گرفتار ہو کر آئی تھیں ان میں ایک عورت برمک کی تھی تقسیم غنیمت کو وقت یہ عورت عبداللہ بن مسلم (رفتیبہ) کے حصہ میں آئی اتفاق سے یہ اس سے حاملہ ہو گئی چند دن بعد اہل مرو سے صلح ہوئی تو قتیبہ کے حکم سے لونڈیاں واپس ہوئیں مجبوراً عبداللہ نے اس برمکی عورت کو بھی برمک کے پاس واپس کر دیا مگر یہ شرط قرار پائی کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو ہمارا ہے مدت حمل پوری ہونے کے بعد خالد پیدا ہوا اس کی تعلیم وتربیت کا زمانہ کیسا اور کہاں گذرا اس کے بارے میں کچھ کہنا نہیں چاہتے۔

خالد کا دور عروج:......اس کا عروج ۱۳۲ھ سفاح کے دور سے شروع ہوتا ہے۔ ابوسلمہ ❶ فلاں وزیر آل محمد کے قتل کے بعد وزارت کا معزز عہدہ اسی کو عطا کیا گیا سفاح کے مرنے تک یہ وزیر رہا۔ المنصور ❷ جب خلیفہ بنا تو اس نے بھی اس کو وزیر ہی کے عہدے پر رکھا لیکن ایک سال اور ایک مہینہ کے بعد ابوایوب موریانی کی حکمت عملی سے خلیفہ منصور نے خالد کو کردوں کی بغاوت ختم کرنے کے لئے فارس بھیج دیا۔ خالد کے جانے کے

❶......ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۰۶۔　❷......ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۰۶

بعد ابوایوب موریانی وزارت کے عہدہ کا مالک بنا گیا۔ اگر یہ پھر خالد کو عہدہ وزارت نصیب نہیں ہوا لیکن بڑی بڑی ذمہ داریوں کے کام اس کے سپرد رہے۔ خالد خلیفہ مہدی کے ولی عہدی کے وقت میں استادرہا۔ موصل کی حکومت اس کے سپرد کی گئی۔ مختصر یہ کہ جب تک زندہ رہا بڑے عہدوں سے سرفراز رہا آخر کار بقول ابن القادسی ۱۶۳ھ میں وفات پائی اس کا ایک بیٹا یحییٰ تھا۔

یحییٰ برمکی:......یحییٰ برمکی ہشام بن عبدالملک اموی کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا اس ولادت کا باوجود تلاش کے کچھ پتہ نہیں چلا اس کی تعلیم، تربیت اور بچپن کے حالات سے ہمیں بالکل واقفیت نہیں مگر ہم اتنا بتلا سکتے ہیں کہ جب اس کی جوانی کا زمانہ آیا تو اس کا نامور باپ حکومت عباسیہ کے ارا کین سلطنت میں سے شمار کیا جاتا تھا۔ خالد کی کارگذاریوں اور یحییٰ کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے یحییٰ ❶ کو خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کا استاد مقرر کیا چنانچہ ہارون نے اسی کی آغوش تربیت اور نگرانی میں تعلیم حاصل کی اور جب ہارون کو خلیفہ مہدی نے حدود مغرب، آذربائیجان اور آرمینیہ کا گورنر بنایا تو ان خاص خاص آدمیوں کے علاوہ جو ہارون کے ساتھ بھیجے گئے تھے ایک یحییٰ برمکی بھی تھا۔ جس وقت خلیفہ ہادی نے ہارون کو خلافت وسلطنت سے محروم کرنے کا سوچا تھا اس وقت یحییٰ ہی نے اس کی رائے سے اختلاف کیا تھا جس کی پاداش میں اس کو قید کی سزا جھیلنا پڑی تھی ہادی کی وفات تک یہ جیل میں رہا۔ انہی خیر خواہیوں اور دل سوزیوں کے صلے میں ہارون نے خلیفہ بنتے ہی یحییٰ کو اور مملکت میں سیاہ وسفید کرنے کا اختیار دے دیا تھا۔ اس کی وزارت کے زمانے میں دربار خلافت اہل علم واہل کمال سے بھرا رہتا تھا اس کے عہد میں علوم فنون کے ترجمہ کی ترقی ہوئی، یہ بہت بڑا فیاض، رحیم، کریم اور نرم دل تھا اس کی معلومات بہت وسیع تھی شاعر بھی تھا اور علم نجوم میں اس کو ایک خاص مہارت تھی ابتدائی عمر کے مقابلے میں اس کی درمکانی عمر کا حصہ نہایت اچھا رہا مگر عمر آخر حصہ نہایت برے طریقے سے گذرا (۳) محرم ۱۹۰ھ کو فہ کی جیل میں وفات پائی۔

یحییٰ کی اولاد:......اس کے آٹھ بیٹے فضل اور جعفر زیادہ مشہور ہیں اور نہیں کے اقتدار اور جاہ وجلال کے افسانے عہد خلافت ہارون الرشید میں مشہور ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ علاوہ ان آٹھ لڑکوں کے ایک لڑکا اور بھی تھا جس کا نام باوجود تحقیق اور تفتیش مجھے معلوم نہیں ہوا۔

فضل بن یحییٰ برمکی:......فضل برمکی ❷ تیسویں (۳۰) ذالحجہ ۱۴۷ھ میں پیدا ہوا اس کے ایک مہینہ بعد ہارون الرشید کی ولادت ہوئی یہ دونوں ایک دوسرے کے رضاعی بھائی تھے ہارون الرشید جیسے یحییٰ کو باپ کہا کرتا تھا ویسے ہی فضل اور جعفر کو بھائی کے خطاب سے یاد کرتا تھا مہدی نے ہارون کی تربیت یحییٰ کے سپرد کی تھی اور ❸ ہارون نے جعفر اور فضل کی آغوش تربیت میں اپنے بیٹوں امین ومامون کو دیا تھا۔ ہارون الرشید کا پہلا وزیر یحییٰ برمکی تھا لیکن بوڑھا ہو جانے پر ۱۷۸ھ میں وزارت کا عہدہ فضل کے سپرد کیا گیا مگر یحییٰ کا اقتدار بدستور قائم رہا اور پیچیدہ ملکی معاملات اسی کی رائے سے طے کئے جاتے تھے یحییٰ بن عبداللہ علوی کی بغاوت کے زمانے میں اسی کو اس مہم پر روانہ کیا گیا تھا اور اس نے اس خدمت کے صلہ میں ہارون الرشید نے اسے صوبہ خراسان کی گورنر عطا کر دی تھی اور طبرستان، رے، نہاوند، ہمدان، جرجان، آذربائیجان اور آرمینیہ کے علاقے اس کی گورنری میں شامل کر دیئے تھے، فضل کا دائرہ حکومت بہت بڑا تھا یہ بڑا جواد، کریم، فیاض اور علم وہنر کا قدر دان تھا۔ اس کی سخاوت اور فیاضی کے حالات لکھنے کے لئے ایک پورا رجسٹر چاہئے اس کی داد ودہش نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ علوم وفنون کو ترقی دینے میں بھی اس کو بڑا حصہ ملا کاغذ ❹ بنانے کا کارخانہ اسی نے شروع کیا۔ ۴۵ برس کی عمر میں جمعہ کے دن محرم ۱۹۳ھ کو رقہ کی جیل میں انتقال کیا۔

جعفر بن یحییٰ برمکی:......جعفر برمکی کا دوسرا نامور بیٹا تھا۔ اس کے اقتدار اور ملکی خدمات کے تذکرے روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ خلیفہ ہارون کو اس سے دلی محبت تھی اسے ایک منٹ بھی اس کے بغیر چین نہیں آتا تھا۔ مصر اور خراسان کا گورنر رہا اور فضل کے بعد عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا نہایت عقیل، فہیم اور تجربہ کار تھا اس کی صلاحیت پر ہارون الرشید کو ناز تھا وزارت کا اقتدار اتنا زیادہ بڑھا ہوا تھا کہ ہارون الرشید برائے نام خلیفہ رہ گیا تھا حکم واحکام تمام ممالک محروسہ میں اسی کے جاری تھے جہاں دیکھئے اسی کی جاگیر تھی۔ دجلہ کے کنارہ عالیشان مکانات اسی کے نظر آتے تھے ہر وقت اس کے دروازے پر ضرورت مندوں کا میلہ سالگار رہتا تھا۔ انہی وجوہات کی بناء پر یہ اور اس کا خاندان تباہ وبرباد ہو گیا۔

---

❶......ابن خلکان جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۲۔ ❷......ابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۴۰۸۔ ❸......ابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۴۰۹۔ ❹......مقدمہ ابن خلدون فصل ۳۱ صناعۃ الوراقۃ صفحہ ۳۵۰۔

جعفر کے قتل کا افسانہ: ......اس کے قتل کے افسانہ میں بڑی رنگ آمیزی کی گئی ہے۔ عجیب وغریب واقعہ ہونے کے لحاظ سے لوگ دلچسپی سے سنتے اور نقل کرتے ہیں۔ اس بے سروپا افسانہ کے ذکر سے تاریخ کے دامن پر بدنما داغ لگ گیا ہے۔

اس غلط واقعہ کا اس ماخذ جس کی شہرت اردو زبان میں بھی ناولوں ور رسائل کے ذریعے ہوگئی ہے تاریخ کبیر ابوجعفر جریر طبری ہے جس نے ۱۳۰ھ میں وفات پائی اس وقت سے آج تک مؤرخین مسلسل ایک دوسرے سے اس واقعے کو نقل کرتے چلے آئے ہیں عام طور پر اس واقعے کی تنقید و تحقیق کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ مگر علامہ طبری نے جن الفاظ سے اس واقعہ کی روایت کی ہے ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو خود اس روایت پر وثوق نہ تھا اس کے الفاظ یہ ہیں۔

طبری کی روایت:......

قد حدثنی احمد بن زهیر احسبه عن عمه زاهربن احسبه عن عمه زاهر بن حرب ان سبهلاك جعفر والبرامكةان الرشید كان لا یصیرمن جعفر وعن اخته عباسة بنت المهدی وكانایحضران مجلس الشراب فقال لجعفر ازوجكهالیحل لك النظر ولا یكون منه شیء مما یكون للرجل الی زوجته فزوجها منه علی ذلك.

مجھ سے احمد بن زہیر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے چچا زاہر بن حرب سے یہ روایت کی ہے کہ جعفر اور برامکہ کی ہلاکت کا سبب کا یہ ہے کہ ہارون رشید جعفر اور اپنی بہن عباسہ بنت المہدی کے بغیر ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتا تھا اور یہ دونوں شراب نوشی کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے اس لئے رشید نے جعفر سے کہا کہ میں عباسیہ کا نکاح تمہارے ساتھ کرنا چاہتا ہوں تا کہ تمہارا اس لئے اس کا دیکھنا مباح ہوجائے لیکن میاں بیوی کے تعلقات نہ قائم ہوں۔ چنانچہ اس شرط پر عباسیہ کا نکاح جعفر سے کردیا۔

یہی الفاظ ہیں جن کی بناء پر بعض مؤرخین نے بڑی بڑی خیالی عمارتیں قائم کرلی ہیں۔

اس واقعہ کی اسنادی حیثیت: ......طبری سے جس نے اس واقعہ کی روایت کی ہے وہ احمد بن زہیر ہے اور احمد بن زہیر سے جس نے روایت کی ہے اس کا حال خود طبری کو معلوم نہیں ہوا اس کا یہ کہنا ''احسبہ عن عمہ زاھر بن حرب'' صاف بتلا رہا ہے کہ احمد بن زہیر کی روایت مؤرخانہ حیثیت سے نہیں ہے بلکہ عام روایت کی بناء پر ہے۔ قطع نظر اس سے اگر یہ بات تسلیم کرلی جائے کی طبری کی روایت کا آخری راوی جس پر سلسلہ روایت ختم ہوجاتا ہے زاہر ہی ہے تو زاہر کا یہ حال ہے کہ اس کا کسی معاملہ یا مشورہ یا عباسیہ کے نکاح میں شریک ہونا یا جعفر کے قتل کے وقت موجود ہونا کسی تاریخ سے نہیں ثابت نہیں ہے خود طبری نے ان لوگوں کے نام لکھے ہیں جو اس معاملہ میں ہارون الرشید کے ہمراز اور شریک تھے۔

ایک اور دلیل: ......اور بفرض محال اگر طبری اس واقعے کو تسلیم کرلیتا تو آگے چل کر جعفر کے قتل کی اور وجوہات تحریر نہ کرتا اور اگر تحریر کرتا تو اس واقعہ کو ترجیح دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ تمام واقعات جو جعفر کے قتل کے محرک بنے تھے بلاترجیح لکھ دیئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

ایک اور دلیل: ......محمد دیاب اتلیدی نے بھی اس واقعہ کو اعلام الناس صفحہ ۱۵۳ پر بروایت ابراہیم بن اسحاق نقل کیا ہے اور اصل راوی کا نام ابو ثور زاہر بن صقلاب اور عباسیہ کے بجائے میمونہ کا نام لکھا ہے۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا[1]

مہدی کی بیٹیاں: ......خلیفہ مہدی کی چار بیٹیاں بانوقہ، عباسیہ، عالیہ اور سلمہ تھیں علاوہ ان کے کوئی لڑکی میمونہ نام کی نہ تھی اور عباسیہ کا نکاح ہارون نے پہلے محمد بن سلیمان سے کیا تھا جب یہ مرگیا تو ابراہیم بن صالح بن علی سے اس کا نکاح کیا گیا (دیکھو کتاب المعارف لابی محمد عبداللہ بن مسلم

---

[1] ......ترجمہ: دیکھو تو انداز بدلنے سے بات کہاں سے کہاں جا پہنچتی ہے (ثناء اللہ)

بن قتیبہ کاتب دینوری المتوفی ۲۸۶ھ صفحہ ۱۳۰) علامہ ابن خلدون مؤلف کتاب ہذا نے جو اس واقعہ پر مقدمہ تاریخ میں تبصرہ کیا ہے وہ آپ زر سے لکھنے کے قابل ہے مگر افسوس ہے کہ ہم اس کو طوالت کے ڈر سے دھرانا نہیں چاہتے۔ فمن شاء الاطلاع علیھا فلیر جع الیھا۔ ❶

ملکی فتوحات:...... ہارون الرشید جیسا کہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے ایک سال جہاد کرتا تھا اور دوسرے سال خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جاتا تھا اور روزانہ سو رکعتیں نفل نماز پڑھا کرتا اور ایک ہزار درہم خیرات کرتا تھا اور جب حج کرنے جاتا تو ایک سو فقہاء کو اپنی جیب خاص کے خرچے سے اپنے ساتھ لے جاتا تھا اور جس سال حج کرنے نہ جاتا تو تین سو آدمیوں کو اپنی طرف سے اور اپنے خرچ سے حج کے لئے روانہ کرتا تھا۔ ملکی انتظام اور سیاست میں خلیفہ منصور کے نقش قدم پر چلتا تھا مگر عنایات اور تحفے تحائف میں اس کا مخالف تھا۔ اس سے پہلے کوئی خلیفہ اس سے زیادہ سخی، جواد، اور بے دریغ مال دینے والا نہیں گذرا جہاد کا بے حد شائق تھا نامی گرامی سپہ سالاروں اور اپنے خاندان کے بڑے بڑے ممبروں کو جنگ پر بھیجا کرتا تھا۔

ہارون کا شوق جہاد:...... چنانچہ ۱۷۰ھ میں لشکر صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ بکائی کو مقرر کیا تھا بعض مؤرخوں کا بیان ہے کہ ہارون بنفس نفیس خود اس مہم پر گیا تھا اور ۱۷۲ھ میں اسحاق بن سلیمان بن علی کو بھیجا گیا تھا چنانچہ روم میں اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا ہزاروں آدمی قیدی بنائے گئے۔ ۱۷۴ھ میں عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح صائفہ کی فوج کا سردار بنا کے جہاد پر روانہ کیا گیا اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عبدالملک کو بھیجا گیا تھا لہٰذا اس نے رومیوں کو خوب شکست دی سردی کی شدت سے لشکر کے ہاتھ کٹ کر گر گئے۔

روم کا جہاد:...... اس کے بعد ۱۷۷ھ میں عبدالرزاق بن حمید ثعلبی اور ۱۷۸ھ میں زفر بن عاصم اور ۱۸۱ھ میں خود خلیفہ ہارون نے جہاد کے ارادے سے روم پر حملہ کیا قلعہ صفصاف کو لڑ کر فتح کیا۔ اسی سن میں عبدالملک بن صالح نے بھی جہاد کیا تھا اور کامیابی کے جوش میں انقرہ تک بڑھتا چلا گیا مطمورہ کو اسی نے جنگ کر کے فتح کیا اسی سن میں مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے رہا کرایا۔

دولت عباسیہ کی پہلی صلح:...... یہ پہلی صلح تھی جو حکومت عباسیہ میں ہوئی۔ اس کام کا انتظام قاسم بن رشید کے سپرد کیا گیا تھا۔ لوگوں کو اس سے بہت زیادہ مسرت ہوئی مقام "لامس" میں فدیہ دے کر مسلمان قیدیوں کی رہائی کی مجلس منعقدہ کی گئی جو طراسوس سے بارہ فرسنگ کے فاصلہ پر تھا علماء ارکان سلطنت، سرحدی باشندے، اور ابو سلیمان کے ساتھ تیس ہزار نظامی فوج اس میں شریک ہوئی طراسوس کا گورنر بھی اس موقع پر آ گیا تھا۔ رومی بھی مسلمان قیدیوں کو لے کر آئے تھے جن کی تعداد تین ہزار سات سو تھی قاسم بن رشید نے ان کے معاوضہ میں رومی قیدیوں کو رہا کرا لیا۔

اصحاب کہف کے شہر میں:...... پھر ۱۸۲ھ میں عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا آہستہ آہستہ افسوس جو اصحاب کہف کا شہر تھا تک پہنچ گیا اسی زمانہ میں ان لوگوں کو یہ خبر ملی کہ رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کے بعد اس کی ماں رینی کو تخت حکومت پر جانشین بنا دیا ہے اور اس کو عطشہ کا لقب دیا ہے اس خبر کو سن کر اسلامی لشکر نے روم پر حملہ کیا اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

خاقان کی بیٹی کا جھگڑا:...... ۱۸۳ھ میں خزر کے بادشاہ خاقان کی بیٹی فضل بن یحییٰ کی طرف روانہ کی گئی اتفاق سے مقام بروعہ میں پہنچ کر مر گئی اس کے ساتھیوں نے واپس جا کر اس کے باپ کو یہ بتایا کہ اس کو دھوکے سے مار دیا گیا ہے۔ خاقان کو یہ سنتے ہی طیش آ گیا اور لشکر جمع کر کے اسلامی ملکوں پر حملے کے ارادہ سے باب الابواب سے خروج کیا ہزاروں مسلمانوں اور ذمیوں کو گرفتار کر لیا اور طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور ایسی زیادتیاں کیں کہ جو اس وقت تک کسی نے سنی بھی نہ تھیں، خلیفہ ہارون نے یہ مہم سر کرنے کی غرض سے یزید بن مزید کو صوبہ آرمینیہ کا گورنر مقرر فرمایا اور آذربائیجان کی حکومت بھی اسی کے قبضے میں رہنے دی۔ اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین میں اہل آرمینیہ کی کمک کے لئے ٹھہرایا۔ بعض مؤرخوں نے خاقان کے خروج کی یہ وجہ بتائی ہے کہ سعید بن مسلم نے نجیم سلمی کو کسی وجہ سے قتل کر دیا تھا نجیم کا بیٹا خزر کے پاس فریاد لے گیا خزر نے لشکر تیار کر کے سعید پر حملہ کر دیا اور آرمینیہ میں قتل

---

❶...... ترجمہ: جب کوئی تفصیلات دیکھنے کا خواہش مند ہو وہ مقدمہ ابن خلدون میں اس تبصرہ کا مطالعہ کر لے۔ (ثناء اللہ)

وغارت کرتے ہوئے گھس گیا۔ سعید بن مسلم یہ خبر سن کر بھاگ کھڑا ہوا اور خزز بھی قتل وغارت کر کے واپس چلے گئے۔

صائفہ پر حملہ:...... ۱۸۷ھ میں خلیفہ نے قاسم بن رشید کو عواصم کا گورنر مقرر کر کے لشکر کا افسر بنا کر صائفہ جو روم کا شہر تھا پر جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا اس نے قرہ پہنچ کر جنگ کی ابتداء کی اور اہل قرہ کو روزانہ جنگ وخونریزی سے تنگ کرنے لگا انہیں دنوں قاسم نے عباس بن جعفر بن اشعث کو قلعہ سنان کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا رومی مقابلہ نہ کر سکے تین سو بیس مسلمان قیدی دے کر مسلمانوں سے صلح کر لی چنانچہ بعد صلح کے بعد شہزادہ قاسم اپنے لشکر کا ساتھ واپس آ گیا۔

ملکہ رینی اور نقفور:......ان دنوں روم کی حکومت ملکہ رینی کے قبضے میں تھی رومیوں نے اس کو معزول کر کے نقفور (ٹیکفورس) کو تخت نشین کیا یہ رومیوں کے دیوان الخراج (دفتر تحصیل مالگذاری یا بورڈ آف رونیو) کا افسر تھا اس واقعہ کے پانچ مہینہ کے بعد ملکہ رینی مر گئی اور نقفور نے مقررہ خراج ادا کرنے سے انکار کر کے ارکان سلطنت کے صلح مشورے ہارون الرشید کو ایک خط ❶ لکھ بھیجا خلیفہ ہارون اس خط کو دیکھ کر آپے سے باہر ہو گیا لشکر تیار کر کے جہاد کے ارادے سے روم پر چڑھائی کر دی اور اس تیزی سے ہرقل کے (ہریکلی) پائے تخت رومیوں تک جا پہنچا کہ نقفور حیران رہ گیا کچھ نہ بن پڑا تو مجبور ہو کر معافی مانگی اور صلح کی درخواست کی۔

نقفور کی بدعہدی:......مگر صلح کے بعد یہ سوچ کر پھر بدعہدی کر دی کہ شاید سردی کی شدت کی وجہ سے خلیفہ ہارون حملے کا ارادہ نہ کرے گا مگر اس کا یہ خیال غلط تھا خلیفہ ہارون یہ خبر سن کر کمر ہمت باندھ کے اٹھ کھڑا ہوا اور روم پہنچ کر تمام ملک میں اپنی فوج کو پھیلا دیا دیکھتے ہی دیکھتے روم کے بہت سے مشہور قلعے فتح کر کے واپس آیا۔ ۱۸۸ھ میں لشکر صائفہ کے سردار ابراہیم بن جبرئیل نے حدود صفصاف سے بلا روم پر حملہ کیا نقفور (گورنر روم) مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ کا مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا تقریباً چالیس ہزار سپاہی مارے گئے۔ اسی سن میں شہزادہ قاسم بن رشید نے وابق میں رابطہ قائم کیا۔ ۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون نے ان دنوں جب وہ رے میں ہوا تھا شروبن قارن، تد اہرمز، جد ماز یار اور دیلم کے گورنر مرزبان بن جستان کو امان عطا کی اور حسین خادم کے ذریعے امان نامہ لکھ کر طبستان کر طرف روانہ کیا چنانچہ مرزبان اور تد اہرمز امان نامہ پاتے ہی دربار خلافت میں حاضر ہوئے خلیفہ نے نہایت اعزاز واحترام سے انھیں اپنا مہمان بنایا انعامات وصلے عطا کئے تد اہرمز اور مرزبان نے اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار واعتراف کر کے شروین کا خراج ادا کرنے کا ذمہ بھی لیا

سرزمین روم سے مسلمانوں کی رہائی:......اسی سنہ میں مسلمانوں نے فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے چھڑا لیا کوئی مسلمان قیدی سرزمین روم میں باقی نہ رہا۔ ۱۹۰ھ میں خلیفہ ہارون نے مامون کو رقہ میں اپنا نائب بنایا اور سارا انتظام مملکت اس کے سپرد کر کے نقفور بادشاہ روم کی بدعہدی کی وجہ سے ایک لاکھ پینتیس ہزار انتظامی فوج کے علاوہ فوج مجاہدین اور رضا کاروں (والنٹیر) کے ساتھ روم پر حملہ کر دیا اس مرتبہ علاوہ ان لوگوں کے کہ جن کا نام رجسٹر میں درج نہ تھا اور کوئی دار الخلافت بغداد میں باقی نہیں رہا سب کے سب تیار ہو کر عساکر اسلامیہ کے ساتھ جہاد کرنے روانہ ہو گئے اور خلیفہ ہارون نے روانگی کے وقت اپنے ملک کے تمام شہروں میں ایک گشتی فرمان سرحدی علاقوں پر جہاد کرنے کا روانہ کر دیا اور خود ہر قلعہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا تیس (۳۰) دن کے محاصرہ کے بعد لڑ کر فتح کر لیا اہل قلعہ کو گرفتار کیا مال واسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔

روم کے علاقوں پر قبضہ:......اس کے بعد داؤد بن عیسیٰ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ روم کے دوسرے قلعوں کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اللہ

---

❶ ......مضمون یہ تھا "کہ پہلی ملکہ نے اپنی نادانی سے تمہیں رخ کا قائم مقام بنایا تھا اور خود کو پیادہ کا قائم مقام بنا رکھا تھا اس وجہ سے بہت سامال واسباب اس نے تمہارے پاس روانہ کیا حالانکہ اس سے دوگنا تمہیں ملکہ کے پاس بھیجنا تھا اور یہ عورتوں کی فطری کمزوری اور حماقت کی وجہ سے ہوا لہذا اس خط کو پڑھتے ہی جتنا خراج اب تک تم نے ملک روم سے وصول کیا ہے واپس کر دو اور اپنے آپ کو آنے والی مصیبت سے بچاؤ ورنہ بذریعہ تلوار فیصلہ کیا جائے گا۔" اس خط کے پڑھتے ہی ہارون کا چہرہ غصہ سے تمتا اٹھا اپنے قلم سے خط کی پشت پر یہ عبارت لکھ کر روانہ کر دیا من ھارون امیر المؤمنین الی نقفور کلب الروم قد قرأت کتابک یا ابن الکافرۃ والجواب ماتراہ دون ماتسمع (ہارون الرشید امیر المؤمنین کی جانب سے نقفور رومی کتے کی طرف، او کافر کے بچے جان لے کہ میں نے تیرا خط پڑھا) جلد ۶ صفحہ ۴۷

جل شانہ نے اس نامور سپہ سالار کے ہاتھ سے بہت سے قلعے فتح کروائے جس کو اس نے چاہا لوٹ لیا ویران کر دیا انہیں دنوں شراحیل بن معن ابن زائدہ نے قلعہ صقلیہ (سسلی) اور وسہ کو، یزید بن مخلد نے قلعہ صفصاف اور قونیہ کو فتح کر لیا اور عبداللہ بن مالک نے قلعہ ذی الکلاع کا محاصرہ کر لیا۔

امیر البحر حمید:...... پھر حمید بن معیوب امیر البحر مقرر کیا گیا اس نے شام و مصر کے ساحلوں کی کشتیوں کو درست کر کے جزیرہ قبرس پر چڑھائی کر دی اہل قبرس کو شکست ہوئی حمید نے جزیرہ قبرس کو منہدم کر کے آگ لگا دی مال واسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا اور قبرص کے رہنے والوں میں سے تقریباً سترہ ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور افقہ لے جا کر فروخت کر دیا قبرس کے اسقف نے دو ہزار دینار دے کر قید کی مصیبت سے اپنی جان بچائی۔

حلوانہ کا محاصرہ:...... ان واقعات کے بعد خلیفہ ہارون نے ''حلوانہ'' کا محاصرہ کیا اور چند دنوں کے محاصرہ کے بعد عقبہ بن جعفر کو محاصرہ پر چھوڑ کے کوچ کر گیا نقفور نے روانہ جنگ سے تنگ آ کر خراج اور اپنا جزیہ چار دینار، اپنے بیٹے اور بطریق کی طرف سے دو دو دینار روانہ کئے اور یہ درخواست کی کہ ہر قلعہ کے قیدیوں سے فلاں عورت مجھے دے دی جائے کیونکہ یہ میرے بیٹے کی منگیتر ہے چنانچہ خلیفہ ہارون نے اس درخواست کے مطابق اس عورت کو روانہ کر دیا۔

قبرص کی بغاوت:...... اسی سنہ میں جزیرہ قبرص باغی ہو گیا جس کو معیوب بن یحییٰ نے لڑ کر اپنی مردانہ کوششوں سے فتح کیا اور وہاں کے سرکشوں اور متکبروں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جیسے ہی خلیفہ ہارون الرشید روم کے جہاد سے واپس آیا رومی بادشاہ نے عین زربہ اور کنیسہ سوداء کو لوٹ لیا اور واپس چلا گیا مگر واپسی کے وقت اہل مصیصہ نے رومیوں سے سارا مال واسباب چھین لیا۔

یزید بن مخلد کا روم پر حملہ:...... ۱۹۱ھ میں یزید بن مخلد ہبیری نے دس ہزار فوجیوں کے ساتھ ملک روم پر حملہ کیا رومیوں نے ایک تنگ راستے میں ان لوگوں کو گھیر لیا یزید بن مخلد کو اس واقعہ میں شکست ہوئی طرسوس سے دو منزل کے فاصلے پر پچاس آدمیوں کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ اسی سن میں خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو گورنر بنانے سے پہلے خراسان صائفہ کی سرداری عطا فرمائی اور تیس ہزار خراسانی لشکر صائفہ کی فوج میں اضافہ کر کے روانگی کا حکم دیا اور روانگی کے بعد ہرثمہ خود بھی عساکر اسلامیہ کے ساتھ سرحدی علاقوں کی طرف کوچ کر گیا، ہارون نے سرحد حدث پر عبداللہ بن مالک کو اور مرعش پر سعید بن مسلم بن قتیبہ کو مقرر فرمایا۔

رومیوں کا مرعش پر شب خون:...... اسی زمانہ میں رومیوں نے مرعش پر غفلت کی حالت میں شب خون مارا اور بہت سا مال واسباب لوٹ کر واپس گئے لیکن اس کے باوجود سعید بن مسلم نے اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی۔ خلیفہ کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے محمد بن یزید بن مزید کو طرسوس کی طرف روانہ کیا اور خود حرث کا سرحد پر قیام کر کے اپنے سپہ سالاروں کو سرحدی علاقوں کے گرجے گرانے کے لئے بھیج دیا۔ ذمیوں نے وضع وقطع اور لباس مسلمانوں سے علیحدہ کر لیا۔

طرطوس کی تعمیر:...... اسی سنہ میں ہرثمہ کو ''طرطوس'' کی تعمیر پر مقرر کیا گیا فرخ خلیفہ کا خادم اس تعمیر کا ناظم تھا طرطوس کی تعمیر میں دیر ہوتی نظر آئی تو خلیفہ کے حکم سے خراسان کی تین ہزار فوج اور مصیصہ وانطاکیہ کی ایک ایک ہزار فوج طرسوس میں تعمیر کی غرض سے بلا لی گئی۔ چنانچہ ۱۹۲ھ میں طرسوس کی تعمیر مکمل ہوئی۔

فرقہ ''حزمیہ'' کی سرکوبی:...... اسی سنہ میں حزمیہ نے آذربائیجان کے آس پاس باغیانہ حرکت شروع کر دی جس کی سرکوبی کے لئے عبداللہ بن مالک دس ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا گیا حزمیہ کا ایک بڑا گروہ قتل اور قید کر لیا گیا یہ لڑائی ''قرمانین'' نامی جگہ میں ہوئی تھی جنگ کے خاتمے کے بعد ان قیدیوں کو جو میدان جنگ میں گرفتار کر لئے گئے تھے بیچ دیا گیا۔

ثابت بن مالک کی تقرری اور اقدامات:...... اسی سنہ میں سرحدی علاقوں پر ثابت بن مالک خزاعی کو مقرر کیا گیا۔ اسی کے ہاتھ سے مطمورہ فتح ہوا اسی سن میں اسی کے ذریعہ ''بردذن'' میں رومیوں اور مسلمانوں کی صلح ہوئی فریقین نے زرفدیہ دے کر اپنے اپنے قیدی رہا کرا لئے۔ پھر

دوبارہ اسی سن میں رومیوں اور مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑ لیا۔ اس صلح میں مسلمان قیدیوں کی تعداد دو ہزار پچاس ❶ تھی۔

ہارون کے گورنر:...... افریقہ کا گورنر جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں مزید بن حاتم تھا اس نے ۱۷۱ھ میں اپنے بیٹے داؤد کو اپنا نائب بنایا پھر اس کی وفات ہوگئی خلیفہ ہارون نے اس کے مرنے پر روح بن حاتم (مزید کے بھائی) کو فلسطین سے بلوا کر افریقہ کا گورنر بنا دیا اور ابو ہریرہ محمد بن فرخ کو جزیرہ سے معزول کر کے قتل کروا دیا اور اس کی جگہ (ابوحنیفہ ❷ حرب بن قیس) کو مقرر کیا۔

موصل میں حکم بن سلیمان:...... ۱۷۶ھ میں موصل کی حکومت پر حکم بن سلیمان کو مقرر کیا اسی کے زمانہ گورنری میں فضل خارجی نے نصیبین کے پاس بغاوت کی تھی اور نصیبین کو لوٹ کر، دارا، اردن اور خلاط کا رخ کیا پھر اس ارادے کے ملتوی کر کے نصیبین کے ارادے سے موصل کی طرف آیا حکم کو یہ خبر ملی تو وہ اپنا لشکر لے کر گیا چنانچہ مقام زاب میں جنگ ہوئی پہلی لڑائی میں حکم کو شکست ہوئی لیکن حکم نے انتہائی جلدی سے دوبارہ اپنی قوت کو سنبھال کر فضل پر حملہ کر دیا پھر اسی معرکہ میں فضل اپنے ساتھیوں سمیت قتل ہوگیا۔

روح بن حاتم کی وفات:...... اسی سنہ میں روح بن حاتم نے افریقہ میں وفات پائی حبیب بن نصر مہلبی اس کا جانشین مقرر ہوا مگر پھر جب فضل بن روح نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر افریقہ کی گورنری کی درخواست پیش کی تو خلیفہ ہارون نے حبیب کو معزول کر کے فضل کو افریقہ کا گورنر بنا دیا۔

فضل بن روح اور ہرثمہ:...... محرم ۱۷۷ھ میں فضل افریقہ پہنچا۔ اس کے پہنچتے ہی افریقہ میں آتش بغاوت بھڑک اٹھی خراسانی لشکر اطاعت سے منحرف ہوگیا فضل نے ان کی رضامندی کی بھرپور کوشش کی وہ راضی نہ ہوئے بلکہ روز بروز ان کا جوش بغاوت بڑھتا گیا، بالآخر کار خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو وہاں کا گورنر بنا کر ایک لشکر کے ساتھ افریقہ روانہ کیا۔ چنانچہ اس کی عمدہ کارگذاریوں سے بغاوت ہوگئی۔ چونکہ ان دنوں افریقہ نفاق اور مخالفت کا مرکز بن گیا تھا ہرثمہ بن اعین نے کچھ دن بعد گورنری سے استعفاء دے دیا خلیفہ نے منظور کر لیا افریقہ جانے کے ڈھائی سال بعد عراق واپس آ گیا۔

فضل بن یحییٰ کی تقرری:...... اسی سنہ میں فضل بن یحییٰ کو اس کے بھائی جعفر بن یحییٰ کی جگہ مصر کا گورنر بنانے کے علاوہ رے اور سجستان کی حکومت بھی اسے دے دی گئی پھر تھوڑے دنوں کے بعد حکومت مصر سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو مقرر کیا۔

اس کی تقرری کے بعد ہی مصر میں جوقیہ نے علم بغاوت بلند کر دی ا(جوقیہ قیس اور قضاعہ کا ایک گروپ تھا) خلیفہ ہارون نے اسحاق کی کمک پر ہرثمہ بن اعین کو معر کا گورنر بنا کر بھیجا جوقیہ نے ہرثمہ کے پہنچتے ہی اطاعت قبول کر لی لھذا آتش بغاوت ختم ہوگئی ایک مہینہ کے بعد ہرثمہ کو معزول کر کے عبدالملک بن صالح کو مقرر کیا۔

جعفر بن یحییٰ برمکی:...... اسی سنہ میں خلیفہ نے جعفر بن یحییٰ برمکی کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ شام کی بغاوت کچلنے کے لئے روانہ کیا جس میں بہت بڑا جنگی ساز و سامان اور نامی گرامی سپہ سالار اور مشہور جنگ آور تھے جعفر بن یحییٰ نے اپنی خداداد قابلیت سے اس فساد کو ختم کیا اس کی واپسی کے بعد خلیفہ ہارون نے اسے قدر افزائی کے لئے خراسان اور سجستان کا گورنر بنا دیا۔

جعفر کے اقدامات:...... جعفر نے اپنی طرف سے عیسیٰ بن جعفر کو مقرر کیا اور خود مرلیس کے انتظام ملکی و مالی میں مصروف رہا اس دوران ہرثمہ بن اعین افریقہ سے واپس آ گیا جعفر نے اسے خلیفہ کے باڈی گارڈ کا انچارج بنا دیا اس کے بعد فضل بن یحییٰ کو حکومت طبرستان اور ''ردیان'' سے معزول کر دیا گیا۔

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن کا جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ پر دو ہزار پچاس کے بجائے دو ہزار پانچ سو تحریر ہے۔

❷ ...... اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے، یہ نام تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۲۶ سے لکھا گیا ہے۔

طبرستان اور رویان کے نئے گورنر: ......عبداللہ بن خازم طبرستان اور رویان کا، سعد بن مسلم جزیرہ کا اور یحییٰ بن سعد حریشی موصل کا گورنر مقرر کیا گیا اس نے اہل موصل کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے اور گذشتہ سالوں کا مالیانہ زبردستی وصول کرنے کی کوشش کی جس سے اکثر اہل موصل جلاوطنی اختیار کر کے نکل گئے خلیفہ ہارون نے اس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ یحییٰ بن خالد کو موصل کا گورنر بنا دیا۔

محمد بن مقاتل عکی: ......پھر ❶ ۱۸۱ھ میں محمد بن مقاتل بن حکم عکی کو (ہرثمہ کے مستعفی ہونے کے بعد) افریقہ کا گورنر مقرر کیا اس کا باپ مقاتل سپہ سالاران شیعہ میں سے تھا اور یہ خود خلیفہ ہارون کا رضاعی بھائی اور ساتھ کا کھیلا ہوا تھا۔ اہل افریقہ نے ہرثمہ کے علیحدہ ہونے کے بعد پھر بغاوت کر دی چنانچہ سارے ملک میں بدنظمی پھیل گئی۔ ابراہیم بن اغلب اس دنوں زاب کا گورنر تھا۔ اور افریقہ کا لشکر اسی سے صلاح ومشورہ کرنے آتا تھا اور یہ در پردہ ان کی امداد کرتا تھا مگر پھر بھی محمد نے اپنی حکمت عملی سے لشکر افریقہ کو اپنا فرماں بردار بنا لیا اور سارے افریقہ میں امن وامان کا دور دورہ ہو گیا۔

ابراہیم بن اغلب: ......لشکر افریقہ نے جو مجبوراً محمد کا فرماں بردار بن گیا تھا ابراہیم کو دربار خلافت میں افریقہ کا گورنر بننے کی درخواست پیش کرنے پر تیار کر لیا اس شرط پر کہ خراج مصر سے جو ایک لاکھ سالانہ افریقہ کی فوج کے مصارف کے لئے جایا کرتا ہے چار لاکھ سالانہ اس کے علاوہ خزانہ شاہی میں ہر سال داخل کرے گا۔ خلیفہ ہارون نے اپنے مشیروں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا تو ہرثمہ بن اعین نے رائے دی کہ "ابراہیم بن اغلب کو افریقہ کا گورنر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے" چنانچہ سند گورنری محرم ۱۸۴ھ میں ابراہیم کے پاس بھیج دی۔ ابراہیم نے افریقہ پہنچ کر تمام امور کی نگرانی اپنے ذمہ لے لی اور بلوائیوں اور باغیوں کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد بھیج دیا جس سے شورش اور بغاوت ختم ہو گئی۔

عباسیہ نامی شہر: ......بلوہ فرو ہونے کے بعد قیراون کے قریب ایک شہر عباسیہ نامی آباد کیا اور اپنے اہل وعیال، معتمدین اور حشم وخدم کے ساتھ۔ عباسیہ میں سکونت اختیار کی اسی وقت سے ملک افریقہ میں اس کی حکومت اور سلطنت کی بنیاد پڑی جو آئندہ اس کی نسل مین باقی رہی جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جائے گا تا آنکہ اس پر عبیدی شیعہ خلفاء غالب آ گئے۔

یزید بن مزید: ......یزید بن مزید آذربائیجان کا گورنر تھا ۱۸۸ھ میں خلیفہ ہارون نے صوبہ آرمینیہ کو بھی اس کے صوبہ سے ملحق کر دیا اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین کا گورنر بادیا۔ ۱۸۴ھ میں یمن اور مکہ کی حکومت حماد بربری کو، سندھ کی داؤد بن یزید حاتم کو، جبل کی یحییٰ حرشی کو، اور طبرستان کی مہرویہ رازی کو عطا فرمائی۔

طبرستان کے گورنر کا قتل: ......۱۸۵ھ میں اہل طبرستان نے یورش کر کے مہرویہ کو قتل کر دیا اس کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن سعید حرشی کو مقرر کیا۔ اسی سنہ ❷ میں یزید بن مزید شیبانی نے جو آذربائیجان وآرمینیہ کا گورنر تھا مقام بردعہ میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا اسد بن یزید کو مقرر کیا گیا ۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون کو "رے" جانے کی ضرورت پیش آئی اسی زمانہ میں طبرستان، رے، دنباوند، قومس اور ہمدان کی حکومت عبدالملک بن مالک کو عطا کی۔

۱۹۰ھ کے واقعات: ......۱۹۰ھ میں موصل کی گورنر پر خالد بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا۔ ہرثمہ کی گورنر، سلیمان کی معزولی اور علی بن عیسیٰ کے ادبار کے واقعات جو ۱۹۱ھ میں گذرے تھے ان کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اسی سن میں حماد بربری نے ہیصیم یمانی کے خلاف فتح حاصل کی اور اسے خلیفہ ہارون کے پاس گرفتار کر کے لے آیا چنانچہ خلیفہ نے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ نیز اسی سن میں محمد بن فضل بن سلیمان کو موصل کا گورنر بنایا ان دنوں مکہ معظمہ پر فضل بن عباس (خلیفہ منصور وسفاح کا بھائی) حکومت کر رہا تھا۔

---

❶ ......اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

❷ ......یزید بن مزید شیبانی: ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۲۷ پر یزید بن مزید شیبانی کے بجائے یزید بن زائدہ الشیبانی تحریر ہے۔

رافع بن لیث اور یحییٰ بن لیث:......رافع بن لیث بن نصر بن سیار ماوراء النہر کے لشکروں کے نامور سرداروں میں سے تھا، یحییٰ بن اشعث نے ایک نہایت حسین، خوبصورت، اور نازنین عورت سے نکاح کرلیا تھا جس کے پاس اکثر فرصت میں آیا جایا کرتا تھا اتفاق یہ کہ کسی وجہ سے اس عورت کو یحییٰ سے ناراضگی پیدا ہوگئی تو وہ علیحدگی کی فکر میں لگ گئی رافع نے موقع مناسب جان کر اسے یہ سکھا دیا کہ تم دو آدمیوں سے اپنے ارتداد اور کفر کی گواہی دلا دو تمہاری اس سے جان چھوٹ جائے گی اور اسلام قبول کرلینا میں تم سے شرعی طور پر عقد کرلوں گا اس عورت نے ایسا ہی کیا اور رافع سے اس نے عقد بھی کرلیا۔

رافع کی تذلیل:......یحییٰ بن اشعث نے اس کی شکایت خلیفہ ہارون کے کان تک پہنچادی اور اس سے اصل واقعہ لفظ بہ لفظ عرض کر دیا خلیفہ نے علی بن عیسیٰ کے نام اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ رافع کی اس عورت سے علیحدگی کرا کے رافع پر حد شرعی جاری کرو اور سمرقند میں گدھے پر سوار کر کے گھماؤ تا کہ دوسروں کو عبرت ہو۔

رافع کا جیل سے فرار:......چنانچہ اس حکم کے مطابق رافع سے اس عورت سے علیحدہ کر کے قید کر دیا گیا مگر ایک دن موقع پا کر رافع جیل سے بھاگ گیا اور علی بن عیسیٰ کے پاس بلخ پہنچ گیا علی بن عیسیٰ نے اس کو قتل کا ارادہ کیا مگر اپنے بیٹے عیسیٰ بن علی کی سفارش کی وجہ سے قتل نہ کیا اور سمرقند واپس جانے کی ہدایت کی۔

سمرقند پر قبضہ اور بغاوت:......رافع نے سمرقند میں واپس جا کر یہ نیا گل کھلایا کہ حالت غفلت میں سمرقند کے گورنر کو جو علی بن عیسیٰ کی جانب سے مقرر تھا قتل کر کے سمرقند پر قبضہ کرلیا یہ واقعہ ۱۹۰ھ کا ہے علی بن عیسیٰ نے یہ خبر سن کر اپنے بیٹے عیسیٰ کو رافع سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا رافع نے اس کو شکست دے کر اسی معرکہ میں اسے مار ڈالا علی بن عیسیٰ نے اس واقعہ سے پریشان ہو کے رافع سے جنگ کرنے کے لئے لشکر کی آراستگی اور سامان جنگ کی درستگی شروع کردی اور اس خیال سے کہ کہیں رافع مرو پر قبضہ نہ کرلے بلخ سے مرو پہنچ گیا انہیں واقعات کے دوران سال پورا ہوگیا دوسرا سال شروع ہوا تو اس کے زوال کا زمانہ تھا چنانچہ اسے معزول کر دیا اور ہرثمہ بن اعین کو خراسان کا گورنر بنا دیا۔

رافع کا محاصرہ:......رافع کے ساتھ نامی گرامی سپہ سالار بھی تھے مگر اس کی بدمزاجی سے اس سے علیحدہ ہو کے ہرثمہ کے پاس آ گئے۔ ان میں عجیف بن عنبسہ وغیرہ بھی تھے۔ ہرثمہ نے رافع بن لیث کا سمرقند میں محاصرہ کرلیا اور نہایت سختی سے ایک مدت طویل عرصہ دراز تک محاصرہ کئے رہا اسی دوران طاہر بن حسین کو خراسان سے طلب کرلیا۔

خارجیوں کی موقع شناسی:......اس کے آجانے کے بعد حمزہ خارجی نے اطراف خراسان کو شاہی لشکر سے خالی پا کر سر اٹھایا اور ہرات اور سجستان کے نمک حرام عمال نے بھی بہت سا مال اس کے پاس بھیج دیا جس سے اس کی قوت بڑھ گئی اس کے بعد ۱۹۴ھ میں عبدالرحمٰن نے حمزہ کے جنگ کرنے کیلئے نیشاپور کی طرف کوچ کیا تقریباً بیس ہزار فوج اس کے ہمراہ تھی۔ حمزہ بھی یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں حمزہ کو شکست فاش ہوئی اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے ہرات تک عبدالرحمٰن اس کا تعاقب کرتا چلا گیا حتیٰ کہ خلیفہ المامون نے فرمان بھیج کر تعاقب سے واپس بلوایا۔

ہرثمہ کی رافع کے خلاف کامیابی:......۱۹۳ھ میں ہرثمہ و رافع کی لڑائی ہوئی تھی جس میں فتح و کامیابی ہرثمہ کو حاصل ہوئی تھی اسی واقعہ میں ہرثمہ نے بشر رافع کے بھائی کو گرفتار کر کے خلیفہ ہارون کی خدمت میں بھیج دیا اور بخاریٰ کو فتح کرلیا تھا۔ اس واقعہ سے پہلے خلیفہ ہارون صائفہ سے واپس آنے کے بعد طرسوس آباد کر کے رقہ آ گیا تھا اور رقہ سے رافع کی سرکوبی کے لئے خراسان کی جانب کر دیا تھا اور چونکہ رقہ ہی سے بیماری شروع ہوگئی تھی اس لئے رقہ میں اپنے بیٹے قاسم کو اپنا نائب مقرر کر کے خزیمہ بن خازم کو قاسم کے پاس چھوڑ کر دارالخلافت بغداد پہنچا۔

ہارون رشید کی خراسان روانگی:......پھر بغداد سے سامان جنگ و سفر تیار کر کے اپنے بڑے بیٹے امین کو اپنا جانشین بنا کر شعبان ۱۹۲ھ میں خراسان کا رخ کیا۔ روانگی کے وقت مامون الرشید کو امین کے ساتھ بغداد میں رہنے کا حکم دیا فضل بن سہل نے مامون الرشید کو رائے دی کہ ''آپ

خلیفہ ہارون کیساتھ خراسان چلے جایئے ایسانہ ہو کہ امین کے ساتھ بغداد میں قیام کرنے سے کوئی خطرہ پیدا ہو جائے'' مامون الرشید نے خلیفہ مامون (اپنے والد سے) عرض کیا تو خلیفہ ہارون نے مامون کی یہ درخواست منظور کر لی۔

ہارون کا مرض الموت: ...... دارالخلافت بغداد سے ہارون خراسان جانے کے ارادے سے روانہ ہو کہ ماہ صفر ۱۹۳ھ میں جرجان پہنچا چونکہ علالت کا سلسلہ طول کھنچ گیا تھا اس لئے قیام کر دیا اور اپنے بیٹے مامون الرشید کو نامی گرامی سپہ سالاروں کے ساتھ جس میں عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، اسد بن خزیمہ، عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث، مہدی حریشی، اور نعیم بن خازم بھی شامل تھے مرو کی جانب روانہ کر دیا اور مامون کی روانگی کے بعد خود بھی موسیٰ کے پاس طرسوس چلا گیا۔

موت کی افواہ: ...... دن بدن بیماری زور پکڑتی چلی گئی نقل وحرکت سے اتنا مجبور ہو گیا کہ لوگوں میں اس کی موت کا شور مچ گیا رفتہ رفتہ اس کے کان تک بھی یہ خبر پہنچی لوگوں کو دکھانے کی نیت سے سوار ہونے کا ارادہ کیا مگر کمزوری سے اٹھ نہ سکا او بستر پر پڑا رہ گیا اس وقت جب کہ یہ طرسوس میں تھا بشیر بن لیث جس کو ہرثمہ نے قید کر کے روانہ کیا تھا پہنچ گیا اسے اپنے سامنے بلا کر کہا کہ ''واللہ اگر میری موت کے آنے میں اتنا بھی وقفہ ہوتا کہ میں اپنے لبوں کو حرکت دے سکوں تو میں یہی حکم دیتا کہ اس کو قتل کر دو'' بعد اس کے بعد ایک قصاب کو بلوا کر یہ حکم دیا کہ ''اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر علیحدہ کر دو'' اتنا کہنے کے بعد بیہوش ہو گیا اور حاضرین اٹھ کر چلے گئے۔

زندگی میں قبر کی تیاری: ...... جب اس کو اپنی زندگی سے ناامیدی ہوئی تو قبر تیار کرنے کا حکم دیا جس مکان ❶ میں مقیم تھا اس کے ایک گوشہ میں قبر کھودی گئی چند حفاظ قرآن نے قبر میں جا کے ختم قرآن کیا اور خود کنارہ قبر پر لیٹا ہوا دیکھتا ہا بار بار کہتا جاتا تھا۔

''واسواتاہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''

ہارون کی وفات: ...... اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اس کے بیٹے صالح نے نماز جنازہ پڑھائی اس کی وفات کے وقت فضل بن ربیع، اسماعیل بن صبیح، مسرور، حسین اور رشید موجود تھے۔ تیئیس برس یا کچھ اس سے زیادہ حکومت کی۔ بیت المال میں نوے کروڑ دینار چھوڑے۔ ❷

---

❶ ...... یہ حمید بن ابی غانم الطائی کا گھر تھا (البدایۃ والنہایۃ) (طبری)

❷ ...... ہارون کے خصائل: یہ خلیفہ جو ابھی آپ لوگوں سے رخصت ہو کر عالم جاودانی کی طرف چل دیا ہے بڑا اولوالعزم، علم وہنر کا قدردان، صاحب فہم وفراست، عزم وثبات، فیاضی وشجاعت میں ممتاز اور یکتا انسان تھا، خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی نے علم وہنر کی سرپرستی کا بیڑہ اٹھایا اس کی قدردانی ایسی شہرہ آفاق ہوئی کہ بڑے بڑے اہل کار چاروں طرف سے دربار خلافت میں کھچے چلے آتے تھے خود بھی ذی علم تھا فقہ، حدیث، ادب وایام عرب سے خوب ہی واقف تھا یحییٰ، فضل اور جعفر اس کے نامور وزیر تھے، جبرئیل اور بختیشوع نامی گرامی عیسائی اطباء اس کے دربار کے طبیب تھے سواروں کے تنخواہ پچیس روپے، پیدل سپاہی کی دس روپے تھے سپہ سالاری کا کام جنگ کے وقت صوبہ کا گورنر، وزیراعظم، قاضی القضاۃ اور خلیفہ کے بیٹے کر لیا کرتے تھے۔

اس کی وسعت سلطنت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے ممالک مقبوضہ کی سرحدیں ہندو وتاتار سے لے کر بحر اوقیانوس تک تھیں سوائے اندلس عظمیٰ (اسپین) کے دوسری اسلامی دنیا اس کی مطیع تھی روم ویونان جس پر یورپ ناز کر سکتا تھا اس نامور خلیفہ کے خراج گزار تھے اس کے ملک کا سالانہ خراج سات ہزار پانچ سو قنطار تھا (ایک قنطار ۸۴۰۰ دینار کا اور ایک دینار پانچ روپے کا ہوتا ہے)

مذہبی عقائد اور خیالات کا پابند تھا، زندقہ الحاد سے سخت نفرت تھی بزرگان دین سے معتقدانہ ملتا تھا، فضیل بن عیاض کے مکان پر خود جاتا تھا علماء وفضلاء کی نصیحتوں کو گوش وہوش سے سنتا تھا، شعر وشعراء سے دلی محبت رکھتا تھا اپنے مدائح کو زیادہ پسند کرتا تھا علی الخصوص خوش کلام شاعر کے کلام کو انتہائی رغبت اور شوق سے سنتا اور ان کو بڑے بڑے انعامات دیتا تھا مروان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ پر جس کا ایک شعر یہ ہے: وسدت بھرون الثغور رفا حکمت، بہ من امور المسمین المرائر۔ پانچ ہزار دینار، ایک خلعت فاخرہ، دس رومی غلام، اور ایک خاصہ کا گھوڑا مرحمت کیا تھا۔

خلفاء عباسیہ میں سب کے سب پہلے اسی نے چوگان (پولو) کھیلا اور لٹکے ہوئے نشانے پر شرط باندھ کر تیراندازی کی اور شطرنج کھیلی اور بے تکلفی کی مجلس میں نغمہ وسرود کو شوق ذوق سے بیٹھ کے سنتا، گویوں کے مراتب اور وظیفے مقرر کئے، ابراہیم موصلی کو جو اپنے زمانے میں علم موسیقی کا استاد مانا جاتا تھا دس ہزار درہم ماہانہ دیتا تھا، رقیق القلب اتنا (باقی صفحہ آئندہ)

ابوعبداللہ محمد امین بن ہارون الرشید ۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ

امین کی خلافت: ...... خلیفہ ہارون الرشید کی وفات کے بعد اگلے دن صبح ہارون کے لشکر میں اڑن امین کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ مامون الرشید اس وقت ''مرو'' میں تھا حمویہ (جو کہ خلیفہ مہدی کا آزاد کردہ غلام تھا) افسر ڈاک نے اپنے نائب سلام ابن سلم کو جو بغداد میں تھا اس واقعہ کی اطلاع دی اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت کی مبارک باد دینے کی ہدایت کی سب سے پہلے جس شخص نے امین کو خلافت کی مبارک باد دی وہی تھا۔ ❶

صالح بن ہارون کی تعزیت: ...... شہزادہ صالح بن ہارون الرشید نے بھی اپنے بھائی امین کی خدمت میں ایک خط ان کے والد ہارون الرشید کی وفات پر تعزیت اور اس کی خلافت کی مبارک بادی کا رجاء نامی خادم کے ذریعے روانہ کیا اور اس کے ساتھ ہی خلیفہ کی انگوٹھی عصا اور چادر بھی بھیج دی۔ رجاء کے پہنچنے کے بعد امین اپنے قصر سے جو خلد میں تھا نکل کر قصر خلافت میں آیا اور لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ خطبہ دیا اور حاضرین کو ہارون الرشید کی موت کی خبر سُنا کر خود اپنی اور لوگوں سے تعزیت کی۔

خاندان اور سالاروں کی بیعت: ...... اس کے بعد سارے خاندان خلافت نے بیعت کر لی سلیمان بن المنصور کو جو خلیفہ امین کے باپ اور والدہ کا چچا تھا سپہ سالاروں سے سندی کو عوام الناس سے بیعت لینے پر مقرر کیا گیا۔ بغداد کی نظامی فوج کو دو سال کا روزینہ عنایت کیا۔ اس کے بعد زبیدہ خاتون رقہ سے بغداد آئیں خلیفہ امین اراکین سلطنت وامراء بغداد کے ساتھ انبار تک ان کا استقبال کرنے گیا زبیدہ کے ساتھ خزانہ شاہی بھی تھا۔

لشکر گاہ میں بیعت کا خط: ...... ہارون کے انتقال سے پہلے جس وقت کہ اس کی بیماری بڑھ رہی تھی اس کی لشکر گاہ میں ایک خط بکر بن المعتمر کی معرفت امین نے اپنی بیعت لینے کے لئے روانہ کیا تھا دوسرا خط مامون اور مؤتمن کے نام بھی اسی مضمون کا بھیجا تھا اور تیسرا خط اپنے بھائی

---

❶ ...... مروج الذہب جلد ۳ صفحہ ۳۷۴ پر تحریر ہے کہ ,,رجاء,, خادم تھا جو امین کا آزاد کردہ غلام تھا، صالح نے اسے امین کے پاس ہارون کی وفات کی اطلاع دینے کے لئے بھیجا تھا۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) زیادہ تھا کہ تھوڑی سی بات پر زار زار رونے لگتا تھا محمد بن منصور بغدادی راوی ہے کہ جن دنوں خلیفہ ہارون نے ابوالعتاہیہ کو جیل کی سزا دی تھی ایک جاسوس کو اس کی روزانہ کی گفتگو اور کلام کی اطلاع دینے پر مقرر کیا تھا ایک روز ابوالعتاہیہ نے جیل کی دیوار پر جوش میں آ کر یہ دو شعر لکھ دیئے:

اما واللّٰہ ان الظلم یوم ☆ ومازال المسی ھو الظلوم

الی دیان یوم الدین نمضی ☆ وعنداللّٰہ تجمع الخصوم

جاسوس نے خلیفہ کے کان تک ان شعروں کو پہنچا دیا ہارون سن کر رو پڑا جب کچھ سکون ہوا تو ابوالعتاہیہ وطلب کر کے رہا کر دیا اور انکو ایک ہزار دینار مرحمت کئے۔

سیاست ملکی اور معاملات سلطنت میں بیدار مغزی سے کام لیتا تھا بقائے سلطنت اور خلافت کی شان وشکوہ کا بے حد کوشاں تھا انہی وجوہات سے برآمکہ کا قتل ہوا اور معاملہ کی نافہمی سے لوگوں نے یہ الزام اس کے سر تھوپ دیا مگر عقل سلیم اور انصاف گزین تحقیق پسند طبیعت یہ بتلا رہی ہے کہ ہارون الرشید نے بعض ملکی مصلحتوں سے برآمکہ کے خاندان کو تباہ کیا تھا نہ کہ جعفر وعباسیہ کے بے بنیاد نکاح کے باعث، جیسا کہ عام طور سے ناولوں اور روایت کش مؤرخوں کے ذریعے عوام میں مشہور ہو گیا ہے خلیفہ ہارون کا نکاح پہلے زبیدہ خاتون سے ہوا انہی کو ام جعفر بھی کہتے ہیں یہ جعفر بن المنصور کی بیٹی تھیں محمد امین انہی کے بطن سے پیدا ہوئے زبیدہ کے نکاح کے بعد امۃ العزیز (ام ولد ہادی) سے عقد کیا ان کے بطن سے علی بن رشید تولد ہوئے، اس کے بعد ام محمد بنت صالح مسکین اور عباسیہ بنت سلیمان بن المنصور اور عزیزہ بنت خالد غطریف اور عثمانیہ بنت عبداللہ بنت محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان سے نکاح کیا، وفات کے وقت چار بیویاں زبیدہ، ام محمد، عباسیہ اور عثمانیہ زندہ تھیں، بارہ بیٹے تھے محمد امین زبیدہ کے بطن سے، عبداللہ المامون مراجل نامی کنیز سے باقی قاسم المؤتمن، ابواسحاق محمد المعتصم، صالح، ابوعیسیٰ محمد، ابویعقوب محمد، ابوالعباس محمد، ابوسلیمان محمد، ابوعلی محمد، ابومحمد اور ابواحمد، امہات اولاد (کنیزوں) سے پیدا ہوئے مگر ان میں سے چار امین، مامون، موتمن اور معتصم سب سے زیادہ مشہور ہیں، لڑکیاں چودہ تھیں سکینہ، ام حبیب، اروئ، ام حسن، ام محمد، حمدونہ، فاطمہ، ام سلمہ، خدیجہ، ام قاسم، رملہ، ام جعفر، ام علی، عالیہ اور ریطہ تھیں اور یہ سب امہات اولاد کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔ اس کے مرنے پر ملک میں ایک مصیبت سی پھیل گئی شعراء نے برسوں نوحہ خوانی کی فضیل بن عیاض فرماتے تھے مجھے ہارون کی موت سے زیادہ صدمہ کسی بات کا نہیں ہوا مجھے یہ تو گوارا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری عمر کا حصہ ہارون کی عمر میں زیادہ کر دیتا۔

(میں نے یہ نوٹ کامل ابن اثیر تاریخ الخلفاء ابن خلکان اور المعارف سے انتخاب کر کے لکھا ہے) (مترجم)

صالح کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ لشکر، خزائن اور مال و اسباب سمیت فضل کے مشورہ ورائے کے ساتھ چلے آ ؤ ان خطوط کے علاوہ ایک خط علیحدہ سے فضل کے نام مال و اسباب اور خزائن شاہی کی حفاظت کے بارے میں لکھا تھا اور ہر محکمہ کے افسر کو اس کے عہدے پر بحال و قائم رکھا تھا مثلاً پولیس، باڈی گارڈ، اور حجابت وغیرہ۔

ہارون کو موت سے پہلے شک:......اتفاق سے اس کی اطلاع ہارون کو مل گئی تو امین نے بکر کو بلوالیا اور اس سے آنے کے سبب دریافت کیا مگر بکر نے صاف جواب نہیں دیا ہارون کو شبہ پیدا ہو گیا تو اس نے پوچھا کہ اور کوئی خط لایا ہے؟ اس نے جواب دیا ''نہیں'' تو خلیفہ ہارون نے جھلا کر اسے کوڑے لگوا کر جیل میں ڈال دیا اس واقعے کے بعد ہی ہارون کا انتقال ہو گیا فضل بن ربیع نے بکر کو جیل سے نکلوایا بکر نے امین کے خطوط حوالہ کر دیئے۔

فضل کی بغداد روانگی:......اراکین سلطنت خطوط پڑھ کے امین سے مل جانے کے بارے میں مشورہ کرنے لگے فضل بن ربیع نے ان لوگوں سمیت جو اس وقت لشکر گاہ میں موجود تھے اس لئے کہ ان لوگوں کو خود اپنے وطن جانے کی تمنا تھی بغداد کی طرف کوچ کر دیا اس طرح اس نے اور تمام لشکریوں نے مامون کے عہد اور معاہدے کو پس پشت ڈال دیا۔

مامون کا ردعمل:......مامون الرشید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے باپ کے سپہ سالاروں عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، شبیب بن حمید بن قحطبہ اور علاء مولیٰ ہارون کو لشکر میں ساتھ تھے ایک مجلس میں جمع کیا۔ علاء اس کا حاجب (لارڈ چیمبرلین) عباس بن مسیّب بن زہیر (افسر اعلیٰ پولیس) اور ایوب بن ابی سمیر کاتب اس کے (سکریٹری) تھے عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح اور ذوالریاستین فضل بن سہل مخصوص و معزز معتمدین میں سے تھے۔

ساتھیوں کے مشورے:......حاضرین میں سے بعض کی یہ رائے تھی کہ فوراً تعاقب کر کے فضل بن ربیع کو اس کے ساتھیوں سمیت واپس لایا جائے لیکن فضل بن سہل نے اس رائے سے اختلاف کر کے مشورہ دیا کہ ''مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں وہ لوگ آپ کو دھوکا نہ دیں میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ بذریعہ خط و کتابت ان لوگوں کو ایفاء عہد اور بیعت کی پابندی کا حکم دیجئے اور بدعہدی اور بیعت توڑنے کے برے انجام سے ڈرایئے۔

مامون کے قاصد کی ناکام واپسی:......مامون الرشید نے اس رائے کے مطابق سہل بن صاعد اور نوفل (خادم) کے ذریعے ایک خط فضل بن ربیع وغیرہ کے پاس نیشاپور روانہ کیا فضل ربیع نے خط پڑھ کر کہا ''کیا میں ہی اکیلا اس لشکر میں ہوں'' عبدالرحمٰن نے اپنے پاؤں سے سہل کو دبا کر نیزہ مارنے کا ارادہ کیا پھر کچھ سوچ کر نیزہ کا پھل دکھا کر بولا ''اگر تیری جگہ تیرا آقا (مامون) ہوتا تو اس کے سینہ پر بھی یہی رکھ دیتا'' سہل حیرت زدہ ہو کر عبدالرحمٰن کا منہ تک رہا تھا اور عبدالرحمٰن مامون کو گالیاں دیتا جا رہا تھا۔ سہل اور نوفل بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر مامون کے پاس واپس آ گئے اور تمام واقعات سے اس کو مطلع کیا۔

فضل بن سہل کی مامون کو تسلی:......فضل بن سہل نے عرض کیا ''اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہے چونکہ آپ خراسان میں ہیں ان دشمنوں کی دشمنی سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی خراسان میں مقنع نے بغاوت کی تھی اس کے بعد یوسف البرنے سر اٹھایا اس سے دولت عباسیہ کو بغداد میں ایک قسم کا تردد پیدا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بہت جلد دور ہو گیا اور آپ نے تو رافع بن لیث کی بغاوت کے زمانہ کے حالات ملاحظہ فرمائے ہی ہیں اور آج بفضلہ تعالیٰ آپ اپنے ننھیال میں ہیں اور آپ کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں ہے صبر و استقلال سے کام لیجئے میں آپ کی خلافت کا ذمہ دار ہوں'' مامون نے کہا ''انشاء اللہ تعالیٰ میں تمہارے کہنے پر عمل کروں گا اور اس کام کی ذمہ داری تمہارے حوالہ کرتا ہوں''

فضل کا مشورہ:......فضل بن سہل نے عرض کیا ''عبداللہ بن مالک اور دوسرے اراکین دولت بوجہ شہرت و قوت مجھ سے زیادہ آپ کے حق

میں مفید ہوگی اور ان میں سے جو آپ کے اس کام کو انجام دے میں اس کا خادم ہوں گا حتیٰ کہ زمام حکومت آپ کے قبضہ میں آ جائے'' ❶ مامون نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا فضل مامون سے رخصت ہو کر اراکین دولت سے جھڑک کر نکال دیا چنانچہ فضل مامون کے پاس واپس آیا اور اسے ان حالات سے آگاہ کیا۔

فضل کی ذمہ داری: ......مامون نے کہا'' بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس کام کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لے لو'' فضل نے عرض کیا'' موجودہ حالات میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ فقہاء اور علماء کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو راہ حق پر چلنے اور عمل کرنے کی ہدایت کریں احیاء سنت اور ظلم کی سرکوبی کی تعلیم دیں۔ ❷

مامون کی کوششیں: ......مامون نے اسی وقت فقہاء کو طلب کر کے وعظ و پند کی ہدایت کی اور لشکر کے کمانڈروں وار اکین سلطنت کی دل جوئی کرنے لگا تمیمی سے کہتا تھا کہ'' مجھے تخت خلافت پر بیٹھنے تو دو میں تم کو موسیٰ بن کعب کی جگہ مقرر کر دوں گا، ربعی سے ابوداؤد اور خالد بن ابراہیم کا عہدہ دینے کا وعدہ کرتا تھا یمانی کو قحطبہ و مالک بن ہیثم کی جگہ مقرر کرنے کا اقرار کیا تھا یہ سب دولت عباسیہ کے نقباء تھے اور اہل خراسان کو خوش کرنے کے خیال سے چوتھائی خراج معاف کر دیا جس سے اہل خراسان کی باچھیں کھل گئیں۔ خوشی کے مارے کہتے پھرتے تھے'' کیوں نہ ہو وہ ہماری بہن کا بیٹا، اور ہمارے نبی کے چچا کا لڑکا ہے'' مامون نہایت توجہ اور بیدار مغزی سے ان ممالک کا جو اس کے قبضہ میں خراسان اور'' رے'' وغیرہ کے تھے انتظام کرنے لگا۔ پھر اپنے بڑے بھائی امین کے پاس تحائف روانہ کئے اور مؤدبانہ خط تحریر کیا۔

مؤتمن کی معزولی: ......ان واقعات کے بعد خلیفہ امین نے اپنی حکومت کے پہلے ہی دور میں اپنے بھائی قاسم المؤتمن کو جزیرہ سے معزول کر دیا مگر قنسرین اور عواصم کی گورنری پر بدستور قائم رکھا اور جزیرہ میں اس کی جگہ خزیمہ بن خازم کو مقرر کیا اس کے عہد خلافت کے شروع میں مکہ معظمہ کا گورنر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد اور حمص کا گورنر اسحاق بن سلیمان تھا لیکن اہل حمص نے اس سے مخالفت اور بغاوت کی لہذا اسحاق حمص سے سلمیہ چلا آیا خلیفہ امین نے اس کو معزول کر کے عبداللہ بن سعید خرشی کو مقرر کیا لہٰذا اس نے حمص پہنچ کر باغیوں میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو جیل بھیج دیا اور حمص کے اطراف میں آگ لگا دی باغیوں نے مجبور ہو کر امان کی درخواست کی چنانچہ عبداللہ بن سعید نے امان دیدی مگر کچھ عرصہ کے بعد پھر باغی ہو گئے عبداللہ بن سعید نے پھر ان کے اکثر آدمیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اس کے بعد خلیفہ امین نے ابراہیم بن عباس کو حمص کا گورنر بنا کر حمص روانہ کر دیا۔

ہرثمہ اور رافع: ......۱۹۳ھ میں ہرثمہ بن اعین سمرقند میں طاقت کے زور سے داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں پر قیام بھی کیا اس کے ساتھ طاہر بھی حسین بھی تھا رافع بن لیث نے ترکوں کے پاس جا کر پناہ لی اور ترکوں کی پشت پناہی سے لشکر تیار کر کے دوبارہ ہرثمہ کے مقابلہ پر آیا ہرثمہ کی حکمت عملی سے ترکوں اور رافع میں چپقلش ہو گئی چنانچہ ترک رافع سے علیحدہ ہو کر واپس چلے گئے جس سے رافع کے کاموں میں کمزوری پیدا ہو گئی۔

رافع کی مامون سے صلح: ......اس دوران مامون کے حالات سے اس کو آگاہی ہوئی لہٰذا امان طلب کر کے دربار میں آیا مامون انتہائی احترام کے ساتھ پیش آیا اور ان کی بہت زیادہ عزت کی اس کے بعد ہرثمہ حاضر خدمت ہوا مامون نے اس کو اپنے باڈی گارڈ کا افسر بنا دیا مگر خلیفہ امین کو یہ سب کاروائیاں پسند نہ آئیں۔

نقفور کا قتل: ......اسی سنہ میں اپنی حکومت کے ساتویں سال نقفور (بادشاہ روم) جنگ برجان میں مارا گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا استبراق جانشین بنا یہ بہت بڑا جری اور بہادر تھا مگر دو مہینہ حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اس کی بہن کا داماد میخائیل بن جرجیس تخت نشین ہوا اس کی حکومت کے دوسرے سال ۱۹۴ھ میں رومیوں نے بغاوت کر دی چنانچہ میخائیل دارالسلطنت چھوڑ کر بھاگ گیا اور رہبانیت اختیار کر لی، تب رومیوں نے میخائیل

---

❶ ......فضل بن سہل کی جو گفتگو تھی وہ مامون کے اپنے بھائی سے اختلاف اور ناراضگی کے ابھارنے کا سبب بنی تھی اور یہ سب بھوکا تھا کیونکہ انکے گھڑ سوار دستے اسی فارسی عربی حکومت کو گرانے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔

❷ ......اس جگہ جو عبارت ہے وہ اصل میں مختلف ہے اس لئے کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۹۷ پر صوفیوں کی نگرانی کرنے کا حکم دینا بھی معلوم ہوتا ہے۔

کے بعد ,,الیون,, سپہ سالار کو تخت نشین کر لیا۔

مامون کو معزول کرنے کا پروگرام: ......جس وقت فضل بن ربیع مامون کی بیعت توڑ کر خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت اس کو برے انجام کے خطرات پیدا ہوئے برے انجام کے پیش نظر مامون سے اپنے سارے تعلقات قطع کر کے خلیفہ امین کو بہکانے لگا رفتہ رفتہ اس کو اس بات پر تیار کر لیا کہ مامون کو ولی عہدی سے معزول کر کے موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کی بیعت لے لی جائے علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندھی وغیرہ اوران کے علاوہ ان لوگوں نے جو مامون سے اپنی مخالفت کی وجہ سے ڈرتے تھے اس رائے سے موافقت کی مگر خزیمہ بن حازم اور اس کے بھائی عبداللہ نے اس کی مخالفت کی اور خلیفہ امین کو قسم دلا کر اس فعل سے باز رہنے اور لوگوں کو نقض عہد کرنے اور بیعت توڑ کر مصیبت میں ڈالنے سے منع کیا لیکن خلیفہ امین اس بات پر برابر اصرار کر رہا تھا۔

خطبہ میں امین کے بیٹے کا نام: ......اس دوران یہ خبر ملی کہ مامون نے عباس بن عبداللہ بن مالک کو حکومت رے سے معزول کر دیا ہے اور ہرثمہ بن اعین کو باڈی گارڈ کا افسر مقرر کیا ہے رافع بن لیث نے امن کی درخواست کی تھی مامون نے اس کو امن دے دیا چنانچہ رافع بن لیث اس کے حامیوں میں داخل ہو گیا ہے لہٰذا خلیفہ امین نے بے سمجھے بوجھے اپنے گورنروں کے نام ایک گشتی فرمان اس مضمون کا روانہ کیا کہ خطبوں میں مامون اور مؤتمن کے بعد میرے بیٹے موسیٰ کے لئے دعا کیجئے۔

مامون سے اعلان کروانے کی کوشش: ......مامون کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے امین کے نام کو خطبہ سے نکال دیا اور خط و کتابت بند کر دی اس کے بعد خلیفہ امین نے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن جعفر بن المنصور، صالح (گورنر موصل) اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو مامون کے پاس یہ پیغام دے کر روانہ کیا کہ میرے بیٹے موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کو اپنی ولی عہدی سے پہلے کر دو اور مجمع عام میں اس کا اظہار کرو جس وقت یہ لوگ مامون کے پاس پہنچے مامون نے امراء خراسان کو جمع کر کے اس بارے میں مشورہ کیا ان لوگوں نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم لوگوں نے آپ کی بیعت اس شرط سے کی تھی کہ آپ خراسان سے باہر تشریف نہیں لے جائیں گے۔

مامون کا انکار: ......مامون نے خلیفہ کے وفد کو بلوا کر اس درخواست کی منظوری سے انکار کر دیا جو وہ لے کر آئے تھے فضل بن سہل اس موقع پر ایک چال اور چل گیا کہ عباس بن موسیٰ کو جھانسہ دیکر اپنا جاسوس و مخبر بنا لیا جو وقتاً فوقتاً خلیفہ امین اور اس کی دربار کی کیفیت لکھتا رہتا تھا۔

محکمہ ڈاک اور دوسرے مطالبات نامنظور: ......وفود کے واپسی کے بعد خلیفہ امین نے مامون سے خراسان کے بعض علاقوں کی درخواست کی اور یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ خراسان میں اس کے بعض افسر اور اس کے محکمہ ڈاک کے قیام کی اجازت دی جائے مگر مامون نے ان میں سے ایک کو بھی منظور نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی احتیاط کے طور پر اور سرحدی علاقوں پر اپنے بااعتماد اور خاص امیروں کو نگرانی و محافظت کے لئے متعین کر دیا تا کہ کوئی اجنبی شخص بغیر اجازت خراسان نہ آسکے۔

مامون کے لئے خطرات: ......اس احتیاط کے باوجود مخالفت کے انجام سے خائف تھا انہی دنوں خاقان (بادشاہ تبت) نے اپنے مقبوضہ ملک کے سرحدی علاقوں پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا تھا، جیفو نہ باغی ہو گیا تھا اور ترک بادشاہوں نے خراج دینا بند کر دیا تھا، مامون کو اس سے زیادہ خطرہ پیدا ہو گیا۔

فضل بن سہل کا مشورہ: ......فضل بن سہل نے مشورہ دیا کہ خود کو خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے خاقان وجیفوفہ کو خود مختار حکمران بنا دیجئے اور کابل کے حکمران سے دوستانہ مراسم قائم کرنے کے خیال سے خراسان کے تحائف بھیجئے باقی دوسرے ترک بادشاہوں کا خراج معاف کر دیجئے اس انتظام کے بعد سوار اور پیدل فوج کا لشکر مرتب کر کے برسر مقابلہ آیئے اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو نورٌ علیٰ نور، ورنہ خاقان کے پاس پناہ گزین ہو جائے گا۔

مامون کا خط بنام امین: ......مامون نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر ایسا ہی کیا اور خلیفہ امین کو اس کی فرمانبرداری ظاہر کر کے

ایک خط تحریر کیا، امیر المؤمنین! آپ کا فرمان عالیشان مجھے ملا میں آپ کا اس سرحد پر ایک ادنیٰ گورنر ہوں چونکہ مجھے خلیفہ ہارون نے اس سرحد پر قیام کرنے کی ہدایت کی تھی اور اسی کی حفاظت پر مقرر فرمایا تھا اور میرے یہاں قیام پذیر ہونے سے ہزاروں فائدے ہیں اس لئے میں حاضر نہیں ہوسکتا اس لئے میری اس غیر حاضری کو معاف فرمائیں میں آپ کا حاضر و غائب فرمانبردار ہوں۔

موسیٰ کی ولی عہدی کا اعلان:...... خلیفہ امین کے خیالات یہ خط پڑھنے سے تبدیل ہو گئے اور یہ بات اس کی ذہن نشین ہوگئی کہ مامون میری مخالفت نہیں کریگا چنانچہ اسی بناء پر ۱۹۵ھ کے شروع میں مامون کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے موسیٰ کی ولی عہدی کی بیعت لے لی اور اسے الناطق بالحق کا لقب عنایت کیا اسی تاریخ سے مامون اور موتمن کے نام خطبہ سے نکال دیئے گئے اور منبروں پر ان کا ذکر متروک ہوگیا۔

موسیٰ کی تربیت:...... خلیفہ امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد مقرر کرنے کے بعد علی بن عیسیٰ کی تربیت میں دے دیا اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک اس کی پولیس کا، عثمان بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کے باڈی گارڈ کا اور علی بن صالح صاحب المصلی کو اس کے دفتر انشا کا ذمہ دار بنایا۔

عہد نامہ کو چاک کرنا:...... اس کارروائی کے بعد خلیفہ نے اپنے دوسرے بیٹے عبداللہ کو بھی موسیٰ کے بعد ولی عہد بنا دیا چنانچہ خطبوں میں پہلے خلیفہ امین کا نام لیا جاتا ہے اس کے بعد موسیٰ اور عبداللہ کے لئے دعا کی جاتی ہے اور اس کو القائم بالحق کا لقب دیا گیا، خانہ کعبہ سے وہ عہد نامہ بھی طلب کر کے چاک کر دیا جو امین اور مامون کی ولی عہدی کا تھا اور جس کو خلیفہ ہارون نے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا تھا۔

مامون کے اقدامات:...... مامون کے جاسوسوں نے جو بغداد میں تھے ان تمام واقعات کی اطلاع دی اور مامون نے انتہائی توجہ کے ساتھ سن کر کہا کہ جن باتوں کی اطلاع مخبروں نے دی ہے اس سے مجھے یقین ہوگیا ہے کہ یہی میری حق رسی کے لئے کافی ہوں گی، اس کے بعد انتظاماً فضل بن سہل کو لشکر رے کے پاس انعامات وظائف اور رسد وغلہ تقسیم کرنے کے لئے روانہ کیا فضل بن سہل نے اپنی خوش انتظامی سے مستقل فوج کے علاوہ مقام رے کے آس پاس جتنے جنگ کے ماہر سپاہی تھے سب کو جمع کرلیا اس کے بعد طاہر بن حسین بن مصعب بن زریق بن اسعد خزاعی نے ابوالعباس خزاعی کو امیر لشکر بنا کر مقام رے کے لشکر کی طرف بھیج دیا اور اس کے اسٹاف میں نامی گرامی سپہ سالاروں اور مددگار فوجوں کو بھیجا، ابوالعباس نے مقام رے پہنچ کر لشکر کو از سرنو مرتب کر کے مسلحہ اور مراصد مقرر اور متعین کئے۔

امین کی فوجوں کی روانگی:...... خلیفہ امین نے بھی عصمۃ بن حماد بن سالم ❶ کو ایک ہزار پیدل سپاہیوں سمیت ہمدان کی طرف روانہ کیا❷ اور یہ حکم دیا کہ تم ہمدان میں مقیم رہنا اور اپنے مقدمۃ الجیش کو سادہ لباس میں بھیجنا۔

ابن ماہان کی روانگی کی وجہ:...... کہا جاتا ہے کہ فضل بن ربیع کو فضل بن سہل کے جاسوس نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کی روانگی پر اس لئے تیار کیا تھا کہ اہل خراسان کو اس سے دلی نفرت تھی یہی وجہ تھی کہ اہل خراسان اس کے مقابلہ میں بے جگری سے لڑے تھے، بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ اہل خراسان نے مکر وفریب سے علی بن عیسیٰ بن ماہان کے پاس سے بہت سے خطوط اس مضمون کے بھیجے تھے کہ اگر آپ امیر لشکر بن کر آئیں گے تو ہم لوگ فوراً آپ کی اطاعت قبول کرلیں گے، خلیفہ امین نے اس بناء پر ابن ماہان کو روانگی کا حکم دیا اور اسے جاگیر کے طور پر نہاوند، ہمدان، قم، اصفہان اور کل بلاد جبل کو حرباً وخراجاً مرحمت کئے خزانہ شاہی سے خاطر خواہ رقم لے جانے کا اختیار دیا سامان سفر واسباب جنگ ضرورت سے بہت زیادہ دیا، پچاس ہزار سوار کا لشکر اس کے ساتھ کر دیا۔

لشکر کی مدد کے خطوط:...... اور ابودلف قاسم بن عیسیٰ بن ادریس عجلی اور ہلال بن عبداللہ حضرمی کے نام فرمان اس مضمون کا روانہ کیا کہ بوقت ضرورت ابن ماہان کی مدد کرنا علی بن عیسیٰ بن ماہان خلیفہ امین سے رخصت ہوکر زبیدہ (امین کی والدہ) کے محل سرا کے دروازہ پر رخصت ہونے کی

---

❶ ...... تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۴۳۷ پر عصمۃ بن سالم کے بجائے عصمۃ بن ابی عصمۃ السبیعی تحریر ہے۔

❷ ...... یہ واقعہ ۱۹۵ھ کا ہے تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۳۔

اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا۔

مامون کے لئے چاندی کی ہتھکڑی: ..... زبیدہ نے مامون کے معاملہ میں جیسا کہ وصیت کرنے کا حق تھا بے حد وصیت کی اور چاندی کی ہتکڑی وبیڑی دیکر یہ سمجھایا کہ میں اس کو محبت اور شفقت میں اپنے بیٹے امین کے برابر سمجھتی ہوں اگر تجھکو کامیابی حاصل ہو جائے تو نہایت ادب واتمیاز کے ساتھ اس کو قید کر کے لانا، خبردار مامون کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی نہ کرنا، غرض یہ کہ علی بن عیسیٰ بن ماہان بغداد سے شعبان میں روانہ ہوا خلیفہ امین اپنے سپہ سالاروں اور لشکر کے ساتھ رخصت کرنے چلا اس کے ساتھ جانے والوں کا بیان ہے کہ اس شان والا پرشکوہ اور بڑے ساز وسامان والا لشکر اس سے پہلے نہیں دیکھا گیا۔

طاہر کے لشکر کی اطلاع: ..... سابلہ میں پہنچا تو مقام رے کے لوگوں نے اسے بتایا کہ طاہر مقام رے میں ٹھہرا ہوا لشکر کو منظم کر رہا ہے اور ہمہ تن جنگ کے لئے تیار ہے ابن ماہان نے دیلم اور طبرستان کے حاکموں کے پاس خطوط روانہ کئے مراسم اور اتحاد بڑھانے کے لئے انعامات اور جاگیریں دینے کا وعدہ کیا اور قیمتی قیمتی زیوارت اور تحائف بھیجے کہ اس کے بدلہ میں کہ خراسان کی ناکہ بندی کر لیں چنانچہ ملوک دیلم اور طبرستان نے اسے منظور کر لیا، اس کے بعد ابن ماہان سابلہ سے روانہ ہو کر مقام رے کے پہلے صوبہ میں خیمہ زن ہوا۔

طاہر کے بارے میں غلط فہمی: ..... اس کے مشیروں اور ساتھیوں نے جاسوس بھیجنے اور ہراول دستے اور مورچے قائم کرنے کی رائے دی ابن ماہان نے کہا کہ طاہر جیسے شخص کے مقابلہ کے لئے اتنی تیاری کی ضرورت نہیں ہے وہ مقام رے میں قلعہ بند ہو کر لڑے گا یا سواروں کی ٹاپوں کی آواز سن کر ہی بھاگ جائے گا، پہلی صورت میں اہالیان رے ہی اس کا قلع قمع کر دیں گے اور دوسری صورت میں کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔

ابن ماہان کے جنگ کے مشورے: ..... رفتہ رفتہ جب ابن ماہان مقام رے سے دس فرسخ کے فاصلہ پر رہ گیا تو طاہر کے ساتھی ابن ماہان سے جنگ کرنے کے معاملہ میں غور وفکر کرنے لگے آخر کار اس پر متفق ہو گئے کہ مقام رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا چاہیئے مگر طاہر نے یہ رائے دی کہ مقام رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا خطرے سے خالی نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ رے والے فریق مخالف سے مل جائیں اور ہم پر غفلت میں شب خون ماریں اس لئے بہتر یہ ہے کہ مقام رے سے باہر نکل کر جنگ کی جائے۔

باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ: ..... حاضرین نے یہ رائے پسند کی اور اس کے مطابق مقام رے سے نکل کر پانچ فرسخ کے فاصلے پر صف آرائی کی لشکر کی تعداد چار ہزار سواروں سے بھی کم تھی احمد بن ہشام نے جو کہ لشکر خراسان کا افسر اعلیٰ تھا یہ رائے دی کہ لشکر گاہ میں امین کی معزولی اور مامون کی خلافت کا اعلان کرا دینا چاہیئے تا کہ علی بن عیسیٰ یہ ظاہر کر کے کہ میں امین کا عامل ہوں اہل خراسان کو امین کی اطاعت کا دھوکہ نہ دینے پائے، چنانچہ طاہر نے ایسا ہی کیا۔

علی بن عیسیٰ کا غرور: ..... علی بن عیسیٰ نے طاہر کے لشکر کی کمی کا احساس کر کے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا بہادرو! کیا دیکھ رہے ہو فوراً ان کو پکڑ لو یہ لوگ اتنے کم ہیں کہ ان پر تلواروں کا وار کرنا یا نوکدار نیزوں سے ان کے سینوں کو چھیدنا فضول ہے بہتر یہ ہے کہ ان کو چاروں طرف سے گھیر کر گرفتار کر لو یہ جملے سن کر سپاہیوں کے دل بڑھ گئے علی نے اپنے لشکر کو میمنہ ومیسرہ سے مرتب کر کے دس جھنڈے بنائے اور ہر جھنڈے کے ساتھ ایک ایک ہزار فوج رکھی اور ہر جھنڈے کو دوسرے جھنڈے سے ایک تیر کے فاصلہ پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ باری باری جنگ کریں۔

طاہر کی تیاری: ..... طاہر نے بھی اپنی فوج کو چند ٹولیوں میں تقسیم کر کے جنگ کی ترغیب دی اور صبر واستقلال سے لڑنے کی ہدایت کی اتفاق سے صف آرائی کے وقت طاہر کے ساتھیوں میں سے ایک گروپ علی بن عیسیٰ کے پاس چلا گیا مگر علی بن عیسیٰ نے بعض کو کوڑے لگوائے اور بعضوں کی تشہیر کرائی چنانچہ علی بن عیسیٰ کے اس فعل کی وجہ سے طاہر کے باقی ساتھی اس سے مل جانے سے رک گئے اور جنگ میں جی توڑ کوشش کی۔

ہارون کی معاہدہ کی تشہیر: ..... پھر احمد بن ہشام کے مشورے سے طاہر نے آغاز جنگ سے پہلے علی بن عیسیٰ کے لشکر میں اس سے اور بے

دلی پھیلا دی کہ عہد نامہ کو جس میں مامون کی بیعت کا تذکرہ تھا دونوں لشکروں کے درمیان نیزے پر لٹکا کر علی بن عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو مامون کے عہد و پیمان کو یاد دلایا اور بدعہدی کے انجام اور بیعت توڑنے سے ڈرایا۔

ابن ماہان اور طاہر کی جنگ:......اس کے بعد لڑائی چھڑ گئی پہلے علی کے میمنہ نے میسرہ پر حملہ کیا جس سے طاہر کے میسرہ کو شکست ہو گئی پھر دوبارہ علی کا میسرہ طاہر کے میمنہ پر حملہ آور ہوا اور اس کو بھی اس نے مورچہ سے ہٹا دیا طاہر نے اپنے لشکر کی فوج اور ساتھیوں کو اپنی پر جوش تقریر سے ابھار کر علی کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں علی کے قلب کو شکست ہو گئی طاہر کا میمنہ اور میسرہ اپنے ساتھیوں کو کامیاب دیکھ کر واپس آ گیا جس سے طاہر کے ساتھیوں کی قوت بڑھ گئی اور علی کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور علی ان کو بلند آواز سے بلانے لگا۔

ابن عیسیٰ کا قتل اور شکست:......اس دوران طاہر کے ساتھیوں میں سے کسی نے ایک تیر ایسا مارا کہ علی کے گلے میں جا کر ترازو ہو گیا علی نے زمین میں گر کر دم توڑ دیا اور اس شخص نے وہاں پہنچ کر اس کا سر اتار دیا اور اس کی لاش کو ایک لکڑی پر لٹکا کر طاہر کے پاس لے آیا پھر اس کے حکم سے ایک کنویں میں پھینک دیا، کامیابی کے بعد طاہر نے باری تعالیٰ کے شکرانے کے طور پر علی کے سارے غلاموں کو آزاد کر دیا اور اس کے ساتھیوں نے علی کے لشکر کا دو فرسخ تک تعاقب کیا اور اس تعاقب میں بار بار لڑائی ہوئی اور ہر لڑائی میں طاہر کے ساتھی ان کو قتل اور قید کرتے رہے حتیٰ کہ فتح مند اور ناکام لشکر کے درمیان رات حائل ہو گئی جس سے فتح مند گروپ تعاقب سے رک گیا اور بھاگنے والے قتل اور قید ہونے سے بچ گئے۔

فتح کی خوشخبری:......جنگ کے خاتمہ اور فتح کے بعد طاہر مقام رے واپس آیا اور فتح کی خوشخبری فضل بن سہل کے ذریعے مامون کی خدمت میں روانہ کر دی جس کی عبارت یہ تھی:

> **بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم کتابی الیٰ امیر المؤمنین وراس علی بین یدی وخاتمہ فی اصبعی وجندہ متصرفون تحت امری والسلام.**
>
> (ترجمہ) یہ خط امیر المؤمنین کے نام روانہ کر رہا ہوں اس حال میں کہ علی کا سر میرے سامنے ہے اور اس کی انگوٹھی میری انگلی میں ہے اور اس کا لشکر میری ماتحتی میں ہے والسلام۔

مامون کو فتح کی اطلاع:......تین دن کے عرصہ میں یہ خط ڈاک کے ذریعے سے خراسان پہنچا فضل بن سہل خط لیکر مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو کامیابی کی خوشخبری سنائی اور ان کو مبارکباد دی اس کے بعد دوسرے اراکین دولت حاضر ہوئے اور شاہی سلام کیا اس کے دو دن کے بعد علی کا سر بھی آیا جسے پورے خراسان میں پھیرایا گیا۔

امین کو شکست کی اطلاع:......امین کو بھی علی بن عیسیٰ کے مارے جانے اور لشکر کی شکست کا حال معلوم ہو گیا فضل بن ربیع نے مامون کے وکیل (نوفل خادم) کو طلب کر کے جو کچھ اس کے قبضہ میں مال واسباب تھا ضبط کر لیا جس کی قیمت پانچ لاکھ تھی اور خلیفہ ہارون کی وصیت کے مطابق دیا گیا تھا اس کے بعد امین کو اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی سپاہیوں اور سپہ سالاروں نے اپنی اپنی تنخواہوں اور روزینہ کا شور وغل مچا دیا عبداللہ بن حاتم نے طاقت سے ان کو خاموش کرنے کا ارادہ کیا لیکن امین نے عبداللہ کو منع کر کے ان لوگوں کی تنخواہیں اور روزینے تقسیم کر دیئے۔

لشکر امین کی روانگی:......علی بن عیسیٰ کے قتل کے بعد امین نے عبدالرحمٰن بن جبلہ انباری کو بیس ہزار سواروں کا لشکر دے کر طاہر سے جنگ کرنے کے لئے ہمدان روانہ کیا اور ہمدان اور خراسان کے ان سب علاقوں کا، جنہیں وہ فتح کر لے، گورنر بنا دیا اس کے علاوہ مال واسباب اور بہت سامان جنگ بھی دیا غرض ابن جبلہ دار الخلافت بغداد سے روانہ ہو کر ہمدان پہنچا اور اس کی قلعہ بندی کر لی۔

طاہر کی آمد:......طاہر یہ خبر سن کر اپنا لشکر ظفر پیکر لے کر ہمدان پہنچ گیا ابن جبلہ نے ہمدان سے نکل کر مقابلہ کیا مگر طاہر نے اس کو پہلے ہی حملہ میں شہر کی طرف پسپا کر دیا پھر دوبارہ عبدالرحمٰن بن جبلہ اپنی فوج کو منظم کر کے میدان جنگ میں آیا پھر طاہر سے شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگا طاہر نے

شہر ہمدان کا محاصرہ کرلیا اہل شہر کو محاصرہ کی طوالت سے ہر طرح کی تکلیفیں ہونے لگیں۔

عبدالرحمٰن کی شکست اور امان:......عبدالرحمٰن نے اس خوف سے کہ کہیں اہل شہر طویل محاصرے کی وجہ سے باغی نہ ہو جائیں طاہر سے امان طلب کر کے ہمدان چھوڑ دیا طاہر نے اس واقعہ سے پہلے ہمدان کے محاصرہ کے وقت اس خطرہ کے پیش نظر کہ کہیں قزوین کا گورنر دوسری جانب سے حملہ نہ کر دیں ایک ہزار سواروں کو لے کر قزوین پر حملہ کر دیا قزوین کا گورنر اس خبر سے مطلع ہو کر بھاگ گیا تھا اور طاہر نے اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد طاہر نے ہمدان اور جبل کے تمام علاقوں کو فتح کر لیا۔

عبدالرحمٰن کا دھوکہ اور قتل:......ایک مدت تک عبدالرحمٰن بن جبلہ بے خوف وخطر بہاں چاہتا آتا جاتا رہا طاہر کی امان دے دینے کی وجہ سے کوئی شخص مزاحمت نہیں کرتا تھا جب اسکو طاہر اور اس کی ساتھیوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو ایک دن اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے غفلت میں حملہ کر دیا طاہر کی فوج فوراً تیار ہو کر مقابلہ پر آ گئی اور جنگ کا بازار گرم ہو گیا فریقین بے جگری سے ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے آخر کار عبدالرحمٰن کے ساتھی میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے چنانچہ عبدالرحمٰن مارا گیا اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگے اور حریشی کے بیٹوں عبداللہ اور احمد کے پاس پہنچ گئے جس کو امین نے ایک عظیم لشکر کے سامنے عبدالرحمٰن کی کمک پر روانہ کیا تھا مگر طاہر کا خوف ان کے دلوں پر ایسا چھا گیا کہ کسی جنگ وجدال کے بغیر بغداد بھاگ گئے طاہر یکے بعد دیگرے شہروں اور قلعوں پر قبضہ کرتا ہوا حلوان پہنچا اور حلوان کے چاروں طرف خندق کھدوا کر مورچے قائم کر دیئے اور از سر نو اپنی فوج کو مرتب وجمع کرنے میں مصروف ہو گیا۔

مامون کی بیعت:......اس واقعہ کے بعد ہی مامون نے منبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور امیر المؤمنین کے لقب سے مخاطب کئے جانے کا حکم صادر کیا اور فضل بن سہل کو تمام مشرقی علاقوں جبل ہمدان سے تبت تک طولاً اور بحر فارس سے بحر دیلم وجرجان تک عرضاً سیاہ وسفید کا مالک بنا دیا اور ایک نیزہ جس پر دو شاخیں تھیں فضل کے لئے ایک جھنڈا قائم کیا اور ذوالریاستین (یعنی صاحب سیف وقلم) کا مبارک لقب دیا جنگ کے جھنڈے کا ذمہ دار علی بن ہشام کو بنایا گیا اور نعیم بن خازم کے سپرد اس کا قلمدان کیا گیا اور اس کے بھائی حسن بن سہل کو دیوان الخراج کی افسری دے دی گئی۔ ❶

سفیانی کا ظہور:......سفیانی کا نام علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ تھا نفیسہ بنت عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب اس کی والدہ تھیں ابوالعمیطر اس کی کنیت تھی کیونکہ اس کا یہ خیال تھا کہ یہ کنیت حرذون کی ہے لوگوں نے اس کو اسی لقب سے یاد کرنا شروع کر دیا یہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میں شیخین صفین (یعنی علی ومعاویہ) کا بیٹا ہوں سرزمین شام میں یہی ایک شخص خاندان بنوامیہ کا باقی رہ گیا تھا ذی علم اور صاحب روایت تھا، ۱۹۵ھ کے آخر میں خلافت وسلطنت کا دعویدار بن گیا خطاب بن وجہ العلس نے (بنوامیہ کا آزاد کردہ غلام) اور صیدا پر قابض تھا اس کی حمایت کر دی جس سے سفیانی کی قوت بڑھ گئی اور اس نے سلیمان بن منصور کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا اس کے اکثر ساتھی قبیلہ قلب سے تعلق رکھتے تھے دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد سفیانی نے محمد بن صالح بن بیہس کلابی کی طرف سے ایک خط روانہ کیا جس میں اطاعت قبول کرنے کی صورت میں انعامات وصلے دینے کا وعدہ کیا اور مخالفت کی صورت میں قتل وغارت کی دھمکی دی تھی محمد بن صالح نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ سفیانی نے قیسیہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو قیسیہ نے محمد بن صالح سے مدد طلب کر لی چنانچہ محمد بن صالح تین سو سواروں کے ساتھ آ پہنچا جس میں اکثر وبیشتر اس کے آزاد کردہ غلام اور رشتہ دار تھے سفیانی نے یزید بن ہشام کو بارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ اس کے مقابلے کے لئے روانہ کیا اور پھر دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی جس میں یزید کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اس کے تقریباً دو ہزار آدمی قتل ہو گئے اور تین ہزار گرفتار کر لئے گئے جن کو ابن بیہس نے سر اور ڈاڑھی منڈوا کر رہا کر دیا۔

سفیانی کو پھر شکست:......اس کے بعد سفیانی نے ایک لشکر مرتب کر کے اپنے بیٹے قاسم کے ساتھ ابن بیہس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا

❶......یہاں سے لے کر صفحہ ۹۵ کی (اوپر سے نیچے) ساتویں سطر تک بیان کردہ تاریخ ہمارے پاس موجود ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں موجود نہیں ہے۔

اس معرکہ میں بھی سفیانی کے سپاہیوں کو شکست ہوگئی دوران جنگ قاسم مارا گیا اور اس کا سر امین کی خدمت میں بھیج دیا گیا سفیانی کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے پھر لشکر تیار کر کے اپنے آزاد کردہ غلام معتمر کے ماتحت میدان جنگ میں بھیجا اس مرتبہ بھی سفیانی کے سپاہیوں کو شکست ہوگئی اور معتمر مارا گیا ان واقعات سے سفیانی کے کاموں میں کمزوری آ گئی۔

ابن بہیس کی وصیت:......چنانچہ قیسیہ نے اس سے فائدہ اٹھانا چاہا اس کے بعد ابن بہیس بیمار ہوگیا اس نے رؤسا بنی نمیر کو جمع کر کے یہ وصیت کی کہ تم لوگ مسلمہ بن یعقوب بن علی بن محمد بن سعد بن مسلمہ بن عبدالملک کی خلافت کی بیعت کرلو اور اس طریقے سے سفیانی کے خلاف کامیابی حاصل کرلو کیونکہ اس ترکیب کے بغیر تم کامیاب نہ ہوسکو گے، بنو نمیر نے اس وصیت پر عمل کرنے کا وعدہ کرلیا اور ابن بہیس ان لوگوں سے رخصت ہوکر حوران چلا آیا اور بنو نمیر نے جمع ہوکر مسلمہ بن یعقوب کے ہاتھ بیعت کرلی۔

سفیانی کی گرفتاری:......مسلمہ بن یعقوب بنو نمیر کی بیعت کرنے سے باغ باغ ہوگیا اپنے خاندان اور آزاد کردہ غلاموں کو جمع کر کے سفیانی کے مکان پر آیا اور اس کو رؤسا بنو امیہ سمیت قید کرلیا اور قیسیہ کو اپنے قریبی اور معتمد مشیروں میں داخل کرلیا۔

ابن بہیس کی واپسی:......اسی دوران ابن بہیس صحت یاب ہوگیا اور اس نے لشکر مرتب کر کے دمشق کا محاصرہ کرلیا قیسیہ نے محرم ۱۹۸ھ میں دمشق ابن بہیس کے حوالہ کر دیا مسلمہ اور سفیانی عورتوں کا لباس پہن کر مرہ کی جانب بھاگ گئے اسی وقت سے ابن بہیس نے دمشق کا کنٹرول سنبھال لیا تھا اس کے بعد عبداللہ بن طاہر دمشق کی طرف آیا مصر گیا پھر مصر سے واپس آ کر دمشق آیا اور ابن بہیس کو اپنے ساتھ عراق لے گیا پھر ابن بہیس نے وہیں وفات پائی۔

ابن جبلہ کے قتل کے بعد:......عبدالرحمٰن بن جبلہ کے قتل ہونے کی وجہ سے دارالخلافت بغداد میں ایک تہلکہ مچ گیا فضل بن ربیع نے اسد بن یزید بن مزید کو بلا کر طاہر کے ساتھ جنگ کرنے کی درخواست کی اسد حیرت زدہ ہوکر فضل بن ربیع کا منہ دیکھنے لگا فضل بن ربیع نے تسلی دی اس کی خدمات اور کارگذاریوں کا ذکر کر کے بہادری، مردانگی اور فرمانبرداری کی تعریف کی تو اسد نے کہا کہ مجھے جنگ پہ جانے سے کوئی عذر نہیں ہے میں تو آپ کا اور امیر المؤمنین کا فرمانبردار ہوں مگر لڑائی بغیر لشکر کے نہیں ہوسکتی اور لشکر بغیر سامان اور تنخواہوں کے نہیں لڑ سکتا آپ میرے لشکر کے لئے ایک سال کی تنخواہ عنایت فرمائیے ناتواں اور کمزوروں کو چھانٹ کر الگ کر دیجئے توانا جنگ آزمودہ اور بہادر سپاہیوں کو میرے ساتھ بھیجئے خاص طور پر میرے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار سپاہیوں کو مال و اسباب دے کر ان کی بیماری اور غربت کو دور کر دیجئے اور ہاں ایک شرط اور ہے وہ یہ ہے کہ جتنے شہر میں فتح کروں ان کا کوئی حساب کتاب مجھ سے طلب نہ کیجئے گا۔

اسد کی شرائط اور گرفتاری:......فضل بن ربیع بولا تمہاری شرطیں احمقانہ ہیں میں امیر المؤمنین کی مرضی معلوم کئے بغیر ان کا جواب نہیں دے سکتا فضل بن ربیع اتنا کہہ کر امین کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حالات عرض کر دیئے تو امین نے تنگ آ کر اسد بن یزید کو جیل میں بھیج دیا، بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ اسد نے مامون کے دونوں بیٹوں کو جو بغداد میں اپنی ماں یعنی ہادی کی بیٹی کے پاس تھی بلوایا تھا کہ میں ان کو اپنے ساتھ خراسان لے جاؤں گا اور یہ بھی دھمکی دوں گا کہ اگر تم نے اطاعت کی تو ٹھیک، تمہارے بیٹے تمہیں مبارک، ورنہ میں ان کو قتل کر ڈالوں گا، امین نے غضبناک ہوکر قید کر دیا۔

امین کی فوجوں کی روانگی:......عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو بلوا کر طاہر کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اس نے بھی اسد کی طرح شرطیں پیش کیں تو احمد بن مزید کو بلوا کر اسد کو جیل بھیجنے کی معذرت کی اور جنگ پر طاہر کو روانہ ہونے کا حکم دیا، چنانچہ فضل بن ربیع نے حکم کے مطابق بیس ہزار سواروں پر مشتمل فوج کے ساتھ احمد بن مزید کو روانہ کیا روانگی کے وقت احمد نے اسد کی سفارش کی تو اسے خلیفہ امین نے رہا کر دیا، احمد بن مزید کی دیکھا دیکھی عبداللہ بن حمید بھی اجازت حاصل کر کے دوسری بیس ہزار فوج کے ساتھ احمد ہی کے ساتھ روانہ ہوگیا چلتے چلتے یہ دونوں حلوان پہنچے اور خانقین ❶ نامی جگہ پر پڑاؤ ڈالا۔

❶......یہ نام میں نے تاریخ کامل صفحہ ۱۰۳ جلد ششم سے لکھا ہے ابن خلدون میں جگہ خالی ہے (مترجم)۔

مامون کے لشکر کا سامنا: ...... طاہر بھی یہ خبر سن کر ان کے مقابلہ پر آ گیا اور جاسوسوں اور مخبروں کو احمد وعبداللہ کے لشکر میں پھیلا دیا ان لوگوں نے ان کے لشکر گاہ میں داخل ہو کر یہ خبر اڑانا شروع کر دی کہ خزانہ خالی ہو گیا ہے اور لشکر کی تنخواہیں دینا بند ہو گئیں اور لشکری پریشان پھر رہے ہیں جہاں کچھ ملتا ہے اس پر قبضہ کر لیتے ہیں، یہ خبر پھیلنے سے احمد اور عبداللہ کی لشکر گاہ میں ایک تشویش سی پھیل گئی کوئی اس خبر کی تصدیق کر رہا تھا اور کوئی مخالفت ۔

بغیر جنگ واپسی: ...... غرض ہوتے ہوتے آپس میں بحث یہاں تک کہ وہ خود آپس میں الجھ گئے اور بغیر لڑے اور جنگ کئے بغداد کی طرف روانہ ہو گئے، طاہر آگے بڑھ کر حلوان جا پہنچا اس دوران ہرثمہ ایک لشکر جرار کے ساتھ مامون کا فرمان لے کر آ گیا طاہر نے فرمان کو آنکھوں سے لگا کر بوسہ دیا اور اسکے مطابق اپنے تمام مفتوحہ شہر ہرثمہ کے حوالہ کر کے اہواز کی طرف چلا گیا۔

عبدالملک بن صالح: ...... ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خلیفہ ہارون نے عبدالملک بن صالح کو جیل بھیج دیا تھا چنانچہ یہ اس زمانہ سے جیل ہی میں تھا یہاں تک کہ خلیفہ ہارون کی وفات ہو گئی اور امین تخت خلافت پر رونق افروز ہوا امین نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی عبدالملک ❶ کو رہا کر دیا۔

عبدالملک گورنر شام و جزیرہ: ...... جس وقت طاہر کا معاملہ پیش آیا عبدالملک نے دربار میں حاضر ہو کر گذارش کی کہ امیر المؤمنین اہل شام کو جنگ طاہر پر مقرر فرمائیے یہ لوگ اہل عراق سے زیادہ جرأت مند اور خلافت اسلامیہ کے دشمنوں کے لئے زہر قاتل ہیں اور میں ان کی فرمانبرداری کا ذمہ دار ہوں، امین نے اس وجہ سے عبدالملک کو شام و جزیرہ کا گورنر بنا دیا اور جنگ کے لئے بہت سامال واسباب عنایت کر کے رخصت کر دیا، عبدالملک دربار خلافت سے روانہ ہو کر رقہ پہنچا اور شام کے سرداروں سے خط وکتابت شروع کی، شام کے سردار یکے بعد دیگرے ایک ایک دو دو کر کے عبدالملک کے پاس آئے اور خوش دلی سے فوجی خدمت قبول کرتے گئے۔

لشکر تیار، عبدالملک بیمار: ...... چنانچہ عبدالملک نے بھی ان لوگوں کو انعامات، صلے اور خلعتیں دینا شروع کر دیں تھوڑے ہی دنوں میں شامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اس کے پاس جمع اور تیار ہو گیا ابھی اس کی روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ عبدالملک بیمار ہو گیا اور ان کا مرض روز بروز بڑھتا گیا اسی دوران اس کے لشکر میں خراسانیوں اور اہل شام کے درمیان اس کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہو گیا کہ واقعہ سلیمان بن ابی جعفر کے واقعہ میں شامیوں نے خراسانیوں کا ایک جانور پکڑ لیا تھا اتفاق سے وہی جانور ان شامیوں میں سے ایک شخص کے پاس نظر آ گیا خراسانیوں نے شامیوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی باتوں باتوں میں جنگ وجدال کی نوبت پہنچ گئی۔

عبدالملک کی وفات: ...... عبدالملک نے فریقین کو جنگ سے روکا مگر دونوں نہ رکے اور مسلسل لڑتے رہے کشتوں کے پشتے لگ گئے بالآخر اہل حمص اور بنو کلب کے قبائل اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹ گئے جس سے اہل شکست ہو گئی اور حسین بن علی خراسانیوں کو لئے ہوئے ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عبدالملک بن صالح کا رقہ میں ہی انتقال ہو گیا۔

بغداد میں امین کی شکست: ...... عبدالملک بن صالح کے مرنے کے بعد حسین بن علی نے لشکر میں بغداد کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دیا اور یوں وہ بغداد پہنچا وہاں پر بغداد کے امیر، سردار اور سپہ سالار ملنے آئے تقریباً آدھی رات کے بعد امین نے حسین بن علی کو طلب کیا حسین بن علی نے جانے سے انکار کر دیا صبح ہوتے ہی بغداد کے پل پر اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے آ پہنچا اور ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر امین کے معزول کرنے اور نقض بیعت توڑنے پر تیار کر لیا اس کے بعد پل پار کرنے کا حکم دیا چنانچہ امین کے لشکر سے مڈبھیڑ ہو گئی مگر پہلے ہی حملہ میں امین کی فوج شکست کھا گئی، یہ واقعہ پندرھویں رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔

امین کی گرفتاری اور معزولی: ...... اس واقعہ کے دوسرے دن حسین بن علی نے مامون کی خلافت کی بیعت لی، عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے قصر خلافت پر حملہ کر دیا اور امین کو قصر خلد سے نکال کر قصر منصور میں لا کر قید کر دیا اس کے ساتھ اس کی ماں زبیدہ بھی تھی پھر اگلے دن صبح ہوتے ہی لوگوں

❶ ...... یہ واقعہ ذیقعدہ ۱۹۳ھ کا ہے تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۳۔

نے حسین بن علی سے اپنے اپنے وظیفے طلب کئے حسب خواہش وظائف نہ ملنے پر سرگوشیاں کرنے لگے اتنے میں محمد بن ابی خالد نے کھڑے ہو کر حسین بن علی کے حسب ونسب، سرداری اور امین کی معزولی پر اعتراض کیا تو اسد حرثی بولا اے سپاہیو! کیا دیکھتے ہو لوگ امین کو معزول کرنے گئے ہیں تم بھی ان کے روک تھام کے لئے چلو، اس بات کے سنتے ہی لوگوں کو اپنی حرکت پر پشیمانی ہوئی ایک زبان ہو کر بولے بے شک جو گروہ اپنے خلیفہ کو قتل کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اپنا غضب نازل فرماتا ہے اور ان پر قتل وخونریزی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

امین کی بحالی: ...... چنانچہ سب کے سب یہ سنتے ہی بھرا اٹھے شور وغل مچاتے ہوئے حسین کی طرف چلے اہل ارباض بھی ان کے ساتھ مل گئے حسین بن علی سینہ سپر ہو کر ان کے مقابلہ پر آیا پھر ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حسین کو گرفتار کر لیا، اسد حرثی نے قصر منصور پہنچ کر امین کو قید وتنہائی کی مصیبت سے رہائی دلوائی اور دوبارہ تخت خلافت پر بٹھا دیا اور امین نے مسلح ہونے کا حکم دے دیا چنانچہ بلوائیوں کا مجمع تھوڑی ہی دیر میں منتشر ہو گیا پھر حسین کو زنجیروں سے باندھ کر دربار خلافت میں لایا گیا امین نے اسے سخت ملامت کی حسین نے اپنی بے اعتدالیوں کی معافی مانگی تو امین نے حسین کو رہا کر کے لشکر فراہم کرنے اور جنگ طاہر پر جانے کا حکم دے دیا۔

حسین کی عزت افزائی اور قتل: ...... امین نے اس کو ایک قیمتی خلعت عطا کر کے دارالخلافت کے علاوہ اپنے تمام زیر کنٹرول علاقوں کا گورنر مقرر کر کے انتہائی احترام سے رخصت کیا لوگ مبارک باد دیتے ہوئے پل تک آئے جب لوگوں کا مجمع کم ہو گیا تو حسین پل کو عبور کر کے بھاگ کھڑا ہوا امین نے حسین کے تعاقب میں سوار لشکر کو متعین کیا چنانچہ بغداد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر یہ لوگ حسین سے جا ملے ایک معمولی سی لڑائی ہوئی اور اس میں حسین مارا گیا ❶ اور اس کے سر کو کاٹ کر امین کے پاس لے آئے، اسی واقعہ کے بعد فضل بن ربیع اس طرح روپوش ہو گیا کہ اس کی اطلاع کسی کو کانوں کان نہ ہوئی۔

طاہر کی کارگزاریاں: ...... جس وقت اہواز سے روانگی کے بارے میں مامون کا فرمان طاہر کے پاس پہنچا طاہر نے حسین بن عمر رستمی کو اہواز کی طرف روانہ کیا اور خود بھی اس کے بعد اہواز کی طرف کوچ کر گیا اسی دوران اس کے مخبروں نے آ کر یہ خبر دی کہ خلیفہ امین کی طرف سے محمد بن یزید بن حاتم ایک بڑا لشکر لے کر طاہر اور اس کے ساتھیوں کے غضب سے اہواز کو بچانے آ رہا ہے، طاہر نے اپنے ساتھیوں میں سے محمد بن طالوت، محمد بن علاء اور عباس بن نجار کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ رستمی کی کمک پر روانہ کیا اور یہ حکم بھی دیا کہ نہایت تیزی سے سفر طے کر کے رستمی کے لشکر کے پاس پہنچ جاؤ اور پھر ان لوگوں کی حمایت اور امداد پر قریش بن شبل کو بھیجا اس کے بعد خود بھی کوچ کر کے ان لوگوں کے قریب پہنچ گیا محمد بن یزید کا لشکر مکرم میں ٹھہرا ہوا تھا۔

طاہر سے امین کے لشکر کا ٹکراؤ: ...... طاہر کے لشکر کے قریب آ جانے سے محمد بن یزید کے ساتھیوں نے رائے دی کہ کھلے میدان میں لڑنے سے زیادہ یہ مناسب ہے کہ اہواز واپس چلئے اور وہیں سے قلعہ بندی کر کے جنگ کیجئے جب تک بصرہ سے آپ کی قوم (ازد) نہ آ جائے۔ محمد بن یزید اس مشورہ کیمطابق اہواز کی طرف واپس آ گیا اور طاہر نے قریش بن شبل کو محمد بن یزید کے تعاقب میں روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ اہواز کی قلعہ بندی سے پہلے محمد بن یزید کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لو مگر قریش کو اس میں کامیابی نہ ہوئی محمد بن یزید قریش کے پہنچنے سے کئی دن پہلے اہواز پہنچ گیا اور جب قریش اہواز کے قریب پہنچا تو محمد بن یزید لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی محمد بن یزید کے ساتھیوں کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے لیکن محمد اور اس کے جانثار غلاموں نے مرنے پر کمریں باندھ لیں اور بہادری کے مثالیں قائم کرتے ہوئے میدان جنگ میں تلواروں کے سایہ کے نیچے جاں بحق تسلیم کر دی۔

امین کے علاقوں پر قبضہ: ...... جنگ کے بعد طاہر نے اہواز پر قبضہ کر کے یمامہ، بحرین اور عمان پر اپنی طرف سے گورنر مقرر کئے اور اس کے بعد واسط پر حملہ کا ارادہ کیا ان دنوں واسط میں سندی بن یحییٰ حریشی اور ہیثم بن سعید (خزیمہ بن خازم کا نائب) تھا یہ دونوں طاہر کی آمد کی خبر سن کر

---

❶ ...... یہ واقعہ پندرہ رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔ (تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۵)

بھاگ گئے طاہر نے واسط پر بھی جنگ وجدال کے بغیر قبضہ کر کے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو کوفہ کی طرف روانہ کیا کوفہ کا گورنر عباس بن ہادی تھا اس نے فوراً خلیفہ امین کی معزولی کا اعلان کر کے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور طاہر کے پاس ایک اطلاعی خط بھیج دیا، بصرہ کے گورنر منصور بن مہدی اور موصل کے گورنر مطلب بن عبداللہ بن مالک نے بھی بصرہ اور موصل میں ایسا ہی کیا❶ طاہر نے ان سب کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا، حارث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ کی جانب روانگی کا حکم دیا اور خود جرجرایا میں خیمہ زن ہو گیا۔

امین کے لشکر کی آمد اور پسپائی:......ان واقعات کی خبریں خلیفہ امین کو پہنچیں اس نے اپنے نامور سپہ سالاروں محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد بربری کو قصر ابن ہبیرہ کی طرف روانہ کیا حارث اور داؤد خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آئے اور نہایت سختی سے لڑ کر محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کو بغداد کی طرف پسپا کر دیا، انہی دنوں خلیفہ امین نے فضل بن موسیٰ کو کوفہ بھیجا تھا طاہر نے یہ خبر سن کر محمد بن علاء کو ایک لشکر جرار کے ساتھ فضل کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا راستے میں محمد اور فضل سے ملاقات ہوگئی فضل بن موسیٰ نے یہ پیغام دیا کہ میں مامون کا مطیع بن کر آیا ہوں تم ناحق میرے مقابلہ پر لشکر لے کر آ گئے ہو مگر محمد اس چالا کی کو تاڑ گیا جس وقت فضل نے محمد کے لشکر پر شب خون مارا محمد نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی بالآخر فضل اور اس کا لشکر بغداد کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

مدائن پر قبضہ:......اس کے بعد طاہر نے مدائن کا رخ کیا ان دنوں مدائن کا گورنر برمکی تھا اس نے مدائن کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا اس کے علاوہ دارالخلافت بغداد سے مسلسل امدادی فوجیں اور رسد آ رہی تھیں، طاہر نے مدائن کے مضافات میں پہنچ کر قریش بن شبل کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جیسے ہی قریش حملہ کی زد میں آیا برمکی نے حملہ کی تیاری کر دی لشکر کی صفیں درست کرنے میں مصروف ہو گیا مگر لشکر کا نظام درہم برہم ہوا جا رہا تھا جب ایک صف کو درست کر کے دوسری صف کی طرف مصروف ہوتا تو پہلی منظم صف منتشر ہو جاتی تھی چنانچہ برمکی نے گھبرا کر ساقہ کو راستہ دے دینے کا حکم دیا پھر کیا تھا لشکریوں نے بغداد کا راستہ پکڑا اور طاہر مدائن اور اس کے آس پاس قبضہ کر کے صرصر تک جا پہنچا اور وہیں ایک پل قائم کیا۔

اہل حجاز کی امین سے ناراضگی:......جس وقت امین نے بیت اللہ شریف سے خلیفہ ہارون کا عہد نامہ منگوا کر پھاڑ ڈالا اور حجاز کے گورنر داؤد بن عیسیٰ کو امین کی یہ حرکتیں پسند نہ آئیں چنانچہ اس نے لوگوں کو جمع کر کے کہا کیا تم لوگوں کو یہ یاد نہیں ہے کہ خلیفہ ہارون نے اپنے شہزادوں کی ولی عہدی کی بیعت مسجد حرام میں لی تھی اور کیا تم لوگوں سے یہ اقرار نہیں لیا تھا کہ مظلوم کا ساتھ دینا ظالم سے لڑنا، دیکھو محمد امین نے ظلم وتعدی کا ہاتھ بڑھایا ہے اور دونوں بھائیوں (مامون ومؤتمن) کو خلافت سے محروم کر کے اپنے ایک چھوٹے لڑکے کو جو دودھ پی رہا ہے اپنا ولی عہد بنایا ہے اور اس کی بیعت لی ہے اور خلیفہ ہارون کے لکھے ہوئے عہد نامہ کو خانہ کعبہ سے نکلوا کر پھاڑ کر ضائع کر دیا ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ امین کی بیعت توڑنے اور مامون کی بیعت خلافت کرنے سے اللہ تعالیٰ تم سے ناراض نہ ہوگا بلکہ تم لوگوں سے راضی اور خوش ہوگا کیونکہ تم اس اقرار وعہد کو پورا کر رہے ہو جو اس سے پہلے خلیفہ ہارون کے ہاتھ پر کر چکے تھے۔

حجاز میں مامون کی بیعت:......حاضرین نے خوش دلی سے داؤد بن عیسیٰ کی اس تقریر سے متاثر ہو کر مامون کی خلافت کی بیعت کر لی داؤد نے مکہ معظمہ کے اردگرد کے علاقوں میں اس کا اعلان کرا دیا اور خطبہ میں مامون کا نام پڑھا اور اپنے بیٹے سلیمان کو جو مدینہ منورہ کا گورنر تھا صورت حال لکھ بھیجا اس نے بھی ایسا ہی کیا، یہ واقعہ رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔

یمن میں مامون کی بیعت:......اس واقعہ کے بعد داؤد نے مکہ سے بصرہ وفارس وکرمان کے راستے مرو کی طرف کوچ کیا اور مامون کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کئے مامون نے خوش ہو کر اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا اس کے علاوہ صوبہ عک کو بھی اس کے صوبوں سے ملحق کر دیا اور رخصتی کے وقت پانچ لاکھ درہم بطور انعام عطا فرمائے اور اپنے بھتیجے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ کو موسم حج کا امیر مقرر کر کے اس کے ساتھ روانہ کیا اور یزید بن جریر بن مزید بن خالد قسری کے زیر نگرانی ایک لشکر جرار یمن کی سند گورنری عنایت کر کے یمن کی طرف روانہ کیا، یہ لوگ طاہر

---

❶......یہ واقعہ پندرہ رجب ۱۹۶ھ کا ہے (تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۶) مطبوعہ مصر

کی طرف سے اس وقت ہو کر گذرے تھے جبکہ طاہر بغداد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا طاہر نے ان لوگوں کو کمال احترام وتوقیر سے دعوت کی اس کے بعد یزید طاہر سے رخصت ہو کر یمن پہنچا اور اہل یمن کو جمع کر کے مامون کی بیعت اور امین کی معزولی کا خطبہ دیا حاضرین اور تمام اہل یمن نے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار کیا۔

ہرثمہ سے شکست: ...... جب امین کو حسین بن علی بن عیسیٰ کے قتل کی خبر ملی اور اس نے اپنی آنکھوں سے طاہر کی فتوحات کا سیلاب بڑھتا ہوا دیکھ لیا تو اس وقت خواب غفلت سے بیدار ہو کر طاہر سے جنگ کرنے کے لئے کمر باندھ کے اٹھ کھڑا ہوا چنانچہ ماہ شعبان ۱۹۶ھ میں چار سو جھنڈے ❶ چند سپہ سالاروں کے لئے تیار کئے اور پھر ان کا علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو امیر بنا کر ہرثمہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اس لشکر نے نہروان کے قریب ماہ رمضان ۱۹۶ھ میں ہرثمہ سے جنگ کی مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ وہ پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا اور اس کا نامی گرامی سپہ سالار علی بن محمد گرفتار کر لیا گیا ہرثمہ نے اس کو مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور خود نہروان جا کر مقیم ہو گیا۔

امین کی جزوی کامیابی: ......ان دنوں طاہر نے صرصر میں مورچہ قائم کر رکھا تھا خلیفہ امین کی طرف سے پے در پے فوجیں آ رہی تھیں اور طاہر ان کو شکست پر شکست دیتا جا رہا تھا خلیفہ امین نے حالات جنگ بگڑتے ہوئے دیکھ کر طاہر کے لشکریوں کو مال واسباب دے کر اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا تقریباً پانچ ہزار فوج طاہر کی لشکر گاہ سے نکل کر امین کے پاس چلی گئی امین نے ان لوگوں کو مال واسباب سے مالا مال کر دیا اس میں امین کو ایک قسم کی کامیابی ہوگئی، تو سرداران لشکر کو بلانے لگا ہوتے ہوتے ان کا بھی بڑا گروہ امین سے جا ملا چنانچہ امین نے ان لوگوں کو بھی لیاقت وحیثیت کے مطابق انعامات دیئے اور اپنے جنگی سرداروں میں داخل کر کے ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ صرصر کی طرف روانہ کر دیا۔

طاہر سے امین کو شکست: ......طاہر نے بھی اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو علیحدہ علیحدہ فوج کے کاموں پر مقرر کر کے جنگ کی ترغیب دی اور کامیابی کی صورت میں انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کر کے میدان جنگ میں آیا لڑائی ہوئی تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام ہوتے ہوتے امین کے لشکر کو شکست ہوئی طاہر کی فوج نے امین کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا یہ شکست خوردہ فوج امین کے پاس پہنچ گئی۔

امین کے لشکر کی غداری: ......اس کے بعد امین نے ایک دوسرا لشکر تیار کر کے لشکریوں کو بہت سامال واسباب دیا اس لشکر میں ہارے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص کو بھی شریک نہ کیا اور جنگ کے تجربہ کار سپہ سالاروں کو فوج کے الگ الگ دستوں کا افسر مقرر کر کے طاہر کے مقابلہ پر روانہ کیا طاہر نے اپنی حکمت عملیوں سے اس لشکر کو ملا لیا لشکر بجائے طاہر سے جنگ کرنے کے امین ہی کی طرف شور وغل مچاتے ہوئے حملہ آور ہوئے، امین نے اس نئی فوج کو ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو حال ہی میں بازاریوں اور پناہ گیروں سے تیار کی گئی تھی طاہر نے ان سے بھی سازش کر لی اور بہت سامال واسباب دیکر ان میں سے چند آدمیوں کو بطور ضامن اپنے یہاں نظر بند کر لیا، اس کے بعد اپنے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں کے ساتھ صرصر سے کوچ کر کے باب انبار پہنچ گیا اور اپنی چالوں اور عاملانہ تدابیر سے امین کے لشکر سے ایک بڑے گروپ کو توڑ لیا عوام الناس میں ایک تہلکہ سا مچ گیا قیدی جیل کے دروازے توڑ کر نکل آئے بدمعاشوں، بازاریوں اور اوباشوں نے لوٹ مار شروع کر دی اور غریبوں اور بیکسوں پر ٹوٹ پڑے۔

امین پر آگ کی برسات: ......چنانچہ زہیر بن مسیّب ضبی نے ایک طرف اپنا مورچہ قائم کیا خندقیں کھدوائیں اور منجنیقیں نصب کیں، ہرثمہ نے دوسری طرف بھی اہتمام وانتظام کیا عبید اللہ بن وضاح نے شماسیہ میں اور طاہر نے باب انبار میں اپنا مورچہ قائم کر کے محاصرہ کر لیا جس سے امین کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی باوجود وسیع ہونے کے اس پر اس کا محل تنگ ہو گیا رسد وغلہ کے بند ہو جانے سے مصیبت پر مصیبت طاری ہو گئی مجبوراً توشہ کانہ کے مال واسباب اور محل سرا کے سامان سونے چاندی کے برتن فروخت کر کے لشکریوں کو دینے لگا اور اپنے سپاہیوں کو طاہر کے لشکر پر آگ برسانے اور روغن نفط پھینکنے کا حکم دیا جس سے ایک بڑا گروپ اس واقعہ میں کام آ گیا، سعید بن مالک بن قادم امن حاصل کر کے طاہر کے پاس چلا آیا طاہر نے اس کو بازاروں اور دریائے دجلہ کا گورنر مقرر کر کے ان مقامات اور سرحدوں میں خندقوں کے کھودنے اور مدموں کے باندھنے کا حکم دیا

❶......اصل کتاب میں اس پر سادہ جگہ ہے میں نے تاریخ کامل ابن اثیر ۱۰۸ جلد ششم مطبوعہ مصر سے لکھا ہے (مترجم)

اور اس مہم کی انجام دہی کی غرض سے بہت سامال واسباب دیا اور فوج کے ایک دستہ کو ساتھ روانہ کر دیا۔

بغداد کے گلی کوچوں میں جنگ:......امین کی طرف سے قصر صالح اور قصر سلیمان بن منصور میں جو کہ دجلہ کے کنارے پر تھے چند سپہ سالار متعین تھے ان لوگوں نے اپنے محاصرہ کے دمدموں اور مورچوں کے توڑنے میں آتشبازی سے کام لیا اور منجنیقوں سے بے حد سنگباری کی جس کا جواب ترکی بہ ترکی طاہر کالشکر دے رہا تھا اس وجہ سے بغداد کا اکثر حصہ خراب ہو گیا مگر جس حصہ پر طاہر کا قبضہ ہو جاتا تھا حتی الامکان اس میں خندق کھود کر مورچہ قائم کر لیتا تھا اور جو شخص اس کام میں رکاوٹ پیدا کرتا تھا اس سے لڑتا تھا اس جنگ کے دوران خلیفہ امین نے ان رؤساء بنی ہاشم کے ان سرداروں اور لشکر کے ان سرداروں کے مال واسباب کو ضبط کر لیا جو کھلے میدان طاہر کے مقابلہ پر نہ آئے تھے اس سے بغداد کی ریز رو فوج میں اور بھی بے دلی پیدا ہو گئی اور میدان جنگ میں جو فوج لڑ رہی تھی وہ روزانہ جنگ کرنے سے تھک کر بیٹھ گئی سوائے بازاریوں اور رنگروٹوں کے اور کوئی تجربہ کار شخص میدان جنگ میں امین کی طرف سے لڑتا ہوا نظر نہیں آتا تھا اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں نے شہر کا میدان خالی دیکھ کر لوٹ مار شروع کر دی۔

امین کے لشکر کی ٹوٹ پھوٹ:......ابھی جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا کہ امین کے اس سپہ سالار نے جو قصر صالح کے مورچہ پر مقرر تھا طاہر کی خدمت میں امن کی درخواست پیش کر دی طاہر نے اس کو امان دیدی چنانچہ اس نے جمادی الثانیہ ۱۹۷ھ میں قصر صالح کے مورچہ کو طاہر کے حوالہ کر دیا اس کے بعد محمد بن عیسیٰ (امین کے افسر اعلیٰ پولیس) نے بھی طاہر سے خط وکتابت کر کے امن حاصل کر لیا بازاریوں اور رضا کاروں نے جمع ہو کر قصر صالح میں طاہر سے دوبارہ مقابلہ کیا مگر اس جذباتی حرکت سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور ایک بڑا گروہ اس واقعہ میں مارا گیا طاہر نے قصر صالح پر قبضہ کرنے کے بعد امین کے سپہ سالاروں سے خط وکتابت شروع کر دی اور بیعت کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا جو کہ ان لوگوں نے خوشی خوشی منظور کر لیا سب سے پہلے سارے بنو قحطبہ نے پھر یحییٰ بن علی بن ماہان اور محمد بن ابی عباس طائی وغیرہ نے بیعت کر لی۔

جنگ کا بدلتا رخ:......اس سے امین کے کاموں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا اور وہ گھبرا گیا جنگ کے سب کاموں کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور حسن ہرش کے حوالہ کر دیا ان لوگوں کے ساتھ غوغائیوں اور بازاریوں کا ایک جم غفیر تھا اور وہی معرکہ جنگ کے سیاہ وسفید کرنے کے مختار تھے بڑے بڑے لوگ بغداد شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے چاروں طرف ایک ہو کا عالم تھا، طاہر نے قصر صالح پر قابض ہو کر بغداد کے شہر پناہ توڑنے کا حکم دے دیا اور رسد کی آمد بند کر دی کشتیوں کو فرات کے راستے بغداد جانے سے روک دیا جس سے غلہ بے حد مہنگا ہو گیا لمبے زمانے کے حصار کی سختی، غلہ کی کمیابی اور اس پر روزانہ جنگ ایک قیامت خیز مصیبت تھی جس کا برداشت کرنا انسانی قوت سے باہر تھا مگر پھر بھی اہل بغداد نہایت استقلال سے لڑ رہے تھے عبداللہ بن وضاح کو اس ناتجربہ کار فوج نے شکست دیکر شماسیہ پر قبضہ کر لیا ہرثمہ یہ خبر سن کر اس کی مدد کے لئے آیا اس نے بھی منہ کی کھائی شکست کھا کر بھاگا اور بعد میں گرفتار کر لیا گیا بمشکل اس کے ساتھیوں نے اپنی حکمت عملیوں سے رہا کرایا۔

طاہر کی پیش قدمی:......طاہر نے حالت جنگ بدلتے دیکھ کر شماسیہ میں ایک پل بندھوا کر اسے عبور کیا اور انتہائی مردانگی سے امین کے لشکر میں پہنچ کر اس شدت سے حملہ کیا کہ امین کی لشکر کو شکست ہو گئی مجبوراً پیچھے ہٹا عبداللہ بن وضاح پھر اپنے مورچہ پر بدستور سابق قابض ہو گیا اور ایک بڑا گروپ اس معرکہ میں مارا گیا خلیفہ امین کے شاہی مکانات جو خیزرانیہ میں تھے جلا دیئے گئے جس کی تیاری میں بیس لاکھ درہم خرچ ہوئے تھے خلیفہ امین کو اپنے قتل کا یقین اور ناکامی کا پختہ یقین ہو گیا عبداللہ بن خازم بن خزیمہ امین کے خوف سے مدائن بھاگ گیا کیونکہ امین اس کی طرف سے شک میں مبتلا ہو گیا تھا اور اسکی ایذا رسانی پر بازاریوں اور کمینوں کو مقرر کر دیا تھا۔

امین کے لشکر کی دریا بردی:......بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ طاہر نے اس سے خط وکتابت کی تھی اور سرکشی کی صورت میں مال واسباب کے ضبط کر لینے کی دھمکی دی تھی اس وجہ سے اس نے خلیفہ امین کا ساتھ چھوڑ دیا تھا، اس کے بعد ہرش نے اپنے ساتھیوں سمیت بغداد سے نکل کر جزیرہ عباس (مضافات بغداد) کی طرف کوچ کیا طاہر کے لشکر نے چھیڑ چھاڑ کی لڑائی ہوئی اور ایک بڑا گروپ دریا میں ڈوب کر مر گیا باقی ماندہ مارے گئے، ان واقعات سے خلیفہ امین کو سخت صدمہ ہوا تمام کاموں میں کمزوری آ گئی اس دوران موتمن بن رشید اپنے بھائی مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور

اسے مامون نے جرجان کی گورنری پر بھیج دیا۔

طاہر کی کامیابی:......طاہر نے خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن موسیٰ بن ماہان کو کہہ سن کر امین کے معزول کرنے پر تیار کر لیا چنانچہ ان دونوں نے آخر ماہ محرم ۱۹۸ھ کو دجلہ کے پل کو عبور کیا اور امین کی معزولی کا اعلان کر دیا اور ہرثمہ کو جوان کے مقابلہ پر تھا بلا بھیجا ہرثمہ نے لڑائی جھگڑے کے بغیر ہی مہدی کی لشکر گاہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اگلے دن طاہر شہر اور کرخ کی طرف بڑھا اہل شہر و کرخ نے مزاحمت کی، لڑائی ہوئی طاہر نے ان کو شکست دیکر قبضہ کر لیا اور امان کا اعلان کرا دیا اور لشکریوں کو بازار کرخ اور قصر وضاح میں ٹھہرا کر مدینۃ المنصور، قصر زبیدہ اور قصر خلد کے دروازہ پل سے باب بصرہ تک اور شط صراۃ سے دجلہ کے اس کنارہ تک جہاں دجلہ میں یہ نہر گرتی تھی اپنے لشکر کو پھیلا دیا اور جگہ جگہ پر منجنیقوں کو نصب کرا کر سنگباری کا حکم دے دیا۔

امین کو شام جانے کی رائے:......خلیفہ امین اپنی ماں اور بیٹوں کے ساتھ شہر مدینۃ المنصور میں پناہ گزین رہا اور نہایت استقلال و صبر سے حصار کی سختیوں کو برداشت کرنے لگا اس کے اراکین سلطنت میں سے صرف حاتم بن صقر اور حریشی اس کے ساتھ رہ گئے اور باقی تمام لشکر اور لونڈی غلام اس سے علیحدہ ہو گئے کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا محمد بن حاتم بن صقر اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی نے امین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اس گئی گذری حالت میں بھی اس وقت سات ہزار سوار امیر المؤمنین کے حکم کے منتظر ہیں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم انہیں امراء، رؤساء اور اراکین دولت کے لڑکوں کو منتخب کر کے ان کا افسر مقرر کریں اور کسی دروازے سے خفیہ نکل کر جزیرہ اور شام کی طرف چلے جائیں اور ہر ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالیں عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کوئی بات پیدا کر دے، خلیفہ امین نے اس رائے کو پسند کیا اور بغداد سے جزیرہ اور شام کی طرف چلے جانے کا پکا ارادہ کر لیا۔

طاہر کی حکمت عملی:......مگر طاہر کو اس کی اطلاع مل گئی اس نے سلیمان بن منصور، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک کو خط لکھا اور دھمکی دی کہ اگر تم لوگ امین کو اس ارادے سے باز نہ رکھو گے تو تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا ان لوگوں نے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہو کر چاپلوسی شروع کر دی اور یہ کہنے لگے کہ امیر المؤمنین کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ خود کو ابن اغلب اور ابن صقر کے حوالہ کر دیں یہ لوگ خائن اور غیر معتبر ہیں بہتر یہ ہوگا کہ آپ ہرثمہ بن اعین سے امن طلب کیجئے اور اس کے پاس چلے چلئے ابن صقر اس رائے سے مخالفت کر کے بولا اگر امیر المومنین امان ہی طلب فرما رہے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ طاہر سے امان طلب کیجائے اور پھر اس کے پاس پہنچ جایئے۔

ہرثمہ سے امین کی امان طلبی:......مگر امین نے اس سے انکار کر دیا اور طاہر کے پاس جانے اور امان طلب کرنے کو بدشگونی تصور کر کے ہرثمہ کے پاس امان کا پیام بھیجا ہرثمہ نے اس درخواست کو منظور کر کے کہلوا دیا کہ میں آپ کے علاوہ دوسرے لوگوں سے لڑوں گا اور اگر وہ بھی امان کے طلب گار ہوں گے تو ان کو بھی امان دیدوں گا۔

طاہر اور ہرثمہ:......طاہر کو اس کی اطلاع ہوئی اس کو یہ امر شاق گذرا کہ فتحیابی کا تاج ہرثمہ کے سر رکھا جائے اور خلیفہ امین امان حاصل کر کے ہرثمہ کے پاس آئے ہرثمہ نے طاہر کے ظاہری طور و طریقہ سے اس خیال کو تاڑ کر اپنے ساتھیوں کو خزیمہ بن خازم کے خیمہ میں جمع کر کے یہ رائے قائم کی کہ طاہر کے ساتھ موجودہ صورتحال میں شکر رنجی پیدا کرنا مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ طاہر سے اس معاملہ کی صفائی کر لی جائے چنانچہ ہرثمہ اپنے ساتھیوں اور سلیمان، سندی اور ابن نہیک وغیرہم کے ساتھ طاہر کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ امین خود علاوہ ہرثمہ کے اور کسی کے پاس نہ جائے گا، مگر ہاں خاتم خلافت، عصا، اور چادر جو در حقیقت شعار خلافت میں سے ہیں آپ کے حوالہ کر دیگا چنانچہ طاہر اس بات پر راضی ہو گیا۔

طاہر کی بے اعتمادی:......مگر جوں ہی یہ لوگ طاہر سے رخصت ہوئے ہرش پہنچا اور طاہر کے کان میں یہ پھونک دیا کہ یہ لوگ آپ کو دھوکہ دے گئے ہیں خلیفہ امین اپنے ساتھ خاتم خلافت، عصا اور چادر ہرثمہ کے پاس لے جائے گا، طاہر یہ سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اسی وقت چند لوگوں کو امین کے محل سرا کے محاصرہ پر متعین کر دیا۔

امین اور ہرثمہ کی گفتگو:......پچیسویں محرم ۱۹۸ھ کو ہرثمہ نے امین کے پاس پیغام بھیجا کہ آج رات اور صبر فرمائیے کیونکہ آج مجھے دریا کے کنارہ کچھ ایسی باتیں نظر آئی ہیں جن سے خطرہ پیدا ہو رہا ہے امین نے جواب دیا میرے جتنے احباب اور حمایتی تھے وہ سب کے سب مجھ سے جدا ہو گئے میں اب یہاں ایک ساعت بھی قیام نہیں کر سکتا ایسا نہ ہو کہ طاہر کو بھی اس کی اطلاع ہو جائے اور وہ مجھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالے۔

امین کے فرار کی کوشش:......اس کے بعد امین نے اپنے دونوں بیٹوں کو گلے لگا کر پیار کیا اور ان دونوں سے رخصت ہو کر روتا ہوا دریا کے کنارے آیا، ہرثمہ کے حراقہ ❶ پر سوار ہو گیا ہرثمہ نے اس کے ہاتھ و پاؤں پر بوسے دیئے اور حراقہ کے کپتان کو یہ حکم دیا کہ جو شخص بھی مزاحمت کرے اس پر بلا جھجک آتشبازی کرنا۔

امین کی کشتی کا ڈوبنا:......جوں ہی حراقہ آگے بڑھا طاہر کی جنگی کشتیوں کا بیڑہ سامنے آ گیا حراقہ کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی اور اتنی شدت سے تیر ماری کہ حراقہ کو بیکار کر دیا غوطہ زنوں نے حراقہ میں سوراخ کر دیا دیکھتے ہی دیکھتے حراقہ پانی سے لبریز ہو کر ڈوب گیا احمد بن سالم ناظم فوجداری کہتا ہے کہ حراقہ کے ڈوبنے پر امین، ہرثمہ اور میں دریا میں گر پڑے ملاح نے ہرثمہ کے بال پکڑ کر نکال لیا اور سطح آب پر گرتے ہی امین کے کپڑے پھٹ گئے اور میں تیر کر کنارہ پر پہنچ گیا تو لوگوں نے گرفتار کر لیا اور طاہر کے پاس لے گئے میرا حال دریافت کیا میں نے اپنا نام ونسب بتلایا پھر امین کا حال پوچھا میں نے جواب دیا کہ وہ گرتے ہی ڈوب گیا تھا۔

امین کی گرفتاری:......اس کے بعد طاہر کے حکم سے مجھے ایک مکان میں قید کر دیا گیا قید ہی کی مصیبت، مجھ شامت زدہ کے لئے کم نہ تھی کہ اچانک یہ سننے میں آیا کہ طاہر نے میرے قتل کا حکم جاری کر دیا ہے یہ خبر سننے سے میرے ہوش وحواس جاتے رہے مجبوراً جو کچھ میرے قبضہ میں مال واسباب تھا میں نے وہ دیکر اپنی جان بچائی مگر قید سے رہائی نہ ملی پھر کچھ رات گذری ہوگی کہ چند لوگوں نے یکا یک دروازہ کھولا اور امین کو اندر کر کے پھر دروازہ بند کر دیا اس وقت امین صرف ایک پاجامہ پہنے ہوئے تھا اس کے سر پر عمامہ اور شانوں پر ایک بوسیدہ کپڑا تھا میں اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر رونے لگا امین نے مجھے پہچان کر کہا تم مجھے اپنے گلے لگالو میری طبیعت سخت متوحش ہو رہی ہے میں نے امین کو گلے سے لگالیا اس وقت اس کی دل کی عجیب حرکت تھی معلوم ہوتا تھا کہ ڈر کے مارے سمٹا جا رہا ہے تھوڑی دیر بعد جب اس کے ذرا ہوش درست ہوئے تو مجھ سے مامون کا حال پوچھا میں نے عرض کیا وہ ابھی زندہ ہے امین نے کہا اللہ تعالیٰ اس کے وکیل سے سمجھے مجھ سے وہ کہتا تھا کہ مامون مر گیا ہے غالباً اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ میں اس سے جنگ کرنے سے غافل ہو جاؤں گا میں نے کہا بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کے وزیروں سے سمجھے کیونکہ انہوں نے آپ کو دھوکہ دیا ہے، امین نے سرد آہ بھر کر کہا کیوں بھائی کیا وہ لوگ وعدۂ امان کو پورا نہیں کریں گے میں نے کہا ہاں حضور انشاء اللہ تعالیٰ۔

امین کا قتل:......ابھی ہم لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ محمد بن حمید طاہری آ پہنچا دور سے کھڑا ہوا دیکھتا رہا حتیٰ کہ وہ امین کو پہنچان کر واپس چلا گیا اس کے بعد تقریباً آدھی رات کو عجمیوں کا ایک گروپ چمکتی ہوئی ننگی تلواریں لئے ہوئے آیا امین ان لوگوں کو دیکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا ان میں ایک نے لپک کر امین کو پکڑ کر زمین پر گرا دیا اور ذبح کر کے سر اتار لیا اور اطہر کے سامنے لے جا کر رکھ دیا صبح ہوئی تو لاش کو بھی اٹھا کر لے گئے طاہر نے امین کا سر شارع عام پر آویزاں کرا دیا جب اکثر آدمیوں نے دیکھ لیا تو اپنے چچا زاد بھائی محمد بن حسن بن مصعب کے ذریعے فتح کی خوشخبری کا خط مامون کی خدمت میں روانہ کیا اور اسی کے ساتھ امین کا سر، خلافت کی انگھوٹی، لاٹھی اور چادر بھی بھیج دی مامون نے یہ سب دیکھ کر سجدۂ شکر ادا کیا۔

طاہر کی بغداد آمد:......طاہر نے امین کے قتل ہونے کے بعد امان کا اعلان کرا دیا اور جمعہ کے دن بغداد میں اپنی کامیابی کا جھنڈا لہراتا ہوا داخل ہوا جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کی مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور امین کی برائیاں بیان کیں، شاہی محل سراؤں کے حفاظت کے لئے لوگوں کو مقرر کیا اور امین کی ماں زبیدہ، امین کے دونوں بیٹوں موسیٰ وعبداللہ کو بالائی داب کے شہروں کی طرف شہر بدر کر دیا پھر چند دنوں کے بعد موسیٰ اور عبداللہ کو مامون کے پاس بھیج دیا۔

---

❶ ...... حراقہ اس جنگی کشتی کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے دشمنوں پر دریا میں آگ برسائی جاتی ہے اور اس میں آگ پھینکنے کے مقامات بنے ہوتے ہیں۔ (اقرب الموارد صفحہ ۱۸۳ جلد اول)

وظیفہ نہ ملنے پر فوج کا بلوہ:......امین کے قتل ہو جانے کے بعد بغداد میں لشکر اور طاہر کی فوج کو اپنے کئے ہوئے ظلم پر شرمندگی ہوئی مگر اب اس ندامت سے کیا حاصل ہو سکتا تھا طاہر سے روزینہ طلب کیا وہاں کیا تھا لہذا انہوں نے ٹال دیا اس کے بعد لشکر میں سرگوشی ہونے لگی اور ہوتے ہوتے اشتعال اتنا بڑھا کہ امین کے قتل کے پانچویں دن لشکر نے بلوہ کر دیا طاہر اپنے سپہ سالاروں کے گروپ سمیت کے عقرقوبا بھاگ گیا اور وہاں سے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر تیار کر کے بغداد واپس آیا چنانچہ بلوائیوں نے معذرت کر لی اور بغاوت کا سارا الزام پولیس والوں اور بازاریوں کے سر لگا دیا طاہر نے ان کی خطائیں اس شرط پر کہ وہ دوبارہ پہلے کی طرح مطیع وفرمانبردار بن جائیں، معاف کر دیں اور چار مہینے کا روزینہ تقسیم کر دیا، سرداروں اور مشائخین بغداد نے اہل بغداد کی صفائی پیش کی، بے قصور ہونے کی قسمیں کھائیں تب طاہر کا غصہ ختم ہوا اور جنگ کا بازار ٹھنڈا ہو گیا مشرق سے مغرب تک تمام صوبوں اور ملکوں میں مامون کی حکومت کا دور دورہ ہو گیا۔

حسن ہرشی کی بغاوت:......اسی ۱۹۸ھ میں حسن ہرشی نے علم بغاوت بلند کیا بازاریوں کا ایک گروپ اس کے ساتھ مل گیا اور بہت سے دیہاتوں نے اس کا اتباع کیا حسن ہرشی یہ کہتا ہوا کہ لوگو آل محمد کی اطاعت کرو اور ان ہی کی حمایت کرو، نیل کی طرف آیا اور رعایا سے زبردستی خراج وصول کیا اور جس نے ذرا سی بھی مخالفت کی اس کو لوٹ لیا۔

خلیفہ مامون نے بغداد فتح ہونے کے بعد فضل بن سہل کے بھائی حسن بن سہل کو طاہر کے تمام فتح کئے ہوئے علاقوں جبل، فارس، اہواز، حجاز اور یمن کا گورنر مقرر کیا لہذا حسن نے ۱۹۹ھ میں اپنے ماتحت صوبوں میں پہنچ کر اپنی طرف سے اپنے گورنروں کو پھیلا دیا اور طاہر کو جزیرہ، موصل، شام اور مغرب کا گورنر مقرر کر کے نصر بن شبت کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور ہرثمہ کو خراسان کی طرف روانہ کر دیا۔

نصر کی بغاوت:......نصر بن شبت، عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا شمالی حلب میں کیسوم نامی علاقے میں رہتا تھا ابتدا ہی سے امین کی طرف اس کا میلان تھا چنانچہ امین کے قتل ہونے کے بعد امین کی بیعت کو پورا کرنے کا اظہار کیا اور اپنے آس پاس کے شہروں پر قبضہ کر کے سمیساط پر بھی قابض ہو گیا تھوڑے ہی دنوں میں عرب دیہاتیوں کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا اور سامان جنگ درست کر کے فرات کے جانب مشرقی عراق کی طرف سے عبور کر لیا اور حران پہنچ کر محاصرہ کر لیا اس دوران آل ابی طالب کے حمایتوں میں سے چند لوگوں نے نصر سے مل کر آل علی میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی درخواست کی کیونکہ آئے دن بنو عباس اور ان کے وزراء طرح طرح کے ظلم وستم کر رہے تھے مگر نصر نے جواب دیا میں سیاہ جھنڈے والوں کی اولاد کی بیعت نہیں کروں گا ورنہ وہ کہے گا کہ میری وجہ سے نصر کو یہ مقام حاصل ہوا ہے، حاضرین بولے اچھا بنو امیہ میں سے کسی کی بیعت کر لیجئے تو اسنے جواب دیا یہ لوگ پامال ہو گئے ہیں اور پامال گروہ ترقی نہیں کر سکتا اگر مجھے کوئی پامال شخص سلام بھی کرے تو مجھے یہ خطرہ ہوگا کہ اس کی پامالی سے مجھ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اصل یہ ہے کہ میرا میلان بنو عباس کی طرف ہے مگر ان کی میں اس وجہ سے مخالفت کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے عجم کو عرب پر ترجیح دی ہے۔

طاہر کے والد کا انتقال:......اس کے بعد طاہر نے اس کے مقابلہ پر پہنچ کر رقہ میں قیام کیا اور اس مضمون کا خط لکھ بھیجا کہ تم امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو اور باغیانہ خیال چھوڑ کر فرمانبردار ہو جاؤ اس نے کوئی جواب نہ دیا اس دوران طاہر کو اپنے والد حسین بن زریق بن مصعب کے خراسان میں انتقال کی خبر ملی اور یہ کہ خلیفہ مامون جنازہ پر آئے تھے اور فضل نے ان کو قبر پر اتارا تھا اس کے بعد ہی خلیفہ مامون کا تعزیت نامہ اس کو ملا۔

نزار اور یمامہ کی خانہ جنگی:......امین کے قتل کے بعد موصل میں یمامہ اور نزار کے درمیان لڑائی ہوگئی اس وجہ سے کہ علی بن حسن ہمدانی جو موصل پر قابض تھا اس نے نزاریہ پر ظلم وستم شروع کر دیا تھا جب عثمان بن نعیم برجمی مصر پہنچا نزاریہ کے اعزاء واقارب اور ان کے سرداروں سے اس واقعہ کو بیان کر کے غیرت دلائی اور نزاریہ کی حمایت پر ابھارا چنانچہ بیس ہزار آدمی مصر سے عثمان کے ساتھ موصل کی طرف روانہ ہوئے علی بن حسن کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے ان لوگوں کو واپس چلے جانے کا کہا مگر عثمان نے کچھ نہ سنا مجبوراً علی بن حسن نے بھی چار ہزار فوج کو تیار کر کے میدان جنگ کا راستہ لیا بہت سی لڑائیاں ہوئیں آخر کار نزاریہ شکست کھا کے بھاگ گئے ہزارہا آدمی مارے گئے اور علی اپنے دارالحکومت میں واپس آ گیا۔

حسن بن سہل کی گورنری:...... جب خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو تمام مفتوحہ علاقوں کا گورنر مقرر کر کے عراق روانہ کیا تو لوگوں نے آپس میں کہنا شروع کر دیا کہ فضل بن سہل نے خلیفہ مامون کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے مامون کوئی کام فضل کی مرضی کے خلاف نہیں کر سکتا سارا خاندان خلافت، اراکین حکومت اور سپہ سالاروں کو اس نے دبالیا ہے بنو ہاشم اور امراء شہر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی اور حسن بن سہل کی شکایتیں کرنے لگے ہوتے ہوتے ایک فتنہ برپا ہو گیا۔

ابوالسرایا:......ابوالسرایا سری بن منصور نے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بنو شیبان اولاد ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود میں سے تھا بنو تمیم کے ایک شخص کو جزیرہ میں قتل کر دیا جزیرہ کے وزیر نے قصاص کی غرض سے ابوالسرایا کی گرفتاری کا حکم دیا، ابوالسرایا کو معلوم ہو گیا فرات کو پار کر کے مشرقی کنارے پر چلا آیا اور ڈکیتیاں کرنے لگا، کچھ عرصہ بعد تیس سواروں کے ساتھ یزید بن مزید کے پاس آرمینیہ چلا گیا یزید بن مزید نے اس کو اپنے لشکر کی سپہ سالاری دی، چنانچہ یزید بن مزید کے ساتھ حرمیہ سے جنگ کی اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا ان میں سے ابوشلاک (ان کا غلام) تھا اور جب یزید بن مزید مر گیا تو اس کے بیٹے اسد کے ساتھ رہنے لگا جب اسد کو آرمینیہ کی حکومت سے معزول کر دیا گیا تو احمد بن مزید کے پاس چلا گیا۔

ابوالسرایا کا ہرثمہ سے گٹھ جوڑ:......اسی دوران امین اور مامون کے درمیان ان بن ہو گئی امین نے احمد بن مزید کو ہرثمہ کے ساتھ جنگ پر مقرر کیا اس وقت احمد بن مزید نے ابوالسرایا کو اپنے لشکر کے ہراول دستہ کا سردار مقرر کیا ہرثمہ نے اس سے ساز باز کرنے کی کوشش کی چنانچہ اس نے ساز باز کر لی اور اس کے پاس چلا گیا بنو شیبان یہ خبر سن کر جزیرہ سے جوق در جوق آنے لگے چند دنوں میں دو ہزار شیبانی جمع ہو گئے اس نے ہرثمہ سے کہہ سن کر ان لوگوں کے بڑے بڑے وظائف اور روز ینے مقرر کرائے۔

ہرثمہ سے علیحدگی:...... لہٰذا جب امین کو قتل کر دیا گیا تو ہرثمہ نے ان کے وظائف دینے سے انکار کر دیا ابوالسرایا جل بھن کر خاک ہو گیا اور حج کی اجازت چاہی ہرثمہ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے بیس ہزار دراہم سفر کا خرچ بھی عطا کیا ابوالسرایا نے اس کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور جاتے وقت یہ ہدایت کر دی کہ تم لوگ ایک ایک دو دو کر کے میرے بعد ہی میرے پاس چلے آنا، لوگوں نے ایسا ہی کیا تقریباً دو سو آدمی جمع ہو گئے ابوالسرایا نے ان لوگوں کو تیار کر کے عین التمر پر حملہ کر دیا اور اس کے عامل کو گرفتار کر کے عین التمر کو لوٹ لیا مال غنیمت جو کچھ ہاتھ آیا اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اس کے بعد اتفاقاً ایک دوسرے عامل سے ملاقات ہو گئی جو بہت سا مال و اسباب تین خچروں پر لاد کر لئے جا رہا تھا ابوالسرایا نے اس کو بھی لوٹ کر تقسیم کر دیا۔

ہرثمہ کو شکست:......اس عرصہ میں ہرثمہ کا لشکر آ پہنچا جس کو اس کی سرکوبی کے لئے مامور کیا تھا ابوالسرایا اس لشکر کو شکست دیکر بیابان میں گھس گیا اس کے بعد اس کے بقیہ ساتھی بھی اس سے آملے جس سے اس کی تعداد بڑھ گئی تو وقتاً فوقتاً کی طرف قدم بڑھائے ابو فرغانہ نے سات سو سواروں پر مشتمل فوج کے ساتھ مقابلہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر محل میں جا چھپا ابوالسرایا نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ امن حاصل کر کے دروازہ کھول دیا ابوالسرایا نے ان کا مال و اسباب بھی لے کر انبار کی طرف روانہ ہوا انبار میں ابراہیم شروی (خلیفہ منصور کا آزاد کردہ غلام) متعین تھا ابوالسرایا نے اس کو بھی قتل کر کے انبار کو لوٹ لیا اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر کے چل کھڑا ہوا کچھ دور جا کر پھر انبار کی طرف واپس آیا اس کے بعد بقصد رقہ کی طرف بڑھا طوق بن مالک تغلبی کی طرف سے ہو کر گذرا اور اس نے قیس کے خلاف اس کی مدد کی چار مہینے تک ٹھہرا رہا بیعہ کی حمایت میں قیس سے لڑتا رہا یہاں تک کہ قیس نے طوق کی اطاعت قبول کر لی۔

ابن طباطبا علوی:......اس کے بعد ابوالسرایا رقہ کی طرف چلا گیا وہاں محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ بن حسین بن علی سے ملاقات ہو گئی اس کا باپ ابراہیم طباطبا کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا ابوالسرایا نے ابن طباطبا کی بیعت کر لی ابن طباطبا نے ابوالسرایا کو دریا کے راستے کوفہ روانہ کیا اور خود خشکی کا راستہ اختیار کیا چنانچہ ایک طے شدہ وقت پر ابوالسرایا اور ابن طباطبا کوفہ میں داخل ہوئے اور ابن طباطبا نے اہل کوفہ

سے آل محمد کی حمایت کرنے کی بیعت لے لی اور ابوالسرایا نے قصر عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کا رخ کیا اور اس کے مال واسباب اور جواہرات کو جو بے انتہا تھے لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۱۵ جمادی الثانیہ ۱۹۹ھ کا ہے

شاہی فوج کو شکست:..... بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ ابوالسرایا ہرثمہ کے منتخب آدمیوں میں سے تھا مگر تنخواہ بند کر دینے سے ناراض ہو کر کوفہ چلا گیا، ابن طباطبا کی بیعت کر لی اور جن کوفہ پر قابض ہو گیا تو ارد گرد کے رہنے والوں نے جوق در جوق حاضر ہو کر بیعت کی ان دنوں کوفہ کا گورنر حسن بن سہل کی جان سے سلیمان بن منصور تھا حسن بن سہل نے یہ خبر سن کر زہیر بن مسیّب حلبی کو دس ہزار سواروں کے ساتھ کوفہ روانہ کیا ابن طباطبا اور ابوالسرایا نے کوفہ سے نکل کر قریہ شاہی میں مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے لڑ کے زہیر کے لشکر کو پسپا کر دیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

ابن طباطبا کی ناگہانی موت:..... اگلے دن صبح ابن طباطبا مردہ پایا گیا ابوالسرایا نے اس کی جگہ ایک نوعمر علوی محمد بن محمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین کو برائے نام جانشین بنایا اور خود سب کاموں کا انصرام وانتظام کرنے لگا، جنگ ختم ہونے پر زہیر قصر ابن ہبیرہ میں واپس آیا اور وہیں ٹھہر گیا حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن خالد مروروذی کو چار ہزار فوج کے ساتھ زہیر کی کمک کے لئے روانہ کیا ابوالسرایا نے اس کو بھی ۱۵ رجب ۱۹۹ھ میں شکست دے دی اور اس کے اکثر ساتھی اس معرکہ میں مارے گئے اور جو باقی رہے وہ قید کر دیئے گئے۔

ابوالسرایا کے سکے:..... اس واقعہ کے بعد ابوالسرایا نے کوفہ میں اپنے نام کا سکہ بنوایا اور متعدد فوجیں اور عمال بصرہ اور واسط کی طرف روانہ کیا بصرہ کا گورنر عباس بن محمد بن عیسیٰ بن محمد جعفری کو، مکہ کا حسین بن حسن بن علی زین العابدین معروف بہ افطس کو (انہیں کو موسم کا بھی امیر مقرر کیا گیا تھا) یمن کا ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو فارس کا اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو اور اہواز کا زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو گورنر بنایا چنانچہ عباس نے بصرہ پہنچ کر عباس بن محمد بن داؤد بن حسن مثنیٰ کو مدائن کی طرف نکال دیا ابوالسرایا کو یہ بھی حکم دیا کہ بغداد پر مشرق کی طرف سے حملہ کردو چنانچہ عباس نے ایسا ہی کیا واسط میں حسن بن سہل کی طرف سے عبداللہ بن سعد حریشی تھا اس نے ابوالسرایا کے سپہ سالاروں کی آمد کے بارے میں سن کر واسط چھوڑ دیا حسن بن سہل نے اپنے ساتھیوں کا یہ رنگ دیکھ کر ہرثمہ سے جنگ ابوالسرایا پر جانے کی درخواست کی۔

ابوالسرایا کا مدائن پر قبضہ:..... ہرثمہ حسن سے ناراض ہو کر خراسان چلا گیا تھا پھر بہت اصرار کے بعد واپس آیا اور ایک لشکر تیار کر کے ماہ شعبان میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا اسی زمانہ میں حسن نے مدائن اور واسط کی حفاظت کی غرض سے علی بن ابی سعید کو مدائن کی جانب روانہ کیا تھا اتفاق یہ کہ ابوالسرایا کو اس کی خبر مل گئی اس وقت یہ قصر ابن ہبیرہ میں تھا جھٹ پھٹ ایک لشکر تیار کر کے مدائن بھیج دیا جس نے ماہ رمضان المبارک میں مدائن پر قبضہ کر لیا اور خود قصر ابن ہبیرہ سے کوچ کر کے نہر صرصر پر آٹھہرا۔

ابولسرایا کا فرار:..... اتنے میں ہرثمہ بھی اپنا لشکر لئے ہوئے اس کے مقابلہ پر آ گیا اور علی بن ابی سعید نے شوال میں مدائن پہنچ کر ابو السرایا کے ساتھیوں کا محاصرہ کر لیا ابوالسرایا نے اس واقعہ کو سن کر نہر صرصر سے قصر ابن ہبیرہ کی طرف واپس آیا ہرثمہ نے اس کی روانگی کے بعد ہی کوچ کر دیا اور راستے میں ابوالسرایا کے ساتھیوں کا ایک گروہ مل گیا ہرثمہ نے ان کو گھیر کر مار ڈالا اس کے بعد نہایت تیزی سے ابوالسرایا کو جا گھیرا ہرثمہ اور ابو السرایا کی بہت ساری لڑائیاں ہوئی ایک بڑا گروہ ابوالسرایا کے ساتھیوں کا قتل ہو گیا آخر کار جان بچا کر کوفہ کی طرف بھاگا طالبین، بنو عباس اور ان کے حامیوں کے مکانات پر ٹوٹ پڑے اور جو کچھ پایا لوٹ لیا مکانات ویران اور مسمار کر کے ان لوگوں کو نکال دیا اور جو امانتیں ان کی اور لوگوں کے پاس تھیں ان کو زبردستی لے لیا۔

حسین افطس مکہ میں:..... مکہ کا گورنر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی تھا جب اس کو حسین افطس کی آمد کی خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے بنو عباس کو جمع کیا اتفاق سے ان دنوں مسرور الکبیر وہاں موجود تھا جو ایک سو سواروں کے ساتھ حج کرنے گیا تھا مسرور الکبیر نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور داؤد کو ان لوگوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی داؤد نے جواب دیا میں قتل اور خون ریزی کو حرم شریف میں پسند نہیں کرتا اگر وہ لوگ ایک راستہ سے مکہ میں داخل ہوں گے تو میں دوسرے راستہ سے نکل جاؤں گا مسرور الکبیر یہ سن کر خاموش ہو گیا اور داؤد نے مکہ سے عراق کی طرف کوچ کر دیا اس کے

بعد ہی مسرور الکبیر بھی عراق کی طرف روانہ ہو گیا اس وقت حسین افطس اس ڈر سے کہ مکہ جانے سے لڑائی ہو گی مقام شرف میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا جب اس کو یہ خبر ملی کہ بنو عباس سے مکہ معظمہ خالی ہو گیا ہے تو دس آدمیوں کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ میں داخل ہوا طواف کیا صفا و مروہ کی سعی کی عرفہ میں ایک رات قیام کیا یعنی جملہ مناسک حج ادا کئے، جب کہ ہرثمہ اطراف کوفہ میں ٹھہرا ہوا کوفہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اسی دوران منصور بن مہدی کو بلوالیا اور کوفہ کے سرداروں سے خط و کتابت کی اور علی بن سعید مدائن سے واسط کی طرف آیا اور اس پر قبضہ کر کے بصرہ کا رخ کیا۔

ابوالسرایا کا کوفہ سے انخلاء:......انہیں واقعات پر ۱۹۹ھ کا دور تمام ہو جاتا ہے اور ۲۰۰ھ کا سال شروع ہوتا ہے ہرثمہ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ کوفہ کا حصار کئے ہوئے تھا حصار کی سختی جب بڑھتی ہوئی نظر آئی تو ابوالسرایا آٹھ سو سواروں کے ساتھ محمد بن جعفر بن محمد سمیت کوفہ چھوڑ کر بھاگ نکلا، ہرثمہ نے ۱۵ محرم ۲۰۰ھ کو کوفہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا، غسان کو (جو خراسان کی فوج کا باڈی گارڈ کا افسر تھا) کوفہ کی امارت دیدی اور ایک دن قیام کر کے واپس چلا گیا۔

ابوالسرایا کی گرفتاری:......ابوالسرایا نے کوفہ سے نکل کر قادسیہ کا رخ کیا اور پھر قادسیہ سے سوس کی طرف روانہ ہوا مقام خورستان میں ایک قافلہ مل گیا جو اہواز سے بہت سامال واسباب لئے جارہا تھا ابوالسرایا نے اس کو لوٹ لیا اور اس کا مال واسباب ساتھیوں میں تقسیم کر دیا ان دنوں حسن بن علی مامونی اہواز کا گورنر تھا یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی حسن بن علی نے ابوالسرایا کو شکست دی ابوالسرایا کے ساتھی متفرق و منتشر ہو کے بھاگے حسین بن علی، محمد اور اپنے غلام ابوالشوک کے ساتھ ابوالسرایا کے ٹھکانہ مقام راس عین (مضافات جلولاء) کی طرف آیا اور ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا حمد کندگوش نے نہایت مردانگی کے ساتھ ابوالسرایا وغیرہ کو گرفتار کر لیا اور زنجیروں سے باندھ کر حسن بن سہل کے پاس مقام نہروان حاضر کر دیا۔

ابوالسرایا کا قتل:......حسن بن سہل نے ابوالسرایا کو قتل کر کے سر کاٹ کر محمد بن محمد کے ساتھ خلیفہ مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور پھر لاش و بغداد کے پل پر لٹکا دیا اس کے بعد علی بن سعید بصرہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کو زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کے قبضہ سے نکال لیا، اس کو زید النار کے نام سے بھی یاد کرتے تھے اس وجہ سے کہ اس نے عباسیوں اور حکومت عباسیہ کے حمایتوں کے مکانات بصرہ میں بڑی تعداد میں جلوا دیئے تھے زید نے علی بن سعید سے امن کی درخواست کی علی بن سعید نے امن دی مگر ساتھ ہی آئندہ خطرے کے پیش نظر نظر بند کر لیا۔

ابراہیم قصائی:......اس خداداد کامیابی کے بعد علی بن سعید نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور یمن کی طرف علویوں سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں مکہ معظمہ میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر تھا جب اس کو ابوالسرایا کے قتل کئے جانے کی خبر ملی تو اس نے مکہ معظمہ پر کسی کو اپنی طرف سے مقرر کر کے یمن کی طرف کوچ کر دیا یمن کا گورنر اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ خلیفہ مامون کیجانب سے مقرر تھا اس پر ابراہیم کا ڈر اتنا طاری ہوا کہ یمن چھوڑ کر مکہ کی طرف بھاگ نکلا پھر کیا تھا ابراہیم نے یمن پہنچ کر قبضہ کر لیا چونکہ اس نے یمن میں قتل و خونریزی حد سے زیادہ کی تھی اس وجہ سے یہ جزار (قصائی) کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

ابراہیم کا نمائندہ عقیلی:......اس کے بعد ابراہیم جزار نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو مکہ کی طرف لوگوں کو حج کرانے کی غرض سے روانہ کیا پھر اس عقیلی کے مکہ معظمہ پہنچنے سے پہلے ابوالحسن معتصم سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان بھی تھا پہنچ گیا تھا اور حمدویہ کو حسن بن سہل نے یمن کا گورنر بنا دیا تھا عقیلی نے یہ خیال کر کے کہ مجھ میں ان لوگوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے بستان ابن عامر میں قیام کیا اتفاق سے ایک قافلہ مکہ معظمہ سے آرہا تھا اسی قافلہ میں خانہ کعبہ کا غلاف بھی تھا عقیلی نے قافلہ پر شب خون مار کر اہل قافلہ کے تمام مال واسباب تجارت اور خانہ کعبہ کے غلاف کو لوٹ لیا اہل قافلہ پریشانی کے عالم میں انتہائی بے سروسامانی کے حالت میں مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔

عقیلی کی سرکوبی:......چنانچہ معتصم نے جلودی کو ایک سو منتخب آدمیوں کے ساتھ عقیلی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جلودی راتوں رات عقیلی کے سر پر پہنچ گیا صبح ہوتے ہی نقارہ جنگ بجوا دیا لڑائی ہوئی عقیلی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے گئے جتنا مال واسباب

تجارت ان لوگوں نے قافلہ کا لوٹ لیا تھا سب کا سب اور نیز خانہ کعبہ کا غلاف مل گیا معتصم نے قیدیوں کو دس دس کوڑے لگوا کر رہا کر دیا اور حاجیوں کے ساتھ اطمینان کے ساتھ تمام مناسک حج ادا کئے۔

محمد بن جعفر اور مکہ کی حالت:...... محمد بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین جنہیں دیباجہ کہا جاتا تھا عالم، زاہد اور نیک سیرت انسان تھے اپنے والد جعفر الصادق سے حدیث روایت کرتے تھے اور لوگ آپ سے علم دین سیکھنے آتے تھے لہذا جب حسین افطس نے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں مکہ معظّمہ پر قبضہ کر لیا اور خانہ کعبہ کا غلاف اتار کر دوسرا غلاف چڑھایا جس کو ابوالسرایا نے کوفہ سے روانہ کیا تھا اور بنو عباس کی امانتوں کے پیچھے پڑ گئے اور لوگوں کے مال و اسباب کو زبردستی چھیننے لگے تب اکثر اہل مکہ جان و مال کے خوف سے مکہ چھوڑ بھاگ گئے اور اس کے ساتھیوں نے حرم شریف کی جالیوں کو توڑ دیا اور خود افطس نے بھی کعبہ شریف کے ستونوں پر جتنا سونا چڑھا ہوا تھا اتار لیا اور جتنا نقد اور جنس خانہ کعبہ کے خزانوں میں تھا نکال کر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اس سے اہل مکہ کے دلوں پر بہت بُرا اثر پڑا۔

محمد بن جعفر کی بیعت:...... اسی دوران ابوالسرایا کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوئی اہل مکہ آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں اس وقت حسین بن افطس کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا، گھبرایا ہوا محمد بن جعفر الصادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ موقع مناسب ہے لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں آئیے میں آپ کی بیعت کر لیتا ہوں کوئی شخص آپ کی مخالفت نہیں کریگا محمد بن جعفر الصادق نے اس کی درخواست منظور کرنے سے انکار کر دیا مگر یہ اور ان کا لڑکا علی برابر اسی بات پر اصرار کرتے رہے بالآخر محمد بن جعفر الصادق ان لوگوں کے کہنے سننے میں آ گئے طوعاً و کرہاً بیعت خلافت لینے پر تیار ہو گئے لوگوں نے ان کی خلافت کی بیعت کر لی اور انہیں امیر المؤمنین کے لقب سے پکارنے لگے۔

ان کے بیٹے کا ظلم اور بدمعاشی:...... کچھ عرصے کے بعد آپ کے لڑکے علی اور ابن افطس نے ہاتھ پاؤں نکالے طرح طرح کی بد اعمالیاں کرنے لگے زنا، اغلام سر بازار عورتوں کو بے عزت کرنا شروع کر دیا، خوبصورت عورتوں کو اپنی عصمت کا بچانا دشوار ہو گیا جہاں کوئی خوبصورت عورت یا لڑکا نظر آ جاتا تو یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے اور اپنی خواہشات نفسانی پوری کرنے کے لئے زبردستی پکڑ کر لے جاتے تھے لوگوں نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر ایک جلسہ کیا اور محمد بن جعفر الصادق کو معزول کرنے، قاضی مکہ کے بیٹے ❶ کو واپس لینے پر متفق ہو گئے، قاضی مکہ کا بیٹا محمد بن جعفر الصادق کے بیٹے کے گھر میں مقید تھا لہٰذا جب اہل مکہ نے محمد بن جعفر الصادق کا مکان شور و غل مچاتے ہوئے جا کر گھیر لیا تو محمد بن جعفر الصادق ان لوگوں سے امن حاصل کر کے اپنے گھر گئے اور قاضی کے لڑکے کو اپنے بیٹے سے لے کر ان لوگوں کے حوالہ کر دیا۔

شاہی فوج کا مکہ پر قبضہ:...... اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ایک لشکر لئے ہوئے یمن سے آ پہنچا طالبیوں نے جمع ہو کر مکہ معظّمہ کے اردگرد خندقیں کھود لیں اور آس پاس کے دیہاتیوں کو یکجا کر کے مقابلہ پر آ گئے اسحاق نے بھی صف آرائی کی مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر جنگ سے کنارہ کش ہو کر عراق کی طرف کوچ کر دیا راستے میں اس لشکر سے ملاقات ہوئی جس کو ہرثمہ نے جلودی تھی اور رجاء بن جمیل کے ساتھ مکہ معظّمہ کی طرف روانہ کیا تھا (یہ حسین بن سہل کا چچازاد بھائی تھا) چنانچہ اسحاق ان لوگوں کے ساتھ پھر مکہ معظّمہ واپس آ گیا چنانچہ طالبیوں نے بے جگری کے ساتھ مقابلہ کیا چونکہ عباسیوں کا ستارہ اقبال عروج پر تھا اس لئے طالبیوں کو شکست ہوگئی محمد بن جعفر الصادق نے امان کی درخواست پیش کی تو امان دیدی گئی اور عباسیوں نے مکہ معظّمہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

محمد بن جعفر کو دوبارہ شکست:...... اس کے بعد محمد بن جعفر الصادق مکہ معظّمہ سے جحفہ کی طرف اور پھر جحفہ سے بلاد جہینہ کی طرف چلے گئے بلاد جہینہ پہنچ کر اطمینان کے ساتھ پھر لشکر تیار کرنے لگے رفتہ رفتہ جب خاطر خواہ لشکر جمع اور مرتب ہو گیا تو ہارون بن مسیب والی مدینہ سے جنگ کرنے نکلے متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار محمد بن جعفر الصادق شکست فاش کھا کے واپس آئے، انہیں واقعات میں ایک آنکھ جاتی رہی ایک بڑا گروہ ان کے

---

❶ ...... لڑکے کا نام اسحاق اور قاضی مکہ کا نام محمد تھا ایک نوعمر حسین لڑکا تھا ایک دن مکہ کے بازار میں جا رہا تھا اتفاق سے علی بن محمد بن جعفر الصادق کی نظر پڑ گئی دیکھتے ہی رال ٹپک پڑی جھٹ پھٹ اپنے دو چار ہم خیالوں کو بلا کر اسحاق کو پکڑ لیا اور اپنا منہ کالا کرنے اپنے مکان میں ہاتھ پیر باندھ کر اٹھا کر لے گیا۔ نعوذ باللہ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۱۲۸)

ساتھیوں کا مارا گیا۔

اپنی خلافت سے دستبرداری: ......اگلے سال موسم حج میں جلودی اور رجاء بن جمیل سے امن حاصل کر کے مکہ معظمہ میں آئے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور ان امور وافعال کی جو اس سے پہلے آپ سے سرزد ہوئے تھے معذرت کی، چونکہ مجھے یہ خبر ملی تھی کہ مامون کا انتقال ہو گیا ہے اور اس وقت تمام عالم میں فتنہ وفساد پھیلا ہوا تھا اس وجہ سے میں نے لوگوں سے بیعت لے لی تھی اور اس بیعت کا ایفاء کر رہا تھا اس کے بعد اب مجھے یہ خبر صحیح ملی ہے کہ مامون زندہ ہے لہذا میں اپنے آپ کو معزول کر کے تم لوگوں کو اپنی بیعت سے فارغ کرتا ہوں، اتنی معذرت کر کے منبر سے اترے اور حج کے بعد ۲۰۱ھ میں عراق چلے گئے حسن بن سہل نے انکو خلیفہ مامون کے پاس بھیج دیا۔

محمد بن جعفر الصادق، مامون کی خدمت میں: ......لہذا یہ اس زمانہ سے خلیفہ مامون کی خدمت میں رہے یہاں تک کہ خلیفہ مامون عراق روانہ ہوا تو انہوں نے راستے میں مقام جرجان پہنچ کر وفات پائی۔

ہرثمہ کی مامون کے پاس روانگی: ......جب ہرثمہ ابوالسرایا کی مہم سے فارغ ہو کر واپس آیا اس وقت حسن بن سہل مدائن میں تھا اس سے ملے بغیر عقرقوبا کے راستے نہروان کی طرف خراسان کے ارادے سے روانہ ہوا راستے میں خلیفہ مامون کے فرامین ملے جن میں یہ مضمون تھا: کہ تم بجائے خراسان آنے کے شام اور حجاز کی طرف واپس چلے جاؤ مگر ہرثمہ نے خلیفہ مامون سے ملنے کے شوق میں اس پر کوئی توجہ نہ دی اور اس خیال سے کہ میرے آباؤ اجداد ہمیشہ حکومت عباسیہ کے حمایتی تھے اور میں بھی اب اور اس سے پہلے مسلسل حکومت کا حمایتی رہا ہوں، آگے بڑھتا رہا اور فضل بن سہل کے ان حالات سے خلیفہ کو مطلع کرنے کے لئے کہ وہ خلافت پناہی سے ملکی حالات چھپاتا ہے لوگوں کو ہر طرح سے مجبور اور ان پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتا ہے خراسان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

فضل بن سہل کی چغلی: ......اتفاق یہ ہوا کہ ہرثمہ کے ان خیالات کی فضل بن سہل کو اطلاع ہوئی موقع پا کر خلیفہ مامون سے کہہ دیا کہ ابو السرایا کا فتنہ درحقیقت اسی کا اٹھایا ہوا تھا اور اسکی جسارت اور حکم عدولی کوئی انتہا نہ رہ گئی تھی، خلیفہ کی احکامات کی تعمیل اس نے بالکل نہیں کی جہاں پناہ نے تو شام اور حجاز کی طرف واپس جانے کا حکم صادر فرمایا تھا اور جب کہ ہرثمہ خراسان چلا آ رہا ہے اس معاملہ میں اگر چشم پوشی کی جائے گی تو اوروں کو حکم عدولی اور خلاف ورزی کی جرأت پیدا ہوگی۔

مامون کی ہرثمہ سے ناراضگی: ......خلیفہ مامون کے خیالات اس کی ان باتوں سے تبدیل ہو گئے اپنے غصہ کو ضبط کر کے ہرثمہ کے آنے کا انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ ہرثمہ مرو پہنچ گیا اور اس خیال سے کہ خلیفہ مامون سے میرے آنے کی خبر نہ رہے گی نقارہ بجانے کا حکم دے دیا خلیفہ مامون کے کانوں تک طبلوں کی آواز پہنچی تو دریافت کیا کہ کون آ رہا ہے؟ گذارش کی گئی کہ ہرثمہ آ گیا ہے اور وہی گرج اور برس رہا ہے۔

ہرثمہ کا قتل: ......خلیفہ مامون نے اسی وقت ہرثمہ کو بلوا بھیجا اور معترضانہ سوال کیا کہ تو نے ابوالسرایا کو مقرر کر کے کوفہ کے علویوں کو کیوں تباہ وبرباد کیا اگر تیرے اندر بدنیتی کا دخل نہ ہوتا تو ان لوگوں کو زندہ گرفتار کر سکتا تھا، ہرثمہ معذرت کرنے لگا خلیفہ مامون نے اس کی ایک نہ سنی اور پیٹ پر ایک لات رسید کی، ناک توڑ ڈالی اور آخر کار جیل بھیج دیا اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک شخص کو اس کے قتل کرنے پر مقرر کر دیا جس نے اسکو جیل کی تکلیف سے ہمیشہ کی نجات دیدی۔

اہل بغداد کی شورش: ......جب ہرثمہ کی موت کی خبر عراق میں مشہور ہوئی تو حسن بن سہل نے علی بن ہشام گورنر بغداد کو اپنی طرف سے لکھ بھیجا کہ لڑنے والی فوج کچھ بہانوں سے ٹالتے رہو حسن نے یہ حکم اس وجہ سے دیا تھا کہ انہوں نے ہرثمہ کی روانگی سے پہلے اس کو معزول کرنے اور اس کے عمال کو نکال دینے کا ارادہ کیا تھا چنانچہ اس کے مقرر کئے ہوئے گورنر کو بغداد سے نکال کر اسحاق بن ہادی خلیفہ مامون کے نائب کو اپنا امیر بنالیا تھا، حسن بن سہل ان کی ان زیادتیوں کو برداشت کرتا اور بہانوں بہانوں سے ٹالتا جا رہا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے عاملانہ تدابیر سے ان لوگوں میں

اختلاف ڈال دیا اور اسی کے اشارہ پر علی بن ہشام اور محمد بن ابی خالد ایک جانب سے اور زہیر بن مسیّب دوسری طرف سے رات کے وقت بغداد میں گھس گئے، تین دن تک لڑنے والی فوج سے جنگ ہوتی رہی بالآخر وظائف اور روزینے دینے پر صلح ہوگئی۔

موسیٰ بن جعفر کا فرار:......ابھی لشکریوں کے وظائف اور روزینے تقسیم بھی نہ ہونے پائے تھے کہ زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق ابوالسرایا کے بھائی کے ساتھ جس کو علی بن سعید نے بصرہ میں گرفتار کر کے نظر بند کر دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں قید خانہ سے بھاگ گیا اور انبار ❶ کے آس پاس خروج کر دیا اراکین حکومت عباسیہ نے زید بن موسیٰ کی گرفتاری کے لئے فوجیں متعین کر دیں جنہوں نے نہایت کم وقت میں اس کو گرفتار کر کے علی بن ہشام کے پاس لا کر حاضر کر دیا، اس واقعہ کے بعد ہرثمہ کے قتل کی خبر ملی۔

ابن ابی خالد کی مخالفت:......چنانچہ محمد بن ابی خالد نے علی بن ہشام کی مخالفت کا اعلان کر دیا کیونکہ علی بن ہشام اکثر بلکہ ہمیشہ محمد بن ابی خالد کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھا کرتا تھا اسی وجہ سے محمد بن ابی خالد اس سے بگڑ کر لڑاکا فوج سے جاملا اور لڑائی شروع کر دی چنانچہ علی بن ہشام شکست کھا کر صرصر کی طرف بھاگ گیا، بعض مورخین کا بیان ہے کہ علی بن ہشام نے عبداللہ بن علی بن عیسیٰ پر حد جاری کی تھی اس وجہ سے حربیہ کو اشتعال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے جمع ہو کر اس کو نکال دیا۔

حسن بن سہل:......اس واقعہ کی اطلاع حسن بن سہل کو مدائن میں ملی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو وہ شروع ۲۰۱ھ میں ❷ مدائن سے واسط کی جانب چلا آیا فضل بن ربیع جو خلیفہ امین کے زمانہ سے خلیفہ مامون کی مخالفت کی وجہ سے واسط میں چھپا ہوا تھا وہیں چھپا رہا اس دوران عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد رقہ سے طاہر کے پاس آ پہنچا اس نے اور اس کے باپ نے مشورہ کر کے حسن کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھانی اور لشکر تیار کر کے واسط کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے راستے میں حسن کے ساتھیوں میں سے جو مقابلہ پر آیا اس کو نیچا دکھاتے گئے زہیر بن مسیّب کو جو حسن کی طرف سے خوخی (سواد کے آس پاس) کا عامل تھا اور بغداد کے سپہ سالاروں سے خط و کتابت کیا کرتا تھا محمد بن ابی خالد نے جا کر گرفتار کر لیا مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ کے اپنے بیٹے جعفر کے پاس بغداد میں قید کر دیا اس کے بعد واسط کی طرف بڑھا اور اپنے لڑکے ہارون کو نیل کی طرف روانہ کیا حسن کا نائب یہ خبر سن کر کوفہ کی طرف بھاگ آیا اور کوفہ سے واسط چلا گیا، ہارون نے میدان خالی دیکھ کر نیل پر قبضہ کر کے اپنے باپ کی طرف واپس چلا گیا اور پھر محمد اور ہارون نے واسط کا ارادہ کر لیا۔

حسن کا واسط سے فرار:......حسن بن سہل نے اس خبر سے مطلع ہو کر واسط سے کوچ کر دیا مگر فضل بن ربیع جو ایک زمانہ سے واسط میں چھپا ہوا تھا ٹھہرا رہا محمد اور ہارون کے داخل ہونے کے بعد اس نے محمد سے امن کی درخواست کی تو محمد نے نہایت خوشی سے فضل کو امن دے کر بغداد کی طرف روانہ کر دیا اور خود باقی لشکر کو اپنے ساتھ لے کر حسن بن سہل کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا چنانچہ حسن کے لشکر اور سپہ سالاروں سے مڈبھیڑ ہوگئی اور متعدد لڑائیوں کے بعد محمد اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہوگئی چنانچہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

زہیر اور محمد کی وفات:......حسن نے ان کا تعاقب کیا اور محمد نے جرجرایا میں پہنچ کر قیام کیا اور اپنے بیٹے ہارون کو عرنایا کی طرف بھیج دیا چونکہ محمد ان لڑائیوں میں زخمی ہوگیا تھا بہتری کی صورت جب نظر نہ آئی تو ابوزنبیل (محمد کا دوسرا لڑکا) محمد کو بغداد اٹھا لایا بغداد پہنچ کر محمد نے دم توڑ دیا رات کے وقت خفیہ طور پر اس کے گھر میں دفن کر دیا گیا اسی رات ابوزنبیل نے زہیر بن مسیّب کو قتل کر ڈالا، خزیمہ بن خازم نے بغداد کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور عیسیٰ بن محمد کے پاس یہ حکم بھیج دیا کہ تم بجائے اپنے باپ کے جنگ حسن کے کمانڈر انچیف مقرر کئے گئے ہو۔

حسن کا نیل پر قبضہ:......حسن بن سہل کو محمد کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے لشکر کو ہارون کی طرف نیل کی جانب بڑھنے کا حکم دیا

---

❶......یہ واقعہ ذی قعدہ ۲۰۰ھ کا ہے۔ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۱۳۰

❷......صفحہ ۶۱ پر موجود عنوان ''سفیان کا ظہور'' سے لے کر یہاں تک کی تاریخ ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن میں موجود نہیں ہے اور اس کی وضاحت صفحہ ۶۱ پر بھی کر دی گئی ہے۔ (ثناء اللہ محمود)

اس شکست نے نیل کی طرف پہنچ کر ہارون کا مال واسباب لوٹ لیا اور نیل پر قبضہ کرلیا ہارون نیل سے رائن بھاگ آیا اس واقعہ کے بعد اہل بغداد نے ایک جلسہ کر کے منصور بن مہدی کو سریر خلافت پر بٹھانے کا ارادہ کیا مگر منصور بن مہدی نے انکار کر دیا تو ان لوگوں نے حسن بن سہل کے مخالف ہو کر اس کو خلیفہ مامون کا بغداد اور عراق میں نائب مقرر کیا۔

حسن کی چال: ..... اور بعض مؤرخین یہ کہتے ہیں کہ اہل بغداد نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد سے حسن سے جنگ کرنے کی حامی بھری تو حسن یہ خیال کر کے کہ مجھ میں اہل بغداد کے مقابلے اور مخالفت کرنے کی طاقت نہیں ہے عیسیٰ بن محمد سے چاپلوسی کی باتیں کرنے لگا اور رشتہ داری وقرابت قائم کرنے کا وعدہ کیا اس کے علاوہ ایک لاکھ دینار اور اس کو اس کے خاندان اور اہل بغداد کو امان دینے اور صوبوں کی گورنری پر متعین کرنے کا وعدہ بھی کیا عیسیٰ نے ادھر ان سب باتوں کو منظور کر کے خلیفہ مامون کا دستخطی فرمان طلب کیا اور ادھر اہل بغداد کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ نہ گھبرانا میں خراج کی کمی کی وجہ سے لڑ رہا ہوں تم لوگ کسی شخص کو بنو ہاشم میں سے اپنا سردار بنالو، چنانچہ اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو اپنا والی مقرر کر دیا۔

منصور کی شکست: ..... اس کے بعد عیسیٰ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو تعداد میں ایک لاکھ پچیس ہزار نکلا، منصور بن مہدی نے غسان بن عباد بن ابی الفرج کو کوفہ کے ارد گرد کی طرف مقرر کیا اس نے حمید طوسی سے جو حسن بن سہل کی طرف سے کوفہ پر مقرر تھا لڑائی کی حمید نے اس کو شکست دی کر گرفتار کرلیا۔ یہ واقعہ ۴ رجب ۲۰۱ھ کا ہے اور کامیابی کے بعد نیل میں پڑاؤ ڈالا منصور کو اس کی خبر ملی تو اس نے محمد بن یقطین کو ایک بڑی تعداد میں فوج کے ساتھ حمید کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا مقام کوثی میں حمید سے مڈبھیڑ ہوگئی حمید نے اس کو بھی زیر کر کے اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا اور آس پاس کے کوثی کو لوٹ کے نیل کی طرف آ گیا اور ابن یقطین نے نہر صرصر پر قیام کر دیا۔

بغداد میں ڈاکوراج: ..... جس وقت بغداد میں اوباش مزاجوں کی کثرت ہوگئی چاروں طرف سے بدمعاشوں نے ظلم وتعدی کے ہاتھ لوگوں پر بڑھانے شروع کر دیئے دن دھاڑے دوکانداروں اور مسافروں کو لوٹنے لگے علانیہ اور فخر یہ وہ حرکتیں کرنے لگے جو اسلام میں منع ہیں اور جب کہ حکومت اندرونی جھگڑوں اور اعیان دولت کی کمزوری کی وجہ سے روکنے سے معذور ہوگئی ہے تو اوباش مزاجوں اور بدمعاشوں نے آس پاس کے قصبات اور دیہات پر ہاتھ بڑھائے جو سامنے آیا مار ڈالا اور جو پایا لوٹ لیا رعایا ان کے تعدی وظلم سے پریشان ہو کر حکام کے پاس آتی مگر یہ ان کی چارہ جوئی نہ کر سکتے تھے اس وقت مصلحین قوم وملت اس کی مدافعت کے خیال سے ایک دوسرے سے ملنے لگے اور آپس میں ان منکرات کے قلع وقمع کرنے کی باتیں کرنے لگے۔

رضا کاروں کا قیام: ..... پھر یہ خیال کر کے کہ ہر حلقہ اور محلّہ میں بہ نسبت اوباشوں اور لفنگے مزاجوں کے نیکوں کی تعداد زیادہ ہے اصلاح قوم وملک اور منکرات شرعیہ کی روک تھام کرنے کا ارادہ کرلیا سب سے پہلے خالد مدایوش ❶ نامی ایک شخص نے جو بغداد کے ممتاز باشندوں میں سے تھا اپنے ہمسایہ اور محلّہ والوں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ترغیب اس طرح دی کہ شاہی جبروت وسطوت سے کسی قسم کا ٹکراؤ نہ ہونے پائے اہل محلّہ وجوار نے آمادگی ظاہر کر دی چنانچہ اس کے محلّہ میں جتنے اوباش مزاج اور جرائم پیشہ لوگ تھے سب کو گرفتار کر کے قید کر کے حکام وقت کو مطلع کیا اس کے بعد دوسرے محلّہ کی طرف توجہ کی۔

سہل بن سلامہ کی بیعت اور صلح: ..... اس کی دیکھا دیکھی جند حربیہ میں سے سہل ❷ بن سلامہ انصاری نے بھی جو اہل خراسان میں سے تھا اور اس کی کنیت ابوحاتم تھی لوگوں کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور کتاب وسنت پر عمل کی ترغیب دی اس کے علاوہ اپنے گلے میں قرآن کریم لٹکا کر خواص وعام اور ارا کین حکومت سے ملا اور ان لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی سب نے خوش دلی سے اس کی اس بات پر اور اس بات پر کہ جو شخص اس کا مخالف ہوگا اس سے ہم لڑیں گے بیعت کرلی رفتہ رفتہ منصور بن مہدی اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد تک ان دونوں کی خبریں پہنچ گئیں منصور اور عیسیٰ کو اس

---

❶ ..... یہاں صحیح تلفظ الدریوش ہے (ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۲۴۴)

❷ ..... ۴ رمضان المبارک ۲۰۱ھ میں اس نے اپنے دعووں کا اظہار کیا تھا اور اس سے دو دن پہلے خالد الدریوش نے لوگوں کو ترغیب دی تھی۔ (تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۳۳)

خبر سے برہمی وناراضی پیدا ہوئی اس وجہ سے کہ ان کے اکثر ساتھی انہیں جرائم پیشہ اور آبرو باختہ لوگوں سے ملے جلے رہتے تھے مگر چونکہ موقع مناسب نہ تھا اس لئے خاموش رہے جب کچھ عرصے بعد حسن بن سہل سے اپنے اور تمام اہل بغداد کے لئے امن حاصل کر کے صلح کر لی تب مکمل اطمینان سے بغداد میں داخل ہوئے اور خلیفہ کے فرمان عالیشان کا انتظار کرنے لگے، اہل بغداد کو اس صلح سے بہت مسرت ہوئی ان لوگوں کی رضامندی سے خالد مدایوش اور سہل کے کام میں بہت بڑی آسانی ہوگئی۔

علی رضا کی ولی عہدی اور ابراہیم بن مہدی کی بیعت: ...... جس وقت اہل بغداد کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ ❶ مامون نے علی بن موسیٰ کاظم کی ولی عہدی کی بیعت کر لی ہے اور الرضا من آل محمد کا ان کو لقب عطا فرما کر لشکر کو کالی وردی پہننے کی ممانعت کر کے ہری وردی پہنا دی ہے اور تمام ممالک میں ایک گشتی فرمان روانہ کیا ہے اور حسن بن سہل نے بغداد سے واپس آ کر عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو رمضان ۲۰۱ھ میں اس بات کی اطلاع کرتے ہوئے تحریر کیا کہ تم اپنے تمام لشکر سے جو تمہارے پاس ہیں اور بنو ہاشم سے علی رضا کی ولی عہدی کی بیعت اور بجائے کالے کپڑے پہننے کے سبز کپڑے استعمال کرنے کی بیعت کی۔

علی رضا کی بیعت کی مخالفت: ...... چنانچہ اس وقت بعض لوگوں نے تو اس حکم کی تعمیل کی اور بعض لوگوں نے صاف صاف انکار کر دیا کہ ہم ہرگز اس بات پر راضی نہیں ہوں گے کہ بنو عباس سے حکومت وخلافت کا اقتدار نکل کر آل علی میں چلا جائے اس مخالفت و برہمی کے بانی مبانی منصور وابراہیم تھے جو کہ مہدی کے بیٹے تھے اور جو کچھ ان دونوں میں خامی تھی اس کو مطلب بن عبداللہ بن مالک، سندی، نصر وصیف اور صالح صاحب مصلی نے پختہ کر دیا مگر مصلحتاً ❷ جمعہ کے دن خلیفہ مامون کی معزولی اور ابراہیم بن مہدی کی خلافت اور ابراہیم کے بعد اسحاق بن ہادی کے مالک تخت خلافت ہونے کے اعلان کرنے کو منع کر دیا۔

ابراہیم بن مہدی کی بیعت: ...... اس کے چند دن کے بعد محرم ۲۰۲ھ میں نامزد افراد اور سارے اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت کر کے مبارک کے مبارک ❸ لقب سے موسوم کیا چنانچہ ابراہیم نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی لشکر کو بطور انعام چھ چھ ماہ کی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا اور نہایت اطمینان کے ساتھ کوفہ وسواد پر قبضہ کر کے آگے بڑھا مدائن پہنچ کر لشکر کی تیاری میں مصروف ہو گیا بغداد کی مغربی طرف عباس بن موسیٰ ہادی کو اور جانب شرقی کی طرف اسحاق بن موسیٰ ہادی کو متعین کیا۔

قصر ابن ہبیرہ پر قبضہ: ...... ان دنوں قصر ابن ہبیرہ میں حسن بن سہل کی طرف سے حمید بن عبدالحمید نامی ایک شخص رہتا تھا اس کے ساتھ سپہ سالاروں میں سے سعید بن ساجور، ابوالبط، غسان بن ابی الفرج اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی وغیرہ تھے اتفاق سے ان لوگوں کی حمید سے کسی وجہ سے کشیدگی تھی ان لوگوں نے حمید کی دشمنی کے خیال سے ابراہیم بن مہدی سے ساز باز کر لی تھی اور ان سے یہ وعدہ کر لیا کہ ہم لوگ حمید کو قصر ابن ہبیرہ سے باہر قدم نہ رکھنے دیں گے تم آ کر کیمپ میں قبضہ کر لو بلکہ اس کو بنظر احتیاط آئندہ مار ڈالیں گے، حسن بن سہل کو کسی ذریعے سے اس کی خبر مل گئی فوراً دربار خلافت میں حمید کو طلب کر لیا اور ان لوگوں کو قصر ابن ہبیرہ ہی میں رہنے دیا چنانچہ ابراہیم نے ان لوگوں کے لکھنے کے مطابق عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو بھیج کر قصر ابن ابی ہبیرہ پر قبضہ کر لیا ❹ حمید کے لشکر گاہ میں جو کچھ پایا لوٹ لیا اور ابن حمید اپنے باپ کے حرموں کو لے کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا۔

---

❶ ..... خلیفہ مامون نے ۲۰۱ھ میں علی بن موسیٰ رضا بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو جلسہ عام میں اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ (تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۳۴)۔

❷ ..... ۲۵ ذی الحجہ ۲۰۱ھ کو ان وجوہات سے جن کا ذکر مورخ علامہ ابن خلدون نے کیا ہے اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی اور ایک شخص کو یہ سکھلا رکھا کہ کل جمعہ کے دن مجمع عام میں کھڑے ہو کر کہہ دینا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ مامون کے لئے دعا کیجائے اور ان کے بعد ابراہیم کے حق میں جو خلیفہ مامون کے بعد وارث تخت خلافت ہوگا اور دوسرے شخص کو یہ سکھا کر دیا کہ تم یہ کہنا کہ ہم مامون کی خلافت سے راضی نہیں ہیں ہم اس کو معزول کر کے ابراہیم کی خلافت کی بیعت کرتے ہیں اور اس کے بعد اسحاق بن موسیٰ ہادی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ)۔

❸ ..... تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۴۵۰ پر مبارک کے بجائے مرضی تحریر ہے۔

❹ ..... یہ واقعہ ۱۰ ربیع الثانی ۲۰۲ھ کا ہے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۱)۔

عباس بن موسیٰ گورنر کوفہ:......اس واقعہ کے بعد پھر حسن بن سہل نے کوفہ کی طرف توجہ کی عباس بن موسیٰ کاظم کو اس صوبہ کا گورنر بنایا اور یہ ہدایت کی کہ منبر پر کھڑے ہوکر کہہ دینا کہ خلیفہ مامون کے بعد میرا بھائی علی بن موسیٰ کاظم تخت خلافت کا وارث ہوگا تم لوگ علم بغاوت بلند نہ کرو مگر غالی شیعوں نے اس بات کو بھی منظور کرلیا اور یہ کہہ کر کہ مامون سے کوئی سروکار نہیں ہے، ہم تو تمہارے بھائی علی بن موسیٰ کاظم کے ساتھی ہیں گھر بیٹھ گئے۔

ابراہیم کی عباس سے جنگ:......ابراہیم بن مہدی نے عباس سے جنگ کرنے کے لئے اپنے سپہ سالاروں میں سے سعید اور ابوالبط کو مقرر کیا عباس نے اپنے چچازاد بھائی علی بن محمد بن جعفر جو دیباجہ کو مقابلہ پر بھیجا لڑائی ہوئی اور علی بن محمد کو شکست ہوئی سعید اور ابوالبط نے آگے بڑھ کے حیرہ میں قیام کیا اس کے بعد اہل کوفہ پر حملہ کرنے نکلے اہل کوفہ اور حکومت عباسیہ حمایتی بھی مستعد ہوکر میدان جنگ میں آگئے چنانچہ بہت سی لڑائیاں ہوئیں آخرکار اہل کوفہ امن حاصل کرکے عباس کو مکان سے باہر لائے، لڑائی کا زور وشور ختم ہوگیا فتح مند گروپ کامیابی کے جوش میں خوش وخرم کوفہ میں داخل ہونے لگے عباس کے ساتھیوں میں سے چند لوگوں کو یہ بات ناگوار گذری پھر دوبارہ لڑ پڑے تلواریں نیام سے نکل آئیں اور کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا۔

عباس کی شکست:......چنانچہ سعید کے ساتھیوں نے عباس کے ساتھیوں کو لڑکر پسپا کردیا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے گھروں میں آگ لگادی سب کچھ جل کر خاک وسیاہ ہوگیا اس دوران سعید تک حیرہ میں یہ خبر پہنچ گئی کہ عباس نے وعدہ خلافی کی اور حاصل کئے ہوئے امان کی پرواہ نہ کی یہ سن کر آگ بگولہ ہوگیا جھٹ پھٹ سوار ہوکر کوفہ آیا اور جس جس کو پایا قتل کرنا شروع کردیا کوفہ کے سرداروں کو گھیر کر سعید کے خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے معذرت کی اور قسمیں کھا کر یہ ظاہر کیا کہ یہ حرکت بازاریوں کی تھی عباس کا اس فتنہ وفساد سے کوئی تعلق نہیں تھا اور وہ اپنے عہد واقرار پر قائم ہے۔

فساد کے بعد امن کا اعلان:......سعید نے یہ سن کر لشکر کو قتل وغارت سے روک دیا اگلے دن سعید وابوالبط نے کوفہ کے بازار میں امان کا عام اعلان کرادیا کسی شخص سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اور اپنی طرف سے فضل بن محمد بن صباح کندی کو گورنر مقرر کیا کچھ عرصہ کے بعد اس کو معزول کرکے غسان بن ابی الفرج کو سند گورنری دی پھر جب اس نے ابوالسرایا کے بھائی کو مار ڈالا تو اسکو معزول کرکے سعید کے بھتیجے ہول سپہ سالار کو متعین کیا اس کے بعد حمید بن عبدالحمید لشکر تیار کرکے ان لوگوں سے لڑنے کوفہ کی طرف آیا، ہول پر حمید کا ایسا خوف غالب ہوا کہ کوفہ چھوڑ کے بھاگ گیا اور ابراہیم بن مہدی کے حکم سے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد حسن کا محاصرہ کرنے کے لئے نیل کے راستے واسط کی طرف روانہ ہوا جس نے ان دنوں واسط شہر میں ٹھہر کر قلعہ بندی کرلی تھی مگر عیسیٰ کی آمد کا سن کر باہر نکل کر لڑنے پر تیار ہوگیا چنانچہ اپنے ساتھیوں میں سے چند تجربہ کار سپہ سالاروں کو عیسیٰ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا جنہوں نے انتہائی مردانگی سے عیسیٰ کو شکست فاش دیکر اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا عیسیٰ اپنا سامنہ لیکر بغداد واپس آگیا۔

سہل بن سلامہ کو شکست:......اس کے بعد شہر واسط کی خجالت دور کرنے کے خیال سے سہل بن سلامہ متطوع سے لڑ پڑا اور اس کے ساتھیوں سے سازش کرکے اس پر کامیابی حاصل کرلی اور سہل بن سلامہ اپنے گھر کے ایک کونے میں چھپ گیا چند راتوں کے بعد گرفتار کرکے اسحاق کے سامنے پیش کیا گیا آپس میں گفتگو ہونے لگی اسحاق نے کہا اچھا تم مجمع عام میں یہ کہدو کہ تم لوگوں کو باطل کی طرف بلا رہا تھا میں تم کو رہا کروں گا، سہل بن سلامہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اسحاق یہ سمجھ کر کہ سہل نے میری بات منظور کرلی ہے مجمع عام میں لایا سہل نے لوگوں کو مخاطب کرکے کہا بھائیو! میں تم کو کتاب اللہ وسنت پر عمل کرنے کی دعوت دیتا تھا اور اسی بات کی اب بھی ہدایت کرتا ہوں، اس فقرہ کی تکمیل ہوتے ہی اسحاق کی ساتھی سہل بن سلامہ پر ٹوٹ پڑے خوب جی کھول کے مارا اور پھر قید کردیا اور دو چار دن کے بعد زنجیروں سے باندھ کر ابراہیم کی خدمت میں روانہ کیا ابراہیم نے بھی اس کو پٹوا کر جیل بھیج دیا اور پھر اس خیال سے کہ کہیں لوگوں میں اشتعال نہ پیدا ہو یہ ظاہر کردیا کہ سہل بن سلامہ جیل میں مرگیا ہے مگر درحقیقت اس کو رہا کردیا اور وہ جان کے خوف سے روپوش ہوگیا تھا یہاں تک کہ ابراہیم کا دور دورہ ختم ہوگیا۔

ابراہیم کے مقابلہ کی تیاری:......۲۰۳ھ میں حمید بن عبدالحمید نے ابراہیم بن مہدی کے ساتھ جنگ کے ارادے سے بغداد کا رخ کیا عیسیٰ بن محمد بن ابھی ابراہیم بن مہدی کی طرف سے سپہ سالار جنگ تھا حمید نے اس سے ساز باز کرلی انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کرلیا جس کی وجہ

سے عیسیٰ نے حمید کی مدافعت نہ کی اور مقابلہ میں پہلو تہی کرتا رہا، دوسری طرف ہارون بن محمد بن محمد نے (یہ عیسیٰ کا بھائی تھا) ابراہیم بن مہدی کو اسکی اطلاع کر دی ابراہیم کو اس خبر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی ادھر عیسیٰ نے اپنی فوج میں یہ اعلان کرا دیا کہ حمید کی ہم سے صلح ہوگئی ہے اس پر ابراہیم نے عیسیٰ کو طلب کر کے سخت وسست کلمات کہے، عیسیٰ نے اس سے انکار کیا اور معذرت کی ابراہیم نے اس کی ایک بھی نہ سنی بلکہ پٹوا کر اس کو اور اس کے چند سپہ سالاروں کو قید کر دیا مگر اس کا نائب عباس نامی اس مصیبت سے بچ کر بھاگ گیا۔

ابراہیم کی معزولی کا فیصلہ:......اس واقعہ سے لوگوں کے خیالات تبدیل ہو گئے ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے اور عیسیٰ کی گرفتاری پر ناراضگی ظاہر کرنے لگے بالآخر سب نے عباس کے پاس جمع ہو کر ابراہیم بن مہدی کے معزول کرنے پر اتفاق کیا پھر کیا تھا ایک طوفان بدتمیزی اٹھ کھڑا ہوا ابراہیم کے گورنر جسر اور کرخ سے نکال دیئے گئے، اور عباس نے حمید کو لکھ بھیجا کہ تحریر دیکھتے ہی تم چلے آؤ میں بغداد تمہارے حوالہ کر دوں گا۔

حمید کی بغداد آمد:......حمید یہ خبر سن کر صرصر آ پہنچا عباس اور بغداد کے سپہ سالار ملنے آئے اور اس شرط پر ابراہیم کو معزول کرنے کا وعدہ کیا کہ ہر سپاہی کو پچاس پچاس درہم دیئے جائیں، ابراہیم کو اس کی خبر ملی تو اس نے عیسیٰ اور اس کے بھائیوں کو جیل سے نکلوا کر حمید سے جنگ کرنے کا حکم دیا مگر ان لوگوں نے انکار کر دیا چنانچہ جمعہ کے دن حمید بغداد میں داخل ہوا نماز ادا کی خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس سے فارغ ہو کر وعدہ کے مطابق انعام دینے میں مصروف ہو گیا حمید کے ساتھیوں میں سے کوئی بولا کہ ان لوگوں کے انعام سے دس دس دراہم کم کر دینے چاہئیں کیونکہ انہوں نے علی بن ہشام کے مقابلہ سے پہلو تہی کی تھی لشکریوں کو اس سے انتہائی ناگواری ہوئی حمید نے کہا تم لوگ نہ گھبراؤ تم کو دس دس اور زیادہ دوں گا۔

ابراہیم کی شکست:......ابراہیم نے اس داد و دہش کو سن کر عیسیٰ اور اس کے بھائیوں سے جنگ حمید کی پھر درخواست کی اور منظور نہ کرنے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی عیسیٰ اور اس کے بھائیوں نے جان کے خوف سے منظور و قبول کر لیا فوجیں تیار کر کے میدان جنگ میں آئے تھوڑی دیر تک بے دلی سے لڑتے رہے اس کے بعد اپنے آپ کو حمید کے آدمیوں کے حوالہ کر دیا باقی لشکر شکست کھا کر ابراہیم کے پاس واپس آ گیا اور حمید نے جا کر شہر کے وسط میں اپنا خیمہ نصب کر دیا ابراہیم کے اکثر ساتھی بھاگ کر مدائن پہنچے اور لاش پر قابض ہو گئے اور باقی ساتھی حمید سے لڑتے رہے، فضل بن ربیع ابراہیم کے ساتھ تھا اس واقعہ کے بعد حمید سے آملا اور مطلب بن عبداللہ بن مالک نے حمید کو لکھ بھیجا کہ اس جانب کو میرے حوالہ کر دو میں ابراہیم کو اس طرف سے نکلنے نہیں دوں گا، سعید بن ساجور اور ابوالبط وغیرھما لشکر کے سپہ سالاروں نے علی بن ہشام کو اسی مضمون کا خط تحریر کیا۔

ابراہیم کا فرار:......جب ابراہیم کو ان لوگوں کی اس ساز باز کا حال معلوم ہوا تو ان کی حوصلہ افزائی کرنے لگا یہاں تک کہ رات ہوگئی، نصف ذی الحجہ ۲۰۳ھ کو اپنی تمناؤں کا خون کر کے روپوش ہو گیا اس واقعہ کے بعد چاروں طرف ناکہ بندی کر کے حمید و علی بن ہشام ابراہیم کے مکان پر آئے ایک ایک کونہ دیکھ لیا مگر وہ کہیں نہ پایا، یہ واقعہ ابراہیم کے بیعت کے دو سال بعد کا ہے، علی بن ہشام نے بغداد کی مشرقی جانب اور حمید نے مغرب بغداد میں قیام کیا اور سہل بن سلامہ جیسا کہ اس سے پہلے لوگوں کو ترغیب دیتا تھا دینے لگا حمید نے اس کو اپنے تقرب کا اعزاز دیا اور جائزے اور انعامات عطا فرمائے۔

حسن بن سہل کا تجاوز:......اگر چہ آئے دن عراق میں حسن بن سہل کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا ہونے لگا تھا اور لوگوں کی نفرت دن بدن اور بڑھنے لگی کیونکہ یہ اور اسکا بھائی خلیفہ مامون کے مزاج میں بے حد دخیل ہو گیا تھا جس کام کو یہ دونوں چاہتے بلا اجازت کر گذرتے تھے اور جس بات کو چھپانا چاہتے تھے خلیفہ کے کانوں تک اس کی آواز بھی نہیں پہنچتی تھے اور ارکین حکومت میں سے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اشارۃً وکنایۃً اس کا تذکرہ ہونٹوں تک لاسکتا، مزید اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مامون نے علی رضا بن موسیٰ کاظم کو اپنا ولی عہد بنا لیا اور اس طریقے سے اقتدار خلافت کو بنو عباس سے آل علی میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا تو اس سے عوام و خواص میں سخت ناراضگی اور الجھن پیدا ہوگئی اور فضل بن سہل ان واقعات کو خلیفہ مامون کے سامنے ظاہر نہ کرتا تھا اور اسکے چھپانے میں حد درجہ کی احتیاط کرتا تھا اس خیال سے کہ کہیں خلیفہ مامون کے خیالات میرے اور میرے بھائی کی طرف سے تبدیل نہ ہو جائیں اور جب ہرثمہ دربار خلافت میں حاضر ہونے اور ان واقعات کے عرض کرنے کے لئے آیا تو فضل بن سہل نے اس سے مطلع ہو کے اور اس بات کا یقین کر کے کہ خلیفہ مامون اس کے کہنے کو سچ سمجھ لے گا خلیفہ کے کان بھر دیئے اور ان کو اس درجہ مشتعل کر دیا کہ خلیفہ نے ہرثمہ کی ایک بھی بات

نہ سنی اور ان کو قتل کر کے ہی دم لیا

عوام کی حسن سے نفرت: ...... ان وجوہات واسباب سے حکومت کی حمایتیوں اور اہل بغداد کی نفرت مزید بڑھ گئی آئے دن فتنہ وفساد برپا ہونے لگا لشکر کے سردار اور سپہ سالار اپنی اپنی فوجوں میں اس بارے میں سرگوشیاں کرنے لگے مگر پھر بھی فضل بن سہل کا وہ رعب ودبدبہ تھا کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ ان واقعات کو خلیفہ مامون کے کانوں تک پہنچا سکتا چند لوگ اپنی جانوں پر کھیل کر علی رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ آپ ان واقعات کو خلیفہ کے گوش گذار کر دیجئے۔

حسن بن سہل کے پول کا کھلنا: ...... آپ ان لوگوں کی کہنے کے مطابق دربار خلافت میں تشریف لے گئے اور ان فتنہ وفسادات سے جو آئے دن عراق میں ہو رہے تھے اور فضل بن سہل ان کو چھپار ہا تھا اور نیز اس سے کہ اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی ہے خلیفہ مامون کو آگاہ کیا خلیفہ مامون بولا اس کی خلافت کی بیعت نہیں کی گئی بلکہ اہل بغداد نے اس کو اپنا امیر بنالیا ہے جو ان کے دینی اور دنیاوی کاموں کو انجام دیتا رہے گا آپ نے جواب دیا آپ سے جس نے یہ بیان کیا ہے غلط اور سراسر جھوٹ ہے اس وقت ابراہیم اور فضل بن سہل میں جنگ ہو رہی تھی اور خواص اور عوام آپ سے اس وجہ سے کشیدہ و متنفر ہو رہے ہیں کہ فضل اور حسن اور میں آپ کے ہر کام میں پیش پیش ہو رہے ہیں اور آپ نے میری ولی عہدی کی بیعت بھی لی ہے۔

علی رضا اور مامون: ...... خلیفہ مامون نے کہا آپ کے علاوہ ان باتوں سے اور کوئی شخص بھی آگاہ ہیں؟ جواب دیا کہ یحییٰ بن معاذ، عبدالعزیز بن عمران اور ان کے علاوہ لشکر، اور دوسرے سردار، خلیفہ مامون نے اس وقت ان لوگوں کو طلب کر کے ان واقعات کو دریافت کیا ان لوگوں نے فضل بن سہل کے ڈر سے ان واقعات سے لاعلمی ظاہر کی مگر جب خلیفہ مامون نے اصرار کے ساتھ دریافت کیا اور ان لوگوں کی جان ومال کی امان دی اور حفاظت کی ذمہ داری لی تب انہوں نے وہی واقعات اور حالات بیان کئے جیسا کہ علی رضا نے کہے تھے۔

مامون پر رافضی ہونے کا الزام: ...... اور اسے یہ بھی بتایا کہ اہل عراق آپ پر علی رضا کو ولی عہد بنانے کی وجہ سے رافضی ہونے کا الزام لگا رہے ہیں اور فضل بن سہل نے طاہر بن حسین جیسے کارگزار شخص کو جس کی جانثاری اور حمایت سے امیر المؤمنین بھی واقف ہیں رقہ بھیج دیا جہاں پر اس کی حکمرانی کمزور اور ضعیف ہو گئے ہیں ممالک محروسہ میں چاروں طرف سے بغاوت وفساد کی آگ مشتعل ہو رہی ہے اگر اس کا تدارک نہ کیا جائے گا تو تھوڑے ہی دنوں میں یہ مرض لاعلاج ہو جائے گا اور آخر کار زمام خلافت ہاتھ سے نکل جائے گی۔

مامون کی بغداد روانگی: ...... خلیفہ مامون کو ان اراکین سلطنت کے کہنے سے یقین ہو گیا فوراً خراسان پر غسان بن عباد ❶ کو (جو فضل بن سہل کا چچازاد بھائی تھا) اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر دیا فضل بن سہل کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے ان اراکین سلطنت کو جنہوں نے یہ واقعات خلیفہ مامون کے گوش گزار کئے تھے ستانا شروع کیا مگر لا حاصل تھا۔

فضل بن سہل کا قتل: ...... جوں ہی خلیفہ مامون مقام سرخس ❷ پہنچا چار آدمیوں نے حمام میں فضل بن سہل پر حملہ کر کے مار ڈالا اور بھاگ گئے خلیفہ مامون نے اعلان کر دیا کہ جو شخص قاتلین فضل بن سہل کو گرفتار کر کے لائیگا اس کو دس ہزار دینار انعام دیا جائے گا چنانچہ عباس بن ہیثم دینوری نے قاتلین کو گرفتار کر کے حاضر کر دیا قاتلین نے بیان کیا کہ آپ ہی نے تو ہم کو اس کے قتل پر مقرر فرمایا تھا، بعض مورخین کہتے ہیں کہ ملزموں کے بیانات مختلف ہو گئے تھے بعضوں نے تو یہ بیان کیا کہ ہمیں فضل بن سہل کے بھتیجے نے اس کے قتل پر مقرر کیا تھا اور کسی نے کہا عبدالعزیز بن عمران سپہ سالار اور علی وموسیٰ وغیرہ نے، خلیفہ مامون نے ان لوگوں کو طلب کر کے دریافت کیا تو ان لوگوں نے لاعلمی کا اظہار کیا خلیفہ مامون نے ان کے انکار پر کو

---

❶ ...... تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۴۵۲ پر لکھا ہے کہ مامون نے پہلے رجاء بن ابی الضحاک کو خراسان کا گورنر بنایا تھا لیکن رجاء کو خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی، اور مامون کو پریشانی اٹھانی پڑی چنانچہ مامون نے رجاء کو معزول کر کے غسان بن عباد کو گورنر مقرر کر دیا، اور غسان نے اپنے حسن انتظام سے خاطر خواہ کامیابی حاصل کی۔

❷ ...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۴۷ پر سرخس کے بجائے، شرجیل، تحریر ہے۔

ئی توجہ نہ دی اور سب کے قتل کا حکم دے دیا اور ان کے سروں کو حسن بن سہل کے پاس بھیج کر عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔

حسن بن سہل کا پاگل ہونا: ......اس کے بعد خلیفہ مامون کو یہ خبر ملی کہ حسن بن سہل کو پاگل پن کی بیماری (مالیخولیا) ہو گیا ہے اور اس کا دماغ بیکار ہو گیا ہے خلیفہ مامون نے اپنے خادم دینار کو حسن بن سہل کے پاس بھیجا اور سارے لشکر کا انتظام اس کے سپرد کر دیا اس وقت ابراہیم بن مہدی اور عیسیٰ مدائن میں تھے ابوالبط اور سعید نیل میں تھے اور لڑائی ان لوگوں کے درمیان برابر ہو رہی تھی اور مطلب بن عبداللہ بن مالک بہانہ بنا کر کے مدائن سے بغداد واپس آیا اور در پردہ لوگوں کو سمجھا بجھا رہا تھا کہ تم لوگ مامون کی خلافت تسلیم کر لو اور ابراہیم بن مہدی کو معزول کر دو، خلیفہ مامون کے بعد تخت خلافت کا منصور بن مہدی وارث ہو گا۔

ابراہیم کے خلاف سازش: ......اس کہنے سننے سے خزیمہ بن خازم وغیرہ (سپہ سالاران لشکر) نے مطلب بن عبداللہ سے ساز باز کر لی تو مطلب نے علی بن ہشام اور حمید کو بغداد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا حمید نے آگے بڑھ کر نہر صرصر پر پڑاؤ ڈالا اور علی نے نہروان پر، ابراہیم بن مہدی یہ خبر سن کر ۱۵ صفر ۲۰۲ھ میں مدائن سے بغداد کی طرف واپس آ گیا۔

مدائن پر شاہی فوج کا حملہ: ......زندو پہنچ کر منصور، خزیمہ اور مطلب کو بلا بھیجا مگر ان لوگوں نے بہانہ کر کے ٹال دیا ابراہیم نے ان لوگوں کی گرفتاری پر عیسیٰ کو مقرر کیا منصور اور خزیمہ تو گرفتار کر لئے گئے اور مطلب کے خادموں نے مطلب کو گرفتار کرنے نہیں دیا ابراہیم نے جھلا کر مطلب کا گھر لوٹ لینے کا حکم دیا ❶ مگر پھر بھی مطلب ہاتھ نہیں آیا حمید اور علی بن ہشام مدائن کو اس کے مددگاروں سے خالی پا کے مدائن جا پہنچے اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔

علی رضا کا نکاح: ......اسی سنہ کے دور اور اسی سفر کے دوران اور راستے میں خلیفہ مامون نے اپنی بیٹی ❷ کا نکاح علی رضا سے کر دیا تھا اور آپ کے بھائی ابراہیم بن موسیٰ کاظم کو امیر الحجاج مقرر کر کے حج کرنے کے لئے بھیجا تھا اور یمن کی سند گورنری عطا فرمائی تھی ان دنوں یمن کا گورنر حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان تھا۔

علی رضا کی ناگہانی موت: ......جس وقت خلیفہ طوس پہنچا خلافت کے ولی عہد علی رضا کا اخیر صفر ۲۰۳ھ میں انگور کے کھانے سے انتقال ❸ ہو گیا خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو اس قیامت خیز سانحہ سے مطلع کیا اور نیز اہل بغداد اور اپنے گروپ والوں سے علی رضا کی ولی عہدی کی معذرت کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ آپ نے وفات پائی اب تم لوگ پہلے کی طرح ہمارے دائرہ اطاعت میں آ جاؤ۔

بغاوت کا خاتمہ: ......اس کے بعد خلیفہ مامون طوس سے روانہ ہو کر جرجان پہنچا تقریباً ایک ماہ مقیم رہا زمانہ قیام میں رجاء بن ابی الضحاک کو جرجان اور ماوراء النہر کی سپہ سالاری عطا کی پھر ۲۰۴ھ میں معزول کر دیا اور غسان بن عباد کو فضل بن سہل کی رشتہ داری کی وجہ سے خراسان، جرجان، طبرستان، کرمان، رومان، اور دھاریر کی گورنری عطا فرمائی پھر کچھ عرصہ کے بعد معزول کر کے طاہر کو مقرر کیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے، مختصر یہ کہ جرجان سے روانہ ہو کر نہروان پہنچا اس کے اعزہ واقارب، حکومت کے حمایتی، لشکر کے سپہ سالار اور رؤساء وعمائدین ملنے آئے چونکہ طاہر کو اس سے نہروان میں ملنے کو لکھ بھیجا تھا لہذا وہ بھی رقہ سے نہروان چلا آیا تھا آٹھ دن قیام کرنے کے بعد بغداد کی طرف کوچ کیا پندرھویں صفر ۲۰۴ھ میں بغداد پہنچ کر رصافہ میں قیام کیا پھر رصافہ سے نکل کر اپنے شاہی محل میں جو دجلہ کے کنارہ پر تھا پہنچا اور لشکر کے سپہ سالار لشکر گاہ میں ٹھہرے رہے فتنہ وفساد ختم ہو گیا بغاوت کی مشتعل آگ اسکے آتے ہی سرد ہو گئی۔

---

❶ ......یہ واقعہ سترہویں صفر ۲۰۲ھ کا ہے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۳)

❷ ......خلیفہ مامون نے اپنی ایک لڑکی ام حبیب کا نکاح علی رضا سے اور دوسری بیٹی ام الفضل کا محمد بن علی رضا سے کیا تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴)

❸ ......بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے علی رضا کو انگوروں میں زہر لا کے کھلا دیا تھا جس سے ان کی موت واقع ہوئی اور یہ روایت میرے نزدیک دور از عقل وخلاف قیاس ہے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴)

کالے کپڑے پہننے کی اجازت:......اس کے بعد بھی حکومت عباسیہ کے حمایتی سبز لباس کے پہننے کے بارے میں برابر معترض رہے یہاں تک کہ خلیفہ مامون نے ایک خاص موقع پر طاہر سے خوش ہو کر فرمایا طاہر تیری جو بھی تمنا ہو اس کو ضرور پورا کروں گا، طاہر نے عرض کیا دربار خلافت میں سیاہ کپڑوں کے پہن کر آنے کا حکم دیجئے، خلیفہ مامون نے یہ درخواست منظور کر لی اور ایک دربار عام میں اس کو اور تمام سپہ سالاران لشکر اور اعیان سلطنت کو سیاہ رنگ کی خلعتیں عطا فرمائیں ❶ اس سے اہل بغداد اور تمام اراکین حکومت کو بے حد مسرت ہوئی اور پہلے کی طرح سب نے اطاعت وفرمانبرداری قبول کر لی۔

موصل کا فتنہ:......ان واقعات سے پہلے ۲۰۰ھ میں بنواسامہ اور بنوثعلبہ کے درمیان مقام موصل میں جنگ ہوئی بنوثعلبہ نے محمد بن حسن ہمدانی برادر علی بن حسن ہمدانی والی شہر کے پاس جا کر پناہ لی علی بن حسن ہمدانی نے اپنے بھائی کے پناہ دینے کے لحاظ سے بنوثعلبہ کو شہر سے نکل کر لشکر کشی کا حکم دیا بنواسامہ نے یہ خبر سن کر ایک ہزار فوج سے ثعلبہ کا تعاقب کیا اور مقام عوجاء ❷ میں پہنچ کر بنوثعلبہ کا محاصرہ کر لیا، علی محمد بن حسن ہمدانی کو یہ خبر ملی تو انہوں نے بنوثعلبہ کی کمک پر ایک فوج بھیج دی چنانچہ لڑائی ہوئی ایک بڑی تعداد میں بنواسامہ کے اور کچھ آدمی بنوثعلبہ کے اس واقعہ میں کام آ گئے اور بنواسامہ کے کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے اس واقعہ کے بعد احمد بن عمر بن خطاب ثعلبی، علی بن حسن ہمدانی کے پاس گیا اور آئندہ جنگ نہ کرنے اور خونریزی نہ ہونے کی ذمہ داری لی اس پر علی نے شاہی فوج کو واپس بلا لیا چنانچہ فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔

ازدیوں پر ظلم:......پھر ۲۰۲ھ میں علی بن حسن ہمدانی نے موصل میں موجود ازدیوں پر ظلم وستم شروع کر دیا اسلئے کہ انہوں نے حسن بن علی کے اس راز کو افشا کر دیا تھا کہ اس نے اپنی قوم کو عمان پر قبضہ کر لینے کی ہدایت کی تھی، ازد اس کے ظلم وستم سے پریشان ہو کر اپنے سردار سید بن انس کے پاس گئے اور اس کے ناقابل برداشت ظلم کی شکایت کی۔

ابن حسن کے خلاف بغاوت:......سید بن انس نے ان کو تسلی وتشفی دے کر مسلح ہونے کا حکم دیا اور نہایت بہادری کے ساتھ علی بن حسن سے جالڑا چنانچہ علی بن حسن نے شکست کھا کر مہدی بن علوان خارجی کے جا کر پناہ لی اور اس سے بیعت کر کے اس کو شہر میں لے آیا اس کے ساتھ نماز ادا کی پھر اس کی پشت پناہی وامداد کے ذریعے لڑنے نکلا قبیلہ ازد سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئے انتہائی شدت وتیزی سے لڑائی جاری رہی آخر کار ازد نے علی بن حسن اور اس کے سارے ساتھیوں کو شہر سے نکال دیا اور انکا تعاقب کرتے ہوئے شہر کے باہر گئے، اسی واقعہ میں علی، اس کا بھائی احمد اور ایک گروہ اس کے خاندان کا مارا گیا محمد بن حسن بھاگ کر بغداد پہنچا قبیلہ ازد اور سید بن انس نے موصل پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا۔

ازدیوں کی پیشی:......پھر جب خلیفہ مامون بغداد آیا تو سید بن انس ایک وفد کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوا محمد بن حسن بن صالح ہمدانی نے اس کی اور اس کی قوم ازد کی شکایت کی اور اپنے بھائیوں اور اہل بیت کے مارے جانے کا مقدمہ پیش کیا، خلیفہ مامون نے جواب کی غرض سے سید بن انس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا ہاں امیر المؤمنین میں نے اور میری قوم نے ایسا ہی کیا تھا کیونکہ ان لوگوں نے آپ کے مقبوضہ ملک میں خارجی کو بلا کر آپ کے منبر پر اس کو کھڑا کر دیا تھا اور آپ کی خلافت کی توہین کی تھی، خلیفہ مامون نے یہ سن کر ان کی خطائیں معاف کر دیں اور اس کو موصل کا گورنر بنا دیا۔

مامون کا امین کی یاد میں رونا:......خلیفہ مامون نے عراق پہنچنے کے بعد طاہر بن حسین کو جزیرہ، مشرقی اور مغربی بغداد اور سواد کی حکومت عطا کی کچھ دن کے بعد طاہر بن حسین خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ نے اسے بیٹھنے کی اجازت دی اور رو پڑا طاہر نے دست بستہ گزارش کی اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے آپ کے رونے کا سبب مجھے معلوم نہیں، خلیفہ مامون نے جواب دیا میں ایک ایسی وجہ سے رو رہا ہوں جس کا ذکر کرنا ذلت ہے چھپانا رنج وتکلیف کا باعث ہے اور اصل تو یہ ہے کہ کوئی شخص رنج وتکلیف سے خالی نہیں ہے۔

---

❶......یہ واقعہ ۲۳ صفر ۲۰۴ھ کا ہے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۷)

❷......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۴۸ پر عوجاء کے بجائے قوجا تحریر ہے۔

طاہر کا خوف:.....طاہر کو جو کچھ عرض و معروض کرنا تھا عرض و معروض کر کے واپس آ گیا اس وقت حسین بن خادم بھی حاضر تھا طاہر نے اپنے گھر پہنچ کر حسین کی سیکریٹری محمد بن ہارون کو بلایا اور اسے خلافت مآب کے یہاں جانے اور انکے رونے کا حال بتایا اور یہ کہا کہ اگر خلیفہ کے رونے کا سبب معلوم کر دو تو میں اس کے بدلے میں تمہیں ایک لاکھ درا ہم اور اتنے ہی مزید حسین کو عطا کروں گا، اگلے دن خاص تنہائی میں حسین (خادم) دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کیا۔

مامون کا اظہار غم:.....امیر المؤمنین آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کل طاہر کی موجودگی میں دشمنان خلافت کی آنکھیں کیوں پرنم ہو گئیں تھیں خلیفہ مامون نے کہا تجھے آج یہ خیال کس طرح پیدا ہو گیا؟ اس نے عرض کیا کہ رات بھر اسی فکر و اندیشہ سے مجھے نیند نہیں آئی، تو مامون نے کہا اس وقت میرے دل میں کچھ ایسے خیال آ گئے تھے جس سے میرے آنسو ٹپک پڑے دیکھ خبردار! اگر بھول سے بھی تیری زبان پر وہ آ گئے تو پھر تیری خیر نہیں، حسین (خادم) نے اس کا ہاتھ چوم کر عرض کیا کہ کیا میری مجال! بھلا میں نے کبھی آپ کے راز کو افشا کیا ہے؟ خلیفہ مامون نے کہا مجھے اس وقت اپنے بھائی محمد امین کا خیال آ گیا تھا کہ کل اس کی اسی طاہر نے کیا کیا تذلیل و تحقیر کی تھی اور یہی طاہر آج میرے سامنے کوئی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کرنا چاہتا جو شان خلافت کے خلاف ہو اس سے مجھے عبرت ہوئی اور میں رو پڑا۔

طاہر کی منصوبہ بندی:.....حسین نے طاہر سے یہ واقعہ بیان کر دیا طاہر نے احمد بن ابی خالد سے کہا کہ اب میری خیر نہیں ہے جتنی جلد ممکن ہو مجھے خلیفہ کی آنکھوں سے دور پھینکوا دو، احمد بن ابی خالد اسی وقت خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ مامون نے اسے گھبرایا ہوا دیکھ کر بے وقت حاضر ہونے کا سبب معلوم کیا تو اس نے کہا پوری رات میری اس تشویش میں گذر گئی کہ خراسان کا تختہ تباہ ہونا چاہتا ہے کیونکہ امیر المؤمنین نے غسان بن عباد کو گورنر مقرر کیا ہے اور وہ اس قابل نہیں ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اتراک علم بغاوت پھر بلند کر دیں اور ولایت خراسان معرض زوال میں پڑ جائے خلیفہ مامون نے کہا تمہاری یہ تشویش بالکل بجا ہے، اچھا بتاؤ کہ خراسان کا گورنر بننے کی صلاحیت کس میں ہے؟ عرض کیا طاہر بن حسین میں، اس نے کہا کہ اس پر بھروسہ نہیں کر سکتا یہ جلد بغاوت پر تیار ہو جاتا ہے، احمد نے کہا کہ میں اس کا ضامن ہوں وہ ہرگز سرکشی نہیں کرے گا۔

طاہر بحیثیت گورنر خراسان:.....خلیفہ مامون نے طاہر کو بلوا کر بغداد سے لے کر اقصائے ممالک مشرقیہ تک حلوان سے خراسان تک کی گورنری اسے دے دی طاہر اسی دن بغداد سے نکل کر ایک میدان میں لشکر اور سامان سفر دینے میں مصروف ہو گیا تقریباً ایک مہینے ٹھہرا رہا اور ذی قعدہ ۲۰۵ھ کے آخر میں بغداد سے خراسان کی طرف روانہ ہو گیا روانگی کے وقت خلیفہ مامون نے اسے دس لاکھ درا ہم دیئے جو خراسان کے گورنر کی تنخواہ تھی اور اس کی جگہ جزیرہ میں اس کے بیٹے عبداللہ کو متعین کر دیا جو اس وقت پولیس میں اپنے باپ کا نائب تھا مگر طاہر نے اپنے چچازاد بھائی اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے پاس نصر بن شبت سے جنگ کرنے رقہ بھیج دیا تھا بہر حال طاہر ذی قعدہ ۲۰۵ھ میں خراسان کی طرف چلا گیا۔

گورنر بننے کی دوسری وجہ:.....بعض مؤرخین نے طاہر کے گورنر خراسان بننے کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن المطوع نے نیشاپور میں ایک عظیم الشان فوج حروریوں سے جنگ کرنے کے لئے غسان بن عباد (گورنر خراسان) کی اجازت کے بغیر جمع کر لی تھی لیکن پھر اس خیال سے کہ یہ کام کہیں خلیفہ مامون کی مرضی کے خلاف نہ ہو رک گیا اور حسن بن سہل سے ان کو ایک خصوصیت سی پیدا ہو گئی خلیفہ مامون نے اہل خراسان کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر طاہر کو وہاں کا گورنر بنا دیا چنانچہ طاہر خراسان چلا گیا اور ۲۰۷ھ تک وہیں رہا۔

طاہر کی وفات:.....اس کے بعد خلافت سینہ کی مخالفت کی ہوا اس کی دماغ میں سما گئی چنانچہ خطبہ دینے کھڑا ہوا تو خلیفہ کے لئے دعا نہیں کی بلکہ صلاح امت کی دعا کر کے منبر سے اتر آیا، پرچہ نویس نے خلیفہ مامون کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا خلیفہ مامون نے احمد بن ابی خالد کو بلوا کر کہا چونکہ تم ہی اس کے ضامن بنے تھے اب جاؤ اور اس کو میرے پاس لے آؤ ابھی احمد بن ابی خالد کی روانگی کی نوبت ہی نہیں آئی تھی کہ اس کے اگلے دن ہی طاہر کی موت کی خبر آ گئی خلیفہ مامون نے یہ خبر سن کر کہا الحمد الله الذی قدمه و اخرنا۔ [1]

---

[1] .....اللہ کا شکر ہے کہ جس نے اسے مقدم کیا اور ہمیں موخر کر دیا (ثناء اللہ محمود)

طلحہ بن طاہر:......پھر اس کی جگہ اس کے بیٹے طلحہ کو مقرر کر دیا اور احمد بن ابی خالد کو اس کے پاس اس کے کاموں کے انتظام وانصرام کی غرض سے روانہ کر دیا چنانچہ احمد بن ابی خالد نے ماوراء النہر کی جانب کوچ کیا اور اشروسنہ کو فتح کر کے کاؤس بن ابی خالد اور اس کے بیٹے فضل کو گرفتار کر لیا اور دونوں کو باندھ کر دربار خلافت میں بھیج دیا، طلحہ نے تیس لاکھ درہم نقد اور تقریباً ایک لاکھ کا سامان احمد بن ابی خالد کی نذر کیا اور اس کے سیکریٹری کو پانچ لاکھ درہم دیئے اس کے بعد حسین بن حسین بن مصعب نے کرمان میں علم بغاوت بلند کیا احمد بن ابی خالد اس کی سرکوبی کے لئے گیا اور اس کو گرفتار کر کے خلیفہ مامون کی خدمت میں پیش کر دیا اور خلیفہ مامون نے اسے معاف کر دیا۔

عبداللہ بن طاہر کی گورنری اور جنگ نصر بن شبث:......۲۰۶ھ میں دارالخلافت بغداد میں یہ خبر پہنچی کہ یحییٰ بن معاذ جزیرہ کے گورنر کی وفات ہوگئی ہے اور اس نے اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین بنا دیا ہے خلیفہ مامون کو یہ تقرری پسند نہیں آئی لہٰذا جزیرہ کا گورنر عبداللہ بن طاہر کو بنا دیا اور یہ کہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر کو ۲۰۵ھ میں مقرر کیا تھا بعض کے مطابق ۲۰۷ھ میں۔

طاہر کا بیٹے کے نام خط:......بہرکیف جب طاہر کو یہ خبر ملی تو ایک خط اپنے بیٹے عبداللہ کے نام لکھا جس میں محاسن آداب، سیاست، مکارم اخلاق اور ملک چلانے کے اصول تحریر کئے تھے (جس کو ہم نے مقدمہ کتاب میں اصول کیا ہے) الغرض عبداللہ بن طاہر نے رقہ اور مصر کے درمیان پہنچ کر نصر بن شبث کا محاصرہ کرنے کی غرض سے چاروں طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا اور ۲۰۹ھ میں مقام کیسوم میں خود جا کر اس کو گھیر لیا۔

نصر کی شرائط صلح:......خلیفہ مامون کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے محمد بن جعفر عامری کو نصر بن شبث کے پاس اطاعت کی شرط پر امن دینے کا پیغام دے کر بھیجا نصر نے اس شرط پر منظور کر لیا کہ میں دربار میں حاضر نہیں ہوں گا خلیفہ مامون یہ شرط سن کر تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا اللہ اکبر نصر کا یہی حق ہے کہ وہ میری صورت دیکھنے کا حقدار نہیں ہے، محمد بن جعفر نے ہاتھ چوم کر عرض کیا کہ وہ صرف اس وجہ سے حاضر نہیں ہونا چاہتا کہ اس نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔

خلیفہ کا جواب:......خلیفہ مامون نے جواب دیا کہ تو اس کی غلطی کو فضل بن ربیع کی خطاؤں سے زیادہ سمجھتا ہے؟ ارے اس نے تو میرے اس مال واسباب اور آلات حرب کو ضبط کر لیا تھا جس کی خلیفہ رشید نے میرے حق میں وصیت کی تھی اور لشکر کے کمانڈروں کو بہکا کر میرے بھائی سے مل گیا تھا، مجھے اکیلا مرو میں دشمنوں کے حوالے چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اور خوب فتنہ وفساد برپا کئے تھے تم نے بھی ان حالات اور واقعات کو دیکھا اور سنا ہے جو اس نے میرے ساتھ کئے ہیں اور کیا عیسیٰ بن ابی خالد سے اس کی لغزش بڑی ہوئی ہے اس ناحق شناس نے میرے ہی شہر میں بغاوت کی آگ بھڑکائی ہوئی تھی اور میرے دارالحکومت کو زیروزبر کر دیا تھا مزید اس پر یہ ہوا کہ میری بیعت توڑ کر ابراہیم کی خلافت تسلیم کر لی تھی۔

نصر کی گرفتاری:......محمد بن جعفر نے عرض کیا امیر المؤمنین دولت عالیہ پر ان لوگوں کے حقوق تھے جس کی وجہ سے ان لوگوں کی دلوں میں کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا اور نصر کا کوئی حق اس دولت عالیہ پر نہیں ہے کیونکہ وہ بنو امیہ کے لشکر کا آدمی ہے، خلیفہ مامون نے کہا کچھ بھی ہو میں نصر کی اس شرط کو منظور نہیں کروں گا نصر تک اس مباحثہ کی خبر پہنچی تو اس نے بھی اپنی پیش کردہ شرط پر اصرار کیا عبداللہ بن طاہر نے محاصرے میں سختی شروع کر دی مجبور ہو کر اس نے امن کی درخواست پیش کی عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا چنانچہ ۲۱۰ھ میں نصر نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا عبداللہ بن طاہر نے اس کو دربار خلافت میں بھیج دیا اور قلعہ کیسوم میں قبضہ کر کے پانچ برس کے محاصرے اور جنگ کے بعد اس کو ویران ومسمار کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن طاہر رقہ واپس آ گیا اور ۲۱۱ھ میں بغداد پہنچا عباس بن مامون، معتصم اور ارکین دولت سے ملاقات کی۔

ابن عائشہ:......ابراہیم بن محمد بن عبدالوہاب بن امام ابراہیم معروف بہ ابن عائشہ ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے بڑی شدومد سے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی تھی اس کے ساتھ ابراہیم بن اغلب اور مالک بن شاہین بھی تھا خلیفہ مامون کی آمد کے وقت لوگ اطراف بغداد میں روپوش ہو گئے تھے لہٰذا جس وقت نصر بن شبث بغداد کے قریب پہنچا جاسوسوں نے یہ خبر پہنچا دی کہ ابن عائشہ وغیرہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جس دن نصر بغداد میں داخل ہوگا بلوہ کرنے والے ہیں بغداد کی پولیس نے ان لوگوں کو صفر ۲۱۰ھ میں گرفتار کر لیا اور مار پیٹ کر کے ان لوگوں سے ان کے ساتھی کو معلوم کر لیا۔

ابن عائشہ کا قتل:......مگر خلیفہ مامون نے دوسرے لوگوں سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی اور ان لوگوں کو جیل بھیج دیا جیل میں ان لوگوں سے نہایت سختی کا برتاؤ کیا گیا ان لوگوں نے جیل میں نقب لگا کر بھاگ جانے کا مشورہ کیا خلیفہ مامون تک یہ خبر پہنچ گئی چنانچہ وہ خود سوار ہو کر جیل میں گیا اور ان لوگوں کو قتل کر کے ابن عائشہ کو پھانسی دیدی اس کے بعد صلیب سے اتروا کر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔

ابراہیم بن مہدی:......اسی سنہ میں ابراہیم بن مہدی کو بھی گرفتار کیا گیا یہ عورتوں کا لباس پہنے ہوئے عورتوں کے ساتھ جا رہا تھا کہ کسی پولیس افسر کی نظر پڑ گئی چنانچہ چال ڈھال سے تاڑ گیا پکڑ کر دریافت کیا گیا کہ ایسے وقت میں کہاں جا رہی ہو؟ ابراہیم یہ سن کر سہم گیا فوراً انگھوٹی یاقوت کی ہاتھ سے اتار کر پیش کر دی پولیس افسر کا اس سے شبہ قوی ہو گیا تو گرفتار کر کے کوتوال شہر کے پاس لے آیا کوتوال شہر نے زنجیر سے باندھ کر دربار خلافت میں بھیج دیا خلیفہ مامون نے بنی ہاشم اور ارکین سلطنت کو دکھانے کی غرض سے ابراہیم کو اسی صورت اور حالت میں دربار میں پیش کئے جانے کا حکم دیا اس کے بعد احمد بن ابی خالد کی نگرانی میں قید کر دیا کچھ دن کے بعد جس وقت حسن بن سہل مصالحت کے لئے روانہ ہوا اس وقت خلیفہ مامون نے حسن کی سفارش سے اس کو بھی رہا کر دیا بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ اس کی بیٹی بوران کی رہائی کی سفارش سے اس کی رہائی کی تھی۔

معتصم اور ابراہیم کا سامنا:......بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ ابراہیم کو جس وقت گرفتار کیا گیا تو ابو اسحاق معتصم کے مکان پر لایا گیا اتفاق سے معتصم اس وقت دربار خلافت میں خلیفہ مامون کی خدمت میں تھا یہ خبر معلوم ہوئی تو اسے بلوا بھیجا اور جو غلطیاں اس سے سرزد ہوئیں تھیں ایک ایک اسکو یاد دلائیں، ابراہیم نے اپنے کلام منظوم اور نثری کلام سے معذرت کی بے حد فصیح و بلیغ تھا اور کتب تواریخ میں مذکور ہے ہم اس کو نقل کر کے طول کلام ❶ نہیں کرنا چاہتے۔

عبداللہ بن سری اور اسکندریہ کی بغاوت:......سری بن محمد بن حکم صوبہ مصر کا گورنر تھا ۲۰۵ھ میں جب اس کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا عبیداللہ اس کا جانشین بنا کچھ عرصہ بعد اس نے علم بغاوت بلند کر دیا اور خلیفہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا انہی دنوں اندلس سے ایک گروپ اسکندریہ میں آکر ٹھہرا جس کو خلیفہ حکم بن ہشام نے اطراف قرطبہ سے مشرقی ممالک کی جانب جلاوطن کر دیا تھا جب یہ گروپ اسکندریہ آیا تو اس نے اچانک غفلت میں اسکندریہ کے گورنر کو حملہ کر کے نکال دیا اور خود اسکندریہ پر قابض ہو گئے اور ابو حفص عمر بلوطی ❷ کو اپنا امیر بنا لیا۔

عبداللہ بن طاہر کا حملہ:......یہ وہ زمانہ تھا کہ عبداللہ بن طاہر نصر بن شبث سے جنگ میں مصروف تھا چنانچہ اس مہم سے فارغ ہو کر مصر کی طرف بڑھا اور مصر کے قریب پہنچ کر اپنے ایک سپہ سالار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا عبداللہ بن سری نے مصر سے نکل کر مقابلہ کیا ابھی لڑائی کا آخری فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ عبداللہ بن طاہر نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے پہنچ گیا اور عبداللہ بن سری کے لشکر پر دوسری جانب سے حملہ کر دیا چنانچہ عبداللہ بن سری کو شکست ہو گئی اور وہ مصر میں جا کر پناہ گزین ہو گیا عبداللہ بن طاہر نے اس کا محاصرہ کر لیا آخر کار عبداللہ بن سری نے طویل محاصرے اور اس کی شدت سے تنگ آکر امان طلب ❸ کی اور فریقین میں صلح ہو گئی یہ واقعہ ۲۱۱ھ کا ہے۔

اہل اسکندریہ سے صلح:......اس کے بعد عبداللہ بن طاہر نے اس گروہ کی سرکوبی کے لئے ان کا رخ کیا جنہوں نے اسکندریہ پر قبضہ کر لیا تھا ان لوگوں نے اس کی آمد کی خبر سن کر امان کی درخواست پیش کر دی عبداللہ بن طاہر نے اس شرط پر منظور کیا کہ اسکندریہ چھوڑ کر بحر روم کے کسی جزیرہ میں جو اسکندریہ سے متصل ہو چلے جائیں چنانچہ ان لوگوں نے اس شرط کے مطابق اسکندریہ خالی کر دیا اور جزیرہ اقریطش پر جا کر قبضہ کر لیا اور وہیں گھر بنا لئے اسی زمانہ سے یہ جزیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اسی گروہ کی نسلیں اس پر متصرف و قابض رہیں یہاں تک کہ فرانس نے اس کو ان کے قبضہ

---

❶......تفصیل کے لئے دیکھیں ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۰۴، والاغانی جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۷، اور مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۳۵

❷......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۵۰ پر ابوحفص عمر بلوطی کے بجائے ابوحفص بلوی تحریر ہے۔

❸......تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۴۶۰ پر یہاں یہ اضافہ بھی ہے کہ عبیداللہ بن سری نے امان نامہ میں یہ شرط رکھی تھی کہ جو کچھ اس سے لیا گیا ہے اسے واپس دیا جائے اور دو مہینے کی فصل اس لئے چھوڑ دی جائے، یہ اس کی جان بخشی کے ساتھ منظور کر لیا گیا۔

سے نکال لیا۔

گورنروں کی تبدیلی: ....جس وقت ۲۰۴ھ میں خلیفہ مامون بغداد آیا اور فتنہ وبغاوت کی بھڑکتی آگ بجھ گئی اس وقت خلیفہ مامون نے انتظاماً گورنروں کارد وبدل شروع کیا، کوفہ اپنے بھائی ابوعیسیٰ کو، بصرہ کا اپنے دوسرے بھائی صالح کو، حرمین کا عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کو، موصل کا سید بن انس ازدی کو گورنر بنادیا اور بغداد کے سررشتہ پولیس کا طاہر بن حسین کو ذمہ دار بنایا اور یہ ان دنوں رقہ میں تھا حسن بن سہل نے اس کو یہاں کا گورنر مقرر کیا تھا مگر خلیفہ مامون نے اس کو رقہ سے بلوا کر بغداد کے سررشتہ پولیس کی افسری دے دی چنانچہ طاہر بن حسین رقہ میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا جانشین بنا کر بغداد چلا آیا پھر کچھ عرصے کے بعد خلیفہ مامون نے اس کو خراسان اور سارے مشرقی صوبوں کا گورنر بنادیا اور اس کے بیٹے عبداللہ کو بلوا کر اس کی جگہ بغداد کے سررشتہ پولیس پر متعین کیا اور یحییٰ بن معاذ کو جزیرہ کی حکومت دیدی عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو آرمینیہ، آذربائیجان کا گورنر بنایا اور جنگ بابک کا انتظام بھی سپرد کردیا اس دوران سری بن محمد بن حکم گورنر مصر کی وفات ہوگئی تو اسکی جگہ اس کے بیٹے عبداللہ کو مقرر کیا اور داؤد بن یزید گورنر سندھ کا بھی انتقال ہوگیا تو اس کی جگہ بشر بن داؤد کو مقرر کیا اس شرط پر کہ دس ہزار درا ہیم سالانہ دارالخلافت میں بھیجا کریگا اس کے بعد یحییٰ بن معاذ ۲۰۶ھ میں اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین بنا کر مرگیا خلیفہ مامون نے اس کو معزول کر کے عبداللہ بن طاہر کو جزیرہ کا گورنر بنادیا اس کے ساتھ ہی مصر کو بھی اس کی گورنری سے ملحق کر کے نصر بن شبث سے جنگ پر جانے کا حکم دے دیا عیسیٰ بن یزید جلودی کو ۲۰۵ھ میں ,,مہم زد پر,, مقرر فرمایا اس کے بعد ۲۰۶ھ میں معزول کر کے داؤد بن منحور کو متعین کیا اور مضافات بصرہ، دجلہ، یمامہ اور بحرین کو بھی اسی گورنری میں شامل کردیا۔

۲۰۷ھ میں محمد بن حفص کو طبرستان، رویان اور دنیاوند کا گورنر بنایا گیا، اسی سنہ میں سید بن انس نے عرب کے ایک گروہ بنوشیبان نامی پر خلیفہ مامون کے حکم کے مطابق حملہ کیا اس لئے کہ بنوشیبان آئے دن فتنہ وفساد برپا کرتے رہتے تھے مقام دسکرہ میں بنوشیبان سے لڑائی ہوئی اور انہیں نہایت بے رحمی سے پامال کردیا، ۲۰۹ھ میں علی بن صدقہ کو ,,جوزریق,, سے مشہور تھا آرمینیہ اور آذربائیجان کا گورنر بنادیا گیا اور جنگ بابک کا حکم دیا گیا اس نے اپنی طرف سے احمد بن جنید اسکافی کو مقرر کیا جس کو بابک نے قید کرلیا لہٰذا ابراہیم بن لیث بن فضل کو آذربائیجان کا گورنر بنادیا گیا ان دنوں جبال طبرستان میں شہریار بن شروین تھا جس کا ۲۱۰ھ میں انتقال ہوا اور انکی جگہ اس کے بیٹے سابور کو مقرر کیا گیا مازیار بن قارن نے اس پر فوج کشی کی، لڑائی ہوئی تو سابور کو گرفتار کر کے قتل کردیا گیا اور طبرستان وغیرہ پر مازیار بن قارن کا قبضہ ہوگیا، ۲۱۱ھ میں زریق نے سید بن انس موصل کے گورنر پر چڑھائی کردی زریق وہ شخص ہے جس نے جبال پر مابین موصل وآذربائیجان قبضہ کرلیا تھا اور جس کو خلیفہ مامون نے ۲۰۹ھ میں آرمینیہ وغیرہ کی گورنری دی تھی چونکہ اس کی سید بن انس سے متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں اس لئے وہ موقعہ پا کر ایک بڑی فوج جمع کر کے جنگ کے ارادے سے سید بن انس پر موصل میں چڑھائی کردی سید بن انس نے چار ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیا نہایت شدت سے لڑائی شروع ہوئی، معرکہ کے دوران سید بن انس کام آ گیا، خلیفہ مامون کو اس وحشتناک خبر کو سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔

۲۱۲ھ کے شروع میں محمد بن حمید طوسی کو موصل کا گورنر بنا کر زریق اور بابک خرمی کی جنگوں کا حکم دیا چنانچہ محمد بن حمید طوسی نے موصل پہنچ کر زریق کو زیر کرلیا اور موصل پر انتہائی خوش اسلوبی سے قبضہ کرلیا ❶ انہیں ایام میں موسیٰ بن حفص (گورنر طبرستان) کی وفات ہوئی اس کے بیٹے کو اس کی جگہ پر مقرر کردیا اور حاجب بن صالح کو سندھ کی حکومت عنایت کی، بشر بن داؤد سابق گورنر سندھ نے اس کو چارج دینے سے انکار کردیا دونوں میں لڑائی ہوئی اور آخر کار بشر بن داؤد شکست کھا کر کرمان کی طرف بھاگ گیا، ۲۱۴ھ کے دور میں محمد بن حمید طوسی بابک خرمی کی لڑائی میں مارا گیا۔

محمد کے قتل کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے موصل کی مہم سے فارغ ہو کر بابک خرمی پر چڑھائی کی اور نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے اس کو شکست دیتا ہوا اور مضافات مقبوضہ کا انتظام کرتا ہوا ایک پہاڑ کے دامن تک پہنچ گیا بابک خرمی دامن کوہ میں تھوڑی دیر تک لڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا محمد بن حمید نے کامیابی کے جوش میں تعاقب کیا جب تقریباً تین کوس تک چڑھ گیا تب بابک کے ساتھیوں نے کمین گاہ سے نکل کر محمد بن حمید پر اچانک حملہ کردیا ان لوگوں کے حملہ کرتے ہی بابک بھی ٹوٹ پڑا محمد بن حمید کے ساتھی گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر محمد بن حمید کے قدم کو جنبش بھی نہ ہوئی اور

❶..... یہ واقعات ۲۱۱ھ کے ہیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۲۶)

اس کے ساتھ صرف ایک ساتھی رہ گیا تھا وہ نہایت ثابت قدمی واستقلال سے لڑتا ہوا پیچھے کو ہٹا اتفاق سے بابک کے ساتھیوں کے ایک گروہ نے محمد بن حمید کو چاروں طرف سے گھیر لیا جو منہزم گروپ کے ایک جماعت کو خاک وخون میں ملا رہا تھا محمد بن حمید زخمی ہو کر گرا اور فوراً ہی دم توڑ دیا، خلیفہ مامون کو اس کے قتل سے سخت صدمہ ہوا۔

اسی سنہ میں عبداللہ بن طاہر کو خراسان کا گورنر بنایا گیا اس کا بھائی طلحہ بن طاہر مر گیا تھا، علی بن طاہر اپنے بھائی کی طرف سے خراسان کی حکومت پر مقرر تھا عبداللہ بن طاہر مقام دینور میں جنگ بابک کے لئے لشکر کی درستگی وآراستگی میں مصروف تھا چنانچہ خوارج نے میدان خالی دیکھ کر مضافات نیشاپور کے گاؤں میں بلوہ کر دیا تھا خلیفہ مامون نے یہ خبر سن کر عبداللہ بن طاہر کو خراسان کا گورنر بنا کر فوراً روانہ ہو جانے کا حکم دیا چنانچہ عبداللہ بن طاہر دینور سے روانہ ہو کر نیشاپور پہنچا اور اہل نیشاپور سے نیشاپور کے گورنر کے خصائل وعادات معلوم کئے کسی نے کچھ جواب نہ دیا چنانچہ عبداللہ بن طاہر نے اس کو معزول کر دیا اور یوں بلوہ ختم ہو گیا۔

۲۱۲ھ میں احمد بن محمد عمری جو ,,احمر العین کے نام سے مشہور تھا,, نے یمن میں خلافت سینہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا خلیفہ مامون نے انتظاماً محمد بن عبدالحمید ابوالرازی کو یمن پر مقرر کیا اور ۲۱۳ھ میں اپنے بیٹے عباس کو جزیرہ، ثغور اور عواصم کا اور اپنے بھائی اسحاق معتصم کو شام ومصر کا، عبداللہ بن طاہر کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا اور ہر ایک کو پانچ پانچ لاکھ درہم بطور انعام مرحمت فرمائے، ابواسحاق معتصم نے اپنی جانب سے ابن عمیرہ بادغیسی کو مصر کا گورنر مقرر کیا، قیسیہ اور یمانیہ کے ایک گروپ نے ہنگامہ کر کے ۲۱۴ھ میں ابن عمیرہ کو قتل کر دیا چنانچہ مجبوراً اسحاق معتصم خود مصر گیا اور طاقت کے ذریعے ان لوگوں کو زیر کر لیا اور وہیں قیام کر کے مصر کے علاقوں پر اپنے جانب سے عمال مقرر کئے تھوڑے ہی دنوں میں فتنہ وفساد ختم ہو گیا اور امن وامان قائم ہو گیا۔

۲۱۳ھ میں چونکہ بشر بن داؤد نے دار الخلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اور اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا اسلئے خلیفہ نے غسان بن عباس کو سندھ کا گورنر بنا دیا، ۲۱۴ھ میں خلیفہ مامون نے ابودلف کو دربار خلافت میں بلوایا ابودلف خلیفہ محمد امین کے ساتھیوں میں سے تھا اور علی بن عیسیٰ بن ماہان کے ساتھ طاہر بن حسین سے جنگ لڑنے آیا تھا علی بن عیسی کے قتل ہو جانے کے بعد ہمدان میں واپس آیا طاہر بن حسین نے اس سے خط وکتابت شروع کر دی اور خلیفہ مامون سے بیعت کرنے کو کہا ابودلف نے جواب دیا کہ میں اس وقت تو خلیفہ مامون سے بیعت نہیں کروں گا اور اس کے علاوہ فریقین میں سے کسی کا ساتھ بھی نہیں دوں گا، طاہر نے اس کو غنیمت جان کر منظور کر لیا اور ابودلف کرخ (مضافات ہمدان) میں پہنچ کر ٹھہر گیا، اس زمانہ سے یہ کرخ ہی میں رہتا رہا یہاں تک کہ خلیفہ مامون نے مقام رے کے ارادے سے کوچ کیا اور اس کو بلوایا چنانچہ ابودلف اپنے ساتھیوں اور رشتہ داروں کے منع کرنے کے باوجود شش وپنج کے ساتھ دربار خلافت روانہ ہو گیا خلیفہ مامون نے خلاف توقع اسکی عزت افزائی کی اور انتہائی توقیر سے اپنا مہمان بنایا۔

اسی سنہ میں ابوالرازی (گورنر یمن) کا قتل ہو گیا اور خلیفہ مامون نے علی بن ہشام کو جبیل، قم، اصفہان اور آذربائیجان کا گورنر بنا دیا اسی دوران اہل قم میں بغاوت پھوٹ نکلی اس لئے کہ اہل قم نے خراج میں ایک لاکھ درہم کم کرنے کی درخواست کی تھی اس امید پر کہ خلیفہ مامون نے عراق میں قیام کے وقت اہل عراق کا خراج کم کر دیا تھا مگر ان کی درخواست قبول نہ ہوئی تب ان لوگوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا خلیفہ مامون نے ان کی سرکوبی کے لئے علی بن ہشام اور عجیف بن عنبسہ کو مقرر کیا چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار ان لوگوں نے بلوائیوں کو منتشر کر دیا اور یحیٰی بن عمر مارا گیا شہر پناہ کی فصیلیں گرا دی گئیں اور سات لاکھ تاوان قم والوں سے وصول کیا گیا۔

۲۱۶ھ میں عبدوس فہری نامی ایک شخص نے مصر میں سر اٹھایا اور معتصم کے بعض عمال کو قتل کر دیا خلیفہ مامون یہ خبر سن کر دمشق سے مصر آیا اس کے آتے ہی بلوہ ختم ہو گیا لوگوں نے عبدوس گرفتار کر کے خلیفہ مامون کے سامنے پیش کر دیا اور خلیفہ مامون نے قتل کا حکم صادر کر دیا، اسی سنہ میں خلیفہ مامون کو علی بن ہشام سے ناراضگی پیدا ہوگئی اور یہ ناراضگی اس حد تک بڑھ گئی کہ عجیف اور احمد بن ہشام کو اس کا مال واسباب اور اسلحہ ضبط کر لینے کا حکم دے دیا علی بن ہشام نے یہ خبر سن کر عجیف کو قتل کر کے بابک کے پاس چلے جانے کا ارادہ کر لیا مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکا اور عجیف نے اس کو گرفتار

کر کے دربار خلافت میں پیش کر دیا خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا اور اس کے سر کو شام، عراق، خراسان اور مصر میں نیزہ پر رکھ کے گھمایا اور پھر دریا میں پھینک دیا، اسی سنہ میں غسان بن عباد سندھ سے بشر بن داؤد کے ساتھ بغداد آیا اور خلیفہ مامون نے عمران بن موسیٰ علی کو سندھ کا گورنر بنا دیا اور جعفر بن داؤد قمی مصر کی جیل سے قم کی جانب بھاگ گیا اور قم پہنچ کر علم بغاوت بلند کر دیا مگر علی بن عیسیٰ قمی کی حسن تدبیر سے بہت جلد گرفتار کر کے دار الخلافت بھیج دیا گیا خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم دے دیا، یہ اس زمانہ سے مصر کی جیل میں قید تھا جب سے کہ خلیفہ مامون نے اس کو حکومت قم سے معزول کیا تھا۔

صوائف:..... ۲۰۰ھ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو جب کہ وہ سات برس چھ مہینے حکومت کر چکا تھا قتل کر دیا اور میخائیل بن جرجیس نامی معزول بادشاہ کو دوبارہ تخت سلطنت پر بٹھا دیا چنانچہ نو برس تک اس نے ان پر حکومت کر کے ۲۱۵ھ میں انتقال کیا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا نوفل تخت نشین ہوا، ۲۰۱ھ میں عبداللہ بن خرواذبہ گورنر طبرستان نے بلاذ راور شیرز (دیلم کے علاقے) اور جبال طبرستان کو فتح کر لیا، شہریار بن شروین کو جبال طبرستان سے باہر نکال دیا گیا، مازیار بن قارن دربار خلافت میں حاضری کے لئے بغداد روانہ ہوا اور ابولیلیٰ نے گورنر دیلم کو گرفتار کر لیا، اسی سنہ میں بابک خرمی جاویدانیہ میں نمودار ہوا یہ جاویدان بن سہل کے ساتھیوں میں سے تھا اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جاویدان کی روح مجھ میں حلول کر گئی ہے۔ جاویدان کے معنی دائم و باقی کے ہیں اور خرم کے معنی شادمانی کے ہیں یہ فرقہ ❶ مجوسی عقائد کا حامل تھا۔ ۲۱۴ھ میں ابو بلال صابی شاری نے خروج کیا، خلیفہ مامون نے اپنے بیٹے عباس کو ایک تجربہ کار کمانڈروں کے گروپ کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے متعین کیا چنانچہ لڑائیاں ہوئیں ابو بلال انہی لڑائیوں میں مارا گیا۔

محرم ۲۱۵ھ میں خلیفہ مامون نے اسحاق بن ابراہیم بن مصعب (طاہر کے چچازاد بھائی) کو اپنا قائم مقام بنا کر لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کے لئے بلاد روم میں داخل ہوا اس کے ساتھ ہی اس کو سواد، حلوان اور دجلہ کی گورنری بھی دی، جس وقت خلیفہ مامون مقام تکریت میں پہنچا محمد بن علی رضا ملنے آئے خلیفہ مامون نے خوشنودی مزاج کے لئے خلعت ہدیہ کی اور اپنی بیٹی ام افضل سے (نکاح کے تیرھویں برس) خلوت صحیحہ کرا دی، اس کے بعد محمد بن علی رضا اپنے اہل خانہ سمیت مدینہ منورہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے، خلیفہ مامون موصل کے راستے منبج گیا اور منبج سے رابق پھر انطاکیہ اور اس کے بعد مصیصہ وطرسوس سے ہوتا ہوا بلاد روم میں داخل ہوا اور قلعہ قرہ کو طاقت سے فتح کر کے اس کی شہر پناہ کو گرا دیا۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ قلعہ صلح وامان کے ساتھ فتح کیا گیا بہر کیف اس سے پہلے اسی طرح قلعہ ماجد پر اپنی کامیابی کا جھنڈا اڑایا انہی دنوں اشناس کو قلعہ سندس کی جانب اور عجیف اور جعفر کو سنان کی طرف تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ قلعہ سندس اور سنان کے حاکموں نے اطاعت قبول کر لی، اس کا بیٹا عباس شہر ملطیہ میں جہاد کے لئے داخل ہوا معتصم مصر سے لوٹ کر موصل پہنچنے سے پہلے خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا، راس عین،، میں اس کا بیٹا عباس آ ملا خلیفہ مامون نے بلاد روم سے واپس ہو کر دمشق کی جانب کوچ کیا۔

پھر رومیوں نے خلیفہ مامون کے واپس جانے کے بعد اپنی قوت کو سنبھالا اور اطراف و جوانب سے فوجیں مرتب و مہیا کر کے طرسوس اور مصیصہ پر حملہ کر دیا اہل طرسوس و مصیصہ صلح کے خیال سے بے خبر بیٹھے ہوئے تھے کہ نہایت بے رحمی سے قتل کر دیئے گئے طرہ اس پر یہ ہوا کہ والی روم نے اس کامیابی کے جوش میں خلیفہ مامون کی خدمت میں جو خط لکھا اس کے سرنامہ پر اپنا نام لکھ دیا خلیفہ مامون اس خط کو دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا غصہ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں پورا خط بھی نہیں پڑھا اور جواب لکھنے کے بجائے خود ہی لوٹ گیا اور روم میں اس کی واپسی سے ایک ہلچل سی مچ گئی مامون متعدد قلعہ جو نہایت مستحکم اور مضبوط بنے ہوئے تھے فتح کرتا ہوا ہر قلعہ پر پہنچا اور وہاں جنگ کا نیزہ گاڑ دیا اہل قلعہ نے مقابلہ کیا اور لڑائیاں ہوئیں لیکن آخر میں مجبور ہو کر امن کے خواستگار ہوئے اور صلح کے ساتھ قلعہ اس کے سپرد کر دیا، اسی زمانہ میں معتصم نے بھی بلاد روم میں دوسری جنگ کر رہا تھا تیس قلعے فتح کئے ان میں سے ایک مطمورہ بھی تھا، تیسری طرف یحییٰ بن اکثم جدال وقتال میں مصروف تھا اس نے بھی اس جہاد میں بہت نیک نامی اور کامیابی کا

---

❶..... اس فرقہ کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ روح قالب عنصری چھوڑنے کے بعد دوسرے قالب میں چلی جاتی ہے اور ماں، بہن اور بیٹی کے ساتھ نکاح درست ہے، اسی اعتبار سے اس مذہب کو دین فرح کے نام سے موسوم کرتے تھے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۴)

بڑا حصہ حاصل کیا روم کے بہت سے شہروں کو ویران اور ہزاروں گھروں کو بے چراغ کر کے سیکڑوں قیدی پکڑ کر لے آیا، روم کے گورنر نے تنگ آ کر اپنی گستاخی کی معافی مانگ لی چنانچہ خلیفہ مامون نے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دے دیا واپس ہو کر کیسوم آیا وہاں دو دن قیام کر کے دمشق کی جانب کوچ کر دیا۔ (یہ واقعات ۲۱۶ھ کے ہیں)

اس کے بعد ۲۱۷ھ میں رومیوں کی بدعہدی اور متمردانہ حرکات سے خلیفہ مامون نے بلا د روم کی طرف جہاد کے ارادے سے قدم بڑھائے اور قلعہ لولوہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا تین مہینے دس دن کے محاصرے کے بعد عجیف کو محاصرے پر چھوڑ کر واپس آ گیا نوفل گورنر روم نے یہ خبر سن کر عجیف کو گھیر لیا خلیفہ کو اس کی خبر مل گئی تو اس نے ایک عظیم الشان لشکر عجیف کی کمک کے لئے روانہ کیا نوفل یہ سن کر بھاگ گیا اہل قلعہ لولوہ نے امن کی اور نوفل نے صلح کی درخواست کی جو منظور نہیں کی گئی اور یہ سال انہیں لڑائیوں میں پورا ہو گیا اور خلیفہ مامون ان دنوں سلوین میں تھا۔ ۲۱۸ھ کے شروع میں پھر بلا د روم کی طرف جہاد کرتا ہوا واپس گیا اور اپنے بیٹے عباس کو تعمیر طوانہ پر مقرر کیا چنانچہ عباس نے طوانہ کو ایک میل مربع میں آباد کیا چار کوس کی شہر پناہ بنوائی چاروں جانب ایک ایک دروازہ رکھا اور تعمیر مکمل ہونے کے بعد لوگوں کو مختلف شہروں سے لا کر آباد کیا۔

محمد بن ہارون الرشید معتصم باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

مامون کی وفات:......۲۱۸ھ میں خلیفہ مامون ❶ نہر بر برون ❷ پر پہنچ کر بیمار ہوا۔ پھر دن بدن مرض بڑھتا گیا تو اسی حالت میں عراق چلا گیا اور مقام طرطوس پہنچ کر اس کا انتقال ہو گیا یہ واقعہ اس کے خلافت کے بیسویں برس ❸ کا ہے۔

معتصم کی خلافت:......اس کا ولی عہد اس کا بھائی معتصم تھا کنیت اس کی ابواسحاق تھی اور نام محمد خلیفہ مامون کے مرنے کے بعد معتصم کی خلافت کی بیعت کر لی گئی۔ یہ واقعہ پندرہویں رجب ۲۱۸ھ کا ہے۔ لشکریوں نے شور وغل مچایا کہ عباس بن مامون کو خلیفہ بنایا جائے چنانچہ معتصم نے عباس بن مامون کو دربار خلافت میں بلوایا تو عباس نے حاضر ہو کے خوشی کے ساتھ بیعت کر لی اس پر شور وغوغا ختم ہو گیا خلیفہ معتصم نے اسی وقت طوانہ مسمار و ویران کرنے کا حکم دے دیا لہذا سامان واسباب جتنا اٹھا کر لا سکے اٹھا لائے باقی کو جلا دیا اور لوگ اپنے اپنے شہروں کو واپس آ گئے۔

❶......خلیفہ مامون کی کنیت ابوالعباس اور نام عبداللہ تھا پندرھویں ربیع الثانی ۱۷۰ھ شب جمعہ کو جس رات خلیفہ ہادی کا انتقال ہوا اور اس کا باپ ہارون الرشید تخت نشین ہوا طن مراجل (ام ولد) سے پیدا ہوا، بچپن ہی میں تمام علوم کی تکمیل کر لی تھی اس نے ہیثم، عباد بن عوام، یوسف بن عطیہ، ابو معاویہ ضریر، اسمٰعیل بن علیہ، اور حجاج اعور سے حدیث کی سماعت کی اور اس سے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم، جعفر بن ابی عثمان طیالسی اور امیر عبداللہ بن طاہر نے روایت کی ہے، فقہ، علوم عربیہ اور ایام الناس کا بہت بڑا عالم تھا، جوان ہونے پر علوم فلسفیہ کی جانب متوجہ ہوا اور تھوڑے ہی دنوں میں ان علوم میں بھی بہت بڑی دسترس حاصل کر لی آخر اس کمبخت فلسفہ کے بدولت قرآن کریم کے مخلوق ہونے کا قائل ہو گیا۔

۲۱۸ھ میں اسحاق بن ابراہیم کو بغداد میں قضاۃ، علماء اور محدثین کے امتحان پر مقرر کیا جو شخص قرآن کریم کے مخلوق ہونے سے انکار کرتا اس کو سزا دی جاتی، جیل کی مصیبتیں جھیلتا کوڑے لگتے اور شہر بدر کیا جاتا غرض اس کی بے عزتی اور بے توقیری کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاتا، امام احمد بن حنبل اسی کے عہد خلافت میں تھے انہوں نے بھی قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کیا خلیفہ معتصم نے اس قدر کوڑے لگوائے کہ ہوش وحواس ختم ہو گئے سارا بدن زخموں سے چور چور ہو گیا اس پر بھی تشفی نہ ہوئی تو جیل بھیج دیا، اس نے اڑتالیس برس کی عمر پائی بیس برس پانچ مہینے تیئیس دن خلیفہ رہا، اس برس کے علاوہ جب مکہ معظمہ میں اس کی بیعت کی گئی تھی اس وقت اس کا بھائی خلیفہ امین بغداد میں محصور تھا۔

خلیفہ مامون اکثر کہا کرتا تھا کہ حضرت معاویہ، عمرو بن العاص کی وجہ سے، حجاج کی وجہ سے، اور میں خود اپنی وجہ سے مشہور ہوا ہوں، بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت عباسیہ کا ایک خلیفہ فاتح اور ایک درمیانی اور ایک خلیفہ خاتم گذرا ہے فاتح تو سفاح خلیفہ اول کہلاتا ہے اور مامون درمیانی خلیفہ تھا اس کے زمانہ میں خلافت عباسیہ کا زمانہ شباب تھا اور خاتم خلافت.. معتضد تھا خلفاء عباسیہ میں یہ خلیفہ بہت بڑے جاہ وجلال کا تھا، بڑا جواد، کریم، عالم، علم دوست اور شجاع تھا، خاندان برامکہ کو اس نے اپنے عہد خلافت میں ذلت ورسوائی سے نجات دی اور ان کی عزت افزائی کی مگر فضل اور جعفر کے نہ ہونے سے ناموری پیدا ہوئی (ملخص از تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۷۹ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۸ و فوات الوفیات جلد اول صفحہ ۲۳۹)

❷......بر برون: یہاں صحیح لفظ بر برون کے بجائے بذندون ہے، دیکھیں ابن اثیر کی تاریخ (الکامل جلد ۴ صفحہ ۲۲۵)، یاقوت حموی نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ بلا د ثغر کی طرف بذندون اور طرسوس کے درمیان ایک دن کا فاصلہ ہے۔

❸......اس کی مدت خلافت کے بارے میں تفصیلات کے لئے دیکھیں (مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۳) اور (العقد الفرید جلد ۵ صفحہ ۱۱۹) اور (تاریخ ابن اثیر جلد صفحہ ۲۲۸)

محمد بن قاسم کا خروج:.....محمد بن قاسم بن علی بن علی زین العابدین بن حسین مدینہ منورہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے وہ عابد، زاہد اور نیک سیرت شخص تھے۔ خراسان کا ایک شیطان بصورت انسان ان کے پاس آ کر پاس رہنے لگا اس نے ان کے دل میں یہ خیال پکا کر دیا کہ ''آپ مستحق امامت ہیں'' اور جو لوگ خراسان سے حج کرنے آتے وہ اس کی تحریک و ترغیب سے آپ کی بیعت کر لیتے تھے ایک مدت اسی حالت سے گذر گئی پھر جب خراسان میں ان کے معتقدین کی کثرت ہو گئی تو محمد بن قاسم اس خراسانی شیطان کے ساتھ جورجان چلے گئے جہاں مصلحتاً کچھ دن دونوں روپوش رہے مگر یہ شخص درپردہ لوگوں کو آپ کی بیعت کرنے کی ترغیب دیتا اور امیروں اور رئیسوں کو آپ سے ملاتا رہتا تھوڑے دنوں بعد اس خراسانی شیطان نے محمد بن قاسم کو بغاوت کرنے کی رائے دی اور لوگوں کو کھلم کھلا ''رضا من آل محمد'' کی شیعوں کی طرح دعوت دینے لگا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں خراسان کے نامور سپہ سالار عبداللہ بن طاہر نے یہ طوفان روکنے کی طرف توجہ کی چنانچہ اطراف طالقان میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور ہر لڑائی میں محمد بن قاسم کو شکست ہی اٹھانا پڑی آخر کار تن تنہا میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگ کر ''نسا'' پہنچے کسی نے نسا سے گورنر کو آپ کے آنے کی خبر پہنچا دی چنانچہ گورنر نے گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے پاس اور عبداللہ بن طاہر نے پندرہویں ربیع الاول ۲۱۹ھ میں دارالخلافت بغداد خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا خلیفہ معتصم نے مسرور الکبیر خادم کی زیر نگرانی قید کر دیا مگر سال بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ اسی سال کی شب عیدالفطر میں جیل سے نکل کے بھاگ گئے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

عوام الناس کا ایک گروپ جنہوں نے بصرہ کے راستے قبضہ کر لیا تھا اور دن دھاڑے مسافروں اور تاجروں کو لوٹ لیتے اور قرب و جوار کے قصبات و دیہات ویران کر دیتے تھے محمد بن عثمان ان کا سردار اور اسحاق نامی ایک شخص ان کے کاموں کا منصرم و منتظم تھا خلیفہ معتصم نے ۲۱۵ھ کے ماہ جمادی الآخر میں عجیف بن عنبہ ❶ کو اس نانہجار گروپ کی سرکوبی پر مقرر فرمایا چنانچہ عجیف نے واسط سے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا اور ''زط'' کے مقابلہ پر پہنچا چنانچہ پہلے ہی معرکہ میں ان کے تین سو آدمیوں کو قتل اور پانچ سو کو گرفتار کر لیا اور مقتولوں کے سر دارالخلافت بغداد پہنچا دیئے اس کے بعد سات مہینے تک مسلسل زط کے ساتھ معرکہ آرئیوں میں مصروف رہا ''زط'' نے مجبور کر اسی سال ماہ ذی الحجہ میں امن کی درخواست کی اور سب کے سب عورتوں اور بچوں سمیت جو تعداد میں سترہ ہزار تھے جن میں بارہ ہزار جنگ جو تھے حاضر ہو گئے عجیف ان سب کو اسی ہیئت و صورت سے جس طرح کہ وہ میدان جنگ میں آتے تھے کشتیوں پر سوار کرا کے یوم عاشورا ۲۲۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا خلیفہ معتصم انہیں دیکھنے کے لئے ایک کشتی پر سوار ہو کر شماسہ کی جانب آیا اور دیکھنے کے بعد انہیں عین زوبہ کی طرف جلاء وطن کر دیا رومیوں نے موقع پا کر ان پر شبخون مارا چنانچہ ایک بھی ان میں سے زندہ نہیں بچا۔

سامرا کی تعمیر:.....خلیفہ معتصم نے اپنے عہد خلافت میں مصر کے ایک گروہ کو جمع کر کے ''مطاربہ'' کے نام سے موسوم کیا تھا اور سمرقند، اشروسنہ اور فرغانہ سے ایک گروہ کو منتخب کر کے ''فراغنہ'' کا لقب دیا تھا یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر بازار اور عام گذرگاہوں میں انہیں دوڑاتے ہوئے نکلتے تھے اکثر بچے، بوڑھے اور عورتیں چوٹ کھا جاتے تھے بغداد کے عام باشندوں کو اس سے تکلیف ہونے لگی جس وقت ان میں سے کوئی تن تنہا کہیں مل جاتا تو اہل بغداد اس کی مرمت کر دیتے مگر اس پر بھی ان کی تشفی نہیں ہوئی تو ہائے مصیبت کا شور مچانے لگے وقت بے وقت معتصم کے کانوں تک یہ آواز پہنچنے لگی لہٰذا مفاد عامہ کے پیش نظر ''قاطون'' تعمیر کرنے اور ان لوگوں کو وہاں لے جا کر آباد کرنے کا ارادہ کر لیا یہ وہ شہر ہے جس کی خلیفہ ہارون رشید نے بنیاد ڈالی تھی اتفاق سے اس کی تعمیر تکمیل کو پہنچ سکی لہٰذا فصیلیں اور شہر پناہ کی دیواریں مسمار اور خراب ہو گئیں۔ چنانچہ خلیفہ معتصم اپنے بیٹے واثق کو بغداد میں اپنا جانشین بنا کر قاطون ❷ آیا اور دوبارہ تعمیر کی بنیاد ڈالی چنانچہ ۲۲۰ھ میں تعمیر مکمل کر کے سر من رائی ❸ کے نام سے موسوم کیا عوام الناس کثرت استعمال سے ''سامرا'' کہنے لگے اسی زمانہ سے سامرا ان لوگوں کا دارالحکومت قرار پایا گیا۔

---

❶ (تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۴۷۲) پر لکھا ہے کہ معتصم نے ان کی سرکوبی کے لئے پہلے احمد بن سعید بن سلم بن قتیبہ الباہلی کو بھیجا تھا لیکن انہوں نے اس کو شکست دے دی اس کے بعد معتصم نے عجیف بن عنبسہ کو جمادی الاولیٰ میں مقرر کیا۔

❷.....قاطون: صحیح لفظ قاطون نہیں بلکہ قاطول ہے دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۷)

❸.....لفظی ترجمہ ,,جس نے دیکھا خوش ہوا,,

فضل بن مروان کا زوال: ...... یحییٰ جرمقانی خلیفہ ولی کی عہدی میں اس کا سیکرٹری تھا اس کے پاس ایک شخص فضل بن مروان بردانی رہتا تھا چونکہ اس کی تحریر صاف تھی یحییٰ جرمقانی اسی سے خطوط لکھایا کرتا اور پیشی کا کام لیتا تھا اتفاق سے یحییٰ جرمقانی مرگیا تو معتصم نے فضل بن مروان کو اس کی جگہ سے سکریٹری کا عہدہ عنایت کر دیا اور اپنے ساتھ شام اور مصر لے گیا اس سفر سے اس کی حالت درست ہوگئی بہت سامال اور امارت کا سامان جمع کرلیا کچھ عرصے بعد جب معتصم تخت نشین ہوا تو فضل بن مروان کے اختیارات بہت وسیع ہوگئے ہر کام میں یہی پیش پیش رہنے لگا وزارت کے قلمدان کا تو مالک تھا ہی محکمہ دیوان وخزانہ کا بھی افسر بن گیا شامت آئی تو اس خیال سے کہ خلیفہ معتصم کے حکم کی نافرمانی کرنے لگا وقت بے وقت جب بھی موقع مل جاتا فضل کے بارے میں دو چار کلمے برائی کے ضرور کہہ دیئے اور اس بات کو بھی نامناسب موقع پر ظاہر کر دینے لگا کہ فضل آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا معتصم کو اس سے ایک خاص خیال پیدا ہو گیا جس کے نتیجہ یہ نکلا کہ ۲۲۹ھ میں حساب لینے کے بعد اس کو اس کے اہل وعیال سمیت حراست میں لے لیا اور اس کی جگہ محمد بن عبدالملک بن الزیات کو مقرر کر دیا پھر کچھ دنوں کے بعد فضل کو جیل سے نکلوا کر موصل کے کسی گاؤں کی جانب جلاء وطن کر دیا۔

بابک خرمی: ...... بابک خرمی کے حالات ❶ اور ۲۰۲ھ میں اس کے خروج اور ظہور کے واقعات اور یہ کہ یہ جاویدان بن سہل کا پیروکار تھا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس شہر بذ کو اپنی پناہ گاہ بنا رکھا تھا خلیفہ مامون نے اپنے عہد خلافت میں جتنی فوجیں اس کے مقابلہ پر بھیجیں سب کو اس نے شکست دی اور بہت سے سپہ سالاروں کو قتل کر دیا اور بہت سے قلعے جوار دبیل وآذربائیجان ❷ کے درمیان تھے ویران ومسمار کر دیئے۔

بابک اور معتصم: ...... جب خلیفہ معتصم تخت خلافت پر متمکن ہوا ابوسعید محمد بن یوسف کو اس مہم پر مامور کیا چنانچہ ابوسعید نے خلیفہ کے حکم پر ان قلعوں کو جن کو بابک خرمی سے ویران ومسمار کر دیا تھا از سر نو تعمیر کرایا فوج، آلات حرب اور غلہ کی کافی مقدار کے ذریعے قلعہ کو مضبوط اور مستحکم کر دیا اس دوران بابک خرمی کے کسی سریہ نے ان علاقوں پر شبخون مارا۔

بابک کی پہلی شکست: ...... ابوسعید نے اس کا تعاقب کیا اور نہایت مستعدی سے جو کچھ وہ لوٹ کر لے گئے تھے ان سے چھین لیا اور بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور بہت سوں کو گرفتار کر لیا مقتولوں کے سر اور قیدیوں کو ایک پیغام کے ساتھ دربار خلافت میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا (یہ پہلی شکست تھی جو کہ بابک خرمی کے ساتھیوں کو نصیب ہوئی)۔

دوسری شکست: ...... دوسری شکست محمد بن لیث کے ذریعہ ہوئی، یہ آذربائیجان کے ایک قلعہ میں جس کو اس نے ابن داؤد سے چھین لیا تھا رہتا تھا۔ اور بابک خرمی کا معین ومددگار تھا اور اس کے سریا اور فوجوں کو رسد پہنچانے کا کام کرتے تھا اتفاق سے اس واقعہ کے بعد بابک خرمی کا ایک سپہ سالار عصمت نامی اس قلعہ کی طرف سے ہو کر گزرا، اپرانی عادت کے مطابق محمد بن لیث نے دعوت کی بڑی عزت واحترام سے ٹھہرایا مگر رات کے وقت حالت غفلت میں عصمت کو گرفتار کر کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

بابک کے راز: ...... خلیفہ معتصم نے عصمت سے بابک کے علاقوں اور قلعوں کے راز معلوم کئے عصمت نے رہائی کی امید میں بتا دیئے اس کے بعد خلیفہ معتصم نے عصمت کو قید کر دیا اور افشین حیدر بن کاؤس کو جبال کا گورنر بنا کر جنگ بابک پر روانہ کر دیا۔

افشین نے میدان کارزار میں پہنچ کر پہلے رسد رسانی کا انتظام کیا اور راستوں کو خطروں سے پاک وصاف کرنے کے لئے تھوڑی تھوڑی دور چوکیاں قائم کر دیں، تجربہ کار سپہ سالاروں کو گشتی دستوں پر متعین کیا جو دن رات اردبیل سے اس کی لشکر گاہ تک گشت کیا کرتے اور رسد غلہ اور تمام ضروری سامان کو پوری بحفاظت کے ساتھ لشکر گاہ تک پہنچایا کرتے اور جب بابک خرمی کا کوئی جاسوس مل جاتا تو افشین اس سے بابک کے اخلاق، برتاؤ اور احسانات کے بارے میں پوچھتا اور اس سے دوگنے ان لوگوں کو عطا کر کے رہا کر دیتا۔

❶ ...... تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۱ پر ۲۰۲ھ کے بجائے ۲۰۱ھ تحریر ہے۔

❷ ...... ہمارے پاس موجود ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۵۵ پر آذربائی جان کے بجائے اردبیل اور زنجان تحریر ہے۔

بغا الکبیر کی روانگی:......اس کے بعد خلیفہ معتصم نے بغا الکبیر کو کثیر التعداد فوج اور مال و اسباب کے ساتھ افشین کی کمک پر روانہ کیا بابک نے یہ سن کر بغا الکبیر پر شبخون مارنے پر تیاری کر لی جاسوسوں نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی چنانچہ افشین نے بغا الکبیر کو لکھ بھیجا کہ تم قافلہ کے ساتھ قلعہ نہر تک آ ؤ اور قافلہ کے روانہ ہو جانے کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت کے پھر اردبیل واپس چلے جانا بغا الکبیر نے ایسا ہی کیا بابک یہ خبر سن کر بغا الکبیر کا قافلہ قلعہ نہر کی طرف روانہ ہو گیا ہے شبخون مارنے کے ارادے سے اپنے منتخب ساتھی لے کر نکل کھڑا ہوا اور افشین چپکے سے جس دن بغا سے ملنے کا وعدہ تھا نکل کر اردبیل کی طرف چلا گیا اور عہدی حفاظت سے بغا کو مال واسباب سمیت ابوسعید کے مورچہ میں لا کر ٹھہرا دیا۔

بابک کی جنگ:......اس دوران بابک قافلہ تک پہنچ گیا قافلہ کے ساتھ قلعہ نہر کے گورنر بھی تھا۔ بغا الکبیر سے تو مڈبھیڑ نہ ہو سکی البتہ والی قلعہ نہر سامنے آ گیا چنانچہ لڑائی ہونے لگی بابک کے ساتھیوں نے ان لشکریوں کو جو قافلہ کے ساتھ تھے تہ تیغ کر کے جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا اتفاق یہ کہ راستے میں افشین کے سپہ سالاروں میں ہثیم نامی ایک سپہ سالار سے سامنا ہو گیا بابک نے اس کو بھی شکست دے دی ہثیم ایک قلعہ میں جا کر چھپ گیا تو بابک نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

افشین کا حملہ:......اس عرصہ میں افشین اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا اور چنانچہ بابک کے لشکر پر حملہ کر دیا بابک کا لشکر اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گیا انتہائی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا لشکر کا زیادہ تر حصہ اس معرکہ میں کام آ گیا بابک گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر موقان پہنچا اور اپنے باقی لشکر کو موقان میں طلب کر لیا دو چار دن قیام کر کے موقان سے روانہ ہو کر مقام بذا میں ٹھہر گیا افشین اس کامیابی کے بعد اپنی لشکر گاہ ''برزند'' میں آ گیا اور لشکریوں کو انعامات اور صلے عطا کئے اور بابک کو شکست دینے کی ترکیبیں سوچنے لگا۔

یہ ابھی اسی خیال میں تھا کہ بابک نے اپنی حکمت عملی سے افشین کے لشکر کا راستہ کاٹ دیا جس سے رسد و غلہ کا آنا بند ہو گیا افشین کا لشکر رسد نہ پہنچنے سے بھوکوں مرنے لگا افشین نے مراغہ کے گورنر سے رسد طلب کی لیکن بدقسمتی سے راستے میں بابک کے لشکریوں نے لوٹ لی بغا الکبیر یہ خبر سن کر اس سامان اور مال کیساتھ جو اس کے پاس تھا بابک کے ہاتھوں سے بچا کر افشین کی لشکر گاہ میں آیا اور لشکر گاہ میں آیا اور لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔

بابک سے شکست:......اس کے بعد افشین نے اپنے سپہ سالاروں کو بابک کا محاصرہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ قلعہ بذ سے چھ میل کے فاصلہ پر پہنچ کر مورچے قائم کر لئے اور بغا الکبیر نے بذ کے گاؤں میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی ایک خونریزی جنگ کے بعد اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو اس معرکہ کی نذر کر کے محمد بن حمید سپہ سالار کے مورچہ میں واپس آ گیا۔

بغا کے لئے کمک:......افشین نے اس کے امداد طلب کرنے پر اپنے بھائی فضل اور احمد بن خلیل بن ہشام اور ابو جوشن اور جناح الاعور کو (یہ حسن بن سہل کے باڈی گارڈ کا افسر تھا) بغا کی کمک پر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ فلاں دن فلاں وقت بابک کے لشکر پر تم لوگ حملہ کرنا میں اسی دن اور اسی وقت مقررہ پر اس سمت سے حملہ آور ہوں گا اتفاق یہ کہ بغا وغیرہ نے سردی کی شدت اور بارش کی وجہ سے حملہ نہیں کیا اور افشین نے تیاری کر کے حملہ کر دیا بابک کا لشکر جو اس کے مقابلہ پر تھا دفاع نہ کر سکا اور پیچھے ہٹ گیا افشین نے بڑھ کر اس کے مورچے پر قبضہ کر لیا۔

بابک کا شب خون:......اگلے دن بغا وغیرہ سردی اور وبارش کی شدت سے تنگ آ کر کسی راہبر کے رہبری کے ذریعہ سے ایک پہاڑی پر چڑھ گئے جو افشین کی لشکر گاہ کے قریب تھی یہاں پر بھی ان کو اسی سردی اور بارش سے سابقہ اس پر طرہ یہ ہوا کہ برف باری بھی ہو گئی چنانچہ ہاتھ پاؤں نے کام دینے سے جواب دے دیا دو دن تک اسی حالت میں مبتلا رہے ادھر بابک نے موقع پا کے افشین کے لشکر پر شب خون مارا اور لڑ کر اسے پیچھے ہٹا دیا۔

بغا کی شامت:......ادھر بغا کے لشکر کی فوج نے رسد غلہ کے ختم ہونے کی وجہ سے شور و غوغا مچایا بغا نے مجبور ہو کر قلعہ جانے اور افشین کا حال معلوم کرنے کے لئے کوچ کر دیا کچھ دور نکل آنے کے بعد افشین کا حال معلوم ہوا چنانچہ بابک کے خوف سے پھر اسی پہاڑی کی جانب لوٹا اور راستے کی جنگی اور کثرت فوج کی وجہ سے دوسرا راستہ اختیار کیا بابک کے گشتی دستے نے تعاقب کیا مگر بغا کے ساتھیوں نے ان کی جانب مڑ کر بھی نہیں دیکھا اور نہایت تیزی سے اس تنگ و دشوار گزار راستہ کو طے کر گئے اس دوران رات آ گئی بغا نے مال واسباب کی حفاظت کے خیال سے پہاڑی کے

دامن میں پڑاؤ کر دیا اور چاروں طرف لوگوں کو پہرے پر مقرر کر دیا مگر سب کے سب تھکے تو تھے ہی لہذا سو گئے بابک نے موقعہ پا کر چھاپہ مارا اور ان کے پاس جتنا مال و اسباب تھا سب لوٹ لیا چنانچہ بغا اپنے ساتھیوں سمیت پہلی خندق میں چلا آیا جو شبی کوہ میں تھی۔

بابک کے کمانڈر کا قتل:......طرہ خان بابک خرمی کا ایک نامور سپہ سالار تھا وہ اجازت لے کر مراغہ کے ایک گاؤں میسرہ کے دن گذارنے چلا آیا تھا افشین نے اپنے سپہ سالار کو جو مراغہ میں تھا طرہ خان کی گرفتاری کا حکم دیا سپہ سالار مراغہ نے رات کے وقت طرہ خان کے مکان کو جا کر گھیر لیا اور اسے قتل کر کے اسکا سر افشین کے پاس بھیج دیا۔

افشین کے لیے کمک:......انہی واقعات پر ۲۲۱ھ رخصت ہو گیا اور ۲۲۲ھ شروع ہو گیا خلیفہ معتصم نے جعفر خیاط کو ایک عظیم الشان فوج دے کر افشین کی کمک کے لئے روانہ کیا اور ایتاخ کی کے ذریعے تیس لاکھ دراہم فوج کے خرچ کے لئے بھیجے اس مالی اور فوجی امداد سے افشین کی قوت اور بڑھ گئی اور فصل ربیع کے موسم کا شروع میں جنگ بابک کے لئے کوچ کیا ''رود کلاں'' پہنچ کر خندق کھودی اور مورچے قائم کر لئے۔

اذین سے افشین کی جنگ:......اس دوران یہ خبر ملی کہ بابک کا ایک سپہ سالار جس کا نام ''اذین'' ❶ ہے اسی مورچے کے مقابلہ پر صف آرائی کر رہا ہے اور اس نے اپنے اہل وعیال کو کسی پہاڑی قلعہ بھیج دیا ہے چنانچہ افشین نے اپنے ایک سپہ سالار کو ایک دستہ فوج دے کر اذین کے اہل وعیال کو گرفتار کرلانے کے لئے بھیج دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے اس حکم کی تعمیل کی اذین کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بھی ان کو روکنے کے لئے سوار ہو کر نکلا راستے میں ملاقات ہوگئی اور فریقین ایک دوسرے سے بھڑ گئے چنانچہ اذین نے کچھ عورتوں کو چھین لیا۔ افشین کے آدمیوں نے کالی جھنڈیوں کے ذریعہ اس واقعہ سے افشین کو آگاہ کر دیا جو پہلے ہی سے مختلف اور بلند مقامات پر کالی جھنڈیاں لے کر بیٹھے تھے اور ان کو ہدایت کر دی گئی کہ اگر کوئی حادثہ یا فریق مخالف کو حملہ آور دیکھے تو انہی جھنڈیوں کے ذریعے اطلاع دینا، افشین نے فوراً ایک گروپ کو انکی کمک پر روانہ کیا اس گروپ کے آنے سے اذین کے ہوش و حواس اڑ گئے۔ گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اور افشین کے ساتھی اذین کی باقی عورتوں کو لے کے واپس آ گئے۔

قلعہ کی طرف پیش قدمی:......اس واقعہ کے بعد افشین آہستہ آہستہ قلعہ بذ کی طرف بڑھنے لگا رات کے وقت لوگوں کو پہرے پر مقرر کرتا اور خود بھی رات کے وقت بابک کے خوف سے دستے کے ساتھ گشت کرنے نکلتا اگر چہ لشکری رات کی بیداری اور دن کے سفر سے تھک گئے مگر امیر لشکر کے حکم کی تعمیل نہایت خوش دلی سے کر رہے تھے رفتہ رفتہ قلعہ بذ کے سامنے ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں قدرتی طور پر تین پہاڑیاں ایک دوسرے سے متصل موجود تھیں اور ان تینوں پہاڑیوں کے درمیان ایک وسیع میدان تھا افشین نے اپنے لشکر کو اسی میدان میں غلہ اور دوسرے سامان کے ساتھ ٹھہرایا اور ایک کے علاوہ راستوں کو پتھروں سے چن دیا انہیں پہاڑیوں کے قریب بابک کا لشکر بھی موجود تھا۔

جنگ کا طریقہ کار:......افشین روزانہ اول وقت میں نماز فجر ادا کر کے نقارہ بجواتا رلشکری اس نقارے کی آواز سن کے تیار ہو جاتے افشین جب تک جنگ مصروف رہتا نقارہ بجتا رہتا اور جب جنگ روکنا مقصود ہوتا نقارہ کو بجانا بند کر دیتا غرض لشکری نقارہ کی آواز پر کام کرتے تھے اور جب اس کا ارادہ آگے بڑھنے کا ہوتا تو جس کو اس نے اپنی ضرورت کے لئے بنا لیا تھا اور بابک یہ انتظام کرتا کہ جس وقت افشین حملہ کرتا تو چند آدمیوں کو اسی گھاٹی کے نیچے کمینگاہ میں بٹھا دیتا افشین نے اس کمین گاہ کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

فوجوں کی جنگیں:......اکثر اوقات ابوسعید، جعفر خیاط اور احمد بن خلیل بن ہشام کو تین تین دستہ فوج کے ساتھ جنگ کرنے روانہ کرتا کہ یکے بعد دیگرے میدان جنگ میں آئیں جائیں اور خود ایک بلند مقام پر بیٹھا لڑائی کا منظر دیکھتا رہتا۔ اس مقام سے بابک کا قلعہ اور محل سرا بھی دکھائی دیتا تھا ہمیشہ بابک ان کے مقابلہ پر گنتی کے چند آدمیوں کو لے کر آتا اور باقی فوج کمین گاہ میں رہتی۔ ہر وقت اس کے لشکری شراب پیتے پھرے اڑاتے گاتے اور بانسری بجاتے۔ ظہر تک افشین اس منظر کو دیکھتا رہتا ظہر کی نماز کے بعد اپنی خندق میں واپس آ جاتا اس کے واپس آتے ہی یکے بعد دیگرے اس کی فوجیں بھی میدان جنگ سے ترتیب وار واپس آ جاتی تھیں بابک کا لشکر اس طویل جنگ سے گھبرا گیا۔

---

❶......ہمارے پاس موجود عربی نسخے میں اس سپہ سالار کا نام ادین تحریر ہے یعنی ,,ذ,, کے بجائے ,,د,, سے (جلد ۳ صفحہ ۲۵۶)

قلعے تک رسائی:......ایک روز حسب دستور افشین کا لشکر واپس آنے لگا تو اتفاق سے جعفر پیچھے رہ گیا بابک کا لشکر میدان خالی سمجھ کر بذ سے نکل پڑا جعفر نے بڑھ کر حملہ کیا اور بلند آواز سے اپنے ساتھیوں کو پکارا افشین کا لشکر لوٹ پڑا اور لڑائی پھر دوبارہ چھڑ گئی جعفر کے ساتھیوں میں سے ابودلف کے ساتھ ایک گروپ رضا کاروں کا تھا ان لوگوں نے افشین کے حکم کے بغیر بابک پر اس زور شور سے حملہ کیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے رہے تھے کہ یہ لوگ کمندیں ڈال کر قلعہ پر چڑھ جائیں گے جعفر نے میدان کارزار سے افشین سے پانچ سو تیر اندازوں کی امداد طلب کی مگر افشین نے کہلوایا کہ تم امدادی فوج کا انتظار مت کرو بلکہ جہاں تک ممکن ہو آہستہ آہستہ حکمت عملی سے واپس چلے آؤ جنگ کا عنوان خطرناک ہو رہا ہے۔اس عرصہ میں رضا کار حملہ کرتے ہوئے بذ تک پہنچ گئے۔

قلعے کے راز کا انکشاف:......فریقین کے شوروغل سے میدان جنگ گونج رہا تھا بابک کے وہ لشکری جو کمین گاہ میں تھے یہ سمجھ کر کہ قلعہ تک فریق مخالف پہنچ گیا کمین گاہ سے نکل آئے اس طرح افشین کو اس قلعہ کا راز اور کمین گاہ کا حال معلوم ہو گیا لڑائی طویل ہو گئی تھی اور فریقین لڑتے لڑتے تھک گئے تھے اور آفتاب بھی مغرب میں پہنچ گیا تھا جعفر لڑتے لڑتے آہستہ آہستہ اپنے مورچے کی طرف واپس آ گیا چنانچہ مغرب کے وقت تک لڑائی بالکل بند ہو گئی دونوں حریف اپنی اپنی قیام گاہ پر آ گئے اور کمریں کھولیں جعفر ہاتھ منہ دھو کر افشین کے پاس گیا تو افشین نے عدول حکمی اور خلاف مرضی جنگ کرنے سے ناراضگی ظاہر کی جعفر نے افشین کے امداد نہ بھیجنے پر اظہار ملال کیا غرض دونوں نے معقول وجوہات بنائیں تو صلح صفائی ہو گئی۔

رضا کاروں کی ناراضگی:......اس کے بعد رضا کاروں نے خرچ و رسد کی کمی کی شکایت کی تو افشین نے جواب دیا جو شخص اس تنگی اور بھوک تکالیف پر صبر کر سکے وہ ہمارے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ پر رہے ورنہ اپنا راستہ لے امیر المؤمنین کے لشکر میں بفضلہ تعالیٰ جنگ جوؤں کی کمی نہیں ہے رضا کار یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ ہم تو قلعہ بذ کو تھوڑی دیر میں ہی فتح کر لیتے مگر امیر لشکر ثواب جہاد سے محروم کر رہا ہے اب بھی اگر ہم کو حملہ کرنے کا حکم دے تو ہم اپنی قوت کا نظارہ دکھلا دیں' افشین کے کان تک یہ باتیں پہنچ گئیں چنانچہ اس نے رضا کاروں کو بلوا کر تسلی دی اور جنگ کا حکم دیا' اور جس وقت ان لوگوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی وقت افشین نے خود بھی حملہ کرنے کا وعدہ و اقرار کر لیا اسباب، خوراک، پانی اور لڑائی کا سامان خاطر خواہ مقدار میں ان لوگوں کو دیا زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر لانے کے لئے خچروں پر محملیں رکھوا دیں اور جعفر کو اسی مورچہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا جہاں تک وہ گذشتہ روز بڑھ گیا تھا۔

قلعے پر بھرپور حملہ:......اگلے دن جعفر نے تیر اندازوں، نفاطوں اور نامی گرامی جنگ جوؤں کو منتخب کر کے ایک لشکر مرتب کیا اور رضا کاروں کو اپنے ہمراہ لے کر میدان جنگ میں پہنچا بابک کے لشکر نے قلعہ سے تیر باری شروع کر دی جعفر کے لشکر کی فوج خود کو بابک کے حملوں سے بچاتی ہوئی قلعہ بذ کی فصیلوں تک پہنچ گئی اور جعفر انتہائی مردانگی واستقلال سے قلعے کے دروازے پر پہنچ کر لڑنے لگا لڑتے لڑتے دوپہر ڈھل گئی افشین نے ضرورت کے مطابق ان لوگوں کے لئے کھانا اور پانی روانہ کیا اور قلعہ بذ کی فصیلوں کو توڑنے کی غرض سے مزدوروں کو پھاوڑے اور کدالوں کے ساتھ جعفر کے پاس بھیج دیا۔

لشکروں کی ناامیدی:......اس دوران بابک کا لشکر قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آیا اور رضا کاروں کو اپنے پرزور حملہ سے قلعہ بذ کی فصیل سے پیچھے ہٹا دیا عنوان جنگ نہایت خطرناک تھا کبھی بابک کا لشکر رضا کاروں کو قلعہ کی فصیل سے پسپا کر دیتا تھا اور کبھی رضا کار بابک کے لشکر کو لڑ کر قلعہ کے اندر داخل کر دیتے غرض فریقین اسی حالت میں تھے کہ شام ہو گئی اور رات کی سیاہی پھیل گئی افشین نے لشکر کو میدان جنگ سے واپس کا حکم دیا دونوں حریف اپنی اپنی قیام گاہ میں آ گئے۔لطیف یہ ہے کہ ہر فریق کو اس جنگ کے بعد اپنی کامیابی سے ناامیدی سی ہو گئی اکثر رضا کار اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔

جنگ کی پھر تیاری:......دو ہفتہ کے بعد افشین نے پھر جنگ کی تیاری کی لشکر کو چار حصوں پر تقسیم کیا ایک حصہ کو جس میں ایک ہزار تیر انداز تھے آدھی رات کے وقت اس پہاڑی کی جانب روانہ کیا جو قلعہ بذ کے قریب تھی اور جس کے دامن بابک کا نامی گرامی سپہ سالار آزین صف آرائی کرتا تھا اور ان کو یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت جعفر کو بذ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھو تو تیر باری کرتے ہوئے بابک کے لشکر پر حملہ کر دینا دوسرے

حصہ کو اس ٹیلہ کے نیچے کمین گاہ میں چھپادیا جس کی چوٹی پر بابک کے آدمی کمین گاہ میں بیٹھتے تھے تیسرے حصہ کو حفاظت کی غرض سے لشکر گاہ میں چھوڑا اور چوتھے حصہ کو مسلح ومرتب کر کے صبح ہوتے ہی سوار ہو کر اس مورچہ کی طرف آیا جہاں پر گذشتہ لڑائیوں میں ٹھہرتا رہا تھا۔

جنگ کا آغاز: ......جعفر خیاط چند نامی گرامی سپہ سالاروں کے ساتھ اس پہاڑی کی طرف بڑھا جس کے دامن میں اذین نے صف آرائی کی تھی اذین نے جعفر کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر تیر باری شروع کر دی ادھر سے جعفر کے ساتھیوں نے بھی اس کا جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ادھر سے ان تیراندازوں نے تیروں کی بارش اذین پر برسانا شروع کر دیا جو آدھی رات سے اس پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے اذین کے ساتھ اس دوطرفہ حملہ سے گھبرا گئے اور وادی کی طرف بڑھے تو ٹیلے کے نیچے سے دوسری کمین گاہ والوں نے تیروں سے ان کا استقبال کیا۔

قلعہ بذ کی فتح: ......بابک نے عنوان جنگ بگڑا ہوا دیکھ کر افشین سے درخواست کی کہ مجھے جنگ میں اتنی مہلت دے دو کہ میں اپنے اہل وعیال کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دوں اس کے بعد قلعہ بذ کی کنجیاں میں آپ کے حوالہ کر دوں گا ابھی یہ مرحلہ طے نہ ہونے پایا تھا کہ کسی نے افشین تک یہ خبر پہنچادی کہ عساکر اسلامیہ نے قلعہ بذ پر قبضہ کر لیا ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس کے بعد بلند میناروں پر امیر کی کامیابی کا جھنڈا لہرا دیا گیا ہے افشین سجدہ شکر ادا کر کے قلعہ میں بذ میں داخل ہوا اور بابک کی محل سراؤں میں آگ لگادی بابک کے جتنے لشکری اس کے سامنے آئے انہیں قتل کر دیا عورتیں اور بچے قید کر لئے گئے مال واسباب جو کچھ ملا اس پر قبضہ کر کے مغرب کے قریب اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔

بابک کا فرار: ......اس کی واپسی کے بعد بابک نے اپنے اہل وعیال کو دوسری جگہ منتقل کر دیا اور جتنا مال واسباب اٹھا سکا اٹھا کر لے گئے اس کے دوسرے دن پھر افشین قلعہ بذ کے معائنہ کے لئے آیا پہلے روز جو کچھ جلنے سے بچ گئے تھے ان کو بھی جلوا دیا اور آرمینیہ کے حاکم اور ان کے بطریقوں کو بابک کے بھاگنے کا حال تحریر کر کے اس کی گرفتاری کی سخت تاکید کر دی اس کے بعد کسی جاسوس نے یہ خبر دی کہ بابک اس وقت اس وادی میں ہے جس کا ایک کنارہ آذربائیجان سے ملحق ہے اور دوسرا کنارہ آرمینیہ تک پھیلا ہوا ہے افشین نے اسی وقت چند آدمیوں کو اس کی گرفتاری پر متعین کیا مگر گنجان درختوں اور جھاڑیوں نے ان لوگوں کی نظروں سے بابک کو بچالیا۔

بابک کے لئے امان: ......اس دوران خلیفہ معتصم نے بابک کو امان دینے کا حکم بھیج دیا افشین نے اس فرمان کو بابک کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جو اس کے لئے امن لینا چاہتا تھا حوالہ کر کے بابک کے پاس بھیجا بابک نے اس امان کو منظور نہیں کیا بلکہ طیش میں آکر ایک دو آدمیوں کو جو افشین کے لشکر کے تھے قتل کر دیا اور اس وادی سے اپنے بھائی عبداللہ ومعاویہ اور اپنی والدہ کے ساتھ آرمینیہ جانے کے ارادے سے چل پڑا اتفاق سے کسی کی نظر پڑ گئی جو اس کی گرفتاری پر متعین کئے گئے تھے اس نے اپنے سردار ابوالسفاح سے جاکے کہہ دیا ابوسفاح نے تعاقب کا حکم دے دیا ایک چشمہ پر جاکر ان لوگوں نے گھیر لیا بابک سوار ہو کر بھاگ گیا مگر ماں اور اس کا بھائی معاویہ گرفتار ہو گئے چنانچہ انہیں افشین کے پاس بھیج دیا گیا۔

بابک کی روپوشی: ......اس واقعہ کے بعد بابک جبال آرمینیہ میں جاکر روپوش ہو گیا جاسوس اس کے پیچھے پیچھے تھے اس کا زادراہ ختم ہو گیا تھا اسلئے اپنے ایک ساتھی کو کچھ روپیہ دے کر کھانا خریدنے بھیجا کسی پولیس افسر کی اس شخص پر نظر پڑ گئی تو وہ چال ڈھال سے تاڑ گیا اور سہل بن سباط کے پاس کہلوادیا کہ ایک شخص اس شکل وصورت کا آیا ہے مجھے اس پر شبہ ہو رہا ہے کہ وہ بابک کے ساتھیوں میں سے ہے سہل بن سباط یہ سن کر دوڑا آیا اور اس شخص کے ساتھ ساتھ بابک کے پاس پہنچ گیا۔

بابک کی گرفتاری: ......بابک کا چہرہ اسکو دیکھتے ہی فق ہو گیا سہل بن سباط بابک کو پٹا کر جھانسہ دے کے اپنے قلعہ میں لے آیا اور چپکے سے افشین کو اس کی اطلاع کر دی افشین نے دو سپہ سالار بابک کو گرفتار کرنے پر مقرر کئے اور روانگی کے وقت یہ ہدایت کر دی کہ ابن سباط کی رائے پر عمل کرنا ذرہ بھر بھی اس کی مخالفت مت کرنا ابن سباط نے ان لوگوں کو قلعہ کے ایک جانب چھپا دیا اور بابک کو شکار کھیلنے کے بہانے میدان کی طرف لے گیا ان دونوں کمانڈروں نے موقع پا کر حالت غفلت میں بابک کو گرفتار کر لیا اور افشین کے پاس لے آئے ان لوگوں کے ساتھ معاویہ بن سہل بن سباط بھی تھا سہل کو ایک ہزار دراہم اور سہل کو ایک لاکھ دراہم اور ایک پیٹی جواہر نگار کی عطا کی۔اس کے بعد افشین کے مانگنے پر عیسیٰ بن یوسف بن

اسطقانوس (گورنر بلقان) نے عبداللہ (بابک کے بھائی) کو جوایک مدت سے اس کے پاس پناہ گزین تھاافشین کے پاس بھیج دیاافشین نے بابک کے ساتھ اس کو بھی قید کر دیا اورایک اس بات کی اطلاع خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دی خلیفہ معتصم نے افشین کو ان دونوں سمیت سامرہ میں طلب کر لیا یہ واقعہ ماہ شوال ۲۲۲ھ کا ہے۔

افشین کی عزت افزائی: ......برزند سے سامرہ تک ہر منزل پر خلیفہ معتصم کے حکم کے مطابق افشین کا انتہائی عزت واحترام سے استقبال کیا جاتا تھا اورایک قاصد خاص خلعت فاخرہ اورایک راس عربی گھوڑے کے ساتھ افشین سے ملتا تھا جس وقت وہ سامرہ کے قریب پہنچا تو خلیفہ معتصم کا بیٹا واثق سرداران وارا کین سلطنت کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے باہر آیا اور انتہائی توقیر سے قصر مطیرہ میں ٹھہرایا افشین نے اسی قصر میں بابک کو بھی اپنی زیر حراست رکھا۔

افشین کی تاج پوشی: ......خلیفہ معتصم کے حکم سے افشین کے سر پر تاج رکھا گیا قیمتی خلعت پہنائی گئی بیس لاکھ دراہم بطور صلے کے مرحمت کئے گئے اوردس لاکھ دراہم اس کے لشکریوں میں تقسیم کئے گئے یہ واقعہ ❶ ماہ صفر ۲۲۳ھ کا ہے اسی زمانہ میں جب بابک قصر مطیرہ میں قید تھا احمد بن ابی داؤد بابک کو دیکھنے آیا تھوڑی دیر تک غور سے دیکھتا رہا اس کے بعد چند باتیں کر کے واپس چلا گیا اس کے بعد ایک دن خلیفہ معتصم خود بھی آیا اور سر سے پاؤں تک اسے دیکھ کر لوٹ گیا۔

بابک کا عبرتناک قتل: ......اگلے دن خلیفہ معتصم نے دربار عام منقعد کیا اور لوگوں کو حسب مراتب دربار عام سے قصر مطیرہ تک بٹھایا اور بابک کو ہاتھی پر سوار کرا کے دربار میں حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ جس وقت بابک دربار شاہی میں پہنچا خلیفہ معتصم نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو ذبح کر ڈالو اس حکم کی ان لوگوں نے تیزی کے ساتھ تعمیل کی جو اس کام پر پہلے سے مامور تھے اور سر کو خراسان بھیج دیا اور اس کی لاش کو سامرہ میں صلیب پر چڑھا دیا اور اس کے بھائی عبداللہ کو بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کے پاس روانہ کر دیا تاکہ اس کے ساتھ بھی اس قسم کا برتاؤ کیا جائے۔

بابک نے کتنے مسلمان قتل کیے؟: ......افشین نے اس مہم میں بابک کے محاصرے کے زمانے میں غلہ اور مصارف سفر سے وقیام کے علاوہ جس روز وہ میدان جنگ میں جاتا تھا دس ہزار خرچ کرتا بابک نے اس بیس برس کی مدت میں ایک لاکھ پچپن ہزار آدمیوں کو قتل کیا سپہ سالاروں میں سے یحییٰ بن معاذ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد، احمد بن جنید، زریق بن علی بن صدقہ، محمد بن حمید طوسی اور ابراہیم بن لیث کو شکست دی تین ہزار تین ہزار سو آدمی اس کے ساتھ قید کئے گئے اور سات ہزار چھ سو مسلمان عورتیں اوران کے بچے اس کے پنجۂ غضب سے چھڑائے گئے چنانچہ ان آزاد کرائے گئے لوگوں کو ایک احاطے میں ٹھہرا دیا گیا پھر ان لوگوں میں سے کسی کا کوئی والی وارث آتا اس سے گواہی لی جاتی اور ثبوت ولایت وراثت کے بعد حوالہ کر دیا جاتا اسی معرکہ میں افشین نے بابک کے اہل وعیال میں سترہ مرد اور تیس عورتوں کو گرفتار کیا تھا۔

نوفل کے ناپاک قدم: ......۲۲۳ھ میں نوفل ❷ بن میخائیل (گورنر روم) نے اسلامی علاقوں کی طرف قدم بڑھائے اور حالت غفلت میں اہل زبطرہ پر پہنچ کر حملہ کر دیا اس کی اس جرات وجسارت کی وجہ یہ تھی کہ بابک خرمی جس وقت اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بدنصیبی اور بدبختی کے میدان میں چاروں طرف سے گھر گیا تو اس وقت اس نے اس خیال سے کہ خلیفہ معتصم کی جنگی قوت دولڑائیوں میں بٹ جائے اور عجب نہیں یہی ترکیب میرے بچ جانے کی چنانچہ نوفل بن میخائیل (گورنر روم) کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتصم نے میرے مقابلہ پر اپنا سارا لشکر بھیج دیا ہے اور امراء وافسران ہی نہیں بلکہ اپنے درزی جعفر بن دینار اور باورچی ایتاخ کو بھی میرے خلاف روانہ کر دیا ہے یہ موقع اچھا ہے تم اس کو غنیمت شمار کر کے بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کردو اب کوئی شخص دارالخلافت میں ایسا نہیں ہے جو تمہارے مقابلہ کا ارادہ بھی کر سکے۔

---

❶ ......تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۵۲ پر لکھا ہے کہ یہ واقعہ شب جمعہ (لیلۃ الخمیس) ۱۴ صفر ۲۲۳ھ کا ہے۔

❷ ......نوفل بن میخائل، صحیح نام نوفل کے بجائے توفیل بن میخائیل ہے، دیکھیں (الکامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۵۵) اور (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۵۵)

رومیوں کا حملہ:......نوفل اس بات سے مطلع ہوکر جامہ سے باہر ہوگیا اور ایک لاکھ کا لشکر لے کر بلاد اسلامیہ پر حملہ کردیا اس لشکر میں وہ لوگ بھی شامل تھے جن کو اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے اس سے پہلے شکست دی تھی اور وہ اپنی جان بچا کر روم چلے گئے تھے نوفل نے زبطرہ پہنچ کر شبخون مارا اور مردوں میں سے جو مقابلہ پر آیا اس کو گرفتار کرلیا اور قتل کرڈالا عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا اس کے بعد ملطیہ کی جانب گیا اور اہل ملطیہ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا۔

''وامعتصماہ'' کی پکار:......آہستہ آہستہ خلیفہ معتصم تک یہ خبر پہنچی تو اسے بہت شاق گذرا حاضرین میں سے کسی نے زبطرہ وملطیہ کے واقعات بیان کرتے ہوئے یہ بیان کیا کہ ایک ہاشمیہ عورت کو رومی پکڑ کر لے جارہے تھے اور وہ وامعتصماہ و امعتصماہ کہتی جارہی تھی خلیفہ معتصم اس دردبھرے قصے کو سن کر بے قرار ہوگیا لبیک لبیک کہہ کر تخت خلافت سے اٹھ کر کھڑا ہوا قصر خلافت میں کوچ کا اعلان کرادیا۔

معتصم کی روانگی:......گھوڑے پر سوار ہوکر اور ❶ ساتھ ایک رسی لوہے کا سکہ اور ایک ٹوکری یا تھیلہ (جس میں اس کی چادر تھی رکھا) دارالعلوم کی جانب آیا امراء لشکر کو جمع کرکے قاضی بغداد عبدالرحمٰن بن اسحاق اور شعبہ بن سہل کو تین سوتیس معززین علماء وصلحاء کے ساتھ طلب کیا اپنے سارے مال واسباب کی ایک فہرست مکمل تیار کی ایک تہائی اپنے بیٹوں کو اور ایک تہائی خادموں کو دیا اور ایک تہائی وقف کردیا دستاویز تقسیم مکمل کرنے کے بعد ان لوگوں سے لکھوائی اور لشکر آراستہ ومرتب کرنے کے لئے جمادی الاول ۲۲۳ھ کی دوسری تاریخ کو غربی دجلہ کی طرف کوچ کیا نہایت تھوڑی مدت میں مجاہدین اور شاہی لشکریوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہوگئی عجیف بن عنبسہ اور عمر فرغانی کو ایک لشکر دے کر اپنی روانگی سے پہلے اہل زبطرہ کی امداد کے لئے روانہ کردیا۔

اسلامی لشکر کی آمد:......اتفاق سے یہ لوگ زبطرہ میں اس وقت داخل ہوئے جب کہ رومی اس کو ویران وغارت کرکے جاچکے تھے چاروناچار حکم ثانی کی آمد تک قیام کردیا اہل زبطرہ رومیوں کے طوفان بے امتیازی ختم ہونے اور عساکر اسلامیہ کے آنے کے بعد دوبارہ رفتہ رفتہ زبطرہ میں آباد ہونے لگے

''فتح عموریہ'' کی تیاری:......اس دوران عساکر اسلامی کو باپک حاصل ہوگئی تو خلیفہ معتصم نے اپنے مصاحبین سے معلوم کیا کہ ''رومیوں کے نزدیک کونسا شہر عمدہ اور عظیم الشان ہے؟'' عرض کیا'' خلیفہ معتصم نے یہ سنتے ہی تیاری کا حکم دے دیا اور انتہائی تیزی اور جلدی سے اتنا زیادہ سازوسامان جنگ اور آلات حرب مہیا کئے کہ اس سے پہلے کسی جہاد میں مہیا نہیں کئے گئے تھے۔

عموریہ روانگی:......مقدمۃ الجیش کا اشناس کو اور اس کے بعد محمد بن ابراہیم بن مصعب کو میمنہ پر ایتاخ کو میسرہ پر جعفر بن دینار خیاط کو اور قلب میں عجیف بن عنبسہ کو امیر مقرر کرکے کوچ کردیا روم کے علاقوں میں داخل ہوکر مقام سلوقیہ میں پہنچ کر نہرسن ❷ پر ڈیرے ڈال دیئے یہ مقام طرسوس سے ایک دن کی مسافت پر واقع تھا۔ نہرسن پر پہنچنے کے دوسرے دن افشین کو حرث کی سرحد سے سروج کی طرف روانہ کیا اور اشناس کو یہ ہدایت دے کر کہ صفصاف میں پہنچ کر لشکر ہمایوں کے آنے کا انتظار کرنا'' حدود طرسوس کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اشناس کی روانگی کے بعد وصیف کو روانہ کیا اور جبکہ چھ راتیں ماہ رجب ختم ہونے میں باقی رہ گئی تھیں خود بھی کوچ کردیا اس دوران جاسوسوں کے ذریعہ سے یہ خبر پہنچی کہ روم کا بادشاہ اسلامی مقدمۃ الجیش پر شبخون مارنے والا ہے چنانچہ خلیفہ معتصم نے اشناس کو لکھ بھیجا کہ ''تم کو جس جگہ میرا فرمان ملے اسی جگہ تین دن کیلئے قیام کردینا۔

رومیوں کی جاسوسی:......اس دوران میں بھی آجاؤں گا اس کے بعد ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا آیا کہ تم اپنے لشکر کے سرداروں میں سے کسی ہوشیار سردار کو ایک دستے کے ساتھ گورنر روم اور رومی لشکر کے حالات معلوم کرنے پر مقرر کردو'' اشناس نے عمر فرغانی کو دوسو سواروں کے ساتھ اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا عمر فرغانی نے انقرہ پہنچ کر اپنے ساتھیوں کو رومیوں کی تلاش میں پھیلا دیا تھوڑی دیر کے بعد ایک جماعت رومیوں کی عمر

❶......اس عبارت کا اضافہ ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد ۶ صفحہ ۲۵۶ سے کیا گیا ہے (ثناء اللہ محمود)

❷......تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۵۷ پر نہرسن کے بجائے نہر اللمس تحریر ہے۔

فرغانی کی خدمت میں حاضر کی گئی جن میں سے بعض لشکر روم کے ملازم تھے اور بعض انقرہ کے قرب و جوار کے رہنے والے تھے۔

نوفل کی خبر:......ان لوگوں نے بیان کیا کہ ''والی روم ایک مہینہ سے بانتظار مقدمۃ الجیش فوج اسلامی پڑاؤ کئے ہوئے تھا تیسرے دن کا ذکر ہے کہ رومی بادشاہ یہ خبر سن کر کہ افشین کا لشکر آرمینیہ کی جانب سے روم کے مقبوضہ علاقوں میں داخل ہوگیا ہے'' عمر فرغانی ان لوگوں کو اشناس کے پاس لے آیا اور اشناس نے انہیں براہ راست خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

خلیفہ معتصم کے احکامات:......خلیفہ معتصم نے ایک خط افشین کے نام اس مضمون کا لکھا کہ ''تم دوسرا حکم آنے تک قیام کرو کیونکہ بادشاہ روم تم پر حملہ کرنے کی غرض سے تمہاری طرف بڑھ رہا ہے'' اور افشین تک یہ خط پہنچا دینے کا دس ہزار درہم انعام مقرر کیا اتفاق یہ کہ افشین تک یہ خط نہ پہنچ سکا اس لئے کہ روم کے دور افتادہ علاقوں میں افشین داخل ہوگیا تھا دوسرا فرمان خلیفہ معتصم نے اشناس کے نام حملہ کرنے کا روانہ کیا اشناس نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی خلیفہ معتصم اپنا لشکر ظفر پیکر لے کر اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

بوڑھے عیسائی کی راہنمائی:......جس وقت انقرہ تین منزل دور رہ گیا اشناس نے رومیوں کے کچھ لوگوں کو پکڑا اور انہیں قتل کرنے لگا تو ان میں سے ایک بوڑھے عیسائی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا ''تمہیں میرے قتل سے کیا فائدہ ہوگا اس وقت تم اور تمہارا لشکر رسد و غلہ نہ پہنچنے سے ایک مصیبت میں گرفتار ہے تم مجھے رہا کر دو تو میں تمہیں ایک ایسے گروپ کا پتہ بتا سکتا ہوں جو کہ انقرہ سے جنگ کے خوف سے بھاگ گیا ہے اور اس کے پاس غلہ کی کافی مقدار موجود ہے'' اشناس نے مالک بن کرد [1] کو پانچ سو سواروں کے ساتھ اس بوڑھے عیسائی کے ہمراہ بھیج دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب یہ بوڑھا عیسائی اہل انقرہ کا پتہ صحیح صحیح بتا دے تو اس کو رہا کر دینا بوڑھے عیسائی نے رہائی کی امید پر اہل انقرہ کے سر پر لے جا کر مالک بن کرد کو کھڑا کر دیا مالک بن کرد نے حملہ کر کے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور جتنا غلہ و اسباب ان کے پاس تھا اس پر قبضہ کر لیا ان لوگوں کے ساتھ وہ زخمی بھی تھے جو بادشاہ روم کے ساتھ جنگ افشین میں شریک تھے۔

نوفل کا حال:......ان زخمیوں نے پوچھنے پر بتایا کہ ہم لوگ بادشاہ روم کے لشکر میں تھے جس وقت یہ خبر پہنچی کہ اسلامی لشکر اطراف آرمینیہ سے روم میں داخل ہوگیا ہے تو بادشاہ روم نے اپنے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کو اپنے لشکر میں تھے اتفاق سے ہم لوگوں نے مسلمانوں کو اس وقت جا کر گھیر لیا جب کہ وہ صبح کی نماز ادا کرنے میں مشغول تھے ہم لوگوں نے ان کو لڑ کر پسپا کر دیا، ان کے جنگ جوؤں کو قتل کر دیا اور باقیماندہ کے تعاقب میں ہماری فوج پھیل گئی دو پہر کے وقت وہ لوگ پھر واپس آئے لڑائی ہوئی تو وہ لوگ ہم پر غالب آ گئے اور ہمارے مورچہ کو ہمارے قبضہ سے نکال کر خیموں کو جلا دیا ہمارا بادشاہ ہم سے جدا ہوگیا ہم لوگ میدان جنگ دے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ٹھوکریں کھاتے ہوئے اس کیمپ کی طرف آ گئے جس پر بادشاہ روم نے اپنے ایک عزیز کو مقرر کیا تھا۔

لشکر کی بغاوت:......یہاں یہ گل کھلا ہوا تھا کہ سارا لشکر اپنے سردار سے بگڑ گیا تھا کیمپ کی طرف ایک طوفان بدتمیزی برپا تھا اگلے دن ہمارا بادشاہ بھی پہنچ گیا ہنگامہ ختم ہوگیا بادشاہ نے بغاوت کے الزام میں اپنے نائب کو سزائے موت دے دیں اور اپنے سارے زیر نظروں علاقوں میں ایک گشتی فرمان اس مضمون کا بھیج دیا کہ جس طرف شکست کھانے والے بائیں ان کو پیٹ کر فلاں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جمع کر وا کر انتظام محال طور پر اپنے ایک سردار کو مسمانوں کے ہاتھوں سے انقرہ بچانے پر مقرر کر دیا یہ سردار انقرہ میں اس وقت پہنچا جب کہ اہل انقرہ مسلمانوں کے خوف سے جلاء وطن ہو گئے تھے بادشاہ روم نے اس سردار کو عموریہ کی طرف جانے کا حکم دیا'' مالک بن کرد یہ واقعات سن کر باغ باغ ہو گیا مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر اشناس کے پاس آیا چنانچہ اشناس اس نے اس بوڑھے عیسائی کو رہا کر دیا اور خلیفہ معتصم کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر دی اس کے بعد افشین کی سلامتی و عافیت کا خط آیا۔

عموریہ تک رسائی:......یہ واقعات جب کا تذکرہ اوپر کیا گیا ماہ شعبان کی چھبیسویں تاریخ کا ہے خط پہنچنے کے دوسرے دن افشین مقام انقرہ

[1] ......صحیح نام مالک بن کرد کے بجائے مالک بن کیدر ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۵۷)

میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا تیسرے دن خلیفہ معتصم نے جنگ کے ارادے سے کوچ کر دیا میمنہ پر افشین کو میسرہ پر اشناس کو مقرر کیا اور خود بنفس نفیس قلب میں رہا ہر لشکر دوسرے لشکر سے دو کوس کے فاصلے پر رکھا گیا اور مختلف راستوں سے عموریہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کر دی گئی کہ انقرہ اور عموریہ کے درمیان جتنے قصبات و دیہات ملیں ان کو ویران اور مسمار کر دینا چنانچہ سب سے پہلے عموریہ افشین پہنچا اس کے بعد خلیفہ معتصم اور اس کے بعد اشناس پہنچا۔

مسلمانوں کی حکمت عملی:......خلیفہ معتصم نے عموریہ کو گہری نظروں سے دیکھ کر ہر سمت کو اپنے سپہ سالاروں پر تقسیم کر دیا ابھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی کہ ایک شخص نے جس کو عیسائیوں نے عیسائی بنا دیا تھا خلیفہ معتصم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خفیہ راستہ کا پتہ بتا دیا جس پر پتھر کی دیوار بنی ہوئی تھی اور حقیقت میں وہ دیوار کھوکھلی تھی خلیفہ معتصم نے اسی سمت میں اپنا مورچہ قائم کیا اور منجنیقیں نصب کرائے اور دو چار ہی پتھر دیوار پر پڑے تھے کہ دیوار میں ایک بڑا شگاف پڑ گیا بطریق باطیس اور قلعہ عموریہ سے گورنر نے ایک خط بادشاہ روم کی خدمت میں روانہ کیا اتفاق سے یہ خط مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا خط میں لکھا ہوا تھا کہ "چونکہ شہر پناہ کی شمالی دیوار گر گئی ہے اسلامی فوجیں عنقریب عموریہ میں داخل ہو جائیں گا اس لئے بطریق باطیس اور قلعہ کا گورنر آج رات کے وقت نکل کر مسلمانوں کے لشکر سے لڑتے بھڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے"

مسلم فوج کا حملہ:......خلیفہ معتصم نے کمانڈروں کو اس سے مطلع کر کے نگرانی کی سخت تاکید کی اس کے بعد دونوں برجوں کی درمیانی دیوار پر اتنی سنگ باری کی گئی کہ دیوار ٹوٹ کر زمین پر گر گئی شہر پناہ کی دیوار کے دامن میں جو خندق تھی اسکو اسلامی فوج نے جانوروں کی کھالوں سے جن میں مٹی بھری ہوئی تھی پاٹ دیا اور بڑے بڑے متعدد چوکیاں تیار کرا کے ہر چوکی میں دس دس آدمیوں کو مقرر کیا اہل عموریہ نے ان چوکیوں پر آتشباری شروع کر دی اور اسلامی فوجیں بھی حملہ کرتی ہوئی قلعہ کی طرف بڑھیں چوکی والے بڑی جدوجہد سے خندق عبور کر کے دیوار تک پہنچ گئے دونوں حریف بے جگری سے لڑنے لگے ساری رات ایک دوسرے پر آگ اور پتھر برستے رہے اگلے دن اسلامی لشکر نے منجنیقوں کو آگ بڑھایا اور سیڑھیاں لے کر لڑتا ہوا قلعہ کی طرف بڑھا راستہ تنگ ہونے کے وجہ سے خونریز جنگ ہونے کے باوجود مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی۔

دوسرے اور تیسرے دن کی لڑائی:......دوسرے دن پھر اشناس نے لڑائی شروع کی اور منجنیقوں سے سنگ باری ہونے لگی افشین اور خلیفہ معتصم نے بھی دوسری طرف سے حملہ کیا پورے دن بڑے زور وشور سے جنگ ہوتی رہی نہ تو اہل قلعہ اسلامی فوج کو پیچھے ہٹا سکے اور نہ اسلامی فوج کا ہاتھ قلعہ تک پہنچ سکا تیسرے دن خلیفہ معتصم کی طرف سے لڑائی کا آغاز ہوا اور ایتاخ نے دوسری جانب سے حملہ کیا اور افشین کی طرف بڑھا رومیوں نے قلعے کے دروازے بند کر لیے اور پھر فصیلوں اور برجوں سے پتھر اور تیر کا مینہ برسانے لگے مگر اسلامی لشکر انتہائی جوش ومردانگی سے بڑھتا جارہا تھا لڑائی کا بازار گرم تھا رات تک لڑائی اسی زور وشور سے جاری رہی جس طرح شروع ہوئی تھی اس معرکہ میں اہل عموریہ زیادہ کام آئے زخمیوں کی تعداد تندرستوں سے دوگنی ہوگئی۔

بطریق روم سے صلح:......جو بطریق اس سمت کی حفاظت پر مامور تھا اس نے دوسرے بطریقوں اور سرداروں سے زخمیوں اور مقتولوں کی کثرت کی شکایت کی اور امداد مانگی مگر ان لوگوں نے انکار کر دیا تب اس نے خلیفہ معتصم سے امن کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ معتصم نے اسے امان دے دی اگلے دن صبح وہ دروازہ کھول کر خلیفہ معتصم کی خدمت میں چلا آیا اس بطریق کا نام "وندوا" ❶ تھا۔

اس دوران کہ جب وندوا خلیفہ معتصم سے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا عبدالوہاب بن علی نے مسلمانوں کو اشارہ کر دیا تو سب کے سب اسی راستہ سے جو سنگباری کی وجہ سے دیوار میں بن گیا تھا شہر میں گھس گئے وندوا حیران ہو کر دیکھنے لگا خلیفہ معتصم نے تسلی دے کر کہا "گھبراؤ نہیں تمہاری خواہش کے مطابق کام کیا جائے گا" چنانچہ وندوا خاموش ہو گیا اور اسلامی فوجیں جوق در جوق شہر میں داخل ہوگئیں رومیوں نے کلیسہ میں جا کر پناہ لی تو اسے مسلمانوں نے آگ لگا دی، باطیس بطریق قلعہ کے ایک برج میں چھپ گیا اور پھر خلیفہ معتصم کے امان دینے پر ہی برج سے نکلا جس طرف نظر جاتی تھی ایک ایک

❶ ......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۶۱ پر بطریق کا نام وندوا کے بجائے ,, بدوا ,, تحریر ہے (ثناء اللہ محمود)

مسلمان سپاہی پانچ پانچ دس دس قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکے ہوئے لا رہا تھا تھوڑی دیر میں ایک جم غفیر قیدیوں کا جمع ہوگیا خلیفہ معتصم نے شرفا اور رئیسوں کو علیحدہ کر کے باقی لوگوں کے قتل کا حکم صادر کر دیا اور مال غنیمت پانچ دن میں جتنا فروخت کر سکا فروخت کر دیا اور باقی ماندہ کو جلا دیا۔

قلعہ کا انہدام:...... بیچنے کے دوران ایک دن بعض لشکریوں نے مال غنیمت لوٹنا شروع کر دیا تو جب خلیفہ معتصم تک یہ خبر پہنچی تو وہ سوار ہو کر لشکریوں کی طرف آیا لشکر خلیفہ معتصم کی صورت دیکھتے ہی لوٹنے سے رک گیا اور اس کے حکم سے دیکھتے ہی دیکھتے عموریہ کا مضبوط و مستحکم قلعہ گرا کر جلا دیا گیا۔ اس خداداد کامیابی کے بعد خلیفہ معتصم نے قیدیوں کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر کے طرسوس کی جانب کوچ کیا۔

روم کا حکمران:...... خلیفہ معتصم نے اس قلعہ کا پچپن دن چھٹی رمضان سے آخر شوال تک محاصرہ کئے رکھا اس زمانہ سے نوفل روم پر حکومت کرنے لگا حتیٰ کہ ۲۲۹ھ میں خلیفہ واثق کے دور میں انتقال کیا اس وقت رومیوں نے اس کی جگہ اس کے بیٹے میخائیل کو اس کی ماں ندورہ کی سرپرستی میں تخت نشین کیا ندورہ نے چھ برس حکومت کی اس کے بعد اس کے لڑکے میخائیل نے کسی درباری کے ساتھ مراسم کا الزام لگا کر اسے خانہ نشین کر دیا۔

عجیف بن عنبسہ اور عباس بن مامون:...... چونکہ خلیفہ معتصم افشین کو عجیف بن عنبسہ پر ہمیشہ ترجیح دیا کرتا تھا اس لئے جس وقت عجیف کو زبطرہ کی طرف روانہ کیا تو خرچ کرنے کی آزادی نہ دی جیسا کہ افشین کو خود مختاری اور آزادی دی تھی اس کے علاوہ اکثر اوقات خلیفہ معتصم عجیف کی حرکات وسکنات اور افعال پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا انہی وجوہات کی بناء پر عجیف کے خیالات میں تبدیلی آ گئی اور بغاوت اور بدعہدی کی ہوا دماغ میں سمائی۔ اس نے عباس بن مامون سے ملاقات کی اور باتوں باتوں میں کہنے لگا ''آپ نے خلیفہ مامون کی وفات پر بڑی غلطی کی خواہ مخواہ خاموشی اختیار فرمائی آپ مستحق خلافت ہیں اگر آپ ذرا سا اشارہ کرتے تو لوگ آپ ہی کی بیعت کر لیتے''

عباس بن مامون کی بغاوت:...... عباس بن مامون نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے آئندہ اس غلطی کو دور کرنے کا اقرار کیا اور عجیف کے اتفاق رائے سے اپنے رازداروں میں سے ایک شخص سمرقندی نامی کو جو عبداللہ بن وضاح کا رشتہ دار تھا اس کام پر مقرر کیا کہ امراء اور رؤساء لشکر کو درپردہ خلیفہ معتصم سے بدظن اور عباس بن مامون کی طرف مائل کیا کرے تھوڑے دنوں میں کمانڈروں اور دربار خلافت کے مقربین کا ایک گروپ عباس بن مامون کی جانب مائل ہوگیا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی اور آپس میں یہ عہد و پیمان ہوگیا کہ ہر شخص اپنے ساتھی سپہ سالار کو چاہے وہ خلیفہ معتصم کے اسٹاف کا ہو یا افشین اور اشناس کے ساتھیوں میں سے ہو قتل کر ڈالے عجیف نے روم کی دود و میں داخل ہوتے وقت عباس بن مامون سے کہا ''یہ موقع اچھا ہے آؤ ہم لوگ اپنے عہد اور اقرار کو پورا کر کے بغداد واپس جائیں'' مگر عباس بن مامون نے انکاری جواب دیا پھر جب عموریہ فتح ہوا تو اس وقت عجیف نے لوگوں کو مال غنیمت لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت خلیفہ معتصم سوار ہو کر تمہاری طرف آئے اچانک اس پر حملہ کر دینا چنانچہ لوگوں نے عجیف کی پہلی رائے پر عمل کیا مگر اس رائے کی دوسری شق پر عمل کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

عمر فرغانی:...... فرغانی کا ایک نوعمر رشتہ دار خلیفہ معتصم کے خواص میں سے تھا اتفاق سے اسی شب کو یہ لڑکا فرغانی کے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا گپیں مار رہا تھا برسبیل تذکرہ لوگوں کے مال غنیمت لوٹنے اور خلیفہ معتصم کے سوار ہو کر آنے قصہ سنانے لگا تو فرغانی نے اسے روک کر کہا ''صاحبزادے! تم اکثر اپنے خیمہ میں رہا کرو اور امیر المؤمنین کی خدمت میں کم حاضر ہوا کرو اگر کسی وقت شور و غوغا سنو تو دیکھو گھبرا کے نکل مت آنا کیونکہ تم ابھی چھوٹے اور سادہ لوح ہو''

عمر فرغانی اور احمد کی گرفتاری:...... ان واقعات کے بعد خلیفہ معتصم نے اپنے سرحدی علاقوں کی جانب کوچ کیا راستے میں اشناس اور عمر فرغانی واحمد بن خلیل سے اَن بَن ہوگئی اشناس نے ان دونوں کو سخت برا بھلا کہا اور دربار گاہ خلافت میں حاضر ہو کر ان دونوں کی شکایتیں جڑ دیں خلیفہ معتصم نے عمر فرغانی اور احمد بن خلیل کو طلب کر کے تنبیہہ کے لئے اشناس کے حوالہ کر دیا اشناس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا جس وقت خلیفہ معتصم صفصاف پہنچا تو اس لڑکے نے جو فرغانی کا عزیز تھا خلیفہ معتصم سے اس رات کا قصہ بیان کر دیا خلیفہ معتصم نے بغا کو اشناس کے پاس بھیجا کہ فرغانی کو ایتاخ کے اور احمد بن خلیل کو پھر اشناس کے حوالہ کر دیا۔

بغاوت کا راز کھلنا:......احمد بن خلیل ❶ نے اشناس کو عباس بن مامون کے حالات اور سپہ سالاروں کی بیعت کرنے کا قصہ اور حرث ❷ سمرقند کے حالات بتائے اشناس نے حرث کو گرفتار کر کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا (حرث اس وقت مقدمتہ الجیش میں تھا) حرث نے سارے واقعات شروع سے سنا آخر میں عرض کر دیئے خلیفہ معتصم نے خلعت وانعام دے کر رہا کر دیا مگر اس وقت لشکر کے کمانڈروں سے ان کی کثرت کے باعث متعرض نہ ہوا البتہ عباس بن مامون کو طلب کر کے اصل واقعہ پوچھا تو عباس بن مامون نے سارے حالات عرض کر دیئے خلیفہ معتصم نے اسے افشین کی زیر نگرانی قید کر دیا۔

عباس اور دیگر باغیوں کی موت:......اس کے بعد پنجے جھاڑ کر سپہ سالاروں کے پیچھے پڑ گیا کسی کو قید کیا کسی کو قتل کیا ان لوگوں میں سب سے پہلے مشاء ❸ بن سہیل کو سزائے موت دی۔ منبج میں پہنچ کر عباس بن مامون کھانا طلب کیا کھانا دیا گیا مگر پانی نہیں دیا گیا اور کھانا کھانے کے بعد ایک بورے میں بند کر کے سی دیا چنانچہ دم گھٹ کر مر گیا نصیبین میں پہنچ کر خلیفہ معتصم نے ایک گڑھا کھدوا کر عمر فرغانی کو زندہ دفن کر دیا جب موصل پہنچا تو عجیف کو اسی طرح قتل کیا جس طرح عباس کی زندگی کا خاتمہ کیا غرض رفتہ رفتہ تمام سپہ سالاروں کو جنھوں نے عباس بن مامون کی بیعت کی تھی قتل کر دیا اور عباس بن مامون کو ''عباس لعین'' لقب سے یاد کر نیلگا۔ سامرہ میں داخل ہوتے ہی خلیفہ مامون کی باقی اولاد کو گرفتار کرا کے ایک مکان میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ سب قید ہی میں مر گئے۔

مازیار بن قارن:......مازیار بن قارن بنونداہرمز (والی طبرستان) اور عبداللہ بن طاہر کی آپس میں کسی معاملہ میں اَن بَن ہوگئی مازیار نے کہلا بھیجا کہ میں تم کو خراج ادا نہیں کروں گا تمہارے علاوہ دارالخلافت سے جو کوئی آئے گا اس کو خراج دوں گا عبداللہ بن طاہر نے خراج وصول کرنے میں سختی کی تو مازیار بگڑ گیا فریقین کی کدورتوں نے جنگ وجدال کی صورت اختیار کر لی عبداللہ بن طاہر نے مازیار کی شکایات لکھ لکھ کے خلیفہ معتصم کا مزاج مازیار کی جانب سے برہم کر دیا۔

افشین اور مازیار:......افشین کو جس وقت بابک کی مہم میں کامیابی ہوئی اور خلیفہ معتصم کے نظروں میں اس کی توقیر بڑھ گئی تو اس وقت گورنری کا لالچ دامنگیر ہوا چنانچہ اس نے مازیار سے خط وکتابت شروع کر دی اور وقتاً فوقتاً بوجہ عداوت عبداللہ بن طاہر سے بغاوت وسرکشی پر ابھارنے لگا اس کا فاسد گمان یہ تھا کہ عبداللہ بن طاہر اس سے لڑنے کی جرات نہیں کر سکے گا لھذا خواہ مخواہ بارگاہ خلافت سے مجھے خراسان کی سند گورنری مرحمت ہوگی اور مجھے جنگ مازیار پر بھیجا جائے گا یہی ذریعہ خراسان پر میرے غالب اور متصرف ہونے کا ہوگا۔

مازیار کی بغاوت:......مازیار اس جھانسے میں آ کر باغی ہو گیا اور لوگوں سے زبردستی اپنی بیعت لے لی۔ خراج جو ایک سال میں وصول ہوتا تھا ایک مہینہ کے اندر وصول کر لیا آمل اور ساریہ کی شہر پناہوں کو مسمار کر کے وہاں کے رہنے والوں کو ایک پہاڑ کی طرف جلاوطن کر دیا جو ساریہ و آمل کے درمیان واقع اور ہرمزآباد کے نام سے موسوم تھا ان شہروں کی شہر پناہوں کو توڑنے کے بعد مازیار کے نامی گرامی سپہ سالار سرخاستان نے طمیس ❹ سے دریا تک جو تین میل کے فاصلہ پر تھا اس شہر پناہ کو درست کرایا جس کو شاہان فارس نے ترکوں کے حملوں سے طبرستان کو بچانے کے لئے بنوایا تھا اور اس شہر پناہ کے چاروں طرف گہری خندق کھدوائی۔ اہل جرجان اس تیاری کو دیکھ کر گھبرا گئے اور جان کے خوف سے اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر نیشاپور چلے گئے۔

شاہی فوج کی آمد:......عبداللہ بن طاہر نے جرجان کی حفاظت کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ اپنے چچا حسن بن حسین کو روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اسی خندق پر اپنا مورچہ قائم کرنا جس کو سرخاستان نے کھدوایا ہے۔ دوسرا لشکر حیان بن جبلہ کی کمان میں قومس کی جانب بھیجا

❶......یہاں اس عبارت کا اضافہ ہے کہ، احمد بن خلیل نے اشناس سے کہا کہ وہ اشناس کو معتصم کے فائدے کی بات بتا سکتا ہے، (تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۲۶۳ سے نقل کیا گیا ہے۔

❷......ہمارے پاس موجود (تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۶۲ پر حرث کے بجائے حارث تحریر ہے۔

❸......صحیح نام شاہ بن سہیل ہے، دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۷۶)

❹......ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ پر طمیس کے بجائے طمس یعنی بغیر یاء کے تحریر ہے۔

حیان بن جبلہ نے ہدایت کے مطابق جبال شروین پر صف آرائی کی جب دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی تو خلیفہ معتصم نے دارالخلافت بغداد سے کچھ کمانڈروں کو اس شورانگیز طوفان کو ختم کرنے روانہ کیا محمد بن ابراہیم بن مصعب کو براہ راست سرغاستان کی جانب بھیجا منصور بن حسن والی دنباوند کو 'رے' کی طرف سے طبرستان میں داخل ہونے کا حکم دیا ابوساج کو دنباوند کی حفاظت پر مقرر کیا۔

سرخاستان کا گھیراؤ:......غرض پر شاہی فوج نے چاروں طرف سے سرغاستان کو گھیر لیا حسن بن حسین، اور سرغاستان کے لشکروں میں ایک خندق حد فاصل تھی اکثر اوقات ان کے لشکریوں میں ہنسی مذاق ہوتا رہتا حسن بن حسین کے لشکری ایک روز اپنے سرداروں سے چھپ کے سرغاستان کے مورچہ میں گھس گئے۔ حسن بن حسین کو اطلاع ملی تو اس خوف سے کہ کہیں میرے لشکری کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں سوار ہو کر چلا تا ہوا دوڑا اس کے لشکریوں نے جب یہ دیکھا کہ حسن بن حسین غصہ میں بھرا ہوا دوڑا آ رہا ہے اپنا جھنڈا سرغاستان کے مورچہ پر اڑا دیا۔

سرغاستان کا فرار:......سرغاستان اس وقت حمام میں تھا یہ سن کر کہ حسن بن حسین کا لشکر خندق عبور کر کے لشکر گاہ میں گھس آیا ہے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا حسن بن حسین کے سپاہیوں نے سرغاستان کے لشکر گاہ پر اطمینان کے ساتھ قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی شہریار کو گرفتار کر کے حسن بن حسین کے سامنے پیش کر دیا حسن بن حسین نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اس کے بعد پانچ کوس کے فاصلہ پر سرغاستان کو جا کے گرفتار کیا اور زنجیر سے باندھ کر حسن بن حسین کے پاس لائے حسن بن حسین نے اس کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔

قارن کا مازیار کو دھوکا:......اس واقعہ کے بعد حیان بن جبلہ نے قارن بن شہریار کو جو مازیار کا بھتیجا تھا خط و کتابت کر کے ملا لیا اور اس سے یہ وعدہ کر لیا کہ تم بغیر جنگ اور خونریزی کے شہر ساریہ کو حدود جرجان تک ہمارے حوالہ کر دو تو ہم تم کو اس کے معاوضہ میں وہ علاقے دیں گے جو تمہارے آباؤ اجداد کے ہیں قارن اس پر راضی ہو گیا حیان نے عبداللہ بن طاہر کو اس سے مطلع کیا عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا حیان نے قارن کو اس منظوری کی اطلاع دی چونکہ قارن اکیلا یہ صلح اپنے سپہ سالاروں کی مرضی کے خلاف نہیں کر سکتا تھا چنانچہ دعوت کے بہانے ان سب کو اپنے خیمہ میں بلایا انہی لوگوں میں قارن کا چچا عبداللہ بن قارن بھی تھا جب ان سب نے مکمل اطمینان سے بے خوف و خطر اپنے اپنے ہتھیار کھول کر رکھ دیئے اور کھانے میں مشغول ہو گئے تو قارن نے ان سب کو گرفتار کر کے حیان کے پاس بھیج دیا حیان نے ان لوگوں کی گرفتاری کے بعد لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور سوار ہو کر جبال قارن میں گیا اور بغیر جنگ وجدال قبضہ کر لیا۔

مازیار کا جوش ختم:......مازیار کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا اور اس کا جوش بغاوت ٹھنڈا ہو گیا اس کے تو ہاتھ کے طوطے اڑ گئے کچھ بن نہ پڑتا تھا اسے اس کے بھائی قوہیار نے رائے دی کہ تم اپنے ساتھیوں کو رہا کر دو کہ وہ اپنے اپنے وطن واپس چلے جائیں لڑائی تو بگڑ ہی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ ان کی جانب سے بھی کوئی حادثہ پیدا ہو جائے مازیار نے اس رائے کے مطابق ان سب کو اپنے اپنے وطن چلے جانے کا اختیار دے دیا چنانچہ پولیس کا افسر مال اور سیکرٹری مازیار کی لشکر گاہ سے اپنے اپنے شہر واپس آ گئے۔

اہل ساریہ کا مازیار پہ حملہ:......اہل ساریہ کو ان واقعات کی خبر ملی تو انہوں نے حاکم ساریہ 'مہرستان بن شہرین' پر جو مازیار کی طرف سے مقرر تھا حملہ کر دیا چنانچہ مہرستان شہر چھوڑ کر بھاگ گیا لوگوں نے جیل کے دروازے توڑ ڈالے لھذا جتنے قیدی تھے بھاگ گئے اس دوران حیان شہر ساریہ پہنچ گیا قوہیار نے جو کہ مازیار کا بھائی تھا یہ واقعہ سن کر محمد بن موسیٰ بن حفص (گورنر طبرستان) کی معرفت جو ایک زمانہ سے اس کے پاس قید تھا حیان کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ لو میں مازیار کو تمہارے حوالہ کر دوں گا حیان نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔

قوہیار کی حسن سے صلح:......قوہیار کے بعض ساتھیوں نے قوہیار کو اس رائے پر کہ اس نے حسن کے بجائے حیان سے امان مانگی نصیحت وملامت کی تو قوہیار ان لوگوں کے کہنے سننے میں آ گیا پھر ان لوگوں نے حسن کو یہ پیغام دیا کہ خط دیکھتے ہی آپ چلے آیئے ہم قوہیار کے بھائی مازیار کو آپ کے حوالہ کر دیں گے چنانچہ حسن اپنی لشکر گاہ 'طمیس' سے روانہ ہو کر تین دن کی مسافت طے کر کے ساریہ کے قریب پہنچ گیا۔

حیان کی وفات:......حیان نے حسن کا ایک کوس آگے نکل کر استقبال کیا حسن نے حیان کو شروین کے پہاڑوں سے یہاں چلے آنے پر

ڈانٹا اوراسی وقت شروین کی طرف روانہ ہوجانے کا حکم دے دیا حیان شروین کی جانب روانہ ہونے کے لئے شہر ساریہ کی طرف واپس گیا مگر اتفاق وقت سے قضاء آ گئی اوراس کے انتقال ہوگیا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کی جگہ محمد بن حسین بن مصعب کو مقرر کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ قارن کے کسی کام دخل مت دینا۔

معاہدہ حسن وقوہیار:......الغرض حیان کی واپسی کے بعد حسن خرماباد مازیار کے پہاڑوں کے وسط میں پہنچا تو حسب وعدہ قوہیار سے ملنے آیا دونوں نے ایک دوسرے سے انتہائی پختہ عہد و پیمان کیا اور مزید اطمینان کے لئے خلیفہ معتصم کے نامور سپہ سالاروں میں سے محمد بن ابراہیم بن مصعب نے ایک عہد نامہ طے شدہ شرائط کے مطابق کر قوہیار کے حوالہ کر دیا قوہیار واپس مازیار کے پاس آیا اوراس کو یہ اطمینان دلایا کہ میں نے انتہائی حزم واحتیاط سے آپ کے لیئے امن حاصل کرلیا ہے۔

مازیار کی گرفتاری:......اگلے دن حسن اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کر قوہیار کی جانب روانہ ہوا اور محمد بن ابراہیم کو دوسرے راستے سے روانہ کیا حسن اتفاق سے محمد بن ابراہیم قوہیار کے پہنچنے سے پہلے پہنچ گیا اس کے بعد قوہیار اپنے بھائی مازیار کے ساتھ آیا محمد بن ابراہیم نے مازیار کو گرفتار کر کے دوسپہ سالاروں کے ساتھ خرماباد سے شہر ساریہ کی جانب لے جانے کا حکم دیا پھران لوگوں کی روانگی کے بعد خود سوار ہوا۔

مازیار کی قیداور روانگی:......اس دوران حسن بھی پہنچ گیا محمد بن ابراہیم نے اس سے پوچھا کہ ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' حسن نے جواب دیا کہ ''مازیار کا'' محمد بن ابراہیم نے کہا ''وہ تو ساریہ پہنچ چکا ہے'' حسن یہ سن کے ہنس پڑا دوسری جانب نظر اٹھی تو اسے مازیار کا بھائی دکھائی دیا تو اس نے حکم دیا کہ اس کو بھی گرفتار کر کے ساریہ لے چلو اور خود بھی اسی وقت شہر ساریہ کی جانب واپس لوٹ گیا۔ ساریہ پہنچ کر مازیار کو اسی طرح باندھ کر قید کیا جس طرح اس نے محمد بن محمد بن موسیٰ بن حفص کو قید کیا تھا انہی دنوں عبداللہ بن طاہر کا خط آیا اس میں لکھا تھا کہ مازیار کو اس کے بھائی اور اہل وعیال سمیت محمد بن ابراہیم کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں روانہ کردو حسن نے مازیار سے چلتے وقت اس کے مال واسباب کا پتہ پوچھا تو مازیار نے ساریہ کے چند رئیسوں کے نام لے کر کہا کہ میرا سارا مال واسباب ان لوگوں کے پاس ہے۔

قوہیار کا قتل:......حسن نے قوہیار کو مازیار کا مال واسباب لانے کا حکم دیا جس وقت قوہیار مازیار کا مال واسباب لانے کے لئے جبال کی طرف روانہ ہوا تو کچھ فاصلے کے بعد مازیار کے دیلمی خادموں نے یورش کر کے گھیر لیا اور اپنے آقا کے بدلے میں قوہیار کو قتل کر کے دیلم کی طرف بھاگ گئے یہ لوگ تعداد میں تقریباً بارہ سو تھے مگر راستے میں محمد بن ابراہیم کی فوج سے سامنا ہو گیا تو اس نے ان کو گرفتار کر کے شہر ساریہ بھیج دیا۔

بعض مؤرخین کی رائے:......بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ جس شخص نے مازیار کے ساتھ بے وفائی کی اوراس کو گرفتار کرایا وہ مازیار کا چچازاد بھائی تھا جو جبال طبرستان کا مالک اور حکمران تھا اور مازیار کی طرف سے ان شہروں پر حکومت کررہا تھا۔ جبال طبرستان تین تھے (۱) جبل ونداد ہرمز (۲) جبل ونداسنجان اور (۳) جبل شروین بن سرخاب ❶ جس وقت جہاں طبرستان میں ایک عام بغاوت پھیل گئی اور مازیار کے چچازاد بھائی کو انتظام وامن قائم کرنے کے غرض سے فوج کی ضرورت ہوئی اس وقت اس نے اپنے چچازاد بھائی کو بلاد طبرستان سے بلا کر اہم جگہوں کا والی بنایا کچھ عرصے کے بعد اسے یہ شک ہوا کہ اس کو ایک قسم کا استحکام ہو گیا ہے اس بناء پر اس نے حسن سے خط وکتابت شروع کر دی اور افشین اور مازیار کی خط وکتابت سے مطلع کر کے اس شرط پر سازش کرلی کہ مجھ کو میرے آباؤاجداد کے مقبوضات پر حکمران بنا دینا چنانچہ حسن نے عبداللہ بن طاہر کے توسط بارگاہ خلافت سے ان شرائط کی منظوری حاصل کرلی اور جس دن اور جس وقت کا وعدہ ہوا تھا اسی دن اوراسی وقت سوار ہو کر جبال طبرستان کی طرف گیا اور مازیار کے چچازاد بھائی کی مدد اور سازش سے مازیار کا محاصرہ کرلیا حتیٰ کہ مازیار نے حسن کے کہنے سے خود کو حسن کے لشکریوں کے حوالے کر دیا۔

ایک اور قول:......بعض مؤرخ یوں بھی بیان کرتے ہیں کہ مازیار کو شکار کھیلتے ہوئے حسن نے گرفتار کیا اوراس کی گرفتاری کے بعد دوسرے

---

❶......دیکھیں ابن اثیر کی تاریخ (تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۲۷۰-۲۷۱)

دن والی حبل سے لڑنے کو گیا اس کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی وہ مقابلہ پر آیا اور لڑائی ہونے لگی سامنے تو کشت وخون کا بازار گرم ہی ہور ہا تھا پیچھے سے بھی اسلامی فوج نے پہنچ کر حملہ کر دیا گھبرا کہ بلاد دیلم کی جانب بھاگ کھڑا ہوا اسلامی فوج نے تعاقب کیا اور گرفتار کر کے قتل کر دیا اس کے بعد حسن نے مازیار سے افشین کے خطوط مانگے تو مازیار نے پیش کر دیئے عبداللہ بن طاہر نے اس کو معہ ان خطوط سمیت خلیفہ معتصم کے پاس بھیج دیا خلیفہ معتصم نے اسے اتنے کوڑے لگوائے کہ اس کی موت واقع ہوگئی پھر اسے بابک خرمی کے پہلو میں صلیب پر چڑھا دیا یہ واقعہ ۲۲۴ھ کا ہے۔

جعفر بن قہر کی بغاوت:......۲۲۴ھ میں کرد سرداروں میں سے ایک شخص جعفر بن فہر بن حسن نے اطراف موصل میں خلافت اسلامیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اکراہ کا ایک بڑا گروہ اس کا مطیع ہوگیا پھر کیا تھا جعفر نے لوٹ مار شروع کر دی خلیفہ معتصم نے اس کی تنبیہ اور ہوش میں لانے کے لئے عبداللہ بن سید بن انس کو متعین فرمایا اور موصل کا گورنر اسے بنا دیا چنانچہ عبداللہ بن اسید نے اطراف موصل کے قریب پہنچ کر جعفر سے صف آرائی کی اور انتہائی مردانگی سے لڑ کر ماتعیس پر قبضہ کر لیا جعفر ماتعیس سے نکل کر کوہ داسن کی چوٹی پر چلا گیا کوہ داسن کی دشوار گذار گھائیاں تھیں اس کی بلندیِ آسمان سے باتیں کر رہی تھی راستہ نہایت تنگ تھا مگر عبداللہ بن اسید نے تعاقب کیا اور بڑی مشکل اور نقصان کے ساتھ ان دشوار گذار گھاٹیوں کو عبور کر کے جعفر سے جا بھڑا (چنانچہ دونوں حریف بے جگری لڑنے لگے جعفر کے بہت سے ساتھی اس معرکہ میں کام آ گئے لشکر اسلام کے سرداروں میں سے اسحاق بن انس (عبداللہ بن اسید کا چچا) شہید ہوگیا انہی واقعات پر ۲۲۴ھ کا خاتمہ ہوگیا مگر ہنگامہ کارزار بدستور گرم رہا ختم نہیں ہوا خلیفہ معتصم نے اپنے خادم خاص ایتاخ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موصل کی جانب عبداللہ بن اسید کی کمک کے لئے روانہ فرمایا ایتاخ سیدھا جبل داسن پر چڑھ گیا اور پہلے ہی معرکہ میں جعفر کو زیر کر کے عین معرکہ قتل کر دیا جعفر کے ساتھی منتشر ہو کر تکریت کی جانب بھاگ گئے باقی جو سامنے آئے یا گرفتار کئے گئے ان کا خون مباح کر دیا گیا۔

افشین کا زوال:......افشین اشروسنہ میں پیدا ہوا اور بغداد میں خلیفہ معتصم کے زیر سایہ عاطفت نشوونما پائی خلیفہ معتصم کی نظروں میں اس کی بڑی عزت وتوقیر تھی جن دنوں یہ بابک خرمی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا وہاں جو مال واسباب ان معرکوں میں لشکر اسلام کے ہاتھ آتا وہ سب کا سب اشروسنہ بھیج دیا جاتا تھا عبداللہ بن طاہر نے بارگاہ خلافت میں اس کی ایک خفیہ رپورٹ بھیج دی خلیفہ معتصم نے اس واقعہ کے تفتیش کے لئے جاسوسوں اور مخبروں کے مقرر کرنے کا حکم صادر کر دیا۔

افشین کی خیانت چاک:......ایک مرتبہ افشین نے بہت سا مال واسباب میدان کارزار سے اشروسنہ روانہ کیا اس کی عبداللہ بن طاہر کو خبر مل گئی تو سب مال واسباب چھین لیا چنانچہ مال واسباب لانے والوں نے بیان کیا کہ یہ مال افشین کا ہے عبداللہ بن طاہر نے انجان بن کر ڈانٹ کر کہا ''اگر یہ مال ہمارے بھائی افشین کا ہوتا تو وہ مجھے ضرور اس سے مطلع کرتا یقیناً تم لوگ چور ہو'' وہ لوگ اس کو کچھ جواب نہ دے سکے اور عبداللہ بن طاہر نے ان لوگوں کو جیل بھیج دیا اور مال واسباب لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا اور افشین کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ اتنا مال واسباب فلاں فلاں اشخاص لائے تھے اور وہ ظاہر کرتے تھے کہ یہ مال واسباب آپ کا ہے مجھے ان کے کہنے پر یقین نہیں آیا اس لئے میں نے وہ مال واسباب ضبط کر کے لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا کیونکہ میں اس کو ترکوں کے مقابلہ پر بھیجنے والا ہوں اور ان کو چور سمجھ کر میں جیل میں ڈال دیا ہے'' افشین نے رفع ندامت کے لئے تحریر کیا ''بھائی جان! میرا مال اور امیر المؤمنین کا مال ایک ہی ہے وہ لوگ چور نہیں ہیں آپ ان کو رہا کر دیجئے۔ والسلام'' عبداللہ نے افشین کے لکھنے پر ان لوگوں کو رہا تو کر دیا مگر دونوں کے دلوں کی کدورتیں اور زیادہ مستحکم ہوگئیں۔

خیانت کی رپورٹ:......ادھر عبداللہ بن طاہر نے بارگاہ خلافت میں اس کی بھی رپورٹ بھیج دی اُدھر افشین اس امید پر کہ گورنری خراسان کی مجھے مل جائے۔ مازیار کو آئے دن بغاوت ومخالفت پر ابھارتا رہتا تھا تا کہ خلیفہ معتصم مجھے وہاں کا گورنر بنا دیں اور جنگ مازیار پر متعین کر دیں مگر افشین کی یہ رائے غلط فہمی پر مبنی تھی مازیار کی مخالفت وبغاوت کا جو کچھ نتیجہ نکلا اس کو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ اسے گرفتار کر کے بغداد بھیجا گیا اور ''جنگ بابک'' کے خاتمہ پر خلیفہ معتصم نے افشین کو آذربائیجان کا گورنر مقرر کر دیا۔

افشین کا نائب منکجور:.....افشین نے اپنے اعزہ واقرب سے منکجور نامی ایک شخص کو آذربائیجان میں اپنا قائم مقام بنایا اتفاق سے آذربائیجان کے کسی قصبہ میں بابک کا بہت سا مال واسباب منکجور کے ہتھے چڑھ گیا جس کی نہ خلیفہ معتصم کو اطلاع تھی اور نہ افشین کو لیکن پرچہ نویسوں کے افسر نے دربار خلافت میں اس کی خبر کردی چنانچہ منکجور سے کیفیت طلب کی گئی منکجور نے اس واقعہ کی تکذیب کردی اور پرچہ نویسوں کے افسر کے قتل کے درپے ہوگیا مگر اہل اردبیل نے منکجور کو اس ارادے سے روکا تو منکجور اہل اردبیل سے الجھ گیا رفتہ رفتہ خلیفہ معتصم تک اس کی خبر پہنچ گئی تو خلیفہ معتصم نے افشین کے پاس منکجور کے معزولی کا فرمان بھیج دیا اور ایک سپہ سالار کو منکجور کی جگہ روانہ کیا۔ ادھر منکجور اپنی معزولی کی خبر پا کے باغی ہوگیا اور اردبیل سے نکل کے صف آرائی کرلی۔

منکجور کی گرفتاری:.....چنانچہ داروگیر اور قتل وغارت کا ہنگامہ برپا ہوگیا شام ہوتے ہوتے منکجور کو شکست ہوگئی اور بھاگ کر آذربائیجان کے ایک قلعہ میں پناہ گذین ہوگیا جس کو بابک نے ویران وخراب کردیا تھا اور اس کو درست کر کے اطمینان سے رہنے لگا تقریباً ایک ماہ تک قلعہ بند رہا اس کے بعد اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص اس کو بحالت غفلت گرفتار کر کے اس سپہ سالار کے پاس پیش کردیا جو اس کی جگہ بارگاہ خلافت سے مقرر ہوکر آیا اور وہ سپہ سالار اس کو لے کر سامرا پہنچا خلیفہ معتصم نے اس کو جیل میں ڈال دیا۔

افشین کا مشکوک ہونا:.....غرض ان معاملات سے خلیفہ معتصم کے نزدیک افشین مشتبہ اور مشکوک ہوگیا وہ عزت وتوقیر جو اس سے پہلے اس کی نظروں میں تھی ختم ہوگئی یہ واقعات ۲۲۵ھ کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جو سپہ سالار اس کی جگہ بھیجا گیا تھا وہ بغا الکبیر تھا اور منکجور اس کے پاس امان حاصل کر کے حاضر ہوگیا تھا۔

افشین کی گرفتاری:.....جس وقت افشین کو خلیفہ معتصم کی سوء بدمزاجی کا احساس ہوا اس پر بدحواسی سی چھا گئی کچھ بن نہ پڑتا تھا کبھی یہ خیال کرتا کہ خلیفہ طور سے بھاگ کر آرمینیہ چلا جاؤں اور آرمینیہ سے بلاد خزر کی طرف نکل جاؤں اور وہاں سے اشروسنہ آجاؤں مگر پھر یہ سوچ کر کہ چونکہ خلیفہ معتصم خود بہ نفس نفیس اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اس ارادے میں مجھے کامیابی نہیں ہوگی رک جاتا تھا اور کبھی یہ ارادہ کرتا کہ ایک دن خلیفہ معتصم کی سارے سرداروں وارا کین سلطنت سمیت دعوت کردوں تمام دن وہ لوگ کھانے پینے میں مشغول رہیں گے شام ہوتے ہی سب کے سب تھک کر سو جائیں گے اور میں موقع پا کر نکل جاؤں گا۔ افشین انہی خیالات میں ڈوبا ہوا تھا اور ابھی کوئی مہمان رائے مستقل قائم نہ کرنے پایا تھا کہ اس کو اپنے ایک خادم پر غصہ آگیا جو اس کے ان مجنونانہ خیالات سے واقف تھا خادم یہ سمجھ کر کہ افشین اب چند دن کا مہمان ہے، ایتاخ کے پاس چلا گیا ایتاخ نے اس کو خلیفہ معتصم کی خدمت میں پیش کردیا خادم نے افشین کے سارے حالات اور خیالات کا خاکہ کھینچ دیا خلیفہ معتصمؒ نے اسی وقت افشین کی حاضری کا حکم صادر کردیا اور درباری لباس اتروا کر جوسق میں قید کردیا۔

حسن بن افشین کی گرفتاری:.....حسن بن افشین ماوراءالنہر کے بعض شہروں کا گورنر تھا خلیفہ معتصم نے عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ اس کو گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دو چونکہ حسن بن افشین اکثر نوح بن اسد (گورنر بخارا) کی شکایت کیا کرتا تھا اس لئے عبداللہ بن طاہر نے حسن بن افشین کے پاس بخارا کی حکومت کی سند لکھ کر بھیج دی اور درپردہ وہ لوح لکھ بھیجا کہ جب حسن ابن افشین تمہارے پاس حکومت بخارا کی سند لے کر پہنچے تو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دینا چنانچہ نوح بن اسد نے ایسا ہی کیا اور پھر عبداللہ بن طاہر نے حسن کو خلیفہ معتصم کی خدمت میں روانہ کردیا۔

عدالتی کمیشن کا قیام:.....اس کے بعد خلیفہ معتصم نے افشین کے مقدمہ کی سماعت کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا اور کمیشن کے سامنے افشین کے حاضر کئے جانے کا حکم صادر کیا اس کمیشن میں وزیرالسلطنت محمد بن عبدالملک بن الزیات، قاضی احمد بن ابی داؤد، اسحاق بن ابراہیم اور ارا کین دولت وسپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت شریک تھی ان لوگوں کے علاوہ مازیار کو قید خانہ سے طلب کرلیا گیا۔ موبد ومرزبان بن برکش بادشاہ صغد اور صغدیوں کے وہ افراد اور جن کا یہ دعویٰ تھا کہ افشین نے ان کو مارا ہے اور یہ دونوں مسجد کے امام اور موذن تھے بلا لئے گئے اور وزیرالسلطنت کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ مقدمہ کی سماعت وزیرالسلطنت نے صغدیوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ کہو تمہارا کیا دعویٰ ہے؟ دونوں صغدی کپڑے اتار کر اور اپنے زخم

دکھا کر کہنے لگے کہ ملاحظہ فرمائے افشین نے ہم لوگوں کو بغیر جرم بے گناہ اس قدر کوڑوں سے پٹوایا ہے کہ ہمارے بدن میں گوشت تک باقی نہیں رہا۔

محمد بن عبدالملک نے افشین سے کہا افشین تم ان کو پہچانتے ہو؟ افشین نے کہا ہاں حضور میں ان کو جانتا ہوں اور پھر ایک کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ اشروسنہ کا مؤذن ہے اور دوسرے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ امام مسجد ہے محمد بن عبدالملک نے کہا تم نے ان لوگوں کو اس قدر کیوں پٹوایا؟ افشین نے کہا کہ اس وجہ سے کہ میرا اور بادشاہ صغد کا یہ معاہدہ تھا کہ کسی قوم کے مذہب سے تعرض نہ کیا جائے ہر شخص کو اس کے مذہب وملت پر رہنے دیا جائے چونکہ ان دونوں نے اس معاہدہ کے خلاف اہل صغد کے بت خانہ میں گھس کر بتوں کو توڑ ڈالا تھا اور بت خانے کو مسجد بنا لیا تھا لہٰذا میں نے ان کو اس جرم کی سزا دی۔ محمد بن عبدالملک نے کہا کہ کیا تم اپنے اس بیان کی تائید میں کوئی شہادت پیش کر سکتے ہو؟ افشین نے اس کا جواب کچھ نہیں دیا اور ندامت سے سر نیچا کر لیا۔

غیر شرعی کتاب کا الزام:..... محمد بن عبدالملک نے کہا وہ کتاب کس مضمون پر ہے جو سونے کی جلد چڑھی ہوئی ہے اور اس کی جلد پر جوہر بھی لگے ہوئے ہیں میں نے سنا ہے کہ اس میں کلمات کفریہ بھی موجود ہیں۔ افشین نے کہا کہ وہ ایک کتاب ❶ ہے جو میرے آباؤ اجداد سے مجھ تک وراثتاً پہنچی ہے اس میں عجم کے آداب لکھے ہوئے ہیں میرے بزرگ والد نے اس کے آداب سیکھنے کی مجھے وصیت فرمائی تھی میں اس کے آداب کو سیکھ لیتا ہوں اور کفریات کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اس کے اس جواب پر محمد بن عبدالملک نے کہا کہ تم اس کتاب کی اتنی عزت کیوں کرتے ہو؟ افشین نے کہا کہ مجھے اس کتاب پر سے سونا، چاندی اور جواہرات اتار لینے کی ضرورت نہیں پڑی اور میں یہ سمجھتا تھا کہ ان باتوں میرے اسلام میں کوئی نقصان نہیں پیدا ہوگا'' وزیر السلطنت افشین کے اس منطقی جواب کو سن کر اسے گہری نظر سے دیکھنے لگا اس کے چہرے سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اس کے دل میں اس جواب کی کچھ وقعت پیدا نہیں ہوئی۔

غیر مذبوح کھانے کا الزام:..... تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد موبد ❷ کی طرف اشارہ کیا موبد نے دست بستہ کھڑے ہو کے افشین کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا'' یہ گردن مروڑے ہوئے جانوروں کا گوشت کھاتا ہے اور مجھ کو بھی ایسا گوشت کھانے پر مجبور کرتا اور کہتا تھا کہ گردن مروڑے ہوئے جانوروں کا گوشت ذبح کئے ہوئے جانوروں کے گوشت سے زیادہ لذیذ اور مزہ دار ہوتا ہے چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ اپنی مجلس میں بیٹھا ہوا کھلم کھلا کہہ رہا تھا کہ اس کمبخت قوم میں داخل ہو کر مجھے ہر مکروہ اور نامطبوع چیز کا سامنا کرنا پڑا چنانچہ زیت میں نے کھایا، اونٹ ❸ خچر پر سوار ہوا مگر اس کے باوجود اس وقت تک میں نے نہ ختنہ کرایا ہے اور نہ ایک بال میں نے اپنے زیر ناف سے کاٹا کیا ہے؟

افشین کا جوابی الزام:..... افشین نے طیش میں آ کر کہا کیا یہ مجوسی آپ کے نزدیک ثقہ ہے؟ تو محمد بن عبدالملک نے جواب دیا کہ'' نہیں'' تو افشین نے کہا کہ پھر میرے مقابلہ میں اس کی گواہی کیوں قبول کی جا رہی ہے (موبد کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ) کیوں موبد تو نے یہ بیان کیا ہے نا؟ کہ میں تجھ سے اپنے راز بیان کیا کرتا تھا اور جب تو نے میرے راز کو افشاء کر دیا تو اب تو اپنے دین کے اعتبار سے ثقہ رہا اور نہ وعدہ اور اقرار کا سچا رہا پھر تیری گواہی میرے مقابلے میں کیوں قبول کی جائے گی'' محمد بن عبدالملک نے کہا بس بس تمہارے بیان کی روانی بہت بڑھی ہوئی ہے خاموش ہو جاؤ گواہی پیش ہو لینے دو گواہی مکمل ہونے کے بعد بحث ومباحثہ کرنا۔ پھر مرزبان سے مخاطب ہو کر کہا کیوں مرزبان افشین کے معاملے میں تم کیا جانتے ہو؟

غیر شرعی تخاطب کا الزام:..... مرزبان بولا کیا تم کو وہ اپنی تحریروں میں ایسے القاب سے مخاطب نہیں کرتے جس کے معنی عربی میں الی الہ الالہہ من عبدہ (خداؤں کے خدا کی خدمت میں فلاں بندے کی طرف سے) ہے افشین نے کہا'' ہاں اب خیال آیا غالباً وہ یہی لکھتے ہیں۔ یہ جواب سن

---

❶..... تاریخ اسلام کا یہ وہ دور ہے جہاں غیر عربی مسلمان قبائل نے خوب ترقی کی مثلاً اہل فارس اور ترک، اگر چہ یہ مسلمان قبائل تھے لیکن اپنی ثقافت کے پھیلانے میں کوئی دقیقہ سر نہ چھوڑتے تھے۔

❷..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد صفحہ ۲۶۶ پر موبد کے بجائے مؤید تحریر ہے۔

❸..... یہ جملے اشارہ ہیں اس بات کی طرف کہ جو لوگ اونٹ وغیرہ پر سوار ہوتے ہیں وہ کم حیثیت کے ہوتے ہیں اور عرب اونٹ پر سوار ہوتے ہیں چنانچہ عرب بھی کم حیثیت قوم ہیں۔

کر محمد بن عبدالملک نے کہا'' پھر تجھ میں اور فرعون میں کیا فرق ہوا؟ تو افشین نے جواب دیا کہ حضور! وہ لوگ ہمیشہ سے میرے آباؤاجداد کو اور میرے اسلام لانے سے پہلے مجھ کو بھی اسی لقب سے اپنی تحریروں میں مخاطب کیا کرتے تھے اگر اسلام لانے کے بعد میں ان کو ایسے القاب لکھنے سے منع کرتا تو وہ لوگ میری اطاعت سے منحرف اور مجھ سے باغی اور سرکش ہو جاتے''

مازیار سے خط و کتابت کا الزام:......محمد بن عبدالملک نے مازیار کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ کیا تم نے اس سے کبھی خط و کتابت کی ہے؟ افشین نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کبھی کوئی خط و کتابت نہیں کی۔ اس پر محمد بن عبدالملک نے پوچھا۔ کیوں مازیار پھر افشین کی طرف اشارہ کر کے کہا اس نے تم کو خط لکھا تھا؟

مازیار کی گواہی:......مازیار نے کہا۔ ہاں حضور اس کے بھائی نے میرے بھائی قوہیار کو خط لکھا تھا جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے ''اس دین کا کوئی ناصر و مددگار میرے یا تمہارے اور بابک کے سوا نہیں ہے مگر بدنصیب بابک نے اپنی حماقت کی وجہ سے خود کو ہلاکت میں ڈال دیا میں چاہتا تھا کہ وہ اس بلا میں مبتلا نہ ہو مگر اس نے اپنی حماقت سے میرے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا اس حالت میں اگر تم علم مخالفت بلند کر دو تمہارے مقابلہ پر یہ لوگ میرے سوا کسی دوسرے کو مقرر نہیں کریں گے اس وقت میرے لشکر میں تجربہ کار فوجیں اور سپہ سالار ہیں میں تم سے اتحاد کرلوں گا یہ جان لو کہ ہمارے مقابلہ پر سوائے عربی یا مغربی اور ترکی لشکروں کے اور کوئی بھی نہیں آئے گا عربوں کی یہ کیفیت ہے کہ وہ پیٹ کے بندے ہیں کتوں کی طرح ایک لقمہ دے دو اور اطمینان سے ان کے سروں کو پتھروں سے کچلو اور مغربی فوجیں ایک تو وہ خود کم تعداد میں ہیں جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا ہے دوسرے ان کی گوشمالی کے لئے ہماری فوج کا ایک دستہ بھی کافی ہے۔ رہ گئے ترکی تو ان کا جوش دودھ کے ابال کی طرح ہے اٹھا اور ختم ہو گیا تھوڑے سے استقلال میں ان کا قلع قمع ہو جائے گا اور دین و مذہب جیسا کہ ملوک عجم کے عہد و حکومت میں تھا ویسا ہی پھر ہو جائے گا دیکھو اس موقع کو غنیمت جانو اور ہاتھ سے جانے نہ دو۔

افشین کا جواب:......افشین نے قطع کلام کر کے کہا ''مازیار کا تو یہ دعویٰ ہے کہ میرے بھائی نے اس کے بھائی کو اس مضمون کا خط لکھا تھا اس میں مجھ پر کیا الزام عائد ہوا بالفرض تقدیراً اگر میں اس قسم کے خط اس کو لکھتا تو ضرور اپنے کسی معتمد کے ذریعے اس کے پاس روانہ کرتا اور یہ بات امیر المؤمنین سے پوشیدہ نہ رہتی عبداللہ بن طاہر تو خراسان میں موجود ہی تھا، قاضی احمد بن ابی داؤد نے اس پر افشین کو ایک ڈانٹ پلا دی وہ وزیر السلطنت محمد بن عبدالملک نے غصہ کی تیز نگاہوں سے اسے دیکھ کر اشارے سے خاموشی کا حکم دیا مگر افشین سے خاموش نہ رہا گیا اور قاضی احمد بن ابی داؤد سے مخاطب ہو کے بولا'' کیوں حضرت جب آپ عبا دقبا پہن کر گھر سے برآمد ہوتے ہیں تو ایک جماعت کو بغیر قتل کئے ہوئے گھر میں نہیں جاتے اور نہ عبا دقبا اتارتے ہیں۔ آپ بھی عجیب چیز ہیں۔

ختنہ نہ کرانے کا جرم:......محمد بن عبدالملک نے کہا بس بس بہت تیزی اچھی نہیں ہوتی نمک حرام، بدتمیز دائرہ تہذیب سے قدم باہر نہ رکھ بلکہ یہ بتا کہ تو مختون ہے یا نہیں؟ افشین نے انکار میں جواب دیا تو محمد بن عبدالملک نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا کہ'' کیوں بے دین! تجھ کو کس چیز نے ختنہ کرانے سے روکا یہ تو شعار اسلام میں سے ہے'' افشین نے دھیمی آواز سے کہا ''میں نے جان کے خوف سے ختنہ نہیں کرایا'' محمد بن عبدالملک نے کیا۔ کیا خوب، جواب بہت معقول ہے یہ قد و قامت اور یہ خوف؟ پھر (طنز سے کہا) کیوں افشین؟ لڑائیوں میں تو نیزہ بازی کرتا ہے، شمشیر بکف دشمنوں میں گھس جاتا ہے اس وقت تجھے اپنی جان کا خطرہ پیدا نہیں ہوتا؟ تعجب ہے کہ ایک انگل کھال کٹانے سے اتنا زیادہ ڈر گیا۔

افشین پر فرد جرم:......افشین نے کہا لڑائی میں ضرورت مجبور کرتی ہے اور میں مجبوری میں اس کو برداشت کرتا ہوں۔ ختنہ کو اس پر قیاس نہ کیجئے اپنے ہاتھوں سے کوئی بھی اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں مارتا'' محمد بن عبدالملک نے قاضی احمد بن ابی داؤد کے حکم کے انتظار میں اس کی طرف دیکھا تو قاضی احمد بن ابی داؤد نے کہا اس پر جرم ثابت ہے۔ محمد بن عبدالملک نے بغا کبیر کو اشارہ کر دیا بغا کبیر افشین کو گردن سے پکڑ کر جیل لے گیا۔

مازیار کی موت:......اس کے بعد محمد بن عبدالملک نے مازیار کو چار سو کوڑے مارنے کا حکم دیا جس کے صدمہ سے مازیار مر گیا۔ کچھ عرصے بعد

افشین نے خلیفہ معتصم کی خدمت میں کہلوایا کہ میرے پاس آپ اپنے کسی معتمد خاص کو بھیج دیجئے میں کچھ گذارش کرنا چاہتا ہوں خلیفہ معتصم نے حمدون بن اسماعیل کو افشین کے پاس بھیجا افشین نے ان الزامات کی جو اس کے ذمہ عائد کئے گئے تھے معذرت کی اور معافی کی درخواست حمدون بن اسماعیل نے ابھی خلیفہ معتصم تک یہ پیغام نہیں پہنچایا تھا کہ افشین کو ایتاخ کے مکان پر لے جانے کا حکم صادر ہوا لہٰذا حکومت کے کارندے افشین کو ایتاخ کے مکان پر لے گئے اور خلیفہ معتصم کے حکم کے مطابق قتل کر کے باب عامہ پر سولی دے دی جب سارے لوگ اسے دیکھ چکے تو لاشہ کو صلیب سے اتار کر جلا دیا گیا یہ واقعہ شعبان ۲۲۶ھ کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قید میں افشین کا کھانا پانی بند کر دیا گیا تھا اس وجہ سے مر گیا۔

مبرقع کی بغاوت: ...... مبرقع جو کہ ابو حرب یمانی مشہور تھا اور فلسطین کا رہنے والا تھا اس کی عدم موجودگی کے زمانہ میں کسی سپاہی نے اس کے مکان میں اترنے کا ارادہ کیا جب عورتوں ❶ نے اسے روکا تو سپاہی نے ان کو مارا جب مبرقع آیا تو ان عورتوں نے اس سپاہی کی شکایت کی مبرقع کو سپاہی کے اس ناروا عمل سے اشتعال پیدا ہوا وہ سیدھا اس سپاہی کے پاس گیا اور اس کو قتل کر کے اردن کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا اس غرض سے کہ کوئی پہچان نہ سکے اپنے منہ پر برقع ڈال لیا جو کوئی اس سے ملنے آتا اس کو اوامر پر عمل کرنے اور نواہی سے بچنے کی ہدایت و تعلیم دیتا اور خلیفہ کے عیوب بیان کرتا۔ یہ اپنے اموی ہونے کا بھی مدعی تھا اُردن کے اطراف و جوانب کے کاشتکاروں اور زمینداروں کا ایک گروپ اس کا متبع و مطیع بن گیا اور اس کو سفیانی کے لقب سے یاد کرنے لگا کچھ دنوں کے بعد مکانی سرداروں کی ایک جماعت بھی اس کے گروپ میں شامل ہوگئی ان میں ابن بیہس بھی تھا جو اپنی قوم اور نیز دوسرے قبائل میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور خواص و عوام اس کی اطاعت کیا کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی جماعت کی تعداد ایک لاکھ ❷ تک بڑھ گئی۔

شاہی فوج اور مبرقع: ...... چنانچہ خلیفہ معتصم نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک ہزار فوج کے ساتھ رجاء بن ایوب کو متعین کیا مگر رجاء بن ایوب نے مبرقع کی جماعت کی تعداد سے ڈر کر معرکہ آرائی نہ کی بلکہ مقابلہ پر پڑاؤ کئے پڑا رہا یہاں تک کہ کاشتکاری اور زراعت کا زمانہ آ گیا مبرقع کے ساتھی جو اکثر و بیشتر زراعت پیشہ تھے کاشتکاری کی غرض سے اپنے اپنے شہروں میں واپس آنے لگے اس دوران خلیفہ معتصم کی وفات ہوگئی اور خلیفہ واثق تخت خلافت پر بیٹھا۔

مبرقع کی گرفتاری: ...... اتفاق یہ کہ انہی دنوں دمشق میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا تو خلیفہ واثق نے بلوائیوں اور فتنہ انگیزوں کے قتل کا عام حکم دے دیا اور مبرقع سے معرکہ آرائی کا اعلان کر دیا چنانچہ رجاء بن ایوب نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور مبرقع کو ابن بیہس سمیت گرفتار کر کے سامرہ روانہ کر دیا اس معرکہ میں مبرقع کے ساتھیوں سے تقریباً بیس ہزار آدمی کام آئے یہ واقعہ ۲۲۷ھ کا ہے۔

ہارون بن معتصم واثق باللہ ۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ

معتصم کی وفات اور واثق کی خلافت: ...... خلیفہ معتصم ❸ ابو اسحاق محمد بن ہارون الرشید نے پندرھویں ❹ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو آٹھ

---

❶ ...... یہ اس کی بہن یا بیوی تھی، دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۱۶)۔ ❷ ...... دیکھیں تاریخ (خطط الشام جلد ۱ صفحہ ۱۹۲ مصنف کرد علی)

❸ ...... بروایت ذہبی خلیفہ معتصم ۱۸۰ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد مولدات کوفہ میں سے تھی اس کا نام ماردہ تھا، مورخ صولی کہتا ہے کہ یہ نامور خلیفہ ماہ شعبان ۱۷۸ھ میں پیدا ہوا اور علامہ ابوالحسن علی ابن اثیر، صاحب تاریخ کامل تحریر کرتا ہے کہ ۱۷۹ھ میں معتصم عالم وجود میں آیا، پہلی روایت کے مطابق سینتالیس برس کی عمر پائی دوسری روایت کے مطابق انچاس سال کی عمر پائی اور تیسری روایت کے اعتبار سے اڑتالیس سال کی عمر میں وفات ہوئی، خلد قار میں پیدا ہوا اور سامرہ میں مدفون ہوا اس کے بیٹے واثق باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی، رنگ سفید سرخی مائل، داڑھی گھنی، متوسط القامت تھا اس کی طبیعت میں شجاعت، ہمت، قوت، خلق حسن اور استقلال کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا یہ خلفاء بنو عباس کا آٹھواں تاجدار اور عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا آٹھواں ممبر اور خلیفہ رشید کی اولاد کا آٹھواں شخص تھا آٹھ برس اور آٹھ مہینے حکومت کی، آٹھ لڑکیاں اور آٹھ لڑکے چھوڑ کر وفات پائی، آٹھ فتوحات حاصل کیں، آٹھ محل سرائیں بنوائیں، آٹھ دشمنوں بابک، باطش، مازیار، افشین، اعجیف، قارن، قائد رافضہ اور رئیس زنادقہ کو تہ تیغ کیا، آٹھ لاکھ دینار سرخ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

برس اور آٹھ مہینے حکومت کر کے اس دار فانی سے انتقال کیا صبح ہوتے ہی اس کا بیٹا واثق باللہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوا اراکین دولت وسرداران لشکر نے بیعت کر لی اس کی کنیت ابو جعفر تھی۔

اہل دمشق کی بغاوت: .....خلیفہ واثق کے تخت نشین ہوتے ہی اہل دمشق باغی ہو گئے اور اپنے امیر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مرج واسط میں مقابلہ کے لئے لشکر مرتب کر لیا رجاء بن ایوب ان دنوں رملہ میں مبرقع سے معرکہ آرائی کر رہا تھا مگر خلیفہ واثق کے حکم سے اپنے لشکر کا کچھ حصہ مبرقع کے مقابلہ پر چھوڑ کر بغاوت فرد کرنے پہنچ گیا آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر رجاء نے اہل دمشق کو شکست دے دی اور نہایت بے رحمی سے میدان جنگ میں پندرہ سو آدمیوں کو کاٹ ڈالا اس معرکہ میں اس کے ساتھیوں میں سے تین سو آدمی کام آئے۔ اس خونریز جنگ کے بعد اہل دمشق کے دماغ کی گرمی ٹھنڈی ہو گئی اور آتش بغاوت خاموش ہو گئی چاروں طرف امن وامان قائم ہو گیا اور رجاء مبرقع سے نبرد آزما ہونے کے لئے رملہ کی جانب لوٹ آیا اور اس کو بھی شکست دے کر گرفتار کر لیا اور سامرا بھیج دیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

اشناس ترکی: .....دمشق میں ہنگامہ فرو ہونے کے بعد خلیفہ واثق نے ''اشناس ترکی'' پر اپنی خاص عنایت مبذول کی اور اپنی سلطنت اور تمام زیر کنٹرول علاقوں کے سیاہ وسفید کا اختیار کامل دے دیا رات کیوقت مصاحبین اور ہم نشین قصے اور خلفاء ووزراء گذشتہ کے واقعات بیان کیا کرتے تھے اتفاق سے ایک مرتبہ برامکہ کا ذکر آ گیا دیر تک ان کی فیاضی، اولوالعزمی اور دولتمندی کا چرچا رہا خلیفہ رشید پر ان کے متولی ہو جانے اور کل امور سلطنت پر قابض ومتصرف ہونے کے حالات بیان ہوتے رہے یہ واقعات سننے سے خلیفہ واثق کے کان کھڑے ہو گئے۔

واثق کا حصول عبرت: .....اگلے دن ہی ایک گشتی فرمان چاروں طرف روانہ کر دیا اور اشناس ترکی کے ماتحتوں کو گرفتار کر کے زبردستی مال واسباب وصول کرنے لگا۔ احمد بن اسرائیل سے اسی ہزار دینار مار پیٹ کر کے وصول کئے سلیمان بن ذہب سے (یہ ایتاخ کا سیکرٹری تھا) چار لاکھ حسن بن وہب سے چودہ ہزار، ابراہیم بن رباح اور اس کے سیکرٹری سے ایک لاکھ اور ابوالوزر سے ایک لاکھ چالیس ہزار وصول کئے۔

تقرریاں اور تبادلے: .....ولایت یمن پر خلیفہ معتصم نے جعفر بن دینار کے بعد ایتاخ کو مقرر کیا تھا اور پھر اس کو معتوب کر کے قید کر دیا مگر کچھ دن بعد خوش ہو کر رہا کر دیا جب خلیفہ واثق تخت خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے اپنی جانب سے ایتاخ کو یمن کا گورنر بنا دیا۔ باڈی گارڈ دستے پر خلیفہ معتصم کے عہد خلافت میں افشین کے بعد اسحاق بن یحییٰ بن معاذ کو مقرر کیا گیا خلیفہ واثق نے بھی اس کو بحال رکھا۔ ۲۳۱ھ میں محمد بن صالح بن عباس کو مدینہ منورہ پر متعین کیا گیا اور محمد بن داؤد مکہ معظمہ کی حکومت پر بدستور قائم رکھا گیا۔ ۲۳۰ھ میں عبداللہ بن طاہر کے جو کہ صوبہ جات خراسان، کرمان، طبرستان اور رے کا گورنر تھا انتقال کر جانے کے بعد بارگاہ خلافت کے حکم کے مطابق اس کے بیٹے طاہر کو ان صوبوں کا گورنر بنا دیا گیا۔

بغا کبیر کا فتوحات: .....بنوسلیم کا ایک بہت بڑا گروپ مدینہ منورہ کے قریب رہتا تھا خلافت اور عمال کی تبدیلی کی وجہ سے ان لوگوں کے دل بڑھ گئے اور جرات ہو گئی لہٰذا دن دہاڑے مسافروں اور نیز اہل شہر کو لوٹنے لگے ایک مرتبہ بنوکنانہ کے ایک شخص پر بحالت غفلت حملہ کیا اور مال واسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا محمد بن صالح (گورنر مدینہ) نے ایک دستہ فوج جس میں قریش وانصار کے رضا کار (والنٹیرز) بھی تھے بنوسلیم کا دماغ درست کرنے کے لئے روانہ کیا بنوسلیم نے ان کو بے ڈھب شکست دی اور بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا مال واسباب لوٹ لیا اور خیموں کو جلا دیا آلات حرب چھین لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان جتنے قصبے اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا قافلوں کی آمد ورفت بند ہو گئی۔ خلیفہ واثق نے اس طوفان بدتمیزی کو فرو کرنے کے لئے بغا کبیر کو مقرر فرمایا۔ بغا کبیر ماہ شعبان ۲۳۰ھ میں مدینہ منورہ پہنچا اور بنوسلیم مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں آخر کار بغا کبیر نے ان کو شکست دے دی اور ان میں سے تقریباً پچاس باغیوں کو قتل کر دیا اور اتنے ہی افراد کو قید کر لیا پھر بنوسلیم نے امن کی درخواست کی تو خلیفہ

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) اور اتنے ہی دراہم سفید، آٹھ ہزار گھوڑے، آٹھ ہزار غلام، اور آٹھ ہزار لونڈیاں ترکہ میں چھوڑیں، علم معمولی تھا فتح عموریہ میں تیس ہزار عیسائیوں کو قتل اور اتنوں کو ہی گرفتار کیا خلق قرآن کا یہ بھی قائل تھا اسی مسئلہ میں علماء کا اس نے امتحان لیا (ملخص از کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۱۵ فوات الوفیات جلد ۲ صفحہ ۲۷۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۸)

❹ .....اس کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے، دیکھیں (مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۵۴) اور (العقد الفرید جلد ۵ صفحہ ۱۲۱)

واثق کے حکم کے مطابق انہیں امان دے دی گئی ہنگامہ ختم ہونے کے بعد ایک ہزار بلوائیوں اور فسادیوں کو بغاوت وفتنہ انگیزی کے جرم میں گرفتار کر کے مدینہ منورہ کی جیل میں قید کر دیا گیا یہ واقعہ ۲۳۰ھ کا ہے۔

بنو ہلال کی سرکوبی:......اس ہنگامہ و بغاوت کو فرو کر کے بغا کبیر نے فریضہ حج ادا کیا اور ذات عرق پہنچ کر بنو ہلال کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا جیسا کہ بنو سلیم کے ساتھ پیش آیا تھا اور ان میں سے تین سو فسادیوں کو گرفتار کر کے مدینہ منورہ کی جیل میں بھیج دیا اور فوج کو مرتب کر کے بنو مرہ کی جانب چلا گیا ان فسادی قیدیوں نے جیل میں نقب لگائی اور محافظین کو قتل کر کے بھاگ گئے اہل مدینہ کو خبر ملی تو رات ہی کے وقت جمع ہو کر انہیں روکا تو قیدی ان سے بھڑ گئے چنانچہ صبح تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر اہل مدینہ غالب آ گئے اور قیدیوں کو زندگی کی قید سے بھی رہائی مل گئی۔ بغا کبیر کو اس کی خبر سننے سے سخت صدمہ ہوا۔ بنو مرہ کی طرف بغا کبیر کے جانے کی وجہ یہ تھی کہ فزارہ اور بنو مرہ نے فدک پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا بغا کبیر نے یہ خبر سن کر بنو مرہ پر حملہ کر دیا اور اپنے کمانڈروں میں سے ایک کمانڈر کو بنو مرہ کے پاس سمجھانے کے لئے روانہ کیا بنو مرہ اس کی سطوت اور رعب داب سے ڈر کر شام کی طرف بھاگ گئے بغا کبیر کے کمانڈر نے سرزمین شام تک تعاقب کیا اور بغا کبیر چالیس دن تک فدک میں ٹھہرا رہا اس کے بعد بنو مرہ اور فزارہ کے گرفتار باغیوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس آیا بطون، غفار، فزارہ، اشجع اور ثعلبہ کے رؤسا اور سرداروں نے حاضر ہو کر اطاعت وفرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔

بنو کلاب کی سرکوبی:......جب بغا کبیر کو ان لوگوں کی جانب سے ایک گونہ اطمینان ہو گیا تو بنو کلاب کی طرف متوجہ ہوا تین ہزار افراد پیش کئے گئے چنانچہ ان میں سے ایک ہزار افراد کو فساد کے الزام میں مدینہ منورہ کی جیل میں ڈال دیا اور باقی لوگوں کو رہا کر دیا۔

بنو نمیر کی سرکوبی:......پھر ۲۳۲ھ میں خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق بنو نمیر کی سرکوبی کے لئے یمامہ گیا شرفاء بنو نمیر کے ایک گروپ سے مڈبھیڑ ہو گئی دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا گیا بغا کبیر نے ان میں سے پچاس افراد کو قتل کر دیا اور چالیس کو گرفتار کر لیا اس کے بعد اہل یمامہ کا رخ کیا اور اطاعت قبول کرنے کی شرط پر معافی دینے کا وعدہ کیا مگر ان لوگوں نے یہ رعیت منظور نہیں کی اور سندھ کے پہاڑوں کی جانب روانہ ہو گئے۔

یمامہ میں کشت وخون:......بغا کبیر نے یمامہ کا ایک چکر لگا کے اپنی فوج کو مختلف ومتعدد حصوں پر تقسیم کیا اور حصہ لشکر کو بجائے خود ایک فوج مستقل قرار دے کے اطراف یمامہ میں پھیل جانے کا حکم دیا اس سے چاروں طرف قتل وغارت کا بازار گرم ہو گیا جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے کشت خون اور مقتولوں کی لاشوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا "اضاح" کے قریب پھر اہل یمامہ کا بغا کبیر نے ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیا اتفاق سے اس معرکہ میں اس کے مقدمۃ الجیش اور میسرہ کو شکست ہو گئی اور قتل وغارت کا قباحت خیز ہنگامہ اس کی لشکر گاہ میں برپا ہو گیا شام تک اہل یمامہ غارتگری میں مصروف رہے رات ہوتے ہی کامیابی کے باوجود بھاگ کھڑے ہوئے بغا کبیر نے ان کا تعاقب کیا اور اطاعت قبول کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کرتا رہا۔

شاہی دستے کی شکست:......تھوڑی دور چل کے اپنے لشکر کو فوج سے ایک دستہ کو اہل یمامہ کے پاس سمجھانے بھیجا اہل یمامہ نے اس کی کم تعدادا کا احساس کر کے صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا چنانچہ بغا کبیر شکست کھا کر اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا اس دوران بغا کبیر کے لشکر کا وہ دستہ اہل یمامہ پیچھے آ گیا جو یمامہ کے اطراف وجوانب پر شب خون مارنے گیا ہوا تھا اہل یمامہ فوج کے اس دستہ کو اپنی پشت کی طرف سے آتے ہوئے دیکھ کے گھبرا گئے قتل وخونریزی سے خود بخود رک گئے۔

اہل یمامہ کی کاٹ پیٹ:......اس کے بعد اہل یمامہ کی سوار فوج اپنے پیادوں کی پلٹن بغا کبیر کی فوج کے رحم وکرم پر چھوڑ کر بھاگ گئی بغا کبیر کی فوج نے اہل یمامہ سے پیادوں کی پلٹن کو تھوڑی ہی دیر میں گاجر مولی کی طرح کاٹ کے رکھ دیا ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا مقتولوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار تھی۔ جنگ کے خاتمے کے بعد بغا کبیر ایک دن تک میدان کارزار میں ٹھہرا رہا اگلے دن کامیاب وکامران یمامہ میں داخل ہوا یمامہ کے امراء نے امن کی درخواست کی مگر بغا کبیر نے ان لوگوں کو حکمت عملی سے قید کر کے بصرہ کی جیل میں ڈلوا دیا اس کے بعد درجن اشروسنی سات سو فوج لے کر بغا کبیر کی کمک کے لئے آیا بغا کبیر نے اس تازہ دم فوج کو اہل یمامہ کے سواروں کے تعاقب کے لئے بھیج دیا۔ اس نے تبادلہ

(مضافات یمن) تک ان کا تعاقب کیا۔

بغا کبیر کی بغداد واپسی:......اس کے بعد بغا کبیر اُن قیدیوں سمیت جو اِن معرکوں میں گرفتار کئے گئے تھے جن کی تعداد بائیس سو تھی بغداد کی جانب واپس ہو گیا اور محمد بن صالح گورنر مدینہ کو ان لوگوں سمیت جو اس کی زیر حراست قید تھے بغداد میں آ ملنے کا لکھا چنانچہ محمد بن صالح اس کی ہدایت کے مطابق مدینہ کے قیدیوں سمیت بغداد آیا اور ان قیدیوں کو بغا کبیر کے حوالہ کر دیا۔

احمد بن نصر کی بغاوت:......احمد بن نصر بن مالک بن ہیثم خزاعی کا دادا مالک بن ہیثم خزاعی خلافت عباسیہ کے نقباء میں سے تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں احمد بن نصر کا شمار محدثین میں ہوتا تھا اس کی نشست و برخاست اکثر اصحاب حدیث کی صحبت میں رہا کرتی تھی ان میں سے ایک گروپ نے جس میں ابن حصین ❶، ابن دورقی اور ابوزہیر وغیرہ تھے احمد بن نصر کو بھڑ ہ دے دیا آدمی سادہ لوح تھا چنانچہ خلیفہ واثق پر خلق قرآن کے قائل ہونے کی وجہ سے طعن و تشنیع کرنے لگا رفتہ رفتہ طعن و تشنیع نے سب و شتم کی صورت اختیار کر لی اسے خنزیر و کافر کہنے لگا عوام الناس میں اس کی شہرت ہو گئی اور اس کے ساتھیوں میں سے ابو ہارون شداخ اور طالب نے لوگوں کو اس کی بیعت کرنے کی ترغیب دے دی۔

بغاوت کا بھانڈا پھوٹنا:......چنانچہ بہت سے لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اس کی بیعت کر لی ابو ہارون اور طالب نے ایک لشکر منظم کر کے لشکریوں کو انعامات اور صلے مرحمت کئے اور جمعرات کی شب ۳ شعبان ۲۳۱ھ کو دعوت کو ظہار کے لئے بغاوت کرنے کا آپس میں عہد و پیمان کر لیا احمد بن نصر کی بیعت کرنے والا بنواشرس کا ایک شخص وقت سے پہلے پہنچ گیا چونکہ حالت نشہ میں تھا نقارہ بجا دیا اس وقت اسحاق بن ابراہیم پولیس کا افسر موجود نہ تھا اس کا قائم مقام اور بھائی محمد بن ابراہیم نقارے کی آواز سن کر گھبرا گیا اور ایک آدمی کو معلومات کے لئے روانہ کیا مگر کوئی شخص نظر نہ آیا اتفاق سے ایک بھینگا شخص عیسیٰ حمام میں مل گیا اس نے بنواشرس، احمد بن نصر، ابو ہارون اور طالب کا پتہ بتا دیا۔

باغیوں کی گرفتاری:......اس کے بعد احمد بن نصر کے ایک خادم کو گرفتار کیا گیا اس نے عیسیٰ اعور کے بیان کی تائید کی محمد بن ابراہیم نے اسی وقت ایک دستہ فوج کا احمد بن نصر وغیرہ کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا چنانچہ سب کے سب گرفتار ہو گئے محمد بن ابراہیم نے ان لوگوں کو سامرہ بھیج دیا چنانچہ خلیفہ واثق کے سامنے دربار عام میں پیش کیا گیا۔

خلق قرآن پر بحث:......اس مجلس میں قاضی احمد بن ابی داؤد بھی موجود تھا خلیفہ واثق نے احمد بن نصر سے بغاوت اور خروج کی وجہ دریافت نہ کی بلکہ خلق قرآن کا مسئلہ چھیڑ دیا احمد بن نصر نے عرض کیا "وہ کلام الٰہی ❷ ہے" پھر خلیفہ واثق نے اللہ تعالیٰ کی رویت کا مسئلہ ❸ دریافت کیا احمد بن نصر نے کہا کہ "اللہ تعالیٰ کی رویت صحیح روایات سے ثابت ہے اور میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ قرآن مجید اور حدیث شریف کی مخالفت مت کیجئے"

احمد بن نصر کا قتل:......خلیفہ واثق نے علماء کی طرف دیکھ کر احمد بن نصر کے بارے میں دریافت کیا تو عبدالرحمٰن بن اسحاق قاضی مغربی بغداد نے کھڑے ہو کر عرض کیا "امیر المؤمنین کے لئے اس شخص کا خون مباح ہے" قاضی احمد بن ابی داؤد بولا "یہ شخص کافر ہو گیا ہے اس کو توبہ کی ہدایت کی

---

❶......تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۳۵ پر یحییٰ بن معین کا تذکرہ بھی ہیں، دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۹۷)

❷......واثق باللہ سے عقیدہ خلق قرآن سے رجوع بھی ثابت ہے، مہتدی باللہ نے خود اپنے ایک مصاحب صالح ہاشمی سے جو واقعہ بیان کیا ہے اسمیں احمد بن ابی داؤد اور ایک شامی بزرگ کے مناظرے کا احوال ذکر کیا ہے اس مناظرے میں احمد بن ابی داؤد کو شکست ہو گئی تھی اور شامی بزرگ کو انعامات سے نوازا گیا تھا، خلیفہ مہتدی باللہ جو واثق باللہ کا بیٹا تھا اس نے خود بھی عقیدہ خلق قرآن سے رجوع کیا اور وثوق سے کہا کہ واثق باللہ نے رجوع کر لیا ہوگا۔ دیکھئے الاعتصام شاطبی صفحہ ۳۲۴، بحوالہ مروج الذہب للمسعودی، اور کتاب التوابین، از علامہ ابن قدامہ، اس کا اردو ترجمہ ,, سچی توبہ کرنے والے ,, جو کہ احقر نے کیا ہے (مطبوعہ دارالاشاعت کراچی) (ثناء اللہ محمود)

❸......یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مسئلہ، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن انسانی آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے جیسا کہ امام نقل کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں بہت سی احادیث اور آثار وارد ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قیامت کے دن اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چاند کو دیکھتے ہو جس کے دیکھنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۳۸)

جائے" خلیفہ واثق نے صمصامہ (یہ عمر بن معدی کرب زبیدی کی تلوار تھی ❶) منگوائی اور نیام سے کھینچ کر احمد بن نصر کی طرف بڑھا احمد بن نصر نے گردن جھکا دی خلیفہ واثق نے ایک تلوار کندھے پر ماری دوسری سر پر رسید کی پھر ان کے پیٹ کو اسی تلوار سے ناف سے لے کر سینہ تک چاک کر دیا اس کے بعد سیما الدمشقی کو بغداد کے دروازے پر صلیب پر چڑھا دیا۔

مختلف واقعات: ...... ۲۳۱ھ کے اختتام پر خلیفہ واثق نے سعید بن مسلم بن قتیبہ کو ثغور اور عواصم کا گورنر بنایا اور یہ ہدایت کی کہ عیسائی قیدیوں کو مسلمان قیدیوں کے بدلے والی روم کو دے کر مصالحت کر لو مگر اس کے ساتھ ہی مسلمان قیدیوں سے قرآن کا قائل اور اللہ کی زیارت کا منکر ہو اس کا معاوضہ دے کر عیسائیوں کی قید سے چھڑا لینا اور ایک دینار سفر خرچ کے علاوہ بطور انعام دے دینا اور جو شخص خلق قرآن کا منکر اور رویت الٰہی کا قائل ہو نہ اس کے بدلے میں کسی عیسائی قیدی کو رہا کرنا اور نہ اس کی رہائی کی فکر کرنا چنانچہ رومی اور مسلمان اپنے اپنے قیدیوں کو لے کر نہر لامس پر آئے جو طرسوس سے ایک منزل کے فاصلے پر تھی مسلمانوں نے عیسائی قیدیوں کو رہا کر دیا اور عیسائیوں نے مسلمان قیدیوں کو مسلمان قیدی جن کو عیسائیوں کے پنجہ غضب سے نجات دلائی گئی تھی ان کی تعداد میں چار ہزار چونسٹھ مرد آٹھ سو بچے اور عورتیں ایک سو اہل ذمہ تھے۔

لشکر کی بربادی: ...... احمد بن سعید بن مسلم نے اس سے فارغ ہو کر سردی کا موسم آتے ہی ایک لشکر منظم مرتب کر کے سرحدی علاقوں پر جہاد کر دیا راستے میں روم کے ایک بطریق سے ملاقات ہوگئی بطریق نے سردی کے موسم میں سفر و جہاد کرنے سے راستے کی مشکلات کی وجہ سے منع کیا مگر احمد بن سعید نے اس کے کہنے پر توجہ نہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ برف اور بارش کی نذر ہو گئے، اتنے ہی کفار نے گرفتار کر لئے اور ایک بڑی تعداد نہر یندون میں ڈوب کر ہلاک ہوگئی مجبوراً بے نیل و مرام واپس آیا خلیفہ واثق نے احمد بن سعید کو اس ناعاقبت اندیشی پر نصیحت و فضیحت کی اور معزول کر کے اس کی جگہ نصر بن حمزہ خزاعی کو متعین کر دیا۔

واثق کی وفات: ...... خلیفہ واثق باللہ ❷ ابوجعفر ہارون بن معتصم نے پانچ برس نو مہینے حکومت کر کے استسقاء کی بیماری میں مبتلا ہو کر جبکہ چھ راتیں ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ کی باقی رہ گئی تھیں وفات پائی۔ علاج کی غرض سے موت سے ایک دن پہلے گرم تنور میں بیٹھایا گیا اس سے مرض میں کچھ افاقہ محسوس ہوا دوسرے دن تنور زیادہ گرم کیا گیا اور گذشتہ دن کی بنسبت زیادہ دیر تک تنور میں بیٹھا رہا تو بخار آ گیا تنور سے نکال کے محفہ ❸ میں سوار کرایا کچھ دیر بعد اتارنے کی غرض سے پردہ اٹھایا تو مر چکا تھا بعضے کہتے ہیں کہ قاضی ابن داؤد نے وفات کے بعد خلیفہ واثق کے بدن کو چھو کر دیکھا تھا جس سے سب سے پہلے اس کو اس کی موت کا احساس ہوا۔

جعفر بن معتصم متوکل علی اللہ: ...... خلیفہ واثق باللہ کی وفات کے بعد قاضی احمد بن ابی داؤد، ایتاخ وصیف، عمر بن فرج اور ابوالزیات وغیرہ قصر خلافت میں جمع ہوئے اور محمد بن واثق باللہ کو جو ایک نوعمر لڑکا تھا تخت پر بٹھانے کی غرض سے کالی زرہ پہنائی اتفاق سے بوجہ نوعمری وہ چھوٹا نکلا تو وصیف نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا "کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو جو ایسے کم عمر لڑکے کو تخت خلافت پر بٹھانا چاہتے ہو؟" حاضرین یہ سن کے چونکنے ہو گئے اور مستحق خلافت کے بارے میں رائے قائم کرنے لگے آخر کار سب نے اتفاق رائے جعفر بن معتصم کو بلوایا پھر احمد بن ابی داؤد نے لباس فاخرہ پہنایا، عمامہ باندھا اور دست بوسی کر کے کہا "السلام علیکم یا امیر المؤمنین ورحمتہ اللہ وبرکاتہ" اور المتوکل علی اللہ کا لقب دیا۔

متوکل کے اقدامات: ...... خلیفہ متوکل نے بیعت کرنے کے بعد خلیفہ واثق کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کا حکم دیا اس کے بعد شاہی

---

❶ ...... دیکھیں (تاریخ ابن اثیر الکامل جلد ۴ صفحہ ۲۹۸)

❷ ...... خلیفہ واثق کی ماں کا نام قراطیس تھا ام ولد تھی مکہ کی راہ میں بیسویں شعبان ۱۹۶ھ کو پیدا ہوا چھتیس برس چار مہینے کی عمر پائی، احمد بن ابی داؤد اور بروایت بعض اس کے بھائی خلیفہ متوکل نے نماز جنازہ پڑھائی اور مکہ کی راہ مقام ہارونی میں دفن کیا گیا، یہ اپنے آباء و اجداد کی طرح خلق قرآن کا قائل اور رویت باری تعالیٰ کا منکر تھا، مذہباً اعتزال کی جانب مائل تھا بلکہ معتزلہ تھا ۲۳۱ھ میں اس نے بھی اماموں اور مؤذنوں سے مسئلہ خلق قرآن اور رویت باری تعالیٰ کا امتحان لیا جس نے خلق قرآن سے انکار اور روایت باری کا اقرار کیا اس کو سزا دی۔

❸ ...... مثل ہودج کے عورتوں کو سوار کرانے کی ایک سواری ہے زمانہ قدیم میں اس پر قبہ نہیں بنایا جاتا تھا جیسا کہ ہودج پر بنایا جاتا ہے (اقرب الموارد ۲/ ۱۱۲)

لشکر کو آٹھ مہینے کی تنخواہ عطا کی بلاد فارس پر ابراہیم بن محمد بن مصعب کو متعین کیا غانم بن محمد طوسی کو حکومت موصل پر بحال رکھا، ابن عبس محمد بن صول کو دیوان نفقات سے معزول کیا اور اپنے بیٹے منتصر کو حرمین، یمن اور طائف کی حکومت عنایت کی۔

ابن الزیات کا زوال:......خلیفہ واثق نے اپنے دور خلافت میں محمد بن عبدالملک بن الزیات کو وزارت کا قلمدان سپرد کر کے امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا اختیار دے دیا تھا اور محمد بن عبدالملک اپنی ذاتی قابلیت سے تمام اراکین حکومت پر حاوی ہو رہا تھا متوکل اور خاندان خلافت کے کسی ممبر کا بھی کچھ پاس ولحاظ نہ کرتا تھا، ایک مرتبہ خلیفہ واثق اپنے بھائی متوکل پر ناراض ہوا تو محمد بن عبدالملک بن الزیات نے تو خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا، نہ خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور نہ متوکل کی باتیں توجہ سے سنیں بلکہ نہایت رُکھائی سے کہا کہ ''آپ تشریف لے جائیں اگر آپ کے حالات اور طور طریقے درست ہو جائیں گے تو امیر المؤمنین بغیر کسی سفارش کے آپ خوش ہو جائیں گے میری سفارش کی کوئی ضرورت نہیں ہے'' متوکل یہ سوکھا جواب پا کر مغموم ورنجیدہ حالت میں وہاں سے اٹھا اور قاضی احمد بن ابی داؤد کے پاس گیا۔

قاضی احمد کا سلوک:......قاضی احمد بن ابی داؤد متوکل کی صورت دیکھتے ہی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا، نہایت اخلاق سے پیش آیا'' عزت و احترام سے صدر مقام پر بٹھایا، اور آنے کا شکریہ ادا کیا متوکل نے کہا'' میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ بھائی جان مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں بہت اچھا ہوتا اگر آپ ان کو راضی کر دیتے'' قاضی احمد نے بڑی خوشی سے یہ کام انجام دینے کا وعدہ کر لیا اور اسی دن سے وقتاً فوقتاً خلیفہ واثق باللہ سے جب موقع مل جاتا تو متوکل کی سفارش کر دیتا یہاں تک کہ خلیفہ واثق باللہ کا دل متوکل کی طرف سے صاف ہو گیا۔

متوکل سے ابن الزیات کا سلوک:......ابن الزیات نے ملاقات کے وقت متوکل سے جو بے توجہی اور بداخلاقی کا برتاؤ جو کیا سو کیا طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ واثق باللہ کی خدمت میں ایک رپورٹ اس مضمون کی بھیج دی کہ ''جعفر (یعنی متوکل) میرے پاس مخنثوں کے لباس میں آیا تھا اور مجھ سے امیر المؤمنین کو راضی کرنے کی التجا کی تھی'' خلیفہ واثق یہ رپورٹ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اسی وقت ابن الزیات کے پاس حکم بھیجا کہ ''جعفر کو بال سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے میرے پاس حاضر کرو'' ابن الزیات نے اس حکم کی پوری تعمیل تو نہیں کی مگر متوکل کو بلوا لیا۔

متوکل پر واثق کا عتاب:......متوکل اس خیال میں کہ امیر المؤمنین شاید مجھ سے راضی ہو گئے ہیں دل ہی دل میں خوش ہوتا ہوا دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ واثق نے ایک حجام کو اشارہ کیا حجام نے لپک کر متوکل کے بال پکڑ لئے اور چار جھٹکے دے کہ کاٹ ڈالے متوکل کو ابن الزیات کے اس فعل سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی مگر اس وقت کیا کر سکتا تھا خاموش رہا۔

ابن الزیات کی گرفتاری اور قتل:......پھر جس وقت وہ خلیفہ بنا اس کے ایک مہینہ بعد ایتاخ کو حکم دیا کہ ابن الزیات کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دو اور ایک گشتی فرمان تمام زیر کنٹرول علاقوں میں ابن الزیات کے مال واسباب ضبط کر لینے کا بھیج دو یہ واقعہ ماہ صفر ۲۳۳ھ کا ہے۔ ایتاخ نے اس فرمان کے مطابق جہاں جہاں ابن الزیات کا مال واسباب تھا ضبط کرا کے دار الخلافت میں منگوا لیا اور خلیفہ متوکل کے اشارے سے ابن الزیات کو روز بروز طرح طرح کی تکالیف دینے لگا اور جب ان تکلیفوں اور مصائب سے بھی ابن الزیات کا کام تمام نہ ہوا تو ایک تنور میں جس میں چاروں طرف لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور وہ اس قدر چھوٹا تھا کہ ایک آدمی بھی پورے طریقے سے بیٹھ نہیں سکتا تھا اور نہ آسانی سے اٹھ کر کھڑا ہو سکتا تھا بند کر دیا چنانچہ وہ چند دن زندہ رہا اور نصف ربیع الاول ۲۳۳ھ میں جان بحق تسلیم کر دی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن الزیات کو گرفتاری کے بعد متوکل نے اس قدر پٹوایا تھا کہ وہ مر گیا اور ابن الزیات کی زبان سے اس وقت سوائے تشہد اور ذکر اللہ کے ایک بار بھی کلمہ اُف نہیں نکلا۔

عمر رخجی کی گرفتاری:......عمر بن فرج رخجی نے بھی متوکل کے ساتھ خلیفہ واثق کی ناراضگی کے زمانے میں ابن الزیات کی طرح برتاؤ کیا تھا جس کی پاداش میں خلیفہ متوکل نے تخت نشینی کے بعد ماہ رمضان میں اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور مال واسباب کو ضبط کر لیا تھا مگر گیارہ لاکھ زر جرمانہ وصول کر کے رہا کر دیا۔

ایتاخ کا زوال:.....ایتاخ سلام ابرص ❶ کا خادم اور اس کا باورچی تھا چونکہ اس کے قد وقامت بلند ہاتھ پاؤں سڈول ہے اور یہ بڑا بہادر تھا خلیفہ معتصم کے آنکھوں میں سما گیا ۱۹۹ھ میں خرید لیا۔ آدمی دانشمند، مزاج شناس تھا خلیفہ معتصم اور واثق کے عہد خلافت میں اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی چاروں طرف اسی کا دور دورہ ہو گیا بڑے بڑے صوبوں کا انتظام اسی کے سپرد ہوا سامرہ میں بلحاظ دولت اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کا بھی ہم پلہ تھا اراکین حکومت کی بربادی اور تباہی اسی کے ہاتھوں ہوا کرتی تھی اسی کے مکان میں اور اسی کی نگرانی میں وہ لوگ اولاد مامون ابن الزیات ،صالح، عجیف، عمر بن فرج اور ابن جنید وغیرہ کی طرح قید کئے جاتے تھے۔ سفارت، حجابت اور محکمہ جنگ کا یہی مالک تھا ترکی، شامی اور خراسانی فوجیں اسی کے ماتحت تھیں غرض جتنے اہم اور ذمہ داری کے کام تھے وہ سب اسی کے سپرد تھے۔

ایتاخ کی بدبختی:.....ایک روز رات کے وقت خلیفہ متوکل کے ساتھ بیٹھا ہوا پی رہا تھا دونوں نشہ چور تھے لڑنے لگے خلیفہ متوکل نے کچھ سختی کی تو ایتاخ نے نیام سے تلوار کھینچ لی اتنے میں خواصوں نے دوڑ کر ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا صبح ہوتے ہی ایتاخ دربار خلافت میں حاضر ہو کر قدموں پر گر پڑا اور رات کی گستاخی کی معذرت کی بظاہر قصہ رفع دفع ہو گیا مگر خلیفہ متوکل کے دل میں جگہ پڑ گئی اور ایتاخ کو اس کا احساس بھی ہو گیا۔ اس دوران زمانہ حج آ گیا چنانچہ ایتاخ نے حج کی اجازت مانگی تو متوکل نے اجازت دے دی ساتھ ہی اس کے ایک خلعت فاخرہ عنایت کی اور فوج کا ایک دستہ ہمراہ کر دیا اور ان شہروں کی اس کو سند امارت عطا کی جو سفر حجاز میں اس کے راستے میں آتے تھے۔ چنانچہ ایتاخ حج کے ارادے سے ماہ ذیقعدہ ۲۳۳ھ یا ۲۳۴ھ میں رخصت ہو کر روانہ ہو گیا

ایتاخ کی گرفتار:.....اس کی روانگی کے بعد خلیفہ متوکل نے دربانی پر اپنے خادم وصیف کو مامور کیا اور جب ایتاخ سفر حج سے واپس ہوا تو خلیفہ متوکل نے ایتاخ کے پاس ہدایا اور تحائف روانہ کئے اور بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کو حکم بھیجا کیا ایتاخ کو کسی ترکیب سے بغداد میں لے جا کر قید کر دو لہٰذا جیسے ہی ایتاخ بغداد کے قریب پہنچا اسحٰق بن ابراہیم نے ایتاخ کے پاس ایک خط روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا'' کہ امیر المؤمنین نے یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ آپ پہلے بغداد میں تشریف لے آئیں اور سرداران بنو ہاشم و اراکین سلطنت سے ملاقات کریں اور خزیمہ بن خازم کے مکان میں سب کو جمع کر کے انعامات اور صلے عطا کریں ایتاخ اس حکم کی تعمیل میں بغداد میں داخل ہوا اسحاق بن ابراہیم در پردہ استقبال کے لئے کھڑا تھا جس وقت ایتاخ مکان کے اندر چلا گیا اسحاق نے اس کے ساتھیوں کو اندر جانے سے روک دیا اور دروازے پر پہرہ بیٹھا دیا اس کے بعد اس کے دونوں بیٹوں منصور، مظفر اور دونوں سکیرٹریوں سلمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد کو بھی گرفتار کر لیا ایتاخ کو یہ خبر ملی تو اسحاق بن ابراہیم کو کہلوایا کہ میرے دونوں بیٹوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے اگر خطاوار ہوں تو میں ہوں چنانچہ اسحاق نے ایتاخ کی یہ درخواست منظور کر لی۔

ایتاخ کی موت:.....پھر ایتاخ اس زمانہ سے برابر قید ہی میں رہا حتیٰ کہ اس کی وفات ہو گئی بعضوں کا بیان ہے کہ ایتاخ کا پانی بند کر دیا گیا تھا اس وجہ سے مر گیا اور اس کے دونوں بیٹے جیل ہی میں رہے یہاں تک کہ متوکل کو بعد مستنصر تخت خلافت پر رونق افروز ہوا اور اس نے ان دونوں کو رہا کر دیا۔

ابن بعیث کا فتنہ:.....محمد بن بعیث بن حلبیس ❷ آذربائیجان کے مشہور و مضبوط ترین قلعہ مرند ❸ میں پناہ گزین تھا خلیفہ متوکل کے زمانے میں حکمت عملی سے قلعہ مرند سے نکال کر سامرا میں قید کیا گیا مگر کچھ عرصے بعد وہ جیل سے بھاگ گیا اور مرند میں جا کر اپنی جان بچائی بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن بعیث جیل میں قید نہیں تھا بلکہ اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے زیر نگرانی قید تھا اور بغا الشرابی کی سفارش سے محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی کی ضمانت پر رہا کیا گیا تھا مگر رہائی کے کچھ عرصے بعد تک سامرا میں ادھر اُدھر پھرتا رہا حتیٰ کہ خلیفہ متوکل بیمار ہوا اس وقت محمد بن بعیث بھاگ کر

❶.....ابن اثیر کی تاریخ الکامل پر جلد ۴ صفحہ ۳۱۱ پر ,,الابرص,, کے بجائے ,,الابرش,, تحریر ہے۔

❷.....تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۶۴ پر حلبس اور ابن اثیر کی الکامل جلد ۴ صفحہ ۳۱ پر حلیس تحریر ہے۔

❸.....آذربائیجان کے مشہور شہروں میں سے ہے، اس کے اور تبریز کے درمیان دو دن کا فاصلہ ہے (معجم البلدان جلد ۴ صفحہ ۲۵۱)

مرند چلا گیا اور اس کو غلہ اور سامان جنگ سے خاطر خواہ مضبوط کر لیا اس دوران قبیلہ ربیعہ وغیرہ کے فتنہ پردازوں اور باغیوں کا ایک گروپ جو تعداد میں بائیس سو کے قریب تھا مرند میں جمع ہو گیا ان دنوں آذربائیجان کا گورنر محمد بن حاتم بن ہرثمہ تھا محمد بن بعیث کی جماعت سے ڈر کر خاموش رہا اور کسی قسم کا تعرض نہ کیا چنانچہ خلیفہ متوکل نے اس کو معزول کر کے حمدویہ بن علی بن فضل سعدی کو متعین کر دیا چنانچہ حمدویہ ایک مدت تک محمد بن بعیث کا مرند میں محاصرہ کئے رہا اور خلیفہ متوکل نے امدادی فوجیں بھیجیں مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی چنانچہ مجبور ہو کر بغا الشرابی کو دو ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ شاہی فوج کی کمک پر مامور کیا بغا الشرابی نے میدان جنگ میں پہنچا کر قلعہ مرند کے اردگرد ایک چکر لگایا اور دل ہی میں یہ رائے قائم کی کہ حکمت عملی سے اور دھوکا دیئے بغیر یہ قلعہ بزور جنگ فتح نہیں ہو سکتا اس وقت شام ہو چکی تھی لہٰذا یہ اپنے مورچہ میں واپس آ گیا اور اگلے دن بغا الشرابی نے جنگ چھڑنے سے پہلے عیسیٰ بن شیخ بن شلیل کو محمد بن بعیث کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ”میں تمہیں اور تمہارے تمام سرداروں کو امان دیتا ہوں تم لوگ خلیفہ متوکل کے حکم سے قلعہ کا دروازہ کھول دو“

محمد بن بیعث کی گرفتاری: ...... محمد بن بیعث کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ اس کے ساتھیوں کا ایک گروپ قلعہ کا دروازہ کھول کر بغا الشرابی کے پاس آ گیا چنانچہ محمد بن بیعث گھبرا کر بھاگ گیا اور شاہی لشکر نے قلعہ میں گھس کر محمد بن بیعث کے مکانات کو لوٹ لیا اور اس کی عورتیں اور لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں اس کے بعد وہ خود بھی اپنے بھائیوں صقر و خالد اور بیٹوں حلبیس، صفر اور بعیث سمیت راستے سے گرفتار ہو گیا بغا الشرابی ان قیدیوں کو لے کر بغداد کی طرف روانہ ہوا اور بغداد کے قریب پہنچ کر لوگوں کے دکھانے کے غرض سے محمد بن بیعث کو اس کے ساتھیوں سمیت اونٹوں پر سوار کرایا پھر خلیفہ متوکل نے ان لوگوں کو جیل میں ڈال دیا۔ محمد بن بیعث بغداد پہنچ کر ایک مہینے کے بعد ۲۳۵ھ میں مر گیا خلیفہ متوکل نے اس کے بیٹوں کو عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے ساتھ شاکریہ میں بھرتی کر دیا۔

ولی عہدی کی بیعت: ...... ۲۳۵ھ میں خلیفہ متوکل نے اپنے تینوں بیٹوں محمد، طلحہ، اور ابراہیم کی ولی عہدی کی بیعت لی مؤرخین نے طلحہ کے بجائے زبیر کا نام لکھا ہے۔ بیعت لینے کے وقت یہ حلف لیا کہ میرے بعد پہلے محمد تاج و تخت کا مالک ہوگا اور اس کو المنتصر ❶ کا لقب دے کر افریقہ، مغرب، قنسرین ثغور شامیہ، جزریہ، دیار مضر، دیار ربیعہ، ہیت، موصل، عانہ، خابور، کور دجلہ، سواد، بحرین، حضر موت، حرمین، سندھ، مکران، قیدابیل، کوراہواز، بحر کوفہ، بحر بصرہ اور سامرا کے مستغلات کو جاگیر میں دے دیا اور المنتصر کے بعد اپنے دوسرے بیٹے طلحہ کو تخت خلافت کا وارث ٹھہرایا اور اس کی المعتز کا لقب مرحمت فرما کر خراسان، طبرستان، رے، آرمینیہ، آذربیجان اور فارس کے صوبے عنایت کئے اور کچھ عرصے بعد ۲۴۰ھ میں اپنے زیر کنٹرول علاقوں کے خزائن اور دارالضرب کو اس کی جاگیر میں شامل کر دیا اور یہ حکم صادر کیا کہ المعتز کا نام سکہ پر ڈھالا جائے۔ ان دونوں وارثان تاج و تخت کو بعد ابراہیم کی ولی عہدی کی بیعت لی اور اس کو حمص، دمشق، فلسطین اور شام کے صوبے عنایت کئے۔

دیگر اقدامات: ...... اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے لشکریوں ❷ کو وضع و لباس کی تبدیلی کا حکم دیا چنانچہ لشکریوں نے کملوں کے جبّے پہننے پیٹی کے بجائے کمر کو ڈوریوں سے باندھا اور خدّام کے لباس میں جھالریں لگوائیں۔ پیٹی باندھنے کی ممانعت کی اور ذمیوں کی عبادت گاہوں کو جو نئی تعمیر ہوئی تھیں منہدم کر دینے کا گشتی فرمان جاری کر دیا اور اس بات کی ممانعت کی کہ زیر کنٹرول ممالک میں کوئی شخص کسی حاکم کی دُہائی نہ دے اور نہ ذمی اپنے جلسوں میں صلیب نکالیں اور ان کے دروازوں پر علامت کے لئے شیاطین کی صورتیں لکڑی کی بنا دی جائیں۔

محمد بن ابراہیم کی موت: ...... محمد بن ابراہیم بن حسن بن مصعب (طاہر کا بھتیجا) فارس کے علاقوں کا والی تھا اور اس کا بھائی اسحاق بن ابراہیم بغداد کا افسر پولیس مامون اعظم، معتصم، واثق اور متوکل کے ادوار میں تھا اور اس کا بھتیجا محمد بن اسحاق سامرہ میں دارالخلافت کے دروازے پر اس کی نیابت کرتا تھا۔ ۲۳۵ھ میں اسحاق بن ابراہیم کی وفات کے بعد خلیفہ متوکل نے اس کو (یعنی محمد بن اسحاق کو) محکمہ پولیس پر متعین کیا اور وہ تمام

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۷۲ پر منتصر کے بجائے ,,مستنصر,, تحریر ہے۔

❷ ...... یہاں صحیح لفظ لشکریوں کے بجائے ,,ذمیوں,, ہے یعنی یہ حکم ذمیوں کو دیا گیا تھا، دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۷۳-۱۷۴)

صوبے جواس کے باپ کے تھے عطا کئے اور معتز نے اپنی جانب سے یمامہ، بحرین، اور مکہ کی نیابت عطا کی محمد بن اسحاق نے وہ تمام قیمتی قیمتی اسباب اور جواہرات جو اس کے باپ کے تھے خلیفہ متوکل اور اس کی اولاد کی خدمت میں بھیج دیئے محمد بن ابراہیم تک یہ خبر پہنچی تو خلیفہ متوکل اور اپنے بھتیجے سے سخت ناراض ہوا محمد بن اسحاق نے خلیفہ متوکل سے جڑ دیا خلیفہ متوکل نے محمد بن اسحاق کو فارس کا گورنر بنا کر محمد بن ابراہیم کی جگہ فارس بھیج دیا محمد بن اسحاق نے فارس پہنچ کر اپنے چچا محمد بن ابراہیم کو معزول کر کے اپنے چچازاد بھائی حسین بن اسماعیل بن مصعب کو مامور کیا اور ساتھ ہی محمد بن ابراہیم کے قتل کا بھی اشارہ کر دیا حسین بن اسماعیل نے اس کے قتل کی یہ تدبیر نکالی کہ پانی بند کر دیا جس کی وجہ سے محمد بن ابراہیم کا انتقال ہو گیا۔

اہل آرمینیہ کی بغاوت: ......صوبہ آرمینیہ کا گورنر یوسف بن محمد تھا بطریق بقراط بن اسواط ❶ جو بطریقوں کا سردار تھا امن کی درخواست کر کے دارالامارت میں حاضر ہوا مگر ابو یوسف بن محمد نے اس کو اس کے بیٹے سمیت گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں بھیج دیا یوسف کی اس حرکت سے آرمینیہ کے بطریقوں میں سخت اشتعال پیدا ہوا بقراط بن اسواط کے چچازاد بھائی اور اس کے داماد موسیٰ بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے اور اتفاق رائے سے سب نے یوسف بن محمد کو مار ڈالنے کی قسمیں کھائیں چنانچہ رمضان ۲۳۷ھ مقام طرون میں یوسف بن محمد کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا یوسف بن محمد یہ خبر پا کر اہل آرمینیہ سے جنگ کرنے نکلا اہل آرمینیہ نے پہلے ہی معرکہ میں یوسف بن محمد کو شکست دے کر اس کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

اہل آرمینیہ کی سرکوبی: ......بارگاہ خلافت سے خلیفہ متوکل کے حکم پر بغا کبیر اس ہنگامہ کو ختم کرنے روانہ ہوا موصل اور جزیرہ سے ہوتا ہوا اردن جا پہنچا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر کے موسیٰ بن زرارہ اور اس کے بھائیوں کو قید کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کر دیا اس معرکہ میں موسیٰ بن زرارہ کے ساتھیوں میں سے تقریباً تیس ہزار آدمی مارے گئے اور ایک بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی۔

تفلیس کا محاصرہ: ......اس کے بعد بغا کبیر نے شہر دبیل میں جا کر پڑاؤ کیا اور ایک مہینہ تک ٹھہرا رہا پھر شہر دبیل سے روانہ ہو کر تفلیس پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور زیرک ترکی ❷ کو ایک دستہ فوج کا ساتھ بطور مقدمۃ الجیش کے تفلیس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اسحاق بن اسماعیل بن اسحاق نے (یہ بنوامیہ کا خادم تھا) تفلیس سے نکل کر زیرک کا مقابلہ کیا چنانچہ قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا تفلیس کے مکانات اور ان کے علاوہ دارالامارت لکڑی سے بنے ہوئے تھے بغا کبیر کے حکم سے نفاطین نے شہر پر آگ برسانی شروع کر دی جس سے قصر امارت میں آگ لگ گئی اور وہ جل گیا اس کے علاوہ ہزار ہا مکانات جل کر خاک و سیاہ ہو گئے اور پچاس ہزار آدمی اس آتش زنی کی نذر ہو گئے جو باقی رہے وہ گرفتار کر لئے گئے ترکی اور مغربی دستوں نے اسحاق بن اسماعیل کو گھیر کر گرفتار کر لیا بغا کبیر نے اسی وقت اسحاق کو قتل کر ڈالا۔

صغد بیل کی بربادی: ......اسحاق کے اہل و عیال اپنے مال و اسباب سمیت شہر صغد بیل ❸ چلے گئے جو شہر تفلیس کے برابر نہرہ کر من کی مشرقی جانب واقع تھا۔ جس کو نوشیرواں نے آباد کیا تھا اور اسحاق نے انہیں ضرورتوں کے پیش نظر پہلے ہی سے رسد اور غلہ سے اس کو مضبوط کر رکھا تھا مگر ان اجل رسیدوں کو یہ قلعہ بھی بغا کبیر کے پنجہ ظلم سے نہ بچا سکا اس کے بعد بغا کبیر نے ایک لشکر دوسرے قلعہ کی جانب بروعہ اور تفلیس کے درمیان واقع تھا روانہ کیا اہل قلعہ نے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر بغا کبیر کے سپاہیوں نے بزور تیغ فتح کر لیا اور اس کے بطریق کو گرفتار کر لیا۔

قلعہ کیس پر حملہ: ......اس مہم سے فارغ ہو کر قلعہ کیس پر حملہ کیا جو بلقان کی سرزمین پر تھا اور جس کا والی عیسیٰ بن یوسف تھا عیسیٰ بن یوسف نے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن بغا کبیر کے لشکریوں سپاہیوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور بغا کبیر نے اس کو بھی چند بطریقوں سمیت بغداد کی طرف روانہ کر دیا یہ واقعہ ۲۳۸ھ کا ہے۔

---

❶ ......(تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۸۷) پر اور اسی طرح کی (تاریخ الکامل جلد ۴ صفحہ ۳۲۵) پر بقراط بن اسواط کے بجائے بقراط بن اشوط تحریر ہے۔

❷ ......ایک نسخے میں زیرک کے بجائے بزرک لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔ دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۲۵)۔

❸ ......ایک نسخے میں صغد بیل کے بجائے صغد نیل تحریر ہے جو کہ غلط ہے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۲۵)

قضاۃ کی معزولی اور تقرری:……۲۳۷ھ میں خلیفہ متوکل کو قاضی احمد بن ابی داؤد سے ناراضگی پیدا ہوئی اور یہ کشیدگی و ناراضگی اس درجہ بڑھ گئی بڑھی کہ خلیفہ متوکل نے قاضی احمد کا سارا مال واسباب اور جاگیریں ضبط کر کے اس کے بیٹوں کو قید کر دیا قاضی احمد کے بیٹوں میں سے ابوالولید نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار ❶ قیمت کے جواہرات پیش کئے اور جب اس پر بھی خلیفہ متوکل کا غیظ وغضب ٹھنڈا نہ ہوتو ایک لاکھ ساٹھ ہزار دراہم مزید پیش کئے امراء ورؤساء شہر نے گواہی دی کہ ابوالولید نے اپنا مال واسباب فروخت کر کے یہ رقم مہیا کی ہے۔قاضی احمد ان دنوں عارضہ فالج میں مبتلا تھا خلیفہ متوکل نے یحییٰ بن اکثم کو بلوا کر کے قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت کر دیا اور ابوالولید بن ابی داؤد کو صیغہ فوجداری کے ❷ اختیارات بھی قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کو دے دیئے پھر ۲۴۰ھ میں قاضی یحییٰ بن اکثم بھی خلیفہ کے عتاب کا شکار ہو کر معزول ہو گیا پچھتر ہزار دینار اور چار ہزار جریب ❸ زمین جو بصرہ میں قاضی یحییٰ بن اکثم کی ملکیت تھی ضبط کر لی گئی ۔اور اس کے جگہ جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا گیا،اسی سنہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد نے اپنے بیٹے ابوالولید کے مرنے کے بیس دن بعد وفات پائی یہ مذہباً معتزلی تھا اس نے بشر مریسی سے اس مذہب کی تعلیم پائی تھی اور بشر مریسی نے جہم بن صفوان سے اور جہم بن صفوان نے جعد ❹ بن ادہم یعنی مروان کے معلم سے یہ خیالات اور عقائد حاصل کئے تھے

حمص کی بغاوت:……چونکہ ابوالغیث موسیٰ بن ابراہیم رافعی والی حمص نے حمص کے بعض رئیسوں کو بغیر کسی جرم وخطا کے قتل کر دیا اس وجہ سے ۲۴۳ھ میں اہل حمص نے جمع ہو کر بلوہ کر دیا اور اس کو دارالامارت سے نکال کر اس کے ساتھیوں میں سے چند آدمیوں کو قتل کر دیا۔

نیا گورنر اور فتح:……چنانچہ خلیفہ متوکل نے اس کی جگہ محمد بن عبدویہ انباری کو متعین کیا اس نے بھی اہل حمص کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیا اور سختی سے پیش آیا اہل حمص اس سے بھی منحرف اور باغی ہو گئے دارالخلافت سے دمشق اور رملہ کی فوجیں اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے بھیجی گئیں چنانچہ اہل حمص پر ان کو فتحیابی حاصل ہوئی اور بلوائیوں کا ایک بڑا گروہ اس معرکہ میں کام آ گیا،عیسائی شہر بدر کر دیئے گئے ،کنائس (گرجے) گرادیئے گئے اور ان میں سے جو جامع مسجد کے قریب یا ملے ہوئے تھے وہ جامع مسجد میں شامل کر لئے گئے۔

اہل بجات کی بدعہدی:……جن دنوں اسلامی فتوحات کا سیلاب مصر کی دیواروں تک پہنچ گیا تھا اسی زمانہ سے اہل مصر اور بجات کے درمیان مصالحت ہو گئی تھی اسی معاہدے کے تحت بجاۃ کے علاقے میں سونے کی جتنی کانیں تھیں وہ ان کا خمس والی مصر کو دیا کرتے تھے مگر متوکل کے خلافت میں خمس دینار بند کر دیا اور ان مسلمانوں کو جو کانوں میں کام کرتے تھے اپنی بے وقوفی اور بزدلی سے قتل کر دیا پرچہ نویسوں کے افسر نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع پہنچا دی خلیفہ متوکل نے اراکین سلطنت سے بجات کے خوف جہاد کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو اراکین سلطنت نے عرض کیا کہ ''وہ اقوام بادیہ نشین ہیں اور ان کے پاس اونٹ اور بکریوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے ان کے علاقوں تک پہنچنا آسان نہیں ہے کیونکہ ان کا ملک بلاد اسلامیہ سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے اور راستہ نہایت دشوار گذار ہے ایسی حالت میں رسد اور غلے کا انتظام کافی ہونا چاہئے ورنہ اسلامی لشکر کا بلاجدال وقتال خاتمہ ہو جائے گا''

اہل بجات کی سرکوبی:……خلیفہ متوکل یہ سن کر ہمت ہار گیا اس سے بجات کا حوصلہ بڑھ گیا اور اہل صعید کو بجات کی شرارت اور آئے دن فساد سے خوف پیدا ہوا چنانچہ بارگاہ خلافت میں ایک درخواست بھیج دی خلیفہ متوکل نے محمد بن عبداللہ قمی کو اسوان ،قفط ،قصر ،اسنا اور ارمنت کا گورنر بنا کر بنت سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور عنبسہ بن اسحاق ضبی (گورنر) کے نام محمد بن عبداللہ قمی کی مالی اور فوجی مدد کرنے کا فرمان بھیج دیا۔

---

❶……مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۱۱۱ پر بیس ہزار کے بجائے چالیس ہزار تحریر ہے۔

❷……اس محکمہ کو دیوان مظالم کہا جاتا تھا جہاں مظلوموں کی فریاد رسی کی جاتی تھی۔

❸……ایک نسخے میں جریب کے بجائے حرب تحریر تھا جو کہ غلط ہے۔دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

❹……اور جعد بن ادہم نے ابان بن سمعان سے اور ابان بن سمعان نے طالوت سے اور طالوت نے لبید بن اعصم یہودی سے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا، مذہب معتزلہ کی تعلیم پائی تھی لبید خلق توریت مقدس کا قائل تھا سب سے پہلے طالوت ہی نے اس مضمون پر کتاب تصنیف کی تھی (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲۹)

شاہی فوج کی حکمت عملی: ……چنانچہ محمد بن عبداللہ قمی بیس ہزار فوج کے ساتھ جس میں شاہی فوج اور رضا کار فوج بھی شامل تھی بجات کے علاقے کی طرف خشکی سے راستے روانہ ہوا اور قلزم کے راستے بہت سی کشتیاں آٹا، ستو، کھجوریں اور روغن زیتون لوڈ کر کے بجات کی جانب روانہ کر دیں رفتہ رفتہ محمد بن عبداللہ قمی ان کے قلعوں تک پہنچ گیا۔

اہل بجات کی شکست: ……ان کا بادشاہ علی بابا تھا وہ محمد بن عبداللہ قمی سے دوگنا لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور نہایت دھیمی رفتار سے لڑائی شروع کر دی اس امید پر کہ تھوڑے دنوں میں ان کا رسد غلہ ختم ہو جائے اس وقت ہم ان کو بغیر جدال وقتال کر گرفتار کر لیں گے اس دوران وہ کشتیاں ساحل پر پہنچ گئیں جن کو اس نے اپنی روانگی کے وقت مصر سے قلزم کے راستے روانہ کیا تھا محمد بن عبداللہ قمی نے اپنے سپاہیوں کو حسب ضرورت کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کر دیں علی بابا اس انتظام اور دوراندیشی کو دیکھ کے دنگ رہ گیا اگلے دن خم ٹھونک کر میدان میں آیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کر دی چونکہ اس کے انٹوں میں وحشت زیادہ تھی ہر چیز کو دیکھ کر بدک اٹھتے تھے اس سے کامیابی نہ ہوئی دوسرے دن محمد بن عبداللہ قمی نے گھوڑوں کی گردنوں میں گھنٹیاں بندھوا کے حملہ کرنے کا حکم دیا علی بابا کی فوج کے اونٹ گھنٹیوں کی آواز سن کر بدک کر بھاگنے لگے شتر سواروں نے بہت سنبھالا لیکن نہ سنبھلے مجبور ہو کر علی بابا بھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا چنانچہ محمد بن عبداللہ قمی نے تعاقب اور قتل وغارت کا حکم عام دے دیا ہزاروں آدمی مارے اور قید کر لئے گئے۔

اہل بجات کو امان واعزاز: ……اس کے بعد علی بابا نے امن ومصالحت کی درخواست کی محمد بن عبداللہ قمی نے یہ شرط رکھی کہ تم بقایا اور مال خراج ادا کر دو ہم تم کو تمہارا ملک جو ہم فتح کر چکے ہیں واپس دے دیں گے علی بابا نے خوشی سے ان شرائط کو منظور کر کے دربار خلافت روانہ ہوا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے (فیعس) کو مقرر کر گیا خلیفہ متوکل نے علی بابا کو کمال احترام وعزت سے ٹھہرایا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا، اس کے اونٹوں پر دیبا اور قیمتی قیمتی کپڑوں کی جھولیں ڈالیں اور عزت افزائی کے لئے مصر سے مکہ تک کے راستے کی حکومت عنایت کی اور اس کے علاقے پر سعد ایتاخ خادم کو اپنا نمائندہ مقرر فرمایا سعد نے اپنی طرف سے محمد قمی واپس آئے اور بجات کے علاقوں میں چاروں طرف امن وقائم ہو گیا۔

رومیوں کی دہشت گردی: ……۲۳۸ھ میں رومیوں کا ایک بیڑہ جس میں سو کشتیاں ❶ تھیں ساحل دمیاط پر پہنچا اتفاق یہ کہ اس وقت سرحدی فوج کو عنبسہ بن اسحاق ضبی والی مصر نے کسی ضرورت سے مصر طلب کر لیا تھا تھوڑی سی فوج ساحل دمیاط پر موجود تھی رومیوں نے موقع مناسب پا کر خاطر خواہ دمیاط کو لوٹا، جامع مسجد کو جلا دیا اور کشتیوں کو مال واسباب اور قیدیوں سے پھر کر تینس کی طرف چلے گئے تینس میں بھی پہنچ کر رومیوں نے یہی برتاؤ کئے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

ملکہ ندورہ مظالم: ……اسی سنہ میں علی بن یحییٰ ارمنی صوائف کے افسر نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۲۴۱ھ مین ملکہ روم ندورہ نے مسلمان قیدیوں کو زبردستی اور ظلم کر کے عیسائی بنالیا جس نے بھی کچھ بھی چون وچرا کی اس کو قتل کر دیا چنانچہ بڑی تعداد نے عیسائیت قبول کر لی مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کے خود ہی مفادات ❷ کی درخواست کر دی خلیفہ متوکل نے سیف خادم کو قاضی بغداد جعفر بن عبدالواحد کے ساتھ فدیئے کی غرض سے روانہ کیا اور بغداد میں قاضی کے عہدے پر ابن ابی شوارب کو مقرر فرمایا چنانچہ نہر لامس پر رومیوں اور مسلمانوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر ایک دوسرے کی قید سے رہا کرایا اس کے بعد پھر رومیوں نے بدعہدی کی اور عین زربہ پر شب خون مارا۔ وہاں جتنے زط تھے سب کو عورتوں اور بچوں سمیت گرفتار کر لیا۔ اور صائفہ سے علی بن یحییٰ ارمنی کی واپسی کے بعد سمیساط کی جانب قدم بڑھائے اور آمد تک قتل وغارت کرتے ہوئے چلے گئے سیکڑوں مسلمانوں کو شہید کر دیا ہزاروں مکانات لوٹ لیئے سرحدی اور جزری علاقوں کو برباد کر دیا اور تقریباً دس ہزار مسلمان کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے قرشاس، عمر بن عبدالاقطع اور مجاہدین کے ایک گروپ نے تعاقب کیا۔ گر بے نیل مرام واپس آئے۔

---

❶……ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۲۶ پر سو کے بجائے تین سو کشتیاں تحریر ہے۔

❷……ایک دوسرے کو فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کو چھڑانا۔

روم اور صوائف کا جہاد:.....اس کے بعد اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے علی بن یحییٰ کو صائفہ کے ساتھ روم میں جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا اور ۲۴۴ھ میں بغداد جسے دمشق آ گیا اس کے ساتھ تمام ارا کین دولت بھی دمشق آ گئے ،شاہی دفاتر اور تمام محکمہ جات جن کا خلیفہ سے تعلق تھا بغداد سے دمشق میں منتقل ہو گئے خلیفہ دو مہینے تک مقیم رہا اس کے بعد اتفاق سے دمشق میں وباء پھوٹ نکلی اس لئے واپس بغداد چلا گیا، روانگی سے پہلے بغا کبیر کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ بلا روم میں جہاد کرنے بھیجا لہٰذا اس نے بلا روم میں داخل ہو کر جنگ کا بازار گرم کر دیا جس میں روم کے بڑے بڑے گردن کش اور سور ما پہلوان کام آ گئے سینکڑوں دیہات قصبات اور شہر ویران کر دیئے گئے جب ہر سمت سے الامان الامان کی پکار مچی تو بغا کبیر بلاد اسلامیہ کی طرف واپس لوٹ گیا۔

رومیوں کا سمیساط پر حملہ:.....پھر ۲۴۵ھ میں رومیوں نے سمیساط پر حملہ کیا جہاں اہل کر رہ اپنے بطریق سے ناراض ہو گئے تو اسے گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کے خادموں کے حوالے کر دیا چنانچہ بادشاہ روم نے ایک ہزار مسلمان قیدیوں کو رہا کر کے بطریق کو چھڑا لیا۔ ۲۴۶ھ میں عمر بن عبیداللہ اقطع نے صائفہ کے ساتھ بلاد روم پر چڑھائی کر دی چنانچہ چار ہزار مویشی ہاتھ آئے فرشاس پانچ ہزار راس پکڑ کر لے آیا۔

انطا کیہ اور بلکا جور:.....فضل بن قاران نے ایک بیڑہ جہازوں کا لے کر جس میں بیس کشتیاں تھیں قلعہ انطا کیہ پر چڑھائی کر دی اور اس کے تلوار کے زور سے فتح کر کے "بلکا جور" پہنچ گیا وہاں بھی بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور ہزاروں عیسائی گرفتار کر لئے اور علی بن یحییٰ نے پانچ ہزار عیسائی دس ہزار جانور پکڑ لئے اسی سن میں اسی کے ہاتھ عیسائی اور مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا فریقین نے اپنے اپنے تین ہزار قیدی رہا کرائے۔

متوکل کے عمال:.....۲۳۲ھ میں خلیفہ متوکل نے بلاد فارس میں محمد بن ابراہیم بن مصعب کو مقرر کیا تھا ان دنوں موصل کی حکومت غانم بن حمید طوسی کے پاس تھی متوکل کے زمانہ خلافت کے شروع میں محمد بن عبداللہ بن الزیات قلمدان وزارت کا مالک تھا اور دیوان الخراج (محکمہ مال یا بورڈ آف ریونیو) کا یحییٰ بن خاقان خراسانی (ازد کا غلام) افسر اعلیٰ تھا اسی زمانہ میں فضل بن مروان کو معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ دیوان نفقات پر ابراہیم بن محمد بن ختول کو مقرر کیا گیا۔ ۲۳۳ھ میں محمد بن عیسیٰ کو معزول کر کے حرمین ،یمن اور طائف کی گورنری اپنے بیٹے منتصر کو عنایت کی اور جب ایتاخ حج کے لئے چلا گیا تو حجابت پر وصیف خادم کو مقرر کیا۔

۲۳۵ھ تا ۲۳۸ھ:.....۲۳۵ھ میں اپنے بیٹوں کی ولی عہدی کی بیعت لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کو وفات کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم کو بغداد کی پولیس کا انچارج بنایا اس کی (یعنی اسحاق بن ابراہیم کی) اور حسن بن سہل کی وفات ایک ہی سن میں واقع ہوئی ۲۳۶ھ میں عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو سیکرٹری کا عہدہ اور اس کے بعد وزارت کا عہدہ دیا گیا اور صوبہ آرمینیہ آذربائیجان کے امور حرب اور خراج کا یوسف بن ابی سعید محمد بن یوسف مروزی کو اس کے باپ کی وفات کے بعد ذمہ دار مقرر کیا چنانچہ اس نے آرمینیہ و آذربائیجان نے بغاوت کر دی اور اس کو قتل کر دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں پھر ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے خلیفہ متوکل نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بغا کبیر کو وہاں بھیجا لہٰذا اس نے ان لوگوں سے یوسف کے خون کا بدلہ لیا اور سواد کی کانوں کا عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم کو نگران مقرر کیا۔

۲۳۹ھ تا ۲۴۱ھ:.....۲۳۹ھ میں قاضی احمد بن ابی داؤد کو قاضی کے عہدے سے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ یحییٰ بن اکثم قاضی القضاۃ کے عہدہ جلیلہ پر مقرر رہوا۔ اسی سن میں محمد بن عبداللہ بن طاہر ،خراسان سے دارالخلافت بغداد آیا خلیفہ متوکل نے اسے پولیس کی افسری اور جزیرہ واعمال سواد کی حکومت عنایت کی ان دنوں مکہ معظّمہ کا گورنر علی بن عیسیٰ بن جعفر بن منصور تھا یہی امیر حجاج تھا اس نے لوگوں کے ساتھ اس سال حج ادا کیا اس کے بعد سال آئندہ کے لئے اس کی جگہ عبداللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ کو مقرر کیا گیا ،اس زمانہ میں جعفر بن دینار مکہ معظّمہ اور تمام بلاد حجاز کے راستوں کی سیکورٹی پر متعین ہوا۔حمص میں ابوالمغیث موسیٰ بن ابراہیم رافقی مقرر تھا اسی سنہ میں اہل حمص نے اس سے سرکشی کی تو اس کی جگہ محمد بن عبدویہ کو حمص کی سند گورنری عطا کی گئی اور اسی سن میں یحییٰ بن اکثم کو عہدہ قضاء سے معزول کر کے اس کی جگہ جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان کو مقرر کیا گیا،

۲۴۲ھ تا ۲۴۴ھ:..... ۲۴۳ھ میں مکہ معظمہ کا گورنر عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام کو بنایا دیوان نفقات پر ابراہیم بن عباس کے بعد صولی حسن بن مخلد بن جراح کو مقرر کیا گیا اس سے پہلے حسن اسی محکمہ میں ابراہیم کا نائب تھا۔

جعفریہ نامی شہر:..... ۲۴۵ھ میں خلیفہ متوکل نے ایک نیا شہر ''جعفریہ'' تعمیر کرایا اور سپہ سالاران لشکر اور ارکین حکومت کو اس میں آباد کیا دو لاکھ دینار اس کی تعمیر میں خرچ ہوئے شہر کے درمیان ایک بہت بڑا محل بنایا جسے ''نہاد لولوۂ'' کہتے تھے اس کی بلندی تمام شاہی محلسراؤں سے زیادہ تھی۔ اس محل میں صاف وشفاف پانی کی ایک نہر بھی جاری کی گئی جو پہاڑ کو کاٹ کر لائی گئی اس شہر کے متعدد نام تھے کوئی متوکلیہ کہتا تھا کوئی جعفریہ اور ماخورہ کہتا۔

نجاح بن سلمہ:..... اسی سنہ میں جعفر بن دینار کے مرنے پر مکہ معظمہ اور حجاز کے راستہ پر ابوالساج اور دیوان ضیاع وتوقیع پر نجاح بن سلمہ کو مقرر کیا گیا نجاح بن سلمہ بڑے رعب وداب والا شخص تھا ارکین سلطنت اور وزراء اس کا لحاظ کرتے تھے خلیفہ متوکل بھی اس کی بہت عزت کرتا تھا حسن بن مخلد اس کے ساتھ دیوان ضیاع میں تھا اور موسیٰ بن عقبہ دیوان الخراج کا افسر تھا نجاح بن سلمہ نے ان دونوں کی خلیفہ متوکل سے چغلی کر دی اور یہ جڑ دیا کہ یہ ان دونوں نے چالیس ہزار کا غبن کیا ہے چنانچہ خلیفہ متوکل یہ سن کے آپ سے باہر ہو گیا نجاح کو حسن اور موسیٰ کو تعزیر لگانے پر متعین کیا تو جب حسن وموسیٰ کو اس کی خبر ملی تو وہ گھبرا گئے اور عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیرالسلطنت کے خدمت میں گئے اور اسے ان حالات سے مطلع کیا وزیر السلطنت نے نجاح سے ان لوگوں کی سفارش کی اور جب وہ کچھ نقد وجنس لے کر درگذر کرنے پر آمادہ ہوا تو ان لوگوں سے معذرت کا خط لکھوا کر نجاح کے پاس بھیج دیا نجاح نے بے سوچے سمجھے خط کی پشت پر یہ لکھ کر یہ واپس کر دیا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار اور مختلف قسم کا سامان آرائش اور دیگر اسباب حاضر کرو تو میں تمہاری تعزیر سے درگذر کروں گا، وزیر السلطنت نے یہ خط جس سے نجاح کی بددیانتی ثابت ہوتی تھی خلیفہ متوکل کی خدمت میں پیش کر دیا خلیفہ متوکل نے اسی وقت نجاح کو بلوا کر اس قدر پٹوایا کہ مر گیا اور اس کے بیٹوں اور وکلاء سے جو مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے جرمانہ میں بے شمار مال وصول کر لیا۔

متوکل اور منتصر کی آپس میں ناراضگی:..... اگر چہ خلیفہ متوکل نے ارکین سلطنت سے اپنے بیٹے منتصر کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی مگر منتصر کی طرف سے اس کے دماغ میں یہ خیالات قائم ہو گئے تھے کہ یہ جلد باز اور ناعاقبت اندیش ہے اس لئے اپنے کئے پر پشیمان اور نادم رہتا تھا خلیفہ متوکل اسی وجہ سے کہ منتصر میں عجلت کا مادہ زیادہ تھا منتصر کو مستعجل کے لقب سے اکثر یاد کرتا تھا اور منتصر کو متوکل سے اس لئے کشیدگی پیدا ہو رہی تھی کہ اس نے اپنے اسلاف کا مذہب (اعتزال اور تشنیع) چھوڑ دیا تھا بسا اوقات مجلس میں اس کے مصاحبین علی ابن ابی طالبؓ پر چوٹ کر دیتے تھے اور متوکل بیٹھا ہنستا رہتا چنانچہ منتصر کو یہ حرکات ناگوار گذرتی تھیں اس لئے مصاحبین کو موقع ومحل دیکھ کر دھمکی دے دیتا تھا اور کبھی کبھی جب ضبط نہ ہو سکتا تو خلیفہ متوکل سے بھی کہہ دیتا کہ یہ بات اچھی نہیں ہے حضرت علی ہم لوگوں کے بزرگ، سردار اور بنو ہاشم کے شیخ تھے اگر آپ کے نزدیک وہ (عیاذاً باللہ) بُرے تھے تو آپ جو چاہے کہہ لیجئے مگر ان کمینوں اور بیہودوں کو تو روک دیجئے

خلیفہ متوکل کے منتصر سے سلوک:..... خلیفہ متوکل اس بات پر منتصر کی تحقیر وتذلیل کرتا، گالیاں دیتا، معزولی وقتل کی دھمکی دیتا اور اکثر وزیر السلطنت عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو حکم دے دیتا کہ اس کو گردن سے پکڑ کر نکال دو کبھی کبھی اپنے بیٹے معتز کو نماز اور خطبہ کے لئے مقرر کرتا اور کبھی معزول کر دیتا۔ یہی وجوہات تھیں جن سے لوگوں کو اس سے ناراضگی اور کشیدگی پیدا ہوئی انہی دنوں متوکل نے بغا۔ وصیف کبیر صغیر، اور دواجن کو بھی اپنی تلون طبعی سے بددل کر دیا اور ان لوگوں نے موالی (آزاد غلاموں کو) خلیفہ کی مخالفت پر ابھار دیا اسی زمانہ میں بغا موسیٰ جو خلیفہ متوکل کے حکم سمیساط کی طرف صوائف کے انتظار میں کوچ کر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا موسیٰ جو خلیفہ متوکل کی خالہ کا لڑکا تھا محل سرائے شاہی کی حفاظت پر مقرر ہوا اور دربردہ خلافت پر بغا شرابی صغیر کو متعین کیا گیا۔

متوکل کے قتل کا مشورہ:..... اس کے بعد خلیفہ متوکل نے وصیف سے ناراض ہو کر اس کا جو مال واسباب اور جاگیر اصفہان اور جبل وغیرہ میں تھی ضبط کر کے فتح بن خاقان کو دے دی چنانچہ وصیف کو اس سے برہمی پیدا ہو گئی اور وہ منتصر سے ملا تھوڑی دیر تک دونوں اپنے اپنے دل کا غبار

نکالتے رہے اور آخر کار یہ طے پا گیا کہ خلیفہ متوکل کی زندگی کا خاتمہ کر دینا چاہئے

قتل کی تیاری:......چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے خدام کی ایک جماعت کو مقرر کیا اور اپنے بیٹے صالح اور احمد، عبداللہ اور نصر کو ان کے ہمراہ کر دیا جس رات کو یہ سب محلسرائے شاہی میں خفیہ طور سے داخل ہوئے حسب عادت منتصر بھی حاضر ہوا تھوڑی دیر بیٹھ کر پرانی عادت کے مطابق اپنے خادم زرافہ کو لے کر واپس چلا گیا منتصر کی واپسی کے بعد بغا شرابی نے اور مصاحبین اور حاضرین کو واپس جانے کا اشارہ کیا تو وہ ایک ایک دو دو کر کے رخصت ہو گئے اور خلیفہ متوکل اور فتح بن خاقان چار مخصوص مصاحبین سمیت باقی رہ گیا۔ سارے دروازے بند تھے صرف باب دجلہ کھلا ہوا تھا اسی راستہ سے وہ لوگ دبے پاؤں اس کمرہ میں آ گئے جس میں خلیفہ متوکل بیٹھا ہوا تھا خلیفہ متوکل اور اس مصاحبوں کو جو اس وقت موجود تھے ان لوگوں کے آنے کا احساس ہو گیا چنانچہ سر اٹھا کر دریافت کیا کہ بغا شرابی سے یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا ''عالم پناہ آج انہی لوگوں کے پہرہ کی باری ہے'' خلیفہ یہ سن کر خاموش ہو گیا تو ان لوگوں نے یہ خیال کر کے کہ خلیفہ متوکل ہمارے بے وقت آنے پر معترض ہوا ہے صبح ہوتے ہی ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا لہٰذا مارے اور مر جانے کی قسمیں کھالیں اور سب کے سب شمشیر بکف ہو کر خلیفہ متوکل پر ٹوٹ پڑے، فتح بن خاقان بچانے کے ارادے سے خلیفہ متوکل پر لیٹ گیا ان لوگوں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔

منتصر کو اطلاع:......پھر خون آلودہ تلواریں لے کر منتصر کے پاس آئے اس وقت منتصر زرافہ کے گھر میں سو رہا تھا ان لوگوں کے شور و غوغا سے جاگ کر باہر آ گیا پھر یہ لوگ آداب خلافت کے مطابق منتصر کو سلام کر کے زرافہ کی طرف قتل کے ارادے سے بڑھے مگر منتصر نے ان لوگوں کو روک دیا چنانچہ زرافہ کے ہاتھ بڑھا کر بیعت کر لی۔ اس کے بعد خلیفہ منتصر سوار ہو کر محل سرائے شاہی میں داخل ہوا اور حاضرین سے بیعت لی اور وصیف کو لکھ کہ میں نے فتح کو اس جرم میں کہ اس نے میرے باپ کو قتل کیا تھا قتل کر دیا ہے وصیف اس خبر کی اطلاع پا کر حاضر ہوا اور بیعت کر لی۔

منتصر کی بیعت:......اسی وقت خلیفہ منتصر نے اپنے دونوں بھائیوں معتز اور مؤید کو بھی طلب کر کے ان سے اپنی خلافت کی بیعت لے لی رفتہ رفتہ یہ خبر عبیداللہ بن یحییٰ تک پہنچی تو وہ رات ہی کو سوار ہو کر معتز کے مکان پر آیا مگر ملاقات نہ ہو سکی تھوڑی ہی دیر میں اس کے پاس دس ہزار آدمی جمع ہو گئے جس میں ازدی، ارمنی، اور عجمی بھی تھے ان لوگوں نے متفق ہو کر عرض کیا کہ ''آپ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم منتصر کا اس کے ساتھیوں سمیت خاتمہ کر دیں''، مگر عبیداللہ بن یحییٰ نے ان لوگوں کو اس فعل سے روکا اور خود بھی اپنے پریشان و منتشر خیالات کو جمع کر کے اپنے ارادے سے خواہ کچھ بھی تھا، باز رہا۔ صبح ہوئی تو خلیفہ منتصر نے خلیفہ متوکل ❶ اور فتح کو دفن کئے جانے کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ چوتھی شوال ۲۴۷ھ کا ہے۔

خلیفہ متوکل کے قتل کی خبر مشہور ہونے پر لشکر میں ایک شورش سی پیدا ہو گئی شاکریہ جعفریہ اور ان کے علاوہ ❷ بازاری اور اوباش ان کے پیچھے ہو لئے اور شور و غوغا مچاتے ہوئے محل سرائے شاہی کے دروازہ پر پہنچے چنانچہ اراکین سلطنت میں سے ایک شخص باہر آیا اور ان لوگوں کی گفتگو سن کر واپس چلا گیا اس کے بعد خلیفہ منتصر بنفس نفیس محل سرائے شاہی سے برآمد ہوا اس کے آگے پیچھے جاں نثاروں کا ایک دستہ تھا اس نے ان لوگوں کو مارنا شروع کر دیا چنانچہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ان میں سے چھ آدمی مارے گئے۔ اس عباسی خلفاء کے واقعات جنھوں نے منتصر کے عہد خلافت سے لے کر مستکفی کے زمانہ حکومت تک خلافت و حکمرانی کی جبکہ فتنہ کی آگ ہر طرف بھڑک رہی تھی اور اراکین سلطنت زیر کنٹرول علاقوں کو دبائے جاتے رہے تھے اور گورنروں کی خود سری و خود مختاری کی وجہ سے قوائے حکومت مضمحل اور کمزور ہو رہے تھے۔

عبدالرحمٰن بن معاویہ:......جس وقت بنو عباس تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے تمام ممالک اسلامیہ میں ان کا سکہ چل گیا جیسا کہ اس

❶ ......خلیفہ متوکل علی اللہ جعفر ابوالفضل بن معتصم بن رشید کی ماں ام ولد (کنیزک) تھی شجاع نام تھا، ۱۸۶ھ میں پیدا ہوا ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ میں خلیفہ واثق باللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا تقریباً چالیس مرحلے عمر کے طے کئے، چودہ برس دس مہینے تین دن خلافت کی، اس کا میلان طبع اہل سنت و جماعت کی طرف تھا، ۲۳۴ھ میں اس نے تمام ملک محروسہ میں اعلان کر دیا، محدثین کو گرانبہا خلعتیں مرحمت فرمائیں اور احادیث صفات و رویت کی روایت کا عام حکم دیا چنانچہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے جامع رصافہ میں اور ان کے بھائی عثمان نے جامع منصور میں بیٹھ کر حدیثوں کی روایت بیان کی جس کی سماعت تیس ہزار آدمیوں نے کی (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۳۸، و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۳)

❷ ......التصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود

سے پہلے بنوامیہ کی حکومت کا چراغ جل رہا تھا اسی زمانہ میں جبکہ بنوامیہ کا بچہ بچہ اس جرم میں کہ وہ خاندان خلافت کا آئندہ ایک ممبر ہو گا قتل کیا جار ہا تھا کہ ہاشم بن عبدالملک کی اولاد میں سے عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام نامی ایک شخص اس عام خونریزی سے انتہائی بے کسی و بے سروسامانی میں اپنی جان بچا کر بھاگا اور دریا عبور کر کے اندلس پہنچا چونکہ حکمرانی کو بود ماغ سے گئی تھی لہٰذا اندلس کو عبدالرحمٰن بن یوسف فہری کے قبضہ سے نکال کر خود حکمرانی کرنے لگا پھر ایک سال تک خلیفہ سفاح عباسی کے نام کا خطبہ اندلس کی مساجد میں پڑھا گیا۔

اندلس کی بنوعباس سے علیحدگی:......اس کے بعد جب عبدالرحمٰن بن معاویہ کے خاندان والے مشرق سے اندلس آ گئے تو ان لوگوں نے سفاح کے نام کا خطبہ پڑھنے پر غیرت دلائی، اور نصیحت کی چونکہ عبدالرحمٰن بن معاویہ کے دل میں اپنی اور قومی تباہی کی چوٹ موجود تھی لہٰذا سفاح کی دعوت اور اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا جس سے اندلس کی دولت اسلامیہ سے جس کے مالک بنوعباس بن گئے تھے علیحدگی ہو گئی پھر جب خلیفہ ھادی کے عہد خلافت ۱۹۲ھ میں علی بن حسن بن علی کو واقعہ پیش آیا اور ان کے سردار حسین بن علی بن حسن مثنیٰ ایک گروہ سمیت جو ان کے خاندان سے تھا قتل کر دیئے گئے اور کچھ لوگ اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔

ادریس بن عبداللہ:......ان میں سے ادریس بن عبداللہ بن حسن مغرب اقصیٰ کی جانب چلے گئے اور ''بربریوں'' میں اسی زمانہ سے اپنی دعوت کی بنیاد ڈالی لہٰذا اس طرح سے مغرب بھی بنوعباس کے دائرہ حکومت سے باہر ہو گیا اور وہاں ان کی ایک حکومت مستقل طور پر قائم ہو گئی۔ پھر کچھ عرصے بعد جس وقت خلیفہ متوکل مارا گیا اس وقت سے خلافت عباسیہ اور کمزور ہو گئی اور چاروں طرف سے صوبوں کے گورنروں کی خود مختاری کی آوازیں آنے لگیں حکمرانی کی مشین کے پرزے ایک دوسرے سے الگ ہو کر بجائے خود ایک الگ مشین بن گئے۔

بغداد میں بغاوت:......بغداد میں بغاوت پھوٹ نکلی علویہ نے بلاد اسلامیہ میں نکل کر اپنی دعوت کا نقارہ بجادیا چنانچہ ابوعبداللہ شیعی نے ۲۸۶ھ میں افریقہ پہنچ کر طامہ میں عبیداللہ المہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادق کی خلافت کی دعوت دی اور ان لوگوں سے عبیداللہ المہدی کی خلافت کی بیعت لے لی اور افریقہ کو بنو اغلب کے قبضہ سے نکال کر اس پر اور مغرب اقصیٰ، مصر اور شام پر بھی قابض ہو گئے لہٰذا ان تمام صوبوں نے خلفاء بنوعباسیہ کے قبضہ اقتدار سے نکل کر ایک نئی حکومت کی صورت اختیار کر لی جو دو سوستر برس تک قائم رہی جیسا کہ ان کے حالات اور واقعات میں بیان کیا جائے گا۔

علویہ کی حکومت:......پھر کچھ عرصے کے بعد ۲۵۰ھ متعین عہد خلافت میں علویہ میں سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط ''جوداعی'' مشہور تھا نے طبرستان میں خروج کیا اور دیلم پہنچ گیا چنانچہ وہ لوگ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور انھوں نے طبرستان اور اس کے آس پاس علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

بنوحسین اور بنوعلی:......اس کے بعد اسی جگہ ایک اور دولت وحکومت کی بنیاد پڑی تھی ۱۰۳ھ میں بنوحسین میں سے اطروش کے ہاتھ سے رکھا گیا پھر بنوعلی میں سے عمر داعی طالقان کی حکومت مقتدر کے زمانے میں قائم ہوئی جیسا کہ آپ آئندہ اس کو پڑھیں گے اس اطروش کا نام حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر تھا پھر ان پر اہل دیلم غالب آ گئے جس سے ایک دوسری حکومت کی بناء پڑی یمن میں رئیس یعنی ابن طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن مثنیٰ کا ظہور ہوا انہوں نے دعوت زیدیہ کا آغاز کیا اور صعدہ، صنعاء اور بلاد یمن پر قابض ہو گئے اور یہاں پر ان کی ایک علیحدہ حکومت قائم ہو گئی جو اس وقت تک قائم ہے ❶۔

یحییٰ بن حسین بن قاسم:......سب سے پہلے ان میں سے جس کا ظہور ہوا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم تھے انھوں نے ۲۹۰ھ میں خروج کیا اس کے بعد زمانہ فتنہ میں دعاۃ علویہ سے صاحب زنج اس دعویٰ کے ساتھ کہ وہ احمد بن عیسیٰ بن .یدشہید ہے ۲۵۵ھ میں مہتدی کے عہد خلافت میں ظاہر ہوا۔ لوگوں نے اس کے نسب کے بارے میں طعن وجرح کی تو اس نے اپنے کو یحییٰ بن زید شہید جرجان کی طرف منسوب کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس

---

❶ ......یہاں مصنف کی مراد یہ ہے کہ یہ حکومت مصنف کتاب یعنی علامہ ابن خلدون کے دور تک قائم رہی، یہ بات یاد رہے کہ علامہ ابن خلدون نے ۸۰۸ھ میں وفات پائی۔

نے خودکو طاہر بن حسین بن علی کی جانب منسوب کیا تھا مگر محققین کے نزدیک اصل میں یہ علی بن عبدالرحیم بن عبدالقیس ہے۔چنانچہ اس کی اور اس کی اولاد کی ایک حکومت بصرہ اطراف میں زمانہ فتنہ سے قائم ہوئی جس کا خاتمہ خلیفہ معتضد کے ہاتھ سے ہوا پھر بحرین اور عمان کے اطراف میں قرظ کاظہور ہوا یہ کوفہ سے ۲۷۹ھ میں عہد خلافت میں بحرین میں آئے اور خودکو اسماعیل امام بن جعفر صادق کی طرف جھوٹے دعویٰ سے منسوب کردیا حسن جمالی اور ''زکرونہ'' قاشانی اس کے ساتھیوں اور مشیروں میں تھے ان لوگوں نے اس کے بعد بھی اس دعوت کو قائم رکھا اور عبداللہ مہدی کی خلافت و امارت کی دعوت دیتے رہے چنانچہ بصرہ اور کوفہ پر قابض ہوگئے اس کے بعد اس سے الگ ہوکر بحرین اور عمان کی طرف چلے گئے۔اور وہاں پر ایک علیحدہ سلطنت قائم کرلی جس کا خاتمہ قبائل عرب سے بنوسلیم اور بنوعقیل کے ہاتھوں چوتھی صدی کے آخر میں ہوا۔انہی واقعات کے دوران بنوسامان نے ماوراءالنہر کے اطراف میں خودسری کا ۲۶۰ھ کے آخر میں اعلان کیا مگر دعوت خلافت کو بدستور قائم رکھا اس کے باوجود خلفاء کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے تھے ان کی حکومت چوتھی صدی کے آخر تک قائم رہی۔

مختلف حکومتوں کا جائزہ:......اس کے بعد ایک دوسری حکومت ان کے موالی (آزاد غلاموں) کی غزنہ میں فتنہ سے اغالب قیروان وافریقہ کی ایک دوسری سلطنت مصروشام میں خودمختاری اور خودسری کی وجہ سے تیسری صدی ہجری کے آخر تک قائم رہی پھر ان کے بعد ہی ایک جداگانہ حکومت ان کے موالی بنوطفج کی قائم ہوئی جس کا قیام ۳۶۰ھ تک رہا ان واقعات کے دوران دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی مضمحل وکمزور ہوتے گئے اور ان کی حکومت کا دائرہ تنگ ہوتا گیا یہاں تک کہ ان کے قبضہ سے سواد وجزیرہ بھی نکل گیا صرف بغداد ان کے قبضہ وتصرف میں رہا۔

دیلم اور سلجوقی حکومتیں:......اس کے بعد ایک دوسری سلطنت دیلم میں قائم ہوئی جس نے ممالک اسلامیہ تمام موصل پر قبضہ کرکے بغداد پر حملے کا ارادہ کیا اور اس پر بھی قابض ہوگئے ۳۳۰ھ مستکفی کے دور حکومت سے خلیفہ برائے نام سریر خلافت پر متمکن رہا لیکن حکومت درحقیقت دوسروں کے قبضہ اقتدار میں رہی سلطنت دیلم ان تمام سلطنتوں سے باعتبار اقتدار اور وسعت ملکی کے بڑی اور شاندار تھی، جو حکومت عباسیہ کی کمزوری کی وجہ سے وجود میں آئیں تھیں۔

پھر ان کے ہاتھوں سے ملک وحکومت کو سلجوقیہ نے غز سے (جو ترک کی ایک شاخ ہے) لے لیا لہٰذا ۴۴۰ھ قائم کی خلافت کے زمانے آخری چھٹی صدی ہجری تک یہ حکومت قائم رہی ان کی حکومت وسلطنت بھی دنیا کی عظیم ترین سلطنتوں میں سے شمار کی جاتی ہے پھر اس سے چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی بنیاد پڑی جو اس وقت تک قائم ہیں جیسا کہ اپنے مقام پر ذکر کیا جائے گا۔

تاتاریوں کا ظہور:......اس کمزوری کی حالت میں خلفاء بنی عباس نے دجلہ اور فرات کے درمیان سواد اور اس کے بعض صوبوں میں اپنا قدم استقلال کے ساتھ جمائے رکھا ہے یہاں تک کہ تاتاریوں نے چین کی جانب سے سر اٹھایا اور حکومت سلجوقیہ پر ٹوٹ پڑے اس وقت تک تاتاری مجوسی مذہب کے پابند تھے اس کے بعد بغداد پر حملہ آور ہوئے خلیفہ مستعصم کو قتل کرڈالا اور خلافت اسلامیہ کے شیرازہ حکومت کو درہم برہم کردیا یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے اس واقعہ کے بعد تاتاری دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ان کی حکومت بہت بڑی تھی وہ بہت سی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں اور حکومتیں اس سے نکلیں جو اس وقت تک اطراف وجوانب میں باقی ہیں جیسا کہ ہم ان کو ان کے موقع پر بیان کریں گے۔انشاءاللہ تعالیٰ۔

معتز اور مؤید کی معزولی:......خلیفہ منتصر نے جیسا کہ ہم پہلے بیان کرآئے ہیں بیعت خلافت لینے کے بعد دیوان مظالم پر ابوعمر اور احمد بن سعید کو دمشق پر عیسیٰ بن محمد نومشری کو مقرر فرمایا قلمدان وزارت احمد بن خصیب کے سپرد تھا مقبوضہ علاقوں میں کسی قسم کی بدنظمی نہیں واقع ہوئی چونکہ وصیف، بغا اور احمد بن خصیب کو متوکل کے فعل کی وجہ سے معتز اور مؤید کی سطوت سے آئندہ خطرے کا اندیشہ اس لئے تھا خلیفہ منتصر کی تخت نشینی کے چالیسویں دن ان دونوں کے معزول کرنے پر منتصر کو تیار کرلیا خلیفہ منتصر نے ان دونوں کے پاس معزولی کا پیغام بھیجوایا مؤید نے منظور کرلیا اور معتز نے انکار کردیا اس طرح وصیف وغیرہ کی بن آئی اس پر طرح طرح کی سختی کرنے تھے اور قتل کی بھی دھمکی دی مؤید حال دیکھ کے معتز سے تنہائی میں ملائمی اور ملاطفت سے اونچا اونچا سمجھایا یہاں تک کہ معتز بھی اس کی رائے سے متفق ہوگیا اور اپنے آپ کو معزول کردیا۔

معزولی کا اقرار: ......اس کے بعد دونوں اپنے خاص قلم سے اپنی معزولی کا محضر لکھ کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے خلیفہ منتصر نے کمال احترام سے اپنے پاس بٹھالیا اور اطاعت شعاری کا نتیجہ دیکھ کر معذرت کرنے لگا کہ میں نے امراء حکومت کے کہنے سننے سے تم لوگوں کے معزول کرنے کا ارادہ اس وجہ سے کیا تھا کہ کہیں یہ لوگ تم کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچا ئیں اب چونکہ تم لوگوں نے اپنی معزولی اپنے خاص قلم سے لکھی ہے لہٰذا وہ اندیشہ جاتا رہا۔ ان دونوں نے دست بوسی کی شکریہ ادا کیا قضاۃ، سرداران بنو ہاشم، سپہ سالاران لشکر اراکین حکومت اور روساء شہر نے اس کاروائی پر اپنی اپنی گواہی لکھی خلیفہ منتصر نے اس مضمون کا ایک گشتی فرمان اپنے تمام مقبوضہ علاقوں اور نیز بغداد میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا۔

احمد بن خصیب کی چال: ......احمد بن خصیب کو جب ان دونوں ولی عہدوں کی طرف سے اطمینان ہوگیا اور ان کی معزولی میں اس کو پوری کامیابی ہوگئی تو وصیف کے پیچھے پڑ گیا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ کی نظروں سے دور پھینک دینا چاہئے کیونکہ ان دونوں میں ایک مدت سے ان بن ہو رہی تھی خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کے اشارہ سے وصیف کو بلوالیا تھوڑی دیر کے بعد وصیف نے حاضر ہو کر خلیفہ کے ہاتھ چومے خلیفہ منتصر نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا ''وصیف ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ رومی گمراہوں نے سرحدی علاقوں میں داخل ہو کر بدنظمی پھیلا دی ہے اس حالت میں ان کی سرکوبی کے لئے تمہیں یا ہمیں لشکر کے ساتھ ضرور جانا چاہئے وصیف نے عرض کیا'' خادم کے ہوتے ہوئے امیر المومنین کو تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وصیف کی محاذ جنگ روانگی: ......خلیفہ منتصر نے احمد بن خصیب کو وصیف کی روانگی کا سامان تیار کرنے کا حکم دیا لشکر کو ضرورت کے مطابق آلات جنگ اور رسد و غلہ عطا کر کے روانہ کیا اور وصیف کو یہ ہدایت کی کہ لشکر اسلام سے حدود ملطیہ میں جا ملنا اس کے مقدمۃ الجیش پر مزاحم بن خاقان (فتح کا بھائی) اور رسد رسانی لشکر اور مال غنیمت کے فراہم و تقسیم کرنے پر ابوالولید قیروانی کو تا حکم ثانی مقرر کیا گیا ہے۔

منتصر کی وفات اور مستعین کی خلافت: ......خلیفہ منتصر ❶ نے اپنی تخت نشینی کے چھٹے مہینے پانچ ❷ ربیع الاول ۲۴۸ھ میں ذبحہ کے مرض میں وفات پائی بیان کیا جاتا ہے کہ کسی طبیب نے ❸ محجمہ زہر آلودہ لگا دیا تھا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔

احمد بن معتصم مستعین باللہ ۲۴۸ھ تا ۲۵۱ھ

مستعین کی بیعت: ......خلیفہ منتصر کے مرنے کے بعد اراکین سلطنت اور خدام خلافت شاہی محل میں جمع ہوئے جس میں بغا صغیر، بغا کبیر، اور اتامش وغیرہ بھی تھے اور خلیفہ بنانے کے بارے میں اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنے لگے سپہ سالاروں مغربی سرداران مغاربہ اور اشروشیہ نے حلف اٹھا کر بیان کیا کہ جس کو بغا کبیر، بغا صغیر اور اتامش خلیفہ مقرر کریں گے اسی کو ہم لوگ بھی اپنا سردار اور امیر تسلیم کر لیں گے چنانچہ یہ لوگ مشورہ کی غرض سے ایک علیحدہ کمرے میں گئے اس کمیٹی میں احمد بن خصیب وزیر السلطنت بھی تھا یہ لوگ باتفاق رائے اس خیال سے کہ کہیں آئندہ کسی قسم کا صدمہ نہ اٹھانا پڑے خلیفہ متوکل کی اولاد کے بجائے خلیفہ معتصم کی اولاد کی طرف نظر انتخاب سے دیکھنے لگے بالآخر احمد بن محمد بن معتصم کو طلب کر کے اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی اور مستعین باللہ کا خطاب دیا احمد بن خصیب کو بطور قائم مقامی عہدہ کتابت (یعنی سیکرٹری شپ) اور اتامش کو عارضی طور پر عہدہ وزارت دیا گیا (یہ واقعہ چھٹی ❹ ربیع الثانی ۲۴۸ھ پیر کی رات کا ہے)

---

❶ ......خلیفہ منتصر باللہ محمد بن متوکل بن معتصم بن رشید بن مہدی بن منصور کی ماں ام ولد رومیہ حبشیہ نامی تھی، ۲۲۳ھ مقام سامرہ میں پیدا ہوئے چھ مہینے خلافت کی اور سامرہ میں انتقال ہوا، احمد بن معتصم نے نماز جنازہ پڑھائی، بلیغ صورت، گندم رنگ اور بارعب وداب تھا علویوں کے ساتھ خاص رعایتیں کرتا تھا (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۴۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۴، فوات الوفیات جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

❷ ......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۸۱ پر ۵ ربیع الاول کے بجائے ۲۴ یا ۲۵ ربیع الاول ۲۴۸ھ تحریر ہے، جبکہ طبری میں لکھا ہے کہ ہفتہ کا دن تھا اور تاریخ ۵ ربیع الثانی تھی۔ ❸ ......جراحی کا آلہ نشتر وغیرہ جو پچھنے لگانے کا کام آتا تھا۔ ❹ ......ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۴۴

بیعت کے دوران ہنگامہ:......اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مستعین خلافت کی شان سے دارالعلوم میں آیا ابراہیم بن اسحاق شمشیر برہنہ لئے ہوئے آگے آگے تھا لشکر اسلامیہ اور خدام حکومت دورویہ صف بستہ کھڑے ہوئے تھے عباسی سردار اور طالبیہ اپنے اپنے مرتبوں کے مطابق موجود تھے اچانک شور وغل کی آواز آنے لگی تھوڑی دیر کے بعد لشکریوں کی ایک جماعت نے دارالعلوم کے دروازہ پر پہنچ کر ایک ہنگامہ برپا کر دیا دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ساتھی ہیں اور معتز کو مسند خلافت پر بٹھانے کے خوہشمند ہیں ان لوگوں کے ساتھ بازاریوں اور تماشائیوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ دواجن کے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا معاملہ ہو گیا اسی دن سفید جھنڈے والے اور شاکریہ بھی آ پہنچے دوسری جانب سے مغاربہ اور اشروشیہ نے حملہ کر دیا معرکہ کارزار گرم ہو گیا زرہیں اور آلات جنگ خزائن شاہی اور دارالعوام سے لوٹ لئے گئے بغا صغیر نے پہنچ کر ان غوغائیوں اور بلوائیوں کو ہٹایا اور ان میں سے چند لوگوں کو قتل کر ڈالا اسی ہنگامہ کے دوان قیدیوں نے جیل کا دروازہ توڑ ڈالا نکل آئے اس دوران ترکوں نے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی وسعیت کرنے والوں کو انعامات اور جائزے ملنے لگے اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بیعت کرنے کا پیغام بھیجا۔ اس نے اور سب نے جو بغداد میں تھے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی۔

عمّال کی تقرری:......تکمیل بیعت کے بعد یہ خبر کہ طاہر بن عبداللہ بن طاہر والی خراسان کا خراسان میں اور اس کے چچا حسین بن طاہر کا مرو میں انتقال ہو گیا ہے خلیفہ مستعین نے ۲۴۸ھ میں محمد بن طاہر کو طاہر بن عبداللہ کا جگہ مرو کا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان کا گورنر مقرر کیا اور اس کے ایک چچا طلحہ کو نیشاپور کی اس کے بیٹے منصور بن طلحہ کو مرو، سرخس، اور خوارزم کی، اور دوسرے چچا حسین بن عبداللہ کو ہرات کے صوبوں کی۔ تیسرے چچا سلیمان بن عبداللہ کو طبرستان کی اور چچازاد بھائی عباس کو جرجان اور طالقان کی حکومت عنایت فرمائی۔ بغا کبیر ❶ کے مرنے پر اس کے بیٹے موسیٰ کو اس کے تمام صوبوں پر متعین کیا۔

دیگر اقدامات:......ترکی سپہ سالاروں میں اسے ابوجور کو کمانڈر بنا کر ایک لشکر کے ساتھ عمود ثعلبی کی جانب روانہ کیا لہٰذا اس نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی ۲۴۸ھ میں عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان نے ادائے حج کی اجازت چاہی خلیفہ مستعین نے اجازت دے دی مگر اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ایک شخص کو اپنے سرداروں میں سے عبداللہ بن یحییٰ کو جلاء وطن کر دینے پر مقرر کیا چنانچہ اس نے اس کو حج سے روک کر رقہ ❷ کی طرف جلاء وطن کر دیا۔

مؤید اور معتز کے قتل کی کوشش:......انہیں دنوں ترکوں نے معتز اور مؤید کے قتل کا ارادہ کیا مگر احمد بن خصیب نے ان لوگوں کو اس سے منع کیا خلیفہ مستعین نے ان دونوں شہزادوں کو جوسق میں نظر بند کر دیا اس واقعہ کے بعد احمد بن خصیب عتاب کا نشانہ بنا خدام حکومت نے اس کا اور اس کے بیٹوں کا مال واسباب ضبط کر کے قرطیش کی طرف جلاء وطن کر دیا اتامش کو عہدہ وزارت پر مستقل کر دیا مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی بغا شرابی کو حلوان، ماسندان اور مہر جانقذق، پر شاہک خادم شاہی محل جان نثار فوج اور خاص خاص کاموں پر اور اشناس کو بقیہ ارا کین سلطنت پر متعین فرمایا علی بن یحییٰ ارمنی کو ثغور شامہ سے آرمینیہ کے صوبوں اور آذر بائیجان کی گورنری پر تبدیل کر دیا۔

حمص میں تبدیلی:......صوبہ حمص پر کندر نامی ایک شخص تھا اہل حمص نے بلوہ کر کے اس کو نکال باہر کیا چنانچہ دربار خلافت سے فضل بن قارن مازیار کا بھائی مقرر ہوا اس نے اہل حمص کا خون مباح کر دیا اور ان کے سرداروں کو سامرہ میں گرفتار کر کے لئے آیا۔ وصیف کو جو ثغر شامی میں تھا صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم بھیجا گیا چنانچہ وصیف نے اس حکم کے مطابق روم میں داخل ہو کر قلعہ قروریہ کو فتح کر لیا۔ پھر ۲۴۹ھ میں جعفر بن دینار لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا اور مطاسیر کو فتح کر کے واپس آیا۔ عمر بن عبداللہ اقطع نے روم پر جہاد کرنے کی دربار خلافت سے اجازت حاصل کی مجاہدین اہل ملطیہ کی ایک جماعت کے ساتھ روم پر حملہ کیا بادشاہ روم پچاس ہزار فوج سے مرج اسقف میں مقابلہ پر آیا لشکر اسلامیہ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا عمر بن عبداللہ دو ہزار مسلمانوں کے ساتھ شہید ہو گئے۔ اس واقعہ سے رومیوں کے حوصلے بڑھ گئے ثغور جزیرہ پر چڑھائی کر دی علی بن یحییٰ کو

---

❶......مسعودی (مروج الذہب جلد۴صفحہ۱۸۴) پر لکھتے ہیں کہ بغا کبیر نے اتنی جنگوں میں حصہ لیا کہ اتنا کسی اور نے نہ لیا ہو گا لیکن اس کے باوجود کبھی زخمی نہ ہوا، جمادی الثانیہ میں وفات پائی۔ ❷......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد۳صفحہ۲۸۱ پر رقہ کے بجائے برقہ تحریر ہے۔

جس وقت کہ وہ آرمینیہ سیمیا فارقین کی طرف جارہا تھا یہ خبر ملی قومی غیرت کے جوش میں دوبارہ حملہ آور ہوا ایک زبردست خونریزی کے بعد چار سو آدمیوں کے ساتھ شہید ہو گیا۔

اہل بغداد اور سامرا کا جوش:......جس وقت ان دونوں نامی گرامی سپہ سالاروں کی شہادت کی خبر بغداد تک پہنچی اہل بغداد کی آنکھوں سے خون ٹپک پڑا اس لئے کہ یہ دونوں شہید جہاد کے سخت حریص، اسلام اور مسلمانوں کے دلی دوست تھے ملک اور قوم کو ان کی ذات سے بڑی تقویت حاصل تھی چنانچہ ترکوں پر غفلت اور لاپرواہی کا الزام لگا دیا اور خلیفہ متوکل کے قتل اور امور سلطنت پر ترکوں کے متصرف و غالب ہو جانے کا تذکرہ کرتے ہی جوش انتقام سے بھر اٹھے اور عوام الناس نے جمع ہو کر جہاد جہاد کو شور برپا کر دیا شاکر یہ کی فوج اس اعلان کو سن کے ان لوگوں کے ساتھ جاملی اور دربار خلافت سے اپنی تنخواہیں مانگ لیں، جیل کیدروازے توڑ کے قیدیوں کو نکال لیا، بغداد کا پل توڑ ڈالا محمد بن عبداللہ بن طاہر کے سکریٹری کے مکانات لوٹ لئے بغداد کے امیروں نے بہت سامال واسباب مجاہدین کو دیا جبال، فارس اور اہواز سے مجاہدین کا گروپ بادل کی طرح امڈ آیا اور وہ مرتب و مسلح ہو کر جہاد کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے خلیفہ مستعین اور ارا کین حکومت دم تک نہ مار سکے اس کے عوام الناس نے سامرہ میں فساد کی آگ روشن کر دی اور جیل کے دروازے توڑ کے قیدیوں کو نکال لیا۔ خدام حکومت کا ایک اجتماع اس طوفان کی روک تھام کے لیے متعین کیا تو عوام الناس ان پر ٹوٹ پڑے خدام حکومت کو شکست ہوگئی وصیف اور اتامش سوار ہو کر ترکوں کی فوج لے کر آ پہنچے عوام الناس کا بڑا گروپ مارا گیا اور ان کے مکانات لوٹ لئے گئے فتنہ وفساد ختم ہو گیا۔

اتامش وغیرہ کا تجاوز:......خلیفہ مستعین نے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد اتامش اور اس کی ماں اوشا یک خادم کو اتنی زیادہ آزادی دے دی تھی کہ یہ لوگ بغیر پوچھے بیت المال اور خزانہ شاہی سے جتنی رقم چاہتے لے لیتے جو چاہتے کر گزرتے جو ہدایا اور تحائف اطراف و جوانب سے آتے بے تکلف خرچ کر ڈالتے اور جو کچھ ان لوگوں کی دستبرد سے بچتا اس کو اتامش، عباس بن مستعین کے خرچ کے بہانہ سے لے لیتا کیونکہ یہ اس کی نگرانی میں پرورش پا رہا تھا اس سے بغا اور وصیف کو ناراضگی پیدا ہوگئی اتراک اور فراغنہ کا حال پتلا ہو گیا بغا اور وصیف کو اس بات کا احساس ہو گیا تو انہوں نے ان لوگوں سے ساز باز کر کے ابھار دیا۔

اتامش کا قتل:......چنانچہ ان میں سے اہل شہر اور محلسرائے شاہی کے محافظین اٹھ کھڑے ہوئے اور جوسق کا رخ کر لیا جہاں پر اتامش خلیفہ مستعین نے پناہ نہ دی چنانچہ دو دنوں تک محاصرہ میں رہا تیسرے روز بلوائیوں نے جوسق کا دروازہ توڑ دیا اور ہلڑ مچا کر گھس گئے اس کو اور اس کے کاتب شجاع بن قاسم کو قتل کر کے مال واسباب لوٹ لیا۔

بغا صغیر کا مزار:......خلیفہ مستعین نے اس کی جگہ ابوصالح عبداللہ بن محمد بن علی کو عہدۂ وزارت عطا کیا وصیف کو اہواز کی اور بغا صغیر کو فلسطین کی حکومت عطا کی اور کچھ عرصہ بغا صغیر اور وزیر السلطنت ابوصالح سے اَن بَن ہوگئی چنانچہ ابوصالح بغا صغیر کے ڈر سے بغداد بھاگ گیا اس کے بعد خلیفہ مستعین نے قلمدان وزارت محمد بن فضل جرجانی ❶ کے حوالے کر دیا اور دیوان رسائل پر سعید بن حمید کو مقرر کر دیا۔

یحییٰ بن عمر:......یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید کوفہ میں رہتے تھے کنیت ابوالحسین ❷ تھی ان کی ماں عبداللہ بن جعفر کی نسل سے تھیں یہ بنو طالب کے مشاہیر بزرگوں میں سے تھے غربت اور کسمپرسی کی وجہ سے افلاس اور تنگ دستی نے گھیر لیا تھا نان شبینہ کو محتاج ہو رہے تھے انہیں دنوں عمر بن فرج کوفہ میں متوکل کے عہد حکومت میں بنو طالب کو سردار مقرر ہو کر خراسان سے آیا ابوالحسین اس سے ملنے گئے اور اپنی مقروضی، افلاس،

---

❶ ......ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد صفحہ ۳۶۰ پر جرجانی کے بجائے الجر جرائی تحریر ہے۔

❷ ......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸۳ پر یہ نسب نامہ اس طرح تحریر ہے: یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن زید الشہید، یعنی یحییٰ اور زید کے درمیان حسین نہیں ہے جیسا کہ مترجم نے لکھا ہے جبکہ مسعودی نے مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۱۶۹ پر یہ نسب نامہ اس طرح تحریر کیا ہے کہ: یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن الحسین بن عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔

تہیدستی، اور کثرت عیال کا حال بیان کر کے ہمدردی اور صلہ رحم کی درخواست کی مگر عمر بن فرج نے سخت و درشت الفاظ سے مخاطب کر کے قید کر دیا جب لوگوں نے ضمانت لی تو رہا کر دیا۔

یحییٰ بن عمر کی بغاوت:...... چنانچہ ابوالحسین قید سے رہا ہو کر بغداد پہنچے پھر بغداد سے سامرا آئے اور وصیف سے ملاقات کی اپنی بے کسی اور محتاجی کو بیان کر کے کچھ وظیفہ مقرر کئے جانے کے بارے میں عرض و معروض کیا مگر وصیف بھی بدمزاجی سے پیش آیا سخت و نا ملائم الفاظ کہہ کر نکلوا دیا، لہٰذا مجبوراً پریشان کوفہ واپس آ گئے ان دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی جانب سے ایوب بن حسین بن معسیٰ بن جعفر بن سلیمان بن علی کوفہ کا گورنر تھا۔ ابوالحسین نے کوفہ پہنچ کر عرب کے خانہ بدوشوں اور اہل کوفہ کو بغاوت کے لئے جمع کیا اور آل محمد کی حمایت اور ان سے راضی ہونے کی ترغیب دی ان سب نے خوشی کے ساتھ اس دعوت کو منظور و قبول کر لیا اور جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا شاہی عمال کو شہر سے نکال باہر کیا شاہی دفاتر کو جلا دیا بیت المال کے دروازے توڑ دیئے اور دو ہزار دینار سرخ اور ستر ہزار درہم لوٹ لئے۔

شاہی فوج کی آمد و شکست:...... پرچہ نویس نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو اس کی اطلاع دی تو محمد بن عبداللہ نے عبداللہ بن محمود سرخسی (گورنر سواد) کو لکھ بھیجا کہ ایوب بن حسین کے ساتھ یحییٰ بن عمر کے خلاف جنگ چلے جاؤ چنانچہ عبداللہ بن محمود اور ایوب نے ابوالحسین سے مقابلہ کیا مگر ابوالحسین نے پہلے ہی معرکہ میں ان کو شکست دے دی اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ کر سواد کوفہ کی جانب قدم بڑھائے جہاں زیدیہ اور اطراف وجوانب کے رہنے والوں کا ایک گروپ ان کے ساتھ ہو گیا۔ سرزمین واسط پر پہنچے ایک عظیم الشان لشکر جمع ہو گیا۔ محمد بن عبداللہ نے گھبرا کر حسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کو اس بڑھتے ہوئے طوفان کی روک تھام پر مقرر کیا اس حکم کے مطابق حسین بن اسماعیل اپنا لشکر منظم کر کے ابوالحسین کی طرف روانہ ہوا اور ابوالحسین کوفہ کی طرف لوٹے عبدالرحمٰن بن خطاب ''جو کہ'' وجہ الفلس ''مشہور تھا'' سے مڈبھیڑ ہو گئی ابوالحسین اس کو بھی شکست دے کر کوفہ چلا گیا اور عبدالرحمٰن بن خطاب نے میدان جنگ سے بھاگ کر شاہی ❶ میں دم لیا۔

یحییٰ بن عمر کا قافلہ:......اہل بغداد اور کوفہ کے عوام و خواص نے زیدیہ کی امداد کے لئے کمر باندھ لی اور ابوالحسین کے پاس جوق جوق آ کر جمع ہونے لگے اس دوران حسین بن اسماعیل کوفہ کے قریب پہنچ گیا اور عبدالرحمٰن بن خطاب بھی یہ خبر سن کر اس سے آ ملا چنانچہ ابوالحسین نے کوفہ سے نکل کر مقابلہ کیا ساری رات لشکر منظم کرنے میں مصروف رہا اور صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ حسین بن اسماعیل کے ساتھیوں نے سنبھل کر ایسا پر زور حملہ کیا کہ ابوالحسین کے لشکر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی ہنگامہ دار و گیر و قتل برپا ہو گیا سیکڑوں آدمی کام آ گئے اور ایک بڑا گروپ ابوالحسین کے متبعین کا گرفتار کر لیا گیا ان میں ہیصم عجلی بھی تھا آخر کار یحییٰ بن عمر (یعنی ابوالحسین) کے مارے جانے پر لڑائی کا خاتمہ ہوا اور سر اتار کر نامہ بشارت فتح کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا گیا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے خلیفہ مستعین کی خدمت میں روانہ کر دیا جسے خلیفہ مستعین نے ایک صندوق میں بند کرا کے سلاح خانہ میں رکھوا دیا۔ اور قیدیوں کو جیل میں ڈال دیا یہ واقعہ پندرھویں رجب ۲۵۰ھ کا ہے۔

اوسالوس طبرستان میں اشتعال:......جس وقت محمد بن عبداللہ بن طاہر کو یحییٰ بن عمر کے خلاف فتحیابی حاصل ہوئی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں خلیفہ مستعین نے اس حسن خدمت کے صلہ میں طبرستان میں جاگیریں مرحمت فرمائیں از انجملہ ایک جاگیر حدود دیلم کے قریب اوسالوس ❷ نامی تھی اس جاگیر سے متعلق ایک قطعہ زمین تھا جس میں بکثرت سبزہ زار اور چراگاہیں تھیں جس سے قرب و جوار والے فائدہ اٹھاتے تھے ان دنوں محمد بن عبداللہ بن طاہر کی جانب سے اس کا چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر (محمد بن عبداللہ بن طاہر جاگیر دار کا بھائی) طبرستان کا گورنر تھا جو چاہتا تھا کر گزرتا اور سلیمان دم تک نہ مارتا اس نے اپنی اولاد کو طبرستان کے شہروں میں مختلف عہدوں پر مقرر کر دیا اور رعایا کو ان لوگوں کی نیچ عادت اور خراب خصائل سے شکایتیں پیدا ہو گئیں طرہ اس پر یہ ہوا کہ محمد بن اوس دیلم میں داخل ہو کر ایک گروپ گرفتار کر لایا حالانکہ اہل دیلم اور طبرستان والوں

❶ ......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۴ صفحہ ۲۸۳ پر شاہی کے بجائے ساہی تحریر ہے یعنی شین کے بجائے سین کے ساتھ (ثناءاللہ)

❷ ......صحیح لفظ ,,کلار وسالوس,, ہے دیکھیں ابن اثیر کی الکامل جلد ۴ صفحہ ۳۶۴

سے صلح تھی اس سے ان لوگوں کو برہمی پیدا ہوگئی اور وہ منحرف ہو گئے۔

شاہی کارندوں سے مزاحمت:......اس دوران محمد بن عبداللہ کا نائب ان جاگیروں پر قبضہ کرنے طبرستان آیا اور اس قطعہ زمین پر قابض ومتصرف ہونے کا ارادہ کیا جس سے وہاں کے رہنے والے مستفید ہوتے تھے محمد و جعفر رستم کے بیٹوں نے مزاحمت کی اور ان لوگوں کو لے اٹھ کھڑے ہوئے ان علاقوں میں ان کے مطیع وفرمانبردار تھے چنانچہ محمد بن عبداللہ کا نائب ان لوگوں سے خوف زدہ ہو کر سلیمان گورنر طبرستان کے پاس آ گیا۔

علوی حکومت طبرستان میں:......رستم نے اپنے دونوں بیٹوں کو دیلم کے پاس بھیجا کہ سلیمان گورنر طبرستان کے مقابلہ پر ہماری مدد کرو اس کے بعد طبرستان میں علویوں میں سے محمد بن ابراہیم کی خدمت میں کہلوایا کہ آپ امارت کا دعویٰ کر دیجئے ہم آپ کے احکام کی تعمیل کریں گے محمد بن ابراہیم نے اس سے خود تو انکار کر دیا مگر یہ ہدایت کر دی کہ تم ''رے'' جا کر حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرو وہ ہم لوگوں کے سردار اور مقتدا ہیں۔ چنانچہ رستم نے اپنے ایک خاص آدمی کو محمد بن ابراہیم کے خط کے ساتھ حسن بن زید کی خدمت میں روانہ کیا حسن بن زید اس درخواست اور محمد بن ابراہیم کے خط کو دیکھ کر پھولے نہ سمائے اور ''رے'' سے طبرستان پہنچ گئے اس عرصہ میں اہل کلار، سالوس، ریان اور دیلم کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا پسران رستم ان کے سردار اور پیشوا تھے ان سب لوگوں نے اتفاق کے ساتھ حسن بن زید کی امارت کی بیعت کی اور سلیمان و محمد بن اوس کے عمال کو طبرستان سے نکال دیا سلیمان و محمد بن اوس کے عمال کے نکال دینے کے بعد جبال طبرستان والے اس گروہ سے آ ملے اور ایک اچھا خاصہ لشکر مرتب ہو گیا۔

آمد اور ساریہ پر قبضہ:......حسن نے میدان خالی دیکھ کے آمد پر چڑھائی کر دی محمد بن اوس ساریہ میں مسلمانوں کے پاس پہنچ گیا اور حسن نے آمد پر قبضہ کر کے ساریہ کا رخ کر لیا سلیمان نے بھی اپنا لشکر مرتب کر کے میدان کا راستہ لیا اس سے غلطی یہ ہوگئی کہ شہر کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کیا اور اس کا احساس حسن بن زید کے سپہ سالاروں کو ہو گیا لہٰذا جس وقت شہر کے باہر ایک میدان میں صف آرائی ہوئی اور دونوں حریف باہم گتھ گئے تو حسن بن زید کے ایک دو سپہ سالار میدان جنگ کا راستہ کاٹ کر شہر میں گھس گئے سلیمان یہ خبر سن کر حواس باختہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوا حسن بن زید نے کامیابی کے ساتھ ساریہ پر قبضہ کر لیا اور سلیمان کے اہل وعیال کو ایک کشتی پر سوار کرا کے سلیمان کے پاس جرجان بھیج دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے جان بوجھ کر شکست کھائی تھی اس لئے کہ کل بنی طاہر کا میلان تشیع کی جانب تھا۔

''رے'' پر قبضہ:......ساریہ پر قبضہ کرنے کے بعد حسن بن زید نے اپنے چچازاد بھائی قاسم بن علی بن اسماعیل اور ایک قول کے مطابق محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی بن حسین بن علی بن زین العابدین کو ایک دستہ فوج دے کر ''رے'' کی جانب روانہ کیا چنانچہ انھوں نے ''رے'' پر بھی قبضہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی تو خلیفہ مستعین نے ایک لشکر ہمدان کی جانب حسن بن زید کے قبضہ وتصرف سے بچانے کے لئے روانہ کیا۔

''رے'' کی واپسی و بازیابی:......محمد بن جعفر (حسن بن زید کا سپہ سالار) ''رے'' پر قابض ہونے کے بعد ''اہل رے'' سے بدسلوکی کرنے لگا چنانچہ اہل رے میں کشیدگی پیدا ہوگئی اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اپنے ایک سپہ سالار محمد بن میکال شاہ بن میکال کے بھائی کو ایک دستہ فوج دے کر ''رے'' کی جانب روانہ کیا چنانچہ محمد بن میکال نے پہنچتے ہی ''رے'' پر قبضہ کر کے محمد بن جعفر کو گرفتار کر لیا حسن بن زید نے واجن نامی ایک سپہ سالار کو مقرر کر دیا تو ابن میکال پھر مقابلہ پر آیا مگر لڑائی میں ابن میکال کو ہزیمت ہوگئی اور دوران جنگ مارا گیا اور ''رے'' پر دوبارہ حسن بن زید کا قبضہ ہو گیا۔

طبرستان اور رے سے انخلاء:......کچھ عرصہ کے سلیمان بن طاہر جرجان سے طبرستان کی طرف لوٹا اور اسے حسن بن زید کے قبضہ سے واپس چھین لیا۔ حسن بن زید طبرستان کو خیرآباد کہہ کے دیلم چلے گئے اور سلیمان نے ساریہ اور آمد کی طرف کوچ کر دیا اس کے ساتھ قارن بن شہرزاد کا بیٹا بھی تھا سلیمان نے ان کو معاف کر دیا اور اپنے ساتھیوں کو انہیں تکلیف دینے سے روک دیا۔ اس واقعہ کے بعد موسیٰ بن بغا کبیر ایک لشکر جرار لے کر ''رے'' پہنچا ابودلف کے قبضہ سے واپس لے لیا اس کے بعد ایک لشکر طبرستان کے صوبوں کی جانب روانہ کیا وہاں حسن بن زید سے لڑائی ہوئی اور

آخر کار حسن بن زید طبرستان سے بھاگ کر دیلم چلے گئے موسیٰ بن بغا کبیر نے طبرستان کے صوبوں پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور حسن بن زید کے گھر اور فوجی کیمپ کو ویران کر کے ''رے'' واپس آ گیا۔

باغر ترکی :......باغر ترکی ترکوں میں ایک نامور سپہ سالار اور بغا صغیر کا مصاحب تھا خلیفہ متوکل کے قتل ہو جانے کے بعد اس کا وظیفہ بڑھا دیا گیا اور کئی گاؤں سواد کوفہ میں بطور جاگیر عطا کر دیئے گئے ایک شخص نے ''امل باروسما'' سے ان دیہاتوں کو دو ہزار دینار پر ٹھیکہ لے لیا اتفاق سے ابن ماریہ ❶ نامی ایک شخص باغر کے وکیل سے الجھ گیا اور اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا کچھ دن بعد باغر کا وکیل رہا ہو کر سامرا پہنچا اور وکیل بن یعقوب نصرانی سے ملا جس کے قبضہ میں اندنوں زمام حکومت تھی اور یہ ابن ماریہ کا دوست تھا اس نے باغر کے وکیل کی کوئی بات نہ سنی چنانچہ باغر کا وکیل باغر کے پاس گیا اور سارے واقعات بیان کر دئے چنانچہ باغر کو اس سے برہمی پیدا ہو گئی۔

بغا صغیر اور باغر :......اسی وقت وہ بغا صغیر کے پاس گیا اور وکیل نصرانی کی شکایت کی سخت وسست الفاظ سے اس کو دیا دکیا بغا صغیر نے تشفی وتسلی آمیز کلمات میں کہا ''تم گھبراؤ نہیں میں بہت جلد اس نصرانی سے بدلہ لوں گا چونکہ امور خلافت اس کے ہاتھ میں ہیں اس لئے جلد بازی اچھی نہیں میں ذرا اس کے کاموں کا انتظام کر لوں تو تم جو اس کے ساتھ چاہنا کرنا'' باغر کا جوش اس کی فقرہ کی باتوں کو سننے سے کسی حد تک کم ہو گیا اور وہ واپس آ گیا بغا صغیر نے وکیل نصرانی کو ان سارے واقعات سے مطلع کر دیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ باغر کے تیور اچھے نظر نہیں آتے ذرا ہوشیار رہنا، اور باغر سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے وکیل کو معزول کر دیا ہے مگر پھر بھی باغر کا غصہ کم نہ ہوا اور دربار خلافت کی آمد ورفت بند کر دی۔

مستعین اور باغر :......ایک روز بغا صغیر اپنی عادت کے مطابق اپنا منصبی فرض ادا کرنے خلیفہ مستعین کے خدمت میں حاضر ہوا تو خلیفہ مستعین نے وصیف سے ایتاخ کے اعمال اور باغر کی کیفیت معلوم کی تو وصیف نے عرض کیا کہ ''امیر المؤمنین اس معاملہ کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں لیکن میرے خیال میں باغر اچھا آدمی نہیں ہے'' خلیفہ مستعین یہ سن کے بغا صغیر کی طرف رائے طلب کرنے کی غرض سے متوجہ ہوا مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔

باغر کی گرفتاری :......باغر کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے ان ساتھیوں کو جمع کیا جنھوں نے خلیفہ متوکل کے قتل کا اس سے معاہدہ کیا تھا اور ان لوگوں سے دوبارہ خلیفہ مستعین اور وصیف کے قتل کرنے اور خلیفہ معتصم یا واثق کی اولاد کو تخت خلافت پر بٹھانے وعدہ لے لیا۔ اس شرط پر کہ زمام حکومت اس کارروائی کرنے کے بعد انہیں کے ہاتھ میں ہوگی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر خلیفہ مستعین کے کانوں تک بھی پہنچ گئی بغا صغیر اور وصیف کو بلوالیا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد دونوں حاضر ہو گئے خلیفہ مستعین نے ان سے یہ واقعات بیان کئے تو بغا اور وصیف نے قسم کھا کر اس بات سے لاعلمی ظاہر کی اس کے بعد خلیفہ مستعین نے بغا اور وصیف کی رائے سے باغر کو ان دو ترکوں سمیت جو اس کے ہمراز تھے گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دیا جس کی تعمیل حکم کے صادر ہوتے ہی نہایت مستعدی سے کر دی گئی۔

باغر کا قتل :......ترکوں تک اس خبر کا پہنچنا تھا کہ آگ بگولہ ہو گئے مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے شاہی کی طرف اصطبل کو لوٹ لیا اور خاصے گھوڑوں پر سوار ہو کے محلسرائے شاہی کی طرف آئے اور اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وصیف نے ترکوں کی یہ حالت دیکھ کر باغر کے قتل پر ایک سردار کو متعین کر دیا تھوڑی دیر بعد باغر کا سر بغا اور وصیف کے سامنے آ گیا۔

خلیفہ اور اراکین کا سامرہ سے فرار :......باغر کے قتل ہونے پر جیسا کہ بغا اور وصیف کا خیال تھا ترکوں کا جوش فرو نہ ہوا بلکہ مضبوطی اور استقلال کے ساتھ ترقی کرتا رہا سامرا میں جس طرف نظر اٹھتی تھی بلوائیوں کا جھنڈا نظر آتا تھا ہر کوچہ اور بازار میں ترکوں نے طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا تھا مجبوراً بغا وصیف، شاہک خادم احمد بن صالح بن شیرزاد اور خلیفہ مستعین سامرا سے نکل کر بغداد چلے آئے اور محرم ۲۵۱ھ میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے مکان پر مقیم ہوئے۔ ان لوگوں کے بغداد آ جانے کے بعد باقی سپہ سالار کتاب، عمال اور بنو ہاشم کہ آئے جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ سامرا سے بغداد میں آ گئے۔

---

❶......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۸۵ پر ابن ماریہ کے بجائے ابن مارمہ تحریر ہے۔

مستعین کو سامرہ لانے میں ناکامی:...... سامرا سے ان لوگوں کی روانگی بعد ترکوں کو اپنے کیے پر پشیمانی ہوئی اور چھ سردار سوار ہو کر خلیفہ مستعین اور اس کے ساتھیوں کو واپس لانے کے لئے روانہ ہوئے مگر ان لوگوں نے ان کے عرض و معروض کرنے کا خیال نہیں کیا چنانچہ ناامید ہو کر واپس آئے اور معتز لہ کو خلیفہ بنانے کے بارے میں غور و فکر کرنے لگے۔

ابو عبداللہ محمد بن متوکل معتز باللہ ۲۵۱ھ تا ۲۵۵ھ

جس وقت خلیفہ مستعین نے دار الخلافت بغداد میں بظاہر مستقل سکونت اختیار کر لی تو ترکوں کو اس سے ایک گونہ تشویش پیدا ہوگئی تو چند سردار معذرت کے لئے بغداد میں خلیفہ مستعین کے پاس آئے اور اپنے کیے پر پشیمانی ظاہر کی اور واپس چلنے کے لئے منت و خوشامد کرنے لگے مگر خلیفہ مستعین اپنے احسانات اور ان کی بے وفائیوں اور بد عہدیوں کا اظہار کر کے بات بات پر جھڑک تا رہا بالآخر خلیفہ مستعین نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی ترکوں میں سے کسی نے کہا ''اچھا اگر امیر المؤمنین ہم سے راضی ہو گئے ہیں تو بسم اللہ اٹھو اور ہمارے ساتھ سوار ہو کر، سامرا کا راستہ لو''۔

معتز کی بیعت:...... محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس بیباکانہ اور غیر مہذب گفتگو کرنے پر اعتراض کیا تو خلیفہ مستعین نے سن کر ارشاد کیا کہ ''یہ لوگ جاہل اور عجمی ہیں ان کو آداب شاہی کی خبر نہیں ہے'' محمد بن عبداللہ یہ سن کر خاموش ہو گیا چنانچہ خلیفہ مستعین نے ترکوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ ''فی الحال تم لوگ سامرا واپس جاؤ تمہارا وظیفہ بحال رہے گا اور عنقریب میں بھی آجاؤں گا چنانچہ'' ترک واپس آ گئے مگر خلیفہ مستعین کے نہ آنے اور محمد بن عبداللہ کے اعتراض کرنے پر کشیدہ خاطر ہو کر آئے نتیجہ یہ نکلا کہ معتز کو جیل سے باہر نکالا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی اور ملازمین کو دو دو ماہ کی تنخواہیں تقسیم کر دیں۔

ابو احمد الرشید کا جواب:...... بیعت عامہ کے وقت ابو احمد الرشید کو بھی بلایا گیا تھا انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر کے معتز سے مخاطب ہو کر تعریضاً کہا ''تم نے تو اپنے آپ کو معزول کر دیا تھا؟'' معتز نے جواب دیا ''ہاں! مگر مجبوراً اور زبردستی کی وجہ سے کیا تھا تو'' مجھے اس کی کیا خبر۔ میں تو اس کی (مستعین کی) بیعت کر چکا ہوں اب میں تمہاری جانب میں تمہارے ہاتھ پر کس طرح بیعت کروں'' معتز نے لاجواب ہو کر چھوڑ دیا۔

معتز کی بیعت کے بعد:...... بیعت مکمل ہونے کے بعد محکمہ پولیس پر ابراہیم دیرج ❶ کو مامور کیا گیا کتابت، فوج اور بیت المال (خزانہ) کا انتظام بھی اس کے سپرد کر دیا۔ سپہ سالاروں میں سے جنہوں نے معتز کی بیعت کی تھی عتاب بن عتاب بغداد بھاگ کر چلا گیا۔ جب محمد بن عبداللہ کو معتز کی بیعت کی خبر ملی تو اس نے انتظاماً سلیمان بن عمران گورنر موصل کو لکھ بھیجا کہ اہل سامرا کا رسد و غلہ بند کر دو اس دوران مالک بن طوق معہ اپنے اہل و عیال اور لشکر سمیت پہنچ گیا اور حوبہ بن قیس گورنر انبار کے نام لشکر فراہم کرنے کا فرمان روانہ کیا۔ بیرونی انتظام کرنے کے بعد بغداد کی قلعہ بندی شروع کر دی۔ شہر پناہ کو درست کرایا اور ہر دروازے پر منجنیقین نصب کرادیں تجربہ کار سپہ سالار مقرر کئے۔ فصیلوں پر گرامی قدر تیر اندازوں اور جنگ جوؤں کو مقرر کیا اور شہر کے دونوں جانب گہری خندقیں کھدوائیں۔ اس سارے انتظام میں تین لاکھ تیس ہزار دینار خرچ ہوئے۔ وظائف اور روزینے واقف کاروں کو سپرد کئے گئے کہ ضرورت کے وقت لوگوں کو یاد کریں۔

خلیفہ مستعین کے اقدامات:...... خلیفہ مستعین نے بھی زیر کنٹرول صوبوں کے گورنروں کے نام فرامین جاری کئے کہ خراج وغیرہ دوسرا حکم آنے تک سامرا کے بجائے بغداد روانہ کرو اور ترکوں کے سرداروں کو لکھا کہ اس وقت تک جو کچھ تم نے کیا ہم نے اس سے درگذر کیا اب بھی اپنے باغیانہ خیالات اور ناشائستہ افعال سے باز آؤ اور خلیفہ کی اطاعت قبول کر لو۔ معتز اور محمد بن عبداللہ کے درمیان بھی خط و کتابت شروع ہوگئی معتز محمد سے اپنی بیعت کرنے کو کہتا تھا خلیفہ متوکل کی بیعت کی یاد دہانی کراتا تھا جو اس سے لی گئی تھی کہ بعد منتصر کے معتز کو سریر خلافت کا مالک سمجھنا۔ اور محمد معتز کو مستعین

---

❶...... بعض نسخوں میں ابراہیم البربرح ہے، جو کہ غلط ہے، دیکھیں (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۱۷۳)

کی اطاعت قبول کرنے اور باغیانہ خیالات سے باز آنے کی ترغیب دیتا تھا ایک مدت تک دونوں میں خط و کتابت جاری رہی کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا۔

موسیٰ بن بغا کبیر سے خط و کتابت:......موسیٰ بن بغا کبیر ان دنوں بقصد جنگ اہل حمص شام گیا ہوا تھا خلیفہ مستعین اور معتز اس سے خط و کتابت کرر ہے تھے اور ہر ایک اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتا تھا آخر کار موسیٰ ابن بغا کبیر معتز کی جانب مائل ہو گیا خلیفہ مستعین کی بیعت خلافت توڑ کر معتز کے پاس چلا گیا عبداللہ بن بغا کبیر سامرا سے بغداد آیا خلیفہ مستعین کی دست بوسی کی اور یہ ظاہر کیا کہ میں آپ کے قدموں پر جان نثاری کے لئے آیا ہوں کچھ دن کے بعد جب موسیٰ بن بغا کبیر معتز کے پاس پہنچ گیا تو یہ بھی بغداد سے بھاگ کر سامرا پہنچ گیا اور معتز سے یہ بیان کیا کہ میں مستعین کے حالات معلوم کرنے بغداد گیا تھا معتز نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا۔ اس کے بعد حسن بن افشین سامرا سے بغداد آ گیا خلیفہ مستعین نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر اشروسیہ کی سرداری عنایت کی۔

موفق کی جنگ پر روانگی:......جس وقت امراء شہر وار اکین دولت کس کو جس طرف ملنا تھا مل گئے اور ایک سکون کا عالم جانبین پر طاری ہو گیا تو اس وقت معتز نے اپنے بھائی احمد بن متوکل جو کہ موفق کہلاتا تھا بغداد پر جنگ کرنے کا عنایت کیا اور ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے نامی گرامی سپہ سالار کلباتکین ترکی کو موفق کی ماتحتی میں دیا چنانچہ موفق پچاس ہزار کا لشکر دے کر جن میں اتراک، فراعنہ اور مغاربہ وغیرہ تھے بغداد کی جانب سیلاب کی طرح بڑھا۔ مابین عکبرا اور بغداد کے جتنے قصبات اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا بغا صغیر کے ساتھیوں کی ایک جماعت موفق کے پاس آ گئی موفق کا لشکر بڑھتے بڑھتے باب شماسیہ ❶ تک پہنچ گیا۔

مستعین کا لشکر:......خلیفہ مستعین نے حسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن مصعب کو باب شماسیہ پر مامور کیا اور چند نامی گرامی سپہ سالاروں کو اس کی ماتحتی میں کام کرنے کا حکم دیا۔ نویں صفر ۲۵۱ھ میں ترکوں کا گشتی دستہ آہستہ آہستہ باب شماسیہ کے قریب پہنچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے شاہین میکال اور بیدا طبری کو حسین بن اسماعیل کی کمک پر روانہ کیا اور اگلے دن کہ ماہ صفر ۲۵۱ھ کی دسویں تاریخ تھی محمد بن عبداللہ بن طاہر بغا وصیف، فقہاء اور قاضیوں کو لے کر سوار ہو کر موفق کے لشکر کے قریب آئے اور یہ کہلوایا کہ تم لوگ خلیفہ وقت سے بغاوت مت کرو جیسا کہ اس سے پہلے تم لوگ اس کی اطاعت میں تھے اسی طرح اب بھی دائرہ اطاعت میں آ جاؤ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ معتز کو خلیفہ مستعین کے بعد تخت خلافت کا مالک بنائیں گے'' موفق کے لشکریوں نے منظور نہیں کیا تو واپس آ گئے۔

ترکوں کا ارادہ:......دوسرے دن ان سپہ سالاروں کی جو باب شماسیہ پر متعین تھے جنگ کا حکم دینے کے لئے یہ رپورٹ آئی کہ ترکوں کا ارادہ آج جنگ کرنے کا ہے باب شماسیہ سے وہ لوگ بہت قریب آ گئے ہیں'' محمد بن عبداللہ بن طاہر نے پشت پر رپورٹ لکھ بھیجا کہ فی الحال تم لوگ ان پر حملہ نہ کرو جہاں تک ممکن ہو جنگ کو آئندہ دنوں تک ٹال دو اور اگر وہ حملہ بھی کریں تو تم مدافعت کے علاوہ جنگ نہ کرو، اسی روز عبداللہ بن سلیمان بغا صغیر کے نائب مکہ معظمہ سے تین سو آدمیوں کے ساتھ آ پہنچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے انعام اور جائزے عطا فرمائے۔

جنگ شروع:......اس کے بعد دوسرے ہی دن ترکوں نے باب شماسیہ کی طرف پھر پیش قدمی کی حسین بن اسماعیل اپنے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور جنگ چھڑ گئی دونوں طرف کے بہت سے آدمی مارے گئے سیکڑوں زخمی ہوئے۔ بالآخر حسین بن اسماعیل کے لشکر کو شکست ہوئی ترکوں میں سے ایک گروپ نے نہروان کا رخ کیا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس سے مطلع ہو کر اپنے سپہ سالار کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ ترکوں کی روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ ترکوں نے اس سپہ سالار کو شکست دے کر خراسان کے راستہ پر قبضہ کر لیا اور بغداد کو خراسان سے الگ کر دیا۔

معتز کی شکست:......اس کے بعد معتز نے ایک دوسرا لشکر بغداد کی جانب روانہ کیا جس کی تعداد چار ہزار تھی اس لشکر نے بغداد کے مغربی جانب مورچہ قائم کیا ابن طاہر نے اس کے مقابلہ پر شاہ ابن میکال نے معتز کے لشکر کو شکست دے دی اور مظفر و منصور میدان جنگ سے واپس ہو کر بغداد آیا ابن طاہر نے اس کو اور ان سارے سپہ سالاروں کو جو اس معرکہ میں اس کے ساتھ تھے ہر ایک کو چار چار خلعتیں، سونے کے کنگن اور زنجیریں

❶......موفق کا لشکر باب شماسیہ پر ساتویں صفر ۲۵۱ھ میں پہنچا تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۵۵)

عطا کیں۔ جنگی ضرورتوں کے خیال اور میدان جنگ کے وسیع ہونے کے لحاظ سے باب شماسیہ تک جتنے مکانات، باغات اور دوکانیں تھیں گرادیں۔ اس دوران فارس اور اہواز کا خراج منکجور اشروسنی کے ہمراہ پہنچ گیا تھا اس لئے ایک جماعت کو اس کی حفاظت پر مامور کر دیا ترکوں کی ایک بھی کوشش کامیاب نہ ہوئی اور منکجور فارس و اہواز کا خراج لے کر بغداد میں داخل ہو گیا۔ جب ترکوں کو اس غارتگری میں کامیابی نہ ہو سکی تو کھسیائے ہوئے نہروان کی طرف گئے اور پل کی کشتیوں کو جلا دیا۔

مستعین کے لشکر کی شکست:......اس سے پہلے خلیفہ مستعین نے محمد بن خالد بن یزید بن مزید کو سرحد جزریہ کا گورنر مقرر کیا تھا چنانچہ محمد بن خالد لشکر مال واسباب کی فراہمی کے انتظار میں وہاں ٹھہرا ہوا تھا اتفاقاً ترکوں کی بغاوت اور خلیفہ مستعین کے محصور ہو جانے کی خبر مل گئی لہٰذا جھٹ پٹ کوچ کر دیا اور رقہ کے راستے بغداد آ پہنچ گیا ابن طاہر نے اس کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور ایک عظیم الشان لشکر کا افسر اعلیٰ بنا کر ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا ترکوں نے اس کو بھی شکست دے دی تو وہ بھاگ کر سواد چلا گیا اور وہیں پر مقیم رہا ابن طاہر کو اس واقعہ کی خبر ملی تو بیساختہ بول اٹھا:

"لایفلح احد من العرب الاان یکون معه نبی ینصره الله به" ❶

بلکاجور کی بیعت:......ان واقعات سے ترکوں کی جرات بڑھ گئی لہٰذا انتہائی تیزی سے شہر کی طرف بڑھے اور نہایت شدّت سے لڑائی شروع کر دی، لڑتے لڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئے اور گرد و نواح کے بازاروں کو لوٹ لیا روزانہ کی اس جنگ اور خونریزی سے اہل بغداد پر عرصۂ جہان تو تنگ ہو ہی رہا تھا کہ اچانک سرحد سے یہ وحشت ناک خبر پہنچی کہ بلکاجور لوگوں سے معتز کی خلافت کی بیعت لے رہا ہے، اراکین سلطنت یہ سن کر گھبرا گئے ابن طاہر نے کہا "وہ ایسا نہیں ہے غالباً اس کو خلیفہ مستعین کے مرنے کا گمان پیدا ہو گیا ہے" ابن طاہر کا یہ خیال درحقیقت نہایت صحیح تھا چنانچہ جس وقت بلکاجور کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ مستعین صحیح سلامت تخت خلافت پر رونق افروز ہے اسی وقت معتز کی بیعت فسخ کر کے خلیفہ مستعین کی بیعت کی تجدید کر لی اور ایک اطلاعی خط جس میں اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا تھا دربار خلافت میں بھیج دیا۔

موسیٰ بن بغا:......موسیٰ بن بغا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ترکوں کے ساتھ تھا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مستعین سے ملنے کا ارادہ کر لیا ساتھیوں نے اس کی اس رائے کی مخالفت کی اور آپس میں مباحثہ شروع ہو گیا اور پھر مباحثہ سے لڑائی کی نوبت آ گئی چند آدمی مارے گئے لہٰذا موسیٰ بن بغا مجبور ہو کر اپنے ارادے سے باز آ گیا۔ اس واقعہ کے بعد بصرہ سے دس کشتیاں آ گئیں ہر کشتی میں تقریباً پینتالیس، پینتالیس آدمی تھے جن میں اکثر نفاط ❷ تھے ان کو باب شماسیہ کی جانب جاتے ہوئے دیکھ کر ترکوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر ان لوگوں نے ترکوں پر رومن نفط کی پچکاریاں خالی کرنی شروع کر دیں چنانچہ ترکوں کو نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔

انبار کے لئے جنگ:......محمد بن عبداللہ طاہر کو ترکوں کا جوش جنگ آئے دن ترقی پذیر دیکھ کر اور بلاد اسلامیہ کی حفاظت کا خاص انتظام کرنا پڑا اس نے اپنے ایک تجربہ کار سپہ سالار کو مدائن کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا اور تین ہزار سواروں کو اس کی کمک پر متعین کیا اور حونہ بن قیس کو انبار بھیجا۔ ڈیڑھ ہزار فوج اس کی امداد کے لئے روانہ کی گئی۔ حوبہ نے انبار پہنچ کر فرات کو ابنار کی خندق سے نہر کاٹ کر ملا دیا ساری خندق پانی سے بھر گئی۔ معتز کی طرف سے اسحاق انبار پر قبضہ کرنے آیا ہوا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ابن طاہر کی فوج پہنچ گئی تھی چنانچہ انبار کے باہر دونوں فوجیں لڑ گئیں اور ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد ابن طاہر کی امدادی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور اسحاق انبار کی جانب بڑھا حوبہ یہ واقعات سن کر بغداد کی طرف لوٹ گیا۔

ترکوں کی شکست اور جیت:......ابن طاہر نے حسین بن اسماعیل ❸ کو ترکوں کی دستبرد سے انبار کو بچانے پر مقرر کیا اور سپہ سالاروں کے

---

❶ (ترجمہ) کوئی عرب، قوم اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی نبی نہ ہو جس کی برکت سے اللہ انہیں فتح عطا کرتا ہے۔

❷ ......الفاظ اس کو کہتے ہیں جو رومن لفظ پچکاری یا کسی اور ذریعے سے مکانات اور فوجی کیمپ وغیرہ پر پھینکنے، اس زمانہ میں اس کا بہت رواج تھا اولاً رومن لفظ پھینکتے تھے بعد اس کی آگ جس سے آگ لگ جاتی تھی۔

❸ ......حسین بن اسماعیل حسب حکم ابن طاہر بغداد سے تیئسویں جمادی الاول ۲۵۱ھ یوم پنجشنبہ کو انبار کی طرف روانہ ہوا، دس ہزار فوج اس کے رکاب میں تھی (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۵۹)

ایک گروپ کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کی ماتحتی میں بھیجا ترکوں کے گشتی دستے سے مقام دمما پر مقابلہ ہو گیا حسین بن اسماعیل نے آگے بڑھ کر انبار کے قریب قیام کرنے کا ارادہ کیا اس دوران کہ اس کے لشکری سامان وغیرہ اتارنے اور رکھنے میں مشغول تھے کہ ترکوں کی فوج پہنچ گئی اور لڑائی ہونے لگی حسین کے ساتھیوں نے ترکوں کو ہزیمت شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا اور کامیابی کے جوش میں بڑھتے چلے گئے ترکوں نے اس سے پہلے چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا چنانچہ حسین کی فوج اس کمین گاہ سے آگے نکلی ترکوں نے کمین گاہ سے نکل کر پیچھے سے حملہ کر دیا اور آگے سے ترکوں نے سنبھل کر حملہ کیا، اس اچانک حملہ سے حسین کے ساتھیوں کے ہوش وحواس جاتے رہے اور وہ گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک بڑا گروہ اس کے ساتھیوں کا فرات میں ڈوب گیا اور ایک گروپ کو ترکوں نے گرفتار کر لیا۔

شاہی فوج کی دوبارہ شکست:......ان میں سے کچھ لوگ بھاگ کر ماہ جمادی الثانی کے آخر میں یاسریہ پہنچے مگر ابن طاہر نے ان لوگوں کو بغداد میں داخل ہونے سے روک کر انبار کی طرف واپس جانے کا حکم دیا اور ایک دوسری تازہ دم فوج ان کی کمک پر متعین کر دی، چنانچہ حسین نے دوبارہ اپنی فوج کو مرتب کر کے یاسریہ سے انبار کی جانب کوچ کیا۔ (آٹھویں [1] رجب ۲۵۱ھ یوم شنبہ کو) ایک جاسوس نے آ کر یہ خبر دی کہ ترکوں کا لشکر فرات کو چند مقامات سے عبور کر کے شہر پر حملہ کرنے والا ہے حسین نے اسی وقت حسین بن علی بن یحییٰ ارمنی کو دوسو تیر اندازوں کے ساتھ ان نایاب مقامات پر متعین کیا جہاں سے ترکوں کا لشکر دریا عبور کرنے والا تھا چنانچہ ترکوں کا لشکر دریا عبور کرنے آیا تو حسین بن علی نے مزاحمت شروع کی اور ایک دوسرے سے گتھ گئے آخر کار حسین کو شکست ہو گئی اور وہ ایک کشتی پر سوار ہو کر بھاگ کھڑا ہوا ترکوں نے اس کی لشکر گاہ اور سارے مال واسباب پر قبضہ کر لیا بھگوڑوں کا ایک گروپ اسی رات کو بھاگ کر بغداد پہنچ گیا اور سپہ سالاروں کا ایک گروپ اس کے لشکر سے الگ ہو کر معتز سے مل گیا جس میں علی ومحمد خلیفہ واثق کے بیٹے بھی تھے یہ واقعہ اوائل رجب ۲۵۱ھ کا ہے۔

معتز اور مستعین کی گھمسان کی جنگیں:......اس واقعہ کے بعد فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں دونوں طرف کے ہزاروں آدمی کام آئے انہی لڑائیوں کے دوران ایک مرتبہ ترکوں کا لشکر بغداد میں داخل ہو گیا اور پھر اہل بغداد نے ان کو مار کر وہاں سے نکال دیا اس کے بعد ترکوں نے مدائن کی طرف کوچ کر دیا اور پھر ابوالساج گورنر مدائن سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر آخر کار ابوالساج ترکوں سے مزاحمت نہ کر سکا اور ترکوں نے مدائن پر قبضہ کر لیا اس دوران وہ ترکی لشکر جو انبار میں تھا سواد بغداد میں مغربی جانب سے قتل وغارت کرتا ہوا پہنچ گیا اور صرصر اور قصر ابن ہبیرہ تک لوٹتے ہوئے آگے بڑھ آیا ماہ ذیقعدہ ۲۵۱ھ تک محاصرہ قائم رہا۔ ماہ ذیقعدہ کی کسی تاریخ میں بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی جس کی نظیر پیشتر کی لڑائیوں میں نظر نہیں آتی۔

لشکر معتز کی شکست پھر جیت:......ایک روز ابن طاہر نے ماہ مذکور میں طویل محاصرے سے گھبرا کر اپنے نامی گرامی سپہ سالاروں اور سرداران لشکر کو جمع کیا اور دیر تک اپنی پرزور تقریر سے ان کو ابھارا پھر جب ان لوگوں کے چہرے سرخ ہو گئے اور سرخ سرخ آنکھوں سے جوش انتقام اور جنگ کا خون ٹپکنے لگا تو ابن طاہر نے نصر من اللّٰہ وفتح قریب کہہ کر حملہ کا حکم دے دیا لشکری اس حکم کے صادر ہوتے ہی شیر غراں کی طرح دھاڑتے ہوئے ترکوں کے لشکر پر جا پڑے چنانچہ ہنگامہ قتل وخونریزی کا بازار گرم ہو گیا اس واقعہ میں ترکوں کو شکست ہوئی اور ایک بڑا حصہ ان کی فوج کا کام آ گیا۔ بغا اور وصیف کے لشکر میں جو ترکی دستہ تھا اپنی قوم کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھ کر ترکوں سے جا ملا اس سے ترکوں کو ایک گونہ قوت حاصل ہو گئی حوصلہ پا کر پھر واپس آ گئے اور اہل بغداد شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

صلح کرانے کی ناکام کوشش:......ماہ ذی الحجہ ۲۵۱ھ میں رشید بن کاؤس اور افشین فریقین میں صلح کرانے کے لئے ترکوں کے لشکر میں امن حاصل کر کے گئے لوگوں نے ابن طاہر پر خلیفہ مستعین کو معزول کرنے کی تہمت لگائی جب رشید ترکوں کے لشکر سے واپس آیا اور اہل بغداد کو معتز اور اس کے بھائی ابواحمد کا سلام پہنچایا اہل بغداد نے اس کو اور ابن طاہر کو گالیاں دیں اور سخت وسست کلمات سے مخاطب کیا اور رشید کے مکان کو گرانے کے لئے لپکے اتنے میں ابن طاہر خلیفہ مستعین سے اس ہنگامہ کو ٹھنڈا کرنے کی اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس گیا اور انہیں اس کام

---

[1] ......تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۶۰

سے روکا اور الزامات سے اپنی برات ظاہر کی چنانچہ اہل بغداد کے خیالات اس کے سمجھانے سے ٹھیک ہو گئے اور فتنہ فرو ہو گیا پھر لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔

ابن طاہر کے خلاف ہنگامہ:...... پھر ابن طاہر اور ابواحمد میں خط و کتابت شروع ہوئی جس سے عوام الناس اور لشکریوں کو بدظنی کا موقع مل گیا خیالات فاسدہ جو اس کی طرف سے اس سے پہلے پیدا ہو گئے تھے پھر دوبارہ تازہ ہو گئے لشکریوں نے اپنی تنخواہیں اور روزینے مانگ لئے ابن طاہر نے ان لوگوں کو فتنہ فرو کرنے کا حکم دیا اور دو مہینے کی تنخواہ دینے کا وعدہ کر لیا لشکریوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ''ہم اس وقت تک اس فعل سے باز نہ آئیں گے جب تک ہم کو خلیفہ مستعین کی صحیح صحیح رائے معلوم نہ ہو گی کہ وہ کیا چاہتے ہیں ہم کو یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ کہیں ترکی کا لشکر بغداد پر قابض نہ ہو جائے اور ہمارے ساتھ بھی وہی برتاؤ کرے جیسا کہ اہل مدائن اور انبار کے ساتھ کر چکا ہے'' ابن طاہر نے سارے واقعات خلیفہ مستعین کے سامنے بیان کر دئے چنانچہ خلیفہ مستعین دار العلوم کی چھت پر آیا اس کے ایک ہاتھ میں خلافت کی چادر تھی اور دوسرے میں عصا تھا اس نے شرعی قسم کھا کر کہا ''تم لوگ کسی قسم کا اندیشہ مت کرو محمد بن عبداللہ بن طاہر نے جو بیان کیا ہے وہ سب صحیح ہے اور درست ہے'' اہل بغداد کو خلیفہ مستعین کے قسم کھانے سے اعتبار ہو گیا اور خیالات فاسدہ دور ہو گئے چنانچہ سب کے سب واپس چلے گئے اور فتنہ وفساد کا ہنگامہ فرو ہو گیا۔

خلیفہ مستعین رصافہ میں:...... ابن طاہر نے اہل بغداد کا آئے دن یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر بغداد سے مدائن چلے جانے کا ارادہ کر لیا شہر کے رئیسوں نے حاضر ہو کہ معذرت کی کہ یہ فعل بازاریوں کا ہے ہم لوگ اس سے بری ہیں اور اگر ہم ہی قصوروار سمجھے جا رہے ہیں تو ہمیں معاف فرمایئے، ابن طاہر نے ان لوگوں کو انتہائی شائستگی سے نہایت معقول جواب دے کر واپس کر دیا، انہی دنوں خلیفہ مستعین مصلحتاً ابن طاہر کے مکان سے اٹھ کر رصافہ میں رزق خادم کے مکان پر چلا آیا مگر سپہ سالاروں اور بنی ہاشم کے سرداروں کو ابن طاہر کے ساتھ جنگ کرنے کی ہدایت اور تاکید کی۔

ابن طاہر کا لشکر سے خطاب:...... ایک دن ابن طاہر جنگ کے ارادے سے مسلّح ہو کر گھر سے باہر آیا اور سوار ہو کر لشکر کے پاس گیا اور سرداران لشکر کو جمع کر کے کہنے لگا کہ واللہ میں خلیفہ مستعین کے علاوہ اور کسی کا خیر خواہ نہیں ہوں جب تک میرے دم میں دم ہے اس وقت تک خلیفہ کی بہتری اور بہبود کا خواہاں رہوں گا'' لوگوں کے دل اس فقرے کے سننے سے بھر آئے مرحبا مرحبا جزاک اللہ چلّا اٹھے ابن طاہر ان لوگوں سے رخصت ہو کے خلیفہ مستعین کی طرف چلا۔

ابن طاہر کی مستعین سے بدگمانی:...... مگر راستے میں کسی فتنہ پرداز نے اسے بہکا دیا تم کس خیال میں ہو جس کی ہمدردی اور خیر خواہی کر رہے ہو اس نے تو بغا اور وصیف کو تمہارے قتل پر مقرر کیا تھا مگر ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی'' یہ خبر سننے سے ابن طاہر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور اسی تردد وانتشار کی حالت میں اپنے گھر واپس آ گیا پھر اس دوران احمد بن اسرائیل اور حسین بن ابی مخلد آ گئے ان دونوں نے بھی خلیفہ مستعین کی طرف سے اسی قسم کی بری خبر سنائی تب تو ابن طاہر کے دل میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے مگر انتہائی استقلال سے ان کو ضبط کیا اور کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا تاآنکہ عید الاضحیٰ کے بعد ابن طاہر خلیفہ مستعین کی خدمت میں سلام کرنے حاضر ہوا اس وقت فقہاء اور قضاۃ اور اراکین دولت بھی موجود تھے، ابن طاہر نے عرض کی ''امیر المؤمنین کی اگر مرضی اور حکم ہو تو ابواحمد سے صلح کر لی جائے اور صلح نامہ بھی لکھ دیا جائے'' خلیفہ مستعین نے کہا ''بہتر ہے چنانچہ ابن طاہر رخصت ہر کر باب شماسیہ کی جانب آیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر خلیفہ مستعین کی خدمت میں پھر واپس گیا اور یہ عرض کی کہ صلح نامہ ہر طرح سے مرتب ہو گیا ہے اور شرائط صلح یہ ہیں:

۱)...... آپ اپنے کو خلافت سے معزول کر دیجئے۔

۲)...... پچاس ہزار دینار نقد لشکریوں کو مرحمت کیجئے تیس ہزار کی جاگیر دیجئے۔

۳)...... دار الخلافہ چھوڑ کر حجاز میں حرمین کے درمیان قیام فرمایئے۔

۴)...... بغا کو حجاز اور وصیف کے ''جبیل'' کا گورنر بنا دیں۔

۵).....خراج کا تیسرا حصہ ابن طاہر اور لشکر بغداد کو دیا جائے اور باقی دوثلث موالی اور اتراک کو''۔

صلح پر مستعین کی رضامندی:......اس فاسد خیال سے کہ وصیف اور بغا میرے حامی ہیں ان شرائط کو منظور نہیں کیا لیکن جب یہ راز کھل گیا کہ یہ دونوں بھی ابن طاہر کے ساتھ ہیں تو راضی ہو گیا اور اس کے علاوہ جن شرائط کو اس نے پسند کیا لکھا اور فقہاء وقضاۃ کو طلب کر کے اس بات کا ان کو گواہ بنایا کہ میں نے اپنے سارے کاموں کو ابن طاہر کے حوالے کر دیا ہے اس کے بعد سپہ سالاروں کو بلوایا جب وہ سب حاضر ہو گئے تو یہ بیان کیا کہ اس سے میرا یہ مقصود ہے کہ خونریزی نہ ہو تم لوگوں کی جانیں ناحق خطرے میں نہ پڑیں لہٰذا تم لوگ میری اس تحریر کے ساتھ ابن طاہر کے ساتھ معتز کے پاس جاؤ اور میرے اقرار کی گواہی دو چنانچہ یہ لوگ ابن طاہر کے ساتھ جبکہ محرم ۲۵۲ھ کی چھ راتیں گذر چکی تھیں معتز کے پاس آ گئے۔

مستعین کی معزولی اور معتز کی بیعت:......جس وقت وہ صلح نامہ جس کو ابن طاہر نے مرتب کیا تھا معتز اور سپہ سالاروں کے دستخطوں سے مکمل ہو گیا تو اہل بغداد سے معتز کی خلافت کی بیعت لے لی گئی جامع مسجد بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھ گیا اور معزول خلیفہ مستعین نے بھی بیعت کی اور اپنی معزولی کا اعلان کیا خلیفہ معتز نے اس کو رصافہ سے قصر حسن بن سہل ❶ میں لا کر ٹھہرایا اس کے ساتھ کے اہل وعیال بھی تھے۔ چادر، عصا اور خلافت کی انگوٹھی لے لی اور یہ کہ معظمہ جانے کی ممانعت کر دی چنانچہ مستعین بصرہ جانے کی درخواست پیش کی مگر یہ بھی نامنظور کر دی گئی مزید اس پر یہ ہوا کہ قصر حسن بن سہل سے کشتی پر سوار کرا کے واسط بھیج دیا۔

معتز کے اقدامات:......ان واقعات کے بعد امور سلطنت میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں خلیفہ معتز نے احمد بن ابی اسرائیل کو قلمدان وزارت حوالے کیا۔ ابو احمد (خلیفہ معتز کا بھائی) بغداد سے سامرا واپس آیا اور محرم ۲۵۲ھ کے آخر میں ابوالساج دیوداد ❷ بن یودست بغداد پہنچا ابن طاہر نے معاون سواد کا انتظام اس کے سپرد کیا چنانچہ اس نے اتراک اور مغاربہ کی مزاحمت کے لئے اپنے نائب کو مقرر کیا اور خود کوفہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز نے ابن طاہر کو حکم دیا کہ بغا، وصیف اور ان لوگوں کے نام جو ان کے ہم آہنگ ہیں دفتر شاہی سے نکال دیئے جائیں۔

بغا اور وصیف کی معافی:......اس دوران محمد بن ابی عون نامی ایک شخص نے جو ابن طاہر کا سپہ سالار تھا ابو اسحاق کی سازش سے بغا اور وصیف کے قتل کا بیڑہ اٹھا لیا اور بارگاہ خلافت سے اس حسن خدمت کے صلے میں اس کو یمامہ، بحرین، اور بصرہ کا گورنر بنا دیا گیا۔ اتفاق سے یہ بغا اور وصیف تک یہ خبر پہنچ گئی تو وہ سوار ہو کر ابن طاہر کی خدمت میں آئے اور سارے حالات سے مطلع کیا اور لوگوں کی بدعہدی اور پیمان شکنی کی شکایت کی ابن طاہر نے ان کو تسلی دے کر واپس کر دیا اس کے بعد وصیف نے اپنی بہن سعاد کو مؤید کے پاس بھیجا (مؤید نے اس کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی) مؤید خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہوا اور وصیف کی سفارش کر کے قصور معاف کرایا اور ایسے ہی ابو احمد بن متوکل نے بغا کے ساتھ ہمدردی کی خلیفہ معتز نے قصور معاف کر کے ایک فرمان خوشنودی کا ان دونوں کے نام بھیج دیا۔

بغا اور وصیف کی عزت افزائی:......اس کے بعد پھر ترکوں نے ادھر خلیفہ معتز سے کہہ سن کر بغا اور وصیف کے نام سامرا میں حاضری کا فرمان بھجوایا اور اُدھر ابن طاہر کو حکم بھیجا کہ بغا اور وصیف اگر سامرا آنے کا ارادہ کریں تو ہرگز آنے مت دینا چنانچہ بغا اور وصیف نے خلیفہ کا فرمان پاتے ہی سامرا کی تیاری شروع کر دی، ابن طاہر نے روکنا چاہا لیکن وہ نہیں رکے اور بغداد سے روانہ ہو کر سامرا پہنچے خلیفہ معتز نے ان دونوں کو خلعت فاخرہ سے نواز کر ان کو گورنر کے طور پر بحال رکھا اور موسیٰ بن بغا کبیر کے پاس اس کے وکیل کو واپس کر دیا۔

ابن طاہر کے خلاف فتنہ:......ماہ رمضان ۲۵۲ھ میں لشکر بغداد اور ابن طاہر کے درمیان ایک فتنہ برپا ہو گیا یہ لوگ اپنی تنخواہیں طلب کرنے ابن طاہر کے پاس آئے تھے ابن طاہر نے جواب دیا کہ ''میں نے بارگاہ خلافت میں تمہاری تنخواہوں کے بارے میں ایک درخواست بھیجی تھی جواب میں خلیفہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر تم نے لشکر بغداد کو اپنے لئے رکھا ہے تو اس کے مصارف تم برداشت کرو اور اگر ہمارے لئے رکھا ہے تو ہم کو اس

❶......مسعودی کی مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۱۸۷ پر حسن بن سہل کے بجائے حسن بن وہب تحریر ہے۔

❷......ایک نسخے میں ,,دیوداد بن دیودست,, کے بجائے ,,دیواز بن درموسب,, تحریر ہے جو کہ غلط ہے۔ دیکھیں ابن اثیر کی (الکامل جلد ۴ صفحہ ۳۸۸)

کی ضرورت نہیں ہے اسے موقوف کر دو' بغداد کا لشکر یہ سن کر شور وغل مچانے لگا ابن طاہر نے مجبور ہو کر دو ہزار دینار دیئے جس کے بعد ہنگامہ ختم ہو گیا اور وہ اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا اس کے بعد پھر دوبارہ لشکر بغداد نے یورش کی اس مرتبہ ان کے ساتھ جھنڈے اور طبل بھی تھے سرداروں کے لئے باب شماسہ پر خیمے نصب کئے اور عام سپاہیوں کے لئے نے' اور لکڑیوں کے مکانات بنائے۔

بلوہ اور فساد:...... محمد ابن ابراہیم نے بھی اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور اپنے گھر کو جنگ جوؤں سے بھر لیا ان بلوائیوں کا یہ ارادہ تھا کہ جمعہ کے دن خطیب کو معتز کے حق میں دعا کرنے سے روک دیں خطیب یہ خبر سن کر گھر بیٹھ گیا اور اپنی طبیعت کی خرابی کا بہانہ کر دیا لشکر بغداد پل توڑنے کے لئے پل کی طرف بڑھا ابن طاہر کی فوج اپنے ارادے میں کامیاب ہو گئی اس کے بعد لشکر بغداد نے مشرقی جانب لشکر کی مدد سے ابن طاہر کی فوج کو شکست فاش دیا اور بلوائیوں نے پولیس لوٹ لیا ابن طاہر نے اس ہنگامہ کو دیکھ کے ان دکانوں کے جلا دینے کا حکم دیا کہ جو دروازہ پل پر واقع تھیں۔ ان دکانوں میں آگ کا لگنا تھا کہ لشکر بغداد کا آگے بڑھنا موقوف ہو گیا اور فریقین میں آگ حائل ہو گئی ابن طاہر کی فوج برباد ہونے سے بچ گئی اور فتح مند گروہ اپنے کیمپ میں واپس آ گیا۔

بلوائیوں کی جھڑپیں:...... ابن طاہر نے پھر اسی وقت سے مزید لشکر کی فراہمی کی طرف توجہ کی اور اپنے نامی گرامی سپہ سالاروں اور جنگ جوؤں کو جمع کیا اور تجربہ کار سے ایک تازہ دم فوج مرتب کی اس دوران لشکر بغداد کے دو آدمی ابن طاہر کے پاس آئے اور لشکر بغداد کا ایک خفیہ راستہ بتا دیا ابن طاہر نے شاہ بن میکال کو چند سپہ سالاروں اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ اس راستہ کی طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ یہ معرکہ بہت خطرناک اور روح فرسا تھا لشکر بغداد کا نامی گرامی سپہ سالار ابن خلیل اس لڑائی میں مارا گیا اور اس کے دوسرے سردار ابوالقاسم عبدون بن فوق نے ابن طاہر پر حملہ کیا مگر کامیابی نہیں ہوئی پھر یہ بھی انہی لڑائیوں کے دوران مر گیا۔

مؤید کی معزولی:...... ماہ رجب ۲۵۱ھ میں خلیفہ معتز نے اپنے بھائی مؤید کو ولی عہدی سے معزول کر دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ علاء بن احمد آرمینیہ کے گورنر نے مؤید کے پاس پانچ ہزار دینار کسی ضرورت کے لئے بھیجے اس کی عیسیٰ بن فرخانشاہ کو خبر مل گئی تو اس راستے سے لے لئے چنانچہ مؤید نے اتراک اور مغاربہ کو عیسیٰ بن فرخانشاہ کی مخالفت پر ابھار دیا اس پر عیسیٰ نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر مؤید کی شکایت جڑ دی چنانچہ معتز نے مؤید اور ابواحمد کی اسی وقت گرفتار کرا کے قید کر دیا اسی زمانہ میں مؤید سے اس کی معزولی کا اقرار لکھوایا۔

مؤید کی پراسرار موت:...... اس کے بعد خلیفہ معتز تک کسی نے یہ خبر پہنچا دی کہ اتراک مؤید کو جیل سے نکال کر لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں اس پر خلیفہ معتز نے موسیٰ بن بغا سے استفسار کیا مگر موسیٰ بن بغا نے لاعلمی ظاہر کی تو خلیفہ معتز نے اگلے دن مؤید کو جیل سے باہر نکالنے کا حکم دیا چنانچہ جب مؤید کو باہر نکالا گیا تو وہ مر چکا تھا اس کی ماں نے اس کی تجہیز و تکفین کرائی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ناک اور منہ بند کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے دم گھٹنے سے مر گیا۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ اسے برف میں بٹھا دیا گیا تھا اور ایک بہت بڑا ٹکڑا سر ❶ پر رکھ دیا تھا اس وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی، غرض مؤید کے مر جانے کے بعد اس کا بھائی ابواحمد پھر جیل میں بیڑیاں کھڑکھڑانے کے لئے بھیج دیا گیا۔

مستعین کا قتل:...... خلیفہ معتز نے مؤید کے قتل کے بعد معزول خلیفہ مستعین کے قتل کا ارادہ کیا چنانچہ محمد بن عبداللہ بن طاہر کو حکم بھیجا کہ "بدنصیب معزول خلیفہ مستعین کو سیما خادم کے حوالہ کر دو' ابن طاہر نے سیما خادم کی معرفت ایک خط اسی مضمون کا ان دو آدمیوں کے نام لکھ بھیجا کہ جو مستعین کی نگرانی پر واسط میں مقرر تھے ایک قول یہ ہے کہ احمد بن طولون ❷ کی معرفت یہ خط روانہ کیا گیا تھا چنانچہ احمد بن طولون معزول خلیفہ کو واسط سے لے کر قاطول آیا اور سعید بن صالح کو حوالہ کر دیا سعید بن صالح نے اسے اتنا مارا کہ معزول خلیفہ مستعین ❸ مر گیا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ

---

❶...... مؤید کے قتل کا قصہ دیکھیں (مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۲۰۱) اور النجوم الزاہرۃ جلد ۲ صفحہ ۳۳۵)

❷...... (مروج الذہب جلد ۴/ ۱۸۷) اور طبری کی روایت یہ ہے کہ احمد بن طولون کو مصر کے گورنر بننے سے پہلے واسط میں مستعین کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔

❸...... خلیفہ مستعین باللہ ابوالعباس احمد بن معتصم بن رشید برادر خلیفہ متوکل ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام مخارق تھا، ملیح صورت، سفید رنگ تھا اور چہرہ پر چیچک کے داغ تھے زبان میں لثغ یعنی لکنت تھی حروف راء، لام، غین اور شین ادا نہیں کر سکتا تھا تقریباً اکیس برس کی عمر پائی، سب سے پہلے اس نے چھوٹی ٹوپیاں اور چوڑی آستینوں کا پہننا شروع کیا اس کی آستینیں تین بالشت چوڑی ہوتی تھیں۔ واللہ اعلم (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۵)

مستعین کے پاؤں میں پتھر باندھ کر دجلہ میں ڈال دیا تھا۔

مستعین کا وفادار گھوڑا:......بہرکیف مستعین کے مر جانے کے بعد اس کی سواری کا جانور بھی سر پٹک کر مر گیا پھر مستعین کا سر اتار کے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا گیا خلیفہ معتز نے حکم دیا کہ سر کو دفن کر دیا جائے اور اس حسن خدمت کے صلہ میں سعید بن صالح کو پچاس ہزار دراہم اور بصرہ کا گورنر بنا دیا جائے۔

ترکوں اور مغاربہ کی چپقلش:......ماہ رجب ۲۵۲ھ میں اتراک اور مغاربہ کے درمیان خوب ختلاف ہو گیا ترکوں نے مؤید کے اشارے سے ایک دن عیسیٰ بن فرخانشاہ کو گرفتار کر کے مارا اور گھوڑا چھین لیا مغاربہ کو اس سے اشتعال پیدا ہو گیا لہٰذا ایک ہو کر آپس میں مشورہ کیا اور موقع پا کر جوسق پر حملہ کر دیا لیکن ترکوں کو اس کی اطلاع نہ تھی چنانچہ مغلوب ہو گئے مغاربہ نے ان کے گھوڑے چھین لئے اور ان پر سوار ہو کر بیت المال کی طرف آئے اور اس پر قبضہ کر لیا ترکوں نے اس ہزیمت شکست کے بعد کرنے اور شاہی مکانات کو مقیمین کو اپنی جماعت میں ملا کر صف آرائی کی چنانچہ بازاری اور شاکریہ مغاربہ سے مل گئے اس وجہ سے ترکوں کی قوت گھٹ گئی اور وہ ہنگامہ کارزار گرم کرنے کی جرات نہ کر سکے نہ ہوئی جعفر بن عبدالواحد دونوں گروہوں میں مصالحت کی کوشش کرنے لگا فریقین آنے دن بہانے کرتے رہے اور اس کے بعد جس وقت مغاربہ متفرق و منتشر ہو گئے تو ترکوں نے پھر مجمع کر لیا۔ محمد بن ارشد اور نصر بن سعید یہ خبر سن کر محمد بن عون کے گھر پر چڑھ گئے اور ان دونوں کو گرفتار کر کے اسی مکان میں قتل کر دیا خلیفہ معتز نے یہ سن کر محمد بن عون کو اس جرم میں کہ اس نے ان دونوں کی جان بچانے میں غفلت کی قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر لوگوں کی سعی اور سفارش سے قتل تو نہ کیا مگر جلاء وطن کر دیا۔

مساور خارجی کے بیٹے پر ظلم:......موصل کا گورنر عقبہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن اشعث بن ہانی خزاعی تھا اور موصل جدید ❶ کی پولیس حسین بن بکیر کی ماتحتی میں تھی مساور بن عبداللہ بن مساور بجلی خارجی بوارتح میں رہتا تھا ایک دن حسین بن بکیر پولیس کے افسر نے مساور کے حوثرہ نامی ❷ بیٹے کو موصل جدید میں گرفتار کر لیا حوثرہ ایک حسین نوعمر لڑکا تھا حوثرہ نے اپنے باپ مساور کو لکھ بھیجا کہ حسین بن بکیر پولیس کے افسر نے مجھے جبراً گرفتار کر لیا ہے دن کو تو میں قید و تنہائی کی مصیبت جھیلتا ہوں اور رات کے وقت وہ مجھ سے خلاف وضع فطرت ❸ کے فعل کا ارتکاب کرتا ہے مساور اس کا خط دیکھنے کے بعد سخت مشتعل ہوا اور قرب و جوار کے لوگوں کو جمع کر کے موصل جدید کا رخ کیا حسین بن بکیر یہ خبر مل کر روپوش ہو گیا اور مساور نے اپنے بیٹے حوثرہ کو جیل سے نکال لیا۔

مساور خارجی کا خروج:......رفتہ رفتہ اکراد اور اعراب کے کانوں تک یہ خبر پہنچ گئی تو ان میں بھی جوش پیدا ہو گیا مستعد اور تیار ہو کر مساور کے پاس آ گئے ان لوگوں کے آ ملنے سے مساور کی قوت بڑھ گئی چنانچہ اس نے فوج مرتب کر کے موصل کا رخ کیا اور مشرقی جانب پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا چند دنوں تک عقبہ بن محمد (گورنر موصل) سے لڑتا رہا۔ پھر وہاں سے لوٹ کر خراسان کے راستہ پر آ کے رک گیا خراسان کے راستے کی حفاظت پر بندار اور مظفر بن مشبک مقرر تھے بندار یہ خبر سن کر تین سو کا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مساور کے ہمراہ سات سو خوارج تھے لڑائی ہوئی تو مساور نے بندار کے ساتھیوں کو شکست دے کر سب کو قتل کر دیا ان میں بندار بھی تھا صرف پچاس آدمی زندہ بچے اور مظفر بن مشبک بھاگ کر بغداد پہنچ گیا اور خوارج جلولاء کی جانب چلے گئے اہل جلولاء اور مساور سے بہت سی لڑائیاں ہوئیں جن میں فریقین کے سیکڑوں آدمی کام آ گئے اس کے بعد بارگاہ خلافت سے خطرمش کو مقرر کیا گیا اور ایک عظیم لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مگر مساور نے اس کو بھی شکست دے دی اور موصل کے اکثر حصوں پر قابض ہو گیا۔

حسن بن ایوب سے جنگ:......پھر ۲۵۲ھ میں ایوب بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی حکومت دی گئی اس نے اپنی طرف سے اپنے

---

❶......یہ اس طرح کا لفظ ہے جیسے نیو دہلی، نیو کراچی، نیو موصل۔ وغیرہ

❷......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں ,,حوثرہ,, کے بجائے ,,جوثرہ,, تحریر ہے جبکہ الکامل ابن اثیر جلد ۴ / ۳۹۱ میں ,,حوثرہ,, ہی ہے۔

❸......اس کی عربی عبارت الکامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۹۱ پر اس طرح ہے کہ ''انا فی النھار محبوس وفی اللیل عروس'' مطلب وہی ہے کہ جو متن میں تحریر کیا گیا ہے۔

بیٹے حسن کو بطور نائب موصل پر متعین کیا اور اس نے ایک بڑا لشکر فراہم کیا جس میں حمدون بن حرث بن لقمان (امراء بنی حمدان کا دادا) اور محمد بن عبداللہ بن سید بن انس بھی تھے۔ حسن نے لشکر مرتب کرنے کے بعد مساور سے جنگ کے ارادے سے کوچ کیا اور نہر زاب کو عبور کر کے مساور کے سر پر پہنچ گیا چنانچہ مساور اپنا کیمپ چھوڑ کر پیچھے ہٹ آیا حسن نے آگے بڑھ کر ادی ریات میں طبل جنگ بجوادیا اور لڑائی کا بازار گرم ہو گیا جس میں لشکر موصل کو ہزیمت شکست ہوئی محمد بن سید ازدی مارا گیا اور حسن بن ایوب مضافات اربل کی جانب بھاگ گیا۔

موصل پر قبضہ:...... اس واقعہ کے بعد ۲۵۵ھ میں ایک خلیفہ (معتز) کی معزولی دوسرے خلیفہ (مہتدی) کی خلافت اور گورنر موصل کی تبدیلی سے خوارج نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی عبداللہ بن سلیمان جیسے ناتجربہ کار شخص کو موصول کا گورنر مقرر کیا گیا تو مساور نے موقع پا کر موصل پر چڑھائی کر دی اور عبداللہ بن سلیمان والی موصل خوف جنگ سے چھپ گیا مساور نے شہر میں پہنچ کر بغیر مزاحمت اور جنگ کے اس پر قبضہ کر لیا اور اہل موصل میں سے کسی کے کان جوں تک نہیں رینگی اس دوران جمعہ کا دن آ گیا تو وہ جامع مسجد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز ادا کرنے گیا اور خطبہ دیا نماز پڑھی اور نماز جمعہ کے بعد موصل جدید ❶ کی طرف چلا گیا جو اس کا دارالہجرۃ تھا۔

مساور کی مخالفت:...... ۲۷۶ھ میں خوارج میں سے ایک شخص عبیدہ بن زہیر عمری نے مساور کی مخالفت کا علم بلند کیا عبیدہ اور مساور سے گناہگار کی توبہ کے مسئلے میں بہت بڑا مباحثہ ہوا عبیدہ کہتا تھا کہ گناہگار کی توبہ قبول ہی نہیں کی جائے گی۔ اور مساور اس کے خلاف کہتا تھا خوارج کا ایک گروپ عبیدہ کے ساتھ مل گیا مساور نے موصل جدید سے عبیدہ کی طرف جنگ کے ارادے خروج کیا بہت سخت لڑائی ہوئی جس میں عبیدہ مارا گیا اور اس کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھوڑے دن کے بعد بنی زہیر میں سے ایک دوسرا شخص ''طوق'' مساور کی مخالفت پر اٹھا حسن بن ایوب بن احمد عدوی نے اس کے خلاف ایک عظیم الشان لشکر تیار کیا طوق نے ۲۵۵ھ یا ۲۵۷ھ میں مساور سے صف آرائی کی لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہو گیا اور مساور نے عراق کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا اور خراج کا بھیجنا بند کر دیا۔

شاہی فوج کی آمد:...... موسیٰ بن بغا اور بابکیال نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مساور پر فوج کشی کی اور سن ❷ تک بڑھ آئے ابھی لڑائی چھڑنے نہ پائی تھی کہ یہ خبر پا کر کہ ترکوں نے خلیفہ مہتدی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ اور تخت خلافت سے اس کو اتارنے کی کوشش کر رہے ہیں سامرا واپس آ گئے۔ لہٰذا جس وقت خلیفہ معتمد خلیفہ بنا تو اس نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مفلح کو جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا مساور نے حدیثہ سے نکل کران دو پہاڑوں کا رخ کیا جو اس کے سامنے تھے مفلح نے یہ خبر سن کر مساور کے لشکر کے پچھلے حصہ پر حملہ کر دیا اور نہایت تیزی سے معرکہ کارزار گرم کر دیا مساور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور مفلح اس کا محاصرہ کئے ہوئے دامن کوہ میں ٹھہر گیا ایک مدت تک دونوں گروہوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں چونکہ مساور کے ساتھیوں میں جنگ عبیدہ کے زمانے سے اس لڑائی تک زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تھی اس لئے موقع پا کر پہاڑ کی چوٹی سے اتر آیا صبح ہوئی تو میدان جنگ میں صرف مفلح کا لشکر نظر آیا مفلح نے اپنے حریف سے میدان کو خالی دیکھ کر موصل کا رخ کیا پھر موصل سے روانہ ہو کر دیار ربیعہ پہنچا اور دیار ربیعہ سے سنجار، نصیبین سے ہوتا ہوا خابور پہنچ گیا اور اس کا انتظام کر کے موصل واپس آیا اور ایک دو دن قیام کر کے حدیثہ کی طرف کوچ کر دیا۔

مساور کا دوبارہ قبضہ جیسے ہی مفلح نے موصل چھوڑا مساور واپس آ گیا اور اس کے لشکر کے پچھلے حصہ پر قتل وغارت سے ہاتھ صاف کرتا ہوا حدیثہ تک پہنچ گیا مفلح کے ساتھی روزانہ جنگ اور سفر سے تھک گئے تھے اس لئے لڑائی سے جان چرانے لگے مفلح نے چند دن حدیثہ میں قیام کر کے رمضان ۲۵۶ھ میں بغداد کی جانب واپسی کر دی اور مساور نے دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا ان واقعات سے اس کا رعب وداب بڑھ گیا اس کے بعد ۲۵۸ھ میں مسرور بلخی نے حدیثہ پر چڑھائی کی اور جعلان نامی ترک سپہ سالار کو ایک بڑی فوج کے ساتھ حدیثہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر ۲۶۱ھ خراسان کا حاکم یحییٰ بن جعفر مساور کی خونریز لڑائی کی نذر ہو گیا مسرور نے اس کا تعاقب کیا موفق نے بھی اس تعاقب میں مسرور کا ساتھ دیا مگر وہ دونوں اس کو نہ پا سکے۔

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں جلد ۳ صفحہ ۲۹۱ پر لکھا ہے کہ مساور نماز جمعہ ادا کر کے حدیثہ کی طرف چلا گیا جو اس کا دارالہجرۃ تھا۔

❷ ...... یہ نام ہم نے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۰) سے تحریر کیا ہے اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

فوج کے ہاتھوں وصیف کا قتل:......۲۵۳ھ خلیفہ معتز کے دور میں اتراک، فراعنہ، اور اشروسیہ کی فوجیں جمع ہوکر چار چار مہینے کی تنخواہیں مانگنے لگیں اور شور وغوغا مچاتی ہوئی دربار خلافت تک پہنچ گئے بغا وصیف اور سیما طویل ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے آئے چنانچہ وصیف نے آگے بڑھ کر کہا ''فی الحال خزانہ خالی ہے چار چار مہینے کی تنخواہیں کہاں سے ادا کریں؟'' لشکریوں نے جواب دیا ''ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں جہاں سے چاہو لاؤ مگر ہمیں دو'' وصیف ایک مٹھی میں خاک اٹھا کر بولا ''لو یہ مٹی حاضر ہے تنخواہ کے عوض لے جاؤ'' لشکریوں کو اس جواب سے برہمی پیدا ہوگئی اس کے بعد بغا نے کہا ''ذرا صبر کرو میں امیر المؤمنین سے پوچھ کر آتا ہوں تم لوگ اشناس کے مکان پر چلو وہیں یہ معاملہ طے کیا جائے'' لشکری اس کا جملہ پورا ہوتے ہی اشناس کے مکان کی طرف دوڑ پڑے اور وہیں بحث ومباحثہ کرنے لگے۔ بغا اور سیما خلیفہ معتز کے خدمت میں حاضر ہوکر لشکریوں کے معاملہ میں عرض ومعروض کو نے لگے بدقسمتی سے وصیف انہی لشکریوں کے پاس موجود تھا لشکریوں نے حملہ کرکے اس کو قتل کر دیا اور سر اتار کر نیزہ پر نصب کر دیا۔

معتز کے حکم پر بغا کا قتل:......وصیف کے قتل ہوجانے کے بعد ہی لشکریوں کا جوش خود بخود فرو ہوگیا اور ادھر خلیفہ معتز نے بغا شرابی کو ہی عہدہ عنایت کیا جو وصیف کا تھا تاج ❶ پہنایا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا لیکن کچھ دن بعد اس خیال سے کہ بغا شرابی کو امور سلطنت میں مکمل دخل ہوگیا ہے کہیں کسی وقت وہ فتنہ وبغاوت کا بانی نہ بن جائے چنانچہ خفیہ طور پر بابکیال کی طرف مائل ہوگیا اور آہستہ آہستہ اس کے انتظامی امور میں دخل دیتا گیا آخر میں یہ بھی وعدہ کرلیا کہ بغا شرابی کے بعد میں تم کو اس کی جگہ پر مامور کردوں گا چنانچہ ابھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ بغا شرابی نے اپنی بیٹی آمنہ کا عقد صالح بن وصیف سے کر دیا اور اس کی رخصتی کے معاملے میں مصروف ہوگیا اس دوران خلیفہ معتز حمدان بن اسرائیل کے ساتھ سوار ہوکر بابکیال کے پاس ''کوشک سامرا'' میں گیا چونکہ اس کی اور بغا کی دلی رنجش تھی یہ خبر پاکر پانچ سو آدمیوں کے لشکر کے ساتھ سوار ہوا جس میں اکثر اس کے خدام لڑکے اور سپہ سالار تھے مگر ان ساتھیوں کا زیادہ حصہ اس سے منحرف وکشیدہ خاطر تھا۔ سن میں پہنچ کر قیام کر دیا خلیفہ معتز کو اس سے خطرہ پیدا ہوگیا اور وہ جان کے خوف سے مسلح ہونے لگا بغا کے ساتھیوں نے سردی کی شدت کی شکایت کی اور بیماری کا بہانہ کیا بغا دریا کے راستے بغداد کی طرف واپس ہوا اور رات کے وقت پل پر پہنچا غرض یہ تھی کہ ملازموں کو عبور کرنے کی اطلاع نہ ہوا اتفاق سے ملازموں کو اس کے آنے کی خبر ہوگئی اور انھوں نے خلیفہ معتز کو اطلاع کر دی خلیفہ معتز نے بغا کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ مازمین نے سر اتار کر دربار خلافت میں بھیج دیا جو کہ دروازہ سامرا پر نصب کر دیا گیا اور مغاربہ نے اس کی لاش کو جلا دیا۔ بغا کا اس پوشیدہ طور سے آنے کا یہ مقصود تھا کہ صالح بن وصیف کے مکان میں جاکے چھپ رہوں گا اور حالت غفلت میں خلیفہ معتز پر حملہ کرکے اس کی زندگی کا خاتمہ کردوں گا لیکن اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوا پل کے ملازموں کے ہاتھ مارا گیا۔ ❷

یعقوب بن لیث اور اس کا بھائی عمرو سجستان ❸ میں تانبے پیتل کی دوکان رکھے ہوئے تھے اسی زمانہ میں ایک شخص جو کہ اہل بیت کا حامی تھا اس کا نام صالح بن نضر کنعانی تھا اس کے اطراف میں ظاہر ہوا اور خوارج سے معرکہ آرائی میں مصروف ہوگیا چونکہ اس کے ساتھی مطوعہ کے نام سے مشہور ہوئے اس وجہ سے لوگ اس کو صالح مطوعی کہنے لگے امراء رؤساء شہر اور عوام الناس کا ایک گروپ اس کے معتقدین میں شامل ہوگیا ان میں درہم بن حسن اور یہی یعقوب بن لیث بھی تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں صالح نے جنگ اور حکمت عملی سے سجستان پر قبضہ کرکے طاہر بن عبداللہ (گورنر خراسان) کو نکال دیا اتفاق یہ کہ اس کے بعد ہی صالح کی پرحوصلہ زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔

درہم بن حسن اور یعقوب:......پھر درہم بن حسن اس کی جگہ مطوعہ پر حکومت کرنے لگا اس کے زمانہ میں معتقدین کی بہت کثرت ہوئی مگر یہ خود حد درجہ کا بزدل اور سادہ لوح تھا گورنر خراسان نے بحیلہ ومکر اس کو گرفتار کرکے بغداد بھیج دیا اس کے بعد مطوعہ نے مجتمع ہوکے یعقوب بن لیث کو اپنا امیر بنالیا یعقوب بن لیث ایک بہادر اور باتدبیر شخص تھا اس نے شرارت سے جنگ چھیڑ دی اور انتہائی مردانگی سے لڑ کر ان کو زیر کرلیا ان کے

---

❶......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں جلد۳ صفحہ۲۹۱ پر تاج وشاحین کا پہنایا جانا مذکور ہے جبکہ النجوم الزاہرۃ جلد۲ صفحہ ۳۳۸ پر تاج الملک کا پہنایا جانا ذکر ہے۔

❷......بغا کے قتل کی مزید تفصیل کے لئے دیکھیں (مروج الذہب جلد۴ صفحہ۲۰۲) اور (تاریخ یعقوبی جلد۲ صفحہ۵۰۳)۔

❸......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں جلد۳ صفحہ۲۹۲ پر عمرو کے بجائے عمر تحریر ہے، مزید دیکھیں (ابن اثیر ۳۹۸/۶)

قصبات اور گاؤں ویران کر دیئے آدمی ہوشیار اور چالاک تھا اس نے دربار خلافت میں ایک خط اس مضمون کا بھیجا کہ میں نے خلیفہ کے مخالفین (شرارت) لڑ کر زیر کر دیا ہے اور میں ہر طرح خلیفۃ المسلمین کا مطیع وفرنبردار ہوں'' اور آہستہ آہستہ حکمت عملی سے سجستان پر قبضہ کر کے اس کے راستوں کی حفاظت کا انتظام کر لیا لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وعظ و پند کرنے لگا اس سے اس کی ظاہری وجاہت میں ترقی ہوئی اور ارا کین دولت بھی اس کی عزت کرنے لگے۔

یعقوب کا ہرات اور بوشنج پر قبضہ:...... کچھ عرصے بعد یعقوب بن لیث نے سجستان سے اطراف خراسان کی جانب سے ہرات پر محمد بن اوس انباری مقرر تھا۔ محمد بن اوس، یعقوب کی آمد کی خبر سن کر ایک لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا چنانچہ یعقوب سے لڑائی ہوئی تو میدان جنگ یعقوب کے ہاتھ رہا اور محمد بن اوس بھاگ کھڑا ہوا یعقوب نے ہرات اور بوشنج پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اس واقعہ سے گورنر خراسان اور اطراف وجوانب کے امراء کے ہوش وحواس اڑ گئے اور ان کے دلوں پر اس کی ہیبت اور رُعب کا سکہ بیٹھ گیا۔

علی بن حسین:...... اسی زمانہ میں علی بن حسین بن شبل نامی ایک شخص فارس کا گورنر تھا باوجود یکہ اس نے خراج دربار خلافت میں ایک مدت سے نہیں بھیجا تھا لیکن سجستان پر یعقوب کے تصرف وقبضہ کو گوارا نہ کر کے اس نے کرمان کی گورنری کی درخواست خلیفہ معتز کی خدمت میں بھیج دی چونکہ خلیفہ معتز ان دونوں (علی بن حسین اور یعقوب بن لیث) کی حقیقت حال سے بخوبی واقف تھا اس لئے اس نے دونوں کے پاس کرمان کی سند گورنری بھیج دی تاکہ دونوں لڑ بھڑ کر ختم ہو جائیں اور کم از کم یہ ہے کہ ان دو میں سے ایک ضرور فنا ہو جائے۔

یعقوب کا کرمان پر قبضہ:...... ادھر علی بن حسین سجستان سے خلیفہ کا فرمان پاتے ہی یعقوب صفار بھی کرمان کی طرف روانہ ہو گیا مگر اس کے پہنچنے کے پہلے طوق نے کرمان پہنچ کر قبضہ کر لیا یعقوب نے کرمان کے قریب پہنچ کر قیام کر دیا اور دو مہینے تک طوق کے انتظار میں رکا رہا جب طوق نے کرمان سے قدم باہر نہ نکالا تو یعقوب نے سجستان کی طرف کوچ کر دیا طوق نے اس کی واپسی کے بعد بجائے جنگ کی تیاری کے لہو ولعب کی مجلس منعقد کر دی اس وقت تک یعقوب سجستان کے راستے میں ہی تھا چنانچہ جاسوسوں نے اس کو اطلاع کر دی تو وہ لوٹ گیا اور دو دن کی مسافت کو ایک دن میں طے کر کے طوق کر سر پر پہنچ گیا اور چاروں طرف سے گھیر کے قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا طوق اور اس کے مصاحبوں کا نشہ ہرن ہو گیا اور وہ حواس باختہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اس طرح یعقوب نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور طوق کو بیڑیاں پہنا کر جیل میں ڈال دیا۔

علی بن حسین سے جنگ:...... علی بن حسین کو جب اس کی خبر ملی تو وہ اس وقت شیراز میں تھا خبر سنتے ہی اس کے بدن میں آگ سی لگ گئی اور وہ یہ سمجھ کر کہ اب شیراز کی بھی خیر نہیں ہے یعقوب اس طرف ضرور آئے گا۔ فوراً ایک لشکر منظم کر کے شیراز کے باہر ایک ایسے مقام پر ٹھہر گیا جس کے ایک جانب تو سر بہ فلک پہاڑوں کا سلسلہ تھا اور دوسری طرف نہر تھی راستہ ایسا تنگ تھا کہ دو آدمی بھی ایک ساتھ نہ چل سکتے تھے۔ یعقوب بھی کرمان کے انتظام سے فارغ ہو کر شیراز کی طرف بڑھا اور علی بن حسین کے مقابلہ میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔

یعقوب کا شیراز پر قبضہ:...... دوسرے دن یعقوب نے اپنے لشکر کی سوار فوج کو مرتب کر کے ایک پر جوش خطبہ دیا اور گھوڑے کو تیار کر کے نہر میں ڈال دیا اس کے پیچھے پیچھے سوار فوج نے بھی نیزے آڑے کر کے گھوڑوں کو نہر میں ڈال دیا رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر میں نہر عبور کر کے علی بن حسین سے جا بھڑے چنانچہ گھمسان لڑائی ہونے لگی بالآخر علی بن حسین کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور علی بن حسین کو گرفتار کر لیا گیا یعقوب نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر شہر کا رخ کیا اور شیراز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے سجستان واپس آ گیا یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔

مقتولین کی تعداد:...... بیان کیا جاتا ہے کہ نہر عبور کرنے کے بعد علی بن حسین اور یعقوب کی سخت لڑائی ہوئی جس کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ علی بن حسین شکست ہوئی اور اس کا لشکر تقریباً پندرہ ہزار تھا جس میں موالی (آزاد کردہ غلام) اور اکراد تھے۔ علی بن حسین کا لشکر شکست کھا کر غروب آفتاب کے وقت شیراز کی طرف لوٹا۔ شہر پناہ کے دروازہ پر بھگوڑوں کا ایک جمگھٹا تھا ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ جس طرح ممکن ہو سب سے پہلے وہ شیراز میں داخل ہو جائے کچھ لوگ اطراف فارس میں منتشر و متفرق ہو کر اہواز تک پہنچ گئے۔ اس معرکہ میں علی بن حسین کے ساتھیوں میں سے پانچ ہزار آدمی کام آئے۔

شاہی گورنروں کی فارس آمد: ..... یعقوب نے شیراز پر قبضہ کرنے کے بعد علی بن حسین کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور بجر و تعدی ایک ہزار حقے ، جواہرات ، گھوڑے ، آلات حرب اور عمدہ عمدہ قیمتی قیمتی سامان جس کی کوئی انتہا نہ تھی وصول کئے اور دربار خلافت میں اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی ایک چھٹی بھی بھیج دی اور اس کے ساتھ ہی نفیس تحائف اور قیمتی قیمتی ہدایا بھی بھیجے ان میں دس سفید باز ، ایک باز ابلق چینی اور سو ، نافے مشک ، کے تھے تحائف اور چھٹی بھیجنے کے بعد یعقوب نے سجستان کی جانب کوچ کر دیا اس کے ساتھ علی بن حسین اور طوق بھی تھے خلیفہ معتز نے اس کے بعد ہی فارس کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں شامل کرنے کی غرض سے اپنے گورنروں کو روانہ کر دیا۔

احمد بن طولون چونکہ با بکیال ان دربرآوردہ اراکین حکومت میں سے تھا جو بغا ، وصیف اور سیما طویل کے ساتھ رہتے تھے جس وقت اندرونی فتنے برپا ہونے لگے اور صوبوں کے گورنروں کی سرتابی اور خود مختاری سے قوائے حکومت مضمحل ہونے لگے اس وقت اطراف وجوانب کے گورنروں نے ہاتھ لمبے کرنا شروع کر دیئے جو جہاں تھا اس کو اپنا موروثی ملک سمجھ کر دبا بیٹھا انہی دنوں خلیفہ معتز نے با بکیال کو ابن مدبر کی جگہ صوبہ مصر کا گورنر بنا دیا اس وقت با بکیال حفیدہ میں مقیم تھا اس نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کو بطور نائب مقرر کیا۔ طولون ترکی النسل تھا اس کا باپ فرغانہ کی لڑائی میں قید ہو کر آیا تھا اس نے خاندان خلافت میں پرورش پائی اس کے بیٹے احمد نے بھی وہیں نشو ونما پائی ، ہوش سنبھالا اور حکمرانی اور انتظام کے طریقے سیکھے۔

ابن طولون مصر میں: ..... با بکیال کو حکومت مصر ملنے کے بعد ایک بڑی فکر یہ دامنگیر ہوئی کہ کس کو نائب بنایا جائے نیابت دی جائے اور کسے حکومت مصر پر میری جانب سے بھیجا جائے مشیروں نے احمد بن طولون کی طرف اشارہ کیا چنانچہ با بکیال نے اس کو اپنا نائب بنا کر مصر بھیج دیا چنانچہ اس نے مصر پر مضافات مصر اور اسکندریہ کے سوائے سارے مصر پر قبضہ کر لیا پھر جب خلیفہ مہتدی نے با بکیال کو قتل کر کے یارکوج ترکی کو مصر گورنر بنایا تو یارکوج نے احمد بن طولون کو چونکہ اس سے پرانے مراسم تھے اس کے عہدے پر بحال رکھا بلکہ تمام مصری علاقوں کا اپنی جانب سے نائب مقرر کر دیا اس سے حکومت مصر پر اس کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور اس کے بعد اس کے بیٹے وارثتاً ملک مصر کے حکمراں بنے اور خوب زور وشور سے ان کی حکومت و دولت کا سکہ چلا۔

محمد بن عبداللہ کی وفات کے بعد: ..... ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر بن حسین عراق و سواد کا گورنر تھا ، اس کے اعزہ واقارب محکمہ پولیس وغیرہ کی افسری کر رہے تھے مگر یہ خود بذاتہ بغداد میں مقیم اور خلیفہ مستعین کے ساتھ سرفروشی کر رہا تھا بالآخر مستعین اور معتز کی مصالحت ہوگئی اور خلیفہ معتز نے مستقل طور سے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لے لی تو ۲۵۳ھ میں خلیفہ معتز کے عہد میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت اس نے حکومت دولت اور مال غرض جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا اپنے بھائی عبیداللہ کے سپرد کر دیا۔ محمد بن عبداللہ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے طاہر اور عبیداللہ میں نماز جنازہ پڑھانے کے بارے میں اختلاف ہوا عوام الناس کا میلان طاہر کی طرف تھا اور سپہ سالار وصیت کی وجہ سے عبیداللہ کا ساتھ دے رہے تھے۔

عبیداللہ ابن طاہر اور سلیمان: ..... دربار خلافت سے وصیت کی وجہ سے خلعت فاخرہ عبیداللہ کو عطا کی گئی اور خلعت کے ساتھ پچاس ہزار دراہم بھی عنایت کئے گئے اس کے بعد خلیفہ معتز نے سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو خراسان سے بلوا کر عراق اور سواد کی حکومت اس کے بھائی محمد بن عبداللہ کی جگہ مرحمت کی اور عبیداللہ کو معزول کر دیا عبیداللہ نے یہ خبر سنی تو بیت المال میں جو کچھ تھا اس کو لے کر مغربی دجلہ کے راستے چل دیا۔

سلیمان کا بغداد میں ظلم: ..... سلیمان اپنے نامی گرامی سپہ سالار محمد بن اوس کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا اس کے ساتھ خراسان کا ایک عظیم الشان لشکر بھی ان لوگوں نے اہل بغداد کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے اور بری طرح سے پیش آئے اہل بغداد کو اس سے ناراضگی اور بے دلی پیدا ہوئی ۔ اور بغداد کے لشکر کو اس بات سے برہمی پیدا ہوئی کہ سلیمان بن طاہر نے بیت المال میں جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو لشکر بغداد اور شاکریہ کی حق تلفی کر کے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا تھا لشکریوں نے متفق ہو کر بلوہ کر دیا جیل کے دروازے توڑ ڈالے محمد ابن اوس دجلہ عبور کر کے جزیرہ کی طرف بھاگ گیا عوام الناس اور لشکریوں نے تعاقب کیا اور لڑائی ہوئی تو محمد ابن اوس کو شکست فاش ہوگئی۔ لشکر بغداد نے باب شماسیہ سے اس کو نکال دیا اور اس کے گھر سے دو لاکھ دراہم کا قیمتی سامان لوٹ کر لشکر گاہ کی جانب گئے اور اس کو بھی لوٹ لیا۔ سلیمان نے مجبور ہو کے بغاوت ، ہنگامہ اور بلوہ فرو کرنے کی

غرض سے لشکر خراسان کو خراسان واپس بھیج دیا۔

بغداد میں ہنگامہ: ......۲۵۵ھ میں خلیفہ معتز کی معزولی اور خلافت مہتدی کے وقت ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ مہتدی نے آخری ماہ رجب ۲۵۵ھ میں سلیمان بن عبداللہ کے پاس بغداد میں اپنی خلافت کی بیعت لینے کا پیغام بھیجا اتفاق یہ کہ ان دنوں ابواحمد بن متوکل بھی بغداد میں موجود تھا جس کو خلیفہ معتز نے اس شورانگیز طوفان کی روک تھام کے لئے بغداد روانہ کیا تھا سلیمان نے حکمت عملی سے اس کو چھپا دیا لشکریوں اور عوام الناس نے اسی وجہ سے بلوہ کر دیا اور جمع ہو کر سلیمان کے مکان پر آئے سلیمان کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا چنانچہ شام تک لڑائی ہوتی رہی پھر اگلے دن جامع مسجد میں خلیفہ معتز کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اس پر بلوہ فرو ہو گیا۔

مہتدی کی بغداد میں بیعت: ......پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ابواحمد کی بیعت کرنے کی عوام الناس کو ترغیب دی اور اس کو دیکھنے کی خواہش کی سلیمان نے ابواحمد کو باہر نکال کر ان لوگوں کو دکھلایا اور جس چیز کے وہ خواہاں تھے وہ اس کو دینے کا وعدہ کیا بلوائیوں کا مجمع منتشر ہو گیا سلیمان نے ابواحمد کی حفاظت پر چند لوگوں کو متعین کر دیا اور اس کے بعد اسی سن کے شعبان میں مہتدی کی خلافت کی بیعت لے لی گئی۔

ابودلف اور اس کا بیٹا: ......ہم اوپر ابودلف کے حالات خلیفہ مامون کے عہد میں بیان کر چکے ہیں اور یہ کہ ابودلف کرخہ میں مقیم تھا اور خلیفہ مامون نے اس کی امداد کرنے پر خاموشی اختیار کر لی تھی معاف کر دیا تھا اور اس نے اس کی مرضی کے مطابق اس جگہ قیام کر لیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالعزیز اس کا جانشین بنا جن دنوں خلیفہ مستعین کی اطاعت قبول کر لی خلیفہ مستعین نے وصیف کو جبل اور اصفہان کا گورنر بنا دیا تو وصیف نے عبدالعزیز کو ان علاقوں میں نائب بنایا خلعت نیابت روانہ کر دی اس کے بعد خلیفہ مستعین کی خلافت کا شیرازہ کہ درہم و برہم ہو گیا اور خلیفہ معتز تخت خلافت پر رونق افروز ہو گیا۔

عبدالعزیز سے جنگ: ......خلیفہ معتز موسیٰ بن بغا کبیر کو ماہ رجب ۲۵۳ھ میں جبل اور اصفہان فتح کرنے کا جھنڈا مرحمت کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح تھا عبدالعزیز بن ابی دلف نے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ ہمدان کے باہر صف آرائی کی اور ایک نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد عبدالعزیز کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اس کے اکثر ساتھی اس معرکہ میں کام آ گئے مفلح نے کامیابی کے جوش میں کرخ کا رخ کر لیا چنانچہ عبدالعزیز اپنی فوج کو از سر نو مرتب کر کے دوبارہ میدان مفلح میں آ گیا مگر شومئ قسمت سے اس مرتبہ بھی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا مفلح نے اپنی کامیابی کا جھنڈا کرخ پر گاڑ دیا۔ بدنصیب عبدالعزیز بھاگ کر قلعہ نہاوند پہنچا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ مفلح نے اس کے اہل و عیال اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔

عبدالعزیز اور مفلح کی پھر جنگ ❶: ......پھر ۲۵۲ھ میں وصیف نے عبدالعزیز کو جبال کا گورنر بنایا اور پھر اس کے بعد موسیٰ بن بغا کو جبال کا گورنر بنایا، چنانچہ موسیٰ بن بغا اپنا لشکر لے کر نکلا اپنے لشکر کے مقدمۃ الجیش پر مفلح کو مقرر کیا، عبدالعزیز اور مفلح کے درمیان زبردست جنگ ہوئی، عبدالعزیز کو شکست ہوئی، مفلح نے کرخ پر قبضہ کرنے کے ساتھ عبدالعزیز کے مال و اسباب اور اہل و عیال پر بھی قبضہ کر لیا۔

دلف بن عبدالعزیز: ......اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا دلف بن عبدالعزیز اس کا بیٹا جانشین ہوا قاسم بن مہاۃ ❷ نامی ایک شخص نے اہالی اصفہانی سے دلف سے معرکہ آرائی کی جد میں دلف کو شکست ہوئی اور قاسم نے پکڑ دھکڑ میں دلف اور اس کے چند ساتھیوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اس سے دلف کی فوج پر بہت بڑا اثر پڑا اور چند سپاہی قاسم پر اچانک ٹوٹ پڑے اور اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ قاسم کے مارے جانے سے فتح مند لشکر کا بھی حوصلہ پست ہو گیا شکست یافتہ گروہ کی طرح حسرت اور مایوسی کے ساتھ اپنے ٹھکانے پر واپس آ گئے۔

احمد بن عبدالعزیز: ......دلف کے ساتھیوں نے متفق ہو کر اس کے بھائی احمد بن عبدالعزیز کو ۲۶۹ھ میں اپنا امیر بنا لیا ۲۶۶ھ میں عمر صفار

❶ ......تصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود

❷ ......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں قاسم بن مہاۃ کے بجائے قاسم بن صہاۃ تحریر ہے۔

نے جب کہ خلیفہ معتمد نے اس کے اصفہان کی حکومت عنایت کی اور اپنی طرف سے احمد کو اصفہان پر مقرر کیا، ۲۶۹ھ میں کعلیغ ترکی اس کے مقابلے پر آیا احمد نے اس کو شکست فاش دے کر صمیرہ کی جانب بھگا دیا۔ اس سے پہلے ۲۶۸ھ میں عمر صفار نے احمد کے پاس خراج کا تقاضا بھیجا تھا چنانچہ احمد نے روانہ کر دیا اس کے بعد ۲۷۶ھ میں خلیفہ موفق نے احمد کے پاس جانے کے ارادے سے اصفہان کی جانب کوچ کیا احمد خلیفہ موفق کے قیام کے لئے شہر اور اپنا بنا سنورا مکان چھوڑ کر چلا گیا ۲۸۰ھ میں اس کی وفات ہوگئی۔

عمرو بن عبدالعزیز:......اس کے بعد عمرو بن عبدالعزیز (اس کا بھائی) جانشین ہوا بکیر اپنے بھائی کے مشورے سے کام کرنے لگا خلیفہ معتضد کے حکم سے رافع بن لیث سے مقابلہ کیا اور رافع بن لیث نے ان کو شکست دے دی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ اس کے بعد ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اصفہان نہاوند اور کرخ کی حکومت پر عمرو بن عبدالعزیز کو مامور کیا اور عمرو بن عبدالعزیز اطاعت کے اظہار کے لئے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔

صالح بن وصیف کے کرشمے:......صالح بن وصیف بن بغا خلیفہ معتز کی ناک کا بال بنا ہوا تھا جو چاہتا دعوے کے ساتھ کر گذرتا تھا مگر خلیفہ دم تک نہ مارتا۔ احمد بن اسرائیل اس کا کاتب (سیکرٹری) اور حسن بن مخلد عہدۂ وزارت پر تھا۔ کتاب (سیکرٹریوں) میں ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو ایک خاص اعزاز حاصل تھا جو دوسرے سیکرٹریوں کو نصیب نہ تھا۔ ترکوں نے جمع ہو کر ایوان خلافت کو گھیر لیا اور اپنی تنخواہیں، روزینے اور وظائف طلب کرنے لگے صالح نے خلیفہ معتز سے عرض کیا کہ ''بیت المال میں اب ایک دانہ بھی باقی نہیں ہے جو کچھ تھا وزیروں اور سیکرٹریوں نے لے لیا'' احمد بن اسرائیل نے اس کی بات کی مخالفت کی مگر صالح نے اس کی تردید کی چنانچہ احمد بن اسرائیل نے سختی سے جواب دیا دونوں میں نوک جھوک ہونے لگی تو صالح بات کرتے کرتے طیش میں آ کر احمد بن اسرائیل پر گر پڑا اس کا گرنا تھا کہ اس کے ساتھی جو قصر خلافت کے دروازہ پر تھے ننگی شمشیر لے کر اندر گھس آئے اور صالح نے حسن، احمد اور ابونوح کی طرف اشارہ کر کے حکم دیا ''ان تینوں کمبختوں کو قید کر لو'' سرہنگوں میں سے دو تین آدمیوں نے بڑھ کر حسن، احمد ابونوح کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ معتز نے ان لوگوں کی سفارش کی مگر اس نے نہ سنی اور آخر کار بہت سا مال لے کر ان لوگوں کو رہا کیا۔

فوج کا صالح سے نزاع:......جب لشکریوں کو اس فعل قبیح کے ارتکاب سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور مال جو معاوضہ میں ملا تھا صالح نے ہڑپ کر لیا نہ تو ان کو اس مال میں سے کچھ ملا اور نہ ان کی تنخواہیں ملیں طرہ اس پر یہ ہوا کہ لشکریوں پر تہمت لگائی جانے لگی کہ انہوں نے رشوت لی ہے اور سازش سے یہ حرکت کی ہے حالانکہ یہ بات ایسی نہ تھی چنانچہ وہ صالح پر برہم ہو گئے اور جمع ہو کر اپنی تنخواہیں پھر مانگنے لگے اور خلیفہ معتز کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست پیش کی کہ کمبخت صالح نے ہم کو بہت بڑی زک دی ہے آپ ہم کو پچاس ہزار دینار مرحمت فرمائیے ہم اس کا کام تمام کر دیں گے تاکہ ہم کو اور نیز آپ کو آئندہ راحت ملے، بیچارے خلیفہ معتز کے پاس کیا تھا بیت المال کو امراء اور ارکین سلطنت نے پہلے ہی سے خالی کر رکھا تھا شطرنج کی طرح نام کا خلیفہ تھا چنانچہ اپنی ماں کی طرف دوڑا گیا اور سارے حالات عرض کئے اور پچاس ہزار کی درخواست کی مگر ماں نے بھی نہ دیئے۔

خلیفہ معتز کی عبرتناک معزولی:......لشکری جاہل مزاج تو ہوتے ہی ہیں یہ خبر پا کر کہ امیر المؤمنین کے دربار سے درخواست نامنظور ہوئی ہے بگڑ گئے اور اس کی معزولی پر متفق ہو کر ہلڑ مچاتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے صالح بن وصیف، محمد بن بغا عرف ابونصر، اور بابکیال مسلح قصر خلافت کے دروازے پر آئے اور خلیفہ معتز کو بلوایا خلیفہ معتز نے آنے سے معذرت کی اور ان میں سے بعض کو حاضری کی اجازت دے دی مگر سب کے سب گھس گئے اور خلیفہ معتز کا پاؤں پکڑ کے دروازے تک کھینچتے ہوئے لے آئے۔ مارا گالیاں دیں اور صحن میں ننگے سر دھوپ میں کھڑا کر دیا جو شخص گذرتا تھا وہ طمانچہ مارتا تھا۔ الغرض جب کوئی بے توقیری اور توہین کی کوئی اور صورت نہ بچی تو اسی وقت قاضی ابن ابی الشوارب کو اس مجلس میں بلوایا قاضی ابن ابی الشوارب چند ارکین دولت کے ساتھ آیا چنانچہ معتز کی معزولی کا محضر لکھا گیا قاضی ابن ابی الشوارب اور حاضرین مجلس نے گواہی لکھی صالح بن وصیف اس کی ماں، بہن بیٹوں اور خود اس کی ماں کو گواہ بنایا گیا مگر اس کی ماں قتیجہ [1] بذریعہ سرنگ جو اس کے مکان میں تھی بھاگ

---

[1] ......مترجم نے معتز کی ماں کا نام قتیجہ تحریر کیا ہے جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں عبارت اس طرح ہے کہ ,,وکانت امہ قبیحۃ ,,اس کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ اس کی ماں اچھی عورت نہ تھی اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کی ماں کا نام قبیحہ تھا، سیاق وسباق کو دیکھتے ہوئے دوسرے معنی زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں، کیونکہ اس عبارت کے فوراً بعد ہی اس کے وزیر کا نام بتایا گیا ہے۔

گئی اور غریب معتز ❶ کو اس کے دشمنوں کے حوالہ کر گئی ان لوگوں نے اس کو ایک تہہ خانہ میں بے آب و دانہ بند کر دیا یوں سمجھئے کہ زندہ درگور کر دیا سرداران بنی ہاشم اور اراکین دولت نے اس کے مرجانے کی گواہی دے دی یہ واقعہ ماہ رجب ۲۵۵ھ کے آخر کا ہے۔

محمد بن واثق مہتدی باللہ ۲۵۵ھ تا ۲۵۶ھ

مہتدی باللہ کی خلافت :......جس وقت خلیفہ معتز نے ترکوں کے دباؤ سے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور اس بات کا اقرار کر لیا کہ میں خلافت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا اور بخوشی و رغبت سارے امور خلافت کو مہتدی کے سپرد کرتا ہوں اس وقت تمام اراکین دولت، امراء لشکر، رؤساء شہر اور عوام الناس نے خلیفہ معتز کے چچازاد بھائی محمد بن واثق کو تخت خلافت پر بٹھا دیا اور اس کے ہاتھ پر اطاعت و خلافت کی بیعت کر لی اور مہتدی باللہ کا لقب دیا۔ ❷

معتز کی ماں قبیحہ :......آپ او پر ابھی پڑھ آئے کہ قبیحہ اپنے بیٹے خلیفہ معتز کو دشمنوں کے حوالہ کر کے سرنگ کے ذریعے فرار ہو گئی بھاگ گئی اور خلیفہ معتز کے بعد لوگوں نے اس کو بہت ڈھونڈھا مگر وہ نہ ملی بھاگنے کا یہ سبب تھا کہ جس وقت صالح نے وزراء کے ساتھ بے عنوانی کی اور بے توقیری سے پیش آیا، ان کی ہتک عزت کی اور ان لوگوں سے بجبر و تعدی رقم وصول کر کے رہا کیا اس وقت قبیحہ کے کہنے پر انہیں وزراء میں سے ❸ دو ایک شخص صالح سے بدلہ لینے پر تل گئے تھے اتفاق سے صالح کو اس کی اطلاع مل گئی تو صالح نے ترکوں کو جمع کر کے بغاوت پر ابھار دیا قبیحہ نے یہ سمجھ کر کہ اب میرا راز فاش ہو جائے گا اور میں کسی طرح زندہ نہیں بچوں گا چپکے چپکے اپنی محل سرا سے ایک سرنگ کھدوائی اور خزائن شاہی میں جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات تھے ان کو نکلوا کر بطور امانت کسی کے پاس رکھ دیا اور جب لوگوں خلیفہ معتز کو آ کر گھیر لیا تب قبیحہ بخوف جان براہ سرنگ بھاگ گئی۔

قبیحہ دولت کی پجارن :......اب ظاہر ہونے کا واقعہ سنئے کہ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد صالح کے پاس امن کا پیام بھیجا صالح نے ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں قبیحہ کو بلوالیا قبیحہ نقاب ڈال کر حاضر ہوئی اور پانچ لاکھ دینار کی تھیلی پیش کی صالح نے جھانسہ اور دھمکی دے کر اس خزانہ کا پتہ معلوم کر لیا جو زمین کے نیچے تھا اور اس خزانہ میں ایک کروڑ تین لاکھ دینار ایک ملوک ❹ زبرجد ❺، اور اتنے ہی بڑے موتی اور ایک کیلجہ یاقوت سرخ تھا جس کی نظیر ملنا محال تھا صالح نے اس سارے مال و اسباب کو برآمد کر کے اپنے قبضہ میں کر لیا لوگوں نے قبیحہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ ''اس کمبخت نے پچاس ہزار دینار کے لئے اپنے بیٹے کو قتل کرا دیا باوجودیکہ اس کے پاس اتنا زیادہ مال تھا'' قبیحہ دولت کا نقصان اور لوگوں کی گالیاں برداشت نہ کر سکی مکہ معظمہ چلی آئی پھر وہیں مقیم رہی۔

صالح بن وصیف کا ظلم :......اس کے بعد صالح نے احمد بن اسرائیل اور زید بن معتز کو گرفتار کر لیا اور تکلیفیں دینے لگا اور آخر کار ان کا مال و اسباب بھی ضبط کر لیا اور مارتے مارتے ان کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا بعد اس کے ابونوح کو گرفتار کرایا اور اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا پھر حسن بن مخلد کی گرفتاری کرائی یہی برتاؤ اس کے ساتھ بھی کیا گیا مگر حیات مستعار کا کچھ حصہ باقی تھا اس لئے وہ نہ مر سکا۔

---

❶ ...... خلیفہ معتز باللہ محمد ابو عبد اللہ خلیفہ متوکل بن معتصم بن رشید کا بیٹا تھا، ۲۳۲ھ مقام سر من رائے میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد (کنیزک) رومیہ قبیحہ نامی تھی چار برس چھ مہینے اور چند یوم خلافت کی، چوبیس برس کی عمر پائی۔ (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۷، و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۵) حاشیہ مترجم

❷ ...... مہتدی کی خلافت کی بیعت یوم چہارشنبہ کو لی گئی جبکہ ماہ رجب ۲۵۵ھ کی ایک رات باقی رہ گئی تھی۔ (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۷۷)

❸ ...... (الکامل لابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۷)

❹ ...... ملوک ایک پیمانہ ہے جس میں تین کیلجہ سماتے ہیں اور ایک کیلجہ ڈیڑھ من کا اور من دو رطل کا اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا اور بحساب مثقال نوے مثقال کا ہوتا ہے اور بحساب وزن رائج الوقت ایک رطل ڈیڑھ پاؤ ۳ تولہ کے برابر ہوا۔ (مترجم)

❺ ...... (الکامل لابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۷) پر زبرجد کے بجائے زمرد تحریر ہے۔

خلیفہ مہتدی کا ردعمل:......خلیفہ مہتدی تک ان واقعات کی خبر پہنچی ناراض ہوا اور ناک بھوں چڑھا کر بولا ''ان لوگوں کو سزا دینے کے لئے قید کی مصیبت کیا کم تھی ناحق قتل کئے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خلیفہ مہتدی کے اقدامات:......خلیفہ مہتدی نے تخت پر متمکن ہوتے ہی لونڈیوں اور مغنیوں کو سامرا سے نکلوا دیا محل سرائے شاہی میں جتنے درندے موجود تھے ان کو مار ڈالنے اور کتوں کو نکال دینے کا حکم صادر کیا اور عدل وانصاف کرنے کی غرض سے دربار عام کیا حالانکہ ان دنوں چاروں طرف فتنہ وفساد کا ہوش ربا طوفان اٹھ رہا تھا اور دولت عباسیہ اس کے انتظام اور فرو کرنے میں مضطرب تھی خلیفہ مہتدی نے اصلاح وانتظام پر کمر ہمت باندھ لی۔قلمدان وزارت سلیمان بن وہب کے حوالے کیا مگر صالح بن وصیف نے اپنی حکمت عملی یا خوش انتظامی سے اس کو بھی اپنے قبضہ میں کرلیا اور رعب وداب کے ساتھ حکومت وسلطنت کرنے لگا۔

قتیحہ کا موسیٰ کو خط:......موسیٰ بن بغا خلیفہ معتز کے زمانے ۲۵۳ھ سے ''اطراف رے'' اور اصفہان میں روپوش تھا اس کے ساتھ مفلح (ابو الساج کا غلام) بھی تھا جس وقت خلیفہ معتز کے قوائے حکمرانی کمزور ہوئے اس کے امور سلطنت میں اضطراب واختلال واقع ہو رہا تھا قتیحہ معتز کی ماں نے موسیٰ بن بغا کو یہ حالات لکھ بھیجے قتیحہ کا یہ خط موسیٰ کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ اس نے مفلح کو حسن بن زید علوی کے مقابلہ پر بھیج دیا تھا چنانچہ مفلح نے طبرستان میں حسن بن زید سے معرکہ آرائی کی لہٰذا حسن بن زید کو شکست ہوئی اور مفلح نے اس کی لشکر گاہ پر قبضہ کر کے اس کے محلات کو جو جآمد میں تھے جلا کر خاک وسیاہ کر دیا اور اس کے تعاقب میں دیلم تک چلا گیا موسیٰ بن بغا مفلح کی درخواست کے مطابق واپس لوٹنے کا حکم دیا۔

موسیٰ کو معتز کی اطلاع:......اس دوران کہ موسیٰ بن بغا مفلح کے آنے کا انتظار کر رہا تھا خلیفہ معتز کی معزولی وقتل اور مہتدی کی بیعت وتخت نشینی کا واقعہ پیش آ گیا رفتہ رفتہ ان واقعات کی اور نیز اس بات کی بھی خبر پہنچ گئی کہ صالح نے نمک حرامی کر کے خلیفہ معتز کے مال واسباب کو چھین لیا، اس کے وزراء اور امراء کی توہین کی اور امیر المؤمنین کی ماں قتیحہ کو مال واسباب چھین کر اسے نکال دیا ہے۔

موسیٰ بن بغا کی سامرہ آمد:......موسیٰ بن بغا کے ساتھیوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا مجتمع ہو کے موسیٰ بن بغا کے پاس گئے کہہ سن کر سامرا چلنے پر تیار کرلیا اتنے میں مفلح بھی بلاد دیلم سے واپس آ گیا ان دنوں موسیٰ بن بغا رے میں تھا موسیٰ بن بغا نے سامرا کی طرف کوچ کیا اور خلیفہ مہتدی نے موسیٰ بن بغا کی آمد کی خبر سن کر رے میں قیام کرنے کا فرمان بھیجا اور آئے دن علویوں کی بغاوت اور شورش سے ڈرایا مگر موسیٰ بن بغا نے اس کی نہ سنی اور اس کے ساتھی نامہ بروں کے ساتھ جو خلیفہ مہتدی کا خط لائے تھے سختی سے پیش آئے چنانچہ موسیٰ نے دربار خلافت میں معذرت لکھ بھیجی نامہ بروں نے اس کی تصدیق کی کہ اگر موسیٰ بن بغا خلیفہ کے حکم کے مطابق رے کی طرف واپس جاتا تو اس کے ساتھی کو زندہ نہیں چھوڑتے ان لوگوں میں حد درجہ کا اشتعال پیدا ہو رہا ہے خلیفہ مہتدی یہ سن کر خاموش ہو گیا اور صالح بن وصیف کو موسیٰ کی جانب سے خلیفہ مہتدی کو برہم کرنے کا موقع مل گیا اور وقت بے وقت جب خلیفہ مہتدی کا مزاج کچھ کسی اور کی طرف سے برہم دیکھتا تو موسیٰ کی شکایت کا دفتر کھول دیا اور بغاوت سرکشی کے الزامات اس کے سر تھوپتا تھا حتیٰ کہ ماہ محرم ۲۵۶ھ میں موسیٰ بن بغا اپنے ساتھیوں کے ساتھ سامرا پہنچ گیا۔

خلیفہ مہتدی کی گرفتاری:......صالح بن وصیف یہ سن کر چھپ گیا اور موسیٰ بن بغا سیدھا دربار خلافت گیا اور حاضری کی اجازت طلب کی اس وقت خلیفہ مہتدی دربار خاص میں تخت خلافت پر بیٹھا ہوا لوگوں کی داد فریاد سن رہا تھا چند لمحہ تک سکوت کے عالم میں حاضری کی اجازت دینے کے مسئلہ پر غور کرتا رہا اس کے مصاحبین بھی سکتہ کے عالم میں سر نیچے کئے ہوئے بیٹھے تھے جس سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ صالح بن وصیف اور اس کے لشکر کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ مہتدی مہر سکوت توڑ کر بولا ''اچھا موسیٰ بن بغا کو حاضری کی اجازت دی جائے'' اجازت کا ملنا تھا کہ موسیٰ اپنے سرداروں سمیت پہنچ گیا اور خلیفہ مہتدی کو گرفتار کر کے بجورہ کے محل میں نظر بند کر دیا اور ایوان خلافت میں جو کچھ تھا لوٹ لیا، گرفتاری کے بعد مہتدی نے موسیٰ بن بغا کو معذرت کا خط لکھا اور لطف وعنایت کی درخواست کی۔

موسیٰ کی مہتدی سے بیعت:......موسیٰ بن بغا نے خلیفہ مہتدی سے پہلے اس بات کا عہد وپیمان لیا کہ آئندہ صالح کو کسی قسم کا اختیار امور

سلطنت میں نہ دیا جائے اور ظاہر و باطن میں مجھ سے دوستی ایک جیسی رکھی جائے اس کے بعد بیعت کی اور ہر کام میں یہی پیش پیش رہنے لگا۔

صالح سے جواب طلبی:......اگلے دن صالح کو ایوان خلافت میں بلوایا اور وزراء کے قتل اور خلیفہ معتز کا مال و اسباب چھین لینے کا جواب طلب کیا صالح نے دوسرے دن کا وعدہ کر لیا جیسے ہی رات ہوئی اس کے سارے ساتھی ایک ایک دو دو کر کے الگ ہو کر منتشر ہو گئے اور گنتی کے چند لوگوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا چار و ناچار وہ جان کے خوف سے چھپ گیا اور موسیٰ بن بغا کے آدمی اس کو ڈھونڈنے لگے سیما شرابی نے اس کی خدمت میں پیش کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ ایک اجنبی عورت مجھے یہ خط دے کر غائب ہو گئی ہے۔

مفرور صالح کا خط:......ارا کین حکومت اور سپہ سالاروں کو جمع کیا گیا اور سلیمان بن وہب نے خط کھولا خط کی روشنائی سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ صالح بن وصیف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس خط میں وزراء کے قتل کی وجوہات اور خلیفہ معتز اور اس کے مال و اسباب کے لینے کے واقعات تحریر کئے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ ''میں جان کے خوف اور فتنہ و فساد کو فرو کرنے کے خیال سے سامرہ میں چھپا ہوا ہوں'' خط سن کر خلیفہ مہتدی کا دل بھر آیا ارا کین سلطنت سے مخاطب ہو کر بولا'' صالح سے اب تو صلح اور اتفاق کر لو وہ تمہارا سردار ہے اگر اس سے کسی قسم کی لغزش ہو گئی ہے تو اس سے درگذر کرو تمہارے ساتھ اس نے کبھی کسی قسم کی برائی نہیں کی'' سرداران ترک یہ کہہ کر'' خلیفہ کا میلان پھر صالح کی طرف ہو گیا ہے اور اس نے اس سے ساز باز کر لی ہے اور یہ اس کا پتہ جانتا ہے'' دربار سے اٹھ کر چلے گئے۔

ترکوں کا مشورہ:......اس کے دوسرے دن ایوان شاہی کے اندر موسیٰ بن بغا کے گھر پر ترکوں نے جمع ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مہتدی کو تخت خلافت سے اتار دو مگر بایکباک نے اس رائے کی مخالفت کی اور ان لوگوں کو اس کی دھمکی دی کہ اگر تم لوگ ایسے شنیع فعل کے مرتکب ہوئے تو یہ یاد رکھنا کہ میں تم لوگوں سے علیحدہ ہو کر خراسان چلا جاؤں گا۔

مہتدی کی ان سے گفتگو:......اتفاق یہ کہ خلیفہ مہتدی کو اس کی خبر مل گئی اور اسی وقت مجلس کا رنگ بدل دیا عمدہ نفیس کپڑے پہنے خوشبو لگائی تلوار لٹکا کر غصہ کی صورت بنا کر تخت خلافت پر بیٹھا اور بایکباک وغیرہ کو بلوالیا تھوڑی دیر کے بعد بایکباک چند ارا کین دولت سمیت حاضر ہوا خلیفہ مہتدی نے غضب آلودہ نگاہوں سے دیکھ کر غصہ بھری آواز سے ڈانٹ کر کہا'' کیوں ناعاقبت اندیشو! تمہارا کل کیا مشورہ ہو رہا تھا مجھے تمہارا سارا حال معلوم ہو گیا ہے میں ان لوگوں کی طرح نہیں ہوں جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں میں مرنے اور مارنے کو کھیل سمجھتا ہوں ورنہ جب تک یہ تلوار میرے قبضہ میں ہے اس وقت تک تم میں سے کوئی شخص میرا بال بیکا نہیں کر سکتا واللہ مجھے صالح کا پتہ نہیں معلوم اور تم لوگ خلفاء اسلام کو قتل کر کے بے حد جری ہو گئے ہو، کیوں بایکباک اور محمد بن بغا! کیا تم دونوں صالح کے شریک حال نہ تھے جب اس نے معتز کی ماں کے اسباب اور مال کو ضبط کیا تھا کیا تم لوگوں نے اس میں شرکت نہیں کی اکیلا اسی کو ہڑپ کر جانے دیا؟ دیکھوں یاد رکھو کہ مجھے ان سب واقعات کی اطلاع ہے، حاضرین نے اس تقریر کا کوئی جواب نہ دیا۔

عوام کا ردعمل:......عوام میں یہ خبر مشہور ہوتے ہی ترکوں نے امیر المؤمنین کی معزولی پر اتفاق کر لیا تھا اور اس بات کے درپے تھے مگر ناکام رہے مساجد میں جمع ہو کر امیر المؤمنین کے حق میں دعا کرنے میں مصروف ہو گئے ارا کین سلطنت کی فتنہ پردازی اور خلیفہ وقت سپہ سالاران لشکر کی بغاوت کرنے پر راستوں میں رقعے لکھ لکھ کر پھینکے اور ان کو علانیہ سخت و نامناسب خطاب سے یاد کرنے لگے۔

خدام کرخ کی حاضری:......اس کے بعد بدھ کے دن چوتھی صفر ۲۵۶ھ کو ان خدام نے جو کرخ اور شاہی محلات میں تھے خلیفہ مہتدی کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کی کہ ''امیر المؤمنین اپنے بھائی ابوالقاسم عبداللہ کو ہم لوگوں کے پاس روانہ فرمائیں خلیفہ کے جان نثار کچھ عرض معروض کرنا چاہتے ہیں'' خلیفہ نے یہ درخواست منظور کر لی اور اپنے بھائی ابوالقاسم کو ان لوگوں کے پاس بھیج دیا ان لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا'' ہم لوگوں پر موسیٰ بایکباک اور ان کے ساتھیوں کے حالات روز روشن کی طرح عیاں ہیں ہم لوگ خلیفہ کے جان نثاروں اور تابعداروں میں ہیں ادنیٰ اشارے پر ہم سر کٹانے اور کاٹنے کے لئے تیار ہیں ان کمبخت سپہ سالاروں اور نمک حرام ارا کین دولت نے ہماری تنخواہیں بند کر دی ہیں روز ینے دیر میں دیتے ہیں بڑی بڑی جاگیروں کے مالک ہیں ہماری بے کسی اور بیچارگی سے غافل اور بے پرواہ ہیں جو خراج آتا ہے اس کو اپنے خرچ میں لاتے

ہیں تحائف اور ہدایا پر بھی ہاتھ مارتے ہیں' ابوالقاسم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔

خدام اور خلیفہ کی خط و کتابت:......ان لوگوں نے اسی مضمون کا ایک خط لکھا اور ابوالقاسم کی معرفت خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیا خلیفہ مہتدی نے اس خط کو غور سے پڑھ کر قلم خاص سے تحریر کیا تو ''تمہارا خط ہم نے پڑھا اللہ تعالیٰ تم کو جزاء خیر اور خلیفہ وقت کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے میں تمہاری اطاعت اور حمایت سے بہت خوش ہوا میں عنقریب تمہارے روز ینے اور تنخواہوں کا معقول بندوبست کردوں گا جاگیریں اور ممالک محروسہ کا بھی انتظام کرنے والا ہوں والسلام' ابوالقاسم یہ فرمان لے کر شاہی محلات اور کرخ کے خدام کے پاس آیا وہ لوگ اس کو پڑھ کے خوش ہو گئے اور دعائیں دینے لگے۔

خدام کا فیصلہ:......پھر متفق ہو کر فیصلہ کیا کہ ''آج سے کوئی کام بغیر حکم امیر المؤمنین کے نہ کیا جائے اور نہ کوئی خلیفہ کے کاموں میں دخل انداز ہونے پائے اور جیسا کہ خلیفہ مستعین کے عہد خلافت کا دستور تھا ویسا ہی پھر جاری ہو کہ ہر دس پر ایک عریف، ہر پچاس پر ایک خلیفہ اور ہر سو کا ایک افسر مقرر کیا جائے عورتوں کی جاگیریں فوراً ضبط کر لی جائیں۔ ہر دوسرے مہینے وظائف اور تنخواہیں تقسیم کی جائیں ہم لوگ اپنی حاجت روائی اور عرض و معروض کرنے کے لئے امیر المؤمنین کے باب عالی پر حاضر ہوا کریں گے جو شخص ذرا بھی چون و چرا کرے فوراً اس کا سر اتار لیا جائے اور اگر امیر المؤمنین کا ایک بال بھی بیکا ہو تو اس کے عوض میں موسیٰ بن بغا با بکیال اور ماجور کا کام فوراً تمام کر دیا جائے۔

خدام کا فیصلہ دربار میں:......مجلس برخاست ہونے پر اسی مضمون کا خط ابوالقاسم کی معرفت دربار خلافت میں بھیج دیا گیا یہ خط خلیفہ مہتدی کے پاس اس وقت پہنچا جبکہ وہ دربار عام میں فیصلوں، جھگڑوں کو نمٹانے کے لئے بیٹھا ہوا تھا فقہاء قاضی سپہ سالار اور ارکین دولت حسب مراتب کھڑے ہوئے تھے لفافہ کھولا گیا اور وہ خط ان لوگوں کے سامنے پڑھا گیا سب کے چہروں پر ہوائی سی اڑنے لگی کچھ بن نہ پڑا جن جن امور کو ان لوگوں نے پیش کیا تھا از اول تا آخر سب کی منظوری کا جواب لکھا ابوالقاسم نے سپہ سالاروں اور ارکین حکومت کو عذر و معذرت کرنے کے لئے چند سفیروں کو بھیجنے کی رائے دی چنانچہ سپہ سالاروں اور ارکین دولت نے اس رائے پر عملدرآمد کیا۔

خدام کے مطالبات:......ابوالقاسم فرمان خلافت لے کے ان لوگوں کے سفیروں کے ساتھ کرخ اور شاہی محلات کے خدام کے پاس گیا انہوں نے ان کے عذرات کو بڑے غور سے سنا فرمان خلافت کو سر آنکھوں سے لگا کر پڑھا اور مندرجہ ذیل پانچ مطالبات کی منظوری کی درخواست کی۔

۱)......زیادت کی ضبطی فرمائی جائے۔

۲)......جاگیریں واپس کر دی جائیں۔

۳)......بیرونی خدام خاصہ سے نکال دیئے جائیں۔

۴)......طریقہ سیاست و ملک داری جیسا خلیفہ مستعین کے عہد خلافت میں تھا ویسا ہی اب اختیار کیا جائے۔

۵)......موسیٰ بن بغا اور صالح بن وصیف سے حساب فہمی کی جائے ہر دوسرے مہینے تنخواہ تقسیم ہو۔ عساکر اسلامی کی افسری پر امیر المؤمنین کا کوئی بھائی یا عزیز رشتہ دار مقرر فرمایا جائے آزاد شدہ غلاموں کے قبضہ سے یہ معزز عہدہ نکال لیا جائے۔

مطالبات کی منظوری:......اسی مضمون کا ایک خط سپہ سالاران لشکر اور ارکین حکومت کے نام بھی لکھ کر روانہ کیا خلیفہ مہتدی نے درخواست کو پڑھ کر مذکورہ بالاتحریر کردہ مضمون کی منظوری اور اس پر عمل درآمد کئے جانے کا حکم دیا اور سپہ سالاران لشکر و ارکین دولت نے بھی ان سب باتوں کو منظور کر لیا جس کے وہ طلب گار تھے اس کے علاوہ موسیٰ بن بغا نے ایک علیحدہ خط تحریر کیا جس میں صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے اور اس سے حساب لینے کا لکھ بھیجا ان لوگوں نے ان خطوط کو پڑھ کر جواب بھیجنے کا وعدہ کر کے مجلس کو برخاست کیا۔

اختلاف اور صالح کو امان:......اگلے دن ابوالقاسم سوار ہو کر ان لوگوں کی طرف جواب لینے کی غرض سے روانہ ہوا موسیٰ ابن بغا بھی ڈیڑھ

ہزار آدمیوں کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلا راستے میں ایک مقام پر پہنچ کر جس طرف ان لوگوں کا راستہ تھا کھڑا ہو گیا ابوالقاسم بھی دوسری طرف سے آ گیا اس عرصہ میں جوق در جوق وہ لوگ بھی آ گئے ہر شخص اپنے فہم وادراک کے مطابق اظہار رائے کرنے لگا شور وغل سے کان کے پردے پھٹنے لگے جب وہ لوگ کسی بات پر متفق نہ ہوئے تو ابوالقاسم ''ایوان خلافت'' کی طرف روانہ ہو گیا اور اپنے ساتھ موسیٰ بن بغا کو بھی واپس لایا تب خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو ابوالقاسم کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور ایک فرمان لکھ کے ان کو عطا کیا جس میں نہایت تاکید سے صالح بن وصیف کو امان دی گئی تھی ان لوگوں نے یہ درخواست پیش کی کہ موسیٰ اپنے باپ کا قائم مقام بنایا جائے اور صالح کو اس کے باپ کو عہدہ عنایت ہو۔ اور لشکر بدستور اس کے قبضہ میں رہے اور امان دینے پر دربار خلافت میں حاضر ہو۔ اراکین حکومت نے اس کی بھی منظوری دے دی مگر پھر بھی وہ لوگ ہم آواز نہ ہوئے کر خ ،سامرا اور شاہی محلات میں پھیل گئے۔

صالح کی برآمدگی کا مطالبہ:......اس کے دوسرے دن بنو وصیف نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا آلات جنگ سے مسلح ہوئے اہل شہر کے جانوروں کو لوٹ لیا اور سامرا میں ان کو فوج کی طرح تیار کر کے ابوالقاسم کے مکان کو جا گھیرا اور چلانے لگے صالح کو لاؤ صالح کو لاؤ خلیفہ مہتدی نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور یہ کہا کہ ''اگر ان کے پاس صالح ہو تو اس کو حاضر کر دیں اس شور شرابے سے کیا فائدہ؟

بلوائیوں کا فرار:......موسیٰ بن بغا نے یہ حالت دیکھ کر سپہ سالاران لشکر کو تیاری کا حکم دیا چند لمحوں میں سپہ سالاران لشکر اپنے اپنے دستوں کے ساتھ تیار ہو گئے موسیٰ ان لوگوں کے ساتھ سوار ہو کر بلوائیوں کی طرف روانہ ہوا اس وقت اس کے ہمراہ چار ہزار فوج تھی بلوائیوں نے موسیٰ کو اس تیاری سے آتے ہوئے دیکھ کر دم نہ مارا بالکل خاموشی کے ساتھ نظر بچا بچا کہ چلتے پھرتے نظر آئے یہ دن بخیر وخوبی پورا ہو گیا نہ تو کرخیوں نے موسیٰ بن بغا کے خلاف کوئی حرکت کی اور نہ شاہی محلات اور سامرا والوں نے چون وچرا کی موسیٰ بن بغا نے صالح کی تلاش میں بے حد کوشش کی شہر میں چاروں طرف اعلان کرا دیا۔

صالح کی گرفتاری اور قتل:......غوغائیوں میں سے کسی نے اس کو کسی طرح گرفتار کر لیا اور ایوان خلافت کی طرف لے چلا عوام الناس کا ایک جم غفیر پیچھے پیچھے تھا موسیٰ بن بغا کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے لپک کے صالح پر تلوار چلائی سیدھا ہاتھ مونڈھے سے اتر گیا بے ہوش ہو کر گرا دوسرے نے دوڑ کر سر اتار لیا اور تشہیر کی غرض سے نیزہ نصب کر کے شہر میں پھرایا۔ اس ہنگامہ کے ختم ہونے پر موسیٰ بن بغا ''شرات'' سے جنگ کرنے ''سن'' کی طرف روانہ ہو گیا۔

عہد منتصر سے ایام مہتدی تک کے صوائف:......۲۴۸ھ منتصر کی حکومت کے زمانے میں ایک شخص محمد بن عمر شاربی ❶ نے موصل کے آس پاس حکومت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا دربار خلافت سے اسحاق بن ثابت فرغانی اس کی سرکوبی پر مقرر ہوا اس ❷ نے اس ❸ کو اس کے چند ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور صلیب پر چڑھا دیا۔ اسی ۲۴۸ھ میں وصیف لشکر صائفہ کے ساتھ بحیثیت افسر جہاد کرنے گیا خلیفہ منتصر نے حکم دیا کہ تاحکم ثانی چار سال تک ملطیہ میں قیام کرو اور موسم جہاد میں کفار کو آرام وچین سے نہ بیٹھنے دو۔ یہ ان دنوں شام کے سرحدی علاقوں میں مقیم تھا چنانچہ اس حکم کے مطابق وصیف نے روم پر فوج کشی کی اور قلعہ فروریہ ❹ کو کامیابی کے ساتھ فتح کر لیا۔

عمر بن عبداللہ کی شہادت:......۲۴۹ھ میں جعفر بن دینار نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور قلعہ مطامیر پر لڑ کر قبضہ کر لیا اس کے بعد عمر بن عبداللہ اقطع نے روم پر فوج کشی کرنے کی جعفر سے اجازت طلب کی جعفر نے اہل ملطیہ کا ایک لشکر تیار کر کے بالا روم پر حملہ کرنے کی اجازت دی

---

❶......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۹۸ پر شاربی کے بجائے شرابی تحریر ہے۔

❷......یعنی اسحاق بن ثابت فرغانی نے۔ (ثناء اللہ محمود)۔

❸......یعنی محمد بن عمر شاربی یا شرابی کو۔ (ثناء اللہ محمود)

❹......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۹۸ پر قلعہ فروریہ کے بجائے قلعہ قدوریہ تحریر ہے۔

بادشاہ روم سے مرج اسقف میں مڈبھیڑ ہوگئی پچاس ہزار لشکر اس کے ساتھ تھا اس نے مسلمانوں کو جنگی تعداد دو ہزار تھی گھیر لیا عساکر اسلامی لشکر نے محاصرہ توڑنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی ایک بہت بڑی جنگ کے بعد عمر بن عبداللہ اقطع اپنے ہمراہیوں سمیت شہید ہو گیا۔

علی بن یحییٰ ارمنی کی شہادت:......اس واقعہ سے رومیوں کے حوصلے بڑھ گئے فتح مندی کے جوش میں حدود جزریہ کی طرف بڑھے اور حالت غفلت میں پہنچ کر مسلمانوں کو خوب تباہ و برباد کیا علی بن یحییٰ ارمنی کو اس کی خبر ملی اس وقت یہ آرمینیہ سے میافارقین کی طرف جارہا تھا۔ اس وحشت ناک خبر کو سن کے واپس لوٹا اور رومیوں سے دست بدست لڑتے ہوئے چار سو مسلمانوں کے سمیت شہید ہو گیا (واقعہ ۲۹۴ھ کا ہے)

محمد بن معاذ:......۲۵۳ھ عہد خلافت معتز باللہ محمد بن معاذ نے ملطیہ کے اردگرد سے جہاد شروع کیا لیکن اتفاق سے شکست کھا کے بھاگا گرفتار کر لیا گیا۔

گورنر:......خلیفہ منتصر نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی احمد بن خصیب کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اور ابوعمر احمد بن سعید (بنی ہاشم کے آزاد غلام) محکمہ فوجداری حکومت عنایت کی اس کے بعد (۲۴۸ھ میں) خلیفہ مستعین تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا اس اثناء میں طاہر بن عبداللہ والی خراسان کا انتقال ہو گیا دربار خلافت سے بجائے اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو خراسان اور محمد بن عبداللہ کو عراق کا گورنر مقرر کیا حرمین، معاون سواد اور محکمہ پولیس کی افسری بھی اسی کو دی گئی اس نے اپنی طرف سے اپنے بھائی سلیمان بن عبداللہ کو بطور نائب طبرستان پر مقرر کیا، بغا کبیر کی وفات کے بعد اس کے بیٹا موسیٰ مقرر رہا ساتھ ہی اس کے محکمہ خبر رسانی کی افسری بھی اس کو عنایت کی گئی۔

حمص کی تباہی:......اہل حمص کی سرکشی اور عامل حمص سے بغاوت کرنے کی وجہ سے ان کی سرکوبی کے لئے فضل بن قارن (مازیار کا بھائی) متعین کیا گیا اس نے حمص پہنچ کر قتل عام کا حکم دے دیا ایک گروہ کثیر مارڈالا گیا اور سرداران حمص سے سو آدمی گرفتار کر کے سامرا بھیج دیئے گئے۔

احمد بن خصیب کی معزولی:......بعد اس کے خلیفہ مستعین نے احمد بن خصیب کو عہدۂ وزارت سے معزول کر کے عہدہ وزارت اتامش کے حوالے کیا مصر اور مغرب کی حکومت عنایت کی اور معزول وزیر احمد بن خصیب کو بعد معزولی اور مال ضبطی جزیرۂ اقریطش کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ انہیں دنوں بغا شرابی کو حلوان ماسبدان اور مہر جانفذق کی گورنری مرحمت ہوئی (یہ واقعات ۲۴۸ھ کے ہیں۔

۲۴۹ھ کے واقعات:......اس کے بعد اتامش کو لوگوں نے مارڈالا تب خلیفہ مستعین نے اس کی جگہ ابوصالح عبداللہ بن محمد بن داؤد کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا اور فضل بن مروان کو دیوان الخراج (یعنی محکمہ مال) سے معزول کر کے عیسیٰ بن فرخانشاہ کو، وصیف کو اہواز پر بغا صغیر کو فلسطین پر گورنر مقرر کیا اس کے بعد بغا صغیر اور ابوصالح سے ان بن ہوگئی ابوصالح بغا صغیر کے ڈر سے بغداد بھاگ گیا خلیفہ مستعین نے اس کی جگہ عہدۂ وزارت پر محمد بن فضل جرجانی کو اور دیوان الرسائل پر سعید بن حمید کو متعین فرمایا۔ جعفر بن عبدالوحد کو عہدۂ قضا سے معزول کر کے جعفر بن محمد بن عثمان برجمی کو مقرر کیا اور معزول قاضی کو بصرہ کی جانب جلاء وطن کر دیا (یہ واقعات ۲۴۹ھ کے ہیں)

۲۵۰ھ کے واقعات:......۲۵۰ھ میں دربار خلافت سے جعفر بن فضل بن عیسیٰ بن موسیٰ معروف بادشاہ کو مکہ کی حکومت دی گئی۔ اہل حمص میں بغاوت پھوٹ نکلی بلوہ کر کے اپنے گورنر فضل بن قارن کو مارڈالا خلیفہ مستعین نے ان کی سرکوبی اور گوشمالی کے لئے موسیٰ بن بغا کو مقرر فرمایا اہل حمص مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اہل حمص کو شکست ہوئی اور موسیٰ بن بغا نے حمص کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اسی سن ۲۵۰ھ میں شاکریہ اور لشکریوں نے فارس میں عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم والی فارس پر اچانک حملہ کر دیا۔ اور اس کے مکان کو تباہ و برباد کر کے محمد بن حسن بن قارن کو مارڈالا عبداللہ بن اسحاق کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گیا طبرستان کے اردگرد علویہ کا ظہور بھی اسی سن (۲۵۰ھ) میں ہوا۔

۲۵۱ھ کے واقعات:......۲۵۱ھ میں خلیفہ معتز نے بغا اور وصیف کو ان کے عہدوں پر بحال کیا اور محکمہ خبر رسانی کی افسری پر موسیٰ بن بغا کبیر

کو واپس فرمایا۔ اسی سن (۲۵۱ھ) میں محمد بن طاہر نے ابوالساج کو کوفہ کی حکومت پر مقرر کیا، چنانچہ یہ عبدالرحمٰن کے پاس گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور یہ ظاہر کیا کہ میں اعراب سے جنگ کرنے آیا ہوں۔

۲۵۲ھ کے واقعات:......ابواحمد سے میل جول پیدا کر کے حکمت عملی سے قید کر کے بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ۲۵۲ھ کا ہے۔ اسی ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے حسین بن ابی الشوارب کو قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عنایت فرمایا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ابوالساج کو مکہ کے راستے پر متعین کیا دربار خلافت سے عیسیٰ بن شیخ بن سلیل شیبانی (یہ حساس بن مرہ بن ذہل بن شیبان کی اولاد میں سے تھا) رملہ کی گورنری پر بھیجا گیا اس نے فلسطین اور دمشق کو اس کے مضافات سمیت دبالیا۔

شام کا خراج جو ہمیشہ دارالخلافت کو روانہ کیا جاتا تھا بند کر دیا۔ انہیں دنوں جب کہ ابراہیم بن مدبر مصر کا گورنر تھا اس نے سات لاکھ دینار مصر سے دارالخلافت بغداد اور روانہ کیئے اتفاق سے عیسیٰ کو خبر مل گئی راستے میں قافلہ کو روک کر لوٹ لیا دارالخلافت سے جواب طلب کیا گیا تو اس نے یہ الزام لشکر کے سرتھوپ دیا خلیفہ معتمد نے اس کو انتظام مملکت کی خاطر ارمینیہ کی گورنری پر تبدیل کر دیا اور باجور کو دمشق و شام کی حکومت عنایت فرمائی جس وقت باجور دمشق کے قریب پہنچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے باجور کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا باجور منصور میں جنگ ہوئی منصور شکست کھا کر بھاگا اور مارا گیا اس واقعہ سے عیسیٰ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے مجبوراً بہ تعمیل فرمان خلافت پناہی براہ ساحل ارمینیہ کی طرف روانہ ہو گیا، یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے اسی ۲۵۶ھ میں وصیف نے عبدالعزیز بن ابودلف عجلی کو صوبجات جبل پر اپنی طرف سے متعین کیا۔

۲۵۳ھ میں موسیٰ بن بغا جبل کی طرف روانہ ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر مفلح مولی ابوالساج تھا عبدالعزیز بن ابی دُلف نے صف آرائی کی مگر شکست کھا کر اپنے قلعہ میں پناہ گذین ہو گیا مفلح نے کرخ پر قبضہ کر کے اس کے اہل وعیال کو گرفتار کر لیا۔ اسی ۲۵۳ھ میں محمد بن عبداللہ مقرر ہوا اس کے بعد خلیفہ معتز نے اس کے دوسرے بھائی سلیمان کو طبرستان سے بلا کر اس کی جگہ متعین فرمایا ان دنوں سلیمان بن عمران ازدی موصل کا گورنر تھا اس سے اوراز دسے اطراف موصل کے آس پاس میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اسی ۲۵۳ھ میں مزاحم بن خاقان کا مصر میں انتقال ہو گیا۔ یعقوب صفار نے اسی ۲۵۳ھ میں سجستان، فارس اور ہرات پر قبضہ کر کے اپنی دولت وحکومت کی بنیاد قائم کی۔ اور بابکیال نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کو حکومت مصر پر متعین کیا اسی زمانہ میں بنوطولون کی حکومت کا بنیادی پتھر مصر میں رکھا گیا اس کے بعد خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں یارجوج کو مصر کا گورنر مقرر کیا اس سے اس کی حکومت کو ایک قسم کا استقلال اور مضبوطی ہو گئی۔

۲۵۵ھ کے واقعات:......۲۵۵ھ عہد خلافت مہتدی میں مساور خارجی موصل پر قابض ہو گیا تھا۔ اسی ۲۵۵ھ میں زنگیوں کے سردار کا ظہور وخروج ہوا اور یہی زمانہ اس کے فتنہ کے آغاز کا ہے۔

زنگیوں کے حالات:......اکثر دعاۃ علویہ جنھوں نے معتصم دورِ حکومت یا اس کے بعد عراق میں خروج کیا تھا۔ زیدیہ تھے۔ ان ہی کے آئمہ میں سے علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید شہید تھے جو بصرہ میں رہتے تھے لہٰذا جس وقت ان لوگوں نے خلفاء وقت سے جھگڑا شروع کیا اور خلفاء وقت نے ان کی کوشش کی جانب توجہ فرمائی اور ان کے چچازاد علی بن محمد بن حسین کا مقام فدک میں کام تمام کیا گیا اسی زمانہ میں ایک شخص نے رے میں خروج کیا اور اس دعویٰ سے کہ میں علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ ہوں۔ یہ واقعہ عہد خلافت مہتدی ۲۵۵ھ کا ہے۔ اور جب ابن علی نے بصرہ پر قبضہ کیا تو عمائدین اور مشہور خاندان والوں نے اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اس وقت اس نے اپنے اس قول سے رجوع کر کے یحییٰ شہید جرجان برادر عیسیٰ مذکور کی طرف خود کو منسوب کر لیا۔

محققین کی آراء:......مسعودی ❶ نے اس کو طاہر بن حسین کی طرف منسوب کیا ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ یہ حسین طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر بن عبداللہ بن حسین بن علی کا بیٹا تھا لیکن ابن حزم نے حسین سبط کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ ان کا نسلی سلسلہ سوائے علی بن حسین کے

❶......دیکھیں (مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۳۰۸)

اور کسی سے نہیں چلا۔طبری ❶ اور ابن حزم وغیرہما محققین کی یہ رائے ہے کہ یہ شخص عبدالقیس کے قبیلہ سے تھا اور اس کا نام علی بن عبدالرحیم ہے اور شہر رے کے کسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔

فتنہ کی وجہ:......زیدیہ کے متواتر خروج کرنے سے اس کے دل میں خروج کرنے کا ولولہ اور جوش پیدا ہوا اور اسی وجہ سے اس نے خود کو اس خاندان سے منسوب کر دیا۔اس دعویٰ کی اس بات سے پوری پوری تائید ہوتی ہے کہ یہ خوارج ازارقہ ❷ کے عقائد کا پابند تھا اور ان عقائد کا پابند تھا کہ جن عقائد سے اہل بیعت کوسوں دور ہیں۔بہرکیف یہ خلیفہ منتصر کے حاشیہ نشینوں کے ایک گروپ سے ملا اور ان کی تعریف اور محامد میں قصائد لکھے جس سے اس کی پہنچ ان لوگوں کی مجلسوں میں بڑھ گئی اس کے بعد ۲۴۹ھ میں سامرا سے بحرین چلا آیا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں عبداللہ بن محمد بن فضل بن حسن بن عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابوطالب کی نسل سے ہوں،لوگوں کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی دعوت دی اکثر اہل حجر و ❸ غیرہ نے اس کا اتباع کیا اور اسی کی وجہ سے بادشاہ وقت کے لشکر سے لڑے اور بہت بڑے فتنہ وفساد کے بانی قرار دیئے گئے کچھ عرصہ بعد علی ان لوگوں سے الگ ہو کر احسا چلا آیا اور قبیلہ سعد بن تمیم میں بنی شماش کے ہاں ٹھہرا بحرین سے چند عمائدین بھی اس کے ساتھ آ گئے تھے ان میں سے یحییٰ بن محمد ازرق بحرانی اور سلیمان بن جامع بھی تھا یہی دونوں اس کے لشکر کے سپہ سالار رہتے۔

علی کی جنگیں اور ساتھی:......جب اس کی اہل بحرین سے لڑائی ہوئی تو میدان جنگ اہل بحرین کے ہاتھ رہا اور علی شکست کھا کر بھاگا۔اس شکست سے عرب کا گروپ اس سے الگ ہو گیا مگر علی ابن ابان نے ساتھ نہیں چھوڑا چنانچہ بصرہ پہنچا اور بنی ضبیعہ کے ہاں مقیم ہو گیا ان دنوں محمد بن رجاء بصرہ کا گورنر تھا،بلالیہ اور سعدیہ میں فتنہ کی آگ بھڑک رہی تھی اس نے فریقین میں سے ایک کو ملانے کی کوشش کی مگر راز کھل گیا محمد بن رجاء نے اس کی گرفتاری کے لئے چند سپاہیوں کو متعین کر دیا علی یہ خبر سن کر بھاگ گیا اس کے بیٹا اس کی بیوی اور اس کے ساتھیوں کا ایک گروپ گرفتار کر لیا گیا علی بڑی مشکل سے بغداد پہنچا اور وہاں ایک برس تک مقیم رہا۔

نسبت اور ناموں کی تبدیلی:......بغداد پہنچ کر اس نے خود کو محمد بن احمد بن عیسیٰ کی جانب منسوب کیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ آ چکے ہیں۔ایک گروپ اس کی جانب مائل ہو گیا ان میں سے جعفر بن محمد صوحانی (یہ یزید بن صوحانی کی اولاد سے تھا) مسروق اور رفیق تھا (یہ دونوں یحییٰ بن عبدالرحمن کے غلام تھے) علی کے ساتھیوں میں شامل ہونے کے بعد مسروق ❹ اور رفیق کے نام بدل دیئے گئے مسروق کو حمزہ کے نام سے موسوم کیا اور کنیت ابواحمد رکھی گئی اور رفیق کو جعفر کے نام سے نامزد کر کے کنیت ابی الفضل رکھی گئی اس کے بعد بلالیہ وسعدیہ کے سرداروں نے متفق ہو کر محمد بن رجاء گورنر بصرہ کو نکال دیا اور جیل کا دروازہ توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔

زنگی غلاموں کی شمولیت:......رفتہ رفتہ ان واقعات کی خبر بغداد میں علی تک پہنچی چنانچہ وہ ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں بصرہ کی طرف واپس آیا یحییٰ بن محمد،سلیمان بن جامع،مسروق اور رفیق اس کے ساتھ تھے بصرہ پہنچ کر قصر قرشی پہنچا اور زنگی غلاموں ❺ کو آزاد کرنے کے وعدہ پر بلایا دیکھتے ہی دیکھتے ایک جم غفیر جمع ہو گیا،ایک پرجوش تقریر کے بعد ملک اور مال دینے کا وعدہ کیا احسان اور حسن سلوک کی قسم کھائی اور ریشم کے ایک ٹکڑے پر ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ ❻ تا آخر آیت لکھ کر جھنڈا بنایا اور ایک بلند مقام پر لگا دیا زنگی غلاموں کے آقاؤں

---

❶......دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۱۰)۔

❷......یہ اس عقیدے کی بنیاد پر خارجی مذہب کا پابند تھا کہ خارجیوں کے درمیان برابری اور مساوات وہ طرہ امتیاز تھا جس کے بارے میں طبقہ دنیا کے چند ہی آدمی جان سکے۔

❸......صحیح لفظ اہل ھجر ہے حجر نہیں،دیکھیں (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۱۱)۔

❹......صحیح لفظ مسروق نہیں بلکہ مشرق ہے،دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۱۲) اور (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۱۲)۔

❺......لوگوں کا ایک گروپ جسے جنوبی عراق لایا گیا تا کہ بصرہ کے قریب موجود زمین کی اوپر والی تہہ کو کھرچ کر یا اکھاڑ کر قابل کاشت بنایا جا سکے،جن لوگوں کی یہ زمین تھی وہ اس میں خوب محنت کرتے تا کہ زمین کے اوپر سے سیم وتھور کے اثرات ختم کر کے زمین کو قابل کاشت بنایا جا سکے اور یہ بہت مشکل کام تھا،زندگی گذارنا بہت مشکل تھی،یہ اس کام کا معاوضہ بھی نہ مانگا کرتے تھے بلکہ ان کی غذا تھوڑا آٹا،کھجور اور ستو ہوتی تھی،دیکھیں،دراسات فی العھود العباسیہ المتاخرہ (للدروی صفحہ ۷۶،۷۷۔ ❻......(سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۱)۔

کارنگ پیلا پڑ گیا ایک ایک دو دو کر کے علی کے پاس آئے اور غلامون کے بارے میں بات کرنے آئے تھے علی نے اشارہ کر دیا چنانچہ زنگی غلاموں نے اپنے آقاؤں کو مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ شرفاء بصرہ یہ حال دیکھ کر دم بخود وہ گئے اور علی نے ان لوگوں کو رہا کر دیا جن کو زنگی غلاموں نے قید کر دیا تھا۔ الغرض یہ جھنڈا کامیابی کی ہوا میں مسلسل یوں ہی لہرا رہا تھا اور چاروں طرف سے زنگی غلام جوق در جوق اس کے نیچے آ کر غلامی سے خود کو رہا کراتے جا رہے تھے اور علی ان لوگوں کو ہر وقت اپنی پرجوش تقریر سے ابھار رہا تھا اوع ایک اور مال حاصل کرنے کی رغبت دلا رہا تھا۔

مختلف فتوحات:......جس وقت ان لوگوں کا ایک اچھا خاصہ گروپ جمع ہو گیا تو دجلہ کو نہر میموں کی طرف عبور کیا اور حمیری کو دجلہ سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ایلہ کی طرف بڑھا ان دنوں ایلہ میں ابن ابی عون گورنر تھا وہ چار ہزار فوج لے کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی جس میں ابن عون کو شکست ہوئی اور علی کے ساتھیوں نے بہت سا مال واسباب لوٹ لیا، پھر قدسیہ کا رخ کیا اس کے ساتھیوں نے اس کے اشارے سے قادسیہ کو بھی تخت وتاراج کر دیا۔ ان واقعات سے اس کی قوت بڑھ گئی اور آلات حرب کی بھی ضرورت باقی نہ رہی۔ اہل بصرہ کا ایک گروہ آئندہ خطرہ کے پیش نظر اس سے لڑنے آیا اس نے یحییٰ بن محمد کو پانچ سو افراد دے کر لشکر کے مقابلہ پر بھیجا یحییٰ نے پہلے ہی حملہ میں اہل بصرہ کو شکست دے کر ان کے سامان جنگ اور آلات حرب کو چھین لیا اس کے بعد دوسرا پھر تیسرا گروپ اہل بصرہ کا آیا اور وہ بھی شکست کھا کر واپس گیا اس کے بعد بصرہ کے نامی گرامی سپہ سالار خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آئے اور شومئی قسمت سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے ان کے سیکٹروں آدمی [illegible] ہمراہ رسد وغلہ اور سامان جنگ کی کشتیاں تھیں جنھیں مخالف ہوا نے کنارو پر پہنچا دیا چنانچہ علی کے ساتھیوں نے جی کھول کر انہیں لوٹا اور جن لوگوں کو ان پر سوار دیکھا مارڈالا ان واقعات سے زنگی غلاموں کی جرءت بڑھ گئی ذرا ذرا سی بات پر فتنہ و برپا کرنے لگے۔

شاہی فوج کو شکست:......اس دوران ان کے شورانگیز طوفان کو ٹھنڈا کرنے کے لئے دربار خلافت سے ابو ہلال ترکی چار ہزار کے لشکر کے ساتھ مقرر کیا گیا چنانچہ نہر ریان پر صف آرائی ہوئی زنگی غلاموں نے اس کے بھی شکست دے دی اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا سیکٹروں آدمی قتل ہو گئے۔ اس کے بعد ابو منصور (یہ بنی ہاشم کا آزاد کردہ غلام تھا) ایک عظیم الشان لشکر لے کر زنگیوں کی گوشمالی کے لئے چلا اس لشکر میں متطوعہ (والنیٹر) کی بہت بڑی جماعت تھی بلالیہ اور سعدیہ کی فوجیں بھی شریک تھیں علی نے اس کے مقابلہ پر علی ابن ابان کو متعین کیا چنانچہ ابو منصور کے ایک دستہ سے مڈبھیڑ ہوئی علی ابن ابان نے اس کو شکست فاش دی اور ایک گروپ کو گھاٹ پر بھیج دیا جہاں پر تقریباً ایک ہزار کشتیاں لنگر انداز تھیں کشتی والے زنگیوں کے آتے دیکھ کر بھاگ گئے زنگیوں نے بغیر بڑے بھڑے لوٹ لیا۔

ابو منصور کو شکست:......اس واقعہ سے ابو منصور کو طیش آ گیا اور مسلح ہو کر خود میدان جنگ میں آیا زنگیوں نخلستان میں میدان لگایا ان کے لشکر کے دو ٹکڑے کئے گئے ایک علی بن ابان کی ماتحتی میں اور دوسرا محمد بن مسلم کی ماتحتی میں جنگ کرنے کے لئے بڑھا اتفاق سے ابو منصور کو شکست ہوئی اور ایک بڑا گروہ معرکہ کارزار میں کام آ گیا زنگیوں نے ان کے مال واسباب اور آلات حرب پر قبضہ کر لیا اور اطراف وجونب کے دیہات اور قصبوں پر قصبات پر قتل وغارت کا ہاتھ بڑھایا جس سے زنگیوں کو بہت بڑا مالی فائدہ ہو گیا اور وہ مالا مال ہو گئے۔

بصریٰ پر زنگیوں کے حملے:......اس کے بعد علی نے بصرہ کا رخ کیا راستے میں لشکر بصریٰ سے مقابلہ ہوا جو کہ زنگیوں سے شکست کھا کر بھاگ گیا اگلے دن بصرہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا چنانچہ اہل بصرہ جمع ہو کر میدان جنگ میں آئے اور خشکی اور دریا کے راستے حملہ کیا زنگیوں نے اس معرکہ میں بھی ان کو شکست دی چنانچہ بہت بڑی ہزیمت تھی اس میں ہزاروں آدمی کام آ گئے اہل بصرہ نے ان واقعات سے خلیفہ کو مطلع کیا اور دربار خلافت کی طرف سے جعلان ترکی کو اہل بصریٰ کی کمک پر بھیجا گیا اور ایلہ پر ابوالاخوص باہلی کو متعین کیا گیا اور ترکوں کا ایک عظیم الشان لشکر اس کے ساتھ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ زنگیوں کے سردار نے اپنے ساتھیوں کو دائیں بائیں قتل وغارت کے لئے پھیلا دیا تھا، جعلان نے بصریٰ کے قریب پہنچ کر زنگیوں کے لشکر سے ایک کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اور ارد گرد خندق کھدوائی چھ ماہ تک وہیں ٹھہرا رہا اور زینبی اور بنو ہاشم کو زنگیوں سے جنگ کرنے بھیجتا رہا ان لڑائیوں سے کوئی نتیجہ فریقین کے نفع ونقصان کا نہ نکل سکا۔

ایلہ پر قبضہ: ......ایک دن زنگیوں نے جعلان کے لشکر پر شب خون مارا اور حالت غفلت میں پہنچ کر ایک بڑے گروپ کو کاٹ ڈالا مجبو ہو کر جعلان نے وہ مورچہ چھوڑ دیا اور جنگ سے ہاتھ کھینچ کر بصرہ واپس آ گیا زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ لشکر کو لوٹ کر کشتیوں کو تخت وتاراج کیا اور کشتی والوں کو قتل کر دیا بے حد مال واسباب ان کے ہاتھ آیا اس کے قتل وغارت کرتے ہوئے ایلہ کی طرف گئے اور رجب ۲۵۲ھ کے آخر میں بزورتیغ ایلہ میں گھس کر اس کے گورنر ابوالاحوص عبیداللہ بن حمید کو ایک بڑے گروہ کے مار ساتھ قتل کر کے آگ لگا دی چنانچہ ایلہ جل کر خاک وسیاہ ہو گیا۔

عیاذان اور اہواز پر قبضہ: ......اس واقعہ کی قیامت خیز خبر اہل عیاذان کو ملی تو ان لوگوں نے قتل وغارت کے خوف سے امن کی درخواست کی زنگیوں نے ان کے امن دے دیا اور جو کچھ وہاں مال واسباب ۔ آلات حرب اور لونڈی غلام وغیرہ تھے غرض سب پر اہواز تک قبضہ کر لیا ان دنوں اہواز میں دیوان الخراج (محکمہ مال) کا افسر اعلیٰ ابراہیم بن مدبر تھا اہل اہواز زنگیوں کے خوف سے بھاگ گئے زنگیوں نے اہواز میں گھس کر خاطر خواہ لوٹا۔اور ابراہیم بن مدبر کو گرفتار کر لیا۔اہل بصرہ زنگیوں کے خوف سے شہر چھوڑ کر آس پاس کے علاقوں میں چلے گئے۔

زنگیوں کی شکست: ......اس کے بعد معتمد نے سعید بن صالح حاجب (لارڈ چیمبرلین) کو ۲۵۷ھ میں زنگیوں سے جنگ کرنے بھیجا لہٰذا اس نے سیاہ بخت زنگیوں کو شکست دے دی اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔انہی سیاہ بختوں کے پنجۂ غضب میں ابراہیم ابن مدبر گرفتار تھا یحیٰی بن محمد بحرانی کا مکان اس کے لئے جیل بنایا گیا تھا دو کالے دیو اس کی حفاظت نگرانی مقرر تھے ابن مدبر نے ان سے ساز باز کر کے ایک سرنگ کھدوائی اور اس کے راستے سے نکل کر اپنے اہل وعیال کے پاس پہنچ گیا۔

محمد بن بغا کا قتل: ......رجب ۲۵۶ھ کے شروع میں ان ترکوں نے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور جو کرخ اور شاہی مکانات کی حفاظت پر مقرر تھے تنخواہ اور روزینے کے مانگنے کا بہانہ کر کے پھر ایک ہنگامہ برپا کیا خلیفہ مہتدی نے اپنے بھائی ابوالقاسم اور کیغلغ ترکی وغیرہ کو ترکوں کے پاس بھیجا چنانچہ ابوالقاسم اور کیغلغ ❶ کے سمجھنے سے شورش ختم ہو گئی اور اپنے اپنے مکانات اور ٹھکانوں پر واپس آ گئے کسی نے ابونصر محمد بن بغا تک یہ خبر پہنچا دی کہ خلیفہ مہتدی نے ترکوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ سارا مال اور خزانہ محمد وموسیٰ بن بغا کے قبضہ میں ہے چنانچہ محمد بن بغا اپنے بھائی کے پاس سن ❷ بھاگ گیا اس کا بھائی سن میں مساور خارجی سے لڑ رہا تھا خلیفہ مہتدی نے محمد بن بغا کو بلوانے کے لئے کئی خطوط لکھے اور امان دی محمد بن بغا اپنے بھائی مثون اور کیغلغ کے ساتھ واپس آ گیا خلیفہ مہتدی نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پندرہ ہزار دینار اس کے وکیل سے وصول کر کے اس کو قتل کر ڈالا۔ ❸

مہتدی کا موسیٰ کے قتل کا حکم: ......جن دنوں محمد بن بغا قید میں تھا انہی دنوں میں خلیفہ مہتدی نے ایک فرمان موسیٰ بن بغا کے لئے بابکیال کی معرفت روانہ کیا اس میں لکھا تھا لشکر اسلام کا چارج بابکیال کو دے کے تم دارالخلافت چلے آؤ اور روانگی کے وقت بابکیال کو یہ ہدایت کر دی کہ لشکر اسلام کا چارج لینے کے بعد مساور خارجی سے جنگ کرنے میں کوتاہی نہ کرنا اور موسیٰ بن بغا اور مفلح کو کسی حیلہ سے موقع پا کر مار ڈالنا۔ بابکیال نے موسیٰ کے پاس پہنچ کر خلیفہ مہتدی کا فرمان پڑھا ابھی موسیٰ کوئی جواب نہ دینے پایا تھا کہ بابکیال نے اپنی روانگی اور محمد بن بغا کی گرفتاری، قید اور خلیفہ مہتدی کی خفیہ ہدایت کا حال لفظ بلفظ کہہ دیا موسیٰ اور مفلح کے تو ہوش یہ سن کر اڑ گئے اور وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے۔

مہتدی کے خلاف ہنگامہ: ......آخر کار یہ طے پایا کہ بابکیال دارالخلافت واپس جائے اور خلیفہ مہتدی کو قتل کرنے کی صورتیں اور تدابیر پیدا کرے چنانچہ بابکیال یار جوج ❹ ،اساتلین اور سیما طویل کے ساتھ نصف رجب کو دارالخلافت واپس آ گیا۔خلیفہ مہتدی نے بابکیال کو گرفتار

---

❶ ......ایک نسخے میں کیغلغ کے بجائے کفقا تحریر ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۲۵)

❷ ......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن سن کے بجائے سندھ کا ذکر ہے حالانکہ دونوں الگ الگ مقامات ہیں، (جلد ۳ صفحہ ۳۰۲)، اس کے علاوہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں اسی جگہ مساور الشرائی تحریر ہے جبکہ ایک نسخے میں، موسیٰ الشرابی، تحریر ہے جو کہ صحیح نہیں ہے، دیکھیں ابن اثیر کی تاریخ (الکامل جلد ۴ صفحہ ۴۲۵)۔ ❸ ......یہ واقعہ ۳ رجب ۲۵۶ھ کا ہے، دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۳۹۰)

❹ ......علامہ ابن اثیر کی تاریخ (الکامل جلد ۴ صفحہ ۴۲۵) پر یار جوج کے بجائے یار کوج تحریر ہے جبکہ (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۶۲) پر یار جوج کے بجائے یار جوخ تحریر ہے۔

کرا کے قید کر دیا با بکیال کے ساتھیوں اور ترکوں نے جمع ہو کر اسی بناء پر ہنگامہ کر دیا خلیفہ مہتدی نے صالح سے رائے مانگی تو صالح نے ترکوں کے قتل اور بربادی کرنے کی رائے دی خلیفہ مہتدی جوش شجاعت میں آ کر اٹھ کھڑا ہوا ترکوں، فراعنہ اور مغاربہ فوجوں کو تیاری کا حکم دیا اور جنگ کے ارادے سے مسلح ہو کر نکلا میمنہ میں مسرور بلخی ❶ تھا، میسرہ میں یارجوج اور خود مہتدی اساتکین اور دوسرے سپہ سالاروں کے ساتھ لشکر کے قلب میں تھا۔

مہتدی کی شکست اور فرار:......رعب وداب دکھانے کی غرض سے بابکیال کے قتل کا حکم صادر کیا عتاب بن عتاب نے اس کا سر اتار کر ترکوں کے سامنے پھینک دیا۔ بجائے مرعوب ہونے کے ترکوں میں اس سے اور زیادہ اشتعال پیدا ہو گیا طرہ اس پر یہ ہوا کہ جتنے ترکی فوجی اس کے میمنہ ومیسرہ میں تھے وہ بابکیال کے قتل پر بگڑ کے بلوائیوں سے جا ملے باقی لشکر مقابلہ کے دوران شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا تنہا خلیفہ مہتدی کیا کرتا شمشیر بکف لڑتا ہوا بھاگا جا رہا تھا اور چیخ چیخ کر پکار رہا تھا "یامعشر المسلمین انا امیر المؤمنین قاتلو اعن خلیفتکم" (اے مسلمانان میں امیر المؤمنین ہوں کہاں بھاگے جا رہے ہو اپنے خلیفہ کے طرف سے لڑو) مگر کوئی جواب نہیں دے رہا تھا اس طرح وہ جیل پہنچ گیا میں اس خیال سے کہ شاید رہائی پانے کے بعد قیدی میری طرف سے لڑیں اس نے جیل کا دروازہ کھول دیا اور ان کی ہتکڑیاں اور بیڑیاں کاٹ دیں قیدیوں میں سے کسی نے اس کے خیال کی تائید نہیں کی اور رہائی پاتے ہی ہُر ہو گئے مجبور ہو کر احمد بن جمیل ❷ نامی پولیس افسر کے مکان میں چھپ گیا۔

مہتدی کا قتل:......بلوائیوں نے وہاں پہنچ کر دروازے توڑ کے اس کو نکالا اور ایک خچر پر سوار کرا کے جوسق میں لائے اور احمد بن خاقان کے پاس نظر بند کر دیا اس کے بعد بلوائیوں نے خلیفہ مہتدی کو معزول کرنے کا مشورہ کیا مگر خلیفہ مہتدی نے اس سے انکار کیا بلکہ معزولی کے بجائے مر جانے پر آمادگی ظاہر کی بلوائیوں نے اس کو ایک خط جو موسیٰ بن بغا، بابکیال اور دیگر سپہ سالاران لشکر کے نام تھا دکھایا یہ خط خاص اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اس کا مضمون یہ تھا "کہ ان لوگوں کے ساتھ کبھی بدعہدی نہیں کی جائے گی اور نہ کبھی ان لوگوں کو دھوکا دیا جائے گا نہ ان لوگوں کے ساتھ کسی قسم کی چال چلی جائے گی اور نہ کبھی ان لوگوں کے قتل کا بہانہ ڈھونڈھا جائے گا اور جب کوئی فعل اس قسم کیا جائے تو یہ لوگ جس کو چاہیں خلیفہ بنائیں میری بیعت کی پابندی ان پر ضروری نہیں ہوگی" خلیفہ مہتدی یہ خط دیکھ کے خاموش ہو گیا اور ان لوگوں نے خلیفہ مہتدی کے قتل کو مباح تصور کر کے خلیفہ مہتدی ❸ کا کام تمام کر دیا۔

معزولی ایک اور روایت:......مذکورہ روایت کے علاوہ مؤرخین نے خلیفہ مہتدی کے معزول ہونے کی یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ کرخ اور شاہی مکانات کے ترکوں نے خلیفہ مہتدی نے حاضر ہو کر کچھ عرض کرنے کی اجازت مانگی خلیفہ مہتدی نے حاضری کی اجازت دی محمد بن بغا دربار خلافت سے اٹھ کر محمدیہ کی طرف چلا گیا اور ترک چار ہزار کی تعداد میں دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ موجودہ سپہ سالاروں کو معزول کر دیا جائے اور ان کا احتساب کیا جائے اور بڑے عہدوں پر خاندان خلافت کے افراد کو مقرر کیا جائے، خلیفہ مہتدی نے اس دوخواست کی منظوری کا وعدہ کر لیا تو وہ اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس آ گئے صبح ہوئی تو یہ لوگ وعدہ پورا کرنے کی درخواست کی تو خلیفہ مہتدی نے معذرت کی کہ فی الحال چند وجوہ سے ان وعدوں کو پورا نہیں کیا جا سکتا ہاں آہستہ آہستہ تمہاری خواہش کے مطابق سارے کام انجام دے دیئے جائیں گے مگر ترکوں نے نہیں مانا۔

مہتدی اور ترکوں کا اتفاق:......چنانچہ خلیفہ مہتدی نے کہا "اچھا تم لوگ قسم کھا کر وعدہ کرو کہ ہمیشہ تم اپنے اس قول پر قائم رہو گے اور جس شخص سے امیر المؤمنین لڑیں گے تم اس سے لڑو گے" ترکوں نے قسمیں کھا کر اس بات کا عہد و پیمان کر لیا اس کے بعد اپنے اور خلیفہ مہتدی کی جانب

❶......ایک نسخے میں مسرور بلخی کے بجائے، وشی والبلخی، تحریر ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۲۵) اور (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۶۲)

❷......(تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۵۸) پر تحریر ہے کہ مہتدی نے مجبور ہو کر ابو صالح عبداللہ بن محمد بن یزداد کے گھر پہنچا اور پناہ لی (یہ بات بابک کے واقعے کے بعد کی ہے) اور اس گھر میں احمد بن جمیل صاحب المعونہ بھی رہتا تھا۔

❸......عباسی خلیفہ مہتدی باللہ عباسی خلفاء میں نہایت دیندار، متقی، پرہیزگار اور انصاف پسند تھا، اس نے لہو ولعب، ناچ رنگ، گانا بجانا اور شراب نوشی وغیرہ پر پابندی لگا دی تھی، حکومت کے اراکین کو بھی ظلم وستم سے روکتا تھا گیارہ مہینے اور پندرہ راتیں حکومت کی، ۳۸ سال کی عمر میں قتل کیا گیا (تاریخ الکامل لابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۳، حاشیہ از مترجم)۔ خلیفہ مہتدی باللہ کے قتل کی مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۲۶)، (العقد الفرید جلد ۵ صفحہ ۱۲۵)

سے محمد بن بغا کو خط لکھا جس میں اس کو دربار خلافت سے چلا جانے پر ملامت کی اور یہ بھی لکھا کہ ہم لوگ اپنا حال عرض کرنے آئے تھے مکان خالی پا کر قیام کر دیا۔ محمد بن بغا یہ خط دیکھ کر واپس آ گیا ان لوگوں نے محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور مفلح کو طلبی کا خط لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ لشکر اسلام فلاں شخص کو (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) چارج دے دو اور خفیہ طور پر چند لوگوں کو جب کہ وہ لوگ اس حکم کی تعمیل نہ کریں ان کو گرفتار کر لانے کی ہدایت کر دی جس وقت یہ خط موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے پڑھا گیا تو سب نے اس کی تعمیل سے انکار کر کے بالاتفاق سامرا کی جانب کوچ کر دیا خلیفہ مہتدی نے جنگ کے ارادے سے لشکر مرتب کیا فریقین میں کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے موسیٰ کے ساتھی یہ چاہتے تھے کہ موسیٰ کو کسی صوبہ کا گورنر بنایا جائے تاکہ موسیٰ اس صوبہ کی طرف چلا جائے۔

بابکیال کا قتل:......خلیفہ مہتدی کے مصاحبوں کا یہ منشاء تھا کہ موسیٰ دربار خلافت میں حاضر ہو کر مال وخزانہ کا حساب سمجھائے لہٰذا دونوں فریق کسی بات پر متفق نہ ہو سکے یہاں تک کہ موسیٰ کے بہت ساتھی موسیٰ سے علیحدہ ہو گئے مجبوراً موسیٰ اور مفلح نے خراسان کا رخ کیا اور بابکیال چند سپہ سالاروں کے ساتھ خلیفہ مہتدی سے آ ملا خلیفہ مہتدی نے چونکہ پہلے یہ اس کے مخالف تھا قتل کر دیا ترکوں میں سے اس ایک خفیف سی حرکت پیدا ہوئی مگر کسی نے کچھ چون وچرا نہ کی اس کے بعد ترکوں کو فراعنہ اور مغاربہ کا ہم پلہ سمجھا جانا ناگوار گذرا ان مکانات شاہی سے ان لوگوں کو نکال دینے کا ارادہ کر لیا خلیفہ مہتدی نے منع کیا مگر ترکوں کو ایک اچھا بہانہ ہاتھ آ گیا لہٰذا وہ بابکیال کے خون کا بدلہ ارادہ کے بہانے سے نکل کھڑے ہوئے۔ خلیفہ مہتدی اس طوفان اور تمیزی کو فرو کرنے کے لئے سوار ہوا اس لشکر میں چھ ہزار فوج فراعنہ اور مغاربہ کی تھی اور تقریباً ایک ہزار ترک بھی تھے جو صالح بن وصیف کے ساتھیوں میں سے تھے یہ خبر سن کر ترکوں نے بھی مجمع کیا دس ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ پر آئے چنانچہ خلیفہ مہتدی کو شکست ہوئی اور وہی واقعات پیش آئے جن کو آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

احمد بن متوکل کی خلافت:......اس واقعہ کے بعد ابوالعباس احمد بن متوکل جو کہ جوسق میں قید تھا'' کو لایا گیا حاضرین نے اس کی خلافت کی بیعت کر لی اور ترکوں نے موسیٰ بن بغا کو یہ واقعات لکھ بھیجے یہ اس وقت خانقین میں تھا لہٰذا اس نے بھی حاضر ہو کر بیعت کر لی۔ الغرض تکمیل بیعت اور تخت نشینی کے بعد احمد بن متوکل کو معتمد علی اللہ کا مبارک لقب دیا گیا۔

مہتدی کی پراسرار موت:......خلیفہ معتمد کے تخت خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو عہدہ وزارت دیا گیا بیعت کے دوسرے دن پندرہ رجب ۲۵۶ھ کی صبح کو خلیفہ مہتدی مردہ پایا گیا جب کہ اس کی خلافت کا پہلا سال پورا ہو رہا تھا❶۔ ۲۶۳ھ میں عبیداللہ بن یحییٰ میدان میں گھوڑے سے گر کر مر گیا سر میں سخت چوٹ آئی سارا دماغ نتھنوں کے ذریعے بہہ گیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے قلمدان وزارت محمد بن مخلد کے حوالے کر دیا کچھ دن بعد اس موسیٰ بن بغا سے اَن بَن ہو گئی خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کی ناراضگی کی وجہ سے اس کو معزول کر کے سلیمان بن وہب کو عہدۂ وزارت عطا کر دیا پھر اس کو بھی معزول کر کے قید کر دیا پھر حسن بن مخلد کو وزارت دی گئی۔ موفق کو سلیمان بن وہب کو قید کر دینے سے ناراضگی پیدا ہوئی چنانچہ اس نے بغداد کی مغربی جانب صف آرائی کی اور فریقین میں خط وکتابت شروع ہوئی پھر آخر کار دونوں میں مصالحت ہو گئی اور ابن وہب کو رہا کر دیا گیا یہ واقعہ ۲۶۴ھ کا ہے۔

مصر وکوفہ میں علویہ کا ظہور:......۲۵۶ھ میں ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن حنفیہ تو ابن صوفی ❷ مشہور تھا مصر میں ظاہر ہوا آل محمد کی حمایت کی لوگوں کو دعوت دینے لگا بلاد صعید کے چند قصبوں پر قابض ومتصرف ہو گیا احمد بن طولون نے ایک لشکر مصر سے روانہ کیا ابن صوفی نے اس کو شکست دے کر اس کے سپہ سالار کو قتل کر دیا دوسرا لشکر آیا تو مقام اخمیم میں صف آرائی ہوئی مگر ابن صوفی کو اس معرکہ میں شکست ہو گئی اور وہ بھاگ کر الواحات پہنچ گیا اور لشکر کی فراہمی کی کوشش کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ایک لشکر تیار ہو گیا مرتب ومسلح ہو کر اشمونین کی جانب کوچ کیا ابوعبدالرحمن

---

❶......مروج الذہب میں مدت خلافت گیارہ مہینے تحریر ہے (جلد ۴ صفحہ ۲۰۷) جبکہ (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۲۸ پر مہتدی کی مدت خلافت کل گیارہ مہینے اور پندرہ دن تحریر ہے۔

❷......ایک نسخے میں صوفی کے بجائے صومی تحریر ہے جو کہ غلط ہے (الکامل لابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۳۲)۔

عمری (یعنی عبدالمجید بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر) سے مڈبھیڑ ہوگئی۔

ابوعبدالرحمٰن عمری:......چونکہ بجاۃ آئے دن بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کرتے تھے اور سرحدی مسلمانوں کو آرام سے نہیں رہنے دیتے تھے اس لئے ابوعبدالرحمٰن عمری نے خود کو جنگ بجاۃ اور ان کے ملک پر جہاد کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا، اسی ہمدردی اور حمیت اسلامی کی وجہ سے اس کی شان وشوکت بڑھ گئی آس پاس میں اس کے متبعین بہت زیادہ تھے۔ احمد بن طولون نے یہ خبر سن کر ایک لشکر ابوعبدالرحمٰن کی طرف روانہ کیا ابوعبدالرحمٰن نے امیر لشکر سے معذرت کی کہ میں نے فتنہ وفساد برپا کرنے کی غرض سے خروج نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کی اذیت اور تکلیف دور کرنے کے ارادے سے کمر ہمت باندھی ہے ابن طولون میری حالت سے واقف نہیں ہے تم جا کر اس سے میری حالت بیان کرو اگر وہ تم کو واپس بلا لے تو ٹھیک ہے ورنہ تم لوگ معذور سمجھے جاؤ گے امیر لشکر نے اس معذرت پر توجہ نہیں کی اور صف آرائی کر کے بھڑ گیا ابوعبدالرحمٰن نے اس کو شکست دے وہ بھاگ کر اسواں پہنچ گیا۔

ابن صوفی کی وفات:......احمد ابن طولون کو جب ان واقعات کی اطلاع ملی تو امیر لشکر سے سخت ناراض ہوا اور ابوعبدالرحمٰن کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا چنانچہ ابوعبدالرحمٰن نے تلوار کے زور سے بجاۃ کو جزیہ ادا کرنے پر مجبور کر دیا مقام اشمونین میں جہاں کہ آپ ابھی سیر کر رہے تھے علوی اور عمری سپہ سالاروں سے جنگ ہونے والی تھی ہر ایک اپنے اپنے لشکروں کو لے کر ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑا ہوا تھا دونوں حریف جنگ پر تلے ہوئے تھے مگر تم عمری کی سوانح سننے میں ایسے مصروف ہوئے کہ تم کو خبر تک نہ ہوئی عمری نے متعدد لڑائیوں کے بعد علوی بہادر (ابن صوفی) کو شکست دی جس سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا ابن صوفی بھاگ کے اسوان پہنچا اور آس پاس کے علاقوں پر قتل وغارت کا ہاتھ بڑھایا احمد ابن طولون نے مصر سے ایک لشکر جرار روانہ کیا ابن صوفی اس سے مطلع ہو کر عیذاب کی جانب بھاگا اور دریا عبور کر کے مکہ معظمہ پہنچا اس کے ساتھی تتر بتر ہو گئے گورنر مکہ نے ابن صوفی کو گرفتار کر کے احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا وہاں یہ ایک مدت تک جیل میں رہا اس کے بعد رہا کر دیا گیا تو مدینہ منورہ چلا آیا اور اسی سرزمین پاک میں اس کا انتقال ہو گیا۔

علی بن زید علوی:......اسی ۲۵۶ھ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں دولت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا اور کوفہ پر قبضہ کر کے گورنر کوفہ کو نکال دیا خلیفہ معتمد نے شاہ بن میکال کو روانہ کیا علی بن زید نے پہلے ہی معرکہ میں شاہ بن میکال کو شکست دے کر اس کے بہت سے ساتھیوں کو مار دیا تب خلیفہ معتمد نے کیجور ترکی کو علی بن زید سے جنگ کے لئے متعین کیا علی بن زید یہ خبر پا کر کوفہ سے قادسیہ آ گیا کیجور نے شوال ۲۵۶ھ میں کوفہ پر قبضہ کر لیا اور علی بن زید بلاد نبی اسد میں مقیم رہا اس کے بعد آخر ذی الحجہ سن مذکور میں کیجور ترکی نے دوبارہ علی بن زید پر چڑھائی کر دی ہوئی تو علی بن زید کے بہت سے ساتھی مارے اور قید کر لئے گئے چنانچہ جنگ کے بعد کیجور کوفہ واپس آ گیا پھر کوفہ سے خلیفہ کی اجازت کے بغیر سرمن رائے سرم چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا حتیٰ کہ خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں ایک لشکر چند سپہ سالاروں کے ساتھ روانہ کیا پھر مقام عکبرا میں ان لوگوں نے اس کو قتل کر دیا جس سے اس کی ساری امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ زنگیوں کے سردار کے پاس چلا گیا تھا اور اس نے اس کو ۲۶۰ھ میں قتل کر دیا اسی سن میں حسین بن زید طالبی نے رے پر قبضہ کر لیا تھا اور موسیٰ بن بغا اس سے جنگ کرنے روانہ کیا گیا تھا۔

زنگیوں کے بقیہ حالات:......ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب کو زنگیوں کی گوشمالی پر مقرر کیا تھا چنانچہ سعید نے میدان جنگ پہنچ کر زنگیوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں ان کو میدان جنگ سے بھگا دیا پھر دوبارہ وہ اپنی حالت درست کر کے لڑنے آئے سعید کو اس معرکہ میں ناکامی ہوئی اور اس کے اکثر ساتھی کام آ گئے لشکر گاہ جلا دی گئی چنانچہ خائب وخاسر لوٹ کر سامرا آیا خلیفہ معتمد نے جعفر بن منصور خیاط کو مقرر کیا چنانچہ جعفر نے پہلے کشتیوں کی آمد ورفت بند کر دی جس سے زنگیوں کی رسد بند ہو گئی اس کے بعد دریا کے راستے زنگیوں سے جنگ کرنے روانہ ہوا مگر ان سے شکست کھا کر بحرین چلا آیا۔

ابراہیم بن سیما سے جنگ:......زنگیوں کے سردار نے اپنے سپہ سالار علی بن ابان کو اربک کا پل توڑنے روانہ کیا چنانچہ اس کا ابراہیم بن سیما سے جب کہ وہ فارس سے واپس آ رہا تھا سامنا ہو گیا چنانچہ ابراہیم نے علی بن ابان کے لشکر پر حملہ کر دیا جس میں علی بن ابان زخمی ہوا اور اس کے

بہت سے ساتھی مارے گئے جنگ کے خاتمے پر ابراہیم نہر جی کی طرف روانہ ہوااور اپنے کاتب (سیکرٹری) شاہین بن بسطام کو علی بن ابان کے تعاقب کا حکم دیا گیا اور یہ ہدایت کردی کہ تھوڑی دور تعاقب کر کے دوسرے راستے راہ سے نہر جی پر آ کر علی جانا علی بن ابان کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ تیار ہو کر حالت غفلت میں عصر کے وقت شاہین کے لشکر پر حملہ کیا جس میں ایک بڑا گروہ کام آ گیا شاہین اور اس کا چچازاد بھائی قتل ہو گئے پھر جیسے ہی علی بن ابان شاہین کی جنگ سے فارغ ہوا ایک مخبر نے ابراہیم بن سیما کے قریب آ جانے کی خبر دی اسی وقت علی بن ابان نے اپنے ساتھیوں کو مرتب کر لیا عشاء کے وقت مڈبھیڑ ہوگئی ایک سخت اور بڑی خونریز جنگ کے بعد علی بن ابان نہر جی کی جانب واپس آ گیا۔

بصرہ پر زنگیوں کا حملہ:...... جس وقت منصور بن جعفر دریا میں زنگیوں سے شکست کھا کر واپس آیا تھا زنگیوں کے مقابلہ پر جانے سے جی چراتا تھا کشتیوں کی اصلاح، خندق کھودنے، اور مورچہ قائم کرنے پر اکتفا کر رہا تھا اسی دوران علی بن ابان نے اس کا محاصرہ کرنے کی غرض سے بصرہ پر چڑھائی کردی اور اہل شہر کو اپنی روانہ لڑائیوں اور چھیڑ چھاڑ سے تنگ کرنے لگا گردونواح کے خانہ بدوش عربوں کو سمجھا بجھا کر اپنا ہم خیال بنالیا ان کا ایک بڑا گروپ اس سے آملا اس نے ان لوگوں کو بصرہ کے چاروں طرف پھیلا دیا چنانچہ وہ دور دراز تک برابر لڑتا رہا بالآخر نصف شوال ۲۵۷ھ میں بصرہ کو طاقت سے فتح کر لیا اور نہایت بے رحمی سے اہل بصرہ کو قتل وغارت کر کے واپس آیا اس پر بھی اس کے بے رحم دل کو تسکین نہ ہوئی تو دوبارہ اور سہ بارہ قتل وغارت کرتا ہوا بصرہ چلا گیا جہاں تک کہ اہل بصرہ نے امان طلب کی اور علی بن ابان نے امان دے کر ان لوگوں کو دارالامارت کے ایک مکان میں جمع ہونے کا حکم دیا جب وہ جمع ہو گئے تو اس نے ان سب کو قتل کر دیا جامع مسجد اور بصرہ کے محلات میں آگ لگا دی۔ آتش زنی اتنی زیادہ بڑھی کہ بصرہ میں اِس سرے سے اُس سرے تک آگ ہی آگ تھی لوٹ مار کی کوئی حد نہ تھی اہل جہاں نظر آتے مار ڈالے جاتے تھے چند دنوں تک یہی حالت قائم رہی ❶ آخر کار الامان الامان کی منادی کرادی چونکہ اہل بصرہ اس سے پہلے ایک بار دھوکا کھا چکے تھے لہٰذا کوئی شخص باہر نہیں نکلا رفتہ رفتہ اس کی خبر خبیت ❷ (زنگیوں کے سردار) کو ملی چنانچہ اس نے علی بن ابان کو معزول کر کے یحیٰی بن محمد بحرانی کو مامور کر دیا۔

مولد سے جنگ:...... جس وقت زنگیوں نے بصرہ میں داخل ہو کر شہر کو ویران وخراب کر دیا خلیفہ معتمد نے محمد,, جو کہ مولد مشہور,, تھا کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا چنانچہ مولد روانہ ہو کر ابلہ پہنچا اور پھر ابلہ سے کوچ کر کے بصرہ پہنچا اہل بصرہ اس کے پاس آ کے جمع ہوئے اور زنگیوں پر حملہ کر دیا زنگی بصرہ سے نکل کر نہر معقل کی طرف چلے آئے خبیت (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالار یحیٰی بن محمد کو جنگ مولد پر روانہ کیا چنانچہ دس دن تک لڑائی ہوتی رہی اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا تب خبیت نے ابولیث اصفہانی کو یحیٰی بن محمد کی کمک پر بھیجا اور حالت غفلت میں شب خون مارنے کی ہدایت کی چنانچہ ابولیث اور یحیٰی بن محمد نے مولد کے لشکر پر شبخون مارا ساری رات اور پھر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی مغرب کے وقت مولد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی زنگیوں نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا یحیٰی نے جامدہ تک منہزم گروہ کا تعاقب کیا اثناء تعاقب میں جس کو پایا گرفتار کر لیا جو کچھ ملا لوٹ لیا قرب وجوار کے قصبوں اور دیہاتوں کو تخت وتاراج کر دیا۔ غرض جہاں تک ان کی قوت تھی اس کو ان لوگوں نے قتل وخونریزی اور غارت میں خرچ کر دیا اور جنگ کے بعد نہر معقل کی جانب واپس آ گئے۔

منصور کی موت:...... جس وقت زنگیوں کو بصرہ کی مہم سے فراغت حاصل ہوئی علی بن ابان نے نہر جی کا رخ کیا اہواز میں ان دنوں منصور بن جعفر خیاط گورنر تھا خلیفہ معتمد نے اس کو زنگیوں سے جنگ کے بعد جو بحرین میں ہوئی تھی اہواز کا گورنر بنایا چنانچہ منصور نے اہواز پہنچ کر نہر جی پر قیام کیا اس دوران زنگیوں کا نامی گرامی سپہ سالار علی بن ابان پہنچ گیا اس کے بعد ہی ابولیث صفہانی دریا کے راستے کی کمک پر آ گیا علی کے حکم اور اجازت کے بغیر منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا اتفاق یہ کہ منصور کے لشکر کو کامیابی حاصل ہوئی اور ابولیث کے ساتھیوں کا اکثر حصہ اس معرکہ میں کام آ گیا گنتی کے چند آدمی بھاگ کر خبیت کے پاس پہنچ گئے اس کے بعد علی بن ابان اور منصور کی معرکہ آرائی ہوئی ظہر کے وقت سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر منصور کے لشکر کو شکست ہوئی زنگیوں نے تعاقب کیا منصور اس ڈر سے کہ کہیں میں گرفتار نہ ہو جاؤں نہر ❸ میں کود گیا مگر تیر نہ سکا لہٰذا ڈوب کر مر گیا۔

---

❶...... دیکھیں (مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۲۳۵)۔ ❷...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۳ صفحہ ۳۰۵) پر زنگیوں نے سردار کا نام خبیت کے بجائے خبیث تحریر ہے۔ ❸...... تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۹۱ پر نہر کا نام ,,عمر بن مہران,, تحریر ہے۔

ایک اور قول:......بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ایک زنگی سپاہی نے منصور کے نہر میں میں کودنے کے بعد پانی میں کود کر منصور کا کام تمام کر دیا تھا اس کے مارے جانے کے بعد اس کے بھائی خلف بن جعفر بھی قتل ہو گیا یار جوج نے ترکی سپہ سالار اصط میخور کو منصور کی جگہ کر دیا۔

ابواحمد موفق:......ابواحمد موفق (خلیفہ معتمد علی اللہ کا بھائی) مکہ معظمہ کا گورنر تھا جس وقت زنگیوں نے آتش فساد بھڑ کائی تو خلیفہ معتمد نے اسے مکہ معظمہ سے بلوا کر کوفہ، حرمین، کے راستے اور یمن کی حکومت عنایت کی اور کچھ عرصے بعد بغداد، سواد، واسط کوفہ، دجلہ بصرہ اور اہواز کا گورنر بھی بنادیا اور یہ ہدایت کی کہ اپنی جانب سے یارجوج کو بصرہ، کوردجلہ، یمامہ اور بحرین پر مقرر کر دو چنانچہ یارجوج نے اپنے تقرری کے بعد ان علاقوں کا سعید بن صالح کو اپنا نائب مقرر کیا جب صالح کو زنگیوں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی تو یارجوج نے بصرہ کوردجلہ اور اہواز پر اس کی جگہ منصور کو متعین کیا اور جب منصور انہی لڑائیوں میں مارا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابواحمد موفق کو مصر قنسرین اور عواصم کی گورنری بھی عنایت کر دی اور مفلح کو خلعت فاخرہ دی گئی۔

یہ واقعہ ۲۵۸ھ ❶ کا ہے پھر ان دونوں کو زنگیوں کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا چنانچہ عظیم الشان لشکر کے ساتھ یہ دونوں سردار روانہ ہوئے اور خلیفہ معتمد اپنے بھائی کو ایک منزل تک چھوڑنے آیا۔

مفلح کی شہادت:......اس وقت علی بن ابان نہر یحییٰ ❷ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا یحییٰ بن محمد بحرانی نہر عباس پر رکا ہوا تھا اور خبیث (زنگیوں کا سردار) اپنے ساتھیوں اور گنتی کے چند سپاہیوں کے ساتھ لوٹ کا مال واسباب لانے کی غرض سے بصرہ تک آ جا رہا تھا لہٰذا جس وقت موفق نے نہر موصل پہنچ کر پڑاؤ کیا تو زنگیوں کا لشکر مرعوب ہو کر اپنے سردار کے پاس چلا گیا زنگیوں کے سردار نے علی بن ابان کو موفق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا مگر مفلح سے مڈبھیڑ ہو گئی جو موفق کے مقدمۃ الجیش پر تھا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی جنگ کے دوران مفلح کو ایک تیر لگا جس کے صدمہ سے وہ اسی وقت مشہور ہو گیا اس کا مارا جانا تھا کہ لشکر بھاگ نکلا اور بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے گئے۔

موفق کی سرے سے تیاری:......اس واقعہ سے موفق کو کمک اور ترتیب لشکر کی ضرورت محسوس ہوئی مفلح کے مارے جانے کی وجہ سے مجبوری میں میدان جنگ سے ابلہ کی جانب چلا گیا اور نہر اسد پر قیام کر کے فوج کی ٹریننگ میں مصروف ہو گیا اتفاق سے لشکر میں وباء پھوٹ نکلی اس کے اکثر ساتھی بیمار ہو گئے اور بعض مر بھی گئے چنانچہ نہر اسد سے کوچ کر کے بادرود چلا گیا اور آلات حرب سامان جنگ کی فراہمی درستی اور جہازوں کے بیڑے اور تربیت لشکر میں مشغول ہو گیا جب اس طرف سے ایک گونہ اطمینان ہو گیا تو خبیث کے لشکر پر حملہ کر دیا یہ لڑائی نہر ابوخصیب پر ہوئی جنگ نہایت خطرناک اور خونریز تھی اس معرکہ میں زنگیوں کا ایک بڑا گروہ مارا گیا بہت سی مسلمان عورتیں جن کو ان سیاہ بختوں نے گرفتار کر لیا تھا چھڑا لی گئیں۔ جنگ کے خاتمہ پر ابواحمد اپنی لشکر گاہ ''بادرود'' واپس آ گیا بادرود میں آنے کے ساتھ ہی لشکر گاہ میں آگ لگ گئی اس نے فوراً واسط کی جانب کوچ کر دیا واسط پہنچ کر آرام کی غرض سے اس کے اکثر ساتھی اس سے جدا ہو گئے چنانچہ یہ بھی واسط میں محمد بن مولد کو اپنی جگہ چھوڑ کر سامرا کی طرف واپس لوٹ گیا۔

یحییٰ بن محمد زنگی:......جس وقت اصطیخور ❸ منصور خیاط کے بعد گورنر اہواز بن کر آیا اور جس وقت موفق زنگیوں کی طرف جنگ کے ارادے سے جا رہا تھا یہ خبر ملی کہ یحییٰ بن محمد زنگیوں کا نامور سپہ سالار نہر عباس کی جانب روانہ ہوا ہے اسی وقت اصطیخور نے اپنی فوج کو راستہ کر کے کوچ کر دیا چنانچہ نہر عباس پر یحییٰ بن محمد سے مڈبھیڑ ہو گئی یحییٰ نے اپنے لشکر کو دو حصوں پر تقسیم کیا ایک حصہ کو اصطیخور کے مقابلہ پر رکھا اور خود نے دوسرے

---

❶......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۳ صفحہ ۳۰۶) پر اس واقعہ کا ماہ ربیع ۲۵۸ھ میں ہونا ذکر کیا گیا ہے ربیع الاول یا ربیع الثانی کی وضاحت نہیں کی گئی جبکہ (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۹۰) پر اس واقعہ کو بروز جمعرات اوائل ربیع الثانی ۲۵۸ھ میں ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

❷......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۳ صفحہ ۳۰۶) پر نہر یحییٰ کے بجائے نہر جی تحریر ہے۔

❸......یہاں صحیح لفظ اصغجون ہے، دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۹۵)

حصہ کے ساتھ نہر عبور کر کے ان کشتیوں پر حملہ کر دیا جو اصطیخور کے ساتھ رسد لے کر آئی تھیں اور ان کو لوٹ لیا شام کے وقت اپنے گشتی دستے کو دجلہ کی جانب روانہ کیا موفق کے لشکر سے جو نہر اسد کی طرف بڑھ رہا تھا ٹکراؤ ہو گیا اور دو دو ہاتھ لڑ کے بھاگ کھڑا ہوا، موفق کے مقدمۃ الجیش نے اس کا تعاقب کیا مگر بھاگنے والے گروہ نے پکڑ دھکڑ کی گھبراہٹ میں جس طرف یحییٰ تھا وہاں سے عبور نہ کیا بلکہ دوسری جانب عبور کر لیا اور فتح مند گروپ جو اس کے تعاقب میں تھا یحییٰ سے آ کر ٹکرا گیا۔

یحییٰ کا عبرتناک قتل:......اس وقت یحییٰ کے ساتھ گنتی کے چند آدمی تھے وہ تھوڑی دیر لڑ کر شکست کھا کے بھاگے اور یحییٰ زخمی ہو کر ایک کشتی میں چھپ گیا موفق کے مقدمۃ الجیش نے زنگیوں کے مال غنیمت اور کشتیوں کو لوٹ لیا اور بعض کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ کشتی والوں نے شاہی سطوت سے ڈر کر یحییٰ کو ایک گھاٹ پر لے جا کے اتار دیا گھاٹ کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں تھا یحییٰ پریشان حال اس گاؤں میں پہنچا اس کے زخموں کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تھی اس لئے علاج کے لئے ایک طبیب سے رجوع کیا۔ طبیب کو اس کے رنگ وڈھنگ سے شبہہ پیدا ہوا چنانچہ ابواحمد کے ساتھیوں کو جا کر اس کی اطلاع کر دی ابواحمد نے اس کو گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اس کے بعد قتل کر دیا گیا۔

اہواز پر قبضہ:......زنگیوں کو اس قیامت خیز سانحے سے سخت صدمہ ہوا اس کے بعد ۲۵۹ھ میں خبیث نے اپنے نامی گرامی سپہ سالار علی ابن ابان اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی کو اہواز کی جانب روانہ کیا اور اس لشکر کو بھی ان کی فوج میں شامل کر دیا جو یحییٰ بن محمد بحرانی کے لشکر میں تھا مقام وشتمیسان میں اصطیخور سے مقابلہ ہوا چنانچہ زنگیوں نے بے جگروں سے حملہ کیا جس میں اصطیخور کو شکست ہوئی اس دوران اصطیخور مارا گیا اور ایک بڑا گروہ اس کے ساتھیوں کا اس واقعہ کی نذر ہو گیا حسن بن ہرثمہ، حسن بن جعفر وغیرہ گرفتار ہو گئے کامیاب گروپ کامیابی کے ساتھ اہواز میں داخل ہو گیا ایک مدت تک اہواز کے آس پاس لوٹ مار کرتا رہا اور دن دہاڑے جس کو پایا لوٹ لیا حتیٰ کہ موسیٰ بن بغا ان کے مقابلہ پر آیا

ابن بغا بمقابلہ زنگیاں:......زنگیوں نے ۲۵۹ھ میں اہواز پر قبضہ کیا تو اس وقت خلیفہ معتمد نے ان سے جنگ کرنے موسیٰ بن بغا کو لواء جنگ عنایت فرما کر متعین کیا، موسیٰ بن بغا نے اہواز پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو، بصرہ پر اسحاق بن کنداجیق کو اور بادرود پر ابراہیم بن سیما کو مقرر کر کے چاروں طرف سے زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن مفلح نے میدان جنگ میں پہنچ کر علی بن ابان پر حملہ کیا علی بن ابان کا لشکر اتنی مستعدی سے مقابلہ پر آیا کہ عبدالرحمٰن بن مفلح کے لشکر کی فوج کے دانت کھٹے ہو گئے اور وہ بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی شام تک فتح مند گروپ اپنے بھگوڑے فریق کو قتل وقید کرتا رہا اور جیسے ہی تاریک رات نے اپنے سیاہ دامن پھیلائے لڑائی خود بخود رک گئی۔

علی بن ابان کو ہزیمت:......دوسرے دن عبدالرحمٰن بن مفلح نے پھر اپنے لشکر کو مرتب وآراستہ کیا اور انتہائی مستعدی سے صبح ہوتے ہی زنگیوں پر حملہ کر دیا یہ حملہ اتنی شدت کا تھا کہ علی بن ابان کا لشکر بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا علی بن ابان نے اس کے روکنے کی بہت کوشش کی مگر کارگر نہ ہوئی زنگیوں کی ایک بڑی تعداد اس معرکہ میں کام آ گئی اور بہت سے سیاہ بخت قید کر لئے گئے چنانچہ علی بن ابان خبیث کے پاس لوٹ آیا اور عبدالرحمٰن بن مفلح لشکر کی تیاری وغیرہ خیال سے قلعہ مہدی میں آ گیا۔

قلعہ مہدی پر حملہ:......علی بن ابان نے خبیث (اپنے سردار) کے پاس پہنچ کر پھر اپنے لشکر کو مرتب وآراستہ کیا اور خبیث سے اجازت حاصل کر کے قلعہ مہدی پر جہاں کہ عبدالرحمٰن بن مفلح اپنی فوج کی درستی میں مصروف تھا حملہ کر دیا، چونکہ عبدالرحمٰن نے نہایت ہوشیاری سے قلعہ بندی کی تھی اس لئے علی بن ابان کو کسی قسم کی کامیابی نہ ہو سکی وہ بے نیل ومرام ابراہیم بن سیما کی طرف پلٹ پڑا ابراہیم بن سیما اس وقت بادرود میں تھا چنانچہ پہلے واقعہ میں تو ابراہیم کو شکست ہوئی مگر دوبارہ ابراہیم نے سنبھل کر اتنی سختی سے حملہ کیا کہ علی بن ابان کے لشکریوں پر عرصہ کارزار تنگ ہو گیا اور وہ میدان جنگ سے منہ موڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔

علی بن ابان کا فرار:......علی بن ابان نے عیاض کا راستہ اختیار کیا راستے میں "نے" اور "بید" کا جنگل تھا اس وجہ سے عیاض تک ابھی پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ ابراہیم کے ساتھیوں نے آگ لگا دی علی بن ابان اپنے ساتھیوں سمیت جنگل سے نکل کر بھاگا اور بڑی تعداد گرفتار ہو گئی۔ اس کے بعد

عبدالرحمن نے یہ خبر پا کر علی بن ابان پر حملہ کر دیا اس دوران خبیث کی طرف سے دریا کے راستے علی بن ابان کی کمک پہنچ گئی اور فریقین نے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا علی بن ابان نے اپنی ایک حصہ فوج کو عبدالرحمن پر پیچھے سے حملہ کرنے بھیج دیا مگر عبدالرحمن کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ ایک حصہ فوج کو مقابلہ پر چھوڑ کے فوراً دوسرے حصہ کو لے کے واپس ہو گیا علی بن ابان کے ساتھیوں کے اور کچھ ہاتھ نہ لگا صرف دو چار چھوٹی کشتیاں ہاتھ آئیں۔

طاشتمر کی شکست:...... دوسرے دن عبدالرحمن نے علی بن ابان پر حملہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر طاشتمر ❶ تھا علی بن ابان نے انتہائی مردانگی سے مقابلہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں طاشتمر سے شکست کھا کے بھاگا اور خبیث (زنگیوں کے سردار) کے پاس دم لیا عبدالرحمن بن مفلح اور ابراہیم بن سیما نے دو مختلف راستوں سے خبیث پر چڑھائی کی مدتوں دونوں میں معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ اسحاق بن کنداجیق گورنر بصرہ نے زنگیوں کی رسد بند کر دی جس وقت تک خبیث ابراہیم اور عبدالرحمن سے مصروف جنگ رہا اس وقت تک اس نے اسحاق سے کوئی تعرض نہ کیا لیکن جیسے ہی ان لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا اس نے اپنی ایک دستہ فوج کو بصرہ کی طرف روانہ کر دیا جو سترہ ماہ تک اہل بصرہ سے لڑتی رہی حتیٰ کہ موسیٰ بن بغا زنگیوں کی لڑائی سے واپس آیا اس کی جگہ مسرور بلخی کو اس مہم کی سرداری دی گئی۔

محمد بن واصل:...... اس سے پہلے معتز عہد خلافت یعقوب بن لیث صفاء کے فارس پر قابض ومتصرف ہو جانے اور علی بن حسین کے قبضہ سے نکل جانے کی واقعات لکھے جا چکے ہیں کچھ عرصہ بعد پھر فارس پر خلفاء عباسیہ کی حکومت کے جھنڈے کامیابی کی ہواہیں لہرانے لگے حارث بن سیما کو اس کا گورنر بنایا گیا۔ ان دنوں فارس میں ایک شخص عراق عرب کا رہنے والا محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی مقیم تھا اس نے احمد بن لیث سے راہ رسم پیدا کر کے ان کردوں سے میل جول پیدا کر لیا جو اس اطراف میں رہتے تھے اور موقع پا کر حارث بن سیما پر بحالت غفلت میں حملہ کر دیا حارث بن سیما اس واقعہ میں مارا گیا محمد بن واصل نے ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا۔

طخرستان پر قبضہ:...... اس عرصہ میں خلیفہ یعقوب بن لیث نے یہ خبر پا کر ۲۵۷ھ میں فارس کا رخ کیا خلیفہ معتمد کو اس کی خبر ملی تو سخت برہم ہوا موفق نے مصلحتاً فساد کو ختم کرنے کی غرض سے بلخ اور طخارستان کی سند گورنری لکھ کر یعقوب بن لیث کے پاس بھیج دی چنانچہ یعقوب بن لیث نے فارس کو چھوڑ کر بلخ و طخارستان پہنچ کر قبضہ کر لیا پھر بلخ سے روانہ ہو کر کابل پہنچا اور تبیل کو گرفتار کر لیا اس کے بعد ایک قاصد خلیفہ معتمد کی خدمت میں ہدایا اور تحائف دے کر روانہ کیا اور واپسی کے بعد بست میں آ کر مقیم ہوا اس کا سجستان کی جانب واپس آنے کا ارادہ تھا مگر بعض سپہ سالاروں کی جلدی سے بھلا کے ایک برس تک وہاں ٹھہرا رہا بعد ایک سال کے قیام کے بعد سجستان واپس آیا پھر سجستان سے ہرات چلا آیا اور شہر کروخ ❷ کا محاصرہ کر لیا۔

کروخ ہرات بادغیس پر قبضہ:...... ایک مدت محاصرہ کے بعد اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے یعقوب بن لیث نے اس پر قبضہ کر کے بوشنج پر حملہ کر دیا اور حسین بن علی بن طاہر بن حسین کو گرفتار کر لیا محمد بن طاہر بن عبداللہ نے سفارش کی مگر یعقوب بن لیث نے اس کو رہا نہ کیا اور اس کے بعد ہرات اور بادغیس پر بھی قبضہ کر کے سجستان کی جانب لوٹا ان دنوں سجستان کا گورنر عبداللہ سنجری تھا ایک زمانہ دراز سے یعقوب بن لیث کی اس سے چپقلش تھی جس وقت یعقوب کی مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی اور اس نے عبداللہ سنجری کو اپنی حکمت عملیوں سے ضعیف و کمزور کر دیا اس وقت عبداللہ سنجری سجستان چھوڑ کے خراسان کی طرف چلا گیا اور محمد بن طاہر والی خراسان کے پاس جا کے پناہ گزین ہو گیا فقہاء محمد بن طاہر کے پاس آئے اور عبداللہ سنجری اور محمد کے درمیان صلح کروائی، چنانچہ محمد بن طاہر نے عبداللہ کو طبس اور قہستان کا گورنر بنا دیا۔ ❸

نیشاپور پر قبضہ:...... یعقوب نے محمد بن طاہر سے اپنے شکست خوردہ حریف (عبداللہ سنجری) کو مانگا محمد بن طاہر نے عبداللہ سنجری دینے سے انکار کیا اس بناء پر یعقوب نے خراسان پر چڑھائی کر دی اور نیشاپور کو جا کے گھیر لیا محمد بن طاہر نے ملاقات کی خواہش کی یعقوب نے انکار

❶ ...... طاشتمر ایک ترکی سپہ سالار تھا، عبدالرحمن نے اس کو علی بن ابان سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا (مترجم)

❷ ...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۰۸ پر کروخ کے بجائے نیشاپور کے محاصرے کا ذکر ہے۔

❸ ...... تصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود

کر دیا تب محمد بن طاہر نے اپنے اعزہ اور خاندان کے معزز ممبروں کو یعقوب سے ملنے روانہ کیا چنانچہ یعقوب ان لوگوں سے بڑے احترام وعزت سے ملا مگر اس کے بعد ہی ماہ شوال ۲۵۹ھ میں زبردست نیشاپور میں گھس کر محمد بن طاہر کو اس خاندان والوں سمیت گرفتار کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو نیشاپور پر مقرر کر کے دربار خلافت میں ایک اطلاعی خط اس مضمون کی بھیجا کہ اہل خراسان نے اس وجہ سے کہ محمد ابن طاہر نے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں کوتاہی اور پہلوتہی کرتا تھا اور طبرستان پر علویوں کے غائب ومتصرف ہو جانے کا قوی اندیشہ تھا مجھے بلوالیا اس لئے میں نے نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور محمد بن طاہر کو معہ اس کے اہل وعیال کے گرفتار کر لیا ہے۔

خلیفہ معتمد کا یعقوب کو خط:......خلیفہ معتمد نے یعقوب کی توقع کے خلاف تہدیداً لکھ بھیجا کہ بدولت واقبال کو تمہارا یہ فعل سخت ناگوار گذرا ہے بہتر یہ ہے کہ جس قدر علاقے تمہارے قبضہ وتصرف میں ہیں انہی پر اکتفا کرو ورنہ تمہارے ساتھ مخالفانہ برتاؤ کیا جائے گا اور تم دولت عباسیہ کے مخالفین میں شمار کئے جاؤ گے یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے۔

یعقوب کی چالبازیاں:......بعضوں نے یعقوب کے نیشاپور پر قابض ومتصرف ہونے کا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ محمد بن طاہر (گورنر خراسان) کے کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس کے بعض اعزہ اور اقارب نے یعقوب بن لیث صفار کو لکھ بھیجا کہ ''موقع مناسب ہے محمد بن طاہر کی قوت مدافعت بالکل سلب ہوگئی ہے نیشاپور پر قبضہ کر لو'' یعقوب نے پہلے اس بات کی تحقیقات کیں اور اس کے بعد محمد بن طاہر کو لکھ بھیجا ''چونکہ حسن بن زید علوی طبرستان کو روز بروز دبائے جارہا ہے اس لئے مجھے دربار خلافت سے اس کی روک تھام کا حکم آیا ہے مجھے تم سے کسی قسم کا سروکار نہیں ہے میں خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرنے موریا کے کنارے کنارے جانا چاہتا ہوں تم اپنے دل میں کسی طرح کا خطرہ نہ محسوس کرو'' اور مزید احتیاط کے خیال سے اپنے دو ایک سپہ سالاروں کو جاسوسی کے لئے نیشاپور بھیج دیا تا کہ جھانسے دے کر محمد بن طاہر کے خیالات تبدیل کرتے رہیں اور مقابلہ وجنگ کا انتظام نہ کرنے دیں اس کے بعد خود بھی کوچ کر کے نیشاپور کے قریب پہنچ گیا، عمر بن لیث نیشاپور میں داخل ہو کر محمد بن طاہر کو یعقوب بن لیث کے پاس گرفتار کرلایا یعقوب نے اس کو فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے پر سخت وسست کلمات سے مخاطب کیا اور اس کے سارے خاندان کو جو تعداد میں ایک سو ساٹھ آدمی تھے گرفتار کر کے بحستان کی جانب روانہ کر دیا چنانچہ محمد بن طاہر کے گرفتار ہوتے ہی یعقوب بن لیث کے عمال خراسان کے تمام صوبوں میں پھیل گئے اور تھوڑے ہی عرصے محمد بن طاہر نے عمال کو نکال کر قبضہ کر لیا یہ واقعات محمد بن طاہر کی حکومت کے گیارہ برس دو ماہ بعد وقوع میں آئے۔

ساریہ اور آمل پر قبضہ:......الغرض جب یعقوب نے محمد بن طاہر کو گرفتار کر لیا اور خراسان کے تمام صوبوں کے عمال متعین ومقرر ہو گئے اس وقت اس کے حریف عبداللہ سنجری ❶ نے حسن بن زید گورنر طبرستان کے پاس جا کر پناہ لی یعقوب نے حسن بن زید کے عبداللہ سنجری کے پناہ گزین ہونے کے بارے میں خط وکتابت کی حسن بن رید نے لکھ بھیجا کہ ''میں نے اس کو پناہ دے دی ہے تم کو اگر مردانگی کا دعویٰ ہو تو تیار ہو جاؤ میں عنقریب تمہارے سر پر پہنچ رہا ہوں'' اس خط کے بعد ہی ۲۶۰ھ میں حسن بن زید علوی یعقوب کے سر پر پہنچ گیا چنانچہ یعقوب نے لشکر مرتب کر کے مقابلہ کیا اور مقام ساریہ میں صف آرائی کی نوبت آئی دونوں حریف بے جگری سے لڑنے لگے آخر کار حسن بن زید شکست کھا کہ دیلم کی جانب بھاگ گیا اور یعقوب نے کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمل پر قبضہ کر لیا۔

یعقوب کی بربادی:......جنگ کے خاتمے اور ساریہ وآمل پر قبضہ کرنے کے بعد یعقوب نے چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ حسن بن زید کا تعاقب کیا اتفاق سے طبرستان کے پہاڑوں میں جا پہنچا چالیس روز تک بارش ہوتی رہی چنانچہ مشکل اور دقت سے اپنی فوج کی ایک بڑی تعداد کو ضائع کر کے واپس آیا، اور ان واقعات کی ایک اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں بھیج دی۔

عبداللہ سنجری کا قتل:......عبداللہ سنجری بعد حسن بن زید کی شکست رے کی جانب چلا گیا تھا یعقوب نے خبر سن کر حاکم رے کو اس مضمون

❶......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۰۸ پر عبداللہ سنجرانی کے بجائے عبداللہ السنجری تحریر ہے۔

کا خط لکھ بھیجا ''بہتر یہ ہے کہ میرے حریف کو میرے حوالے کر دو ورنہ تمہارے سر پر پہنچ رہا ہوں لہٰذا لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ'' حاکم رے نے عبداللہ سنجری کو گرفتار کر کے یعقوب کے پاس بھیج دیا یعقوب اس کے قتل کر کے بجستان کی جانب واپس لوٹ گیا۔

حسن بن زید کا جرجان پر قبضہ:.....جس وقت حسن بن زید کو طبرستان میں عبدالرحمٰن بن مفلح کے مقابلے میں شکست ہوئی اور ابن مفلح نے میدان جنگ سے واپس کیا حسن بن زید نے اسی وقت جرجان پر قبضہ کر لینے کے ارادے سے جرجان کی جانب کوچ کر دیا محمد بن طاہر والی خراسان نے یہ خبر سن کر ایک لشکر جرجان کی حفاظت کی غرض سے روانہ کیا مگر یہ لشکر جرجان کو حسن بن زید کے تصرف وغلبہ سے نہ بچا سکا، چنانچہ حسن بن زید نے جرجان پہنچ کر قبضہ کر ہی لیا اور یہ لشکر دور سے منہ تکتا رہ گیا اس واقعہ سے محمد بن طاہر کی حکومت میں اضطراب پیدا ہو گیا خراسان کے اکثر صوبوں میں بدامنی پھیل گئی آس پاس کے امراء اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے لگے جن لوگوں کو اس سے کچھ بھی ناراضگی تھی یا برائے نام پیدا ہوگئی تھی انھوں نے جس طرف سے موقع پایا بغاوت کر دی اور محمد ابن طاہر ان سے مزاحمت نہ کر سکا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ محمد بن طاہر کے قبضہ سے خراسان نکل گیا اور آل صفار کے جھنڈے کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگے جیسا کہ ابھی ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

اذکرتکین گورنر موصل:.....خلیفہ معتمد نے صوبہ موصل کا گورنر ترک سپہ سالار اساتکین ❶ کو مقرر فرمایا تھا اس نے اپنی جانب سے اپنے اذکرتکین کو ماہ جمادی الاول ۲۵۹ھ ❷ میں روانہ کیا اذکرتکین نے موصل پہنچ کر دھلا مچا دی فسق، فجور، شراب نوشی، زنا، ظلم اور سفا کی کا دروازہ کھول دیا ایک دن ایک سپاہی نے بدمستی کی حالت میں ایک عورت سے راستے میں دست درازی کی عورت چلائی تو ادریس حمیری نامی ایک نیک سیرت شخص نے پہنچ کہ اس عورت کی عزت بچائی۔ سپاہی نے اذکرتکین سے ادریس کی شکایت کر دی، اذکرتکین نے ادریس کو گرفتار کرا کے خوب پٹوایا چنانچہ اہل شہر کو اس سے اشتعال پیدا ہوا تو جمع ہو کہ مشورہ کرنے لگے رائے یہ طے پائی کہ خلیفہ معتمد کو اس کی اطلاع کرنی چاہیئے اذکرتکین کو اس مشورے کی خبر مل گئی چنانچہ لشکر لے کر چڑھ آیا اور بغیر کچھ پوچھے لڑائی شروع کر دی چنانچہ اہل شہر بھی جمع ہو کہ لڑنے لگے آخر کار اہل شہر نے اذکرتکین کو مار کر نکال دیا اور متفق ہو کر یحییٰ بن سلیمان کو حکومت موصل کی کرسی پر بٹھایا۔

ہیثم کی موصل سے جنگ:.....اس دوران ۲۶۱ھ کا دور آ گیا اساتکین نے ہیثم بن عبداللہ بن معمر تغلبی عدوی کو صوبہ موصل کا نائب بنایا اور اہل موصل کی گوشمالی کی تاکید کی چنانچہ ہیثم نے موصل پہنچ کہ لڑائی چھیڑ دی ایک مدت تک اہل موصل لڑتے رہے، طرفین کے ہزاروں آدمی کام آ گئے چنانچہ ہیثم مجبور ہو کہ واپس آ گیا اساتکین نے اس کی جگہ اسحاق بن ایوب تغلبی (بنو حمدان کے دادا) کو متعین کر دیا اور ایک مدت تک اسحاق بھی محاصرہ کئے رہا محاصرہ کے دوران یحییٰ بن سلیمان بیمار ہو گیا اسحاق نے اس کی بیماری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور محاصرے میں سختی اور مستعدی سے کام لینے لگا شہر پناہ کی بعض سمت کی دیواریں بھی گرا دیں اہل شہر نے یحییٰ بن سلیمان کو اسی حالت میں سے لا کر لشکر کے آگے ڈال دیا۔

ہیثم کی شکست:.....اہل شہر کو اس سے بے حد جوش پیدا ہوا نہایت بہادری سے حملہ آور ہو گئے اسحاق کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوئی اور اسی جوش سے شروع ہوئی اسحاق اہل شہر سے برابر خط وکتابت کر رہا تھا اور ان کو طرح طرح کی امیدیں دلاتا رہا تھا حتیٰ کہ اہل شہر نے اس بات پر مصالحت کر لی کہ اسحاق شہر میں داخل ہو کر ربض میں قیام کرے چنانچہ اسحاق ایک ہفتہ تک ربض میں ٹھہرا رہا اس کے بعد کسی شہری اور اس کے لشکری کی باتوں باتوں میں لڑائی ہوگئی جس سے آتش جنگ پھر بھڑک اٹھی۔ اہل شہر نے جمع ہو کر اسحاق کو مار کر شہر سے نکال دیا اور یحییٰ بن سلیمان مستقل طور پر موصل میں حکومت کرنے لگا۔

ابن مفلح اور ابن واصل کی جنگ:.....اس سے پہلے ہم حارث بن سیما (گورنر فارس) پر محمد بن واصل بن ابراہیم تیمی کے حملہ کرنے اور ۲۵۶ھ میں فارس پر اس کے متصرف وقابض ہونے کے واقعات بیان کر چکے ہیں لہٰذا جس وقت خلیفہ معتمد کو اس کی خبر ملی تو فارس کی حکومت بھی

---

❶..... ایک نسخے میں اساتکین کے بجائے اشاتکین تحریر ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں ابن اثیر کی (الکامل جلد ۴ صفحہ ۴۵۱)

❷..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۰۹ پر صرف جمادی تحریر ہے اولیٰ یا ثانیہ کی وضاحت نہیں۔

عبدالرحمٰن بن مفلح کوعنایت کردی اور ابن واصل سے جنگ کے ارادے سے اہواز کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور طاشتمر کو امدادی فوج کا افسر مقرر کر کے ابن مفلح کی کمک پر مقرر کیا چنانچہ ۲۶۱ھ میں ابن مفلح اہواز کی جانب سے ابن واصل پر حملہ آور ہوا اس کے ساتھ ابوداؤد علوس بھی تھا مقام رام ہرمز میں صف آرائی کی نوبت آئی چنانچہ ابن واصل نے پہلے ہی حملہ میں ابن مفلح کو شکست دے کر گرفتار کر لیا طاشتمر میدان جنگ میں مارا گیا ہزاروں آدمی مارے اور قید کر لئے گئے ابن مفلح کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی اس کے بعد خلیفہ معتمد نے ابن واصل سے ابن مفلح کی رہائی کے بارے میں خط و کتابت شروع کی مگر ابن واصل نے ایک خط کا بھی جواب نہ دیا اور رہا کرنے کے بجائے ابن مفلح کو خفیہ طریقے سے مار کر یہ مشہور کر دیا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔

موسیٰ بن بغا کا استعفاء: ......اس واقعہ کے بعد ابن واصل نے موسیٰ بن بغا سے جنگ کے لئے واسط کا رخ کیا اور آہستہ آہستہ اہواز تک پہنچا ان دنوں اہواز میں ابراہیم بن سیما ایک بڑی فوج لئے ہوئے مقیم تھا، موسیٰ بن بغا نے یہ خبر سن کر اور نیز اس وجہ سے کہ فارس میں آئے دن فتنہ وفساد برپا ہور ہا ہے گھبرا کر گورنر شپ سے دربار خلافت میں استعفاء پیش کر دیا جس کو خلیفہ نے منظور کر لیا۔

اہواز پر زنگی قبضہ: ......جن دنوں ابن مفلح اہواز سے فارس کی طرف واپس آرہا تھا اسی زمانہ میں اس کی جگہ ابوالساج کو مقرر کیا گیا تھا اور اس کو زنگیوں سے جنگ کرنے کی ہدایت کی گئی تھی چنانچہ اس نے اپنے داماد عبدالرحمٰن کو اس مہم پر روانہ کیا جس کی علی بن ابان سپہ سالار سے مڈبھیڑ ہوئی علی بن ابان نے اس کو شکست دے کر مار ڈالا ابوالساج اس وحشت ناک خبر کو سن کر لشکر گاہ کرم کی جانب واپس آ گیا اور علی بن ابان نے اہواز پر قبضہ حاصل کر کے اہل اہواز کو جی کھول کے پامال کیا بازاروں میں آگ لگا دی اور شاہی مکانات منہدم کرا دیئے۔ اس جانگداز واقعہ کے بعد ابوالساج کو اہواز سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابراہیم بن سیما کو مقرر کیا گیا اس زمانہ سے یہ اہواز ہی میں رہا حتیٰ کہ موسیٰ بن بغا گورنر شپ سے استعفاء دے کر واپس آ گیا۔

ابن واصل اور صفار: ......جس وقت عبدالرحمٰن بن مفلح ابن واصل کے مقابلے میں مارا گیا جس کو ہم ابھی اوپر بیان کر چکے ہیں اور اس واقعہ کی خبر یعقوب بن لیث صفار تک پہنچی تو اسے حکومت فارس کی لالچ لگ گئی فوراً لشکر مرتب کر کے سجستان سے کوچ کر دیا ابن واصل کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ ابراہیم بن سیما سے لڑائی چھوڑ کر صفار کی جانب لوٹ گیا اور صفار کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر اپنے ماموں ابو بلال مرداس کو خط دے کر روانہ کیا صفار نے اس کے جواب میں اپنے قاصد کی معرفت خط بھیجا ابن واصل نے قاصد کو گرفتار کر کے اچانک حملہ کرنے کی تیاری کر لی اتفاق سے صفار کو اس کی اطلاع ہوگئی چنانچہ صفار نے ابو بلال سے مخاطب ہو کر کہا ''دیکھو تمہارے دوست نے ہمارے ساتھ عہدی کی اور ہمارے قاصد کو گرفتار کر کے حملہ کرنے کی تیاری کر لی ہے مگر ہم اس کی بالکل پرواہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمارا کفیل وحامی ہے'' ابو بلال یہ سن کر خاموش ہو گیا کوئی جواب نہ دے سکا صفار نے اسی وقت لشکر کو تیار کر کے ابن واصل کی طرف کوچ کر دیا۔

صفار کا خار پر قبضہ: ......ابن واصل کے ساتھی روزانہ سفر سے تھک گئے تھے اور بہت سے پیاس کی وجہ سے مر چکے تھے باقی ماندہ جو تھے وہ اس باختہ بے حس وحرکت پڑے تھے لڑائی اور مقابلہ کی طاقت ان میں نہیں تھی ابن واصل اپنے ہمراہیوں کو خالی دیکھ کہ بھاگ گیا صفار نے اس کی لشکر گاہ میں گھس کر جو کچھ پایا اس مال واسباب سمیت جو ابن مفلح کی شکست سے ابن واصل کے ہاتھ آیا تھا لوٹ لیا۔ اور اس نے فارس کے صوبوں پر اپنی طرف سے عمال مقرر کئے صفار نے اس مہم سے فارغ ہو کے اہل زم اس وجہ سے کہ انہوں نے ابن واصل کی حمایت کی تھی چڑھائی کر دی اور کامیابی کے جوش میں اہواز پر قبضہ کر لینے کا لالچ پیدا ہو گیا۔

بنو سامان کی حکومت: ......سامانیوں کا دادا اسد بن سامان خراسان کے مشہور خاندان کا ایک معزز ممبر تھا کبھی یہ خود کو اہل فارس کی طرف منسوب کرتے اور کبھی سامہ بن لوی بن غالب کی جانب اسد کے چار بیٹے تھے نوح، احمد یحییٰ اور الیاس جن دنوں مامون خراسان کا گورنر تھا انہی دنوں میں ان لوگوں نے مامون کی خدمت میں شرف حضوری حاصل کیا، مامون نے ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں سے سرفراز فرمایا لہٰذا جب مامون عراق کی جانب لوٹا اور خراسان میں اپنا نائب غسان بن عباد کو (یہ فضل بن سہل کا عزیز تھا) مقرر کیا تھا اس نے نوح کو سمرقند کی، احمد کو فرغانہ کی یحییٰ

کوشاش اور اشروسنہ کی اور الیاس کو ہرات کی حکومت عطا کر دی اور کچھ عرصے بعد غسان کی جگہ طاہر بن حسین کو خراسان کی حکومت عطا کی اس نے ان لوگوں کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔ اس کے بعد نوح بن اسد کا انتقال ہو گیا طاہر بن حسین نے اس کے صوبہ کو اس کے دو بھائیوں یحییٰ اور احمد کے صوبوں سے ملحق کر دیا، احمد نہایت خوش خلق اور پسندیدہ خصائل سے متصف تھا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد الیاس کی ہرات میں وفات ہوئی چنانچہ عبداللہ بن طاہر نے اس کے بیٹے ابواسحاق محمد بن الیاس کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیا۔

احمد بن اسد کی اولاد:......احمد بن اسد کے سات بیٹے تھے (۱) نصر (۲) یعقوب (۳) یحییٰ (۴) اسماعیل (۵) اسحاق (۶) ابوالاشعث اسد (۷) اور ابو غانم حمید، احمد کے انتقال کے بعد صوبہ سمرقند میں اس کا بڑا بیٹا نصر اس کا قائم مقام مقرر رہا چنانچہ اس وقت سے اور ان کے بعد بھی سمرقند کی حکومت اس کے قبضہ میں رہی سمرقند کی سند حکومت اس کو گورنر خراسان کی جانب سے ملتی رہی یہاں تک کہ بنی طاہر کی حکومت درہم و برہم ہو گئی اور دولت صفار کا جھنڈا خراسان میں کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا۔

نصر بحیثیت گورنر:......خلیفہ معتمد نے اپنی جانب سے نصر کو اس صوبہ کا ۲۶۱ھ میں ❶ گورنر بنایا جب کہ یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو نصر نے اپنی فوجوں کو دریائے جیحوں کی طرف صفار کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کرنے کے لئے روانہ کیا اتفاق سے اس لشکر کا سردار جنگ صفار کی نذر ہو گیا اور نصر کا لشکر بخارا لوٹ آیا (احمد بن عمر) گورنر بخارا جان کے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اہل بخارا نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو امارت کی کرسی پر بٹھا دیا پھر کچھ عرصے بعد اس کو معزول کر کے احمد بن محمد لیث کا امیر بنایا تھوڑے دن بعد اس کو بھی معزول کر کے حسن بن محمد کو شہر کی حکومت حوالے کی پھر جب اس کو بھی معزول کر دیا تو نصر نے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی زمام حکومت عنایت کی۔ اسی دوران رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا داعی تھا) خراسان کا گورنر ہوا اور صفار اس ملک پر قابض ہوئے اس وقت اسماعیل گورنر بخارا نے اس سے خط و کتابت شروع کی اور آپس میں تعاون و اتحاد کا عہد و پیمان کر کے صوبہ خوارزم کی حکومت حاصل کر لی مگر لگانے بجھانے والوں نے اسماعیل اور نصر کو لڑا دیا۔

نصر اور اسماعیل:......چنانچہ نصر نے ۲۷۲ھ میں اسماعیل پر چڑھائی کر دی اسماعیل نے رافع بن ہرثمہ سے مدد طلب کی رافع بن ہرثمہ ایک بڑی فوج لے کر خود اس کی کمک کو بخارا پہنچا لڑائی کی نوبت آئی مگر دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی رافع خراسان کو واپس آ گیا اس کے بعد پھر ان دونوں بھائیوں میں ناراضگی پیدا ہو گئی جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہنچ گئی ۲۷۵ھ میں ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل کو نصر کے خلاف فتح نصیب ہوئی جس وقت نصر، اسماعیل کے سامنے حاضر ہوا اسماعیل نے دوڑ کر دست بوسی کی اور بدستور کرسی سمرقند پر اس کو برقرار رکھا اور خود اس کی نیابت میں بخارا کا امیر رہا اسماعیل نہایت منکسر مزاج سخی اور اہل علم و دین کا قدردان شخص تھا۔

جعفر بن معتمد ولی عہد:......جس وقت موسیٰ بن بغا گورنری سے مستعفی ہوا خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی احمد موفق کو وہاں بھیجنے کا ارادہ کیا چنانچہ شوال ۲۶۱ھ میں دربار عام منعقد کیا ❷ امراء وزراء اور ارکین سلطنت حسب مراتب حاضر ہو گئے خلیفہ معتمد نے ایک مختصر تقریر کے بعد اپنے بیٹے جعفر کو اپنا ولی عہد بنایا اور مفوض الی اللہ کا مبارک لقب عطا کر کے موسیٰ بن بغا کو اس کا نائب بنایا اور افریقہ، مصر، شام، جزیرہ، موصل، آرمینیہ، طریق، خراسان اور مہر جانقذق کا گورنر بنا دیا۔

موفق ولی عہد ثانی:......اسی مجلس میں یہ بھی وعدہ کیا کہ میرا دوسرا ولی عہد میرا بھائی ابواحمد ہو گا اس کو ❸ الناصر الدین اللہ الموفق کا لقب دے کر بلاد شرقیہ، بغداد، کوفہ، طریق مکہ، یمن، کسکر، کور دجلہ، اہواز، اصفہان، فارس، کرخ، دینور، رے، زنجان اور سندھ کی حکومت عنایت کی دونوں ولی

---

❶ ......دیکھیں نرشخی کی تاریخ بخارا صفحہ ۱۱۰

❷ ......یہ موفق کی حکومت کی بارھویں سال کا واقعہ ہے (تاریخ طبری)

❸ ......اللہ کے دین کا مددگار اور اللہ کی طرف سے توفیق دیا ہوا۔

عہدوں کے لئے دو جھنڈے سفید وسیاہ بنائے اور یہ شرط کی لگائی کہ اگر میں مرجاؤں اور اس وقت تک جعفر بالغ نہ ہو تو پہلے موفق تخت خلافت پر متمکن ہو اور اس کے بعد جعفر، اسی شرط کے ساتھ حاضرین سے بیعت لی گئی جعفر کی جانب سے مغربی صوبوں پر موسیٰ بن بغا کو مقرر کیا گیا قلمدان وزارت صاعد بن مخلد کے سپرد ہوا اس کے بعد ۲۷ھ میں اسکی بد اقبالی کی گھٹا اس کے سر پر چھا گئی اور وہ معافی کا خواستگار ہوا پھر اس کی جگہ اسماعیل بن باہل کو یہ معزز عہدہ عنایت ہوا۔

موفق بمقابلہ زنگیاں:......ولی عہد کے تقرر بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا موفق نے اپنی جانب سے اہواز بصرہ اور کور دجلہ پر مسرور بلخی کو مقرر کر کے مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے بڑھنے کی ہدایت کی اور اس کے بعد اپنی روانگی کا عزم کیا۔

خلیفہ صفار پر برہمی:......جس وقت یعقوب صفار نے فارس کو ابن واصل سے اور خراسان کو ابن طاہر کے قبضہ سے نکال کر اپنے ممالک مقبوضہ میں شامل کر لیا اور خود ۲۷ھ میں معتمد سے ملاقات کے ارادے سے اہواز چلا گیا اور اس تمام کاروائی کی خبر معتمد تک خراسان اور طبرستان کے حاجیوں کے توسط سے ملی تو ❶ خلیفہ معتمد نے سر دربار کہہ دیا'' حاشا وکلا میں نے یعقوب صفار کو فارس وخراسان پر قبضہ کرنے کی اجازت نہیں دی اور نہ میں نے اس کو ان افعال کے کرنے کی ہدایت کی جن کا وہ مرتکب ہوا ہے مجھ کو اس کے فعل سے سخت ناراضی پیدا ہوئی ہے'' موفق نے گذارش کی'' امیر المؤمنین! کوایسے خودسر شخص کی سرکوبی کرنا ضروری ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ پہلے اس سے جواب طلب کر لیا جائے'' خلیفہ معتمد نے اس رائے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھ کر اسماعیل بن اسحاق اور فہواج ❷ نامی ایک نامور ترک سپہ سالار کو صفار کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ'' بادولت واقبال کو تمہاری یہ دست درازی ❸ مطبوع خاطر اقدس نہیں ہوئی بہتر یہ ہے کہ انہی علاقوں کی حکومت پر اکتفا کرو جو تم کو دربار خلافت سے عطا ہوئے ہیں اور میں ان لوگوں کو جو تمہارے ساتھیوں میں سے ہیں اور جن کو میں نے محمد بن طاہر کی گرفتاری کے وقت گرفتار کر لیا تھا رہا کر کے تمہارے پاس بھیج رہا ہوں''

موفق کی صفار کے لئے مزید سلطنت:......اسماعیل تھوڑے دنوں بعد صفار کے پاس سے واپس آیا اور یہ ظاہر کیا کہ صفار کا ارادہ موصل کے طرف بڑھنے کا ہے موفق ان واقعات سے مطلع ہو کر زنگیوں کے مہم پر جانے سے رک گیا۔ ہاں اسماعیل کے ساتھ صفار کا حاجب درہم بھی حکومت طبرستان، خراسان، جرجان، رے، فارس اور بغداد کی پولیس افسری حاصل کرنے دربار خلافت میں آیا تھا چنانچہ خلیفہ معتمد بحستان اور کریان کے علاوہ جو کہ پہلے سے اس کے قبضہ میں تھے ان صوبوں کی گورنری بھی عنایت کی جن کی حکومت کی صفار نے درخواست کی تھی۔

صفار کی دارالحکومت روانگی:......صفار کے لئے درہم عمر بن سیما کے ساتھ صفار کے لئے سند گورنری لے کر اس کے پاس واپس آیا صفار نے یہ لکھا کہ'' میں شکریہ ادا کرنے کے لئے امیر المؤمنین کے باب عالی پر حاضر ہونا چاہتا ہوں'' اپنی لشکر گاہ مکرم سے کوچ کر دیا ابوالساج گورنر اہواز چونکہ صفار کا ماتحت تھا یہ خبر پا کر استقبال کے لئے شہر سے باہر آیا اور عزت واحترام سے صفار کو شہر میں لے گیا پھر بڑی دھوم سے دعوت کی صفار ایک دو دن قیام کر کے بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔

صفا کی آمد کی خبر سے ہلچل:......یہ حالات تو صفار کے تھے اب دربار خلافت کا حال ملاحظہ کیجئے کہ جس وقت قاصدوں نے واپس آ کر صفار کی عرضی پیش کی تو اہل دربار کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور وہ سکتہ کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کسی نے کہا کہ'' اس کی نیت اچھی نہیں ہے'' کوئی بولا'' وہ بڑا نمک حرام ہے'' غرض ہر شخص اپنی فہم کے مطابق رائے زنی کر رہا تھا۔

شاہی فوج کی لشکر آرائی:......اتنے میں اپنے بھائی موفق کو بغاء سے جنگ کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ نصف رجب ۲۶۲ھ میں صفار کی فوج سے مقابلہ ہوا موفق کے میمنہ میں موسیٰ بن بغا تھا'' میسرہ میں مسرور بلخی اور قلب لشکر میں خود موفق تھا۔

---

❶ ......تصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود

❷ ......یہاں صحیح لفظ بغراج ہے، دیکھیں (الکامل جلد۴ صفحہ ۳۶۴) جبکہ ایک نسخے میں فھواج درج ہے۔

❸ ......یعنی تمہارے یہ اقدامات ہماری طبیعت کو ناگوار لگے ہیں۔

صفار کی پسپائی:......پہلے صفار کے میمنہ اور موفق کے میسرہ کی مڈ بھیڑ ہوئی موفق کا میسرہ پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا ابراہیم بن سیما وغیرہ نامی گرامی سپہ سالار اس معرکہ میں کام آ گئے۔ موفق نے ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر بھگوڑوں کو آواز دی اور ان کو حکمت عملی سے واپس بلا کر دوبارہ صفار کے لشکر پر حملہ کیا صفار کی فوج نے بھی بے جگری سے مقابلہ کیا جنگ اور خونریزی کی گرم بازاری ہوگئی کشتوں کے پشتے لگ گئے وقت عصر تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی اس دوران خلیفہ معتمد کی جانب سے محمد بن اوس اور ویرانی ایک تازہ دم فوج لے کے موفق کی کمک پر پہنچے دونوں فوجیں مجموعی قوت سے صفار کے لشکر پر دوطرف سے حملہ آور ہوئیں صفار کی فوج اس ناقابل برداشت حملے سے گھبرا گئی اور اکثر سپاہی اس گھبراہٹ میں مارے گئے خلیفہ کی امدادی فوج دیکھ کر صفار کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا صفار بھی مجبوراً اپنے مورچہ سے پیچھے ہٹ گیا موفق کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا تقریباً دس ہزار گھوڑے، خچر اور چوپائے ہاتھ آئے مال واسباب کی کوئی انتہا نہ تھی جس کی باربرداری کے لئے جانور نہیں مل رہے تھے۔

محمد بن طاہر کی رہائی:......محمد بن طاہر گورنر خراسان بھی زنجیر سے بندھا اسی لشکر گاہ میں موجود تھا صفار کی شکست سے اس کی قسمت کھل گئی اور قید کی تکلیف سے رہائی مل گئی شکریہ ادا کرنے موفق کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے اس کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر محکمہ بغداد کی پولیس کا افسر بنا دیا۔

صفار میدان جنگ سے شکست کھا کر خوزستان کی طرف روانہ ہوا اور جند سابوں پہنچ کر قیام کیا زنگیوں کے سردار نے خط وکتابت شروع کی اور دوبارہ جنگ کرنے پر ابھارنے لگا اور امداد واعانت کا وعدہ کیا صفار نے جواب میں سورۂ کافرون:

(یعنی قل یاایھاالکافرون لااعبدماتعبدون تاآخر سورۂ)

لکھ کر بھیج دی ان واقعات کے دوران ابن واصل نے صفار کو جنگوں میں مصروف دیکھ کر فارس پر قبضہ کر لیا اور دربار خلافت میں اطلاعی خط روانہ کر دیا خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر فارس کا گورنر اسے بنا دیا صفار نے یہ خبر سن کر ایک لشکر عمر بن السری کے ماتحت فارس پر بھیج دیا جس نے پہنچنے کے ساتھ ہی ابن واصل کو فارس سے نکال کر قبضہ کر لیا انہی دنوں صفار نے محمد بن عبداللہ بن ہزار مرد کردی کو اہواز کی حکومت پر مقرر کیا۔ صفار کی مہم کے خاتمہ پر خلیفہ معتمد سامرا کی طرف واپس لوٹا اور موفق واسط کی جانب لوٹ آیا صفار کا تعاقب کرنے کا پکا ارادہ تھا لیکن ناموافق طبعیت کی وجہ سے بغداد واپس آیا اس کے ساتھ مسرور بلخی بھی تھا جیسے موسیٰ بن بغا کے بعد زنگیوں کے مقابلہ پر بھیجا گیا تھا چونکہ ابوالساج نے صفار کی مہمان داری اور مدارات کی تھی اس وجہ سے اس کی جاگیر اور مال واسباب ضبط کر کے مسرور بلخی کو دے دیئے گئے اور محمد بن طاہر محکمہ پولیس کی افسری کرنے لگا۔

زنگیوں کے مزید حالات:......اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مسرور بلخی کو موسیٰ بن بغا کے بعد زنگیوں سے جنگ کرنے روانہ کیا گیا اور اس کے بعد موفق روانہ ہونے والا تھا لیکن صفار کے واقعات پیش آ جانے کی وجہ سے روانہ نہ ہوسکا اور صفار کی معرکہ آرائی میں مصروف ہو گیا طرّہ اس پر یہ ہوا کہ مسرور بھی خلیفہ معتمد کے حکم کے مطابق دربار خلافت واپس آ گیا۔

زنگیوں کی شکست:......زنگیوں کے سردار نے سلطانی فوج سے میدان خالی دیکھ کر اپنی فوج کو چاروں طرف قتل وغارت کرنے پھیلا دیا چنانچہ سلیمان بن جامع کو چند دستہ فوج کے ساتھ بطیحہ کی جانب روانہ کیا اور سلیمان بن موسیٰ کو قادسیہ کی طرف شب خون مارنے بھیجا اس دوران ابن ترکی (سپہ سالار) دریا کے ذریعے شاہی لشکر لے کر زنگیوں کی فوج سے جنگ کرنے پہنچ گیا چنانچہ سلیمان بن موسیٰ سے مقابلہ ہو گیا اور تقریباً ایک مہینہ تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر سلیمان بن موسیٰ میدان جنگ سے شکست کھا کر سلیمان بن جامع کی جانب چلا گیا، خبیث (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالاروں سلیمان بن موسیٰ اور سلیمان بن جامع کی کمک پر ایک تازہ دم فوج روانہ کی۔

شاہی لشکر کی پٹائی:......مسرور بلخی نے واسط سے اپنی روانگی سے پہلے ایک لشکر دریا کے راستے زنگیوں کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا تھا جس سے سلیمان بن جامع دوچار ہوا ایک دن حالت غفلت میں شاہی لشکر پر حملہ کر دیا شاہی لشکر کو شکست ہوگئی لڑائی کے دوران دوچار

کشتیاں بھی گرفتار کرلیں اور جو سپاہی ہاتھ آیا اس کو قتل کر دیا پھر میدان جنگ سے شاہی فوج کے خوف سے روانہ ہو کر یعقوب کے قریب قصبہ مروان میں آ کر ''نے'' اور بید کے جنگل میں قلعہ نشین ہو گیا مگر اس کی اس چالا کی نے کام نہ دیا اور اس پر دربار خلافت کے دو نامی گرامی سپہ سالار اغرتمش اور حشیش دریا اور خشکی کے راستے حملہ آور ہو گئے سلیمان نے یہ خبر پا کر اپنے ساتھیوں کی اکثر تعداد کو جنگل میں چھپا دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک طبلوں کی آواز نہ سنو اس وقت تک حملہ آور نہ ہونا چنانچہ جیسے ہی اغرتمش مقابلہ پر آیا زنگیوں کے ایک چھوٹے سے لشکر نے لشکر گاہ سے نکل کر صف آرائی کی اور شاہی لشکر کو اپنے مقابلہ میں مصروف و مشغول کر لیا۔

شاہی لشکر کا بڑا نقصان:......سلیمان نے اپنی فوج کی ایک دوسری ٹکڑی کو لے کر شاہی لشکر کے پیچھے سے حملہ کیا اور قریب پہنچ کر طبل بجوا دیئے نقاروں پر چوب کا پڑنا تھا کہ جنگل سے غول بیابانی کا جھنڈ نکل پڑا اغرتمش کے لشکر کی فوج اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی حشیش مارا گیا اور زنگی فوجیں لشکر گاہ تک تعاقب میں آگے بڑھ گئیں اور جو کچھ پایا لوٹ لیا دو چار کشتیاں پکڑ لیں لیکن اغرتمش نے اپنی شکست خوردہ فوج کو پھر جمع کر کے دوبارہ حملہ کیا، زنگی لٹیرے جو کچھ شاہی لشکر گاہ سے لوٹ کر لے گئے تھے اس کو واپس چھین لیا ادھر سلیمان کامیابی کے بعد حشیش کا سر لے کر خبیت (اپنے سردار) کے پاس واپس آیا خبیت نے حشیش کے سر کو علی بن ابان کے پاس اطراف اہواز بھیج دیا۔

احمد بن کیثونہ کی روانگی:......زنگیوں کی دوسری جنگ احمد بن کیثونہ سے ہوئی اور اس میں ان کو بہت بری طرح شکست اٹھانا پڑی مسرور بلخی نے اہواز کی جانب احمد بن کیثونہ کو روانہ کیا تھا چنانچہ اس نے مقام سوس کے قریب پہنچ کر جندسابور میں قیام کیا اور صفار کی طرف سے محمد بن عبداللہ بن ہزار مرد کردی اہواز کا گورنر تھا اس نے شاہی فوج کی طاقت سے ڈر کر خبیت سے خط و کتابت کی اور یہ طے پایا کہ علی بن ابان کو اہواز کا گورنر بنا دیا جائے اور محمد کو اس کا نائب بنا دیں اور مقابلہ کے وقت ایک دوسرے کا تعاون اور مدد کی جائے گی اس معاہدے کی توثیق کی غرض سے یہ دونوں تشتر میں جمع ہوئے احمد نے ان کی سازش کی اطلاع پا کر جندسابور سے سوس کی طرف کوچ کر دیا۔

اس عہد نامہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اہواز کے منابر پر خبیت کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا لیکن جمعہ کے روز تشتر ❶ میں محمد نے معتضد اور صفار کے نام کا خطبہ پڑھ دیا اور خبیت کا ذکر تک نہیں آیا چنانچہ علی بن ابان کو اس سے برہمی پیدا ہوئی اور وہ فوراً اہواز کی جانب روانہ ہو گیا احمد بن کیثونہ بھی یہ خبر سن کر تشتر سے اہواز کی طرف روانہ ہوا قلعہ نشین ہو گیا علی بن ابان نے تعاقب کیا اور تشتر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا دونوں حریف بے جگری سے خوب لڑے اور فریقین کے ہزاروں آدمی مارے گئے آخر کار علی کو شکست ہوئی اور ایک بڑی تعداد اس کے ساتھیوں کی اس معرکہ میں کام آ گئی اور وہ تن تنہا جان بچا کر بھاگا اور اہواز پہنچا اور اہواز میں اپنے لشکر پر ایک شخص کو اپنا نائب بنایا جو کہ زخموں سے چور چور تھا اور علاج کرانے خبیت کی لشکر گاہ میں چلا آیا۔

خبیت کے لشکر کی پھر شکست:......پھر اپنے بھائی خلیل کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ احمد کی طرف روانہ کیا احمد ان دنوں مکرم کی لشکر گاہ میں تھا خلیل کی آمد کی خبر سن کر فوج کے دستے کمین گاہ میں بٹھا دیئے اور خود پانچ سو سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر آیا اور آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے پیچھے ہٹا زنگی فوجیں جوش میں آگے بڑھتی گئیں حتیٰ کہ اس مقام سے گذر گئیں جہاں پر احمد کی فوج چھپی ہوئی تھی زنگیوں کا آگے بڑھنا تھا کہ احمد کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر اچانک حملہ کر دیا اس سے زنگیوں کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور ایک بہت بڑی تعداد اس معرکہ میں کام آ گئی شکست خوردوں نے علی بن ابان کے پاس جا کر ہی دم لیا۔

شاہی فوج کا اہم نقصان:......علی بن ابان نے اسی وقت اپنی فوج کے ایک حصے کو باقی فوج کو روکنے کے لئے سرقان کی جانب روانہ کیا احمد نے یہ سن کر اپنے لشکر کے چند تجربہ کار سواروں کو ان کے مقابلے کے لئے بھیج دیا جن کو زنگیوں نے پہلے ہی حملے میں پامال کر کے صفحہ دنیا سے نیست و نابود کر دیا۔

---

❶......عربی نسخے میں تشتر اور کہیں تستر ہے، اس اختلاف کی وجہ عربی اور عجمی تلفظ کا فرق ہے اس لئے تھوڑا بہت فرق ہو جاتا ہے۔

ابراہیم کا قتل :.....اس واقعہ ❶ کے بعد ہی صفار نے چند آدمیوں کو ابراہیم کے پیچھے سرخس کی جانب پہنچ کر ابراہیم کا کام تمام کر دیا ابراہیم کے مارے جانے کے بعد صفار ۲۶۱ھ میں سجستان کی جانب واپس لوٹا اور بوقت روانگی نیشاپور پر عزیز بن سری کو اور ہرات پر اپنے بھائی عمر بن لیث کو مقرر کیا اور عمر بن لیث نے ہرات میں اپنا نائب طاہر بن حفص بادغیسی کو بنادیا

صفار برادران میں پھوٹ :.....چونکہ خجستانی ❷ میں فتنہ وفساد کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اس لئے ہر وقت اس کی رگوں میں شرارت اور بدمعاشی کا خون دوڑتا رہتا تھا صفار سے تو کچھ نہ کہہ سکا اس لئے بڑے غور وفکر کے بعد ایک یہ حیلہ نکالا کہ اس کے بھائی علی بن لیث کے پاس جا کے ادھر اُدھر کی باتیں کر کے کہنے لگا ”تم دیکھ رہے ہو تمہارے دونوں بھائیوں یعقوب صفار اور عمر بن لیث نے خراسان کو آپس میں تقسیم کر لیا اور تم کو ایک بالشت زمین بھی نہیں دی جس سے تم کو بھی کچھ دلچسپی ہوتی مزہ یہ کہ خراسان میں تمہارے قابو میں ایک شخص بھی نہیں جو تمہارے حقوق کی نگہداشت کرے اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے خراسان بھیج دو میں تمہارے کاموں کو نہایت مستعدی سے انجام دوں گا اور تمہارے حقوق کی بخوبی نگہداشت کروں گا“ علی بن لیث اس کے جھانسے میں آ گیا اپنے بھائی یعقوب صفار سے اس بات کی اجازت مانگی لہٰذا صفار نے اجازت دے دی۔

خجستان کا بسطام پر قبضہ :.....غرض اس معقول حیلہ سے صفار کے ساتھ نہر گیا جیسے ہی صفار نے اپنے بھائی اور ساتھیوں کے ساتھ کوچ کیا خجستانی آدمیوں کو جمع کرنے میں مصروف ہو گیا تھوڑے دنوں میں ایک گروپ جمع کر کے صوبہ نیشاپور کے ایک شہر پر چڑھائی کر دی اور حالت غفلت میں حملہ کر کے اس کے گورنر کو نکال دیا اور اس کے بعد قومس کی طرف بڑھا بسطام میں ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد اس پر بھی قبضہ کر لیا یہ واقعات ۲۶۱ھ کے ہیں اس کے بعد اوائل ۲۶۲ھ میں لشکر مرتب کر کے نیشاپور پر حملہ کیا اور نیشاپور کی گورنری پر بھی بغیر جنگ وقتال اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اور بنو طاہر کی حکومت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا۔

رافع بن ہرثمہ اور خجستانی :.....تسلط وتصرف کے بعد رافع بن ہرثمہ کو بلوایا جب یہ آ گیا تو اس کو اپنے لشکر کی سپہ سالاری عنایت کی اور ابوحفص یعمر کو جبکہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا یہ تحریک کی کہ آیئے ہم اور آپ متفق ہو کر اجنبی مخالفوں کو اس ملک سے نکال دیں۔ یعمر نے اس کے قول وفعل پر اعتماد نہیں کیا اور بلخ کے محاصرہ سے ہاتھ کھینچ کر ہرات کی طرف چلا گیا اور طاہر بن حفص (عمر بن لیث کے نائب) کے ہاتھ سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا طاہر بن حفص انہی واقعات میں یعمر کے ہاتھ سے مارا گیا۔

خجستانی بمقابلہ یعمر :.....خجستانی کو اس کی خبر ملی تو تیار ہو کر فوراً یعمر کے خلاف فوج کشی کر دی جس وقت مقابلہ پر پہنچا تو بجائے جنگ کے حکمت عملی سے کام لینے لگا یعمر کے ایک سپہ سالار ❸ سے جو کہ ابوطلحہ منصور سے مانوس ومالوف تھا اس شرط پر ساز باز کر لی کہ تم یعمر کو گرفتار کر کے میرے

---

❶..... تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ احمد بن عبداللہ خجستانی جبال ہرات، صوبہ بادغیس کا رہنے والا، اور محمد بن طاہر کے حامیوں سے تھا جس وقت صفار نے نیشاپور پر قبضہ کیا اس وقت احمد بن عبداللہ خجستانی نے صفار کے دربار میں حاضر ہو کر ایک قسم کا رسوخ پیدا کر لیا، ابراہیم کے دو بھائی اور تھے ابوحفص یعمر، ابوطلحہ منصور، ان میں سے ابراہیم معمر کمسن تھا چونکہ زمانہ جنگ میں حسن بن زید میں جرجان میں اسلئے یعقوب صفار کے ساتھ جانثاری کے ساتھ کارنمایاں کئے تھے اس وجہ سے جب نیشاپور میں صفار کی خدمت میں حاضر ہوا تو صفار نے اس کو کمال احترام سے ٹھہرایا خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا، خجستانی کی حسد کی آگ اس سے بھڑک اٹھی سادہ لوح ابراہیم کو یہ جھانسہ دیا کہ صفار تمہارے ساتھ دھوکہ کرنا چاہتا ہے قرینہ یہ ہے کہ اس نے تم کو خلعت سے سرفراز فرمایا ہے کیونکہ جس کو وہ خلعت دیتا ہے اس کے ساتھ ضرور کچھ نہ کچھ بدسلوکی اور غدر کرتا ہے، ابراہیم نے گھبرا کر پوچھا کہ اچھا بتلایئے اس سے اب نجات کس طرح ملے، خجستانی نے جواب دیا بہتر یہ ہے کہ ہم اور تم تمہارے بھائی یعمر کے پاس بھاگ چلیں مجھے خود بھی اس سے خطرہ پیدا ہو رہا ہے، یعمر ان دنوں بلخ میں ابوداؤد نابیجوزی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ابراہیم نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اسی رات کو وقت اور جگہ مقرر کر کے نکل کھڑا ہوا، طے شدہ جگہ پر ابراہیم پہلے پہنچا اور تھوڑی دیر تک انتظار کر کے سرخس کی جانب چل کھڑا ہوا، خجستانی ابراہیم کی روانگی کے بعد صفار کے پاس حاضر ہوا اور یہ فقرہ دیا کہ جس کو آپ نے خلعت سے سرفراز فرمایا تھا وہ تو جاسوس تھا اور آپ کے حالات دریافت کر کے سرخس چلا گیا ہے، صفار نے اسی وقت چند آدمیوں کو ابراہیم کے تعاقب پر روانہ کیا چنانچہ سرخس پہنچ کر ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا۔ (کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۸،۱۱)

❷..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۱۳ پر احمد بن عبداللہ خجستانی کے بجائے زنگیوں کے سردار خبیث کا نام تحریر ہے۔

❸.....اس سپہ سالار کا نام عبداللہ بن بلال تھا (کامل بن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۸)

حوالے کردو میں ابوطلحہ کو تمہارے حوالے کردوں گا چنانچہ اس نمک حرام سپہ سالار نے یعمر کو دعوت کے بہانے اپنے گھر بلایا جہاں خجستانی نے حملہ کر کے یعمر کو گرفتار کرلیا اور اسے باندھ کر نیشاپور میں اپنے نائب کے پاس بھیج دیا نائب نے یعمر کو قتل کر دیا۔

یعمر کے ساتھیوں کا انتقام:......یعمر کے ساتھیوں نے جمع ہو کہ ابوطلحہ کو امیر لشکر بنایا ابوطلحہ نے اس نمک حرام سپہ سالار کو جس نے اپنے آقائے نعمت کے ساتھ دغا بازی کی تھی قتل کر دیا اور سامان سفر درست کر کے نیشاپور کی جانب کوچ کر دیا نیشاپور پہنچ کر حسین بن طاہر سے ملاقات ہوئی یہ اصفہان سے اس امید پر آیا تھا کہ چونکہ خجستانی بنو طاہر کی حکومت چاہتا ہے اس لئے میرے نام کا خطبہ پڑھے گا لیکن خجستانی کے نائب نے حسین بن طاہر کا نام خطبہ میں نہ پڑھا اگلے جمعہ کو ابوطلحہ نے نماز پڑھائی اور اس نے اس کے نام کا خطبہ پڑھا دونوں نے جمع ہو کر خجستانی کے عامل کو نیشاپور سے نکال کر قیام کر دیا خجستانی یہ خبر پا کر ہرات سے نیشاپور پر چڑھ آیا اس کے لشکر میں بارہ ہزار فوج تھی۔

خجستانی کا جنگ سے فرار:......جب نیشاپور تین منزل دور تھا اپنے بھائی عباس کو حملے کے لئے بڑھنے کا حکم دیا ابوطلحہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا تو عباس شکست کھا کر بھاگا۔ خجستانی شکست کی خبر سن کر ایسے اضطراب میں ہرات کی جانب واپس گیا کہ اس کے اپنے شکست خوردہ بھائی کی بھی خبر نہ رہی ہرات پہنچ کر ہوش وحواس درست ہوئے تو عباس کی فکر ہوئی تو اعلان کر دیا کہ جو شخص عباس کا پتہ لگا لے گا اس کو اتنا انعام دیا جائے گا کسی نے پتہ لگانے کا وعدہ نہ کیا مگر رافع بن ہرثمہ نے عباس کی سراغ رسانی کا بیڑہ اٹھالیا اور ابوطلحہ کی طرف کے پاس آ کر امن کی درخواست کی چنانچہ ابوطلحہ نے امن دے دیا رافع نے ابوطلحہ کے پاس جا کر اپنا اعتبار ایسا بڑھایا کہ ابوطلحہ ہر کام میں اس سے مشورہ لینے لگا۔ کچھ عرصے بعد خفیہ طور پر عباس کے حالات خجستانی کو لکھ بھیجے۔

رافع کے دھوکے میں خارجی قتل:......اس کے بعد ابوطلحہ نے رافع کو دو سپہ سالاروں کے ساتھ بیہق کی جانب خراج وصول کرنے بھیجا رافع نے بیہق پہنچ کر اطمینان سے سارا خراج وصول کیا اور دونوں سپہ سالاروں کو حالت غفلت میں گرفتار کر کے خجستانی کی جانب کوچ کر دیا پھر تھک کر ایک گاؤں کے باہر قیام پزیر ہو گیا اس گاؤں میں پہلے سے علی بن یحیٰی خارجی مقیم تھا ابن طاہر اور ابوطلحہ نے رافع کی بدعہدی سے مطلع ہو کر اسی وقت دھاوا کر دیا رات کے وقت اس گاؤں میں پہنچے جہاں پر علی بن یحیٰی خارجی مقیم تھا ابوطلحہ نے یہ خیال کر کے کہ رافع نہیں ہے غلطی سے علی بن یحیٰی پر ہاتھ صاف کر دیا گیا ہے۔

ابن طاہر اور اسحاق کی جنگ:......رجب ۲۶۳ھ میں ابن طاہر نے اسحاق شاری کو ایک عظیم الشان فوج دے کر جرجان کی جانب حسن بن زید اور دیلم سے جنگ کرنے روانہ کیا چنانچہ اسحاق نے دیلم کو سختی کے ساتھ پامال کیا مگر کچھ دن بعد فتح مندی کے غرور میں ابن طاہر سے باغی ہو گیا ابن طاہر اس واقعہ سے مطلع ہو کر اسحاق کی سرکوبی کے لئے گیا اور اسحاق کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ اس نے ابن طاہر پر موقع پا کر حملہ کر دیا ابن طاہر کے اکثر ساتھی مارے گئے مجبوراً ابن طاہر نے نیشاپور سے نکل کر ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قیام کیا اور لشکر فراہم کرنے اور ترتیب دینے میں مصروف ہو گیا جب ایک گروہ کثیر جمع ہو گیا تو اہل نیشاپور سے لڑائی چھیڑ دی۔

اسحاق کا قتل:......جنگ کے دوران اہل نیشاپور کی جانب سے ایک خط اسحاق کے نام لکھ بھیجا اس مضمون کا کہ ''چونکہ ابن طاہر اور طلحہ نے آ کر ہم کو گھیر لیا ہے تم فوراً چلے آ و تا کہ تم کو اپنے شہر پر قبضہ دے کر اور تمہارے ساتھ مل کر ان دونوں سے مقابلہ کریں'' دوسرا خط اسحاق کی طرف سے اہل نیشاپور کے نام اس مضمون کا تحریر کیا ''میرے پیارے حامیوں میں تمہارے لکھنے کے مطابق تمہاری امداد کرنے حاضر ہو رہا ہوں ذرا تم مستعدی سے کام لو اور حدود نیشاپور کی مکمل طریقے سے حفاظت کرو میں عنقریب تمہاری مدد کے لئے پہنچ رہا ہوں'' یہ خط روانہ کرنے کے بعد تھوڑے سے لشکر کے ساتھ خود بھی نیشاپور کے لئے روانہ ہو گیا چنانچہ وہ جیسے ہی نیشاپور کے قریب پہنچا ابوطلحہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اسحاق گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ تو آیا ہی تھا لہٰذا اپنے ساتھیوں سمیت مارا گیا۔

نیشاپور کا محاصرہ:......ابوطلحہ نے اس کے بعد نہایت شدت سے نیشاپور کا محاصرہ کر لیا اہل نیشاپور نے مجبور ہو کر خجستانی سے خط و کتابت

شروع کردی اور اس کو اپنی حمایت کے لئے بلوالیا چنانچہ نجستانی ہرات سے مسلسل دو دن اور رات کا سفر کر کے نیشاپور پہنچ گیا چونکہ رات کا وقت تھا اہل نیشاپور نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا نجستانی شہر میں داخل ہو کر لشکر کی فراہمی اور محاصرے کو توڑنے کا انتظام کرنے لگا ابوطلحہ نے یہ سن کر حسن بن زید سے امداد طلب کر لی حسن بن زید نے پوری مدد دی مگر کچھ کامیابی نہ ہو سکی۔ چنانچہ محاصرے سے ہاتھ کھینچ کر بلخ کی جانب واپس آ گیا اور ابوداؤد ناجبوزی پر محاصرہ ڈال دیا یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے

نجستانی اور حسن بن زید:..... نیشاپور سے حسن بن زید پر چڑھائی کر دی اس لئے کہ اس نے اس کے مقابلہ میں ابوطلحہ کو مدد دی تھی چنانچہ اہل جرجان جمع ہو کر حسن بن زید کی کمک پر آ گئے لیکن نجستانی نے ان کو بھی زیر کر کے چالیس لاکھ دراہم تاوان جنگ وصول کئے (یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۹۵ھ کا ہے)

یعقوب صفار کی وفات:..... انہی دنوں میں یعقوب صفار کی وفات ہو گئی اور اس کی جگہ عمر بن لیث حکومت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور نجستانی جرجان سے نیشاپور کی جانب لوٹ گیا عمر بن لیث نے یہ خبر پا کر ہرات سے حملہ کر دیا اور ایک نہایت سخت وخونریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو شکست اٹھا کر نقصان کے ساتھ ہرات واپس آ پڑا اور نجستانی نیشاپور میں ٹھہرا رہا۔

نجستانی کی شرارت:..... چونکہ عمرو بن لیث کو سلطان وقت کی طرف سے سرداری کی سند حاصل ہوئی تھی اس وجہ سے فقہاء اور امراء نیشاپور کا طبعی میلان اس کی جانب تھا نجستانی کی آنکھوں میں یہ میلان کانٹا بن کر کھٹکتا تھا موقع پا کر اپنے دلی اطمینان کی غرض سے ایک دوسرے سے لڑا دیا اس کے بعد ۲۶۷ھ میں ہرات پر فوج کشی کی اور عمرو بن لیث کا ایک مدت تک حصار کئے رہا مگر فتح یابی حاصل نہ ہوئی چنانچہ اپنے نائب کو نیشاپور میں چھوڑ کے سجستان آ گیا۔

نجستانی کا نائب:..... نجستانی کے نائب نے نیشاپور میں خودمختاری حاصل ہوتے ہی ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور اہل شہر کے ساتھ ظلم وسفا کی سے پیش آنے لگا اوباش مزاجوں، آبرو باختہ اور مفسدہ پرداز لوگوں کو اس سے بہت بڑی مدد ملی دن دھاڑے لوگوں کو لوٹنے لگے چنانچہ امراء اور رؤساء نیشاپور نے جمع ہو کے نجستانی کے نائب پر حملہ کر دیا ساتھ ہی اس کے عمرو بن لیث سے امداد طلب کی چنانچہ عمرو بن لیث نے ایک لشکر اہل نیشاپور کی کمک پر بھیج دیا چنانچہ نجستانی کا نائب گرفتار کر لیا گیا عمرو بن لیث کی کامیابی کے جھنڈے کامیابی کی ہوا کے ساتھ شوخیاں کرنے لگے۔

نجستانی کا بدلہ:..... رفتہ رفتہ اس کی خبر نجستانی کو ملی تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور لشکر مرتب کر کے نیشاپور پہنچ گیا اور تلوار کے زور پر عمرو بن لیث کے لشکر کو نکال دوبارہ قبضہ کر کے اختتام ۲۶۷ھ تک ٹھہرا رہا۔ عمرو بن لیث نے نجستانی سے تنگ آ کر ابوطلحہ کو جس وقت بلخ کو محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی کمک پر بلوالیا۔

ابوطلحہ کی جنگ اور پسپائی:..... چنانچہ ابوطلحہ ایک عظیم الشان فوج لے کر آیا عمرو بن لیث نے بڑی خاطر و مدارات کی اور بہت سا مال نذر کیا اور خراسان میں اس کو چھوڑ کر سجستان کی طرف کوچ کر دیا نجستانی نے بھی یہ سن کر سرخس کا رخ کیا کیونکہ اس وقت تک سرخس عمرو بن لیث کے قبضہ میں تھا اس کا ایک گورنر یہاں موجود تھا ابوطلحہ نے آگے بڑھ کے مزاحمت کی لڑائی ہوئی تو ابوطلحہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور خلم پہنچا نجستانی نے تعاقب کیا اور خلم پہنچ کر دوبارہ شکست دی اس کے بعد ابوطلحہ سجستان کی طرف بھاگا اور نجستانی نے طخارستان میں قیام کر دیا۔ اس کے بعد ابوطلحہ نے اپنی منتشر قوت کو پھر جمع کیا اور چاروں طرف سے لشکر منگوا کر نیشاپور پر چڑھ آیا اور نجستانی کو اس واقعہ کی اطلاع ملی اسی وقت طخارستان سے نیشاپور کی جانب روانہ ہو گیا۔

نجستان کے لئے نفرت:..... واقعات مندرجہ بالا سے جب ابن طاہر اور اس کے حامیوں کے دلوں پر یہ بات جم گئی کہ نجستانی کی یہ ساری کوششیں اپنے ذاتی نفع کے لئے ہیں اور اس پردے میں کہ وہ ابن طاہر کی حکومت کا [illegible] نا چاہتا ہے اپنی امارت حاصل کرنے کی فکر میں ہے لہذا اسی وقت سے نجستانی کی بیخ کنی کا خیال استحکام کے ساتھ دماغ میں جاگزین ہو گیا۔ اتفاق سے ان دنوں احمد بن طاہر صوبہ خوارزم کا گورنر تھا اس نے اپنے

ایک نامور سپہ سالار ابوالعباس نوفلی کو پانچ ہزار جنگ آوروں کے لشکر کے ساتھ خجستانی کے استقبال کی غرض سے نیشاپور کی جانب روانہ کیا۔

نوفلی کا قتل:...... خجستانی یہ خبر سن کر شہر سے باہر آیا اور چند لوگوں کو بطور سفیر نوفلی کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ''قتل اور خونریزی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے بے وجہ تم مجھ سے جنگ نہ کرو'' نوفلی نے ان لوگوں کو گرفتار کرا کے پٹوایا اہل نیشاپور کو اس سے اتنا زیادہ اشتعال پیدا ہوا ہر کہہ ومہ سارے لوگ جمع ہو کر خجستانی کے پاس آئے جنگ کا مشورہ طے ہو گیا نوفلی نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کر اپنے لشکر کو مرتب کیا لڑائی ہوئی اور آخر کار خجستانی نے نوفلی کو گرفتار کر کے مار ڈالا اس کے بعد یہ خبر پا کر کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن طاہر نے مرو میں وہاں کے رہنے والوں سے زبردستی دو سال کا خراج پیشگی وصول کر لیا ہے براہ ابیعر وایک دن رات میں طے مسافت کر کے مرو میں پہنچ کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر لیا اور اس کی جگہ مرو کی حکومت پر موسیٰ بلخی کو مقرر کیا اس کے بعد حسین بن طاہر مرو آیا اور اہل مرو کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جس سے تھوڑے دنوں میں بیس ہزار درہم فراہم ہو گئے۔

خجستانی کا قتل:...... جس وقت خجستانی کے اہل وعیال اور والدہ نیشاپور میں گرفتار کر لئے گئے اور اس کو طخارستان میں اس کی خبر دی تو خبر سنتے ہی نیشاپور کی طرف روانہ ہو گیا راستے میں مقام ہرات میں ابوطلحہ کے ایک غلام نے حاضر ہو کر امن کی درخواست کی خجستانی نے امن دے دیا اور اپنی خدمت خاص میں رکھ لیا یہ بات خجستانی کے اس غلام (رامجور نامی) کو جو پہلے سے خدمت میں رہتا تھا اتنا زیادہ شاق گذرا کہ وہ خجستانی کے قتل کے پیچھے پڑ گیا اور موقع کا انتظار کرنے لگا اتفاق یہ کہ خجستانی کا ایک دوسرا غلام قتلغ نامی بھی اس سے دھوکا کر گیا وجہ یہ تھی کہ خجستانی نے ایک دن غصہ میں آ کر اس کی ایک آنکھ نکلوالی تھی چنانچہ ان دونوں غلاموں نے متفق ہو کر ۲۶۸ھ میں خجستانی کے شیرازۂ حیات کو درہم برہم کر دیا۔

قاتلوں کا فرار اور قتل:...... خجستانی کو قتل کر کے رامجور نے اس کی انگلی سے انگوٹھی نکالی لی اور چند لوگوں کے ساتھ اصطبل کی طرف گیا اور داروغہ کو انگوٹھی دکھا کر گھوڑے تیار کرائے اور ان پر سوار ہو کر ابوطلحہ کو اس واقعہ سے مطلع کرنے کے لئے روانہ ہو گئے جب خجستانی حسب معمول دربار عام میں نہیں آیا اور ارکین دولت سپہ سالار وغیرہ اس کا انتظار کرتے کرتے اکتا گئے تو سب کے سب اکٹھے ہو کر حال پوچھنے خجستانی کے خیمہ میں گئے تو دیکھا کہ وہ مرا پڑا ہے یہ دیکھ کر سب کے ہوش وحواس اڑ گئے اور ایک دوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگے اصطبل کے داروغہ نے رامجور کے انگوٹھی دکھا کر گھوڑے تیار کرا کے لے جانے اور ان پر سوار ہو کر چلے جانے کے بارے میں بتایا تو دیوانہ وار اس کو تلاش کرنے لگے لیکن اس وقت ڈھونڈ نہ سکے مگر کچھ دنوں کے بعد اتفاق سے ان کے ہاتھ لگ گیا چنانچہ اسے مار ڈالا پھر سب نے متفق ہو کے رافع بن ہرثمہ کے سر پر امارت کی ٹوپی رکھ دی اس کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔

شاہی فوج اہواز میں:...... ۲۶۳ھ میں صفار نے اہواز کا رخ کیا ان دنوں احمد بن کیتونہ گورنر اہواز جو مسرور بلخی کا سپہ سالار تھا اور تستر میں مقیم تھا صفار کی آمد کی خبر سن کر تستر سے کوچ کر گیا صفار نے جندسابور پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا سلطانی فوجیں جو اس کے قرب وجوار میں تھیں صفار کے خوف سے رگ گئیں صفار نے بغیر کسی مزاحمت کے جندسابور اور اس کے مضافات پر قبضہ کر کے اپنے ساتھیوں میں سے خضر بن ❶ عنبر نامی ایک سپہ سالار کو اہواز کی جانب روانہ کر دیا جیسے ہی خضر اہواز کے قریب پہنچا علی بن ابان اپنے کالی پلٹنوں کے ساتھ اہواز چھوڑ کے نہر سدرہ میں جا کر قیام پذیر ہو گیا اور خضر نے اطمینان سے اہواز میں داخل ہو کر اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

صفار کا اہواز پر قبضہ:...... چند دنوں تک خضر کی علی بن ابان کے ساتھیوں سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی حتیٰ کہ علی بن ابان اپنی فوج کو مرتب کر کے اہواز پر چڑھ آیا خضر کے ساتھیوں کی ایک بڑی تعداد اس واقعہ میں کام آ گئی اور بہت سامال واسباب لوٹ لیا گیا خضر پسپا ہو کر لشکر گاہ مکرم پہنچا علی بن ابان نے اہواز میں داخل ہو کر بتایا خضر کا مال واسباب سب پر قبضہ کر لیا اور جس شخص پر خضر کی ہمدردی یا ہمراہی کا شبہ اہواز سے واپس آ کر نہر سدرہ پر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس دوران صفار نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں مگر اس کے ساتھ ہی زنگیوں سے جنگ کرنے کی ممانعت اور اہواز میں محض قیام کرنے کی ہدایت بھی کر دی علی بن ابان نے اس شرط کو منصور نہیں کیا اور اہواز میں جتنا رسد وغلہ تھا سب اٹھا لایا اس کے بعد فریقین میں

❶...... ایک نسخے میں ,,معیر,, ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۷۴)

مصالحت ہوگئی۔

تکین بخاری اور سلیمان: ......اغرتمش اور سلیمان بن جامع کی جنگ اور سلیمان بن جامع کی کامیابی کے حالات آپ اوپر پڑھ آچکے ہو لہٰذا جب سلیمان بن جامع اپنا دلی مقصود حاصل کر چکا تو چند امور میں مشورہ کرنے کے لئے خبیث کی جانب کوچ کیا اتفاق سے تکین بخاری کے لشکر کے پاس سے گذرا تکین ان دنوں بیر ذور میں مقیم تھا سلیمان جس وقت بیر ذور کے قریب پہنچا تو جنانی ❶ نے رائے دی کہ چونکہ لشکر روزانہ جنگ سے پریشان اور تھک گیا ہے بہتر یہ ہے کہ تم اس جگہ سامنے والے ٹیلے کے پیچھے چھپ جاؤ میں تھوڑی سی فوج لے کر نہر کی طرف سے لشکر مخالف پر حملہ آور ہوتا ہوں اور لڑتا ہوا پیچھے ہٹوں گا تو جس وقت اس ٹیلہ سے لشکر مخالف جوش فتح مندی میں آگے بڑھے پشت سے تم حملہ کر کے اپنا دلی مقصود حاصل کر لینا سلیمان نے اس کی رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر اسی پر عملدر آمد کیا تکین کا لشکر شکست کھا کر اپنی لشکر گاہ میں چھپ گیا اور میدان جنگ سے سلیمان بھی اپنے ٹھکانے پر واپس آ گیا۔

سلیمان اور تکین کا لڑائیاں: ......رات کے وقت پھر لشکر مرتب کر کے تکین کے لشکر پر شبخون مارا تکین کے تمام دن کے تھکے ہوئے سپاہی مقابلہ نہ کر سکے چنانچہ زنگیوں نے دل کھول کر تکین کی لشکر گاہ کو تحت وتاراج کرنا شروع کر دیا تکین اپنی لشکر گاہ چھوڑ کر دور جا کھڑا ہو گیا اور انتہائی اطمینان سے اپنے خاص خاص سپہ سالاروں اور خادموں کو جمع کر کے سلیمان پر حملہ کیا سلیمان کے ساتھی جو چند گھنٹہ پیشتر سے لوٹنے میں مصروف تھے خود کو سنبھال نہ سکے لہٰذا پسپا ہو گئے اور سلیمان کو ان کے ساتھ پیچھے ہٹنا پڑا۔ اب اس وقت تکین کو ایک گونہ اطمینان ہو گیا تھا، سلیمان ان کے ہمراہی لوٹے ہوئے مال واسباب کو چھوڑ کے بھاگ گئے تھے جس کو تکین کے لشکری دلجمعی کے ساتھ فراہم کر رہے تھے اس دوران سلیمان نے اپنے لشکر کو پھر سے مرتب کیا اور مختلف ومتعدد وجوہات سے دریا اور خشکی کے راستے حملہ آور ہوا تکین کے قدم اس حملہ میں ڈگمگا گئے اور شکست کھا کر ایسا بھاگا کہ پھر دوبارہ لوٹ کے حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی زنگیوں نے خاطر خواہ اس کی لشکر گاہ کو لوٹا ہزاروں کا مال واسباب ہاتھ آیا سلیمان نے جنگ کے بعد اپنے لشکر کا چارج جنانی کو دیا اور خود اپنے سردار خبیث کے پاس روانہ ہو گیا یہ واقعات ۲۶۳ھ کے ہیں۔

سلیمان اور شاہی فوج: ......روانگی کے بعد سلیمان جنانی فراہمی رسد وغلہ کی جانب توجہ کی قرب وجور کے دیہات میں لشکر لے کر گیا اتفاق سے جعلان نامی ایک شاہی سپہ سالار اس طرف آیا ہوا تھا ان واقعات کی خبر پا کر جنانی سے بھڑ گیا جنانی جواب ترکی بہ ترکی دینے پر مستعد ہوا لڑائی ہوئی مگر جنانی کو نقصان اٹھا کر میدان جنگ سے واپس آنا پڑا جعلان نے اس ہنگامہ میں جنانی کی تلوار چھین لی۔ اس کے بعد شاہی لشکر کے نامور سپہ سالار وں منجور اور محمد بن علی بن حبیب نے زنگیوں پر حملہ کیا اور حجاجیہ تک بڑھ گئے حجاجیہ کے گورنر نے خبیث کو ان واقعات سے مطلع کیا خبیث نے سلیمان کو اس مہم پر روانہ کیا چنانچہ سلیمان نے جنگ جعلان کا اظہار مقام طہشا میں وارد ہوا جنانی نے حاضر ہو کر سارے حالات سے مطلع کیا سلیمان نے اسی وقت جنانی کو مقدمۃ الجیش پر متعین کر کے جعلان کے مقابلہ پر چھیڑ چھاڑ کرتے رہنے کی ہدایت کی اور خود باقی فوج لے کر محمد بن علی پر حملہ آور ہوا اور ایک خونریز جنگ کے بعد محمد بن علی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس کا بھائی اس معرکہ میں کام آ گیا سلیمان نے محمد بن علی کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا سینکڑوں ہزاروں کا مال ہاتھ آیا (یہ واقعہ ماہ رجب ۲۶۴ھ کا ہے)۔

حسان اور رصافہ پر حملہ: ......اس کے بعد ماہ شعبان سن مذکورہ میں قصبہ حسان پر چڑھائی کر دی یہاں پر ایک سپہ سالار حسن بن ثمار تکین رہتا تھا تھوڑی سی فوج بھی حفاظت کے خیال سے اس کے ساتھ رہتی تھی سلیمان نے اس کو بھی شکست دے کر حسان کو لوٹ لیا اور مکانات جلا کر خاک وسیاہ کر دیئے۔ اس واقعہ سے سلیمان کی ہمت بڑھ گئی قتل وغارت کی غرض سے اپنے لشکر کو چاروں طرف دریا اور خشکی میں پھیلا دیا بعض راستوں سے جعلان نے مزاحمت کی اور بزور تیغ ان کی کامیابی میں رکاوٹ بنا اس کے بعد سلیمان نے رصافہ کا رخ کیا اور رصافہ کے سپہ سالار پر حالت غفلت میں حملہ کر دیا۔ رصافہ کا سپہ سالار اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کے بھاگ گیا سلمان اور اس کے ہمراہیوں نے رصافہ میں داخل ہو کر جس قدر اسباب ومال

❶ ......ابن اثیر کی تاریخ (الکامل جلد ۶ صفحہ ۲۷۴) پر جنانی کے بجائے حیاتی تحریر ہے جبکہ طبری میں ہر جگہ جبائی تحریر ہے۔

لوٹ سکے لوٹ لیا باقی میں آگ لگادی قتل وخونریزی کو عام طور سے مباح کر دیا۔ جب اس کے اور اس کے لشکریوں کے ہاتھ قتل وغارت سے تھک گئے اس وقت شہر خبیت کی جانب واپس لوٹ گئے۔

رصافہ کے سالار کا جوابی حملہ:......سلیمان کی واپسی کے بعد مطر ❶ بن جامع نے زنگیوں سے میدان خالی دیکھ کر حاجیہ پر چڑھائی کر دی چونکہ حاجیہ میں اس وقت کوئی شخص ایسا نہ تھا جو مطر سے مزاحم ہوتا اس لئے مطر نے حاجیہ کو لوٹ کر اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے پھوڑے ایک بڑے گروہ کو قید کر لیا ان میں قاضی سلیمان بھی تھا اس کو گرفتار کر کے واسط بھیج دیا اس کے بعد طہشا کی جانب بڑھا جنانی نے سلیمان بن جامع کو یہ حالت لکھ بھیجے چنانچہ ۲ ذی حجہ ۲۶۳ھ کو سلیمان اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا۔

تکین اور سلیمان کی جھڑپ:......اس دوران احمد بن کیتونہ بھی کوفہ اور جنبلا سے ہوتا ہوا یزید یہ پہنچ گیا جعلان نے نہایت تیزی اور عجلت سے اس صوبہ کی حفاظت کا انتظام کیا سرحد پر جگہ جگہ فوجیں متعین کر دیں تکین نے سلیمان کے لشکر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کے سپہ سالاروں کے ایک گروپ کو شربت مرگ پلا کر روزانہ کی جنگ سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دی۔

واسط پر سلیمان زنگی کا قبضہ:......انہی دنوں موفق نے شہر واسط کا محمد بن مولد کو گورنر بنایا اور ایک عظیم الشان کثیر التعداد لشکر لے کر واسط آیا سلیمان بن جامع نے اپنے سردار خبیت سے امداد طلب کی خبیت نے خلیل بن ابان کو ڈیڑھ ہزار سواروں کا لشکر دے کر سلیمان کی کمک پر روانہ کیا سلیمان کے قوائے مضمحل جن میں جنگ کرنے کی صلاحیت نہ تھی اس تازہ دم فوج کے آجانے سے مضبوط و توانا ہو گئے چنانچہ لشکر مرتب کر کے ابن مولد پر فوج کشی کر دی ابن مولد کو شکست ہوگئی سلیمان نے واسط میں گھس کر قتل عام کا دروازہ کھول دیا ہزاروں آدمی مارے گئے بازار لوٹ لئے گئے مکانات جلا دیئے گئے منکجور بخاری اس وقت واسط ہی میں تھا اس قتل وخونریزی کا خوفناک منظر اس سے دیکھا نہ گیا اور وہ اہل واسط کو بچانے کے غرض سے صبح سے شام تک لڑتا رہا بالآخر مغرب کے وقت شہید ہو گیا پھر کیا تھا رہا سہا جو کچھ تھا وہ بھی فتحمند گروہ کی نذر ہو گیا۔ واسط کے ویران کرنے کے بعد ابراہیم اور اشناس کے خیال سے سلیمان صنبلاء کی جانب لوٹا اور نوے راتیں یہاں مقیم رہا۔

ابن طولون کا شام پر قبضہ:......دمشق کی گورنری پر ترکی سپہ سالار ماجور معتقد کے عہد خلافت میں مقرر ہوا تھا ۲۶۴ھ کے دور میں اس نے وفات پائی تو اس کے بیٹے نے اپنے باپ کے بجائے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ احمد بن طولون نے یہ خبر پا کر مصر میں اپنے بیٹے عباس کو اپنا نائب بنایا اور دائرہ حکومت وسیع کرنے اور دمشق پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا دمشق کے قریب پہنچ کر ابن ماجور کو لکھا کہ ''مجھے بارگاہ خلافت سے شام کا صوبہ عنایت ہوا ہے تم کو کیا عذر ہے؟'' ابن ماجور نے بے عذری کے ساتھ اطاعت قبول کر لی اور رملہ میں آ کر ابن طولون سے ❷ ملاقات کی ابن طولون اس کو رملہ پر مقرر کر کے دمشق پہنچا اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے دمشق کے سپہ سالاروں کو ان کے عہدوں پر بحال و قائم رکھا دو چار دن قیام کر کے حمص، حماۃ اور حلب کی طرف گیا اور ان پر بھی اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

انطاکیہ پر قبضہ:......اس کے بعد انطاکیہ اور طرسوس کی لالچ لگ گئی ہوئی ان دنوں ان دونوں صوبوں پر سیما طویل نامی ایک ترکی سپہ سالار مقرر تھا ابن طولون نے اطاعت کی شرط پر بحال رکھنے کا پیغام بھیجا مگر سیما طویل نے انکار میں جواب دیا چنانچہ ابن طولون نے چڑھائی کر دی چونکہ اہل انطاکیہ کے ساتھ سیما طویل کے برتاؤ اچھے نہ تھے لہٰذا ان لوگوں میں سے کسی نے ابن طولون کو شہر پناہ کے خفیہ راستوں سے آگاہ کر دیا ابن طولون نے شہر کا محاصرہ کر کے چاروں طرف منجنیقیں نصب کرا دیں سیما طویل بھی فوجیں آراستہ کر کے شہر پناہ کی فصیلوں سے جواب ترکی بہ ترکی دینے لگا بالآخر ابن طولون نے شہر پناہ کے ایک خفیہ راستہ سے شہر میں گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ سیما طویل اسی عام خونریزی میں مارا ❸ گیا پھر کیا تھا اہل

---

❶......یہ وہی شخص ہے جو رصافہ میں سپہ سالار تھا اور اسی پر سلیمان نے حملہ کیا تھا۔ (کامل ابن اثیر صفحہ ۱۲۵ جلد ۷)

❷......علامہ کندی کی کتاب ,,ولاۃ مصر,, (مصر کے گورنر) صفحہ ۲۴۶ پر تحریر ہے کہ ابن طولون ماجور سے نہیں بلکہ اس کے نائب محمد بن رافع سے ملا تھا۔

❸......یہ واقعہ محرم ۲۶۵ھ کا ہے، مسعودی نے (مروج الذہب جلد ۴ ۲۴۰) پر ابن طولون کے انطاکیہ پر حملے کی تفصیل لکھی ہے، جو مطالعہ کرنا چاہیں وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

شہر نے اطاعت قبول کر لی۔

طرطوس اور حران پر قبضہ:......اس کے بعد ابن طولون نے طرطوس کا رخ کیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے جہاد کے ارادے سے قیام کر دیا ابن طولون کے قیام کرنے کی وجہ سے مہنگائی شروع ہو گئی اہل شہر نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ "آپ کے لشکر کے قیام کرنے کی وجہ سے شہر میں ہر چیز مہنگی ہو گئی ہے ہم لوگوں کو اس سے بے حد تکلیف ہو رہی ہے بڑی عنایت ہو گی اگر آپ کا لشکر یہاں سے کوچ کر جائے اور اگر یہاں کی آب و ہوا آپ کو پسند ہے تھوڑے سے آدمیوں کو لشکر میں ساتھ رکھئے باقی کو رخصت فرما دیجئے" ابن طولون نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اگلے دن شام جانے کے ارادے سے کوچ کر دیا اور حران پہنچ گئے حران کی حکومت محمد بن اتامش کے قبضہ میں تھی محمد بن اتامش اس کے مقابلے پر آیا مگر ابن طولون نے اس کو بھی شکست دے کر حران پر قبضہ کر لیا۔

ابن طولون کے بیٹے کی بغاوت:......اس دوران یہ خبر ملی کہ اس کے بیٹے عباس نے مصر میں اس کے خلاف آتش بغاوت بھڑکا دی ہے اور خزانے میں جو کچھ تھا لے کر رقہ ❶ کی جانب روانہ ہو گیا ہے مگر ابن طولون کے کان پر اس خبر سے جوں تک نہ رینگی اور انتہائی اطمینان سے شاہی علاقوں کے انتظام کرتا رہا سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کیں حران میں ایک چھاؤنی قائم کی رقہ کی حفاظت پر اپنے غلام لولو کو ایک لشکر کے ساتھ مامور کیا۔

موسیٰ بن اتامش کی آمد:......آہستہ آہستہ محمد بن اتامش کی شکست کی خبر موسیٰ بن اتامش تک پہنچی تو بھائی کی ہمدردی کا خون جوش میں آ گیا فوراً ایک لشکر مرتب کر کے حران پر حملہ کر دیا ان دنوں حران میں ابن طولون کی طرف سے احمد بن جیفونہ مقرر تھا موسیٰ کی خبر پا کر پریشان ہوا تو ابوالاعز نامی (یہ اعرابی تھا) ایک شخص نے گذارش کی (امیر کو موسیٰ کے آنے سے فضول پریشانی رہی ہے وہ ایک جلد باز شخص ہے ارشاد ہو تو میں اس کو زندہ گرفتار کرا لاؤں مگر شرط یہ ہے کہ مجھے بیس آدمی چن کر دو امیر نے کہا میں تمہیں خوشی سے اجازت دیتا ہوں"

موسیٰ کی حیرت انگیز گرفتاری:......ابوالاعز نے اسی وقت بیس آدمی لشکر سے منتخب کئے اور ان کو اپنے ساتھ لے کر موسیٰ کی لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر انہی بیس آدمیوں میں سے چند آدمیوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور خود بقیہ آدمیوں کے ساتھ دیہاتیوں کے لباس میں موسیٰ کی لشکر گاہ میں داخل ہو گیا موسیٰ کے خیمے کے پاس چند گھوڑے بندھے ہوئے تھے پہنچتے ہی ان کو کھول دیا شور و غل مچا تو چاروں طرف سے سپاہی دوڑ پڑے موسیٰ بھی شور و غوغا سن کر نکل آیا اور [illegible] سپاہیوں کے ساتھ ابوالاعز پر حملہ آور ہوا ابوالاعز اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے حملوں سے خود کو بچاتا ہوا بھاگا حتیٰ کہ اس جگہ سے گذرا جہاں اس کے ساتھی کمین گاہ میں بیٹھے تھے موسیٰ تعاقب کرنے والوں سے آگے آگے گھوڑا دوڑا رہا تھا جیسے ہی اس کا کمین گاہ پر سے گذر ہوا ابوالاعز کے ساتھی نکل پڑے اور ادھر موسیٰ کے ساتھی ان گنتی کے چند آدمیوں کے اچانک نکل آنے سے بھاگ گئے جو پہلے سے کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے ادھر ابوالاعز بھی اپنے ساتھیوں سمیت واپس مڑا اور موسیٰ کو گرفتار کر کے احمد بن جیفونہ کے سامنے کر دیا احمد نے اس کو ابن طولون کے پاس بھیج دیا مگر ابن طولون نے اس کو رہا کر دیا اور اپنے لشکر کی فوج کے ساتھ مصر لوٹ گیا یہ واقعات ۲۶۶ھ کے ہیں۔

زنگیوں پر شبخون:......۲۶۵ھ میں سلیمان بن جامع نے ایک نہر سواد ❷ کوفہ تک کھدوائی تا کہ آسانی و سہولت کے ساتھ اس کے اطراف میں قتل و غارت سے اپنے مقاصد حاصل کر سکے احمد بن کیتونہ (موفق کا گورنر) حنبلاء ❸ میں رہتا تھا اس نے اس کی اطلاع پا کر ایک دن سلیمان کے لشکر پر شبخون مارا اور تقریباً چالیس سرداروں کو قتل کر دیا اور متعدد کشتیوں کو جلا دیا۔ عام سپاہی اکثر قتل یا گرفتار ہو گئے سلیمان شکست کھا کر طہشار پہنچا اور اپنی شکستہ حالی کو درست کر کے اس شبخون کا بدلہ لینے کے لئے نعمانیہ پر چڑھائی کر دی اہل نعمانیہ کو اس کی اطلاع نہ تھی چنانچہ نہایت سادگی کے ساتھ

❶......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۱۷ پر رقہ کے بجائے ,,برقہ,, تحریر ہے۔

❷......تاریخ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۸۳ پر نہر کا نام زہری تحریر ہے۔

❸......یہاں جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی جسے تاریخ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۸۴ سے اخذ کر کے لکھا گیا ہے۔

قتل کر دیئے گئے باقیماندہ لوگ جان بچا کر جرجرایا چلے گئے اہل سواد نے یہ سن کر عزت اور جان کے خوف سے بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔

زنگیوں کا حملہ پسپا:......انہی دنوں علی بن ابان نے تشتر پر فوج کشی کی اور اس کو گھیر لیا موفق نے اپنی جانب سے صوبہ اہواز پر مسرور بلخی کو حکومت عطا کی تھی اور اس نے اپنی طرف سے تکین بخاری کو مقرر کیا تکین نے یہ خبر پا کر تشتر کو بچانے کے لئے فوجیں مرتب کیں اور ایسی حالت میں تشتر پہنچا جب کہ اہل تشتر نے علی بن ابان کے حملوں سے تنگ آ کر شہر ان کے سپرد کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا مگر تکین کے آ جانے سے ان کے دل مضبوط ہو گئے چنانچہ اور شہر کی فصیلوں سے ان لوگوں نے اور باہر سے تکین کے لشکر نے زنگیوں کے لشکر پر حملہ کیا زنگیوں کا لشکر اس دو طرفہ حملہ سے گھبرا کر بھاگ گیا ایک بڑی تعداد ان کی اس معرکہ میں کام آ گئی۔

زنگیوں پر شب خون:......تکین نے جنگ کے بعد تشتر میں قیام کیا اور علی بن ابان نے اپنے سپہ سالاروں کے ایک گروپ کو پل پر پڑاؤ کرنے کا حکم دیا مخبروں نے تکین تک یہ خبر پہنچا دی چنانچہ تکین نے ایک دستہ فوج مرتب کر کے اسی وقت حملہ کر دیا رات کا وقت تھا علی بن ابان کے سپہ سالاروں کی مجلس میں شراب کا دور چل رہا تھا خوبصورت خوبصورت لونڈیاں گا بجا رہی تھیں عیش وعشرت کا رنگ جما ہوا تھا اس دوران تکین نے پہنچ کر چھاپہ مارا اور سپہ سالاروں کا ایک گروپ مارا گیا باقیماندہ بھاگ علی بن ابان کے پاس پہنچ گئے تکین نے تعاقب کیا مگر علی بن ابان یہ خبر سن کر بغیر جدال وقتال بھاگ گیا۔

اس واقعہ کے بعد علی بن ابان نے تکین سے صالح کے بارے میں خط وکتابت شروع کی تکین نے قتل وخونریزی کے خیال سے منظور کر لیا چنانچہ دونوں میں صلح ہو گئی۔ رفتہ رفتہ مسرور تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ طرح طرح کے خیالات تکین کی جانب سے قائم ہونے لگے بالآخر صبر نہ ہو سکا ڈبل کوچ کرتا ہوا تکین کے پاس پہنچ گیا اور اس کو اس الزام میں کہ اس نے زنگیوں سے ساز باز کر لی ہے گرفتار کر کے ابراہیم بن جعلان کی نگرانی میں قید کر دیا تکین کے گرفتار ہوتے ہی تکین کے ساتھی منتشر ہو گئے اور چند لوگ زنگیوں سے جا ملے ایک گروپ محمد بن عبداللہ کردی کے پاس چلا گیا مسرور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر امن کا اعلان کر دیا چنانچہ ان میں سے اکثر واپس آ گئے۔

یعقوب صفار کی وفات:......نویں شوال ۲۵۶ھ کو حکومت صفاریہ کے بانی یعقوب صفار نے (مقام جند سابور ❶ میں قولنج کی بیماری میں وفات پائی اور وفات سے پہلے مقام رخج اور زابلستان (یعنی عرفہ) کو بزور تیغ فتح کر لیا تھا اس کا دائرہ حکومت بہت وسیع تھا اس کے آخری زمانہ میں خلیفہ معتمد کا میلان اس کی جانب ہو گیا تھا اس نے اسے حکومت فارس دینے کا وعدہ کر لیا تھا مگر یہ فرمان اس وقت صفار کے پاس پہنچا جب کہ اپنے خالق اکبر سے لو لگائے ہوئے ملک الموت سے باتیں کر رہا تھا۔

صفار کا جانشین عمرو:......صفار کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث اس کا جانشین بنا اور دربار خلافت میں اظہار اطاعت وفرمانبرداری کا خط روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر خراسان، اصفہان، سندھ، سجستان، مرمن رائے کی گورنری اور پولیس بغداد کی افسری عنایت کر دی اور سند گورنری کے ساتھ خلعت فاخرہ بھی روانہ فرمائی۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر نے عمرو بن لیث کو گورنر بنائے جانے پر کوئی اعتراض نہ کیا، پھر موفق نے عمرو بن لیث کو معزول کر کے اصفہان کا گورنر بنایا جہاں عمرو بن لیث سے پہلے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف محمد بن ابی الساج گورنر کے عہدہ پر فائز تھا۔ ❷

زنگیوں اور اغرتمش کی جنگ:......سلیمان بن جامع اور اغرتمش کی لڑائیوں کے حالات اور اس کے بعد تکین، جعلان، مطر بن جامع واحمد بن کیتونہ کے واقعات اور شہر واسط پر اس کے قابض ہو جانے کی کیفیت ہم اوپر لکھ آ چکے ہیں تکین بخاری کی گرفتاری کے بعد اغرتمش کو ۲۶۶ھ

---

❶......کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۹، اور تاریخ ابوالفدا جلد ۲ صفحہ ۵۲ کے مطابق شوال کی ۱۹ تاریخ تھی جبکہ مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۹ کے مطابق شوال کا مہینہ ختم ہونے میں سات دن باقی تھے یعنی اگر مہینہ ۲۹ دن کا ہوا ہو تو ۲۲ شوال اور اگر مہینہ ۳۰ دن کا ہوا ہو تو ۲۳ شوال تاریخ بنتی ہے، جبکہ وفیات الاعیان جلد ۶ صفحہ ۴۲۰ کے مطابق ماہ شوال کی چودہ راتیں گذر چکی تھیں۔ ❷......تصحیح واستدراک ثناءاللہ محمود

میں اہواز کی حکومت عطا ہوئی۔ چنانچہ اغرتمش ماہ رمضان المبارک ۲۶۶ھ میں تشتر آیا مطر بن جامع بھی اس کے ساتھ تھا تشتر پہنچ کر علی بن ابان کے ان سپہ سالاروں اور ساتھیوں کو جو تشتر میں قید تھے قید حیات سے آزاد قتل کر کے لشکر گاہ مکرم کی جانب کوچ کر دیا علی بن ابان بھی یہ خبر سن کر مکرم میں آ گیا اور دونوں حریف گتھ گئے صبح سے دوپہر تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی دوپہر کے بعد اغرتمش نے زنگیوں کی کثرت اور اپنی ناکامی کی مجسم صورت دیکھ کر لڑائی موقوف کر دی علی بن ابان اہواز کی جانب چلا گیا اور اغرتمش خلیل بن ابان کے ارادے سے اربل کا پل عبور کر نے بڑھا۔

اغرتمش کی دوسری جنگ:......خلیل نے اپنے بھائی علی کو اس سے مطلع کیا علی نے اپنے ساتھیوں کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصے کو اہواز میں چھوڑا اور خود دوسرے حصہ کے ساتھ اربل کی نہر کی طرف بڑھا اس کے روانہ ہوتے ہی اس کے باقی ساتھی بھی اغرتمش کے خوف سے اہواز چھوڑ کے نہر سدرہ چلے آئے علی اور اغرتمش کی نہر اربل پر پورے دن لڑائی ہوتی رہی مگر ایسا کوئی نتیجہ نہ نکلا جس سے فریقین کے حوصلوں کا قطعی فیصلہ ہو جاتا۔

اہواز سے زنگیوں کا فرار:......لڑائی ختم ہونے پر علی دوبارہ اہواز کی جانب لوٹ آیا مگر اہواز اس کے آنے سے پہلے اس کے ساتھیوں سے خالی ہو چکا تھا چنانچہ ان لوگوں کو واپس لانے کی غرض سے چند آدمیوں کو روانہ کیا لیکن وہ لوگ واپس نہ آئے لہٰذا مجبوری میں خود بھی ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا۔

اغرتمش کی تیسری جنگ:......اس دوران ان واقعات سے مطلع ہو کر اغرتمش پہنچ گیا لڑائی شروع ہوگئی مطر بن جامع چند نامی گرامی سپہ سالاروں سمیت مارا گیا دوسرے دن پھر اسی زور وشور سے لڑائی شروع ہوئی اور شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی اگلے دن اچانک ایک تازہ دم فوج علی بن ابان کی کمک آ گئی (اس فوج کو خبیث نے روانہ کیا تھا) اغرتمش نے کثرت فوج سے خوف کھا کر اپنے حریف کے لئے میدان جنگ کو کچھ دن کے لئے خالی کر دیا۔

محمد بن عبیداللہ زنگی:......چونکہ ایک عرصے سے محمد بن عبیداللہ (یہ رامہرمز کا گورنر تھا) اور علی بن ابان کی اَن بن چلی آ رہی تھی اس لئے آئندہ خطرات کے پیش نظر محمد نے انکلائی ❶ بن خبیث سے درخواست کی کہ مجھے علی بن ابان کی ماتحتی سے نکال کر اپنے حمایتیوں کے زمرے میں داخل کر لیجئے مگر محمد کی یہ تدبیر الٹی پڑ گئی انکلائی کو اس بات سے برہمی پیدا ہوئی۔ اپنے باپ (خبیث) سے محمد کے احتساب اور خرن طلب کرنے کی اجازت حاصل کر کے علی بن ابان کو اس خدمت پر مقرر کر دیا محمد بن عبیداللہ نے بہانے کر کے ٹالنے کی کوشش کی مگر علی بن ابان زنگیوں کی فوج لے کر رامہرمز کے قریب پہنچ گیا محمد نے یہ خبر پا کر رامہرمز کو خالی کر دیا اور دور سرحد پر جا کر پناہ گزین ہو گیا علی اور اس کے سپاہیوں نے رامہرمز میں داخل ہو کر اسے خوب لوٹا اور اس کے بعد محمد نے علی سے خط وکتابت کر کے دو لاکھ دراہم دینے پر صلح کر لی علی نے رامہرمز اس کے حوالے کر دیا۔

ابن ابان سے دھوکا:......اس صلح کے چند دن بعد محمد نے علی سے کردوں کے مقابلے پر امداد طلب کی اس شرط پر کہ سارے مال غنیمت کا مالک علی ہوگا چنانچہ علی لالچ میں آ گیا محمد بن عبیداللہ سے چند آدمیوں کو بطور ضمانت مانگا محمد بن عبیداللہ نے اس کو بہانہ کر کے ٹال دیا اور صرف ایک تحریر کر کے بھیج دیا علی نے مجلز نامی ایک شخص کو اس مہم کا سردار بن کر ایک بڑا لشکر اس کے ساتھ مرمحمد بن عبیداللہ کے پاس بھیج دیا محمد بن عبیداللہ نے اس لشکر کے ساتھ کردوں پر حملہ کیا جس وقت دونوں فریق میں گھمسان لڑائی ہونے لگی محمد کے ساتھیوں نے قصداً میدان خالی کر دیا کردوں نے سختی سے زنگیوں پر حملہ کیا ایک برا گروہ زنگیوں کا کام آ گیا بے حد نقصان اٹھا کر واپس ہوئے۔

ابن عبیداللہ سے صلح صفائی:......محمد نے چند دستہ فوج کو بظاہر ان لوگوں کو روکنے پر مامور کیا مگر خفیہ طور پر یہ ہدایت کر دی کہ موقع ملے تو تم بھی ان کمبخت سیاہ بختوں (زنگیوں) پر اپنا ہاتھ صاف کر لینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کردوں کے لوٹنے سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو محمد کے سپاہیوں نے لوٹ لیا علی کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو محمد کو ایک ڈانٹ بھرا خط لکھا محمد بن تملق نے چاپلوسی کے ساتھ معذرت کر لی ساتھ ہی ان کے بہت سے ہتھیار

❶......(تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۸۹)

اور جانور بھی واپس کر دیئے مگر اس کے باوجود محمد کے خائف خوفزدہ دل کو تسلی نہ ہوئی تو خبیت کے بعض مصاحبوں سے اس معاملہ میں بات چیت کی اور صلح کرا دینے کے بدلے بہت سامال و دولت دینے کا وعدہ کیا ان لوگوں نے خبیت اور علی کو کہہ سن کے راضی کر لیا شرط یہ قرار پائی کہ محمد اپنے ممالک مقبوضہ میں خبیت کی حکومت و دولت قائم ہونے کی ترغیب دیتا رہے چنانچہ محمد نے خوشی سے اس شرط کو منظور کر لیا اور آپس میں صفائی اور مصالحت ہوگئی۔

موتہ پر ناکام زنگی حملہ:......اس کے بعد جب علی بن ابان کو محمد کی جانب سے اطمینان کی صورت پیدا ہوگئی تو موتہ پر چڑھائی کر دی اور بے شما آلات حصار اپنے ساتھ لے گیا مسرور بلخی ان دنوں صوبہ اہواز میں تھا یہ خبر پا کر موتہ کو بچانے کے لئے اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا چنانچہ علی اور مسرور کی لڑائی ٹھن گئی بالآخر علی شکست کھا کر جتنا مال و اسباب اپنے ساتھ لایا سب کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور ایک گروپ زنگیوں کا کام آ گیا ابھی اس شکست سے علی کی شکستگی اچھی طرح دور نہ ہوئی تھی کہ موفق کے آنے کی گرم خبر کانوں تک مسلسل پہنچنے لگی۔

موفق کا بیٹا ابوالعباس:......آئے دن زنگیوں کی کامیابی واسط میں غلبے اور قتل و غارت گری سے چوکنے ہو کر موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو زنگیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا (ابوالعباس وہ شخص ہے جو آئندہ خلیفہ معتمد کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا اور اسلامی دنیا المعتضد باللہ کے لقب سے مخاطب کیا گیا۔

ابوالعباس بمقابلہ زنگی لشکر:......ماہ ربیع الثانی ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج کے ساتھ زنگیوں کی طرف ابوالعباس نے رخ کیا اور دریا کے راستے بھی جنگ کشتیوں ''دیر عاقول'' پہنچا وہاں ابوحمزہ نصیر نے ابوالعباس کو اطلاع دی کہ زنگیوں کے مقدمۃ الجیش پر جنانی کمانڈر ہے اس وقت وہ جزیرہ میں ''بروردیا'' کے قریب ٹھہرا ہوا ہے اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی ایک فوج لئے ہوئے ان کی کمک کے لئے معرابان میں موجود ہے ابوالعباس نے یہ خبر پا کر کوچ کر دیا زنگیوں نے اس مہم کے لئے بے حد فوجیں فراہم کی تھیں انہوں نے سن رکھا تھا کہ ابوالعباس ایک نوعمر جوان ہے جس کو معرکہ آرائی سے کوئی واقفیت نہیں ہے اس لئے یہ خیال قائم کر لیا تھا کہ اولاً اتنی بڑی فوج سے ڈر کر مقابلہ کے لئے ہی نہیں آئے گا اور آ بھی گیا تو پہلے ہی حملہ میں پہنچ کر اپنے جاسوسوں کو فریق مخالف کی خبر لانے پر مامور کیا تھوڑی دیر بعد جاسوسوں نے حاضر ہو کر بتایا زنگیوں کا لشکر بھی آ گیا اور لشکر کا پہلا حصہ صلح کے اس کنارے پر ہے اور آخری حصہ نشیبی واسط تک پھیلا ہوا ہے۔

ابوالعباس کی پہلی فتح:......چنانچہ ابوالعباس عام راستہ چھوڑ کر معروف راستے سے نصر کی طرف روانہ ہوا راستے میں زنگیوں کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہوگئی پہلے تو ابوالعباس نے اپنے پرزور حملے سے زنگیوں کو پیچھے ہٹا دیا مگر پھر مصلحتاً خود پیچھے ہٹ گیا چنانچہ زنگیوں کا دل اس سے بڑھا اور وہ بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے ابوالعباس نے للکار کر کہا ''نصیر! کیا دیکھتا ہے ان کتوں سے نپٹ اب کہ آگے نہ بڑھنے پائیں'' نصیر اس آواز کو سن کر ایک دوسری جانب سے کہ جس کی طرف زنگیوں کا وہم و خیال بھی نہ گیا تھا ٹڈی دل لشکر لے کر نکل آیا جس سے زنگیوں کے ہوش و حواس گم ہو گئے کچھ بن نہ پڑا تو نہر کی طرف بھاگے ابوالعباس نے رومال کے اشارے سے جنگی کشتیوں کی فوج کو بھی حملہ کا حکم دے دیا چنانچہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کی کیفیت بن گئی چاروں طرف کے حملہ سے گھبرا کر جس کا جس طرف منہ اٹھا بھاگ نکلا چھ کوس تک شاہی لشکر نے تعاقب کیا اور جو کچھ ان کی لشکر گاہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا یہ پہلی فتح تھی جو شاہی لشکر کو زنگیوں کے مقابلہ میں نصیب ہوئی۔

ابوالعباس کی دوسری فتح:......اس جنگ کے بعد سلیمان بن جامع نہرامین کی جانب اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی بازار خمیس کی طرف بھاگ گیا اور ابوالعباس نے واسط سے ایک کوس ہٹ کر پڑاؤ ڈالا دونوں فریق اپنی فوج کی اصلاح اور سامان جنگ کی درستگی میں مصروف ہو گئے ایک ہفتہ کے بعد سلیمان اپنے لشکر کو تین حصوں پر منقسیم کر کے تین طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے ابوالعباس کی جانب بڑھا اور چند دستہ فوج کشتیوں پر سوار کرا کے دریا کے راستے حملہ کرنے کا حکم دیا نصیر اور ابوالعباس نے دریائی حملہ کی روک تھام کے لئے اپنی ہمت اور اس کے مقابلہ میں خشکی پر دست بدست لڑنے کا لشکریوں کو اشارہ کیا چنانچہ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا اور دوپہر تک نہایت بے ترتیبی سے جان کے خوف سے اس طرف اور کبھی اس طرف چھپنے لگی اور ابوالعباس کا لشکر جوش کے ساتھ انھیں قتل و قید کرنے لگا ظہر کے بعد زنگیوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور جنگی کشتیاں گرفتار کر لی گئیں

ہزاروں زنگی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے سلیمان اور جنانی بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر طہشا پہنچا اور ابوالعباس کامیابی کے ساتھ لشکر گاہ میں واپس آ گیا اور ان کشتیوں کی مرمت اور اصلاح کا حکم صادر کیا کہ حریف سے چھین لی گئی تھیں۔

زنگیوں کی شرارت:.....زنگیوں کو جس وقت شاہی فوج کے خلاف ناکامی ہوئی اور اپنی جان بچا کر بھاگے اس کے بعد بھی نقصان پہنچانے اور شیطنت سے باز نہ آئے۔ راستوں سے تو واقف تھے ہی لہٰذا آئندہ جس طرف سے شاہی لشکر کا گذر ہونے والا تھا اس راستہ میں بڑے بڑے کنوئیں اور گڑھے کھود کر گھاس پھوس اور مٹی سے پاٹ دیا غریب ابوالعباس اور نصیر کو اس کی خبر نہ ہو سکی لہٰذا جب راستہ سے ہو کر گذرے تو دو چار سوار گڑھوں اور کنوؤں میں گر پڑے لہٰذا شاہی لشکر نے اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا۔

شاہی فوج پر حملہ:.....اس کے بعد خبیت نے اپنے مصاحبوں اور ساتھیوں کو دریا کے راستے حالت غفلت میں شاہی فوج پر حملہ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ زنگیوں نے اسی پر عمل کیا اور ابوالعباس کی چند کشتیوں کو گرفتار کر لیا ابوالعباس نے یہ خبر پا کر ان کا تعاقب کیا اور بزور جنگ اپنی کشتیوں کو تو واپس لے ہی آیا ان کی کشتیوں میں سے بھی تقریباً تیس کشتیوں کو مال واسباب سمیت گرفتار کر لیا ابوالعباس کو زنگیوں کی اس ناشائستہ حرکت پر سخت غصہ آیا چنانچہ نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے کام لینے لگا۔

زنگیوں کا منصورہ:.....سلیمان ابن جامع ان مسلسل شکستوں کے بعد طہشا میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا اس نے اپنے اس شہر کو منصورہ کے نام سے موسوم کیا تھا اور شعرانی بازار خمیس میں چھپ گیا۔ اس کے شہر کا نام منیعہ تھا سلیمان اور شعرانی نے منصور اور منیعہ میں پہنچ کر محاصرے کے خطرات کے خیال سے اطراف وجوانب سے رسد وغلہ کی فراہمی کی جانب توجہ کی اور ابوالعباس نے ان دونوں کی رسد اور غلہ چھین لینے پر کمر ہمت باندھی چند دنوں تک اسی قسم کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی۔

ابوالعباس کی تیسری فتح:.....ایک دن ابوالعباس فوج کے افسران سے مشورہ کر کے خشکی کے راستے منیعہ کی طرف بڑھا اور نصیر کو دریا کے راستے سے روانہ کیا۔ ادھر اتفاق سے زنگیوں کے مقدمۃ الجیش سے ابوالعباس کا سامنا ہو گیا چنانچہ وہ ایک دوسرے سے گتھ گئے تقریباً پورے دن لڑائی ہوتی رہی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابوالعباس شہر منیعہ تک نہ پہنچ سکا ادھر نصیر نے منیعہ کے قریب پہنچ کر آتشبازی شروع کر دی اہل منیعہ گھبرا کر جیسے ہی باہر نکلے تیروں کی بارش برسنے لگی مجبور ہو کر پھر شہر کی طرف بھاگے چنانچہ نصیر نے ان میں سے ایک بڑی تعداد کو گرفتار کر لیا اور واپس آ گیا ابوالعباس کو اس سے بہت خوشی ہوئی اور مظفر ومنصور اپنے لشکر گاہ میں آیا خبیت نے ان واقعات کی اطلاع پا کر علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کو الگ الگ ہو کر لڑنے پر ملامت کی اور دونوں کو ابوالعباس سے جمع ہو کر مجموعی قوت سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

خلیفہ موفق کی آمد:.....اس وقت تک اکیلا ابوالعباس ہی زنگیوں کے مقابلہ پر لڑ رہا تھا اور بفضلہ تعالیٰ اپنے بہادروں سے باوجود نوعمری اور ناتجربہ کاری کے نمایاں کامیابی حاصل کرتا جا رہا تھا ابھی خلیفہ موفق لشکر کی درستی اور رسد وغیرہ کی فراہمی سے فارغ نہیں ہوا تھا اور سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کرنے اور قلعوں کی مرمت وغیرہ میں مشغول تھا اس دوران اس کو علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کے یکجا ہونے کی خبر ملی کہ یہ دونوں اب مجموعی قوت سے ابوالعباس سے مقابلہ کریں گے چنانچہ فوراً بقیہ امور کا انتظام کر کے ربیع الاول ۲۶۷ھ میں بغداد سے کوچ کر کے واسط پہنچ گیا۔

خلیفہ ابوالعباس سے ملاقات:.....خلیفہ اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس سے ملا ابوالعباس نے کل حالات از اول تا آخر عرض کر دیئے۔ موفق نے ابوالعباس کے کمانڈروں کو خلعتیں عطا فرمائیں لشکریوں کو انعامات دیئے اس کے بعد ابوالعباس اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا اور دوسرے دن موفق نے نہر شداد پر جا کر قیام کیا اور اس کا بیٹا شرقی دجلہ میں بردود کے دہانے پر ٹھہر گیا دو دن تک دونوں ٹھہرے رہے تیسرے دن ابوالعباس نے منیعہ کے محاصرے کے لئے کوچ کیا اور موفق بھی دریا کے راستے منیعہ کی طرف بڑھا۔

منیعہ پر قبضہ:.....منگل کے دن آٹھویں ربیع الثانی ۲۶۷ھ کو دو طرف سے دونوں باپ بیٹے نے منیعہ پر حملہ کیا زنگیوں کو موفق کی اطلاع نہ تھی

لہٰذا دریا کی طرف سے بے خبر اور غافل ہو کر جھرمٹ باندھ کے ابوالعباس کے مقابلہ پر آ گئے اور لڑائی کا بازار گرم ہو گیا اس دوران موفق نے پہنچ کر دریا کی طرف سے حملہ کر دیا زنگی فوجیں اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر جیسے ہی شہر کی حفاظت کے لئے مڑے تو ابوالعباس کے ساتھی بھی انہی کے ساتھ شہر میں گھس گئے اور ایک بڑا گروہ قتل اور قید کر لیا گیا۔ شعرانی باقی آدمیوں سمیت بھاگ کر جنگل میں چھپ گیا موفق اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا تقریباً پندرہ سو مسلمان عورتیں زنگیوں کے پنجہ غضب سے رہا ہوئیں۔ اگلے دن پھر موفق سوار ہو کر مینعہ میں داخل ہوا اور لشکریوں کو اس کو لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا پھر شہر پناہ کو منہدم کرا کے خندقیں جو شہر پناہ کے اردگرد تھیں ان کو پٹوا دیا کشتیوں میں آگ لگوا دی وہاں بے انتہاء رسد وغلہ ہاتھ آیا کچھ فروخت کر دیا گیا اور باقی لشکر میں تقسیم کر دیا۔

ابن جامع کا فرار:..... خبیث کو اس روح فرسا واقعہ کی خبر ملی تو اس نے ابن جامع کو لکھ بھیجا کہ دیکھو خبردار غفلت سے کام نہ لینا ورنہ تمہاری بھی وہی حالت ہوگی جو شعرانی کی ہوئی ہے خلیفہ کا لشکر طوفان بدتمیزی کی طرح بڑھ رہا ہے'' اس دوران جاسوسوں نے موفق کے دربار میں حاضر ہو کر گوش گذار کیا کہ مسلمان ابن جامع اس وقت حوانیت میں مقیم ہے موفق یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور تیاری کا حکم دے دیا اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کے دریا کے راستے جنگی کشتیاں لے کر بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود خشکی کے راستے کوچ کر کے مینعہ پہنچا ابن جامع یہ خبر پا کر دو سپہ سالاروں کو ایک دستہ فوج کے ساتھ وہاں کی حفاظت پر مامور کر کے بھاگ گیا اور ابوالعباس نے پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا چنانچہ شام تک ہنگامہ کارزار گرم رہا

ابن جامع کا سراغ:..... رات کے وقت انہیں دو سپہ سالاروں کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کی درخواست کی ابوالعباس نے امن دے کر سلیمان بن جامع کا حال پوچھا تو اس شخص نے جواب دیا کہ ابن جامع اس وقت اپنے شہر منصورہ میں مقیم ہے ابوالعباس یہ سن کر اپنے باپ موفق کی خدمت میں واپس آ گیا اور ان واقعات کی اطلاع دی موفق نے اسی وقت منصورہ کی طرف بڑھنے کا حکم صادر کیا اور خود بھی اس کے بعد ہی کوچ کر دیا طہثا (منصورہ) کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلے پر مورچہ قائم کیا اگلے دن جنگ کا میدان اور شہر پناہ کی فصیلوں کو دیکھنے کے لئے روانہ ہوا تو زنگیوں کی فوج سے مقابلہ ہو گیا جو موفق کے آنے کی خبر پا کر کمین گاہ میں چھپی ہوئی تھی کچھ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ موفق کے غلاموں کا ایک گروپ گرفتار ہو گیا۔

جنانی کا قتل:..... ابوالعباس نے احمد بن مہدی جنانی کو ایک ایسا تیر مارا کہ جس سے وہ بچ نہ سکا اور گھوڑے سے گر کر فوراً مر گیا اس کے مرنے سے خبیث کو سخت صدمہ ہوا مگر وہ کیا کر سکتا تھا؟ مغرب کا وقت آ گیا تھا تاریکی چاروں طرف پھیلتی جا رہی تھی موفق اپنی لشکر گاہ کی جانب واپس آ گیا اور زنگیوں کا لشکر منصورہ واپس گیا دوسرے دن ہفتہ کا تھا اور ربیع الثانی ۲۶۷ھ کی ستائیسویں رات تھی موفق نے آخر شب میں اٹھ کر اپنے لشکر کو مرتب کیا اور جنگی کشتیوں کو دریا کے راستے منصورہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اس دوران صبح نمودار ہو گئی چنانچہ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی اور دیر تک اللہ جل شانہ کے حضور دل سے دعا کرتا رہا جوں ہی افق پر سرخی نمایاں ہوئی حملہ کا حکم دے دیا۔

منصورہ پر حملہ اور قبضہ:..... عساکر شاہی کا ایک شیر غراں کی طرح دھارتا ہوا شہر پناہ کے قریب پہنچ گیا ابوالعباس اس دستہ کا سردار تھا زنگیوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا دوپہر تک بڑے زور وشور سے لڑائی ہوتی رہی دوپہر کے بعد زنگی پسپا ہو کر اپنی خندقوں کی طرف لوٹے تو شاہی فوج نے تعاقب کیا ادھر خندق پر انتہائی تیزی سے لڑائی شروع ہو گئی ادھر جنگی کشتیاں دریا کے راستے شہر کے کنارے پہنچ گئیں شاہی فوج نے خشکی پر اتر کے شہر کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اس دوران ابوالعباس کے رکاب کی فوج خندق پر لکڑی کا مختصر سا پل بنا کر عبور کر گئی فوجوں نے گھبرا کر شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا مگر شہر میں داخل نہ ہو سکیں کیونکہ ان کا حریف اس سے چند ہی گھنٹہ پہلے شہر کے ایک حصے پر قابض ہو چکا تھا اور لحظہ بلحظہ باقی شہر پر قبضہ کرتا چلا آ رہا تھا دو طرف کے حملہ سے جیسا کہ نقصان ہونا تھا ہوا ہزاروں زنگی قتل یا قید کئے گئے ابن جامع گنتی کے چند ساتھیوں کے ساتھ بھاگ گیا فتح مند گروپ کے ایک دستہ فوج نے دجلہ تک تعاقب کیا مگر اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اس معرکہ میں زنگیوں کی بڑی تعداد کام آ گئی باقی فوج کا اکثر حصہ گرفتار کر لیا گیا زندہ بچنے والوں کی تعداد نہایت قلیل تھی موفق نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

فتح منصورہ کے بعد:……شہر کا رقبہ ایک مربع کوس کا تھا اہل کوفہ اور واسط کے دس ہزار عورتوں کو زنگیوں کی غلامی سے نجات حاصل ہوئی مال واسباب جو کچھ ہاتھ لگا اس کی کوئی حد وانتہا نہ تھی سلیمان بن جامع کی عورتیں اور چند لڑکے بھی گرفتار ہو گئے چند سپہ سالاران زنگیوں کو گرفتار کر کے لانے پر مامور کئے گئے جو جان بچا کر پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپنے گئے تھے شہر پناہ کی فصیلیں منہدم کر دی گئیں خندقیں پاٹ دی گئیں اور پھر سترہ دن تک موفق اپنے ہونہار بیٹے کے ساتھ وہاں ٹھہر کر انتظام کرتا رہا اس کے بعد واسط کی جانب لوٹ آیا۔

مختارہ کے لئے روانگی:……موفق نے واسط پہنچ کر اپنے لشکر کا جائزہ لیا ان کی تکالیف کو دور کیا اور ضرورتیں پوری کر کے لشکر کو دوبارہ مرتب کیا اور خبیث نے شہر کے ارادے سے جس کا نام اس نے مختارہ رکھا تھا کوچ کر دیا اس کے ساتھ اس کا بیٹا ابوالعباس بھی تھا مختارہ کے قریب پہنچ کر دومیل کے فاصلے پر قیام کیا رات کے وقت جنگ کا میدان اور فصیلوں کی حالت وکیفیت دیکھنے گیا شہر پناہ کی فصیلیں نہایت مستحکم ومضبوط تھیں، چوڑی چوڑی خندقیں چاروں طرف سے اس کو اپنی آغوش حفاظت میں لئے ہوئے تھیں راستہ نہایت دشوار گذار تھا فصیلوں پر جا بجا حصار شکنی کے آلات اتنے زیادہ رکھے ہوئے تھے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں اس کے علاوہ فوج کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی موفق شہر کی مضبوطی اور استحکام کو دیکھ کر امید وبیم کی حالت میں واپس آ گیا۔

مختارہ پر حملہ:……صبح ہوتے ہی دریا کے راستے جنگی کشتیوں کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالعباس کو بڑھنے کا حکم دیا اور خود فوج مرتب کر کے خشکی کے راستہ سے مختارہ پر حملہ آور ہوا ابوالعباس نے انتہائی تیزی سے کشتیوں کو شہر پناہ کی دیوار سے ملا دیا قریب تھا کہ خشکی پر اتر جاتا اتفاق سے زنگیوں نے دیکھ لیا چنانچہ شور وغل مچاتے ہوئے دوڑ پڑے اور منجنیقوں سے سنگباری شروع کر دی اوپر سے پتھروں کی بارش برسانے لگے ابوالعباس نہایت استقلال وتحمل سے ان سب مصائب کو برداشت کرتا ہوا خشکی پر اترنے کی کوشش کر رہا تھا مگر کسی طرح کامیاب نہ ہونے پایا موفق نے یہ رنگ دیکھ کر واپس آنے کا اشارہ کیا ابوالعباس کی کشتیوں کے ساتھ دو کشتیاں زنگیوں کی بھی آ گئیں جس میں ملاح اور کچھ سپاہی تھے ان لوگوں نے موفق سے امن کی درخواست کی تو موفق نے ان لوگوں کو امن بھی دی خلعت بھی دی اور خاطر ومدارات سے بھی پیش آیا اس حسن سلوک سے امن چاہنے والوں کی آمد شروع ہو گئی۔

بہبود کو شکست:……خبیث نے یہ حال دیکھ کر فوراً چند آدمیوں کو دریا کے دہانے پر مامور کر دیا تاکہ جنگی کشتیوں کے بیڑے تتر بتر نہ ہونے پائیں اور حریف مقابل کے سایہ عاطفت میں جا کر پناہ گذین نہ ہو سکیں اس کے بعد بہبود امیر البحر کو دریا کے راستے حملہ کی تیاری کا حکم دیا ابوالعباس مقابلہ پر آیا نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد بہبود کو شکست ہوئی ہزاروں زنگی اور غرق ہو گئے مجبور ہو کر بہبود کو واپس آنا پڑا اس لڑائی کے بعد زنگیوں کی بعض جنگی کشتیوں نے ابوالعباس سے امن کی درخواست کی اس کے علاوہ اکثر خشکی کی فوجیں بھی امن کی خواستگار ہوئیں جن کو ابوالعباس اور موفق نے شیر چشمی اور فیاضی کے ساتھ امن دے دیا اور پورے ایک ماہ بغیر جنگ وقتال وہاں مقیم رہا

مختارہ کا محاصرہ:……پندرھویں شعبان کو موفق نے بقصد حملہ اپنی فوج کو پھر درستگی اور تیاری کا حکم دیا پچاس ہزار فوج کے لشکر کے ساتھ دریا اور خشکی کے راستے مختارہ کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا زنگیوں کی تعداد اس معرکہ میں تین لاکھ تھی مگر باوجود اس کثرت کے اس خوبی کے ساتھ محاصرہ کیا کہ حریف کے دانت کھٹے ہو گئے اس نے اعلان کرا دیا کہ جس کو اپنی جان عزیز ہو وہ ہم سے امن مانگ لے اور جس کو اپنی جان پیاری نہ ہو اپنے مال واسباب کو لاوارث اپنے بچوں کو یتیم کرنا چاہتا ہو وہ ہماری خارہ شگاف تلواروں اور نوکدار نیزوں کے مقابلہ پر آ جائے یہ رعایت خاص مختارہ کے تمام باشندوں اور لشکریوں کے لئے ہے خواہ وہ سردار ہوں یا سپاہی خبیث کو اس رعایت سے کوئی حصہ نہیں ملے گا" اسی مضامین کے رقعہ بھی لکھ لکھ کر تیروں کے ذریعہ شہر میں پھنکوائے۔

امان کا اعلان:……اکثر باشندوں اور لشکریوں نے حاضر ہو کر امن کی درخواست کی جن کو موفق نے امان دینے کے ساتھ ہی خلعتیں اور انعامات بھی عطا کئے اس محاصرے میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی بغیر جنگ وجدال خبیث کا لشکر ٹوٹ گیا اس کے اکثر ساتھی اس سے علیحدہ ہو کر موفق کے لشکر میں آ گئے اگلے دن مصلحتاً موفق اس مقام سے کوچ کر کے مختارہ کے قریب ایک مقام پر خیمہ زن ہو گیا۔

موفقیہ شہر کی بنیاد: ......اس نے وہاں فوجی چھاؤنی اور جنگی کشتیاں بنانے کا حکم دیا شہر آباد کرنے کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا اور اس مقام کو موفقیہ کے نام سے موسوم کیا تھوڑے دنوں میں لشکریوں سرداروں تاجر پیشوں کے مکانات بن گئے اور جامع مسجد بھی تیار ہوگئی اور دارالامارت کی تعمیر بھی تکمیل کو پہنچ گئی تمام زیر کنٹرول ممالک میں تجار کے نام گشتی فرمان بھیج دیئے تھوڑے عرصے میں ہر قسم کے سامان اور اسباب کی معتدد دکانیں کھل گئیں کھانے پینے اور ہر ضرورت کی چیزیں بکثرت مہیا ہوگئیں ایک مہینہ تک اسی انتظام میں مصروف رہا۔

موفق کے اقدامات: ......جب اس طرف سے اطمینان ہوگیا تو اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کو یہ حکم دیا کہ مختارہ کے باہر جتنی زنگی فوجیں پھیلی ہوئی ہیں ان پر حملہ کردو اور اپنے پرزور حملوں سے ان کو ان کی سرکشی اور تمرد کا مزہ چکھادو کہ آئندہ مقابلہ پر نہ آئیں یا تنگ ہوکر امن مانگ لیں ''اس چھیڑ چھاڑ سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان میں سے اکثر لوگ امن کی درخواست کرکے موفق کے لشکر میں آ گئے باقی جو رہے وہ قتل یا قید کر لئے گئے مختارہ والے بدستور محاصرہ میں رہے مگر موفق ان پر بھی اپنے حسن سلوک اور احسان کا جال پھیلا رہا تھا اس حکمت عملی سے بھی ہزاروں زنگی آئے دن گرویدہ ہوکر موفق کے لشکر میں چلے آ رہے تھے

زنگیوں کی شرارتیں: ......انہی دنوں اتفاق سے زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی گرفتار کر لی جو رسد وغلہ لے کر موفقیہ آ رہی تھی موفق کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اور جنگی کشتیوں کے بیڑے کی تیاری کا حکم دے دیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو اس کی حفاظت پر مامور فرمایا اس واقعہ کے بعد ہی زنگیوں نے ایک اور یہ حرکت یہ کی کہ ان کے ایک گروپ نے رات کے وقت نکل کر نصیر کی فوج پر حملہ کا ارادہ کیا مگر جاسوسوں نے نصیر کو اس کی اطلاع کردی نصیر نے ان کے حملہ کرنے سے پہلے ہی راستے میں جا کر ان کو گھیر لیا اور ایک دو سپہ سالار گرفتار اور ایک دو قتل کر دیئے باقی سپاہیوں اور سپہ سالاروں نے بھاگ کر مختارہ میں دم لیا اس چھیڑ چھاڑ کے باوجود پناہ گزین اور امن کے خواستگاروں کی تعداد میں کمی نہ ہوئی اخیر ماہ رمضان المبارک کے آخر تک پچاس ہزار زنگیوں نے عباس علم کے نیچے آ کر اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور امن کی درخواست کی۔

خبیث کی خفیہ تیاری: ...... ماہ شوال میں خبیث نے موفق کے بغیر کسی جنگ کے طویل قیام سے گھبرا کر پانچ ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ علی بن ابان کو موفق کے لشکر پر حملہ کرنے روانہ کیا اور ہدایت کردی کہ رات کے وقت بغیر روشنی کے دریا عبور کرنا اور مال انتہائی تیزی سے چار پانچ کوس کا چکر کاٹ کر صبح کی سفیدہ نمودار ہونے سے پہلے جس وقت موفق کے سپاہی ادائے نماز اور قضائے حاجت وغیرہ میں مصروف ہوں پیچھے سے لشکر پر حملہ کر دینا اور تم جس وقت حملہ کرو گے اسی وقت میں مقابلہ پر آ جاؤں گا مجھے یقین ہے کہ اس حملہ میں ہم کو کامیابی ہوگی'' علی نے اس رائے کو استحسان کی نظروں سے دیکھ کر تیاری کر لی اور اسی رائے کے مطابق آدھی رات سے پہلے دریا عبور کر گیا جاسوسوں نے موفق تک یہ خبر پہنچادی،

موفق کی تیاری اور کامیابی: ...... چنانچہ موفق نے اسی وقت اپنے بیٹے ابوالعباس کو علی بن ابان کے مقابلہ اور روک تھام کے لئے روانہ کیا ابوالعباس نے جنگی کشتیوں کے ایک بیڑے کو جس میں تقریباً بیس کشتیاں بڑی اور پندرہ چھوٹی تھیں دریا کی حفاظت پر مقرر کر دیا تا کہ علی بن ابان کے ساتھی شکست کی صورت میں دریا عبور نہ کر سکیں اور خود ایک ہزار سواروں کو لے کر اس راستہ پر جا کے چھپ گیا جس طرف سے علی بن ابان آنے والا تھا چنانچہ جیسے ہی علی بن ابان اس راستے سے گذرا ابوالعباس نے حملہ کر دیا زنگی اس غیر متوقع حملے سے گھبرا کر بھاگے ابوالعباس کے سواروں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں نیزہ بازی کے جوہر دکھانے لگے زنگی گھبرا کر دریا کی طرف بھاگے تو بحری فوج نے بھاگنے سے روکا چنانچہ بہت بڑی خونریزی ہوئی اور فوج کا کچھ حصہ کام آ گیا کچھ دریا میں ڈوب کر مر گئے کچھ قید کر لئے گئے گنتی کے چند لوگ چھپ کر بچ گئے صبح ہوتے ہوتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا تھا۔

زنگیوں کے سر: ......آفتاب کی سرخی آسمان پر نمایاں ہو رہی تھی طلوع آفتاب کے قریب ابوالعباس نے میدان جنگ ہی میں نماز ادا کی اس کے بعد قیدیوں اور مقتولوں کے سر لے کر اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو موفق نے فرط محبت سے گلے لگا لیا اور دعائیں دیں۔ لڑائی کے حالات معلوم کئے دوپہر کے قریب اس نے حکم دیا کہ قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو کشتیوں میں لاد کر خبیث کی محل سرا کے سامنے دکھانے کی غرض سے لے

جاؤ خبیث اور اس کے ساتھیوں کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی تمسخر سے کہنے لگے کہ موفق نے یہ رنگ اچھا جمایا ہے ہم لوگوں کو دکھانے اور زنگی بہادروں کو ڈرانے کی غرض سے ان سیاہ بخت زنگیوں کو قیدی بنایا ہے جنھوں نے جو شامت اعمال سے اس سے جا کر امن مانگا ہے اور یہ سر مصنوعی ہیں انسان کے سر نہیں ہیں مگر بہت اچھے بنائے ہیں' جاسوسوں نے خبیث کی اس گفتگو اور خیال کی موفق کو خبر کر دی چنانچہ موفق نے ان سروں کو منجنیقوں میں رکھ کر محصوروں کے پاس پھنکوا دیا ایک ہنگامہ اور شور قیامت برپا ہو گیا جو دیکھتا تھا چلا کر رونے لگتا تھا خبیث بھی ان سروں کو دیکھنے آیا اس سے بھی صبر نہ ہو سکا اور گلا پھاڑ کر رونے لگا۔

زنگی سرداروں کی پناہ:...... اس واقعہ کے بعد ابوالعباس اور زنگیوں کے درمیان متعدد بحری جنگیں ہوئیں اور سب میں ابوالعباس فتحمند ہوتا رہا حتیٰ کہ زنگیوں کی رسد کی آمد بند ہو گئی غلہ جو شہر کے اندر موجود تھا وہ بھی اختتام کو پہنچ گیا مگر محاصرہ کرنے والے فریق کی سختی کی وہی کیفیت تھی بڑے بڑے سورما اور نامی آئے اور امن کی درخواست کی مثلاً محمد بن حرث قمی اور احمد بربوعی وغیرہ محمد بن حرث بہت نامور سپہ سالار تھا شہر پناہ کی حفاظت اس کے سپرد تھی اور احمد بربوعی زنگیوں کے نامور جنگ جڑوں میں سے تھا موفق نے ان دونوں کو امن دیا انعام دیئے صلے عطا کئے اور اپنے خاص مصاحبین کے زمرے میں داخل کر لیا۔

زنگی دریائی حملہ:...... خبیث نے دن بدن اپنے ساتھیوں کی ابتری کا احساس کر کے دو سپہ سالاروں (ایک کا نام شبلز ❶ دوسرے کا نام ابوالبذی تھا) کو دس ہزار فوج دے کر شہر کی مغربی جانب سے نکل کر تین طرف سے موفق کے لشکر پر حملہ اور رسد و غلہ کی آمد بند کرنے کا حکم دیا جاسوسوں نے موفق کے کان تک یہ خبر پہنچا دی چنانچہ موفق نے ایک فوج اپنے ایک آزاد کردہ غلام کی ماتحتی (اس کا نام زیرک ❷) میں بھیج دی لہذا جس وقت زنگیوں نے دریا سے خشکی پر اترنے کا ارادہ بادشاہ لشکر نے حملہ کر دیا زنگیوں کو اس کی اطلاع نہ تھی چنانچہ ہزاروں قتل ہو گئے اور سینکڑوں دریا میں ڈوب کر مر گئے باقیماندہ گرفتار ہو گئے یا کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گئے چار سو کشتیاں زنگیوں کی گرفتار کر لی گئیں۔

کھلی جنگ کی دعوت:...... زنگیوں کو اس معرکہ میں سخت نقصان اٹھانا پڑا اور رہی سہی قوت جاتی رہی طرہ اس پر یہ تھا کہ پناہ لینے والوں کی تعداد برابر بڑھتی جارہی تھی جس سے محاصرین کی قوت ترقی پا رہی تھی اور محصورین کی تعداد گھٹنے کے ساتھ مجموعی قوت بھی انحطاط کی جانب رواں تھی خبیث نے دوبارہ ناکہ بندی کا انتظام کیا اور معتبر معتبر اور نامی گرامی سرداروں کو راستہ کی حفاظت پر مامور کیا اور دو سپہ سالاروں کو یہ حکم دیا کہ موفق کے لشکر میں امن حاصل کر کے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ طویل حصار سے کوئی فائدہ نہ ہو گا آؤ کھلے میدان لڑ کر اپنی اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیں۔

ابوالعباس کی فتح:...... موفق نے اس پیغام پر اپنے بیٹے ابوالعباس کو نہر کی مغربی جانب حملہ کرنے روانہ کیا شہر کی یہ سمت علی بن ابان کے سپرد تھی کمال شدت سے ہنگامہ کارزار گرم شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جا رہے تھے دوپہر ہوتے ہوتے ابوالعباس کی کامیابی اور علی بن ابان کی شکست کے آثار نمایاں ہو گئے ظہر کے قریب علی بن ابان اپنے مورچہ سے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا خبیث نے اس بات کا احساس ہوتے ہی سلیمان ابن جامع کو ایک تازہ دم فوج کے ساتھ علی بن ابان کی کمک پر روانہ کیا جس سے علی بن ابان کے قدم میدان جنگ میں پھر جم گئے اور شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی بالآخر ابوالعباس کو فتح نصیب ہوئی اور سیاہ بخت زنگی شہر کی جانب بھاگے۔

فصیل پر کامیابی:...... اس دوران گروپ ان زنگیوں کا آ گیا جنھوں نے امن حاصل کر لی تھی اور اپنی قوم کے مقابلہ میں جنگ کرنے کا وعدہ کیا تھا ابوالعباس اس کامیابی کے بعد واپس آ رہا تھا مگر ان لوگوں کی ترغیب سے نہر اتر اک کیطرف بڑھا اس طرف محصور زنگیوں کی تعداد نہایت کم تھی چنانچہ ابوالعباس نے اس کمی سے فائدہ حاصل کرنے کے ارادے سے ان پر حملہ کر دیا اور چند لوگ کمندوں کے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور محافظین کا کام تمام کر دیا خبیث نے یہ خبر پا کر اپنے سرداروں کو للکارا، زنگی فوجیں خبیث کی آواز سن کر دوڑ پڑیں اور ابوالعباس فوج کی قلت کی وجہ پیچھے

---

❶ ...... (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲)

❷ ...... (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲)

ہٹ آیا اتنے میں موفق کی جانب سے امدادی فوج پہنچ گئی جس سے شکست نے فوراً فتح کیصورت اختیار کر لی اور اابوالعباس کو پھر اپنے حریف کے مقابلہ میں فتحمندی حاصل ہوگئی۔

ابوالعباس کی پہلی شکست:......مگر یہ کامیابی عارضی تھی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ناکامی میں بدل گئی سلیمان ابن جامع نے ابوالعباس کی پہلی کامیابی احساس کر کے بڑی فوج لے کر نہر کے اوپر حصہ پر چلا گیا تھا اور ایک میل کا چکر کاٹ کر ابوالعباس کے لشکر پر پیچھے سے حملہ آور ہوا جب کہ وہ اپنے حریف مقابل سے مصروف جنگ تھا ابوالعباس کے لشکر کی فوج جیسے ہی سلیمان کے لشکر سے مدافعت کی جانب مائل ہوئی آگے سے زنگی فوجیں پلٹ پڑیں جو شکست اور ہزیمت کا ناپسندیدہ لباس پہنے ہوئے فرار ہورہی تھیں اس سے ابوالعباس کو ایک دل شکن شکست اٹھانی پڑ گئی موفق کے آزاد کردہ غلاموں کا ایک گروپ مارا گیا اور چند نامی گرامی سور ما بھی کام آ گئے ابوالعباس ناکامی کے ساتھ اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا یہ واقعہ اتفاق سے ایسا واقع ہوا کہ جس سے زنگیوں کے شکستہ دل پھر مضبوط اور قوی ہو گئے اور ان کو ایک گونہ اپنی کامیابی کا یقین سا ہو گیا۔

موفق کی جنگ کے لئے روانگی:......موفق کی یہ اتفاقی ناکامی بہت شاق گذری اس نے سرداران لشکر کو جمع کر کے کہا ''انشاء اللہ تعالیٰ کل نہر اتراک کی جانب سے حملہ کیا جائے گا اور میں سامنے کے فوج پر جس طرح ممکن ہو گا قبضہ کرلوں گا نہر کے عبور کرنے کا پورا سامان رات ہی کے وقت سے مہیا رکھا جائے دوسرے جانب سے میرا ہونہار بیٹا ابوالعباس حملہ کریگا تم لوگ اس اتفاقی ناکامی سے بددل مت ہو اسلام کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ ضرور ہمکو ہمارے ارادوں میں کامیاب کرے گا'' لشکر کے کمانڈر اس عام حکم کو سن کر اپنے اپنے خیموں میں گئے اور حملہ کی تیاری میں مصروف ہو گئے صبح ہوتے ہی تیار ہو کر موفق کے خیمہ کے پاس آئے اور سلامی دی موفق نے لشکر کو مرتب کر کے نہی اتراک عبور کرنے کا حکم دیا اور خود بھی ''بسم اللہ مجریہا و مرسٰھا'' پڑھتا ہوا لشکر کے ساتھ چل دیا یہ دن بدھ کا تھا اور ماہ ذی الحجہ ۲۶۷ھ کی چھبیسویں تاریخ تھی

مختارہ کی دفاعی لائن:......شہر کا یہ حصہ جس طرف موفق کا لشکر سیلاب کی طرح بڑھا جا رہا ہے نہایت مضبوط و مستحکم تھا جا بجا موقع موقع پر منجنیقیں بھی نصب تھیں آلات قتال بھی کثرت سے موجود تھے انکلائی بن خبیث سلیمان ابن جامع اور علی بن ابان سمیت اس حصہ میں موجود تھا غرض بظاہر اس کے کامیابی دشوار معلوم ہو رہی تھی۔

خبیث نے موفق کے لشکر کو اس طرف بڑھتا ہودیکھ کر سنگ باری کا حکم دے دیا اور نہایت تیزی سے منجنیقیں چلنے لگیں دھڑ ادھڑ پتھر پڑنے لگے تیراندازوں نے جسم و جان کا فیصلہ کرنے کے لئے کمانیں اٹھالیں پھر ایسی حالت میں نہر کا عبور کرنا اور عبور کر کے بعد شہر پناہ کے دیواروں کے قریب جانا بڑا مشکل تھا نہر کے قریب پہونچ کے موفق کا لشکر اس خوفناک اور دل خراش منظر کو دیکھ کر آگے بڑھنے سے رک گیا۔

فصیل پر قبضہ:......موفق نے للکار کر کہا ''میرے شیرو! کیا یہ منجنیقیں جن کو سیاہ بخت زنگی چلا رہے ہیں تمہاری مردانگی کی راہ میں رکاوٹ ہونگی مجھے یقین ہے کہ تمہاری جواں مردی اور بہادری کے مقابلہ میں ان کی کچھ بھی حیثیت نہیں ہے'' یہ آواز نہیں تھی بلکہ ایک برقی قوت تھی جو چشم زدن میں لشکر کے اس سرے سے اس سرے تک پہنچ گئی خلافت کے جاں نثار بغیر سوچے سمجھے تھوڑی دیر میں نہر عبور کر گئے نہ تیروں کی بارش کی پروا اور نہ سنگباری کا ان کو کچھ خوف ہوا شہر پناہ کی دیوار کے نیچے پہنچ کر منہدم کرنے اور سیڑھیاں لگا کر اس پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے زنگیوں نے سنگباری کر کے ان کو روکنا چاہا مگر اس میں کامیاب نہ ہوسکے مجاہدین سیڑھیاں لگا کر فصیل پر چڑھ گئے اور لڑ بھڑ کر اس پر قبضہ کر ہی لیا دولت عباسیہ کا جھنڈا نصیب کر دیا گیا منجنیقین اور آلات حصار شکنی میں آگ لگا دی زنگیوں کا ایک جم غفیر مارا گیا۔

گھمسان کی جنگ:......دوسری جانب ابوالعباس لڑ رہا تھا اس کے مقابلہ پر علی بن ابان گیا ہوا تھا ابوالعباس نے اس کو پہلے ہی حملہ میں ہزاروں زنگیوں کو تہ تیغ کر کے شکست فاش دے دی علی بن ابان نے بھاگ کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا ابوالعباس کا لشکر کامیابی کے جوش میں دیواروں تک پہنچ گیا اور اس میں ایک سوراخ کر کے طاقت کے زور سے گھس گیا سلیمان بن جامع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گیا شدت کے ساتھ دیر تک لڑائی ہوتی رہی حتیٰ کہ ابوالعباس کے لشکر کی فوج اپنے مورچہ میں واپس آ گئی مزدوروں نے فوراً اس شگاف کو بند کر دیا۔

دیر اشماعان پر قبضہ:..... دوسری طرف موفق کے لشکر کی فوج نے شہر پناہ کی دیوار میں بہت سے شگاف بنا لئے خندق پر ایک مختصر سا پل بنالیا جس سے بالکل آسانی سے پورا شاہی لشکر عبور کر گیا زنگیوں میں بھگدڑ مچ گئی شاہی لشکر ان کو قتل و گرفتار کرتا ہوا ایران بن شمعان تک چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے آگ لگا دی اس مقام پر زنگیوں سے بہت بڑی اور دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر وہ شکست کھا کر بھاگے اور میدان خبیت تک پہنچ گئے خبیت خود سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا اور اپنے ساتھیوں کا للکار للکار کر لڑانے لگا مگر کسی کے قدم رکتے نہ تھے جو تھا وہ بھاگنے ہی پر تیار تھا آخر کار خبیت کے خاص خاص ساتھ بھی بھاگ نکلے اتنے میں رات کی تاریکی نے فتحمند گروہ کو حملہ سے روک دیا چونکہ روشنی کا کوئی انتظام اپنے ساتھ نہیں لے گئے تھے موفق نے واپس کا حکم دے دیا تھا۔

ریحان مغربی کی صلح:..... ابوالعباس کو پناہ گذین زنگیوں کی روانگی کی وجہ سے واپسی میں تاخیر کرنی پڑی چلتے چلتے رات ہوگئی تو زنگیوں کو موقع مل گیا یورش کر کے سب سے پچھلی کشتی پر حملہ آور ہوئے اور اس سے کچھ حد تک کامیابی حاصل کر کے اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے پھوڑے بہبود (زنگیوں کا امیر البحر) مسرور بلخی کے مقابلہ پر تھا واپسی کے وقت اس نے بھی مسرور کے ساتھیوں پر حملہ کیا جس سے مسرور کی فوج کی ایک جماعت کام آگئی اور ایک گروپ گرفتار کر لیا گیا اس لڑائی کے خاتمہ پر زنگیوں کے بعض بھگڈوں نے امن کی درخواست کی جس کو موفق نے خوشی سے منظور کر لیا ان میں زنگیوں کا نامور سپہ سالار ریحان بن صالح مغربی تھا موفق نے امان دینے کے بعد اس کو ابوالعباس کے مصاحبین میں شامل کر دیا۔ (یہ واقعہ انتیسویں ماہ ذی الحجہ ۲۶۷ھ کا ہے)

جعفر بن ابراہیم زنگی:..... ماہ محرم ۲۶۸ھ میں زنگیوں کے ایک بہت بڑے با اعتماد اور نامور سپہ سالار جعفر بن ابراہیم جو سجان مشہور تھا نے موفق کے دربار میں حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی اور امن کا خواستگار ہوا موفق نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا انعام اور صلے مرحمت کئے اگلے دن خبیت کو دکھانے کی غرض سے ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار کرا کے خبیت کی محل سرا کی طرف روانہ کیا خبیت کے کمانڈر کا ایک گروپ محلسرا سے اس افسوس ناک منظر کو دیکھ رہا تھا جس وقت سجان کی کشتی محل سرا کے قریب پہنچی سجان نے ایک دلچسپی اور پر مغز تقریر کی جس میں خبیت اور اس ساتھیوں کے عیوب اور موفق اور اس کے لشکریوں کے حسن اخلاق و عادات کو تفصیل سے بیان کیا اور واپس آ گیا اس سے زنگیوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں چھپ چھپ کر بہت سے نامی گرامی رئیس اور سردار موفق کے پاس امن حاصل کر کے آ گئے۔

بعض کی تیاری:..... ماہ ربیع الثانی تک موفق لشکریوں کو آرام دینے کے خیال سے بغیر جنگ وقتال محاصرہ کے ہوئے پڑا رہا۔ پندرھویں ربیع الثانی حملے کے ارادے سے لشکر کو پھر مرتب کیا اور لشکر کے کمانڈروں کو شہر کی ایک ایک سمیت پر مامور کیا ہر ایک کے ساتھ سرنگ لگانے والے دیواروں میں شگاف بنانے والے اور سیڑھی لگا کر فصیل پر چڑھ جانے والے سپاہیوں کا ایک ایک گروپ متعین کیا اور ان کے پیچھے مخالف کے حملے سے بچانے کی غرض سے مشہور مشہور تیر اندازوں کی فوج کو رکھا کہ جو شخص اس گروپ سے مزاحمت کرے اس کو فوراً نشانہ بنالینا تمام سپہ سالاروں کو یہ ہدایت کر دی کہ زنگیوں کی شکست کے بعد میری اجازت کے بغیر ان کے تعاقب میں ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا اور نہ شگافوں کے راستے میرے حکم کے بغیر شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کرنا الغرض جب موفق نے حملہ کا پورا پورا انتظام کر لیا تو اس وقت سب کو حکم دے دیا۔

موفق کا سیلابی لشکر:..... یہ لشکر نہ تھا بلکہ ایک سیلاب تھا جس کے مقابلہ پر زنگیوں کی کاہ کے برابر بھی وقعت نہ تھی۔ زنگیوں نے روکنے کے ارادے سے تیر بازی شروع کی مگر شاہی تیر اندازوں نے ان کے حوصلے پست کر دیئے چاروں طرف سے تیروں کی بارش برسنے لگی زنگی گھبرا کر چھتوں سے اتر کر مکانوں میں چھپ گئے اور شاہی لشکر نے شہر پناہ کی دیوار میں بہت سے شگاف بنا لئے زنگیوں کی فوجیں جھرمٹ باندھ کر مقابلہ پر آئیں شاہی لشکر نے ان کو اپنے پرزور حملے سے پیچھے ہٹا دیا اور کامیابی کے جوش میں قتل و غارت کرتا ہوا اس مقام سے بھی آگے بڑھ گیا جہاں تک پہلی جنگ میں پہنچا تھا حریف مقابل نے جو شکست پر شکست کھا تا ہوا بھاگا جا تا رہا مڑ کر حملہ کیا اور مختلف مقامات سے ان زنگیوں نے نکل کر حملہ کیا جو کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے شاہی لشکر نقصان اٹھا کر دجلہ کی جانب لوٹا زنگیوں کے ان لوگوں کو قتل اور قید کرنا شروع کر دیا اس طرح ہتھیاروں کا ایک بڑا ذخیرہ ہاتھ آ گیا۔ موفق اپنے شہر موفقیہ کی طرف واپس ہو گیا اور کمانڈروں کو بغیر اجازت آگے بڑھنے پر ملامت کی جو لوگ اس معرکہ میں کام آ گئے تھے ان کے

اہل وعیال کی تنخواہیں مقرر کردیں اور لشکر کی درستی وترتیب کا حکم صادر فرمایا۔

بنوتمیم کی سرکوبی:......اس کے بعد موفق تک یہ خبر پہنچی کہ بنوتمیم کے کچھ خانہ بدوش زنگیوں کو رسد وغلہ پہنچاتے ہیں تو وہ کہ سن کر آگ بگولہ ہوگیا اسی وقت ایک لشکر بنوتمیم کی سرکوبی کے لئے بھیج دیا جس نے پہنچنے کے ساتھ ہی قتل عام کا بازار گرم کردیا۔ اکثر لوگ قتل کئے گئے اور جو قید ہوکر آئے ان کے قتل کا موفق نے حکم دے دیا حدود بصرہ تک رسد وغلہ کی آمد روک دی چنانچہ ادھر رسد کی آمد قطعاً موقوف ہوگئی ادھر موفق حصار میں سختی سے کام لینے لگا اس طرح پناہ گزینوں کی تعداد بڑھ گئی اور زنگیوں کی ایک جماعت بھوک وپیاس کی شدت سے تنگ آ کر کھانے پینے کی اشیاء کی تلاش میں دور دور علاقوں تک پھیل گئی موفق نے ان لوگوں کو سمجھانے اور بلانے پر آدمیوں کو متعین کردیا اور یہ حکم دیا کہ جو شخص شاہی امن حاصل کرنے سے انکار کرے اس کو بے تامل مار ڈالنا اس حسن تدبیر سے بھی ہزاروں زنگی موفق کے سایہ امن میں آ گئے اور ہزاروں کا کام تمام کردیا گیا۔

بہبود زنگی کا قتل:......خبیث اور اس کے ساتھی جب اس بدلے حال تک پہنچ گئے تو موفق اور اس کے بیٹے نے پھر ہنگامہ کارزار گرم کردیا۔ روازنہ جنگ اور خونریزی سے زنگیوں کے دماغ کی گرمی ختم کرنے لگے انہی معرکوں میں زنگیوں کا نامور سپہ سالار بہبود بن عبدالوحد مارا گیا جیسا بہبود کا مارا جانا موفق کی اعظم فتوحات کی کامیابی کی ابتداء تھی ویسا ہی زنگیوں کی تباہی کا یہ پیش خیمہ تھی اس کے مارے جانے سے عساکر اسلامیہ کو بہت بڑی راحت نصیب ہوئی یہ کمبخت ایک جنگی کشتی پر تھوڑی سی فوج لے کر دریا میں گشت کرتا رہتا تھا کشتی پر عباسی جھنڈے کی طرح ایک جھنڈا نصب کیا ہوا تھا اسلامی جنگی کشتیوں کا بیڑہ اس کو یہ سمجھ کر کے کہ یہ بھی ایک اسلامی کشتی ہے چھیڑ چھاڑ نہ کرتا اور یہ موقع پا کر ان پر اپنا ہاتھ صاف کردیتا تھا ایک بار اتفاق سے ابوالعباس کے ہاتھ لگ گیا قریب تھا کہ اس کی مکار زندگی کا خاتمہ ہو جاتا مگر خوش قسمتی سے بچ گیا دوبارہ ایک اسلامی کشتی پر حملہ کیا کشتی والے لڑنے لگے جس وقت دونوں کشتیاں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئیں موفق کے غلام نے لپک کر اس کے پیٹ پر ایسا نیزہ مارا کہ لگتے ہی جگر کے پار ہوگیا تڑپ کے دریا میں گرا ساتھیوں نے اٹھا کر کشتی میں رکھا اور فرار ہوگئے اور اس نے خبیث تک پہنچتے پہنچتے دم توڑ دیا موفق نے کشتی والوں اور نیز اس غلام کو انعامات دیئے اور قیمتی خلعتیں عنایت کیں۔

بہبود کے قتل کے بعد:......بہبود کے مارے جانے کے بعد خبیث کو لالچ لگ گئی اس نے بہبود کے اعزہ واقارب کو گرفتار کر کیمال واسباب طلب کیا جب ان لوگوں نے دینے سے انکار کیا تو خبیث نے بعضوں کو ان میں پٹوایا اور بہبود کے بعض مکانات کو دفنانے کی امید پر کھدوایا اس سے خواص اور عوام میں برہمی پیدا ہوگئی اکثر بھاگ کر موفق کے پاس چلے گئے موفق نے بڑے بڑے عہدے اور انعامات عطا فرمائے اور بہبود کے باقی ساتھیوں کو امان دینے کی اعلان کرادیا۔

شہر کے اردگرد صفائی:......چونکہ اکثر اوقات مخالف ہوا کی وجہ سے دریا عبور کرنے میں دقتیں پیش آتی تھیں اس وجہ سے بہ نظر آسانی مختارہ کی مغربی سمت کی صفائی کا حکم دیا اس سمت میں باغات اور جنگل کی کثرت تھی کام کرنے والوں اور محافظ فوج کی حفاظت کی غرض سے مورچہ قائم کئے اور ان کے اردگرد گہری خندقیں کھدوائیں مگر راستے سے عدم واقفیت اور پہاڑی دروں کی وجہ سے بجائے کامیابی کے نقصان اٹھانا پڑا زنگیوں کو یہ راستے یاد تھے اس لئے وقت بے وقت دائیں بائیں آگے پیچھے سے اچانک حملہ کردیتے اور ان سپاہیوں کو نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑتا تھا ستم تو یہ تھا کہ زنگیوں کے خوف سے ان لوگوں تک امدادی فوج بھی نہیں پہنچ سکتی تھی موفق نے مجبور ہوکر اپنے اس ارادے سے رک کر پھر شہر پناہ کو گرانے کی طرف توجہ کی اور راستہ کو کشادہ کرنے میں جان توڑ کر کوشش کرنے لگا اکثر خود بھی مزدوروں کے ساتھ شہر پناہ کی دیوار منہدم کرنے میں شریک ہو جاتا تھا اور کبھی جوش میں آ کر شمشیر بکف میدان جنگ میں جا پہنچتا۔

فصیل منہدم گھمسان کی جنگ:......آخر کئی روز کی لڑائی اور شبانہ روز جانکاہ محنت کے بعد نہر سلمی کی جانب سے شہر پناہ کا بہت بڑا حصہ منہدم ہوگیا زنگیوں نے حملہ کیا تو موفق بذات خود لڑنے لگا چنانچہ ہر سردار اور سپاہی جان فروشی کے لئے تیار ہوگیا۔ عنوان جنگ نہایت خطرناک تھا۔ دونوں طرف کے ہزاروں آدمی مارے گئے زخمیوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ چار روز تک برابر یہ لڑائی صبح سے شام تک بڑے زور وشور سے ہوتی رہی لیکن دونوں

سے ایک کی بھی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہوسکا اور نہ کسی نے ہمت ہاری۔ شہر کی شمالی جانب دو پل تھے جس پر اس وقت تک محاصرین کا قبضہ نہ ہوا تھا۔ محصورین جنگ کے وقت اکثر انہی پلوں کو عبور کر کے شاہی لشکر پر حملہ کر دیتے اور نقصان پہنچا کر واپس چلے جاتے تھے موفق نے ان پلوں کی حالت سے مطلع ہو کر جب کہ زنگیوں سے گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ایک دستہ فوج مزدوروں کے ساتھ ان کو توڑنے بھیج دی۔ زنگیوں نے توڑنے میں مزاحمت کی مگر کامیابی نہ ہوئی لہٰذا شاہی فوج نے دو پہر تک انہیں توڑ ڈالا۔

شاہی فوج شہر میں:...... اس کے بعد موفق کے لشکر کی فوج ایک دوسری جانب سے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ کر گھس گئی اور قتل و غارت کرتی ہوئی ابن سمعان کے مکان تک پہنچ گئی جہاں پر خبیث کے خزائن اور دفاتر تھے پھر یہاں سے آگے بڑھ کر جامع مسجد پہنچی اور اس کو ویران کر کے ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد اس کا ممبر موفق کے پاس اٹھالائے زنگیوں نے روکنے کی بہت کوشش کی مرجانے پر تیار ہو گئے لیکن اس سے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچا کارزار تیزی اور سختی سے گرم ہو رہا تھا جیسا کہ تھوڑی دیر پہلے تھا۔

خلیفہ موفق تیر سے زخمی:...... اس دوران اتفاق سے جب کہ جمادی الاول ۲۶۹ھ کے پورا ہونے میں پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں موفق کے سینہ پر ایک تیر آ کر لگا اس نے اسی وقت لڑائی بند کر دی اور اپنے لشکر گاہ موفقیہ میں واپس آ کر زخم کے علاج میں مصروف ہو گیا اگلے دن لشکریوں کی تسلی کی خاطر پھر میدان جنگ کا راستہ لیا اور سارا دن اسی مستعدی سے لڑتا رہا جیسا کہ زخمی ہونے سے پہلے لڑتا تھا اس سے موفق کی تکلیف اور زخم کی شکایت بڑھ گئی لہٰذا بستر سے لگ گیا مصاحبین نے بغداد کی طرف واپسی کی رائے دی مگر موفق نے اس رائے کی مخالفت کی چند دن کے لئے جنگ موقوف کر کے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا تین ماہ تک علاج کراتا رہا تا آنکہ حتی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زخم مندمل ہو گیا چنانچہ بڑے دھوم دھام سے غسل صحت کیا اس کے بعد عساکر اسلامیہ میں پھر چہل پہل ہونے لگی اور لشکریوں کے دل خوش اور چہرے ہشاش بشاش ہو گئے۔

صحت یابی کے بعد:...... زنگیوں نے اس موقع غنیمت شمار کر کے شہر پناہ کی منہدم دیواروں کو پھر درست کرا لیا اور حفاظت کے لئے جابجا فوجیں متعین کر دیں موفق نے صحتیابی کے بعد ہی پھر حملہ کیا اور شہر پناہ کو توڑنے کا حکم صادر فرمایا اسلامی فوجیں سیلاب کی طرح شہر پناہ کی دیواروں سے نہر سلمٰی کے قریب جا کر ٹکرانے لگیں اور جنگ کا بازار گرم ہو گیا زنگیوں کا لشکر اسلامی فوج سے مزاحمت پر کمر بستہ تھا اور اسلامی لشکر جان ہتھیلی پر رکھے کھیل رہا تھا۔

بحری حملہ اور فتح:...... ایک دن جب کہ اس سمت میں نمونہ قیامت جنگ برپا تھی، موفق نے جنگی کشتیوں کے بیڑے کو نشیبی نہر ابن خصیب کی جانب سے حملہ کرنے کا اشارہ کیا اسلامی امیر البحر نے یہ حکم پاتے ہی جنگی کشتیوں کے بیڑے کو نشیبی نہر ابن خصیب کے کنارے پر اتنی تیزی سے پہنچا دیا کہ زنگیوں کو اس کی خبر تک نہ ہو سکی اور وہ پورے زور اور مجموعی قوت سے اس طرف نہر سلمٰی کے قریب عساکر اسلامیہ سے لڑتے رہے اور دو پہر تک بحری فوج نے زنگیوں کی ایک محلسرا کو جلا دیا اور جو کچھ پایا اس پر قبضہ کر لیا رہنے والوں کو گرفتار اور قید کر لیا غروب آفتاب کے وقت اسلامی فوجیں مظفر و منصور میدان جنگ سے اپنے ٹھکانے پر آ گئیں۔

انکلائی کے محل پر حملہ:...... اگلے دن نماز فجر کے بعد پھر حملہ ہوا اسلامی مقدمۃ الجیش انکلائی بن خبیث کے محل تک قتل و غارت کرتا ہوا پہنچ گیا اس کا محل سرا کے چاروں طرف تھیں پانی جاری کرنے اور عساکر اسلامیہ کے مقابل متعدد خندقیں کھودنے کا حکم دیا تا کہ اسلامی فوجیں انکلائی کے محل تک نہ پہنچنے پائیں زنگی فوج کا ایک حصہ اس کام میں مصروف ہو گیا اور دوسرا حصہ بدستور مصروف جنگ و قتال رہا موفق نے حریف کی ان حرکتوں سے مطلع ہو کر فوراً اپنے لشکر کی فوج کو چند ٹکڑیوں پر منقسم کر کے ایک کو خندق اور نہر کے پاٹنے پر مقرر کیا دوسری ٹکڑی کو دجلہ کی جانب سے قصر خبیث پر حملے کا اشارہ کیا اور تیسری ٹکڑی اس کو للکار للکار کر لڑا رہا تھا چونکہ زنگیوں نے دجلہ کی جانب حفاظت کا پورا پورا انتظام کر رکھا تھا اس وجہ سے جنگی بیڑے کو کامیابی نہیں ہو رہی تھی پھر جیسے ہی جنگی کشتیاں شہر پناہ کے قریب پہنچتیں اوپر سے سنگ باری اور آتشباری ہونے لگتی تھی مجبوراً پیچھے ہٹ آنا پڑتا تھا۔

بحری جنگ کی تیاری:...... ایک پورا دن اسی عنوان سے لڑائی ہوتی رہی موفق نے یہ رنگ دیکھ کر کشتیوں کی چھتوں کو لکڑی کے تختوں سے

باٹنے اوران کو فائر پروف کیمیکل سے رنگنے کا حکم دیا نفاطین ❶ اور نامی گرامی جنگ جوؤں کے ایک گروپ کو اس پر متعین کر دیا ساری رات جنگ کے اہتمام سے نہیں سویا کمانڈروں کو ہدایت لشکریوں کو ترغیب اور انعامات دینے کے وعدے کرتا رہا اسی رات عشاء کے وقت محمد بن سمعان (خبیث کے سیکریٹری) نے حاضر ہو کر امن کی درخواست کی موفق نے خلعت عنایت کی امن دیا اور عزت واحترام سے ٹھہرایا۔

مختارہ میں آگ کا سمندر:......اگلے دن صبح ہوتے ہی لڑائی چھڑ گئی اور موفق نے زنگیوں کی قوت تقسیم کرنے کے خیال سے ابوالعباس کو زنگی سپہ سالاروں کے مکانات جلانے کا حکم دیا جو کہ قصر خبیث کے قریب اور متصل واقع تھے ادھر ان کشتیوں کا بیڑہ جن کی چھتیں ایسی داواؤں سے رنگی ہوئی تھیں جس پر آگ کا اثر نہ پہنچ سکتا تھا قصر خبیث کی جانب دجلہ کی طرف سے بڑھا زنگیوں نے آتشباری شروع کی مگر بے سود تھا اسلامی کشتیوں کا بیڑہ نہایت تیزی سے آتشباری کرتا ہوا قصر خبیث کے نیچے پہنچ گیا نفاطوں نے روغن نفط کی پچکاریاں بھر بھر کر خالی کرنا شروع کر دیں قصر خبیث کی بیرونی عمارات جلا کر خاک وسیاہ کر دی گئی زنگیوں کا لشکر محلسرا میں چھپ گیا عساکر اسلامیہ نے دجلہ کے کنارے پر جتنے مکانات تھے سب میں آگ لگا دی بڑے بڑے عالیشان مکانات جل رہے تھے کوئی بجھانے والا نہ تھا قیمتی قیمتی اسباب اور سامان کو آگ نے کچھ ہی دیر میں نیست نابود کر دیا اور جو کچھ اس عام آتش زنی سے باقی رہ گیا اس پر عساکر اسلامیہ نے پہنچ کر قبضہ کر لیا اور عورتوں کے ایک گروپ کو ان کے پنجہ غضب سے چھڑا لیا زنگیوں کے نامی گرامی سرداروں کے مکانات اور انکلائے بن خبیث کا محل جل جل کر خاک ہو گیا اس دوران عشاء کا وقت آ گیا چنانچہ موفق نے عساکر اسلامیہ کو واپسی کا حکم دے دیا۔

بڑا حملہ:......اگلے دن صبح ہوتے ہی موفق نے نصیر امیر البحر کو اس پل پر قبضہ کرنے کا حکم دیا کہ جس کو خبیث نے نہر ابی خصیب پر حال ہی میں ان دو پلوں کے علاوہ تعمیر کرایا تھا جو مختارہ کے مشرقی جانب میں تھے اور اسلامی فوج کے کمانڈروں کو تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ مختارہ کے چاروں طرف پھیلا دیا نصیر پہلے ہی حملہ میں اپنی جنگی کشتیوں کے ساتھ پل کے قریب پہنچ گیا اس کے بعد ہی چند اور اسلامی کشتیاں بلا اجازت نصیر کی کشتیوں کے قریب پہنچ گئیں زنگیوں نے پل سے تیر باری شروع کر دی نصیر نے اپنی کشتیوں کے پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا مگر اس پر قادر نہ ہو سکا کیونکہ کشتیوں کی کثرت نے نہر کا دہانہ بند کر رکھا تھا۔

امیر البحر کی شہادت:......زنگیوں نے اس بات کا احساس کر کے اپنی کشتیوں کو بڑھایا چنانچہ اسلامی کشتیاں ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں متعدد کشتیاں ٹوٹ گئیں اور گرفتار ہو جانے کے ڈر سے ملاح دریا میں کود پڑے نصیر بھی انہی ملاحوں کے ساتھ دریا میں کود گیا اور ڈوب گیا باقی کشتیاں صحیح سلامت واپس آ گئیں سارے دن بڑے زور شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ سلیمان ابن جامع (زنگیوں کے نامور سپہ سالار) نے اس لڑائی میں انتہائی بہادری مردانگی سے کام لیا وہ جس طرف جاتا تھا صفوف کو الٹ پلٹ دیتا تھا مگر جنگ کے آخری وقت میں شکست کھا کر بھاگ گیا اور سوء اتفاق سے ان جگہوں سے ہو کر گذرا جہاں پر آگ کے شعلے روغن نفط کی پچکاریوں کا کام دے رہے تھے بڑی مشکل سے اس نے نجات پائی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی دونوں حریفوں نے اپنے اپنے لشکر کو واپسی کا حکم دیا موفق بھی صحیح سالم اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

خلیفہ کی بیماری اور صحت:......اسی رات موفق ماہ شعبان ۲۶۷ھ تک بیماری کا سلسلہ قائم رہا مجبوری میں ہنگامہ کارزار بھی گرم نہ کیا گیا زنگیوں کو موقع مناسب مل گیا اس لئے پلوں کو درست کر لیا علی الخصوص اس پل کو از سر نو تعمیر کرا لیا جہاں پر نصیر امیر البحر ڈوب گیا تھا اس کے علاوہ پل کے آگے دونوں کناروں پر پتھروں کے بڑے بڑے بند باندھ دیئے تا کہ کشتیوں کی آمد ورفت نہ ہو سکے۔

پل اور بند توڑنے کا حکم:......موفق نے صحت یابی کے بعد حملے کا حکم صادر فرمایا اور جنگی کشتیوں کے بیڑے کو دو حصوں پر منقسم کر کے ایک کو نہر ابی خصیب کی مشرقی جانب اور دوسرے کو مغربی جانب سے بڑھنے کا اشارہ کیا ان دونوں حصوں کے ساتھ مزدور بڑھئی اور نفاطوں کی ایک ایک جماعت تھی ایک کشتی پر گھاس پھوس اور نے وغیرہ لاد کر روانہ کیا تھا غرض پل کو جلانے اور دھسوں بند توڑنے کا سامان کثرت سے فراہم کر کے دسویں

---

❶......نفاطین: یہ وہ دستہ تھا جو ,,روغن نفط,, آگ لگانے کا کیمکل پچکاریوں میں بھر کر پھینکتا تھا جس سے آگ لگ جاتی تھی۔

شوال ۲۶۹ھ کو عام حملہ کر دیا ہنگامہ کارزار گرم کرنے کے لئے چاروں طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا انکلائے بن خبیث ابن ابان اور ابن جامع پل کو بچانے کے لئے بڑھے گمسان کی لڑائی ہونے لگی چنانچہ دونوں طرف کے سینکڑوں آدمی غرق اور ہزاروں قتل ہو گئے۔

شاہی فوج کی کامیابی:......وقت عشاء تک بڑے زور شور سے لڑائی جاری رہی بالآخر عسا کر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی مزدوروں نے دھسوں کو توڑ کر نہر میں بہادیا نفاطوں نے روغن نفط کی پچکاریاں خالی کرنی شروع کر دیں بڑھئی نے پہنچ کر پل کے پرزے پرزے کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا اور گھاس پھوس اور نے ڈال کر روغن نفط چھڑک کر آگ لگادی نہر کا دہانہ صاف اور کشادہ کر دیا گیا۔ کشتیوں کی آمد و رفت سہولت اور آسانی سے ہونے لگی زنگیوں کا ایک بڑا گروپ اس معرکہ میں مارا گیا کچھ لوگوں نے امن کی درخواست کی تو موفق نے ان کو اپنے سایہ امن وعاطفت میں جگہ دے دی۔

زنگیوں کی بدترین حالت:......خبیث اپنے اور اپنے ساتھیوں کے مکانات جل جانے کے بعد نہر ابی خصیب کی مشرقی جانب آ گیا تجارت پیشہ اور بازاری اس طرف اٹھ آئے ضعف اور مجبوری کے آثار پیدا ہو گئے رسد غلہ وغیرہ کی آمد بالکل بند ہو گئی شہر میں جو ذخیرہ غلہ وغیرہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا مہنگائی اور بھوک کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ پہلے تو زنگیوں نے گھوڑوں اور گدھوں کو کھایا اس کے بعد جب یہ کافی نہ ہوئے تو انسانوں نے انسانوں کا کھانا شروع کر دیا مگر خبیث کا دم خم وہی رہا اور موفق مشرقی جانب کو منہدم کرنے میں اسی گرمی سے مصروف رہا جیسا کہ مغربی جانب کو توڑنے میں مشغول رہا تھا اس سمت میں ہمدانی کا مکان تھا یہ نہایت مضبوط و مستحکم بنا ہوا تھا بڑے بڑے دھس اور اونچی اونچی چوڑی چوڑی دیواریں چاروں طرف حفاظت کی غرض سے بنی ہوئی تھیں جگہ جگہ منجنیقیں نصب تھیں آلات حصار شکنی بھی کثرت سے رکھے ہوئے تھے اسلامی فوجیں اس کے قریب پہنچ کر رک گئیں موفق نے انھیں للکارا مگر بلندی کی وجہ سے چڑھ نہ سکیں اس کے بعد سیڑھیاں لگائیں پھر بھی کامیابی نہ ہوئی تب کمند ڈال کر خبیث کے جھنڈوں کو کھینچ کر گرادیا گرنا تھا کہ زنگیوں کا لشکر بھاگ نکلا ان پر نفاطوں نے روغن نفط کی ہزاروں پچکاریاں خالی کر دیں پورا مکان ایک لمحہ میں جل کر خاک وسیاہ ہو گیا۔ اسلامی فوج نے داخل ہو کر جو کچھ پایا لوٹ لیا اور قرب وجوار کے مکانات میں آگ لگادی۔

"بہار" نامی بازار:......خبیث کے خاص خاص مصاحبین امن کے خواستگار ہو گئے موفق نے نہایت خوشی سے ان کو امن دے دیا انعامات دیئے صلے دیئے ان لوگوں نے ایک بہت بڑے بازار کا پتہ بتادیا جو پہلے پل کے قریب بہار کے نام سے آباد تھا اس بازار میں بڑے بڑے تاجر اور ساہوکار رہتے تھے زنگیوں کو اس سے بہت مدد ملتی۔ موفق نے اس پر حملہ کر دیا اور جلا دینے کے ارادے سے نفاطوں کے لئے قتل وغارت کرتا ہوا آگے بڑھا زنگیوں نے بے جگری سے مقابلہ کیا اور موفق کے لشکریوں نے آگ لگادی سارا دن جنگ اور آتش زنی کا بازار گرم رہا شام کو خبیث اپنی لشکر گاہ واپس آ گیا تجار اور ساہوکار موقع پاکر بالائی شہر میں چلے گئے اس واقعہ کے بعد خبیث نے مختارہ کے جانب شرقی میں بھی خندقیں کھدوائیں اور دمدموں کا باندھنا شروع کر دیا جیسا کہ شہری مغربی جانب حفاظت کے خیال سے خندقیں کھدوائیں اور دمدمے بندھوائے تھے اس کے اہل وعیال مغربی جانب سے مشرقی جانب آ گئے باقی اور اس کے ساتھی نہر عربی ہی پر مقیم رہے موفق نے ان حالات سے مطلع ہو کر مغربی جانب حملہ کیا چنانچہ بہت بڑی لڑائی ہوئی اور ہزاروں آدمی دونوں گروہوں کے مارے گئے بالآخر موفق نے مختارہ کی شہر پناہ کو شہر کے غربی حصے تک جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔

خطرناک قلعے کی فتح:......اس سمت میں خبیث کے نامی گرامی جنگ آوروں کا جمگھٹا تھا جو ایک چھوٹے سے قلعہ میں حفاظت کا بندوبست کئے ہوئے پناہ گزین تھے موقع جنگ پر جس وقت موفق کا لشکر مصروف جنگ رہتا اس وقت یہ لوگ دائیں بائیں سے نکل کر حملہ آور ہوتے تھے اس سے موفق کو سخت نقصان اٹھانا پڑتا تھا موفق نے اس قلعہ کو سر کرنے کے ارادے سے سرداران لشکر کو جمع کیا اور دریا و خشکی کے راستے ایک عام حملے کا حکم دیا خبیث نے قلعہ کی حفاظت اور موفق کے حملہ سے بچانے کے لئے مہلبی اور ابن جامع کو مقرر کیا مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی ناکام ہو کر مجبوراً موفق کے سپاہیوں کے حوالہ کر کے بھاگ گئے اور زنگیوں کا ایک بڑا گروپ مارا گیا قلعہ کے فتح ہونے کے بعد عورتوں اور بچوں کے جم غفیر نے قید کی مصیبت سے رہائی پائی اور موفق کامیابی کے ساتھ اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا۔

مغربی حصے پر قبضہ:......جس وقت موفق نے خبیث کی محلسرا کی فصیلوں کو منہدم کرایا اس وقت جنگی ضرورت کے خیال سے راستوں کو وسیع کرنے کا حکم صادر فرمایا سب سے پہلے پل کو ''جونہر ابی نصیب'' پر تھا جلا دیا اس کی غرض یہ تھی کہ زنگی فوجیں ایک دوسرے کو مدد نہ پہنچا سکیں اس پل کو توڑ کر جلاتے وقت بہت بڑا معرکہ ہوا طرفین سے آتشباری ہوئی ہزاروں پچکاریاں روغن نفط کی خالی کی گئیں زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی غرق کر دی جس پر پل جلانے کا سامان تھا موفق نے عنوان جنگ بدلتا ہوا دیکھ کر خود سوار ہو کے نہر ابی نصیب کے دہانے کی طرف حملہ کرتا ہوا بڑھا اور لشکریوں کو نہر مشرقی اور مغربی جانب سے حملہ کرنے کا حکم دیا حتیٰ کہ موفق کے لشکری پل تک مغربی جانب سے لڑتے بھڑتے پہنچ گئے یہ سمت انکلائی بن خبیث اور ابن جامع کی ماتحتی میں تھی ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد موفق کے لشکریوں نے پل مغربی حصے میں آگ لگا دی اس دوران موفق کے لشکر کا دوسرا شرقی جانب سے پہنچ گیا اور اس نے بھی ہزاروں کا خون بہا کر پل کے اس جانب میں بھی آگ لگا دی زنگی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں وہ ساحل جہاں پر خبیث کی کشتیاں کھڑی ہوتی تھیں اور وہ مکان جہاں پر کشتیوں کی مرمت ہوتی تھی اور قید خانہ جلا دیا گیا تھا خبیث اپنے ساتھیوں سمیت اس سمت سے شہر کی مشرقی جانب چلا گیا اور موفق نے اپنی کامیابی کا جھنڈا مغربی جانب گاڑ دیا غرض خبیث کے اکثر سپہ سالاروں نے امان حاصل کر لی اور جو لوگ بھاگ سکے بھاگ گئے انہی بھگوڑوں میں خبیث کا قاضی بھی تھا۔

دوسرے پل کی خاکستری:......پل جل جانے کے بعد ادھر موفق نے اس پل کو جلانے کے ارادے سے اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کو بڑھنے کا حکم دیا مشہور مشہور بہادروں کی ایک فوج مرتب کی گئی بڑے بڑے سورما کو اس کی خبرداری دی گئی پل توڑنے کے آلات روغن نفط کی پچکاریاں کاریگروں اور مزدوروں کی بہت بڑی جماعت اس فوج کے ساتھ تھی دونوں فوجیں آمنے سامنے آتے ہی بھڑ گئیں مغربی جانب میں ابوالعباس کے مقابلہ پر انکلائے اور ابن جامع تھے اور مشرقی جانب میں اسد (یہ موفق کا آزاد کردہ غلام تھا) کے مقابلہ پر خبیث اور مہلبی لڑ رہے تھے تین پہرے کامل لڑائی ہوتی رہی آخر کار انکلائے اور ابن جامع کو شکست ہوئی فتحمند گروہ نے پل پر پہنچ کر آگ لگا دی بات کی بات میں آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے جب زنگی دونوں طرف سے پھنس گئے تو مجبوراً انکلائے اور ابن جامع اپنے ساتھیوں سمیت نہر میں کود پڑا ایک گروپ ڈوب کر مر گیا مگر یہ دونوں بڑی مشکل سے بچ نکلے پل کے جلنے کے دوران جو شعلے آس پاس گر رہے تھے انہوں نے ان مکانات باغات اور بازاروں میں آگ لگا دی نہر کے کنارے پر تھے۔

انکلائے کو امان:......اس کے بعد موفق کا لشکر دونوں جانب پھیل گیا اور خبیث کے اس گھر کو لوٹ لیا جس میں وہ محلسرا کے جلنے کے بعد رہا تھا عورتوں اور بچوں کو قید سے رہا کرایا اور زنگیوں کی ہر قسم کی کشتیوں کو جو نہر ابی نصیب میں لنگر ڈالے تھیں دجلہ کی جانب نکالا چنانچہ وہ جیسے ہی نہر سے نکلیں اس نے اپنے لشکریوں کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا انکلائے بن خبیث نے بھی امان حاصل کر لی خبیث کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوا اس کے بعد سلیمان بن موسیٰ شعرانی (یہ زنگیوں کا بہت نامور سپہ سالار تھا) امن کا خواستگار ہوا تھوڑی دیر توقف کر کے اس کو بھی امان دے دی گئی۔

سلیمان اور شبل کو امان:......سلیمان بن موسیٰ کے آنے کے وقت عجیب واقعہ پیش آیا زنگیوں کو اس کے نکلنے سے اشتعال پیدا ہوا اور وہ جمع ہو کر لڑنے لگے سلیمان کسی طرح سے ان سے اپنا پیچھا چھڑا کر موفق کی خدمت میں آ کر حاضر ہو گیا موفق نے نہایت احترام سے اس کو ٹھہرایا اور حسن سلوک سے پیش آیا اس کے بعد ہی شبل بن سالم (زنگیوں کا ایک دوسرا نامور کمانڈر) بھی امن حاصل کر کے موفق کے لشکر میں آ گیا خبیث اور اس کے ارا کین حکومت کو ان لوگوں کے امن حاصل کرنے سے سخت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا شبل بن سالم کے وہاں آ جانے سے خبیث کو زیادہ نقصان اس لئے بھی ہوا کہ یہ اکثر موفق کے لشکر پر شبخون مارتا تھا جس سے مہمانوں کو بے حد نقصان پہنچا کرتا تھا۔

مشرقی حصے پر قبضہ:......انہی لڑائیوں کے دوران ایک دن موفق نے دربار عام لگایا کمانڈر، ارا کین حکومت ارباب شوریٰ اور وہ نامی گرامی سپہ سالار بھی حسب مراتب حاضر ہوئے جو فریق مخالفت سے علیحدہ ہو کر موفق کے سایہ عاطفت میں آ کر پناہ گزین ہو گئے تھے موفق نے حمد و نعمت کے بعد پناہ گذین کمانڈروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میرے عزیز بہادرو تم لوگ جس مصیبت میں گرفتار تھے اس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو ہماری کوششوں کے ذریعہ سے نجات دی ہے اس کے شکر یہ یہ ہے کہ مختارہ کی مغربی جانب پر قبضہ کرنے میں جان توڑ کوشش کرو تم لوگ اس کے راستوں اور ہر قسم کے

حالات سے بخوبی آگاہ ہو میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کیا اب تم لوگ بھی اپنے محسن کے احسان کے بدلہ میں خالصتاً اللہ کے لئے اس مہم کو سر کرو میں تمہارا مرہون منت ہونے کے ساتھ تم لوگوں کی خاطر خواہ انعام دوں گا۔

زنگی پناہ گزینوں کی رائے:.....پناہ گزین زنگی کمانڈروں نے ایک زبان ہو کر عرض کیا عالم پناہ! ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہیں مگر گذارش یہ ہے کہ ہم لوگوں کو کسی ایک مخصوص سمت کی طرف متعین فرمایا جائے تا کہ ہماری جان نثاری اور دشمنان حکومت سے مقابلہ کرنے کی کیفیت آپ ملاحظہ فرمائیں بات معقول تھی اس لئے موفق نے منظور کر لی اسی وقت دجلہ کے سارے گھاٹوں پر کشتی فراہم کرنے کا گشتی فرمان بھیج دیا چنانچہ چاروں طرف سے کشتیوں کی آمد شروع ہوگئی ایک دو دن میں بے شمار کشتیاں ہر قسم کی پہنچ گئیں جن پر دس ہزار ملاح ملازم تھے۔موفق نے اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کو مختارہ کی مشرقی جانب سے دریا کے راستے حملہ کرنے کا اشارہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اگر خبیث کی محلسرا جلانے پر قادر نہ ہو سکو تو مہلبی کے مکان کے پاس جمع ہو جانا ابوالعباس کے ہمراہ ڈیڑھ سو جنگی کشتیوں کا بیڑہ تھا جو مشرقی جانب کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا ان کشتیوں پر ملاحوں اور مزدوروں کے علاوہ دس ہزار فوج تھی خشکی کے راستے سے دریا کے کنارے کنارے ایک فوج تیر اندوزوں کی روانہ کی اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ اگر سیاہ بخت زنگی شاہی بیڑے سے مزاحمت کریں تو ان کو بے تامل نشانہ بنالینا، چنانچہ یہ دونوں فوجیں شروع رات ہی میں روانہ کی گئیں صبح ہوتے ہی کہ ذیقعدہ ۲۶۹ھ کی آٹھویں تاریخ تھی خور بھی کو لے حملہ کے ارادے سے بڑھا زنگیوں نے تیر کا مینہ برسانا شروع کیا چنانچہ شاہی تیر انداز بھی جواب ترکی بہ ترکی دینے لگے دوسری طرف سے موفق نے حملہ کر دیا ابوالعباس نہایت تیزی سے بڑھ رہا تھا اور زنگی اس سے مزاحمت کی کوشش کر رہے تھے بالآخر زنگیوں کی شکست ہوگئی اور ایک بڑا گروہ مارا گیا اور کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جنکو جنگ کے بعد قتل کر دیا گیا۔

خبیث کے گھر پر حملہ:.....موفق نے خبیث کے مکان پر حملہ کیا تو خبیث نے اپنے ساتھیوں کو للکارا اور وہ چاروں طرف سے جھرمٹ باندھ کر ٹوٹ پڑے مگر فوراً منہ کی کھا کر بھاگ گئے جس کو فریق مخالف کے تصرف سے بچانے کے لئے آئے مجبوری میں اپنے اس حریف کے حوالہ کر گئے فتحمند گروپ نے فرش، اسباب، سامان آرائش غرض جو کچھ بھی پایا لوٹ لیا بیس عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے خبیث بھاگ کر مہلبی کے گھر میں چھپ گیا شاہی لشکر نے اس کا تعاقب کیا جب خبیث نے وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو نکل بھاگا اور مہلبی کا مکان بھی لوٹ لیا گیا اس دوران شام ہوگئی اور لشکری مال غنیمت فراہم کر کے کشتیوں پر لادنے میں مصروف ہو گئے زنگیوں کو لالچ آگئی تو جمع ہو کر پھر مقابلہ پر آگئے اور شکست کھا کر واپس چلے گئے موفق اپنے لشکر سمیت کامیابی کے ساتھ موفقیہ واپس آگیا۔

لولوء ابن طولون کی آمد:.....اس واقعہ کے بعد لولوء بن طولون کے غلام کا خط آیا جس میں حاضری کی اجازت طلب کی تھی موفق نے مصلحتاً لولوء کے آنے تک لڑائی بند کر دی۔ تین محرم ۲۷۰ھ کو لولوء ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موفقیہ پہنچا موفق نے حسب مراتب اس کے لشکریوں کو انعامات اور صلے مرحمت فرمائے اور زنگیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

لولوء کا زنگیوں پر حملہ:.....چونکہ خبیث نے نہر ابی الخصیب پر قبضہ کے زمانے میں پلوں کو تڑوا کہ ایک نیا بند دریا کے دہانے پر دونوں طرف سے ایسا بندھوایا تھا جس سے پانی کی روانی میں کمی آگئی تھی اور کشتیوں کی آمد و رفت بند ہوگئی تھی اور آگے اتفاق سے کوئی کشتی وہاں تک پہنچ بھی جاتی تو اس کی واپسی دشوار تھی موفق کی آئندہ کامیابی اس بند کو توڑنے پر موقوف تھی ایک مدت سے موفق اسکو توڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور خبیث اس کے دفاع کے لئے سرگرم تھا لولوء کے آنے کے بعد موفق نے اس مہم پر لولوء کو متعین کر دیا چنانچہ لولوء نے نہایت بہادری سے حملہ کیا اور ایک ہفتہ تک روزانہ لڑائی ہوتی رہی اور سینکڑوں مکانات جو کنارے پر بنے ہوئے تھے جلا دیئے گئے ہزاروں آدمی خاک و خون میں ملا دیئے گئے۔

ابوالعباس کا حملہ:.....مغربی جانب میں تھوڑی سی زمین باقی رہ گئی تھی جس پر ابھی تک موفق کا قبضہ نہیں ہوا تھا وہاں چند مکانات اور باغ تھے جس کی حفاظت پر زنگیوں کا ایک گروپ مقرر تھا ابوالعباس نے اس سمت پر حملہ کر دیا مخالفین میں سے سوائے گنتی کے چند لوگوں کے کوئی زندہ نہ بچ سکا اس کے بعد لولوء نے اس بند پر بھی قبضہ کر لیا اور اس کو کھدوا دیا اس پر خبیث طیش میں آ کر خود مقابلہ کے لیے آیا اور ابوالعباس موقع پا کر مہلتب

کے مکان کی طرف بڑھا پناہ گذینوں کی فوج شبل بن سالم کے دستے میں تھی شبل بن سالم نے ان میں سے ایک ٹکڑے کو علیحدہ کر کے ایک گوشے میں چھپا کر یہ ہدایت کی کہ جس وقت تم لوگ کرنا کی آواز سنو یا جب میں اپنے کالے جھنڈے کو جو کرمانی کے مکان پر لگا ہوا ہے ہلاؤں تو اس وقت تم بلا تامل حملہ کر دینا۔

شہر پر قبضہ:......زنگیوں کو اس کی بالکل خبر نہ تھی وہ ابوالعباس کے مقابلہ پر بے جگری سے لڑ رہے تھے خشکی اور دریا میں ہنگامہ کارزار گرم تھا اچانک شبل بن سالم نے زنگیوں کے پیچھے پہنچ کر کالے جھنڈے کو حرکت دی یہ سارا دیکھتے ہی دیکھتے میدان جنگ پناہ گذینوں سے بھر گیا جنگ کا بازار پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا زنگیوں کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ نکلا ہزاروں افراد مارے گئے اور بے شمار لوگ ڈوب کر مر گئے یہ واقعہ ستائیسویں محرم ۲۷۰ھ بروز پیر کا ہے چنانچہ موفق نے شہر پر قبضہ کر لیا اور قیدیوں کو رہائی نصیب ہوئی خلیل اور ابن ابان اپنے بچوں اور بھتیجوں سمیت گرفتار کر لیا گیا خبیث اپنے بیٹے انکلائے، ابن جامع اور دیگر سپہ سالاروں سمیت نہر سفیانی کی طرف بھاگ گیا اس نے بوقت فرار کے اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا موفق نے دریا کے راستے تعاقب کیا اور لولوء نے خشکی کے راستے کیا نہر کے کنارے خبیث سے سامنا ہو گیا مگر خبیث نہایت تیزی سے نہر عبور کر گیا لولوء نے اپنے ساتھیوں کے دو چار گھوڑوں کو مار کر نہر کے دہانے میں ڈال دیا اور ان پر سے اپنے ہمراہیوں سمیت نہر عبور کر کے خبیث پر حملہ کیا خبیث دو چار ہاتھ لڑ کر پھر بھاگا لولوء نے پھر تعاقب کیا خبیث انتہائی تیزی سے نہر سامان کو عبور کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ گیا جو اس کے قریب تھی چونکہ شام کا وقت ہو گیا تھا اور راستہ معلوم نہ تھا اس لئے لولوء اپنے ساتھیوں سمیت واپس آ گیا موفق نے لولوء اور اس کے لشکریوں کو انعام اور صلے مرحمت کئے اور اپنے ساتھیوں کو لولوء کی امداد نہ کرنے پر نصیحت و ملامت کی ان لوگوں نے معذرت کی کہ ہم لولوء کی امداد میں اس خیال سے کوتاہی کی کہ وہ واپس آ رہا ہے۔ اس مرتبہ ہمارا قصور معاف کیا جائے آئندہ ایسی غلط فہمی نہ ہونے پائے انشاء اللہ تعالیٰ۔

خبیث کے تعاقب کی تیاری:......اس واقعہ کے دوسرے دن موفق نے اپنے کمانڈروں کو جمع کر کے خبیث کے تعاقب کی ترغیب دی سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے سے دریغ نہیں کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس حملہ میں ہم اس کو بغیر گرفتار کئے زندہ واپس نہیں آئیں گے مناسب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے دریا عبور کر جانے کے بعد کشتیاں ہٹا دی جائیں تا کہ حریف مقابل کے مقابلہ سے جی چرا کر ہم لوگ اس طرف آنے کا ارادہ نہ کریں موفق نے زنگیوں کا اس مستعدی اور آمادگی پر شکریہ ادا کیا چنانچہ مجلس برخاست ہو گئی کمانڈر اپنے اپنے خیموں میں واپس آ گئے اس کے بعد موفق فوج کی آراستگی اور حملہ کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

تعاقب میں روانگی:......تیسری صفر ۲۷۰ھ کو دن جمعہ کا تھا حملہ کے ارادے سے لشکر کی روانگی کا حکم دے دیا اور عبور کرنے کے بعد کشتیوں کو ہٹا دیا اسلامی فوجیں نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے خبیث کے سر جا پہنچیں اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی خبیث کا میمنہ اسلامی فوج کے میسرہ سے شکست کھا کر بھاگا خبیث نے ان کو سنبھالنے اور روکنے کے لئے چند دستہ فوج کو اپنے میسرہ سے روانہ کر دیا موفق نے اس بات کے احساس کر کے خبیث کے میسرہ پر یلغار کر دیا خبیث نے قلب لشکر کو اس کی کمک پر روانہ کیا مگر اس کمک کے پہنچنے سے پہلے ہی میسرہ میں بھگدڑ شروع ہو گئی تھی انہی کے ساتھ یہ امدادی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی اور چاروں طرف سے قتل اور پکڑ دھکڑ کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔

اہم زنگیوں کا فرار:......خبیث کے ساتھ گنتی کے چند آدمی میدان کارزار میں اڑے رہے ان میں صلبی بھی تھا خبیث کا بیٹا انکلائے اور ابن جامع جیسا نامور سپہ سالار میدان جنگ سے بھاگ نکلے عساکر اسلامیہ کے ایک گروپ نے ابوالعباس کے حکم سے ان کے تعاقب کیا اسی دوران ابراہیم بن جعفر ہمدانی کو (زنگیوں کے بہت بڑا نامور سپہ سالار) گرفتار کر لیا گیا ابوالعباس نے اس کی مشکیں کسوا کر ایک کشتی میں قید کر دیا۔

خبیث کا قتل:......اس کے بعد باقی زنگیوں نے جمع ہو کر خبیث کی ترغیب سے اسلامی فوج پر پھر حملہ کیا یہ حملہ نہایت پر جوش اور حد سے زیادہ خطرناک تھا عساکر اسلامیہ کو اس حملے میں پیچھے ہٹنا پڑا لیکن پھر سنبھل کر ایسا پر زور حملہ کیا کہ زنگیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ ابتری کے ساتھ گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے موفق نے خبیث کا تعاقب کیا اور نہر خصیب کے آخر تک بڑھتا چلا گیا واپسی کے وقت جب کہ خبیث کے ملنے سے ناامید

ہوکر آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا تو لولوء کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کا غلام مل گیا جس کے ہاتھ میں خبیث کا سر تھا موفق نے اسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور کامیابی کے ساتھ اپنے ٹھکانے پر واپس آ گیا۔

انکلائے اور مہلبی گرفتار:......انکلائے اور مہلبی دیناری کی طرف بھاگ گئے تھے موفق نے یہ خبر پا کر ایک دستہ فوج کو ان دونوں سیاہ بختوں کی گرفتاری پر متعین کر دیا چنانچہ انکلائے اور مہلبی پانچ ہزار زنگیوں سمیت گرفتار ہو گئے مہلبی اور انکلائی کی مشکیں باندھ دی گئیں درمونہ زنگی اس واقعہ سے پہلے خبیث کے اشارے پر دشوار گذار پہاڑیوں اور جنگل میں چلا گیا تھا چنانچہ دن دہاڑے لوٹ لینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا تجارت پیشہ اور مسافروں کو اس سے سخت تکلیف ہوتی تھی لیکن اس کو جب خبیث کے مارے جانے کی خبر ملی تو بدحواسی سی چھا گئی اور کچھ بن نہ پڑا اس لئے موفق کی خدمت میں امن کی درخواست کر دی موفق نے نہایت فراخ دلی سے امان دیدی۔ ورمونہ نے امن حاصل کرنیکے بعد چھینا ہوا مال واسباب ان کے مالکوں کے پاس بھیج دیا اور نہایت نیک طینتی سے موفق کی خدمت میں رہنے لگا۔

مہم کا خاتمہ:......موفق نے اس مہم کو سر کر کے بلاد اسلامیہ میں زنگیوں کی واپسی اور امن دینے کا گشتی فرمان روانہ کیا اور چند دنوں تک امن وامان قائم کرنے اور انتظام کے خیال سے موفقیہ میں مقیم رہا بصرہ، ایلہ اور کور دجلہ کی حکومت محمد بن حماد کو عنایت کی اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو بغداد کی جانب روانہ کر دیا چنانچہ ابوالعباس نصف جمادی الثانی ۲۷۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا اہل بغداد نے بڑی خوشی منائی اور سارے شہر میں چراغاں کیا گیا۔ زنگیوں کے سردار نے رمضان ۲۵۵ھ میں بغاوت کی تھی اور اپنی حکومت کے چودہ برس چار مہینے بعد صفر ۲۷۰ھ کے اوائل میں مارا گیا۔

اسحاق بن کنداج:......جس وقت احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کا گورنر بنایا گیا اور اسے اپنی طرف سے موسیٰ بن اتامش کو دیار ربیعہ پر متعین کیا اسحاق بن کنداج ❶ کو سخت برہمی پیدا ہوئی اس کے لشکر سے علیحدہ ہوکر ایک ایک الگ گروپ قائم کر لیا اور موقع پا کر ادیعقوبیہ پر حملہ کر دیا انکے مال واسباب لوٹ کر ابن مساور خارجی سے جا بھڑا اور اس کو تہہ تیغ کر کے موصل کی جانب آ گیا اہل موصل نے خوف کھا کر کچھ نقد اور مال پر ملح کر لی ان دنوں موصل کی حکومت پر علی ابن داؤد تھا ابھی اس کی وصولی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ علی بن داؤد کو اس کی خبر مل گئی اور وہ ابن کنداج سے مزاحمت پر تیار ہو گیا احمد بن حمدون تغلبی اور اسحاق بن عمر بن ایوب بن خطاب تغلبی عدوی بھی اس سے آ ملا پندرہ ہزار کا لشکر ہو گیا ابن کنداج تین ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی تو ابن کنداج نے جوڑ توڑ لگا کر علی بن داؤد کے ساتھیوں سے ساز باز کر لی جس سے ابن کنداج کامیاب ہو گیا حمدون اور علی بن داؤد نیشاپور کی جانب بھاگ گئے اسحاق بن عمر نے نصیبین میں جا کر دم لیا۔

اسحاق بن عمر:......چونکہ ابن کنداج اس کے تعاقب میں تھا اس لئے نصیبین سے نکل کر آمد پہنچ گیا وہاں عیسیٰ ابن شیخ شیبانی (آمد کا گورنر) بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا عزت واحترام سے ٹھہرایا اور دوچار دن کے بعد جب اس کے ہوش وحواس درست ہوئے تو امداد کی درخواست کی چنانچہ آمد کے گورنر اور ابوالعز موسیٰ بن زرارہ اردن کا گورنر اعانت پر آمادہ اور تیار ہو گیا اس دوران دربار خلافت سے اسحاق بن کنداج کے نام موصل کی سند گورنری پہنچ گئی ابن کنداج نے موصل کا رخ کیا تو عیسیٰ بن شیخ اور موسیٰ بن زرارہ نے ایک لاکھ دینار نذر کئے اور یہ درخواست کی کہ اسحاق بن عمر وغیرہ کو ان کی حکومتوں پر بحال رہنے دیجئے مگر ابن کنداج نے اس کو منظور نہ کیا تب یہ سب اس سے جنگ کرنے پر تل گئے ابن کنداج نے یہ خبر پا کر مصلحتاً اس درخواست کو منظور کر لیا اور آپس میں مصالحت ہو گئی مگر یہ مصالحت عارضی تھی چنانچہ پھر ۲۶۷ھ میں ان لوگوں نے ابن کنداج سے جنگ لڑی اسحاق بن ایوب عیسیٰ بن شیخ اور ابوالعز بن حمدان بن حمدون وغیرہ نے ربیعہ، تغلب، بکر اور یمنی قبائل کی بہت بڑی جماعت ملا کر بڑے زور وشور سے مقابلہ کیا مگر ابن کنداج نے ان کو دوبارہ شکست دے دی اور تعاقب کرتا ہوا نصیبین اور نصیبین سے آمد تک چلا گیا۔ آمد میں ابن شیخ اور ابن کنداج کی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

موصل میں خوارج کی لڑائیاں:......مساور خارجی ۲۶۳ھ مقام بوارج ❷ میں خلیفہ کی فوجوں سے جنگ کے دوران مر گیا تھا اس کے

---

❶......ابن اثیر کی تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۵۳۸ پر کنداج کے بجائے کندجیق تحریر ہے۔

❷......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۲۸ پر ,,بوازیج,, کے بجائے ,,بوارج,, تحریر ہے۔

ساتھیوں نے محمد بن خرزاد کو جو کہ ان دنوں شہرزور میں تھا مساور کی جگہ اپنا امیر بنانا چاہا مگر اس نے منظور نہ کیا تب ان لوگوں نے ایوب بن حیان جو''غلام'' مشہور تھا کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس پر محمد بن خرزاد نے ان لوگوں کے پاس کہلوایا کہ تم لوگوں نے جلد بازی کی ہے، بہتر ہے کہ ایوب بن حیان کی بیعت توڑ کر اس سے منحرف ہو جاؤ کیونکہ مساور نے مجھ سے کچھ وعدے کر رکھے ہیں ان لوگوں نے جواب دیا کہ ''اب یہ ناممکن ہے ہم لوگوں نے جس کی بیعت کر لی ہے اسی کے ساتھ رہیں گے اس سے بدعہدی ہرگز نہیں کریں گے محمد بن خرزاد اس جواب کو سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور ایک لشکر جرار لے کر چڑھ آیا مساور کے ساتھی بھی ایوب بن حیان کے ماتحت مقابلہ کرنے کے لئے میدان جنگ میں آ گئے لڑائی ہوئی تو جنگ کے دوران ایوب بن حیان مارا گیا تب ان لوگوں کے ہارون بن عبداللہ بجلی کے ہاتھ پر بیعت کر لی لوگوں کا رجوع بہت زیادہ ہوا اور تھوڑے ہی دنوں میں اس کے متبعین کی تعداد بڑھ گئی محمد بن خرزاد اس وقت اس سے جنگ کرنا نامناسب تصور کر کے شہرزور واپس آ گیا اور ہارون نے موصل کے علاقوں پر قبضہ کر لیا کچھ عرصے بعد محمد بن خرزاد نے پھر یلغار کی یہ شخص بہت بڑا عابد اور زاہد تھا زمین پر بیٹھتا تھا موٹے کپڑے اون کے پہنتا اور جنگ کے وقت گائے پر سوار ہوتا تا کہ بھاگنے کا وہم وخیال بھی پیدا نہ ہونے پائے۔ الغرض رفتہ رفتہ واسط پہنچا موصل کے امراء یہ خبر سن کر موصل سے باہر آ گئے محمد بن خرزاد بھی ان کی طرف بڑھا اور جب مقابلہ کی نوبت آئی تو ایک خونریز جنگ کے بعد ہارون شکست کھا کر بھاگا اس کے تقریباً دوسو ساتھی مارے گئے۔ ہارون نے بنوتغلب سے امداد مانگی تو بنوتغلب امداد پر آمادہ ہو گئے اس دوران حمدان بن حمدون بھی آ گیا ترتیب لشکر اور فراہمی اسلحہ کے خیال سے موصل کی جانب سب واپس ہو گئے محمد بن خرزاد فتحیابی کی خوشیاں منانے لگا اور لشکر اور لشکریوں کے حال سے بے خبر ہو گیا ہارون نے موقع پر کر محمد بن خرزاد کے ساتھیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا محمد بن خرزاد کے ساتھ اکراد کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی ہارون نے لشکر مرتب کر کے حملہ کر دیا محمد بن خرزاد اس معرکہ میں مارا گیا۔ اس کے بعد ہارون نے اکراد جلالیہ پر یلغار کر دی متبعین کی جماعت بہت بڑھ گئی اور پھر موصل کے قرب وجوار پر ہاتھ بڑھایا دجلہ پر مال کی آمد ورفت پر چنگی مقرر کر دی زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے پر عمال مقرر کر دیئے۔

ہارون اور بنوشیبان:.....ان واقعات کے بعد ۲۷۶ھ میں ہارون سے بنوشیبان جنگ کرنے آئے ہارون نے حمدان بن حمدون سے مدد طلب کی چنانچہ حمدان بذات خود ہارون کی کمک پر آیا اور نہر خازن پر بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر ہارون کا گنتی کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اس کی شکست سے خود ہارون بھی شکست کھا کر بھاگ گیا اور حدیثہ میں پہنچ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ قیام کر دیا۔

رافع بن ہرثمہ کے حالات:.....جس وقت ۲۶۸ھ میں خجستانی مارا گیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اس وقت اس کے ساتھیوں نے جمع ہو کر رافع بن ہرثمہ کے ہاتھ بیعت کر لی جو کہ محمد بن طاہر کا ایک کمانڈر تھا اور پھر جب یعقوب صفار نے نیشاپور پر قبضہ کر کے بنوطاہر کو حکومت کی کرسی سے اتارا تو چونکہ رافع بن ہرثمہ ایک چلتا پرزہ تھا اس لئے یعقوب صفار سے مراسم پیدا کر کے اس کا مصاحب بن گیا کچھ عرصے بعد یعقوب بحستان کی طرف لوٹا تو رافع بھی اس کے ساتھ بحستان آ گیا مگر یہاں پہنچ کر اس کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اپنی قیام گاہ تامین میں جو کہ باذغیس کے مضافات میں تھی قیام پذیر ہو گیا حتیٰ کہ خجستانی نے رافع کو بلوا کر اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا پھر جب خجستانی مارا گیا تو مقام ہرات میں لشکریوں نے متفق ہو کر اس کو اپنا امیر بنا لیا رافع نے حکومت کی کرسی پر بیٹھتے ہی نیشاپور پر چڑھائی کر دی ابوطلحہ بن سرکب ان دنوں جرجان سے نیشاپور آ گیا تھا چنانچہ رافع نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا رسد اور غلہ کی آمد قطعاً بند کر دی لہٰذا ابوطلحہ نے مجبور ہو کر نیشاپور کو چھوڑ کر مرو کا راستہ اختیار کیا اور رافع نے نیشاپور میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا (یہ واقعہ ۲۶۹ھ کا ہے)۔

مرو میں اتار چڑھاؤ:.....ابوطلحہ نے مرو میں پہنچ کر محمد بن مہتدی کو ہرات کی حکومت پر متعین کیا چنانچہ مرو اور ہرات میں محمد بن طاہر کا نام خطبہ میں پڑھایا گیا اس کے بعد عمرو بن لیث صفار نے یہ خبر سن کر فوج کشی کر دی اس معرکہ میں محمد بن مہتدی کو شکست ہو گئی اور جتنے ممالک اس کے قبضہ میں تھے ان سب پر عمرو بن لیث کا قبضہ ہو گیا محمد بن سہل بن ہاشم کو اس کی طرف سے مرو کا گورنر مقرر کیا گیا ابوطلحہ اس خوف سے کہ یہ ساری بلا میرے سر نہ آ جائے مرو سے نکل کر بیکند چلا گیا اور اسماعیل ابن احمد سامانی سے مدد مانگی اسماعیل نے ایک لشکر جرار سے ابوطلحہ کی مدد کی چنانچہ ابوطلحہ نے مرو پہنچ کر محمد بن سہل (عمرو بن لیث کے عامل) کو نکال دیا اور دوبارہ محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھا یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۷۱ھ کا ہے۔

رافع کی ہرات روانگی: ......اسی اے۲ھ میں موفق نے خراسان کے صوبوں کا گورنر محمد بن طاہر کو بنادیا یہ اس وقت بغداد ہی میں تھا سند گورنر ملنے کے بعد خراسان روانہ ہوا بلحاظ ضرورت خراسان میں اپنی طرف رافع بن ہرثمہ کو بطور نائب مقرر کیا اور ماوراء النہر کی حکومت پر نصر بن احمد کو بحال وقائم رکھا دربار خلافت سے اس انتظام پر ناراضگی اور عمرو بن لیث کی معزولی کا فرمان صادر ہو گیا چنانچہ رافع خراسان سے ہرات کی جانب روانہ ہو گیا ان دنوں ہرات میں محمد بن مہتدی (ابوطلحہ کا نائب) حکومت کر رہا تھا یوسف بن معبد نامی ایک شخص نے حملہ کر کے محمد بن مہتدی کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے ہرات میں ایک ہنگامہ برپا ہو رہا تھا۔ یوسف یہ خبر سن کر کہ رافع آ گیا ہے رافع کے پاس آ گیا اور امن کی درخواست کی رافع نے اس کو امن دے کر غلطی معاف کی اور اپنی جانب سے ہرات پر مہتدی ❶ بن محسن کو مقرر کیا۔

ابوطلحہ پر چڑھائی: ......اس کے بعد رافع کو ابوطلحہ کی فکر دامنگیر ہوئی مگر فوج کی کمی کی وجہ سے ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دے سکتا تھا اسماعیل بن احمد کو لکھ بھیجا کہ ابوطلحہ کے مقابلے کے لئے میری مدد کر چنانچہ اسماعیل نے چار ہزار سواروں کی کمک بھیجی اور خود بھی مسلح ہو کر اس امدادی فوج کے ساتھ آیا اس پر بھی فوج کافی مہیا نہ ہوئی تو علی بن حسین مرورودی کو اس کے دستے کی فوج سمیت بلوالیا اور ایک عظیم الشان لشکر تیار کر کے ۲۷ھ میں ابوطلحہ پر حملہ کر دیا یہ ان دنوں مرو میں تھا ایک خونریز جنگ کے بعد ابوطلحہ شکست کھا کر بھاگا ہرات پہنچا ہرات کا عامل مہتدی بن محسن اپنے محسن رافع سے باغی ہو کر ابوطلحہ سے مل گیا دونوں متفق ہو گئے لشکر فراہم کیا اور تیاری کے بعد رافع سے جنگ کرنے روانہ ہوئے مگر رافع کی تجربہ کاری اور مردانگی نے دونوں کو پھر نیچا دکھایا ابوطلحہ تو عمرو بن لیث کے پاس بھاگ گیا مگر مہتدی بن محسن ۲۷ھ میں گرفتار ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد رافع نے مہتدی کو رہا کر دیا اور اسی سن میں ہرات سے خوارزم چلا آیا اور اہل خوارزم سے خراج وصول کر کے نیشاپور کی طرف چلا گیا۔

ابن طولون اور موفق: ......چونکہ چند وجوہات کی بناء پر موفق کو ابن طولون سے نفرت اور شکررنجی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے موفق نے ابن طولون کی معزولی کے خیال وارادے سے موسیٰ بن بغا کو ایک عظیم الشان لشکر کا کمانڈر بنا کر ۲۶۲ھ میں ابن طولون کی طرف روانہ کیا تھا دس مہینے تک یہ لشکر رقہ میں ٹھہرا رہا بالآخر لشکر کے آپس کے اختلافات ومخالفت کی وجہ سے موسیٰ بن بغا ناکام ہو کر واپس آ گیا۔

موفق اور معتمد: ......خلیفہ معتمد نام کا خلیفہ تھا گورنروں کا ردوبدل، ملک کا نظم ونسق، لشکر کے سرداروں کی تقرری اور تنزلی حکومت وسلطنت کی باگ ڈور موفق (خلیفہ معتمد کے بھائی) کے قبضہ میں تھی وجہ یہ تھی کہ موفق میں کفایت شعاری، معاملہ فہمی دوراندیشی اور دانائی کا مادہ قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور خلیفہ معتمد کو موفق کا امور حکومت میں حد سے زیادہ حصہ لینا ناگوار گذرتا تھا خلیفہ طور پر احمد بن طولون کو اس کی شکایت لکھ بھیجی احمد بن طولون نے مشورہ دیا کہ آپ میرے پاس مصر چلے آیئے میں آپ کی اعانت اور مدد کروں گا خلیفہ معتمد اس بات پر تیار ہو گیا ابن طولون نے خلیفہ کے استقبال کے لئے ایک لشکر رقہ بھیج دیا موفق ان دنوں زنگیوں سے جدال وقتال میں مصروف تھا خلیفہ معتمد دربار خلافت سے اس کی غیر حاضری کو غنیمت سمجھ کر شکار کے بہانہ سے اپنے چند سپہ سالاروں کے ساتھ ۲۶۹ھ میں دارالخلافت سے مصر روانہ ہو گیا موصل کے قریب پہنچا۔ ان دنوں موصل اور جزیرہ کی حکومت پر اسحاق ابن کنداج تھا موفق کے وزیر صاعد بن مخلد نے موفق کی طرف سے خلیفہ کی روانگی کے وقت لکھ بھیجا تھا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ معتمد کو راستے سے ہی دارالخلافت کی طرف واپس بھیج دو۔ اور اس کے ساتھی سرداروں کو گرفتار کر لو۔

ابن کنداج کی حاضری: ......لہٰذا جب خلیفہ معتمد نے سرزمین موصل میں قدم رکھا ابن کنداج نے حاضر ہو کر دست بوسی کی اور اس کے ساتھ ساتھ چند منزل تک گیا یہاں تک کہ ابن طولون کی گورنری کی حدود تک پہنچ گئے ایک روز خلیفہ معتمد کی خدمت میں حاضر ہو کر سرداروں سے جو خلیفہ کے قافلے میں تھے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیوں حضرت آپ کو ابن طولون کے پاس جاتے ہوئے شرم نہیں آتی اس کو کوئی فضیلت آپ پر نہیں ہے وہ آپ جیسا ایک شخص ہے کیا آپ اس کو پسند کریں گے کہ اس کے ماتحت ہو کر رہیں" سرداروں نے کوئی جواب تو دیا مگر ابن کنداج نے اس کے رد کر دیا چنانچہ بحث ومباحثہ ہونے لگا تو ابن کنداج بولا "امیر المؤمنین کے سامنے ان لغویات پر بحث کرنا بے ادبی ہے آپ لوگ میرے خیمہ میں چلیں

❶ ......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۴ صفحہ ۳۲۸ پر مہتدی بن محسن کے بجائے مہدی بن محسن تحریر ہے۔

اور خوب جی کھول کر بحث کریں آگے مجھے آپ قائل کر دیں گے تو میں آپ کے ساتھ مل جاؤں گا سرداروں نے اس کو منظور کر لیا۔

معتمد کی زبردستی واپسی:...... چنانچہ معتمد کی خدمت سے اٹھ کر ابن کنداج کے خیمہ میں آ گئے اور اندر آنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لئے گئے ابن کنداج ان لوگوں کی حفاظت کا انتظام کر کے خلیفہ معتمد کی خدمت میں آیا اور دارالخلافت چھوڑ کر آئے ہونہار لائق بھائی (موفق) سے ناراض ہونے اور اس حال میں اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر نصیحت کی جب کہ وہ خلافت وخاندان حکومت کے دشمنوں سے جنگ میں مصروف ہے خلیفہ معتمد نے اس کو کوئی جواب نہ دیا ابن کنداج نے اس کو معہ ان لوگوں سمیت جو اس کے ساتھ تھے زبردستی امرا کی طرف واپس بھیج دیا انہی وجوہات سے جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے ابن طولون نے موفق کے نام کو خطبہ سے نکال دیا اور خطوط کے عنوان سے بھی ہٹا دیا اس گستاخی کی خبر موفق کے کان تک پہنچی تو سخت برہم ہوا مگر اس وجہ سے کہ زنگیوں سے جنگ میں مصروف تھا ابن طولون کی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوا رفتہ رفتہ خلیفہ معتمد تک اس کی خبر پہنچی تو ابن طولون کو دربار خلافت میں بلا کر بے حد لعنت ملامت کی اور دکھاوے کے لئے معزول کر کے اس کی جگہ اسحاق بن کنداج کو گورنر بنا دیا غرض باب شماسیہ سے افریقہ کے علاقے ابن کنداج کی گورنری میں داخل ہو گئے۔

لولوء موسیٰ ابن طولون:......لولوء (ابن طولون کا آزاد کردہ غلام) حمص، حلب، قنسرین اور جزیرہ کے دیار مضر کا ابن طولون کی طرف سے گورنر تھا۔ رقہ اس کا صدر مقام تھا اسی ۲۶۹ھ میں ابن طولون کی بدقسمتی اور موفق سے اختلافات ہو جانے کا واقعہ سن کر ابن طولون سے باغی ہو گیا رقہ سے نکل کر بالس پہنچا اور اسکو لوٹ لیا اور موفق سے خط وکتابت شروع کر کے حاضری کی اجازت طلب کی موفق نے اس کی خواہش کے مطابق جواب بھیجا چنانچہ لولوء بالس سے روانہ ہو کر قرقیسیا جا پہنچا ابن صفوان عقیلی اس شہر کا حاکم تھا اس نے رسد وغلہ دینے سے انکار کیا تو لولوء نے جنگ کے نقارے بجوا دیئے اور حملہ کر دیا ابن صفوان کو شکست ہوئی لولوء قرقیسیا پر قبضہ کر کے احمد بن مالک ابن طوق کے حوالے کر دیا اور خود ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا موفق کی خدمت میں جا پہنچا موفق اس وقت خبیث (زنگیوں کے سردار) سے لڑ رہا تھا بڑی عزت سے پیش آیا خلعت اور انعامات عطا فرمایا۔ اور زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا چنانچہ لولوء ان لڑائیوں میں ناموری اور کامیابی کا بہت بڑا حصہ حاصل کیا۔

ابن طولون کی مکہ میں پٹائی:......اس کے بعد ابن طولون نے اسی سن میں ایک لشکر مکہ معظمہ میں موسم حج کے انتظام کی غرض سے روانہ کیا حالانکہ وہ اس کا مستحق نہ تھا ان دنوں ہارون بن محمد مکہ کا گورنر تھا ابن طولون کے لشکر کے خوف سے مکہ معظمہ چھوڑ کر بھاگ گیا موفق نے جعفر کو ایک لشکر جرار دے کر مکہ معظمہ کی جانب روانہ کیا اس سے ہارون کے حوصلے بڑھ گئے چنانچہ بہادروں کے ساتھ ابن طولون کے لشکر کے مقابلہ پر آیا اور سخت معرکہ ہوا ابن طولون کے لشکر کو شکست ہوئی اس کے دو سو سپاہی مارے گئے سپہ سالاران لشکر کو ہزار ہزار دینار زرفدیہ لیکر رہا کیا گیا حرم شریف کی مسجد میں موفق کا فرمان پڑھا گیا جس میں ابن طولون پر لعنت کی گئی تھی اہل مصر صحیح سلامت اپنے شہر واپس آ گئے۔

لولوء کا زوال اسی وقت سے لولوء نہایت مستعدی اور جان نثاری سے موفق کی خدمت میں رہنے لگا یہاں تک کہ ۲۷۳ھ میں موفق نے کسی وجہ سے اس سے ناراض ہو کر گرفتار کر لیا اور چار لاکھ جرمانہ وصول کر کے رہا کیا اسی زمانہ سے اس کی بدنصیبی کی ابتدا ہوتی ہے تھوڑے ہی دنوں میں ایسا مفلوک اور نادار ہو گیا کہ ایک وقت کا کھانا بھی نہ ملتا تھا کچھ عرصے بعد ہارون بن خمارویہ کے آخری زمانہ میں تن تنہا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے مصر واپس آ گیا۔

ابن طولون کی وفات:......۲۷۰ھ میں بازمان خادم نے طوسوس میں علم بغاوت بلند کر دیا اور ابن طولون کے نائب کو گرفتار کر لیا احمد بن طولون اس وحشت ناک خبر کو سن کر تاب نہ لا سکا چنانچہ لشکر جمع کر کے بازمان کی سرکوبی کے ارادے سے طرسوس پر حملہ آور ہوا اور محاصرہ کر لیا بازمان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیئے مجبور ہو کر ابن طولون انطاکیہ کی طرف واپس آ گیا انطاکیہ پہنچ کر بیمار ہو گیا اطباء نے بہت علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا حکومت مصر کے چھبیسویں سال انتقال کر گیا۔

ابن طولون کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا خمارویہ اس کی جگہ مقرر کیا گیا ابن طولون کے نائب نے جو دمشق میں رہتا تھا خمارویہ سے مخالفت کی

خمارویہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر بھیج دیا دماغ کی گرمی ختم ہوگئی پہلے کی طرح فرمانبردار ہوگیا۔

ابن کنداج اور ابن ابی الساج:......ان دنوں موصل اور جزیرہ کا گورنر اسحاق بن کنداج تھا انبار، رحبہ اور طریق فرات کی حکومت محمد ابن ابوالساجؒ کے ہاتھ میں تھی ان دونوں (ابن کنداج اور ابوالساج) نے شام کی جانب قدم بڑھانے کی اجازت مانگی اور کمک کی درخواست کی چنانچہ موفق نے اجازت دے دی اور اعانت وامداد کا وعدہ کیا چنانچہ ابن کنداج اور ابوالساج نے لشکر تیار کر کے شام کی طرف کوچ کر دیا آس پاس کے جتنے علاقے تھے سب پر قبضہ کرلیا ابن کنداج نے انطاکیہ، حلب اور حمص کو دبالیا نائب دمشق نے خمارویہ کو ان واقعات کی اطلاع دی تو خمارویہ نے متعدد فوجیں ملک شام کی حفاظت کے لئے روانہ کیں ابن کنداج نے موفق کی امداد کے خیال سے شیراز میں جا کر قیام کیا خمارویہ کے لشکر نے دمشق پہنچ کر ابن کنداج اور ابوالساج سے جنگ کرنے کے ارادے سے شیراز کا رخ کیا ابن کنداج نے ہلکی پھلکی شروع کردی اور موفق کی امدادی فوج کے انتظار میں جنگ کو طول دیتا گیا یہاں تک موسم سرما آ گیا۔

ابوالعباس کی آمد:......پھر سے ابوالعباس احمد بن موفق جو کہ متعضد باللہ کے لقب سے مشہور ہے بغداد سے ایک فوج لیکر پہنچ گیا شیراز کے محاصرین ایسے بے خبر تھے کہ ان کو اس کے آنے کی خبر تک نہ ہوئی اور اس نے غفلت حالت میں ان پر شبخون مارا خمارویہ کے لشکر کا اکثر حصہ کام آ گیا گنتی کے چند جو باقی رہے انہوں نے دمشق کا راستہ لیا، ابوالعباس نے ان لوگوں کو جلاوطن کر دیا اور کامیابی کے ساتھ ماہ شعبان ۲۷۱ھ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

رقہ پر کامیابی:......اس واقعہ کے بعد خمارویہ نے اپنے بقیہ لشکر کے ساتھ رملہ میں مقام کیا، ابن کنداج کے حوصلے اس نمایاں کامیابی سے بہت بڑھے ہوئے تھے چنانچہ ابوالعباس سے اجازت حاصل کر کے رقہ پر فوج کشی کردی رقہ، ثغور اور عواصم پر خمارویہ کی جانب سے ابن عباس تھا ابن عباس نے ابن کنداج کو کامیابی حاصل ہوئی۔

ابوالعباس معتضد نے دمشق کے انتظام سے فارغ ہو کر رملہ کا رخ کیا خمارویہ یہ خبر سنکر مصر سے رملہ کو بچانے پہنچ گیا دونوں لشکروں کا ایک چشمہ جس کا نام طواحین تھا مقابلہ ہو گیا۔

چونکہ ابوالعباس نے ابن کنداج اور ابن ابوالساج پر بزدلی کا الزام لگایا تھا کیونکہ انہوں نے امداد اور کمک کے انتظار میں خمارویہ سے جنگ کرنے میں گڑبڑ کی تھی اس لئے یہ دونوں اس معرکہ میں شریک نہیں ہوئے۔

خمارویہ کی چالاکی:......اگرچہ خمارویہ کے دستے میں بہت زیادہ فوج تھی لیکن ابوالعباس نے نہایت ہوشیاری اور بہادری سے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور لڑائی شروع ہوگئی خمارویہ اس مصلحت سے کہ اس نے لڑائی چھیڑنے سے پہلے چند دستہ فوج کو ایک کونے میں چھپا رکھا تھا قصداً پسپا ہو گیا ابوالعباس جوش میں بڑھتا گیا یہاں تک کہ اس نے خمارویہ کے خیمہ پر قبضہ کرلیا جس وقت اس کے ساتھی لوٹنے میں مصروف ہوئے خمارویہ کی فوج نے میدان جنگ کے اس گوشے سے نکل کر حملہ کر دیا، ابوالعباس اس اچانک حملے سے گھبرا گیا اور شکست کھا کر دمشق کی طرف بھاگ نکلا، مگر اہل دمشق نے دروازہ نہ کھولا لہٰذا مجبوری میں طوطوس کی طرف چل دیا۔

شام پر خمارویہ کا قبضہ:......ادھر دونوں فوجیں بغیر امیر کے لڑنے لگیں، خمارویہ کے لشکر نے متفق ہو کر اس کے بھائی معبد کو اس کی جگہ امیر بنالیا، پھر لشکر قتل وغارت کرتا ہوا شام کی جانب بڑھا اور شام کے تمام علاقوں پر قبضہ کرلیا کیونکہ مزاحمت کرنے والا کوئی نہ تھا، پھر موفق اور اس کے بیٹے کا نام خطبے سے نکال دیا گیا خمارویہ اس واضح کامیابی کی خبر سن کر بے انتہا خوش ہوا اور اس خوشی میں قیدیوں کو رہا کر دیا۔

اہل طرطوس کی بغاوت:......چند دنوں کے بعد اہل طرطوس کے دماغ میں بھی بغاوت کی گرمی چڑھ گئی انھوں نے جمع ہو کر ابوالعباس کو نکال دیا، ابوالعباس پریشان حال بغداد کی جانب روانہ ہو گیا اس کے بعد اہل طرطوس نے مازیار کو تخت حکومت پر بٹھایا جب اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا تو اس نے خمارویہ سے خوب مال لے کر اس کا نام خطبہ میں شامل کر دیا اور اس کے حق میں دعا بھی کی، کہا جاتا ہے کہ خمارویہ نے مازیار کو تیس ہزار

دینار، قیمتی قیمتی کپڑوں کے پانچ سوتھان، پانچ سو گھوڑے اور بے شمار اسلحہ بھیجا تھا اس کے بعد جب مازیار نے خمارویہ کا نام خطبے میں پڑھا تو پچاس ہزار دینار مزید بھیج دیئے۔

گورنر طبرستان کی وفات:..... ماہ رجب ۲۷۰ھ میں حسن بن زید علوی والی طبرستان کی وفات ہوگئی، بیس برس اس کی حکومت رہی اس کے بعد اس کا بھائی (محمد بن زید) طبرستان کا حکمران بنا۔

ان دنوں خلافت عباسیہ کا علم قزوین میں اذکوتکین ❶ کے ہاتھ میں تھا چار ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ مقام رے پر چڑھائی کردی ❷ محمد بن زید بھی یہ خبر سن کر دیلم اور خراسانیوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر مقابلہ پر آیا خوب گھمسان کی لڑائیاں ہوئی بالآخر محمد بن زید کو شکست ہوگئی اور اس نے بھاگ کر جرجان پہنچ کر دم لیا، اس کے لشکر کے چھ ہزار سپاہی مارے گئے اور دو ہزار گرفتار کر لئے گئے بیشمار مال واسباب ہاتھ آیا، اذکوتکین نے مقام رے میں داخل ہو کر خلافت عباسیہ کا جھنڈا گاڑ دیا، اہل رے سے ایک لاکھ دینار تاوان جنگ وصول کئے اور اپنے عمال کو صوبہ رے کے شہروں پر مقرر کر دیا۔

عمرو بن لیث کی معزولی:..... اس واقعہ کے بعد عمرو بن لیث کو دربار خلافت سے معزولی کا فرمان پہنچا اور حکومت خراسان محمد بن طاہر کے سپرد کر دی گئی اس نے اپنا نائب رافع بن ہرثمہ کو مقرر کیا۔

۲۷۵ھ میں رافع بن ہرثمہ نے جرجان پر فوج کشی کی محمد بن زید یہ اطلاع پا کر رات ہی کو استرآباد بھاگ گیا رافع نے استرآباد پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور دو برس تک محاصرہ کئے رہا، محمد بن زید طویل حصار سے تنگ ہو کر رات کے وقت لباس تبدیل کر کے ساریہ کی جانب چلا گیا، رافع نے اس کا تعاقب کیا چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار محمد بن زید نے تنگ ہو کر ساریہ اور طبرستان کو چھوڑ دیا، یہ واقعہ ۲۷۷ھ کا ہے۔

محمد بن زید کے ساتھی:..... اسی زمانہ میں محمد بن زید کے ساتھی رستم بن قارن نے طبرستان میں رافع کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کی درخواست کی چنانچہ امان دیدی گئی اس کے بعد محمد بن ہارون کو سالوس کی طرف اپنا نائب مقرر کر کے روانہ کیا علی بن کافی حاکم سالوس نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی محمد بن زید کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ ایک لشکر مرتب کر کے سالوس پہنچا اور محمد اور علی کا محاصرہ کر لیا اور چاروں طرف ناکہ بندی کر لی جس سے خبر رسانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ایک مدت تک رافع کو ان دونوں کی کوئی خبر نہ ملی کچھ عرصہ کے بعد ایک جاسوس سے یہ معلوم ہوا کہ محمد اور علی مقام سالوس میں محصور ہیں اور محمد بن زید نے ان کا محاصرہ کیا ہوا ہے رافع نے اسی وقت روانگی کا حکم دیدیا محمد بن زید یہ سن کر کہ رافع آرہا ہے سرزمین ویل کی جانب بھاگ گیا، اس کے بعد ہی رافع نے سرزمین دیلم میں داخل ہو کر قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا اور حدود قزوین تک پہنچ گیا پھر وہاں سے مقام رے کی طرف لوٹا اور وہیں مقیم رہا حتی کہ خلیفہ معتمد کی ۲۹۹ھ میں وفات ہوگئی۔

ابن کنداج وابن ابی الساج کی مخالفت:..... (۲۷۳ھ میں) ابن ابی الساج قنسرین، فرات اور رحبہ کا گورنر تھا اس کی اسحاق بن کنداج سے جو جزیرہ کا حاکم تھا سوء مزاجی پیدا ہوگئی رفتہ رفتہ منازعت کی نوبت پہنچ گئی، ابن ابی الساج نے خمارویہ ابن طولون گورنر مصر سے خط وکتابت کر کے اطاعت قبول کر لی اور قنسرین میں اس کے نام کا خطبہ پڑھ دیا مزید اطمینان کے لئے اپنے بیٹے دیوداد کو بطور ضمانت خمارویہ کے پاس بھیج دیا خمارویہ نے اس کے صلہ میں بہت سا مال واسباب ابن ابی الساج کے لئے روانہ کیا اور شام کی جانب کوچ کر دیا ابن ابی الساج نے مقام بالس میں اس سے ملاقات کی اور صلاح مشورہ کر کے فرات کو رقہ کی جانب سے عبور کیا چنانچہ اسحاق مقابلہ کے لئے آیا اور لڑائی شروع ہوگئی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسحاق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور ابن ابی الساج نے اس کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا اس کے بعد خمارویہ فرات کو عبور کر کے رقہ پہنچا اسحاق نے یہ سن کر قلعہ ماروین کو جا کر گھیر لیا مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد ابن ابی الساج کو بعض قبائل عرب کو زیر کرنے کے لئے سنجار جانے کی ضرورت پیش آگئی چاروناچار قلعہ ماروین سے محاصرہ اٹھا لیا اس سے اسحاق کو موقع مل گیا اس نے ماردین سے نکل کر موصل کا راستہ لیا خوش قسمتی سے ابن ابی الساج کو

❶..... یہ نام ابن اثیر کی تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۵۴۳ کے مطابق تحریر کیا گیا ہے جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۱ پر اتکوتکین تحریر ہے۔

❷..... یہ واقعہ ۲۷۲ھ کا ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۶۸) مطبوعہ مصر (مترجم)

خبر مل گئی چنانچہ اس نے مقام برقیعد میں چھیڑ چھاڑ کی اور ہلکی سی لڑائی ہوئی جس میں اسحاق شکست کھا کر پھر ماردین واپس آ گیا اور ابن ابی الساج نے جزیرہ اور موصل کے صوبوں پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا پھر دونوں مقامات پر خمارویہ اور اس کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔

فتح نامی غلام:......ابن ابی الساج نے موصل پر متصرف وقابض ہونے کے بعد اپنے غلام فتح کو موصل کے مضافات میں خراج وصول کرنے بھیجا، مرج میں پہنچ کر فتح نے خراج وصول کرنا شروع کر دیا اسی کے قریب یعقوبیہ کی فوج ڈیرہ ڈالے ہوئی تھی اسے فتح نے کہلوایا کہ تم لوگ ناحق جمع ہو رہے ہو مجھے تم لوگوں سے کوئی سروکار نہیں ہے میں تو تھوڑے ہی دنوں کے لئے آیا ہوں دو چار دن قیام کر کے چلا جاؤں گا، یعقوبیہ یہ سن کر منتشر ہو گئے اس کے بعد فتح نے ایک دن حالت غفلت میں یعقوبیہ پر رات کے وقت حملہ کر دیا چنانچہ یعقوبیہ کو شکست ہوگئی شکست یافتہ گروہ نے بھاگ کر ان لوگوں کے پاس دم لیا جو آس پاس کے علاقوں میں منتشر ہو گئے تھے۔

پھر ان سب نے جمع ہو کر فتح کے لشکر پر اچانک حملہ کر دیا فتح کے ساتھیوں میں سے آٹھ سو آدمی مارے گئے اور ایک سو ادھر ادھر بھاگ گئے تقریباً سو آدمیوں سمیت فتح جان بچا کر بھاگ گیا۔

ابن ابی الساج اور خمارویہ:......ان واقعات کے بعد ابن ابی الساج خمارویہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا خمارویہ اس کی اطلاع پا کر مصر سے ایک عظیم الشان فوج لیکر شام پر چڑھ آیا❶ ابن ابی الساج بھی اس کے مقابلہ پر تل گیا چنانچہ دونوں فریق گتھ گئے پہلے تو خمارویہ کے میمنہ کو شکست ہوئی مگر خمارویہ نے سنبھل کر پھر ایسا حملہ کیا کہ ابن ابی الساج کے قدم میدان جنگ سے ڈگمگا گئے پھر خمارویہ نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر حمص کی جانب قدم بڑھایا حمص میں ابن ابی الساج بہت مال واسباب اور سامان جنگ چھوڑ گیا تھا جس پر خمارویہ کے لشکر نے قبضہ کر لیا اور جب ابن ابی الساج حمص کی قریب پہنچا تو خمارویہ کے لشکر نے حمص میں داخل ہونے سے تعرض کیا چنانچہ مجبور ہو کر حلب کا رخ کر لیا جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ خمارویہ اس کے پیچھے ہے تو حلب سے نکل کر رقہ کا راستہ لیا اور دریائے فرات عبور کر کے موصل پہنچ گیا اس کے بعد ہی خمارویہ بھی موصل کے قریب پہنچ گیا چنانچہ ابن ابی الساج نے موصل چھوڑ دیا اور حدیثہ چلا آیا۔

اسحاق، خمارویہ کے ساتھ:......اسحٰق نے ابن ابی الساج سے شکست کھانے کے بعد خمارویہ سے ساز باز کر لی تھی اور ماروین سے نکل کر خمارویہ کے لشکر میں آ گیا تھا خمارویہ نے موصل پہنچ کر اسحاق کو ایک عظیم الشان لشکر دیکر ابن ابی الساج کے تعاقب میں روانہ کیا اور اس لشکر میں بڑے بڑے تجربہ کار اور جنگ آزمودہ سپہ سالار بھی اسحاق کی ماتحتی میں روانہ کئے گئے تھے ابن ابی الساج کو جاسوسوں نے اطلاع کر دی چنانچہ حدیثہ سے نکل کر دجلہ عبور کر کے تکریت کی طرف روانہ ہوا اور اسحاق کنارہ دجلہ پہنچ کر عبور کرنے کی غرض سے کشتیوں کی فراہمی میں مصروف ہو گیا ابھی کشتیاں صحیح طریقے سے فراہم نہیں ہوئی تھیں کہ ابن ابی الساج نے رات کے وقت تکریت سے کوچ کر دیا اور پوری رات سفر کیا کرتا تھا اور دن کو کسی مقام پر چھپ جاتا تھا غرض اسی طرح سفر وقیام کرتا ہوا چوتھے دن موصل کے قریب پہنچ گیا اسحاق کو اس کی خبر مل گئی تو موصل کی جانب لوٹ پڑا۔

ابن ابی الساج اور اسحاق کی جنگ:......ابن ابی الساج کے قافلے میں دو ہزار فوج تھی اور اسحاق کے ساتھ بیس ہزار جنگجو تھے موصل کے باہر قصر حرب میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا باوجود اس سے کہ اسحاق کی فوج زیادہ تھی مگر پھر بھی ابن ابی الساج کے مقابلہ میں ٹھہر نہ سکی خود اسحاق بھی بدحواسی کے ساتھ بھاگ گیا، ابن ابی الساج نے رقہ پہنچ کر موفق کی خدمت میں ایک خط بھیجا اور اس بات کی درخواست کی کہ حکم ہو تو فرات عبور کر کے بلاد شام میں خمارویہ کی گوشمالی کے لئے فوجیں بھیج دو چنانچہ موفق نے اجازت دیدی اور امدادی فوج کے پہنچنے تک قیام کرنے کا حکم دیا۔

اسحاق سے دوسری جنگ:......اسحاق نے ابن ابی الساج سے شکست کھانے کے بعد خمارویہ کے پاس جا کر دم لیا اور اس سے ایک تازہ دم فوج لیکر ابن ابی الساج کی طرف بڑھا اور دریائے فرات پہنچ کر ٹھہر گیا ایک کنارہ پر ابن ابی الساج کی فوج پڑی ہوئی تھی اور اس کے سامنے دوسرے کنارے پر اسحاق نے پہنچ کر اپنا ڈیرہ جمایا، ایک مدت تک دونوں فوجیں کسی لڑائی کے بغیر مقابلہ پر پڑی رہیں ایک روز رات کے وقت اسحاق نے

---

❶ ......یہ واقعہ ۲۷۵ھ کے آخر کا ہے اور لڑائی محرم ۲۷۶ھ میں دمشق کے قریب مقام ,,مثنیۃ العقاب،، میں ہوئی۔ (کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۷۲)

اپنی فوج کے ایک حصے کوفرات عبور کر کے ابن ابی الساج کے لشکر پر شبخون مارنے کا حکم دیا ابن ابی الساج کے لشکر کو اس اچانک حملہ کی خبر نہ تھی اس لئے اس کو شکست اٹھانی پڑی اور وہ بھاگ کر ابن ابی الساج کے پاس رقہ پہنچ گیا۔

ادھر اس واقعہ کے بعد ابن ابی الساج نے ربیع الاول ۲۷۶ھ میں رقہ سے بغداد کی جانب کوچ کیا وہاں موفق نے بڑی عزت واحترام سے ٹھہرایا خلعت دی صلے عنایت کئے اور ادھر اسحاق نے میدان خالی دیکھ کر ربیعہ اور مضر کے علاقوں بلکہ ساری سرزمین جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔

ابن ابی الساج گورنر آذربائیجان:...... کچھ عرصے بعد اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو عزت افزائی کے لئے آذربائیجان کا گورنر بنادیا چنانچہ ابن ابی الساج گورنر بننے کے بعد آذربائیجان روانہ ہوا جس وقت مراغہ کے قریب پہنچا عبداللہ بن حسین ہمدانی حاکم مراغہ نے اپنے صوبہ سے راستہ نہیں دیا بلکہ مزاحمت کی پہلے تو ابن ابی الساج نے اسے بہت سمجھایا مگر جب وہ نہ سمجھا تو اس پر حملہ کر دیا اور وہ پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر مراغہ میں چھپ گیا ابن ابی الساج نے مراغہ کا محاصرہ کر لیا، ایک بڑی جنگ اور طویل محاصرہ کے بعد ۲۷۸ھ میں مراغہ پر قابض ہو کر عبداللہ بن حسین کو قتل کر دیا اور اپنے صوبے آذربائیجان پر بے فکری اور بیدار مغزی سے حکومت کرنے لگا۔

عمرو بن لیث:...... موفق نے یعقوب بن لیث کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث کو خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ اور کرمان کا گورنر اور پولیس بغداد کا افسر بنا دیا تھا جیسا کہ اس واقعہ کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، عمرو بن لیث کی طرف سے فارس کا حاکم محمد بن لیث تھا اس نے ۲۶۸ھ میں اپنے امیر (عمرو بن لیث کی مخالفت پر کمر باندھی اور اس سے منحرف ہو گیا عمرو بن لیث نے یہ اطلاع پا کر محمد بن لیث پر اس کی سرکوبی کے لئے فوج کشی کی مقام اصطخر میں صف آرائی ہوئی اور نمک حرام حاکم کو شکست ہوئی اور وہ بڑی جدوجہد کے ساتھ جان بچا کر بھاگا عمرو بن لیث نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اصطخر کو بھی زیروزبر کر دیا اور ایک دستہ فوج کو محمد کے تعاقب اور گرفتاری پر مامور کر دیا دو چار دن کے بعد گرفتار ہو گیا اور عمرو بن لیث نے اسے کرمان کی جیل میں قید کر دیا

خراج کی وصولی:...... اسی زمانۂ جنگ میں عمر بن لیث نے احمد بن الاصبغ کو احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف کے پاس اصفہان میں خراج وصول کرنے روانہ کیا احمد بن عبدالعزیز نے جو کچھ بیت المال میں تھا سب کا سب احمد بن ابی الاصبغ کی معرفت عمرو بن لیث کے پاس بھیج دیا عمرو بن لیث نے اس میں سے تین لاکھ دینار، پچاس من ❶ مشک، اتنی ہی عنبر، دو سو من عود تین سو تھان زربفت کے سونے کے برتن، نقرئی، گھوڑے اور خوبصورت خوبصورت غلام اور لونڈیاں جن کی قیمت اندازاً دو لاکھ دینار تھی دربار خلافت میں روانہ کر دیئے رام ہرمز کے حاکم محمد بن عبید کردی کے خلاف یلغار کرنے کی درخواست کی خلیفہ نے اجازت دیدی، عمرو بن لیث نے حکم پاتے ہی ایک کمانڈر کو ایک فوج جرار کے ساتھ رامہرمز کی جانب روانہ کر دیا چنانچہ محمد بن عبید کردی گرفتار ہو کر عمرو بن لیث کے سامنے پیش ہو گیا اور عمر بن لیث نے اسے قید کر دیا۔

عمرو بن لیث کی معزولی:...... اس واقعہ کے بعد ۲۷۱ھ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو معزول کر دیا اور پھر زائرین خراسان مکہ معظمہ کے سفر سے واپس آئے تو ان کو اس کی معزولی اور محمد بن طاہر کی تقرری سے آگاہ کر دیا گیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ منبروں پر عمرو بن لیث پر لعنت کیجائے اور صاعد بن مخلد کو فارس کی طرف عمرو کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جائے، صاعد نے سامان سفر و جنگ درست کر کے فارس کی جانب کوچ کر دیا محمد بن طاہر نے خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو اپنا نائب مقرر کر دیا۔

احمد بن عبدالعزیز کی عمرو سے جنگ:...... ابھی صاعد فارس تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ دربار خلافت سے ایک شاہی فرمان احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف حاکم اصفہان کے نام عمرو بن لیث سے جنگ کرنے کا صادر ہو گیا احمد بن عبدالعزیز نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی چنانچہ صبح سے ظہر کے وقت تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی، عمرو بن لیث کے ساتھ پندرہ ہزار فوج تھی اور شاہی لشکر کی تعداد بیس ہزار بیان کی

❶ ...... من میں اختلاف ہے ہر زمانہ میں من کا وزن مختلف رہا ہے من طبی ۲۱ تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے، من عالمگیری چالیس سیر کا، من تبریزی دو سو تولہ کا جو بحساب وزن رائج الوقت تین سیر کے برابر ہوتا ہے، اور ایک من اور ہوتا ہے جا چالیس تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے، جس وقت من بلا قید عالمگیری یا تبریزی کے لکھا جائیگا تو اس سے اغلب یہی من مراد لیا جائیگا۔ (مترجم)

جاتی ہے عصر کے قریب عمرو بن لیث کو شکست ہوگئی درہمی (عمرو بن لیث کا سپہ سالار) زخمی ہوگیا سو بڑے سردار مارے گئے تین ہزار گرفتار کئے گئے باقی سپاہیوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور امن کی درخواست کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا اور بے شمار مال و اسباب ہاتھ آیا۔

موفق بمقابلہ عمرو :......پھر ۲۷۴ھ میں موفق نے عمرو بن لیث کی گوشمالی اور سرکوبی کے لئے فارس پر فوج کشی کی عمرو بن لیث نے یہ سن کر اپنے بیٹے محمد کو ارجان کی جانب روانہ کیا اور اس کے مقدمۃ الجیش پر ابوطلحہ بن شرکب تھا اور عباس بن اسحاق کو سیراف کی طرف بڑھنے کا حکم دیا محمد اور عباس کے ساتھ بڑی بڑی فوجیں تھیں اور تجربہ کار سپہ سالاران کی ماتحتی میں تھے جس وقت ابوطلحہ موفق کے مقابلہ پر پہنچا تو کچھ ایسا مرعوب ہوا کہ موفق کے قدموں پر جا کر گر پڑا اور امن کی استدعا کر دی جو کہ فوراً منظور کر لی گئی اس سے عمرو بن لیث کا بازو ٹوٹ گیا چنانچہ وہ ہمت ہار کر کرمان کی جانب لوٹ آیا اس کے مو افق کو ابوطلحہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہوگئی تو اسے شیراز کی قریب پہنچ کر گرفتار کر لیا اور اس کے مال و اسباب کو ضبط کر کے اپنے بیٹے ابو العباس معتضد کو دے دیا اور عمرو بن لیث کی تلاش میں کرمان کا ارادہ کیا عمر بن لیث یہ اطلاع پا کر کرمان سے نکل کر سجستان چلا آیا اور راستے میں اس کا لڑکا محمد مر گیا، اتفاقات کچھ ایسے پیش آتے گئے کہ موفق بھی اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس آ گیا، اسی زمانہ میں رافع بن ہرثمہ نے خراسان کا رخ کیا اور محمد بن زید کو طبرستان میں دبا لیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں، طبرستان ہی میں علی بن لیث اپنے دونوں بیٹوں لیث اور معدل سمیت رافع کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے بھائی عمرو بن لیث نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا۔

اتکوتکین اور موفق :......۲۷۶ھ میں اتکوتکین کے سیکرٹری (ماذرائی) نے موفق ❶ کی خدمت میں ایک خفیہ تحریر اس مضمون کی بھیجی کہ اتکوتکین کے پاس بہت سا مال و اسباب ہے آپ تشریف لائیں اور سب پر قبضہ کر لیجئے موفق نے یہ اطلاع پاتے ہی بلاد جبل کا رخ کر لیا اور وہاں پہنچ کر شکست کا مطلع صاف نظر آیا چنانچہ مایوس ہو کر کرخ آیا اور کرخ سے اصفہان کی طرف احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا احمد بن عبدالعزیز نے یہ سن کر اپنے مکان کو تمام اسباب و سامان سمیت موفق کے قیام کی خاطر چھوڑ دیا اور اہل و اعیال اور لشکر کو دوسرے مقام پر روانہ کر دیا اس کے بعد موفق بغداد واپس آ گیا۔ ❷

معتضد کی گرفتاری :......موقف نے اصفہان واپسی کے بعد واسط میں چند دن قیام کیا پھر واسط سے واپس بغداد آ گیا اور خلیفہ معتمد علی اللہ کو مدائن میں چھوڑتا آیا بغداد پہنچ کر اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد کو بعض علاقوں کی طرف جانے کا حکم دیا مگر معتضد نے انکار کر دیا اس پر موفق نے اسے قید کر دیا اور چند کمانڈروں کو اس کی نگرانی اور حفاظت پر مقرر کر دیا اس سے اہل بغداد کو اشتعال پیدا ہوگیا موفق کو اس کی خبر مل گئی تو سوار ہو کر میدان کی طرف آیا سپہ سالاران لشکر اور عوام الناس اس کی صورت دیکھ کر دم بخود رہ گئے موفق نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم لوگوں کی کیا حالت ہے؟ کیا تم لوگ مجھ سے زیادہ میرے بیٹے پر مہربان ہو؟ میں نے مصلحتاً اپنے بیٹے کو اس کی آنکھیں کھولنے کے لئے قید کیا ہے تم لوگوں کا اس معاملہ میں دخل دینا فضول ہے، اہل بغداد یہ سن کر واپس آ گئے، یہ واقعہ ۲۷۶ھ کا ہے۔

موفق کی شدید علالت :......جن دنوں موفق بلاد جبل میں تھا انہی دنوں میں وجع نقرس کی بیماری ان کو لاحق ہوگئی تھی واپس آتے ہوئے ایسا ترقی پذیر ہوگیا تھا کہ گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتا تھا میانہ (پالکی) پر سوار ہوتا تھا ماہ صفر ۲۷۸ھ میں اپنی محل سرا میں پہنچا اور اپنے سیکریٹری ابوالصقر ابن بلبل کو بلا کر حکم دیا کہ مدائن جا کر خلیفہ معتمد اور اس کی اولاد کو بلا لاؤ، ابوالصقر سیدھا مدائن چلا گیا اور خلیفہ معتمد کو اس کی اولاد سمیت موفق کی محل سرا میں بلا لایا لیکن معتضد کی مکان کی طرف جہاں وہ قید تھا نہ گیا اور نہ ہی اس کو موفق کی شدید بیماری کی اطلاع دی، معتضد کی حامیوں کو یہ ناگوار گزرا اور معتضد کے خادم شور و غل مچاتے ہوئے معتضد کے مکان پر پہنچے اور تالا توڑ کے معتضد کو نکال لائے اور اس کے باپ موفق کے سرہانے بٹھا دیا موفق پر اس وقت غشی طاری تھی جب ذرا ہوش آیا اور آنکھیں کھولیں تو معتضد کو بلا کر پیار کیا اور اپنے قریب بٹھایا۔

---

❶......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۳ پر موفق کے بجائے معتضد کو خط لکھا جانا مذکور ہے

❷......تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود

ابوالصقر کے خلاف ہنگامہ:......ارا کین حکومت، سپہ سالارِ فوج اور شاہی لشکر کے کمانڈر یہ خیال کر کے کہ موفق کی وفات ہوگئی ہے ابو الصقر کے پاس جمع ہو گئے پھر یہ سن کر ماشاء اللہ موفق زندہ ہے سب سے پہلے ابن ابی الساج ابوالصقر کو چھوڑ کر موفق کو دیکھنے دوڑ پڑا اس کے بعد ابو الصقر ان لوگوں سے اپنا پیچھا چھڑا کر موفق کی محل سرا میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، اس دوران دشمنان ابوالصقر نے یہ خبر اڑا دی کہ ابو لصقر نے موفق کے مال و اسباب کے ذریعے خلیفہ معتمد کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لشکریوں اور عوام الناس نے اس مکان کو لوٹ لیا اس کی عورتیں بغیر چادر اور پردے کے نکل پڑیں، مثل مشہور ہے کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے لہذا پڑوسیوں کے مکانات بھی لٹ گئے اور جیل کے دروازے توڑ کر قیدی رہا کرا لئے گئے۔

موفق کی وفات:......موفق کو پھر ہوش آیا تو اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد اور ابوالصقر کو خلعتیں عنایت کیں چنانچہ وہ رخصت ہو کر اپنے اپنے مکانات پر آ گئے معتضد نے حفاظت کے خیال سے اپنے غلام کو پولیس لین پر اور محمد بن غانم کو مشرقی جانب کی نگرانی پر مامور کیا۔ جس وقت ماہ صفر ۲۷۸ھ ❶ کے ختم ہونے کو آٹھ راتیں باقی رہ گئیں موفق نے پیام اجل پر لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کر لیا اور رصافہ میں مدفون ہوا۔

اس حادثہ جانگداز کے بعد سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت نے جمع ہو کر موفق کے بیٹے ابوالعباس معتضد باللہ کی بیعت اس شرط سے کی کہ مفوض بن خلیفہ معتمد علی اللہ کے بعد ابوالعباس بن معتضد باللہ وارث سریر خلافت ہوگا۔

بیعت ولی عہد کے بعد معتضد نے ابوالصقر بن بلبل کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا مکانات اور سارے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور وزارت پر عبداللہ بن سلیمان بن وہب کو مقرر کیا، محمد بن ابی الساج کو واسط کی جانب بھیجا گیا تا کہ وصیف (معتضد کے خادم) کو بغداد میں واپس لے آئے مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی وصیف نے واپسی سے انکار کر دیا اور سوس چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔

قرامطہ:......قرامطہ ❷ کا ابتدائی زمانہ جیسا کہ مورخین نے روایت کیا ہے یہ ہے کہ کوفہ کے قریب ایک شخص زاہد و متورع ۲۷۸ھ میں ظاہر ہوا جس کو بیل میں سواری کرنے کی وجہ سے کرمیطہ کہتے تھے جس کا معرب ❸ قرمطہ ہے، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا نام حمدان اور لقب قرمط تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ محبت اہل بیت کا دعویدار تھا اور ان میں سے کسی ایک آنے والے کا منتظر تھا بہت سے لوگوں نے اس کی اتباع کر لی تھی، ہیصم گورنر کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اتفاق سے یہ محافظین جیل کی:

یقول الفرج بن عثمان من قرية نصرانه داعية المسيح وهو الكلمة وهو المهدى، وهو احمد بن محمد بن حنفيه وهو جبرائيل وان المسيح تصور له فى جسم انسان فقال له انك، الداعية وانك الحجة وانك الناقة وانك الدابة وانك يحيىٰ بن زكريا وانك روح القدس، ❹)

قرامطہ کی نماز:......اسی کتاب میں نماز کے بارے میں یہ لکھا ہوا ہے کہ صرف چار رکعتیں نماز پڑھنی چاہئیں دو رکعت طلوع آفتاب سے پہلے اور دو رکعت غروب آفتاب کے بعد، اور ہر نماز میں اذان تکبیر افتتاح کے ساتھ کہی جائے اور کلمات اذان یہ تھے:

الله اكبر تین بار، اشهد ان لا اله الا الله دوبار، اشهد ان آدم رسول الله، اشهد ان نوحاً رسول الله، اشهد ان ابراهيم رسول الله، اشهد ان موسىٰ رسول الله، اشهد ان عيسىٰ رسول الله، اشهد ان محمد

---

❶......مسعودی کی تاریخ (مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۲۵۸) کے مطابق موفق کی وفات بروز جمعرات ہوئی جبکہ ماہ صفر ختم ہونے میں تین دن باقی تھے۔

❷......قرامطہ غالی شیعوں کا ایک فرقہ جس کو سبعیہ بھی کہتے ہیں (اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۹۱)

❸......"معرّب" کا مطلب کسی غیر عربی لفظ کو عربی تلفظ میں لانا۔

❹......(ترجمہ) نصر نامی گاؤں کا فرج بن عثمان کہتا ہے کہ وہ مسیح کا داعی ہے وہی عیسیٰ ہے وہی کلمہ اور وہی مہدی ہے، اور وہ احمد بن محمد ابن الحنفیہ ہے وہی جبرائیل ہے اور بے شک تو حجت ہے بے شک تو ناقہ اور دابہ ہے اور بے شک تو ہی یحییٰ بن زکریا اور تو ہی روح القدس ہے۔ (ثناء اللہ محمود)

رسول اللّٰہ ، اشھد ان احمد بن محمد بن حنفیہ رسول اللّٰہ ایک ایک بار کہا جائے۔

اس کے بعد ہر رکعت میں استفتاح پڑھی جائے یہ استفتاح ان میں ہے جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے اور بیت المقدس کو قبلہ بنایا جائے اور بجائے جمعہ کے پیر کو جمعہ تصور کیا جائے اس میں کوئی بھی دنیاوی کام نہ کیا جائے اور اس سورۃ کو ہر رکعت میں پڑھے:

الحمد للّٰہ بکلمۃ وتعالیٰ باسمہ المتخذ ❶لا ولیائہ تباولیائہ قل ان الاھلۃ مواقیت للناس ، ظاھرھا لیعلم عددالسنین والحساب والشھور والایام وباطنھا اولیائی الذین عرفوا ، عبادی سبیلی اتقونی یااولی الباب وانا الذی لااسال عما افعل وانا العلیم الحکیم ، وانا الذی ابلوعبادی وامتحن خلقی فمن صبر علی بلائی ومحنتی واختیاری القتیہ ، وفی جنتی وفی نعمتی ❷ومن زال عن امری وکذب رسلی خلدتہ ❸ مھانا فی عذابی واتممت اجلی واظھرت ، علی السنتہ رسلی فانا الذی لم یعل علی جبارا الاوضعتہ واذللتہ فبئس الذی اصر ، علیٰ امرہ ودام علی جھالتہ وقال لن نبرح علیہ عاکفین وبہ موقنین اولئک ھم الکافرون ،

اور رکوع کرے اور رکوع میں دوبار سبحان ربی ورب العزۃ وتعالی ❹عما یصف الظالمون پڑھے، اس کے بعد سجدہ کرے اور سجدہ میں اللّٰہ اعلی دوبار اور اللّٰہ اعظم ایک بار کہے۔

دیگر مسائل قرامطہ:......سال بھر میں دو دن روزہ رکھے ایک مہرجان میں دوسرا نیروز میں، نبیذ حرام ہے شراب حلال ہے، جنابت میں غسل کی ضرورت نہیں ہے صرف وضو کر لینا کافی ہے، دم دار اور چنگل والے جانوروں کا کھانا حرام ہے، اور جو شخص قرامطہ کا مخالف ہو اور مقابلہ پر آئے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور جو شخص مخالف ہو مگر برسر مقابلہ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے، اسی قسم کے برے دعوے اور متعارض مسائل اس کتاب میں لکھے ہوئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب نہایت لغو اور جھوٹا ہے۔

فرج بن یحییٰ:......فرج بن یحییٰ جس کے بارے میں قرامطہ کی کتاب کے شروع میں یہ لکھا ہے کہ یہ قرامطہ کا داعی ہے قرامطہ اس کو ذکرویہ بن مہرویہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص کا ظہور خبیث کے واقعہ قتل سے پہلے ہوا ہے اور اس نے اس سے امان طلب کی تھی اس کے پاس جا کر یہ کہا تھا کہ میرے ساتھ ایک سو تلواریں ہیں آؤ ہم اور تم مذہبی مناظرہ کر کے ایک مذہب اختیار کر لیں تا کہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کا معین و مددگار رہوں، خبیث نے اس رائے کو پسند کیا دونوں میں مناظرہ ہوا اتفاق یہ ہے کہ دونوں مختلف الرائے ہو گئے چنانچہ قرامطہ واپس آ گیا، قرمط خود کو القائم بالحق کے لقب سے ملقب کیا کرتا تھا، بعض مورخین کی رائے ہے کہ قرمط خوارج ازارقہ کے عقائد کا مقلد تھا۔ واللہ اعلم

بازمان بغاوت کے بعد:......او پر ہم بیان کر چکے ہیں کہ بازمان نے طرسوس میں اپنے آقا احمد بن طولون سے سرکشی و بغاوت کی تھی اور احمد بن طولون نے اس کی آنکھیں کھولے اور ہوش میں لانے کے لئے بازمان کا محاصرہ کر لیا تھا اور بازمان نے قلعہ بندی کر لی تھی مگر کچھ عرصہ کے بعد اس نے احمد بن طولون کے بیٹے خمارویہ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور بہت سامال واسباب اور آلات جنگ نذر کئے تھے جس سے طرسوس میں بازمان کی حکومت بدستور قائم ہوگئی، ۲۷۸ھ میں احمد جعفی کے ساتھ صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا تھا اسکندریہ پر محاصرہ کیا ہوا تھا اتفاق سے ایک پتھر آ لگا جس سے وہ زخمی ہو گیا واپسی کے وقت راستے میں وہ مر گیا اور طرسوس میں لا کر دفن کیا گیا۔

---

❶......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۴ پر ,,المتخذ ,, کے بجائے ,,المنجد,, تحریر ہے۔

❷......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۴ پر ,,نعمتی,, کے بجائے ,,نعیمی,, تحریر ہے۔

❸......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۴ پر ,,خلدتہ,, کے بجائے ,,اخلدتہ,, تحریر ہے۔

❹......تصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود۔

ابن عجیف اور راغب:...... بازمان جس وقت لشکر صائفہ کے ساتھ جارہا تھا طرسوس میں ابن عجیف نامی ایک شخص کو بطور اپنا نائب مقرر کر گیا تھا چنانچہ اس کے انتقال کے بعد خمارویہ نے ابن عجیف کو بحال رکھا فوج، ہتھیار اور مال سے بھی اس کی امداد کی اور چند دنوں کے بعد معزول کر کے اپنے چچازاد بھائی محمد بن موسیٰ بن طولون کو مقرر کر دیا جب موفق نے اس جہان فانی کو چھوڑا تو اس کا ایک خادم راغب الی الشک نامی جہاد کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا اور خلیفہ معتضد سے سرحدی علاقوں کی طرف جانے اور جہاد کرنے کی اجازت مانگی، اجازت ملنے کے بعد سامان جنگ وسفر درست کر کے طرسوس پہنچا اور اپنا سارا سامان طرسوس میں اپنے ساتھیوں کے حوالہ کر کے خمارویہ سے ملنے دمشق چلا گیا، خمارویہ نے بڑی عزت اور آؤ بھگت سے ملا ، راغب کو بھی خمارویہ سے دل بستگی ہوگئی چنانچہ ایک مدت تک دمشق میں ٹھہرا رہا اس کے ساتھیوں کو جو طرسوس میں تھے یہ خیال پیدا ہوگیا کہ خمارویہ نے شاید راغب کو قید کر لیا ہے اور آہستہ آہستہ یہ خیال اس قدر جم گیا کہ یقین کے درجہ تک پہنچ گیا راغب کے ساتھیوں نے اہل شہر سے اپنے اس غلط خیال کو ظاہر کیا تو اہل شہر کو سخت برہمی پیدا ہوگئی چنانچہ جمع ہو کر اچانک اس پر حملہ کر دیا اور محمد بن موسیٰ کو گرفتار کر لیا، ان واقعات کی اطلاع خمارویہ کو ملی تو اس نے اسی وقت راغب کو طرسوس کی جانب روانہ کیا چنانچہ راغب نے طرسوس پہنچ کر اہل طرسوس کو اس گری ہوئی حرکت پر خوب ڈانٹا اور محمد بن موسیٰ کو رہا کر ادیا، محمد بن موسیٰ رہا ہو کر بیت المقدس چلا گیا اور ابن عجیف حکومت طرسوس پر بحال ہوگیا۔

ہارون بن سلیمان بمقابلہ خوارج:...... یہ تو ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ہارون بن سلیمان خارجی سرات میں تھا اور بنی شیبان اس سے آئے دن جنگ وقتال کیا کرتے تھے اور بلاد موصل کو قتل وغارت کر کے اکثر تہ وبالا کر دیتے تھے، ۲۷۹ھ میں اسی عادت کے مطابق بنی شیبان نے جمع ہو کر نینویٰ (مضافات موصل) پر حملہ کیا ہارون، حمدان بن حمدون تغلبی ❶ اور موصل کے سردار بنی شیبان کے مقابلہ اور مدافعت کے لئے آئے بنی شیبان کے ساتھ ہارون بن سیما (احمد بن عیسیٰ بن شیخ شیبانی کا آزاد کردہ غلام) بھی تھا اس کو محمد بن اسحاق بن کنداجق نے اپنے باپ اسحاق کی وفات کے زمانے میں موصل کے صوبوں اور دیار ربیعہ کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے ہارون بن سیما کی حکومت پسند نہ کی اور اسے اپنے شہر سے نکال دیا، ہارون بن سیما اس کی مدد کی غرض سے بنی شیبان کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ مل کر خوارج پر حملہ آور ہوا جس وقت دونوں فریقوں نے جنگ شروع کر دی اور ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے تو بنی شیبان بھاگ گئے اور خوارج کا لشکر لوٹ مار میں مصروف ہوگیا چنانچہ بنی شیبان نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور کامیاب ہو گئے۔

ہارون بن سیما کو جن دنوں اہل موصل نے اپنے شہر کی حکومت پر بیٹھنے نہ دیا تھا تو اس نے محمد بن اسحاق بن کنداجق کو اہل موصل کی سرکشی کی کیفیت لکھ کر امداد طلب کی تھی چنانچہ محمد بن اسحاق خود ایک عظیم الشان لشکر لیکر موصل پہنچ گیا چنانچہ اہل موصل بے حد خوفزدہ ہوئے اور موصل کے بعض امراء بغداد چلے گئے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ دربار خلافت سے محمد بن اسحاق کو معزول کر کے ایک دوسرا گورنر مقرر کر والیں اتفاق سے یہ محمد بن یحییٰ مجروح کے پاس سے گزرے، جس کو معتضد نے راستے کی حفاظت پر متعین کیا تھا اہل موصل اس سے ملے اور ربط واتحاد پیدا کیا اسی دوران دربار خلافت سے بغیر کسی درخواست کے محمد بن یحییٰ کے نام گورنری موصل کا حکم آ گیا پھر کیا تھا اس نے موصل میں پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا پھر ابن کنداجق کی آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوسکی اس نے خمارویہ کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیجے اور موصل کی امارت بحال رکھنے کی درخواست کی وہاں تو دربار خلافت سے نیا گورنر مقرر ہو کر آ گیا تھا اس لئے درخواست منظور نہ ہوسکی کچھ عرصہ کے بعد دربار خلافت سے مجروح کے نام معزولی کا حکم آیا اور علی بن داؤد کردی کو گورنر بنا دیا گیا۔

چند واقعات:...... ۲۷۵ھ میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ میخائیل بن روفیل (شاہ قسطنطنیہ) کو اس کے ایک قریبی رشتہ دار مسک صقلبی نے اس کی حکومت کے چودھویں برس حالت غفلت میں حملہ کر کے قتل کر دیا اور خود تخت حکومت پر قابض ہوگیا۔

۲۷۹ھ میں رومیوں نے اسلامی علاقوں پر فوج کشی کی پہلے سمیساط پر اور پھر ملیط پر حملہ کیا اہل ملیط نے مقابلہ کیا اور ایک خونریز جنگ کے بعد رومی لشکر شکست کھا کر بھاگ گیا اور ان کا ایک بطریق اس معرکہ میں مارا گیا۔

رومیوں کا کرکرہ پر قبضہ:...... ۲۶۳ھ میں رومیوں نے قلعہ کرکرہ پر (جو کہ طرسوس کے قریب تھا) قبضہ کر لیا اور اس کا سبب یہ بنا کہ احمد بن

---

❶ ...... ایک نسخے میں تغلبی کے بجائے ثعلبی تحریر ہے جو کہ غلط ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۵۶۴)

طولون مصر کی حکومت سے پہلے طرسوس کی جانب سے کفار کے علاقوں پر اکثر جہاد کیا کرتا تھا حکومت مصر پر مقرر ہونے کے بعد طرسوس کو صوبہ مصر میں ملحق کر لینے کی درخواست کی مگر موفق نے نامنظور کر دی اور محمد بن ہارون تغلبی کو طرسوس کا گورنر مقرر کر کے روانہ کر دیا، اتفاق سے جس وقت محمد بن ہارون دجلہ کے راستے طرسوس جا رہا تھا مساور خارجی کے ساتھیوں نے اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا تب اس کی جگہ دربار خلافت سے اماجور بن اولغ بن طرخان ترکی کو گورنر مقرر کیا گیا اور یہ بہت متکبر اور نہایت جاہل مزاج شخص تھا اہل طرسوس کے ساتھ کج ادائی اور ظلم کے برتاؤ کئے اور اہل کرکرہ کی رسد بند کر دی اہل کرکرہ نے اہل طرسوس کو رسد بند کر دینے کی شکایت لکھی اہل طرسوس نے پندرہ ہزار دینار کا چندہ کیا مگر ماجور نے اس کو بھی دبا لیا اور اہل قلعہ کرکرہ کو خشک جواب دے دیا، اہل کرکرہ نے مجبور ہو کر قلعہ چھوڑ دیا رومیوں نے جو ایک عرصہ سے اسی تاک میں تھے پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اہل طرسوس کو اس قلعہ کے نکل جانے سے نہایت افسوس ہوا اس لئے کہ یہ قلعہ ایسی جگہ پر واقع تھا کہ دشمن جہاں ذرا سی نقل وحرکت کرتے ہیں اہل قلعہ کو فوراً معلوم ہو جاتا تھا جب دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو خلیفہ معتمد نے احمد بن طولون کو طرسوس کا گورنر مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ سرحد کی حفاظت پر جس کو مناسب ولائق سمجھو اسے مقرر کر دو تا کہ سلسلۂ جہاد منقطع نہ ہو، اسی دوران اماجور گورنر دمشق کا انتقال ہو گیا اور احمد بن طولون نے سارے بلاد شامیہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو۔

عبداللہ بن رشید پر حملہ:......۲۶۴ھ میں عبداللہ بن رشید بن کاؤس نے چالیس ہزار سرحدی شامی فوج کے ساتھ روم کے علاقوں پر چڑھائی کی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا پھر وہ کامیاب ہو کر واپس آ رہا تھا مگر جیسے ہی بدبدون سے نکلا سلوقیہ، فرہ کوکب اور خرشنہ کے بطریقوں نے حالت غفلت میں اسلامی فوجوں پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی اسلامی فوج نے بھی بے جگری سے مقابلہ کیا مگر ان کی بدقسمتی نے ان کا فیصلہ اس سے پہلے ہی کر دیا تھا اکثر شہید ہو گئے اور باقیماندہ جان بچا کر سرحدی اسلامی علاقوں میں پہنچ گئے اور عبداللہ بن رشید کو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا گیا۔

اہل اذنہ پر حملہ:......۲۶۵ھ میں روم کے پانچ بطریقوں نے اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے اذنہ پر حملہ کیا اہل اذنہ کو ان کی فوج کشی کی اطلاع نہ تھی لہذا بڑا نقصان اٹھا کر پسپا ہو گئے چار سو مسلمان شہید اور اتنے ہی گرفتار ہو گئے چنانچہ جوز گورنر سرحد کو اس غفلت کے الزام میں معزول کر دیا گیا اور مرابط کو سند حکومت عطا کی گئی اسی سنہ میں شاہ روم نے عبداللہ بن رشید اور ان قیدیوں کو جو اس کے ساتھ چند قرآن کے نسخوں کے ساتھ احمد بن طولون کے پاس بطور ہدیہ کے روانہ کیا۔

اسلامی جنگی بیڑے کی شکست:......۲۶۶ھ میں اسلامی جنگی بیڑے کی رومیوں کی جنگی بیڑہ سے مقام صقلیہ میں لڑائی ہوئی اور خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار اسلامی بیڑے کو شکست ہوگئی رومیوں نے مسلمانوں کی بہت سی کشتیاں گرفتار کر لیں اور باقیماندہ نے صقلیہ میں جا کر دم لیا، اسی سنہ میں رومیوں نے دیار ربیعہ کی طرف خروج کیا مگر سردی کی تیزی نے رومیوں کے دماغ کی گرمی اور جوش جنگ کو ٹھنڈا کر دیا سرحد پر پہنچ کر آگے ایک قدم نہ بڑھا سکے۔

رومیوں کی شکست:......احمد بن طولون کے نائب نے بھی اسی سنہ میں تین سو طرسوسی فوج کے ساتھ بلاد شامیہ کی طرف سے رومیوں کے ملک پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا چنانچہ چار ہزار رومی مقابلہ پر آئے اور باوجود اس کثرت کے شکست کھا کر بھاگ گئے اور بے حد مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

۲۶۸ھ میں شاہ روم نے اسلامی علاقوں پر فوج کشی کی اور ملطیہ پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اہل مرعش یہ خبر پا کر اہل ملطیہ کی مدد کے لئے پہنچے شاہ روم اپنا سا منہ لے کر واپس گیا، اسی سال خلف فرغانی (ابن طولون کے گورنر) نے حدود شام کی طرف سے رومیوں کے علاقوں پر جہاد کیا جس میں دس ہزار رومی مارے گئے اور بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا اور چالیس چالیس دینار ایک ایک سپاہی کے حصہ میں آئے۔

۲۷۰ھ میں رومیوں سے جنگیں:......۲۷۰ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج مہیا و مرتب کر کے پیش قدمی کی قلمیہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا

قلمیہ طرسوس چھ میل کے فاصلہ پر تھا باز مار (والی طرسوس) نے حالت غفلت میں رومیوں پر شبخون مارا چنانچہ ستر ہزار رومی مارے گئے اور ایک گروپ بطریقوں کا قید کرلیا گیا اور بطریق البطارقہ (بطریقوں کا سردار) بھی اس معرکہ میں کام آ گیا، سات صلیبیں سونے طلائی و نقرئی چھین لیں، صلیب اعظم بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی جو جواہرات سے اٹی ہوئی تھی پندرہ ہزار گھوڑے، اتنے ہی زینیں، اور اتنی ہی تلواریں، چار کرسیاں طلائی، دو سو علم نقرئی بائیس علم دیبائی اور بے شمار چاندی کے ظروف ہاتھ آئے۔

۲۷۳ھ کی جنگیں:......پھر ۲۷۳ھ میں باز مار لشکر صائفہ کے ساتھ رومیوں پر جہاد کیا ہزاروں کو تہ تیغ کر کے سینکڑوں کو گرفتار اور بہت سامال غنیمت لے کر طرسوس واپس آیا، ۲۷۸ھ میں احمد جعفی طرسوس میں داخل ہوا اور باز مار کے ہمراہ لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا شکند پہنچ کر عساکر اسلامیہ نے محاصرہ کرلیا حالت جنگ میں اتفاق سے منجنیق کا ایک پتھر باز مار کو آ لگا جس سے وہ زخمی ہو گیا اور لڑائی موقوف کر دی محاصرہ اٹھا کر واپس آئے مگر راستے میں جان بحق تسلیم کر دی مسلمانوں نے اسے طرسوس میں لا کر دفن کر دیا۔

معتمد کے دور میں سرکشیاں:......عباسی حکومت کے کمزور ہو جانے سے چاروں طرف فتنہ فساد کا بازار آئے دن گرم ہو رہا تھا امن و امان کے صرف نام ہی باقی تھے اور ان کا پتہ نہیں تھا اندرونی منافقت اور بیرونی فساد کی کوئی حد نہ تھی امراء سلطنت قریب اور دور جس ملک کو چاہتے دبا لیتے تھے چنانچہ بنو سامان نے ماوراء النہر کو، صفار نے بحستان، کرمان اور ملک فارس کو، خلیفہ وقت کے گورنروں کے ہاتھوں سے چھین لیا اور بجائے خود ایک حکومت قائم کر دی، خراسان کی حکومت بنی طاہر کے قبضہ سے نکل گئی اس کے باجود یہ سب خلیفہ وقت کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کی جامع مسجدوں میں پڑھا کرتے تھے۔

حسن بن زید نے طبرستان اور جرجان کو خلافت عباسیہ کے خلاف دبا لیا، دیلم میں ابن سامان و صفار کی اور اصفہان میں خلیفہ کی فوج سے معرکہ آرائی ہوئی، زنگیوں کا سردار (خبیث) بصرہ و ابلیہ پر واسط اور کوردجلہ تک زبردستی قابض و متصرف ہو گیا جس سے دولت عباسیہ کو انتہائی سخت وقتوں کا سامنا کرنا پڑا، فساد کی آگ چاروں طرف منتقل ہوگئی موفق نے اسی ہنگامہ کو فرو کرنے میں اپنی عمر پوری کر دی مگر اس فتنہ کا سلسلہ ختم نہ ہو سکا، بلاد موصل اور جزیرہ میں خوارج نے بغاوت کی آگ روشن کی اسی کے قریب بنی شیبان اور کردوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے، ابن طولون نے مصر و شام پر اور ابن اغلب نے افریقیہ پر قبضہ و تصرف حاصل تو کرلیا مگر علم خلافت کے مطیع اور اس کی خلافت کو تسلیم کرتا رہا البتہ مغرب اقصیٰ اور اندلس کا سلسلہ خلافت عباسیہ سے بالکل منقطع ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

خلیفہ معتمد اپنے زمانہ خلافت میں نام کا خلیفہ تھا یا شطرنج کا بادشاہ تھا نہ تو اس کے احکام کی تعمیل ہوتی تھی اور نہ اس کی ممانعت کرنے سے کوئی باز آتا تھا اراکین دولت اور اعیان سلطنت کاٹھ کی پتلی کی طرح اس کے بھائی موفق کے ہاتھ میں تھے جس طرف چاہتا تھا پھیر دیتا جو چاہتا ان سے کرالیتا، طرہ یہ تھا کہ ان دونوں بھائیوں کے بھی فرمان بردار گنتی کے چند امراء تھے کیونکہ جنھوں نے علم خلافت کے خلاف ممالک اسلامیہ کو دبا لیا تھا ان میں سے اکثر ایسے تھے جو موفق اور معتمد کے ماتحت نہ تھے ہاں بعض لوگ جو ابھی غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر لئے ہوئے تھے اور ان کا جو کچھ حال ہمیں معلوم ہوا ہے اس کو ہم احاطہ تحریر میں لاتے ہیں۔

عیسیٰ بن شیخ کی سرکشی:......خلیفہ معتمد کے زمانہ خلافت کے شروع میں قلمدان وزارت عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے سپرد تھا، جعلان ترکی شاہی فوج کا امیر بنا کر زنگیوں سے جنگ کرنے بصرہ بھیجا گیا اس کا جو انجام کار زنگیوں سے ہوا اس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس کے بعد بنی شیبان میں سے عیسیٰ بن شیخ کو دمشق کا گورنر بنایا گیا، دمشق پہنچتے ہی اس کی آنکھیں ایسی بلند ہوئیں کہ دربار خلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا حسین (خلیفہ کا خادم) خراج وصول کرنے بغداد سے دمشق آیا تو عیسیٰ بن شیخ نے یہ حیلہ کر دیا کہ میں نے فوج کی درستی اور لشکر کی فراہمی میں خرچ کر ڈالا ہے خلیفہ معتمد نے خلافت عباسیہ کی دعوت قائم کرنے کی غرض سے عیسیٰ کو آرمینیہ کی حکومت عطا کی اور اماجور کو صوبہ دمشق کا گورنر بنا دیا جس وقت اماجور دمشق کے قریب پہنچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار فوج کے ساتھ اماجور سے مزاحمت اور جنگ کرنے بھیجا اماجور اور منصور کی لڑائی ہوئی چنانچہ انجام یہ ہوا کہ منصور مارا گیا عیسیٰ نے یہ خبر پا کر ساحل کے راستے آرمینیہ کا رخ کیا اور اماجور نے مظفر و منصور دمشق میں داخل ہو کر قبضہ کرلیا

۲۵۶ھ کے واقعات:......۲۵۶ھ میں موسیٰ بن بغا اور مساور خارجی کی مقام خانقین میں معرکہ آرائی ہوئی چونکہ مساور کے ساتھ بہت بڑی

فوج تھی اور موسیٰ بن بغا کے ہمراہ صرف دو سو سپاہی تھے اس لئے خوارج کو شاہی فوج کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوگئی اسی سنہ میں اہل فارس میں سے محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی نامی ایک شخص نے گورنر حرث بن سیما کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور لڑائی کی نوبت آئی تو انجام یہ ہوا کہ حرث بن سیما مارا گیا اور محمد بن واصل نے فارس نے قبضہ کرلیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، اسی سنہ میں حسن بن زید طالبی نے مقام رے کو دبالیا موسیٰ بن بغا نے یہ خبر سن کر مقام رے پر چڑھائی کردی اور حسن بن زید کی لشکر کو زیر کرلیا اسی سنہ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں علم مخالفت بلند کر کے خلافت عباسیہ کے گورنر کو نکال دیا اور دربار خلافت سے کیجور ترکی کو مخالفت ختم کرنے اور علی بن زید کو زیر کرنے کو بھیجا گیا علی بن زید یہ سن کر لشکر مرتب کرنے کے غرض سے کوفہ چھوڑ کر قادسیہ چلا گیا اور قادسیہ سے خفان پھر خفان سے بلاد بنی اسد کا راستہ لیا کیجور نے کوفہ سے فوجیں بھیجیں اور آپس میں لڑائیاں ہوئیں اور بالآخر کیجور کی فوجیں کوفہ لوٹ آئیں اور اور علی بن زید سرمن ❶ رے پہنچ گیا۔

۲۵۷ھ کے واقعات: .....۲۵۷ھ میں خلیفہ معتمد نے جس وقت زنگیوں کی سرکشی و بغاوت حد سے بڑھ گئی تو اپنے بھائی موفق کو کوفہ، حرمین اور یمن کا گورنر بنادیا کچھ عرصہ کے بعد بغداد، سواد، مقام رے، بصرہ، اہواز اور فارس کی حکومت بھی مرحمت کر کے یہ حکم دیا کہ بصرہ، کوردجلہ، یمامہ اور بحرین پر سعید بن صالح کی جگہ یار جوج کو متعین کیا جائے، چنانچہ یار جوج نے اپنی تقرری کے بعد منصور بن جعفر خیاط کو اپنی جانب سے ان علاقوں پر مقرر کیا اور خود اہواز میں جا کر مقیم ہوگیا، اسی سنہ ❷ میں دربار خلافت سے احمد بن مولد زنگیوں سے شکست کھا کر بطائح پہنچ گیا ان دنوں بطائح پر سعید بن احمد باہلی کا قبضہ تھا احمد بن مولد نے اس کو گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا، اسی سنہ میں یعقوب صفار نے فارس اور خراسان کے بعض صوبوں پر قبضہ کرلیا اور قبضہ کرلینے کے بعد دربار خلافت سے اسے مقبوضہ علاقوں کی سند حکومت بھی مل گئی، اسی سنہ میں حسن بن زید علوی گورنر طبرستان نے خراسان پر قبضہ کرلیا محمد بن طاہر خراسان کا گورنر تھا یہ خبر پا کر مقام جرجان میں مقابلہ پر آیا لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہوگیا اس سے محمد بن طاہر کا رعب اتنا کم ہوگیا کہ اکثر شہر صوبہ خراسان کے اس کے قبضہ سے نکل گئے اور جو گنتی کے چند باقی رہ گئے تھے وہ بھی آئے دن بغاوت اور سرکشی پر تیار تھے، اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے مصر اور مضافات مصر کی سند حکومت یار جوج کو عطا فرمائی، یار جوج نے اپنی جانب سے احمد بن طولون کو مقرر کیا اتفاق سے اس کے ایک سال بعد یار جوج کا انتقال ہوگیا اور احمد بن طولون نے مصر کو اس کے مضافات سمیت دبالیا، اسی سنہ میں عبدالعزیز بن ابی دلف مقام رے کے گورنر نے حسن بن زید علوی گورنر طبرستان کے خوف سے مقام رے چھوڑ دیا، حسن بن زید نے اپنے رشتہ دار قاسم بن علی بن قاسم کو بھیج کر مقام رے پر بھی قبضہ کر لیا یہ نہایت کج خلق اور بدمزاج شخص تھا چنانچہ اہل رے کے ساتھ سخت کج ادائی کے برتاؤ کئے۔

۲۵۸ھ کے واقعات: .....۲۵۸ھ میں منصور بن جعفر خیاط زنگیوں کی لڑائی میں مارا گیا یار جوج نے اس کی جگہ بصرہ وغیرہ کے صوبوں پر اصطیخور کو متعین کیا اور خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو دیار مصر قنسرین اور عواصم کی حکومت عنایت کر کے زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اس مہم میں موفق کے ساتھ مفلح بھی تھا چنانچہ مفلح انہیں لڑائیوں میں مارا گیا اور لڑائی ناتمام کی ناتمام رہ گئی، اسی سنہ میں دربار خلافت سے موصل اور جزیرہ کی حکومت مسرور بلخی کو عنایت ہوئی اور اس کی مساور شیبانی خارجی سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر اکراد، یعقوبیہ سے مڈبھیڑ ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں، اسی سنہ میں احمد بن واصل نے علم شاہی کے آگے گردن اطاعت جھکادی اور فارس کو محمد بن حسن ❸ بن ابی فیاض کے حوالہ کردیا۔

۲۵۹ھ کے واقعات: .....۲۵۹ھ میں اصطیخور والی بصرہ کی اہواز میں وفات ہوگئی خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو زنگیوں کے خلاف جنگ پر روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، اسی سنہ میں یعقوب صفار نے بقیہ بلاد خراسان پر بھی قبضہ کر کے محمد بن طاہر کو گرفتار کرلیا، اسی سنہ میں کیجور ترکی ❹

---

❶ ..... یہاں فاضل مترجم نے یہ تحریر کیا ہے کہ کیجور ترکی کی فوجیں کوفہ واپس آگئیں اور علی بن زید سرمن رائے جا پہنچا، جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۸ پر جو عبارت تحریر ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ کیجور کوفہ واپس آگیا اور پھر سرمن رائے چلا گیا۔ قارئین فرق ملحوظ رکھیں (ثناء اللہ محمود)

❷ ..... ذی قعدہ کا مہینہ تھا، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۸) (مترجم)۔ ❸ ..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۸ پر حسن بن ابی فیاض کے بجائے حسن بن فیاض تحریر ہے۔ ❹ ..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۸ پر کیجور کے بجائے منکجور تحریر ہے۔

گورنر کوفہ نے بغیر اجازت سامرا کا ارادہ کیا مگر دربار خلافت سے واپسی کا حکم صادر ہوا جس کا کیجور نے کچھ خیال نہیں کیا اس پر خلیفہ معتمد نے چند سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ اس باغی وسرکش کا سراتار لاؤ مقام عکبر امیں کیجور سے سامنا ہوا ان سپہ سالاروں نے اس کو بھی قتل کر دیا اور سراتار کے خلیفہ معتمد کے سامنے لا کر رکھ دیا، اسی سنہ میں حسن بن زید کا قومس پر بھی قبضہ ہو گیا اور محمد بن فضل بن نیسان اور دہشودان بن حسان دیلمی کی لڑائی ہوئی دہشودان شکست کھا کر بھاگا، اسی سنہ میں شرکب حمال نے مرو اور اسکے اطراف کو لوٹ لیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قابض ہو گیا

۲۶۰ھ کے واقعات:......۲۶۰ھ میں یعقوب بن صفار اور حسن بن زید علوی کی معرکہ آرائی کی نوبت آئی جس میں حسن بن زید کو شکست ہوئی، یعقوب بن صفار نے طبرستان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اسی سنہ میں اہل موصل نے اپنے گورنر اذکرتکین بن اساتکین کو نکال دیا اساتکین نے اہل موصل کی سرکوبی کے لئے اسحاق بن ایوب کو بیس ہزار فوج کے لشکر کے ساتھ موصل کی جانب روانہ کیا اس مہم میں حمدان بن حمدون تغلبی بھی اسحاق کے ساتھ تھا اہل موصل نے اسحاق کو بھی شہر میں گھسنے نہیں دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے پھر یحییٰ بن سلیمان نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا مگر بالآخر اسحاق نے موصل پر قبضہ کر ہی لیا، اسی سنہ میں اعراب نے منجور والی حمص کو قتل کر ڈالا دربار خلافت سے بکتمر کو حکومت عطا ہوئی، اسی سنہ میں ابوالردینی عمر بن علی کو آذربائیجان کا گورنر بنایا گیا اس لئے کہ یہ مشہور ہو گیا تھا کہ علاء بن احمد ازدی والی آذربائیجان کا گورنر فالج میں مبتلا ہو گیا ہے مگر جس وقت ابولردینی آذربائیجان کے قریب پہنچا علاء نے چارج دینے سے انکار کر دیا تو وہ اس سے الجھ پڑے آخری نتیجہ یہ نکلا کہ علاء کو شکست ہوئی پکڑ دھکڑ میں مارا گیا ابوالردینی نے آذربائیجان اور اس پر جو علاء چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا جس کی تعداد دو کروڑ سات لاکھ درہم تھی، اسی سنہ مین علی بن زید سپہ سالار کوفہ خبیث زنگیوں کے سردار کے ہاتھ سے مارا گیا۔

۲۶۱ھ کے واقعات:......۲۶۱ھ میں خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو ان صوبوں کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے اہواز، بصرہ، بحرین اور یمامہ کی حکومت بھی عنایت کر دی اور اس نے عبدالرحمٰن ابن مفلح کو ان صوبوں پر مامور کیا اور محمد بن واصل سے جنگ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ عبد الرحمٰن بن مفلح نے فارس میں پہنچ کر محمد بن واصل سے لڑائی چھیڑ دی مگر محمد بن واصل سے شکست اٹھا کر بھاگا اور بعد میں قید ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، موسیٰ بن بغا نے اس صوبہ کی آئے دن کی بغاوت کی وجہ سے گھبرا کر استعفاء دے دیا تب اس صوبہ کی حکومت ابوالساج کو عطا کی گئی اور زنگیوں نے اہواز کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اسی وجہ سے ابوالساج کو معزول کیا گیا اور اس کی جگہ ابراہیم بن سیما کو ان صوبوں کا گورنر بنا دیا اور محمد بن اوس بلخی کو خراسان کے راستے کی حفاظت سپرد کر دی گئی، یعقوب بن صفار نے حکومت کے رد و بدل سے فائدہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کی اور بحستان سے فارس کی طرف قدم بڑھایا محمد بن واصل مزاحمت کی غرض سے آیا لیکن ناکام رہا یعقوب بن صفار نے فارس پر بھی قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

موفق کی ولی عہدی:......ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کے بعد اپنے بھائی موفق کی ولی عہدی کی بیعت لی اور بصرہ کی جانب اس ہنگامہ کو ختم کرنے کے لئے روانہ کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، اسی سنہ میں موفق نے پہلے اپنے بیٹے ابوالعباس معتضد کو زنگیوں سے جنگ کے لئے روانہ کیا اس کے بعد خود بھی چڑھائی کر دی اور اسی سنہ میں محمد بن زید و یہ، یعقوب بن صفار سے علیحدہ ہو کر ابن ابی الساج کے پاس اہواز آ گیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ حسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو پھر خراسان کا گورنر بنا دیا جائے، اور اسی سنہ میں نصر بن احمد بن سامان نے سمرقند اور ماوراء النہر کو دبالیا اور اپنی جانب سے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی حکومت پر مامور کیا، اور اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے خضر بن احمد بن عمر بن الخطاب تغلبی کو موصل کا گورنر بنا دیا، حسین بن زید طبرستان کی جانب واپس آیا اور یعقوب بن صفار کے ساتھیوں اور عمال کو نکال دیا، شالوس کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا اور اہل شالوس کی جاگیروں اور زمینوں کو ضبط کر کے ویلم کو دیدیا، اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے کسی مصلحت سے خراسان، رے، طبرستان اور جرجان کے حجاج کو جمع کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں نے یعقوب بن صفار کو اور ابن طاہر کو نہ تو خراسان کا گورنر بنایا اور نہ ہی اس نے میری مرضی سے کوئی کام کیا ہے میں اسے اور اس کے تمام افعال سے بری ہوں، اسی سنہ میں مساور خارجی نے یحییٰ بن جعفر کو (جو کہ صوبہ خراسان کے ایک شہر کا والی تھا) قتل کر دیا مسرور بلخی یہ خبر پا کر مساور خارجی کے تعاقب میں بھاگا موفق نے بھی مساور سے بدلہ لینے کی کوشش کی مگر دونوں ناکام رہے۔

۲۶۲ھ کے واقعات:......۲۶۲ھ میں موفق اور صفار کی لڑائی ہوئی زنگیوں نے بطیحہ اور دشت نیسان پر قبضہ کر لیا اور اہواز پر اپنی جانب

سے ایک گورنر مقرر کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، مسرور بلخی (یہ خلیفہ معتمد کی جانب سے گورنر صوبہ اہواز تھا) نے احمد بن کیتونہ کو زنگیوں کے سرکوب لانے کے لئے بھیجا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں، اور اسی سنہ میں احمد بن عبداللہ خجستانی نے خراسان میں بنو طاہر کی حکومت کو ملیامیٹ کر دیا اور بالآخر صفار نے خراسان پر قبضہ کر کے خجستانی کا کام بھی تمام کر دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے، اسی سنہ میں موفق اور ابن طولون (گورنر مصر) سے ان بن ہو گئی موفق نے موسیٰ بن بغا کو ابن طولون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تقریباً ایک سال تک رقہ میں پڑا رہا، کمی سامان اور قلت مال کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا اور عراق واپس آ گیا، اسی سنہ میں قطان والی موصل (مفلح کا ساتھی تھا) موصل سے دارالخلافہ آ رہا تھا راستے میں مقام رقہ میں دیہاتیوں نے مار ڈالا۔

۲۶۳ھ کے واقعات: ......۲۶۳ھ میں یعقوب بن صفار نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور مساور خارجی کی بوازیخ میں وفات ہو گئی جس وقت کہ شاہی فوج کے ارادے سے اپنا لشکر مرتب کر کے بوازیخ سے روانہ ہو چکا تھا خوارج نے اس کی جگہ ہارون بن عبداللہ بلخی کو امیر بنایا اس نے موصل اور اس کے مضافات کو علم خلافت کے قبضہ سے نکال لیا، اسی سنہ میں صفار کے لشکر کو ابن واصل کے خلاف کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے اس کو گرفتار کر لیا، اور عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت (گھوڑے سے گر کے) مر گیا بعد اس کے حسین بن مخلد کو قلمدان وزارت سپرد ہوا موسیٰ بن بغا ان دنوں جنگ عرب میں گیا ہوا تھا مگر جب واپس آیا تو حسین بن مخلد اس کے خوف سے روپوش ہو گیا تب اس کی جگہ سلیمان بن وہب کو عہدہ وزارت دیا گیا، اسی سنہ میں شرکب کے بھائی جمال نے نیشاپور کو حسین بن طاہر کے قبضہ سے نکال لیا اور حسین بن طاہر نیشاپور سے مرو چلا آیا ان دنوں مرو میں خوارزم شاہ تھا جو حسین کے بھائی محمد بن طاہر کا حامی اور اس کا کارندہ تھا، اور اسی سنہ میں زنگیوں نے شہر واسط پر قبضہ کر لیا محمد بن مولد نے واسط کے باہر زنگیوں سے خوب مقابلہ کیا لیکن انجام یہ نکلا کہ محمد بن مولد کو ہزیمت و شکست ہو گئی اور زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ واسط میں داخل ہو کر قتل و غارت کو مباح کر دیا، اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے اپنے وزیر سلیمان بن وہب کو معزول کر کے جیل میں ڈال دیا اور قلمدان وزارت حسین بن مخلد کے سپرد کر دیا موفق یہ خبر سن کر سفارش کرنے بغداد سے سامرا آیا، عبداللہ بن سلیمان بھی اس کے ہمراہ تھا مگر خلیفہ معتمد نے سفارش منظور نہ کی چنانچہ موفق کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی ناراض ہو کر مغربی جانب چلا گیا اور لشکر آرائی میں مصروف ہو گیا پھر دونوں بھائیوں میں خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا آخر کار خلیفہ معتمد نے سلیمان بن وہب کو رہا کر دیا موفق اور اس کے ساتھیوں مسرور، کیغلغ، اور احمد بن موسیٰ بن بغا کو خلعتیں عنایت کیں سلیمان بن وہب بدستور ایوان وزارت میں رونق افروز ہوا حسین بن مخلد اور محمد بن صالح بن شیرزادہ ان ارا کین سلطنت کے ساتھ جو سامرا میں معتمد کے حامی اور ساتھی تھے موفق کے خوف سے موصل کی طرف بھاگ گئے موفق نے ابن ابی الاصبغ کو ان بھگوڑوں کے مال و اسباب ضبط کر لینے کا حکم دیا، اسی سنہ میں اماجور گورنر دمشق کا انتقال ہو گیا ابن طولون نے شام اور طرسوس کو بھی اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور اس کے گورنر سیما طویل کو مار ڈالا۔

۲۶۵ھ کے واقعات: ......۲۶۵ھ میں مسرور بلخی کو اہواز کی حکومت عطا ہوئی اور شاہی لشکر سے زنگیوں کا لشکر شکست کھا کر بھاگا اسی سنہ میں یعقوب بن صفار کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اسکا بھائی عمرو مسند حکومت پر جانشین ہوا موفق نے بھی اس کے بھائی کے جگہ اس کو خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ، کرمان اور پولیس بغداد کی حکومت عنایت کر دی، اسی سنہ میں قاسم بن مہان نے ولف بن عبدالعزیز بن ابی ولف پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اس کی پاداش میں ولف کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے قاسم کا کام تمام کر دیا تب اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز (ولف کا بھائی) مامور ہوا، اسی سنہ میں محمد بن مولد یعقوب صفار کی خدمت میں (قبل از وفات) حاضر ہوا یعقوب نے عزت افزائی کی مگر بغداد میں اس کا اور اس کے بیٹے عبداللہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا نو لاکھ دینار جرمانہ دے کر ان دونوں نے خود کو قید سے رہا کرایا اور قلمدان وزارت موفق کے حکم سے ابوالصقر اسماعیل بن بلبل کے سپرد کر دیا گیا، اسی سنہ میں موسیٰ بن اتامش، اسحاق بن کنداجق، اور فضل بن موسیٰ بن بغا نے سرکشی کی اور بغداد کا پل عبور کر گئے موفق نے ان کے بعد ہی صاعد بن مخلد کو روانہ کیا چنانچہ صرصر سے ان سب کو واپس لایا گیا، اسی سنہ میں موفق نے ابوالصقر اسماعیل بن بلبل کو وزارت کے عہدے پر فائز کیا۔ ❶

۲۶۶ھ کے واقعات: ......۲۶۶ھ میں زنگیوں نے رامہرمز پر قبضہ کر لیا اور اساتکین نے مقام رے کے گورنر کو نکال کر مقام رے کو دبا لیا پھر قزوین کی طرف بڑھا قزوین میں کیغلغ کا بھائی امیر تھا اس نے اساتکین سے مصالحت کر لی اور اس کے قبضہ اور حکومت کو تسلیم کر لیا، اسی سنہ میں عمرو بن

❶ ...... تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود

لیث نے اپنی جانب سے بغداد کی پولیس پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو، اصفہان پر احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف کو، اور حرمین وطریق مکہ پر محمد بن ابی الساج کو مقرر کیا اور موفق نے احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی حکومت عنایت کی اور اس نے اپنی طرف سے دیار ربیعہ پر موسیٰ بن اتامش کو متعین کیا، اسحاق بن کنداجق کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی احمد بن موسیٰ کے لشکر سے علیحدہ ہو کر شہر میں چلا آیا اور چند لوگوں کو فراہم کر کے اکراد یعقوبیہ ❶ پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دیکر ابن مساور خارجی پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر کے موصل کی طرف کوچ کر دیا، موصل کے قریب پہنچ کر اہل موصل سے خراج طلب کیا ابھی دینے کی نوبت بھی نہیں آئی تھی کہ علی بن داؤد گورنر موصل کو اس کی خبر مل گئی یہ ان دنوں معلثا یا میں تھا لشکر مرتب کر کے اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کے ساتھ مزاحمت اور جنگ کے ارادے سے پہنچ گیا چنانچہ آپس میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور بالآخر علی بن داؤد کو شکست ہوئی اور خلیفہ معتمد نے اسحاق بن کنداجق کو صوبہ موصل کی حکومت عنایت کر دی ان سب واقعات کو اس سے پہلے ہم لکھ چکے ہیں، اسی سنہ میں اہل حمص نے اپنے گورنر عیسیٰ کرخی کو قتل کر دیا اور لولوء (ابن طولون کے غلام) اور موسیٰ بن اتامش کے درمیان مقام راس عین میں لڑائی ہوئی جس میں لولوء نے موسیٰ بن اتامش کو گرفتار کر کے رقہ بھیج دیا اس کے بعد احمد بن موسیٰ سے مڈبھیڑ ہوگئی جس میں پہلے تو لولوء کو شکست ہوئی اور احمد بن موسیٰ کی فوج نے لولوء کے کیمپ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور جب کامیاب گروپ لوٹنے میں مصروف ہو گیا تو لولوء نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور احمد بن موسیٰ کی فوج بھاگنے پر مجبور ہو گئی اور قرمیسیا ہی میں جا کر دم لیا اور پھر قرمیسیا سے نکل کر بغداد اور سامرا کی جانب روانہ ہوگئی، اسی سنہ میں احمد بن عبدالعزیز اور بکتمر کی معرکہ آرائی ہوئی بکتمر شکست کھا کر بغداد بھاگ گیا، اسی سنہ میں خجستانی نے حسن بن زید پر جرجان میں حملہ کیا حسن بن زید شکست کھا کر آمد چلا گیا اور خجستانی نے کامیابی کے ساتھ جرجان اور اطراف طبرستان پر بھی قبضہ کر لیا، جس وقت حسن بن زید طبرستان سے جرجان جا رہا تھا اس وقت انتظاماً ساریہ پر حسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی بن حسین اصغر بن زین العابدین کو مقرر کر گیا تھا اتفاق سے جب حسن بن زید کو شکست ہوئی تو حسن بن محمد گورنر ساریہ نے یہ ظاہر کر کے کہ حسن بن زید مارا گیا ہے اپنی حکومت وخلافت کی بیعت لوگوں سے لینے کی کوشش کی چنانچہ ایک گروپ نے بیعت کر لی اس دوران حسن بن زید پہنچ گیا دونوں میں لڑائی ہوئی اور آخر کار حسن بن زید نے اپنے باغی گورنر کو شکست دے کر مار ڈالا، اسی سنہ میں خجستانی نے نیشاپور کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اور اس کے گورنروں اور حامیوں کو نیشاپور سے جلاوطن کر دیا، اسی سنہ کے ماہ صفر میں خبیث (زنگیوں کے سردار) پر فوج کشی کی اور طویل عرصے تک محاصرہ کئے رہا حتیٰ کہ اس شہر کو تاخت وتاراج کر کے نصف ۲۷۰ھ میں اس کا بھی کام تمام کر دیا، اسی سنہ میں بنی حسن (علویہ) اور بنی جعفر (جعفریہ) کے درمیان مدینہ منورہ میں لڑائی ہوئی۔

۲۶۷ھ کے واقعات: ......۲۶۷ھ میں خوارج میں نااتفاقی پیدا ہوگئی اور آپس میں ہی مقام موصل میں ایک دوسرے سے لڑ پڑے، اسی سنہ میں سلطان بن محمد بن عبداللہ بن طاہر مع اپنے خاندان کے ایک گروپ سمیت قید کر لیا گیا الزام یہ لگایا گیا اس نے خجستانی کے جنگ کے وقت عمرو بن لیث خجستانی اور حسین بن طاہر سے خفیہ راہ ورسم اور خط وکتابت کی، خلیفہ معتمد نے یہ سنتے ہی گرفتاری کا حکم دیدیا، اسی سنہ میں کیغلغ ترکی اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف کی لڑائی ہوئی احمد بن عبدالعزیز نے شکست فاش کھائی اور کیغلغ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد احمد بن عبدالعزیز نے پھر لشکر مرتب کر کے ہمدان پر چڑھائی کر دی، اس واقعہ میں کیغلغ کو شکست ملی اور وہ بھاگ کر صیمرہ پہنچا اور احمد بن عبدالعزیز بدستور سابق ہمدان پر قابض ومتصرف ہو گیا، اسی سنہ میں خجستانی نے محمد بن طاہر کا نام خطبہ سے نکال دیا اور خلیفہ معتمد کے بعد اپنے نام کو داخل کیا اور اپنے ہی نام کا سکہ بھی چلایا اور عراق کے ارادے سے خراسان سے روانہ ہو کر مقام رے تک پہنچ گیا مگر اہل رے نے راستہ نہ دیا تو وہ واپس لوٹ گیا، اسی سنہ میں ابوالساج کے ساتھیوں نے ہیثم عجلی گورنر کوفہ سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ کی اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا، ابوالعباس بن موفق نے اسی سنہ میں ان قبائل عرب بنوتمیم بادیہ نشین کی سرکوبی جو بوقت جنگ زنگیوں کو رسد پہنچاتے تھے جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو۔

۲۶۸ھ کے واقعات: ......۲۶۸ھ میں خجستانی کے زندگی کا خاتمہ ہو گیا اس ❷ کے سپاہی واراکین حکومت رافع بن ہرثمہ (یہ بنوطاہر کا ایک نامور سپہ سالار تھا) کی طرف مائل اور اس کے مطیع ہو گئے چنانچہ اس نے بلاد خراسان اور خوارزم پر قبضہ کر لیا اسی سنہ میں محمد بن لیث گورنر فارس نے اپنے

---

❶ ......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد۳ صفحہ ۳۴۰ پر اکراد یعقوبیہ کے بجائے اتراک یعقوبیہ تحریر ہے

❷ ......یہاں اصل میں دانستہ یا نادانستہ طور پر جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی جسے تاریخ الکامل ابن اثیر سے پر کیا گیا۔

بھائی عمرو بن لیث کی مخالفت کی چنانچہ عمرو بن لیث نے فوج کشی کر دی اور محمد بن لیث کو شکست ہوگئی عمرو بن لیث نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اصطخر اور شیراز پر قبضہ کرلیا اور ایک دستہ فوج کو محمد بن لیث کے تعاقب میں روانہ کیا چنانچہ وہ گرفتار ہوگیا اور پھر وہ قید کر دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، اسی سنہ میں اذکرتکین کامیاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ قم پر قبضہ کرلیا، اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے محمد بن عبید اللہ کردی کی گرفتاری پر ایک سپہ سالار کو مامور کیا لولوء نے اسی سنہ میں اپنے آقا احمد بن طولون کی مخالفت کی اور اس سے منحرف ہو کر موفق کے پاس چلا گیا اور موفق کے ساتھ مل کر زنگیوں سے معرکہ آرائی کی، اسی سنہ میں خلیفہ معتمد اپنے بھائی موفق سے ناراض ہو کر ابن طولون کے پاس مصر روانہ ہوا موفق نے اسحاق بن کنداجق گورنر موصل کو لکھ بھیجا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ معتمد کو مصر جانے نہ دو اور دار الخلافت کی طرف واپس کر دو، اسحاق اس حکم کی تعمیل کی غرض سے اپنے آخری حدود حکومت تک گیا اور حکمت عملی سے ان سپہ سالاروں کو جو خلیفہ کے ساتھ تھے گرفتار کر کے خلیفہ کو سامرا واپس لے آیا، اسی سنہ میں عوام الناس نے اپنے امیر ابراہیم خلیجی پر بغداد میں اس بہانے سے حملہ کر دیا کہ ابراہیم کے ایک غلام نے ایک عورت کو نشانہ تیر اجل بنا دیا اہل بغداد نے ابراہیم خلیجی سے اس کی شکایت وفریاد کی مگر ابراہیم نے کچھ توجہ نہ کی اس پر عوام الناس کو اشتعال پیدا ہوا چنانچہ سب کے سب پہلے تو اس غلام پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر کے آگے بڑھے اور ابراہیم کے مکان کو لوٹ لیا اس کے ساتھیوں اور مصاحبوں میں سے جو بھی سامنے آیا مارڈالا گیا ابراہیم جان کے خوف سے موقع پا کر بھاگ گیا تب محمد بن عبید اللہ بن طاہر نائب بغداد سوار ہو کر عوام الناس کے مجمع کی طرف آیا یہ شخص ہر دل عزیز اور نہایت نیک تھا لوگوں کو سمجھا بجھا کر جو اسباب وغیرہ لوٹ لیا تھا اس کو واپس کر دیا اور یوں ہنگامہ ختم کرا دیا، اسی سنہ میں خلف (ابن طولون کا ایک مصاحب) ثغور شامیہ پر حملہ آور ہوا اور طرسوس کو باز مار کے قبضہ سے نکال کر قید کرا لیا، اہل طرسوس کو یہ بات ناگوار گذری لہذا جمع ہو کر خلف پر حملہ کر دیا اور باز مار گورنر طرسوس کو اس کی قید سے چھڑا لیا خلف بھاگ کر ابن طولون کے پاس پہنچا چنانچہ ابن طولون نے ان پر چڑھائی کر دی چونکہ اہل طرسوس نے ابن طولون کی یلغار پہنچنے سے پہلے ہی اپنے شہر کی پوری پوری حفاظت کر لی تھی لہذا وہ ناکامی کے ساتھ حمص واپس آ گیا پھر حمص سے دمشق آ گیا، اسی سنہ میں علویین اور جعفریین کے درمیان حجاز میں لڑائی ہوئی اور آٹھ آدمی جعفریوں کے مارے گئے گورنر مدینہ (فضل بن عباس عباسی) نے بیچ بچاؤ کرانے کی کوشش کی مگر دونوں گروپ اس پر ٹوٹ پڑے لہذا وہ بڑی مشکل سے اپنی جان بچا سکا،

اسی سنہ میں ہارون بن موفق نے اپنی طرف سے ابی الساج کو انبار رحبہ اور فرات کے راستے پر مقرر کیا محمد بن احمد کو کوفہ اور سواد کوفہ پر مقرر کیا گیا مگر محمد بن ہیثم گورنر کوفہ نے چارج دینے سے انکار کر دیا چنانچہ دونوں میں جنگ ہوگئی جس میں ابن ہیثم بھاگ گیا اور محمد بن احمد کامیابی کا جھنڈا لے کر کوفہ میں داخل ہوگیا، اسی سنہ میں عیسیٰ بن شیخ شیبانی گورنر آرمینیہ و دیار بکر نے داعی اجل کو لبیک کہا اور جاں بحق تسلیم کر دی، اسی سنہ میں موفق اور ابن طولون کی ناچاقی حد سے زیادہ متجاوز ہوگئی خلیفہ معتمد نے دار العوام میں اور منبروں پر علانیہ ابن طولون پر لعنت کرنے کا حکم صادر کیا، اسحاق بن کنداجق کو ابن طولون کے صوبہ کی، حدود افریقیہ اور جانثار دستے کی حکومت عنایت کی، ابن طولون نے بھی موفق کا نام خطبہ اور سرنامہ سے نکال دیا، اسی سنہ میں ابن طولون نے ایک خونریز جنگ کے بعد رحبہ پر قبضہ کرلیا اور مالک بن طوق والی رحبہ شام کی طرف بھاگ گیا پھر شام سے ابن شماخ کے پاس مقام قرقیسیا چلا گیا۔

۲۷۰ھ کے واقعات: ..... ۲۷۰ھ میں خبیث (زنگیوں کا سردار) مارا گیا اس کے مرنے سے اس کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا، حسن بن زید علوی گورنر طبرستان نے بھی وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بھائی محمد جانشین بنا، احمد بن طولون گورنر مصر بھی راہی ملک عدم ہوگیا اور اس کے بیٹے خمارویہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی، اسحاق بن کنداجق (یہ خلیفہ کی طرف سے موصل کا گورنر تھا) نے ابن عباس عامل رقہ، ثغور اور عواصم پر (جو ابن طولون کی جانب سے ان علاقوں کا گورنر تھا) فوج کشی کی اور دونوں میں بہت بڑی لڑائی ہوئی۔

۲۷۱ھ کے واقعات: ..... ۲۷۱ھ میں مابین محمد وعلی پسران حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مقام مدینہ منورہ میں چل گئی دونوں نے آپس میں اپنے خاندان کے ایک گروپ کا کام تمام کر دیا اور لوگوں کا مال واسباب لوٹ لیا ایک مہینہ تک اس ہنگامہ کی بدولت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمعہ نہ ہوسکا، اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث گورنر خراسان کو معزول کر دیا اور احمد بن عبد اللہ بن ابی ولف سے مقام اصفہان میں معرکہ آرائی ہوئی بالآخر عمرو بن لیث کو شکست کھانی پڑی، خمارویہ نے اسی سنہ میں شام کو ابو العباس ابن موفق کے قبضہ سے دوبارہ واپس لے لیا ابن موفق بھاگ کر طرسوس پہنچا جیسا کہ ہم اس کو اوپر بالتفصیل بیان کر چکے ہیں، اسی سنہ میں دربار خلافت سے احمد بن محمد طائی کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی حکومت عطا ہوئی، ان

دنوں مکہ معظّمہ کا گورنر یوسف بن ابی الساج تھا طائی کی طرف سے بدر (طائی کا غلام) امیر حجاج بن کر مکہ معظّمہ آیا یوسف نے مسجد حرام کے دروازے پر بدر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کو گرفتار کر لیا چنانچہ لشکریوں اور حجاج نے یوسف پر حملہ کر دیا اور بدر کو قید سے رہا کرا کے یوسف کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔

۲۷۲ھ کے واقعات: ......۲۷۲ھ کے نصف اول میں اذکرتکین نے محمد بن زید علوی کے قبضہ سے مقام رے کو طاقت کے زور سے نکال لیا اذکرتکین چار ہزار فوج کے ساتھ قزوین سے آیا تھا اور محمد بن زید علوی طبرستان سے دیلم کا ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا ہوا تھا دونوں میں بہت بڑا معرکہ ہوا محمد بن زید کے ساتھیوں میں سے چھ ہزار آدمی مارے گئے اور اذکرتکین کو فتح نصیب ہوئی، اسی سنہ میں اہل طرسوس نے ابوالعباس بن موفق کو طرسوس سے بغداد کی جانب نکال دیا اور باز مار کو اپنا امیر بنا لیا، سلیمان بن وہب وزیر السلطنت نے موفق کے قید میں وفات پائی حمدان بن حمدون اور ہارون شہر موصل میں داخل ہوئے وزیر صاعد بن مخلد فارس سے واسط واپس آیا اور موفق کے حکم سے سپہ سالاران لشکر اور ارا کین حکومت نے اس کا استقبال کیا اور پیدل اس کے ساتھ ساتھ شہر میں آئے دست بوسی کی اور یہ تخوت وتکبر کے مارے کسی سے مخاطب نہیں ہو رہا تھا اور نہ کسی سے کچھ بولتا تھا اس کے بعد ہی موفق نے اس کو اس کے ساتھیوں اور اہل واعیال سمیت گرفتار کر لیا مکانات لٹوا لئے اور بغداد میں حکم بھیج دیا کہ اس کے بیٹے ابوعیسیٰ اور صالح اور بھائی عبدون کو گرفتار کر لیا جائے، پھر اس کی جگہ عہدہ کتابت (سکریٹری شپ) ابوالصقر اسماعیل بن بلبل کو دے دی گئی اور صرف اسی کو ہی سکریٹری رکھا، بنوشیبان نے اسی سنہ میں موصل اور موصل کے آس پاس علاقوں پر حملہ کیا، ہاروں خارجی نے بنوشیبان کا مقابلہ کرنے کے ارادے سے فوجیں فراہم کیں اپنے دوستوں اور ہمدردوں کو کمک بھیجنے کو لکھا چنانچہ احمد بن حمدون تغلبی ایک فوج کا دستہ لے کر پہنچ گیا اور یہ سب کے سب جمع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہو گئے اور دجلہ کو مشرقی جانب سے عبور کر کے نہر خاور کی طرف بڑھے دونوں فوجوں کا اسی نہر پر مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ میں ہارون کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور اہل نینویٰ جلاوطن ہو کر نکل گئے۔

۲۷۳ھ کے واقعات: ......۲۷۳ھ میں اسحاق بن کنداجق اور محمد بن ابی الساج میں چپقلش ہو گئی محمد بن ابی الساج ابن طولون سے مل گیا او رجزیرہ اور موصل پر قابض ہو کر ابن طولون کے نام کا خطبہ پڑھا اور شرات سے پنجہ آزمائی کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، اسی سنہ میں موفق نے لولوء (یہ ابن طولون کا غلام تھا اور موفق سے مل گیا تھا) کو گرفتار کر لیا چار لاکھ دینار جرمانہ وصول کئے اسی زمانہ سے لولوء کا زوال شروع ہوا حتیٰ کہ اپنے پرانے ولی نعمت ابن طولون کے بیٹے ہارون بن خمارویہ کے پاس پھر مصر واپس آ گیا۔ ۲۷۴ھ میں موفق نے فارس کا رخ کیا اور اس کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اس کے بعد عمرو کرمان و سجستان کی طرف لوٹ آیا اور موفق بغداد کی جانب چلا گیا۔

۲۷۵ھ کے واقعات: ......۲۷۵ھ میں ابن ابی الساج خمارویہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا خمارویہ نے اس کی گوشمالی کی غرض سے فوج کشی کر دی چنانچہ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار ابن ابی الساج شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگ گیا اور خمارویہ نے شام پر قبضہ کر کے اس کا تعاقب کیا ابن ابی الساج نے حدیثہ پہنچ کر دم لیا اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ خمارویہ واپس ہو گیا، اسحاق بن کنداجق اس موقع کو مناسب تصور کر کے خمارویہ سے مل گیا خمارویہ نے ایک لشکر چند سپہ سالاروں کے ساتھ اسحاق کے ہمراہ اس کے تعاقب اور گرفتاری کے لئے روانہ کیا ابھی اسحاق عبور کرنے کی ارادے سے کشتیوں کو فراہم کر رہا تھا کہ ابن ابی الساج اس کی آنے کی اطلاع پا کر موصل کی جانب روانہ ہو گیا اسحاق نے یہ خبر پا کر اس کا تعاقب کیا اور مقام قصر حرب میں دونوں کی جنگ ہو گئی اگرچہ اسحاق کے لشکر میں ایک عظیم الشان اور کثیر التعداد فوج تھی مگر پھر بھی اسے شکست ہوئی رقہ تک ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق سے اسحاق کے تعاقب میں شام تک بڑھ جانے کی اجازت طلب کی اس دوران خمارویہ کی طرف سے ایک فوج اسحاق کی کمک پر آ گئی چنانچہ حدود شام میں دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی جس میں ابن ابی الساج کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر موفق کے پاس آ گیا اسحاق نے دیار ربیعہ اور دیار مضر پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اسی سنہ میں احمد بن محمد طائی نے کوفہ سے فارس عبدی کے مقابلہ کے لئے فوج کشی کی طائی دربار خلافت کی طرف سے کوفہ سواد کوفہ، خراسان، سامرا، شرطہ بغداد، محکمہ مال بادوریا اور قطربل کا گورنر تھا چنانچہ فارس عبدی کے مقابلہ میں اس کو شکست ہوئی اسی ❶ شکست کے بعد موفق نے طائی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کے سارے مال واسباب کو ضبط کر لیا، اسی سنہ میں موفق

❶ ......دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۷۳)۔

نے اپنے بیٹے ابوالعباس کے لئے سزائے قید تجویز کی، رافع بن ہرثمہ نے جرجان کو محمد بن زید کے قبضہ سے نکال لیا اور استر آباد کا دو برس تک محاصرہ کئے رہا محمد نے ۲۷۵ھ میں ساریہ اور طبرستان سے ایک فوج استر آباد کو بچانے کے لئے روانہ کی، رستم بن قارن امن حاصل کر کے طبرستان سے رافع کے پاس آ گیا اور علی بن لیث کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی اس کو اس کے دونوں بیٹوں معدل ولیث سمیت اس کے بھائی نے کرمان میں قید کر دیا تھا اسی زمانہ میں رافع نے محمد بن ہارون کو شالوس کی جانب روانہ کیا علی بن کافی امن حاصل کر کے محمد بن ہارون سے مل گیا محمد بن زید نے یہ خبر سن کر ان دونوں کا محاصرہ کر لیا رافع کو اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر آراستہ کر کے فوراً کوچ کر دیا محمد بن زید یہ سن کر ملک ویلم بھاگ گیا اور قزوین تک رافع نے تعاقب کیا اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو قزوین کو تاخت وتاراج کر کے مقام رے واپس آ گیا۔

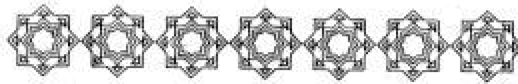
۲۷۶ھ کے واقعات:...... ۲۷۶ھ میں خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے خوش ہو گیا اور ان کو حکومت عنایت کی اور اس کے نام کو جھنڈوں اور ڈھالوں پر کندہ کرایا، عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے پولیس بغداد کا عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر کو افسر بنایا اور کچھ عرصہ کے بعد اس نے سرتابی کی تو عمرو بن لیث نے اسے معزول کر دیا، اسی سنہ میں موفق نے بقصد اتکوتکین کے پاس جانے اور احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف جبل کا رخ کیا جیسا کہ ان واقعات کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو آذربائیجان کی حکومت عطا کی مگر عبداللہ بن حسین گورنر مراغہ نے راستہ نہیں دیا چنانچہ لڑائی ہوئی اور ابن ابی الساج نے پہلے ہی حملہ میں اسے شکست دیدی اور باوجود کامیابی کے عبداللہ کو بدستور بحال رکھا، ہارون خارجی نے اسی سنہ میں حدیثہ سے موصل پر چڑھائی کی مگر اہل موصل نے معذرت کر لی اور گردن اطاعت جھکا دی چنانچہ ہارون کے دل میں رحم آ گیا اور جنگ موصل سے دست کش ہو گیا۔

۲۷۷ھ کے واقعات:...... ۲۷۷ھ میں چونکہ خمارویہ نے تیس ہزار دینار، پانچسو خلعتیں، پانچسو خز کی چادریں اور بیشمار اسلحہ گورنر طرسوس باز مار کے پاس بطور تحفہ بھیج دیئے تھے اس لئے باز مار نے خطبہ میں خمارویہ کے نام کو دعا کے ساتھ پڑھ دیا اس کے بعد جب خمارویہ کو معتبر ذرائع سے اس کی خبر ملی تو پچاس ہزار دینار اور بھیج دیئے۔

۲۷۸ھ تا ۲۷۹ھ کے واقعات:...... ۲۷۸ھ میں موفق کی وفات ہوگئی اور اسکی جگہ معتضد کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی، قرامطہ کا ظہور بھی اسی سنہ میں ہوا جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو۔ ۲۷۹ھ میں خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہدی سے معزول کر کے یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی خلافت کا وارث ہوگا اسی سنہ میں خوارج اور اہل موصل اور بنی شیبان کی لڑائی ہوئی بنی شیبان کا پیشوا ہارون بن سیما تھا اس کو محمد بن اسحاق بن کنداج نے امیر موصل مقرر کر کے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے اس کو موصل نے امارت کی کرسی پر بیٹھنے نہیں دیا تب ہارون نے بنی شیبان سے راہ ورسم پیدا کی اور ان کے ساتھ مل کر موصل پر حملہ آور ہوا اہل موصل نے ہارون خارجی اور حمدان بن حمدون کی پشت پناہی سے مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی اور ایک خونریز جنگ کے بعد بنی شیبان نے ان کو شکست دیدی، اس واقعہ سے اہل موصل کے دلوں پر ہارون بن سیما کے خوف کا سکہ بیٹھ گیا انہوں نے چند امراء کو بغداد کی جانب گورنر مقرر کرانے کے لئے روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے محمد بن یحییٰ مجروح کو جو راستے کی حفاظت پر مامور تھا حکومت موصل عنایت کی چنانچہ یہ ایک مدت تک موصل کا گورنر رہا اس کے بعد معزول کر کے علی بن داؤد کر دی کو موصل کا گورنر بنا دیا گیا۔

معتمد کی وفات:...... خلیفہ معتمد علی اللہ ابوالعباس احمد بن متوکل نے اپنی خلافت کے تیئسویں برس جبکہ ماہ رجب ۲۷۹ھ کے ختم ہونے میں دس راتیں ❶ باقی رہ گئیں تھیں وفات پائی اور سامرا میں مدفون ہوا۔

الحمدللہ حصہ اول کا ترجمہ مکمل ہوا



❶...... (تاریخ طبری جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۱)، مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۲۵۸)، (الجواہر الثمین جلد ۱ صفحہ ۱۵۷) اور (النجوم الزاہرہ جلد ۱ صفحہ ۸۰) پر لکھا ہے کہ رجب کا مہینہ ختم ہونے میں ۱۱ راتیں باقی تھیں۔

تاریخ ابن خلدون

جلد چہارم

﴿حصہ دوم﴾

احمد بن موفق معتضد باللہ ۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

معتمد علی اللہ پہلا خلیفہ ہے جس نے دوبارہ بغداد کو ایسا دارالخلافت بنایا اس نے پورا زمانہ خلافت نہایت مجبوری اور مغلوبیت کے ساتھ ختم کیا اس کا بھائی موفق اس پر حاوی تھا یہ کسی کام میں کچھ داخل نہیں ہوسکتا گورنروں کی تقرری وتنزلی اور سارے احکامات موفق کے جاری وساری تھے معتمد صرف نام کا خلیفہ تھا اور درحقیقت موفق خلافت کر رہا تھا جس وقت ۲۷۸ھ میں موفق کا انتقال ہوگیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرنا چکے ہیں اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالعباس احمد معتضد باللہ ولی عہد کی کرسی پر جانشین بنا اس نے بھی معتمد کے اثر حکومت کو وسیع نہ ہونے دیا اور اپنے باپ کی طرح ہر کام میں پیش پیش رہا پہلے تو خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہدی میں معتضد سے پہلے رکھا تھا مگر کچھ عرصے بعد جعفر کو معزول کر کے تمام زیر کنٹرول علاقوں میں یہ اعلان کرا دیا کہ میرے بعد معتضد ہی وارث خلافت ہوگا۔

معتضد کی خلافت:.....اس واقعہ کے بعد خلیفہ معتمد کی وفات ہوگئی اور انتقال کے دوسرے دن امراء لشکر اور اراکین دولت نے معتضد نے تخت خلافت بیٹھنے کے بعد اپنے غلام بدر کو پولیس کی افسری دی، عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور محمد بن شاری بن ملک کو دستہ فوج جان نثاران پر مامور فرمایا۔ خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت کے شروع میں عمرو بن لیث کا وفد (ڈیپوٹیشن) آیا اور عمرو بن لیث کی طرف سے ہدایا وتحائف پیش کئے اور حکومت خراسان کی درخواست کی، خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث کے نام سند گورنری لکھ دی خلعت اور جھنڈا روانہ کیا معتضد کے زمانہ خلافت کے شروع میں نصر بن احمد سامانی کا انتقال ہوا اور اس کا بھائی اسماعیل ماوراء النہر پر حکمرانی کرنے لگا۔

رافع بن ہرثمہ:.....گورنر خراسان رافع بن ہرثمہ ❶ نے شاہی املاک پر جورے میں تھیں قبضہ کرلیا تھا خلیفہ معتضد نے تخت خلافت پر بیٹھنے کے بعد رافع کو لکھ بھیجا کہ شاہی املاک سے ہاتھ کھینچ لو اور اپنا قبضہ ختم کردو مگر رافع نے کچھ بھی خیال نہ کیا خلیفہ معتضد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام ایک فرمان رافع کو نکالنے کا روانہ کیا چنانچہ احمد بن عبدالعزیز نے رافع بن لیث سے لڑکر ''رے'' سے نکال دیا۔

رافع شکست کے بعد:.....رافع بن ہرثمہ ❷ اس شکست کے بعد جرجان کی طرف چلا گیا ۲۸۳ھ میں نیشاپور پہنچا عمرو کی اس سے معتدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر رافع شکست کھا کر ابیورد کی جانب بھاگ گیا پکڑ دھکڑ کے دوران عمرو نے اپنے بھائی بیڑوں معدل اور لیث کو اس کے پنجہ ظلم سے چھڑالیا ان دونوں کا تذکرہ اس پہلے اوپر ہوچکا ہے اس کے بعد رافع نے ہرات کی طرف کوچ کردیا عمرو کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ سرخس پہنچ کر عمرو کے بعض سپہ سالاروں نے عمرو سے ساز باز بلند کرلی اور رافع سے علیحدہ ہوکر عمرو سے جاملے اس سے رافع کو سخت نقصان اٹھانا پڑا اور وہ شکست کھا کر بھاگا چونکہ محمد بن زید نے کسی زمانہ میں رافع سے امداد کا وعدہ کیا تھا چنانچہ مایوسی اور پے درپے ناکامی وشکست کے بعد اسے محمد بن زید کا خیال آ گیا فوراً اپنے بھائی محمد بن ہرثمہ کو روانہ کیا مگر محمد بن زید نے وعدہ پورا نہ کیا۔

رافع کا قتل:.....اس دوران رافع کے مصاحبین، احباب اور غلاموں نے اسے چھوڑ دیا اور محمد بن ہارون بھی علیحدہ ہوکر احمد بن اسماعیل کے

---

❶..... صحیح نام رافع بن ہرثمہ ہی ہے وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کیونکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے قدیم ترجمے میں بھی اس عنوان کے تحت کاتب سے ایک جگہ غلطی ہوئی ہے جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد۳ صفحہ ۳۴۵ پر کمپوزر نے غلطی سے رافع بن ہرثمہ کے بجائے رافع بن لیث تحریر کردیا ہے یعنی قدیم مترجم نے صحیح لکھا ہے وہاں جدید ایڈیشن میں غلطی ہے اور جہاں جدید ایڈیشن میں صحیح ہے وہاں قدیم ترجمے میں غلطی ہے (ثناءاللہ)

❷..... یہاں صحیح نام رافع بن ہرثمہ ہے رافع بن لیث نہیں ہے، یہی وہ جگہ ہے جہاں قدیم مترجم سے یا کاتب سے غلطی ہوئی تھی اور جدید عربی ایڈیشن میں اس جگہ صحیح نام رافع بن ہرثمہ ہی تحریر ہے، جدید ایڈیشن میں ہیڈنگ (عنوان) لکھنے میں غلطی ہوئی تھی غلطیوں سے پاک تو صرف اللہ کی ذات ہے۔

پاس بخارا چلا گیا رافع نے گنتی کے چند سپاہیوں اور مال واسباب وآلات حرب سمیت خوارزم کا راستہ لیا خوارزم شاہ کو خبر لگ گئی (اپنے گورنر ابوسعید درغانی کو لکھ بھیجا کہ ''یہ موقع اچھا ہے جس طرح ممکن ہو جھانسہ دے کر میرے پاس لے آؤ'' چنانچہ ابوسعید نے رافع کو نہایت عزت واحترام ❶ سے ٹھہرایا خلوص ومحبت ظاہر کی اور حالت غفلت میں اس کا سر اتار کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیج دیا یہ واقعہ شوال ۲۸۳ھ کا ہے۔

ابی جوزہ محمد بن عبادہ:......خوارج موصل کے حالات ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ان لوگوں نے مساور کے بعد ہارون شاری کو اپنا امیر بنالیا تھا جیسا کہ ان خوارج کے حالات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اس کے بعد ۲۸۰ھ میں بنی زہیر سے محمد ❷ بن عبادہ ابی جوزہ مشہور نے قبراثا ربقعاء سے ہارون کی مخالفت پر کمر ہمت باندھی ابی جوزہ ایک غریب ومفلس شخص تھا نہایت عسرت وتنگی سے بسر اوقات کرتا تھا اس کے اور اس کے بیٹوں کی گذر اوقات اس پر منحصر تھی کہ جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتے اور شہر میں ان کو فروخت کر کے اپنا پیٹ بھرتے تھے غرض اس کے وسائل معاش اسی قسم کے تھے مگر دینداری اور زہد خوب ظاہر کرتا تھا رفتہ رفتہ لوگوں کا میلان اس کی جانب ہو گیا اس نے لوگوں کو جمع کر کے ایک گروپ قائم کر لیا اور ان پر حکمرانی کرنے لگا تھوڑے دنوں بعد قرب وجوار کے دیہاتی بھی اس کے پاس آنے جانے لگے جس سے اس کی قوت بڑھ گئی پھر کیا تھا ہاتھ پاؤں نکالے اور صوبہ موصل کا زکوٰۃ وعشر وصول کر لیا مال واسباب اور جن چیزوں سے مدد مل سکتی تھی ان کی حفاظت کی غرض سے سنجار کے قریب قلعہ بھی تعمیر کر لیا اور اس میں اپنے بیٹے ابو ہلال کو ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ ٹھہرایا۔

ہارون خارجی کا حملہ:......ہارون شاری کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو جمع کر کے مشورہ کیا اور ان کے اتفاق رائے سے قلعہ کو گھیر لیا ان دنوں ابو جوزہ ''قبراثا'' میں تھا قلعہ کا محاصرہ نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے کیا گیا تھا چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی گئی آمد ورفت قطعاً مسدود کر دی گئی تھوڑے ہی دنوں میں قلعہ فتح ہونے کے آثار نمایاں ہو گئے قبیلہ بنو تغلب کے کچھ لوگ ہارون کے ساتھ تھے جب انھوں نے اس بات کا احساس کر لیا کہ قلعہ عنقریب فتح ہونے والا ہے تو قلعہ میں جتنے بنی زہیر تھے ان کو امن دے دی مگر امان دینے سے پہلے ابو ہلال کا چند آدمیوں سمیت کام تمام کر دیا گیا تھا ہارون نے کامیابی کے ساتھ قلعہ پر قبضہ کر کے ابو جوزہ کی طرف قدم بڑھائے دونوں نے مقام ''قبراثا'' میں صف کرائی کہ پہلے حملہ میں تو ہارون کو شکست ہوئی مگر اس نے پھر پلٹ کر ایسا پرزور حملہ کیا کہ ابو جوزہ کے قدم میدان جنگ سے ڈر کر ڈگمگا گئے اور وہ ہزیمت اٹھا کر انتہائی ابتری کے ساتھ بھاگا ایک ہزار چار سو آدمی مارے گئے ہارون نے اس کی لشکر گاہ پہنچ کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور اس کے مال واسباب کو اپنے لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔

ابو جوزہ کی موت:......ابو جوزہ اس شکست فاش کے بعد آمد پہنچا احمد بن عیسیٰ بن شیخ گورنر آمد سے مقابلہ کیا اس کا انجام یہ ہوا کہ احمد نے ابو جوزہ کو گرفتار کر کے دربار خلافت بھیج دیا خلیفہ معتضد نے اس کی کھال کھنچوالی جس سے مر گیا۔

خلیفہ معتضد اور بنی شیبان:......(ماہ صفر) ۲۸۰ھ میں خلیفہ معتضد نے دار الخلافت بغداد سے بنی شیبان کے ارادے سے زمین جزیرہ کی جانب کوچ کیا بنی شیبان موکب ہمایوں کی آمد کی خبر پا کر مرعوب ہو کر روپوش ہو گئے خلیفہ معتضد نے ''سن'' ❸ کے قریب عرب خانہ بدوش کے ایک گروپ پر جو دن دھاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے حملہ کیا اور ان کو زیروزبر کر کے موصل واپس لوٹ گیا اس واقعہ سے بنی شیبان بے حد ڈر گئے اور اظہار اطاعت کی غرض سے نقد وجنس فراہم کر کے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معذرت کی اور بطور ضمانت چند لوگوں کو حوالہ کر دیا خلیفہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور لشکریوں کو دار الخلافت کی جانب واپسی کا حکم دیا اور بغداد پہنچ کر احمد بن عیسیٰ بن شیخ کے نام فرمان روانہ کیا کہ آمد میں ابن کنداجق کا جتنا مال واسباب تمہارے ہاتھ آیا ہو بارگاہ خلافت میں بھیج دیا جائے چنانچہ احمد نے وہ سب مال واسباب اور تحائف ❹ وہدایا کثیرہ روانہ کر دیا۔

---

❶......یہاں جگہ خالی تھی جسے تاریخ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۵۶۸ سے پر کیا گیا۔ ❷......یہ بھی مذہب کے لحاظ سے خارجی تھا، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۴) (مترجم)

❸......ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۶ پر سن کے بجائے سند تحریر ہے۔ ❹......دیکھیں تاریخ کامل ابن اچیر جلد ۴ صفحہ ۵۷۰۔

ماردین پر قبضہ:...... چونکہ حمدان ❶ بن حمدون کے بارے میں یہ شک گذر رہا تھا کہ یہ، مارون شاری خارجی کی طرف مائل ہوگیا ہے اور اس کے حامیوں میں شامل ہوگیا ہے اس لئے ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے بغداد سے پھر کوچ کیا بنی تغلب کے خانہ بدوش جمع ہو کے مقابلہ پر آئے اور پہلے ہی معرکہ میں منہ کی کھا کر بھاگے ایک بڑا گروہ مارا گیا بہت سے زاب میں ڈوب کر مر گئے خلیفہ معتضد نے موصل کا رخ کیا اس عرصہ میں یہ خبر ملی کہ حمدان ماردین چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور اپنے بیٹے کو قلعہ میں ٹھہرا گیا ہے خلیفہ معتضد نے اسی وقت ماردین پر حملہ کر دیا چنانچہ تمام دن لڑائی ہوتی رہی اگلے دن خلیفہ معتضد سوار ہو کر قلعے کے دروازے پر گیا اور ابن حمدان کو آواز بلند سے پکار کر دروازہ کھولنے کو کہا اس سے ابن حمدان پر ایسا خوف غالب ہوا کہ اس سے کچھ بن نہ پڑا اور دروازہ کھول دیا خلیفہ معتضد نے لشکریوں کو حکم دیا کہ جو کچھ قلعہ میں ہو اس کو باہر نکال لو اور قلعہ کو منہدم کر دو۔ اور حمدان کی گرفتاری اور اس کے مال واسباب ضبط کرنے کے لئے ایک دستہ فوج مقرر کر کے بغداد کی جانب واپس چلا گیا۔

جبل واصفہان کا گورنر:......۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی (مکتفی) کو رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم، ہمدان اور دینور کی حکومت پر مقرر فرمایا حسن بن علی نے جو کہ کورہ مشہور تھا اور رافع بن لیث کی طرف سے رے کا عامل تھا مکتفی کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کی درخواست کی مکتفی نے امن دے دیا اور اس کو اپنے باپ کے پاس دار الخلافہ بھیج دیا۔

حمدان کی گرفتاری:......۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد کا موکب اجلال موصل کی طرف روانہ ہوا اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کو طلبی کے احکام لکھے اسحاق نے حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کر لی مگر حمدان نے سرکشی کی اپنے مال واسباب اور حرم کو ایک محفوظ مقام میں ٹھہرا کر قلعہ نشین ہوگیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی خلیفہ معتضد نے ایک لشکر جرار وصیف اور نصر قسوری کی ماتحتی میں سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا سرزمین موصل میں مقام دیر زعفران کے پاس سے اس لشکر کا گذار ہوا اس وقت اس مقام کی حفاظت کے لئے حسن بن علی کورہ حسین بن حمدان کے ساتھ موجود تھا حسین بن حمدان نے مرعوب ہو کر وصیف سے امن کی درخواست کی وصیف نے امن دے کر خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا خلیفہ معتضد نے دیر زعفران منہدم کر دینے کا حکم صادر کر دیا اور حمدان کے تعاقب میں رصیف روانہ ہوا چنانچہ اس سے مقام باسورین میں مڈبھیڑ ہوگئی جس میں حمدان کو شکست ہوئی اور وہ دجلہ جانب مغربی سے عبور کر کے دیار ربیعہ کی طرف بھاگا چنانچہ عساکر شاہی نے بھی دجلہ عبور کیا کھڑا ہوا شاہی لشکر نے اس پر قبضہ کر کے پھر اس کا تعاقب کیا حمدان نے تنگ آ کر اسحاق بن ایوب کے خیمہ میں جا کر پناہ لے لی جو کہ خلیفہ معتضد کی لشکر گاہ میں نصب تھا اسحاق بن ایوب نے اس کو دربار خلافت میں پیش کر دیا چنانچہ خلیفہ نے حکم دیا کہ حمدان کو نظر بند کر دو اور چند سپاہی اس کی حفاظت ونگرانی پر مامور کر دو۔

ہارون خارجی کا اشتعال:...... خلیفہ معتضد اس مہم سے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے فارغ ہو کر خراج کے معلول اور عمال کے تقرر کی غرض سے نصر قسوری ❷ کو موصل میں ٹھہرا کر خود واپس ہوگیا چنانچہ ایک گورنر ❸ نصر کے حکم سے موصل کے اطراف میں گیا وہاں ہارون خارجی کے ساتھیوں میں سے ایک گروپ نے موقع پا کر رات کیوقت حالت غفلت میں حملہ کر دیا اتفاق سے ہارون کا ایک نامور ساتھی ❹ اس ہنگامہ میں مارا گیا ہارون کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اس نے اچانک موصل کے آس پاس فتنہ وفساد برپا کر دیا نصر نے ہارون کو ڈانٹ بھرا ایک خط تحریر کیا ہارون نے اس سے زیادہ غلط جواب دیا اور خلیفہ معتضد کے تذکرے کی طرف توجہ نہ کی نصر نے اس خط کو اپنے خط کے ساتھ دربار خلافت میں بھیج دیا خلیفہ معتضد اسے دیکھ کر آگ بگولہ ہوگیا اور فوراً جنگ کی تیاری کا حکم صادر کر دیا موصل کی حکومت پر ان دنوں بکتمر طاشتمر تھا انتظاماً اس کو معزول اور قید کر کے حسن بن علی کورہ کو

❶...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۶ پر حمدان بن حمدون کے بجائے احمد بن حمدون تحریر ہے جبکہ صحیح حمدان بن حمدون ہی ہے کیونکہ اس کے بعد حمدان کی گرفتاری کے عنوان کے تحت جدید عربی ایڈیشن میں بھی حمدان بن حمدون ہی تحریر ہے۔

❷...... ایک نسخے میں قسروی تحریر ہے جو کہ غلط ہے، صحیح قنسوری یا قشوری ہے دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۵۷۵

❸...... یہ معلثایا کا عامل تھا، خراج وصول کرنے کا معلثایا جا رہا تھا، دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۷ (مترجم)

❹...... اس شخص کا نام جعفر تھا، ہارون کے سربرآوردہ احباب سے تھا، دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد صفحہ ۱۸۷

حکومت کی ہدایت فرمائی چنانچہ حسن بن علی نے لشکر آرائی کی وہاں موصل کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا شہر اور کیمپ کے اردگرد خندقیں کھدوائیں غلہ وغیرہ کا ایک کافی ذخیرہ اکٹھا کرلیا اس دوران وہ وقت آ گیا کہ کاشتکاروں نے کھیت کھلیان اُٹھالیا۔ تب حسن نے بسم اللہ کر کے اپنے لشکر کے ساتھ زاب کو عبور کیا مغلہ کے قریب فریقین نے صف آرائی کی اور بہت بڑی لڑائی ہوئی تب ہزاروں کا کام تمام ہوگیا بالآخر ہارون کو شکست ہوگئی اکثر حصہ اس کے ساتھیوں کا مارا گیا اور بڑا حصہ آذربائیجان کی طرف بھاگ گیا ہارون جان کے خوف سے بیابان میں چھپ گیا اس کے نامی گرامی مصاحبین اور مشیروں نے امن کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ معتضد نے ان سب کی درخواستیں منظور کرلیں۔

ہارون کی گرفتاری: ...... پھر ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون خارجی کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا اور تکریت پہونچا حسین بن حمدان کو تین سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور اس کی درخواست پر یہ وعدہ کرلیا کہ اگر ہارون گرفتار کرلیا جائے گا تو اس کے باپ کو قید سے رہا کردیا جائے گا حسین کے ساتھی اس مہم میں وصیف وغیرہ بھی شریک تھے رفتہ رفتہ دجلہ کے ایک نایاب مقام پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور وصیف سے مخاطب ہوکر بولا " دیکھو یہ پاؤں تک پانی والا مقام ہے ظن غالب یہ ہے کہ ہارون اسی مقام سے دریا عبور کرے گا تم اس مقام سے حرکت نہ کرنا جب تک میں نہ آؤں یا تم کو یہ خبر کسی معتبر ذریعہ سے نہ ملے کہ ہارون کا میں نے کام تمام کردیا ہے" وصیف چند آدمیوں کے ساتھ اس مقام پر ٹھہر گیا اور حسین باقی سواروں کو لے کر ہارون کی تلاش میں روانہ ہوا دوایک منزل کے بعد ہارون سے مڈبھیڑ ہوگئی چنانچہ پہلے ہی حملہ میں ہارون شکست کھا کر بھاگا اس کے چند ساتھی اس معرکہ میں کام آ گئے وصیف کو اس وقت تک تین دن ہو گئے تھے ابھی کوئی خبر حسین اور ہارون کی سنی نہیں گئی تھی اور وہ انتظار کرتے کرتے اکتا گیا تھا لہذا حسین کی تلاش میں کوچ کردیا۔ اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ہارون شکست کھا کر پہنچ گیا اور اس پایاب مقام سے دریا عبور کر گیا اس دوران حسین بھی پہنچ گیا اور وصیف کو اس مقام پر نہ پا کر بہت گھبرایا لیکن پھر مطمئن ہوکر ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوگیا اور قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچا جہاں پر کہ ہارون پناہ گذین تھا پوچھنے پر ان لوگوں نے حسین کو ہارون کا پتہ بتادیا چنانچہ حسین نے پہنچکر ہارون کو گرفتار کرلیا اور پابزنجیر خلیفہ معتضد کی خدمت میں لا کر حاضر کردیا۔

عبرتناک قتل: ...... خلیفہ معتضد ماہ ربیع الاول سن مذکور کی آخری تاریخوں میں بغداد واپس گیا اور دارالخلافت پہنچ کر حسین اور اس کے بھائیوں کو خلعتیں عنایت کیں اور حسب وعدہ اس کے باپ حمدان کو رہا کردیا اور انعام وصلے عطا کئے ہارون کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا کہ ہاتھی پر زبردستی سوار کرا کے شہر میں گھمایا آگے آگے نقیب کہتے جاتے تھے "لاحکم الا للہ ولو کرہ المشرکون" ❶ کے بعد صلیب دے دی یہ صفر کی تھا اس واقعہ پر اس کا باب ختم ہوگیا۔

ابودلف کا پوتا عمرو: ...... اس واقعہ سے پہلے ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا اور کرخ پہنچا عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف یہ خبر سن کر بھاگ گیا چنانچہ معتضد نے اس کا مال واسباب ضبط کرلیا عمرو بن عبدالعزیز کے پاس ایک دانہ یاقوت کا تھا خلیفہ معتضد کی نیت اس پر لگی ہوئی تھی لکھ بھیجا کہ خط دیکھتے ہی وہ موتی فوراً بھیج دو چنانچہ عمرو بن عبدالعزیز نے بھیج دیا۔

عمرو کی صلح: ...... اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وزیرالسلطنت عبیداللہ بن سلیمان کو اپنے بیٹے کے پاس "رے" روانہ کیا اور وہاں سے واپسی کے بعد عمرو بن عبدالعزیز کی طرف روانہ کردیا عمرو بن عبدالعزیز نے امن کی درخواست کی اور علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکادی وزیرالسلطنت نے عمرو بن عبدالعزیز اور اس کے سارے خاندان کو خلعتیں عنایت کیں۔ ادھر عمرو بن عبدالعزیز کے امن حاصل کرنے سے پہلے اس کا بھائی بکر بن عبدالعزیز وزیرالسلطنت اور بدر ❷ سے امن حاصل کر چکا تھا اور انھوں نے اس کو عمرو بن عبدالعزیز کے صوبہ کی حکومت عمرو بن عبدالعزیز سے

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۷ پر جو عبارت تحریر ہے اس کا ترجمہ اس طرح ہے کہ ہارون کو ہاتھی پر بٹھا کر شہر میں گھمایا گیا جبکہ ہارون بلند آواز سے کہہ رہا تھا "لاحکم الا للہ ولو کرہ المشرکون" یعنی حکم دینے کا حق صرف اللہ ہی کو ہے اگرچہ مشرکوں کو یہ بات بری لگے۔

❷ ...... یہ خلیفہ معتضد کا ایک آزاد کردہ غلام تھا اس کی ناک کا بال بنا ہوا تھا، دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۸ (مترجم)

جنگ کرنے کے لئے دے دی تھی جب عمرو بن عبدالعزیز نے حاضر ہو کر امن حاصل کر دیا تو وزیر السلطنت اور بدر نے بکر سے مخاطب ہو کر کہا ''ہم نے تم کو اس وقت حکومت دی تھی جب تمہارا بھائی سرکش اور باغی تھا اب چونکہ اس نے اطاعت قبول کر لی ہے اور ہم نے تم کو بھی سند حکومت دے دی ہے لہٰذا (عمرو کی طرف بھی اشارہ کر کے) تم دونوں دوسرا حکم لینے کے لئے دربار خلافت میں جا کر حاضری دو'' بکر تو یہ سن کر اہواز کی طرف بھاگ گیا اور عمرو بن عبدالعزیز کی جانب سے اصفہان پر عیسیٰ نوشری مامور ہوا وزیر السلطنت نے ایک اطلاعی خط اس واقعہ کا دربار خلافت میں روانہ کر دیا اور خلیفہ معتضد کے بیٹے سے ملنے کے لئے رے کا راستہ لیا۔

بکر بن عبدالعزیز بن ابی دلف:......خلیفہ معتضد نے وصیف موشکیر کو بکر بن عبدالعزیز کی طرف اہواز روانہ کیا چنانچہ حدود فارس میں بکر سے سامنا ہوا بکر رات کے وقت چھپ کر اصفہان روانہ ہو گیا وصیف چھلا کر بغداد کی جانب واپس ہو گیا تب خلیفہ معتضد نے بدر کو بکر بن عبدالعزیز کی گرفتاری اور جنگ کا حکم دیا بدر اپنی طرف سے عیسیٰ نوشری کو اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا اطراف اصفہان میں بکر اور عیسیٰ نوشری کی مڈبھیڑ ہو گئی بکر نے عیسیٰ کو شکست فاش دے دی پھر ۲۸۴ھ میں دوبارہ عیسیٰ نے بکر سے معرکہ آرائی کی اطراف اصفہان ہی میں فریقین کے درمیان بہت بڑی لڑائی ہوئی اس معرکہ میں عیسیٰ کو فتح نصیب ہوئی بکر کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی اور وہ بھاگ کر محمد بن زید علوی کے پاس طبرستان پہنچ گیا اور وہیں ۲۸۵ھ میں مر گیا۔

ابولیلیٰ بن عبدالعزیز:......عمرو بن عبدالعزیز نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے بھائی حرث کو جس کی کنیت ابولیلیٰ تھی گرفتار کر کے قلعہ زرد میں اپنے ایک خادم شفیع کی نگرانی کے قید کر دیا تھا لہٰذا جس وقت خلیفہ معتضد اس کے اطارف میں آیا اور عمرو نے امن حاصل کر لیا اور بکر بھاگ گیا قلعہ زرد جملہ مال و اسباب سمیت شفیع کے قبضہ میں رہ گیا اور ابولیلیٰ نے شفیع سے اپنی رہائی کے بارے میں بہت کچھ کہا سنا لیکن شفیع نے منظور نہ کیا چنانچہ ابولیلیٰ خاموش ہو گیا شفیع روزانہ رات کو ابولیلیٰ کے پاس عجیب و غریب داستانیں سننے آتا اور آدھی رات کے وقت واپس جاتا۔

ابولیلیٰ کا فرار:......ایک دن شفیع حسب دستور ابولیلیٰ کے پاس بیٹھا ہوا قصہ سن رہا تھا اتفاق سے قضاء حاجت کی ضرورت پیش آ گئی اور اٹھ کر چلا گیا تو ابولیلیٰ کو موقع مل گیا اس نے اپنی جگہ لکڑی کے ایک مجسم انسان کی تصویر اپنے بستر پر لٹا کر اسے چادر اوڑھا دی اور لونڈی کو یہ لکڑی ہدایت کر کے کہ شفیع قضاء حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوا تو ابولیلیٰ نے اپنے پاؤں کی اور ہاتھ کی زنجیریں کاٹ ڈالیں اور شفیع کے مکان کے قریب جا کر روپوش ہو گیا جب آدھی رات سے زیادہ گزر گئی اور چاروں طرف سناٹے کا عالم ہو گیا تو اس وقت آہستہ آہستہ دربانوں سے آنکھیں بچا کر شفیع کی خواب گاہ میں پہنچ گیا اور اس کی تلوار سے جو سرہانے رکھی تھی اس کا کام تمام کر دیا جب شور و غل مچا مکان کی ہر سمت سے خدام دوڑ پڑے مگر ابولیلیٰ نے انھیں ڈانٹ کر کہا ''آنکھیں اونچی مت کرو میں نے شفیع کو قتل کیا ہے اب کسی کو اپنی جان عزیز نہ ہو تو میرے مقابلہ پر آ جائے تم لوگ سہولت و اطمینان سے رہو تو میں تم کو امن دینے کے لئے تیار ہوں ورنہ یہ تلوار ہے اور تمہاری گردنیں ہیں خدام یہ سن کر سہم گئے ابولیلیٰ نے تشفی آمیز کلمات سے انعام اور صلے دینے کا وعدہ کیا اس عرصہ میں اکراد بھی آ کر جمع ہو گئے ابولیلیٰ نے ان میں سے رفاقت کا عہد و پیمان لے لیا اور علم عباسیہ کی مخالفت پر کمر باندھ کر قلعہ سے عیسیٰ نوشری کی جانب خروج کر دیا عیسیٰ نے ان کا مقابلہ کیا اتفاق سے جنگ کے دوران ابولیلیٰ کے گلے میں ایک تیر آ کر گھس گیا جس سے یہ تڑپ کر مر گیا اور اس کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے عیسیٰ نے اس کا سر اتار کر اصفہان بھیج دیا اور اسے اصفہان سے بغداد روانہ کر دیا گیا۔

ابن الشیخ کا واقعہ:......۲۸۵ھ میں احمد بن عیسیٰ بن شیخ کا جس نے آمد وغیرہ کو دبا لیا تھا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد جانشین ہوا خلیفہ معتضد نے ایک لشکر جرار مرتب ❶ کر کے چڑھائی کر دی اس مہم میں خلیفہ معتضد کا بیٹا ابو محمد علی مکتفی بھی شریک تھا مسلسل ہوتا ہوا آمد پہنچ گیا محاصرہ کر کے موقع موقع سے منجنیقیں نصب کر دیں اور سنگساری کا سلسلہ قائم ہو گیا ماہ ربیع الثانی ۲۸۶ھ تک آمد کا محاصرہ کئے رہا بالآخر محمد بن احمد نے طویل محاصرے سے تنگ آ کر اپنے لئے اور اہل آمد کے لئے امن کی درخواست کر دی اور عذر خواہی کے لئے دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ معتضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور اس مہم کی یادگار قائم رکھنے کے لئے قلعہ کی فصیلوں اور شہر پناہ کو منہدم کرا دیا اس کے بعد ہی یہ خبر ملی کہ محمد بن

---

❶......ذی الحجہ ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد نے حملہ کیا تھا، دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۵ (مترجم)

احمد کی نیت بدل گئی ہے اور وہ بھاگنے کی فکر میں ہے اسے فوراً اس کے اہل وعیال سمیت گرفتار کر لیا۔

ابن ابی الساج کا حال: ..... ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کو آذر بائیجان کی گورنری مرحمت ہوئی تھی اور راستہ نہ دینے کی وجہ سے حسین کو مراغہ میں اس نے شکست فاش دے کر مراغہ کو فتح کر لیا تھا اور اس کے بعد آذر بائیجان کے پورے صوبے پر قابض ہو گیا اور ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے اس کے بھائی یوسف بن ابی الساج کو صیمرہ کی جانب فتح فلالتی (موفق کے غلام) کی کمک پر روانہ کیا تھا بجائے اس کے کہ یوسف فتح کی کچھ امداد کرتا اپنے ساتھیوں سمیت اپنے بھائی محمد بن ابی الساج کے پاس چلا گیا خلیفہ معتضد نے ناراضگی کا فرمان لکھا اس پر محمد نے بطور ضمانت اور آئندہ اطاعت وخیر خواہی کے لئے ثبوت کے لئے چند آدمیوں کی دربار خلافت میں روانہ کر دیا اور اس کے ہمراہ تحائف اور ہدایا بھی بھیجے۔

قرامطہ کا آغاز ۲۸۱ھ

بحرین وشام میں قرامطہ کا آغاز: ..... ۲۸۱ھ میں ایک شخص یحییٰ بن مہدی قطیف (مضافات بحرین) میں آیا اور علی بن معلیٰ بن حمدان (یہ زیادیوں کا آزاد کردہ غلام) کے مکان میں مقیم ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے مہدی امام زمان نے اپنا ایلچی مقرر کر کے روانہ فرمایا ہے اور عنقریب وہ بھی خروج کرنا چاہتے ہیں علی مذہباً شیعہ تھا اس نے شیعان قطیف کو جمع کر کے مہدی کا خط جس کو یحییٰ نے پیش کیا پڑھ کر کے سنایا تاکہ مضافات بحرین میں یہ خبر مشہور ہو جائے شیعان قطیف نے نہایت خلوص واطاعت شعاری سے اس کو سنا اور ظہور مہدی کے وقت خروج کا وعدہ کیا انھیں شیعان قطیف میں ابوسعید جنابی ❶ بھی تھا اہل قطیف میں سے یہ ایک بڑی حیثیت والا معزز شخص تھا۔

یحییٰ کا دعویٰ: ..... اس واقعہ کے بعد یحییٰ تھوڑے دنوں کے لئے غائب ہو گیا کچھ دن واپس آیا تو ایک دوسرا خط مہدی کا پیش کیا جس میں اہل قطیف کی اطاعت واقرار رفاقت کا شکریہ لکھا تھا اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ہر شخص چھتیس، چھتیس دینار یحییٰ کی نذر کرے شیعان قطیف نے بطیب خاطر اس حکم کی بھی تعمیل کی اس کے بعد یحییٰ پھر غائب ہو گیا کچھ عرصے بعد پھر آیا اور ایک تیسرا خط پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ "تم لوگ اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زمان کے لئے یحییٰ کے حوالہ کرو" شیعان قطیف نے اس کی انتہائی مستعدی سے تعمیل کی غرض یہ کہ یحییٰ آئے دن قبائل قیس میں آجا رہا تھا اور ہر بار ایک خط یہ کہہ کر کہ یہ مہدی امام زمان کی جانب سے ہے پیش کرتا رہا اس کے بعد ۲۸۶ھ میں ابوسعید جنابی نے بحرین میں قرامطہ کی دعوت کا اظہار واعلان کیا گر چنانچہ دونواح میں جتنے قرامطہ تھے وہ سب آ کر جمع ہو گئے قرب وجوار کے قصبات اور دیہات کو تخت وتاراج کر کے بصرہ کے ارادے سے قطیف کی طرف روانہ ہوا۔ (احمد ❷ بن محمد بن یحییٰ واثقی گورنر بصرہ نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کر دی خلیفہ معتضد نے بصرہ کی حفاظت کے خیال سے شہر پناہ بنانے کا حکم دیا جس کی تعمیر میں چودہ ہزار دینار خرچ ہوئے) جس وقت ابوسعید بصرہ کے قریب پہنچا دارالخلافت سے بھی عباس بن عمر غنوی (جو فارس کا گورنر تھا اور جنگ قرامطہ کی ضرورت کے پیش نظر یمامہ وبحرین کا گورنر مقرر کیا گیا تھا) دو ہزار سواروں کو لے کر بصرہ کے بچانے آ گیا اس دو ہزار فوج کے علاوہ متطوعہ (والنٹیر ز) اور غلاموں کا ایک جم غفیر بھی تھا بصرہ سے باہر ابوسعید سے ڈبھیڑ ہو گئی چنانچہ صبح سے شام تک بڑے زور شور سے لڑائی ہوتی رہی جب چاروں طرف رات کی تاریکی چھا گئی تو فریقین نے لڑائی موقوف کر دی اور ابوسعید بنی ضبہ اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بصرہ کی جانب لوٹا اور عباس اپنی لشکر گاہ میں آیا دوسرے دن صبح ہوتے پھر جنگ چھڑ گئی اس جنگ میں ابوسعید کو فتح نصیب ہوئی اور عباس گرفتار ہو گیا بصرہ کو قرامطہ نے چاروں طرف سے گھیر کر لوٹ لیا اور اگلے دن قیدیوں کو آگ میں ڈال دیا چنانچہ سب کے سب جل گئے یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۸۷ھ کا ہے۔

---

❶ ..... ابوسعید الحسن بن بہرام الجنابی، یہ فارس کے ایک جنابہ نامی گاؤں کی طرف نسبت ہے جہاں سے اسے جلاوطن کر دیا گیا تھا چنانچہ تاجر کی حیثیت سے بحرین آیا، پھر اپنے خاص عقائد کی دعوت دینے لگا ھجر نامی جگہ پر حمام میں اس کے صقلبی نامی خادم نے اسے ۳۰۱ھ میں قتل کر دیا تھا۔

❷ ..... بریکٹ میں موجود عبارت ترجمہ کا ربط قائم رکھنے کے لئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۷ھ سے لی گئی ہے (مترجم)

عباس کی رہائی:......اس جنگ سے فارغ ہوکر ابوسعید نے ہجر کا رخ کیا اور اس پر قبضہ کر کے اہل ہجر کو امان دے دی اس کے بعد پھر بصرہ کی جانب واپس چلا گیا اہل بصرہ نے شکست کھانے والوں کے لئے کچھ کھانا اور سواریاں روانہ کی تھیں مگر بنو اسد نے ان سواریوں کو ضبط کر لیا اور باقی لوگوں کا کام تمام کر دیا اس سے بصرہ میں بہت بڑی تشویش پھیل گئی اہل اور بصرہ جلاء وطن ہو جانے پر تیار ہو گئے لیکن واثقی (امیر بصرہ) نے روکا کچھ عرصے کے بعد ابوسعید نے عباس کو رہا کر دیا وہ سوار ہوکر ایلہ پہنچا اور وہاں سے بغداد آیا خلیفہ نے خلعت خوشنودی عنایت کی۔

شام میں قرمطی مذہب:......ملک شام میں قرامطہ کا ظہور اس طرف ہوا کہ ان کا ایلچی ذکرویہ بن مہرویہ جو اہل عراق کے پاس اس بات کے اظہار کے لئے گیا تھا کہ مہدی نے مجھے اپنا قاصد بنا کر بھیجا ہے اور ان کا خط بھی میں لایا ہوں پھر وہ اس بات کا احساس کر کے کہ قرامطہ کے نیست و نابود کر دینے کی غرض سے فوجیں مسلسل سواد میں آ رہی ہیں بنی اسد و طے خانہ بدوش کے پاس چلا گیا اور اپنے مذہب کو پھیلانے کی کوشش کی مگر ان لوگوں نے قبول نہ کیا تب ذکرویہ نے اپنے کو قبیلہ کلب بن وبرہ میں بھیجا مگر انھوں نے بھی اس کے مذہب کو قبول نہیں کیا مگر ان میں سے ایک گروپ قلیص ❶ بن ضمضم بن عدی بن جناہ کا اس مذہب کی جانب میلان ہو گیا اور اس نے ذکرویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ❷

ذکرویہ کا دعویٰ:......ذکرویہ کا نام یحییٰ تھا اور ابوالقاسم کنیت تھی اس کے متبعین شیخ کے لقب سے اس کو یاد کیا کرتے اس کا دعویٰ تھا کہ میں اسماعیل امام بن جعفر صادق کی اولاد میں سے ہوں اور میں ہی یحییٰ بن عبداللہ بن یحییٰ ابن اسماعیل ہوں اس کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ ایک لاکھ آدمی میرے تابع ہیں اور میری اونٹنی جس پر میں سوار ہوتا ہوں مامور ہے جو شخص اس کے ساتھ ہوگا وہ کامیاب ہوگا چنانچہ شبل (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) رصافہ کی جانب سے ذکرویہ پر حملہ آور ہوا اتفاق وقت سے ذکرویہ کچھ کامیابی ہوگئی اور شبل مارا گیا اس کے بعد شبل نامی ''احمد بن محمد طائی کے غلام'' نے فوج کشی کی اور اس معرکہ میں شبل کو فتح نصیب ہوئی اور قرامطہ کا ایک ❸ سردار گرفتار ہو گیا جسے شبل نے دربار خلافت میں پیش کر دیا۔

خلیفہ اور قرامطی کی گفتگو:......خلیفہ معتضد نے اس سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا ''کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کرام کی روحیں تمہارے جسموں میں حلول کر گئی ہیں جس کی وجہ سے تم لوگ لغزشوں اور گناہوں سے محفوظ رہتے ہو اور اعمال صالح کی تم میں توفیق پیدا ہوتی ہے'' اس نے جواب دیا ''اگر ہم میں اللہ کی روح نے حلول کیا ہے تو آپ کا کیا نقصان؟ اور اگر روح ابلیس حلول کر گئی ہے تو کیا فائدہ؟ ان لغو تذکروں کو نظر انداز کیجئے جو مفید بات ہو اس کا تذکرہ کیجئے'' خلیفہ معتضد نے ارشاد کیا ''ان باتوں کو چھیڑو جس سے فائدہ و نفع کی امید ہو'' وہ بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا اس وقت تمہارے مورث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب بقید حیات تھے مگر حکومت و خلافت کے طالب نہ ہوئے اور نہ کسی نے ان کی بیعت کی اس کے بعد ابوبکر نے وفات پائی اور حضرت عمر کو اپنا جانشین بنا گئے اس وقت بھی عباس زندہ تھے اور عمر کے سامنے تھے مگر موت عمر نے نہ تو عباس کو اپنا ولی عہد بنایا اور نہ ارباب حل وعقد میں شامل کیا ارباب حل وعقد میں چھ آدمی تھے جن میں قریب اور بعید کے آدمی شریک تھے یہ بات بالا جماع و بالاتفاق ثابت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے مورث اعلیٰ اس کا مستحق نہ تھا یا کم از کم ابوبکر و عمر نے تمہارے مورث کو اس مہتم بالشان کام کا مستحق تصور نہیں کیا پھر کس استحقاق سے تم لوگ خلافت کے دعویدار اور خلیفہ بنے ہو خلیفہ معتضد سے کچھ جواب نہ بن پڑا تو جھلا اٹھا اور حکم دیا کہ ''اس کی کھال کھینچ کر جوڑ جوڑ علیحدہ کر دو'' خدام خلافت نے تعمیل شروع کر دی چنانچہ تھوڑی دیر میں مر گیا۔

قرامطہ کی شام میں شورش:......جس وقت شبل نے سواد کوفہ میں قرامطہ پر حملہ کیا تھا اسی زمانہ میں قرامطہ اختتام جنگ کے بعد شام روانہ ہو گئے تھے پھر رفتہ رفتہ دمشق پہنچ گئے ان دنوں دمشق کا گورنر بنج (احمد طولون کا غلام) ہارون بن خمارویہ کی طرف سے مقرر تھا چنانچہ قرامطہ نے اطراف دمشق میں قتل و غارت اور عام خونریزی کا بازار گرم کر دیا طغج نے کئی بار قرامطہ سے جنگ کی اور کئی مرتبہ حملہ آور ہوا مگر قرامطہ نے ہر مرتبہ اسے شکست دی۔

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد۳ صفحہ ۳۴۹ پر قلیص کے بجائے القلیظی تحریر ہے۔

❷......بیعت سواد کے اردگرد کے علاقوں میں ہوئی تھی اور یہ واقعہ ۲۸۹ھ کا ہے، دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۵۲ (مترجم)

❸......اس سردار کو ابوالفوارس کہتے ہیں دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ ۲۰

یہ واقعات قرامطہ کے ابتدائی زمانہ کے ہیں اسوقت تو ہم قلم کو دوسری جانب موڑتے ہیں یہاں تک کہ ان حالات بیان کرنے کا وقت آ جائے اس وقت ہم ان کے تذکرہ کو جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں التزام کیا ہے بسط و تحقیق سے احاطہ تحریر میں جس وقت عمرو بن لیث صفار نے خراسان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے رافع بن لیث امیر خراسان کو گرفتار کر کے قتل کیا اور سر اتار کر خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیج کر یہ درخواست کی کہ خراسان کے علاوہ ماوراء النہر کی گورنری بھی مرحمت فرمائی جائے تو خلیفہ معتضد نے درخواست منظور کر لی اور سند گورنری بھیج دی چنانچہ عمرو بن لیث نے اسماعیل بن احمد گورنر ماوراء النہر سے جنگ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا اور محمد بن بشیر کو (جو اس کے مخصوص مصاحبین سے تھا) اس لشکر کا امیر بنایا نامی گرامی اور تجربہ کار سپہ سالاروں کو ساتھ کر کے گورنر ماوراء النہر پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ محمد دریائے جیحون عبور کر کے آمد پہنچ گیا اسماعیل کو اس کی خبر ملی تو وہ جنگ کے لئے پہنچ گیا اور ایک بہت بڑی لڑائی ہوئی جس میں محمد چھ ہزار فوج سمیت مارا گیا باقی سپاہیوں نے بھاگ کر عمرو کے پاس نیشاپور میں دم لیا۔

عمرو اور اسماعیل: ...... عمرو نے دوبارہ لشکر مرتب کر کے اسماعیل سے جنگ کے لئے بلخ کا راستہ لیا اسماعیل نے عمرو کے پاس ایک خط روانہ کیا جس میں خلاصہ مضمون یہ تھا ''بھائی میں ایک کونے میں سرحدی مقام پر پڑا ہوا ہوں اور آپ ماشاء اللہ بہت بڑے وسیع ملک میں ہیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے اور ناحق خونریزی کا دروازہ نہ کھولئے'' مگر عمرو نے انکار میں جواب دیا چونکہ نہر بلخ اس زمانہ میں طغیانی پر تھی اور عمرو کے پاس عبور کرنے کے لئے کشتیاں کافی نہ تھیں لہٰذا سخت دقت و دشواری میں پڑ گیا۔

عمرو کی گرفتاری اور موت: ...... اسماعیل نے اس بات کا احساس کر کے نہر بلخ کا راستہ روک دیا اور اسی جگہ اپنا کیمپ قائم کیا کہ عمرو محصور ہو گیا پھر لڑائی چھڑ گئی جس میں عمرو کو شکست فاش ہوئی اور وہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ کر ایک سمت میں چل پڑا اسماعیل کے ہمراہیوں میں سے کسی کی نظر پڑ گئی تو گرفتار کر لیا۔ اسماعیل نے سمرقند بھیج دیا اور سمرقند سے ۲۸۸ھ میں خلیفہ معتضد کے پاس روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتضد نے سارے جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ خلیفہ معتضد کی ۲۸۹ھ میں وفات ہوئی اور اس کے بیٹے مکتفی نے تخت خلافت پر بیٹھنے کے بعد عمرو بن لیث کو زندگی کی قید سے سبکدوش کر دیا اور اسماعیل کو خراسان کی حکومت عنایت فرمائی جیسا کہ عمرو کو اس صوبہ کی مرحمت ہوئی تھی۔

عمرو بن لیث کی خصوصیت: ...... عمرو بن لیث نہایت مدبر و منتظم شخص تھا بڑے بڑے صوبہ اس کے زیر کنٹرول تھے لشکریوں کی حد سے زیادہ خاطر داری کرتا سپہ سالاروں کی مکمل نگرانی کرتا تمام ممالک مقبوضہ اور لشکر میں اس کے جاسوس پھیلے ہوئے تھے کوئی حال اور واقعہ ایسا نہ ہوتا جس کی اطلاع اس کو نہ ملتی یہ بہت بڑے رعب و داب کا آدمی تھا کسی شخص کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی پر ہاتھ اٹھانے کی جرات کرتا جو شکایت جس کو جس سے پیدا ہوتی اس کے حاجب سے شکایت کرتا اور حاجب اس کے سامنے اس مسئلے کو پیش کرتا۔

محمد بن زید کا خراسان پر حملہ: ...... محمد بن زید علوی طبرستان و دیلم کے گورنر کو عمرو بن لیث کی لڑائی اور گرفتاری کی خبر ملی تو خراسان کی لالچ لگ گئی اور وہ یہ خیال کر کے کہ اسماعیل سامانی اپنی حدود حکومت سے قدم آگے نہ بڑھائے گا، جرجان کی جانب کوچ کر دیا اسماعیل نے اسے ممانعت کا خط لکھا مگر محمد نے کوئی خیال نہ کیا چنانچہ اسماعیل نے اس مہم کے لئے ایک لشکر مرتب کیا اور اس کی سرداری محمد بن ہارون کو عنایت کی۔ محمد بن ہارون رافع بن لیث کا سپہ سالار تھا مگر امن حاصل کر کے عمرو بن لیث کے پاس گیا تھا اور پھر جب اسماعیل کو عمرو بن لیث کا خلاف کامیابی ہوئی تو اسماعیل نے اسے اپنے سپہ سالاروں اور مصاحبوں میں شامل کر لیا اور محمد کے خلاف جنگ میں اپنے لشکر کا سردار بنا کر میدان کارزار میں روانہ کیا۔

محمد زید کی شکست: ...... خراسان کے دروازے پر محمد بن ہارون اور محمد بن زید کا مقابلہ ہوا اور بہت بڑی خونریزی کے بعد محمد بن ہارون کو شروع میں شکست ہوئی اور محمد بن زید کے ساتھی لوٹنے اور مال غنیمت حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے تو محمد بن ہارون نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے محمد بن زید کی کامیابی شکست میں بدل گئی اور انتہائی ابتری سے سارا لشکر بھاگ نکلا اور خود بھی زخمی ہوا جس کے باعث بعد چند دنوں کے مر گیا۔ اس کا بیٹا زید اسد معرکہ میں گرفتار ہو گیا تھا جسے اسماعیل نے بخارا کی جیل میں بھیج دیا۔

بنو سامان کا طبرستان پر قبضہ: ...... اس واقعہ کے بعد محمد بن ہارون نے طبرستان کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ کر کے خراسان کی جانب

لوٹا اسی زمانہ سے صوبہ خراسان اور طبرستان بنی سامان کے قبضہ میں آ گیا اور ان کی ایک ٹی حکومت کا سلسلہ قائم ہو گیا جس کو ہم اپنی کتاب کی شرط کے مطابق علیحدہ تذکرہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مکتفی کی گورنری:......خلیفہ معتضد نے ابن الشیخ کے قبضہ سے آمد کو نکالنے کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں رقہ کی جانب کوچ کیا اس سے پہلے ہارون بن خمارویہ کے اعمال کو یہ لکھا گیا تھا کہ شام و مصر میں تم کو جاگیریں اور حکومت دی جائے گی بشرطیکہ صوبہ قنسرین سے تم اپنا قبضہ ختم کر دو اور چار لاکھ پچاس ہزار دینار سالانہ بطور خراج ادا کرو چنانچہ ان لوگوں نے اس تحریر کے مطابق قنسرین اور عواصم کو خلیفہ معتضد کے حوالہ کر دیا ۲۸۶ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی کو جس کا آئندہ لقب مکتفی ہو گا جزیرہ اور عواصم کا گورنر بنا دیا اور حسن بن عمر و نصرانی کو رقہ سے بلوا کر اپنا (سیکرٹری بنا لیا۔

راغب غلام:......اسی سن میں خلیفہ معتضد نے راغب (موفق کے آزاد غلام) کو طرسوس سے بلوا کر قید کر دیا اور ملنون غلام بھی اسی زمانہ میں قید کیا گیا اس کا مال و اسباب بھی ضبط ہو گیا کچھ عرصے بعد راغب حالت قید میں مر گیا راغب نے طرسوس میں اپنی حکومت کا سکہ بٹھا رکھا تھا ہارون بن خمارویہ کا نام خطبہ سے نکال دیا تھا بدر (خلیفہ معتضد کے آزاد کردہ غلام) کے نام کو خطبہ میں دعاء کے ساتھ یاد کرتا تھا احمد بن طولون کو یہ بات ناگوار گذری اور بحث و مباحثہ کی نوبت آئی چونکہ موقع نہ تھا اس لئے احمد خاموش ہو گیا ۲۸۳ھ میں واپسی کے وقت دمیانہ (یہ مازمار کا غلام تھا) کو طرسوس میں چھوڑتا آیا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ مال و اسباب اور تجربہ کار آدمیوں سے ان کو مدد پہنچاتا رہا چنانچہ دمیانہ نے علانیہ مخالفت شروع کر دی اور فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا راغب کو اس میں کامیابی حاصل ہو گئی اور دمیانہ کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور جب تک خلیفہ معتضد نے اس کو طرسوس سے بلوا لیا اور بداقبالی اس کے سر پر سوار ہو گئی جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

وصیف کی چالبازی:......راغب کے بعد ابن الاخشید کو طرسوس کی حکومت مرحمت ہوئی وہ ایک سال بعد ابوثابت کو اپنا جانشین مقرر کر کے مر گیا ۲۸۷ھ میں ابوثابت نے جہاد کے ارادے سے خروج کیا جنگ کے دوران کفار نے گرفتار کر لیا تب اہل طرسوس نے اس کی جگہ علی بن اعرابی کو مقرر کیا اسی سن میں وصیف (محمد بن ابی الساج گورنر برذعہ کا خادم) برذعہ سے بھاگ کے ملطیہ پہنچ گیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ ''میں نے خلیفہ کا علم فرمانبرداری اپنے دوش پر لے لیا ہے اور علم عباسیہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی ہے سرحد کی گورنری مجھے عطا کر دی جائے کہ بقیہ زندگی کو دعاء دولت اور عروج میں خرچ کروں'' خلیفہ معتضد نے قاصد سے علیحدگی کا سبب معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ دونوں نے آپس میں سازش کر لی ہے بظاہر تو وصیف علیحدہ ہو گیا ہے لیکن جب سرحد کی حکومت عطا ہو جائے گی تو یہ اور اس کا آقا محمد بن ابی الساج ابن طولون پر چڑھائی کر دیگا اور مصر کو اس کے قبضہ سے نکال لے گا۔

وصیف کی گرفتاری اور قتل:......خلیفہ معتضد نے اس کے خط پر کوئی حکم صادر نہ فرمایا اور لشکر کو تیاری کا حکم دیا چنانچہ مقام عین زربہ میں پہنچ کر شاہی لشکر نے وصیف کو گرفتار کر لیا اور خلیفہ معتضد کے سامنے پیش کر دیا خلیفہ معتضد نے قید کا حکم دیا اور اس کے لشکریوں کو امن مرحمت فرما کے طرسوس کی جانب کوچ کر دیا مصیصہ میں پہنچکر روساء طرسوس کو بلوایا جب وہ لوگ آ گئے تو اس الزام میں کہ وہ لوگ وصیف سے خط و کتابت کیا کرتے تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور دمیانہ کی تحریک پر کشتیوں کو بھی جلا دینے کا حکم دے دیا۔ اس سے فارغ ہو کر سرحد پر حسن بن علی کورہ کو متعین کیا اور انطاکیہ وحلب سے ہوتا ہوا بغداد پہنچ گیا اور وصیف کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔

مظفر بن حاج:......خلیفہ معتضد کے انتقال کے بعد خلیفہ معتضد مکتفی نے حسن بن علی کورہ کو سرحد کی گورنری سے واپس بلا کر مظفر بن حاج کو مقرر کیا سرحدیوں کو اس کی حکومت سے ناراضگی پیدا ہوئی اور انھوں نے دربار خلافت میں شکایت کا خط لکھا اس پر گورنری پر مقرر کر دیا۔

بدوؤں کی زیادتی:......۲۸۶ھ میں قبیلہ طے نے خانہ بدوش کو جتنا ممکن ہوا جمع کر کے حجاج کے قافلہ پر مقام اجیعر میں روک ٹوک کی اور جنگ کر کے سوداگروں کا مال و اسباب لوٹ لیا جس کی قیمت دس لاکھ روپیہ تھی اس کے بعد ۲۸۹ھ میں حجاج کے قافلہ سے مقام قرن میں دوبارہ معترض

ہوئے اس مرتبہ حجاج نے ان کو زیر کر لیا اور صحیح سلامت نکل گئے۔

ابن لیث اور بدر:......۲۸۸ھ میں طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث نے ایک عظیم الشان لشکر تیار کر کے فارس کا رخ کیا اس وقت عیسیٰ نوشری یہاں کا گورنر تھا اس کو خلیفہ معتضد نے اصفہانی سے تبدیل کر کے فارس کا گورنر بنایا تھا طاہر نے فارس پہنچکر عیسیٰ نوشری کو نکال دیا اور خود اس پر قابض ہو گیا اسی زمانہ میں اسماعیل سامانی گورنر ماوراء النہر نے طاہر کو لکھا کہ خلیفہ معتضد نے مجھے سجستان کی حکومت عطا فرمائی ہے میرا ارادہ سجستان جانے کا ہے آپ سجستان مت جائیں' طاہر اس خط کو دیکھ کر رک گیا اس دوراں دربار خلافت سے بدر (خلیفہ معتضد کا غلام) گورنر فارس بن کر آیا اس کے آتے ہی طاہر کے سارے عمال بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے بھاگ گئے چنانچہ بدر نے فارس پر قبضہ کر لیا اور اپنے احکام وقوانین جاری ونافذ کر دیئے اور خراج وعشر وصول کیا اس کے بعد خلیفہ معتضد کی وفات ہوگئی اور مقام واسطہ میں بدر مارا گیا۔ اور طاہر نے حاج دینے کی شرط پر خلیفہ مکتفی سے حکومت فارس کی سن ۲۹۰ھ میں حاصل کر لی۔

معتضد کے گورنر:......خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت میں اکثر صوبوں پر امراء لشکر قابض ومتصرف ہوگئے تھے اور انھوں نے دربار خلافت سے اپنا تعلق توڑ لیا تھا چنانچہ خراسان وماوراء النہر پر اسماعیل ابن احمد سامانی قابض تھا، بحرین قرامطہ کے قبضہ وتصرف میں تھا مصر میں ابن طولون کی حکومت کا طوطی بول رہا تھا ابن اغلب افریقہ کو دبائے ہوئے تھا موصل پر جس نے قبضہ کر لیا تھا اس کو ہم اس سے پہلے تحریر کر چکے ہیں ۲۸۵ھ خلیفہ معتضد نے اسپر اور جزیرہ سرحد شام پر اپنے آزاد غلام فاتک ❶ کو مامور کیا اس کے بعد آمد کو ابن الشیخ کے قبضہ سے نکال کر اپنے بیٹے مکتفی کو متعین کر دیا اور رقہ میں قیام کرنے کا حکم دیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کچھ عرصے بعد شامی سرحد کی بھی حکومت عنایت کر دی پھر اس کے بعد حسن بن علی کورہ کو متعین کر دیا اور فارس کی حکومت اپنے آزاد کردہ غلام بدر کو دی اسی دوران اسحاق بن ایوب بن عمر بن خطاب تغلبی عدوی گورنر دیار ربیعہ کی وفات ہوگئی خلیفہ معتضد نے اسکی جگہ عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن معمر کو مقرر کیا۔

علوی بغاوت:......۲۸۸ھ میں علویوں میں سے ایک شخص نے علم عباسیہ کے خلاف مقام یمن میں خروج کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے صنعاء پر قابض ہو گیا بنی یعفر نے جمع ہو کر علم خلافت کی حمایت میں جنگ لڑی اور کامیاب ہوگئے باغی علوی کا بیٹا گرفتار کر لیا گیا اور علوی خود پچاس سواروں کے ساتھ بھاگ گیا بنی یعفر نے صنعاء پر قبضہ کر کے خلیفہ معتضد کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک اطلاعی خط دربار خلافت میں روانہ کی اسی سن میں ابن ابی الساج کا انتقال ہوا اس کے ساتھیوں نے اس کے بیٹے دیوٗداد کو جانشین بنایا مگر یوسف بن ابی الساج نے اس جانشینی کی مخالفت کی ایک بڑا گروپ اس کے ساتھ ہی گیا چنانچہ دونوں میں لڑائی ہوئی نتیجہ یہ نکلا کہ دیوٗداد کو فوج کی کثرت کے باوجود شکست ہوئی موصل سے بھاگ کر بغداد پہنچ گیا اور یوسف بن ابی الساج مستقل طور پر آذربائیجان پر حکومت کرنے لگا یوسف نے شکست کے بعد داؤد کو اپنے پاس قیام پزیر رہنے کی اجازت دی تھی مگر دیوٗداد نے منظور نہ کیا۔

دیگر عہدے:......خلافت معتضد کے زمانے میں مشرقی علاقوں کے دیوان کا انچارج احمد بن محمد بن فرات کی جگہ محمد بن داؤد بن جراح اور دیوان بلاد مغربیہ کا ناظم علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح تھا اور وزیر السلطنت عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ابوالقاسم کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا۔

صوائف کی لڑائیاں:......۲۸۵ھ میں راغب (موفق کے آزاد غلام نے) کفار کے علاقوں پر طرسوس کی جانب سے دریا کے راستے سے حملہ کیا اور رومیوں کی بہت سی کشتیاں چھین لیں تقریباً تین ہزار رومی مارے گئے اور کئی کشتیاں جلادی گئیں ۲۸۷ھ میں رومیوں نے پیشقدمی کی اور طرسوس پر چڑھ آئے امیر طرسوس سے لڑائی ہوئی تو رومی لشکر شکست کھا کے بھاگ گیا امیر طرسوس جوش مردانگی میں گنتی کے چند سواروں کے ساتھ نہر ارجان تک تعاقب کرتا چلا گیا رومیوں نے اس سے فائدہ اٹھالیا اور موقع پا کر اسے گرفتار کر لیا۔ ۲۸۸ھ میں حسن بن علی کورہ گورنر سرحد نے (اپنے

❶......یہاں اصل میں جگہ خالی تھی جسے تاریخ ابن کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۵۸۸ سے پر کیا گیا۔

ایک سپہ سالار زناء بن محمد نامی کو لشکر صائفہ کے ہمراہ جہاد کرنے روانہ کیا چنانچہ زناء نے متعدد قلعے فتح کئے اور مظفر و منصور قیدیوں کو لے کر واپس آیا رومیوں کو یہ بات شاق گزری تو انھوں نے دریا و خشکی کے راستے کیسوم کی جانب خروج کیا اور اطراف حلب سے تقریباً پندرہ ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس گئے۔

بدر اور وزیر کے اختلافات:......خلیفہ معتضد کا غلام بدر جس کا تعارف ہو چکا ہے نہایت مدبر اور قابو یافتہ شخص تھا وزیر السلطنت ابوالقاسم بن عبیداللہ کی یہ منشا تھی کہ خلیفہ معتضد کے بیٹوں کو خلافت سے محروم کر کے خاندان خلافت میں سے اور کسی کو تخت خلافت کا وارث بنائے چنانچہ خلیفہ معتضد کے عہد خلافت میں وزیر السلطنت نے اس بات کی کوشش کی تو بدر اس کا مخالف ہو گیا اور ابوالقاسم کی کچھ نہ چلی اس کے بعد خلیفہ معتضد کی وفات ہو گئی اس وقت بدر فارس میں تھا (خلیفہ معتضد نے اس کو طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کی سرکوبی اور اس کے قبضہ سے فارس کو نکالنے بھیجا تھا)

علی بن معتضد مکتفی باللہ ۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ

وزیر السلطنت ابوالقاسم نے خلیفہ معتضد کی وفات پر اس کے بیٹے مکتفی کو تخت خلافت پر بٹھایا اور لوگوں سے مکتفی کی خلافت کی بیعت لی مگر یہ خوف غالب ہوا کہ کہیں خلیفہ معتضد کی زندگی میں کرنا چاہتا تھا اس لئے حکمت عملی سے بدر کو قتل کرنے کی فکر کی چونکہ خلیفہ مکتفی بھی معتضد کے عہد حکومت سے بدر کا مخالف تھا اس لئے وزیر السلطنت کو اچھا موقع مل گیا دو چار ادھر اُدھر کی جڑ دی اور بے سر و پا الزامات بدر کے سر تھوپ دیئے اور در پردہ ان سپہ سالاروں کو بدر کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ کر دیا جو فارس میں اس کے ساتھ تھے چنانچہ عباس ابن عمر غنوی محمد بن اسحاق بن کنداجق اور خاقان وغیرہ علیحدہ ہو گئے خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو انعامات دیئے اور صلے مرحمت فرمائے۔

بدر کی واسط روانگی:......بدر ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد واسط چلا گیا خلیفہ مکتفی نے اس کے مکانات کو ضبط کر لیا اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور یہ حکم دیا کہ اس کا نام چھوڑوں اور ڈھالوں سے مٹا دیا جائے جب اس پر بھی صبر نہ آیا تو حسن بن علی کورہ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ واسط کی طرف روانہ کیا حسن بن علی کورہ مقابلہ پر پہنچ کر بدر سے مخاطب ہو کے بولا کہ ''مجھے دارالخلافتہ سے تمھیں زیر کرنے کا حکم آیا ہے لیکن میں پرانے مراسم کی وجہ سے اجازت دیتا ہوں کہ جس طرف چاہو چلے جاؤ'' بدر نے جواب دیا ''میں کبھی کسی بھی طرف نہیں جاؤں گا سیدھا سیدھا اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں حاضر ہو کر بالمشافہ عرض و معروض کروں گا'' وزیر السلطنت تک بدر کے اس ارادے کی خبر پہنچی تو موقع مل گیا خلیفہ مکتفی سے جڑ دیا ''کہ بدر کا دارالخلافتہ میں آنا قرین مصلحت نہیں ہے خلافت مآب اس کے مکر و فریب اور سازشوں سے بے فکر نہ ہو جائیں'' ادھر خلیفہ مکتفی وزیر السلطنت کے کان بھر دینے سے اور زیادہ بھڑک گیا ادھر کسی ذریعہ سے بدر کے کان تک وزیر السلطنت نے یہ خبر پہنچا دی کہ تمہارا مکان تمہارے رفقاء اور اہل و عیال حراست میں لے لئے گئے ہیں بدر کو اس خبر سے سخت تردد ہوا اور خفیہ طور پر اپنے بیٹے ہلال کو بلوا لیا مگر وزیر السلطنت نے یہ خبر پا کر ہلال کو بدر تک جانے نہ دیا۔

بدر کا قتل:......وزیر السلطنت کو ان چالوں میں بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یہ چال اختیار کی کہ قاضی ابو عمرو مالکی کو امان نامہ دے کر بدر کے پاس روانہ کیا چنانچہ بدر اس امان نامہ کو دیکھ کر خوش ہو گیا اور قاضی ابو عمرو کے ساتھ دارالخلافت روانہ ہو گیا وزیر السلطنت نے یہ سن کر کہ ایسے چند لوگوں کو متعین کر دیا جنھوں نے راستے میں چھ رمضان کو بدر کا سر اتار لیا، بدر کے متعلقین اس کی نعش کو مکہ معظمہ لے گئے اور اس کی وصیت کے مطابق اسے دفن کر دیا قاضی ❶ ابو عمرو کو وزیر السلطنت کے اس فعل سے بے حد ملال ہوا مگر وہ کر ہی کیا سکتا تھا۔

محمد بن ہارون کا رے پر قبضہ:......ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کا سپہ سالار تھا اس کے بعد اسماعیل بن احمد

---

❶..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۵۳ پر ابو عمرو کے بجائے ابو عمر تحریر ہے یعنی بغیر واؤ کے۔

سامانی گورنر ماوراء النہر نے اپنے امان دولت میں داخل کر لیا تھا پھر محمد بن زید علوی کو شکست ہوئی اور محمد بن ہارون نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اسماعیل سامانی نے اس کے صلے میں اسے اپنی جانب سے طبرستان کا گورنر بنا دیا کچھ دن بعد محمد بن ہارون نے اسماعیل سامانی کی نافرمانی کی اور دولت علویہ کی دعوت دی ابن حسان دیلمی نے اس سے اتفاق کر لیا جب اسماعیل کو اس کی خبر ملی تو سنتے ہی ایک لشکر ابن حسان سے جنگ کرنے روانہ کر دیا چنانچہ ابن حسان مقابلہ پر آیا لیکن ہزیمت اٹھا کر بھاگ گیا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر خلیفہ مکتفی کی جانب سے اغرتمش ترکی تھا اس نے اہل رے کے ساتھ بدسلوکی کی ظلم وسفا کی کے برتاؤ کئے تو اہل رے نے اس سے تنگ آ کر محمد بن ہارون کو لکھ بھیجا کہ اغرتمش کے ظلم و تعدی سے ہم لوگ تنگ آ گئے ہیں تم چند آدمیوں کے ساتھ آ جاؤ ہم تم کو رے کا قبضہ دے دیں گے محمد بن ہارون یہ خبر پا کر دوڑ پڑا اغرتمش نے بھی مقابلہ کیا تو اہل رے میدان جنگ میں اس کو تنہا چھوڑ کے بھاگ گئے محمد بن ہارون نے اس کو اس کے دونوں بیٹوں اور کیغلغ کے بھائی سمیت جو نامی گرامی سپہ سالار تھا قتل کر ڈالا اور رے پر قابض ہو گیا۔ ❶

اسماعیل گورنر رے: ......خلیفہ مکتفی نے اپنے غلام خاقان مفلحی کو ''رے'' کی سند کا گورنر بنا کر ایک لشکر کے ساتھ رے کی جانب روانہ کیا مگر محمد بن ہارون کے خوف سے خاقان ''رے'' تک نہ پہنچ سکا تب دار الخلافت سے اسماعیل سامانی کے نام رے'' کی سند گورنری آئی اور ساتھ ہی محمد بن ہارون سے جنگ کرنے کا بھی حکم صادر ہو گیا اسماعیل سامانی نے لشکر آراستہ کر کے رے پر فوج کشی کر دی چنانچہ محمد بن ہارون خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست فاش کھائی رے سے بھاگ کر قزوین پہنچ گیا جب قزوین میں بھی پناہ کی صورت نہ بنی تو زنجان چلا گیا اور جب زنجان میں بھی امن نہ ملا تو طبرستان پہنچ گیا اور دیلم میں پناہ گزین ہو گیا اسماعیل سامانی نے ''رے'' پر قبضہ کرنے کے بعد جرجان پر اپنے غلام فارس کبیر ❷ کو مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو محمد بن ہارون کو حاضر کرو چنانچہ فارس کبیر نے محمد بن ہارون سے خط و کتابت شروع کر دی اور آپس میں صلح کرا دینے کی ذمہ داری لی تو محمد بن ہارون اس جھانسے میں آ گیا دیلم سے بخارا کی طرف واپس آ گیا اسماعیل کو اس کی خبر گئی تو چند آدمیوں کو بھیجا جو اسے راستے سے گرفتار کر کے گئے چنانچہ اسماعیل نے جیل بھیج دیا جہاں وہ ایک مہینے بعد ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں مر گیا۔

قرامطہ کے خلاف کامیابی: ......محمد بن ہارون، بنی طولون کا ایک نامور سپہ سالار اور ان کی افواج کا بخشی تھا مگر چند وجوہات سے بنی طولون سے ناراض ہو کر خادمان خلافت میں آ کر داخل ہو گیا تھا اسی زمانہ میں قرامطہ بھی بلاد شام کو قتل و غارت سے زیر و زبر کر رہے تھے اور بنی طولون کے گورنر طغج بن جف کا محاصرہ کر رکھا تھا خلیفہ مکتفی ❸ کو ان واقعات کی خبر ملی چنانچہ لشکر آراستہ و مرتب کر کے کوچ کر دیا۔ رقہ میں پہنچ کر محمد بن سلیمان کو ایک ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ جس میں بنی شیبان اور حسن بن حمدان جیسے نامی گرامی سردار بھی تھے روانہ کیا چنانچہ ماہ کے قریب مڈبھیڑ ہو گئی جس میں قرامطہ کو شکست ہوئی اور عساکر شاہی نے کوفہ تک ان کا تعاقب کیا لہٰذا راستے میں قرامطہ کا سردار صاحب الشامہ وہ ہاتھ آ گیا گرفتار کر کے دربار خلافت بھیج دیا محمد بن سلیمان نے اس معرکہ میں نہایت جانفشانی سے کام لیا اور علم عناسیہ کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا قرامطہ کے اکثر سپاہیوں کو قتل اور باقیوں کو قید کر لیا

بنی طولون کی کمزوری: ......اس خداداد کامیابی کے بعد محمد بن سلیمان بغداد کی جانب واپس آیا راستے میں بدر حمامی (ہارون بن خمارعیہ کا غلام تھا) اور محمد بن فایق کا خط دمشق سے آیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ ''بنی طولون میں حکومت کا سورج لب بام آ گیا ہے'' ہارون بن خمارویہ کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو گئے ہیں اور انتظامی قوت سلب ہو گئی ہے آپ تھوڑی سی فوج لے کر آیئے اور بے تکلف قبضہ کر لیجئے ہم بھی آپ کی مدد کریں گے

---

❶ ......یہ واقعہ رجب ۲۸۶ھ کا ہے دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۵ (مترجم)

❷ ......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۵۳ پر فارس کے بجائے نارس لکھا ہے۔

❸ ......خلیفہ مکتفی ۲۹۰ھ کے آخر میں رقہ پہنچا اور اسی سال محمد بن سلیمان کو قرامطہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا، یہ جنگ ۶ محرم ۲۹۱ھ سے شروع ہوئی ۶ محرم پیر کے دن صاحب الشامہ کو باندھ کر رقہ پہنچایا گیا، خلیفہ مکتفی اسے لے کر بغداد روانہ ہو گیا اور محمد بن سلیمان کے آنے کے بعد صاحب الشامہ کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر ڈالا۔ دیکھیں تاریخ ابن کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۰ (مترجم)

''محمد بن سلیمان نے دربار خلافت میں حاضر ہوکر یہ واقعات عرض کئے خلیفہ نے اسی وقت فوجیں اور سامان سفر و جنگ دے کر روانگی کا اشارہ فرمایا اور دمیانہ (بازمار کا غلام) کو دریائے نیل کے راستے بیڑہ جنگی جہازوں کے ساتھ مصر کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا ادھر دمیانہ دیبا کے راستے اُدھر محمد بن سلیمان خشکی کے راستے مصر کے قریب پہنچ گیا۔

بنی طولون کا محاصرہ:......دونوں نے آمدورفت کے سرے راستے بند کردیئے خشکی اور دریا کی طرف سے محاصرہ کرلیا پھر محصور سپہ سالاروں کو ملانے کی غرض سے خط و کتابت شروع کی سب سے پہلے بدر حمامی نے مصر سے نکل کے امن حاصل کیا اس کے بعد لوگوں کی آمد شروع ہوگئی ایک بڑی جماعت نے حاضر ہوکر علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکادی۔ہارون بن خمارویہ نے اس بات کا احساس کر کے مقابلہ کیلئے میدان جنگ کا راستہ لیا چنانچہ مدتوں لڑائی ہوتی رہی اور ابھی جنگ کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ ایک دن ہارون بن خمارویہ ہی کے لشکر میں ہنگامہ جنگ برپا ہوگیا اور تلواریں نیام سے نکل آئیں۔ہارون بن خمارویہ شوروغل کی آواز سن کر باہر آیا اور سمجھانے بجھانے لگا اتفاق سے ایک تیر اس کے گلے میں آکر ترازو ہوگیا تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور دم توڑ دیا۔ ❶

ہارون کے بعد شیبان:......اس کے بعد ہمراہیوں اور لشکریوں نے جمع ہوکر اس کے چچا شیبان کو اپنا امیر بنایا شیبان نے مال سے نواز کر لشکریوں کو اپنا مطیع بنالیا اور فریق مخالف سے جنگ کی میدان پھر گرم ہوگیا دو ایک دن لڑائی کے بعد محمد بن سلیمان نے شیبان کے لشکریوں کے پاس امان دینے اور ان کی خطائیں معاف کرنے کا خط روانہ کیا اور لشکریوں نے اس کو منظور کرلیا شیبان سپاہیوں سے علیحدہ ہوکر روپوش ہوگیا جس وقت محمد بن سلیمان نے مصر میں داخل ہوکر قبضہ کرلیا اس وقت شیبان نے خفیہ طور پر امن حاصل کیا اور محمد بن سلیمان کے پاس آگیا۔

بنوطولون کی گرفتاری و خاتمہ:......اس کے بعد محمد بن سلیمان نے کل بنی طولون کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور مال و اسباب ضبط کرلیا اور بشارت فتح دربار خلافت میں روانہ کردی یہ واقعات ماہ صفر ۲۹۲ھ کے ہیں اس کے بعد خلیفہ مکتفی نے حکم بھیجا کہ تمام بنی طولون کو ان کے حامیوں سمیت وہ جتنے بھی مصر و شام میں ہوں گرفتار کر کے بغداد بھیج دو محمد بن سلیمان نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور خود بھی بغداد روانہ ہوگیا۔دربار خلافت سے عیسیٰ نوشری کو مصر کی حکومت دی گئی بنی طولون کا ایک سپہ سالار ابراہیم خلیجی جو کہ محمد بن سلیمان کا کسی زمانہ میں نائب تھا علم خلافت کی مخالفت پر کھڑا ہوگیا اور قرب و جوار کے دیہاتوں کو جمع کر کے ایک فوج بنالی عیسیٰ نوشری نے اس طوفان کی روک تھام کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا مجبوراً مصر چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔اور ابراہیم خلیجی نے مصر پر قبضہ کرلیا خلیفہ مکتفی نے یہ خبر پا کر ایک لشکر فاتک (خلیفہ معتضد کے غلام کی ماتحتی میں مصر روانہ کیا اس مہم میں احمد بن کیغلغ اور بدر حمامی وغیرہ جیسے نامی گرامی سپہ سالار بنی طولون کے بھی بھیجے گئے تھے ۲۹۳ھ میں یہ لشکر مصر کے قریب پہنچ گیا احمد بن کیغلغ ایک دستہ فوج اور چند تجربہ کار سپہ سالاروں کو لے کر بڑھا عریش کے قریب مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ میں شاہی لشکر کو شکست ہوگئی خلیجی کے حوصلے اس سے بڑھ گئے،

خلیجی باغی کو شکست:......جب دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی خلیفہ مکتفی نے تیاری کا حکم دے دیا اور بغداد کے باہر ایک بہت بڑی فوج مرتب کر کے مصر کی جانب کوچ کردیا رفتہ رفتہ تکریت پہنچا یہاں پر فاتک کا خط ماہ شعبان میں پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا ''اس جان نثار غلام نے متواتر جنگوں کے بعد خلیجی باغی کو شکست فاش ہوگئی چنانچہ بڑی جدوجہد سے میں نے اس کا پتہ لگا کر گرفتار کرلیا ہے خلیفہ مکتفی نے سجدہ شکر ادا کیا اور حکم صادر فرمایا کہ خلیجی باغی کو اس کے ساتھیوں سمیت فوراً بغداد بھیج دو فاتک نے اس حکم کے مطابق خلیجی کو بغداد روانہ کردیا جہاں انھیں جیل میں ڈال دیا گیا۔

---

❶ ......النجوم الزاهرة جلد ۳ صفحہ ۱۳۵ پر لکھا ہے کہ ہارون بن خمارویہ نشے میں بری طرح غرق تھا کہ اس کو اس کے چچا شیبان نے چھری یا چاقو سے ذبح کردیا تھا۔

حکومت بنی حمدان کا آغاز ۲۹۲ھ

۲۹۲ھ میں خلیفہ مکتفی نے صوبہ موصل کا گورنر ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان بن حمدون عدوی تغلبی کو بنایا چنانچہ پہلی محرم (۲۹۳ھ) میں وہ موصل پہنچا اور اگلے دن نینویٰ کی یہ خبر ملی کہ پیشوا محمد بن بلال ہے شہر پر شبخون مارا ہے اور اس کو لوٹ لیا ہے چنانچہ ابوالہیجاء نے اسی وقت تیاری کا حکم دے دیا اور جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر کے پل سے مشرقی ساحل کی طرف عبور کرلیا، مقام حازر کردوں سے مڈبھیڑ ہوگی اتفاق سے ابوالہیجاء کے ساتھیوں میں سے سلیمان حمدانی نامی ایک سپہ سالار مارا گیا جس سے ابوالہیجاء کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور وہ لڑائی موقوف کر کے موصل کی طرف لوٹ آیا۔ پھر دربار خلافت میں مدد کے لئے عرضی بھیجی۔ اور کمک کے انتظار میں ٹھہرا رہا تا آنکہ ۲۹۳ھ منقضی ہوگیا اور ماہ ربیع الاول ۲۹۴ھ میں دربار خلافت سے امدادی فوجیں پہنچ گئیں

ابوالہیجاء کا کردوں پر حملہ: ...... اس وقت ابوالہیجاء نے دوبارہ اکراد ہذبانیہ پر فوج کشی کی۔ اکراد ہذبانیہ کی جمعیت پانچ ہزار خاندان کی تھی مگر وہ ابوالہیجاء کی مستعدی سے ڈر کر کوہ سلق میں جا کر پناہ گزین ہوگئے۔ جوزاب" کے سامنے واقع تھا چنانچہ ابوالہیجاء نے پہنچ کر محاصرہ کرلیا اور رسد وغلہ کی آمد بند کردی محمد بن بلال ❶ نے چالاکی سے ابوالہیجاء سے خط و کتابت شروع کی اور اطاعت اور ضمانت دینے کی شرائط طے کرنے لگا ابھی کوئی بات طے نہ ہوئی تھی کہ اپنے چند ساتھیوں کو آذربائیجان کی طرف بڑھنے کا چپکے سے اشارہ کر دیا مگر ابوالہیجاء کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ فوراً تعاقب کیا اگر چہ محمد کے ساتھی کوہ قندیل پر پہنچ کر پناہ گزین ہوگئے تھے مگر شاہی لشکر کی مستعدی نے انھیں چین سے رہنے نہ دیا ان کا ایک گروپ کام آ گیا باقی لوگوں نے کوہ قندیل کی چوٹی پر جا کر ہی دم لیا اور ابوالہیجاء نے واپسی کردی اور کرد موقع پا کر آذربائیجان بھاگ گئے ابوالہیجاء نے ایک اطلاعی خط دربار خلافت میں روانہ کردیا اور لشکر کو موصل کی جانب لوٹنے کا حکم دیا۔

محمد بن بلال کی صلح: ...... چند دنوں کے بعد دارالخلافت سے ایک تازہ دم فوج کی کمک پر پھر آ گئی چنانچہ اس نے سامان جنگ درست کر کے کوہ صلق کا رخ کیا محمد بن بلال اس وقت تک یہیں ٹھہرا ہوا تھا اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا اس دوران سردی کا موسم آ گیا اور برف باری شروع ہوگئی اس سے رسد کے آنے کا راستہ تو بند ہی تھا غلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہوگیا اور محمد ابن بلال مجبور ہو کر اپنے اہل عیال کے ساتھ محاصروں سے نظریں بچا کر محاصرہ سے بھاگ گیا ابوالہیجاء نے اس کے مکانات، مال واسباب اور ان کی مقبوضہ زمینوں پر قبضہ کرلیا اس کے بعد محمد بن بلال نے امن کی درخواست کی جس کو ابوالہیجاء نے نہایت خندہ پیشانی سے منظور کرلیا چنانچہ محمد بن بلال شکریہ ادا کرنے اپنی اولاد کے ساتھ ابوالہیجاء کی خدمت میں حاضر ہوا ابوالہیجاء نے محمد بن بلال کے ساتھ موصل میں واپس آ کر قیام کیا جس سے فتنہ وفساد فرو ہوگیا اسی زمانہ میں اکراد حمیدیہ نے بھی یکے بعد دیگرے حاضر ہو کر امن کی درخواست دی اور اطاعت قبول کی تھوڑے ہی دنوں میں ابوالہیجاء کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔

ابوالہیجاء کی بغاوت کی کوشش: ...... اس کے بعد ۳۰۱ھ میں ابوالہیجاء نے علم خلافت کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی تو خلیفہ مقتدر نے ایک لشکر مونس خادم کی ماتحتی میں ابوالہیجاء کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اتنی زیادہ فوج دیکھ کر ابوالہیجاء کا مزاج درست ہوگیا اور وہ خود مونس کے پاس حاضر ہوا اور علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی مونس نے ابوالہیجاء کے ساتھ بغداد کی جانب واپسی کی اور خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء کی معذرت قبول کرلی اور خلعت خوشنودی مرحمت کی اس وقت سے ابوالہیجاء بغداد ہی میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ دیار ربیعہ میں اس کا بھائی حسین بن حمدان ۳۰۳ھ میں باغی ہوگیا شاہی فوج اس کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کی گئی لہٰذا چند دنوں کے بعد گرفتار ہو کر دربار خلافت میں پیش کیا گیا خلیفہ مقتدر نے اس کو اس کے لڑکوں سمیت زندان قہرمانہ کی نگرانی میں قید کردیا ضرورت وقت اور مصلحت ملکی کے لحاظ سے ابوالہیجاء بھی اپنی اولاد اور بھائیوں کے ساتھ جیل بھیج دیا گیا اس کے بعد ۳۰۵ھ میں رہا ہوا۔

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں محمد بن بلال کے بجائے محمد بن سلال تحریر ہے۔

ابن لیث کے حالات: ......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو خلیفہ مکتفی نے ۲۹۰ھ میں ملک فارس کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور اس کی حکومت کو ایک گونہ استقلال واستحکام حاصل ہو گیا تھا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد لہو ولعب اور سیر وشکار میں ایسا مصروف ومنہمک ہو گیا کہ ایک گھڑی بھی امور سیاست اور انتظام ملک کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا اسی دوران تفریح کے لئے سجستان چلا گیا لیث بن علی بن لیث اور سبکری (عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے موقع پا کر فارس پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی ابو قابوس (یہ طاہر بن محمد کے ساتھیوں کا ایک سپہ سالار تھا) نے مخالفت کی چونکہ لیث اور سبکری قابض ہو چکے تھے لہٰذا ابو قابوس کی کچھ نہ چلی تو مجبوراً بغداد کا راستہ لیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ مکتفی کی دست بوسی کی اور سارے حالات عرض کئے خلیفہ مکتفی نے انعام اور جائزے مرحمت فرمائے کچھ عرصے بعد طاہر نے ابو قابوس کی واپسی کی درخواست کی اور واپسی نہ ہونے کی صورت میں احتساب کی التجاء کی مگر خلیفہ نے کسی درخواست کو منظور نہیں کیا۔

صوائف: ......۲۹۱ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج کے ساتھ سرحدی علاقوں کی جانب پیش قدمی کی ان میں سے ایک فوج نے حدیثہ ❶ کا رخ کیا اور حالت غفلت میں پہنچ کر شہر جلا دیا، جو کچھ پایا لوٹ لیا جوان، بوڑھے اور بچوں کو گرفتار کر لیا گیا غلام زرافہ نامی ایک سپہ سالار نے رومیوں کی اس پیش قدمی کو روکنے کے لئے طرسوس سے انطاکیہ پر فوج کشی کر دی جن سے رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے اسلامی سرحد کو تخت وتاراج کرنے سے دست کش ہو کر انطاکیہ بچانے دوڑ پڑے لیکن ناکا اسلامی فوج نے بزور عطاء انطاکیہ کو فتح کر لیا اور پانچ ہزار رومی مارے گئے اتنے ہی گرفتار ہو گئے اور اتنے ہی مسلمان قیدیوں کو جو انطاکیہ میں قید تھے رہائی ملی ساٹھ کشتیاں مال واسباب سمیت ہاتھ آئیں انطاکیہ جو مال غنیمت کے ساتھ تقسیم کی گئیں ہزار ہزار دینار ایک ایک کے حصہ میں آئے اسی سن میں ترکوں نے ایک بے شمار فوج کے ساتھ ماوراء النہر کی جانب خروج کیا اسماعیل بن احمد سامانی نے اس طوفان بدتمیزی کے روک تھام کے لئے ایک عظیم الشان لشکر جس میں مطوعہ (والنٹیرز) اور فوج نظام بھی تھی روانہ کیا، ترکوں کے تو چھکے چھوٹ گئے اور ایک بڑا گروپ مارا گیا باقی میں سے کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ قید کر لئے گئے پھر ۲۹۲ھ میں رومیوں نے مرعش اور اس کے اطراف پر چڑھائی کی اہل مصیصہ وطرسوس مقابلہ پر آئے جب لڑائی ہوئی تو مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی خلیفہ مکتفی نے ابو العشائر کو سرحدی حکومت سے معزول کر کے رستم بن برذو کو متعین کر دیا اسی کے عہد میں رومیوں اور مسلمانوں میں قیدیوں کا ایک دوسرے سے تبادلہ ومعارضہ ہوا چنانچہ ایک ہزار مسلمان قیدی عیسائیوں کے پنجۂ ظلم سے رہا کرا لیئے گئے۔

قورس پر حملہ: ......پھر ۲۹۳ھ میں رومیوں نے قورس (صوبہ حلب) پر حالت غفلت میں شبخون مارا اہل قورس باوجود بے خبری کے مسلح وتیار ہو کر مقابلہ پر آ گئے لڑائی ہوئی لیکن مسلمانوں کو شکست ہو گئی اور ایک بڑا گروپ کام آ گیا رومیوں نے شہر میں داخل ہو کر جامع مسجد کو جلا دیا جو کچھ ملا لوٹ لیا اسی سن میں اسماعیل بن سامان گورنر ماوراء النہر نے ترک اور دیلم کے بہت سے شہروں کو طاقت سے فتح کیا۔ اور ۲۹۴ھ میں ابن کیغلغ نے طرسوس کی طرف سے اور علاقوں پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی اور چار ہزار رومیوں کو قید کر لیا رومیوں کے ایک بطریق نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کرنے کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

ابن کیغلغ کا حملہ: ......اس کے بعد اسی سن میں پھر ابن کیغلغ نے جہاد کے ارادے سے کفار کی جانب خروج کیا فتح کرتا ہوا شکند ❷ تک پہنچ گیا اور اس کو بھی فتح کر لیا دو چار دن قیام کر کے لیس پر حملہ کر دیا، رومیوں نے دل کھول کر مقابلہ کیا چنانچہ بہت بڑی لڑائی ہوئی آخر کار اسلامی فوج کو فتح نصیب ہوئی اور رومیوں کے ہزاروں آدمی مارے گئے اور تقریباً پچاس ہزار قید کر لئے گئے۔

اندرونقس بطریق: ......اس واقعہ کے بعد بطریق ''اندونفس'' نے جو رومیوں کی طرف سے سرحد کی حفاظت پر مامور تھا دربار خلافت میں امن کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ مکتفی نے فوراً امان نامہ لکھ دیا اور ان مسلمانوں کو لے کر جو اس کی قید میں تھے اسلامی لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا مگر والی روم کو

---

❶ ......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۵۶ پر حدیثہ کے بجائے حدث تحریر ہے یہ ایک چھوٹا سا شہر تھا جو شام کے علاقوں میں سے تھا اس کے اور انطاکیہ کے درمیان ۸۷ میل کا فاصلہ تھا (معجم البلدان)

❷ ......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۵۶ پر شکند کے بجائے سکند تحریر ہے۔

اس کی خبر لگ گئی تو فوراً ایک دستہ اندرنقس کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا مسلمان قیدیوں نے فوج کے اس دستہ کو جو اندرونقس کی گرفتاری کے لئے آیا تھا حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور جو کچھ مال واسباب اور آلات حرب ملے جب کو لوٹ لیا رومیوں کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا ایک فوج تیار کر کے بطریق اندرونقس سے لڑنے آئے چنانچہ اسلامی فوج نے بھی بطریق اندرونقس اور مسلمان قیدیوں کو بچانے کے لئے رومیوں پر حملہ کر دیا اور قتل وغارت کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچ گئے اور اس کے دیر میں تخت وتاراج کر ڈالا رومی یہ خبر پا کر خائب وخاسر واپس چلے گئے چنانچہ بطریق اندرونقس اہل وعیال سمیت قلعہ سے نکل آیا اور ان کے ساتھ دار الخلافت بغداد روانہ ہو گیا۔

مکتفی کے گورنر:......اس سے پہلے ہم بیان کر آئے ہیں کہ پہلے خاقان مفلحی کو "رے" کی حکومت عطا ہوئی اس کے بعد اسماعیل بن احمد سامانی کو دی گئی اور عیسیٰ نوشری کو مصر کا گورنر حکومت بنی طولون کے ختم ہونے کے بعد مقرر کیا گیا اور ابوالعشائر احمد بن نصر کو طرسوس کی حکومت عنایت ہوئی ۲۹۰ھ میں مظفر بن حاج کو معزول کیا گیا۔ اور ۲۹۱ھ میں وزیر السلطنت ابوالقاسم بن عبیداللہ ❶ کی وفات ہوئی تو قلمدان وزارت عباس بن عباس بن حسن کے سپرد ہوا اس کے بعد ۲۹۲ھ میں ابوالعشائر بھی برطرف ہو گیا اور اس کی جگہ رستم بن بزور مقرر کیا گیا ۲۹۳ھ میں لیث بن لیث نے بلاد فارس کو طاہر بن محمد کے قبضہ سے نکال لیا۔ خلیفہ مکتفی نے خوش ہو کر خلعت اور جھنڈا عنایت کیا اسی سن میں ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان کو موصل کا گورنر بنایا گیا اسی سن میں قرامطہ کا سفیر یمن وصنعاء پہنچا اور بوجہ طوائف الملو کی یمن کے، اکثر شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا، اسی سن کے ماہ شوال میں خلیفہ مکتفی نے مظفر بن حاج کو حکومت یمن عنایت فرمائی چنانچہ مظفر نے یمن پہنچ کر قیام کیا۔

مکتفی باللہ کی وفات:......خلیفہ مکتفی ابومحمد علی بن خلیفۃ المنصور باللہ نے ماہ جمادی الاول ❷ ۲۹۵ھ میں ساڑھے چھ برس حکومت کر کے مقام بغداد میں سفر آخرت اختیار کیا اور محمد بن طاہر کے مکان میں مدفون ہوا وفات سے پہلے مرحوم خلیفہ نے اپنے بھائی جعفر کو اپنا ولی عہد بنا لیا تھا۔

جعفر بن معتضد المقتدر باللہ ۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ

خلافت کے لئے مشورہ:......وزیر السلطنت عباس بن حسن نے اپنے مصاحبوں سے مشورہ کیا کہ خاندان خلافت سے کون شخص تخت خلافت کا مستحق ہے محمد بن داؤد بن جراح نے عبداللہ بن معتز کو منتخب کیا اور اس کی عقل وفراست کی بہت تعریف کی ابوالحسین بن محمد بن فرات بحث ومباحثہ اور تکرار کے بعد بولا "وزیر السلطنت! اللہ تعالیٰ سے ڈرے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بنائیے جن کے حالات سے آپ آگاہ نہ ہوں" اور نہ بخیل کو تخت خلافت پر متمکن کیجئے کہ لشکریوں کی تنخواہ ملنے میں وقت پیدا ہو" اور نہ لالچی شخص کے ہاتھ پر بیعت خلافت کیجئے کہ لالچ میں آ کر حکومت کا شیرازہ درہم برہم کر دے امراء دولت اور اراکین سلطنت کے مال واسباب کی تاک میں رہے، اور نہ ایسے شخص کو تاجدار بنائیے جو دین اسلام کی اہانت کرتا ہو گناہوں سے بچتا نہ ہو ثواب کا طالب نہ ہو اور نہ ایسے شخص کو زمام حکومت سپرد کیجئے جو لوگوں کے حالات کو بگاڑ دے کہ لوگوں کو کھانا، پینا، عیش، اور آرام دشوار ہو جائے میرے نزدیک خاندان خلافت میں جعفر بن معتضد سے زیادہ قابل کوئی شخص نہیں ہے یہ شخص ہر مارح سے خلافت پر متمکن ہونے کی قابلیت رکھتا ہے" وزیر السلطنت نے کہا "تمہیں انتخاب کرتے ہوئے شرم نہ آئی وہ تو ابھی لڑکا ہے" ابن فرات نے جواب دیا "ہاں یہ سچ ہے لیکن ایسے شخص کو خلیفہ بنانے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے جو انتظام سلطنت میں ہمارا محتاج نہ ہو اور ہم پر وہ قابو یافتہ ہو" وزیر السلطنت نے علی بن عیسیٰ سے مشورہ کی غرض اس کی طرف سے رخ کیا علی بن قیس نے کسی کو نامزد نہ کیا صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بنائیے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور زمام خلافت سنبھالنے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو۔

جعفر کو خلیفہ بنانے کا فیصلہ:......چنانچہ وزیر السلطنت کا دل جعفر کو خلیفہ بنانے کی طرف مائل ہو گیا جیسا کہ ابن فرات نے رائے دی

---

❶ ...... مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۳۱۶ کے مطابق عبیداللہ کی وفات بدھ کی رات ۱۱ ربیع الثانی ۲۹۱ھ میں ہوئی۔

❷ ...... مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۳۰۹ اور النجوم الزاہرۃ جلد ۳ جلد ۱۶۲ کے مطابق مکتفی کی وفات جمادی الاولیٰ کے بجائے ذی القعدہ میں ہوئی۔

اوراس کے بھائی خلیفہ مکتفی نے وصیت کی تھی اوراس کو اپنا ولی عہد بنایا تھا غرض وزیر السلطنت نے صائف حرمی کو جعفر کے لانے کو روانہ کیا چنانچہ جعفر اپنے گھر سے دجلہ کے مغربی ساحل کی طرف دارالخلافت کے ارادے سے روانہ اور واپسی کے وقت وزیر السلطنت کے مکان کے قریب پہنچ کر صائف کے دل میں یہ خیال گذرا کہ شاید وزیر السلطنت نے جعفر کو قید کرنے کے لئے طلب کیا ہے جیسے ہی یہ خطرہ پیدا ہوا جعفر کو حراقہ ❶ میں چھوڑ کر چپکے سے دارالخلافت چلا آیا اور حاضرین سے بیعت خلافت لے لی اس کے بعد جعفر کو حراقہ سے لا کر تخت پر بٹھا دیا اس دوران وزیر السلطنت اور دوسرے سردار آ گئے ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

مقتدر باللہ کی خلافت: ......سریر خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جعفر نے اپنے کو المقتدر باللہ کے لقب سے ملقب کیا اور وزیر السلطنت کو بیت المال میں تصرف کرنے کا اختیار دیا اس وقت بیت المال میں ڈیڑھ کروڑ دینار تھے چنانچہ وزیر السلطنت نے اس میں سے حق بیعت نکال لیا اور کاروبار سلطنت جس نظام سے چلتا تھا چلنے لگا۔

مقتدر کے خلاف حریفانہ کوششیں: ......کم عمری کی وجہ سے حقارت سے دیکھنے نشینی کے وقت تیرہ برس کی تھی اسے اراکین دولت کم عمری کی وجہ سے حقارت سے دیکھنے لگے اور ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے وزیر السلطنت کا دل بھی پھر گیا اور وہ خلیفہ مقتدر کی معزولی اور ابوعبداللہ محمد بن معتز کو خلافت دینے پر تیار ہو گیا چنانچہ خط وکتابت شروع کر دی ابوعبداللہ نے منظور کر لیا مگر اسماعیل گورنر خراسان کے حاجب نارس کے آنے کے انتظار میں خلیفہ مقتدر کی معزولی اور نئے خلیفہ کی تقرری نہ ہو سکی اس واقعہ سے چند ہی دن پہلے نارس نے اپنے آقائے نعمت سے مخالفت شروع کی تھی اوراس سے الگ ہو کہ بغداد میں آنے کی اجازت مانگی تھی وزیر السلطنت نے حاضری کی اجازت دے کر اس کے ذریعہ خادمان خلیفہ معتضد کو ملانے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ اس معاملہ میں ان لوگوں کی مخالفت کا قوی اندیشہ تھا مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ نارس کے آنے میں توقع سے زیادہ تاخیر ہو گئی۔

طالبان تخت قبر میں: ......اس دوران ابوعبداللہ محمد بن معتز تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بجائے داعی اجل کو لبیک کہہ کر قبر میں سو گیا وزیر السلطنت کی ساری امیدوں اور تمناؤں کا خاتمہ ہو گیا لیکن اس کے باوجود اس سے آرام سے نہ بیٹھا گیا تو اس ابوالحسین بن خلیفہ متوکل کو تخت خلافت پر متمکن کرنے کا عزم کر لیا اتفاق سے یہ بھی مر گیا ان واقعات سے بظاہر مقتدر کی حکومت کو ایک گونہ استقلال واستحکام حاصل ہو گیا اور وہ کاروبار سلطنت کو بیدار مغزی سے انجام دینے لگا۔

عبداللہ بن معتز کے لئے کوشش: ......کچھ عرصے کے بعد سپہ سالاروں، اراکین دولت، اعیان سلطنت، قاضیان ومفتیان شریعت اور سیکرٹریوں نے پھر سرگوشیاں شروع کر دیں اور خلیفہ مقتدر کی معزولی پر متفق الکلمہ ہو کر عبداللہ بن معتز سے سر تخت خلافت پر متمکن ہونے کی درخواست کی عبداللہ بن معتز نے یہ شرط لگائی کہ خونریزی اور قتل عام نہ ہو تو ان لوگوں نے ایک زبان ہو کہ جواب دیا" چونکہ ہم لوگ اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کسی قسم کا نزاع نہ ہوگا اور جب نزاع کا وقوع نہ ہوگا تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قتل وخونریزی نہ ہو گی" اس مشورے کے بانی مبانی عباس بن حسین وزیر السلطنت، محمد بن داؤد بن جراح سیکرٹری، ابوالمثنیٰ احمد بن یعقوب قاضی، حسین بن حمدان وزیر جنگ، بدر عجمی اور وصیف بن صوارتکین جیسے سپہ سالار تھے۔

وزیر کا قتل: ......ابھی اس مشورہ پر عملدرآمد نہ ہونے پایا تھا کہ وزیر السلطنت نے اس بات کو محسوس کر کے کہ خلیفہ مقتدر کے برتاؤ میرے ساتھ اچھے ہیں اور میرے اقتدار میں کسی قسم کا فرق بھی نہیں آیا ہے اس مشورے اور رائے سے علیحدہ وکنارہ کشی کر لی مگر محمد بن داؤد وغیرہ اسی رائے پر جمے رہے اور حسین بن حمدان کے اشارے پر بدر اور وصیف نے جس وقت کہ وزیر السلطنت اپنے باغ کو جا رہا تھا اچانک حملہ کر کے مار ڈالا یہ واقعہ بیسویں ربیع الاول ۲۹۶ھ کا ہے۔

---

❶......حراقہ ایک قسم کی کشتی ہوتی ہے جس میں دشمنوں پر آتشبازی کے مقامات بنے ہوتے ہیں۔(اقرب الموارد جلد صفحہ ۱۸۳)

ابن معتز کی خلافت کا اعلان:......اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مقتدر کی معزولی کا اعلان کر کے عبداللہ بن معتز کی خلافت کی بیعت کر لی اس وقت خلیفہ مقتدر حلیہ میں چوگان کھیل رہا تھا وزیر السلطنت کے قتل ہونے اور عبداللہ بن معتز کے بیعت خلافت لینے کے حالات سن کر محل سرا میں چلا گیا اور دروازے بند کرا دیئے اس کے بعد ہی حسین بن حمدان خلیفہ مقتدر کو قتل کرنے کی غرض سے حلیہ میں آیا غائب و خاسر ہو کر واپس گیا دار العلوم میں پہنچ کر عبداللہ بن معتز کو بلوایا سپہ سالاران لشکر، دولت اور ارکین سلطنت نے حاضر ہو کر بیعت کی مگر ابوالحسن بن فرات اور خلیفہ مقتدر کے خاص خاص مصاحبین حاضر دربار نہ ہوئے۔ عبداللہ بن معتز نے بیعت خلافت لینے کے بعد المرتضی باللہ ❶ کے لقب سے خود کو ملقب کیا محمد بن داود بن جراح کو عہدۂ وزارت عنایت کیا اور علی بن موسیٰ کو محکمہ دیوان سپرد کیا اور خلیفہ مقتدر کو لکھ بھیجا کہ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ تم دار الخلافتہ چھوڑ کر باہر آ جاؤ اور خلافت کی ہوس دل سے نکال دو، مقتدر نے جواب لکھا ''مجھے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل منظور ہے مگر شام تک کی مہلت عطا کی جائے۔

خادموں کی مزاحمت:......رات کے وقت مونس خادم، مونس خازن، غریب الخال اور تمام خدام حاشیہ نے متفق ہو یہ رائے قائم کی کہ چونکہ ہم لوگ ایک عام مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں اس سے خلاصی اگر ہو سکتی ہے تو اس ذریعہ سے ہو سکتی ہے کہ ہم لوگ کوئی فتنہ برپا کر دیں۔ اس صبح کو حسین بن حمدان دار الخلافتہ کے دروازہ پر گیا تو اور خلیفہ مقتدر کے خدام اور غلاموں نے فصیلوں پر سے حسین بن حمدان پر تیر کا مینہ برسانا شروع کر دیا اور ہنگامئہ کارزار گرم ہو گیا پورے دن بڑے زور و شور سے لڑائی رہی غروب آفتاب کے قریب حسین نے اپنے ساتھیوں کو واپسی کا حکم دے دیا اور جیسے ہی رات کی تاریکی بڑھی اپنے اہل و عیال سمیت موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابن معتز پر حملے کی تیاری:......خلیفہ مقتدر کے حامیوں نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر عبداللہ ابن معتز پر حملہ کی تیاری کر لی اور کشتیوں پر سوار ہو کر عبداللہ بن معتز کے گھر کی طرف بڑھے جو دجلہ کے کنارے پر تھا عبداللہ بن معتز کے ساتھی ان لوگوں کو دیکھ کر کچھ ایسے خوف زدہ اور مرعوب ہوئے کہ اس سے پہلے کہ وہ کشتیاں کنارہ پر آتے اور اترتے بغیر کسی جنگ کے بھاگ کھڑے ہوئے اور حسین بن حمدان کے سر یہ الزام تھوپ دیا کہ اس نے خلیفہ مقتدر سے ساز باز کر لی ہے۔

ابن معتز کی ناکامی:......عبداللہ بن معتز اور اس کا وزیر محمد بن داؤد بن جراح مکان سے نکلے اور اس خیال فاسد کی بناء پر کہ جن لشکریوں نے بیعت کر لی ہے وہ ضرور ساتھ دیں گے اور غالباً سامرا میں آئیں گے جس سے خلیفہ مقتدر سے ہم مزاحمت کر سکیں وہ سوار ہو کر صحرا کا راستہ لیا تھوڑی مسافت طے کر کے جب یہ دونوں میدان میں پہنچے تو تنہا تھے مجبوراً شہر میں واپس آ گئے اور لوگوں کے گھروں میں روپوش ہو گئے محمد بن داؤد وزیر تو اپنے ہی گھر میں چھپ گیا اور عبداللہ بن معتز نے اپنے خادم کے ساتھ ابو عبداللہ بن جصاص کے مکان میں جا کے پناہ لی اس سے بدمعاشوں، بازاریوں، اور آبرو باختہ لوگوں کی بن آئی۔ لوٹ اور قتل کا بازار گرم کر دیا۔

ابن عمرویہ کا فرار:......ابن عمرویہ پولیس افسر نے بھی عبداللہ بن معتز کو باور کرا دیا کہ میں خلیفہ مقتدر کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور لوگوں کو جمع کر کے عوام الناس کی طرف جھکا عوام الناس یہ چال سمجھ گئے۔ تلواریں نیام سے کھینچ کر بھڑ گئے ابن عمرویہ بھاگ کر ایک گھر میں چھپ گیا خلیفہ مقتدر نے اسی وقت مونس خازن کو پولیس کا افسر بنا دیا اور اس طوفان بدتمیزی کو فرو کرنے کا حکم دیا پھر کیا تھا علم خلافت کے حامی شہر میں پھیل گئے اور باغیوں کی گرفتاری ہونے لگی۔

مخالفین کا قتل:......چنانچہ وصیف بن صوار تکین گرفتار ہوا اور مار ڈالا گیا قاضی ابو عمر و علی بن عیسیٰ اور قاضی محمد بن خلف بھی گرفتار ہوئے مگر رہا کر دیئے گئے اب کے بعد قاضی ابوالمثنیٰ احمد بن یعقوب کو باندھ کر لایا گیا حاضرین میں سے کسی نے خلیفہ مقتدر کی بیعت کرنے کو کہا تو اس نے جواب دیا ''وہ ابھی بچہ ہے میں اس کی بیعت نہیں کروں گا'' چنانچہ خلیفہ مقتدر نے خلعت خوشنودی عنایت کی اور قلمدان وزارت سپرد کر دیا ابن حصاص کے خادم سوس نے صافی خرمی (یہ خلیفہ مقتدر کا غلام تھا) سے جا کر خبر کر دی کہ ابن معتز ایک گروپ سمیت میرے آقا کے مکان میں چھپا ہوا ہے۔

---

❶ ......تاریخ طبری کے مطابق المرتضی کے بجائے اپنا لقب الراضی باللہ اختیار کیا تھا۔

ابن معتز کی گرفتاری اور قتل :...... صافی خرمی نے خلیفہ مقتدر کو اس کی اطلاع کر دی خلیفہ مقتدر نے حکم دیا تو ابن حصاص کے مکان کا فوراً محاصرہ کر لیا گیا دروازے توڑ ڈالے گئے چنانچہ ابن معتز گرفتار ہو گیا پوری رات جیل میں رہا اور صبح کے وقت اس کے دونوں خصئے کاٹ ڈالے گئے ❶ جس سے وہ مر گیا پھر اس کی نعش اس کے اہل وعیال کو دے دی گئی اور ابن حصاص کو اس الزام میں گرفتار کر کے بڑی رقم لے کر رہا کر دیا گیا۔ اور دربار خلافت میں پہنچنے کے ساتھ قتل ہی کر دیا گیا علی بن عیسیٰ بن علی کو واسط کی جانب جلاء وطن کیا گیا مگر وہ وزیر السلطنت ابن فرات سے مکہ جانے کی اجازت طلب کر کے بصرہ کے راستے مکہ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا قاضی ابو عمر وعلی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا گیا حسین بن حمدان کی گرفتاری کو پہلے ایک لشکر موصل کی طرف روانہ ہوا مگر وہ کامیاب نہ ہوا پھر وزیر السلطنت ابن فرات کی سفارش سے ابن عمرو یہ افسر پولیس اور ابراہیم بن کیغلغ وغیرہ کی جان بچ گئی اور فتنہ وفساد فرو ہو گیا خدام دولت اور خلافت مقتدر کے حامی انعام اور صلے لینے کے لئے دربار خلافت میں حاضر ہو گئے وزیر السلطنت نے عباسیوں، طالبیوں، سپہ سالاروں اور امراء دولت کو مراتب کے اعتبار سے انعامات، جائزے اور صلے دے اور بیت المال میں جو کچھ تھا اس کا بڑا کثیر حصہ تقسیم کر دیا۔

حسین بن حمدان کا تعاقب :...... اس ہنگامہ کے ختم ہونے پر خلیفہ مقتدر نے قاسم بن سیما کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ حسین بن حمدان کی گرفتاری وتعاقب پر متعین کیا قاسم بن سیما قیسیا اور رحبہ تک حسین کی تلاش میں بڑھتا چلا گیا مگر ناکام رہا تب خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجاء بن حمدان (یہ حسن بن حمدان کا بھائی اور خلیفہ مقتدر کی طرف سے امیر موصل تھا) کے نام حسین کی گرفتاری کا فرمان روانہ کیا چنانچہ ابوالہیجاء قاسم بن سیما دوسرے سپہ سالاروں لشکر کے ساتھ حسین کی تلاش میں روانہ ہوا چنانچہ تکریت کے قریب حسین سے سامنا ہو گیا لڑائی ہوئی اور حسین شکست کھا کر بھاگ گیا اپنے بھائی ابراہیم کے ذریعے دربار خلافت میں امن کی درخواست روانہ کی چنانچہ اسے امن دے دیا گیا حسین بن حمدان دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کی اور خلیفہ نے خلعت مرحمت فرمائی اور عباس بن عمر غنوی کو معزول کر کے قم اور قاشان کی حکومت دے دی چنانچہ حسین بن رخصت ہو کر قم کا راستہ لیا اس دوران نارس (اسماعیل سامانی گورنر ماوراء النہر کا غلام) آ گیا خلیفہ مقتدر نے اسے دیار ربیعہ گورنر بنا دیا۔

شیعہ عبیدیہ :...... عبید میں نسب کے اعتبار سے اپنے پہلے خلیفہ عبید اللہ مہدی بن محمد حبیب بن جعفر مصدق ابن محمد مکتوم بن امام اسماعیل بن جعفر صادق کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں آپ کو اس نسب کے غلط ہونے کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے کیونکہ خلیفہ معتضد کا خط جو اس نے ابن اغلب کو قیروان میں اور ابن مدرار کو سلجماسہ میں اس کی گرفتاری کے بارے تحریر کیا تھا جس وقت یہ بلاد مغرب کے علاقوں کی طرف چلا گیا تھا اس نسب کے صحیح ہونے کی گواہی دیتا ہے اور شریف رضی کے یہ اشعار بھی اس کی تائید کرتے ہیں:

البس الذل فی بلاد الاعادی وبمصر الخلیفة العلوی من ابوه ابی ومولاه مولای اذامنمنی البعید القصی

لف عرقی بعرقه سیدالناس جمیعاً محمد وعلی .

(ترجمہ) مصر اور دیگر ممالک کے دشمنوں کو خلیفہ علوی نے ذلیل وخوار کر دیا۔ اس کا باپ اور میرا باپ اس کا مولی۔ اور میرا مولی ایک ہی ہے اگرچہ غیر خاندان والے مجھ کو ذلیل سمجھیں میرا سلسلہ نسب اور اس کا سلسلہ نسب سید الناس محمد ﷺ اور علی سے ملتا ہے

اور جو محضر بغداد قادر ان عبیدیوں کے نسبی اعتراضات کے بارے میں لکھا گیا تھا اور اس پر مشہور علماء ہی خلافت کے زمانے میں قدوری، صیمری، ابوالعباس ابیوردی ابوحامد اسفرائنی، ابوالفضل نسوی، ابوجعفر نسفی اور علویہ میں سے مرتضیٰ ابن بطحاوی، ابن ازرق اور معتمد علیہ شیعہ ابوعبداللہ بن لقمان کے دستخط بطور گواہی کے ثبت کئے گئے تھے وہ شہادت سنی سنائی تھی دولت عباسیہ میں تقریباً دوسو برس سے سارے قریب وبعید کے علاقوں میں یہ خبر مشہور ہو رہی تھی اور سمعی شہادت ایسے موقع میں کہ یہ شہادت نفی کی ہے قابل قبول ہے ایسی صورت میں اس محضر اور خلیفہ معتضد کے خط میں کوئی تضاد بھی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ ان کی جانب طبیعت کا میلان اور ان کا اپنے دعوؤں میں سرسبز ہونا ان کے نسب کے صحیح ہونے پر روز روشن کی طرح دلالت کرتا ہے اور جن لوگوں نے ان کو نسباً یہودیت یا نصرانیت میں میمون قداح وغیرہ کی طرف منسوب کیا ہے ان لوگوں کے لئے

❶ ...... تاریخ ابوالفداء جلد ۲ صفحہ ۶۲ کے مطابق دوراتیں قید کر کے گلا دبا کر قتل کیا گیا۔

دہ اتنا کافی ہے جو اس افترا پردازی پر عائد ہوتا ہے باقی رہی ان کی دعوت کی کیفیت اس کو ہم مقدمہ کتاب میں ہدایت شیعہ کے تذکرے میں بیان کر چکے ہیں۔

شیعہ مسالک کی تفصیل:.....مذاہب شیعہ اس بات پر اتفاق کر لینے کے بعد کہ علی (رضی اللہ عنہ) تمام صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے افضل ہیں زیدیہ اور رافضیہ کی طرف منقسم ہو جاتے ہیں زیدیہ، باوجود تفضیل علی رضی اللہ عنہ کے شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی خلافت ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک امامت مفضول ہونے کے باوجود افضل کی موجودگی میں جائز ہے یہ مذہب زید شہید ❶ اور ان کے متبعین کا ہے رافضی خود کو امامیہ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں یہ شیخین سے تبراء (بیزاری یا علیحدگی) کرتے ہیں اس لئے کہ شیخین نے اس وصیت پر عمل نہیں کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے بارے میں علی رضی اللہ عنہ کے حق میں کی تھی اس کے باوجود اس وصیت کی کسی طریقہ سے روایت نہیں کی گئی جس کے صحیح ہونے پر ذہن کو ذرا بھی متوجہ کیا جائے اور نہ کسی نے سلف میں سے اس پر اعتماد کیا ہے جو قابل اقتدار ہیں بے شک اور بلاشبہ یہ روافض کی گڑھی اور بنائی ہوئی وصیت ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

رافض کی اقسام:.....رافضی کی دو قسمیں ہیں اثناءعشریہ اسماعلیہ، اثناعشریہ خلافت و امامت کو علی بن ابی طالب حسن، حسین علی زید العابدین محمد باقر اور جعفر صادق کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کاظم اور ان بعد کی اولاد کی طرف ایک ہی سلسلہ سے بارہویں امام تک منتقل کرتے ہیں اور بارہویں امام ''مہدی'' ہیں جو ان کے زعم فاسد کے مطابق غار سرمن رائے میں روپوش ہیں اور یہ فرقہ اس وقت تک ان کے نکلنے کے انتظار میں ہے اسماعلیہ کرسی خلافت و امامت پر جعفر صادق کے بعد ان کے دوسرے بیٹے اسماعیل کو بٹھاتے ہیں اور اسماعیل کے بعد ان کے بعد والوں کی طرف سلسلہ خلافت و امامت کو منتقل کرتے ہیں کوئی ان میں سے عبیداللہ (یہی عبیداللہ مہدی جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) پہنچ کر رک جاتا ہے اور ان لوگوں کو عبیدیین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور بعض ان میں سے یحییٰ بن عبیداللہ بن محمد بن مکتوم تک سلسلہ خلافت و امامت کو پہنچا دیتا ہے اس گروہ کو قرامطہ کہتے ہیں مگر یہ جھوٹ و افترا ہے کیونکہ محمد بن مکتوم بن اسماعیل کا کوئی بیٹا عبیداللہ نام نہ تھا۔

عبیدیہ کے علاقے:.....ان عبیدیوں کے حامی اور گروپ والے مشرق، یمن اور افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے سب کے پہلے دو شخص (ایک شخص معروف بہ حلوانی دوسرا شخص مشہور بہ سفیانی) افریقہ گئے ان دونوں کو انہی عبیدیوں کے حامیوں اور گروپ والوں نے بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ عرب کی سرزمین بنجر ہے تم لوگ افریقہ چلے جاؤ اور کاشتکاری کر کے اس سرزمین کو سرسبز اور پھل دار کر دو چنانچہ حلوانی اور سفیانی نے افریقہ میں پہنچ کر ایک نے سرزمین کتامہ شہر مرجنہ میں قیام کیا اور دوسرا شہر سوق حمار میں مقیم ہوا۔

افریقہ میں عبیدی مذہب:.....انہی دونوں کے ذریعہ سے ان اطراف میں بالعموم اور کتامہ میں علی الخصوص اس مذہب کی اشاعت ہوئی ان لوگوں کا یہ گمان تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح نصوص اور ارشادات میں خلافت و امارت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق وصیت کی تھی جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم (عیاذاً باللہ) نے اعراض و عدول کر کے علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسروں کو خلیفہ بنا لیا اس وجہ سے ان صحابہ سے تبراء کرنا واجب ہے جنھوں نے اس وصیت سے عدول و انحراف کیا ہے اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن کو اور حسن نے اپنے بھائی حسین کو، حسین نے اپنے بیٹے علی زین العابدین کو، علی زین العابدین نے اپنے بیٹے محمد الباقر کو، محمد الباقر نے اپنے بیٹے جعفر الصادق کو، جعفر الصادق نے اپنے بیٹے اسماعیل کو، امام اسماعیل نے اپنے بیٹے محمد المکتوم ❷ کو، محمد المکتوم نے اپنے بیٹے جعفر المصدق کو، جعفر المصدق نے اپنے بیٹے محمد الحبیب کو، محمد الحبیب نے اپنے بیٹے عبیداللہ المہدی کو اپنا وصی اور تخت خلافت و امامت کا جانشین اور وارث بنایا تھا یہ وہی عبیداللہ المہدی ہے جس کا ابوعبداللہ شیعی ❸ داعی تھا۔

---

❶ .....ان کا پورا نام اس طرح ہے زید بن علی الحسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنھم، (صاحب زیدی مذہب)

❷ .....محمد المکتوم کے لقب سے ملقب اس وجہ سے کرتے تھے کہ اسماعلیہ مخالفین کے خوف سے ان کے نام کو چھپاتے تھے۔منہ رحمۃ اللہ علیہ

❸ .....ابوعبداللہ حسین بن احمد بن محمد زکریا شیعی، صنعاء کا رہنے والا تھا ابن حوشب نجار کی صحبت میں رہا کرتا تھا جب حلوانی اور سفیانی کے مرنے کی خبر آئی تو ابن حوشب نے اس کو سرزمین مغرب کی طرف روانہ کر دیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۲

حامیوں کے علاقے: ......ان لوگوں کے حامی اور ہم خیال سرزمین عرب میں یمن سے حجاز اور بحرین تک اور تمام ملک خراسان اور کوفہ، بصرہ اور طالقان میں پھیلے ہوئے تھے محمد الحبیب سرزمین حمص کے مقام سلمیہ میں رہتا تھا ان لوگوں کی یہ عادت تھی کہ ہر سمت میں جہاں پہنچتے آل محمد کی حمایت اور ان کی محبت کی دعوت دیتے اور آہستہ آہستہ اپنے عقائد سکھاتے تھے۔

شیعوں کی آمد و رفت: ......ہر ملک کے شیعہ اکثر اوقات حضرت حسینؓ کی قبر کی زیارت کے لئے کربلا آتے اور پھر کربلا سے زیارت کے لئے ائمہ جو امام اسماعیل کی اولاد سے تھے سلمیہ جاتے یمن میں بھی ان لوگوں کے حامی اور ہم مذہب تھے محمد بن فضل نامی ایک شخص یمن کا رہنے والا جو اصل میں لشکری تھا ایک بار انہی دنوں میں امام محمد الحبیب کی زیارت کیلئے آیا ہوا تھا رستم بن حسین بن حوشب بن داؤد نجار نے (یہ کوفی الاصل تھا) اپنے ساتھیوں کو اس کے ساتھ کر دیا اور دولت عبیدیہ قائم کرنے کی ہدایت کر دی ساتھ ہی اس کے یہ بھی سمجھا دیا کہ عنقریب مہدی موعود خروج کرنے والے ہیں لہٰذا جتنی ممکن ہو اپنی جماعت بڑھا لو۔

یمن پر قبضہ: ......چنانچہ محمد بن فضل نے رستم کے ساتھیوں سمیت یمن پہنچ کر قبیلہ بنی موسیٰ میں قیام کیا اور وعظ و پند سے ان لوگوں کے قلوب کو امام محمد الحبیب کی طرف مائل کرنے لگا بظاہر دعوت کا طریقہ نہایت سادہ اور سیدھا تھا آل محمد کی حمایت اور ان سے محبت کرنے پر بھلا کون مسلمان تیار نہ ہوتا لہٰذا تھوڑے ہی دنوں میں یمن کے اطراف و جوانب کے لوگ اس دعوت میں شریک اور اس کے تابع بن گئے اور اس نے رفتہ رفتہ صوبہ یمن کو دبالیا۔ اور ان لوگوں کے دماغوں کو بھی اپنے زہر آلودہ خیالات سے بھر دیا۔

ابوعبداللہ حسن: ......ابوعبداللہ حسن بن احمد بن محمد بن زکریا معروف بہ محتسب (جس کا ابھی اوپر تعارف آپ حاصل کر چکے ہیں ❶ یہ بصرہ میں محتسب کے عہدے پر فائز تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محتسب اس کا بھائی ابوالعباس المخطول تھا اور ابوعبداللہ علم کے نام سے جانا پہنچانا جاتا تھا کیونکہ اسی نے مذہب امامیہ باطنیہ ❷ کو پھیلایا تھا) امام محمد الحبیب کی خدمت میں حاضر ہوا امام محمد الحبیب نے اس کو لائق اور اہلیت کا آدمی خیال کر کے ابوحوشب کے پاس بھیج دیا چنانچہ ابوعبداللہ نے ابوحوشب کی صحبت میں ایک طویل مدت رہ کر علم و کمال حاصل کیا اس کے بعد ابوحوشب نے ابوعبداللہ کو حجاج یمن کے ہمراہ مکہ معظمہ روانہ کیا اور عبداللہ بن ابی ملاحف کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔

مکہ آمد: ......ابوعبداللہ اور عبداللہ نے موسم حج میں پہنچکر کتامہ کے قافلہ مثلاً حریث جمیلی اور موسیٰ بن مکاد وغیرہ سے ملاقات کی اور راہ و رسم پیدا کرنے کے لئے کتامہ کے قافلہ والے ابوعبداللہ اور عبداللہ کا زہد و ورع اور عبادت دیکھ کر کچھ ایسے گرویدہ ہو گئے ان کی خدمت کو سعادت دارین سمجھنے لگے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں ہی اس سعادت کو حاصل کر لوں۔

فج الخیار مقام کتامہ: ......مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ان دونوں نے قافلہ کتامہ کے ساتھ کوچ کیا چنانچہ پندرہویں ربیع الاول ۲۸۸ھ ❸ کتامہ پہنچے اہل کتامہ نے ان دونوں کے لئے ایک مکان کوہ انکجان پر جس کو بعد میں ان لوگوں نے فج الاخیار ❹ کے نام سے موسوم کیا بنوا دیا لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوگئی اور زہد و عبادت کی وجہ سے دن بدن عوام کا میلان اور گرویدگی بڑھتی چلی گئی اب ابوعبداللہ اور عبداللہ آہستہ آہستہ وقت بے وقت انھیں یہ سمجھانے لگے کہ مہدی موعود نے ہم کو اسی مقام پر قیام کرنے کی ہدایت و تلقین کی تھی اور وہ عنقریب خروج کرنا چاہتے ہیں ان کے مددگار اور انصار وہ لوگ ہوں گے جو اپنے زمانہ کے اچھے لوگ خیار ہوں گے ان کے انصار کا نام کتمان سے نکلا ہے اگر چہ صاف طور سے ظاہر

---

❶ ......تصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود۔ ❷ ......امامیہ باطنیہ: اس مذہب کے ماننے والے انتہائی غالی شیعہ ہوتے تھے اور مسلمانوں کے راستے سے بالکل ہٹے ہوئے تھے ان کا مذہب تیسری صدی میں پھیلا، ان کا خاص طرہ امتیاز دین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت دل میں بٹھانا تھا، چنانچہ اس کام میں فلسفی، ملحد، مجوسی اور یہودی پیش پیش رہے تاکہ لوگوں کو اسلام سے دور کیا جا سکے یہ اپنے نمائندوں کو اس گندے مذہب کی دعوت و تبلیغ کے لئے دور دور بھیجتے تھے، ان کے مشہور داعیوں میں سے میمون بن دیصان القداح الشنوی بھی تھے، مختصراً یہ کہ ان کا مذہب بظاہر رفض و شیعت تھا لیکن درحقیقت یہ لوگ کافر تھے۔ دیکھیں عقائد آل محمد صفحہ (۳ تا ۱۲) اور التبصیر صفحہ (۸۶)

❸ ......یہاں ان کے کتامہ پہنچنے کا سن ۲۸۸ تحریر ہے جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد صفحہ ۳۶۱ پر ۲۳۸ھ تحریر ہے، لیکن راجح یہ ہے کہ ۲۱۰ ہے میں کتامہ پہنچے۔ ❹ ......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد صفحہ ۳۶۱ پر فج الاخیار کے بجائے ,,فتح الاحار،، تحریر ہے۔

نہیں فرمایا ہے مگر قرینہ یہ کہتا ہے کہ غالباً یہی اہل کتامہ ہوں گے۔

کتامہ میں عروج:.....علماء کتامہ جمع ہو کر ابوعبداللہ سے مناظرہ کرنے کو آئے ابوعبداللہ نے مناظرہ سے انکار کیا مگر عوام الناس ان کی شعبدہ بازیوں اور حیلوں میں آ گئے اور بعد فتنہ وفساد کے بعد اس کی دعوت میں شریک اور اس کے مذہب میں شامل ہو گئے یہ لوگ اس کو ابوعبداللہ مشرقی شیعی ❶ کے نام سے یاد کرتے تھے کچھ عرصے بعد اہل کتامہ میں پھر ایک جوش پیدا ہوا اور اکثر لوگ ابوعبداللہ کے قتل کے لیے جمع ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اس وقت حسن بن ہارون نامی ایک شخص نے ابوعبداللہ کی حمایت پر کمر ہمت باندھ لی اور اس کے متبعین کو جمع کر کے مخالفین سے جنگ لڑی حتیٰ کہ ان سب نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور ابوعبداللہ کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔

میلہ شہر پر قبضہ:.....ابراہیم بن احمد بن اغلب والی افریقہ کو قیروان میں اس کی خبر لگی میلہ ❷ کے گورنر سے کیفیت طلب کی میلہ کے گورنر نے رپورٹ دی کہ ابوعبداللہ ایک تارک الدنیا شخص ہے چھوٹے موٹے کپڑے پہنتا ہے لوگوں کو صوم وصلوۃ کی ہدایت کرتا ہے ابراہیم بن احمد یہ سن کر خاموش ہو گیا اس کے بعد ابوعبداللہ نے آہستہ آہستہ اپنی تعداد بڑھالی اور قبائل کتامہ کو جمع کر کے شہر میلہ پر اچانک حملہ کر دیا چنانچہ دو چار دن کے محاصرے کے بعد امان کے ساتھ فتح کر لیا ابراہیم بن احمد نے یہ خبر سن کر اپنے بیٹے احول کو ایک لشکر کے ساتھ جن کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ تھی ابوعبداللہ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اس معرکہ میں اہل کتامہ کو شکست ہوئی ابوعبداللہ نے بھاگ کر کوہ انکجان میں دم لیا اور احول نے شہر ناصروت اور میلہ میں آگ لگا دی اور کامیابی کے ساتھ واپس آ گیا۔

دار الہجرت نامی شہر:.....اس جنگ کے بعد ابوعبداللہ نے کوہ انکجان میں ایک شہر آباد کیا اور اس کو دار الہجرۃ کے نام سے موسوم کیا اس دوران ابراہیم بن احمد گورنر افریقہ کی وفات ہوگئی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالعباس افریقہ کا گورنر بنا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد یہ بھی انتقال کر گیا پھر زیادۃ اللہ ❸ کو افریقہ کا گورنر بنایا گیا اس وقت احول نے ایک کثیر التعداد لشکر جمع ومرتب کر کے ابوعبداللہ کے قریب پڑا ہوا تھا زیادۃ اللہ نے حیلہ ومکر اس کو بلا کر قتل کر ڈالا۔

حبیب کے بعد عبیداللہ:.....محمد الحبیب نے وفات کے وقت امارت وامامت کی وصیت اپنے بیٹے عبیداللہ کے حق میں کی اور یہ کہا "میرے نور عین! تم ہی مہدی ہو میرے بعد تم ہجرت بعیدہ کرو گے طرح طرح کے مصائب اور آلام کا سامنا کرنا پڑے گا ذرا استقلال وصبر سے کام لینا" غرض محمد الحبیب کے انتقال کر جانے کے بعد ابوعبیداللہ نے امامت اپنے ہاتھ میں لے لی اور ممالک قریبہ وبعیدہ میں اپنے مبلغوں کو بھیجا انہی دنوں ابوعبیداللہ شیعی نے اہل کتامہ کا ایک وفد روانہ کیا اور اپنی فتوحات کی اطلاع دی اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ آپ کے قدوم قدموں کے آنے کے انتظار میں ہیں جلد تشریف لائیے رفتہ رفتہ یہ خبریں خواص اور عوام میں مشہور ہوگئیں خلیفہ مکتفی نے عبیداللہ کی گرفتاری کا حکم دے دیا عبیداللہ یہ خبر پا کر اپنے بیٹے نزار کے ساتھ بھاگ گیا جو اس کے بعد جانشین مسند امامت کا جانشین بنا اور القائم کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔

عبیداللہ کی مصر میں گرفتاری:.....عبیداللہ سرزمین حمص سے نکل کر مغرب کی طرف چلا گیا اس کے ساتھ اس کے بیٹے کے علاوہ اس کے خاص ساتھی اور خدام کا ایک گروپ تھا منازل طے کرنے کے بعد مصر پہنچا ان دنوں مصر میں عیسیٰ نوشری حکومت کر رہا تھا عبیداللہ سوداگروں کا لباس پہنے ہوئے مصر میں داخل ہوا ادھر خلیفہ مکتفی کا فرمان برائے گرفتاری بھی پہنچ گیا جس میں اس کا حلیہ وغیرہ لکھا ہوا تھا عیسیٰ نوشری نے جاسوسوں اور مخبروں کو عبیداللہ کی تلاش میں چاروں طرف پھیلا دیا نوشری کے کسی مصاحب نے عبیداللہ کو اس سے مطلع کر دیا عبیداللہ اپنے رفقاء اور خدام کے ساتھ نکل بھاگا

---

❶.....ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد صفحہ ۳۶۱ پر مشرقی کے بجائے مشرفی تحریر ہے۔

❷.....میلہ: افریقہ کے انتہائی حصے میں ایک چھوٹا سا شہر ہے اس کے اور بجایہ کے درمیان تین دن کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان)

❸.....زیادۃ اللہ ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم بن احمد بن اغلب کا بیٹا تھا، عیاش مزاج کھلاڑی، امور سلطنت سے غافل اور ہوا پرست تھا اس نے احول کو محض اس خیال سے کہ کہیں یہ میرے عیش وآرام میں خلل انداز نہ ہو قتل کیا تھا۔ تاریخ ابن کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۸۔

مگر اتفاق یہ کہ نوشری سے سامنا ہو گیا صورت، شکل اور رفقاء و گفتار سے نوشری تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو یہی عبید اللہ ہے چنانچہ فوراً گرفتار کر لیا۔

عبید اللہ کی رہائی: ...... اتنے میں دوپہر ہو گئی دستر خوان بچھا نوشری نے عبید اللہ کو کھانے کو کہا عبید اللہ نے روزہ کا عذر کر دیا اس کے بعد باتوں باتوں میں نوشری کو عبید اللہ نے ایسے جھانسے دیئے کہ نوشری کے دل میں اس کے بے حد جرم اور وہ بے خطا ہونے کا یقین ہو گیا مگر ابھی نوشری نے عبید اللہ کو رہا نہ کیا تھا کہ اس کا بیٹا ابوالقاسم اپنے شکاری کتے کو ڈھونڈھتا ہوا پہنچ گیا نوشری نے پوچھا کہ ''یہ کون ہے''؟ بتلا گیا کہ ''یہ عبید اللہ کا بیٹا ہے'' نوشری نے اس سے یہ خیال قائم کیا کہ اگر یہ شخص دعویدار خلافت کا ہوتا تو اس کا بیٹا ایک شکاری کتے کی تلاش میں موت کے منہ میں نہ چلا آتا چنانچہ عبید اللہ کو رہا کر دیا عبید اللہ نے رہائی کے بعد ڈبل کوچ شروع کر دیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا راستے میں مقام طاحونہ پر چوروں سے سابقہ پڑ گیا سارا مال واسباب لے گئے ان میں چند کتابیں ملاحم کی تھیں جو اس کو باپ دادا سے وراثت میں ملی تھیں ان کتابوں کے ضائع ہونے سے عبید اللہ کو سخت صدمہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ کے بیٹے ابوالقاسم نے جب مصر پر فوجکشی کی تو اسی مقام سے فوج کشی کی تھی۔

عبید اللہ کی منزلیں: ...... عبید اللہ طاحونہ سے روانہ ہو کر اپنے رفقاء اور بیٹے کے ساتھ طرابلس پہنچا تجارت پیشہ ساتھی جو اسکے ہمراہ تھے وہ اس سے علیحدہ ہو گئے عبید اللہ نے اسی مقام سے ابوالعباس، ابوعبد اللہ شیعی کے بھائی کو کتامہ کیطرف روانہ کیا وہ قیروان پہنچا تو زیادۃ اللہ کو ان واقعات کی خبر ابوالعباس کے پہنچنے سے پہلے مل چکی تھی سراغ رسانی کر کے ابوالعباس کو گرفتار کر لیا اور اس سے عبید اللہ کے حالات دریافت کئے ابوالعباس نے انکار کر دیا تو زیادۃ اللہ نے جھلا کر اسے جیل میں ڈال دیا اور گورنر طرابلس کو عبید اللہ کو گرفتار کر لینے کا حکم دیا کسی ذریعہ سے عبید اللہ تک یہ خبر پہنچ گئی لہذا طرابلس کو خیر آباد کہہ کر قسطیلہ کا راستہ لیا اور پھر اس بات کے خوف سے کہ ابوالعباس ابوعبد اللہ شیعی کا بھائی قیروان میں گرفتار کر لیا گیا ہے قسطیلہ کے بجائے سلجماسہ کا رخ کیا۔

عبید اللہ کی گرفتاری: ...... سلجماسہ میں ابن مدرار کے گروپ کے لوگ تھے ان لوگوں نے عبید اللہ کی بڑی آؤ بھگت کی اور عزت و توقیر سے ٹھہرایا اس دوران زیادۃ اللہ کا خط پہنچ گیا کہا جاتا ہے کہ یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا لکھا ہوا تھا کہ ''یہی شخص مہدی ہونے کا دعویدار ہے اسی کو پکڑنے کے لئے خطوط کتامہ سے آ رہے ہیں لہذا فوراً گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو'' سلجماسہ کے گورنر نے اس حکم کے مطابق عبید اللہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

ابوعبد اللہ شیعی کے احوال: ...... ابوعبد اللہ شیعی کے حالات اور آئے دن بلاد افریقہ کو دبائے جانے کے واقعات سے تم کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے زیادۃ اللہ گورنر افریقہ نے پہلے تو کوئی توجہ نہیں کی لیکن ابوعبد اللہ کی جماعت بڑھتی ہوئی اور افریقہ کو اپنے قبضہ وتصرف سے نکلتے ہوئے دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہو گیا اور چاروں طرف سے لشکر حاصل کر کے اپنے ایک عزیز اور قریشی رشتہ دار ابراہیم بن حنیس ❶ کو امیر لشکر مقرر کر کے کتامہ کی طرف روانہ کر دیا اس لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی نامی گرامی جنگ جو اور سپہ سالار اس مہم میں بھیجے گئے تھے چنانچہ کوچ وقیام کرتے ہوئے یہ لشکر قسطیلہ تک پہنچ کر ٹھہر گیا ابوعبد اللہ یہ خبر پا کر ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور اس کو اپنا ٹھکانہ بنا لیا پورے چھ مہینے اپنا لشکر لے کر ابوعبد اللہ کے اترنے کے انتظار میں دامن کوہ میں پڑا رہا مجبوراً ساتویں مہینہ شہر کرمتہ میں ابوعبد اللہ کی تھوڑی سی فوج رہتی تھی جاسوسوں نے ابوعبد اللہ کو اس کی اطلاع کر دی ابوعبد اللہ نے اپنے ایک دستے کو ابراہیم کے لشکر پر شبخون مارنے بھیج دیا ابھی ابراہیم کرمتہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابوعبد اللہ کے رسالہ نے پہنچ کر چھاپا مارا جس سے ابراہیم کے ہوش وحواس ختم ہو گئے اور انتہائی بے سروسامانی سے شکست کھا کر قیروان کی طرف بھاگ گیا ابوعبد اللہ ❷ نے فتح کی خبر عبید اللہ کی خدمت میں روانہ کر دی اس وقت وہ سلجماسہ کی جیل میں تھا۔

ابوعبد اللہ کی کامیابیاں: ...... ابوعبد اللہ نے اس مہم سے فارغ ہو کر شہر طبنہ پر چڑھائی کر دی اور ایک مدت کے محاصرے کے بعد امان کے

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ پر حنیس کے بجائے حبیش تحریر ہے جبکہ تاریخ ابن عذاری جلد اصفحہ ۱۳۷ پر اس کا نام ابراہیم بن حبشی التمیمی تحریر ہے۔

❷ ...... اس خط کو ابوعبد اللہ نے ایک معتبر دوست کے ذریعے سلجماسہ روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جس طرح ممکن ہو عبید اللہ مہدی تک یہ خبر ضرور پہنچا دینا چنانچہ اس نے سلجماسہ میں پہنچ کر بوچڑوں کا بھیس بدلا اور گوشت بیچنے کے بہانے سے جیل سلجماسہ میں داخل ہو کے عبید اللہ کا خط دیا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۶

ساتھ اس کو فتح کر کے شہر بلزمہ کا رخ کیا اہل بلزمہ مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی اور بالآخر ابوعبداللہ نے بزور تیغ اس کو بھی فتح کر لیا زیادۃ اللہ گورنر افریقہ نے ان واقعات کی اطلاع پا کر ایک لشکر ہارون طبنی کی ماتحتی میں روانہ کیا طبنی نے شروع میں شہر دارملوک پر فوج کشی کی اہل دارملوک نے ابوعبداللہ شیعی کی اطاعت قبول کر لی تھی اس کو اپنا امیر تسلیم کر لیا تھا طبنی نے دارملوک کی شہر پناہ کو منہدم کر کے بزور تیغ شہر پر قبضہ حاصل کر لیا اس کے بعد ابوعبداللہ کی طرف بڑھا راستے میں ابوعبداللہ کا گنتی دستہ وہ ملا طبنی کا لشکر دیکھ کر پریشان ہو گیا اور ابتری اور بے ترتیبی کے ساتھ دائیں بائیں چھپنے لگا جاسوسوں نے ابوعبداللہ کو اس کی اطلاع کر دی ابوعبداللہ پیام اجل کی طرح طبنی کے سر پر آپڑا طبنی کا لشکر بغیر جنگ کئے بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی بھگدڑ میں طبنی بھی مارا گیا ابوعبداللہ نے کامیابی کے ساتھ شہر عیسیٰ پر بھی قبضہ کر لیا۔

باغایہ اور مرماجنہ پر قبضہ:......اس واقعہ سے زیادۃ اللہ کا جوش انتقام اور زیادہ بڑھا ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے ۲۹۵ھ میں ابوعبداللہ پر حملہ کیا مقام اربس میں پہنچ کر بعض مصاحبوں نے یہ رائے دی کہ ''آپ بذات خود ابوعبداللہ کے مقابلہ پر مت جائیں خدانخواستہ اگر کوئی واقعہ پیش آ گیا تو ہم لوگوں کو کوئی ٹھکانہ نہیں رہے گا بہتر یہ ہے کہ آپ دارالحکومت واپس جائیے اور جس پر آپ کو اطمینان ہو اس کی ماتحتی میں لشکر روانہ فرمائیے'' زیادۃ اللہ نے اس رائے کو پسند کیا لشکر کو تو اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن اغلب کے ساتھ ابوعبداللہ نے باغایہ میں داخل ہو کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اس کے بعد شہر مرماجنہ کا رخ کیا مگر اہل مرماجنہ نے قبضہ دینے سے انکار کر دیا تو لڑائی ہوئی آخر کار انہی لڑائیوں میں مرماجنہ کا گورنر مارا گیا اور ابوعبداللہ نے بزور تیغ قبضہ حاصل کر کے شہر نیقاش ❶ کی طرف قدم بڑھائے۔

مزید فتوحات:......اہل نیقاش نے امان حاصل کر کے شہر حوالے کر دیا نیقاش کے فتح ہونے پر چاروں طرف سے امن کی درخواستیں آنے لگیں بہت سے قبیلوں نے حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی ابوعبداللہ نے ان سب کو امن دے دی اور چند لوگوں کو ان علاقوں کی حفاظت اور انتظام پر چھوڑ کر خود ایک دستہ فوج کے ساتھ مسکیانہ ❷ کی طرف روانہ ہو پھر مسکیانہ سے تبسہ اور مجانہ کی طرف کوچ کیا اس کے بعد قصریں (سرزمین کا قمودہ) کا رخ کیا پھر قصریں سے رقادہ کی طرف بڑھا۔ ان مقامات میں لڑائی نہیں ہوئی مگر امان کے ساتھ فتح ہوتے گئے ان واقعات کی اطلاع ابراہیم بن ابی اغلب تک بھی پہنچ گئی یہ اس وقت اربس میں تھا اور گورنر افریقہ ہے افریقہ کے لشکر کا افسر اعلیٰ تھا۔ یہ خیال کر کے کہ رقادہ میں زیادۃ اللہ گورنر افریقہ ہے اور اس کے پاس کوئی بڑا لشکر نہیں ہے اربس سے رقادہ کی جانب کوچ کر دیا۔ ابوعبداللہ نے رقادہ سے اعراض کر کے قسطیلہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا چنانچہ قسطیلہ نے امان حاصل کر کے شہر حوالہ کر دیا ابوعبداللہ نے قسطیلہ پر قبضہ کر کے باغایہ کی جانب واپسی کی اور لشکر کے بڑے حصہ کو باغایہ میں چھوڑ کر وہ انکجان ❸ کی جانب واپس لوٹ گیا ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کر باغایہ پر پہنچ کر ابوعبداللہ کے لشکر کا محاصرہ کر لیا ابوعبداللہ نے یہ خبر پا کر بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ باغایہ کی جانب کوچ کیا اور مقدمۃ الجیش کو یہ ہدایت کر دی کہ اگر ابراہیم نے باغایہ چھوڑ دیا ہو تو فج عرعار سے آگے مت بڑھنا ابھی یہ لشکر پہنچنے نہ پایا تھا کہ ابراہیم اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر اربس کی طرف لوٹ گیا۔

ابراہیم پر حملہ:......اس کے بعد ۲۹۶ھ میں ابوعبداللہ نے ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ ابراہیم پر فوج کشی کی اور چند دستہ کو پیچھے سے ابراہیم کے لشکر پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اربس کے باہر ایک میدان میں لڑائی ہوئی اگرچہ ابراہیم نے نہایت بہادری سے کام لیا مگر ساتھیوں کی پست ہمتی اور بزدلی کی وجہ سے ہزیمت اُٹھا کر بھاگ گیا اور ابوعبداللہ نے انتہائی سختی اور بے رحمی سے ابراہیم کے لشکر کو تباہ کیا اور مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا اور اربس میں گھس کر اہل اربس کے خون کو مباح کر دیا ایک پورے دن قتل عام کا بازار گرم رہا اس کے بعد قمودہ میں پہنچ کر قیام کیا ان واقعات کی اطلاع زیادۃ اللہ گورنر افریقہ کو ملی تو وہ حواس باختہ ہو کر مصر ❹ بھاگ گیا۔ اہل شہر رقادہ اپنے حامی اور مددگاروں کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر قیران اور سوسہ کی طرف

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں نیقاش کے بجائے تیفاش تحریر ہے (جلد۴ صفحہ ۳۶۳)

❷......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں مسکیانہ کے بجائے مسلیانہ تحریر ہے (جلد۳ صفحہ ۳۶۳)

❸......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں انکجان کے بجائے ایکجان تحریر ہے (جلد۳ صفحہ ۳۶۳)

❹......دیکھیں، رسالۃ افتتاح الدعوۃ، مصنف قاضی نعمان بن محمد (صفحہ ۲۲۲۔۲۳۱)

چلے گئے۔عوام الناس نے بنی اغلب کی محل کولوٹ لیا۔

ابراہیم کی مدد اپیل:......ابراہیم ابن ابی اغلب نے قیروان میں جا کر دارالامارت میں قیام کیا،اور روساءشہراور امراءمملکت کوجمع کر کے ابو عبداللہ کی مخالفت پر اُبھارنے کی کوشش کی مال واسباب کی مدد مانگی اور بصورت اطاعت وامداد ان کی جان ومال کی حفاظت کا وعدہ کیا ان لوگوں نے معذرت کر لی کہ ہملوگ تجارت پیشہ اور عام لوگ ہیں ہم لوگوں کے پاس اتنا مال واسباب کہاں ہے کہ آپ کی حمایت کرسکیں اور نہ ہم لوگ جنگ وجدال سے واقف ہیں،،ابراہیم یہ سنکر خاموش ہوگیا اور یہ لوگ دارالامارت سے اٹھ کر باہر آ گئے اور عوام کو اس گفتگو سے مطلع کر دیا۔عوام الناس یہ سنتے ہی دارالامارت پرٹوٹ پڑے اور ابراہیم کوفوراً وہاں سے نکال دیا۔

ابوعبداللہ کا رقادہ پر قبضہ:......ابوعبداللہ شیعی کو جس وقت وہ اسبیہ میں تھا زیادۃ اللہ کے بھاگ جانے کی خبر ملی تو اس نے اسی وقت رقادہ کی جانب کوچ کر دیا،راستے میں عروہ بن یوسف اور حسن بن ابی خنزیر نے حاضر ہوکر شرف ملاقات حاصل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ماہ رجب ۲۹۶ھ میں رقادہ آئے اور امان کا اعلان کرادیا ابوعبداللہ کی آمد کی خبر سن کر اہل قیروان ملنے آئے ابوعبداللہ نے اُن لوگوں کوامن دیا اور عزت واحترام سے پیش آیا۔رقادہ کے محلات اور امراءحکومت کے مکانات کواہل کتامہ میں تقسیم کردیا فتنہ وفساد اور آتش جنگ فروہو جانے پرلوگ اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے ابوعبداللہ نے انتظام کی غرض سے ضرورت کے مطابق شہر میں اپنے حکام مقرر کئے فتنہ پردازوں اور باغیوں کی گرفتاری کا حکم دیا اور زیدۃ اللہ کے مال واسباب اور اسلحہ خانہ کی حفاظت پرلوگوں کو متعین کیا خطیبوں نے پوچھا کہ خطبوں میں کس کا نام پڑھا جائے گا مگر ابوعبداللہ نے کسی کو نامزد نہ کیا البتہ نیا سکہ جاری کرایا ایک طرف ''بلغت حجته الله'' ❶ دوسری طرف ''تفرق اعداء الله'' لکھوایا۔آلات حرب پر ''عدة سبيل الله'' کندہ کرایا اور گھوڑوں کے رانوں پر'' الملك لله '' کندہ کردایا۔بہرحال عبداللہ نے افریقہ پرکہیں بزورتیغ اور کہیں حکمت سے عملی قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابوالعباس محمد اس سے ملنے کو آیا اس نے ابوالعباس اور ابوز کی تمام بن معارک'' کو کتامہ کا سپہ سالا تھا۔

بلاد مغرب کی جانب پیش قدمی:......اپنا بنا کر افریقہ پر متعین کیا اور خود ایک فوج لے کر اور بلاد مغرب کی جانب قدم بڑھایا۔ابوعبداللہ کے خروج کرتے ہی بلاد مغرب کے علاقوں میں ایک تہلکہ سا مچ گیا بڑے بڑے عظیم الشان قبائل دائیں بائیں ہٹ گئے اور بذریعہ خط وکتابت اس کی اطاعت قبول کر لی۔زناتہ کا دل بھی ابوعبداللہ کی آمد کی خبر سن کر کانپ اُٹھا لہٰذا مجبوراً اطاعت میں گردن جھکا دی۔رفتہ رفتہ سلجماسہ کے قریب پہنچا۔ جہاں پر عبیداللہ قید کی مصیبت جھیل رہا تھا۔الیسع بن مدرار گورنر سلجماسہ کوابوعبداللہ کے قریب آجانے کی خبر ملی تو جیل میں عبیداللہ سے اس کے حالات کو پوچھے مگر عبیداللہ نے اپنا حال صاف صاف نہ بتایا پھر اس کے بیٹے ابوالقاسم سے پوچھا مگر اسنے بھی اپنا حال چھپالیا ساتھیوں سے انکشاف حال کی کوشش کی۔مگر ان لوگوں نے بھی انکار ہی میں جواب دیا۔چنانچہ گورنر سلجماسہ نے جھلا کر سب کو پٹوادیا۔اس واقعہ کی خبر ابوعبداللہ تک پہنچ گئی اسے نہایت شاق گزرا مگر چارہ کار ہی کیا تھا اس نے ایک دوستانہ انداز میں سجلماسہ کے گورنر کے پاس روانہ کی گورنر سجلماسہ تاڑ گیا کہ اس میں کوئی چال ضرور ہے لہٰذا خط کو چاک کر کے پھینکدیا اور قاصد کوقتل کردیا۔

سلجماسہ پر قبضہ:......اس سے ابوعبداللہ کو اور زیادہ اشتعال پیدا ہوا چنانچہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے سجلماسہ پر پہنچ کر محاصرہ کرلیا ایک پورے دن محاصرہ کے بعد ایک لڑائی لڑکر ❷ سلجماسہ کا گورنر اپنے اہل وعیال اور بنی اعمام سمیت رات کے وقت بھاگ گیا صبح کو اہل سلجماسہ نے ابوعبداللہ کے پاس حاضر ہوکہ اطاعت قبول کرلی ابوعبداللہ ان کے ساتھ ساتھ اس مکان پر آیا جہاں عبیداللہ قید تھا۔دروازہ کھولا اور عبیداللہ کو اس کے بیٹے ابوالقاسم سمیت نکال کر گھوڑوں پر سوار کرایا آگے آگے عبیداللہ تھا اور اس کے پیچھے امراء اور قبائل سلجماسہ سردار تھے ابو عبداللہ آواز بلند سے کہتا جاتا تھا ''هذا مولكم هذا مولكم '' اور خوشی کے مارے روتا ❸ جارہا تھا یہاں تک کہ اپنی لشکر گاہ میں پہنچ گیا اور عبیداللہ کو

❶......(ترجمہ) اللہ کی دلیل پہنچ گئی۔اللہ کے دشمن منتشر ہوگئے۔اللہ کے راستے کی تیاری۔حکومت صرف اللہ ہی کی ہے۔(ثناءاللہ محمود)

❷......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد۳ صفحہ ۲۶۳ پر والی سلجماسہ کا نام ,,الیسع ,, تحریر ہے۔

❸......دیکھیں ,, رسالۃ افتتاح الدعوۃ ,, مصنف قاضی نعمان بن محمد صفحہ ۲۴۵

خیمہ میں اتارا اور گورنر سلجماسہ کے تعاقب میں چند سواروں کو روانہ کر دیا اگلے دن گورنر سلجماسہ گرفتار ہو گیا تو ابوعبداللہ نے اس پہلے کوڑوں سے پٹوایا اور اس کے بعد قتل کا حکم دے دیا۔

عبیدیوں کی حکومت کی بنیاد: ......اس کامیابی کے بعد چالیس دن تک ابوعبداللہ اور عبیداللہ سجلماسہ میں خیمہ زن رہے اکتالیسویں دن افریقہ کی جانب لوٹ گیا عشرہ اخیرہ ماہ ربیع الثانی ۲۹۶ھ میں رقادہ پہنچا اور عبیداللہ کی خلافت کی بیعت کی تجدید کی اور ''المہدی امیر المومنین'' کے لقب سے ملقب کیا اسی تاریخ سے عبیدیوں کی حکومت کی بنیاد پڑ گئی اور بنی اغلب کی حکومت افریقہ سے بنی مدرار کی حکومت سلجماسہ سے اور بنی رستم کی تاہرت سے ختم ہو گئی مہدی نے بیعت لینے کے بعد اپنے وعظوں اور مشنریوں کو تمام علاقوں اور افریقہ میں پھیلا دیا جو اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگے جس کو گنتی کے چند لوگوں نے قبول کیا اس کے بعد مہدی نے زبردستی کرنے کا حکم دیا مگر اس پر بھی جب اس کے مذہب کی اشاعت نہ ہوئی تو منکرین ومخالفین کے قتل کا حکم دے دیا اور ان کے مال واسباب اور عورتوں کو کتامہ والوں میں تقسیم کر دیا ان کو بڑی بڑی جاگیریں دیں اور مال وزر سے مالا مال کر دیا۔ دیوان مرتب کرایا محکمہ مال وخراج قائم کیا اور انتظام کی غرض سے اپنے حکام کو افریقہ کے علاقوں کی طرف روانہ کیا چنانچہ جزیرہ صقلیہ پر حسن بن احمد بن ابی خنزیر مامور ہوا اور دسویں ذی الحجہ ۲۹۷ھ کو مازر پہنچا اپنے بھائی علی کو گورنر بنایا اور اسحاق بن منہال کو عہدۂ قضاء یا تھوڑے دن قیام کر کے حسن نے ۲۸۹ھ میں دریا کو کنارہ قلوری کی جانب سے عبور کیا اور قتل وغارت کر کے بے شمار مال واسباب لے کر واپس آیا ۲۹۹ھ میں اہل صقلیہ نے بغاوت کر دی اور حسن کو گرفتار کر کے قید کر دیا جس میں حسن کی بدچلنی اور کج خلقی کی شکایت اور اس سے سرکشی وبغاوت کی معذرت تھی مہدی نے اہل صقلیہ کی معذرت قبول کر لی اور علی بن عمر بلوی کو صقلیہ پر مامور کر دیا سن مذکور کے آخر میں صقلیہ آیا۔

ابن لیث کے حالات: ......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ لیث بن علی بن لیث اور سبکری ❶ (یہ عمر بن لیث کا غلام تھا) نے طاہر بن محمد کے قبضہ سے فارس کو نکال لیا تھا کچھ عرصے بعد سبکری نے لیث کو نکال کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا جب طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو اس کی خبر ملی تو لشکر مرتب کر کے آیا اور سبکری اور طاہر کی لڑائی چھڑ گئی اتفاق یہ کہ طاہر شکست کھا کر بھاگا مگر سبکری نے اس کو اس کے بھائی یعقوب سمیت گرفتار کر لیا اور عبدالرحمن بن جعفر شیرازی کی نگرانی میں دربار خلافت بھیج دیا چونکہ سبکری خلیفہ کی اجازت کے بغیر فارس پر قابض ومتصرف ہوا تھا اس وجہ سے عبدالرحمن بن جعفر نے دربار میں حاضر ہو کر خراج کا وعدہ کر لیا یہ واقعہ ۲۹۶ھ کا ہے۔

لیث کی بدبختی وگرفتاری: ......اس کے بعد ۲۹۷ھ میں لیث بن علی بن لیث نے سجستان سے سبکری پر فوج کشی کی اور کھلے میدان اس کو شکست دے کر فارس پر قبضہ کر لیا سبکری بھاگ کر ارجان پہنچ گیا رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ایک لشکر جرار کے ساتھ سبکری کی کمک پر ارجان روانہ کیا اتفاق سے سبکری اور مونس خادم کے جمع ہونے کی خبر لیث تک پہنچ گئی اس کے بعد یہ خبر ملی کہ حسین بن ہمدان نے مونس کی کمک کی غرض سے بیضاء کی جانب کوچ کیا ہے فوراً اپنے لشکر کو دوحصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو اپنے بھائی کے ساتھ شیراز کی حفاظت کے لئے بھیج دیا اور خود دوسرے حصہ کے ساتھ حسین سے مزاحمت کرنے کے خیال سے آگے بڑھا راستہ غیر معمولی اور دشوار گزار تھا اس لئے بھول گیا بہزار خرابی اور بڑی مشکل سے نقصان اٹھا کر مونس کے لشکر کے قریب پہنچا رات کا وقت تھا اس لئے یہ خیال کر کے یہ وہی لشکر ہے جو میں نے شیراز کی حفاظت کے لئے اپنے بھائی کو ماتحتی میں روانہ کیا ہے فرط مسرت سے تکبیر کہہ کر اٹھا لشکریوں نے بھی تکبیر کی آواز سن کر نعرہ اللہ اکبر بلند کیا مونس اور سبکری کے کان میں یہ آواز پہنچی تو تاڑ گئے کہ یہ لشکر لیث کا ہے چنانچہ فوراً حملہ کر دیا اور ایک خونریز جنگ کے بعد لیث کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور مونس نے لیث کو گرفتار کر لیا۔

سبکری کی بچت: ......مونس کے ساتھیوں نے رائے دی کہ آپ سبکری کو بھی گرفتار کر لیجئے اور خلیفہ مقتدر سے اس کی جگہ فارس کی گورنری کی درخواست کیجئے'' مونس نے اس وقت بظاہر اس رائے سے اتفاق کر لیا مگر رات کے وقت سبکری کو کہلوا دیا کہ '' میرے ساتھیوں کی نیت اچھی نہیں ہے

❶ ...... ایک نسخے میں سبکری کے بجائے سکری ہے جو کہ غلط ہے دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۹

لہٰذا تدبیر یہ ہے کہ آپ اس وقت شیراز چلے جائیں' سبکری نے یہ سنتے ہی شیراز کا راستہ لیا صبح ہوئی تو سبکری سے میدان خالی تھا چنانچہ مونس کے ساتھی ہاتھ ملتے رہ گئے مونس نے لیث کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا اور حسین بن حمدان اپنے صوبہ قم میں واپس آ گیا

عبدالرحمٰن کی سازش:......اس واقعہ کے بعد عبدالرحمٰن بن جعفر کاتب نے سبکری کے مزاج میں بہت بڑا دخل پیدا کرلیا اور رفتہ رفتہ وہ تمام امور سیاست میں آگے آگے ہوگیا۔ دوسرے لوگوں کو یہ شاق گذرا اور آتش حسد بھڑک اُٹھی ان سب نے عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا، اس کی جگہ اسماعیل بن ابراہیم یمنی کو عہدہ کتابت عطا کر دیا اسماعیل نے ناعاقبت اندیشی سے سبکری کو دربار خلافت سے مخالفت اور بغاوت کرنے پر تیار کرلیا لہٰذا وہ سالانہ خراج جو ہمیشہ دارالخلافت جاتا تھا بند کر دیا گیا عبدالرحمٰن نے جیل سے ایک خفیہ خط وزیر السلطنت ابن فرات کے نام اڑا دیا کہ چونکہ میں نے سبکری کو بغاوت سے روکا تھا اور امیر المومنین سے سرکشی کرنے کی ممانعت کی تھی اس وجہ سے سبکری نے مجھے قید کر دیا ہے چنانچہ اس سال سالانہ خراج بھی دارالخلافت نہیں بھیجا۔

سبکری کے خلاف شاہی فوج:......ابن فرات نے مونس کو جب کہ وہ واسط پہنچ چکا تھا سبکری کی سرکوبی اور گرفتار کر کے بھیجنے کی غرض سے فارس کی طرف واپس جانے کا حکم دے دیا لہٰذا مونس اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ لوٹ پڑا جب سبکری کو اس کی اطلاع ملی تو ہدایا تحائف بھیجے اور اس کے ذریعہ سے معاملہ کرانے کی کوشش کی مخبروں نے ابن فرات تک یہ خبر پہنچا دی لہٰذا ابن فرات نے محمد بن جعفر کو چند سپہ سالاروں کے ساتھ سبکری کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اور مونس کو لکھ بھیجا کہ تم لیث کے ساتھ بغداد واپس چلے آؤ چنانچہ شیراز کے باہر محمد بن جعفر اور سبکری کی جنگ ہوگئی اور پہلے ہی حملہ میں سبکری نے شکست کھا کر قم میں جا کر پناہ لی محمد بن جعفر نے قم پہنچ کر محاصرہ کر دیا سبکری نے قم سے نکل کر پھر مقابلہ کیا مگر محمد بن جعفر نے سبکری کو پھر شکست فاش دے دی اور سبکری بھاگ کر خراسان کے پہاڑوں میں چھپ گیا اسماعیل سامانی گورنر خراسان کو اس کی خبر لگ گئی ایک دستہ فوج بھیج کر گرفتار کرالیا اور زنجیر سے باندھ کر دربار خلافت بھیج دیا محمد بن جعفر نے سبکری کی شکست کے بعد ملک فارس پر قبضہ کرلیا اور اپنے جانب سے فتیج (افشین کا خادم تھا) کو مامور کیا کچھ عرصے بعد اسے معزول کر کے بدر بن عبداللہ حامی کو فارس کا گورنر بنادیا گیا۔

وزیر کی تبدیلی:......۲۹۹ھ کے آخر میں خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابوالحسن ابن فرات کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا مال و اسباب اور اس کے متعلقین کے مکانات لٹوا لئے عورتوں اور بچوں کو بھی چن چن کر قید کر دیا تین دن تک بغداد میں وزیر السلطنت کو قید کر لینے سے فتنہ وفساد برپا رہا تین برس تین مہینے اور ابن فرات وزیر رہا پھر اس کے بعد قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن یحییٰ بن عبیداللہ بن یحییٰ کے سپرد کر دیا گیا لہٰذا اس نے امور سلطنت کی طرف مکمل توجہ کی دیوان مرتب کیا اور دفاتر بنائے۔

ابوعلی محمد ابوالحسین اور مقتدر......چونکہ ابوعلی محمد تنگدل غصہ ور، امور سیاست سے ناواقف، حاجتمندوں اور مستحقین کی حاجت روائی سے غافل، حکام اور گورنروں کے ردوبدل اور عزل ونصب کا عادی، لہوولعب میں مصروف اور نہایت سست وکاہل تھا اس لئے خلیفہ مقتدر نے ابوالحسین بن ابی فضل کو عہدہ وزارت پر مقرر کرنے اور ابوعلی محمد کو معزول کرنے کا ارادہ کیا اور اسی مقصد کے لئے ابوالحسین کو اصفہان سے بلوالیا مگر ابوعلی محمد نے کچھ ایسا کان میں پھونک دیا کہ اس کی معزولی اور ابوالحسین کی تقرری نہ ہوسکی طرہ اس پر یہ ہوا کہ اس کو بجائے وزارت کے جیل میں ہوا کھانے کو بھیج دیا اور خود لہوولعب میں ایسا مصروف ہوا کہ نظام سلطنت سے غافل ہوگیا وزیروں کے بجائے عورتوں کے مشورے سے امور سلطنت انجام دینے لگا محل سرائے خلافت کے خدام ہر کام میں پیش پیش ہوگئے صوبہ جات کے گورنر نے یہ رنگ دیکھ کر لالچ کا دامن پھیلا دیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابن فرات کو جیل سے نکلوا کر اپنی خاص محل سرا میں ٹھہرایا اور حسن سلوک سے پیش آیا انعام اور جائزے دیئے اکثر اوقات گورنروں کی رپوٹیں اس کے سامنے پیش کرتا اور اس سے رائے لیتا تھا ایک روز خوش ہوکر قلمدان وزارت سپرد کرنے کا ارادہ کیا مونس خادم نے اس کی مخالفت کی تب علی بن عیسیٰ کو مکہ معظّمہ سے بلوا کر اوائل ۳۰۱ھ میں عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا اور ابوعلی محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا علی بن عیسیٰ نے عہدۂ وزارت حاصل کرنے کے بعد نظام سلطنت کی طرف توجہ کی اور ابوعلی محمد نے جو کچھ خرابیاں پیدا کر رکھی تھیں ان کی اصلاح کی۔

اہل صقلیہ کی اطاعت وانحراف:...... آپ اوپر پڑھ آچکے ہیں کہ ۲۹۹ھ میں عبیداللہ مہدی نے اپنی جانب سے علی بن عمر کو صقلیہ کا گورنر بنایا تھا چونکہ علی بن عمر میں تنگ مزاجی اور زود رنجی کا مادہ زیادہ تھا اہل صقلیہ اس سے منحرف و باغی ہو گئے اور ایک جلسہ عام کر کے احمد بن موہب ❶ کو اپنے صوبہ کی گورنری پر مقرر کیا اور کچھ عرصے بعد اس سے بھی ناراض ہو کر علم بغاوت بلند کر دیا بلکہ اس کے قتل پر آمادہ وتیار ہو گئے احمد بن موہب ایک چلتا پرزہ تھا اس لئے یہ رنگ دیکھ کر ان لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی خلافت کی دعوت دے دی اہل صقلیہ نے گردن اطاعت جھکا دی احمد بن موہب نے مہدی کا خطبہ مقتدر کے نام سے خطبہ پڑھ دیا اس کے علاوہ ایک بیڑہ جنگی جہازوں کا ساحل افریقہ کی جانب روانہ کیا جس کی مہدی کے بیڑہ جنگی سے مڈبھیڑ ہوگئی اس کا افسر حسن بن علی بن ابی خنزیر تھا چنانچہ اہل صقلیہ کا بیڑہ کامیاب ہوا اور مہدی کا بیڑہ جلا کر ڈبو دیا گیا اور حسن بن علی کو مار ڈالا۔ دربار خلافت میں اس کی خبر پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے احمد کو سیاہ خلعت اور جھنڈے بھیجے اس کے بعد مہدی نے ایک بہت بڑا بیڑہ جنگی جہازوں کا صقلیہ کی جانب روانہ کیا جس سے احمد کی قوت ٹوٹ گئی اور سارا انتظام درہم وبرہم ہو گیا اہل صقلیہ نے ۳۰۰ھ میں پھر بغاوت کر دی اور احمد کو گرفتار کر کے اس کے ساتھیوں سمیت مہدی کے پاس بھیج دیا مہدی نے حکم دیا کہ ان سب کو ابن ابی خنزیر کی قبر پر لے جا کر قتل کر ڈالو۔

ولی عہدی کی بیعت:...... ۳۰۱ھ میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا یہ وہی شخص ہے جو القاہر باللہ کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا اور اپنے کو الراضی باللہ ❷ کے لقب سے ملقب کیا تھا جس وقت خلیفہ مقتدر نے اس کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی چار برس ❸ کا بچہ تھا ولی عہدی کی بیعت لینے کے بعد مصر اور مغرب کا گورنر بنا دیا، دوسرے بیٹے علی کو رے، ونہاوند، قزوین، آذربائیجان اور ابہر کی حکومت عطا کی۔

اطروش کا ظہور:...... اطروش، عمر بن علی زین العابدین کی اولاد میں سے تھا اس کا نام حسن تھا علی بن حسین بن علی بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا محمد بن زید کے قتل ہونے کے بعد دیلم چلا گیا اور انہی لوگوں میں تیرہ برس تک رہا اسلام کی دعوت اور تعلیم دیتا اور محض عشر لینے پر کفالت کرتا تھا اگر چہ اس کا بادشاہ ابن حسان اس کی مدافعت کرتا چلا جاتا رہا تھا مگر ایک بڑا گروپ اطروش کی ہدایت سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اطروش نے ان لوگوں کے لئے مسجدیں بنوائیں اور ان کو جمع ومرتب کر کے ان سرحدی اسلامی علاقوں پر حملہ آور ہوا جو ان کی سرحد سے ملتے تھے مثلاً قزوین اور سالوس وغیرہ ان لوگوں نے اطروش کی ہدایت قبول کر لی اطروش نے سالوں کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا اس کے بعد دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی چونکہ اس وقت تک طبرستان احمد بن اسماعیل بن احمد بن سامان کا مطیع تھا اور احمد بن اسماعیل نے محمد بن ہارون کو سرکشی وبغاوت کی وجہ سے معزول کر کے ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو طبرستان کی حکومت پر مقرر کیا تھا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے عدل واحسان سے اپنا گرویدہ بنا لیا اور ان علویوں کو جو طبرستان میں تھے اپنا ممنون احسان کر لیا تھا انہی وجوہات سے دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوسکی اور اس نے اطروش سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

سلام اور ابن صعلوک:...... کچھ عرصے بعد احمد بن اسماعیل نے ابوالعباس کو معزول کر کے سلام نامی ایک شخص کو مقرر کیا یہ نہایت کج خلق اور ظالم تھا اس نے بیدار مغزی سے کام نہ لیا لہٰذا اہل دیلم نے جو طبرستان میں تھے بغاوت کر دی چنانچہ سلام اور اہل دیلم کی لڑائیاں ہوئیں اور فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا سلام نے مجبور ہو کر حکومت طبرستان پر مقرر کیا لہٰذا فتنہ وفساد فرو ہو گیا بدانتظامی دفع ہو گئی حتی کہ چند دنوں کے بعد ابوالعباس مر گیا اور اس کی جگہ محمد بن ابراہیم بن صعلوک کو مقرر کیا گیا اس نے سلام کا طریقہ تو اختیار کیا اور اہل طبرستان ودیلم کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔

اطروش اور اہل دیلم:...... اس سے اطروش کو موقع مل گیا اس نے اہل دیلم کو غیرت دلائی اور طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اہل دیلم محمد کی کج خلقی سے تنگ آکر تیار ہو گئے محمد نے یہ خبر سن کر لشکر مرتب کر کے سالوس سے ایک منزل کے فاصلے پر پہنچ کر دریا کے کنارے مورچہ قائم

---

❶ ...... احمد بن موہب: ایک نسخے میں موہب کے بجائے وھب ہے جو صحیح نہیں ہے دیکھیں ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۳۸، اور اسی طرح تاریخ ابن عذاری میں بھی ہے لیکن ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۶۵ پر احمد بن قرھب تحریر ہے۔

❷ ...... ایک نسخے میں راضی کے بجائے رافضی تحریر ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۴۱

❸ ...... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۶۵ کے مطابق راضی باللہ کی چار سال نہیں بلکہ دو سال تھی۔

کیا اطروش نے پہلے ہی حملہ میں اسے شکست دے دی اور اس کے ساتھیوں میں سے چار ہزار کو موت کے گھاٹ اتار دیا باقی سپاہیوں نے سالوس میں پناہ لی۔ اطروش نے بھی پہنچ کر محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ محصورین نے امن طلب کی اطروش ان لوگوں کو امن دے کر آمد کی طرف لوٹ آیا اس کے بعد حسن بن قاسم علوی (یہ اطروش کا داماد تھا) امن گزینوں کے پاس پہنچا اور اس بہانے سے کہ اس نے ان کی پناہ نہیں دی سب کو مار ڈالا۔ اس کامیابی کے بعد اطروش نے صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا اور ابن صعلوک بھاگ کے رے چلا گیا یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

اطروش کا مذہب: ..... اطروش مذہباً زیدی شیعہ تھا اور جو لوگ اسفید روذ ❶ سے آمد تک کے رہنے والے اس کے ہاتھ پر ایمان لائے وہ بھی اسی مذہب کے پابند تھے اطروش نے سالوس پر قبضہ کر کے آمد ❷ کی طرف کوچ کیا اور ابن صلعوک نے ابن سامان کی پشت پناہی سے ایک فوج اطروش سے مزاحمت کرنے کے لئے روانہ کی مگر اطروش اس کو شکست دے کر آمد کی طرف لوٹ گیا اس کے بعد ۳۰۴ھ میں سعید ❸ گورنر خراسان کے لشکر نے اطروش پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔

اطروش کے مزید حالات: ..... اطروش نہایت عادل، خلیق اور عقلمند شخص تھا اپنے زمانہ میں عدل، خلق اور حق پسندی میں بے نظیر تھا کسی لڑائی میں اس کے سر پر تلوار کا زخم آ گیا تھا جسکی وجہ سے اونچا سننے لگا تھا ابن مسکعیہ نے کتاب تجارب الامم میں اس کو حسن بن علی الداعی تحریر کیا ہے حالانکہ یہ داعی نہ تھا بلکہ حسن بن قاسم اس کا داماد علویہ کا داعی تھا جس کے حالات کو ہم آئندہ تحریر کریں گے اطروش کے تین بیٹے تھے حسن، قاسم، اور حسین اس کے سارے سپہ سالار لشکر دیلم کے تھے ان میں ابن نعمان بھی تھا جرجان، استرآباد، معبرا اور جو مما لک ماکان ابن کافی کے تھے وہ سب اس کے زیر حکومت تھے اس بیٹے کے سپہ سالار بھی دیلم ہی کے تھے ان میں اسفار بن شیرویہ (جو ماکان کافی کے مصاحبوں میں سے تھا) مرداویح بن زیاد اور اسکری (یہ دونوں اسفار کے ساتھی تھے) اور بنو بویہ تھے جو مرداویح کا مصاحب تھا) عنقریب ان کے سب حالات تحریر کئے جائینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مہدی کا اسکندریہ پر قبضہ: ..... ۳۰۲ھ میں عبید اللہ المہدی نے ایک عظیم الشان لشکر اپنے سپہ سالار خفاشہ کنامی ❹ کے ساتھ افریقہ سے اسکندریہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ خفاشہ نے اسکندریہ پر قبضہ کر کے مصر کی جانب قدم بڑھائے دربار خلافت میں اس کی خبر پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے مصر بچانے کے لیے مونس خادم کو ایک لشکر جرار روانہ کیا مال واسباب اور اسلحہ خاطر خواہ اور ضرورت سے زیادہ مرحمت فرمائے مونس خادم نے ماہ جمادی الاول میں مصر کے قریب پہنچ کر خفاشہ سے لڑائی چھیڑ دی اور متعدد لڑائیوں اور سخت خونریزی کے بعد خفاشہ کو شکست فاش ہوئی چنانچہ باقی سپاہیوں کو لے کر مغرب کی طرف چلا گیا ان معرکوں میں فریقین کے ہزاروں نفوس مارے گئے صرف مغربیوں کے مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد سات ہزار بیان کی جاتی ہے۔

حسین بن حمدان کی سرکشی اور گرفتاری: ..... حسین بن حمدان ربیعہ کے علاقوں کا گورنر تھا وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ نے پہلے تو بڑی رقم کا مطالبہ کیا وہ حسین نے اسے پہنچا دی اس کے بعد لکھا کہ ''دیار ربیعہ کو سرکاری گورنر کے حوالہ کر دو'' مگر حسین نے اس کی تعمیل نہ کی اور علم مخالفت بلند کر دیا ان دنوں مونس خادم مصر میں مہدی گورنر افریقہ کے لشکر سے جنگ میں مصروف تھا وزیر السلطنت نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ رائق کبیر کو حسین کی سرکوبی کے لئے ۳۰۳ھ میں روانہ کیا اور مونس خادم کو لکھا کہ ''جنگ مغاربہ عبیدیہ سے فارغ ہو کر فوراً دیار ربیعہ کی طرف کوچ کر دو حسین نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے'' پہلے رائق کبیر اور حسین کی مڈبھیڑ ہوئی اور حسین نے رائق کبیر کو شکست دے دی رائق بھاگ کر مونس خادم کے پاس پہنچا۔

مونس کے خادم نے موصل میں قیام کرنے کا اشارہ کیا اور مہم مغاربہ سے فارغ ہو کر حسین کی طرف کوچ کر دیا احمد بن کیغلغ بھی اسی مہم میں

---

❶ ..... ایک نسخے میں اسفید روذ کے بجائے ,,اسعید ولی,, تحریر ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں تاریخ ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۴۵

❷ ..... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۴۵ پر اس جگہ آمد کے بجائے آمل تحریر ہے۔

❸ ..... اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

❹ ..... خفاشہ الکتامی: یہاں صحیح نام حباسۃ الکتامی ہے، خفاشہ غلط ہے، دیکھیں تاریخ ابن عذاری جلد ۱ صفحہ ۱۷۲

شریک تھا رفتہ رفتہ وہ جزیرہ ابن عمر تک پہنچ گیا حسین اس وقت ارمینیہ میں تھا مونس کی آمد کی خبر سن کر حسین کے اکثر ساتھی چھپ چھپ کر مونس سے آ ملے حسین یہ رنگ دیکھ کر آرمینیہ سے نکل گیا چنانچہ مونس نے ایک فوج کو تعاقب کے لئے روانہ کیا جس کا افسر بلیق تھا سیما جزری اور صفوانی اس کی ماتحتی میں ایک ایک دستہ فوج کے امیر تھے مقام تل خاقان پر حسین سے مقابلہ کی نوبت آئی اور ایک خونریز جنگ کے بعد حسین کو اس کے بیٹے عبدالوہاب سمیت گرفتار کرلیا مال و اسباب جتنا جو کچھ تھا اس پر قبضہ کرلیا مونس کامیابی کے ساتھ موصل کے راستے بغداد کی جانب لوٹ گیا خلیفہ مقتدر نے حسین کو جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ابوالہیجا ابن حمدان اور اس کے اور ساتھیوں کی گرفتاری کا حکم دیا جس کی فوراً تعمیل کی گئی پھر ۳۰۵ھ میں ابوالہیجا کو رہا کردیا اور تقریباً ۳۰۶ھ میں حسین کے قتل کا حکم دیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابن فرات کی دوبارہ وزارت: ...... آپ اوپر پڑھ آ چکے ہیں کہ وزیر السلطنت ابوالحسن بن فرات عتاب کا شکار ہو کر جیل کی مصیبت جھیل رہا تھا مگر اس کے باوجود خلیفہ مقتدر اکثر اس سے امور سلطنت میں مشورہ کرتا اور اس کی رائے کے مطابق عمل درآمد کرتا تھا بعض اراکین دولت خلیفہ مقتدر سے دوبارہ ابن فرات کو وزیر مقرر کرنے کی سفارش کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی خبر وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ تک بھی پہنچ گئی دوراندیشی کے تحت اس نے وزارت سے مستعفی ہونے کا ارادہ کرلیا مگر خلیفہ مقتدر نے منظور نہ کیا کچھ عرصے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ خلیفہ کی کنیز خاص وزیر السلطنت کے پاس حرم کی کسی ضرورت سے آئی اتفاق سے اس وقت وزیر السلطنت سو رہا تھا لہٰذا کسی نے اس کو نہیں جگایا کنیز خاص واپس آئی اور خلیفہ مقتدر اور اس کی والدہ سے وزیر السلطنت کی شکایت جڑ دی چنانچہ خلیفہ نے اسی وقت گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا (یہ واقعہ ماہ ذی القعدہ ۳۰۴ھ کا ہے) اور ابن فرات کو دوبارہ وزیر مقرر کردیا اور یہ وعدہ لیا کہ ایک ہزار پانچ سو دینار روزانہ بیت المال میں داخل کیا جائے علی بن عیسیٰ کے ساتھ خاقانی اور ان دونوں کے مصاحبوں اور گورنروں کو بھی گرفتار کرالیا ابوعلی بن مقلہ جو اس زمانہ سے روپوش تھا جب ابن فرات کو قید کیا گیا تھا وزیر بدلنے کے بعد ہی ظاہر ہو گیا ابن فرات نے اسے بلوا کر اپنے مصاحبین میں داخل کرلیا۔

ابن ابی الساج کے حالات: ...... ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ محمد بن ابی الساج یوسف بن ابی الساج ۲۸۸ھ میں آرمینیہ اور آذربائیجان کا گورنر مقرر رہا جنگی، امامت اور مال کے ٹھکے اسی کے سپرد ہوئے چنانچہ مقرر خراج برابر ادا کرتا رہا جس وقت خاقانی اور علی بن عیسیٰ وزیر بنے تو یوسف نے خراج کے بھیجنے میں سستی شروع کردی کسی سال کچھ روانہ کردیتا اور کسی سال بالکل روانہ نہ کرتا اس سے رفتہ رفتہ یوسف کی قوت بڑھ گئی اور جس بات کو چاہتا تھا اس کو اس نے حاصل کرلیا اس دوران یہ خبر ملی کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ عتاب شاہی میں گرفتار ہو کر جیل میں ڈال دیا گیا ہے تو فوراً یہ ظاہر کردیا کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ کی سفارش سے دربار خلافت سے مجھے رے کی حکومت عطا ہوئی ہے ان دنوں رے کی حکومت حمید بن صعلوک کے قبضہ میں تھی حمید بن صعلوک امیر نصر بن احمد بن اسماعیل سامانی کا سپہ سالار تھا اور اسی کی طرف سے رے کی حکومت پر مامور تھا مگر علی بن عیسیٰ کے دور میں حمید نے رے کو دبا لیا تھا اور براہ راست دربار خلافت سے خراج کی ادائیگی کی شرط پر حکومت حاصل کرلی تھی ۳۰۴ھ میں یوسف نے حمید پر فوج کشی کردی حمید یہ خبر پا کر خراسان بھاگ گیا یوسف نے بغیر جنگ کئے رے، قزوین اور زنجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔

یوسف کا جھوٹا دعویٰ: ...... یوسف نے اس کامیابی کے بعد وزیر السلطنت ابن فرات کی خدمت میں فتح کی خوشی خبری روانہ کی جس میں یہ تحریر کیا کہ ''میں نے وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ کے حکم پر دولت عباسیہ کے باغیوں اور قابضان صوبہ رے کو نکال دیا ہے اس مہم کے سر کرنے میں بے حد مال و زر خرچ ہوا ہے اور وزیر السلطنت نے اس صوبہ کی حکومت بھی مجھے عطا فرمائی خلیفہ اس مضمون کو سن کر حیران ہو گیا چنانچہ حکم دیا کہ معزول وزیر علی بن عیسیٰ سے یہ معاملہ دریافت کرلیا جائے معزول وزیر نے پوچھنے پر لاعلمی ظاہر کی اور یوسف کی حکومت ''رے'' دینے سے انکار کر کے کہا'' کہ یوسف سے یہ پوچھا جائے کہ فرمان شاہی حکومت کی سن اور جھنڈا کون لے گیا تھا کیونکہ اس کو کوئی سپہ سالار حکومت کا کارندہ لے گیا ہوگا اس سے اس کے سچ جھوٹ کی قلعی کھل جائے گی۔

یوسف کے جھوٹ کا انکشاف: ...... وزیر السلطنت ابن فرات نے اس رائے کے مطابق یوسف کو تحریر کیا ''تم نے ان علاقوں سے ناجائز تعرض کیا ہے تم کو ان پر قبضہ کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا تم نے معزول وزیر علی بن عیسیٰ پر جھوٹ اور افتراء باندھا ہے اس نے تم کو کوئی حکومت نہیں دی

''اور جواب کے انتظار کے بعد ایک لشکر خاقان مفلحی کی ماتحتی میں احمد بن مسرور بلخی، سیما جزری اور تحریر صغیر کے ساتھ روانہ کیا ۳۰۵ھ میں یہ مہم قافلہ رے پہنچا چنانچہ یوسف مقابلہ پر آیا اور لڑائی ہوئی جس میں یوسف نے ان کو ہزیمت دے کر ایک بڑے گروپ کو گرفتار کر لیا پھر خلیفہ مقتدر نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مونس خادم کو جنگ کے لئے روانہ کیا اور خاقان مفلحی کو جبیل کے صوبوں سے معزول کر کے تحریر صغیر کو متعین کر دیا جس وقت مونس رے کے قریب پہنچا احمد بن علی نے (صعلوک کا بھائی) حاضر ہو کر امن کی درخواست کی چنانچہ مونس نے امن دے کر عزت واحترام سے ٹھہرایا۔

یوسف کی درخواست نامنظور:......اور اس کے بعد یوسف کا یہ پیغام ملا'' مجھے صوبہ رے کی حکومت دربار خلافت سے عطا کر دی جائے تو فوج کے خراج کے علاوہ سات لاکھ دینار خراج ادا کرتا رہوں گا'' چنانچہ مونس نے اس درخواست کو دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا چند دنوں کے بعد جواب آیا'' چونکہ اس ناعاقبت اندیش باغی نے حد سے زیادہ سرکشی کی ہے لہٰذا یہ درخواست منظور نہیں کی جائے گی'' یوسف نے یہ جواب سن کر رے کو ویران اور خراب کر کے چھوڑ دیا۔ دربار خلافت سے وصیف بکتمری کو اس صوبہ کی حکومت عطا ہوئی اس کے بعد یوسف نے یہ درخواست کی کہ قبل حکومت رے سے پہلے جو میرے قبضہ میں آذربائیجان اور آرمینیہ کے صوبے تھے انہی کی حکومت دوبارہ عطا فرمائی جائے خلیفہ نے جواب پر تحریر فرمایا'' یہ درخواست اس وقت منظور کی جاسکتی ہے جبکہ یوسف خود مابدولت واقبال کے دربار میں حاضر ہو'' یوسف نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر مونس پر حملہ کر دیا چنانچہ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار مونس شکست کھا کر زنجان کی طرف بھاگ گیا اور اس کے نامی گرامی سپہ سالار مارے گئے بدر وغیرہ گرفتار ہو گئے جن کو یوسف نے اردبیل کی جیل میں قید کر دیا۔

یوسف کی گرفتاری:......مونس اس شکست کے بعد زنجان میں ٹھہرا ہوا لشکر حاصل کرتا رہا اور دربار خلافت سے بھی امداد کی درخواست کی اس زمانہ میں برابر یوسف صلح کی کرتا رہا مگر خلیفہ مقتدر سب کو نامنظور کرتا جارہا تھا یہاں تک کہ ۳۰۷ھ کے شروع میں مونس نے ایک عظیم الشان لشکر حاصل کر کے یوسف پر حملہ کر دیا اور اردبیل میں لڑائی کی نوبت آئی پھر ایک خونریز جنگ کے بعد یوسف کو شکست ہوگئی جس میں یوسف گرفتار ہو گیا اس کے بعد مونس نے لشکر کو واپسی کا حکم دے دیا تھوڑے دنوں کے بعد سفر کر کے بغداد پہنچا خلیفہ مقتدر نے یوسف کو قید کر دیا اور مونس کو اس حسن خدمت کے صلے میں رے، وہناوند، قزوین، ابہر، زنجان، اصفہان، قم اور قاشان کی حکومت عطا کر دی مونس نے اپنی طرف سے رے وہناوند، قزوین ، ابہر اور زنجان کے صوبوں پر علی بن وھشو دان ❶ کو متعین کیا اور یہاں کا مال ومتاع اس کے سپاہیوں کو دے دیا اصفہان، قم اور قاشان کو احمد بن علی بن صعلوک کے سپرد کر دیا۔

آذربائیجان پر سبک کا قبضہ:......جیسے ہی مونس آذربائیجان سے عراق کی جانب واپس لوٹا سبک (یہ یوسف بن ابی الساج کا غلام تھا) نے آذربائیجان پر اچانک حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور نہایت تیزی سے تھوڑی سی مدت میں ایک فوج بھی تیار کر لی مونس نے یہ خبر پا کر محمد بن عبید اللہ فارقی کو اس کی سرکوبی پر مقرر کیا مگر سبک کو اس کی خبر ملی اور وہ لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آ گیا اور پہلے ہی حملے میں محمد کو شکست دے دی محمد شکست کھا کے بغداد چلا گیا چنانچہ سبک نے پورے صوبہ آذربائیجان پر نہایت اطمینان واستقلال سے قبضہ کر لیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ'' میں علم عباسیہ کا فرمانبردار اور خیر خواہ ہوں مجھے صوبہ آذربائیجان کی حکومت عطا کر دی جائے تو میں دو لاکھ بیس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا'' خلیفہ مقتدر نے یہ درخواست منظور فرمالی۔

احمد بن مسافر:......اس واقعہ کے بعد احمد بن مسافر نے اپنے بھتیجے علی بن دھشو دان کو جس وقت کہ وہ قزوین میں مقیم تھا رات کے وقت حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور انتقام کے خوف سے بھاگ کر اپنے شہر چلا گیا چنانچہ اس کی جگہ دربار خلافت سے وصیف بکتمری کو مقرر کیا گیا اور محکمہ مال کا انچارج فوج کا سپہ سالار محمد بن سلیمان ہوا احمد بن علی بن صعلوک گورنر اصفہان وقم نے اس تبدیلی سے مطلع ہو کر رے پر چڑھائی کر دی اور اس پر قبضہ کر لیا خلیفہ مقتدر کو اس کی اطلاع ہوئی تو سخت برہم ہوا اور اسے حکم دیا کہ فوراً چھوڑ کر قم واپس چلے جاؤ چنانچہ احمد الٹے پاؤں واپس لوٹ گیا کچھ دن بعد لشکر تیار

---

❶......تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۵۷ پر علی بن دھسو دان تحریر ہے۔

کر کے پھر رے پر فوج کشی کر دی ادھر وصیف بکتمری بھی تیار ہو کر مقابلہ کے لئے روانہ ہوا ادھر دربار خلافت سے نحریر صغیر کو وصیف کی کمک کا حکم صادر ہوا مگر ان دونوں کے مقابلہ پر پہنچنے سے پہلے احمد نے رے پہنچ کر قبضہ کر لیا اور محمد بن سلیمان افسر اعلیٰ محکمہ مال کو مار ڈالا نحریر اور وصیف اپنا سامنہ لے کر خاموش رہ گئے اس کے بعد احمد نے نصر حاجب سے خط و کتابت جس طرح بھی شروع کی کہ امیر المومنین سے میری صلح صفائی کرا دیجئے اور رے کی حکومت جس طرح بھی ممکن ہو دلوا دیجئے میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا چنانچہ نصر نے کوشش کر کے احمد کو صوبہ رے کی حکومت دلوا دی اور قم کی حکومت دوسرے شخص کو دے دی گئی۔

سجستان کے حالات:......۲۹۸ھ سے سجستان، ابن سامان کے قبضہ میں تھا اس کے بعد کثیر بن احمد بن صہفود ❶ نے ابن سامان سے سجستان چھین لیا خلیفہ مقتدر اور گورنر فارس بدر بن عبداللہ حمامی کو خط لکھا کہ ایک لشکر کثیر بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے سجستان روانہ کر دو اور وہاں کے محکمہ مال کے عہدے پر زید بن ابرہیم کو مقرر کر دو چنانچہ بدر نے اس حکم کے مطابق لشکر روانہ کر دیا ادھر اہل سجستان یہ خبر پا کر مقابلہ کے لئے آئے چنانچہ ایک خونریز جنگ کے بعد شاہی لشکر کو شکست ہوئی اور زید بن ابراہیم گرفتار ہو گیا باقی سپاہی جان بچا کر بھاگ نکلے کثیر بن احمد بن صفہود نے دربار خلافت میں بھیجا اور معذرت کی کہ میں اس فعل سے بری ہوں یہ ساری شرارت شہر والوں کی ہے مگر خلیفہ نے اس پر کچھ کوئی توجہ نہ کی بلکہ بدر گورنر فارس کے باپ کو لکھ بھیجا کہ تم خود ایک فوج تیار کر کے کثیر کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو جاؤ کثیر یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھا اور درخواست کی کہ پانچ لاکھ دینار سالانہ کی شرط پر مجھے سجستان کی حکومت عطا فرمائی جائے چنانچہ خلیفہ مقتدر نے اس درخواست کو منظور فرما لیا یہ واقعہ ۳۰۴ھ کا ہے۔

ابوزید ماورائی کی بغاوت:......اسی سن میں ابوزید خالد بن محمد ماورائی افسر محکمہ مال صوبہ کرمان نے دولت عباسیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور فارس پر قبضہ کے لئے شیراز کی طرف بڑھا بدر حمامی (گورنر فارس) یہ خبر سن کر ابوزید کو روکنے کے لئے روانہ ہوا چنانچہ فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی اور آخر میں ابوزید کو شکست ہوئی ابوزید گرفتار ہو گیا جسے بدر نے قتل کر کے سر اتار لیا اور بشارت فتح خط کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔

ابن فرات کی گرفتاری:......۳۰۶ھ میں فوج نے تنخواہ اور روزینے نہ ملنے کی وجہ سے شور وغل مچایا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر شکایت کی چنانچہ خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابن فرات سے جواب طلب کر لیا اس نے معذرت کی اور کہا کہ چونکہ ابن ابی الساج کی لڑائی میں بہت زیادہ خرچ ہو گیا ہے اور صوبہ رے کے نکل جانے کی وجہ سے سالانہ خراج وصولی میں بھی کمی آ گئی ہے اس لئے فوج کی تنخواہ رکی ہوئی ہے سپاہی یہ سن کر چلا اٹھے کہ "امیر المومنین! ہم یہ بہانے باز وزیر ہم کو دیجئے ہم اس سے وصول کر لیں گے" ابن فرات نے یہ رنگ دیکھ کر خلیفہ مقتدر سے دو لاکھ دینار خرچ خاص سے لینے کی اجازت مانگی مگر خلیفہ مقتدر نے انکار کر دیا اس لئے کہ ابن فرات نے فوجی مصارف اور تمام دوسرے اخراجات کی ذمہ داری لے لی تھی اگرچہ ابن فرات نے صوبہ رے کے نکل جانے سے کمی محاصل اور ابن الساج جنگ کے اخراجات کا عذر کیا تھا خلیفہ نے قبول نہیں کیا اور گرفتار کر لیا بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ خلیفہ مقتدر سے لوگوں نے یہ شکایت کی تھی کہ ابن فرات کا یہ ارادہ ہے کہ حسین بن حمدان کو جنگ ابن ابی الساج کے بہانے سے روانہ کر دے اور جب حسین ابن ابی الساج کے پاس پہنچ جائے تو دونوں متفق ہو کر دولت عباسیہ کی مخالفت اور آپ کی معزولی کی تحریک چلائیں اس دوران ابن فرات نے ابن ابی الساج کے خلاف حسین کو بھیجنے کی تجویز پیش کر دی۔ خلیفہ مقتدر کے کان تو پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے لہٰذا مزاج برہم ہو گیا اسی وقت حسین بن حمدان کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور ابن فرات ❷ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۰۶ھ کا ہے

حامد بن عباس کی وزارت:......ان دنوں حامد بن عباس صوبہ واسط میں تھا لوگوں نے ابن فرات سے حامد کے بارے میں یہ چغلی کر دی کہ جتنا اس سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے اس سے کئی گناہ زیادہ اس کو وصول ہوتا ہے اس وجہ سے حامد اور ابن فرات کے درمیان نصرت اور ناصافی

---

❶ ...... یہاں صحیح لفظ شھفور ہے صہفود نہیں، دیکھیں ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۵۷

❷ ...... ابن فرات: اس مرتبہ یعنی دوبارہ ایک برس پانچ مہینے انیس دن وزیر رہا تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۴۱ مطبوعہ مصر (مترجم)

پیدا ہوگئی تھی حامد نے اس خوف سے کہ کہیں میرا احتساب ہو جائے اور اس مال کا مطالبہ نہ کرلیا جائے لہٰذا نصر حاجب (لارڈ چمبرلین) اور خلیفہ مقتدر کی والدہ سے خط وکتابت کرلی کہ ''موقع پاکر خلیفہ مقتدر سے میری وزارت کی سفارش کردیں میرے متبعین کی کثرت خلیفہ کے سامنے ظاہر کردیجئے اور یہ بات بھی عرض کردیجئے گا کہ حامد مالدار اور پیسہ والا آدمی ہے میں آپ لوگوں کی مال وزر سے پوری پوری خدمت کروں گا'' اتفاق سے اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر کو وزیر السلطنت ابن فرات سے ناراضگی پیدا ہوگئی لہٰذا موقع مناسب مل گیا دونوں نے خلیفہ مقتدر کے سامنے حامد کی ہوشیاری اور مالداری کی بہت بڑی تعریف کی اس پر خلیفہ مقتدر نے حامد کو واسط سے بلوالیا اور تھوڑے دنوں بعد حامد نے دربار خلافت کی اس کے بیٹے محسن اور متبین سمیت گرفتار کرلیا اور حامد کو وزیر بنادیا

حامد کی نااہلی:......مگر حامد نے وزارت کا حق ادا نہ کیا اور نہ اس شان وشوکت کو قائم رکھا جو وزراء کے لئے شایان شان تھی مختلف شکموں کے ناظموں اور افسروں نے خودسری اور خودمختاری شروع کردی۔ مجبوراً خلیفہ مقتدر نے علی بن عیسیٰ (معزول وزیر) کو قید سے رہا کرکے حامد کی طرف سے بطور نائب تمام محکموں کا نگران مقرر کیا حامد کی ناسمجھی اور عہدۂ وزارت سے ناواقفی کا نتیجہ یہ نکلا کہ علی بن عیسیٰ تمام امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا مختار ہوگیا حامد کا نہ کوئی حکم دیا اور نہ کوئی احکام دیں نام کی وزارت حامد کی رہی اور درحقیقت علی بن عیسیٰ وزیر تھا۔

ابن فرات اور حامد:......کچھ عرصے بعد حامد نے معزول وزیر ابن فرات کو جیل سے بلوایا اور الزامات کو ثابت کرنے کے لئے علی بن احمد ماورانی کو بحث کرنے کا حکم دیا ابن فرات ایک تجربہ کار اور ہوشیار شخص تھا اس لئے علی بن احمد کی ایک بھی نہ چلی چنانچہ حامد نے اسے چلا کر گالیاں دیں ابن فرات نے نہایت متانت سے افسوس کرتے ہوئے نصیحت آمیز الفاظ سے کہا ''آپ کے شایان شان یہ کلمات نہیں ہیں آپ عہدہ وزارت پر ہیں جیسا انداز آپ کا ہے وہ اس کے منافی ہے'' حامد یہ سن کر خاموش ہوگیا پھر ابن فرات نے شفیع لولوی سے مخاطب ہوکر کہا کہ ''میری جانب سے امیر المومنین سے عرض کردینا کہ حامد سے میں نے دولاکھ دینار کا مطالبہ ومواخذہ کیا تھا اسنے یہ خیال کرکے کہ وزیر بن جانے پر مجھ سے مطالبہ ومواخذہ نہ کیا جائے گا وزارت کا عہدہ تو حاصل کرلیا مگر اس میں اس اہم عہدہ کی صلاحیت بالکل نہیں ہے'' حامد یہ سن کر اور زیادہ برہم ہوگیا اور اسے برا بھلا کہنے لگا خدام خلافت نے خلیفہ کے اشارے سے ابن فرات کو دوبارہ جیل پہنچادیا اور بہت سارا مال جرمانہ کے طور پر وصول کیا اس کے بیٹے محسن اور اس کے ساتھیوں کو کوڑوں سے پٹوایا گیا اور ان پر بھی جرمانہ کیا گیا۔

حامد کی اچھا بننے کی کوشش:......اس واقعہ کے بعد حامد کی آنکھیں کھل گئیں اور اس بات کا احساس ہوا کہ میں تو برائے نام وزیر ہوں سارے احکامات علی بن عیسیٰ کے جاری ہورہے ہیں اگر تھوڑے دن اور یہی حال رہا تو عجب رہا کہ میں نام کا بھی وزیر نہ رہوں اس کو یہ خیال آنا تھا کہ خلیفہ مقتدر سے بغرض انتظام وسیاست واسط جانے کی اجازت مانگی تو خلیفہ مقتدر نے اجازت دے دی چنانچہ وہ دارالخلافت سے روانہ ہوکر واسط پہنچ کر گو بظاہر حامد مستعدی کا اظہار کرتا اور احکام بھی خود ہی صادر کرتا مگر درحقیقت انتظام وسیاست کی باگ ڈور علی بن عیسیٰ کے ہاتھ میں تھی لہٰذا تھوڑے ہی دنوں میں ملک کی آمدنی میں واضح اضافہ دکھادیا خلیفہ مقتدر کو بے حد مسرت ہوئی اور اسے آزادی کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے دی یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ کو اس سے خطرہ پیدا ہوگیا۔

اس دوران بغداد میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی عوام الناس نے دوکانداروں اور تاجروں کو دن دھاڑے لوٹ لیا سبب یہ تھا کہ حامد اور اس کے کارندے غلہ خرید خرید کہ بھرتے چلے جاتے رہے تھے جس سے مہنگائی بڑھتی رہی تھی حامد کو اس بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ روک تھام کرنے پہنچ گیا لہٰذا عوام الناس جمع ہوکر مقابلہ پر آ گئے لڑے اور جیل توڑ دی پولیس افسر کا گھر لوٹ لیا تب خلیفہ مقتدر نے غریب الحال کو ایک لشکر دیکر یہ ہنگامہ فرو کرنے پر متعین کیا شام ہوتے ہوتے فتنہ وفساد فرو ہوگیا اس کے بعد مفسدوں اور باغیوں کو سزائیں دی گئیں پھر خلیفہ مقتدر نے گیہوں، جو اور ہر قسم کے غلہ کے کھیتوں کو کھدوا کر فروخت کرنے کا حکم دے دیا اور حامد کو اس انتظام سے علیحدہ کرکے علی بن عیسیٰ کو مقرر کردیا چنانچہ حامد کے کارندوں کو سواد کوفہ وبصرہ سے واپس بلالیا گیا۔

مصر پر مہدی کی فوج کشی: ......۳۰۷ھ میں مہدی گورنر افریقہ نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مصر کی جانب روانہ کیا جو ماہ ❶ ربیع الثانی ۳۰۷ھ میں اسکندریہ پہنچا اور اس پر قبضہ کر کے مصر کی طرف بڑھا اور جیرہ میں داخل ہو کر صعید پر بھی قابض ہو گیا اور اہل مکہ کو دولت علویہ کی (اطاعت قبول کرنے کا حکم بھیجا مگر اہل مکہ نے منظور نہ کیا آہستہ آہستہ اس واقعہ کی اطلاع دربار خلافت تک بھی پہنچی خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ابوالقاسم سے مزاحمت اور مقابلہ پر روانہ کیا فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جن میں دونوں طرف کے ہزار آدمی مارے گئے اور آخر کار مونس کو کامیابی ہوئی اسی جنگ کے بعد سے مونس کو مظفر کا لقب دے دیا گیا۔

افریقی بیڑے کی شکست: ......جنگ کے دوران افریقہ سے ایک جنگی بیڑہ جس میں اسی (۸۰) کشتیاں تھیں ابوالقاسم کی کمک کو پہنچ گیا اور اسکندریہ کے قریب لنگر انداز ہوا خلیفہ مقتدر نے طرسوس سے پچیس کشتیوں کا ایک بیڑہ ابوالیمین کی ماتحتی میں روانہ کیا دونوں بیڑوں کی اسکندریہ کے قریب مڈبھیڑ ہوگئی جسمیں شاہی بیڑہ کو فتح نصیب ہوئی افریقہ کے بیڑے کی اکثر کشتیاں جلا دی گئیں سلیمان خادم اور یعقوب کتابی کو ایک گروپ سمیت گرفتار کر لیا گیا سلیمان کو تو مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا اور یعقوب کو باندھ کر بغداد بھیج دیا گیا مگر کچھ عرصے بعد حکمت عملی سے جیل سے نکل کر افریقہ بھاگ گیا۔ اس شکست سے مغاربہ کی ہمت ٹوٹ گئی اور امداد کا سلسلہ منقطع ہو گیا جو لشکر یہاں موجود تھا اس میں وبا پھوٹ نکلی سینکڑوں آدمی اور گھوڑے مر گئے مجبوراً افریقہ کیجانب واپس چلا دیا لشکر شاہی نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ اپنی حدود سے نکال دیا۔

ابن ابی الساج کا بقیہ احوال: ......آپ اوپر پڑھ آئے ہو کہ مونس خادم نے یوسف بن ابی الساج سے جنگ لڑی تھی اور اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا چنانچہ اسے بغداد میں قید کر دیا گیا اس کے بعد یوسف ابن ابی الساج کے گرفتار ہو جانے کے بعد اس کے صوبوں کو سبک (یہ ابن ابی الساج کا غلام تھا) حکومت کرنے لگا کچھ عرصے بعد مونس نے یوسف بن ابی الساج کی خلیفہ مقتدر سے ۳۱۰ھ میں سفارش کی خلیفہ مقتدر نے اس کی سفارش سے یوسف کو قید سے رہا کر دیا، خلعت دی اور آذربائیجان، رے، قزوین، ابھر، اور زنجان کی حکومت عطا کر دی اور پانچ لاکھ دینار سالانہ خراج کے علاوہ فوج کے اخراجات دینے کا وعدہ لیا گیا چنانچہ یوسف حکومت ملنے کے بعد وصیف بکمتری کے ساتھ آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا اور موصل پہنچا جہاں صوبہ موصل اور دیار ربیعہ کی جانچ پڑتال کی اور اس کے بعد موصل سے کوچ کر کے آذربائیجان آ گیا اس وقت اس کا غلام سبک انتقال کر چکا تھا لہٰذا پہنچتے ہی وہاں آذربائیجان پر قابض ہو گیا ۳۱۱ھ میں آذربائیجان سے رے کا رخ کیا ان دنوں رے کی حکومت پر احمد بن علی صعلوک کے بھائی مقرر تھا احمد بن علی نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آچکے ہیں دربار خلافت سے حکومت رے حاصل کی تھی مگر کچھ دن بعد علم خلافت کی مخالفت کی اور باغی ہو گیا اور ماکان بن کالی نامی سپہ سالار سے (جو اولاد اطروش کا طبرستان اور جرجان میں داعی تھا) راہ ومراسم پیدا کر لی لہٰذا جس وقت یوسف ''رے'' پہنچا تو احمد مقابلہ پر آیا چنانچہ یوسف نے اس کو شکست دے کر مار ڈالا اور سر اتار کر بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۱۱ھ کا ہے ایک مدت تک کامیابی کے بعد رے میں مقیم رہا اس کے بعد رے سے کوچ کر کے ۳۱۳ھ کے شروع میں ہمدان کی جانب روانہ ہوا اور روانگی کے وقت اپنے غلام مفلح کو نکال دیا اور باغی ہو گئے جب یوسف تک یہ خبر پہنچی ماہ جمادی الثانیہ ۳۱۳ھ میں پھر رے واپس آیا اور دوبارہ اس پر قابض ہو گیا۔

یوسف کی آمد: ......ان واقعات کے بعد ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف کو مشرقی علاقوں کی حکومت عطا کی اور یہ حکم دیا کہ واسط پہنچ کر مشرقی علاقوں کے خراج کو درستی فوج کی تربیت اور سامان جنگ کے حصوں میں خرچ کرو اور جلدی سے سامان جنگ درست کر کے ابوطاہر قرمطی سے جنگ کرنے ہجر کی طرف کوچ کرو چنانچہ یوسف اس حکم کے مطابق واسط پہنچ گیا اس وقت واسط میں مونس مظفر موجود تھا چنانچہ جیسے ہی یوسف واسط کے قریب پہنچا مونس مظفر واسط چھوڑ کر بغداد چلا گیا اور ہمدان ساوہ، قم، قاشان ماہ بصرہ، ماہ کوز ❷ اور سبدان کا خراج فوج کو اصلاح اور درستگی جنگ قرامطہ کی تیاری کے لئے واسط میں یوسف کے لئے چھوڑ گیا۔

---

❶ ......علامہ کندی کی ,,ولایۃ مصر,, صفحہ ۲۹۲ پر لکھا ہے کہ ابن صاحب افریقیہ کے مقدمہ جمعہ کے دن ۹ صفر ۳۰۲ھ میں اسکندریہ پہنچا۔

❷ ......ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۷۱ میں ماکوز کے بجائے ماہ الکوفہ تحریر ہے۔

سعید کی کامیابیاں:......جس وقت خلیفہ مقتدر نے یوسف کو رے'' سے واسط کی طرف ابوطاہر سے جنگ کے لئے روانہ ہونے کا لکھا تھا اسی زمانہ میں خلیفہ نے سعید نصر بن سامان کو''رے کی حکومت دے دی تھی اور یہ حکم دیا تھا کہ فوراً رے پہنچ کر''رے'' کو فاتک سے (یوسف کے غلام) چھین لو ۱۴ا۳ھ کے شروع میں سعید نصر''رے'' روانہ ہوا اور جب کوہ قارن کے قریب پہنچا تو ابونصر طبری نے راستہ نہ دیا اور روک دیا سعید نصر نے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار پر معاملہ طے کرلیا ابونصر نے یہ رقم وصول کر کے راستہ دے دیا چنانچہ سعید نصر کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچ گیا اور اس کو فاتک کے قبضہ سے نکال کر وہاں دو ماہ تک قیام پذیر رہا اس کے بعد سمیجور دوانی کو مقرر کر کے بخارا کیجانب واپس آ گیا کچھ عرصے بعد سمیجور کو معزول کر کے محمد بن ابی صعلوک کو مقرر کیا شعبان ۳۱۶ھ تک یہ رے میں حکومت کرتا رہا اس کے بعد بیمار ہو گیا اور حسن بن قاسم داعی اور ماکان بن کالی امیر دیلم کو رے پر قبضہ کرنے کے لئے بلوالیا جب یہ دونوں''رے'' آ گئے تو''رے'' ان دونوں کے حوالے کر کے کوچ کر دیا اور راستے میں وامغان پہنچ کر مر گیا غرض حسن بن قاسم اور دیلم اس طرح رے پر قابض ہو گئے۔

مقتدر کے وزیر:......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ حامد بن عباس کو وزارت دے دی گئی تھی مگر اس کی ناسمجھی اور عہدۂ وزارت کی اہم ذمہ داریوں سے ناواقفیت کی وجہ سے علی بن عیسیٰ آگے آگے رہا تھا حامد محض نام کا وزیر تھا اور درحقیقت علی بن عیسیٰ وزارت پر تھا بسا اوقات علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت حامد کے احکام کو بدل کر دیتا اور اس کے فرمان جو عمال اور گورنروں کے نام بھیجے جاتے تھے گھٹا بڑھا دیتا جب کوئی شکایت ہوتی تو یہ کہہ کر علیحدہ ہو جاتا کہ وزیر السلطنت اس کے ذمہ دار ہیں مگر اصل یہ ہے کہ ظالم کے ہاتھ کو رعایا پر ظلم کرنے سے روکنا چاہیئے وزیر السلطنت حامد کو ان واقعات سے کچھ شک سا ہوا اور دربار خلافت سے اجازت حاصل کر کے جانچ پڑتال اور دیکھ بھال کی غرض سے واسط کی جانب روانہ ہو گیا۔

تنخواہوں میں کٹوتی:......حامد کے چلے جانے کے بعد حکومت کے ملازمین خلیفہ کے عملے نے تنخواہیں اور وظائف، وقت مقررہ پر نہ دینے کی دربار خلافت میں شکایت پیش کی علی بن عیسیٰ اکثر ان لوگوں کی تنخواہیں اور وظائف وقت مقرر کے بعد دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ جب کئی ماہ کی تنخواہیں چڑھ جاتی تھیں تو ایک دو مہینہ کی تنخواہ ضبط کر لیتا تھا شاہی ملازمین اور گورنر نے اس معاملہ میں بہت شور و غل مچایا اہل وظائف نے جمع ہو کر یہ شکایت کی کہ ہر سال دو ماہ کا وظیفہ ہمارا ہمیشہ ضبط ہو جایا کرتا ہے اس سے حامد کی شکایتوں کا ایک انبار لگ گیا۔

ابن فرات کی وزارت:......اتفاق سے انہی دنوں وزیر السلطنت حامد اور مفلح اسود کے درمیان باتوں باتوں میں منہ ماری ہو گئی اگرچہ مفلح کالا غلام تھا لیکن خلیفہ مقتدر کی ناک کا بال بنا ہوا تھا اور معزول وزیر السلطنت ابن فرات سے اس کو ایک خاص انس تھا حامد نے وزارت کے گھمنڈ میں مفلح اسود سے سخت کلامی کی جس سے مفلح کو سخت برہمی پیدا ہوئی اس کے دوران محسن ابن فرات نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں اپنے والد کی وزارت کی درخواست پیش کی اور ضمانت بھی لے لی تو خلیفہ مقتدر نے اس کے باپ ابن فرات کو قید سے رہائی دے کر تیسری بار عہدۂ وزارت سے سرفراز کر دیا اور اس کی جگہ علی بن عیسیٰ کو قید کر دیا یہ واقعہ ۱۱ا۳ھ کا ہے۔

حامد کی شامت:......اس واقعہ کے بعد حامد (وزیر السلطنت) واسط سے پہنچ گیا ابن فرات نے اس کی گرفتاری کے لئے چند لوگوں کو مقرر کر دیا ابھی وہ ایوان وزارت تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ حامد یہ خبر سن کر بغداد میں روپوش ہو گیا اس کے بعد چھپ کر رات کے وقت نصر حاجب کے پاس گیا اور اس کے ذریعہ خلیفہ مقتدر تک اپنی پریشانی کے پہنچانے کی التجاء کی اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھے سزائے قید دار الخلافہ میں دی جائے وزیر السلطنت ابن فرات کی نگرانی اور حراست میں نہ دیا جائے نصر نے مفلح کو بلا کر حامد کا قصور معاف کر دیا اور خلیفہ تک اس کا معاملہ پہنچانے کی سفارش کی اس خدمت کو انجام دینے کے بدلے میں کچھ مال دینے کا بھی وعدہ کیا مگر مفلح نے دربار خلافت میں پہنچ کر حامد کی درخواست کے برخلاف کیا،،، خلیفہ مقتدر نے حکم دیا کہ حامد کو قید کرنے کے لئے ابن فرات کے حوالہ کر دیا جائے۔

حامد کی قید اور وفات:......ابن فرات نے اس حکم کے مطابق حامد کو ایک عرصے تک قید میں رکھا اور اس کے بعد اسے پیش کئے جانے کا اشارہ کیا فقہاء اور عمال کو اس کے احتساب کے لئے بلوالیا گیا پھر جانچ پڑتال ہوتی رہی چنانچہ دس لاکھ دینار غبن کرنے کا حامد نے اقرار کرلیا محسن ابن

فرات نے پانچ لاکھ دینار پیش کر کے حامد کو لے لیا اور طرح طرح کی تکالیف دینے لگا۔ پھر کچھ عرصے بعد اس کی جاگیر اور مال و اسباب فروخت کرنے واسط روانہ کیا مگر راستے میں اسہال کے مرض سے اس کی وفات ہوگئی۔

علی بن عیسیٰ ابن حواری وغیرہ:......اس کے بعد علی بن عیسیٰ سے تین لاکھ دینار کا مطالبہ کیا گیا چنانچہ محسن ابن فرات نے اس کو بھی خلیفہ سے لے لیا اور وصولی کی غرض سے طرح طرح کی ایذائیں دیں مگر کچھ برآمد نہ ہوسکا چونکہ علی بن عیسیٰ نے ابن فرات کی معزولی کے دوران ابن فرات کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا اس لئے ابن فرات نے کچھ عرصے علی بن عیسیٰ کو قید رکھ کر رہا کر دیا اس کے بعد ابن حواری کی گرفتاری کی باری آئی یہ بھی گرفتار ہو کر محسن ابن فرات کے حوالے کر دیا گیا محسن نے اس کو بھی ایذائیں دیں وصولی اور اس کا مال و اسباب ضبط کرنے کے لئے اہواز کی جانب روانہ کیا محافظوں نے اس کو اس کو اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ ان دونوں حسین بن احمد مارورانی کے دوران کا زمانہ بھی آ گیا تھا چنانچہ ابن فرات کے اشارے سے گرفتار کر لئے گئے اور ہر ایک سے سات لاکھ دس ہزار کا مطالبہ کیا گیا۔ ان کے علاوہ ناظموں کے گروپ سے بھی مواخذہ کیا گیا اور ان سے بھی خوب مال بٹورنے کی فکر کی۔

مونس خادم اور ابن فرات:......اس دوران مونس جہاد سے واپس آ گیا اسے ابن فرات کے ان افعال کی اطلاع ملی تو لوگوں کی ناحق ایذا رسانی اور ان سے زبردستی وصولی پر ناک بھوں چڑھائی چنانچہ ابن فرات کو اس کی خبر مل گئی اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر خلیفہ مقتدر سے یہ جڑ دیا کہ مونس کا دارالخلافت میں رہنا قرین مصلحت نہیں ہے لہٰذا حفاظت اور نگرانی کے لئے حدود شام پر بھیج دینا چاہئے۔ خلیفہ مقتدر نے اس کہنے مطابق بغیر سوچے سمجھے مونس کو حدود شام کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم دے دیا۔ مونس کی اکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہو کر ابن فرات نے نصر حاجب پر نظر ڈالی تو آنکھوں میں کانٹا سا کھٹک گیا فوراً خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کر دو چار الزامات نصر کے سر تھوپ دیئے اور اس کے ڈھیر سارے مال و اسباب کی لالچ دی لہٰذا ابھی کوئی حکم صادر نہ ہونے پایا تھا کہ نصر اس واقعہ کی اطلاع پا کر خلیفہ مقتدر کی والدہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا جس کے بعد ابن فرات کی ایک بھی نہ چل سکی۔

ابن فرات کا ظلم:......ان مظالم اور بیجا تشدد کا آخر یہ نتیجہ نکلا کہ ابن فرات سے لوگوں کے دل پھر گئے عوام الناس کا ایک گروپ مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا ابن فرات کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہیں دربار خلافت تک اس واقعہ کی اطلاع نہ پہنچ جائے کہ جس سے جان کے لالے پڑ جائیں فوراً خلیفہ کے کانوں تک یہ خبر اس طرح سے پہنچا دی کہ عوام الناس کا ایک گروپ میرے پاس اپنے حقوق طلب کرنے آیا تھا اور ان کو مجھ سے کچھ بات چیت کرنی تھی خلیفہ مقتدر یہ سنکر خاموش ہو گیا ابن فرات اپنے بیٹے محسن کے ساتھ سوار ہو کر ایوان شاہی میں گیا خلیفہ مقتدر نے ان دونوں کے اپنے قریب بٹھایا اور ادھر ادھر کے حالات پوچھتا رہا جس سے ان دونوں کے دلوں کو یہ اطمینان ہو گیا کہ خلیفہ ہم لوگوں سے ناراض نہیں ہے لہٰذا رخصت ہو کر چلنے کا ارادہ کیا۔

ابن فرات کی گرفتاری:......مگر نصر حاجب نے وہاں پہنچ کر انہیں حراست میں لے لیا اتنے میں مفلح آ گیا اور اس نے خلیفہ کے کان میں جھک کر عرض کی جی امیر المومنین اس وزیر کی معزولی میں عجلت سے کام نہ لیں ورنہ خطرہ کا اندیشہ ہے اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ان دونوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا چنانچہ محسن تو اسی دن رہا ہوتے ہی روپوش ہو گیا اور ابن فرات کو اگلے دن گرفتار کر لیا گیا نازوق اور بلیق ایک دستہ فوج لے کر ابن فرات کے مکان پر آئے اور ننگے سر اور ننگے پاؤں گھر سے نکال لائے اور اس کو ہلال بن بدر کے ساتھ مونس مظفر کے پاس لے گئے مونس نے شفیع لولوی کے حوالے کر دیا اور شفیع نے قید کر دیا اور ایک لاکھ دینار کا اس سے مطالبہ کیا یہ واقعہ ۳۱۲ھ کا ہے۔ ❶

ابوالقاسم کی وزارت:......ابن فرات کی معزولی کے بعد ابوالقاسم بن علی بن محمد بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان نے وزارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ابن فرات سے لاکھ دینار وصول کرنے کی ضمانت دی ہورون بن غریب الحال اور نصر حاجب وغیرہ کی بھی سفارش کی خلیفہ مقتدر نے

---

❶ ...... یہ واقعہ ۹ ربیع الاول ۳۱۲ھ کا ہے دیکھیں تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۶ (مترجم)

مجبوراً وزارت ابوالقاسم کو سپرد کر دی اسی کے عہد وزارت میں اس کے والد علی کی وفات ہوئی اس کے بعد مونس خادم نے خلیفہ مقتدر سے علی بن عیسیٰ کو صنعاء سے بلا لینے کی سفارش کی چنانچہ خلیفہ نے واپسی کا فرمان بھیج دیا اور مصر و شام کی حکومت بھی عنایت فرمائی۔

محسن بن فرات کی گرفتاری:......محسن ابن وزیر ابن فرات ایک مدت روپوش رہا ایک دن ایک عورت محلسرائے خلافت میں حاضر ہوئی اور یہ ظاہر کیا کہ میں خلیفہ سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں نصر حاجب نے خلیفہ مقتدر کے سامنے پیش کر دیا عورت نے سلام کرنے کے بعد محسن کا پتہ بتادیا خلیفہ مقتدر نے اسی وقت نازوق پولیس کے اعلیٰ کو گرفتاری کا اشارہ کر دیا نازوق نے تھوڑی دیر کے بعد لا کر حاضر کر دیا اور خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت کے حوالہ کر دیا چنانچہ وزیر السلطنت نے طرح طرح کی ایذائیں دین اور تکلیف رسانی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوسکا تب خلیفہ مقتدر نے دارالخلافت میں اس کے والد کے پاس بھیج دینے کا حکم دے دیا۔

محسن اور ابن فرات کا قتل:......وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا تو فوراً مونس، ہارون، اور نصر کے پاس دوڑا اور اس واقعہ کو ظاہر کر کے ابن فرات کی چالوں سے ان لوگوں کو ڈرایا اور خلیفہ کی طرف سے بھی کسی حد تک ان کو بدظن کر دیا وہ لوگ اس کے جھانسے میں آ گئے لہٰذا سب کے سب جمع ہو کر دربار خلافت میں گئے اور ایک زبان ہو کر یہ درخواست کی کہ ابن فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کا حکم صادر کیا جائے کیونکہ جب تک یہ دونوں زندہ رہیں گے ہم لوگوں کو خطرہ رہے گا خلیفہ مقتدر نے سپہ سالاران لشکر اور ارکین دولت کی طرف رائے دینے کا اشارہ کیا ان لوگوں نے بھی مونس وغیرہ کی رائے سے اتفاق کیا چنانچہ خلیفہ مقتدر نے نازوق کو اشارہ کر دیا اور نازوق نے اسی وقت ابن فرات اور محسن کا سر اتار لیا۔ ❶

ابن فرات کی باقی اولاد:......ہارون نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کر ابوالقاسم وزیر السلطنت کو ابن فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کی خوشخبری سنائی ابوالقاسم سنتے ہی بے ہوش ہو کے گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو ہارون نے اس حسن خدمت کے صلہ میں دو ہزار دینار ابوالقاسم سے وصول کر لئے ابن فرات کے دوسرے بیٹوں کو مونس نے عبداللہ اور ابونصر کی سفارش کی قید سے رہا کر دیا اور بیس ہزار دینار بطور انعام مرحمت کئے۔

ابوالقاسم کی معزولی:......ان واقعات کے بعد ۳۱۳ھ میں ابوالقاسم کو طویل علالت کی وجہ سے معزول ❷ کر دیا گیا کیونکہ لشکریوں کو تنخواہیں اس کی بیماری کی وجہ سے رک گئیں تھیں اور وظیفہ داروں کو وظائف نہیں دئے گئے تھے لہٰذا لشکریوں نے جمع ہو کے شور و غل مچایا جب خلیفہ کو اطلاع ملی تو فوراً معزولی کا حکم دے دیا اور اس کی جگہ ابوالعباس خصیبی ❸ کو وزیر بنا دیا۔

ابوالعباس وزیر:......ابوالعباس خلیفہ مقتدر کی والدہ کا سیکرٹری تھا وزارت حاصل کرنے کے بعد ایوان وزارت میں گیا اور چارج لینے کے بعد علی بن عیسیٰ کو مصر و شام پر بدستور بحال رکھا چنانچہ علی بن عیسیٰ اکثر اوقات ابوالعباس سے ملنے آتا کچھ عرصے بعد ابوالعباس کے انتظام میں اضطراب پیدا ہو گیا اور آمدنی بھی کم ہو گئی دن رات شراب نوشی میں مشغول رہتا اور امور سلطنت کی طرف کسی وقت توجہ نہیں کرتا احکامات مانگنے کے لئے جو رپوٹیں یا درخواستیں آتی تھیں وہ مہینوں پڑی رہتی ایک شخص کو اپنی طرف سے اپنا نائب مقرر کر رکھا تھا وہ جو چاہتا کر گذرتا تھا جس سے مصالح ملکی فوت اور انتظامی امور درہم و برہم ہو گئے۔

علی بن عیسیٰ کی وزارت:......مونس نے انجام پر نظر کر کے خلیفہ مقتدر کو اسکی معزولی اور عہدۂ وزارت پر علی بن عیسیٰ کی تقرری کی رائے دی چنانچہ خلیفہ مقتدر نے ابوالعباس کو اس کی وزارت کے ایک برس دو مہینے بعد معزول کر دیا اور علی بن عیسیٰ کو وزیر بنانے کی غرض سے دمشق سے بلوالیا اور یہ حکم صادر کر دیا کہ جب تک علی بن عیسیٰ دارالخلافت میں حاضر نہ ہو اس وقت تک ابوالقاسم عبداللہ بن محمد کلوازی ❹ وزارت کا کام انجام دیتا رہے

❶ ...... یہ واقعہ ۱۳ ربیع الثانی ۳۱۲ھ پیر کا ہے، ابن فرات کی عمر اس وقت ۷۱ سال تھی اور محسن کی ۳۳ سال۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۸ (مترجم)۔

❷ ...... یہ واقعہ رمضان المبارک ۳۱۳ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۸ (مترجم)۔

❸ ...... ایک نسخے میں الخصیبی کے بجائے الخصی تحریر ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۹۱ (مترجم)۔

❹ ...... یہاں صحیح لفظ ,,الکلوذانی،، ہے دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۹۱۔

۳۱۵ھ کے شروع میں علی بن عیسیٰ دارالخلافت میں داخل ہوا اور مستقبل طور سے وزارت کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

علی بن عیسیٰ کی توجہ:.....اس کے آنے سے انتظامی امور میں جو خلل واقع ہو گئے تھے رفتہ رفتہ سب درست ہو گئے عمال اور گورنروں کی رپوٹوں اور درخواستوں پر مناسب حکم صادر ہونے لگا سواد، اہواز، فارس۔ اور مغرب کے بقایا محصورات یکے بعد دیگرے وصول ہو کر خزانہ حکومت میں داخل ہونے لگے لشکریوں کی تنخواہیں اور وظیفہ داروں کے وظائف دیئے گئے گویوں، قصہ گویوں، درباری، مسخروں، اور خوشامد مصاحبوں کی موقوفی کا حکم دے دیا اور ان لوگوں کی تنخواہیں بند کر دیں فوج نظام سے بوڑھوں اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو جو اسلحہ نہیں اٹھا سکتے تھے نکال دیا بذات خود ہر کاغذ کو دیکھتا اور اس پر حکم مناسب صادر کرتا تھا کفایت شعاری اور ہوشیاری سے ہر کام پر نظر ڈالتا غرض یہ کہ تھوڑے ہی دنوں میں انتظامی امور ایسے درست ہو گئے کہ گویا ان میں اضطراب پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

ابوالقاسم کا احتساب:.....اس کے بعد علی بن عیسیٰ نے ابوالعباس نصیبی کو خلیفہ کے حکم سے دربار خلافت میں بلوایا فقہاء، قضاۃ، ارا کین سلطنت اور کتاب ❶ جمع کئے گئے۔ مقدمہ پیش ہوا اور پوچھا گیا کہ ''زیر کنٹرول صوبوں اور ملکوں سے کتنا خراج وصول ہو کر خزانہ میں داخل ہوا؟ جرمانہ سے کتنا مال وصول کیا گیا؟ اور اب کتنا باقی ہے؟ ابوالعباس نے سر نیچا کر کے جواب دیا ''میں کچھ نہیں جانتا'' پھر سوال کیا گیا ''تم نے ابن ابی الساج کو بلاضرورت اتنا زیادہ مال کیوں دیا اور کیا سمجھ کے تم نے اس کو شرقی صوبوں کی حکومت دی کیا تمہارا یہ گمان تھا کہ ابن ابی الساج اور اس کے ساتھی جو محض جنگلی اور غیر تربیت یافتہ ہیں ایسے صوبوں کا انتظام سنبھال لیں گے؟ اس نے جواب دیا ''ہاں میرا یہی گمان تھا'' پھر اتنا کہہ کر عرض کر کے خاموش ہو گیا ابن ابی الساج کو بلاضرورت اتنا مال دینے پر بھی کوئی کچھ جواب نہ دیا۔ پھر اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ یہ کام کس طرح جائز ہوا کہ مسلمان کی عورتیں بلا اجازت شرع دوسرے کے قبضہ میں دے دی جائیں'' اس اعتراض کا بھی جواب کچھ بن نہ پڑا اور سکوت کے عالم میں کھڑا رہا پھر اس کی آمدن اور خرچ کا سوال کیا گیا تو اس کا بھی صاف صاف جواب نہ دے سکا تو اس سے کہا گیا کہ ''تم نے امیر المومنین کو بھول بھلیوں میں پھنسا رکھا تھا اور آج یہ عذر کر رہے ہو کہ میں کچھ نہیں جانتا'' ابوالعباس نے اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا لہٰذا خلیفہ مقتدر نے اسے جیل واپس بھیج دیا اور علی بن عیسیٰ اطمینان واستقلال کے ساتھ وزیر رہا۔

علی بن عیسیٰ کے انتظام میں خلل:.....ایک مدت کے بعد علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت کے نظامی امور میں اضطراب واختلال پیدا ہوا اور کچھ گورنروں نے اختلافات پیدا کئے کچھ خراج کے وصول ہونے میں کمی آئی کچھ اختلافات کی زیادتی ہوئی خلیفہ مقتدر نے خدام اور خلیفہ کی حرم سرا کا خرچ بے حد بڑھا دیا اس اثناء میں انبار سے لشکر آ گیا دولاکھ چالیس ہزار دینار کا خرچ یہ بڑھ گیا ان سب کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ نظامی امور میں اضطراب اور خلل پیدا ہو گیا۔

علی کا استعفاء دینے کی کوشش:.....علی بن عیسیٰ نے اس بات کا احساس کر کے اور اس سے مایوس ہو کے کہ یہ اخراجات نہ تو کم ہوں گے اور نہ اس بوجھ کو خزانہ برداشت کر سکتا ہے اس کے علاوہ مجھ سے نصر حاجب کی مونس خادم سے تعلق کی وجہ سے ناصافی اور شکر رنجی ہے عہدۂ وزارت سے استعفاء پیش کر دیا اور حد سے زیادہ اس کی منظوری کی کوشش کی مگر مونس خادم نے سمجھا بجھا کر علیحدہ نہ ہونے دیا اس پر وزیر السلطنت نے کہا'' بھائی تم تو رقہ چلے جاؤ گے مجھے یہاں تمہارے بعد جان کے لالے پڑ جائیں گے'' چنانچہ ایسا ہی ہوا مونس کے چلے جانے کے بعد خلیفہ مقتدر نے نصر سے وزیر مقرر کرنے کے بارے میں رائے مانگی تو نصر نے ابوعلی بن مقلہ کی طرف اشارہ کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کی گرفتاری:.....خلیفہ مقتدر نے اس وقت ۳۱۶ھ میں علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو گرفتار کرا کے ابوعلی کو وزیر بنا دیا چونکہ ابوعلی اور عبداللہ بریدی کے دوستانہ تعلقات تھے لہٰذا عبداللہ نے اس معاملہ میں بہت کوشش کی۔

ابوعلی کی وزارت:.....ابوعلی دو برس چار مہینے تک وزارت کرتا رہا اور کسی قسم کا خطرہ پیش نہ آیا اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے جب کہ اسے

---

❶.....کتاب کاتب کی جمع ہے بمعنی سیکرٹری (مترجم)

مونس خادم سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہوگئی تھی اس الزام میں کہ ابوعلی (وزیر السلطنت) کا مونس سے میل جول ہے معزول کر دیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے اتفاق سے مونس کسی ضرورت سے باہر چلا گیا خلیفہ مقتدر نے موقع پا کر ابوعلی کو گرفتار کر لیا جب مونس واپس آیا تو ابوعلی کو عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کی تحریک چلائی مگر خلیفہ مقتدر نے منظور نہ کیا بلکہ اس کے قتل پر تیار ہوگیا مگر پھر مونس کے منع کرنے سے باز رہا البتہ دولاکھ دینار کا ابوعلی سے مطالبہ کیا گیا۔

سلیمان بن حسن کی وزارت:...... بعد ابوعلی کے بعد سلیمان بن حسن کو وزیر بنایا گیا اور علی بن عیسیٰ کو حکم دیا گیا کہ اس کے ساتھ ساتھ انتظامی امور کو دیکھتا بھالتا رہے سلیمان ایک برس دو ماہ تک وزیر رہا اور علی بن عیسیٰ اس کے ساتھ ساتھ ہر کام کو دیکھتا اور رائے دیتا رہا اس کے بعد آمدنی کم اور مصارف زیادہ ہونے کی وجہ سے مطالبات کی کثرت ہوگئی ہر کام میں وقت ہونے لگی سلطانی وظائف بھی بند ہو گئے اور طرہ اس پر یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ نے سواد کے محکمہ مال کو تن تنہا اپنے قبضہ میں لے لیا جس سے وزیر السلطنت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اس کی طرف سے ایسے ایسے آدمی محصولات کی وصولی پر مامور کئے جاتے تھے جن کو کر دیتے تھے عمال فقہاء اور حقداروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے وظائف دینے میں کوتاہی کرتے ان میں سے کسی ایک کو مفلح خادم سے دوستی ہوگئی تھی اس نے مفلح کے ذریعے خلیفہ کے کان تک ان واقعات کی خبر پہنچادی مفلح نے اشارہ کر دیا کہ تم لوگ اپنے حقوق حاصل کرنے میں سختی سے کام لو خلیفہ کا یہ منشاء ہے کہ حق حقدار کو پہنچ جائے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو عوام الناس یہ سن کر بھرا اٹھے لہٰذا انتظامی امور میں سخت بدنظمی واقع ہوگئی اور چاروں طرف ایک ہنگامہ سا یہ برپا ہوگیا کہ خواص اور عوام اپنے حقوق طلب کرنے لگے۔

ابوالقاسم کلواذی وزیر:...... اس دوران وزیر بننے کی خواہش میں بہت سے لوگ کوشش کرنے لگے کوئی تنخواہ اور تمام اخراجات پورے کرنے کی پیشکش کرتا اور کوئی درباریوں کو مال و دولت کے ذریعے اپنی وزارت کے لئے آمادہ کرتا درخواستوں کی بھرمار ہوگئی تھی چنانچہ امیدواران وزارت اس عہدۂ جلیلہ کے حاصل کرنے میں اپنے دوانی کرنیکے کوئی وظائف اور تنخواہ اور کل مصارف کی ذمہ داری کرتا ہے اور کوئی حاشیہ نشینان خلافت کو سنہلی روپہلی صورتین دکھلا کے وزارت حاصل کیا چاہتا ہے غرض امیدواران وزارت کی بھرمار تھی درخواست پر درخواست چلی آتی تھی مونس نے ابوالقاسم کلواذی کو وزیر مقرر کرنے کی رائے دی اور اسی رائے کے مطابق خلیفہ مقتدر نے ماہ رجب ۳۱۹ھ میں ابوالقاسم کو عہدہ وزارت عطا کر دیا مگر صرف دو مہینے تک اس کی وزارت رہی۔

دانیالی فراڈیا:...... دارالخلافت بغداد میں ایک شخص دانیالی نام کا رہتا تھا بڑا چالاک، جعل ساز، اور حیلہ باز تھا کاغذ کو دواؤں کے ذریعہ سے پرانا کر دیتا اور اس پر پرانی لکھائی سے کچھ اشارے اپنے ہاتھ سے تحریر کر دیتا جس میں ارباب حکومت اور ارا کین سلطنت کے نام اشارہ و کنایہ میں لکھے ہوئے انہی خطوط و نقوش کے اشارے سے ان لوگوں کی حکومت، رتبہ اور تصرفات کا حال بتاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ یہ علم غیب کا ایک حصہ ہے، پرانے زمانے کی اختراعات میں سے ہے اور دانیال پیغمبر کے ماثورات میں سے ہے اور مجھ کو اپنے آباء واجداد کے ذریعے ملاحم کے وسیلے سے وراثت میں ملا ہے۔

مفلح خادم اور دانیالی:...... ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک کاغذ پر مم مم لکھ کر یہ حکم لگا کہ ایسا ایسا ہوگا اور اس کاغذ کو مفلح کے حوالہ کر دیا مفلح نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا اس سے تم سردار ہو کیونکہ تمہارا نام مفلح ہے اور خلیفہ مقتدر کے مولیٰ ہو' اتنا سمجھا کہ دوسری علامات جو اس کاغذ پر لکھی ہوئیں تھیں مناسبت کے ساتھ سمجھایا مفلح ان کو سن کر خوش اور اس کا معتقد ہوگیا۔

حسین بن قاسم اور دانیالی:...... حسین بن قاسم بن عبداللہ بن وہب کی بھی آمد و رفت دانیالی کے پاس تھی اس کے نام کو بھی کنایۃً ایک کاغذ پر تحریر کیا اور بعض اسی علامات کو جو اس کے حالات کے مطابق تھیں ذکر کر کے یہ حکم لگایا کہ خاندان عباسیہ کا اٹھارہواں تاجدار اس کو اپنا وزیر بنائے گا بدنظمیاں اس کے ذریعہ سے دور ہوں گی اور انتظام مملکت انجام پذیر ہوگا دشمن خوار ذلیل ہوں گے اور دنیا آباد ہوگئی اس کے علاوہ اس کاغذ میں بعض ایسی باتیں تحریر کیں جو گذر چکی تھیں اور بعض ایسی باتیں لکھیں جو ابھی تک وقوع پذیر نہیں ہوئیں تھیں ایکدن دانیالی نے اس کو مفلح کے سامنے پڑھا تو

مفلح کو سخت تعجب ہوا اور اس ورق کو دانیالی سے لے لیا اور خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کر دیا دیکھنے اور سننے والوں نے تعجب اور حیرت کی نگاہوں سے دیکھا خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس معیار کا جو اس کاغذ میں مذکور ہے کون شخص ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ''حسین بن قاسم کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا'' ارشاد ہوا' سچ کہتے ہو۔ میرا میلان اسکی طرف ایک مدت سے تھا۔

حسین کی وزارت میں رکاوٹ:...... خلیفہ مقتدر نے ابن مقلد اور کلواذی کی وزارت سے پہلے حسین کی تقرری کا ارادہ کیا تھا لیکن مونس نے مخالفت کی تھی جس سے حسین کو وزارت کا عہدہ ابھی تک نہیں دیا گیا تھا۔ پھر خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کر کہا کہ فرمایا'' دیکھو اگر تمہارے پاس کوئی تحریر حسین کی وزارت کے معاملہ میں آئے تو میرے سامنے پیش کرنا'' ان واقعات سے مفلح کا عقیدہ راسخ ہو گیا۔

حسین کی درخواست اور بجٹ:...... اس نے جواب دیا'' مجھے اپنے آباء واجداد سے وارثت میں ملی ہیں اور یہ کتابیں دانیال پیغمبر کے ملاحم میں سے ہیں'' مفلح نے اس کی اطلاع خلیفہ مقتدر تک پہنچادی رفتہ رفتہ حسین کو بھی اس کی خبر مل گئی چنانچہ ایک خط مفلح کے پاس اس کے عہدۂ وزارت کی سفارش کا لکھا مفلح نے اسے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں پیش کر دیا خلیفہ مقتدر نے حکم دیا چونکہ مونس اس کی وزارت کا پہلے سے مخالف تھا لہٰذا پہلے اس کی اصلاح کرنی چاہئے حسن اتفاق سے انہی دنوں کلواذی وزیر السلطنت نے ایک بجٹ پیش کیا جس میں آمدنی سے خرچ زیادہ تھا جس کا میزان سات لاکھ تھا زیادہ دکھایا اہل نے اس کے خلافت میں پیش کر کے گذارش کی ''امیر المومنین اس کا انتظام کسی اور طریقے سے نہیں ہوسکتا بجز سوائے یہ کہ خلیفہ محترم اپنے مصارف کو کم کریں'' خلیفہ مقتدر کو یہ بات ناگوار گذری لہٰذا ایک لاکھ صادر فرمایا کہ حسین بن قاسم کل مصارف کی ذمہ داری کو سنبھالے اور اس کے علاوہ ایک لاکھ دینار بیت المال میں بچت کے داخل کرتا رہے حسین نے اس کو منظور کر لیا خلیفہ مقتدر نے اسکی درخواست کو جس میں ان شرائط کو اس نے تسلیم کیا تھا کلواذی کو دکھا دیا کلواذی عطا کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ صرف حسین بن قاسم عہدۂ وزارت کے کام کو انجام دے اور علی بن عیسیٰ کو کسی طرح اپنے کاموں میں دخیل اور شریک نہ ہونے دے اور جہاں تک جلد ممکن ہو دار الخلافت سے اس کو نکال کہ صافیہ کی جانب بھیج دے حسین نے عہدۂ وزارت کے چارج لینے کے بعد بنو یزیدی اور بنو قرابہ کو اپنے اسٹاف میں داخل کر لیا کچھ عرصے بعد قلت آمدنی اور کثرت مصارف کا احساس ہوا تو ہر کام میں وقت اور تنگی ہونے لگی مجبوراً خراج ایڈوانس وصول کر کے گذشتہ اور موجودہ سال کے مصارف میں خرچ کرنے لگا ہارون بن غریب الخال کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ ہارون نے خلیفہ مقتدر تک یہ خبر پہنچادی اس پر خلیفہ مقتدر نے خصیبی کو وزیر السلطنت کے خلاف رپورٹ دے دی۔

حسین کی معزولی و گرفتاری:...... خلیفہ مقتدر نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۰ھ میں جب کہ حسین کو سات مہینے گذر چکے تھے معزولی اور گرفتاری کا حکم دے دیا وزارت کا عہدۂ ابوالفتح فضل بن جعفر کے سپرد کر دیا اور حسین کو بھی نئے وزیر السلطنت کے حوالہ کر دیا مگر نئے وزیر نے حسین کے ساتھ کسی قسم کا ظالمانہ برتاؤ نہ کیا اور اس زمانہ سے مسلسل یہی عہدۂ وزارت پر موجود رہا۔

ابوطاہر قرامطی:...... قرامطہ کا ایک گروپ بحرین میں جا کر قیام پذیر ہو گیا تھا ابوطاہر سلیمان بن ابی سعید جنانی ان کا سردار تھا ابوطاہر کو ان کی سرداری بذریعہ وراثت اس کے باپ سے ملی تھی اور اس صوبہ کو ان لوگوں نے حکومت عباسیہ سے بالکل جدا اور علیحدہ کر لیا تھا جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

بصرہ میں قتل عام:...... ابوطاہر نے ۳۱۱ھ میں بصرہ کا رخ کیا ان دنوں بصرہ میں سبک مفلح امارت کے عہدے پر تھا ابوطاہر نے ایک ہزار سات کے لشکر کے ساتھ رات کے وقت بصرہ پر حملہ کیا اور شہر پناہ کی دیواروں پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گیا اور محافظین کو تہ وتیغ کر کے شہر میں گھس گیا۔ دروازے کھول دیئے چنانچہ قتل عام کا بازار گرم ہو گیا سبک اس کی اطلاع پا کر مقابلہ پر آیا قرامطہ نے اس کو بھی قتل کر دیا اور عوام الناس پر ہاتھ صاف کرنے لگے شہر کے باشندے جان کے خوف سے بھاگے اور سینکڑوں پانی میں ڈوب کر مر گئے اور ہزاروں افراد قرامطہ کی تلواروں کی نذر ہو گئے سترہ دن تک ابوطاہر بصرہ میں مقیم رہا اٹھارہویں دن جتنا مال واسباب، عورتیں اور بچے لے جا سکا لے کر ہجر کی جانب لوٹ گیا اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر نے محمد بن عبداللہ فارقی کو بصرہ پر مقرر کیا چنانچہ محمد ابوطاہر واپسی کے بعد بصرہ میں داخل ہوا۔

حاجیوں پر ظلم وستم:......۳۱۲ھ میں ابوطاہر قرامطی نے حجاج کی واپسی کے وقت چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہیر کی جانب کوچ کیا ایک قافلہ سے جو سب سے آگے تھا سامنے آ گیا قافلہ والوں کو اس کی اطلاع نہ تھی لہٰذا حالت غفلت میں مسافت طے کر رہے تھے کہ اچانک ابوطاہر نے پہنچ کر حملہ کر دیا قافلے والے مقابلہ نہ کر سکے لہٰذا اس نے خوب لوٹا اس واقعہ کی باقی حاجیوں کو خبر ملی جس وقت کہ وہ فید نامی جگہ میں تھے لہٰذا انھوں قتل وغارت کے خوف سے قیام کر دیا جہاں تک کہ زادسفر ختم ہو گیا ابوالہیجاء بن حمدان کوفہ کے راستے کا گورنر بھی اسی قافلہ میں تھا اس نے اہل کوفہ کو وادی القریٰ کی جانب لوٹ جانے کی رائے دی تھی مگر اہل قافلہ نے دور نکل آنے کی وجہ سے منظور نہ کیا بالآخر جب زادسفر ختم ہو گیا تو کوجہ کے راستے روانہ ہوئے ابوطاہر نے یہ خبر سن کر اس جگہ پر بھی حملہ کر دیا اور ابوالہیجاء اور احمد بن بدر (خلیفہ مقتدر کا یہ ماموں تھا) کو گرفتار کر لیا سب سامان واسباب لوٹ لیا عورتوں اور بچوں کو قید کر کے ہجر کی جانب لوٹ گیا اور حاجیوں کو اسی کھلے میدان میں چھوڑ دیا جن میں سے اکثر بھوک پیاس کی شدت اور سورج کی گرمی سے مر گئے اور باقی ماندہ اکثر لوگ بڑی مشکل سے بغداد پہنچے۔

عورتوں کا احتجاج:......ان لوگوں کی عورتیں جن کو قرامطہ نے گرفتار کر لیا تھا اور وہ عورتیں جن کے مردوں کو ابن فرات نے اپنے عہد وزارت میں قید کیا ہوا تھا جمع ہوئیں واویلاہ وامصیبتاہ کا شور مچایا یہ بھی ابن فرات کے زوال اور معزولی کا ایک سبب تھا۔

ابوطاہر کا دوبارہ حملہ:......کچھ دن بعد ابوطاہر نے بوالہیجاء اور احمد کو ان قیدیوں سمیت جو ان کے پاس تھے رہا کر دیا اور خلیفہ مقتدر سے بصرہ اور اہواز کو مانگ لیا مگر خلیفہ نے منظور نہیں کیا اس بناء پر ابوطاہر نے ہجر سے پھر قافلہ حجاج پر ظلم کرنے کے لئے کوچ کیا ادھر جعفر بن ورقاء شیبانی گورنر کوفہ وطریق مکہ اس خطرہ پیش نظر ایک ہزار فوج کے ساتھ جو اسی کی قوم کے افراد سے مرتب اور تیار کی گئی تھی قافلہ حجاج سے پہلے روانہ ہو گیا تھا اور شمال گورنر بحر، جنا صفوانی اور طریف لشکری وغیرہ چھ ہزار کے لشکر کے ساتھ حجاج کی حفاظت کے لئے ان کے ساتھ تھے ابوطاہر اور جعفر کی مڈبھیڑ ہو گئی اتفاق سے جعفر کو ہزیمت ہوئی جس کا اثر قافلہ حجاج پر پڑا۔ شاہی فوج بھی بھاگ گئی اور ابوطاہر کوفہ تک حجاج اور شاہی فوج کا تعاقب کرتا چلا گیا۔

کوفہ پر قبضہ:......باب کوفہ پر سخت خونریز لڑائی ہوئی اور آخر کار حجاج مارے گئے شاہی لشکر کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ اکثر کام آ گئے باقی سپاہی بھاگ کھڑے ہوئے اور صفوانی گرفتار ہو گیا پھر ابوطاہر نے کوفہ پر قبضہ کر لیا چھ دن تک کوفہ کے باہر پڑا رہا سارے دن مسجد میں رہتا اور رات کو اپنی لشکر گاہ میں آ کر قیام کرتا اس کے بعد خواہش کے مطابق مال واسباب لے کر ہجر کی جانب لوٹ گیا۔

مونس خادم کوفہ میں:......شکست یافتہ گروہ بغداد پہنچا تو خلیفہ مقتدر نے مونس کو کوفہ کی جانب خروج کرنے کا حکم دیا چنانچہ قرامطہ کی واپسی کے بعد مونس کوفہ پہنچا چونکہ قرامطہ کوفہ چھوڑ کر چلے گئے اس لئے کوفہ پر یاقوت کو مقرر کر کے واسط کو بچانے کے لئے روانہ گیا اس سال ابوطاہر کو خوف سے کسی شخص نے حج کا ارادہ نہیں کیا۔

یوسف کی قرامطہ سے جنگ:......۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو آذربائیجان سے دارالخلافت بلوا کر مشرقی علاقوں کی حکومت عنایت کی اور ابوطاہر سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی جانب روانگی کا حکم دیا لہٰذا جس وقت یوسف واسط کے قریب پہنچا تو مونس بغداد چلا گیا اس دوران ۳۱۵ھ کا دور آ گیا ابوطاہر نے اپنا لشکر مرتب کر کے کوفہ کی جانب خروج کیا یوسف کو اس کی اطلاع مل گئی رمضان کے آخر میں واسط سے کوفہ جانے کے لئے روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ ابوطاہر یوسف سے ایک روز پہلے کوفہ پہنچ گیا شاہی عمال جان کے خوف سے کوفہ چھوڑ کر بھاگ گئے ابوطاہر نے کوفہ اور تمام خزانوں اور اس رسد پر قبضہ کر لیا جو یوسف کے لئے پہلے سے فراہم کی گئی تھی اس کے بعد آٹھویں شوال کر ابوطاہر کے پہنچنے کے ایک دن بعد یوسف پہنچا چنانچہ خط وکتابت شروع ہو گئی یوسف نے ابوطاہر کو علم عباسیہ کی اطاعت کا پیغام دیا ابوطاہر نے جواب دیا ''اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی اطاعت ہم پر فرض نہیں ہے'' چنانچہ یوسف نے اعلان جنگ کر دیا اگلے دن صبح سے رات تک فریقین میں گھمسان لڑائی ہوتی رہی آخر کار یوسف کے رکاب کی فوج شکست کھا کر بھاگی اور یوسف اپنے چند ساتھیوں سمیت گرفتار ہو گیا وہ لڑتے لڑتے زخمی ہو گیا تھا اسے قرامطہ اپنے لشکر گاہ میں اٹھا لائے ابوطاہر نے یوسف کا علاج کرنے پر ایک طبیب کو مامور کر دیا۔

مونس اور قرامطہ کی جنگ:......شکست کھانے والوں بغداد میں پہنچ کر دم لیا مونس مظفر علم خلافت کو بچانے اور قرامطہ کی سرکوبی کی غرض سے کوفہ روانہ ہوا اتنے میں یہ خبر آئی کہ قرامطہ کوفہ چھوڑ کر عین التمر کی جانب روانہ ہو گئے ہیں مونس نے اسی وقت بغداد سے پانچ سو کشتیاں روانہ کیں جس میں نامی گرامی اور تجربہ کار سپاہی تھے تا کہ قرامطہ کو دریائے فرات عبور کرنے سے روانہ ہو کر انبار کا رخ کیا اہل انبار نے یہ خبر پا کر پل توڑ دیا اور کشتیاں ہٹا دیں۔ ابوطاہر نے فرات کے مغربی ساحل پہنچ کر قیام کیا اور حدیثہ سے کشتیاں منگوائیں اور تین سو قرامطہ کو انہی کشتیوں کے ذریعہ خشکی پر اتار دیا شاہی لشکر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا قرامطہ نے انبار پر بھی قبضہ کر لیا۔

نصر حاجب اور قرامطہ کی جنگ:......اس حسرت ناک واقعے کی بغداد میں خبر پہنچی تو نصر حاجب ایک عظیم الشان فوج لے کر قرامطہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور کوچ اور قیام کرتے ہوئے مونس مظفر تک پہنچ گیا دونوں نے چالیس ہزار فوج کے ساتھ قرامطہ کے خلاف یوسف کو چھڑانے کے لئے حملہ کیا قرامطہ بھی خم ٹھوک کہ میدان جنگ میں آ گئے گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر شاہی لشکر ہزیمت کھا کر بھاگ گیا یوسف اس کو غنیمت شمار کر کے محافظین سے نظریں بچا کر نکل بھاگنے کی چکر میں لگ گیا ساتھیوں نے بھی اشارہ کنایہ سے بھاگ جانے کے لئے کہا اتفاق سے ابوطاہر اس کو اسی وقت بھانپ گیا چنانچہ یوسف کو طلب کر کے قتل کر ڈالا اور اس کے علاوہ دوسرے جو قیدی تھے ان کو بھی قید حیات سے سبکدوش کر دیا چونکہ نازوک (افسر پولیس) دن رات گشت کر رہا تھا اس وجہ سے بغداد عوام الناس بازاریوں اور اوباش مزاجوں کی لوٹ مار سے محفوظ رہا پھر بھی اہل بغداد کشتیوں پر سوار ہو کر کوئی واسط اور کوئی حلوان چلا گیا۔

قرامطہ کا رحبہ پر قبضہ:......اس واقعہ کے بعد ۳۱۶ھ کے شروع میں قرامطہ انبار کو چھوڑ کر کوچ کر گئے اور مونس بھی بغداد کیجانب لوٹ گیا ابوطاہر نے رحبہ پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اہل رحبہ کے خون کو قرامطہ کے لیے ایک دن رات کو مباح کر دیا اہل رحبہ قتل عام کا خوفناک منظر دیکھکر ڈر گئے اور امن کی درخواست کی جس کو ابوطاہر نے منظور کر لیا اس کے بعد ابوطاہر نے چند فوجیں عربوں پر شبخون مارنے کے لئے جزیرہ کی طرف روانہ کیں اہل جزیرہ جان کے طرف سے بھاگ گئے اور جو بھاگ نہ سکے وہ قرامطہ کی لوٹ مار کی نذر ہو گئے قتل و غارت ہو جانے کے بعد سالانہ خراج دینا منظور کر لیا جو ہر سال ہجر روانہ کیا جاتا تھا تھوڑے دنوں کے بعد پھر اہل رقہ منحرف ہو گئے تو ابوطاہر نے یہ خبر سن کر فوج کشی کر دی تین دن مسلسل لڑائی ہوتی رہی جنگ کے دوران راس عین کفرتوثا اور سنجار پر شبخون مارنے کیلئے لشکر کو روانہ کیا ان علاقوں کے رہنے والوں نے خود میں مقابلہ کی قوت نہ پا کر امن کی درخواست کی جو ابوطاہر نے منظور کر لی۔

قرامطہ اور شاہی فوج:......مونس کی ان واقعات کی اطلاع ملی تو لشکر مرتب کر کے بغداد سے قرامطہ کی سرکوبی کے لئے رقہ کیجانب کوچ کیا ابوطاہر رقہ چھوڑ کر رحبہ چلا آیا اور جب مونس رقہ پہنچا تو قرامطہ رحبہ سے ہیت چلے آئے چونکہ اہل ہیت نے قلعہ بندی کر لی تھی اور اپنی حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا تھا اس لیے قرامطہ کا قتل و غارت بھرا ہاتھ اہل ہیت تک نہ پہنچا چنانچہ اپنا سامنہ لے کر کوفہ کی طرف لوٹ گئے رفتہ رفتہ ان واقعات کی دربار خلافت میں خبر پہنچ گئی نصر حاجب، ہارون بن غریب، اور ابن قیس لشکر آراستہ کر کے قرامطہ کی سرکوبی کو نکلے اتنے میں قرامطہ کا لشکر قصر ابن ہبیرہ پہنچ گیا اور سپہ سالار لشکر نصر بیمار ہو گیا اس نے اپنے لشکر پر احمد بن کیغلغ کو اپنا نائب مقرر کیا اور واپس چلا گیا اور راستے میں مر گیا تب اس کی جگہ اس کے لشکر کی افسری ہارون بن غریب کو دی گئی اور عہدۂ حجابت پر اسکا بیٹا، احمد بن نصر مقرر ہوا اس کے بعد قرامطہ اپنے شہر واپس آ گئے اور ہارون غریب ماہ شوال ۳۱۶ھ میں بغداد کی جانب واپس لوٹ گیا۔

قرامطی اجتماع:......پھر کچھ عرصے بعد اس مذہب کو ماننے والے واسط، عین التمر اور سواد میں جمع ہوئے اور ہر جماعت میں اپنے ایک شخص کو مقرر کیا واسط کی جماعت پر حریث بن مسعود مقرر کیا گیا اور عین التمر کے گروپ پر عیسیٰ بن موسیٰ عیسیٰ نے کوفہ کی جانب کوچ کیا اور سواد میں پہنچ کر شاہی عمال کو نکال دیا اور خراج خود وصول کرنے لگا اور حریث موفق کے صوبوں کی طرف بڑھا اور اس پر قابض و متصرف ہو کر ایک مکان بنوایا جس کا نام دارالہجرۃ رکھا آئے دن لوٹ و مار سے کام لیتے اور اسلامی علاقوں کو تہہ و بالا کرتے رہتے تھے واسط کی جن گی افسر اعلیٰ ابن قیس ❶ تھا وہ لشکر آراستہ

---

❶...... تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۹۷ کے مطابق اس افسر کا نام بنی نفیس تھا۔

کر کے قرامطہ سے مقابلہ کے لئے آیا مگر قرامطہ کی ترقی پذیر قوت سے مقابلہ نہ کر سکا اور شکست کھا کر بھاگ گیا خلیفہ مقتدرؔ نے ہارون بن غریب کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ابن قیس کی کمک پر روانہ کیا اور ان قرامطہ کی سرکوبی کے لئے جنھوں نے کوفہ کی طرف رخ کیا تھا صافی بصری کو مقرر کیا۔

قرامطہ کی شکست:......چنانچہ ان سپہ سالاروں نے ہر طرف سے قرامطہ کو گھیر کر آتش جنگ بھڑکا دی قرامطہ گھبرا گئے کچھ بن نہ پڑا تو شکست کھا کر بھاگ گئے شاہی لشکر نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا اور ان کے جھنڈے چھین لئے یہ جھنڈے سفید رنگ کے تھے اور ان پر یہ آیت لکھی تھی۔

"نريد ان نمن على الذين استضعفوا في الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين" ❶

جس وقت بغداد میں یہ لشکر ظفر پیکر کامیابی کے ساتھ ان جھنڈوں کو سرنگوں لئے ہوئے داخل ہوا تو تعجب چہل پہل مچی ہوئی تھی خواص اور عوام جوش مسرت سے خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے اسی واقعہ کے بعد سے قرامطہ کا سواد سے عمل دخل اٹھ گیا اور ان کی ساری قوتیں سلب ہو گئیں۔

مکہ پر قرامطہ کا قبضہ:......۳۱۹ھ میں ابوطاہر قرمطی نے مکہ معظمہ کی جانب کوچ کیا اس سال بغداد سے لوگوں کو حج کرانے کے لئے منصور دیلمی آیا ہوا تھا راستے میں تو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا قرامطہ قافلہ، حجاج صحیح وسلامت مکہ معظمہ پہنچ گیا یوم الترویہ کو ابوطاہر مکہ معظمہ پہنچا اور پہنچتے ہی حجاج پر ہاتھ صاف کرنے لگا جس کا مال واسباب پایا لوٹ لیا جس کو دیکھا قتل کر ڈالا یہاں تک کہ مسجد حرام اور خانہ کعبہ میں بھی قتل عام کرتا رہا حجر اسود ❷ کو اکھاڑ کر ہجر بھیج دیا مگر امیر مخلب شرفاء مکہ کا ایک گروپ لے کر ابوطاہر سے حجاج اور اہل مکہ کے بارے میں کچھ کہنے اور سفارش کرنے گیا ابوطاہر نے بجائے سفارش قبول کرنے کے قرامطہ کو اشارہ کر دیا چنانچہ ایک گروپ ان پر ٹوٹ پڑا ابومخلب نے مقابلہ کیا مگر گنتی کے چند نفوس سے کیا ہو سکتا تھا سب کے سب اسی جگہ پر شہید ہو گئے ابوطاہر نے خانہ کعبہ کا دروازہ توڑ ڈالا ایک شخص میزاب رحمت کو اکھاڑنے کے لئے خانہ کعبہ پر چڑھا لیکن گر کر مر گیا۔ مقتولین میں سے کچھ کو زمزم میں پھینک دیا اور باقی ماندگان کو مسجد حرام میں جہاں جو مارا گیا تھا اسی مقام پر بغیر غسل ونماز جنازہ کفن دفن کر دیا غلاف کعبہ کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور اہل مکہ کے مکانات کو لوٹ لیا۔

عبیداللہ مہدی کی ناراضگی:......اس قیامت خیز واقعہ کی خبر عبیداللہ المہدی گورنر افریقہ تک پہنچی اور یہ لوگ اس کے متبع اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے اس نے ان کو اہل مکہ اور حجاج کے ساتھ ظلم کرنے پر بے حد ملامت کی حجر اسود اکھاڑ کر لے جانے پر اپنی سطوت وجبروت سے ڈرایا چنانچہ ابوطاہر نے حجر اسود کو ہجر سے واپس منگوایا اور جتنا ممکن ہو سکا اہل مکہ اور حجاج کا مال واسباب واپس کر دیا اور جو مال تقسیم ہو جانے کی وجہ سے واپس نہ ہو سکا اس کے لئے معذرت کی۔

نازوک اور ماجوریہ:......خلیفہ مقتدر کی معزولی کا پہلا سبب یہ ہے کہ ماجوریہ ہارون بن غریب اور نازوک کے درمیان ایک بات پر جھگڑا ہو گیا لہٰذا نازوک نے ماجوریہ کو قید کر دیا۔ ماجوریہ کے ساتھیوں کو اس کی خبر ملی تو جمع ہو کر جیل کی جانب آئے اور نازوک کے نائب پر سب کے سب ٹوٹ پڑے اور اپنے دوستوں کو قید سے نکال لیا نازوک نے اس واقعہ کو خلیفہ مقتدر کے سامنے پیش کیا خلیفہ مقتدر نے اس وجہ سے کہ ماجوریہ اور نازوک اس کی ناک کے بال بنے ہوئے تھے اس معاملہ میں کچھ دخل نہ دیا نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ ماجوریہ اور نازوک میں لڑائی ہو گئی فریقین کے کچھ آدمی زخمی ہوئے اور کچھ مارے گئے خلیفہ مقتدر نے دونوں کو اس فعل پر ملامت کی تو لڑائی تو موقوف ہو گئی مگر ماجوریہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہو گئی اور وہ اپنے احباب اور ساتھیوں سمیت بغداد سے بستان نجمی چلا گیا خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کی ناراضگی دور کرنے کے خیال سے اپنے ایک مصاحب کو روانہ کیا اس سے یہ خبر مشہور ہو گئی کہ خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کو امیر الامراء بنایا ہے۔

مونس کی خلیفہ سے ناراضگی:......یہ بات مونس کے حامیوں کو ناگوار گذری مونس اس وقت رقہ میں تھا ان لوگوں نے اس واقعہ کی خبر

---

❶......سورۃ القصص آیت نمبر ۵، ترجمہ: اور ہم چاہتے ہیں کہ کمزور لوگوں پر احسان کریں زمین میں اور انہیں اس کا وارث بنا دیں۔ (ثناءاللہ محمود)

❷......شفاء الغرام جلد اصفحہ ۱۹۳ پر لکھا ہے کہ حجر اسود کو جعفر بن فلاح البناء نے ابوطاہر کے حکم سے بروز پیر ۱۵ ذی الحجہ کو اکھاڑا اور ہجر بھیج دیا، اور پھر ۳۳۹ھ یوم النحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ بروز منگل دوبارہ اپنی جگہ پر نصب کر دیا گیا۔

مونس تک پہنچادی لہٰذا مونس نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے بغداد پہنچا اور خلیفہ مقتدر سے ناراض ہونے کی وجہ سے شماسیہ میں قیام کر دیا دربار خلافت میں خلیفہ کی دست بوسی کرنے بھی نہیں گیا تب خود خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس اور وزیرالسلطنت ابن مقلہ کو مونس کے پاس بھیجا لیکن اس سے مونس کو خلیفہ مقتدر سے انس پیدا نہ ہوا بلکہ ناراضی اور نفرت اور زیادہ ہوگئی طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مقتدر نے ماجور یہ کو جو اس کے ماموں کا بیٹا تھا اپنے محل میں ٹھہرالیا اس سے مونس کی نفرت اور بڑھی اس دوران ابوالہیجاء بن حمدان بلاد جبیل سے ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا اور مونس کے پاس قیام پذیر ہوا امراء دولت اور اراکین سلطنت خلیفہ مقتدر اور مونس کا میل جول کرانے کے خیال سے کوشش کر رہے تھے اور دونوں طرف سے کاغذی گھوڑوں کی دوڑ ہو رہی تھی کہ ۳۱۶ھ کا سال ختم ہوگیا۔

خلیفہ اور مونس کے گروپ:...... ۳۱۷ھ کے شروع ہوتے ہی نازوک (افسر اعلیٰ پولیس) اور ابن قیس بھی مونس کے پاس آ گئے اس سے پہلے خلیفہ مقتدر نے ابن قیس سے دینور واپس لے لیا اور مونس نے تالیف قلب کی خاطر سے واپس کر دیا تھا اب خلیفہ مقتدر اور مونس کی نفرت حد سے تجاوز کر چکی تھی دونوں میں ایک قسم کا جوش انتقام پیدا ہوگیا تھا خلیفہ مقتدر نے حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے خاص محل میں ماجور یہ ہارون بن غریب، احمد بن کیغلغ، خدام دولت اور جان نثار دستے کو جمع کر رکھا تھا مگر خوش قسمتی سے شام ہوتے ہوتے خلیفہ مقتدر کے اکثر ساتھی نظر بچا بچا کر مونس سے جا ملے یہ واقعہ اوائل محرم ۳۱۷ھ کا ہے۔

مونس کا خلیفہ کو خط:......اس کے بعد مونس نے خلیفہ مقتدر کے پاس اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ لشکریوں اور سپہ سالاران لشکر کو آپ کی فضول خرچی، حرم و خدام کی بڑی بڑی جاگیروں اور امور مملکت میں ان کے دخل و مشورہ دینے سے سخت برہمی پیدا ہو رہی ہے اور یہ سب کے سب اس بات کے حامی ہیں کہ آپ ان کو اور نیز ہارون بن غریب کو خلیفہ کے محل سے نکال دیں اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ملک و مال اور جاگیریں ہیں اسب کو ضبط کرلیں، خلیفہ مقتدر نے ان سب باتوں کو منظور کرلیا اور نرمی و ملاطفت کے الفاظ لکھے بیعت خلافت کا تذکرہ کر کے بیعت توڑنے کے عواقب سے خوف دلایا ساتھ ہی اس کے ماجور یہ ہارون کو حکومت عنایت کر کے ثغور شامیہ اور جزیرہ کی جانب روانہ کر دیا اس سے مونس کا غصہ ختم ہوا اور شماسیہ سے بغداد آ گیا اس کے ساتھ ابوالہیجاء اور نازوک بھی تھے عوام الناس میں یہ مشہور ہوگیا تھا کہ مونس نے خلیفہ مقتدر کو تخت خلافت سے اتار دیا۔

مقتدر کی معزولی:......بارھویں محرم کو مونس سوار ہو کر اپنے لشکر کے ساتھ باب شماسیہ کی طرف آیا اور اپنے ساتھیوں سے تھوڑی دیر تک مشورہ کر کے پھر خلیفہ کے محل کی جانب لوٹ گیا اس واقعہ سے خلیفہ مقتدر نے احمد بن نصر قسوری کو عہدۂ حجابت سے علیحدہ کر کے ابن یاقوت کو مقرر کیا تھا یہ جنگ فارس کا امیر لشکر تھا اس کے جگہ اس کے بیٹے ابوالفتح مظفر کو مقرر فرمایا تھا جیسے ہی مونس خلیفہ کے محل کے قریب پہنچا ابن یاقوت، خدام، فراش، وزیرالسلطنت اور وہ سب لوگ جو اس وقت خلیفہ کے محل میں موجود تھے بھاگ گئے مونس نے گھس کر خلیفہ مقتدر اس کی والدہ، بیٹوں اور لونڈی غلاموں کو حراست میں لے لیا اور انتہائی احتیاط و نگرانی میں خلیفہ کے محل سے نکال کر اپنے مکان میں لے گیا اور نظر بند کر دیا۔

محمد بن معتضد کی خلافت:......رفتہ رفتہ اس کی خبر ماجور یہ ہارون تک قطربل میں پہنچی چنانچہ وہ لوٹ پڑا اور بغداد پہنچ گیا لیکن روپوش ہوگیا خلیفہ مقتدر گرفتاری کے بعد ابوالہیجاء ابن احمدان ابن طاہر کے گھر گیا اور محمد بن معتضد کو بلوا کر اس کی خلافت کی بیعت کی اور ''القاہر باللہ'' کے لقب سے ملقب کیا۔

مقتدر کی دربار میں پیشی:...... بیعت سے فارغ ہو کر خلیفہ مقتدر کو دربار خلافت میں معزولی کی غرض سے پیش کیا قاضی ابوعمر مالکی کو گواہی کے لئے بلایا گیا ابوالہیجاء نے کھڑے ہو کر خلیفہ مقتدر کی حالت پر افسوس ظاہر کیا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ کہتا جا رہا تھا ''میرے سردار! مجھے اسی ۔۔۔ دن کا خطرہ تھا آپ نے میری نصیحت ہوش کے کانوں سے نہ سنی اور نہ میرے قول پر آپ نے عمل کیا لونڈی غلاموں اور عورتوں کے مشورے سے خلافت کے اہم امور کو انجام دیتے رہے آخر کار وہ بردان میں کا خطرہ پہلے سے میرے سامنے تھا سامنے آ ہی گیا مگر باوجود اس کے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں'' مونس بولا ''بس بس خاموش ہو جاؤ'' ابوالہیجاء سکوت کے عالم میں بیٹھ گیا۔

معزولی کے فرمان میں دستخط:...... مونس نے خلیفہ مقتدر سے مخاطب ہو کر کہا'' کہ آپ خود کو معزول کیجئے اور محضر پر دستخط کیجئے'' خلیفہ مقتدر نے سر نیچا کر کے محضر پر اپنے دستخط کیئے اور قاضی ابو عمر نے گواہی میں اپنا نام لکھا باتفاق رائے حاضرین یہ محضر قاضی ابو عمر کے پاس بطور امانت کے رکھا گیا کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی تا آنکہ جب خلیفہ مقتدر دوبارہ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو یہ محضر اس کو دے دیا گیا خلیفہ مقتدر نے اس خدمت کے صلہ میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت فرمایا

محل میں لوٹ مار:...... الغرض خلیفہ مقتدر کی معزولی کے بعد مونس دار الخلافت آیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا ابن قیس مقتدر کی والدہ کے قبرستان چلا گیا اور بعض قبروں سے چھ لاکھ دینار نکال کر نئے خلیفہ قاہر کے پاس لے آیا اس کے بعد مونس نے علی بن عیسیٰ معزول وزیر کو جیل سے رہا کر دیا اور وزارت کے عہدۂ ابو علی بن مقلہ کے سپرد کیا نازوک کو پولیس کی افسری ساتھ عہدۂ حجابت بھی دیا گیا اور ابن حمدان کو صوبہ خراسان کے علاوہ جو اس کے زیر حکومت علاقے تھے حلوان، دینور ہمدان کرمان، صیمرہ، نہاوند، شیراز اور ماسبذان کی حکومت بھی عطا ہوئی یہ واقعات نصف ماہ محرم ۳۱۷ھ کے ہیں۔

نئے احکامات:...... نازوک نے عہدۂ حجابت کا چارج لینے کے بعد جاں نثار دستے کو حکم دیا کہ وہ ان خیموں کو جو محلسرائے خلافت میں نصب ہیں چھوڑ کر نکل جائیں اور ان کے بجائے ان خیموں میں اپنے سپاہیوں کو ٹھہرنے کی اجازت دی اس سے جاں نثار دستے کو ملال پیدا ہوا مگر نازوک نے کوئی خیال نہ کیا طرہ اس پر یہ ہوا کہ اپنے سپاہیوں کو یہ حکم دیا کہ کسی شخص کو خلیفہ کے محل میں سوائے ان لوگوں کے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں داخل نہ ہونے دو۔

نئے خلیفہ کا پہلا دن:...... اس دوران سترھویں تاریخ محرم آ گئی یہ دن دوپہر کا تھا صبح ہوتے درباری دربار خلافت میں حاضر ہونے کے لئے خلیفہ کے محل کے دروازے پر آ آ کر جمع ہونے لگے، گلی کوچہ، سڑکیں اور دریائے دجلہ کے کنارے پر اس قدم ہجوم تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی، جاں نثار دستہ مسلح ہو کے خلیفہ کے محل کے دروازے پر آیا تخت نشینی کا انعام اور ایک سال کی تنخواہ طلب کی چونکہ نازوک سے ان لوگوں کو کشید گی پیدا ہو گئی تھی لہٰذا طلب وتقاضا میں سختی اور تشدد سے کام لیا مونس اتفاق سے اس دن دربار خلافت میں نہیں آیا تھا جاں نثار دستے اور نازوک کے سپاہیوں میں بحث وتکرار ہونے لگی خلیفہ کا محل مسلح سپاہیوں سے بھر گیا۔

محل میں ہنگامہ:...... ان سپاہیوں کے ساتھ خلیفہ کے محل میں عوام الناس کا بھی گروپ گھس آیا جو شاہی جلوس دیکھنے کی غرض سے کنارۂ دجلہ پر جمع ہو رہا تھا صحن میں نازوک کے سپاہیوں اور فوج کے جاں نثار دستے سے جھگڑا ہو رہا تھا شور وغل سے کان کے پردے پھٹے جا رہے تھے اور ایوان خلافت میں نیا خلیفہ قاہر رونق افروز تھا اور ابن مقلہ (وزیر السلطنت) اور ناوزک بیٹھے ہوئے قاہر نے نازوک نے اپنی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے؟ جاؤ اس شور وغل کو ختم کرو' چنانچہ نازوک اپنی جگہ سے اٹھا پوری رات شراب نوشی کی تھی خمار چڑھا ہوا تھا آنکھیں پڑھی ہوئی تھیں پاؤں رکھتا تھا کہیں، پڑتا کہیں، جاں نثار دستے سے بات چیت کرنے آگے بڑھا تو ناوزک ان کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں دیکھ کر بھاگ گیا۔

سرغنوں کا قتل:...... جاں نثار دستے کی اس سے جرات بڑھ گئی چنانچہ اس نے تعاقب کیا اور اس کو اس کے خادم عجیف سمیت پھر جوش مسرت میں آ کر یا مقتدر یا منصور کا نعرہ لگانے لگے اس نعرے کا بلند ہونا تھا کہ خلیفہ کے محل میں جتنے آدمی جس جس طبقہ کے بھی تھے بھاگ گئے نازوک اور عجیف کی لاشوں کو دجلہ پر لے جا کر صلیب پر چڑھایا اور اس کے بعد مونس کے مکان کی طرف معزول خلیفہ مقتدر کی تلاش میں روانہ ہوئے خادم نے فوراً دروازے بند کر لیئے یہ سب خلیفہ مقتدر کے خادم خاص اور مملوک تھے ابو الہیجاء بن حمدان نے اٹھ کر بھاگنے کا ارادہ کیا مگر نئے خلیفہ قاہر نے دامن پکڑ لیا ابو الہیجاء نے کہا گھبرائیے نہیں میرے ساتھ آئیے میں آپ کا حامی ومددگار ہوں' دونوں دروازے پر آئے، تو بند تھا ابو الہیجاء بولا اچھا آپ یہاں ٹھہریئے میں ابھی واپس آتا ہوں'' قاہر تو دروازے کے قریب ٹھہر گیا اور ابو الہیجاء واپس ایک کمرہ میں گیا اور سارے درباری کپڑے اتار کر خادموں کا لباس پہنا اور باب توبی کی طرف آیا اس کو بھی بند پایا اور باہر آدمیوں کو جمع دیکھا تو لوٹ کر قاہر کے پاس آ گیا آنے جانے کے دوران خدام کی نظر

پڑ گئی شور وغل مچاتے ہوئے قتل کے ارادے سے دوڑ پڑے ابوالہیجاء نے بھی تلوار نیام سے کھینچ لی لڑنے لگا حتی کہ ان لوگوں کو پسپا کر دیا اور موقع پا کر باغ کے کونے میں چھپ گیا خلیفہ کے محل کے خادم اسے تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے ابوالہیجاء جوش مردانگی میں نکل آیا سب کے سب دفعتہً اس پر ٹوٹ پڑے مارڈالا اور سر اتار لیا۔

مقتدر باللہ کی واپسی: ...... جاں نثار دستہ خلیفہ مقتدر کی تلاش میں مونس کے مکان کی جانب گیا تھا مونس نے ان لوگوں کو دیکھکر خلیفہ مقتدر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو ہاتھوں ہاتھ خلیفہ کے محل تک پہنچایا جس وقت خلیفہ مقتدر صحن میں پہنچا تو مطمئن ہو گیا پھر دریافت کیا اور قاہر اور ابن حمدان کہاں ہیں؟ میں ان دونوں کو امان دیتا ہوں' حاضرین میں سے کسی نے گذارش کی ابن حمدان تو مارا گیا' خلیفہ مقتدر کو یہ خبر سننے سے صدمہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر کہنے لگا واللہ اگر آج ابن حمدان ہوتا تو اس سے زیادہ کوئی شخص خوش ہو کر میرے پاس نہ آتا'' اس کے بعد قاہر کو اپنے نزدیک بلایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر بولا واللہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اگر تم کو مقہور کا لقب دیا جاتا تو قاہر کے لقب سے زیادہ موزوں ہوتا'' قاہر شرم سے سر نیچا کیے ہوئے زار زار روتا جا رہا تھا سلیمان تک کہ خلیفہ مقتدر نے قسم کھا کر کہ امان دی اس وقت قاہر کے بے چین دل کو سکون آیا اور چہرہ پر بشاشت ظاہر ہوئی۔

مخالفین کا انجام: ...... جان نثار دستے نے نازوک اور ابن حمدان کے سروں کو نیزہ پر رکھ کر پورے شہر میں تشہیر کی غرض سے پھرایا ابن قیس ابن واقعات سے ڈر کر رات کے وقت روپوشی کی جگہ سے چھپ کر موصل بھاگ گیا اور پھر موصل سے ارمینیہ چلا گیا اور جب آرمینیہ میں بھی اس کو اطمینان حاصل نہ ہوا تو قسطنطنیہ پہنچ گیا اور عیسائی بن گیا ابوالسرایا ابوالہیجاء کا بھائی موصل بھاگ گیا تو خلیفہ مقتدر نے ابوعلی بن مقلہ کو بلوا کر عہدہ وزارت عطا کیا اور لشکریوں کو تنخواہیں اور وظائف تقسیم کیے خزانہ شاہی کے قیمتی قیمتی اسباب اور جواہرات کی فروخت کا حکم دیا جو وظائف اور تنخواہوں کے دینے کی غرض سے نہایت سستے فروخت کیے گئے مونس کو بدستور اس کے عہدہ پر بحال کر دیا گیا کہا جاتا ہے کہ مونس در پردہ خلیفہ مقتدر کا خیر خواہ تھا اسی نے جان نثار دستے اور خلیفہ کے محل کے خدام کو جھانسہ دے دیا تھا اور اسی وجہ سے قاہر کی تخت نشینی کے دن دربار میں حاضر نہیں ہوا تھا۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتدر نے اپنے بھائی قاہر کو اپنے والدہ کی نگرانی میں قید کر دیا اس نے قاہر کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا خدمت کے لئے لونڈیاں خرید کر دیں۔

دیلم کے کمانڈر: ...... دیلم کے حالات ہم اس کتاب میں بہت سی جگہوں پر بیان کر آ چکے ہیں طبرستان، جرجان، ساریہ، آمد، اور استرآباد کو فتح کرنے اور اطروش کے ہاتھ پر ان کے اسلام لانے کے واقعات سے بھی آپ کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے اور یہ بھی آپ پڑھ آئے ہیں کہ اطروش نے ان سب کو جمع کر کے طبرستان پر ۳۰۱ھ میں قبضہ کر لیا تھا اطروش کے بعد اس کی اولاد اور حسن بن قاسم داعی اس کا داماد قابض ہوا دیلم ہی کے سپہ سالار مفتوحہ و مقبوضہ علاقوں کی حدود پر متعین ہوئے ان میں لیلیٰ بن نعمان بھی تھا حسن بن قاسم داعی نے اس کو ۳۰۸ھ میں جرجان کی حکومت دی تھی بنی سامان اور بنی اطروش اور حسن بن قاسم داعی وسپہ سالار دیلم کی متعدد لڑائیاں ہوئیں چنانچہ انہی لڑائیوں میں لیلیٰ بن نعمان ۳۰۹ھ میں ہلاک ہو گیا چونکہ علم عباسیہ کی حکومت خراسان سے ختم ہو گئی تھی اور بنی سامان اس کی طرف سے اس صوبہ کے گورنر تھے اسی وجہ سے بنی سامان اور بنی اطروش سے جو طبرستان پر قابض ہو رہے تھے لڑائیاں ہوئیں جن کا ہم اوپر ذکر کر آ چکے ہیں۔

ماکان ابن کالی: ...... لیلیٰ بن نعمان کے ہلاک ہونے کے بعد پھر بنی سامان اور بنی اطروش میں لڑائیاں شروع ہو گئیں بنی اطروش کی طرف سے شرخاب بن بہودان یعنی ماکان بن کالی کا بھتیجا سپہ سالار بنکر لڑنے آیا سیجور امیر لشکر بنی سامان ان کے مقابلہ پر تھا اس نے ان کو شکست دے دی اس دوران شرخاب بھی مر گیا بنی اطروش نے ماکان ابن کالی کو استرآباد پر مقرر کیا نہایت تھوڑی مدت میں دیلم کا ایک گروپ ماکان کے پاس جمع ہو گیا اور اسنے ماکان کو اپنا سردار بنا کر جرجان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ان واقعات کو ہم دولت علویہ کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔

ابوالحسین بن کالی کا قتل: ...... ماکان کے مصاحبوں سے اسفار بن شیرویہ بھی تھا دیلم کا ایک نامور سپہ سالار تھا مگر جب اسفار کو ماکان نے اپنے لشکر سے نکال دیا تو بکر بن محمد بن الصیع کے پاس نیشاپور چلا گیا بکر نے اسفار کو ایک عظیم الشان اور کثیر التعداد فوج کے ساتھ جرجان فتح کرنے

کے لئے روانہ کیاان دنوں جرجان میں ابن الحسین بن کالی اپنے بھائی ماکان کیجانب سے مقرر تھااور ماکان طبرستان میں مقیم تھا (ایک دن ابوعلی بن ابوالحسین اطروش اورابوالحسن امیر جرجان شب کوایک ہی مکان میں سوئے تھے ابوالحسن یہ خیال کر کے کہ ابوعلی حالت نشہ یا خواب میں ہے قتل کرنے کے ارادے سے اٹھا مگر یہ خیال اس کا غلط تھا ابوعلی کوابوالحسن کے ارادے کا احساس ہوگیا نہایت تیزی سے لپک کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اورلڑ کر ابوالحسن کواسی جگہ پر ڈھیر کر دیا اومحافظین کے خوف سے مکان سے نکل کر کسی محفوظ مقام پر روپوش ہوگیا صبح ہوتے ہی دیلم کے سپہ سالاروں کواس واقعہ سے مطلع کیا۔

ابوعلی کی امارت:......دیلم کے سپہ سالار ابوالحسن کے قتل سے بے حد خوش ہوئے اوراسی وقت ابوعلی کے پاس آئے اورامارت کی کرسی پر بیٹھا کر بیعت کرلی ابوعلی نے اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر علی بن خورشید کو مامور کیا) علی بن خورشید اسفار بن شیرویہ کواس واقعہ کی اطلاع کر کے ماکان کے مقابلہ پرامداد وحمایت کی درخواست کی چنانچہ اسفار نے بکر سے اجازت حاصل کر کے طبرستان سے جرجان پرحملہ آور ہوا مگر علی بن خورشید اوراسفار نے اس کوشکست فاش دے کر طبرستان پر قبضہ کرلیا اس واقعہ کے چند دن بعد علی بن خورشید اورابوعلی نے جان بحق تسلیم کی

ماکان کا طبرستان پر قبضہ:......ماکان نے اس موقع کوغنیمت خیال کر کے اسفار پر فوج کشی کر دی چنانچہ اسفار کواس معرکہ میں شکست ہوئی اوروہ طبرستان چھوڑ کرا یکدن میں احمد بن الیسع کے پاس جرجان چلا گیا اور ماکان نے طبرستان میں اپنی کامیابی اور قبضے کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس عرصہ میں ۳۱۵ھ کا حال آ گیا اور بکر بن محمد بن الیسع داعی اجل کولبیک کہہ کر راہی ملک عدم ہوانصر بن احمد بن سامان نے اس کی جگہ اسفار بن شیرویہ کو جرجان کی حکومت پر مقرر کیا اسفار نے مرداویح زیار بلی کوامیر لشکر مقرر کر کے طبرستان کی طرف روانہ کیا چنانچہ ماکان لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا، لڑائیاں ہوئیں اور بلآخر ماکان کوشکست ہوئی اورمرداویح نے طبرستان پر قبضہ کر یا انہی دنوں حسن بن قاسم داعی نے صوبہ رے کونصر بن سامان کے قبضہ سے نکال لیا تھا اس کا نامور سپہ سالار ماکان بھی اس ساتھ رہے میں موجود تھا لہٰذا جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ کرلیا اور حسن کواس واقعہ کی خبر ملی تو آگ بگولہ ہوگیا چنانچہ اسی وقت لشکر مرتب کر کے اپنے نامور سپہ سالار ماکان کے ساتھ طبرستان پر چڑھ آیا لیکن شکست فاش کھا کر بھاگ گیا اس دوران حسن تو مارا گیا اور ماکان رے واپس آ گیا۔

اسفار کی فتوحات:......اس کامیابی کے بعد اسفار نے پورے صوبہ طبرستان اور جرجان پر قبضہ کرلیانصر بن احمد بن سامان گورنر خراسان کے نام کا خطبہ ان کی جامع مسجدوں میں پڑھے جانے کا حکم دیا خود ساریہ میں ٹھہر کرانتظام کرتا رہا اور آمد پر اپنی جانب سے ہارون بن بہرام کو مقرر کر دیا۔ نئے مفتوحہ علاقوں کے انتظام سے فارغ ہوکر رے کی جانب دریا کی طرح بڑھا اورتھوڑی دیر میں اس کوبھی ماکان کے قبضہ سے نکال لیا ماکان بے سروسامان ہوکر جبال طبرستان کی طرف چلا گیا اوراسفار نے انتہائی اطمینان سے پورے صوبہ رے، قزوین، زنجان، ابہر اقم، اور کرخ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا۔

اسفار کی بغاوت:......ان مسلسل فتوحات سے اسفار کی فوج کی عظمت اورجلال بڑھ گیا اس کے دماغ میں بھی خود مختاری اور بادشاہت کی ہوا سما گئی چنانچہ نصر بن احمد سامانی گورنر خراسان سے منحرف ہوگیا اس سے اورنیز خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے پر مستعدی کے ساتھ تیاری کی خلیفہ مقتدر نے یہ خبر سن کر ہارون بن غریب الخال کوایک لشکر کے ساتھ قزوین کی طرف اسفار سے جنگ کے لئے روانہ کیا اسفار نے ہارون کوشکست دے دی اوراس کے بہت سے ساتھیوں کو مار ڈالا اس کے بعد نصر بن احمد بن سامان نے بخارا سے اسفار فوج کشی کی مگر اسفار نے صلح کے پیام بھیجے خراج دینے کا وعدہ کیا اورضمانت دی تو نصر نے اسفار کی درخواست منظور کرلی اوراس کوصوبہ رے کی حکومت پر مقرر کر کے بخارا کی جانب واپس لوٹ گیا۔

اسفار کا قرار اورقتل:......اس واقعہ سے اسفار کی سطوت، جبروت اور بڑھ گئی فوج کی کثرت جاہ وجلال کی ترقی نے دماغ میں کبر ونخوت کا مادہ بھر دیا اس کے سپہ سالاروں میں مرداویح ایک نامور سپہ سالار تھا اسفار نے اس کوسلار گورنر سیمرم وطرم کے پاس روانہ کیا اوراپنی اطاعت وفرمانبرداری کی تربیت دی سلار اورمراداویح نے متفق ہوکر اسفار کی مخالفت اوراس سے سرکشی کرنے کی رائے قائم کرلی اور درپردہ اس رائے ومشورے میں اسفار کے دوسرے سپہ سالار بھی شریک تھے ان میں سے ایک اسفار کا وزیر محمد بن مطرف جرجانی بھی تھا اسفار موقع پا کر بیہق بھاگ گیا اورمرداویح

قزوین سے رے چلا آیا، ماکان بن کالی کو طبرستان سے مقابلے کے مقابلے میں امداد واعانت کے لئے بلایا چنانچہ ماکان نے اسفار کا رخ کیا اسفار بیہق سے رے کی جانب اپنے عیال کو مال واسباب کو بچانے بھاگا اس کو اور اس کے اہل وعیال کو مال واسباب کے ساتھ قلعہ موت میں ٹھہرایا گیا تھا۔ کسی نے مرادادیج ❶ کو اس کی خبر پہنچادی چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کر کے کوچ کر دیا اور اپنی روانگی سے پہلے ایک سپہ سالار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے اسفار کو راستے میں گرفتار کر لیا اور زنجیر سے باندھ کر مردادیج کے پاس لا کر حاضر کر دیا مردادیج نے اس کو قتل کر ڈالا اور رے کی جانب واپس کر دیا اس کے بعد قزوین چلا آیا استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا اکثر علاقوں کو فتح کر لیا ہمدان، دینور، قم، کاشان ❷ اور اصفہان میں اپنی حکومت وسلطنت کا سکہ چلا دیا۔

مرداویج: ..... کچھ عرصے بعد دماغ بھی تکبر وتخوت کا خزانہ بن گیا ظلم اور کج خلقی کا خوگر ہو گیا اہل اصفہان کے ساتھ ظلم وتعدی کے برتاؤ شروع کر دیئے بیٹھنے کے لئے ایک سونے کا تخت تیار کرایا طبرستان اور جرجان کی لالچ لگ گئی یہ دونوں علاقے ماکان کے قبضہ وتصرف میں تھے طبرستان کے بارے میں مرداویج اور ماکان کی لڑائی ہوئی ماکان مقابلہ نہ کر سکا چنانچہ مرداویج نے طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کا رخ کیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے کامیابی کے ساتھ اصفہان کی جانب لوٹ آیا اور ماکان دیلم چلا گیا ابوالفضل سے مدد کرنے کی درخواست کی جوان دنوں دیلم کو اپنے قبضہ میں کئے ہوئے تھا ابوالفضل نے ماکان کی حمایت پر کمر باندھ لی اور اس کے ساتھ ساتھ طبرستان آ گیا طبرستان میں مرداویج کی طرف سے بلقسم بن بانجین حکومت کر رہا تھا بلقسم نے مقابلہ کیا چنانچہ ابوالفضل اور ماکان کو شکست ہوئی اور ابوالفضل تو بھاگ کر دیلم اور ماکان نیشاپور چلا گیا پھر نیشاپور سے دامغان کی طرف روانہ ہوا بلقسم کو اس کی خبر مل گئی تو تعرض کیا لہٰذا ماکان مجبور ہو کر واپس چلا گیا۔

مرداویج کی سلطنت: ..... اس واقعہ سے مرداویج کی حکومت وسلطنت ترقی پذیر ہوگئی رے اور جبل کے سارے علاقوں پر قابض ومتصرف ہو گیا دیلم بھی آہستہ آہستہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے جس سے اس کی فوج کی تعداد بھی بڑھ گئی اخراجات زیادہ ہو گئے اور جتنے علاقے اس کے قبضہ وتصرف میں تھے ان کے محصولات کے اخراجات کو پورا نہ کر سکے لہٰذا اس طرف ہاتھ پاؤں پھیلانے کی ضرورت پڑی چنانچہ ہمدان ان کی طرف ایک لشکر اپنے بھانجے کی ماتحتی میں روانہ کیا ہمدان میں شاہی فوج رہتی تھی جس کا سردار محمد بن خلف تھا چنانچہ فریقین میں گھمسان ولڑائی ہوئی جس میں دیلمی فوج کو شکست ہوئی اور مرداویج کا بھانجہ مارا گیا۔ مرداویج کو اس سخت اشتعال پیدا ہوا لہٰذا لشکر مرتب کر کے رے سے ہمدان پہنچ گیا باب اسد پر لڑائی ہوئی تو شاہی لشکر دو چار ہاتھ لڑ کر بھاگ کھڑا ہوا، مرداویج نے ہمدان پر قبضہ کر کے قتل عام کا بازار گرم کر دیا ایک عام خونریزی کے بعد بقیہ لوگوں کو امن دے دیا ان واقعات کی خبر دربار خلافت تک پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الحال کو ایک لشکر کے ساتھ اس بغاوت کو ختم کرنے روانہ کیا چنانچہ مرداویج مقابلہ پر آیا۔ اطراف ہمدان میں صف آرائی کی نوبت آئی ایک خونریز جنگ کے بعد مرداویج نے ہارون کو شکست فاش دے کر سارے بلاد جبل اور ماوراء ہمدان پر قبضہ کر لیا اور اپنے ایک سپہ سالار کو دینور کی جانب روانہ کیا لہٰذا اس نے بزور تیغ دینور کو بھی فتح کر لیا اور جوش میں اس کا لشکر قتل وغارت اور قید کرتا ہوا حلوان تک چلا گیا۔

ہارون کے کمانڈر کی بغاوت: ..... ہارون شکست کھا کر قرقیسیا پہنچا اور وہیں قیام کر دیا دربار خلافت میں مدد اور کمک کے لئے خط لکھا یشکری نامی ایک سپہ سالار نے اسفار کے سپہ سالاروں میں سے بعد اسفار کے بعد خلیفہ مقتدر سے امن حاصل کر لیا تھا اور ہارون کے ساتھ اس مہم پر آیا ہوا تھا قرقیسیا میں پہنچ کر ہارون نے یشکری کو جنگ کا مال واسباب حاصل کرنے نہاوند کی جانب روانہ کیا نہاوند پہنچنے پر یشکری کی آنکھیں کھل گئیں اہل نہاوند کی مالداری اور اس کی سرسبزی وشادابی دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا لہٰذا تین لاکھ دینار ایک ہفتہ میں اہل نہاوند سے وصول کر کے فوراً ایک لشکر مرتب کر لیا اور ہارون سے علیحدہ ہو کر اصفہان چلا گیا ان دنوں اصفہان میں احمد بن کیغلغ تھا احمد نے یشکری کے مقابلہ پر صف آرائی کی بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی اور آخر کار احمد شکست کھا کر اصفہان کے کسی دیہات کی طرف تیس سواروں کے ساتھ بھاگ گیا یشکری کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے

---

❶ ..... اس کا نام کہیں مرادادیج اور کہیں مرداویج لکھا ہے اس لئے اس کا صحیح تلفظ نہیں ہو پا رہا، عربی ایڈیشن میں مرداویج لکھا ہے۔

❷ ..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸۱ پر کاشان کے بجائے قاشان یعنی قاف سے تحریر ہے۔

اصفہان میں داخل ہو گیا اور سوار ہو کر شہر پناہ کے اردگرد شہر کے مضافات دیکھنے کے لئے چکر لگانے لگا۔ اتفاق سے کہ احمد پر نظر پڑ گئی تو اپنے ہمراہیوں سمیت درڑ پڑا لہٰذا دونوں میں لڑائی ہونے لگی احمد نے یشکری پر تلوار چلائی تو خود پھاڑ کر دماغ میں اتر گئی وہ چکر کھا کر گرا اور تڑپ کر دم توڑ دیا چنانچہ احمد نے شہر اصفہان میں داخل ہو کے قبضہ کر لیا یہ واقعات اصفہان پر مرداویج کے قبضہ کرنے سے پہلے کے ہیں۔

اصفہان اہواز خوزستان پر قبضہ:......اس کے بعد مرداویج نے ایک دوسرا لشکر اصفہان کی طرف روانہ کیا پس اس لشکر نے اصفہان پر دوبارہ قبضہ کر کے احمد بن عبدالعزیز ابی دلف عجلی کے مکانات اور باغات کو از سر نو درست کرایا اس کے بعد مرداویج چالیس پچاس ہزار کے لشکر کے ساتھ اصفہان آیا ایک دستہ فوج کا اہواز پر اور خوزستان پر قبضہ کر لیا بہت مال اور خراج وصول کر کے مرداویج کے پاس بھیجا مرداویج نے اس کے بڑے حصے کو اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر کے باقی کو خزانہ میں شامل کر لیا۔

حکومت کی سند جاری:......مرداویج کو یہ فتوحات حاصل کرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ بغاوت اور سرکشی کوئی اچھا فعل اور مستحسن نہیں ہے لہٰذا دربار خلافت سے ان کی حکومت حاصل کر لینی چاہئے تا کہ آئندہ خطرات کا اندیشہ نہ رہے لہٰذا اس نے ایک درخواست دربار خلافت میں روانہ کی اور درخواست کی کہ مجھے ان علاقوں کی اور ہمدان اور کوفہ کی حکومت بھی عطا فرمائی جائے دو لاکھ دینار سالانہ خراج ادا کیا کروں گا چنانچہ خلیفہ نے درخواست منظور فرمائی اور حکومت کے ساتھ جاگیر بھی عنایت کی یہ واقعہ ۳۱۹ھ کا ہے۔

مرداویج کا بھائی اُشمکیر:......۳۲۰ھ میں مرداویج نے اپنے بھائی اُشمکیر ❶ کو گیلان سے بلوالیا چنانچہ وہ خانہ بدوشوں کی طرح ننگے سر اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے آیا چونکہ گیلان میں خانہ بدوشوں کے حالات اور طرز معاشرت کی کیفیت اپنے آنکھوں سے دیکھ کر آیا تھا اور خود بھی اس معاشرت کا پابند تھا اور مرداویج کے پاس پہنچ کر عیش وعشرت اور امارت کو شروع میں مکروہ سمجھتا رہا مگر کچھ دن بعد امارت اور عیش وعشرت کی ہوا دماغ میں سما گئی لہٰذا طرز معاشرت بدل دی اور امراء اور بادشاہوں کی طرح اوقات گزارنے لگا لہٰذا تھوڑے ہی دنوں میں ایک باتدبیر ومنتظم امیر بن گیا۔

ابوعبداللہ بریدی کے حالات:......ابوعبداللہ بریدی کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ یہ پہلے اہواز کا گورنر تھا۔ امیر بن ماکولا ❷ نے بریدی کو باء موحدہ اور راء مہملہ سے تحریر کیا ہے اور برید کی طرف اس کی نسبت کی ہے، اور ابن مسکویہ نے یزیدی لکھا ہے اس صورت میں یہ یزید بن عبداللہ بن منصور حمیری کی طرف منسوب ہوگا۔ جس وقت علی بن عیسیٰ کو عہدۂ وزارت عطا کیا گیا اور اس نے انتظاماً عمال کا ردوبدل، عزل ونصب شروع کیا اس وقت ابوعبداللہ اہواز کے مقبوضہ علاقوں کا گورنر تھا اور اس کا بھائی ابویوسف بازار فائق پر مقرر تھا تھوڑے دنوں کے بعد جب وزارت کی تبدیل ہوئی اور ابوعلی بن مقلہ کو قلمدان وزارت سپرد ہوا تو ابوعبداللہ نے بیس ہزار دینار نذر کئے پورے صوبہ اہواز کی گورنری کی درخواست کی چنانچہ دسوس اور جندیسابور کے پورے صوبہ اہواز کی حکومت اس کو اسافل پر مقرر ہوئے اس شرط سے کہ ابویوسف صرف انتظامی امور کا مالک رہے گا اور مال کی ذمہ داری ابوایوب سمسار کے متعلق ہوگئی اور حسین بن ماورانی کو ابوعبداللہ کی نگرانی سپرد ہوئی۔ لیکن حسین نے ابوعبداللہ کی طرف توجہ نہ کی۔ ❸

ابوعبداللہ کی گرفتاری:......اس کے بعد وزیر السلطنت ابوعلی بن مقلہ نے بعض عمال کی گرفتاری اور ان سے جرمانہ وصول کرنے کا تحریر کیا لہٰذا ابوعبداللہ نے عمال سے دس ہزار دینار وصول کئے اور دبا کر بیٹھ گیا کچھ عرصے بعد جب ابوعلی بن مقلہ کے زوال کا زمانہ آیا تو خلیفہ مقتدر نے اپنے خاص قلم سے احمد بن نصر قسوری حاجب کو بریدی کی اولاد کو گرفتار کرنے کا حکم بھیجا اور یہ لکھا کہ جب تک میرا دستخطی فرمان تمہارے پاس نہ جائے ان کورہا نہ کرنا احمد نے اس حکم کے مطابق بریدی کی اولاد کو گرفتار کر لیا۔ ابوعبداللہ کو اس کی خبر ملی خلیفہ مقتدر کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کر احمد کے سامنے پیش کیا مگر احمد پر اس خط کی قلعی کھل گئی چنانچہ ان سب کو ابوعبداللہ سمیت گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا خلیفہ مقتدر نے بریدی کی اولاد سے

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸۲ پر اشمکیر کے بجائے ,,وشمکیر,, تحریر ہے۔

❷......ایک نسخے میں ,,ماکولا,, کے بجائے ,,ماکرلان,, تحریر ہے جو کہ غلط ہے۔ دیکھیں تاریخ ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۵۔

❸......تصحیح واستدراک ثناءاللہ محمود۔

چار لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کیے۔

مقتدر کے دور کے صوائف:......۲۹۶ھ میں مونس مظفر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بغداد سے رومیوں کے خلاف جہاد کرنے روانہ ہوا چنانچہ ملطیہ کی جانب سے آدمی علاقوں پر حملہ کیا اس مہم میں ابوالاغر سلمی بھی مونس کے ساتھ تھا چنانچہ بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا رومیوں کے ایک بڑے گروپ کو گرفتار کرلیا گیا ۲۹۷ھ اور ۲۹۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے لشکر صائفہ کے ساتھ ابوالقاسم بن سیما کو کفار کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا ۲۹۹ھ میں لشکر صائفہ کے ساتھ رستم سرحدی گورنر نے طرسوس کی جانب سے جہاد کیا دمیانہ بھی اس کے ساتھ تھا قلعہ ملیح ارمنی کا رستم نے محاصرہ کرلیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر کے جلادیا ۳۰۰ھ میں اسکندرروس بن لادن (بادشاہ روم) نے وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا قسطنطین تخت حکومت پر بیٹھا اس وقت اس کی عمر بارہ سال کی تھی ۳۰۲ھ کے شروع میں علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت ایک ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ بشر خادم گورنر طرسوس کی کمک کے لئے صائفہ کے جہاد میں شرکت کے لئے روانہ ہوا مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ گرمی کا موسم گذر گیا اور جہاد کرنے کی نوبت نہ آئی آخرکار موسم سرما میں جس وقت کہ شدت کی سردی پڑ رہی تھی اور برف پڑ رہی تھی کفار کے علاقوں پر جہاد کیا اور بفضلہ تعالیٰ بہت سامال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آئے ۳۰۲ھ کے آخر میں بشر خادم گورنر طرسوس نے رومی علاقوں پر جہاد کیا اور چند شہروں کو لڑ کر فتح کرلیا چنانچہ بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا اور ایک سو پچاس بطریق اور تقریباً دو ہزار عام عیسائیوں کو قید کرلیا۔

۳۰۳ھ کے واقعات:......۳۰۳ھ میں رومیوں نے جزیرے کے علاقوں کی طرف پیش قدمی کی اور قلعہ منصورہ پہنچ کر محاصرہ کرلیا چونکہ قلعہ منصورہ کا لشکر مونس کے ساتھ حسین بن ہمدان کے جنگ میں مصروف تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس وجہ سے رومیوں نے قلعہ منصورہ کو بہت اچھی طرح برباد کیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا اور جس کو وہاں دیکھا گرفتار کر لے گئے اسی سن میں رومیوں نے دوبارہ طرسوس اور فرات کی طرف سے اسلامی علاقوں پر حملہ کیا چھ سو طرسوسی مقابلہ پر آئے اور لڑائی ہوئی عیسائیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی چنانچہ سارے طرسوسی سوار جنگ میں کام آگئے، ارمنی نے بھی اسی سن میں مرعش کی جانب قدم بڑھائے اور مرعش کے اطراف کو اچھی طرح برباد کیا اس سن میں مسلمانوں کا کوئی صائفہ جہاد کے لئے نہیں گیا۔

۳۰۴ھ کے صائفہ:......۳۰۴ھ میں مونس مظفر لشکر صائفہ کے ساتھ رومی علاقوں پر جہاد کرنے روانہ ہوا اور موصل سے ہو کر گزرا الہذا اسبک مفلحی کو بازندی اور قردی کو فرات کے مضافات پر عثمان عنزی کو شہر بلد اور سنجار پر، اور وصیف بکمتری کو باقی بلاد ربیعہ پر مقرر کر کے ملطیہ کی طرف سے جہاد کرتا ہوا داخل ہوا اور ابوالقاسم علی بن احمد بن بسطام کو طرسوس کی جانب سے جہاد کرنے کا حکم بھیجا چنانچہ مونس نے بہت سے قلعے لڑ کر فتح کرلئے اور بہت سامال غنیمت اور قیدی لے کر دارالخلافت بغداد واپس آگیا خلیفہ مقتدر نے بڑی عزت افزائی کی اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔

رومی سفیروں کی آمد:......۳۰۵ھ میں بادشاہ روم کے دوسفیر صلح اور آپس میں فدیہ دینے کی غرض سے دارالخلافت آئے وزیر السلطنت نے نہایت عزت واحترام سے ملاقات کی ایوان وزارت میں دونوں طرف مسلح فوج کھڑی ہوئی تھی ایوان شیشے ودیگر آلات سے سجایا گیا تھا رومی سفیر نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کر بادشاہ روم کا پیغام پہنچایا اگلے دن دربار خلافت میں خلیفہ کے سامنے پیش کئے گئے تو اس وقت دربار خلافت کا عجیب منظر تھا ہزاروں غلام زریں کمر صف بستہ قرینے سے کھڑے ہوئے تھے، اراکین دولت، امراء سلطنت اور فوج کے سردار اپنے اپنے مقام پر تھے فوج کا جان نثار دستہ مسلح دونوں طرف کھڑا تھا جس طرز اور انداز سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ان کے نزدیک جان لے لینا اور دے دینا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے دارالخلافت کے باہر محافظ فوج کا دستہ پہرہ دے رہا تھا خلیفہ نے گورنر روم کی درخواست منظور کرلی اور مونس کو صلح کرنے اور فدیہ دینے کے لئے روانہ کیا اور یہ حکم صادر کیا جس شہر میں مونس داخل ہو واپسی تک اس شہر کا گورنر مونس کو سمجھا جائے فوج کے لئے جو مونس کے قافلے میں تھی رسد اور غلے کا ذخیرہ کافی مقدار میں فراہم کیا گیا تھا بائیس لاکھ دینار مسلمان قیدیوں کو فدیہ دینے کیلئے مونس کے ساتھ بھیجا۔

۳۰۵ھ اور ۳۰۷ھ کی جنگیں:......اسی ۳۰۵ھ میں صفوانی نے بلاد کفار پر جہاد کیا اور بہت سامال غنیمت لے کر واپس آیا ثمال خادم بھی اسی سن میں دریا کے راستے روم میں جہاد کرنے گیا اگلے سال پھر جنا صفوانی نے کفار کے علاقوں پر حملہ کیا بشر افشین نے بھی رومی علاقوں پر فوج کشی کی

اور بہت سے قلعے فتح کر کے بے حد اور بے شمار مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا ۳۰۷ھ میں ثمال خادم دریا کے راستے عبیداللہ مہدی گورنر افریقہ سے جنگ کرنے روانہ ہوا مہدی کے جنگی بیڑے سے مڈبھیڑ ہوگئی ثمال نے اس کو شکست فاش دے کر ایک گروپ کو گرفتار کر لیا ان میں مہدی کا ایک خادم بھی تھا۔

۳۱۰ھ کی جنگیں:......۳۰۸ھ میں محمد بن نصر حاجب نے موصل سے جہاد کے لئے قالیقلا پر فوج کشی کی اور اہل طرسوس نے ملطیہ کی طرف سے قدم بڑھائے اور کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر واپس آئے ۳۱۱ھ میں مونس نے متعدد قلعے فتح کئے اور ثمال ایک ہزار قیدی، آٹھ ہزار گھوڑے اور اونٹ ایک لاکھ بکریاں اور بے شمار سونا چاندی لے کر واپس آیا ۳۱۲ھ میں رومی بادشاہ کا سفیر تحائف اور ہدایا لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا ابوعمر بن عبدالباقی اس کے ساتھ اس نے صلح اور قیدیوں کی رہائی کی درخواست پیش کی جس کو خلیفہ مقتدر نے منظور کر لیا مگر صلح کے بعد ہی رومیوں نے لشکر صائفہ کے ساتھ بدعہدی کی چنانچہ اسلامی فوج نے رومی علاقوں میں داخل ہو کر انھیں خوب مزہ چکھایا اور کامیابی کے ساتھ واپس آ گئے۔

۳۱۴ھ اور ۳۱۵ھ جنگیں:......۳۱۴ھ میں رومیوں نے ملطیہ اور اس کے اطراف کی طرف خروج کیا رومیوں کے ساتھ اس معرکہ میں ملیح ارمنی بھی تھا ملطیہ پہنچ کر رومیوں نے محاصرہ کر لیا اہل ملطیہ شہر چھوڑ کر بغداد بھاگ آئے اور مدد و نصرت کی درخواست کی سنی نہ گئی اسی سن میں اہل طرسوس نے لشکر صائفہ کے ساتھ رومی علاقوں پر جہاد کیا اور کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر واپس آیا ۳۱۵ھ میں مسلمانوں کا اچھوٹا سا لشکر طرسوس سے روم کے علاقوں میں داخل ہوا رومیوں کو خبر مل گئی لہٰذا موقع پا کر حملہ کر دیا چار سو مسلمان سپاہی کام آ گئے اس سن میں دمستق ایک عظیم الشان رومی لشکر کے ساتھ شہر دبیل پر حملہ آور ہو کر نصر اس کی اس شہر کا گورنر تھا کئی ہفتے محاصرہ کئے رہا اور دن رات منجنیقوں سے جنگ جاری ہوتی رہی یہاں تک کہ شہر پناہ کی دیوار میں شگاف ہو گیا رومی لشکر یلغار کر کے گھس گیا مسلمانوں نے اجتماعی کوشش سے مزاحمت کی اور ان کے ایک گروپ کو قتل کر کے انھیں باہر نکال دیا پھر اسی سن کے ماہ ذی القعدہ میں رومی لشکر نے یورش کی مسلمانوں نے جمع ہو کر مقابلہ کیا رومیوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اور مسلمانوں نے ان لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا تیس ہزار بکریاں غنیمت میں ہاتھ لگیں جن کو مسلمانوں نے ذبح کر کے کھالیا۔

مرتدوں کا قتل:......قلعہ جعفری❶ میں ایک کرد رئیس ضحاک رہتا تھا جو اسی سال مرتد ہو کر گورنر روم سے ملنے گیا گورنر روم عزت واحترام سے پیش آیا خلعت وانعام مرحمت کر کے اسے قلعہ جعفری کی طرف واپس بھیج دیا مسلمانوں کو اس کی خبر مل گئی جہاد سے واپسی کے بعد قلعہ جعفری پر حملہ کر دیا اور ضحاک کو ان لوگوں سمیت جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

۳۱۶ھ کی جنگیں:......۳۱۶ھ میں دمستق نے رومی لشکر کے ساتھ پھر اسلامی علاقوں کی طرف پیشقدمی کی اور خلاط پہنچ کر محاصرہ کر لیا اہل خلاط نے قتل وغارت ہونے کے خوف سے مصالحت کر لی چنانچہ دمستق نے شہر خلاط میں داخل ہو کر صلیب کو جامع مسجد پر لگا دیا اور دو چار دن قیام کر کے ندنیس کی طرف گیا اور اہل تدنیس کے ساتھ بھی ایسی قسم کا برتاؤ کیا اہل اردن ان ہوش ربا واقعات سے مطلع ہو کر دارالخلافت بغداد بھاگ گئے اور دربار خلافت میں استغاثہ پیش کیا مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی، اسی سن میں سات سو رومی اور ارمنی عیسائی مزدوروں کے لباس میں ملطیہ میں داخل ہوئے ان لوگوں کو ملیح ارمنی نے روانہ کیا تھا اس غرض سے تھی کہ یہ لوگ کا محاصرہ کرنے کے وقت اندرون شہر سے اس کی مدد کریں گے اتفاق سے اہل ملطیہ کو اسکی خبر مل گئی چنانچہ چن چن کر قتل کر ڈالا۔ ۳۱۷ھ میں جرزی سرحد علاقوں مثل ملطیہ، آمدک، اور اردن والوں نے دربار خلافت میں خطوط بھیجے اسلحہ، مال وزر اور لشکر کے ذریعے مدد کی درخواست کی اور درخواست نامنظور ہونے کی صورت میں سرحدی علاقوں کو رومیوں کے حوالہ کر دینے کی اجازت طلب کی خلیفہ مقتدر نے کوئی توجہ نہ کی مجبور ہو کر ان لوگوں نے رومیوں سے صلح کر لی اور سرحدی علاقوں کو امن صلح کے ذریعے رومیوں کے حوالے کر دیا۔ اسی سن میں مفلح ساجی جہاد کے لئے بلاد روم میں داخل ہوا چنانچہ دمستق مقابلہ پر آیا ایک خونریز جنگ کے بعد دمستق کو شکست ہوگئی۔

۳۲۰ھ کی جنگیں:......۳۲۰ھ میں ثمال نے طرسوس سے رومی علاقوں پر چڑھائی کی رومی مقابلہ پر آئے اور گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر رومی

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸۴ پر جعفری کے بجائے بعبری تحریر ہے۔ (مترجم)

شکست کھا کر بھاگ گئے تین سو رومی مارے گئے اور تین ہزار قید کر لئے گئے سونا چاندی، اور بہت سامال واسباب لے کر ماہ رجب میں طرسوس واپس آ گیا اور پھر لشکر صائفہ کے ساتھ روم کے علاقوں میں جہاد کے لئے داخل ہوا اور آہستہ آہستہ عموریہ پہنچا اہل عموریہ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور لشکر اسلام نے شہر پر قبضہ کر کے مکانات جلا دیئے اور قتل وغارت کرتا ہوا انقرہ پہنچ گیا جس کو اب انکوریہ کہتے ہیں جہاں بے حد مال غنیمت ہاتھ لگا اور اس کامیابی کے ساتھ سالم وغانم واپس آ گیا۔ اس جنگ میں ایک لاکھ چھتیس ہزار تک قیدیوں کی تعداد پہنچ گئی تھی اس سن میں ابن دیرانی وغیرہ آرمینوں نے جو اطراف آرمینیہ کے اطراف رہتے تھے بادشاہ روم سے خط وکتابت کی اور متحدہ علاقوں پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی چنانچہ رومی اور ارمنی عیسائی متحدہ لشکر کے ساتھ اسلامی علاقوں کی طرف بڑھے اور اخلاط کے اطراف کو تخت وتاراج کر دیا جو مقابلہ پر آیا مارا گیا اور جس کو پایا گرفتار کر لیا مفلح (یوسف بن ابی الساج کا غلام) یہ خبر سن کر آذربائیجان سے ایک لشکر مرتب کر کے اس طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے دوڑ پڑا اس لشکر میں باقاعدہ فوج اور والنٹیر بھی تھے اس سے کے دماغ کی گرمی ختم ہوگئی جتنا انھوں نے اسلامی علاقوں کو پامال کیا تھا اس سے زیادہ مفلح نے رومی علاقوں کو تاخت وتاراج کر دیا۔

سمیاط رومی محاصرہ:...... بیان کیا جاتا ہے کہ ان لڑائیوں میں مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی اس کے بعد رومی لشکر نے سمیاط پہنچ کر محاصرہ کر لیا سعید بن حمدان کو اس کی خبر ملی تو لشکر مرتب کر کے اہل سمیاط کی کمک کے لئے پہنچ گیا خلیفہ مقتدر نے اس کو موصل اور دیار ربیعہ پر اس شرط سے مقرر کیا تھا کہ ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے نکال لے لہٰذا جس وقت اہل سمیاط کا قاصد سعید کے پاس آیا اور اس نے لشکر مرتب کر کے سمیاط کی طرف کوچ کیا تو رومی لشکر یہ خبر سن کر ملطیہ چلا گیا ملطیہ میں بادشاہ روم اور ملیح ارمنی رومی سرحدی علاقوں کے گورنر کی فوجیں اور ابن قیس رہتا تھا (یہ خلیفہ مقتدر کا مصاحب تھا مگر دار الخلافت بغداد سے روم بھاگ گیا تھا اور عیسائی بن گیا تھا) مگر جب ان لوگوں کو سعید کی آمد کی اطلاع ملی اور اس بات کا ان کو احساس ہوگیا کہ سعید ملطیہ بھی آنے ہی والا ہے تو وہ ملطیہ چھوڑ کر بھاگ گئے سعید نے ملطیہ پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے ایک امیر مقرر کر کے موصل واپس آ گیا۔

مقتدر کے عمال:...... شروع میں عبداللہ بن ابراہیم مسمعی اصفہان کا گورنر تھا مقتدر کے شروع زمانہ میں اس نے دس ہزار کردوں کو جمع کر کے علم بغاوت بلند کیا خلیفہ مقتدر نے بدر حمامی گورنر اصفہان کو عبداللہ کی سرکوبی کا حکم دیا چنانچہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ بدر حمامی نے عبداللہ پر چڑھائی کی اور حملہ کرنے سے پہلے یہ پیغام بھیجا کہ بغاوت کا انجام تمہارے حق میں نقصان دہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ تم اب بھی امیر المومنین کی اطاعت قبول کرلو چنانچہ عبداللہ نے گردن اطاعت جھکادی کئے گئے پر پشیمان ہوکر معذرت کر لی، بدر حمامی نے اس کو اپنے صوبہ پر مقرر کر کے بغداد چلا گیا صوبہ یمنی پر مظفر بن حاج مقرر تھا اس نے ۲۹۵ھ میں ان علاقوں کو جن پر حرثی خارجی نے یمن میں قبضہ کر لیا تھا بزور تیغ مفتوح کر لیا اور اس کے ساتھیوں میں حکیمی نامی ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔

کردوں کے خلاف کاروائی:...... موصل کا گورنر ابوالہیجاء بن حمدان تھا اس کے بھائی حسین بن حمدان نے ۲۹۴ھ میں خانہ بدوش عرب قبیلے کلب اور طے پر فوج کشی کی اور ان کو راہ راست پر لا کر ان کردوں پر ۲۹۵ھ میں حملہ کیا جو اطراف موصل پر قابض ومتصرف ہو گئے تھے لہٰذا حسین بن حمدانی نے کردوں کی پھر ٹھیک ٹھاک گوشمالی دی کرد بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے ۲۹۴ھ میں حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ وصیف بن سوار تکلین مناسک حج ادا کرنے گیا قافلہ پر قبیلہ طے کے خانہ بدوشوں نے حملہ کیا مگر وصیف نے ان کو زیر کر کے اپنا راستہ لیا اس کے بعد تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد حسن بن موسیٰ نے قافلہ پر حملہ کیا قافلہ کو اس معرکہ میں سخت مصیبتیں جھیلنی پڑیں اور بڑی مشکل سے باقی ماندہ لوگ مکہ معظمہ پہنچے۔

فارس پر سبکری کا قبضہ:...... صوبہ فارس کی حکومت پر ۲۹۶ھ میں سبکری (عمرو بن لیث کا غلام) مقرر تھا اس نے خلیفہ کی اجازت کے بغیر صوبہ فارس پر قبضہ کر لیا تھا ۲۹۷ھ میں ثغور شامیہ کی حکومت احمد بن کیغلغ کے ہاتھ میں تھی اسی سن میں لیث نے فارس کو سبکری کے قبضہ سے واپس لے لیا اس کے بعد مونس آیا اور اس نے لیث کو زیر کر کے قید کر لیا۔ سبکری بدستور اپنے صوبہ پر قابض ومتصرف ہوگیا جیسا کہ اس کے واقعات ہم اوپر بیان کر آ چکے ہیں ۲۹۶ھ میں فارس یعنی موسیٰ بن سامان کا غلام دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ نے دیار سے ربیعہ کی حکومت عنایت فرمائی جیسا کہ اس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اسی سن میں حسین بن حمدان نے دار الخلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی اطاعت قبول کر لی اسے قم اور قاشان کی حکومت

مرحمت ہوئی رخصت ہوکر قم اور قاشان پہنچا تو عباس بن عمر غنوی اس کے پہنچتے ہی واپس آ گیا ۲۹۷ھ میں عیسیٰ ۔۔۔ گورنر مصر نے وفات پائی خلیفہ مقتدر نے اس کی جگہ تکین خادم کو مقرر فرمایا۔

۲۹۸ھ ۲۹۹ھ کے واقعات: ......۲۹۸ھ میں مؤنس خادم افشین اور محمد بن جعفر فاریابی کا ایک ہی دن انتقال ہوا مؤنس فارس کا گورنر تھا جہاں خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم مسمعی کو مامور فرمایا اور صوبہ کرمان کو اس کے صوبہ سے ملحق کر دیا اسی سن میں موسیٰ کی ماں ہاشمیہ خلیفہ کے محل کے اسٹاف کی انچارج مقرر ہوئی یہ خلیفہ مقتدر اور اس کی والدہ کے خطوط وزراء کے پاس اور وزراء کی درخواستیں اور رپوٹیں خلیفہ مقتدر اور اس کی والدہ کی خدمت میں لے جایا کرتی ۲۹۹ھ میں محمد بن اسحاق ابن کنداج بصرہ کا گورنر تھا اس نے قرامطہ پر فوج کشی کی اور متعدد لڑائیاں لڑی بالآخر قرامطہ کو شکست ہوئی ۳۰۰ھ میں عبداللہ مسمعی کو حکومت فارس و کرمان سے معزول کر دیا گیا بدر حامی گورنر اصفہان کو اصفہان سے فارس و کرمان کی حکومت پر بھیجا گیا اور اصفہان میں بدر کے بجائے علی بن وہشودان کو مقرر کیا گیا اسی سن میں بشر افشین کوطرسوس کی ،ابوالعباس بن مقتدر کو مصر و مغرب کی اور معین طولونی کو موصل کی حکومت دی گئی چونکہ ابوالعباس اس وقت چار برس کا تھا اس لئے اس کی طرف سے مونس مظفر کو مصر و مغرب کا گورنر مقرر کیا گیا معین طولونی کو کچھ عرصے بعد معزول کیا گیا اور اس کی جگہ تحریر صغیر مقرر ہوا۔

ابوالہیجاء کی بغاوت: ......اسی سن میں ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا مونس مظفر کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ ابوالہیجاء نے یہ خبر سن کر امن کی درخواست کی چنانچہ مونس نے امن دے دیا اس کے بعد ۳۰۲ھ میں ابوالہیجاء کو موصل کی حکومت دی گئی اس وقت یہ بغداد میں تھا اس نے اپنی طرف سے موصل میں اپنے ایک نائب کو بھیج دیا ۳۰۳ھ میں پھر حسین بن حمدان نے علم بغاوت بلند کیا چنانچہ مونس مظفر اس بغاوت کے دور کرنے کو روانہ ہوا اس کو گرفتار کر کے بغداد لے آیا اور جیل میں ڈال دیا اسی سن میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا حسین بن محمد بن عینونہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اسی سن میں محکمہ مال اور سرکاری املاک کا دیار ربیعہ میں نگران مقرر ہوا ۳۰۴ھ میں علی بن وہشوادن جو کہ اصفہان کا کمانڈر انچیف تھا اس کو اور احمد بن شاہ جو کہ افسر اعلیٰ محکمہ مال تھا کو معزول کر دیا گیا اور اسکی جگہ احمد بن مسرور بلخی کو مقرر کیا گیا علی معزولی کے بعد اطراف جبل میں جا کر مقیم ہو گیا اس کیبعد یوسف بن ابی الساج نے اصفہان وغیرہ کو دبا لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ۳۰۷ھ میں مونس نے اصفہان کا رخ کیا جہاں یوسف اور مونس کی لڑائیاں ہوئیں آخر الامر مونس نے یوسف کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ رے ،دنباوند ،قزوین ،ابہر اور زنجان کی حکومت علی بن وہشوادان کو دی گئی علی بن ہشوادان کو جبل سے بلوکران صوبوں کی حکومت دی گئی تھی اس کے چچازاد بھائی احمد ابن مسافر جو گورنر کرخ تھا ایک دن موقع پا کے علی پر حملہ آور ہوا اور ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا پھر دربار خلافت سے اس کی جگہ جنگ کے محکمہ پر وصیف بکتمری اور کو محکمہ مال پر محمد بن سلیمان کو مقرر کیا گیا ،احمد بن صعلوک یہ خبر سن کر رے کی طرف بڑھا چنانچہ محمد اور وصیف متحد ہو کر مقابلہ پر آ گئے محمد تو جنگ میں مارا گیا اور وصیف بھاگ نکلا۔ احمد نے دربار خلافت سے خط وکتابت کر کے ایک مقررہ خراج پر ان علاقوں کی حکومت حاصل کر لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا صوبہ سجستان کو سند حکومت کے بغیر کثیر بن احمد دبائے ہوئے تھا بدر حمامی گورنر فارس سے اس پر فوج کشی کی کثیر نے ڈر کے مارے مصالحت کر لی اور علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی ،بدر نے خوش ہو کر کثیر کو صوبہ سجستان کی حکومت دربار خلافت سے دلوا دی صوبہ کرمان ۳۰۴ھ میں ابوزید خالد بن محمد مادرانی تھا مگر نامعلوم وجہ سے باغی ہو کر شیراز چلا گیا ،بدر حمامی اس کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی تو ابوزید مارا گیا۔

سبک مفلحی: ......اسی سن میں مونس مظفر جس وقت صائفہ کے ساتھ جہاد کو جا رہا تھا موصل پہنچتے [1] ہی قتل کر دیا گیا اور اس کی جگہ سبک مفلحی کو باری اور قردی پر اور عثمان عنزی [2] کو شہر بلد ،سنجار اور باکری پر مقرر کیا اور عثمان کی جگہ جو ملک مصر کے محکمہ جنگ کا افسر اعلیٰ تھا وصیف بکتمری کو متعین کر دیا مگر یہ اس اہم عہدہ کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا چنانچہ معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ جنا صفوانی کو یہ عہدہ دے دیا گیا اس سن میں بصرہ کا گورنر حسن بن خلیل تھا دو برس سے اس عہدہ پر یہ مامور تھا اتفاق سے قبائل مضر و ربیعہ کے درمیان فتنہ وفساد برپا ہو گیا جو ایک مدت دراز تک قائم رہا جس سے

---

[1] تصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود

[2] ......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸۷ پر ,,عنزی،، کے بجائے عبودی تحریر ہے۔ (مترجم)

ایک بڑا گروپ اس کی نذر ہو گیا لہٰذا ہاشم بن محمد بن خزاعی کو مقرر کیا مگر ایک ہی سال بعد اس کو بھی معزول کر دیا اور اسکی جگہ سبک مفلحی کو شفیع مقتدری کی جانب سے بطور نائب مامور فرمایا۔

ابن قیس اور گورنر شہر زور:...... ۳۰۶ھ میں نزار بغدادی پولیس سے معزول اور اس کی جگہ نجیح طولونی کو مقرر کیا گیا۔ اسنے پولیس کی چوکیوں پر فقہاء کو مقرر کیا انہی کے فتاویٰ پولیس کے اہلکار اپنے فرائض منصبی انجام دینے لگے اس سے پولیس کا رعب وداب لوگوں کے دلوں سے اٹھ گیا اور نظام حکومت مین فرق آ گیا چوری، دغابازی اور بدمعاشی کی کثرت ہوگئی چنانچہ بازاریوں اور اوباشوں نے دن دہاڑے سوداگروں کے اسباب اور مسافروں سے کپڑے چھین لئے ۳۰۷ھ میں ابراہیم بن حمدان دیار ربیعہ پر اور ابن قیس شہر زور کے علاقوں پر مامور کیا گیا، شہر زور کے گورنر نے ابن قیس کو چارج دینے سے انکار کر دیا چنانچہ ابن قیس نے دربار خلافت میں اطلاعی رپورٹ بھیجی اور امداد کیدرخواست کی خلیفہ نے ایک تازہ دم فوج ابن قیس کی کمک کے لے روانہ کی جوایک مدت تک شہر زور کا محاصرہ کئے رہی جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھالیا گیا اور ابن قیس کو صوبہ موصل کے محکمہ جنگ کی افسری دی گئی۔

محمد بن اسحاق کی معزولی:...... اس سے پہلے اس عہدے کا انچارج محمد بن اسحاق بن کنداج تھا اس کے علاقوں کے انتظام اور اصلاح کی غرض سے اطراف موصل میں دورہ کرنے بھیجا گیا تھا اس کی غیر حاضری میں اہل موصل آپس میں لڑ گئے اور آتش فساد اٹھی محمد یہ خبر سن کر موصل واپس آیا مگر اہل موصل نے موصل میں داخل ہونے نہ دیا محمد نے جھلا ان کا محاصرہ کر لیا اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اس کو ۳۰۳ھ میں معزول کر کے عبداللہ بن محمد غسانی کو مقرر کر دیا ۳۰۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان کو خراسان کے راستے اور دینور کا اور بدر شرابی کو دقوقا عکبرا اور طریق موصل کے راستے کا حاکم مقرر کیا ۳۰۹ھ میں موصل کی مہم اور اس کے انتظام پر محمد بن نصر حاجب کو مقرر کیا گیا چنانچہ دربار خلافت سے رخصت ہوکر موصل پہنچا اور علم خلافت کے بداندیشوں مادرانی کردوں سے جا بھڑا۔ اسی سن میں داؤد بن حمدان کو دیار ربیعہ کی حکومت دی گئی۔ ۳۱۰ھ میں یوسف بن ابی الساج کو "رے" قزوین، ابھر، زنجان اور آذربائیجان کا گورنر بنایا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

موسیٰ کی ماں کی گرفتاری:...... اسی سن میں خلیفہ مقتدر نے ام موسیٰ کو گرفتار کرا لیا اس لئے کہ اس نے اپنی بھانجی سے ۔ ۔ ۔ خلیفہ متوکل کے کسی بیٹے کا عقد کیا تھا جہیز اور رخصتی میں بے حد و بیشمار مال واسباب اور جواہرات دیئے لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو یہ چغلی کر کے بہکا دیا کہ ام موسیٰ نے اپنی بہن کے داماد کو اتنا زیادہ مال وزر دیا ہے کہ وہ خلافت وحکومت کا دعویٰ کر سکتا بعض سپہ سالاروں اور بعض اراکین سلطنت نے بھی اس بیان کی تائید کر دی اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اس کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا اور گرفتاری کے بعد بہت سامال واسباب اور بیشمار جواہرات نفیسہ لے کر رہا کیا اسی سن میں محمد بن نصر حاجب کے نائب کو موصل کے عوام الناس نے بلوہ کر کے قتل کر دیا محمد بن نصر یہ خبر سن کر ایک لشکر مرتب کر کے بغداد سے موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ۳۱۱ھ میں یوسف بن ابی الساج نے "رے" کو احمد بن علی صعلوک کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس معرکہ میں احمد کی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اسی سن میں خلیفہ مقتدر نے ابن قیس کو اصفہان کی جنگ پر اور محمد بن بدر کو حکومت فارس پر اس کے باپ بدر کے انتقال کے بعد مامور فرمایا ۳۱۳ھ میں صوبہ اصفہان کا گورنر یحییٰ طولونی اور نہاوند کی جنگ اور معدنیات کے محکمے پر سعید بن حمدان مامور ہوا

شفیع مقتدری:...... اسی سن میں محمد بن نصر حاجب گورنر موصل اور شفیع لولوی (افسر اعلیٰ محکمہ ڈاک) نے وفات پائی اس کی جگہ شفیع مقتدری کو مقرر کیا گیا ۳۱۳ھ میں ابراہیم مسمعی گورنر فارس نے قبض کے اطراف (حدود کرمان) کو فتح کیا اور پانچ ہزار آدمی گرفتار کر کے لایا۔ اسی سن میں ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان کو موصل کی حکومت عطا ہوئی اس کا بیٹا ناصر الدولہ اس کی طرف سے موصل میں کام کر رہا تھا کردوں اور عرب نے سرزمین موصل اور خراسان کے راستے میں بغاوت کی ناصر الدولہ نے اپنے والد ابوالہیجاء عبداللہ کو اس سے مطلع کیا ابوالہیجاء عبداللہ اس کے لکھنے کے مطابق ۳۱۴ھ میں ایک لشکر مرتب کر کے تکریت کی طرف آیا جہاں کردوں اور عربوں سے مڈبھیڑ ہوگئی اور متعدد لڑائیوں کے بعد فتنہ وفساد ختم ہو گیا۔ باغیوں کی ٹھیک ٹھاک مرمت کی گئی اسی سن میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو آذربائیجان کے بجائے مشرق کے صوبوں کا گورنر مقرر فرمایا اور بغداد میں طلب فرما کر واسط کی جانب ابوطاہر قرامطی کے خلاف روانگی کا حکم صادر فرمایا اس کے ساتھ ہی ہمدان، سادہ، قم قاشان، بصرہ، کوفہ اور ماسبدان کے خراج کو

اس مہم میں خرچ کرنیکی اجازت دی صوبہ ''رے'' پر جہاں یوسف بن ابی الساج گورنر تھا نصر بن سامان کو مامور کیا گیا جس کو کچھ عرصے بعد نصر نے اپنے قبضہ وتصرف میں کرلیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

ابوالہیجاء کی تقرری: ......اسی سن میں جزیرہ اور موصل کی سرکاری املاک کا نگران ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان مقرر ہوا، بازندی اور قروی کے علاقے مضافات سمیت صوبہ جزیرہ سے ملحق کر دیئے گئے اسی سن میں ابن ابی الساج مارا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آچکے ہیں ۳۱۸ھ میں ابراہیم مسمعی کی مقام نوبندجان میں وفات ہوئی اور اس کی جگہ خلیفہ مقتدر نے نوبندجان پر یاقوت کو اور کرمان پر ابوطاہر محمد بن عبدالصمد کو مقرر فرمایا ۳۱۶ھ میں احمد بن نصر قسوی کو عہدۂ حجابت سے معزول کر کے یاقوت کو مامور کیا گیا چونکہ یہ جنگ فارس میں مصروف تھا اس لئے اس کی جگہ عہدۂ حجابت پر اس کا بیٹا ابوالفتح مظفر بطور اس کے نائب کے بھیجا گیا۔

ناصرالدولہ کی ناراضگی: ......اسی سن میں، موصل کی مہم پر ابن عبداللہ بن حمدان جو ناصرالدولہ کے لقب سے مشہور تھا مامور تھا کسی وجہ سے ناراض ہو کر موصل سے دارالخلافت بغداد چلا آیا اسی سن میں نازوک آپس کی لڑائیوں کی نذر ہو گیا صوبہ جات قرعی اور بازندی نے صوبوں جہاں ابوالہیجاء مامور تھا اس کے بیٹے ناصرالدولہ حسن کو اور صوبہ موصل پر نحریر صغیر کو متعین کیا گیا کچھ عرصے بعد اس صوبہ پر سعید اور نصر (حمدان کے بیٹے) (یہ دونوں ابوالہیجاء کے بھائی تھے) مقرر کئے گئے اور ناصرالدولہ حسن کو موصل سے دیار ربیعہ نصیبین، سنجار، خابور، راس، میافارقین مضافات دیار بکر، اور اردن وغیرہ کا گورنر بنا کر ایک مقدار مقررہ خراج ادا کرنے کی شرط پر بھیجا گیا ۳۰۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے صوبہ فارس وکرمان کی حکومت یاقوت کے سپرد کی اور اس کے بیٹے مظفر کو اصفہان کا گورنر بنایا اور دوسرے بیٹے ابوبکر محمد کو سجستان کا گورنر بنایا یاقوت اور اس کے بیٹے کی جگہ عہدۂ حجابت اور کوتوالی پر ابراہیم ومحمد یعنی دالق کے بیٹوں کو مقرر کر دیا چنانچہ ایک مدت دراز تک یاقوت شیراز میں مقیم رہا اسی زمانہ میں علی بن خلف بن طیان شیراز میں محکمہ مال اور املاک کا متولی تھا یاقوت اور علی نے آپس میں سازش کر کے دارالخلافت میں خراج کا بھیجنا بند کر دیا یہاں تک کہ علی بن بویہ نے فارس کے علاقوں پر ۳۲۳ھ میں قبضہ کیا اسی سن میں مرداویج نے اصفہان، ہمدان، رے، اور حلوان پر قبضہ کر لیا تھا مقرر خراج کی ادائیگی کی شرط پر ان علاقوں کی دربار خلافت سے سند حکومت بھی حاصل کر لی لہٰذا یہ اسی زمانہ سے ان صوبوں پر قابض ومتصرف ہو گیا۔

مونس اور خلیفہ مقتدر کے اختلافات: ......حسین بن قاسم بن عبداللہ بن وہب وزیر السلطنت اور مونس کی آپس میں چپقلش چلی آرہی تھی چنانچہ بلیق نے حسین کو مونس کے پاس لے کر صفائی کرادی چنانچہ مونس کی سفارش سے حسین کو عہدۂ وزارت عطا ہوا۔ اس نے عہدۂ وزات حاصل کرنے کے بعد بنو بریدی اور ابن فرات کو اپنے اسٹاف میں شامل کر لیا اور کچھ عرصے بعد مونس کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ وزیر السلطنت حسین نے چند سپہ سالاروں سے اس کے خلاف ساز باز کر لی ہے اس خبر کا پہنچنا تھا کہ مونس کو سخت برہمی پیدا ہو گئی اسی دوران کسی نے وزیر السلطنت حسین تک یہ خبر پہنچادی کہ مونس ایوان وزارت کو لوٹنے کی تدبیریں کر رہا ہے وزیر السلطنت جان کے خوف سے وزارت کو بچانے خلیفہ کے محل میں آگیا اور ایک خط لکھ کر ہارون بن غریب الخال کو بلوایا یہ اس وقت مرداویج سے شکست کھا کر دلیر قول میں مقیم تھا دوسرا خط محمد بن یاقوت کو بلانے کے لئے اہواز روانہ کیا اس سے مونس کی بدگمانی اور بڑھ گئی اس کے بعد وزیر السلطنت حسین نے پیدل فوج خلیفہ کے محل کے محافظوں کو جمع کر کے انعام اور جائزے دیئے مونس کو اس کی خبر ملی تو سخت نفرت پیدا ہوئی اس دوران ہارون بھی بغداد پہنچ گیا مونس خلیفہ مقتدر سے ناراض ہو کر موصل کی جانب روانہ ہو گیا وزیر السلطنت حسین نے ان سپہ سالاران کو جو مونس کے ساتھ تھے واپس آنے کا حکم دیا چنانچہ ان میں سے چند سپہ سالار واپس آگئے اور باقی مونس کے ساتھ پیدل سپاہیوں سمیت جنگی تعداد آٹھ سوتھی موصل چلے گئے وزیر السلطنت حسین نے مونس اور اس کے ہمراہیوں کے مکانات اور جاگیروں کی ضبطی شروع کر دی جس سے کافی مقدار میں مال جمع ہو گیا۔

عمیدالدولہ حسین: ......خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر اسے عمیدالدولہ کا خطاب عطا کیا اور اس کا نام کا سکہ ڈھلوایا عمال کی تقرری اور بحالی کے مکمل اختیارات دے دیئے لہٰذا وزیر السلطنت حسین نے صوبہ بصرہ پر ابو یوسف یعقوب بن محمد بریدی کو خراج کی ادائیگی کی شرط پر مقرر کیا اور سعید داؤد جو کہ حمدان کے بیٹے تھے اور ان کے بھتیجے ناصرالدولہ حسین بن عبداللہ بن حمدان کو مونس سے جنگ کرنے کا حکم دیا چنانچہ سعید اور ناصرالدولہ متحد ہو کر

مونس سے جنگ کرنے نکلے مگر داؤد نے اس مہم میں شرکت نہ کی اس لئے کہ مونس نے اس کے ساتھ بڑے بڑے احسانات کئے تھے اور اس کے باپ کے مرنے کے بعد اسی نے اس کی پرورش کی تھی مگر پھر اپنے بھائیوں کے کہنے سننے سے تیار وآمادہ ہوگیا مونس نے اس کی اطلاع پاکر یہ چالاکی کہ راستے میں جتنے عرب رئیس تھے ان کو یہ کہہ دیا کہ خلیفہ مقتدر نے مجھے موصل اور دیار ربیعہ کی حکومت عنایت کردی تم لوگ مسلح ہوکر میرے ساتھ چلو وہ لوگ آٹھ سو کا لشکر لے کر ساتھ مل گئے موصل کے قریب بنوحمدان نے تیس ہزار فوج کے ساتھ مونس پر حملہ کیا مونس نے پہلے ہی حملے میں ان کو شکست دے کر موصل پر قبضہ کرلیا یہ واقعہ ماہ صفر ۳۲۰ھ کا ہے بعد اس کے بغداد، شام، اور مصر کی فوجیں مونس کے پاس چلی آئیں کیونکہ اس کی وادودہش اور احسانات انکو اپنا گرویدہ بنالیا تھا ناصر الدولہ بن حمدان بھی اس سے مل گیا اور اس کے پاس موصل میں مقیم ہوگیا اور سعید بغداد چلا گیا۔

مونس بمقابلہ خلیفہ مقتدر:......مونس، موصل پر قبضہ کرنے کے بعد نوروز تک مقیم رہا اس دوران بہت سی فوجیں اس کے پاس آکر جمع ہوگئیں اس وقت مونس نے موصل سے بغداد کی جانب خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کردیا خلیفہ مقتدر کو اس کی خبر ملی تو چند فوجیں ابوبکر محمد بن یاقوت اور سعید بن حمدان مونس کے مقابلہ پر روانہ کردیں ابھی تک مقابلہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ لشکریوں نے یہ خبر پاکر سپہ سالار بھی بغداد لوٹ آئے اور مونس کوچ وقیام کرتا ہوا باب شماسیہ پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور شاہی سپہ سالار اس کے سامنے مورچے قائم کئے ہوئے تھے خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الخال کو میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا ہارون نے پہلے تو معذرت کی مگر خلیفہ کے اصرار کی وجہ سے تیار ہوگیا۔ اور جنگ کا خرچ طلب کیا خلیفہ مقتدر نے ناداری کا عذر کرکے بصرہ، اہواز، فارس، اور کرمان سے لشکر حاصل کرنے کے لئے واسط کی طرف جانے کا ارادہ کرلیا،

خلیفہ مقتدر کا قتل:......ابن یاقوت نے خلیفہ مقتدر کو واسط جانے سے روک دیا اور سمجھا بجھا کر میدان جنگ کی طرف لے آیا آگے آگے فقہاء اور قراء تھے جن کے باوجود قرآن مجید اور چادر تھی خلیفہ مقتدر ایک بلند ٹیلے پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور سپہ سالار میدان جنگ چلے گئے اتفاق سے پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گئے خلیفہ مقتدر اور علی بن بلیق (مونس کا مصاحب تھا) کا سامنا ہوگیا علی بن بلیق نے اس کا ہاتھ چوما اور میدان جنگ سے چلے جانے کی رائے دی خلیفہ مقتدر لوٹ کر فرار ہوا اس دوران مغاربہ اور بربر کا ایک گروپ مل گیا ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو قتل کرکے اس سر اتار لیا اور نعش کو اسی میدان میں چھوڑ دیا جو اسی مقام پر دفن کردی گئی۔

قتل کے بعد:......کہا جاتا ہے کہ علی بن بلیق نے مغاربہ اور بربر کو خلیفہ مقتدر کے قتل کا اشارہ کردیا تھا مونس اس واقعہ کو دیکھ کر نادم ہوگیا اور اس پر حیرت سی چھا گئی۔ جوش میں آکر بول اٹھا "واللہ میں خلیفہ قاتلوں کو قتل کرڈالوں گا" تھوڑی دیر بعد جب ذرا حواس درست ہوئے تو شماسیہ کی طرف بڑھا اور چند دستہ فوج خلیفہ کے محل کی حفاظت کے لئے روانہ کردی۔ یہ واقعہ خلیفہ مقتدر کی خلافت کے پچیسویں برس [1] وقوع پذیر ہوا اس واقعہ سے ارا کین دولت کی جرأت بڑھ گئی اور نزدیک اور دور کے امراء کو لالچ لگ گئی خلیفہ مقتدر اپنے زمانہ خلافت میں عورتوں اور محل کے کاموں کے مشورے اور رائے کا پابند اور فضول خرچی کا بے حد عادی تھا۔

ابومنصور محمد القاہر باللہ ۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ

خلیفہ کی تلاش:......خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد ہارون، محمد بن یاقوت اور ابراہیم بن رائق کے ہمراہ مدائن چلا گیا مونس نے اس کے دوسرے بیٹے ابوالعباس کو تخت خلافت پر بٹھانے کا ارادہ کیا مگر وہ اس وقت نہایت کمسن تھا اس کے وزیر ابویعقوب اسماعیل نوبختی نے ملامت کی کہ اسے کم سن کو تخت خلافت پر بیٹھانا خلاف مصلحت ہے جو ابھی آغوش مادر میں پرورش پا رہا ہے مناسب یہ ہے کہ اس کے بھائی ابومنصور محمد بن معتضد کو تخت خلافت پر بٹھا دو۔

قاہر باللہ کی تخت نشینی:......چنانچہ مونس نے مجبوراً منظور کرلیا اور دارالخلافت میں اس کو بلوا کر کے شوال ۳۲۰ھ کے آخر میں اسکی خلافت کی

---

[1] ......تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۸ میں لکھا ہے کہ مقتدر کی خلافت چوبیس سال گیارہ مہینے اور سولہ دن رہی، مروج الذہب اور تاریخ ابوالفداء میں بھی یہی لکھا ہے۔ (مترجم)

بیعت کر لی اور القاہر باللہ'' کا لقب اسے دیا اس کے بعد مونس نے اپنی اور اس کے حاجب بلیق اور اس کے بیٹے علی کے لئے امان کا خلیفہ قاہر سے حلف لیا اور علی بن مقلہ کو فارس سے بلو کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور عہدۂ حجابت پر علی بن بلیق کو مامور کیا۔

مقتدر کی والدہ پر تشدد:...... تکمیل بیعت کے بعد مقتول خلیفہ مقتدر کی ماں کو گرفتار کیا گیا اور مال کے حصول کے لئے اس پر تشدد کیا گیا جب اس میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اس بات پر مجبور کیا گیا کہ فقہاء اور قضاۃ کے سامنے اپنے اسباب کی منسوخی کا اظہار دے مقتدر کی ماں نے انکار کر دیا مگر پھر مجبوری میں فقہاء و قضاۃ کے سامنے اپنے اسباب کی منسوخی کی گواہی دے دی چنانچہ اسی وقت ان کو بیچنے پر ایک شخص کو مقرر کیا گیا جس کو لشکریوں نے اپنے روز ینے اور تنخواہوں کے بدلے میں خرید لیا اس کے بعد خلیفہ مقتدر حاشیہ نشینوں سے بطور جرمانہ روپے وصول کئے گئے اور مقتدر کے بیٹوں کی تلاش میں سرگرمی اور مستعدی کا حکم دیا چند دنوں کے بعد ابوالعباس راضی اپنے بھائیوں سمیت گرفتار ہو گیا اس سے رقم کا مطالبہ کیا گیا اور جب وصول نہ ہوئی تو علی بن بلیق نے اپنے کاتب (سکریٹری) حسین بن ہارون کے حوالہ کر دیا اس نے ان کو نہایت عزت و احترام اور آرام سے رکھا ان لوگوں کے گرفتار ہو جانے کے بعد وزیر السلطنت ابن مقلہ نے بریدی اور اس کے بھائیوں اور مصاحبوں کو گرفتار کرا کے بہت بڑی رقم وصول کر لی۔

مقتدر کے ساتھیوں کے حالات:...... آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد مدائن چلا گیا تھا اس کے ہمراہ ہارون بن غریب الحال مفلح محمد بن یاقوت رایق چلے گئے تھے پھر کچھ عرصے بعد مدائن سے واسط چلے گئے تھوڑے دن وہاں قیام پذیر رہے اہل واسط نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ یہ روپوشی کب تک تم لوگوں کی جان بچائے گی آخر ایک نہ ایک دن راز فاش ہو جائے تو اس وقت تمہاری جان کے لالے پڑ جائیں گے بہتر یہ ہے کہ تم لوگ خلیفہ قاہر سے امن حاصل کر کے روپوشی ختم کر دو۔

ہارون کی امان طلبی:...... ان میں سے سب سے پہلے ہارون نے اس کی ابتدا کی ایک درخواست اس مضمون کی لکھ کر دار الخلافت بغداد بھیجی ''مجھے امن دیا جائے اور مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے مجھے واپس دے دیا جائے میں تین لاکھ دینار تاوان ادا کرنے کے لئے تیار ہوں'' خلیفہ قاہر اور مونس نے درخواست منظور کر لی اور اماں نامہ لکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی کوفہ، ماسبدان اور مہر جانقذق کی حکومت بھی عطا کر دی ہارون امان نامہ اور سند حکومت پانے کے بعد بغداد چلا گیا۔

عبدالواحد بن مقتدر:...... پھر عبدالواحد بن مقتدر اپنے باقی ہمراہیوں سمیت واسط سے سوس اور بازار اہواز کی طرف آیا اور شاہی عمال کو وہاں سے نکال کر خراج خود وصول کر لیا اور اہواز میں قیام کر دیا جب دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو مونس نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بلیق کو روانہ کیا اس لشکر کی روانگی کا مشورہ ابوعبداللہ بریدی نے دیا تھا اور جو اس نے پچاس ہزار دینار اہواز گورنری حاصل کرنے کے لئے پیش کئے تھے وہی اس لشکر کے خراجات میں کام آئے وہ خود بھی اس مہم میں بلیق کے ہمرکاب تھا کوچ و قیام کرتا ہوا شاہی لشکر واسط پہنچا اور پھر واسط سے سوس کی جانب روانہ ہو گیا عبدالواحد اس نقل و حرکت سے مطلع ہو کر اپنے ساتھیوں سمیت اہواز سے تستر آ گیا تستر پہنچنے پر اس کے تمام سپہ سالاروں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور بلیق سے امن کی درخواست کر دی مگر ابن یاقوت، مفلح اور مسرور خادم نے عبدالواحد کا ساتھ نہ چھوڑا۔

عبدالواحد کو امن:...... اس علیحدگی کا باعث محمد بن یاقوت تھا اس نے تن تنہا سارے مال پر قبضہ کر رکھا تھا کوئی شخص بغیر اجازت اس کے ایک دانہ لینے کا مختار نہ تھا اس وجہ سے دوسرے سپہ سالاروں کو الجھن پیدا ہوئی علیحدہ ہو کر اپنے اور عبدالواحد ابن مقتدر کے لئے امان حاصل کر لی اور بلیق کے پاس آ گئے اس کے بعد محمد بن یاقوت نے امان کی درخواست کر دی خلیفہ قاہر اور مونس کی ذمہ داری پر اس کو امان دے دی گئی چنانچہ سب کے سب بغداد چلے آئے خلیفہ قاہر عزت و احترام سے پیش آیا اور عبدالواحد کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا تھا اسے واپس کر دیا اور جو اس کی والدہ سے بطور جرمانہ وصول کیا تھا وہ بھی واپس کر دیا ان واقعات کے بعد ابوعبداللہ بریدی صوبہ فارس پر قابض و متصرف ہو گیا اور اس کے اعزہ واقارب پھر اس صوبہ پر حکومت کرنے لگے،

مونس کو دھڑکا:...... جس وقت محمد بن یاقوت اہواز سے واپس آیا خلیفہ قاہر نے اس کو اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت کر دیا چونکہ محمد اور وزیر

السلطنت علی بن مقلہ کے درمیان ناصافی تھی یہ بات اس کو ناگوار گزری لہٰذا مونس کو یہ جھانسہ دیا کہ محمد بن یاقوت اور خلیفہ قاہر تمہاری مخالفت پر متحد ہو رہے ہیں اور عیسیٰ طبیب اس معاملہ کا راز دار ہے مونس نے علی بن بلیق کو حکم دیا کہ عیسیٰ طبیب کو بلا لاؤ عیسیٰ طبیب اس وقت خلیفہ قاہر کے پاس بیٹھا ہوا تھا علی بن بلیق نے عیسیٰ کو گرفتار کر کے مونس کے سامنے پیش کر دیا مونس نے عیسیٰ کو موصل بھیج دیا۔

مونس کے اقدامات:......اس کے بعد علی بن بلیق نے خلیفہ قاہر کی نگرانی پر احمد بن زیرک کو متعین کر دیا پھر خلیفہ کے محل میں آنے جانے والوں کی تلاشی لی جانے لگی یہاں تک کہ برقعہ پوش عورتیں قصر خلافت میں آمد و رفت رکھتی تھیں اس خیال سے کہ کوئی خط و رقعہ قاہر تک نہ پہنچا دیں ،ان کے چہروں اور سروں سے بھی چادریں اتار لی جاتی تھیں برتن بھی کھول کر دیکھے جاتے تھے قیدیوں کو دارالخلافت سے علی بن بلیق نے اپنے مکان میں منتقل کر لیا ان میں مقتدر کی ماں بھی تھی علی نے اس کی بڑی عزت کی اور اپنی ماں کے پاس ٹھہرایا یہاں تک ماہ جمادی الثانی ۳۲۱ھ میں اس کی وفات ہوگئی۔

خلیفہ قاہر کے اقدامات:......تھوڑے دنوں بعد خلیفہ قاہر کو اس بات کا احساس ہوگیا کہ یہ ساری کاروائیاں مونس اور ابن مقلہ کی ہیں اس لئے خشونت اور تند مزاجی سے کوئی کام نہیں چلے گا بلکہ تدبیر اور حکمت عملی سے کام لینا چاہئے ۔طریف سبکری اور بشری مونس کے خادم تھے مگر اسلئے کہ اسنے بلیق اور اس کے بیٹے کو بڑے بڑے عہدے دے رکھے تھے مونس سے کشیدہ خاطر ہو چکے تھے ،اسی زمانہ میں لشکر ساجیہ ❶ موصل سے آیا ہوا تھا مونس نے وعدہ کے مطابق آپ کو انعامات نہ دیئے جس سے ساجیہ کو بھی ناراضگی پیدا ہوگئی خلیفہ قاہر نے ان لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا مونس اور بلیق کی طرف سے کہ خوب بھڑکا دیا اور ابن جعفر محمد بن قاسم بن عبداللہ کو جو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا مشیر خاص اور بااعتماد تھا یہ جھانسہ دیا کہ میں تم کو عہدۂ وزارت عطا کر دوں گا تم ابن مقلہ کے حالات اور خیالات سے مجھے مطلع کیا کرو۔

ابن مقلہ وغیرہ کی سازش:......اتفاق یہ کہ ابن مقلہ کو ان باتوں کی اطلاع مل گئی اور مونس اور بلیق سے اس کا تذکرہ کر دیا چنانچہ ان سب جمع ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ قاہر کو تخت خلافت سے اتار دینا چاہئے ۔اس کے بعد بلیق اور اس کے بیٹے علی اور ابن مقلہ وزیر السلطنت اور حسن بن ہارون نے مشورہ کر کے ابواحمد بن مکتفی کی خلافت کی بیعت کرنے اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری اور خلیفہ قاہر کی مخالفت کی قسمیں کھالیں ،پھر اس مجلس سے اٹھ کے مونس کے پاس گئے اور اس کو ان واقعات کی اطلاع دی مونس نے کہا ''ذرا صبر کرو خلیفہ قاہر سے مخالفت فی الحال ظاہر نہ کرو۔ جب تک کہ یہ نہ معلوم کر لو کہ سپہ سالار اور فوج ساجیہ اور حجریہ ❷ میں سے کس کس نے خلیفہ قاہر سے ساز کی ہے مگر ان لوگوں نے اس رائے پر عمل نہ کیا اور خلیفہ قاہر کی معزولی میں جلد بازی کی لہٰذا مجبور ہو کر مونس نے اجازت دے دی اور یہ مشورہ دیا کہ تم لوگ یہ مشہور کر دو کہ ابوطاہر قرامطی کوفہ میں آ گیا ہے علی بن بلیق اس کی روک تھام کے لئے کوفہ جانے والا ہے اس بہانے سے اجازت لینے اور رخصت ہونے کے لیے علی بن مقلہ قصر خلافت میں جائے اور خلیفہ قاہر کو گرفتار کر لے۔

ابن مقلہ کا حربہ کامیاب:......ابن مقلہ نے مشورے کے مطابق اس مضمون کا ایک خط خلیفہ قاہر کی خدمت میں بھیجا اتفاق سے جب اس خط کا جواب دربار خلافت سے آیا اس وقت ابن مقلہ سو رہا تھا چنانچہ بیدار ہو کر دوسرا خط بھی اس مضمون کا روانہ کر دیا خلیفہ قاہر کو اس سے شبہ پیدا ہو گیا اس دروان طریف سبکری (مونس کا غلام) عورتوں کے لباس میں حاضر ہوا اور دست بوسی کے بعد ابن مقلہ اور حسن بن ہارون وغیرہ کی سازش ،احمد بن مکتفی کی بیعت خلافت اور ابن بلیق کا رخصتی کے بہانے حاضر ہو کر خلیفہ قاہر کو گرفتار کرنے کی سازش شروع سے آخر تک گوش گزار کر دی خلیفہ قاہر یہ واقعات سن کر متنبہ اور ہوشیار ہو گیا اسی وقت فوج ساجیہ کو بلوا کر قصر خلافت کی دہلیز کونوں اور راستوں میں چھپا دیا۔

علی بن بلیق کا فرار:......چنانچہ عصر کے بعد علی بن بلیق اپنے چند مصاحبین کو لے کر قصر خلافت کے دروازے پر حاضر ہوا اور حاضری کی

---

❶......ساجیہ شاہی فوجوں میں سے ایک فوج کا نام تھا جیسا کہ الگ الگ بریگیڈ کو پہچاننے کے الگ الگ نام رکھ لیتے ہیں (شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۳۹۳ (مترجم)

❷......حجریہ : یہ فوج حجر میں رہتی تھی خصوصاً بلاط ملکی میں، اور اس فوج کے جوان خلیفہ کے خاص باڈی گارڈ دستے میں بھی شامل ہوا کرتے تھے۔

اجازت طلب کی مگر خلیفہ قاہر نے اجازت نہ دی ابن بلیق شراب پیئے ہوئے تھا لہٰذا بگڑ گیا اور طیش میں آ کر سخت برا بھلا کہنے لگا چنانچہ خلیفہ قاہر نے فوج ساجیہ کو اشارہ کر دیا شمشیر بکف نکل پڑی۔ اور گالیاں دیتی ہوئی آگے بڑھی، مصاحبین یہ رنگ دیکھ کر بھاگ گئے اور علی بن بلیق تن تنہا ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر دجلہ کو مغربی ساحل کو عبور کر گیا وزیر ابن مقلہ اور حسن بن ہارون بھی یہ خبر سن کر روپوش ہو گئے طریف سبکری سوار ہو کر قصر خلافت کی طرف آیا۔

بلیق کی گرفتاری:......بلیق کو اس واقعہ کی خبر ملی تو علی بن بلیق کے قصر خلافت تک جانے اور ساجیہ کے گالیاں دینے سے مکر گیا اور یہ کہتا ہوا کہ اگر درحقیقت ساجیہ نے ایسی گستاخی کی ہے تو میں ان کو وہ سزا دوں گا جس کے وہ مستحق ہیں قصر خلافت کی جانب روانہ ہو گیا اس کے ساتھ مونس کے چند سپہ سالار بھی تھے خلیفہ قاہر کو بلیق کی حاضری کی اطلاع دی گئی مگر اس نے حاضری کی اجازت نہ دی بلکہ گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دے دیا چنانچہ احمد بن زیرک (افسر پولیس کو) بھی اس کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا گیا لشکریوں کو یہ بات ناگوار گزری لہٰذا شور وغل مچاتے ہوئے قصر خلافت میں حاضر ہو گئے خلیفہ قاہر ان سب کو سمجھا بجھا کر اور یہ وعدہ کر کے کہ ان قیدیوں کا دماغ درست کرنے کے بعد میں رہا کر دوں گا راضی کر دیا چنانچہ لشکریوں کا جمع منتشر ہو گیا۔

مونس معزول طریف افسر:......اس کے بعد خلیفہ قاہر نے مونس کو مشورہ کرنے کے لئے بلوایا مگر مونس نے حاضری سے انکار کر دیا چنانچہ اس کو معزول کر کے اس کی جگہ طریف سبکری کو مقرر کر دیا اور خاتم خلافت کی انگوٹھی دے کر ارشاد کیا ''میں نے اپنے بیٹے عبدالصمد کو وہ اختیارات مرحمت کئے جو خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے محمد کو دیئے تھے اور تم کو میں نے اس کا نائب بنایا اور شاہی فوج کی افسری اور امراء اراکین دولت کی سرداری دی اور خزانوں کی نگرانی بھی سپرد کی اور یہ اختیارات جس طرح مونس کو حاصل تھے وہی میں نے تم کو مرحمت کر دیئے ہیں اب تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اس نمک حرام احسان فراموش مونس کو بلالاؤ ورنہ جب تک وہ اپنے مکان میں موجود رہے گا اس وقت تک فسادیوں اور بدطوروں کا جگھٹا رہے گا اور طرح طرح کے فسادات اٹھتے رہیں گے۔

مونس کی گرفتاری:......چنانچہ طریف قصر خلافت سے نکل کر مونس کے گھر گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ قاہر نے تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو امان دی ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ قصر خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کر وورنہ اس خانہ نشینی اور مخالفت کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا کہیں خلیفہ قاہر کوئی برا خیال نہ پیدا ہو جائے میں ذمہ لیتا ہوں وہ فی الحال تم کو کسی قسم کا تکلیف نہیں پہنچائے گا چنانچہ مونس سوار ہو کر قصر خلافت میں داخل ہو گیا خلیفہ قاہر نے اس کے سامنے آنے سے پہلے ہی گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دے دیا طریف کو اسے ایک گونہ ندامت ہوئی۔

نیا وزیر ابوجعفر:......مونس کی گرفتاری کے بعد خلیفہ قاہر نے وزارت کا عہدہ ابوجعفر محمد بن قاسم بن عبیداللہ کو دیا اور مونس، بلیق، علی بن بلیق ،ابن مقلہ وزیر السلطنت، ابن زیرک اور ابن ہارون کے مکانات کی نگرانی کا حکم صادر کر دیا جتنا مال واسباب سامان ان کے مکانوں میں تھا ضبط کر لیا گیا ابن مقلہ کا مکان جلا کر خاک وسیاہ کر دیا گیا، محمد بن یاقوت دربار خلافت میں حاضر ہو کر عہدۂ حجابت کو انجام دینے لگا۔ اس سے طریف اور فوج ساجیہ کو ناراضگی پیدا ہوئی۔ چنانچہ محمد بن یاقوت کو اس کی خبر مل گئی تو وہ روپوش ہو گیا اور موقع پا کر اپنے باپ کے پاس فارس چلا گیا خلیفہ قاہر نے اس کی اس حرکت پر محمد بن یاقوت کو عتاب آموز خط تحریر کیا اور صوبہ اہواز کی گورنری طریف کو عنایت کر دی۔

طریف اور مونس:......طریف سبکری کا مونس اور بلیق سے منحرف اور ناراض ہونے کا یہ سبب تھا کہ مونس نے بلیق اور اس کے بیٹے علی کا رتبہ ومنزلت طریف سبکری سے بڑھا دیا تھا حالانکہ یہ دونوں طریف کے خادم اور ماتحت تھے یہ دونوں مونس کی قدر افزائی پر ایسے اترائے کہ طریف کا ادب کرنا تک چھوڑ دیا اور نوبت اس حد تک پہنچ گئی کہ بلیق نے طریف کو اکثر صوبوں کی حکومت سے معزول کرا دیا۔ لیکن پھر اس ندامت کو دور کرنے کے خیال سے بلیق نے وزیر السلطنت ابن مقلہ سے طریف کی سفارش کی کہ اس کو مصر کا گورنر مقرر کر دیئے چنانچہ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے سفارش منظور فرمالی۔ علی بن بلیق کو اسکی خبر مل گئی تو طریف کو گورنر بنا کر مصر بھیجنے سے روک کر اپنی درخواست پیش کر دی اور سند حکومت حاصل کر کے اپنے نائب

کو بھیج دیا طریف کو اس سے سخت رنجیدگی ہوگئی اسی دن سے موقع ومحل کا انتظار کرنے لگا۔

ساجیہ کی ناراضگی کی وجہ: ..... فوج ساجیہ کی کشیدگی اور خلیفہ قاہر کی طرف مائل ہونے کی یہ وجہ تھی کہ یہ فوج مونس کے ساتھ موصل میں تھی خلیفہ مقتدر کے قتل ہونے کے وقت بھی اس کی معین ومددگار تھی مونس اس سے ہمیشہ ترقی وانعام کے وعدہ کرتا آ رہا تھا یہاں تک کہ خلیفہ قاہر تخت خلافت پر متمکن ہوگیا اور مونس کو امور سلطنت کے سفید وسیاہ کے اختیارات حاصل ہوگئے مگر اس فوج کے حقوق پر مونس کی نظر نہ پڑی۔

موتمن خادم اور صندل: ..... فوج ساجیہ کے کمانڈروں میں ایک کمانڈر صندل تھا اس کا ایک خادم موتمن نامی تھا صندل نے ان کو فروخت کر دیا تھا وہ رفتہ رفتہ خلیفہ قاہر تک خلافت سے پہلے پہنچ گیا لہٰذا جس وقت خلیفہ قاہر تخت خلافت پر متمکن ہوا تو موتمن کو خلیفہ کے تمام خادموں کا انچارج بنادیا کچھ دن بعد خلیفہ قاہر، نمک حرام اراکین دولت یعنی مونس اور بلیق کی سازشوں میں گرفتار ہوگیا۔ ڈوبتے ہوئے کی طرح ہر چیز پر ہاتھ مارتا تھا کہ شاید اسی کے ذریعہ سے نجات مل جائے، مگر کچھ بن نہ پڑتی تھی ایک روز موتمن کو بلوا کر کہا ''کہ تم صندل کے پاس جاؤ جس نے تمہیں فروخت کیا تھا وہ فوج ساجیہ کا ایک کمانڈر ہے اور اس سے میری شکایت کرو اگر وہ میری شکایت کا جواب دے تو اسے بلیق اور علی بن بلیق کی سازشوں اور بدمعاملگی اور میری مجبوری کا حال بیان کر دینا اور اگر اس کے خلاف دیکھا تو خاموش رہنا'' چنانچہ موتمن رخصت ہو کر صندل کے پاس آیا اور جس طرح خلیفہ قاہر نے کہا گا اس پر عمل کیا۔ صندل نے جواب دیا ''امیر المومنین تو نام کے خلیفہ ہیں وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کر سکتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کو ان سازشوں سے جو ان دنوں اراکین دولت کر رہے ہیں نجات مل جائے تو ہم تم اور ہر شخص اپنے حق کو پہنچ سکتا ہے'' موتمن یہ سن کر خاموش ہوگیا اور لوٹ کر خلیفہ قاہر کی خدمت میں آ گیا۔

خلیفہ قاہر اور صندل: ..... خلیفہ قاہر نے سارے حالات سن کر کچھ تحائف موتمن کے ذریعے صندل کی بیوی کے پاس روانہ کئے اور یہ سمجھا دیا کہ تم اس کے سامنے میرے محاسن اخلاق اور سخاوت کو بیان کر کے یہ ظاہر کرنا آج خلیفہ نے اپنے خدام کو بہت سی چیزیں عطا کی ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں ان کو میں اپنی طرف سے آپ کو بطور تحفہ دیتا ہوں اگر تم خلیفہ کی خدمت میں حضوری کا شرف حاصل کرو تو خلافت میں حاضر ہوگئی خلیفہ قاہر نے بالمشافہ اس سے جو کہنا تھا کہہ دیا اور اس کے ذریعہ صندل کے پاس اپنے قلم خاص سے ایک رقعہ لکھ کر روانہ کیا جس میں صندل اور اس کے ساتھیوں کو جاگیریں، انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کیا تھا۔

صندل کی کاروائی: ..... صندل نے وہ رقعہ دیکھ کر فوج ساجیہ کے کمانڈر سیما کو اپنا ہم راز بنالیا پھر دونوں نے باتفاق رائے طریف سبکری کو اس راز سے آگاہ کر دیا کیونکہ ان لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ اس کو مونس سے ناراضگی ہے اور یہ موقع ومحل کا منتظر ہے، طریف نے اس شرط سے ان لوگوں کا ساتھی بننا منظور کیا کہ مونس بلیق اور ابن بلیق کو کوئی جانی صدمہ نہ پہنچنے پائے اور مونس کے مرتبہ اور منزلت میں کوئی فرق نہ پڑے ان سب نے قسمیں کھائیں۔ اس کے بعد طریف نے یہ استدعا کی کہ خلیفہ قاہر کا خط اس کے ہاتھ لکھا ہوا آئے گا تو میں بسر وچشم یہ مصیبت ٹالنے کے لئے موجود ہوں ان لوگوں نے خلیفہ قاہر کو پاس یہی پیغام بھیج دیا اس کے بعد طرف سے اتنا اور بڑھا دیا کہ میں ہمیشہ نماز پڑھایا کروں گا جمعہ اور جماعت میں حاضر ہوں گا حج اور جہاد کرنے کو جاؤں گا۔ دادخواہی کیلئے میں خود مجلس عدل میں بیٹھوں گا۔

طریف کے اقدامات: ..... فوج ساجیہ کو ملا لینے کے بعد طریف نے خلیفہ کے محل کے محافظوں کو بھی اپنا ہمصفیر بنالیا ابن بلیق نے ان لوگوں کو قصر خلافت کے مکانات سے نکلوا کر اپنے خادموں کو ٹھہر دیا تھا اس لئے قصر خلافت کے محافظوں کو ابن بلیق سے کشیدگی پیدا ہوگئی تھی طریف نے انہیں بہلا پھسلا کر خلیفہ قاہر کا حامی بنا دیا اتفاق سے ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس کی خبر پہنچ گئی تو انہوں نے فوج ساجیہ کے کمانڈروں اور محافظین قصر خلافت کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا مگر فتنہ وفساد کے خوف سے اس فعل سے باز رہے، پھر یہ رائے قائم کی کہ کسی بہانے سے خلیفہ قاہر کے پاس پہنچ کر اسے گرفتار کر لینا چاہئے چونکہ خلیفہ قاہر نے اس خطرہ کو پہلے ہی پیش نظر رکھا تھا بیماری کے بہانے سے باہر نہیں آتا تھا اور نہ ہی کوئی شخص اس کی خدمت میں جا سکتا تھا اس لئے ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس ارادے میں بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی لہٰذا اصلاح مشورہ کر کے قرامطہ کے آنے کی خبر اڑا دی جیسا کہ ہم

اوپر بیان کر آئے ہیں۔

ابن مکتفی اور ابن بلیق کا قتل:......الغرض مونس کی گرفتاری کے بعد عہدہ حجابت پر سلامت طولونی کو مامور کیا گیا کوتوالی پر احمد بن خاقان، عہدہ وزارت پر ابن مقلہ کے بجائے ابوجعفر محمد بن قاسم بن عبیداللہ کو، اس نظم ونسق سے فارغ ہو کر خلیفہ قاہر نے تمام شہر میں اعلان کرا دیا کہ جو لوگ روپوش ہیں حاضر ہو جائیں ان کو امن دیا جاتا ہے ان کا مال واسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے واپس دے دیا جائے گا اور جو شخص حاضر نہ ہو گا اس کا مکان گرا دیا جائے گا اور مال واسباب ضبط کر لیا جائے گا اس کے بعد ابواحمد بن مکتفی کی تلاش شروع ہوئی بڑی کوشش اور تلاش کے بعد ہاتھ آیا خلیفہ قاہر نے اشارہ کر دیا تو اسے دیوار میں چن دیا گیا اور یوں وہ مر گیا پھر علی بن بلیق گرفتار ہو کر پیش کیا گیا اس کو بھی سزائے قتل دے دی گئی۔

بلیق اور مونس کا قتل:......شعبان ۳۲۱ھ میں لشکریوں میں پھر شورش پیدا ہو گئی مونس کے ساتھی بھی اس فتنہ وفساد میں شریک تھے وہ شور وغوغا مچاتے ہوئے قصر خلافت کے قریب پہنچ گئے اور وزیر السلطنت ابوجعفر کے محل میں آگ لگا دی پھر مونس کو رہا کرو، مونس کو رہا کرو، چلاتے ہوئے قصر خلافت کی طرف بڑھے خلیفہ قاہر لشکریوں کا شور وغل سن کر اس مکان کی طرف گیا جہاں پر بلیق قید تھا اور خادموں کو اشارہ کر دیا چنانچہ بلیق کی گردن اتار لی گئی اس کا سر لے کر مونس کے پاس آیا مونس اسے دیکھ کر گھبرا گیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر بلیق کے قاتل پر لعن کرنے لگا اتنے میں خلیفہ قاہر نے حکم دیدیا چنانچہ اس کا بھی سر اتار لیا گیا اس کے بعد دونوں سروں کو نیزوں پر رکھ کر تشہیر کرا کے خزانہ میں رکھ دیا لشکری اور مونس کی ساتھی اس خوفناک منظر کو دیکھ کر تھرّا گئے اور بغیر کسی تحریک کے سب کے سب منتشر ہو گئے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ علی بن بلیق کو اس کے باپ بلیق اور مونس کے بعد مارا گیا کیونکہ یہ روپوش تھا بلیق اور مونس کے قتل کے بعد اس کی گرفتاری ہوئی تھی۔

ابوجعفر کی گرفتاری:......ابو یعقوب اسحاق بن اسماعیل نوبختی بھی اس فتنہ وفساد میں مشتبہ ہو گیا تھا خلیفہ قاہر نے اس کو وزیر السلطنت ابوجعفر کے پاس سے گرفتار کرا کے جیل میں ڈال دیا ارا کین سلطنت اور لشکر کے کمانڈرروں کو خلیفہ قاہر کی اس تند مزاجی سے سخت اندیشہ پیدا ہو گیا ساجیہ اور قصر خلافت کے محافظین بھی اس معاملہ میں دخل در معقولات کرنے سے خائف اور نادم ہوئے ابو یعقوب کے بعد وزیر السلطنت ابوجعفر کی گرفتاری کی باری آئی اسے تین ماہ پندرہ یوم وزارت کرنے کے بعد گرفتار کیا گیا اس کی اولاد، اس کا بھائی عبیداللہ اور اس کے خدام کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا ابو جعفر قید ہونے کے اٹھارہویں دن مر گیا۔

پھر اس کی جگہ ابوالعباس احمد بن عبیداللہ بن سلیمان خصیبی کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا، وزیر السلطنت ابوجعفر کے قید ہونے کے بعد طریف ایک بااثر شخص باقی رہ گیا تھا جس کا اقتدار خلیفہ قاہر کی آنکھوں میں کانٹا سا کھٹکتا تھا فوج اور ملک کو اس کا پاس ولحاظ تھا ایک دن خلیفہ قاہر نے اس کو اپنے دربار خاص میں بلوالیا جیسے ہی اس نے حاضر ہو کر دست بوسی کی، گرفتاری کا حکم دے دیا گیا چنانچہ خدام نے گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا یہاں تک کہ خلیفہ قاہر معزول کیا گیا۔

حکومت بنی بویہ کی ابتدا:......بنی بویہ کا مورث اعلیٰ ابوشجاع بویہ نامی ایک دیلمی تھا اس کے تین لڑکے تھے عماد الدولہ ابوالحسن علی، رکن الدولہ ابوعلی حسن اور معز الدولہ ابوالحسن احمد، ابن ماکولا نے اس کا سلسلہ نسب بہرام گور بن یزدجرد کی طرف نسباً منسوب کیا ہے ابن مسکویہ نے یزدجرد شہریار کی طرف، مگر یہ نسب بے بنیاد ہے کیونکہ کسی قوم کی ریاست وسرداری ان کے شہر والوں کے علاوہ اور کسی کو حاصل نہیں ہوا کرتی جیسا کہ ہم مقدمۃ الکتاب میں بیان کر چکے ہیں۔ ❶

بہرکیف جس وقت دیلم نے اطروش کے ہاتھ اسلام قبول کیا اور اطروش ان کے زور بازو کی وجہ سے طبرستان اور جرجان وغیرہ پر قابض ومتصرف ہوا تو اس کے نامور سپہ سالار ماکان بن کالی، لیلیٰ بن نعمان، اسفار بن شیرویہ اور مرداویج بن وزیار تھے، یہ لوگ بڑے بڑے نواب اور حاکم تھے ان

❶......دیکھیں مقدمۃ تاریخ ابن خلدون

لوگوں نے پہلے صوبہ طبرستان کو دبالیا اس کے بعد دولت عباسیہ کی تنزلی کے وقت ملک گیری کے خیال سے اسلامی علاقوں کے اطراف و جوانب میں پھیل گئے انہی خروج کرنے والوں کے ساتھ بنی بویہ بھی نکل پڑے۔

مرداویج کے پاس:......بنی بویہ ماکان بن کالی کی فوج کے سرداروں میں سے تھے پھر جب اسفار بن شیرویہ کے قتل کے بعد مرداویج اور ماکان بن کالی کے درمیان اختلاف ہوا وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور مرداویج نے تنہا طبرستان و جرجان پر قبضہ کرلیا تو بنی بویہ ماکان سے یہ کہہ کر مرداویج کے پاس آ گئے چونکہ ہم لوگوں کا خرچ زیادہ ہوگیا ہے ہمارے اہل و اعیال بہت زیادہ ہیں اور آپ اس بھاری بوجھ کے متحمل نہیں ہوسکتے اس وجہ سے ہم لوگ مرداویج کے پاس چلے جاتے ہیں جس وقت آپ کا انتظام درست اور کاروبار حکومت چست ہو جائے گا آپ کے پاس آ جائیں گے چنانچہ مرداویج نے بنی بویہ کو اعزاز و احترام سے ٹھہرایا اور خلعتیں دیں اس کے بعد ماکان کے سپہ سالاروں کے ایک گروپ نے مداویج سے امن کی درخواست کی جسے مرداویج نے قبول کرلیا اور ہر ایک سپہ سالار کو اطراف جبل میں ایک ایک شہر کی حکومت عنایت کر دی چنانچہ عمادالدولہ کو کرخ ❶ کی حکومت سپرد کی یہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔

عمید کے پاس:......غرض سارے بنی بویہ مرداویج سے رخصت ہوکر رے کی جانب روانہ ہوگئے ان دنوں رے کا حاکم پر وشمکیر بن وزیار مرداویج کا بھائی تھا اس کے ساتھ اس کا وزیر حسین بن محمد ملقب بہ عمید بھی تھا، عمادالدولہ نے رے میں پہنچ کر عمید سے ملاقات کی کچھ سامان اور ایک خچر بطور تحفہ پیش کیا مرداویج کو اس کی خبر مل گئی وہ سمجھ گیا کہ ماکان کے سرداروں کو سرداری و حکومت دے کر میں نے غلطی کر دی، یہ لوگ چلتے ہیں پرزے ہیں جو کچھ نہ کچھ کر گذریں وہ کم ہے اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بھائی وشمکیر کو ان لوگوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی عمادالدولہ کرخ کی طرف روانہ ہو چکا تھا لہٰذا اور لوگ تو گرفتار کر لئے گئے یہ باقی رہ گیا، وشمکیر نے اس کو واپس لانے کے لئے آدمیوں کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا مگر فتنہ و فساد کے خوف سے خاموش ہوگیا۔

عمادالدولہ کرخ میں:......عمادالدولہ نے کرک میں پہنچ کر حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا خرمیہ کے دو چار ٹکڑے بھی فتح کر لئے چنانچہ بڑا مال ہاتھ لگا مگر وہ سب کا سب لشکریوں کو دیدیا جس سے لشکریوں کو اس سے محبت ہوگئی اور عوام الناس کے قلوب عدل و انصاف اور داد و دہش کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہوگئے تھوڑے ہی دنوں میں اس کا جاہ و جلال اور رعب و داب بھی بڑھ گیا اس زمانہ میں مرداویج طبرستان میں مقیم تھا طبرستان سے رے واپس آ کر سپہ سالاروں کی اس جماعت کو جو رے میں نظر بند تھی رہا کر کے کرخ بھیج دیا، عمادالدولہ نے ان سپہ سالاروں کی بہت بری عزت کی اور اخلاق و محبت سے پیش آیا اور مال و اسباب سے مالا مال کیا اس طرح ان لوگوں کو عمادالدولہ کی جانب طبعی میلان ہوگیا، مرداویج نے یہ خبر پا کر ان لوگوں کو بلوالیا مگر عمادالدولہ نے ان کو بھیجنے سے انکار کر دیا چنانچہ مرداویج کو اپنے کئے پر سخت ندامت ہوئی اسی دوران شیرزاد نامی دیلمی سپہ سالار نے عمادالدولہ سے صلح کر لی۔

اصفہان پر چڑھائی:......عمادالدولہ کی قوت اس کے مل جانے سے بڑھ گئی چنانچہ جنگ کی تیاری کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی ان دنوں اصفہان میں مظفر بن یاقوت حکومت کر رہا تھا، دس ہزار فوج اس کی قبضہ میں تھی اور محکمہ خراج کا انچارج ابوعلی بن رستم تھا، عمادالدولہ نے بڑی نرمی سے کہلوایا کہ تم لوگ دارالخلافت بغداد جا کر معذرت کرو اور امیر المومنین کی اطاعت قبول کرلو میں تمہارے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرنے کو تیار ہوں مگر مظفر اور ابوعلی نے اس بات کو منظور نہیں کیا اتفاق سے انہی دنوں میں ابوعلی مرگیا جو خلیفہ قاہر کی اطاعت کو نہایت ناپسند سمجھتا تھا مظفر نے اصفہان سے تین کوس باہر نکل کر مورچہ قائم کیا اس کے لشکر میں چھ سو دیلمی اور اہل جبل تھے ان لوگوں نے عمادالدولہ کے حالات اور کریمانہ عادات سن کر عمادالدولہ سے امن حاصل کرلیا اور اس کے بعد لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی عمادالدولہ کے لشکر میں صرف نو سو سوار تھے اور مظفر تقریباً دس ہزار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں آیا تھا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا چنانچہ عمادالدولہ نے اصفہان میں داخل ہوکر اپنی کامیابی کا پھریرہ اڑا دیا۔

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۳ پر کرخ کے بجائے کرج تحریر ہے۔

مرداویج کا حسد:......اس واقعہ سے جتنی خلیفہ قاہر کوخوشی ہوئی اس سے کئی گنا زیادہ مرداویج کوصدمہ پہنچا اور اسے یہ خیال پیدا ہوگیا کہ کہیں ہمارے مقبوضات ہمارے ہاتھ سے نکل نہ جائیں لہٰذا چاپلوسی سے عماد الدولہ کولکھ بھیجا کہ تم میرے ہی بنائے ہوئے حاکم ہو میری اطاعت قبول کرلو میں تم کوفوج ولشکر سے مدد دوں گا، اور قاصد روانہ کرنے سے پہلے اپنے بھائی وشمکیر کوایک بڑی فوج کے ساتھ عماد الدولہ پر حالت غفلت میں شبخون مارنے روانہ کردیا جاسوسوں نے عماد الدولہ کواس کی اطلاع کردی چنانچہ اس نے اصفہان چھوڑ کرارجان کارخ کرلیا، ابوبکر بن یاقوت گورنرارجان عماد الدولہ کی آمد سے مطلع ہوکر بغیر جنگ کئے ارجان چھوڑ کررامہرمز بھاگ گیا، عماد الدولہ نے ارجان پر قبضہ کرلیا (یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۲۱ھ کا ہے)۔

اس کے بعد ہی وشمکیر مداویج کا بھائی اصفہان پہنچا اور بغیر کسی مزاحمت کے اس پر قابض ہوگیا مگر خلیفہ قاہر کی تحریک وتحریر کی وجہ سے مداویج نے اصفہان کومحمد بن یاقوت کے حوالہ کردیا۔

نوبند جان کا والی اور عماد:......ارجان پر قبضہ کے بعد عماد الدولہ کے پاس ابوطالب زید بن علی نوبند جان کے حاکم کے خطوط آنے شروع ہوئے ہر خط میں یہی لکھتا تھا تم میرے پاس آجاؤ ابن یاقوت سے غافل رہنا خلاف عقل ہے وہ تمہاری فکر میں ہے، عماد الدولہ نے یہ خیال کرکے کہ کہیں ابن یاقوت اوراس کے بیٹے کے محاصرہ میں نہ آجائے ابوطالب کے مشورے پرعمل نہ کیا تب ابوطالب نے یہ سمجھانا شروع کیا کہ مرداویج اور ابن یاقوت میں مصالحت کی گفتگو ہورہی ہے چنانچہ اگران دونوں میں مصالحت ہوگئی تو تمہاری خیر نہیں ہے اور نہ تمہارے اندران دونوں کے مقابلہ کی طاقت ہے، عماد الدولہ باربار اس بات کولکھنے کی وجہ سے متاثر ہوگیا چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۱ھ میں ارجان چھوڑ کرنوبند چلا گیا۔

ابن یاقوت سے مڈبھیڑ:......راستے میں ابن یاقوت کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہوگئی جسے عماد الدولہ نے پہلے ہی حملہ میں شکست فاش دے دی ابن یاقوت نے باقی لشکر کوتیار اور مرتب کرکے چڑھائی کردی عماد الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کوکازرون وغیرہ (مضافات فارس) کی طرف خراج وصول کرنے روانہ کیا ابن یاقوت نے اس واقعہ کی اطلاع پاکرایک لشکر کازرون کی طرف بھیج دیا، رکن الدولہ نے اس کوشکست دیدی اور خراج وصول کرکے اپنے بھائی کے پاس آگیا اس کے بعد عماد الدولہ اس خوف سے کہ مرداویج اور ابن یاقوت کے درمیان موافقت نہ ہوجائے نوبند جان سے اصطخر کی طرف روانہ ہوگیا، چنانچہ ابن یاقوت نے تعاقب کیا اور کرمان کے راستے میں ایک پل پرسامنا ہوگیا اور فریقین میں لڑائی چھڑ گئی عماد الدولہ کے چندسپہ سالاروں نے ابن یاقوت سے امن حاصل کرلیا اوراس کے لشکر میں چلے گئے مگر ابن یاقوت نے ان سب کوقتل کردیا اس سے عماد الدولہ کے سرداروں کے کان کھڑے ہوگئے بعدازاں ان سب نے پوری قوت سے حملہ کیا ابن یاقوت کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی عماد الدولہ نے تعاقب کیا اوراس کی لشکر گاہ کولوٹ لیا (یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۳۲ھ کا ہے) اس معرکہ میں معز الدولہ نے بڑے کارنامے انجام دیئے اور مردانگی اور جنگ لڑنے میں بہت نام کمایا۔

خزانے کی دریافت:......شکست کے بعد ابن یاقوت نے واسط میں جاکر دم لیا اور عماد الدولہ شیراز [1] چلا گیا پھر شیراز اور پورے فارس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا اور امان کا اعلان کرادیا چاروں طرف امن وامان کا ڈنکا بج گیا لشکریوں نے تنخواہیں مانگیں مگر ادائیگی کرنے سے مجبو ہوگیا اتفاق سے چندصندوقیں ہاتھ آگئیں جس کوابن یاقوت چھوڑ گیا تھا اور بنی صفار کے ذخائر بھی مل گئے جن میں پانچ لاکھ دینار سرخ موجود تھے پھر کیا تھا سارا خزانہ معمور ہوگیا اور پُھر استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

ابن یاقوت سے صلح:......ابن یاقوت مرداویج کے قتل تک اہواز میں مقیم رہا اس کے ساتھ اس کا کاتب ابوعبداللہ بریدی بھی تھا مرداویج کے مارے جانے کے بعد ابن یاقوت نے ان علاقوں پر قبضہ کرلیا عماد الدولہ یہ خبرسن کر چڑھ دوڑا اور رفتہ رفتہ مقام عسکر مکرم میں پہنچا اطراف ارجان میں عماد الدولہ اور ابن یاقوت سے جنگ ہوئی اس معرکہ میں بھی ابن یاقوت کوشومئی قسمت سے شکست نصیب ہوگئی اس نے ابوعبداللہ بریدی کو پیغام صلح دے کرعماد الدولہ کی خدمت میں بھیجا چنانچہ عماد الدولہ نے منظور کرلیا اور اہواز کی حکومت پراس کومقرر کرکے واپس آگیا ابن بریدی بھی اس کے ساتھ تھا اس کے بعد اہواز میں ابن یاقوت اور فارس میں عماد الدولہ حکومت کرنے لگا۔

---

[1] (''تجارب الامم'' مصنف ابن مسکویہ جلد ا صفحہ ۲۹۷ـ۲۹۸)

ان واقعات کے بعد عماد الدولہ نے خلیفہ راضی کی خدمت میں سند حکومت حاصل کرنے کے لئے ایک درخواست روانہ کی (خلیفہ راضی خلیفہ قاہر کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے) اور ایک خط وزیر السلطنت ابوعلی بن مقلہ کی خدمت میں بھیجا جس میں دس لاکھ درہم نذر کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت ابوعلی نے منظور کر لیا اور سند حکومت خلعت اور جھنڈا روانہ کئے اس سے عماد الدولہ کی شان وشوکت اور بڑھ گئی، مرداویج کو یہ خبر سننے سے طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے اس کا بھائی وشمکیر خلیفہ قاہر کی معزولی کے بعد اصفہان واپس آ گیا تھا اور محمد بن یاقوت کو اصفہان سے بغداد لوٹا دیا تھا اسی زمانہ میں مرداویج بھی اصفہان پہنچ گیا اور عماد الدولہ کو زیر کرنے کی تدبیر میں مصروف ہو گیا اور اپنے بھائی وشمکیر کو صوبہ رے کی مقصد سے بھیج دیا۔

ابن مقلہ کی سازشیں: ...... خلیفہ قاہر نے مونس اور اس کے ساتھیوں کے قتل کے بعد وزیر السلطنت ابوعلی بن مقلہ اور حسن بن ہارون کی تلاش اور گرفتاری کا حکم صادر کر دیا یہ دونوں روپوش تھے اور در پردہ فوج ساجیہ کے کمانڈروں اور قصر خلافت کے محافظوں سے خط وکتابت کر رہے تھے کبھی ان کو خلیفہ قاہر کی تلون مزاجی کی دھمکی دیتے تھے کہ ایک نہ ایک دن تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو ہمارا اور ہمارے ساتھیوں کا ہوا اور کبھی انعام واکرام کی لالچ دلاتے اکثر اوقات رات کو ابن مقلہ ساجیہ کے سپہ سالاروں کے پاس بھیس بدل کر آتا اور ان پر ظاہر کرتا کہ سیما کو ایک نجومی نے بتایا ہے کہ خلیفہ قاہر کا زوال اس کے ہاتھوں ہوگا اور یہی اس کو قتل اور اس کی حکومت درہم برہم کریگا، غرض ابن مقلہ نے انہی ذرائع سے ساجیہ کے سالاروں کے خیالات بدل دیئے۔

سیما کی نفرت: ...... سیما ساجیہ کا افسر اعلیٰ تھا ابن مقلہ نے سیما کے معبر (خواب کے تعبیر کرنے والے) کو بہت سا مال دے کر ملا لیا اور اس کے ذریعے سیما کو خلیفہ قاہر کی سطوت اور تلون مزاجی سے ڈرانا شروع کیا سنتے سنتے سیما کو خلیفہ قاہر سے نفرت اور رنجش پیدا ہوگئی اس دوران خلیفہ قاہر نے قصر خلافت میں چند گڑھے ❶ اور کنویں کھدوائیے، لگانے بجھانے والوں نے سیما اور ساجیہ کے سپہ سالاروں سے یہ جڑ دیا یہ گڑھے اور کنویں تمہیں ہلاک کرنے کے لئے کھدوائیے گئے ہیں سیما اور ساجیہ کے سپہ سالاروں کو اس سے سخت تشویش پیدا ہوئی اور کشیدگی اور نفرت حد سے بڑھ گئی سیما نے بہ خیال حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے ماتحت سپہ سالاروں اور مشیروں کو جمع کر کے اسلحہ تقسیم کیا اور محافظین قصر خلافت کے سرداروں کو بلا کر خلیفہ قاہر کو معزول کرنے کا مشورہ دیا قسمیں کھائیں اور عہد وپیمان کیا۔

خلیفہ قاہر کی گرفتاری: ...... اس کے بعد ان سب نے اچانک قصر خلافت پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی، خلیفہ قاہر شور وغوغا سن کر بیدار ہو گیا اور بھاگنے کے ارادے سے دروازے کی طرف بڑھا خادم بولے فوج کی کثرت ہے اور راستہ نہیں ہے، مجبور ہو کر حمام کی چھت پر چڑھ گیا اتنے میں بلوائی گھس گئے اور خلیفہ قاہر کو ڈھونڈنے لگے کسی خادم نے بتا دیا، سنتے ہی ایک گروپ حمام کی طرف دوڑ پڑا اور خلیفہ قاہر سے اتر آنے کو کہا مگر خلیفہ قاہر نے انکار کر دیا ان لوگوں نے تیر باری کی دھمکی دی چاروناچار خلیفہ قاہر حمام کی چھت سے نیچے اتر آیا ان سب نے اسے گرفتار کر لیا اور بیڑیاں پہنا کر اس گھر میں لائے جہاں پر طریف سبکری قید تھا اس کو رہا کر کے اس کے بجائے خلیفہ قاہر کو قید کر دیا، یہ واقعہ اس کی خلافت کے ایک برس چھ مہینے بعد کا ہے، وزیر السلطنت خصیبی اور سلامت حاجب بھی اس وحشت ناک خبر کو سن کر بھاگ گئے۔ ❷

بعض مورخین نے خلیفہ قاہر کی معزولی کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد خلیفہ قاہر فوج ساجیہ اور محافظین خلافت پر تشدد کرنے لگا تھا اس کے سرداروں اور سپہ سالاروں کی توہین کرتا، وظائف اور تنخواہ کے معاملہ میں لیت ولعل سے کام لیتا اس طرح ان لوگوں کو شکایتیں پیدا ہو گئیں اور ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگا اتفاق سے اس کے حاجب سلامت کو بھی اس سے خطرہ پیدا ہو گیا کیونکہ وہ اس سے اکثر مال وزر مانگا

---

❶ ...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۵ پر یہاں گڑھوں اور کنووں کے لئے عربی میں مطامیر کا لفظ استعمال ہوا ہے، جو جمع ہے مطمورۃ کی جس کے معنی ہیں زمین دوز گڑھا، اصل میں قاہر ایک تہہ خانہ بنوانا چاہتا تھا جس میں جیل اور ٹارچر سیل ہوتا، چنانچہ اسی کے لئے اس نے بنیادیں کھدوائیں تھیں جنہیں آج کل عربی میں عموماً ,,زنزنہ,, (واحد) یا ,,زنزانات,, (جمع) کہتے ہیں۔

❷ ...... یہ واقعہ قاہر کی خلافت کے سال بھر بعد پیش آیا جیسا کہ ,,تاریخ بغداد,, اور ,,الوافی بالوفیات,, میں ہے۔

کرتا تھاوزیر اسلطنت خصیبی بھی اسی حال میں مبتلا تھااس دوران خلیفہ قاہر نے اپنے محل میں چند گڑھے اور کنویں کھدوائے اس سے ان لوگوں کوشبہ پیدا ہوگیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، اتنے میں قرامطہ کا ایک گروپ فارس سے گرفتار ہوکر بغداد آیا خلیفہ قاہر نے بظاہر ان لوگوں کواس میں قید کر دیا مگر در پردہ ان لوگوں کوفوج ساجیہ اور محافظین قصر خلافت کے مقابلہ پر ابھارنے کی کوشش کی اور ان سے مدد کی درخواست کی ،فوج ساجیہ اور محافظین قصر خلافت کو یہ ناگوار گذرا وزیر السلطنت اور حاجب سے اس واقعہ کوظاہر کیا خلیفہ قاہر نے ان لوگوں کوقصر خلافت سے نکال کرمحمد بن یاقوت کوتوال شہر کے سپرد کر دیا اور حسن سلوک کرنے کی ہدایت کر دی اس سے فوج ساجیہ اور محل کے محافظین کا شبہ اور قوی ہو گیا خلیفہ قاہر بھی علانیہ ان کی برائیاں اور مذمت بیان کرنے لگا، رفتہ رفتہ فوج ساجیہ کی کشیدگی اس حد تک پہنچ گئی کہ اس کومعزول کرنے پر متفق ہوگئی جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔

محمد بن مقتدر الراضی باللہ ۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ

الراضی باللہ کی خلافت:......خلیفہ قاہر کی گرفتاری کے بعد ابوالعباس بن مقتدر کوقید خانہ سے دربار عام میں لایا گیا (یہ اپنی ماں کے ساتھ جیل میں تھا) ماہ جمادی الاول ۳۲۲ھ بدھ کے دن کواسکی خلافت کی بیعت کی گئی اور الراضی باللہ کا مبارک لقب دیا گیا۔

الراضی کے اقدامات:......اس کے بعد خلیفہ راضی نے علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن کوامور سلطنت میں رائے لینے اور مشورہ کرنے کے لئے بلوایا تھوڑی دیر کے بعد یہ دونوں حاضر ہوئے تو عہدہ وزارت پر علی بن عیسیٰ کومقرر کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا علی بن عیسیٰ نے ضعیفی اور بڑھاپے کا عذر کر کے ابن مقلہ کووزیر مقرر کرنے کی رائے ظاہر کی چنانچہ خلیفہ راضی نے ابن مقلہ کوامن دیکر قلمدان وزارت اس کے سپرد کر دیا اور قاضی القضاۃ کوحکم دیا کہ گرفتار خلیفہ قاہر کے پاس جا کراسے ہدایت کروکہ وہ اپنے آپ کومعزول کرلے، قاضی القضاۃ چند عادل گواہوں کے ساتھ محبوس خلیفہ کے پاس گیا اور خود کومعزول کرنے کی ہدایت کی محبوس خلیفہ نے اس سے انکار کیا تواس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں جس سے وہ اندھا ہوگیا۔

وزیر کے اقدامات:......ابن مقلہ نے عہدہ وزارت حاصل کرنے کے بعد خصیبی خلیفہ سابق کے وزیر کوامن دے کر چند صوبوں کا گورنر بنا دیا اور اس کی طرف سے بطور نائب کے فضل بن جعفر بن فرات کوموصل، قروی، باریدی، مارو ین، دیار جزیرہ، دیار بکر، طریق فرات اور صغیر جزریہ، شامیہ اور افواج شام ومصر کے صوبوں پر مامور کیا، خراج، ڈاک اور معاون افسروں کی معزولی اور تقرری کے اختیارات اسے دیئے، بدر حمامی کومحکمہ پولیس کی افسری دی گئی محمد بن رائق کواہواز سے طلب کیا گیا اس نے صوبہ پر قبضہ کر کے ابن یاقوت کوسوس اور جندیساپور کی طرف بھگا دیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن یاقوت کواصفہان کی سند گورنری مل گئی تھی اور یہ اس طرف روانہ ہونے کے ارادے سے تھا اتنے میں خلیفہ قاہر کی خلافت کا خاتمہ ہوگیا اور خلیفہ راضی خلافت پر متمکن ہوا چنانچہ اسے حجابت کے عہدے پر مقرر کرنے کی غرض سے ابن رائق کوخلیفہ راضی نے بلوایا چنانچہ ابن رائق اہواز سے واسط کی طرف روانہ ہوگیا۔

ابن یاقوت بمقابلہ ابن رائق:......ابن یاقوت نے یہ خبر سن کر دربار خلافت میں عہدہ حجابت کی ایک درخواست بھیج دی جو پہنچنے کے ساتھ ہی منظور کر لی گئی ابن یاقوت سامان سفر درست کر کے ابن رائق کے بعد ہی روانہ ہوگیا کسی نے ابن رائق کواس کی اطلاع کر دی اس خیال سے کہ ابن یاقوت سے میں پہلے بغداد پہنچ جاؤں، واسط میں نہ ٹھہرا اور ڈبل کوچ کرتا ہوا بغداد کی طرف روانہ ہوا مگر مدائن میں خلیفہ راضی کا اس کوفرمان ملا کہ دربار خالفت سے تمہارے صوبہ بصرہ کے علاوہ صوبہ واسط کے محکمہ ہائے جنگ اور معاون کی تم کوحکومت عطا کی جاتی ہے لہٰذا بغداد آنے کے بجائے واسط چلے جاؤ چنانچہ مدائن سے دجلہ کے راستے واسط واپس آ گیا واپسی کے وقت راستے میں ابن یاقوت بغداد آتا ہوا ملا کچھ عرصہ کے بعد ابن یاقوت بغداد میں داخل ہوا تو خلیفہ نے اسے عہدۂ حجابت عطا کر کے فوج کی سرداری اور دفاتر کی نگرانی بھی اس کے سپرد کر دی اور یہ حکم دیا کہ مختلف محکموں، مال، اور فوج کے افسران اس سے رابطہ کیا کریں گے، کوئی فرمان تقرری، معزولی، یارہائی یا قید کا بغیر اس کے دستخط کے جاری نہیں ہوگا درحقیقت وزیر تو یہی تھا اور وزیر السلطنت ابن مقلہ اس کی مجلس کا محض ایک ممتاز ومعزز ممبر تھا۔

ھارون کی بغاوت: ......ہارون بن غریب الحال کو خلیفہ قاہر نے کوفہ، دینور اور ماسبدان کا گورنر بنایا تھا جس وقت خلیفہ قاہر کو معزول کیا گیا اور خلیفہ راضی تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو ہارون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تو خلیفہ قاہر کے ماموں کا بیٹا ہوں لہٰذا میرے سوا اور کوئی شخص حکومت وسرداری کا مستحق نہیں ہے، اراکین دولت اور سپہ سالاران لشکر کو انعام اور صلے دینے کا وعدہ کیا اور دینور سے خانقین کی جانب بغداد کے ارادے سے کوچ کر دیا، وزیر السلطنت ابن مقلہ، ابن یاقوت، فوج ساجیہ اور محافظین قصر خلافت کو یہ ناگوار گذرا لہٰذا دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ راضی سے ہارون کی شکایت کر دی۔

ہارون کو روکنے کی کوشش: ......خلیفہ راضی نے ان لوگوں کو ہارون سے مزاحمت کرنے کی اجازت دے دی ان لوگوں نے ہارون کو بذریعہ خط وکتابت بغداد آنے سے منع کیا اور ان صوبوں کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے دو ایک صوبے دینے کا وعدہ کیا مگر ہارون اس طرف ذرا بھی ملتفت نہ ہوا اور نہروان میں پہنچ کر بجبر وتعدی خراج وصول کرنے لگا جس سے اس کا رعب اور داب بڑھ گیا اراکین دولت نے یہ خبر سن کر محمد بن یاقوت کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ ہارون کے طوفان بدتمیزی کے روک تھام کے لئے روانہ کیا جیسے ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں ابن یاقوت کے بعض ساتھی بھاگ کر ہارون کے پاس چلے گئے ابن یاقوت نے ہارون کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور بغداد جانے سے روکا مگر ہارون نے منظور نہ کیا اور یہ کہلوایا کہ میں بغداد جانے کا ارادہ فسخ نہیں کروں گا، ابن یاقوت اس صاف جواب کو سن کر خاموش ہو گیا۔

ہارون کا قتل: ......چوبیسویں جمادی الثانی ۳۲۲ھ بروز منگل دونوں فوجوں نے ہنگامہ کارزار گرم کیا پہلے ہی حملہ میں ابن یاقوت کو شکست ہو گئی اور اس کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی اور ابن یاقوت تبریز کے پل کی طرف بھاگا اور اس پر سے گذر گیا ہارون نے تنہا اس کا تعاقب کیا اور رفتہ رفتہ ایک جھیل تک پہنچ گیا اتفاق سے اس کا گھوڑا بدکا تو وہ زمین پر گر گیا فوراً ابن یاقوت کے ایک غلام نے سر اتار لیا، ہارون کے ساتھی اس واقعہ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے دو ایک سپہ سالار مارے گئے اور ایک دو گرفتار کر لئے گئے ابن یاقوت کامیابی کے ساتھ بغداد واپس آ گیا۔

ابن یاقوت کا زوال: ......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ابن یاقوت کو تمام دفاتر کی نگرانی کا حکم دیا گیا تھا اور وزارت کے کام بھی درحقیقت یہی کر رہا تھا اور ابن مقلہ برائے نام وزیر تھا، ابن مقلہ وقت بے وقت موقع پا کر خلیفہ راضی سے اس کی شکایت کرنے لگا یہاں تک کہ خلیفہ کو اس کا مخالف بنا دیا اور ماہ جمادی الاول ۳۲۲ھ میں اس کی گرفتاری پر آمادہ کیا تھا

ابن یاقوت کی گرفتاری: ......اس ماہ کی پانچ تاریخ کو خلیفہ راضی دستور کے مطابق دربار میں رونق افروز ہوا اراکین سلطنت، امراء لشکر اور وزراء حسب مراتب موجود تھے مختلف صوبوں کے گورنر بھی ایک طرف کھڑے تھے امیدواران گورنری ملنے کا انتظار کر رہے تھے اس وقت خلیفہ راضی نے ارشاد فرمایا کہ گورنری کی تقرری اور تبدیلی کے لئے میں نے یہ دربار منعقد کیا ہے ابن یاقوت کو عہدہ حجابت کی خدمات انجام دینے کے لئے حاضر کرو، اس حکم کے صادر ہونے کی دیر تھی کہ ابن یاقوت کو حاضر کر دیا گیا خدام دولت اس کو لے کر دربار کے ایک کمرے کی طرف گئے اور وہیں قید کر دیا ❶ اس کے بعد وزیر السلطنت ابن مقلہ نے محمد بن یاقوت کے گھر کی حفاظت پر ایک دستہ فوج متعین کر دیا اسی تاریخ سے ابن مقلہ کو عہدہ وزارت کے مکمل اختیارات مل گئے۔

رہائی کی ناکام کوشش: ......یاقوت ان دنوں واسط میں مقیم تھا اپنے بیٹے محمد کی گرفتاری کی خبر سن کر فارس کی طرف ابن بویہ سے جنگ کے لئے کوچ کر دیا اور دربار خلافت میں خلیفہ کو خوش کرنے کی غرض سے خط روانہ کر دیا جس میں یہ بھی درخواست کی تھی کہ میرے بیٹے کو میرے پاس بھیج دیجئے تاکہ ابن بویہ کی مہم میں میرا ہاتھ بٹائے، مگر وزیر السلطنت نے اس درخواست پر کچھ توجہ نہیں کی اور محمد بن یاقوت برابر جیل کی مصیبت جھیلتا رہا یہاں تک کہ بحالت قید ۳۲۴ھ ❷ میں مر گیا۔

---

❶......یہاں سے کچھ عبارت چھوٹی ہوئی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "پھر محمد بن یاقوت کے سیکرٹری قراریطی کو بلایا گیا اور ایک کمرے میں بند کر دیا گیا، اس کے بعد یاقوت کے بیٹے مظفر کو اس کے گھر سے بلا کر قید کر دیا گیا، مظفر اس وقت نشے کی حالت میں تھا" یہ عبارت تاریخ ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۷۴، اور تاریخ ابن خلدون عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۶-۳۹۷ سے نقل کی گئی ہے۔ ❷......ایک نسخے میں ۳۲۴ھ کے بجائے ۳۱۴ھ تحریر ہے جو کہ غلط ہے دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۷۴

بریدی کے حالات:......ابوعبداللہ بریدی ابن یاقوت کے زمانہ میں اہواز کا گورنر تھا جس وقت مرداویح نے اہواز پر قبضہ کیا تھا اور ابن یاقوت شکست کھا کر بھاگ گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے تو بریدی اہواز سے بصرہ آ گیا اور نشیبی اہواز میں قابض ہو گیا اس کے ساتھ ہی یاقوت کے سیکریٹری کی ذمہ داری بھی انجام دے رہا تھا کچھ عرصہ کے بعد یاقوت کے پاس آ گیا اور اسکے پاس واسط میں ٹھہرا رہا لہٰذا جس وقت ابن یاقوت کو گرفتار کیا گیا وزیر ابن مقلہ نے بریدی اور یاقوت کے پاس خطوط روانہ کئے جس میں ابن یاقوت کو گرفتار کرنے کی معذرت تھی اور ان دونوں کو فارس کی مہم پر جانے کی تاکید کی تھی چنانچہ واسط سے یاقوت سوس کے راستے روانہ ہوا اور بریدی دریا کے راستے، چنانچہ کوچ وقیام کرتے ہوئے یہ دونوں اہواز پہنچے۔

بریدی کی کامیابیاں:......اس وقت سوس اور چندیساپور (مضافات اہواز) اس کے دونوں بھائیوں ابوالحسن اور ابو یوسف کی نگرانی میں تھے اس سے پہلے ابوالحسن اور ابو یوسف نے دربار خلافت میں یہ رپورٹ بھیجی تھی کہ اگر مرداویح کی روک تھام نہیں کی گئی تو عنقریب ان علاقوں پر وہ قبضہ کر لے گا، وزیر السلطنت ابن مقلہ نے اس رپورٹ کی تصدیق کے لئے ایک نائب بھیجا تھا اس نائب نے تحقیقات کے بعد ابوالحسن اور ابو یوسف کی رپورٹ کی تائید اور تصدیق کر دی اس دوران بریدی بھی پہنچ گیا تھا اور اس نے ان دونوں کے جمع کئے ہوئے مال پر جس کی تعداد چار لاکھ دینار ❶ سے زیادہ تھی قبضہ کر لیا اس سے بریدی کی قوت بڑھ گئی اور لشکر بھی مرتب کر لیا اس کے بعد یاقوت کو فتح فارس کے لئے ارجان کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود اہواز میں رکا ہوا خراج وصول کرتا رہا جس سے اتنا ہی مال اور حاصل ہو گیا۔

یاقوت اور ابن بویہ کا مقام ارجان پر مقابلہ ہوا چنانچہ یاقوت شکست کھا کر عسکر مکرم کی طرف بھاگ گیا اور ابن بویہ رامہرمز تک تعاقب کرتا گیا جب یاقوت ہاتھ آیا تو رامہرمز ٹھہر گیا یہاں تک کہ دونوں میں صلح ہو گئی۔

ابوعبداللہ اور یاقوت:......ابھی آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ارجان میں عماد الدولہ ابن بویہ سے یاقوت شکست کھا کر عسکر مکرم کی طرف بھاگ چکا تھا اور ابن بویہ نے فارس پر قبضہ کر لیا تھا ابوعبداللہ بریدی اہواز میں ٹھہرا ہوا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، یہ یاقوت کا سیکرٹری بھی تھا یاقوت کو اس پر بھرپور اعتماد تھا چونکہ انتظامی قوت یاقوت میں کم تھی اور دور اندیشی کا مادہ بالکل بھی نہ تھا ابوعبداللہ بریدی نے اپنے بھائی ابو یوسف کے ذریعے یاقوت کے پاس کہلوایا کہ آپ عسکر مکرم میں رک جاؤ میں بہت جلد سامان جنگ اور مال حاصل کر کے اس لشکر سمیت جو بغداد سے آنے والا ہے آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا اس میں آپ کو مغز خراشی بھی نہیں کرنی پڑے گی اور لشکریوں کی شور وشغب سے آپ کو تکلیف بھی نہ ہو گی اس پیغام کے ساتھ اہواز کے خزانے سے پچاس ہزار دینار بھی خرچ کے لئے روانہ کر دیئے سادہ لوح یاقوت اس کے جھانسے میں آ گیا اور بریدی اتنا مال روانہ کر کے خاموش ہو گیا۔

یاقوت کی شکست:......تھوڑے دنوں میں یہ مال ختم ہو گیا تو یاقوت اور اس کے لشکریوں کا گذرا مشکل سے ہونے لگا اس واقعہ سے پہلے یاقوت کے پاس ابن بویہ کے ایک ساتھی طاہر جبلی اور اس کا کاتب ابوجعفر سہیری ❷ ابن بویہ سے ناراض ہو کر آ گیا تھا جب یاقوت کے لشکر میں فاقہ کشی کی نوبت آ گئی تو طاہر جبلی یاقوت سے رخصت ہو کر مغربی تشتر کی جانب چلا گیا چنانچہ عماد الدولہ کو اسکی علیحدگی کی خبر مل گئی تو اس نے لشکر تیار کر کے یاقوت پر حملہ کر دیا چنانچہ یاقوت کو شکست ہو گئی اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا ابوجعفر قید ہو گیا مگر عماد الدولہ کے وزیر کی سفارش سے رہا کر دیا، رہائی پا کر کرمان پہنچا اور معز الدولہ بن بویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عہدہ کتابت حاصل کر لیا۔

بریدی کی یاقوت سے بے رحمی:......طاہر نے علیحدگی کے بعد بریدی کو ایک خط یاقوت کی کمزوری اور ساتھیوں سے اختلاف کے بارے میں تحریر کیا بریدی نے یاقوت کے پاس کہلوایا کہ آپ اپنے لشکریوں کو ان کے سرداروں کے ساتھ ایک ایک دستہ کر کے میرے پاس اہواز میں بھیج دیجئے میں ان کو سمجھا بجھا کر دوں گا تو آپس میں لڑائی جھگڑا نہیں کریں گے سادہ لوح یاقوت نے نہایت سادگی سے اس رائے پر عمل کیا چنانچہ

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۷ پر چار لاکھ کے بجائے چالیس لاکھ تحریر ہے۔

❷......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۷ پر صمیری تحریر ہے۔

بریدی نے ان میں سے اچھے اچھے لوگوں کو منتخب کر کے اپنے لشکر میں رکھ لیا اور باقی کو واپس کر دیا اور جن لوگوں کو اپنے لشکر میں شامل کیا تھا ان کے ساتھ کریمانہ برتاؤ کئے یاقوت نے بریدی کے پاس لشکر کی تنخواہ کے بارے میں خط لکھا، بریدی نے ذرا بھی توجہ نہ کی مجبوراً یاقوت بریدی کی طرف روانہ ہو گیا بریدی یہ خبر سن کر پیدل اس کے استقبال کے لئے آیا دست بوسی کی اور عزت واحترام سے خاص اپنے مکان میں لے جا کر ٹھہرایا اور بے عذری سے خدمت کرتا رہا، مگر یہ سب ظاہر داری تھی۔

بریدی کا یاقوت سے فراڈ:..... یاقوت نے شور وغوغا کی وجہ سے دریافت کی تو بریدی نے سر نیچا کر کے دست بستہ عرض کیا یہ لوگ ہم کو اور آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے ہیں ان کو ہمارا اور آپ کا ملنا ناگوار گذرا ہے، یاقوت یہ سن کر گھبرا گیا بریدی نے ایک کھڑکی سے نکل جانے کا اشارہ کر دیا یاقوت خوفزدہ ہو کر اس کھڑکی سے نکل کر عسکر مکرم کو واپس پہنچ گیا اس کے بعد بریدی نے یاقوت کو اپنے لشکریوں کے اس کا تعاقب کرنے سے ڈرایا، اور اسے یہ لکھ بھیجا کہ چونکہ عسکر مکرم اہواز سے صرف آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے، بہتر یہ ہے کہ آپ عسکر مکرم سے بھی کہیں دور تشترج اکر قلعہ نشین ہو جائیے اور گورنر تشتر کو لکھا کہ یاقوت کو پچاس ہزار دینار دے دیئے جائیں، یاقوت اس رائے کے مطابق عسکر مکرم سے تشتر جانے پر تیار ہو گیا۔

یاقوت کو نصیحت:..... اس کا ایک خادم مونس تھا وہ بریدی کی چالوں کو تاڑ گیا تھا اس نے اس کی چالاکیوں اور اس کے فریب ومکر کو یاقوت پر ثابت کر کے یہ رائے دی کہ آپ بغداد چلے جائیے محافظین قصر خلافت کے آپ سردار ہیں اور ان لوگوں نے آپ کو طلبی کا خط بھی لکھا تھا لہٰذا عباسیوں کو چھوڑیئے اور بغداد میں جا کر آرام کے ساتھ سرداری کیجئے اور جہاں تک ممکن ہو بریدی کا قلع وقمع جلد کر دیجئے اور اہواز سے اس کو نکال دیجئے، یاقوت اس نصیحت کو سننے کے بجائے بہرا بن گیا اور بریدی کے معاملہ میں کسی کی کچھ نہ سنی۔

یاقوت کی تنہائی:..... نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے سارے ساتھی آہستہ آہستہ بریدی کے پاس چلے گئے اور یہ بریدی کا دم بھرتا رہا یہاں تک کہ اس کے پاس صرف آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے اس دوران اس کا بیٹا مظفر ❶ خلیفہ راضی کی قید سے ایک ہفتہ کے بعد رہائی پا کر اس کے پاس آ گیا اور بریدی کے سارے حالات سن کر بغداد جانے کی رائے دی اور یہ کہا کہ اگر بغداد میں آپ کا خاطر خواہ مقصود حاصل نہ ہو تو موصل اور دیار ربیعہ کی طرف چلے جانا اور اس پر قابض ومتصرف ہو جانا مگر یاقوت نے اس سے انکار کر دیا لہٰذا مظفر بھی اس سے علیحدہ ہو کر بریدی کے پاس آ گیا بریدی نے اسکی بڑی آؤ بھگت کی عزت واحترام سے پیش آیا اور در پردہ اس کی نگرانی پر چند لوگوں کو متعین کر دیا۔

بریدی کو یاقوت کا خوف:..... باوجودیکہ بریدی کی فوجی اور مالی قوت آئے دن بڑھتی جا رہی تھی مگر پھر بھی بنظر انجام بینی یاقوت سے خوفزدہ تھا لہٰذا اسے کہلوایا کہ خلیفہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو یا تو بغداد روانہ کر دوں اور یا بلاد جبل کے کسی صوبہ پر مقرر کر کے بھیج دوں، یاقوت نے مہلت مانگی مگر بریدی نے مہلت دینے سے انکار کر کے ایک لشکر اہواز سے روانہ کر دیا چنانچہ یاقوت کو بریدی کی ان حرکات وافعال سے اس کے خبث باطنی اور بدنیتی کا احساس ہو گیا لہٰذا بریدی پر حملہ کرنے کے ارادے سے عسکر مکرم پہنچ گیا لیکن اس وقت بریدی کا کہیں پتہ ونشان بھی نہ تھا۔

یاقوت کا قتل:..... اس کے بعد بریدی کا لشکر ابو جمال ❷ کی ماتحتی میں پہنچ گیا اور وہ ایک حصہ کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور دوسرے حصہ کو یاقوت کے لشکر کے پیچھے کمین گاہ میں چھپا دیا، ظہر کے بعد یاقوت کو شکست ہوگئی اور لشکر لے کر تتر بتر ہو گیا یاقوت نے ایک دیوار کے پیچھے بیٹھ کر آستین سے اپنا منہ چھپا لیا بریدی کے چند سپاہی اس طرف سے ہو کر گذرے اور اجنبی سمجھ کر اس کا منہ کھولا تو معلوم ہوا کہ یہ تو یاقوت ہے چنانچہ سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا اور اس کا سر اتار کر لشکر میں لائے چنانچہ ابو جعفر نے نعش کو اسی میدان میں دفن کرا دیا اور سر کو اس مال واسباب سمیت جو اس لڑائی میں یاقوت کے ٹھکانے سے ہاتھ آیا تھا بریدی کے پاس تشتر بھیج دیا بریدی نے یاقوت کے بیٹے مظفر کو بھی گرفتار کر کے بغداد روانہ کر دیا اور خود ان صوبوں پر قابض ومتصرف ہو گیا یہ واقعات ۳۲۴ھ کے ہیں۔

---

❶ ..... خلیفہ راضی نے اس کو ماہ جمادی الاول ۳۲۴ھ میں قید کر دیا تھا ایک ہفتہ کے بعد رہا کر کے اس کے باپ کے پاس تشتر روانہ کر دیا۔

❷ ..... تاریخ ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۸۴ پر جمال کے بجائے حمال تحریر ہے۔

ابوالعلاء کا قتل:......ناصر الدولہ ابومحمد حسن بن ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان موصل کا گورنر تھا اس کے چچا ابوالعلاء سعید نے دربار خلافت سے موصل اور دیار ربیعہ کی حکومت حاصل کر کے خفیہ طور پر یہ اظہار کر کے کہ میں اپنے بھتیجے کے پاس روپیہ لینے جا رہا ہوں موصل کی طرف روانہ ہو گیا ناصر الدولہ اس کی اطلاع پا کر استقبال کی غرض سے موصل سے نکلا اور ابوالعلاء دوسرے راستے سے موصل میں داخل ہوا اور دار الامارات میں جا کر بیٹھ گیا ناصر الدولہ نے یہ سن کر اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے پہنچ کر ابوالعلاء کو گرفتار کر لیا اور دوسرے گروپ نے جا کر سر اتار لیا۔

وزیر السلطنت کی آمد اور واپسی:......خلیفہ راضی کو یہ خبر سننے سے سخت صدمہ ہوا چنانچہ اس نے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو موصل جانے کا حکم دیا چنانچہ ماہ شعبان ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت ابن مقلہ لشکر تیار کر کے موصل کی جانب روانہ ہو گیا ناصر الدولہ یہ خبر سن کر موصل سے زوران آ گیا اور وزیر السلطنت کو وہ تنیں ❶ تک تعاقب کرتا چلا گیا پھر وہاں سے واپس آ کر موصل میں قیام پذیر ہو گیا اور مال گذاری وصول کرنے لگا، ناصر الدولہ نے دس ہزار دینار روز وزیر السلطنت کے بیٹے کے پاس بغداد روانہ کئے اور کہلوایا کہ یہ آپ کی نذر ہے ایسا کچھ کیجئے کہ جتنی جلد ممکن ہو آپ کے والد موصل سے بغداد چلے جائیں چنانچہ وزیر السلطنت کے بیٹے نے اس پر عمل کر لیا، وزیر السلطنت نے گھبرا کر علی بن خلف بن طباب کو اور فوج ساجیہ میں سے ماکرد یلمی کو بطور اپنا نائب مقرر کیا اور مسافت طے کر کے پندرہویں شوال ۳۲۳ھ کو بغداد پہنچا۔

ناصر کا موصل پر قبضہ:......وزیر السلطنت کے جانے کے بعد ناصر الدولہ نے فوجیں جمع کیں اور ماکرد دیلمی سے مقام نصیبین میں مقابلہ کیا ماکر د شکست کھا کر رقہ کی جانب بھاگا اور پھر وہاں سے نکل کر بغداد آ گیا ماکرد کی شکست سے علی بن خلف بھی متاثر ہو کر بغداد آ گیا، ناصر الدولہ نے موصل پہنچ کر قبضہ کر لیا اور دربار خلافت میں معذرت کا خط لکھا چنانچہ خلیفہ نے عفو تقصیر کر کے سند حکومت عطا کر دی۔

وزارت کی تبدیلی:......چونکہ محمد رائق نے دار الخلافت بغداد میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اس وجہ سے ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت نے محمد کو واسط اور بصرہ کے چھوڑ دینے کا خط لکھ کر بھیجا تھا محمد بن رائق نے وزیر السلطنت کے خط کا مخالفانہ جواب تحریر کیا اور در پردہ خلیفہ راضی کی خدمت میں وزارت کی اس شرط پر درخواست کی کہ قصر خلافت کے خرچ کا سارا بوجھ میرے سر اور لشکریوں کی تنخواہ بھی میرے ذمہ ہوگی۔

خط کا جواب آنے پر وزیر السلطنت نے یہ طے کیا کہ اپنے بیٹے کو یہ ظاہر کر کے کہ وہ اہواز جا رہا ہے ابن رائق کو گرفتار کرنے واسط روانہ کر دوں اور ایک قاصد بھی ابن رائق کے پاس اسی بات کے اظہار کے ساتھ بھیجدوں تا کہ اس کو کوئی خیال مخالفت کا نہ پیدا ہو، صبح کے وقت یہ معاملہ عرض کرنے قصر خلافت میں حاضر ہوا مگر مظفر بن یاقوت اور محافظین قصر خلافت نے گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ سے پہلے مظفر بن یاقوت کو قید کی مصیبت سے رہائی مل چکی تھی اور حجابت کے کام کو انجام دے رہا تھا۔

نئے وزیر کی تقرری:......خلیفہ راضی نے اس فعل پر مظفر اور محافظین کی تعریف کی اور انعامات دئے۔ ادھر ابوالحسین بن ابوعلی بن مقلہ اپنے خاندان سمیت روپوش ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ اور محافظین قصر خلافت کی درخواست پر علی بن عیسی کو بلوا کہ قلمدان وزارت سپرد کرنے کا ارادہ کیا۔ علی بن عیسی نے بوڑھاپے کا عذر کر کے اپنے بھائی عبدالرحمن کی طرف اشارہ کیا چنانچہ اسی وقت خلیفہ نے عبدالرحمن بن عیسی کو بلوا کر قلمدان وزارت عنایت کر دیا۔ اور معزول وزیر ابن مقلہ کے معاملہ کو بھی اسی کے سپرد کر دیا، ابن مقلہ سے بھی (جیسا کہ اور سابق معزول وزراء سے جرمانہ وصول کیا گیا تھا) وصول کیا گیا۔

استعفاء اور نیا وزیر:......کچھ عرصہ بعد عبدالرحمن سے وزارت کا کام چل نہ سکا۔ چنانچہ خراج وصول ہونے میں دقت ہوئی۔ انتظامات ملکی میں خلل پیدا ہونے لگا۔ لہٰذا اس نے مجبور ہو کر استعفاء دے دیا۔ خلیفہ راضی نے اس کو اور اس کے بھائی کو وزارت کے تیسرے مہینے گرفتار کر لیا۔ اور ابو جعفر محمد بن قاسم کرخی کو وزارت کا عہدہ دے دیا۔ وزارت کی تبدیلی سے علی بن عیسیٰ پر بھی آفت آئی اور ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا گیا۔ ابوجعفر کی وزارت کے دوران خراج کی آمد بند ہو گئی اور گورنروں نے اپنے صوبوں کو دبا لیا ابن رائق نے واسط اور بصرہ کا خراج بند کر دیا۔ بریدی نے صوبہ اہواز کی

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۸ پر تنین کے بجائے سن تحریر ہے۔

آمدنی دبالی۔ اور فارس کا خراج ابن بویہ کے غلبہ وتصرف کی وجہ سے بند ہو گیا۔ چونکہ ان صوبوں کے علاوہ اور کوئی صوبہ دولت عباسیہ کے قبضہ میں نہ تھا اس لئے اس کی مالی حالت بے حد کمزور ہو گئی۔ اراکین سلطنت اور امراء دولت علم خلافت کو چاروں طرف سے اپنی خود غرضیوں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ لشکریوں کی تنخواہیں کئی ماہ کی چڑھ گئیں تھیں۔ مطالبات کی کثرت تھی خرچ کی تنگی ہو رہی تھی اور ابوجعفر کا رعب عرب لوگوں کے دلوں سے اٹھ گیا تھا۔

نئے وزیر کا فرار:...... جب اس سے کچھ بن نہ پڑا تو اپنی وزارت کے ساڑھے تین ماہ کے بعد روپوش ہو گیا۔ خلیفہ راضی نے اس کی جگہ ابو القاسم سلیمان بن حسن کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ اس کی حالت بھی وزراء سابق کی طرح تھی نہ اس کے پاس کچھ مال وزر تھا اور نہ اس کو ملک کی حالت سے کوئی آگاہی تھی۔ خزانہ خالی پڑا ہوا تھا اور یہ نام کی وزارت کر رہا تھا۔

ابن رائق کی وزارت اور عروج:...... جس وقت خلیفہ راضی کو وزراء کی نالائقی کا پتہ چل گیا تو ابوبکر محمد بن رائق کو واسط سے بلوالیا اور یہ تحریر کیا کہ خلیفہ نے تمہاری درخواست وزارت کے لئے منظور فرمالی ہے مناسب یہ ہے کہ دربار خلافت میں حاضر ہو کر اپنے منصبی کام کو انجام دو۔ ابن رائق یہ فرمان دیکھ کر خوش ہو گیا اور روانگی کی تیاری کرنے لگا۔ اس دوران خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ کو ابن رائق کے پاس بھیج دیا۔ اور اس کو اس کا امیر بنا کر امیر الامراء کا خطاب دیا۔ محکمہ مال دیوانی، حکام کی تبدیلی وتقرری ممالک کا نظم ونسق، کتابت، حجابت، غرض یہ کہ تمام امور سلطنت کے سیاہ وسفید کے اختیارات عطا کر دیئے منبروں پر خطبوں میں اپنے نام کے بعد اس کا نام پڑھے جانے کا حکم صادر کیا۔ ❶

ابن رائق کے اقدامات:...... ماہ ذی الحجہ ۳۲۴ھ میں فوج ساجیہ واسط پہنچی چنانچہ ابن رائق نے پہنچنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا ان کی سواریاں اور مال واسباب ضبط کر لیا۔ ظاہر یہ کیا کہ محافظین سے قصر خلافت سے ان کی تنخواہ بڑھائی جائے گی۔ محافظین قصر خلافت یہ سن کر بھرا گئے اور اپنے مکانات چھوڑ کر قصر خلافت میں آ کر خیمہ زن ہو گئے اس کے بعد ابن رائق واسط سے بغداد آ گیا۔ خلیفہ راضی نے اسے خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور زمام مملکت اس کے ہاتھ میں دے دی اس کے حکم سے محافظین قصر خلافت خیموں کو اکھاڑ کر اپنے اپنے گھروں میں جا کر مقیم ہو گئے۔

خلیفہ کے اختیارات کا حال:...... اسی وقت سے تمام دفاتر شاہی بند کر دیئے گئے۔ نام کی وزارت رہ گئی۔ کوئی اختیار اس کو نہ تھا۔ ابن رائق ❷ اور اس کا سیکرٹری جو چاہتا کر گذرتے۔ خزانے بند کے بندر ہے خراج اس کے خزانے میں داخل ہوتا سیاہ وسفید کو چاہتا کرتا۔ خلیفہ بھی اب اسی کے دست نگر تھے۔ ایک دانہ بھی ان کے قبضہ میں نہ تھا۔ وہ اپنے مقصد اور خواہش کی مطابق خلیفہ سے کام لیتا۔ غرض یہ کٹھ پتلی یا موم کی ناک تھے وہ جس طرف چاہتا پھر دیتا۔ زیر کنٹرول علاقوں کے حکام نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت بوجھ اپنے سر سے اتار کر رکھ دیا جتنا جس کے قبضہ میں تھا اس کو اس نے دبالیا خلیفہ کے قبضہ میں اس وقت بغداد اور اس کے مضافات کے علاوہ اور کوئی ملک باقی نہ رہا تھا اس کے باوجود ابن رائق خلیفہ پر حاوی اور ہر کام میں پیش پیش ہو رہا تھا اور اس کا حکم جاری وساری تھا۔

مملکت میں طوائف الملوکی:...... زیر کنٹرول ممالک کی یہ کیفیت تھی۔ صرہ ابن رائق کے قبضہ میں تھا خوزستان اور اہواز بریدی کے، فارس عماد الدولہ بن بویہ کے، کرمان ابوعلی محمد بن الیاس کے، رے، اصفہان اور جبل رکن الدولہ ابن بویہ اور وشمگیر کے (وشمگیر مرداویج کا بھائی تھا جو رکن الدولہ کا اس صوبہ میں مخالف اور مخاصم بنا ہوا تھا) موصل، دیار بکر، دیار مضر اور دیار ربیعۃ، بنی حمدان کے، مصر وشام محمد بن طغج کے، مغرب اور افریقہ عبیدیین کے، اندلس عبدالرحمٰن بن محمد ملقب بہ الناصر اموی کے، ماوراء النہر بنی سامان کے، طبرستان ویلم کے، بحرین اور یمامہ ابوطاہر قرمطی کے ہاتھ میں تھے ایسی حالت میں خلافت عباسیہ کے وہی حالات اور واقعات بیان کرنا باقی رہ گئے ہیں جو اس سے متعلق اور اس سے وابستہ تھے اور وہ فقط ابن رائق اور بریدی کے حالات ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے گورنر جنہوں نے علم خلافت سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ان کے

---

❶...... یہ پہلا آدمی ہے جس کا نام خطبے میں خلیفہ کے نام کے ساتھ پڑھا گیا، دیکھیں، ماثر الاناقہ، جلد اصفحہ ۲۸۷۔

❷...... اس کو امیر الامراء بھی کہتے ہیں، اور امیر الامراء کا عہدہ سب سے پہلے خلیفہ راضی باللہ نے ایجاد کیا تھا، خلیفہ اپنے احباب کو اہم سرکاری اور اداراتی معاملات سونپ دیتا تھا جو امیر الامراء کے ماتحت ہوتے تھے اور خود ان معاملات سے الگ رہتا تھا۔

حالات واقعات ہم علیحدہ علیحدہ یکے بعد دیگرے بیان کریں گے۔ کما شرطناہ فی اول الکتاب بعد چندے ابن رائق نے یہ خیال کر کے کہ ابوالفضل بن جعفر بن فرات کو وزیر بنانے سے صوبہ مصر وشام کا خراج ہمارے قبضہ میں آجائے گا۔ ایک فرمان طلبی کا خلیفہ راضی کی جانب سے اس کے نام روانہ کر دیا۔ صوبہ مصر وشام کے محکمہ مال کا یہ افسر اعلیٰ تھا۔ جب یہ بغداد میں آگیا تو خلیفہ راضی اور ابن رائق کی وزارت مقرر کیا گیا۔

بجکم کا تعارف:...... پہلے بجکم، ماکان بن کالی کے سپہ سالاروں اور اس کے خادموں میں تھا اس کے وزیر ابوعلی فارض نے یہ اس کو دیا تھا جب ماکان کی حالت ابتر ہوگئی تو یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ جو لوگ ماکان سے علیحدگی اختیار کر کے مرداویح کے پاس چلے گئے تھے مرداویح کے پاس چلا آیا مرداویح نے اس کو بلاد جبل میں دیلم کی سرداری دے دی۔

مرداویح کے چونچلے:...... مرداویح نے رے، اصفہان اور اہواز پر قبضہ کے بعد اپنے خیالات وسیع کر لئے اور بادشاہت کی بو اس کے دماغ میں سما گئی اس لئے سونے کا تخت بنوایا۔ سپہ سالاروں اور سرداروں کے بیٹھنے کے لئے چاندی کی کرسیاں بنوائیں۔ کسریٰ کی طرح سر پر ہیروں کا تاج رکھا اور شاہنشاہ کا خطاب اپنایا۔ پھر عراق پر قبضہ کرنے اور مدائن میں کسرائے فارس کے محلات کو از سر نو بنوانے کا شوق لگ گیا اس کے پاس ترک سپہ سالاروں کا ایک گروپ تھا۔ ان میں بجکم بھی تھا چونکہ اس کا حکم چلانا اس کے ترک سپہ سالاروں اور نیز عام لشکریوں کو ناگوار گذر رہا تھا۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے اس کو ۳۲۳ھ میں اصفہان کے باہر قتل کر ڈالا جیسا کہ انکے حالات میں ہم بیان کرینگے۔ مرداویح کے مارے جانے کے بعد دیلم نے اس کے بھائی وشمگیر بن وزیار (پدر قابوس) کو اپنا سردار بنالیا۔

مرداویح کے قتل کے بعد:...... مرداویح کے قتل کے بعد ترکوں کے دو گروپ بن گئے۔ ایک گروپ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا۔ دوسرا جو پہلے گروپ سے تعداد میں زیادہ تھا بجکم کے پاس جبل کی جانب روانہ ہو گیا اور دینور وغیرہ کا خراج وصول کرنے لگا اس کے بعد اس نے نہروان کی طرف قدم بڑھائے خلیفہ راضی سے بغداد آنے کے بارے میں خط و کتابت کی۔ چنانچہ خلیفہ نے اجازت دیدی محافظین قصر خلافت کو اس سے شبہ پیدا ہوا گیا۔ وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو بلاد جبل کی طرف واپس جانے کا حکم دیا مگر ان لوگوں کو اس حکم سے ناراضی ہوئی لھذا تعمیل کرنے میں تاخیر کرنے لگے اس دوران ابن رائق یعنی واسط و بصرہ کے گورنر نے ان لوگوں کو بلوا لیا لہٰذا سب کے سب اس کے پاس چلے گئے۔ اس نے بجکم کو ان لوگوں کا سردار بنادیا اور ترکوں اور دیلم سے جو مرداویح کے ساتھی تھے خط و کتابت کرنے کو کہا چنانچہ ایک گروپ بجکم کے کی خط و کتابت کی وجہ سے آملا۔ ابن رائق نے اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے انعامات اور صلے دیئے اس کے بعد بجکم کو رائق کی طرف منسوب کر کے رائقی کے نام سے موسوم کیا اور یہ اجازت دے دی کہ اپنے مخاطبات میں خود کو اسی نام سے یاد کیا کرے۔

ساجیہ اور ابن رائق:...... ۳۳۵ھ میں ابن رائق نے خلیفہ راضی کو یہ مشورہ دیا کہ آپ بغداد سے واسط چلے جائیے اور ابن بریدی سے خراج طلب فرمائیے اگر بے چون و چرا پیش کر دے تو ٹھیک ہے ورنہ فوج کشی میں جواز کے قریب ہونے سے آسانی ہوگی۔ چنانچہ خلیفہ راضی اس رائے کے مطابق اول محرم ۳۲۵ھ میں بغداد سے واسط کی جانب روانہ ہوا۔ محافظین قصر خلافت یہ خیال قائم کر کے کہ کہیں ہمارے ساتھ بھی فوج ساجیہ کا جیسا برتاؤ نہ ہو لہٰذا خلیفہ کا ساتھ چھوڑ کر بیٹھے رہے اور پھر کچھ سوچ سمجھ کر پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے ابن رائق نے منع کیا مگر ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ تب ابن رائق نے ان میں سے اکثر کے ناموں کو دفتر سے خارج کر دیا اس پر ان لوگوں نے یورش کر کے مقابلہ کیا ابن رائق نے بھی اپنے رکاب کی فوج کو اشارہ کر دیا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ اور ایک خونریز جنگ کے بعد یہ لوگ بھاگ گئے ایک بڑا گروپ کام آگیا۔ باقی لوگوں نے بغداد میں جا کر دم لیا۔ لولوء افسر پولیس کو اس کی خبر مل گئی تو اس نے ان لوگوں کے مکانات لٹوا لئے اور تنخواہیں بند کر دیں۔ اور مال و اسباب ضبط کر لیا۔

بریدی سے خراج کا مطالبہ:...... اس واقعہ کے بعد ابن رائق نے جو فوج ساجیہ کے اس کے پاس قید ارکان کو قتل کر کے خلیفہ راضی کے ساتھ اہواز کی جانب کوچ کر دیا۔ قریب پہنچ کر گذشتہ سالوں کا خراج ادا کرنے کا فرمان بھیجا اور بشرط ادائے خراج بحال رکھنے کا وعدہ کیا چنانچہ ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کر ہواز کا ایک ہزار دینار ماہانہ خراج دینے کا وعدہ کیا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ اس کی قسط روزانہ روانہ کی جائے گی اور اس شرط کو بھی

منظور کر لیا کہ میں اس لشکر کو بھی خلیفہ کے حوالے کر دوں گا جو بغداد نہ جانے کی وجہ سے ابن بویہ سے جنگ پر جانا پسند کریگا۔ خلیفہ راضی کے سامنے ابن بریدی کے جوابات پیش کئے گئے تو حسین بن علی نوبختی (یہ ابن رائق کا وزیر تھا) نے رائے دی کہ ابن بریدی کی کوئی بات منظور نہ کی جائے یہ سب ظاہر داری اور مکر وفریب پر مبنی ہیں۔ ایک وعدے کو بھی وہ پورا نہ کرے گا۔ ابو بکر بن مقاتل بولا ''مصلحت وقت یہی ہے کہ ابن بریدی سے عہد نامہ کی تجدید کرائی اور ابن رائق کے ساتھ کوچ کر دیا۔ صفر ۳۲۵ھ کے شروع میں دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔

ابن بریدی کی وعدہ خلافی: ......ابن بریدی نے ایک ہزار دینار ماہانہ خراج دینے کے بدلے ایک پیسہ بھی نہ دیا لشکر کا یہ حال ہوا کہ ابن رائق نے روانگی کے وقت جعفر بن ورقا کو ابن بریدی کے پاس لشکر لینے کے لئے روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ ابن بریدی سے لشکر لے کر فارس پر فوج کشی کر دینا۔ ابن ائق کی واپسی کے بعد ابن بریدی نے لشکریوں کو ابھار دیا چنانچہ انھوں نے جعفر سے تنخواہ کا مطالبہ کر دیا۔ جعفر نے ناداری کی معذرت کی تو ان لوگوں نے گالیاں دینی شروع کر دیں اور قتل کی دھمکی دی۔ جعفر گھبرا کر ابن بریدی کے پاس دوڑا آیا۔ ابن بریدی نے اسے چھپ کر بھاگ جانے کی مشورہ دیا۔ چنانچہ جعفر رات کے وقت لباس تبدیل کر کے بغداد کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد ابو بکر نے ابن رائق سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ آپ کا وزیر حسین بن علی نوبختی ناکارہ آدمی ہے اس کو معزول کر کے ابن بریدی کو مقرر کر دیجئے۔ تیس ہزار دینار نذرانہ دیا جائے گا ابن رائق نے معذرت کی کہ اس کے حقوق مجھ پر بہت ہیں میں اس کے احسانات فراموش نہیں کر سکتا مگر ابو بکر وقت بے وقت جب موقع پاتا اس بارے میں کچھ نہ کچھ کہہ دیتا۔ اتفاق سے تھوڑے دنوں کے بعد حسین بیمار پڑ گیا۔ ابو بکر نے ابن رائق سے جا کر کہا کہ ''حسین کا خیال اب آپ چھوڑ دیں کیونکہ وہ اس بیماری سے زندہ نہ بچے گا عنقریب مر جائے گا'' ابن رائق نے جواب دیا ''یہ غلط ہے مجھ کو اس کے معالج طبیب نے بتایا ہے کہ صرف کمزوری باقی ہے'' ابو بکر بولا ''چونکہ آپ کو حسین سے دلی تعلق ہے اس وجہ سے معالج طبیب نے امید کے کلمات کہہ دیئے ہیں آپ اس کے بھتیجے علی بن حمدان سے دریافت فرمالیں'' حسین نے علی بن حمدان کو اپنی بیماری میں ابن رائق کی خدمت میں اپنی طرف سے اپنا نائب مقرر کر دیا تھا۔ ابو بکر نے اس کو یہ جھانسہ دیا کہ تم کو اگر ابن رائق کی وزارت کی تمنا ہے تو جس وقت خلیفہ تم سے حسین کی بیماری کے بارے میں پوچھے کہہ دینا کہ وہ زندہ نہیں بچے گا۔ ایک دن ابن رائق نے علی سے حسین کی بیماری کا حال پوچھا تو علی نے وہی جواب دیا جو ابو بکر نے سکھا دیا تھا۔ ابن رائق کو اس کے کہنے سے حسین کے زندہ نہ بچنے کا یقین ہو گیا۔ لہٰذا ابو بکر کو طلب کر کے کہا ''ابن بریدی کو لکھ دو کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمارے پاس بھیج دے'' چنانچہ ابن بریدی نے احمد بن علی کوفی کو ابن رائق کی خدمت میں بھیج دیا۔

کوفی اور ابو بکر کے مزے: ......کوفی کے آنے کے بعد ابو بکر کو موقع مل گیا دونوں نے رفتہ رفتہ ابن رائق سے کافی تعلق پیدا کر لیا۔ حسین تو بیمار ہی پڑا ہوا تھا۔ یہ دونوں جو چاہتے لکھ پڑھ کر ابن رائق سے دستخط کرا لیتے تھے۔ دائیں بائیں ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ ابن رائق کی طرف سے بصرہ کی حکومت پر محمد بن یزداد نامی ایک شخص مقرر تھا جو کج خلقی اور ظلم کا خوگر تھا۔ کوفی اور ابو بکر نے متفق ہو کر ابن رائق سے اس کی شکایت کر دی اور ابو یوسف بن بریدی کو مقرر کئے جانے کی سفارش کی چنانچہ ابن رائق نے منظور کر لیا۔

ابن بریدی کا لشکر: ......ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اپنے غلام اقبال کو دو ہزار فوج کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ دوسرا حکم آنے تک قلعہ مہدی میں قیام کرنا۔ اس سے محمد کے کان کھڑے ہو گئے سمجھ گیا کہ اب میری حکومت کی خیر نہیں ہے ابن بریدی بصرہ مجھ سے ضرور چھین لے گا ایک مدت تک اسی ادھیڑ پن میں پڑا رہا۔ بالآخر ابن بریدی نے لکھ بھیجا کہ بعض محصولات اور ٹیکس جو محمد نے جابرانہ طریقہ سے اہل بصرہ پر لگا رکھے ہیں معاف کر دیا جائے۔

ابن بریدی اور ابن رائق: ......ابن رائق کو اس واقعہ کی اور نیز اس امر کی خبر لگی کہ ابن بریدی کا لشکر قلعہ مہدی میں قیام پذیر ہے اور اس نے ان محافظین قصر خلافت کو اپنے یہاں فوج میں رکھ لیا ہے جن کو دارالخلافت سے نکال دیا گیا تھا۔ ان لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکریوں نے خراج نہ بھیجنے پر اتفاق کر لیا ہے۔ ابن رائق نے ابن بریدی کو ان سب لوگوں کے نکال دینے کا حکم دیا مگر ابن بریدی نے اس پر توجہ نہ کی تب اس نے کوفی کو حکم دیا کہ تم اس بارے میں ابن بریدی کو لکھو اور یہ بھی تحریر کرو کہ وہ اپنے لشکر کو قلعہ مہدی سے واپس لے آئے۔ ابن بریدی نے اس کے جواب

میں تحریر کیا ’’چونکہ قرامطہ بصرہ کے قریب آ گئے ہیں اور محمد گورنر بصرہ میں ان کے مقابلے کی قوت نہیں ہے اس وجہ سے میر الشکر اہل بصرہ کو بچانے کے لئے قلعہ مہدی میں پڑا ہوا ہے‘‘

بصرہ پر قبضہ:......اسی دوران قرامطہ ماہ ربیع الثانی ❶ ۳۲۵ھ میں کوفہ کے قریب پہنچ گئے تھے ابن رائق ان کے مقابلہ پر اپنا لشکر لئے ہوئے قلعہ ابن ہبیرہ تک آ گیا تھا مگر جنگ نہ ہوئی۔ قرامطہ اپنے شہر واپس چلے گئے اور ابن رائق واسط چلا گیا۔ ابن بریدی نے یہ خبر پا کر اپنے امیر لشکر کو لکھ بھیجا کہ بصرہ میں داخل ہو کر محمد گورنر بصرہ کو نکال دو اور قبضہ کر لو۔ اور اسی محافظین کی فوج کو اس نے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا تھا ایک گروپ کو اس کی کمک پر بھیج دیا۔ ابن بریدی کی فوج دریا کی طرح بصرہ پر قبضہ کرنے بڑھی۔ محمد گورنر بصرہ مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر محمد کو شکست ہوئی۔ اقبال نے بصرہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ ابن رائق نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک خط عتاب آموز ابن بریدی کو تحریر کیا جس میں بصرہ چھوڑ دینے کی تاکید کی تھی اور خلاف ورزی کی صورت میں اپنے جاہ وجلال کی دھمکی دی۔ ابن بریدی نے اس خط کی بھی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔

بجکم کا اہواز پر قبضہ:......جس وقت ابن بریدی نے ابن رائق کے حکم کے مطابق اپنے لشکر کو بصرہ سے نہیں ہٹایا اور اس کا خط جو سراسر مغالطہ تھا جو ابن رائق کے پاس پہنچا۔ ابن رائق نے ایک لشکر بدر حریشی ❷ اور بجکم کے ساتھ ابن بریدی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہلے حامدہ میں پہنچ کے قیام کرنا اس کے بعد لشکر تیار کر کے پوری قوت سے مقابلہ کرنا۔ اتفاق یہ کہ بجکم پہلے پہنچ گیا اور انتظار کئے بغیر بدر لشکر مرتب کر کے سوس کی طرف بڑھا۔ ابن بریدی کا بھی لشکر جس کی تعداد تین ہزار تھی اس کے غلام محمد بن جمال ❸ کی ماتحتی میں مقابلہ پر آ گیا بجکم کے لشکر میں صرف دو سو ستر ترک تھے چنانچہ سوس کے باہر جنگ کی نوبت آئی۔ بجکم نے باوجود جماعت کم ہونے سے پہلے ہی حملے میں محمد بن جمال کو شکست فاش دے دی۔ محمد بن جمال بھاگ کر ابن بریدی کے پاس پہنچ گیا۔ ابن بریدی نے اس کو شکست کھانے پر سخت ملامت کی اور چھ ہزار کا لشکر جمع کر کے دوبارہ روانہ کیا۔ نہر تشتر پر بجکم سے مقابلہ ہوا۔ محمد بن جمال پر بجکم کا خوف ایسا غالب ہو گیا تھا کہ بغیر جنگ کئے بھاگ گیا۔ ابن بریدی یہ حال دیکھ کر تین لاکھ دینار لے کر کشتی پر سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھی منتشر ہو گئے اور مال واسباب ادھر ادھر ہو گیا۔ بصرہ کے قریب پہنچ کر مقام ابلہ میں قیام پذیر ہو گیا اور اپنے غلام اقبال کو ایک دستہ فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جیسے ہی اقبال آگے بڑھا ابن رائق کے لشکر سے مقابلہ ہو گیا۔ لڑائی ہوئی اور آخر کار اقبال کو فتح نصیب ہوئی۔

ابن بریدی کی معذرت:......ابن رائق کے لشکر کا ایک گروپ گرفتار ہو گیا مگر ابن بریدی نے ان کو رہا کر دیا اور ابن رائق کی خدمت میں ایک معذرت آمیز خط چند رؤساء بصرہ کے ذریعے روانہ کیا۔ مگر ابن رائق نے معذرت پر توجہ نہ کی رؤساء بصرہ سے ہمدردی کی درخواست کی چنانچہ ان لوگوں نے کچھ شرائط پیش کیں۔ ابن رائق نے جھلا کر قسم کھالی کہ اگر بصرہ پر میرا قبضہ ہو جائے گا تو آگ لگا دوں گا۔ رؤساء بصرہ اپنی تمناؤں کا خون کر کے واپس آ گئے اور اس کے مقابلہ پر جان توڑ کر لڑنے پر تیار وآمادہ ہو گئے اپنی واقعات کے بعد سے ابن بریدی نے بصرہ پر اور بجکم نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔

ابن رائق کی کامیابی:......اس کے بعد ابن رائق نے ایک لشکر دریا کے راستے اور دوسرا خشکی کے راستے ابن بریدی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ خشکی کا لشکر تو شکست کھا کر بھاگ گیا اور وہ لشکر جو براہ دریا روانہ کیا گیا تھا اس نے کلاء پر قبضہ کر لیا۔ ابن بریدی اپنے بھائی ابوالحسین کو لشکر کے ساتھ بصرہ میں چھوڑ کر کشتی پر سوار ہوا اور جزیرہ ’’ اوال‘‘ چلا گیا اور ابوالحسین نے ابن رائق کے لشکر کو کلاء سے نکال دیا چنانچہ ابن رائق یہ خبر سن کر واسط سے بصرہ کی جانب روانہ ہوا اور بصرہ پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ اہل بصرہ بھی ابوالحسین ساتھ اس کے مقابلہ پر بے جگری سے لڑتے رہے۔ بہت عرصے تک لڑائی ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ مجبور ہو کر ابن رائق اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا اور ابن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا اور اسے عراق پر قبضہ کر لینے کی لالچ دلائی۔ لہٰذا عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ کیا ابن

❶......تاریخ الکامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۹۲ کے مطابق قرامطہ کے کوفہ پہنچنے کی تاریخ ۲۳ ربیع الثانی تھی۔

❷......تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۹۲ پر بدر الحریشی کے بجائے بدر الخرشی تحریر ہے۔

❸......تاریخ تجارب الامم جلد اصفحہ ۱۹۲ پر لکھا ہے کہ اس کے مقابلہ میں ابوجعفر الجمال دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ آیا۔

رائق نے اس کی اطلاع پا کر بجکم کو روانگی کا حکم دیا۔ بجکم نے یہ شرط پیش کی کہ کامیابی کے بعد جنگ کے مال کے محکموں کا افسر مقرر کیا جائے۔ ابن رائق نے اسے منظور کر لیا۔ چنانچہ بجکم ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کیا۔

ابن بریدی کا شب خون:...... ابن بریدی بصرہ میں مقیم تھا ایک دن اس کی فوج کے ایک دستہ نے رات کے وقت ابن رائق کے لشکر پر شبخون مارا ابن رائق کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ گیا۔ ابن رائق نے یہ خیال کر کے کہ ابن بریدی کے ہاتھ نہ لگ جائیں خیموں میں آگ لگوادی چنانچہ سب جل کر خاک وسیاہ ہو گئے۔ اور وہ جریدہ اہواز چلا گیا۔ تھوڑے دنوں بجکم کے پاس مقیم رہا۔ قیام کے دوران بعض ساتھیوں نے بجکم کو گرفتار کرنے کا مشورہ دیا مگر ابن رائق نے اس پر عمل نہ کیا۔ اس کے بعد اہواز سے روانہ ہو کر واسط پہنچا اور اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا لشکر واسط میں داخل ہو گیا تھا۔

معز الدولہ کا مکرم پر قبضہ:...... عبداللہ بن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس گیا اور ابن رائق اور بجکم کی شکایت کر کے عراق پر قبضہ کرنے کی لالچ دی۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ احمد بن بویہ کو ایک لشکر کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ کیا اور ابن بریدی نے اپنے دونوں بیٹوں ابوالحسین محمد اور ابوجعفر فیاض کو عماد الدولہ کے پاس بطور ضمانت رہنے دیا۔ بجکم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور مقام ارجان میں جنگ کی نوبت آئی۔ ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار شکست کھا کر اہواز آ گیا اور چند دستہ فوج کو کیمپ مکرم میں معز الدولہ کے مقابلہ پر رہنے دیا۔ تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ بجکم کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ فراریوں نے تشتر میں پہنچ کے دم لیا۔ اور معز الدولہ نے کامیابی کے ساتھ کیمپ مکرم پر قبضہ کر لیا۔ اور ابن رائق واسط سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ بجکم نے تشتر میں پہنچ کر چند دن قیام کیا اور اس کے بعد کہ ابن رائق بغداد چلا گیا ہے تشتر سے واسط میں آ کر ٹھہر گیا۔

ابن بریدی کا فرار:...... لشکر گاہ مکرم پر معز الدولہ اور ابن بریدی کے قبضہ کے بعد اہل اہواز مبارک باد دینے آئے او ع ان کے پاس تقریبا ایک ماہ تک مقیم رہے۔ انہی دنوں رکن الدولہ (برادر معز الدولہ) اور وشمگیر کی اصفہان میں لڑائی ہو رہی تھی۔ معز الدولہ نے مہم مکرم سے فارغ ہو کر رکن الدولہ کی کمک کو ابن بریدی سے اس لشکر کو مانگا جو بصرہ میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس میں سے چار ہزار فوج آ گئی اور اس کے بعد دریا کے راستے واسط جانے کے لئے اس لشکر کی طلبی پر زور دیا جو قلعہ مہدی میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ ابن بریدی کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ موقع پا کر بصرہ بھاگ گیا اور اپنی اس فوج کو جو اصفہان جا رہی تھی اور فی الحال سوس میں مقیم تھی واپسی کا حکم بھیج دیا۔ اس حکم کا بھیجنا تھا کہ فوج نے بصرہ کے طرف کوچ کر دیا۔

ابن بریدی اور معز کا اختلاف:...... چونکہ ابن بریدی نے عماد الدولہ سے اٹھارہ لاکھ سالانہ پر اہواز اور بصرہ کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا اور جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں معز الدولہ خط پاتے ہی اہواز کو خیرباد کہہ کے کیمپ مکرم چل دیا اور ابن بریدی نے اپنے ایک سردار کو اہواز بھیج دیا۔ اور پھر معز الدولہ کو مکرم بھی چھوڑ کر سوس چلے جانے کو لکھا مگر معز الدولہ نے انکار کر دیا رفتہ رفتہ بجکم تک ان واقعات کی خبر پہنچ گئی۔ چنانچہ وہ ایک لشکر مرتب کر کے سوس اور جندسابور پر قبضہ کرنے کو بھیج دیا۔ ان مقامات کے نکل جانے سے اہواز تو ابن بریدی کے قبضہ میں رہ گیا اور صرف مکرم پر معز الدولہ قابض رہا ان کی آمدنی کم ہو گئی مگر مصارف کی وہی حالت رہی۔ تنگی اور عسرت سے گزر بسر ہونے لگی۔ اس دوران اس کے بھائی عماد الدولہ نے ایک تازہ دم فوج تمام سامان جنگ کے ساتھ اس کی کمک پر بھیج دی پھر کیا تھا گئی قوت لوٹ آئی اور اس نے اہواز پر حملہ کر دیا اور اس پر نہایت مستعدی اور تیزی سے قبضہ کر لیا۔

بجکم کی حکم عدولی:...... ابن بریدی بصرہ بھاگ گیا اور بجکم وسط میں ٹھہرا ہوا ابن رائق کے عہدے اور مرتبے کو حاصل کرنے کی کوشش اور تدبیر کر رہا تھا۔ ابھی تک کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آئی تھی کہ ابن رائق نے علی بن خلف بن طیاب کو اس لشکر سمیت اہواز پر یلغار کر کے ابن بویہ کو وہاں سے نکال دو تم کو جنگ کی افسری اور محکمہ کال کی علی کو عطا کی جاتی ہے بجکم نے ابن رائق کے اس حکم کی تعمیل کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی بلکہ علی کو اپنی وزارت میں رکھ لیا اور واسط ہی میں ٹھہرا رہا۔

ابوالفتح کی شام روانگی:......وزیر ابوالفتح نے دربار بغداد کا رنگ دیکھ کر ابن رائق کو بلایا اور مصر و شام کے خراج کی لالچ دلائی اور یہ وعدہ و اقرار کیا کہ ان دونوں ملکوں کا خراج براہ راست میں تمہارے پاس بھیجا کروں گا۔ مزید اطمینان کے لئے ابن طغج سے سسرالی رشتہ بھی قائم کرلیا چنانچہ ابن رائق نے ابوالفتح کی درخواست منظور کرلی۔ چنانچہ وہ ماہ ربیع الثانی ۳۲۹ ہجری میں ملک شام کو روانہ ہوگیا۔

بریدی کی شکست:......چونکہ بحکم نے ابن رائق کے حکم کی صریحاً تعمیل نہیں کی تھی اور اطمینان کے ساتھ واسط میں ٹھہرا رہا اس سے ابن رائق کو بحکم کی طرف سے خطرہ پیدا ہوگیا چنانچہ اس نے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کردی اور بحکم کے مقابلے کے لئے متحد الکلمہ ہوکر لڑنے کا پیغام بھیجا اس شرط سے اگر بحکم کو شکست ہوگی تو چھ لاکھ دینار سالانہ پر واسط تمہارے حوالہ کردونگا اتفاق سے کہ بحکم کو اس واقعہ کی خبر مل گئی تو وہ ابن رائق کے آنے سے پہلے ہی ابن بریدی پر حملہ کرنے کی غرض سے بصرہ کی طرف بڑھا۔ ابن بریدی نے ابوجعفر جمال کو دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر روانہ کیا چنانچہ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد بحکم نے ابوجعفر کو شکست دی۔ ابن بریدی اس واقعہ کو سن کر خوف سے کانپ اٹھا۔ اور طرح طرح کے خیالات دل میں پیدا ہونے لگے۔ مگر جب بحکم نے اس شکست کے بعد ابن بریدی کے لشکر کا تعاقب نہ کیا تو ابن بریدی کے قلب مضطرب کو اطمینان ہوگیا۔ ابن بریدی کے شکست کے دوسرے دن بحکم نے ابن بریدی کے پاس صلح کا خط روانہ کیا اور وعدہ کیا کہ اگر دربار خلافت میں میرا رسوخ ہوگیا تو واسط کی حکومت پر میں تم کو مقرر کروں گا۔ ابن بریدی نے اس کو غنیمت سے شمار کر کے صلح کرلی۔ اور بحکم پھر اپنے اسی خیال میں ڈوب گیا مع اپنی ساری توجہ و کوشش دربار خلافت میں ابن رائق کی اپنا رسوخ پیدا کرنے میں کرنے لگا۔

ابن مقلہ کی وزارت اور زوال:......جس وقت وزیر ابوالفتح بن فرات شام روانہ ہوگیا تو خلیفہ راضی نے ابوعلی مقلہ کو جیسا کہ یہ پہلے بھی عہدہ وزارت پر تھا خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا مگر یہ وزارت پر تھا خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا مگر یہ وزارت نام ہی کی تھی درحقیقت ابن رائق ہی سیاہ و سفید کا مختار تھا۔

ابن رائق سے دشمنی:......اس سے پہلے ابن رائق نے ابن مقلہ کا مال و اسباب ضبط کرلیا تھا۔ لہٰذا عہدہ وزارت حاصل ہونے کے بعد ابن مقلہ نے اپنا مال و اسباب کی واپسی کی مگر ابن رائق نے اس پر کچھ توجہ نہ کی لہٰذا ابن مقلہ کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ ابن رائق کو زیر کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ ادھر بحکم کو واسط میں اور وشمکیر کو رے میں خطوط روانہ کئے اور ان دونوں سے یہ وعدہ کیا کہ میں تم کو ابن رائق کی جگہ مقرر کرادوں گا۔ ادھر وقت بے وقت خلیفہ راضی کو ابن رائق اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کا مشورہ دینے لگا۔ جب کسی حد تک خلیفہ راضی رضامند ہوگیا تو یہ لالچ دی کہ اگر خلیفہ بحکم کو ابن رائق کی جگہ مقرر فرمائیں گے تو وہ تیس لاکھ دینار ❶ ابن رائق اور اس کے ساتھیوں سے وصول کر کے خزانہ عامرہ میں جمع کردے خلیفہ راضی نے مجبوراً اس بات کو منظور فرمایا۔

ابن مقلہ کی گرفتاری اور موت:......وزیر السلطنت کا اشارہ پاتے ہی بحکم کے نام کا بھی فرمان روانہ کیا اور ابن رائق کے خوف سے خلیفہ سے اس وقت تک دارالخلافت میں رہنے کی اجازت حاصل کرلی جب تک کے یہ کام پورا نہ ہوجائے۔ چنانچہ اجازت ملنے کے بعد ماہ رمضان ۳۲۶ھ کے آخر میں ایوان وزارت سے قصر خلافت میں آ گیا اور اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ راضی نے ابن رائق کو ان حالات کی اطلاع دے دی۔ ابن رائق نے پہلے تو خلیفہ کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد ۱۵ شوال ۳۲۶ھ میں ابن مقلہ کا ہاتھ کٹوادیا جو تھوڑے دنوں کے علاج سے اچھا ہوگیا اور پھر وہ عہدہ وزارت کی کوشش کرنے لگا اور ابن رائق کی زیادتیوں کی شکایت کرنے لگا۔ ابن رائق نے اس سے مطلع ہوکر اس کی زبان ❷ گدی سے نکلوالی اور ایک تنگ و تاریک گھر میں قید کردیا۔ یہاں تک کے اس کا انتقال ہوگیا۔

بحکم بغداد میں:......اس سے پہلے بحکم مسلسل اپنے آپ کو ابن رائق کی طرف منسوب کرتا اور اپنے پھریروں اور ڈھالوں پر بحکم رائقی

---

❶......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۴۰۴ پر تیس لاکھ کے بجائے تین ہزار دینار تحریر ہے، سیاق سباق کے لحاظ سے تیس لاکھ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

❷......یہ محاورۃً کہا گیا ہے ورنہ تحت الفظ یہی ہے کہ ابن رائق نے ابن مقلہ کی زبان کٹوادی تھی۔

کندہ کرا تا یہاں کے سلطنت ابن مقلہ کا فرمان بھی اس مضمون کا ملا ''خلافت مآب نے تم کو امیر الامراء کا خطاب عنایت فرمایا ہے لہٰذا ایلچی میں آ گیا اور ابن رائق کا نام اپنے نشانوں سے مٹوادیا اور سامان سفر درست کر کے ماہ ذیعقدہ ۳۲۶ھ میں واسط سے بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ خلیفہ راضی نے اس کی آمد کی اطلاع پا کر اسے واسط واپس جانے کا حکم تحریر کیا۔ بجکم نے کچھ خیال نہ کیا اور رفتہ رفتہ نہر دیالی ❶ کے مشرقی ساحل پر پہنچ گیا اور ابن رائق کا لشکر اس کے مغربی ساحل پر تھا۔ بجکم کی فوج نے ایک قابل عبور مقام سے نہر دیالی عبور کر کے ابن رائق کے لشکر پر حملہ کیا۔ اور بجکم ۱۵ ذیقعدہ کو کامیابی کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے کر بغداد میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے دن دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کی چنانچہ خلیفہ نے اس کو امیر الامرا کا خطاب مرحمت فرمایا۔ اس کے بعد بجکم نے خلیفہ راضی کی جانب سے ان سپہ سالاروں کے نام واپس آنے کے احکام روانہ کئے جو ابن رائق کے ساتھ تھے۔ چنانچہ وہ سب واپس آ گئے۔ اور ابن رائق بھی خفیہ طریقے سے بغداد آ گیا اور ایک برس اگیارہ مہینے تک امارت کر کے زاویہ گمنامی میں گم ہو گیا بجکم نے مونس کے گھر میں قیام کیا اور پھر بغداد میں اس کے قیام کیا اور پھر بغداد میں اس کے غلبہ وتصرف کا ڈنکا بج گیا۔ خلیفہ کو بھی حکمت عملی سے اپنے قابو میں لے لیا۔

وشمگیر کا کمانڈر سکری:...... وشمگیر کے عمال سے سکری بن مروی نامی ایک گورنر جبل کے علاقوں پر مامور تھا۔ بلاد جبل، صوبہ آذربائیجان سے ملا ہوا تھا۔ ان دنوں اس صوبہ پر دیسم بن ابراہیم کردی (یہ ابن ابی الساج کا ایک سپہ سالار تھا) حکومت کر رہا تھا۔ سکری کے دماغ میں آذربائیجان کی تسخیر کی ہوا سمائی تھی۔ لہٰذا لشکر مرتب کر کے فوج کشی کر دی۔ دیسم یہ خبر سن کر کے مقابلے پر آیا اور مسلسل دو لڑائیاں ہوئیں اور دونوں لڑائیوں میں کامیابی کا سہرہ سکری کے سر رہا۔ چنانچہ دیسم شکست کھا کر بھاگ گیا اور سکری نے تمام بلاد آذربائیجان پر سوائے اردبیل کے جو آذربائیجان کا دارالحکومت تھا قبضہ کر لیا اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔

اہل اردبیل کے ساتھ:...... اہل اردبیل نے دیسم کو یہ حالات لکھ کر بھیجے اور اس سے یہ درخواست کی۔ آپ اس پر جس وقت یہ لوگوں سے جنگ وجدال میں مصروف ہو پیچھے سے حملہ کر دیجئے۔ خدا کی ذات سے یقین کامل ہے کہ اس موذی غنیم کو شکست ہوگی۔ دیسم نے یہ درخوست منظور کر لی اور حملہ کرنے کی تاریخ مقرر کی گئی وقت اور دن بھی معین کر لیا گیا۔ سکری اس خیال میں ڈوبا ہوا تھا کہ اردبیل کا کوئی والی وارث نہیں ہے اس لئے محاصرے میں سختی سے کام لے رہا تھا۔ اہل اردبیل نے تاریخ اور وقت مقررہ پر شہر سے نکل کے حملہ کیا۔ چنانچہ سکری اپنی فوج کو آگے بڑھاتا گیا۔ یہاں تک کہ شہر پناہ کی دیوار کے قریب پہنچ گئی۔ اس وقت اہل اردبیل نے شہر پناہ کے دروازہ بند کر لئے۔ ادھر دیسم نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سکری کی فوج اس اچانک حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑی ہوئی اور سکری نے موقان میں جا کے دم لیا۔ گورنر موقان اصبہند بن دولت نے ایک تازہ دم فوج کے ساتھ سکری کی مدد کی اور اس کے ساتھ ساتھ دیسم سے لڑنے آیا۔ اس معرکہ میں دیسم کو شکست ہوئی۔ دیسم کو کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ وشمگیر کے پاس رہنے چلا گیا اور اس سے یہ درخواست کی کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ آپ مجھے سکری کے پنجہ سے بچا لئے چونکہ وشمگیر کو سکری کی ان پے درپے کامیابیوں سے مخالفت کا خطرہ ہو چکا تھا اس لئے ایک لشکر اس کے ساتھ کر دیا۔

سکری کا فرار اور قتل:...... اسی دوران سکری کے لشکریوں نے بھی ایک درخوست اس کی اطاعت قبول کرنے کے لئے وشمگیر کی خدمت میں روانہ کر دی تھی کسی ذریعہ سے سکری کو اس کی خبر مل گئی۔ اپنے چند مخصوص مصاحبوں کو لے کر آرمینیہ چلا گیا اور اس کے اطراف ومضافات کو تخت و تاراج کر کے زوزن (متعلقہ بلاد ارمن) کی طرف قدم بڑھائے۔ آرمینیوں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی اور اس کو اس کے چند ساتھیوں سمیت قتل کر ڈالا۔ باقیماندہ بے میدان کارزار سے واپس آ کر سان بن سکری کو امارت کی کرسی پر بٹھایا اور طرم ارمنی کے دارالحکومت پر اپنے سردار سکری کا بدلہ لینے حملہ آور ہوئے۔ طرم یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا اور نہایت سفا کی اور بے رحمی سے ان کو پامال کر دیا۔ باقی سپاہیوں میں بعض تو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلے گئے اور بعض نے بغداد میں جا کر دم لیا۔

---

❶ ...... نہر دیالی: شمالی عراق میں دریائے دجلہ کی ایک شاخ (ذیلی نہر) ہے

وشمکیر کا آذربائیجان پر قبضہ: ......لوگوں نے ناصر الدولہ کو اپنے چچازاد بھائی ابوعبداللہ حسین بن سعد بن حمدان کے پاس دیسم سے جنگ کرنے آذربائیجان بھیجدیا کیونکہ دیسم موصل پر قبضہ کرنے کی تیاری نہایت تیزی سے کررہا تھا اور عبداللہ حسین اپنے چچازاد بھائی ناصر الدولہ کی طرف سے آذربائیجان کے معاون پر مامور تھا۔ دیسم نے یہ خبر سن کر ابوعبداللہ حسین کا رخ کیا۔ مگر اس میں اس کے مقابلہ وشمکیر کی حمایت سے آذربائیجان پر قبضہ کرلیا۔

بساسیری کا ظلم وستم: ......ابوالغنائم اور ابوسعد دونوں مجلبان کے بیٹے تھے اور قریش بن بدران کے ساتھیوں میں سے تھے چنانچہ قریش بن بدران نے بساسیری کو اپنی انبار میں کی گئی حرکتوں کی اطلاع دیئے بغیر ان دونوں کو قائم کی طرف روانہ کردیا بساسیری کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ رئیس الرؤساء اور قائم کے ساتھ زیادتیاں شروع کردیں ان کی اور ان کی احباب کی تنخواہیں روک لیں اور بنو مجلبان کے گھر بار تباہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔

ان دنوں ابوالقاسم بن مجلبان انبار میں تھا چنانچہ بساسیری انبار کی طرف بڑھا، دبیس بن مزید بھی اس کی مدد کے لئے آپہنچا ان دونوں نے مل کر بساسیری کا محاصرہ کرلیا اور زبردستی شہر کو فتح کرلیا اور خوب لوٹ مار کی پانچ سو افراد کو گرفتار کرلیا بنوخفاجہ کے سو افراد بھی گرفتار کرلئے گئے ابوالغنائم کو بھی گرفتار کرکے بغداد پہنچادیا گیا اور ساتھ ہی دبیس بن مزید نے اس کے قتل کا مشورہ دیا، خلیفہ کے محل سے تاج کے پاس آیا زمین کو بوسہ دیا اور اپنے گھر چلا گیا۔ ❶

غزہ❷ کے دسکرۃ اور بغداد کے مضافات میں پہنچنا: ......۳۴۶ھ میں غز کی طرف مقرر حلوان کا گورنر ابراہیم بن اسحاق دسکرۃ پہنچا اور شہر کو فتح کرلیا اور خوب لوٹ مار کی، پھر اسغبا داور قلعہ بردان کی طرف بڑھا جہاں سعدی بن ابی الشوک کی حکومت تھی اور ان کے پاس مال ودولت بھی تھا، سعدی بن ابی الشوک نے غز کی مزاحمت کی چنانچہ غز نے قلعہ کے آس پاس کے گاؤں دیہاتوں میں لوٹ مار شروع کردی جیسے جیسے غز کی کامیابیاں بڑھ رہی تھیں ویسے ہی اس کا دوسرے شہروں پر قبضہ کرنے کا لالچ بھی بڑھ رہا تھا جبکہ دیلمیوں اور ترکوں کی حکومتیں کمزور ہوتی جارہی تھیں۔

ان دنوں بصرہ کا گورنر ابوعلی بن کالیجار تھا، طغرل بیگ نے اسے غز کے ایک لشکر کے ساتھ خوزستان کی طرف بھیجا اس نے اہواز پر قبضہ کرلیا اور حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

ابن رائق کا ظہور: ......۳۲۷ھ میں خلیفہ راضی اور بجکم نے موصل اور دیار ربیعہ کی جانب کوچ کیا اس کی وجہ یہ تھی ناصر الدولہ بن حمدان گورنر موصل نے خراج کا بھیجنا بند کردیا تھا چنانچہ تکریت پہنچ کر خلیفہ نے قیام کردیا اور بجکم آگے بڑھتا گیا۔ جب موصل چھ کوس دوررہ گیا تو ناصر الدولہ مقابلہ پر آیا اور ایک بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ بالآخر ناصر الدولہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور بجکم نصیبین تک اور نصیبین سے آمد تک اس کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ اور کامیابی کے بعد فتح کی خوشخبری خلیفہ کی خدمت میں روانہ کردی۔ چنانچہ خلیفہ تکریت سے دریا کے راستے روانہ ہوا شاہی لشکر میں قرامطہ کا بھی ایک گروپ تھا جو بجکم کا خط آنے کے بعد علیحدہ ہوگیا تھا۔ ابن رائق اس گروپ سے درپردہ خط وکتابت رکھتا تھا۔ جب یہ خلیفہ سے علیحدہ ہوکر بغداد واپس آگیا تو ابن رائق گوشہ گمنامی سے نکل کر اس گروپ کے پاس آیا اور بغداد پر قابض ہوگیا۔

ابن رائق کی صلح اور شام روانگی: ......رفتہ رفتہ خلیفہ تک اس کی خبر پہنچی چنانچہ دریا کا راستہ چھوڑ کر خشکی کے راستے موصل کا رخ کیا اور بجکم کو یہ واقعہ لکھ بھیجا۔ بجکم نے نصیبین پر قبضہ کرنے کے بعد نصیبین واپس کردیا ناصر الدولہ یہ خبر سن کر آمد سے نصیبین آگیا اور اس پر اور دیار ربیعہ پر قابض ہوگیا۔ اس دوران ابھی بجکم کے ساتھی بغداد کی تیاری کررہے تھے۔ ناصر الدولہ کی واپسی اور نصیبین پر قبضہ کرنے کی خبر سننے میں آئی۔ بجکم کو سخت افسوس اور صدمہ ہوا۔ ابھی تک روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ ناصر الدولہ کا ایک خط صلح کرنے اور پانچ لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا آیا۔ بجکم نے بنظر مصلحت منظور کرلی اور صلح نامہ مرتب کیا گیا۔ جس پر فریقین کے وکلاء نے دستخط کئے۔ مصالحت کے بعد خلیفہ راضی اور بجکم بغداد کی جانب

---

❶ ......بساسیری کی وحشت اور ظلم وستم کی واقعات کے لئے دیکھیں کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۷۴ اور غالباً یہ جملہ غلط جگہ لکھا گیا ہے۔

❷ ......ایک نسخے میں غز کے بجائے غزالی تحریر ہے جو کہ غلط ہے۔ دیکھیں کامل بن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۷۴

لوٹے۔ راستہ میں ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن شیر از ملا اس کو ابن رائق نے صلح کا پیغام بھیجا تھا بجکم نے ابن رائق کی درخواست کے مطابق مرات کے راستے دیار مضر، حران، الرہا، قنسرین اور سرحد کی حکومت اسے عنایت کر دی چنانچہ ابن رائق نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۷ھ میں بغداد سے اور خلیفہ راضی بجکم کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا۔

بالبان ترک:...... بجکم نے ترک سپہ سالار سے بالبان نامی ایک سپہ سالار کو اپنا نائب بنا کر ابناء پر تقرر کیا تھا۔ اس نے اسی زمانہ میں فرات کی گورنری کی درخوست دی۔ بجکم نے منظور کر لی۔ بالبان نے حکومت حاصل کرنے کے بعد رحبہ کی جانت کوچ کیا اور وہ ابن رائق سے خط و کتابت کر کے علم خلافت اور بجکم کا مخالف بن گیا۔ بجکم اس واقعہ سے مطلع ہو کر بالبان کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور پانچ دن میں مسافت طے کر کے رحبہ پہنچ گیا۔ غفلت میں بالبان پر حملہ کر دیا۔ بالبان کا لشکر اس غیر متوقع حملے سے گھبرا کر بھاگ گیا اور بالبان کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور اونٹ پر سوار کرا کے بغداد لایا گیا اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ یہ اس کا آخری زمانہ تھا۔

ابن بریدی کی وزارت:...... ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابوالفتح فضل بن جعفر بن فرات شام کی طرف روانہ ہو گیا تھا اور روانگی کے وقت دربار خلافت میں عبداللہ بن علی بصری کو اپنا نائب مقرر کر گیا تھا۔ بجکم نے اس وزیر خلف بن طیاب کو گرفتار کر کے ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن شیر زاد کو عہدہ وزارت پر مقرر کر دیا اس نے کہہ کر بجکم اور ابن بریدی کی صلح کرا دی۔ اس کے بعد ابن بریدی نے چھ لاکھ دینار سالانہ خراج پر صوبہ واسط کی حکومت حاصل کی۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابوالفتح کی مقام رملہ میں وفات ہوگئی اس وقت ابوجعفر نے بارگاہ خلافت میں ابوعبداللہ بن بریدی کی وزارت کی سفارش کی جسے خلیفہ راضی نے قبول کر لیا۔ ابوعبداللہ بن بریدی نے دربار خلافت میں عبداللہ بن بصری کو بطور نائب مقرر کر دیا جیسا کہ یہ اس سے پہلے وزیر السلطنت ابوالفتح کی طرف سے متعین تھا۔

سوس پر ابن بریدی کا حملہ:...... جس وقت ابن بریدی کی حکومت کو واسط میں استقلال واستحکام ہو گیا اس وقت اس نے ایک لشکر سوس کی جانب روانہ کیا ان دنوں سوس میں ابوجعفر ظہیری معز الدولہ احمد بن بویہ کا عزیز حکومت کر رہا تھا اور خود معز الدولہ اہواز میں مقیم تھا چنانچہ ابوجعفر نے قلعہ بندی کر لی اور قلعہ کی فصیلوں سے ابن بریدی کے لشکر کا مقابلہ کرنے لگا ابن بریدی کے لشکر کا مقابلہ کرنے لگا ابن بریدی کے لشکر نے سوس کے اطراف کے جانب کے علاقوں کو تخت و تاراج کر دیا چنانچہ معز الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو یہ اس وقت اصفہان سے واپ آ کر اصطخر میں خیمہ زن تھا۔ اپنے بھائی کا خط دیکھ کے سوس کی طرف کوچ کر دیا۔

رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ:...... اتفاق یہ پیش آیا کہ اس کے پہنچنے سے پہلے ابن بریدی کا لشکر واپس جا چکا تھا مگر اس کے جوش انتقام نے اسے واسط کے قبضے پر مجبور کر دیا ایک دو روز سوس میں قیام کر کے واسط کی طرف چلا اور کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہنچا اور شہر کی شرقی جانب میں خیمہ زن ہو گیا۔ ابن بریدی کا لشکر شہر کی مغربی جانب پڑا ہوا تھا۔ ابھی جنگ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ رکن الدولہ کے لشکر میں تشویش سی پیدا ہوگئی اور ایک گروپ امن حاصل کر کے ابن بریدی کے پاس آ گیا۔ اس کے بعد خلیفہ راضی اور بجکم نے بغداد سے واسط کی طرف ابن بزیدی کی کمک کے لئے کوچ کیا۔ رکن الدولہ یہ سن کر اہواز کی جانب اور اہواز سے رامہرمز کی طرف لوٹ گیا۔ رامہرمز پہنچ کر یہ خبر ملی کہ وشمکیر نے اپنا لشکر ماکان بن کالی کی مدد کے لئے بھیج دیا ہے۔ اور اصفہان بچانے والوں سے خالی ہے۔ فوراً سامان جنگ درست کر کے رامہرمز سے اصفہان پہنچ گیا اور اس پر قبضہ کر کے وشکمیر کے وہاں موجود ساتھیوں کو وہاں سے نکال دیا۔

بجکم کا واسط پر قبضہ:...... بجکم اور ابن بریدی میں صلح ہونے کے بعد ابن بریدی نے اپنی بیٹی کا بجکم سے نکاح کر دیا اور پھر دونوں نے متحد ہو کر یہ مشورہ کیا کہ بجکم بلاد جبل کو فتح کرنے کے لئے وشمکیر پر فوج کشی کی جائے اور ابوعبداللہ بن بریدی اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے معز الدولہ پر حملہ کرے۔ اس مشورے کے مطابق بجکم حلوان چلا گیا اور ابن بریدی نے پانچ سو آدمیوں کو بجکم کی کمک پر روانہ کیا۔ بجکم نے بھی اپنے چند ساتھیوں کو ابن بریدی کے پاس سوس اور اہواز جانے کی کوشش کرنے کو بھیج دیا۔ ابن بریدی بہانوں سے انہیں ٹالتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ ان

لوگوں پر یہ بات واضح ہوگئی کہ ابن بریدی بجکم کی مخالفت پر آمادہ ہے۔ان لوگوں نے بجکم کو اس بات کی اطلاع کردی چنانچہ بجکم اپنا ارادہ ترک کر کے بغداد واپس آ گیا اور ابن بریدی کو وزارت سے معزول کر کے اس کی جگہ ابوالقاسم بن سلیمان بن حسین بن مخلد کو مقرر کیا اور ابو جعفر بن شیراز کو جس نے اس کی وزارت کی کوشش اور سفارش کی تھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔اس کے بعد سامان سفر درست کر کے دریا کے راستے ذی الحجہ ۳۲۸ھ کے آخر میں واسط کی طرف کوچ کیا اور ایک لشکر خشکی کے راستے بھیج دیا۔ابن بریدی یہ خبر سن کر واسط سے بصرہ بھاگ گیا اور بجکم نے واسط پہنچ کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔

ابن رائق کا شام پر قبضہ:......اس سے پہلے ہم دیار مضر اور قنسرین کی سرحد کی طرف ابن رائق کے روانہ ہونے کے حالات بیان کر چکے ہیں چنانچہ جس وقت اس نے ان علاقوں میں اپنی حکومت کا سکہ استقلال اور استحکام کے ساتھ چلتا ہوا دیکھ لیا تو اس وقت اس کے دماغ میں ملک شام کی ہوس سما گئی۔فوراً لشکر مرتب کر کے حمص کی طرف کوچ کر دیا اور اس پر قبضہ کر کے دمشق کی جانب بڑھا۔ان دنوں دمشق میں بدر بن عبداللہ اخشیدی ❶ جو کہ بدیر مشہور تھا حکمرانی کر رہا تھا۔ابن رائق نے اس کو دمشق سے نکال کر قبضہ کرلیا اس کے بعد رملہ پر قبضہ کرتا ہوا دیار مضریہ کے ارادے سے عریش کی جانب روانہ ہوگیا۔

اخشید سے جنگ اور صلح:......اخشید محمد بن طغج مقابلے پر آیا اور پہلے ہی حملے میں اخشید کو شکست ہوئی۔ابن رائق کے لشکریوں نے اس کی لشکر گاہ پر قبضہ کرلیا۔اس کے بعد اخشید کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر ابن رائق کے لشکر پر حملہ کر دیا اس حملے میں ابن رائق شکست کھا کر دمشق کی جانب بھاگ گیا۔اخشید نے اپنے بھائی ابونصر بن طغج کو تعاقب پر روانہ کیا ابن رائق نے دمشق سے پلٹ کر حملہ کر دیا چنانچہ گھمسان لڑائی ہوئی اور بالآخر ابونصر بھاگ گیا اور اس دوران مارا گیا۔

جنگ کے خاتمے کے بعد ابن رائق نے ابونصر کی تجہیز و تکفین کرائی اور جنازے کو تعزیت نامے کے ساتھ اپنے بیٹے مزاحم کے ہمراہ اخشید کے پاس مصر بھیج دیا۔اخشید نے مزاحم کو بڑی عزت و توقیر سے ٹھہرایا اور اس کے باپ ابن رائق سے اس طور پر مصالحت کرلی کہ مصر اور رملہ کو اپنے پاس رکھے۔اور ان کے علاوہ شام کے تمام علاقوں پر ابن رائق کو قبضہ دے دیا اور رملہ کے بدلے میں ایک کروڑ چالیس ❷ لاکھ دینار سالانہ دینے کا وعدہ کیا۔

راضی کے دور کے صوائف:......۳۲۲ھ میں دمستق گورنر روم نے پچاس ہزار فوج سمیساط کی جانب قدم بڑھائے اور ملطیہ پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور ایک طویل مدت تک محاصرہ کئے رہا۔آخر کار امان کے ساتھ فتح کرلیا اکثر اہل ملطیہ ❸ اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کی محبت میں نصرانی بن گئے اور تھوڑی سی تعداد میں لوگوں کو بطریق کے ساتھ بلاد اسلامیہ بھیجدیا گیا اس کے بعد دمستق نے سمیساط کو فتح کیا اور اس کے مضافات کو تخت و تاراج کر کے اکثر ساحلی علاقوں پر قبضہ کرلیا۔

۳۲۳ھ میں قائم علوی نے افریقہ سے ایک جنگی بیڑہ کفار کے علاقوں کی طرف روانہ کیا جو شہر جنوہ فتح کر کے سردانیہ کی جانب بڑھا اہل سردانیہ نے مقابلہ کیا چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل سردانیہ کی اکثر کشتیوں کو جلا کر قرقیسیا (ساحل شام) چلا گیا۔یہاں بھی یہی واقعہ پیش آیا لہٰذا صحیح سلامت واپس آ گیا۔ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان مصالحت ہوئی۔فریقین نے قیدیوں کا آپس میں تبادلہ کیا۔چھ ہزار تین سو قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ابن ورقاء شیبانی اس مہم کا انچارج تھا۔

---

❶......علامہ کندی کی تاریخ ,,ولاۃ مصر,, صفحہ ۲۰۷ میں بدر بن عبداللہ اخشیدی کے بجائے عبیداللہ بن طغج کا نام تحریر ہے۔

❷......ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۰۴ پر ایک کروڑ چالیس لاکھ کے بجائے چودہ لاکھ تحریر ہے اس کے علاوہ اس معاملہ کی تفصیل کے لئے دیکھیں ,,مصر الاسلامیہ ,,مصنف مصطفیٰ طٰہٰ بدر (جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ اور اس کے بعد) اور تاریخ ابن خلدون جلد ۴ صفحہ ۱۴۸۔

❸......دمستق نے فتحیابی کے بعد دو خیمے نصب کرائے تھے ایک خیمہ پر صلیبی جھنڈا لہرا رہا تھا اور دوسرا خیمہ اس کے کچھ فاصلے پر تھا صلیبی خیمہ کے دروازے پر لکھا ہوا تھا ,,جو شخص عیسائی مذہب قبول کرنا چاہے وہ اس خیمہ میں آ جائے اس کو اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب دیدیا جائے گا,, دوسرے خیمہ کے دروازے پر یہ کتبہ تھا ,,جو شخص اسلام کو دوست رکھتا ہو وہ اس خیمہ میں چلا جائے اس کو ذاتی امان دے دی جائیگی اور جہاں جانا چاہے پہنچا دیا جائے گا,,اس حکمت عملی سے اکثر اہل ملطیہ عیسائی بن گئے۔(تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۲۲)

راضی اور قاہر کے عمال:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ علم خلافت کے قبضہ میں اہواز، بصرہ، واسط، اور جزیرہ کے علاوہ اور کوئی صوبہ باقی نہ رہا تھا۔ بنی بویہ فارس واصفہان پر، وشمگیر بلاد جبل پر، ابن بریدی بصرہ پر، اور ابن رائق واسط پر قابض ومتصرف ہو گئے تھے۔ آپ یہ بھی اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عماد الدولہ بن بویہ فارس میں حکمرانی کر رہا تھا اور رکن الدولہ (عماد الدولہ کا بھائی) اصفہان، ہمدان، قم، قاشان، کرخ، رے اور قزوین میں وشمگیر سے الجھا ہوا تھا اور معز الدولہ (عماد الدولہ اور رکن الدولہ کا بھائی) اہواز اور کرمان پر غالب ومتصرف ہو گیا تھا۔ ابن بریدی نے واسط کو دبا لیا تھا۔ ابن رائق شام چلا گیا تھا اور اس نے اس پر قبضہ کر رکھا تھا۔

گورنر مصر کی مصروفات:......۳۲۱ھ میں تکین خاصگی گورنر مصر نے وفات پائی۔ چنانچہ خلیفہ قاہر نے اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو مقرر کیا مگر لشکر نے بغاوت کر دی تو محمد نے بزور تیغ اُس کو زیر کر لیا۔ اسی سن میں بنی ثعلب اور بنی اسد میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ بنی اسد کے ساتھ قبیلہ طے بھی تھا۔ ناصر الدولہ حسن بن عبد اللہ بن حمدان، ابوالاغر بن سعید بن حمدان کے ساتھ مصالحت کرانے گیا مگر باتوں باتوں میں ہلڑ مچ گیا جس میں ابوالاغر کو ایک ثعلبی نے قتل کر دیا۔ چنانچہ ناصر الدولہ نے ان پر حملہ کر دیا اور حدیثہ تک ان کا تعاقب کرتا گیا حدیثہ میں مونس کا غلام یانس موصل کا گورنر مل گیا چنانچہ بنی ثعلب اور بنی اسد اس کے ساتھ مل گئے اور دیار ربیعہ کی طرف واپس آئے۔

۳۲۳ھ میں خلیفہ راضی نے اپنے دونوں بیٹوں ابوجعفر اور ابوالفضل کو بلاد مشرق اور مغرب کے علاقوں کی حکومت عنایت کی اور ۳۲۴ھ میں محمد بن طغج کو ملک شام کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھا صوبہ مصر کی بھی گورنری عطا کر دی۔ صوبہ مصر پر احمد بن کیغلغ مامور تھا۔ اسی سن میں اسے معزول کیا گیا۔

راضی کی وفات وخلافت متقی:......خلیفہ راضی ❶ باللہ ابوالعباس احمد بن مقتدر نے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں وفات پائی۔ یہ چند مہینے کم سات برس ❷ تک خلیفہ رہا۔ اس کے مرنے کے بعد بجکم نے اس کے مصاحبوں اور ہمنشینوں کو جمع کیا لیکن نسلاً غیر عرب ہونے کی وجہ سے اس کا مقصد حاصل نہ ہو سکا۔ یہ آخری خلیفہ تھا جس نے منبر پر اکثر خطبہ دیا اگرچہ اس کے بعد بعض خلفاء نے منبر پر خطبہ دیا ہے۔ لیکن وہ تعداد میں اتنے کم ہیں کہ ان کا کوئی لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ آخری خلیفہ ہے جس نے "داستان وقصہ گو" مقرر کئے اور ہمنشینوں ومصاحبوں کو امور سلطنت میں دخیل بنایا اس کی دولت وحکومت آخری دولت وحکومت ہے جس کے ذاتی اخراجات، جائزے، انعامات، جاگیرات، باورچی خانہ، خدم وحشم اور حاجبین خلفاء متقدمین کی طرح تھے۔ ❸

ابراہیم بن مقتدر المتقی للہ ۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ

خلیفہ کے لئے مشورہ:......بجکم خلیفہ راضی کی وفات کے وقت واسط میں مقیم تھا اس زمانہ میں یہاں ٹھہرا ہوا تھا جب سے کہ اس نے ابن بریدی سے واسط چھین لیا تھا اور وفات خلیفہ راضی کے بعد اراکین دولت خلیفہ کے تقرر کے لئے بجکم کے خط کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی دوران میں اس کا خط ابوعبد اللہ کوفی کی معرفت آ گیا اس میں لکھا تھا کہ وزراء، امراء، قضاۃ، علوئین، عباسین، اور روساء شہر، سب وزیر السلطنت ابوالقاسم سلیمان بن حسن کے پاس جمع ہو کر کوفی کے مشورے سے جس شخص کے طریقہ ومذہب کو خاندان خلافت میں سے پسند کریں اس کو خلیفہ بنا لیں۔ اس

---

❶......الوافی بالوفیات جلد صفحہ ۲۹۹ اور نہایۃ الارب جلد ۲۳ صفحہ ۱۵۲ کے مطابق راضی کی وفات ربیع الثانی میں ہوئی، جبکہ تاریخ بغداد جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ کے مطابق راضی کی وفات ہفتہ کی رات ہوئی جبکہ ربیع الاول کی سولہ راتیں گذر چکی تھیں۔

❷......تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۴ کے مطابق راضی کی خلافت چھ سال دس مہینے دس دن تک رہی جبکہ مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۳۶۴ کے مطابق راضی چھ سال گیارہ مہینے اور تین دن تک خلیفہ رہا۔

❸......تاریخ بغداد جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ میں یہ اضافہ ہے کہ راضی کے فضائل ومناقب بہت ہیں اس نے بعض کام ایسے بھی کئے ہیں جو اس کے بعد کسی نے نہیں کئے مثلاً یہ آخری خلیفہ تھا جس نے اشعار کا دیوان مدون کیا اور یہی آخری خلیفہ ہے جس نے خزانے اور لشکروں کا انتظام منفرد انداز میں کیا۔

تحریر کے مطابق اراکین حکومت، لشکر کے امراء، اور روٴساءِ شہر نے جمع ہو کر ابراہیم بن مقتدر کو منتخب کر لیا۔

المتقی للہ کی خلافت:......اگلے دن کہ ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ کا آخری دن تھا ❶ محتشم الیہ کو مجلس عام میں طلب کر کے تخت خلافت پر جلوہ افروز کر دیا۔ نئے خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد "المتقی للہ" کا مبارک لقب پسند فرمایا۔ ابوالقاسم سلیمان کو بدستور عہدۂ وزارت پر جیسا کہ اس سے پہلے تھا۔ برائے نام قائم و بحال رکھا لیکن درحقیقت امور سیاست کی باگ ڈور وانتظام کوفی (بجکم کے سکریٹری) کے ہاتھ میں رہی اور سلامت طولونی کو عہدۂ حجابت عطا کیا گیا۔

بجکم کا قتل:......ابوعبداللہ بریدی نے واسط سے بصرہ بھاگ آنے کے بعد ایک لشکر مذار کی جانب روانہ کیا۔ بجکم نے بھی اس کے مقابلے پر "توزون" ❷ کی ماتحتی میں فوج بھیجی چنانچہ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ پہلے تو توزون شکست کھا گیا۔ پھر اس نے بجکم کو واسط سے اپنی کمک کے لئے بلوایا چنانچہ بجکم نے نصف رجب کو واسط سے مذار کی طرف کوچ کیا اس کے بعد توزون کو فتح نصیب ہوگئی۔ راستے میں توزون کی فتح کی خوشخبری کا خط ملا پڑھ کر خوش ہو گیا اور سیر وشکار کرتا ہوا نہر جور بک پر چلا گیا۔ کسی نے اسے اطلاع کی کہ یہاں پر کردوں کا ایک گروپ ہے جس کے پاس بے حد مال واسباب ہے۔ بجکم نے اس کے باوجود کہ اس کے لشکر میں گنتی کے چند سوار تھے حملہ کر دیا اور کردوں کو شکست ہوگئی۔ بجکم نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔ اتنے میں کردوں کے ایک نوعمر جوان نے پیچھے سے بجکم کو نیزہ مار دیا۔ وہ گھوڑے سے تڑپ کر گرا اور فوراً دم توڑ دیا (یہ ❸ واقعہ ماہ رجب کی چھبیسویں تاریخ کا ہے)

بجکم کے قتل کے بعد:......بجکم کے مارے جانے کے بعد سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ ویلمی فوج جس کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی ابن بریدی کے پاس چلی گئی۔ ابن بریدی نے بصرہ سے بھی بھاگ جانے کا پکا ارادہ کر لیا تھا لیکن اس فوج کے پہنچ جانے سے جان میں جان آ گئی۔ توانائی اور قوت کا خون تمام رگوں میں دوڑنے لگا۔ چنانچہ سب کی تنخواہیں دوگنی کر دیں اور انعامات دیئے۔ ترکوں کے لشکر نے بکتینک کو جیل سے نکال کر اپنا سردار بنا لیا۔ بکتینک نے ان لوگوں کے ساتھ خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بغداد کی جانب کوچ کر دیا اور بجکم کے مکان کے مال واسباب کی فہرست مرتب کر کے خلیفہ مآب کے سامنے پیش کر دی۔ چنانچہ خلیفہ نے ضبط کر کے خزانہ میں جمع کر لیا۔ اس مال کی قیمت گیارہ لاکھ دینار تھی۔ اس نے دو برس آٹھ ماہ امارت کی۔

بریدی کی بغداد روانگی:......بجکم کے قتل کے بعد دیلمی فوج نے بکشوار ❹ بن ملک بن مسافر کو اپنی سرداری دی۔ مسافر ابن سلار گورنر طرم وہ شخص ہے کہ جس کے بعد اس کے بیٹے آذربائیجان پر قابض ہوئے اور اتراک نے اس سے جنگ لڑی۔ جب جنگ کے دوران ترکوں کے ہاتھ سے مارا گیا تو ویلم نے اس کی جگہ کورتکین کو مقرر کیا اور ترکوں نے بکتینک (یہ بجکم کا غلام تھا) کو اپنا امیر بنا لیا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔ ویلمی فوج ابوعبداللہ بریدی کے پاس چلی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی گئی ہوئی قوت پھر لوٹ آئی۔ لھذا اسے تیار کر کے بصرہ سے واسط کی جانب روانہ ہوا۔ خلیفہ متقی نے یہ خبر سن کر ڈیڑھ لاکھ دینار بھیج دیئے تاکہ ابن بریدی واپس چلا جائے۔

خلیفہ کی مزاحمت کی ناکام کوشش:......اور اس کے بعد بریدی سے جنگ کرنے کے لئے بجکم کے مال میں سے چار لاکھ دینار مرحمت فرمائے۔ سلامت طولونی کو اس کا سردار مقرر کیا اور خود بنفس نفیس ان کے ہمراہ آخری ماہ شعبان ۳۲۹ھ میں بغداد سے نہر دبالی کی جانب کوچ کیا۔ بریدی لشکر واسط سے بغداد روانہ ہوا۔ جوں ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں لیکن ترکوں پر ابن بریدی کا ایسا خوف غالب ہوا کہ ان میں سے کچھ

---

❶......کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۶ کے مطابق اس کی بیعت ۲۰ ربیع الاول کے دن کی گئی۔

❷......توزون: ابوالفداء نے اپنی کتاب مختصر تاریخ البشر جلد ۲ صفحہ ۹۰ پر ہے کہ توزون ترکی نام ہے جو الباطیہ کے نام سے نکلا ہے اور ترکی زبان میں الباطیہ کا نام توزون ہے۔

❸......تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۴۳

❹......تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۹ پر بکشوار کے بجائے بلسواز تحریر ہے۔

توامن حاصل کر کے ابن بریدی سے جا ملے اور باقی لوگ موصل چلے گئے ان میں توروں اور بجکم بھی تھے۔ سلامت طولونی اور ابوعبداللہ طولونی روپوش ہو گئے اور مقابلہ پر ایک شخص بھی نہ رہا۔

بریدی کی وزارت:...... چنانچہ ابوعبداللہ بریدی بغیر کسی مزاحمت ومخاصمت کے ماہ رمضان المبارک کے شروع میں بغداد میں داخل ہو گیا اور شفیعی کے مکان پر قیام کیا۔ وزیر السلطنت ابوالحسین بن میمون، قضاۃ، اراکین دولت اور رؤساء شہر وملت ملنے آئے۔ خلیفہ نے مبارکباد کا خط لکھا، کھانا بھیجا اور وزیر کے لقب سے مخاطب کیا کچھ دن بعد ابن بریدی نے وزیر السلطنت ابوالحسین کو وزارت کے بعد گرفتار کر کے بصرہ کی جیل میں ڈال دیا اور خلیفہ متقی سے فوج کے اخراجات کے لئے پانچ لاکھ دینار طلب کئے اور کہلوایا کہ اگر یہ رقم نہ ملی تو خلیفہ کا انجام بھی وہی ہوگا جو معتز، مستعین اور مہتدی کا ہوا تھا۔ خلیفہ متقی نے چاروناچار پانچ لاکھ دینار بھیج دیئے اور پھر جب تک ابن بریدی بغداد میں ٹھہرا رہا اس سے ملاقات نہ کی۔

ابن بریدی کا فرار:...... جس وقت ابن بریدی کے پاس یہ رقم پہنچی تو لشکریوں نے تنخواہ کا شوروغل مچا دیا۔ دیلمی فوج ہلڑ مچاتی ہوئی ابوالحسین (ابن بریدی کے بھائی) کے مکان پر پہنچ گئی۔ ترکوں کی فوج بھی اس ہنگامہ میں آ کر شریک ہو گئی۔ طوفان بدتمیزی کی طرح ابن بریدی کے مکان کی طرف بڑھی۔ ابن بریدی نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر پُل کو توڑوا دیا مگر عوام الناس اس کے مصاحبوں پر ٹوٹ پڑے چنانچہ یہ گھبرا کر اپنے بیٹے ابوالقاسم اور چند ساتھیوں کے ساتھ واسط کی طرف بھاگ نکلا یہ واقعہ ماہ رمضان المبارک ۳۲۹ھ کے آخر کا ہے جبکہ بغداد میں اس کو آئے ہوئے چوبیس دن گزر چکے تھے۔

کورتکین امیر الامراء:...... ابن بریدی کے بھاگ جانے کے بعد کورتکین بغداد میں امور سیاست وانتظام پر قابض ہو گیا اور خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ خلیفہ نے اسے امیر الامراء کا خطاب عطا فرمایا۔ علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن کو بلوا کر نظم ونسق اور امور سلطنت کے اختیارات دیئے مگر وزارت کا لقب نہ دیا۔ پھر قلمدان وزارت ابواسحاق محمد بن احمد الکافی قراریطی کے سپرد کر دیا۔ بدر خرشنی کو عہدۂ حجابت دیا اس کے بعد پانچویں شوال کو کورتکین نے بلکبینک کے ایک ترکی سپہ سالار کو گرفتار کر کے دریائے دجلہ میں ڈبو دیا۔ چنانچہ ترکوں اور دیلمیوں میں جنگ چھڑ گئی۔ فریقین کے بے شمار لوگ کام آ گئے۔ کورتکین اکیلا سیاسی امور کی نگرانی کرنے لگا۔ وزارت کی تبدیلی کو ڈیڑھ ماہ گزر چکے تھے کہ نیا وزیر ابواسحاق بھی کورتکین کے پنجۂ غضب کا شکار ہو گیا پھر اس کی جگہ ابوجعفر محمد بن قاسم کرخی کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔

ابن رائق کی بغداد روانگی:...... ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ بجکم کے اتراک میں سے ایک گروپ موصل چلا گیا اور پھر موصل سے ابن رائق کے پاس شام پہنچ گیا۔ ترک سپہ سالار توروں، بجکم، کورتکین اور صیغون اس گروپ میں موجود تھے۔ ان لوگوں نے ابن رائق کو عراق واپسی کی لالچ دلائی اس دوران خلیفہ متقی کے خطوط ابن رائق کی طلبی میں آ گئے۔ چنانچہ اس نے ماہ رمضان ۳۲۹ھ میں صوبہ شام میں ابوالحسن احمد بن علی بن مقاتل کو اپنا نائب بنا کر بغداد کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ موصل پہنچا۔ ناصر الدولہ بن حمدان نظریں بچا کر دائیں بائیں ہٹ گیا۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر ایک لاکھ دینار بھیج کر ابن رائق سے مصالحت کر لی پھر ابن رائق بغداد چلا گیا۔ اتفاق سے ابوعبداللہ بن بریدی کو اس کی خبر مل گئی اسی وقت اپنے بھائیوں کو واسط بھیج دیا ان لوگوں نے واسط سے ویلم کو نکال دیا اور ابن بریدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔

کورتکین سے جنگ:...... جس وقت ابن رائق بغداد کے قریب پہنچا کورتکین لشکر تیار کر کے جنگ کے ارادے سے عکبرا تک آیا اس عرصے تک ابن رائق سے جنگ چھڑی رہی۔ آخر کار شب عرفہ میں ابن رائق نے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا اور صبح ہوتے ہوتے شہر کی مغربی جانب سے بغداد میں داخل ہو گیا اور بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کی۔ خلیفہ ابن رائق کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر دریائے دجلہ کی سیر وتماشا کے لئے چلا گیا۔ دوسرے وقت مغرب کے وقت کورتکین بھی بغداد پہنچ گیا چنانچہ ابن رائق مسلح ہو کر لڑنے نکلا مگر کورتکین کے بغداد آ جانے سے کچھ ہمت سی ہار گیا اور شام کی طرف واپس جانے کا ارادہ کر لیا۔ پھر یہ خیال کر کے کہ بغیر جنگ کئے شام واپس جانا خلاف مصلحت ہے اپنے لشکر کے ایک حصے کو دجلہ عبور کر کے کورتکین کے لشکر کے پیچھے سے اس پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسرے حصے کو اپنی کمان میں لے کر مقابلہ پر آیا۔ بازاریوں اور عوام الناس

کا بھی ایک گروپ اس کے ساتھ تھا وہ بھی کبھی کبھی تیر کا مینہ کورتکین کے لشکر پر برسا دیتے تھے شور وغل سے کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے۔

ابن رائق، فاتح اور امیر الامراء:......اس دوران ابن رائق کے اس لشکر نے جو دجلہ عبور کر کے حملہ کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا کورتکین کے لشکر پر پس پشت سے حملہ کیا۔ کورتکین کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑا ہوا۔ تقریباً چار سو آدمیوں نے امن کی درخواست کی ابن رائق نے ان سب کو ان کے سپہ سالار سمیت مار ڈالا۔ کورتکین جان کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ خلیفہ متقی نے ابن رائق کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر ''امیر الامراء'' کا خطاب مرحمت کیا پھر وزیر ابوجعفر کرخی اپنی وزارت کے ایک مہینے بعد معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ احمد کوفی کو مقرر کیا گیا اس کے بعد ابن رائق کو کورتکین کا سُراغ لگ گیا چنانچہ گرفتار کرا کے دار الخلافت میں قید کر دیا۔

وزارت ابن بریدی وفرار متقی بجانب موصل:......ابن رائق امراء کی امارت کی وجہ سے بغداد میں مستقل طور پر رہنے لگا ادھر ابن بریدی نے واسط کا خراج سالانہ بھیجنا بند کر دیا چنانچہ ابن رائق نے لشکر مرتب کر کے دسویں محرم ۳۳۰ھ کو بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا۔ بنو بریدی یہ خبر سُن کر بصرہ بھاگ گئے۔ ابوعبداللہ کوفی نے درمیان میں پڑ کے مصالحت کرا دی چنانچہ بنو بریدی واسط واپس آ گئے اور دو لاکھ دینار بقایا خراج کی ضمانت دی اور چھ لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔ مصالحت کے بعد ابن رائق بغداد کی جانب واپس لوٹ گیا۔ دوسری ربیع الثانی کو لشکر نے بغاوت کر دی جس میں توزون وغیرہ بھی شریک تھے اور اس سے علیحدہ ہو کر اسی ماہ کے آخر میں ابن بریدی کے پاس واسط چلا گیا۔ اس سے ابن بریدی کی قوت بڑھ گئی۔ ابن رائق نے دل جوڑنے کی نیت سے ابن بریدی سے خط وکتابت شروع کی اور خلعت وزارت بھیجی۔

اور اس کی طرف سے عہدہ وزارت پر ابوعبداللہ شیراز کو اس کا نائب مقرر کیا، اس کے بعد یہ خبر مشہور ہوگئی کہ ابن بریدی اتراک اور دیلم کا ایک عظیم لشکر لے کر بغداد پر چڑھا آ رہا ہے اسی بناء پر ابن رائق نے ابن بریدی کے نام وزارت سے خارج کر کے دار الخلافت کی قلعہ بندی شروع کر دی جگہ جگہ سے منجنیقیں نصب کرائیں اور فصیلوں پر حصار شکن آلات جمع کر دیئے لشکر کو حفاظت کی غرض سے چاروں طرف پھیلا دیا ادھر عوام الناس اور بازاریوں نے لوٹ مار شروع کر دی اس سے امن عامہ کو سخت نقصان پہنچا، پندرہویں جمادی الثانی کو خلیفہ متقی اور ابن رائق سوار ہو کر نہر دیالی کی طرف روانہ ہوئے تو ابوالحسین (ابن بریدی کے بھائی) سے دریا اور خشکی میں مڈبھیڑ ہوگئی چنانچہ لڑائی ہوئی بالآخر ابوالحسین نے ان لوگوں کو شکست دی اور فتحیابی کا جھنڈا لے کر دار الخلافت میں داخل ہو گیا، خلیفہ متقی اپنے بیٹے ابومنصور اور ابن رائق کے ساتھ موصل کی طرف بھاگ گیا اس وقت اس کی امارت کو چھ ماہ ہو گئے تھے اور وزیر قراریطی روپوش ہو گیا۔

ابوالحسین کے کامیاب ہونے کے بعد قصر خلافت لوٹ لیا گیا امن وامان کے صرف نام ہی باقی رہ گئے وہ خود غائب ہو گئے کورتکین کو قید سے نکال کے واسط بھیج دیا گیا اور بیچارے قاہر اللہ کو کسی نے نہ پوچھا، دار الخلافت میں ابوالحسین نے قیام کر دیا چنانچہ توزون کو شہر کی غربی جانب کا کوتوال بنا یا اور ان سپہ سالاروں کی ضمانت میں جو توزوں کے ساتھ تھے ان کی عورتوں اور بچوں کو اپنے بھائی ابن بریدی کے پاس بھیج دیا اس کے ساتھیوں نے قبضہ کے بعد بھی لوٹ مار سے ہاتھ نہ اٹھایا اور دن دھاڑے دکانیں لوٹتے رہے رؤساء اور امراء شہر مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے بازاروں میں ٹیکس کی وہ زیادتی ہوئی کہ الامان الحفیظ، ایک کر❶ گیہوں، جو اور ہر قسم کے اناج پر پانچ دینار محصول لگایا گیا اس سے مہنگائی اس حد تک پہنچ گئی کہ ایک کر گیہوں تین سو دینار میں فروخت ہونے لگا انہی دنوں کوفہ سے غلہ آ گیا عامل بغداد نے اس کو چھپا لیا اور یہ ظاہر کیا ''عامل کوفہ نے میرے لئے بھیجا ہے'' اس رسد کے ساتھ قرامطہ کا ایک گروپ آیا تھا وہ ترکوں سے بھڑ گیا اور عوام الناس میں بھی جنگ چھڑ گئی خلق اللہ کا ایک گروپ کام آ گیا لشکریوں کے شور وشغب سے عمال تو روپوش ہو گئے اور انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا قتل وغارت کی گرم بازاری سے کھیتیاں برباد ہو گئیں، کھیتوں کو کاٹنے اور املش کرنے کی نوبت نہ آئی لوٹنے والے خوشوں سمیت لوٹ کر لے گئے غرض ابن بریدی کے لشکر کا آنا تھا کہ اہل بغداد پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا اور کوئی دقیقہ ظلم وستم کا باقی نہ رہا جو ان پر نہ کیا گیا ہو۔

---

❶......کر: ایک پیمانے کا نام ہے جو عراقی پیمانہ کہلاتا ہے، یہ سات قفیز کے برابر ہوتا ہے اور ایک قفیز آٹھ مکا کیک کا ہوتا ہے اور ایک مکوک ڈیڑھ صاع رائج وزن کے مطابق دو سیر کا ہوتا ہے اس حساب سے ایک کر ۳۶ من کا ہوا (مترجم)، تاریخ ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۲۵ پر گیہوں کے بجائے گندم کے بارے میں مذکورہ واقعات تحریر ہیں۔

ابن رائق موصل میں:......جس وقت ابن بریدی کے لشکر نے بغداد کا رخ کیا تھا انہی دنوں خلیفہ متقی نے ناصر الدولہ بن حمدان سے امداد مانگی تھی چنانچہ اس نے ایک بڑا لشکر اپنے بھائی سیف الدولہ کے ہمراہ خلیفہ کی امداد کے لئے روانہ کر دیا اتفاق سے سیف الدولہ کا مقام تکریت میں خلیفہ سے اس وقت سامنا ہوا جبکہ موصوف بغداد سے ناکامی کے ساتھ آ رہے تھے مجبوراً سیف الدولہ بھی خلیفہ کے ہمراہ موصل واپس آ گیا، ناصر الدولہ نے یہ خبر سن کر شہر چھوڑ دیا اور فریقین میں خط وکتابت ہونے لگی آخر کار ابن رائق نے تجدید عہد کی قسم کھائی اور مراسم اتحاد قائم رکھنے کا وعدہ کیا تب ناصر الدولہ واپس آیا اور دجلہ کی شرقی ساحل پر پہنچ کر پڑاؤ کر لیا، ابومنصور بن خلیفہ متقی اور ابن رائق دریائے دجلہ عبور کر کے اس سے ملنے گئے۔

ابن رائق کا قتل:......ناصر الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ملا اور حد سے زیادہ تعظیم وتکریم کی جس وقت ابومنصور سوار ہو کر واپس ہوا ناصر الدولہ نے ابن رائق سے مخاطب ہو کر کہا آج آپ یہیں قیام فرمائیں تاکہ آئندہ تدابیر کے لئے مشورہ کیا جائے مگر ابن رائق نے معذرت کی لیکن ناصر الدولہ اصرار کرنے لگا، ابن رائق کو اصرار سے بدظنی پیدا ہوگئی چنانچہ اس نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو ناصر الدولہ نے لپک کر پکڑ لیا، ابن رائق ہاتھ چھوڑ کر جیسے ہی سوار ہونے لگا ناصر الدولہ نے پاؤں پکڑ کر گھسیٹ لیا، ابن رائق گر پڑا تو ناصر الدولہ نے اشارہ کر دیا فوراً ایک سپاہی نے لپک کر سر اتار لیا اور نعش کو دجلہ میں پھینک دیا۔

ابن رائق کے قتل کے بعد ناصر الدولہ نے خلیفہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور اس کے بعد خود بھی سوار ہو کر بارگاہ خلافت میں دست بوسی کے لئے حاضر ہو گیا خلیفہ نے امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرما کر ناصر الدولہ کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۳۳۰ھ کا ہے اس کے بھائی ابوالحسین کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے سیف الدولہ کا لقب عنایت کیا، اخشید نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر دمشق کی جانب کوچ کر دیا ان دنوں دمشق میں ابن رائق کی طرف سے محمد بن یزداد حکومت کر رہا تھا اس نے اخشید کے پہنچتے ہی امن کی درخواست کی چنانچہ اخشید نے امن دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنی طرف سے اسے دمشق پر مقرر کر دیا کچھ عرصے کے بعد ولایت دمشق کی بجائے کوتوالی مصر پر مقرر کر دیا۔

خلیفہ کی بغداد واپسی:......ابوالحسین بریدی نے بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد ظلم وجفا کاری کو اپنا وطیرہ بنا لیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس سے اہل بغداد کو سخت نفرت پیدا ہوگئی اور اس سے انتقام لینے کے لئے موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگے اس دوران ابن رائق کے قتل کی خبر مشہور ہوگئی تو لشکر میں بھگڈر مچ گئی جس کے جہاں سینگ سمائے بھاگ نکلا، بجکم خلیفہ متقی کے پاس بھاگ گیا توزون، انوش تکین اور ترکوں نے ابوالحسین بریدی پر حملہ کرنے کا آپس میں عہد وپیمان کر لیا اسی دوران توزون نے دیلم کو جمع کر کے حملہ کر دیا انوش تکین نے معاہدہ کے خلاف ترکوں کو یکجا کر کے توزون کی مخالفت کی چنانچہ توزون اس کی اطلاع پا کر موصل چلا گیا ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی کو توزون کے آ جانے سے بہت بڑی تقویت ملی اور انہوں نے بغداد واپسی مراجعت کرنے کی تیاری کر دی اور ابوالحسن علی بن طیاب کو دیار مضر یعنی الرہا اور حران کا انچارج مقرر کر کے موصل سے روانہ کیا ابوالحسین احمد بن علی بن مقاتل جو ابن رائق کی طرف سے ان علاقوں کا گورنر تھا وہ مقابلہ پر آیا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ابوالحسین احمد مارا گیا اور ابوالحسن علی نے کامیابی کے ساتھ دیار مضر پر قبضہ کر لیا اور جب خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ بغداد کے قریب پہنچا تو ابوالحسین ابن بریدی یہ خبر سن کر بغداد سے اپنے آنے کے تین مہینے بیس دن کے بعد واسط بھاگ گیا اور عوام الناس میں پھر بدامنی پھیل گئی لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا، خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ اپنے لشکر ظفر پیکر کے ساتھ ماہ شوال سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہو گئے، ابواسحاق قراریطی عہدہ وزارت پر بدستور سابق بحال کیا گیا اور توزون کو کوتوالی مرحمت ہوئی۔

بریدی کی واپسی اور شکست:......اس کے بعد ابوالحسین ابن بریدی نے دوبارہ لشکر مرتب کر کے بغداد کا رخ کیا بنی حمدان بھی مقابلہ کے لئے نکلے اور رفتہ رفتہ مدائن پہنچ گئے ناصر الدولہ نے مدائن میں قیام کر کے اپنے بھائی سیف الدولہ اور چچازاد ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آگے بڑھایا، عرصہ تک سیف الدولہ اور ابوالحسین ابن بریدی کی لڑائیاں ہوتی رہیں یہاں تک کہ سیف الدولہ کو شکست ہوگئی اور ناصر الدولہ ترکی لشکر اور ان سپہ سالاروں کو لے کر کمک پر پہنچ گیا جو اس کے ساتھ تھے، سیف الدولہ نے دوبارہ جنگ شروع کر دی اور ایک خونریز جنگ کے بعد ابوالحسین ابن بریدی شکست کھا کر واسط کی جانب بھاگ گیا۔

واسط پر سیف الدولہ کا قبضہ:...... چونکہ اس معرکہ میں سیف الدولہ کی فوج میں زخمیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تھی اسلئے تعاقب نہ کیا، کامیابی کے بعد ناصر الدولہ واپس آ گیا، پندرہ ذی الحجہ کو بغداد پہنچا اس کے بعد سیف الدولہ نے واسط پر فوج کشی کی، بریدی یہ خبر سن کر بصرہ بھاگ گیا سیف الدولہ نے قبضہ کر کے وہیں قیام کر دیا۔

دیسم بن ابراہیم کردی:...... آذر بائیجان دیسم بن ابراہیم کردی کے قبضے میں تھا جو پہلے یوسف بن ابی الساج کا ساتھی تھا اور دیسم کا باپ ابراہیم ہارون شاری خارجی کا مصاحب تھا ہارون کے قتل کے بعد آذر بائیجان چلا گیا اور کسی کرد رئیس کی لڑکی سے شادی کر لی جس کے بطن سے دیسم پیدا ہوا جب دیسم سن شعور کو پہنچا تو یوسف بن ابی الساج کی خدمت میں رہنے لگا اس سے اس کی عزت وتوقیر میں نمایاں ترقی ہوئی یہاں تک کہ یوسف کے بعد یہ آذر بائیجان کا مستقل مالک بن گیا اس کے بعد سکری نے جو بلاد جبل میں وشمکیر کا نائب تھا ۳۲۶ھ میں وشمکیر کی اجازت کے بغیر آذر بائیجان پر چڑھائی کی اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا دیسم نے وشمکیر کے پاس جا کر پناہ لی اور اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار وعہد کیا اور امداد کی درخواست کی وشمکیر نے دیلمی فوج سے اس کی مدد دی۔

دیسم کا آذر بائیجان پر قبضہ:...... چنانچہ دیسم دیلمی فوج لے کر آذر بائیجان آیا اور سکری کو زیر کر کے نکال دیا صوبہ آذر بائیجان جیسا کہ اس سے پہلے اس کے قبضہ میں تھا پھر دوبارہ قبضہ میں آ گیا سکری کی فوج میں اکثر کرد تھے ان لوگوں نے سکری کے غلبے کے زمانہ میں آذر بائیجان کے قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا دیسم نے دیلم کے سرداروں کو ملا کر کردوں کو دبانا شروع کیا اور انہی کے زور بازو سے ان کی بڑھتی ہوئی قوت کو نیست ونابود کر دیا ان میں صعلوک بن محمد بن مسافر وعلی بن فضل وغیرہ بھی تھے تھوڑے ہی دنوں میں صوبہ آذر بائیجان میں کردوں کی حکومت کا نام ونشان تک نہ رہا ایک گروپ ان کے سرداروں کا گرفتار کر لیا گیا۔

محمد بن مسافر:...... ابوالقاسم علی بن جعفر، دیسم کا وزیر تھا اس کو اپنے آقا سے کچھ خطرہ پیدا ہوا تو طرم ❶ بھاگ گیا ان دنوں طرم میں محمد بن مسافر موجود تھا یہاں پر یہ ایک واقعہ غیر متوقعہ پیش آ گیا تھا کہ محمد بن مسافر کے دونوں بیٹے وہشوان اور مرزبان باغی ہو گئے تھے اور دو چار قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا طرہ اس پر یہ ہو گیا تھا کہ وہشوان اور مرزبان نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اس کا مال واسباب اور خزانہ لے لیا تھا اور اس کو تنہا ایک قلعہ میں چھوڑ دیا تھا علی بن جعفر نے یہ رنگ دیکھ کر مرزبان سے ملاقات کی اور اس کو آذر بائیجان پر قبضہ کر لینے کی لالچ دلائی مرزبان نے خوش ہو کر علی بن جعفر کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کر دیا۔

علی بن جعفر اور مرزبان ایک ہی مذہب کے مسافر اور بلحاظ عقائد مذہبی ایک ہی درخت کے شاخ تھے کیونکہ علی بن جعفر فرقہ باطنیہ سے تھا اور مرزبان دیلم سے، اور باطنیہ اور دیلم دونوں شیعہ ہیں۔

دیسم کا آرمینیہ فرار:...... علی بن جعفر نے آذر بائیجان پر حملہ کرنے سے پہلے دیسم کے ساتھیوں اور مصاحبوں سے خط وکتابت شروع کر دی اور ان لوگوں کو بہت سارو پیہ دے کر یا دینے کا وعدہ کر کے دیسم کی طرف بھڑ کا کر اپنی جانب پھیر لیا علی الخصوص دیلم کو اپنا پورا پورا حامی بنا لیا گو اس وقت بظاہر دیسم سے ملے رہے جب یہ سازشیں پوری ہو چکیں تو علی بن جعفر نے مرزبان کو آذر بائیجان پر حملہ کرنے کی رائے دی وہ فوجیں مرتب کر کے آذر بائیجان کی جانب بڑھا اور جنگ کی نوبت آ گئی جیسے ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں دیلم اقرار وعدہ کے مطابق بھاگ کر مرزبان کے پاس آ گئے اور امن حاصل کر کے اس کے لشکر میں قیام پذیر ہو گئے ان لوگوں کے ہمراہ کردوں کا بھی ایک بڑا گروپ کثیر چلا آیا، دیسم نے گنتی کے چند مصاحبوں کے ساتھ آرمینیہ میں جا کر دم لیا، حاجیق بن دیرانی گورنر آرمینیہ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا ان دونوں میں پرانے مراسم تھے۔ اس واقعہ سے دیسم کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا کردوں کی علیحدگی اور دوری پر سخت ندامت ہوئی حالانکہ یہ اس کے ہم مذہب یعنی خارجی تھے آہستہ آہستہ پھر ان کی تالیف قلب کرنے لگا۔

---

❶...... طرم: دیلمی علاقوں سے قزوین کی طرف ان پہاڑوں میں موجود ایک علاقہ جہاں سے قزوین کا نظارہ کیا جا سکتا ہے (معجم البلدان)

آذر بائیجان دیلمی قبضہ کے بعد:۔۔۔۔۔آذر بائیجان پر مرزبان کے قابض ہونے کے تھوڑے ہی دنوں بعد علی بن جعفر (دیسم کے سابق وزیر) کو مرزبان سے کشیدگی پیدا ہوگئی رفتہ رفتہ یہ کشیدگی اس حد تک بڑھ گئی کہ ادھر اس نے مرزبان کے ساتھیوں کو ملا کر در پردہ اپنا ہم آہنگ بنالیا اور ادھر مرزبان کو جھانسہ دے کر ان کے مال واسباب کو ضبط کرا لیا اسی دوران دیلم کو بھی اس نے ابھار دیا اور انہوں نے مرزبان کی فوج کے بڑے حصے کو جو اس کے پاس تھی قتل کر ڈالا اس سے مرزبان کے ساتھی مرزبان سے مخالفت وبغاوت اور دیسم کی اطاعت کرنے پر تل گئے جب یہ تدابیر پوری ہو گئیں تو دیسم کو یہ واقعات لکھ کر بھیجے چنانچہ دیسم نے تبریز پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔

دیلم کا تبریز پر قبضہ:۔۔۔۔۔مرزبان کے ساتھیوں میں سے اکثر لوگ مقابلہ کے وقت دیسم کے پاس بھاگ کر آ گئے مگر پھر بھی مرزبان کی بہادری، مردانگی اور جنگ سے واقفیت سے دیسم کو زیر کر لیا میدان جنگ سے بھاگ کر تبریز میں آ گیا چنانچہ مرزبان نے اس کا محاصرہ کر لیا اور شدت کے ساتھ محاصرے کو جاری رکھا اور وزیر علی بن جعفر کی دل جوئی واصلاح کی کوشش کرنے لگا بالآخر علی بن جعفر اور مرزبان کی صلح ہوگئی، دیسم تبریز چھوڑ کر اردبیل چلا گیا مرزبان نے تعاقب کیا اور اردبیل پہنچ کر اس کو اپنے محاصرے میں لے لیا یہاں تک کہ دیسم نے طویل محاصرے سے گھبرا کر مصالحت کی درخواست کی جسے مرزبان نے منظور کر کے بصلح وامان اردبیل پر قبضہ کر لیا اور دیسم کو جو کچھ مال وزر دینے کا وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا بعد میں دیسم نے یہ التجا کی کہ مجھے میرے اہل واعیال سمیت قلعہ طرم میں بھیجد یجئے چنانچہ مرزبان نے اس درخواست کے مطابق دیسم کو اس کے اہل واعیال سمیت طرم روانہ کر دیا۔

سیف الدولہ کا حال:۔۔۔۔۔جس وقت بنو بریدی واسط سے بصرہ کی جانب بھاگ گئے اور سیف الدولہ واسط میں خیمہ زن ہو گیا اسی وقت سے بصرہ پر اس کے دانت لگے ہوئے تھے اس کی یہ دلی تمنا تھی کہ جس طرح ممکن ہو بنو بریدی سے بصرہ چھین لینا چاہئے مگر فوج اور مال کی کمی کی وجہ سے ہمت نہ پڑتی تھی پھر اس نے کچھ سوچ سمجھ کر اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مدد مانگ لی اس نے ابو عبداللہ کوفی کی معرفت درستی فوج وسامان جنگ کے لئے پیسے روانہ کئے مگر توزون اور بجکم اس رائے کے مخالف تھے سیف الدولہ کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ اس نے ناصر الدولہ کے بھیجے ہوئے پیسوں کو مصلحتاً کوفی کی معرفت اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا اور توزون کو خراج وصول کرنے کے لئے جامدہ کی جانب روانہ کر دیا اور بجکم کو مدار کی طرف۔

سیف الدولہ کا فرار:۔۔۔۔۔اس واقعہ سے پہلے سیف الدولہ شام اور مصر پر حملہ کرنے کے بارے میں ترکوں سے خط وکتابت کرتا رہا تھا اور ہر طرح کی امیدیں دلاتا تھا مگر وہ اس بات پر تیار نہ ہوتے تھے کچھ دن کے بعد خلاف توقع ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں خود سیف الدولہ ہی پر حملہ کر دیا لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ایک گروپ کو مار ڈالا بیچارہ سیف الدولہ اپنی جان بچا کر بغداد کی جانب بھاگ نکلا، ناصر الدولہ کے پاس جب ابو عبداللہ کوفی واسط سے واپس ہو کر پہنچا اور اس کے بھائی کے حالات بتائے تو اس نے موصل جانے کی تیاری شروع کر دی، خلیفہ متقی سوار ہو کر اس کے پاس آیا اور موصل کی جانب روانہ ہونے سے منع کر دیا اس کے ادب کی وجہ سے اس وقت تو اس نے منظور کر لیا مگر خلیفہ کے جانے کے بعد سامان سفر درست کر کے اپنی امارت کے تیرہویں مہینے موصل کی طرف کوچ کر دیا ادھر دیلم اور ترکوں نے اس مکان کو لوٹ لیا، ابو اسحاق قراریطی نے انتظام حکومت سنبھالا حالانکہ اس کو وزارت کا لقب نہیں دیا گیا تھا ابو العباس اصفہانی کو اس کی وزارت کے اکیاون دن کے بعد معزول کر دیا گیا۔

توزون اور بجکم:۔۔۔۔۔واسط سے سیف الدولہ کے بھاگ جانے کے بعد توزون اور بجکم کے درمیان امارت کے معاملہ میں اختلاف پیدا ہوا آخر کار یہ طے پایا کہ توزون کو امارت دے دی جائے اور بجکم کو کمانڈر انچیف افواج مقرر کیا جائے اس کے بعد ابن بریدی پر واسط پر قبضہ کی لالچ غالب ہوئی لشکر مرتب کر کے چڑھ آیا اور توزون سے خط وکتابت شروع کی توزون نے نہایت خوش اسلوبی سے جواب دیئے اس سے پہلے بجکم، بریدی سے مقابلہ کے لئے روانہ ہو چکا تھا راستے میں ابن بریدی کے قاصد ملے جو توزون کے پاس اس کا خط لے کے گئے تھے دیر تک بجکم ان سے باتیں کرتا رہا اس سے جاسوسوں نے توزون کے بارے میں یہ جڑ دیا کہ بجکم تو ابن بریدی سے ملنا چاہتا ہے توزون یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا راتوں رات سفر کر کے بجکم کے سر پر پہنچ گیا اور اس کو گرفتار کر لیا، یہ واقعہ پندرہویں رمضان ۳۳۱ھ کا ہے، پھر اسے بیڑیاں ڈال کر واسط لایا گیا اور آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

سیف الدولہ کی موصل روانگی:......رفتہ رفتہ سیف الدولہ تک اس واقعہ کی خبر پہنچ گئی یہ اس وقت اپنے بھائی ناصر الدولہ کے پاس پہنچ چکا تھا چنانچہ فوراً بغداد چلا گیا، نصف رمضان کے بعد باب حرب پر پہنچ کر قیام کیا اور خلیفہ متقی سے توزون سے مقابلہ کی غرض سے مالی مدد طلب کی خلیفہ نے چار لاکھ درہم مرحمت فرمائے سیف الدولہ نے وہ اپنے سپاہیوں کو تقسیم کر دیئے، سیف الدولہ کی آمد کی خبر سن کر وہ لوگ بھی ظاہر ہو گئے جو ایک مدت سے روپوش تھے اس دوران ان واقعات کی توزون کو بھی خبر مل گئی چنانچہ واسط میں اپنی جگہ کیغلغ کو مقرر کر کے بغداد کا راستہ لیا، سیف الدولہ یہ خبر سن کر بغداد کے اس لشکر سمیت جو اس سے آملا تھا موصل کی جانب کوچ کر دیا ان میں حسن بن ہارون بھی تھا پھر اس کے بعد بنوحمدان کے قدم دوبارہ بغداد میں نہیں آئے۔

توزون کی امارت:......بغداد سے سیف الدولہ کے چلے جانے کے بعد ماہ رمضان ۳۳۱ھ میں توزون بغداد میں داخل ہوا خلیفہ متقی نے اس کو عزت واحترام سے امارت کی کرسی پر بٹھایا اور امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا اور ابوجعفر کرخی کو ناظر دیوان وزارت مقرر کیا اس سے پہلے یہ خدمت کوفی کے سپرد تھا، واسط سے توزون کے چلے جانے کے بعد ہی ابن بریدی نے چڑھائی کر دی اور اس پر قبضہ کر لیا توزون نے اس واقعہ کے اطلاع پا کر پہلی ذیقعدہ کو ابن بریدی سے جنگ کے لئے بغداد سے کوچ کیا، اس سے پہلے یوسف بن وجیہ گورنر عمان نے چند جنگی کشتیاں حاصل کر کے بصرہ پر فوج کشی کر دی تھی اور ابن بریدی سے لڑائی چھیڑ دی تھی، عنوان جنگ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ ابن بریدی اور اس کا لشکر ہلاکت کے قریب پہنچ چکا تھا مگر کسی ملاح کی عملی کارروائی سے یوسف کی جنگی کشتیوں میں آگ لگ گئی چنانچہ محرم ۳۳۲ھ کو یوسف شکست کھا کر بھاگ گیا، ابن بریدی کے لشکر نے اس کا بہت سامال واسباب لوٹ لیا، اسی واقعہ میں ابوجعفر بن شیرزاد بھاگ کر توزون کے پاس آگیا توزون نے اس کو اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔

محمد بن ینال کی خلیفہ کو چغلی:......محمد بن ینال ترجمان، توزون کا نامی گرامی سپہ سالار تھا اور یہی بغداد میں توزون کی عدم موجودگی میں اس کا قائم مقام تھا مگر چند دنوں کے بعد جبکہ ابوجعفر بن شیزاد توزون سے آکر مل گیا اس وقت محمد اور وزیر السلطنت حسن بن مقلہ بھی توزون سے مشکوک ومشتبہ ہو گئے چنانچہ دونوں صلاح مشورہ کر کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ کو یہ جھانسہ دیا کہ ابن بریدی نے توزون کو پانچ لاکھ دینار جو اس کو متروکہ تحکم سے ملا ہے دے کر ملا لیا ہے اور ابوجعفر بن شیرزاد توزون کے پاس اس مقصد سے آیا ہوا ہے کہ معزول اور گرفتار کر کے ابن بریدی کے حوالہ کر دے خلیفہ متقی اس خبر کو سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ اور اس نے ابن حمدان کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا۔ مگر دربار خلافت کے حاشیہ نشینوں نے ابن حمدان کو لکھا کہ تھوڑی سی فوج خلیفہ کی حفاظت کے لئے بھیج دو۔

خلیفہ کی موصل اور تکریت روانگی:......جس وقت حسن ابن مقلہ وزیر السلطنت اور محمد بن ینال کو اپنی سازشوں اور خلیفہ متقی کو توزون کی جانب سے بھڑکانے میں کامیابی ہوگئی۔ اتفاق سے انہی دنوں ابوجعفر ابن شیرزاد بھی پانچویں محرم ۳۳۲ھ کو تین سو سواروں کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر احکام صادر کرنے لگا، خلیفہ متقی نے ابوجعفر بن شیرزاد کے آنے سے پہلے ناصر الدولہ بن حمدان سے موصل تک ساتھ آنے کے لئے لشکر منگوایا تھا۔ چنانچہ اس کے چچا ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان نے ایک مختصر سی فوج بھیج دی جس وقت یہ فوج بغداد کے قریب پہنچی تو ابوجعفر بن شیرزاد روپوش ہو گیا اور خلیفہ نے اپنے حرم اور بچوں سمیت تکریت کی جانب کوچ کر دیا۔ ان کے علاوہ وزراء، امراء اور اعیان حکومت سلامت طولونی، ابوزکریا یحییٰ بن سعید سوسی، ابومحمد ماروانی، ابواسحاق قراریطی، ابوعبداللہ موسوی، ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ طبیب اور ابونصر محمد بن ینال ترجمان وغیرہ بھی ہمرکاب تھے خلیفہ متقی کے روانہ ہوتے ہی ابوجعفر بن شیرزاد گوشہ اختفاء سے نکل آیا اور بغداد میں ظلم وسفا کی کا بازار گرم کر دیا لوگوں سے جرمانے اور تاوان وصول کرنے لگا اور واسط میں توزون کو خلیفہ متقی کے چلے جانے کا حال لکھ کر بھیج دیا۔

توزون کا موصل پر قبضہ:......توزون نے واسط کی حکومت ابن بریدی کے سپرد کی اور اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر کے بغداد چلا گیا اس وقت خلیفہ متقی تکریت میں داخل ہو گیا تھا اور سیف الدولہ نے حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کر لیا تھا ادھر خلیفہ نے ناصر الدولہ کو طلبی کا فرمان روانہ کر دیا تھا چنانچہ اکیسویں ماہ ربیع الثانی ۳۳۲ھ کو ناصر الدولہ نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ خلیفہ نے تکریت سے موصل کی جانب کوچ کیا اور ناصر الدولہ تکریت میں قیام پذیر رہا توزون کو اس کی خبر ملی تو لشکر تیار کر کے تکریت پر چڑھائی کر دی چنانچہ سیف الدولہ (ناصر الدولہ کا بھائی) مقابلہ پر

آیا مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار میدان توزون کے ہاتھ رہا اور سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگ گیا۔ توزون نے اس کی اور اس کے بھائی کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کے تعاقب کے لئے موصل کا رخ کیا۔ سیف الدولہ اور ناصر الدولہ نے خلیفہ متقی کے ساتھ موصل چھوڑ کر نصیبین کی طرف کوچ کر دیا توزون نے اس کی اطلاع پا کر موصل پر قبضہ کر لیا۔

توزون کی صلح:...... خلیفہ متقی اس روزانہ کی تگ ودو سے گھبرا گیا تھا نصیبین میں آرام کی صورت نہ دیکھ کر رقہ چلا گیا اور توزون کو خط لکھ بھیجا کہ تم سے میری ناراضگی اور نفرت کا یہ سبب ہے کہ ابن بریدی سے تم نے میل جول پیدا کر لیا تھا۔ خیر اب رضامندی اس میں ہے کہ بن حمدان سے صلح کر لو۔ توزون نے اس مشورے کے مطابق ناصر الدولہ سے جتنے علاقے اس کے قبضہ وتصرف میں تھے ان کے بارے میں تین برس کے لئے چھ لاکھ تین ہزار دراہم سالانہ پر صلح کر لی اور صلح کے بعد توزون تو بغداد واپس آ گیا اور خلیفہ متقی اور بنی حمدان رقہ میں قیام پذیر رہے۔

ابن بویہ کا واسط پر قبضہ:...... معز الدولہ بویہ اہواز میں حکومت کر رہا تھا مگر ابن بریدی آئے دن اس کو ملک عراق پر قبضہ کر لینے کی لالچ دلاتا تھا۔ ساتھ ہی اس کے جنگ کے وقت مدد دینے کا بھی وعدہ کرتا تھا۔ لہٰذا جس وقت توزون نے موصل کی جانب کوچ کیا تو معز الدولہ نے لشکر مرتب کر کے واسط کی جانب قدم بڑھائے۔ ابن بریدی نے وعدہ واقرار کے باوجود وعدہ خلافی کی اس دوران توزون موصل سے بغداد چلا گیا اور بغداد سے معز الدولہ کی واسط کی طرف بڑھنے کی خبر سن کر نصف ذیقعدہ ۳۳۲ھ میں جنگ کے لئے واسط کی جانب روانہ ہو گیا سترہویں ذیقعدہ کو مقام ''قباب حمید'' میں معز الدولہ اور توزون کے درمیان لڑائی شروع ہوئی اور تقریباً دس یوم تک ہنگامۂ کارزار گرم رہا۔ فریقین نہر دیالی عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے آخر کار توزون نہر دیالی کو عبور کر گیا اور نہر کے کنارے پر مورچہ قائم کر کے دیلمی فوج کو عبور کرنے سے روکنے لگا معز الدولہ بالائی نہر دیالی کی طرف نہر پر قبضے کے ارادے سے بڑھا مگر توزون کو اس بات کا احساس ہو گیا لہٰذا چند دستہ فوج کو ایک سپہ سالار کے ساتھ معز الدولہ کی روک تھام کرنے کو بھیج دیا۔ اس فوج نے نہر دیالی کو ایک قابل عبور مقام سے عبور کیا اور کمین گاہ میں چھپ گئی جس وقت معز الدولہ مقابلہ پر آیا اچانک حملہ کر دیا معز الدولہ اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا اور بے سروسامانی کے ساتھ اپنے وزیر صہیری کے ساتھ بھاگ گیا، اس کے چودہ افسر گرفتار کر لئے گئے اور دیلمی فوج کے بڑے حصے نے توزون سے امن حاصل کر لیا معز الدولہ اور صہیری نے سوس❶ میں جا کر دم لیا۔ کچھ دن بعد پھر فوجیں مرتب کر کے دوبارہ واسط پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ ابن بریدی کے حامی بصرہ چلے گئے۔

ابن بریدی اپنے بھائی کا قاتل:...... ابوعبداللہ بن بریدی کا سارا مال وخزانہ انہی لڑائیوں میں جن کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں خرچ ہو چکا تھا وہ اپنے بھائی ابویوسف سے قرض لے کے کام چلاتا تھا۔ لشکریوں پر اس کا بہت برا اثر پڑا وہ ثروت ومالداری کی وجہ سے اس کے بھائی ابویوسف کی طرف مائل ہو گئے۔ ابویوسف اکثر اوقات مال وزر دیتے وقت ابوعبداللہ کو سخت ونامناسب الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ ابوعبداللہ تک یہ خبر پہنچ گئی اور ادھر لگانے بجھانے والوں نے ابویوسف سے یہ جڑ دیا کہ ابوعبداللہ تمہاری گرفتاری کی فکر میں ہے چنانچہ ایک دوسرے سے نفرت ہو گئی دل ہی دل میں اس حد تک رنج وملال بڑھ گیا کہ ابوعبداللہ نے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا جنہوں نے ایک دن راستے میں ابویوسف پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔

جواہرات کا قصہ:...... اس کی فوج نے شور وغل مچایا تو نعش دکھا دی گئی چنانچہ خاموش ہو کر متفرق ومنتشر ہو گئے اس کے بعد ابوعبداللہ ابن بریدی اپنے بھائی ابویوسف کے مکان میں داخل ہوا جو کچھ مال واسباب اور جواہرات ملے سب کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ یہ جواہرات خود ابن بریدی نے تنگ دستی کے وقت پچاس لاکھ دراہم پر ابویوسف کے ہاتھ فروخت کئے تھے اور یہ جواہرات اصل میں بحکم کے تھے اس نے اپنی بیٹی کو جبکہ ابن بریدی سے اس کا عقد کیا تھا جہیز میں دیئے تھے اور بحکم دارالخلافت کے توشہ خانہ سے ان کو اڑا لایا تھا۔ جس وقت یہ جواہرات ابویوسف کے سامنے فروخت کے لئے پیش ہوئے تھے اس وقت اس نے ابوعبداللہ بن بریدی کو بہت سخت وسست الفاظ سے یاد کیا تھا اور یہی بات دونوں بھائیوں میں عداوت ودشمنی کا باعث بنی۔

---

❶...... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۴۱۵ پر صہیری کے بجائے صمیری تحریر ہے۔

ابن بریدی کی موت:......اس کے بعد ابوعبداللہ بن بریدی بھی اپنے بھائی کے قتل کے آٹھ مہینے بعد مر گیا۔ پھر اس کی جگہ بصرہ میں ابوالحسن حکومت کی کرسی پر براجمان ہوا۔ مگر اس نے کج خلقی اور ظلم کا برتاؤ کیا تو لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس کے قتل کے لئے شور وغل مچاتے دوڑ پڑے مگر ابوالحسن بھاگ کر ہجر پہنچ گیا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ لے لی ابن بریدی کے سپاہیوں نے ابوالقاسم یعنی ابوعبداللہ بن بریدی کے بھتیجے کو اپنا امیر بنالیا۔ کچھ دن بعد ابوالحسن نے ابو طاہر قرامطی سے امداد کی درخواست کی ابو طاہر نے اپنے بھائیوں کو فوج دے کر ابوالحسن کے ہمراہ بصرہ کے محاصرے اور فتح کے لئے روانہ کیا۔ چونکہ ابوالقاسم نے بصرہ کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کر رکھا تھا اس لئے ابوالحسن اور قرامطہ کی کچھ نہ چلی وہ مدتوں محاصرہ کئے رہے آخر کار ابوالقاسم اور اس کے چچا ابوالحسن کی صلح ہوگئی۔ اور قرامطہ نے ہجر واپس چلے گئے اور ابوالحسن بصرہ میں داخل ہوا اور پھر توزون سے ملنے کے لئے بغداد چلا گیا۔

یانس، مولیٰ بریدی:......ان واقعات کے بعد یانس (یہ ابوعبداللہ بن بریدی کا غلام تھا) کو ریاست وحکومت کی لالچ لگ گئی چنانچہ اس نے ایک دیلمی سپہ سالار سے ابوالقاسم پر حملہ کرنے اور حکومت وریاست پر کو حاصل کرنے کے بارے میں ساز باز کر لی چنانچہ ایک دن اسی غرض سے دیلمی فوج اپنے سپہ سالار کے پاس بھیجا۔ دیلمی سپہ سالار کے دماغ میں تنہا حکومت کرنے کی ہوس سما گئی مگر یانس اس کو تاڑ گیا۔ اور بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگا اور روپوش ہوگیا۔ دیلمی فوج اس کے مضطربانہ بھاگنے سے منتشر ومتفرق ہوگئی سپہ سالار بھی چھپ گیا چنانچہ ابوالقاسم کو اس کی خبر لگ گئی سپہ سالار کو گرفتار کرا کے شہر بدر کر دیا اور کچھ دن بعد یانس کو بھی گرفتار کرا کے اس سے ایک ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا اور مار ڈالا۔

ابوالحسن کا توزون کے ہاتھوں قتل:......ابوالحسن بن بریدی نے بغداد پہنچ کر توزون سے امن حاصل کیا اور اپنے بھتیجے ابوالقاسم کے مقابلے میں امداد کی درخواست کی اس دوران بصرہ سے ابوالقاسم کا بھیجا ہوا مال واسباب وخراج توزون کے پاس پہنچ گیا۔ توزون نے اسے اس کے صوبہ پر بحال رکھا چنانچہ ابوالحسن کو اس کی اطلاع مل گئی تو وہ بصرہ کا خیال چھوڑ کر ابن شیرزاد کی گرفتاری کے بارے میں توزون سے سرگوشی کرنے لگا اتفاق سے معاملہ برعکس ہوگیا توزون نے الٹا اسی کو گرفتار کر کے پٹوایا۔ ابوعبداللہ بن ابوموسیٰ ہاشمی نے یہ سن کے ان فتاویٰ کو پیش کر دیا جو اس نے ناصر الدولہ کے زمانے میں ابوالحسن کے قتل کے جواز میں قضاۃ اور فقہاء سے لکھوائے تھے۔ چنانچہ توزون نے قصر خلافت میں فقہاء ار قضاۃ کو مجتمع کر کے ان فتوؤں کی تصدیق کرائی اور تصدیق کے بعد ابوالحسن کو قتل کر کے اس کی نعش کو صلیب پر چڑھا دیا۔ اور اس کے بعد جلا کے راکھ کو دجلہ میں بہا دیا اور اس کا مکان لوٹ لینے کا حکم دیدیا۔ یہ واقعہ نصف ماہ ذوالحجہ ۳۳۳ھ کا ہے۔ یہ بریدیوں کا یہ آخری زمانہ تھا۔

متقی دور کے صوائف:......۳۳۰ھ میں رومی عیسائیوں نے اسلامی علاقوں کی طرف خروج کیا اور حلب تک بڑھ آئے اکثر شہروں کو لوٹ لیا اور پانچ ہزار مسلمان گرفتار کر لئے اسی سن میں ثملی طرسوس کی جانب سے رومی علاقوں میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ چنانچہ اس کے لشکری مال غنیمت سے مالا مال ہو گئے اور کئی بطریق گرفتار کر کے لایا۔

عیسائیوں کا مقدس عمامہ:......۳۳۱ھ میں بادشاہ روم نے خلیفہ متقی کے پاس وہ عمامہ لینے کے لئے اپنا قاصد بھیجا جس سے عیسائی خیال کے مطابق ''بیعت الرہا'' کے وقت حضرت مسیح نے اپنا منہ پونچھا تھا اور اس مین ان کی صورت چھپ گئی تھی اور اس کے معاوضہ میں مسلمان قیدیوں کے ایک بڑے گروپ کو رہا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ فقہاء اور قضاۃ نے عمامہ دینے کے بارے اختلاف کیا بعضوں نے رائے دی کہ عمامہ دینے سے اسلام کی کمزوری ثابت ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ وہ عمامہ بدستور دارالخلافت میں رہے اور فی الحال مسلمانوں کو بھی عیسائیوں کے قید میں رہنے دیا جائے بعضوں نے اس رائے کی مخالفت کی ان میں علی بن عیسی بھی تھا اس نے کیا کہ یہ عمامہ دیدینے میں کسی قسم کی توہین اسلام نہیں ہے بلکہ یہ عمامہ اپنے قبضہ میں رکھنے سے بہتر یہ ہے کہ عیسائیوں کے پنجۂ غضب سے مسلمان رہا کرا لئے جائیں۔ خلیفہ متقی نے اس رائے کے مطابق عمامہ بادشاہ روم کے قاصد کے حوالے کر دیا۔ اور مسلمان قیدیوں کو رہائی دلانے کے لئے اپنا قاصد بادشاہ روم کے پاس روانہ کر دیا۔

روسیوں کا حملہ:......۳۳۳ھ میں روسیوں کا ایک گروپ دریا کے راستے آذربائیجان کے اطراف میں آیا اور نہر کز کے راستے بروعہ میں

داخل ہوگیا، چنانچہ مرزبان بن محمد بن مسافر کا نائب دیلمی فوج اور رضا کاروں کو تیار کر کے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان لڑائی ہوئی۔ مگر روسیوں نے اسلامی فوج کو ہزیمت دے کر شہر پر قبضہ کرلیا۔ اس سے مسلمانوں میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہوگیا اور چاروں طرف سے اسلامی فوجیں مرتب اور تیار ہو کر پہنچ گئیں۔ روسیوں نے بھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اوشہر کے عوام الناس بھی معرکہ کارزار گرم دیکھ کر تیر برسانے لگے۔ روسیوں نے سب کو شہر چھوڑ کر نکل جانے کا حکم دی اکثر نکل گئے جو باقی رہ گئے ان کو روسیوں نے قتل وغارت کر کے برباد کر دیا۔ مال واسباب لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرلیا۔

روسیوں کی بزدلانہ دہشت گردی:......روسیوں کی اس بزدلانہ حرکت سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آ گئی چنانچہ وہ قرب وجوار کے مسلمانوں کو جمع کر کے تیس ہزار کا لشکر لے کر حملہ آور ہوا روسی مقابلہ پر آئے اور مدتوں لڑائی ہوتی رہی ایک دن مرزبان چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا کر روسیوں پر حملہ کیا اور آہستہ آہستہ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹتا آیا۔ روسی کامیابی کے جوش میں آگے بڑھتے گئے۔ جس وقت کمین گاہ سے روسیوں نے قدم آگے بڑھائے مرزبان کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اس ناگہانی حملہ سے روسیس گھبرا گئے۔ چنانچہ ان کا سردار ایک بڑے گروپ سمیت مارا گیا باقی سپاہیوں نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ مرزبان نے پہنچ کر محاصرہ کرلیا۔ روسی نہایت استقلال سے محاصرے کی تکالیف برداشت کرنے لگے۔

محاصرے میں اور آفت:......محاصرے کے دوران یہ خبر لگی کہ ناصر الدولہ نے اپنے چچازاد بھائی ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آذربائیجان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا ہے چنانچہ وہ سفر وقیام کرتے ہوئے سلماس پہنچ گیا ہے۔ مرزبان نے اپنی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو بروعہ کے محاصرہ پر چھوڑا اور دوسرے حصے کو لے کر ابوعبداللہ سے لڑنے آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر سن کر ابوعبداللہ کو واپس بلوالیا چنانچہ ابوعبداللہ بغداد لوٹ گیا۔

روسیوں کا فرار:......مرزبان کی فوج جو روسیوں کا بروعہ میں محاصرہ کئے ہوئے تھی توزون کی وفات کے بعد بھی محاصر رہی بالآخر روسی طویل محاصرے سے گھبرا کر رات کے وقت شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جتنا مال واسباب اٹھا سکے اٹھا کر لے گئے۔ اور اسی سن میں بادشاہ روم نے ''راس عین'' پر قبضہ کرلیا تین دن تک قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ قرب وجوار کے دیہاتی یہ خبر سن کر لڑنے آئے کچھ لڑائیاں ہوئیں اور پھر رومی لشکر شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔

خلیفہ متقی کے گورنر:......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ خلیفہ کے دائرہ حکومت میں صوبہ اہواز، بصرہ، واسط، جزیرہ اور موصل کے کوئی اور صوبہ نہ تھا موصل پر بنی حمدان اور اہواز پر معزالدولہ حکومت کررہا تھا۔ اس نے کچھ دن بعد واسط کو بھی دبالیا۔ اور بصرہ ابوعبداللہ بن بریدی کے قبضہ میں باقی رہ گیا۔ پہلے بغداد پر خلیفہ متقی کی طرف سے تحکم تھا اس کے بعد ابن بریدی پھر کورتکین دیلمی، اس کے بعد دوبارہ ابن رائق، پھر دوبارہ ابن بریدی پھر حمدان پھر توزون یکے بعد دیگرے قابض ہوتے چلے آئے۔ نظم ونسق۔ حل وعقد غرض کل زمام حکومت انہی کے قبضہ میں تھی۔ وزیر السلطنت نام کا وزیر تھا مگر درحقیقت انہی لوگوں کا ایک محرر یا ان کے ہاتھ میں کاٹھ کی پتلی تھا جس طرف چاہتے پھیر دیتے۔ بلا اجازت ان لوگوں کے کوئی کام نہیں کرسکتا تھا۔ سارے احکام انہی لوگوں کے جاری ونافذ تھے سب سے آخر میں جس نے امو سلطنت کو سنبھالا وہ ابوعبداللہ کوفی (توزون کا سیکریٹری) تھا اور اس سے پہلے وہ ابن رائق کا سکریٹری تھا۔ بدر بن جرسی عہدۂ حجابت کو انجام دے رہا تھا مگر ۳۳۰ھ میں معزول کر دیا۔ اور اس کی جگہ سلامتہ طولونی مقرر ہوا اور بدر کو فرات کا گورنر بنا دیا۔ اخشید سے اس نے جا کر شکایت کردی اور پناہ گزیں ہونے کی درخواست بھی دی اس پر اخشید نے اس کو دمشق کی حکومت عنایت کردی۔ اطراف وجوانب کے قابضین ومتصرفین سے یوسف بن وجیہ بھی تھا۔ اس زمانہ میں بغداد کوتوال ابوالعباس دیلمی تھا۔

متقی کی بے اعتنائیاں:......خلیفہ متقی ماہ ربیع الآخر ۳۳۲ھ سے آخر سن مذکور تک مستقل طور پر بنی حمدان کے پاس رہا اس کے بعد طول قیام کی وجہ سے دلوں سے اخلاص ختم ہوگیا۔ حسن بن ہارون اور ابوعبداللہ ابن ابوموسیٰ ہاشمی نے توزون کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور خلیفہ متقی نے اخشید محمد بن طغج گورنر مصر کو طلبی کا خط تحریر کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اخشید پہنچ گیا جس وقت وہ حلب میں پہنچا ابوعبداللہ بن سعید بن حمدان جو منجانب ناصر الدولہ (ابو عبداللہ اور ناصر الدولہ دونوں چچازاد بھائی تھے) حلب کا گورنر تھا۔ ابن مقاتل کو اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر گیا۔ چونکہ ناصر الدولہ نے اس سے پچاس

ہزار دینار جرمانہ وصول کیا تھا اس لئے اس نے حلب کو اخشید کے حوالہ کر دیا اخشید نے اس کو مصر کے محکمہ مال کی افسری دی اور دو ایک دن قیام کر کے حلب سے رقہ کی جانب روانہ ہو گیا نصف محرم ۳۳۳ھ کو رقہ میں داخل ہو کر خلیفہ کی حضوری کا شرف حاصل کیا۔ تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ وزیر السلطنت ابوالحسین بن مقلہ اور سارے حاشیہ نشینوں کو بھی تحفے دیئے اور اس کی کوشش کی کہ خلیفہ مصر چل کے قیام کرے اور اسی کو اپنا دارالخلافت بنائیں مگر خلیفہ متقی نے اس کو منظور نہ کیا❶۔ تب اخشید نے توزون کی بدعنوانیوں سے ڈرایا۔ لیکن خلیفہ متقی نے اس پر بھی کچھ توجہ نہ کی۔ وزیر السلطنت نے بھی اس رائے کی تائید کی۔ مصر جانے کے فائدے اور تمام اسلامی علاقوں پر حکومت کرنے کی لالچ دلائی۔ مگر اس نے پھر بھی کچھ نہ سنا۔ اس دوران توزون کے پاس سے وہ قاصد واپس آ گیا جو پیام صلح لے کر بغداد گیا ہوا تھا۔ توزون اور اس کے وزیر ابن شیرزاد نے خلیفہ متقی اور اس کے حامیوں کے لئے امان نامہ لکھ کر بھیجا تھا۔ جس پر فقہاء، قضاۃ۔ امراء شہر اور نامی گرامی عباسیوں اور علویوں کی گواہیاں تھیں۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کے خطوط بھی علیحدہ علیحدہ موجود تھے۔ خلیفہ متقی اس کو دیکھ کر مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گیا اسی وقت اخشید کو چھوڑ کر فرات کے راستے محرم ۳۳۳ھ کو بغداد کی طرف چل کھڑا ہوا۔ توزون نے مقام سندیا❷ میں اس سے ملاقات کی اور زمین بوسی کر کے بولا ''الحمد للہ'' خلیفہ نے میرے قول و قرار کو سچا یقین کیا میں آپ کی خدمت گذاری کو اسی طرح حاضر ہوں جیسا کہ اس سے پہلے تھا'' خلیفہ متقی یہ سن کر خوش ہو گیا مگر توزون نے خفیہ طور پر خلیفہ متقی اس کے تمام ساتھیوں کو حراست میں لے لیا اور دکھاوے کے لئے خیمہ میں لے جا کر ٹھہرایا۔ لیکن اگلے ہی دن جبکہ اس کی خلافت کو ساڑھے تین برس گذر چکے تھے اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادیں جس سے وہ اندھا ہو گیا۔

مستکفی باللہ کی بیعت:......اس کے بعد ابوالقاسم عبداللہ بن خلیفہ متقی باللہ دربار خلافت میں لایا گیا جسب مراتب ارکین دولت نے بیعت کی اور اسے ''المستکفی باللہ'' کا لقب دیا❸ سب سے آخر میں معزول خلیفہ (متقی) دربار خلافت میں پیش ہوا۔ اس نے بھی خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی اور اس سے چادر اور عصائے خلافت لے کر خلیفہ مستکفی کے سپرد کر دی گئی۔

مستکفی کے اقدامات:......خلیفہ مستکفی نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی وزارت تبدیل کر دی۔ قلمدان وزارت ابوالفرج محمد بن علی سامری کے سپرد کیا یہ بھی نام کی وزارت تھی۔ جیسا کہ سابق وزراء کا حال تم اوپر پڑھ آئے ہو در حقیقت تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار ابن شیرزاد (توزون کے سکریٹری) کو تھا بعد اس کے خلیفہ مستکفی نے توزون کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور معزول و مجبور خلیفہ متقی کو جیل میں ڈال دیا۔ ابوالقاسم فضل بن خلیفہ مقتدر باللہ (جو خلافت کا دعویدار تھا اور جس نے بعد میں المطیع کا لقب اختیار کیا) کی تلاش اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ ابوالقاسم یہ خبر سن کر روپوش ہو گیا۔ چنانچہ خلافت خلیفہ مستکفی کے آخر تک روپوش ہی رہا چنانچہ خلیفہ مستکفی جب اس کی تلاش میں کامیاب نہ ہوا تو اس کے مکان کو منہدم کرا دیا۔

وفات توزون و امارات ابن شیرزاد:......ماہ محرم ۳۳۴ھ مقام بغداد مین توزوں نے اپنی امارت کے چھ برس پانچ مہینے بعد وفات پائی۔ اس کے مکمل زمانہ امارت میں ابن شیرزاد اس کا سکریٹری رہا۔ اس نے اپنی موت سے پہلے ابن شیرزاد کو مال حاصل کرنے کے لئے ہیت بھیج دیا تھا۔ جب اس کے مرنے کی خبر ابن شیرزاد کو ملی تو ابن شیزاد نے ناصر الدولہ بن حمدان کو امارت کی کرسی پر بٹھانے کا ارادہ کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور زبردستی ابن شیرزاد کو اپنا امیر بنا لیا چنانچہ ابن شیرزاد ہیت سے کوچ کر کے باب حرب پر پہنچا۔ دارالخلافت کی تمام فوجوں نے جمع ہو کر ابن شیرزاد کی امارت کی قسمیں کھائیں۔ ابن شیرزاد نے خلیفہ مستکفی کی خدمت مین حلف لینے کے لئے قاصد روانہ کیا خلیفہ نے خوشی سے فقہاء، قضاۃ اور اراکین دولت کے سامنے حلف لیا۔ تب ابن شیرزاد نے حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کی اور خلیفہ نے اسے ''امیر الامراء'' کا خطاب

---

❶......اخشید کی درخواست کی نامنظوری کی وجہ شاید یہ تھی کہ متقی کا میلان صلح کی شرائط کی طرف تھا جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ توزون خلیفہ کی حمایت کرے گا۔

❷......بغداد اور انبار کے درمیان نہر عیسیٰ کے کنارے بغداد کا ایک گاؤں ہے۔

❸......یہ دور ۳۳۴ھ سے ۴۴۷ھ تک رہا، اس دور میں آل بویہ خلافت عباسیہ پر قابض تھے، اس دور میں پانچ خلیفہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں (۱) مستکفی (۲) مطیع (۳) طائع (۴) قادر (۵) قائم۔

مرحمت فرمایا۔ ابن شیرزاد کو اس خطاب کا ملنا تھا کہ ذاتی اور فوجی اخراجات اس قدر بڑھا دئے کہ تھوڑے ہی دنوں میں تنگدستی تک نوبت پہنچ گئی۔

حالات درست کرنے کی کوشش:......ابوعبداللہ بن ابوموسیٰ ہاشمی کو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس روپیہ لینے موصل بھیجا اور ''امیر الامراء'' کا خطاب دلانے کا وعدہ کیا۔ ناصر الدولہ نے پانچ لاکھ دراہم اور کثیر المقدار غلہ بھیج دیا ابن شیرزاد نے اس کو لشکریوں پر تقسیم کر دیا مگر کافی نہ ہوسکا۔ مجبور ہو کر ملازمین، رؤساء اور تجارت پیشہ ساتھیوں پر لشکریوں کی تنخواہ کا ٹیکس لگا دیا اس سے شیرازۂ انتظام درہم و برہم ہو گیا۔ ظلم و جور کی گرم بازاری ہوگئی۔ اور دن دھاڑے چوریاں ہونے لگیں سوداگروں کی دوکانیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیں۔ اور مجبوراً لوگوں نے بغداد سے جلاوطنی اختیار کر لی۔ ابن شیرزاد سے کچھ بن نہ پڑتا تھا اس نے ''ینال کوشہ'' کو واسط پر اور تکریت پر فتح سبکری ❶ کو مامور کیا۔ لہٰذا فتح سبکری بغداد سے روانہ ہو کر سیدھا ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلا گیا اور بغداد کے حالات بتائے ناصر الدولہ نے اسے اپنی جانب سے تکریت کی حکومت پر متعین کیا۔

حکمرانوں کی حالت:......ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلیفہ متوکل کے عہد خلافت سے گورنروں نے زیر کنٹرول علاقوں کو دبالیا اور دولت عباسیہ کے قوائے حکومت روز بروز بلکہ لحظہ بلحظہ مضمحل وکمزور ہوتے جارہے تھے۔ اراکین دولت یکے بعد دیگرے اسلامی علاقوں پر قابض ہو کر اسے مختلف قوتوں میں تقسیم کر رہے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں نے دارالخلافت بغداد پر بھی قبضہ کر رکھا تھا اور بنائے خود علیحدہ علیحدہ حکمراں بن گئے تھے جو کہ ہر ایک الگ الگ اپنی حکومت کے آخر تک ذکر کئے جانے کا استحقاق رکھتا ہے۔

ان لوگوں میں سے جو خلافت سے زیادہ قریب تھا وہ بنو بویہ ہے جو اصفہان وفارس پر قابض تھے اور معزالدولہ جو اسی خاندان کا ایک معزز ممبر تھا وہ اہواز کو دبائے ہوئے تھا او واسط پر بھی قبضہ کر لیا تھا مگر پھر اس سے یہ صوبہ چھین لیا گیا۔ بنو حمدان موصل اور جزیرہ پر حکمرانی کر رہے تھے اور پھر ہیت کو بھی اپنے دائرۂ حکومت میں لے لیا تھا خلفاء عباسیہ کے قبضہ اقتدار میں صرف بغداد اور وہ علاقے جو دجلہ وفرات کے درمیان تھے باقی رہ گئے تھے۔ اس کے باوجود امراء دولت ان پر قابض ہوئے چلے جارہے تھے اور جو شخص ان کی حکومت وسلطنت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لیتا تھا وہ ''امیر الامراء'' کے لقب سے موسوم کر دیا جاتا تھا۔

معزالدولہ کا بغداد پر قبضہ:......جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا یہاں تک کہ خلیفہ مستکفی کا دور آ گیا۔ اس دور کی حکومت کو سنبھالنے والا ابن شیرزاد ہے۔ اس نے ینال کوشہ واسط پر مامور کیا۔ جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں مگر ینال ابن شیرزاد سے منحرف و باغی ہو کر معزالدولہ سے جاملا اور اس کی ماتحتی میں واسط پر حکومت کرنے لگا۔ کچھ دن بعد اس نے معزالدولہ سے بغداد پر قبضہ کر لینے کا مشورہ کیا۔ چنانچہ معزالدولہ نے دیلمیوں کی ایک فوج مرتب کر کے بغداد پر حملہ کر دیا۔ ابن شیرزاد ترکوں کو مسلح اور مرتب کر کے مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر ناصر الدولہ ابن حمدا کے پاس موصل بھاگ گیا اور خلیفہ مستکفی روپوش ہو گیا۔ معزالدولہ کامیابی کا جھنڈا لے کر بغداد میں داخل ہو گیا اس کے بعد اس کا سکریٹری ابومحمد حسن بن محمد مہلبی بھی پہنچ گیا اور خلیفہ مستکفی کو ڈھونڈھ کر دارالخلافت میں لے آیا معزالدولہ احمد بن بویہ اور اس کے بھائیوں عمادالدولہ علی اور رکن الدولہ حسن کی جانب سے تجدید بیعت کی۔ خلیفہ مستکفی نے ان لوگوں کو ان کے صوبوں پر مامور کر کے انہی القاب سے ملقب کیا اور انہی کے القاب کا سکہ بنوایا۔ اس کے بعد معزالدولہ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کی۔ خلیفہ نے بغداد کو بھی معزالدولہ کے حوالہ کر دیا۔ اسی تاریخ سے معزالدولہ کو ''سلطان'' کے لقب سے مخصوص کیا گیا اور اسی لقب سے پکارا گیا۔

مذکورہ حالات کے پیش نظر دولت عباسیہ کے وہ حالات جن کا ذکر کرنا اہم سمجھنا چاہئے اب باقی نہیں رہے اگرچہ مخصوص واقعات خلیفہ کی ذات سے بھی متعلق رہے ہیں مگر وہ نہایت قلیل اور نادر ہیں۔ لہٰذا اسی وجہ سے ان خلفا کے حالات عہد خلافت مستکفی سے زمانہ حکومت مقتفی تک بنی بویہ اور ان کے بعد سلجوقیہ کے واقعات میں درج کئے جائیں گے کیونکہ یہ خلفاء تصرف وحکمرانی سے معطل وبیکار ہو گئے تھے سوائے گنتی کے چند خلفاء کے کہ جن کا ذکر ہم آئندہ کرنے والے ہیں اور ان کے باقی حالات کو ہم دیلم اور سلجوقیہ کے حالات کے ضمن میں جو دولت عباسیہ پر غالب اور قابض تھے بیان

❶......یہاں صحیح لفظ لشکری ہے، دیکھیں کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۶۸

کریں گے وہاں پر دیلم اور سلجوقیہ کی حکومت و دولت کو ہم الگ سے تحریر کریں گے کما شرطناہ۔ خلفاء عباسیہ کے زمان خلافت مستکفی سے عہد حکومت خلیفہ مقتفی تک واقعات جن پر بنی بویہ اور ان کے بعد سلجوقی حکمران قابض اور غالب رہے۔

سلطان معز الدولہ:...... معز الدولہ بغداد میں قدم رکھتے ہی خلیفہ مستکفی پر حاوی اور غالب ہو گیا اور خلیفہ مستکفی جو صرف نام کا خلیفہ تھا معز الدولہ کی کفالت میں اوقات گذارنے لگا۔ اس سے پہلے ۳۳۳ھ میں خلیفہ مستکفی نے اپنے سکریٹری ابو عبداللہ بن ابو سلیمان اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا تھا اور ابو احمد فضل بن عبدالرحمٰن شیرازی کو عہدۂ کتابت پر مامور فرمایا تھا۔ ابو احمد خلافت مستکفی سے پہلے ناصر الدولہ کا سکریٹری تھا جب خلیفہ مستکفی تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو احمدی خبر سن کر موصل سے بغداد آ گیا اور خلیفہ مستکفی نے اس کو اپنا سکریٹری بنالیا۔ اسی سن میں وزیر السلطنت ابو الفرج کو اس کی وزارت کے بیالیسویں دن گرفتار کر لیا گیا اس نے تین لاکھ درہم جرمانہ ادا کر کے اپنی جان بچائی اسی سن میں معز الدولہ نے ابو القاسم گورنر بصرہ کو صوبہ واسط کی حکومت عطا کی اور اپنی جانب سے متعین کر کے واسط روانہ کیا۔

مستکفی کی معزولی:...... معز الدولہ کے غلبہ کے بعد دار الخلافت بغداد کا یہی رنگ ڈھنگ رہا۔ اور خلیفہ مستکفی چند ماہ اسی حالت سے بسر کرتا رہا اس کے بعد کسی نے معز الدولہ سے یہ جڑ دیا کہ خلیفہ مستکفی تمہاری معزولی اور تمھاری جگہ کسی دوسرے کی تقرری کی فکر میں ہے۔ معز الدولہ کو اس خبر کے سننے سے کشیدگی پیدا ہو گئی۔ اتفاق سے اسی دوران گورنر خراسان کا سفیر آ گیا۔ اس تقریب میں دربار عام منعقد کیا گیا۔ معز الدولہ بھی دربار میں حاضر تھا اس کے ساتھ اس کی قوم اور اس کے حامی بھی آئے ہوئے تھے۔ معز الدولہ نے دو دیلمی نقیبوں کو اشارہ کر دیا۔ بظاہر دست بوسی کو خلیفہ مستکفی کی طرف بڑھے خلیفہ مستکفی نے یہ خیال کر کے کہ یہ دونوں دست بوسی کرنا چاہتے ہیں۔ ہاتھ بڑھایا مگر دیلمیوں نے ہاتھ پکڑ کر تخت سریر خلافت سے کھینچ لیا اس کے بعد معز الدولہ سوار ہو کر اپنے گھر کی جانب روانہ ہوا۔ دونوں دیلمی بھی خلیفہ مستکفی کو پکڑ کر کھینچتے ہوئے معز الدولہ کے مکان پر لائے اور وہاں چھوڑ دیا۔ اس واقعہ سے شور وغل اور ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لوگوں کے حواس گم ہو گئے دار الخلافت کو لوٹ لیا گیا۔ بازار میں لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ ابو احمد شیرازی (خلیفہ مستکفی کا سکریٹری) کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الآخر ۳۳۴ھ کا ہے۔ جبکہ خلیفہ مستکفی کی خلافت کو ایک برس چار مہینے گذر چکے تھے۔ ❶

ابو القاسم فضل بن مقتدر المطیع اللہ ۳۳۴ھ تا ۳۶۳ھ

المطیع باللہ کی خلافت:...... اس کے بعد ابو القاسم فضل بن مقتدر کی خلافت کی بیعت کی گئی چونکہ خلافت مستکفی سے پہلے یہ بھی مستکفی کی طرح خلافت کا دعویدار تھا اس وجہ سے تخت نشینی کے بعد خلیفہ مستکفی نے اس کو ڈھونڈھوایا۔ اس وقت یہ خوف جان سے روپوش ہو گیا تھا۔ لہٰذا جب معز الدولہ بغداد آیا تو یہ معز الدولہ کے مکان پر آ کے چھپ گیا یہاں تک خلیفہ مستکفی اس حالت کو پہنچا تب معز الدولہ نے اس کی خلافت کی بیعت کی اور اسے ''المطیع للہ'' کا لقب دیا اس کے بعد معزول خلیفہ مستکفی کو دربار عام میں پیش کیا گیا اس نے اپنی معزولی کا اقرار کیا اور شاہی طریقہ سے خلیفہ مطیع کو سلام کیا۔

عباسیہ کا سیاہ دور:...... اگرچہ اس تاریخ سے پیشتر خلافت عباسیہ میں ایک عظیم تغیر پیدا ہو گیا تھا اور خلیفہ کے قبضہ اور اختیار میں کسی قسم کا اقتدار باقی نہیں رہا تھا مگر پھر بھی خلافت کی کچھ حرمت وتوقیر باقی تھی جس کا پاس ولحاظ اراکین دولت برابر کرتے رہے تھے۔ معز الدولہ کی حکومت کا دور کیا آیا خلافت عباسیہ کے سر پر زوال کی گھٹا چھا گئی۔ رہی سہی حالت بھی ختم ہو گئی۔ وزیر السلطنت جو خلافت کا ایک بازو تھا اس کی بھی قوت ٹوٹ گئی۔ صرف جاگیروں اور حرم سرائے خلافت کا انتظام اس کے ہاتھ میں رہا۔ وزارت کا اہم رتبہ معز الدولہ کے قبضہ میں تھا وہ جس کو پسند کرتا تھا اس کو وزارت کا عہدہ عطا کرتا تھا۔

---

❶ ...... مسعودی کی مروج الذہب جلد ۴ صفحہ ۴۲۰ کے مطابق مستکفی کی مدت خلافت ایک سال چار مہینے سے کچھ دن کم ہے، علامہ ذہبی نے اپنی کتاب ,,العبر،، جلد ۲ صفحہ ۲۳۵ میں مستکفی کی معزولی کی یہ وجہ لکھی ہے کہ خلیفہ نے ایک شیعہ کی اہانت اور تذلیل کی تھی اور وہ شخص معز الدولہ کا مفتی تھا لہٰذا معز الدولہ کو یہ بات بری لگی اور اس نے مذکورہ ردعمل کا اظہار کیا۔

عباسیوں کی مغلوبیت کی وجہ:......اس غلبے اور تصرف کا بہت بڑا سبب یہ تھا کہ معز الدولہ دیلم کی قوم سے تھا جو اطروش کے ہاتھ پر اسلام لانے کے زمانے سے علویہ کے طرفدار اور مذہباً متشیع تھے۔ عباسیوں کی حمایت کا خیال ان کو بالکل نہ تھا۔ معتبر روایات سے بیان کیا جاتا ہے کہ معز الدولہ نے خاندان عباسیہ سے علویہ کی طرف منصب خلافت کو منتقل کرنے کا ارادہ کرلیا تھا کسی مشیر نے رائے دی ''یہ بات خلاف مصلحت ہے اس لئے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بناؤ کہ جس کے بارے میں تمہاری قوم کا یہ خیال ہو کہ یہ مستحق خلاف ہے ورنہ ایسا وقت بھی آ جائے گا کہ وہ تمہارے خلاف تمہاری قوم سے کام لے گا اور تم کچھ بھی نہ کرسکو گے اور وہ تمہارے قبضہ سے امر ونہی کا اختیار بھی چھین لے گا بہتر یہ ہے کہ غیر مستحقین خلافت کو منصب خلافت پر بیٹھا رہنے دو اور سیاہ وسفید کرنے کے مختار تم رہو'' معز الدولہ نے اس رائے کے مطابق منصب خلافت کو خاندان عباسیہ ہی میں رہنے دیا مگر تمام اختیارات سلب کر لئے اور اپنی طرف سے عمال مقرر کئے چنانچہ دیلمیوں کا دور دورہ ہو گیا اور سارا عراق اسی کے قبضہ میں آ گیا خلیفہ کے قبضہ میں صرف اتنی زمین رہی جو معز الدولہ کی طرف سے بطور جاگیر ضرورت کے لئے ملی تھی۔ ہاں اتنا ضرور تھا کہ تخت، منبر، سکہ اور فرامین پر مہر لگانا۔ ڈیپوٹیشن کے آنے پر دربار عام منعقد کرنا اور خطابات عطا کرنا خلیفہ کی ذات خاص سے مخصوص تھا مگر یہ بھی اسی کے ذریعہ سے ہوتا جو مدبر امور سلطنت اور خلیفہ پر حاوی اور غالب ہوگا۔

بنی بویہ اور سلجوقیہ کا ہر وہ شخص جو امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا اختیار رکھتا تھا سلطان کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس لقب میں کوئی اور شخص خواہ کیسا ہی اختیار رکھتا شریک نہیں ہوسکتا تھا۔ قدرت، حکومت، جاہ وجلال اور عزت اسی کی سمجھی جاتی تھی خلیفہ کو کوئی جانتا پہچانتا تک نہ تھا۔ خلافت منسوب ❶ لفظاً اور مسلوب معنیً خاندان عباسیہ میں تھی۔ واللّٰہ المدبر للامور لا اله ❷ غیرہ۔

ٹیکس کی بھرمار:......معز الدولہ کے حاوی ہونے کے تھوڑے دنوں بعد لشکریوں نے حسب عادت تنخواہ اور روزینے مانگے علی الخصوص اس وجہ سے کہ معز الدولہ نے قابض ہوتے وقت بہت سی باتیں اپنی طرف سے ایجاد کی تھیں جس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ خزانہ خالی تھا۔ خراج خرچ کے لئے کافی نہ ہوتا تھا مجبوراً نئے نئے ٹیکس لگانے اور لوگوں کا مال بلاوجہ ضبط کرنے لگا۔ اپنے سپہ سالاروں اور ساتھیوں کو جو اس کے ہم نوالہ ہم پیالہ تھے بغیر استحقاق دیہات قصبوں میں جاگیریں دیں۔ شیرازہ انتظام درہم برہم ہو گیا منتظمین کی کچھ نہ چلتی تھی۔ دفاتر بیکار۔ شہر، دیہات اور قصبات ویران ہو گئے سپہ سالاروں نے یہ وطیرہ اختیار کرلیا کہ جو گاؤں ویران ہو جاتا اس کو چھوڑ کر دوسرے آباد گاؤں پر قبضہ کر لیتے۔ جب یہ بھی پہلے گاؤں کی طرح ہو جاتا تو دوسرے گاؤں کی تلاش کرتے مہنگائی اور لوٹ مار کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ظلم وجور کی حد ہو گئی تھی۔ رعایا پر ٹیکس کی وہ بھرمار تھی کہ توبہ ہی بھلی پلوں پر ٹیکس، پانی کے چشموں پر ٹیکس، ہر قسم کی زمینوں پر ٹیکس، باغات پر ٹیکس، بازاروں پر ٹیکس، باوجود اس کے بات بات پر جرمانہ ہوتا۔ زبردستی دو دو بار مالگذاری محصول وصول کیا جاتا۔

معز الدولہ کے اقدامات:......غرض ایک مدت تک ملک اور انتظام ملک کی یہی حالت رہی کچھ عرصے بعد معز الدولہ کو ہوش آیا اور اس نے انتظام ملک کی طرف توجہ کی اپنے سپہ سالاروں اور اکابرین دولت کو ملک کی حفاظت اور انتظام پر علیحدہ علیحدہ مقرر کیا یہی لوگ وصول تحصیل کرتے۔ محصولات کی وصولی میں انہی کی رپورٹوں کے مطابق احکام صادر ہوتے۔ اس وجہ سے نہ تو معز الدولہ کے وزیر کو اور نہ کسی اور انتظامی افسر کو کسی بات کی تحقیق ہوتی۔ رفتہ رفتہ بنو بویہ کی مالی حالت کمزور ہو گئی۔ باوجود ٹیکس اور جرمانوں کی کثرت کے معز الدولہ پر مال کے حصول اور خزانے کو بھرا رکھنا مشکل ہو گیا جو بوقت ضرورت کام آسکتا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ وقتاً فوقتاً معز الدولہ اپنے ترکی غلاموں کو بڑے بڑے انعامات دینے لگا۔ جاگیریں مرحمت کیں اور وظائف بڑھا دیئے۔ اس سے اس کی قوم میں غیرت کا مادہ پیدا ہو گیا اور یہی بات منافرت اور کشیدگی کو بڑھانے لگی جیسا کہ طبیعت انسانی کا تقاضا ہے۔

---

❶ ......اس جملے کا مطلب یہ ہے لفظی طور پر تو خلافت عباسی خاندان کی تھی کہ کہا جائے کہ خلیفہ عباسی خاندان کا ہے اور مسلوب معناً کا مطلب ہے حقیقت میں چھینی ہوئی یا بے اختیار تھی۔ (ثناء اللہ محمود)

❷ ......اللہ تعالیٰ ہے تمام امور کی تدبیر کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں (ثناء اللہ محمود)

ناصر الدولہ بغداد میں:......خلافت کی تبدیلیوں اور معز الدولہ کے قبضے کی خبریں اڑتی اڑتی ناصر الدولہ بن حمدان تک پہنچیں اسے بے حد شاق گذرا چنانچہ لشکر تیار کر کے موصل سے بگدا کی جانب روانہ ہوگیا ماہ شعبان ۳۳۴ھ کو سامرا پہنچا معز الدولہ نے یہ خبر سن کر ایک عظیم لشکر ''ینال کوشہ'' اور ایک ایک سپہ سالار کے ساتھ ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا مقام عکبر میں پہنچ کر دونوں سپہ سالاروں میں کچھ ان بن سی ہوگئی۔اس سپہ سالار کو ینال نے قتل کر ڈالا اور ان لوگوں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے ناصر الدولہ کے پاس چلا گیا۔ چنانچہ ناصر الدولہ نے بغداد میں پہنچ کر قیام کر دیا اور معز الدولہ میدان خالی دیکھ کر تکریت کی جانب بڑھ گیا اور اس وجہ سے کہ تکریت ناصر الدولہ کے صوبوں میں سے تھا لوٹ لیا۔ پھر وہاں سے خلیفہ مطیع کے ہمراہ کوچ کر کے بغداد کی مغربی جانب پہنچا۔ ناصر الدولہ مشرقی جانب میں تھا چنانچہ ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا۔

معز الدولہ سے جنگ:......ناصر الدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصے کو دیہاتوں میں معز الدولہ کی رسک بند کرنے پھیلا دیا جس سے معز الدولہ کی لشکر گاہ میں گرانی ہوگئی سب کے سب بھوکوں مرنے لگے ساتھ ہی اس کے خلیفہ کا نام بھی خطبہ سے نکلوا دیا۔ لین دین میں اس کا سکہ کے لینے ممانعت کردی خلیفہ متقی کے نام کو خطبہ میں داخل کیا اور اسی کے نام کا سکہ بھی بنوالیا کئی بار معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر شبخون مارا مگر کسی میں کامیابی نہ ہوئی۔ تنگ آ کر بغداد چھوڑ کے اہواز چلے جانے کا ارادہ کرلیا چلتے چلاتے ایک چال چلی اور اس میں اس کو کامیابی بھی حاصل ہوگئی کہ ایک روز رات کوچ ظاہر کر کے اپنے وزیر ابوجعفر صہیری کو فوج کے بڑے حصے کے ساتھ دریا عبور کرنے کا حکم دیا۔ اور خود اس کی جگہ بقیہ لشکر کو لے کر ٹھہرا رہا۔ ینال کو شہ روک تھام کے لئے مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا اس شکست سے ناصر الدولہ کا لشکر گھبرا گیا۔

ناصر کی شکست:......اس دوران معز الدولہ نے بھی حملہ کر دیا اور ناصر الدولہ کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ دیلمی فوج نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا چنانچہ پکڑ دھکڑ اور قتل وغارت کا بزار گرم ہوگیا۔ بغداد میں غارتگری شروع ہوگئی ہزاروں آدمی مارے گئے اس کے بعد معز الدولہ نے امن وامان کی منادی کرادی چنانچہ ماہ محرم ۳۳۵ھ کو خلیفہ مطیع قصر خلافت میں واپس آ گیا۔

ناصر اور معز کی صلح:......اس واقعہ کے بعد ناصر الدولہ نے عکبرا میں قیام کیا اور تورونی امراء کے مشورہ سے مشورہ کئے بغیر معز الدولہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ رفتہ رفتہ امراء تورونیہ کو اس کی خبر مل گئی تو بگڑ کر ناصر الدولہ کے قتل پر تل گئے۔ ناصر الدولہ یہ خبر سن کر ابن شیرزاد کے ساتھ رات کے وقت دجلہ کے مغربی ساحل کی طرف بھاگ گیا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہوگیا قرامطہ نے اس کو موصل روانہ کر دیا بعد اس کے اور معز الدولہ کے درمیان مصالحت ہوگئی۔ جیسا کہ اس نے درخواست کی تھی۔

ترکوں کے خلاف فتح:......ترکوں نے ناصر الدولہ کے فرار ہونے کے بعد متفق ہو کر تکین شیرازی کو اپنا امیر بنالیا اور ناصر الدولہ کے سکریٹری، مصاحبین اور امراء کو گرفتار کر کے نصیبین تک اس کے تعاقب میں آگے بڑھ گئے اور نصیبین سے سنجار، سنجار سے حدیثہ، حدیثہ سے سن تک آ گئے۔ حدیثہ میں ناصر الدولہ سے مڈبھیڑ ہوگئی اتفاق سے مقابلہ سے پہلے معز الدولہ کا لشکر اس کے وزیر ابوجعفر صہیری کے ساتھ ناصر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا چنانچہ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور میدان جنگ ناصر الدولہ کے ہاتھ رہا ناصر الدولہ نے ابوجعفر صہیری کے ساتھ موصل میں آ کر قیام کر دیا۔ اور ابوجعفر صہیری نے ابن شیرزاد کو ناصر الدولہ سے لے کر معز الدولہ کے پاس بھیج دیا یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ:......اس سن میں ابوالقاسم بن بریدی نے بصرہ میں معز الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا معز الدولہ نے ایک عظیم لشکر جس میں اس کے نامی گرامی سردار تھے واسط کی جانب بھیجا۔ ابوالقاسم نے یہ خبر سن کر بصرہ سے دریا کے راستے فوجیں روانہ کیں۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ بصرہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور نامی گرامی افسر گرفتار کر لئے گئے اس کے بعد ۳۳۶ھ میں خود معز الدولہ خلیفہ مطیع کے ساتھ بصرہ کی جانب ابوالقاسم کو زیر کرنے کے لئے روانہ ہوا اور راستہ خشکی کا اختیار کیا تھا۔ قرامطہ معز الدولہ سے بغیر اجازت اس راستے سے گذرنے پر جواب طلب کیا۔ معز الدولہ نے تہدید بھرا جواب لکھا۔ جس وقت بصرہ کے قریب پہنچا۔ ابوالقاسم کی فوج امن حاصل کر کے معز الدولہ سے آ کر مل گئی اور ابوالقاسم بھاگ کر قرامطہ کے پاس چلا گیا۔ چنانچہ معز الدولہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ کرلیا۔ چند دن قیام کر کے خلیفہ مطیع اور ابوجعفر صہیری

کو بصرہ میں چھوڑ کر اپنے بھائی عماد الدولہ سے ملنے اہواز روانہ ہوا۔ ماام ارجان میں عماد الدولہ سے ملاقات کر کے بغداد واپس لوٹ گیا اور خلیفہ بھی بغداد واپس آ گیا۔

ناصر سے صلح:......بغداد پہنچ کر معز الدولہ نے موصل کا رخ کیا مگر ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر خراج بھیج دیا۔لہٰذا معز الدولہ کا مزاج نرم پڑ گیا۔ اور موصل روانگی ملتوی کر دی پھر ۳۳۷ھ میں ناصر الدولہ نے بدعہدی کی چنانچہ معز الدولہ لشکر تیار کر کے موصل کی طرف بڑھا تو ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین چلا گیا اور معز الدولہ نے موصل پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اہلیان موصل پر طرح طرح کے ظلم وستم کرنے لگا،اس دوران رکن الدولہ (یہ معز الدولہ کا بھائی ہے) نے یہ خبر بھیجی کہ لشکر خراسان، جرجان اور ''رے'' پر چڑھائی کے لئے آ رہا ہے لہٰذا جتنی جلد ممکن ہو ان کو بچانے کے لئے فوجیں روانہ کیجئے معز الدولہ نے مجبوراً ناصر الدولہ سے دوبارہ صلح کے لئے خط وکتابت شروع کی۔ آخر کار یہ طے پایا کہ موصل، جزیرہ اور دمشق وحلب جتنے شامی علاقوں پر سیف الدولہ نے قبضہ کر لیا ہے ان پر بطور خراج آٹھ لاکھ درہم سالانہ ادائیگی کی شرط پر ناصر الدولہ کا قبضہ رہے گا اور جامع مسجد کے منبروں پر عماد الدولہ رکن الدولہ اور معز الدولہ بن بویہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا اور فریقین کے وکلاء نے دستخط کر کے اس کو مرتب کر کے صلح کا اعلان کر دیا اس کے بعد معز الدولہ بغداد اور ناصر الدولہ موصل واپس آ گئے۔

عمران بن شاہین:......عمران بن شاہین جامدہ کا رہنے والا تھا اِدھر اُدھر کے محصولات جمع کر کے حکام کے خوف سے بطیحہ بھاگ گیا اور ایک جنگل میں جہاں متعدد چشمے تھے قیام پزیر ہو گیا۔ مچھلی اور پرندوں کے شکار پر گزارا اوقات کرتا۔ اور کچھ دن بعد رہزنی کرنے لگ گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد شکاریوں اور چوروں کی ایک جماعت اس کے پاس آ کر جمع ہو گئی جس سے اس قوت بڑھ گئی۔ مگر شاہی سطوت سے خائف ہو کر ابو القاسم بن بریدی گورنر بصرہ سے امن کی درخواست کی۔ ابو القاسم نے اس کو امن دے کر جامدہ اور اطراف بطائح کا نگران ومحافظ مقرر کر دیا۔ اسی وقت سے عمران نے آلاتِ حرب اور فوج کی تیاری کی طرف زیادہ توجہ اور بطیحہ کی ایک اونچی پہاڑی پر چھوٹا سا قلعہ بنا لیا اور رفتہ رفتہ اس کے گرد ونواح پر قابض ہو گیا۔ معز الدولہ نے یہ خبر سن کر ۳۳۸ھ میں اپنے وزیر ابو جعفر کی ماتحتی میں ایک فوج روانہ کی چنانچہ عمران اور ابو جعفر میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر عمران کے اہل وعیال گرفتار ہو گئے اور عمران بھاگ گیا۔

عمران اور شاہی فوج:......اتفاق سے اسی دوران عماد الدولہ کا فارس میں انتقال ہو گیا چنانچہ سارا انتظام درہم برہم ہو گیا اور لشکری تتر بتر ہو گئے۔ معز الدولہ نے اس کی اطلاع پا کر ابو جعفر کو لکھ بھیجا کہ امور کی اصلاح کے لئے تم فوراً شیراز چلے آ ؤ۔ ابو جعفر اس حکم کے مطابق بطیحہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر شیراز کی طرف روانہ ہو گیا اور عمران میدان خالی دیکھ کر بطیحہ واپس آ گیا۔ پھر اس کے حامیوں اور دوستوں کا جمگھٹا ہو گیا اور اس کی گئی ہوئی قوت لوٹ آئی۔ معز الدولہ کو اس کی خبر ملی تو اپنے نامی گرامی سپہ سالار روز بہان کو لڑا کا فوج کے ساتھ عمران کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مدتوں بطیحہ کی تنگ راہوں اور گھاٹیوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ ایک دن عمران اور روز بہان کی کھلے میدان لڑائی ہوئی۔ عمران نے روز بہان کو اس معرکے میں زیر کر لیا چنانچہ روز بہان اور اس کا لشکر شکست کھا کر بھاگ گئے۔ عمران کے ساتھیوں نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ راستے میں اس نے شاہی لشکر کے جس شخص کو پایا گرفتار کر لیا۔

عمران کی ایک اور فتح:......اس واقعے سے عمران کی جرأت بڑھ گئی اور وہ دن دھاڑے رہزنی کرنے لگا جس سے بصرہ کا راستہ بند ہو گیا۔ انہی لڑائیوں کے دوران ابو جعفر کی وفات ہو گئی اور اس کی جگہ مہلبی مقرر ہوا۔ معز الدولہ نے مہلبی کو جبکہ وہ بصرہ میں مقیم تھا عمران کی سرکوبی کا حکم دیا۔ آلات حرب، جنگی اسباب اور تجربہ کار فوج سے مدد دی اور لشکر کشی کی اخراجات میں مکمل اختیار دیا۔ چنانچہ مہلبی نے بطیحہ پر فوج کشی کی اور روزانہ حملے کر کے عمران کو تنگ کرنے لگا۔ یہاں تک کہ لڑتے لڑتے عمران ایک تنگ راستے کے قریب پہنچا۔ روز بہان نے اس خیال سے کہ مہلبی کے سر کامیابی کا سہرا نہ چڑھنے پائے یہ رائے دی کہ جتنی جلدی ممکن ہو ساری فوج کو یکجا کر کے اس تنگ راستے پر قبضہ کر لو۔ مگر مہلبی نے اس پر عمل نہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس معرکہ میں فریقین کی قسمت کا فیصلہ نامکمل رہا۔ روز بہان نے جھلّا کر معز الدولہ کو شکایت کر دی کہ یہ قصداً لڑائی کو طول دے رہا ہے محض اس لیے کہ سارا روپیہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر دے۔ معز الدولہ نے بھی بغیر سمجھے بوجھے مہلبی کے نام عتاب آمیز خط لکھ دیا اور جنگ

میں جلدی کرنے کی تاکید کی۔ مہلبی نے اس حکم کے مطابق عمران پر پوری قوت سے حملہ کر دیا دائیں بائیں کا خیال کئے بغیر قتل وغارت کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ادھر عمران کے لشکر کے ایک حصہ نے علیحدہ ہو کر ایک کوس کا چکر کاٹ کر مہلبی پر پیچھے سے حملہ کیا اور سامنے سے اس کی فوج نے رُک کر یلغار کر دی جو کہ لڑتی ہوئی پیچھے ہٹ رہی تھی۔ مہلبی کا لشکر اس اچانک حملے سے گھبرا گیا۔ اور بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھیوں کی بڑی تعداد گرفتار اور قتل کر دی گئی۔ نامی گرامی افسر قید ہو گئے مہلبی یہ رنگ دیکھ کر دریا میں کودا اور تیر کر نکل گیا۔

عمران کی گورنری:......مجبور ہو کر معزالدولہ نے عمران کے اہل وعیال کو عمران کے پاس بھیج دیا اور بطائح کی سند حکومت دے کر صلح کر لی۔ عمران نے بھی معزالدولہ کے سپہ سالاروں کو رہا کر دیا اس سے عمران کی شان وشوکت بڑھ گئی۔ حکومت دولت میں استحکام کی صورت پیدا ہوگئی۔

صہیری کا انتقال مہلبی کی وزارت:......ابو جعفر محمد بن احمد صہیری، معزالدولہ کا وزیر عمران سے جنگ کرنے گیا ہوا تھا اس کی عدم موجودگی میں ابو محمد حسن بن محمد مہلبی اس کا نائب تھا۔ اس دوران ابو جعفر کی وفات ہوگئی چونکہ معزالدولہ کے سامنے مہلبی کی کفایت شعاری، دیانت داری، اور انتظام وسیاست روزِ روشن کی طرح ہویدا ہوگئی تھی اس وجہ سے معزالدولہ نے ابو جعفر کی وفات کے بعد اس کو عہدۂ وزارت پر (۳۳۹ھ) میں مستقل کر دیا۔ اس کی وزارت خلقِ خدا کے حق میں رحمتِ الٰہی کا ایک کرشمہ تھی چنانچہ اس نے جور وستم کا استیصال کر دیا۔ علی الخصوص اہل بصرہ کے مظالم کو جس میں وہ بریدیوں کے زمانہ سے مبتلا تھے دور کر دیا۔ اہل علم وفضل کی قدر افزائی ہونے لگی اور دور دور سے مستحقین اپنے حقوق حاصل کرنے آنے لگے۔ کچھ عرصے بعد ۳۴۱ھ میں معزالدولہ نے کسی بات پر ناراض ہو کے اس کو اپنے گھر میں قید کر لیا۔ مگر عہدہ وزارت سے معزول نہیں کیا۔

بصرہ کا محاصرہ:......ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرامطہ کو معزالدولہ کا بصرہ کی طرف ان کے ملک سے ہو کر گذرنا ناگوار گذرا تھا اور اس بارے میں جو کچھ ان دونوں کے درمیان معاملات پیش آئے تھے اس کو بھی ہم تحریر کر چکے ہیں۔ لہٰذا جس وقت یوسف بن وجیہہ کو یہ خبر ملی کہ قرامطہ، معزالدولہ کے مقابلے میں لشکر کی تیاری میں مصروف ہیں مالی اور فوجی مدد دینے کو لکھ بھیجا بلکہ محض تحریر پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایک فوج بھی بھیج دی اور خود دریا کے راستے ۳۴۱ھ میں بصرہ پر یلغار کر دی۔ وزیر مہلبی اس وقت اہواز کی مہم سے فارغ ہو چکا تھا یہ خبر سن کر بصرہ بچانے کے لیے دوڑا اور یوسف کے پہنچنے سے پہلے بصرہ میں داخل ہو گیا اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی اور جب یوسف کا لشکر بصرہ کے قریب پہنچا تو گھمسان کی لڑائی ہوئی اور میدان مہلبی کے ہاتھ رہا یوسف شکست کھا کر بھاگ گیا اور مہلبی نے اس کی کشتیاں گرفتار کر لیں۔

معزالدولہ کا موصل پر قبضہ:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ معزالدولہ اور ناصرالدولہ سے بیس لاکھ درہم سالانہ پر صلح ہوگئی تھی لیکن جس وقت ۳۴۷ھ کا دور آیا ناصرالدولہ نے خراج بھیجنے میں دیر کر دی۔ چنانچہ معزالدولہ نے لشکر تیار کر کے ماہ جمادی الاولیٰ میں موصل پر قبضہ کر لیا اس مہم میں اس کے ساتھ اس کا وزیر مہلبی بھی تھا۔ ناصرالدولہ یہ خبر سن کر اپنے سکریٹری، اہل وعیال اور تمام اراکین دولت سمیت جن کو امور سیاست میں دخل تھا موصل سے نصیبین چلا گیا اور ان لوگوں کو قلعہ ''کواشی'' وغیرہ میں ٹھہرایا۔ دیہاتیوں کو رسد اور غلّہ موصل پہنچانے سے روک دیا اس سے معزالدولہ کے لشکر کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبوراً معزالدولہ نے سبکتگین حاجب کبیر کو موصل میں اپنا نائب مقرر کر کے نصیبین کا رخ کیا۔

ناصر کی اولاد پر حملہ:......راستے میں یہ خبر ملی کہ ناصرالدولہ کی اولاد ایک فوج کے ساتھ سنجار میں مقیم ہے اُسی وقت ایک فوج سنجار کی طرف روانہ کر دی۔ ناصرالدولہ کی اُولاد کو اس کی خبر نہ تھی کہ حالتِ غفلت میں معزالدولہ کی فوج نے شبخون مار دیا اور ناصرالدولہ کی فوج بے سروسامانی کے ساتھ بھاگ گئی۔ معزالدولہ کی فوج اطمینان کے ساتھ لوٹنے اور مال واسباب حاصل کرنے میں مصروف ہوگئی۔ ناصرالدولہ کی اولاد اس بات کا احساس کر کے اپنی فوج کے واپس آ گئی اور معزالدولہ کی فوج کی خوب مرمت کی۔ اکثر حصۂ فوج کام آ گیا باقی سپاہی گرفتار کر لئے گئے۔

معز سے صلح کی درخواست:......معزالدولہ جھلا کر نصیبین کی طرف بڑھا، مگر ناصرالدولہ نے نصیبین کو خیر باد کہہ کے میافارقین پہنچ گیا۔ مگر اس کے اکثر ساتھیوں نے روزانہ کی بھاگ دوڑ سے گھبرا کر معزالدولہ کی خدمت میں امن کی درخواست پیش کر دی اور اجازت حاصل کر کے ناصرالدولہ کا ساتھ چھوڑ کر معزالدولہ کے پاس چلے آئے ناصرالدولہ اپنے ساتھیوں کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب

چلا گیا۔ سیف الدولہ نے عزّت واحترام سے ملاقات کی۔ حالات دریافت کئے اور معزالدولہ سے صلح کی خط وکتابت کرنے لگا۔ آخر کار اُنتیس ۲۹ لاکھ دراہم اور اُن قیدیوں کی رہائی کی شرط پر جو سنجار میں قید تھے صلح ہوگئی۔ سیف الدولہ نے ضمانت دی اور صلحنامہ کی تکمیل کے بعد ماہ محرم ۳۳۸ھ میں معزالدولہ عراق کی جانب واپس چلا گیا۔

معزالدولہ کا گھر: ...... ۳۴۵ھ میں معزالدولہ بیمار ہوگیا۔ بیماری اتناطول پکڑ گئی کہ وصیّت کردی مگر اس کے بعد ہی صحت ہوگئی اور آب وہوا کے لئے اہواز کے ارادے سے کلواذا چلا گیا۔ اس کے حامیوں اور احباب نے اس کے بغداد چھوڑنے پر افسوس ظاہر کیا اور بالائے بغداد میں سکونت کے لئے مکان بنوانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ معزالدولہ نے ایک لاکھ دینار خرچ کر کے بالائے بغداد میں مکان بنوایا خرچ زیادہ ہونے کی وجہ سے لوگوں سے زبردستی روپیہ وصول کئے۔

جامع بغداد پر کتبہ عید غدیر اور تعزیہ داری: ...... تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ویلم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور اسی وجہ سے ان میں مذہب تشیع کا شیوع تھا اور جس بات نے بنی بویہ کو خاندان عباسیہ سے منصب خلافت منتقل کرنے سے روکا تھا اُس سے بھی آپ بخوبی واقف ہو چکے ہیں ۳۵۱ھ کے دور میں جامع مسجد بغداد کے دروازے پر ایک روز صبح یہ عبارت لکھی ہوئی دکھائی دی:

"لعن اللّٰہ ❶ معاویہ ❷ بن سفیان وعلی من غصب فاطمۃ فدکا ومن منع عن دفن الحسن عند ❸ جدہ ومن نفی ❹ اباذر ومن اخرج العباس ❺ عن الشوری"

معزالدولہ کی طرف یہ عبارت لکھنے کی نسبت کی جاتی ہے۔ آئندہ رات میں اس عبارت کو کسی نے مٹا دیا۔ معزالدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا ارادہ کیا۔ وزیر مہلبی نے اس بات کی مخالفت کی اور یہ رائے دی کہ اس عبارت کے بجائے حضرت معاویہؓ اور آل رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کرنے والوں پر لعن کیا جائے۔

عید غدیر کی بنیاد: ...... اسی سن کی اٹھارویں ذی الحجہ کو معزالدولہ نے عید غدیر ❻ کی بنیاد ڈالی اور لوگوں کو اظہار زینت، شہر پر چراغاں کرنے اور خوشیاں منانے کا حکم دیا اور آئندہ سال یوم عاشورا (یعنی دسویں محرم) کو بغرض غم حسین کے اظہار کے لئے یہ حکم عام صادر کیا کہ ساری دکانیں بند کردی جائیں اور کسی چیز کی خرید وفروخت نہ کی جائے شہر ودیہات کے باشندے ماتمی لباس پہنیں کھلم کھلا نوحہ اور بین کریں عورتیں کھلے بالوں اور چہرے سیاہ کر کے نکلیں اس طرح کہ ماتم حسین میں کپڑوں کو پھاڑ ڈالا ہوا اور رخساروں کو طمانچوں سے لال کرلیا ہو شیعوں نے اس حکم کی بڑی خوشی سے تعمیل کی اور اہل سنت دم نہ مار سکے کیونکہ حکومت کی باگ ڈور شیعہ کے قبضہ میں تھی اور خلیفہ ان کا محکوم تھا۔

پہلا شیعہ سنی ہنگامہ: ...... ماہ محرم ۳۵۳ھ میں پھر اس رسم کا اعادہ کیا گیا۔ چنانچہ اہل سنت برداشت نہ کر سکے ان کے اور شیعہ کے درمیان فتنہ وفساد برپا ہوگیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی اور اہل سنت کا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔

عمان کی طرف پیش قدمی: ...... ۳۵۵ھ میں معزالدولہ نے بطائح میں عمران بن شاہین سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی طرف کوچ کیا اور واسط پہنچ کر ابوالفضل عباس بن حسن کو امیر لشکر مقرر کر کے بطائح کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود واسط سے ایلہ روانہ ہوگیا ایلہ میں کچھ دن قیام کر کے

---

❶ ...... معاویہ بن سفیان پر اللہ کی لعنت ہو اور اُس پر جس نے فاطمہ سے فدک کو چھین لیا ہے اور اُس پر ہو جس نے حسن کو اُن کے نانا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا ہو اور اُس پر ہو جس نے ابوذر کو شہر بدر کیا ہو اور اُس پر ہو جس نے عباس کو مجلس شوریٰ سے خارج کیا ہو۔ (نعوذ باللہ)۔ ❷ ...... غالی شیعوں اور اہل بغداد کی بنی بویہ کی حکومت سے پہلے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن کرنے کی ناپاک عادت تھی۔ اہل سنت والجماعت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا احترام کرتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیتے تھے کسی صحابی پر کسی قسم کا طعن نہیں کرتے۔ ❸ ...... اس سے مراد مروان بن حکم ہے۔ ❹ ...... اس سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، حالانکہ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا ربذہ میں رہائش اختیار کرنا خود اپنی مرضی سے تھا، البتہ ان کی رائے کی موافقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی، اور اُن کے آرام وراحت کے لئے سامان بھی مہیا فرمایا تھا۔ ❺ ...... اس سے یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مراد لیتے ہیں۔ ❻ ...... اس عید کو عید خم غدیر بھی کہتے ہیں اہل شیعہ اس عید کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے افضل سمجھتے ہیں (تحفہ مطبوعہ ثمر ہند صفحہ ۳۹۵)

ایک بڑا لشکر عمان کی جانب بھیجا۔عمان پر قرامطہ نے قبضہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ گورنر عمان نافع بھاگ گیا تھا۔ نافع کے بھاگ جانے کے بعد قاضی عُمان اور اہل شہر نے متفق ہو کر ایک شخص کو جوانہی میں سے تھا منصب امارت پر مقرر کر دیا مگر کسی شخص نے اس کو مار ڈالا تب دوسرے شخص عبدالرحمٰن بن احمد بن مروان کو جو قاضی عُمان کا رشتہ دار تھا امارت کی کرسی پر بٹھایا۔اس نے علی بن احمد کو جو اس سے پہلے قرامطہ کا کاتب تھا، عہدۂ کتابت عطا کیا۔ایک دن عبدالرحمٰن نے اپنے کاتب (علی) کو لشکریوں کے انعامات تقسیم کرنے کا حکم دیا۔سودانی اور سفید جھنڈے والی فوجیں آپس میں تقسیم انعامات کے وقت برابری نہ ہونے پر جھگڑ پڑیں۔سوادنیوں نے سفید جھنڈے والی فوج کو دبالیا۔اور پھر عبدالرحمٰن امیر عُمان کو بھی نکال باہر کیا۔علی بن احمد عہدۂ کتابت سے ترقی کر کے امارت کی کرسی پر پہنچ گیا۔

عمان پر معز کا قبضہ:......لہٰذا معزالدولہ اس سن میں واسط پہنچا تو نافع اسود سابق گورنر عُمان نے حاضر ہو کر اپنی سرگذشت سنائی اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ معزالدولہ نافع کو اپنے ساتھ لے کر واسط سے ایلہ آیا۔اور ایک سو جنگی کشتیاں حاصل کر کے ابوالفرج محمد بن عباس بن فساغس کی ماتحتی میں عُمان پر دریا کے راستے فوج کشی کر دی۔نویں ذی الحجہ ۳۵۵ھ کو اس فوج نے عُمان پر قبضہ کر لیا۔ہزاروں اہل عُمان معرکہ کارزار میں کام آ گئے۔نواسی کشتیاں اہل عُمان کی جلا کر غرق کر دی گئیں۔اس کامیابی کے بعد معزالدولہ واسط کی طرف لوٹ گیا اور اپنی فوج کے اُس حصّہ سے جاملا جس نے عمران کا محاصرہ کر رکھا تھا۔اس مقام پر پہنچ کر معزالدولہ بیمار ہو گیا اور اسی دوران عمران سے صلح بھی ہو گئی۔لہٰذا بغداد واپس آ گیا۔

وزیر مہلبی کی وفات:......ماہ جمادی الآخر ۳۵۲ھ میں وزیر مہلبی ایک بڑے لشکر کے ساتھ عُمان کو سر کرنے روانہ ہوا۔راستے میں علیل ہو گیا۔مجبوری میں بغداد کی جانب لوٹ گیا۔مگر بغداد پہنچنے سے پہلے راستہ ہی میں پیام اجل آ گیا اس دنیا سے کوچ کر گیا۔نعش کو تابوت میں رکھ کر بغداد لایا گیا۔مہلبی نے تیرہ برس تین مہینے وزارت کی۔معزالدولہ نے اس کے مال واسباب اور مکانات کو ضبط کر لیا۔مصاحبین، خدام اور جس نے ایک دن بھی اس کی خدمت کی تھی غرض سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔اس کے بعد ابوالفضل عباس بن حسین شیرازی اور ابوالفرج محمد بن عباس بن فساغس، امور سیاست وسلطنت کے نگراں اور ناظم مقرر ہوئے مگر ان میں سے کسی کو وزارت کا لقب نہیں دیا گیا۔

معزالدولہ کی وفات:......جس وقت معزالدولہ عمران بن شاہین سے مصالحت کر کے بغداد واپس آیا بیمار تھا بغداد پہنچ کر بیماری بڑھ گئی حتیٰ کہ اٹھنے بیٹھنے سے مجبور ہو گیا۔اراکین حکومت اور ہوا خواہان ملّت وسلطنت کے حامیوں کو جمع کر کے اپنے بیٹے عزالدولہ بختیار کو ولی عہد بنا دیا۔صدقہ وخیرات تقسیم کیا۔غلام آزاد کئے اور ماہ ربیع الثانی ۳۵۶ھ میں مرگیا۔اس نے بائیس برس حکومت کی۔

عزالدولہ کی امارت:......معزالدولہ کے مرنے کے بعد عزالدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔معزالدولہ نے بوقت وفات عزالدولہ کو رکن الدولہ (یہ عزالدولہ کا چچا اور معزالدولہ کا بھائی تھا) اور عضدالدولہ (یہ رکن الدولہ کا بڑا بیٹا تھا) کی اطاعت اور انہی کے مشورہ سے تمام امور سلطنت انجام دینے کی وصیت کی تھی، سبکتگین حاجب اور دونوں کاتبوں ابوالفضل عباس اور ابوالفرج محمد کو اُن کے عہدوں پر بحال رکھنے کی بھی وصیت کی تھی مگر عزالدولہ نے کرسی امارت پر بیٹھنے کے بعد ان وصیتوں کی پرواہ نہ کی اور لہو ولعب میں مصروف ہو گیا۔گویّوں، عورتوں اور مسخروں کی صحبت میں رہنے لگا اس لئے ان لوگوں کو عزالدولہ سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔طرّہ اس پر یہ ہوا کہ عزالدولہ نے نامی گرامی سرداران ویلم کو بغداد سے نکال کر ان کی جاگیروں کی طرف بھیج دیا۔اراکین دولت اور اکابرین ملّت کے نکل جانے سے ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی گرم بازاری ہو گئی۔انہوں نے متفق ہو کر عزالدولہ سے اپنے وظائف اور روزینے بڑھوا لئے۔ترکوں نے بھی انہی لوگوں کی پیروی کی۔اور کامیاب ہو گئے۔اس دوران ابوالفرج محمد بن عباس بغداد آ گیا۔

ابو الفرج کا شکست:......ابوالفرج معزالدولہ کی وفات کے وقت عمان میں تھا جس وقت عزالدولہ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ابوالفرج نے اس خیال سے کہ ابوالفضل عباس عہدۂ وزارت پر بیٹھ نہ جائے اور عزالدولہ مجھ کو عمان ہی میں قیام کا حکم نہ دے دے۔عمان کو عضدالدولہ کے نواب کو جو اُس کی کمک پر آئے ہوئے تھے سپرد کر کے بغداد آ گیا۔اتفاق سے ابوالفرج کا یہ خیال صحیح نکل گیا اور جس خطرہ کو اس نے

پیش نظر کیا تھا وہی پیش آ گیا۔

حبشی بن معز:......اس کے بعد ۳۵۶ھ میں حبشی بن معزالدولہ نے اپنے بھائی عزالدولہ کے مقابلہ پر علم بغاوت بلند کیا عزالدولہ نے اپنے وزیر ابوالفضل عباس کو حبشی کی سرکوبی اور گرفتاری پر مقرر کر کے روانہ کر دیا۔ ابوالعباس یہ ظاہر کر کے کہ اہواز جارہا ہے واسط میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا اور حبشی کو یہ جھانسہ دیا کہ میں یہاں اس مقصد سے آیا ہوں کہ تم کو مصالحت کے ساتھ بصرہ دیدیا جائے اور جیسا کہ تم اس پر حکمرانی کرتے ہو حکمراں رہو۔ مگر اس کام میں تمھاری مالی مدد کی ضرورت ہے۔ ادھر حبشی اس جھانسے میں آ گیا اور دو لاکھ درہم خزانہ سے نکال کر ابوالفضل کے پاس بھیج دئے اور یہ یقین کر کے غافل ہو کر بیٹھ گیا کہ اب بصرہ کی حکومت مستقل طور پر مجھے ملنے ہی والی ہے۔ ادھر ابوالفضل نے لشکر اہواز کو ایک وقت اور تاریخ مقررہ پر ایلہ کی طرف سے بصرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا جب وہ مقررہ تاریخ آ گئی تو خود بھی واسط سے بصرہ پر حملہ کر دیا۔ حبشی سے کچھ بن نہ پڑا اور وہ دونوں فوجوں میں سے کسی کے حملہ کا جواب نہ دے سکا اور اس کا سارا لشکر برباد ہو گیا اور مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ اور قید کر کے رامہرمز بھیج دیا گیا۔ اس مال و اسباب میں جو اس واقعہ میں اس کا لوٹ لیا گیا تھا۔ دس ہزار مجلد کتابیں تھیں اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ نے اپنے بھتیجے حبشی کی رہائی کی سفارش کی اور کوشش کر کے رہائی دلا کر عضدالدولہ کے پاس بھیج دیا۔ عضدالدولہ نے اس کو گزارے کے لئے جاگیر دے دی یہاں تک کہ ۳۶۷ھ میں اس نے وفات پائی۔

ابوالفضل کی معزولی ابن بقیہ کی وزارت:......ابوالفضل نے عزالدولہ کی وزارت حاصل کرنے کے بعد جور و ستم کا دروازہ کھول دیا۔ محمد بن بقیہ ایک ادنیٰ درجہ کا آدمی تھا اور عزالدولہ کے باورچی خانہ کا انتظام اس کے سپرد تھا۔ جس وقت رعایا نے ابوالفضل کے ظلم و ستم پر واویلا مچانا شروع کیا عزالدولہ نے ۳۶۳ھ میں ابوالفضل کو معزول کر کے محمد بن بقیہ کو وزارت عطا کر دی جب تک اس کے پاس ابوالفضل اور اس کے مصاحبین کا مال و زر رہا اس وقت تک انتظام و سیاست میں کسی قسم کا فتور پیدا نہ ہوا مگر کچھ دن بعد جب یہ مال و زر ختم ہو گیا تو پھر رعایا پر ظلم و ستم ہونے لگا۔ گاؤں کے گاؤں اُجڑ گئے۔ قصبے اور شہر ویران ہو گئے۔ جرائم پیشہ لوگوں کی گرم بازاری ہو گئی۔ ترکوں اور عزالدولہ میں بھی ٹھن گئی مگر ابن بقیہ نے سمجھا بجھا کر مصالحت کرا دی۔ اس کے بعد سبکتگین سوار ہو کر عزالدولہ کے پاس گیا۔ ترکوں کی فوج بھی اس کے ساتھ تھی۔ باتوں باتوں میں ترکوں کی فوج پھر بگڑ گئی۔ سبکتگین اور اس کے ساتھیوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ مگر عزالدولہ نے مال و زر دے کر ان کو راضی کر دیا۔ ❶

ناصر کی گرفتاری:......۳۵۶ھ میں ابوتغلب نے اپنے باپ ناصرالدولہ بن حمدان کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر کسی ضرورت سے دارالخلافت بغداد کا رخ کیا۔ اس دوران اس کے بھائی حمدان و ابراہیم عزالدولہ کے پاس پہنچ گئے اور امداد و اعانت کی درخواست کی۔ چونکہ عزالدولہ عمان اور بطیحہ کی مہموں میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں مصروف تھا ان کی درخواست کی طرف متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ عزالدولہ نے اپنا خاطر خواہ مقصود حاصل کر لیا۔ اور ابراہیم و حمدان کی کمک کو لشکر تیار کر کے موصل کی جانب کوچ کر دیا اور ماہ ربیع الثانی ۳۶۳ھ میں موصل پہنچا۔ ابوتغلب اپنے ساتھیوں اور کاتبوں سمیت، رجسٹروں کو لے کر سنجار چلا گیا اور سنجار سے بغداد کا رخ کیا۔ عزالدولہ نے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو اس کے تعاقب کا حکم دیا۔ وزیر ابن بقیہ نہایت تیزی سے منازل طے کر کے بغداد پہنچ گیا اور اس کی حفاظت میں مصروف ہو گیا۔ اور سبکتگین نے بغداد کے باہر ابوتغلب سے لڑائی چھیڑ دی۔

شیعہ سنی جھگڑے کے بانی:......اس اثناء میں مابین اہل سنت و شیعہ غربی بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ سبکتگین اور ابوتغلب نے متفق ہو کے یہ طے کیا کہ خلیفہ مطیع، وزیر السلطنت، اور عزالدولہ کے سارے ساتھیوں کو گرفتار کر لینا چاہیئے یہی لوگ فساد کے بانی مبانی ہیں اور جب یہ کام ہو جائے تو سبکتگین کو بغداد پر قبضہ کرنے کے لئے بغداد واپس جانا مناسب ہے اور ابوتغلب کو موصل۔ لیکن سبکتگین نے نہ جانے کیا سوچ سمجھ کر اس رائے پر عملدرآمد نہ کیا۔ اتنے میں وزیر ابن بقیہ آ گیا۔ دونوں نے مشورہ کر کے ابوتغلب کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ شرائط صلح طے ہونے لگیں۔

ابوتغلب سے صلح:......آخر کار ان شرائط پر صلح ہوئی۔

---

❶......اصل کتاب میں اس مقام پر عبارت متروک ہے۔ مترجم

(۱) ابوتغلب جیسا کہ وہ جوخراج سالانہ دیا کرتا تھا دیا کرے۔

(۲) اپنے بھائی حمدان کی جاگیر کو ماردین کے علاوہ تمام مال واسباب واپس دے۔

صلح نامہ لکھے جانے کے بعد ابوتغلب موصل کی جانب لوٹ گیا اور عزالدولہ کو موصل سے بغداد کی طرف کوچ کرنے کو لکھا۔ سبکتگین بغداد واپس آ گیا۔ ابھی تک عزالدولہ موصل سے کوچ نہ کرنے پایا تھا کہ ابوتغلب پہنچ گیا۔ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے گفتگو کے دوران ابوتغلب نے یہ درخواست پیش کی کہ خراج کا لفظ صلح نامہ سے نکال دیا جائے اور آئندہ سے مجھے کوئی سلطانی لقب مرحمت کیا جائے۔

عزالدولہ کی بغداد روانگی: ......عزالدولہ نے ابوتغلب کے خوف سے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اپنی بیٹی زوجۂ تغلب کو رخصت کرا کے بغداد کا راستہ لیا۔ اہل موصل کو عزالدولہ کے کوچ کر جانے سے بے حد خوشی ہوئی اس لئے عزالدولہ کے قیام کے دوران اہل موصل کو بہت تکالیف اٹھانی پڑی تھیں۔ ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ یہ خبر ملی کہ ابوتغلب نے اپنے ساتھیوں کے ایک گروپ کو جنہوں نے عزالدولہ سے امن حاصل کیا تھا قتل کر ڈالا ہے ان کے اہل وعیال کو گرفتار کر کے ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا ہے۔ عزالدولہ کو یہ خبر سننے سے سخت صدمہ ہوا۔ وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین حاجب کو معہ لشکر کے بُلا بھیجا۔ جب یہ دونوں آ گئے تو موصل جانے کے ارادے سے لوٹ گیا اور یہ ارادہ کر لیا کہ ابوتغلب جہاں ملے گرفتار کر لیا جائے۔ ابوتغلب نے اس سے مطلع ہو کر صلح کا پیغام بھیجا۔ عزالدولہ کی طرف سے شریف ابواحمد موسوی وشریف رضی کا باپ تکمیل صلح کے لئے ابوتغلب کے پاس آیا۔ ابوتغلب نے قسم کھا کر بیان کیا کہ میرے علم اور واقفیت میں وہ لوگ جنہوں نے عزالدولہ سے امن حاصل کیا تھا قتل نہیں ہوئے۔ شریف ابواحمد نے اس بیان کو سچا یقین کر کے صلح کا پھر اعلان کر دیا۔ عزالدولہ نے اپنی بیٹی کو اس کے شوہر ابوتغلب کے پاس بھیج دیا اور بغداد واپس آ گیا۔

ترکوں کا ہنگامہ: ......عزالدولہ کے پاس جہاں مال وزر کی کمی تھی وہاں فوجی اخراجات میں بیحد زیادتی بھی تھی۔ آئے دن تنخواہ اور وظائف نہ ملنے پر شور وغل مچا رہتا ہے۔ اس وجہ سے عزالدولہ ہمیشہ فراہمی مال وزر کو حاصل کرنے میں مصروف رہتا تھا چنانچہ اسی مقصد سے موصل گیا۔ جب کچھ کام نہ ہوا تو اہواز کا رخ کیا۔ سبکتگین اور ترکی لشکر نے عزالدولہ کا ساتھ نہ دیا اہواز پہنچنے پر یہ گل کھلا کہ ترکوں اور دیلمیوں کے درمیان ان بن ہو گئی اور جنگ میں بڑی خونریزی ہوئی۔ اُدھر ترکوں میں جوش انتقام کی آگ بھڑک اٹھی اور ادھر دیلم کے سرداروں نے ترک رؤساء اور سپہ سالاروں کو گرفتار کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ گورنر اہواز اور اس کا سکریٹری بھی گرفتار کر لیا گیا۔ دارالامارت اور ترکوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ پورے شہر میں ان لوگوں کی خونریزی کا اعلان کرا دیا۔

اہل سنت ترک کی کامیابی: ......رفتہ رفتہ یہ خبر سبکتگین تک بھی پہنچ گئی یہ بغداد میں تھا چنانچہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور عزالدولہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ اور ترکوں کو مسلح کر کے عزالدولہ کے مکان کو جا کر گھیر لیا اور دو روز تک محاصرہ کئے رہا اور آگ لگا دی پھر لوٹ لیا۔ اور اس کے بھائیوں اور والدہ کو گرفتار کر کے ماہ ذیقعدہ ۳۶۳ھ میں واسط روانہ کر دیا۔ خلیفہ مطیع نے ان لوگوں کا ساتھ دینے کا ارادہ کیا مگر ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور اس قصر خلافت واپس بھیج دیا۔ ترکوں نے دیلم کے مکانات لوٹ لئے اور اس پر قابض ہو گئے۔ اہل بغداد بھی اس ہنگامہ میں سبکتگین کا ساتھ دے رہے تھے۔ کیونکہ دیلم شیعہ تھے اور یہ سب سنی، چنانچہ بہت بڑی خونریزی ہوئی پھر کرخ کو جلا دیا گیا اور اہل سنت کا پھر سے دور دورہ ہو گیا۔

ابوالفضل عبدالکریم بن مطیع، الطائع للہ ۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ

الطائع للہ کی خلافت: ......خلیفہ مطیع فالج کی بیماری میں ایک مدت سے مبتلا تھا نقل وحرکت سے معذور تھا مگر کسی پر اس بات کو ظاہر نہ ہونے دیتا تھا۔ اتفاق سے اس واقعہ میں جس کو آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہو سبکتگین کو یہ حال معلوم ہو گیا سبکتگین نے خلیفہ مطیع کو اس بات پر مجبور کیا کہ آپ خود کو معزول کیجئے اور منصب خلافت اپنے بیٹے عبدالکریم کو مرحمت فرما دیجئے۔ چنانچہ اس تحریک کے مطابق ۳۶۳ھ میں جبکہ اس کی خلافت کو ساڑھے چھبیس سال گزر چکے تھے اس نے خود کو معزول کیا اور اپنے بیٹے ابوالفضل عبدالکریم کی خلافت کی بیعت کر لی اور اسے ''الطائع للہ'' کا لقب دیا گیا۔

صوائف:.....جس زمانہ سے ناصر الدین بن حمدان نے صوبہ موصل کو دبالیا تھا اُسی وقت سے صوائف کا تعلق ناصر الدولہ سے ہو گیا تھا مگر جب ۳۳۳ھ میں اس کے بھائی سیف الدولہ نے شہر حلب و حمص پر قبضہ کیا تو صوائف کا انتظام اس کی طرف منتقل ہو گیا۔ لہٰذا صوائف کے حالات کو ہم دولت بنی حمدان کے تذکرے میں تحریر کریں گے۔ سیف الدولہ نے اس معاملہ میں نیک نامی کا بہت بڑا حصّہ لیا تھا۔ رومیوں نے اس کے عہد حکومت میں اسلامی علاقوں پر بہت زیادہ حملے کئے تھے جس کی مدافعت اس نے نہایت خوبصورتی اور ہوشیاری سے کی تھی، عمال کی معزولی اور مقرری کی کیفیت یہ بنی کہ جس زمانہ سے معز الدولہ نے عراق پر قبضہ کیا تھا اس زمانہ سے عمال کی تقرری اور تبدیلی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ حکومت اسلامیہ مختلف حکومتوں پر تقسیم ہو گئی تھی اس لحاظ سے ہر حکومت کے عمال کے حالات وہیں تحریر کریں گے جہاں پر کہ اس حکومت کے تذکرے کو ہم الگ سے لکھیں گے جیسا کہ ہم نے التزام کر رکھا ہے۔

عز الدولہ کی امداد طلبی:.....س وقت اہواز میں عز الدولہ کے قیام کے دوران ترکوں اور دیلمیوں میں چپقلش پیدا ہوگئی، اور فریقین میں ہنگامۂ کارزار گرم ہو گیا تھا اور سبکتگین نے بغداد میں عز الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا تھا۔ مجبوراً عز الدولہ نے جن ترکوں کو قید کر لیا تھا رہا کر دیا۔ آزادرویہ کو جو اس سے پہلے گورنر اہواز تھا ان کی سرداری دی اور اپنی والدہ اور بھائیوں سے ملاقات کرنے کے لئے واسط کی جانب روانہ ہوا۔ پھر جس جس کو اپنا حامی سمجھا اُس سے سبکتگین کے مقابلے پر امداد کی درخواست کی چنانچہ اپنے چچا رکن الدولہ اور چچازاد بھائی عضد الدولہ کو اس واقعہ کی اطلاع دے کر مدد کی درخواست کی۔ ابوتغلب بن حمدان سے بھی اعانت طلب کی اور یہ تحریر کیا کہ تم خود میری مدد کے لئے آ ؤ اس کے بدلے میں جو تم سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے وہ معاف کر دوں گا۔ بطیحہ میں عمران بن شاہین کے پاس بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا۔

مدد کی آمد:.....رکن الدولہ نے اس درخواست کے مطابق ایک فوج اپنے وزیر ابوالفتح بن عمید کے ساتھ روانہ کی اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی ابوالفتح کے ساتھ عز الدولہ کی کمک پر جانے کا حکم دیا مگر اس نے اس امید پر کہ عز الدولہ کسی ناگہانی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو میں عراق پر قابض ہو جاؤں گا، بہانہ کر دیا۔ عمران بن شاہین نے یہ عذر کر کے ٹال دیا کہ چونکہ میرے لشکر کو دیلمیوں سے جنگ وجدال کا بہت سابقہ پڑ چکا ہے اس لئے وہ دیلمیوں کے ساتھ مل کر میدان جنگ میں جانا پسند نہیں کرے گا۔ ادھر ابوتغلب نے اپنے بھائی ابوعبداللہ حسین کو ایک فوج کے ساتھ تکریت کی جانب روانہ کر دیا۔ لہٰذا جس وقت ترک بغداد سے عز الدولہ سے جنگ کرنے واسط آئے ابوتغلب بغداد چلا گیا۔ بغداد میں اس وقت عجیب ہل چل مچی ہوئی تھی۔ دن دہاڑے بازار لُٹ رہے تھے۔ خلقِ خدا ایک بلائے عظیم میں مبتلا تھی۔ ابوتغلب نے شہر کے انتظام کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی اور چوروں، بدمعاشوں اور غارتگروں کے پنجۂ غضب سے اہل شہر کو بچایا۔

افتکین کی امارت:.....ترکوں نے جس وقت بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا تھا اپنے خلیفہ طائع للہ اور اس کے باپ معزول خلیفہ مطیع کو بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ رفتہ رفتہ جب دیرعاقول میں پہنچے تو خلیفہ مطیع اور سبکتگین کا انتقال ہو گیا۔ ترکوں نے اپنے نامی گرامی سپہ سالار افتکین کو اپنا سردار بنا لیا جو معز الدولہ کا آزاد کردہ غلام تھا اس نے ترکوں کو منتشر ہونے سے محفوظ رکھ کر واسط پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور پچاس دن تک نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہا عز الدولہ انتہائی استقلال سے حصار کی سختیاں جھیل رہا تھا اور عضد الدولہ کو بار بار اپنی کمک پر بُلا رہا تھا۔

عز الدولہ کی بغداد آمد:.....عضد الدولہ نے عز الدولہ کے امداد طلبی کے متعدد خطوط آنے پر لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اور سامان جنگ وسفر درست کر کے عز الدولہ کی مدد ظاہر کر کے فارس کی جانب کوچ کیا۔ مقام اہواز میں ابوالفتح ❶ بن عمید (عضد الدولہ کے باپ کا وزیر) لشکر رے کا ساتھ مل گیا۔ چنانچہ دونوں واسط کی جانب روانہ ہوئے۔ افتکین اس کی اطلاع پا کر واسط چھوڑ کر بغداد روانہ ہو گیا اور ابوتغلب بغداد سے موصل واپس آ گیا۔ عضد الدولہ نے واسط پہنچ کر ذرا دم لیا اور پھر سامان سفر اور جنگ دُرست کر کے مشرقی بغداد کی طرف کوچ کر دیا اور عز الدولہ نے مغربی بغداد کا راستہ لیا۔

---

❶.....اس کا پورا نام علی بن محمد بن حسین بن محمد العمید تھا اس کا والد ابوالفضل امیر رکن الدین کا وزیر تھا اس کے بعد یہ اس کے بیٹے مؤید الدولہ کا وزیر بنا۔ (دیکھئے معجم الادباء صفحہ ۱۹۲ جلد ۲)

بغداد کا محاصرہ:...... دونوں بھائیوں نے بغداد پہنچ کر چاروں طرف سے ترکوں کا محاصرہ کرلیا۔ اور محصورین کو تنگ اور پریشان کرنے کے لئے عزالدولہ نے صبہ بن محمد اسدی (یہ عین التمر کا ایک رئیس تھا)، بنی شیبان اور ابوتغلب بن حمدان کو ان کی رسد اور غلہ روکنے کا حکم دیا اور یہ بھی ہدایت کردی کہ وقتاً فوقتاً اطراف و جوانب سے بغداد کو تخت و تاراج کرتے رہو۔ اس سے بغداد میں مہنگائی ہوگئی اور شہر میں غارتگری شروع ہوگئی، لوگ ایک دوسرے کو لوٹنے لگے۔ عوام الناس نے افتکین کا گھر لوٹ لیا اس سے افتکین گھبرا گیا اور محاصرہ توڑنے کے لئے لڑنے نکلا۔ چنانچہ عضدالدولہ نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا اور لڑکر اس کو شکست دے دی۔

ترکوں کو شکست:...... چنانچہ ترکوں کا ایک جم غفیر مارا گیا۔ جو لوگ زندہ گرفتار کرلئے گئے اُن کا خون مباح کردیا گیا۔ باقی لوگوں نے تکریت جا کر دم لیا اور خلیفہ طائع کو اپنے ساتھ لیتے گئے۔ ماہ جمادی الاول ۳۶۴ھ میں عضدالدولہ بغداد میں داخل ہوا اور ترکوں سے خلیفہ طائع کو واپس بھیجنے کے لئے خط و کتابت کرنے لگا۔ چناچہ آٹھویں رجب کو خلیفہ طائع دریا کے راستے بغداد واپس آ گیا۔ عضدالدولہ نے قصر خلافت میں خلیفہ کو ٹھہرایا اور ایک دن کشتی میں سوار ہوکر خلیفہ کی دست بوسی کے لئے دارالخلافت میں حاضر ہوا۔

عزالدولہ کی گرفتاری:...... اس کے بعد عضدالدولہ نے ادھر عزالدولہ کے لشکریوں کو اشارہ کردیا تو وہ وظائف اور تنخواہ کی طلبی کا شور و غل مچانے لگے۔ اُدھر عزالدولہ کو یہ سکھادیا کہ تم ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرو۔ بے توجہی سے ان کی درخواستوں کو لو اور بلکہ یہ ظاہر کرو کہ مجھے امارت وحکومت کی خواہش نہیں ہے اور جب تم اس پر عمل کرلوگے تو میں درمیان میں پڑ کر تمہاری خواہش کے مطابق لشکریوں سے صلح کرادوں گا۔ عزالدولہ نے ایسا ہی کیا کاتبوں، حاجبوں اور کل اراکین دولت سے بات تک نہ کی بلکہ یوں ہی واپس کردیا لشکریوں کے شور و غل کی طرف بالکل توجہ نہ کی تین دن تک یہی بحث و تکرار ہوتی رہی اور کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے۔ چوتھے دن عضدالدولہ نے عزالدولہ اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کرکے نظر بند کردیا۔ لشکریوں کے سامنے اس کی لاچاری اور عاجزی ظاہر کرکے انعام اور صلے دینے کا وعدہ کیا اور اپنے فرائض منصبی کے پورا کرنے میں مصروف ہوگیا۔

مرزبان بن عزالدولہ کوششیں:...... مرزبان بن عزالدولہ گورنر بصرہ تھا اس نے عضدالدولہ کی اطاعت قبول نہ کی۔ رکن الدولہ کو عضدالدولہ کی شکایت لکھ بھیجی اور جو جو زیادتیاں اس نے اور ابوالفتح وزیر نے عزالدولہ سے کی تھیں سب کا خاکہ کھینچ کر بھیج دیا رکن الدولہ یہ سنتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑا اور اس کے صدمے سے ایسے مرض میں مبتلا ہوگیا کہ جس سے مرتے دم تک صحت یاب نہ ہوسکا۔ اس سے پہلے محمد بن بقیہ (عزالدولہ کا وزیر) عضدالدولہ کے پاس چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے صوبۂ واسط کی حکومت پر مامور تھا۔ اس واقعہ سے اس نے بھی عضدالدولہ کی اطاعت کا بوجھ اپنے سر سے اتار کے رکھ دیا اور عمران بن شاہین سے خط و کتابت کرکے سازش کرلی۔ سہل بن بشر (وزیر افتکین) کو بھی اہواز میں یہ واقعات لکھ بھیجے۔ باوجودیکہ عضدالدولہ نے اس کو عزالدولہ کی قید سے رہائی دی تھی اور اہواز کی حکومت پر مامور کیا تھا مگر محمد بن بقیہ کی تحریک سے یہ بھی عضدالدولہ سے منحرف و سرکش ہوگیا۔

عضدالدولہ کی مشکلات:...... غرض عزالدولہ کا گرفتار کرنا عضدالدولہ کے حق میں زہر قاتل بن گیا چاروں طرف بغاوت اور مخالفت کی آگ بھڑک گئی۔ عضدالدولہ نے اس جوش کو فرو کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں مگر محمد بن بقیہ نے لڑکر ان کو پسپا کردیا۔ اور اس کے باپ رکن الدولہ کو یہ حالات لکھ کر بھیجے۔ رکن الدولہ نے اس کو اور مرزبان گورنر بصرہ اور ان لوگوں کو جو عزالدولہ کے حامی تھے جواب لکھا کہ میں عنقریب عراق کی طرف روانہ ہو رہا ہوں تم لوگ صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ عضدالدولہ نے اس بات کا احساس کرکے کہ اب فارس سے امداد کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔ اور عزالدولہ کو گرفتار کرلینے کی وجہ سے ہر طرف سے مخالفت و بغاوت کی آگ بھڑک رہی ہے ابوالفتح بن عمید کو اپنے باپ کے پاس معذرت کرنے کے لئے روانہ کرنے کا ارادہ کیا مگر ابوالفتح کی ہمت نہ پڑی۔

عضدالدولہ کی معذرت:...... تب عضدالدولہ نے دوسرے شخص کو اپنے باپ کے پاس پیغام معذرت دے کر روانہ کیا۔ پیغام معذرت یہ

تھا" عزالدولہ کے اندر سیاست اور ملک داری کی قدرت نہ تھی اگر میں دست اندازی نہ کرتا تو یقیناً حکومت وخلافت بنی بویہ کے قبضہ سے نکل جاتی۔ میں اب بھی صوبہ عراق کا خراج سالانہ تیس لاکھ درہم ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اور عزالدولہ کو اس کے بھائیوں سمیت آپ کی خدمت میں روانہ کردوں گا۔ جس صوبہ پر مناسب سمجھیں اسے مقرر اور مامور فرمادیجئے اور اگر آپ بنفس نفیس امور سیاست کی نگرانی کرنا چاہتے ہیں تو میں اس پر بھی راضی ہوں۔ بسم اللہ آپ عراق تشریف لائیں۔ میں فارس واپس چلا جاؤں گا۔ غرض میں اپنے ہر کام کو آپ کے سپرد کرتا ہوں سفید و سیاہ جو چاہے کیجئے اور اگر ان میں سے آپ کسی کو قبول نہیں فرمائیں گے تو میں آئندہ خطرے کے پیش نظر عزالدولہ کو اس کے بھائیوں اور ساتھیوں سمیت قتل کرڈالوں گا"۔

رکن الدولہ کا ردعمل:......رکن الدولہ اس پیغام کو پڑھ کر طیش میں آ کر آپے سے باہر ہو گیا اور ایلچی کو قتل کرنے کے لئے اس کی طرف لپکا مگر ایلچی بھاگ گیا۔ غصہ فرو ہونے کے بعد ایلچی کو بلوایا اور ہر پیغام کا گالیوں کے ساتھ جواب دے کر عضدالدولہ کی طرف واپس کر دیا۔ اس کے بعد ہی ابوالفتح آ پہنچا۔

رکن الدولہ نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی حشمت وشوکت کی دھمکی بھی دی لیکن ابوالفتح برابر حاضری کی کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دے دی۔ ابوالفتح نے حاضر ہو کر عضدالدولہ کی طرف سے عذر ومعذرت کی اور اس کا وعدہ کیا کہ میں کہہ سن کر عضدالدولہ کو فارس واپس بھیج دوں گا اور عزالدولہ کو بدستور عراق کی حکومت دلا دوں گا۔ رکن الدولہ کا مزاج اس قول وقرار سے ذرا ٹھنڈا پڑ گیا اور ابوالفتح کو عضدالدولہ کے واپس جانے کا اشارہ کر دیا۔

عزالدولہ دوبارہ حاکم:......چنانچہ عضدالدولہ نے مصلحت کے پیش نظر ابوالفتح کی رائے کے مطابق فارس روانگی کا ارادہ کر لیا اور عزالدولہ کو جیل سے نکال کر پھر حکومت وسلطنت کی کرسی پر اس شرط پر جلوہ افروز کیا کہ یہ اس کی طرف سے عراق میں نائب کی حیثیت سے کام کرے گا، خطبہ اس کے نام کا پڑھا جائے اور اس کے بھائی اسحاق کو امیر الجیوش مقرر کیا جائے۔ جتنا مال واسباب عزالدولہ کا ضبط کر لیا گیا تھا واپس کر دیا اور ابوالفتح کو یہ حکم دے کر کہ "تین دن کے بعد میرے پاس آ جانا"۔ یہ کہہ کر فارس چلا گیا۔

عزالدولہ اور ابن بقیہ:......ابوالفتح عضدالدولہ کے جانے کے بعد عزالدولہ کے ساتھ عیش وعشرت میں مصروف ہو گیا۔ عضدالدولہ نے جو حکم دیا تھا اس کی تعمیل کا خیال تک نہ رہا۔ عزالدولہ نے ابوالفتح کو یہ امید دلائی کہ رکن الدولہ کے بعد قلمدان وزارت تمہیں دیا جائے گا اور ابن بقیہ کو بلوا کر کے امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا اختیار دے دیا، چنانچہ ابن بقیہ نے مال وزر سے اپنا خزانہ پر کر لیا۔ جب بھی عزالدولہ اس سے مال وزر کا مطالبہ کرتا تو وہ لشکریوں کو اشارہ کر دیتا۔ لہٰذا وہ تنخواہ اور وظائف کا مطالبہ کر کے شور وغل مچاتے۔ عزالدولہ کے لئے اس کا فرو کرنا دشوار ہو جاتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عزالدولہ اور ابن بقیہ میں شکر رنجی پیدا ہو گئی۔

افتکین کے حالات:......جب افتکین مدائن میں عضدالدولہ سے شکست کھا کر شام کی طرف بھاگا اور حمص کے قریب پہنچ کر قیام پذیر ہوا تو ظالم بن موہوب عقیلی (جو معزلدین اللہ علوی کا ایک سپہ سالار تھا) افتکین کی خبر سن کر گرفتار کرنے کے ارادے سے بڑھا لیکن اس ارادے میں ظالم کو کامیابی نہ ہو سکی لہٰذا واپس آ گیا اور افتکین دمشق کی طرف چلا گیا۔ ان دنوں ابان نامی ایک شخص خلیفہ معزلدین اللہ علوی کا خادم دمشق کا حکمران تھا مگر عوام الناس نے اس کو دبالیا تھا، رعب سلطنت وحکومت ان کے دلوں سے اُٹھ گیا تھا چنانچہ روساء شہر افتکین سے ملنے آئے اور یہ درخواست کی کہ آپ دمشق پر قبضہ کر لیجئے۔ عوام الناس اور بازاریوں کے شور وشر، ظلم وفساد سے نجات دلایئے اور نیز روافض کے اعتقادات سے ہماری گلوخلاصی کرایئے۔ افتکین نے ان لوگوں سے قول وقرار لے کر ان کو قسمیں کھلائیں اور اپنا پورا پورا اطمینان کر کے دمشق میں داخل ہو گیا اور ابان کو نکال کر دارالامارت میں قیام کیا اور ماہ شعبان ۳۶۴ھ میں خلیفہ طائع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ شہر اور اس کے مضافات کی اصلاح اور انتظام میں مصروف ہو گیا۔ وہاں عربوں نے سواد دمشق پر قبضہ کر رکھا تھا لہٰذا ان کو بے دخل کر دیا۔ اس سے عربوں نے متحد ہو کر شور وشر کا سر اُٹھایا لیکن افتکین کی حُسن تدبیر سے بہت جلد زیر ہو گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کے پاس مال واسباب کافی مقدار میں جمع اور لشکر بھی درست اور تیار حالت میں آ گیا

خلیفہ معزلدین اللہ علوی اس کی ترقی کے بارے میں سن کر محبت بھرے اور دوستانہ خطوط لکھنے لگا۔ افتگین نے شکریہ وسپاس کا جواب تحریر کیا لیکن پھر خلیفہ معز علوی نے افتگین کو بلوالیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ میں تم کو خلعت دے کر اپنی طرف سے امارت دمشق دینا چاہتا ہوں۔ افتگین کو اس بات پر اعتماد نہ ہوا تب خلیفہ معز علوی نے افتگین کے ارادے سے لشکر تیار کر کے دمشق کی جانب کوچ کیا مگر اتفاق سے معز علوی راستے ہی میں مر گیا۔ یہ واقعہ ۳۶۵ھ کا ہے جیسا کہ ہم اخبار دولت علویہ کے واقعات میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

رکن الدولہ کے انتقال کے بعد:..... عضدالدولہ کے فارس آنے کے بعد اس کے باپ رکن الدولہ کا ۳۶۶ھ میں انتقال ہو گیا اور وفات سے پہلے یہ اپنے بیٹے عضدالدولہ سے راضی ہو گیا تھا اور اسے اپنا ولی عہد بھی بنالیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

رکن الدولہ کے بعد عزالدولہ اور اس کے وزیر ابن بقیہ نے اکثر سپہ سالاروں اور رکن الدولہ کے امراء مثلاً فخر الدولہ بن رکن الدولہ اور حسنویہ کردی سے ساز باز شروع کر دی۔ ابوتغلب بن حمدان اور عمران بن شاہین سے عضدالدولہ کے مقابلے میں امداد و اعانت کی درخواست بھی کی۔ اُدھر عضدالدولہ کو ان واقعات کی خبر مل گئی چنانچہ لشکر مرتب کر کے عراق کے ارادے کوچ کر دیا۔

عزالدولہ کی شکست:..... ادھر عزالدولہ نے بھی حسنویہ و ابن حمدان کے زبانی وعدے کے بھروسے پر یلغار کا حکم دے دیا۔ مگر حسنویہ اور ابن حمدان نے وعدہ پورا نہ کیا اور عزالدولہ رفتہ رفتہ اہواز پہنچ گیا جہاں عضدالدولہ سے مڈبھیڑ ہو گئی پھر ایک خونریز جنگ کے بعد عزالدولہ کو شکست ہو گئی۔ عضدالدولہ نے اس کے مال و اسباب اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا عزالدولہ پریشانی کی حالت میں واسط چلا گیا۔ عمران بن شاہین نے یہ خبر سن کر کچھ اسلحہ اور بہت سا مال و اسباب اور تحائف عزالدولہ کے پاس روانہ کئے عزالدولہ نے اس کو قبول کر لیا اور اس کے پاس چلا گیا۔ چند دن قیام کرنے کے بعد واسط واپس آ گیا۔

بصرہ پر عضدالدولہ کا قبضہ:..... عضدالدولہ نے عزالدولہ کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے بعد ایک فوج بصرہ کی طرف بھیج دی جس نے اس پر بھی باآسانی قبضہ کر لیا۔ بصرہ میں ان دنوں دو بڑے گروپ تھے ایک مضر دوسرا ربیعہ۔ مضر کا میلان عضدالدولہ کی جانب تھا اور یہ تعداد میں زیادہ بھی تھے عزالدولہ کی شکست سے ربیعہ کی رہی سہی قوت بھی ختم ہو گئی۔ مضر نے عضدالدولہ کو بصرہ پر لشکر بھیجنے کی ترغیب دی چنانچہ اس نے مضر کی ترغیب اور تحریر کے مطابق اپنی ایک فوج بھیج دی۔

عزالدولہ کی تیاری:..... عزالدولہ واسط میں قیام کے دوران مال و اسباب اور لشکر کی فراہمی کرتا رہا بغداد اور بصرہ میں جتنی اور جس پر اس کی دسترس تھی سب کو حاصل کر لیا اور وزیر ابن بقیہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ عضدالدولہ سے صلح کی خط و کتابت شروع کی۔ نامہ بروں اور سفیروں کی آمد و رفت ہونے لگی۔ ابھی تک کوئی مسئلہ طے نہ ہونے پایا تھا کہ عبدالرزاق اور بدر حسنویہ کے بیٹے ایک ہزار سوار لے کر عزالدولہ کی کمک پر پہنچ گئے عزالدولہ نے صلح کا سلسلہ بند کر کے بغداد کا رُخ کیا۔

عضدالدولہ واسط میں:..... اور عضدالدولہ نے واسط کا رُخ کیا اور واسط میں چند دن قیام کر کے بصرہ آ گیا۔ بصرہ میں مضر اور ربیعہ کے درمیان ایک سو بیس سال سے لڑائی کی بنیاد پڑی ہوئی تھی اور برابر جھگڑا چلا آ رہا تھا عضدالدولہ نے دونوں گروہوں میں مصالحت کرا دی۔ انہی واقعات پر ۳۶۶ھ پورا ہوا اور ۳۶۷ھ کا دور شروع ہو گیا۔

ابوالفتح کی گرفتاری:..... اس کے بعد عضدالدولہ نے اپنے باپ کے وزیر ابوالفتح بن عمید کو گرفتار کر کے اس کی ناک کٹوا کے آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں۔ اس لزام میں کہ اس نے عزالدولہ سے ساز باز کر لی تھی اور فرات کے کنارے عزالدولہ کے ساتھ عرصے تک قیام پذیر رہا تھا۔ جاسوسوں نے عضدالدولہ کو اس کی اطلاع کر دی۔ عضدالدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ کو رے میں اس کی گرفتاری کے لئے خط بھیجا معزالدولہ نے عضدالدولہ کی تحریر کے مطابق اس کو اور اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے مکان اور جو کچھ مکان میں تھا سب کچھ ضبط کر لیا۔ اسی عضدالدولہ نے بغداد کا قصد کیا اور عزالدولہ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ جس صوبہ کی طرف

چاہو چلے جاؤ میں تمھاری مدد کو تیار ہوں۔عزالدولہ نے اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کرلیا۔

عضدالدولہ کا بغداد پر قبضہ:......اس کے بعد عضدالدولہ نے ابن بقیہ کو مانگا چنانچہ عزالدولہ نے اس کی آنکھیں نکلوا کر عضدالدولہ کے پاس بھیج دیا اور بغداد کو خیر آباد کہہ کر شام چلا گیا عضدالدولہ بغداد میں داخل ہوگیا۔جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا دروازے پر تین بار نوبت بجائی گئی یہ ایک نئی رسم تھی جو بغداد میں ادا کی گئی ورنہ اس سے پہلے کوئی اس سے واقف بھی نہ تھا۔ابن بقیہ کے بارے میں یہ حکم صادر کیا کہ ہاتھی کے آگے اسے باندھ کر ڈال دیا جائے چنانچہ ہاتھی کی ذراسی حرکت سے اس کا سارا جسم پاش پاش ہوگیا۔

عزالدولہ کا قتل:......عزالدولہ کے ساتھ شام روانگی کے وقت حمدان بن ناصرالدولہ بن حمدان (ابوتغلب بن حمدان اوّل کا بھائی) بھی تھا۔عکبرا پہنچ کر حمدان نے عزالدولہ کی بہت بڑی خاطرداری کی اور سمجھا بجھا کر موصل کی طرف لے گیا حالانکہ عضدالدولہ نے عزالدولہ سے ابوتغلب کے زیرکنٹرول ممالک کی طرف جانے کی قسم لے لی تھی جس وقت تکریت میں آیا ابوتغلب کا یہ پیغام کہ اگر تم حمدان کو گرفتار کرکے میرے حوالے کردو تو میں خود تمھاری مدد کے لئے آؤں گا اور تمھارے ساتھ مل کر عضدالدولہ سے جنگ کروں گا اور پھر تم کو حکومت کی کرسی پر بٹھادوں گا۔چنانچہ عزالدولہ کو حکومت کی لالچ لگ گئی اور وہ حمدان کو گرفتار کرکے اپنے ایک نائب کے ہمراہ ابوتغلب کے پاس بھیج دیا۔ابوتغلب نے اسے جیل میں ڈال دیا۔اس کے بعد ابوتغلب نے بیس ۲۰۰۰۰ ہزار کے لشکر کے ساتھ عزالدولہ کے ہمراہ بغداد کی جانب پیش قدمی کی۔عضدالدولہ یہ اطلاع پاکر مقابلے پر آیا چنانچہ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور میدان عضدالدولہ کے ہاتھ رہا اور ابوتغلب اور عزالدولہ کو شکست ہوگئی اور اس دوران عزالدولہ کو گرفتار کرلیا گیا۔عضدالدولہ نے اس کے اور اس کے چند ساتھیوں کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ عزالدولہ گیارہ سال حکومت کرکے راہی ملک عدم ہوگیا۔

ابوتغلب اور عضد:......ابوتغلب کی شکست اور عزالدولہ کے قتل کے بعد عضدالدولہ نے موصل کا رُخ کیا اور پندرھویں ذیقعدہ ۳۶۷ھ کو موصل پر قبضہ کرلیا۔چونکہ عضدالدولہ رسد اور غلّے کا کافی ذخیرہ اپنے ساتھ لایا تھا لہٰذا مکمل اطمینان کے ساتھ موصل پر قیام پذیر ہوکر ابوتغلب کی سرکوبی اور گرفتاری کے لئے متعدد فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابوتغلب نے گھبرا کر مصالحت کی درخواست کی اور خراج دینے کا وعدہ کیا مگر عضدالدولہ نے اس کی کچھ نہ سنی تب ابوتغلب مجبور ہوکر مرزبان بن عزالدولہ،ابواسحاق وطاہر برادران عزالدولہ اور ان کی ماں کے ساتھ نصیبین کی جانب روانہ ہوگیا۔عضدالدولہ نے یہ اطلاع پاکر ایک فوج تو جزیرہ ابن عمر کی جانب طغان سے جنگ کرنے روانہ کی اس فوج کا سردار عضدالدولہ کا حاجب ابوعمر تھا۔دوسری فوج ابوالوفاء طاہر بن محمد کی کمان میں ابوتغلب کے تعاقب پر نصیبین کی طرف بھیجی۔ابوتغلب نے اس سے مطلع ہوکے نصیبین سے اپنا ڈیرہ خیمہ اُٹھا کر میافارقین کا راستہ لیا مگر ابوالوفاء نے تعاقب جاری رکھا ادھر اہل میافارقین نے شہرپناہ کے دروازے بند کرلئے چنانچہ ابوالوفاء میافارقین میں داخل نہ ہوسکا۔

ابوتغلب کا فرار:......ابوتغلب موقع پاکر دوسرے دروازے سے اردن روم چلا گیا اور وہاں سے جزیرہ کے مضافات حسنیہ میں آ گیا۔حسنیہ کے قریب ''قلعہ کواشی'' تھا ایک دن ابوتغلب نے اس پر حملہ کرکے جو کچھ مال واسباب اس میں موجود تھا سب لوٹ لیا۔ابوالوفاء روزانہ سفر وکوچ سے اب تھک گیا تھا مجبوراً ابوتغلب کے تعاقب سے ہاتھ کھینچ کر میافارقین لوٹ آیا اور محاصرہ کرلیا۔عضدالدولہ نے یہ خبر سن کر کہ ابوتغلب حسنیہ میں موجود ہے بذات خود حملہ کردیا مگر ابوتغلب تو ہاتھ نہ آیا لیکن اس کے اکثر ساتھیوں نے امن کی درخواست کی اور اس سے علیحدہ ہوگئے۔

عضدالدولہ اور ابوتغلب کی جنگ:......عضدالدولہ پھر موصل واپس آ گیا اور ابوتغلب کے تعاقب پر ایک فوج کو مقرر کرکے روانہ کردیا مگر ابوتغلب کو اس کی خبر مل گئی تو وہ ''ورد'' رومی کے پاس روم بھاگ گیا۔چونکہ وردرومی شاہی خاندان سلطنت کا کوئی ممبر نہ تھا بلکہ اس نے جبراً وقہراً سلطنت دبالی تھی اس لئے رومی اس سے بگڑے رہتے تھے اس نے اپنی بیٹی کا ابوتغلب سے نکاح کردیا تاکہ یہ رومیوں کے مقابلہ میں ہاتھ بٹائے۔اس دوران عضدالدولہ کا لشکر بھی پہنچ گیا مگر وردرومی کی مصاہرت (رشتہ داری) کی وجہ سے ابوتغلب سے جنگ کرکے کچھ فائدہ نہ اُٹھا سکا بلکہ شکست کھا کر واپس آ گیا۔

ابوتغلب کے علاقوں پر قبضہ:.....اس واقعہ کے بعد رومیوں نے جمع ہو کر ورد کے مقابلہ میں علم مخالفت بلند کیا۔ فریقین میں لڑائی ٹھن گئی۔ اتفاق سے ورد کو شکست ہوگئی چنانچہ ابوتغلب اِس کی مدد واعانت سے مایوس ہو کر اسلامی ممالک کی جانب واپس آیا اور آمد میں پہنچ کر دوبارہ ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ عضدالدولہ نے اس کے تمام مقبوضہ شہروں کو فتح کر لیا جیسا کہ ہم اس کی حکومت وسلطنت کے حالات میں بیان کریں گے۔ کامیابی کے بعد عضدالدولہ نے ابوالوفاء کو موصل پر مامور کیا اور سامان سفر درست کر کے بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ اس زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت موصل سے تھوڑی مدت کیلئے منقطع ہوگئی۔

صمصام الدولہ کا دور حکومت:.....ماہ شوال ۳۷۲ھ میں عضدالدولہ نے اپنی حکومت کے پانچ برس چھ مہینے کے بعد وفات پائی۔ سپہ سالاروں اور امراء دولت نے جمع ہو کر اس کے بیٹے کالیجار مرزبان کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور حکومت وریاست کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے ''صمصام الدولہ'' کا لقب عطا کیا۔ خلیفہ طائع بھی حکومت وریاست کی مبارکباد دینے اور رسم تعزیت کے ادا کرنے صمصام الدولہ کے پاس گیا۔

شرف الدولہ اور تاج الدولہ:.....صمصام الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد اپنے دو بھائیوں ابوالحسین احمد اور ابوطاہر فیروز شاہ کو حکومت عنایت کر کے فارس کی جانب روانہ کیا۔ شرف الدولہ (یہ انہی لوگوں کا بھائی تھا) کو یہ خبر مل گئی چنانچہ اس نے کرمان سے فارس تک آتش بغاوت بھڑکا دی مگر اتفاق سے ابوالحسین اور ابوطاہر اس آتش بغاوت کے بھڑکنے سے پہلے ہی کرمان پہنچ گئے تھے اور اس پر قبضہ بھی کر چکے تھے۔ چند دن یہ دونوں اہواز میں قیام پذیر رہے۔ اس کے بعد اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کرا کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور ''تاج الدولہ'' کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔ صمصام الدولہ کو اس سے سخت ناراضی پیدا ہوئی چنانچہ فوراً ایک لشکر علی بن دنشق ❶ (یہ عضدالدولہ کا حاجب تھا) کی کمان میں تاج الدولہ کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر پا کر شرف الدولہ سے ساز باز کر لی۔ چنانچہ شرف الدولہ نے اس کی کمک پر ایک فوج بھیج دی جس کا سردار ابوالاغر وفلیس بن عفیف اسدی تھا۔ قرقوب کے قریب دونوں فوجوں کا ماہ ربیع الثانی ۳۷۳ھ میں مقابلہ ہوا۔ شام ہوتے ہوتے ابن دنشق شکست کھا کر بھاگ گیا اور گرفتار کر لیا گیا اور ابوالحسین نے اہواز اور رامہرمز پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر اسے حکومت وسلطنت کی لالچ لگ گئی۔

لشکر بغداد کی بغاوت:.....اس کے بعد اسفار بن کردویہ جو ویلم کا ایک نامور سردار تھا ۳۷۵ھ میں شرف الدولہ کی حکومت کی بغداد میں دعوت دینے لگا۔ لشکر بغداد کا بڑا حصہ اس طرف مائل ہو گیا اور سب نے متفق ہو کر یہ طے کیا کہ ابونصر عضدالدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی جانب سے بطور نائب امارت کی کرسی پر بٹھا دینا چاہئے۔ رفتہ رفتہ صمصام الدولہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ اس نے امراء ولشکر سے خط وکتابت شروع کی اور ان کے اس ارادے سے ان لوگوں کو پھیرنا چاہا مگر اس سے ان لوگوں کی سرکشی اور سرتابی مزید بڑھ گئی۔ فولاد بن ❷ مابدرار جو اسفار کا متبع تھا لڑائی کے لئے کھڑا ہو گیا۔ مجبوراً صمصام الدولہ نے بھی اپنے ساتھیوں کو جنگ کا حکم دیا چنانچہ فریقین کی لڑائی ہوئی اور میدان صمصام الدولہ کے ساتھیوں کے ہاتھ رہا اور ابوالفضل ❸ گرفتار ہو کر اپنے بھائی صمصام الدولہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس دوران اس کا وزیر ابن سعدان بھی آ گیا چنانچہ اسے اس جرم میں کہ یہ بھی اس کا شریک تھا مار ڈالا گیا اسفار نے ابوالحسین بن عضدالدولہ کے پاس جا کر دم لیا اور باقی ویلم شرف الدولہ کے پاس چلے گئے۔

بصرہ اور بغداد میں شرف الدولہ کا قبضہ:.....شرف الدولہ کی قوت ویلمیوں کے مل جانے سے بڑھ گئی اس نے فوراً اہواز کا رخ کر لیا اور اس کو اپنے بھائی ابوالحسین کے قبضے سے نکال لیا۔ اس کے بعد بصرہ کو بھی اپنے دوسرے بھائی ابوطاہر کے ہاتھ سے چھین لیا۔ صمصام الدولہ نے صلح کی خط وکتابت شروع کی بالآخر اس بات پر مصالحت ہوگئی کہ عراق میں شرف الدولہ کا خطبہ پڑھا جائے اور خلیفہ طائع کی جانب سے رسماً خلعت اور

❶.....ابن اثیر صفحہ ۴۵۳ جلد ۵ پر اس کا دنشق کے بجائے دعش لکھا ہے۔

❷.....اصل نسخے میں مابدار لکھا ہے مگر ابن اثیر میں درست نام زماندار ہے (صفحہ ۴۶۳ جلد ۵)

❸.....یہ ابوالفضل کے بجائے ابونصر ہے دیکھئے ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۴۶۳

القاب بھیج دیئے گئے۔

صمصام الدولہ کا زوال اور شرف الدولہ کا راج:...... شرف الدولہ نے اپنے بھائی ابوطاہر سے بصرہ چھین لینے کے بعد واسط کا رُخ کیا اور اس پر بھی آسانی سے قابض ومتصرف ہوگیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابونصر کو جو اس کے پاس قید تھا رہا کر کے معذرت کی غرض سے شرف الدولہ کے پاس واسط روانہ کیا مگر شرف الدولہ نے اس کی کچھ نہ سنی۔ صمصام الدولہ کو اس سے سخت اضطراب اور پریشانی پیدا ہوگئی۔ مصاحبین سے شرف الدولہ کی اطاعت کے بارے میں مشورہ کیا ان لوگوں نے اسے بُرے انجام سے ڈرایا بلکہ بعضوں نے تو یہ رائے دی کہ آپ عکبرا چلے جائیے اور عکبرا سے موصل اور بلاد جبل میں جا کر قیام کیجئے یہاں تک کہ ترکوں اور دیلمیوں کے آپس میں فساد سے منجانب اللہ کوئی صورت پیدا ہوجائے یا کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جس سے آپ آسانی سے بغداد واپس آجائیں اور کسی نے یہ رائے دی کہ آپ اپنے چچا فخر الدولہ سے اس بارے میں خط وکتابت کرلیں بلکہ اصفہان کے راستے ان کے پاس چلے جائیے اس سے شرف الدولہ پر بہت بڑا اثر پڑے گا اور غالباً آپس میں مصالحت ہوجائے گی۔ صمصام الدولہ نے ان آراء میں سے کسی رائے کو بھی پسند نہ کیا اور کشتی پر سوار ہوکر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نے عزت واحترام سے ملاقات کی مگر چند دن بعد (اس کی امارت کے چوتھے سال) اس کو گرفتار کرلیا اور ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد کی جانب کوچ کردیا اس کا بھائی صمصام الدولہ بھی اس کے ساتھ قیدی تھا۔ بغداد میں ترکوں اور دیلمیوں کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا چونکہ دیلمیوں کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور ترک صرف تین ہزار تھے اس وجہ سے دیلمیوں نے ترکوں کو دبالیا تھا چنانچہ جیسے ہی شرف الدولہ بغداد میں داخل ہوا۔ دیلمیوں نے صمصام الدولہ کو حکومت وریاست پر دوبارہ مقرر کرنے کی کوشش کی مگر دوسرا فریق مخالف ہوگیا اور دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ آخر کار دیلمیوں نے ترکوں کو مار بھگایا۔ اکثر وبیشتر مارے گئے۔ ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا باقی ماندہ ترک شرف الدولہ سے مل گئے۔ خلیفہ طائع ملنے آیا اور کامیابی پر مبارکباد دی اور اس کے بعد شرف الدولہ نے فریقین کے درمیان مصالحت کرادی۔ قلمدان وزارت ابومنصور بن صالحان کے سپرد کیا گیا اور صمصام الدولہ کو فارس بھیج دیا۔ فارس پہنچ کر صمصام الدولہ کو رہا کردیا گیا۔

''باد'' بن مردان:...... ہم اوپر تحریر کرچکے ہیں کہ ۳۶۷ھ میں عضدالدولہ نے بنی حمدان کے قبضہ سے موصل کو جو ان کا دارالحکومت تھا چھین لیا تھا اور اس کے بعد ۳۶۸ھ میں میافارقین، آمد، دیار بکر و دیار مضر بھی قابض ومتصرف ہوگیا تھا۔ ابوالوفاء نامی ایک شخص اس کی طرف سے ان علاقوں میں حکومت کررہا تھا۔ اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت ان علاقوں سے ختم ہوگئی تھی۔ دیار بکر کے سرحدی مقامات میں حمیدی کردوں کا ایک گروہ رہتا تھا جس کا سردار ابوعبداللہ حسین بن دوشتک جس کا لقب ''باد'' تھا۔ چونکہ ابوعبداللہ ہمیشہ جہاد کرتا تھا اسی لئے ان اطراف میں غیر قوموں کے دلوں پر اس کی طاقت اور بہادری کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مجھ سے بعض میرے دوستوں نے جو ''حمیدی کرد'' تھے بیان کیا ہے کہ اس کا نام باد اور کنیت ابوشجاع تھی، اور حسین اس کا بھائی تھا۔ اور ابتداً اس نے آرمینیہ میں ارجیش پر حکمرانی کی رفتہ رفتہ اس کی قوت ترقی کرگئی۔ انتہی۔

باد کی حکومت کا آغاز:...... جس وقت عضدالدولہ نے موصل پر قبضہ کیا، باد اس کے پاس حاضر ہوا، عضدالدولہ نے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا مگر باد تاڑ گیا اور نظریں بچا کر بھاگ گیا۔ عضدالدولہ نے بہت تلاش کرایا مگر وہ ہاتھ نہ آیا لہٰذا خاموش ہوگیا یہاں تک کہ عضدالدولہ کی وفات ہوگئی۔ اس وقت باد نے استقلال کے ساتھ اپنی حکومت وریاست کی بنیاد ڈالی اور میافارقین اور دیار بکر کے اکثر علاقوں پر قابض ومتصرف ہوگیا۔ اس کے بعد نصیبین پر بھی قبضہ کرلیا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ ''آرمینیہ سے دیار بکر پر آکر قابض ہوا تھا۔ اس کے بعد میافارقین پر قبضہ کیا'' صمصام الدولہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ابوسعید بہرام بن اردشیر کی کمان میں ایک فوج روانہ کی جس کو باد نے شکست دے کر ایک جماعت کو اس میں سے گرفتار کرلیا۔ پھر دوسری فوج ابوالقاسم بن حاجب کی کمان میں مقابلہ پر آئی اور سرزمین کواشی میں جنگ ہونا قرار پائی۔ اتفاق سے اس فوج کو بھی باد سے ہزیمت اٹھانی پڑی۔ اس کے بعض لوگ قتل اور بعض قید کرلئے گئے۔ کچھ دن بعد قیدیوں کو بھی قید حیات سے سبکدوش کردیا۔

موصل پر قبضہ:...... سعید پریشان ہوکر موصل کی طرف بھاگ گیا۔ باد نے اس کا تعاقب کیا۔ ادھر اہل موصل میں ویلم کی بدکرداری کی وجہ

سے شورش اور بغاوت پھوٹ نکلی۔سعید کو جان کے لالے پڑ گئے۔مجبوراً موصل سے بھی بھاگ گیا۔چنانچہ باد نے موصل میں داخل ہو کر قبضہ کرلیا۔بعد اس کے باد کے دماغ میں یہ ہوا سمائی کہ صمصام الدولہ سے جنگ کرنے بغداد چلنا چاہیئے اور لڑ بھڑ کر بغداد کو ویلم کے پنجۂ غضب سے نکال لینا چاہیئے چنانچہ اس آرزو کو حاصل کرنے کے لئے فوجیں مرتب کیں۔

دیلمیوں سے شکست:......ماہ صفر ۳۷۴ھ میں ویلمیوں سے مقابلہ ہوا مگر ویلمیوں نے اسے شکست دے کر موصل پر قبضہ کرلیا۔باد موصل کو خیر باد کہہ کر دیار بکر آ گیا اور لشکر کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔اس وقت حلب میں بنو سیف الدولہ بن حمدان کا طوطی بول رہا تھا اور اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سعد الدولہ حکمرانی کی کرسی پر بیٹھا تھا۔صمصام الدولہ نے یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم باد کی ٹھیک ٹھاک گوشمالی کردو تو میں تم کو دیار بکر عطا کردوں گا۔سعد الدولہ نے اس کو منظور کرلیا اور ایک فوج مرتب اور تیار کر کے بھیج دی لیکن وہ باد سے مقابلہ نہ کرسکی،اس سے یاد کے حوصلے بڑھ گئے۔اور اس نے حلب پر چڑھائی کردی۔سعد الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا تو حکمت عملی اور حیلہ ومکر ڈھونڈنے لگا چنانچہ ایک شخص کو باد کی خوابگاہ میں بھیج دیا جس نے کوئی ایسی دوا سنگھا دی جس سے باد بیمار ہو گیا اور مرتے مرتے بچا۔

باد کی صلح:......مجبوراً باد نے سعد وزیاد موصل کے امراء کو مصالحت کا پیغام دیا۔بالآخر ان دونوں نے مصلحت کی نظر سے اس پر مصالحت کرلی کہ دیار بکر اور نصف ''طور عیدین'' باد کو دے دیا جائے۔چنانچہ مصالحت کے بعد زیاد بغداد واپس آ گیا۔یہ وہی شخص ہے جو بعد میں ویلمی فوجیں لے کر باد کے مقابلے پر آیا تھا اور اس کو شکست دی تھی۔ان واقعات کے بعد ۳۷۷ھ میں سعد حاجب کا موصل میں انتقال ہو گیا۔چنانچہ باد کو اس پر قبضہ کرلینے کی لالچ لگ گئی۔

ابونصر خواشاذہ:......اس دوران شرف الدولہ نے موصل پر ابونصر خواشاذہ کو متعین کیا۔ابونصر نے موصل پہنچ کر لشکر کی تیاری اور خزانہ کو بھرنے کی کوشش کی۔چونکہ نو وارد شخص تھا اس لئے دیر ہو گئی تب اس نے عرب بہادروں کو بنیعقیل اور بنی نمیر سے بلوا کر جاگیریں دیں اور باد سے لڑنے پر ان کو مقرر کیا۔باد نے طور عیدین کے باقی حصہ پر قبضہ کر کے جبل طور میں قیام کیا اور اپنے بھائی کو فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے بھیجا مگر یہ شکست کھا کر بھاگ گیا اور قتل ہو گیا۔ابونصر مزید فوجیں بھیجنے کا تہیہ کرہی رہا تھا کہ شرف الدولہ کی موت خبر آ گئی۔

موصل کے حکمران:......اس کے بعد ابوابراہیم اور ابوعبداللہ حسین بن ناصر الدولہ بن حمدان بہاء الدولہ کی طرف سے امیر موصل بن کر آئے ۳۸۱ھ تک یہی دونوں موصل پر حکمرانی کرتے رہے۔کچھ دن بعد بہاء الدولہ کو ان سے کشیدگی پیدا ہو گئی چنانچہ ایک فوج ابوجعفر حجاج بن ہرمز کی کمان میں موصل بھیج دی ادھر ابوالرداد محمد بن مسبب (بنیعقیل کا سردار) مقابلہ پر آیا۔بہت بڑی خونریزی ہوئی۔فریقین بے جگری سے لڑتے رہے۔ابوجعفر نے اس مہم کے سر کرنے کے لئے بہاء الدولہ سے مزید فوج کی درخواست کی چنانچہ بہاء الدولہ نے وزیر ابوالقاسم علی بن احمد کو ۳۸۱ھ کے شروع میں ابوجعفر کی کمک کے لئے روانہ کیا مگر پھر ابن معلم کے لگانے بجھانے سے ابوجعفر کو وزیر کو گرفتار کرلینے کا حکم بھیجا مگر کسی ذریعہ سے وزیر کو معلوم ہو گیا اس نے فوراً ابوالرداد سے مصالحت کرلی اور واپس ہو گیا۔یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ نے ابن معلم کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا تھا۔

شرف الدولہ کی موت:......۳۷۹ھ میں شرف الدولہ ابوالفوارس شہ زیک [1] بن عضد الدولہ اپنی امارت کے دو برس آٹھ مہینے بعد استسقاء کی طویل بیماری کے بعد مر گیا۔بیماری کے دوران میں اس نے اپنے بھائی صمصام الدولہ کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروانے کا حکم فارس روانہ کیا اور اس کے بعد اپنے بیٹے ابوعلی کو فارس کی جانب روانہ کیا اس کے ہمراہ خزانے،فوجیں اور ترکوں کا ایک جم غفیر بھی تھا۔بیماری میں اس سے ارا کین دولت نے پوچھا کہ ''آپ کے بعد امارت وریاست کا کون مالک ہو گا اور آپ نے کس کو اپنا ولی عہد بنایا ہے؟'' جواب دیا ''جو لائق ہو گا وہی میرے بعد امارت وریاست کا مالک بن جائے گا میں کسی کو اپنا ولی عہد نہیں بناؤں گا''۔

بہاء الدولہ کی حکومت:......مگر اپنی زندگی ہی میں امور سیاست وامارت کی نگرانی پر اپنے بھائی بہاء الدولہ کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا لہٰذا جب

---

[1]......ابن اثیر میں ''شیر زیل'' لکھا ہے (صفحہ ۴۶۰ جلد ۵)

شرف الدولہ مر گیا تو بہاء الدولہ نے حکومت کی بھاگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی خلیفہ طائع نے تعزیت کے لئے اور امارت پر متمکن ہونے کی وجہ سے اسے خلعت سے سرفراز فرمایا۔ بہاء الدولہ نے ابومنصور بن صالحان کو عہدۂ وزارت پر بحال قائم رکھا۔ ابوطاہر ابراہیم اور ابوعبداللہ حسین بن ناصر الدولہ بن حمدان کو موصل کی امارت پر روانہ کیا۔ یہ دونوں بھائی شرف الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ شرف الدولہ کے انتقال کے بعد ان لوگوں نے بہاء الدولہ سے موصل کی امارت کی درخواست کی چنانچہ بہاء الدولہ نے سند حکومت و امارت عطا کر کے موصل جانے کی اجازت دے دی مگر بعد میں اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوا اور ابونصر کو ان دونوں کا مقابلہ کرنے کا حکم بھیجا چنانچہ ابوطاہر اور ابوعبداللہ موصل میں داخل نہ ہو سکے اور باہر پڑے رہے۔ اہل موصل کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ ویلم اور ترکوں پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے بھڑتے ابوطاہر اور ابوعبداللہ کے پاس آ گئے اور پھر ان کے ساتھ مل کر دوبارہ ویلم پر حملہ آور ہوئے ان میں سے ایک بڑی تعداد کو مار دیا باقی لوگوں نے دارالامارت میں جا کر پناہ لی۔ مگر اہل موصل نے ان کو دارالامارت سے بھی امان دے کر نکال دیا چنانچہ یہ تو بغداد چلے گئے اور ابوطاہر و ابوعبداللہ (پیمد ان) نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی اور صمصام کی جنگ:...... ابوعلی بن شرف الدولہ کو فارس واپسی کے وقت بصرہ میں اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی تو اس نے مال واسباب اور اپنے اہل وعیال کو دریا کے راستے ارجان روانہ کر دیا اور بذات خود فارس چلا گیا۔ فارس سے شیراز آ گیا۔ اسی مقام پر صمصام الدولہ اور اس کے بھائی ابوطاہر سے مڈبھیڑ ہوئی جس کو جیل کے محافظوں نے رہا کر دیا تھا۔ ان دونوں کے ہمراہ فولاد بھی تھا۔ تھوڑے دنوں میں ان کے پاس ویلمیوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا اور ابوعلی یہ خبر پا کر ترکوں کے پاس چلا گیا چنانچہ ان لوگوں کا بھی ایک جتھا اکٹھا ہو گیا۔ چنانچہ وہ صمصام الدولہ اور ویلم سے مدتوں جنگ کرتا رہا اس کے بعد فساء❶ چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے ویلمیوں کو قتل کر ڈالا پھر فساء سے ارجان چلا گیا۔ ترکوں کو صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔

ابوعلی کا قتل:...... اسی دوران بہاء الدولہ نے اپنے بھائی کو بلوالیا اور درپردہ ترکوں کی فوج اس کی طرف مائل ہو گئی۔ انہوں نے ابوعلی کو کوشش کر کے بہاء الدولہ کے پاس جانے پر راضی کر لیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۳۸۰ھ میں ابوعلی نے سامان سفر درست کر کے بہاء الدولہ کی طرف کوچ کر دیا۔ بہاء الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا لیکن کچھ دن بعد گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس وجہ سے ترکوں اور ویلم میں لڑائی ہو گئی۔ پانچ روز تک خونریزی کا بازار گرم رہا۔ بہاء الدولہ نے آپس میں مصالحت کر لینے کا پیغام بھیجا مگر فریقین نے منظور نہ کیا بلکہ ایلچی کو قتل کر ڈالا۔ انجام کار ترکوں کو ویلم کے خلاف کامیابی ہوئی۔ اس کامیابی سے ترکوں کی شان وشوکت اور رعب وداب بڑھ گیا۔ ویلم میں کمزوری کے آثار پیدا ہو گئے۔ بعض ویلمی سردار گرفتار ہو گئے اور باقیماندہ بھاگ گئے۔

قادر بطیحہ میں:...... اسحاق بن مقتدر وفات کے وقت ایک بیٹا ابوالعباس احمد (جو آئندہ ''القادر باللہ'' کے لقب سے یاد کیا جائے گا) چھوڑ گیا تھا اس کی اور اس کی بہن کی ایک معاملہ مالی میں اَن بَن ہو گئی۔ اتفاق سے انہی دنوں خلیفہ طائع سخت خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ چنانچہ شفایابی کے بعد قادر کی بہن نے خلیفہ سے اپنے بھائی کی شکایت جھڑ دی کہ آپ کی بیماری کے زمانہ میں یہ خلافت کا امیدوار تھا۔ خلیفہ طائع نے ابوالحسین بن حاجب کو چند سپاہیوں کے ساتھ قادر کو گرفتار کرنے کے بھیجا قادر اس وقت حریم ظاہری میں تھا۔ چنانچہ ابوالحسین کے پہنچنے پر عورتوں نے شور وغل مچانا شروع کر دیا اس سے قادر کو موقع مل گیا اور وہ ایک کھڑکی سے نکل کر بطیحہ بھاگ گیا اور مہذب الدولہ کے پاس پہنچا۔ مہذب الدولہ نے عزت واکرام سے ٹھہرایا اور نیازمندانہ خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ قادر کو تخت خلافت پر متمکن ہونے کی خوشخبری ملی۔

بہاء الدولہ اور ارجان:...... جس وقت صمصام الدولہ نے فارس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا ابوعلی بن شرف الدولہ، بہاء الدولہ کے پاس آ گیا تھا اور بہاء الدولہ نے ابوعلی کو قتل کر ڈالا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں تو بہاء الدولہ نے ۳۸۰ھ میں فارس کے ارادے ابوبصر کو اپنا نائب مقرر کر کے بغداد سے خوزستان کی جانب کوچ کیا اس کے بھائی ابوطاہر کے مرنے کی خبر ملی چنانچہ عزاداری کے لئے بیٹھا اور اس کے بعد ارجان کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر کے جو کچھ مال واسباب اور جواہرات ملے ضبط کر لئے۔ ان کے علاوہ دس لاکھ آٹھ ہزار دراہم نقد ہاتھ لگے۔ بہاء الدولہ

❶...... ''فساء'' فارس میں ایک شہر ہے۔ شیراز اور اس کے درمیان چار مراحل کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان)

کے اس فعل پر لشکر ارجان نے بہت شور وغل مچایا اور بغاوت کرنے پر تیار ہوگیا۔ مجبوراً بہاء الدولہ نے یہ سارا نقد وجنس ان لوگوں کے حوالے کر دیا۔

صمصام الدولہ سے جنگ اور صلح:...... دو ایک روز آرام کر کے اپنے مقدمۃ الجیش کو نوبندجان کی طرف بڑھایا۔ ابوالعلاء بن فضل اس مقدمہ کا سردار تھا اور نوبندجان میں صمصام الدولہ کا لشکر پڑا ہوا تھا جس کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہوئی اس کے بعد ابوالعلاء اطراف فارس میں مستقل طور پر ٹھہر گیا۔ صمصام الدولہ نے دوسرا لشکر ابوالعلاء کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ جس کی کمان فولاد بن مابدان کے پاس تھی۔ اس نے ابوالعلاء کو شکست فاش دے دی۔ چنانچہ ابوالعلاء ارجان بھاگ گیا اور صمصام الدولہ فتح کی خبر سن کر شیراز سے فولاد کے پاس آ گیا۔ فریقین میں صلح کی بات چیت ہونے لگی۔ بالآخر یہ طے پایا کہ:

۱)...... بلاد فارس وارجان صمصام الدولہ کے قبضہ میں رہیں گے۔

۲)...... خوزستان❸ اور اس کے علاوہ ملک عراق پر بہاء الدولہ قابض ہوگا۔

اور ہر ایک کی جاگیریں دوسرے کے زیر کنٹرول ممالک میں رہیں۔ صلح نامہ لکھا گیا اور فریقین کے وکلاء نے مرتب کر کے ایک ایک نقل بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ کے حوالہ کر دی۔

بہاء الدولہ بغداد میں:...... صلح ہونے کے بعد بہاء الدولہ بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ اس وقت بغداد میں اہل سنت اور شیعہ کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا❶ لوٹ مار اور قتل وغارت کی گرم بازاری تھی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے دونوں میں صلح کرادی البتہ خوزستان جانے سے پہلے وزارت بھی تبدیل ہو چکی تھی۔ بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابومنصور بن صالحان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا اور ابونصر سابور بن اردشیر کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا تھا لیکن حکومت وانتظام ابوالحسین ابن معلّم کے ہاتھ میں تھا۔

خلیفہ طائع کی معزولی:...... تھوڑے دنوں میں بہاء الدولہ کا خزانہ خالی ہوگیا۔ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے پر شور وغل مچایا۔ بہاء الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا تو اپنے وزیر ابونصر کو گرفتار کر لیا۔ اس پر بھی لشکریوں کی شورش کم نہ ہوئی۔ تب خلیفہ طائع کے مال وزر پر دانت لگائے اور اسے گرفتار یا معزول کرنے کی فکر میں لگ گیا۔ ابوالحسین بن معلّم نے جو اس کی خواہشات اور جذبات نفسانی پر حکومت کر رہا تھا اس رائے کی تائید کی۔ چنانچہ بہاء الدولہ لشکر تیار کر کے قصر خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے دربار عام منعقد کیا۔ بہاء الدولہ تخت خلافت کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا تھا سپہ سالار اور امراء دولت جوق درجوق آ رہے تھے اور خلیفہ کی دست بوسی کرتے جا رہے تھے اس دوران ایک دیلمی سردار حاضر ہو کر دست بوسی کے لئے بڑھا جیسے ہی خلیفہ طائع نے ہاتھ بڑھایا دیلمی سردار نے پکڑ کر کھینچ لیا، پھر کیا تھا قصر خلافت کٹنے لگا۔ عوام الناس نے بھی یہ خبر پا کر لوٹ مار شروع کر دی۔ خلیفہ طائع کو گرفتار کر کے بہاء الدولہ کے مکان پر پہنچا دیا گیا اور زبردستی ۳۸۱ھ میں خلیفہ طائع نے جبکہ اس کی خلافت کے سات❷ برس آٹھ مہینے گزر چکے تھے اپنی معزولی کا اعلان کر دیا۔

ابوالعباس احمد بن اسحاق بن مقتدر۔ قادر باللہ ۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ

قادر باللہ کی خلافت:...... بہاء الدولہ نے اپنے ایک مصاحب خاص کے ذریعہ قادر باللہ ابوالعباس احمد بن اسحاق بن مقتدر کو بلوایا۔ مہذب الدولہ گورنر بطیحہ نے یہ اطلاع پا کر بطیحہ ہی میں اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور جب یہ دارالخلافت بغداد کے قریب پہنچا تو بہاء الدولہ اراکین دولت اور رؤساء شہر کے ساتھ استقبال کے لئے گیا۔ ایک منزل کے فاصلے پر ملاقات کی۔ اور عزت واحترام سے بارہویں تاریخ ماہ رمضان

❶...... ان جھگڑوں کی وجہ دونوں طرف کے عمالی لوگ بنتے تھے۔ نہ وہ ان کی کوئی بات برداشت کرتے نہ ہی دوسرے۔

❷...... البدایہ والنھایہ میں ''سترہ سال چھ ماہ اور پانچ دن'' لکھی ہے۔

❸...... خوزستان جنوب مشرقی عراق میں واقع ہے یہ ''اہواز'' ہی ہے

۳۸۱ھ کو قصر خلافت میں لا کر ٹھہرایا۔ اگلی صبح کو جامع مسجد بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مگر اہل خراسان نے اس کے نام کا خطبہ نہ پڑھا بدستور خلیفہ طائع کی بیعت پر قائم رہے چند ماہ کم تین برس بطیحہ میں اس کا قیام رہا۔

طائع کی وفات:......معزولی کے بعد خلیفہ طائع کو قصر خلافت کے ایک کمرے میں قید کر دیا گیا چند لوگ اس کی خدمت اور نگہبانی پر مامور تھے اور جیسا کہ یہ اپنے زمانۂ خلافت میں رہتا تھا اسی صورت سے اس کے سارے کاموں کو جاری رکھا یہاں تک کہ ۳۹۳ھ میں انتقال کر گیا۔ چنانچہ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا گیا۔

ابو العلاء کی صمصام سے شکست:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے درمیان اس بات پر مصالحت ہوئی تھی کہ فارس پر صمصام الدولہ قابض رہے خوزستان اور اس کے علاوہ ممالک عراق بہاء الدولہ کے مقبوضات میں شمار کئے جائیں۔ یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے ۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ نے مکاری سے ابو العلاء عبداللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ میں آہستہ آہستہ تمہارے پاس فوجیں بھیجتا جاؤں گا۔ جب ٹھیک ٹھاک تعداد جمع ہو جائے تو بحالت غفلت اچانک فارس پر حملہ کر دینا۔ اتفاق سے بہاء الدولہ کی فوجوں کے جمع ہونے کے پہلے ہی کسی ذریعہ سے صمصام الدولہ کو اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ ایک لشکر مرتب کر کے خوزستان کی جانب روانہ کر دیا۔ اس کے بعد بہاء الدولہ کی فوج آئی اور ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد ابو العلاء کو شکست ہوگئی چنانچہ اسے گرفتار کر کے صمصام الدولہ کے پاس بھیج دیا گیا مگر صمصام الدولہ نے اپنی بے نظیر فیاضی سے رہا کر دیا۔

بہاء الدولہ کی ایک اور کوشش:......بہاء الدولہ کو اس پر بھی صبر نہ آیا اور اپنے وزیر ابو نصر بن سابور کو مال کے حصول کے لئے واسط روانہ کیا چنانچہ ابو نصر کو موقع مل گیا اور مہذب الدولہ گورنر بطیحہ کے پاس بھاگ گیا اس پر ویلم نے شور وغل مچایا اور بات بات پر مخالفت کرنے لگے۔ دار الوزارت کو لوٹ لیا۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے گھبرا کر قلمدان وزارت ابو القاسم بن احمد کے سپرد کر دیا۔ ابو القاسم عہدۂ وزارت کی ذمہ داریوں کا متحمل نہ ہو سکا اور کام چھوڑ کر بھاگ گیا۔

ابو نصر کی دوبارہ وزارت:......تب بہاء الدولہ نے ابو نصر کو بلا کر دوبارہ عہدۂ وزارت پر مامور کیا۔ اس نے اپنی حکمت عملی اور حسن تدبیر سے ویلم کے جوش کو فرو کر دیا اور آپس میں مصالحت ہوگئی۔ اس کے بعد ۳۸۴ھ میں بہاء الدولہ نے ایک بڑا لشکر طغان ترکی کی کمان میں اہواز کی جانب روانہ کیا۔ جو رفتہ رفتہ سوس پہنچ گیا۔ صمصام الدولہ کے عمال یہ اطلاع پا کر سوس چھوڑ کر بھاگ گئے چنانچہ طغان نے پہنچ کر قبضہ کر لیا اس کے ساتھی اکثر ترک تھے اور صمصام الدولہ کے ساتھی زیادہ تر ویلم تھے اور کچھ تمیم اور اسد کے قبیلہ کے بھی تھے۔ صمصام الدولہ کو اس شکست سے بے حد ندامت ہوئی چنانچہ اس نے لشکر مرتب کر کے طغان پر حملہ کرنے کی غرض سے اہواز کی جانب قدم بڑھائے اور ترکوں پر جو طغان کے ہمراہ تھے۔ شب خون مارنے کے لئے رات ہی میں تشتر سے کوچ کر دیا ان سے راستے میں مڈبھیڑ ہوگئی چنانچہ فریقین بے جگری سے لڑے اور پوری رات قتل وخونریزی ہوتی رہی۔ جس میں ویلم کی فوج کا بڑا حصہ کام آ گیا۔ جب بہاء الدولہ کو اس کی خبر ملی تو واسط سے اہواز آ گیا اور طغان کو مالی دفوجی مدد دے کر پھر واپس چلا گیا۔ اور صمصام الدولہ فارس پہنچ گیا چنانچہ جتنے ترک ہاتھ آئے سب کو قتل کر ڈالا۔ اور باقی چھپ چھپا کر کرمان پہنچے اور بادشاہ سندھ کی خدمت میں آباد ہونے کی درخواست دی۔ بادشاہ سندھ نے پہلے تو اجازت دے دی لیکن بعد میں سوار ہو کر ترکوں سے مل گیا اور چن چن کر سب کو قتل کر دیا۔

اہواز پر بہاء کا قبضہ:......ان واقعات کے بعد صمصام الدولہ نے پھر لشکر مرتب کر کے علاء بن حسین کی کمان میں اہواز پر یلغار کر دی۔ افتکین رامہرمز میں ابو کالیجار مرزبان بن صفھیون کی جگہ حکومت کر رہا تھا۔ بہاء الدولہ نے یہ خبر سن کر صمصام الدولہ کا لشکر اہواز پر آ رہا ہے روک تھام کے لئے خوزستان کی جانب بڑھا۔ افتکین اور ابن مکرم کو ان کی فوجوں سمیت اپنی کمک پر بلوا لیا۔ جب یہ دونوں بہاء الدولہ سے آ ملے تو بہاء الدولہ نے حملہ کر کے اہواز کو صمصام الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور جتنے ساتھی اس کے ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے بصرہ کا رخ

کیا اور ابن مکرم کیمپ مکرم کی جانب واپس چلا گیا۔علاء اور ویلم اس کے تعاقب میں تھے یہاں تک کہ ابن مکرم تشتر سے آگے نکل آیا۔لیکن علاء اور ویلم نے قریب ترین راستے سے مسافت طے کر کے ابن مکرم کو آگے بڑھنے سے روکا چنانچہ دیر تک لڑائی ہوتی رہی اور بالآخر بہاء الدولہ کا لشکر رامہر مز چلا گیا۔اور صمصام الدولہ کی فوج تشتر سے ارجان چلی گئی۔چھ ماہ تک دونوں لشکر لڑتے رہے مگر آخری فیصلہ کن جنگ نہ ہوسکی۔آخر تھک کر ویلم اہواز کی جانب لوٹ گئے اور ترکوں نے واسط کی طرف۔تھوڑی دور تک علاء نے تعاقب کر کے مراجعت کر دی۔اور ابن مکرم نے کیمپ مکرم میں جا کے قیام کیا۔

صمصام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ:......بصرہ کی جانب بہاء الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد اکثر ویلم جو اس کے ہمراہ تھے امن حاصل کر کے علاء کے پاس چلے گئے جو تعداد میں تقریباً چار سو تھے۔علاء نے ان لوگوں کو اپنے ایک سپہ سالار شکرستان کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ کیا۔بہاء الدولہ کی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا۔اہل شہر نے شکرستان سے ساز باز کر لی (ان لوگوں کا پیشوا ابوالحسن بن ابی جعفر علوی تھا جس کی وجہ سے شکرستان کو غیر متوقع کامیابی حاصل ہوگئی) اہل شہر کشتیوں پر سوار ہوکر آئے اور اس کو کشتی پر سوار کرا کے اپنے ہمراہ شہر میں لے گئے۔بہاء الدولہ اپنے لشکر کی فوج کے ساتھ بصرہ کو خیر آباد کہہ کر نکل آیا۔مہذب الدولہ گورنر بطیحہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کی لالچ دلائی چنانچہ مہذب الدولہ نے ایک لشکر اپنے سپہ سالار عبداللہ بن مرزوق کی کمان میں بصرہ کی طرف روانہ کر دیا مگر شکرستان کو اس معرکے میں شکست ہوئی اور مہذب الدولہ کا بصرہ پر قبضہ ہوگیا اس کے بعد شکرستان نے دوبارہ لشکر مرتب کر کے بصرہ پر فوج کشی کی اور متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر مصالحت کی خط و کتابت شروع ہوئی اور یہ طے پایا کہ شکرستان ہمیشہ مہذب الدولہ کا فرمانبردار رہے گا اور بصرہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے گا اور مزید اطمینان کیلئے اپنے بیٹے کو ضمانت کے طور پر مہذب الدولہ کے پاس بھیج دے گا۔فریقین نے ان شرائط کے مطابق صلح کر لی اور شکرستان بصرہ پر قابض ہوکر صمصام الدولہ، بہاء الدولہ اور مہذب الدولہ کی اطاعت کا اظہار کرنے لگا۔

ابوعلی، بہاء الدولہ کا وزیر:......ان واقعات کے بعد علاء بن حسین (صمصام الدولہ کا گورنر خوزستان) مقام کیمپ مکرم میں مرگیا پھر اس کی جگہ ابوعلی اسماعیل بن استاذ ہرمز کو مامور کیا گیا چنانچہ وہ رخصت ہوکر جندیسابور پہنچا ادھر بہاء الدولہ کے ساتھیوں نے ابوعلی کو جندیسابور میں داخل نہ ہونے دیا۔اُدھر ترکوں نے حدود خراسان میں بغاوت کر دی۔مجبوراً ابوعلی واسط واپس آ گیا اس کے بعد ابو محمد مکرم اور ترکوں میں لڑائی چھڑ گئی اور متعدد لڑائیاں ہوئیں۔اسی دوران ابوعلی نے صمصام الدولہ سے منحرف ہوکر بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کر لی۔یہ واقعہ ۳۸۸ھ کا ہے۔بہاء الدولہ نے ابوعلی کی بہت بڑی عزت افزائی کی۔قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ابوعلی بھی جان و دل سے تدبیر مملکت اور انتظام ریاست میں مصروف ہوگیا۔

ابوعلی کی بغاوت:......پھر کچھ عرصے بعد بہاء الدولہ نے ابوعلی کو ابن مکرم سے مقابلہ کرنے کیمپ مکرم پر روانہ کیا۔مگر ابوعلی نے کیمپ مکرم پہنچ کر بہاء الدولہ کی نافرمانی کی اور ایک بہانہ بنا کر باغی ہوگیا۔بہاء الدولہ نے بدر بن حسنویہ سے امداد کی درخواست کی۔چنانچہ بدر نے امداد دی پھر بھی بہاء الدولہ کو اپنی کامیابی کی توقع نہ تھی قریب تھا کہ انہی لڑائیوں کی تکلیفوں سے اس کی روح تحلیل ہوجاتی اس دوران صمصام الدولہ کی موت کی خبر آ گئی اس سے بہاء الدولہ کے مردہ جسم میں جان پڑ گئی۔

ابونصر وغیرہ کی پیش قدمی:......صمصام الدولہ بن عضد الدولہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں فارس پر قابض تھا اور ابوالقاسم اور ابونصر عز الدولہ کے بیٹے فارس کے کسی قلعہ میں قید تھے جن کو جیل کے محافظین نے رہا کر دیا رفتہ رفتہ کردوں کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی۔انہی دنوں ویلم کا ایک گروپ صمصام الدولہ سے اس بات پر کہ اس نے ان کا نام دیوان سے خارج کر دیا ہے ناراض ہوکر ان لوگوں سے آ ملا۔ان دونوں بھائیوں نے اپنے سارے ساتھیوں کو مرتب اور مسلح کر کے ارجان کا رخ کیا۔صمصام الدولہ نے بھی تیاری کر کے ان دونوں بھائیوں کی سرکوبی کے لئے کوچ کر دیا۔اس وقت ابوعلی فساء میں مقیم تھا لشکریوں نے اس کی مخالفت کی ابوالقاسم اور ابونصر کو موقع مل گیا ابوعلی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد اسے رہائی مل گئی۔صمصام الدولہ نے فوج کی کمی کی وجہ سے شیراز کے ایک قلعہ میں امداد کے انتظار میں پناہ گزیں ہونے کا ارادہ کر لیا مگر اس پر قادر نہ ہوسکا کیونکہ ابوالقاسم اور ابونصر کی فوجوں نے ناکہ بندی کر لی تھی۔اس کے بعض مصاحبوں نے ابوعلی یا کردوں کے پاس

چلے جانے کی رائے دی۔

صمصام کا قتل:......اس دوران کردوں کا ایک گروپ آ گیا مع اپنے مال واسباب کے ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ایک سنسان میدان میں پہنچ کر کردوں نے صمصام الدولہ کو لوٹ لیا۔ بیچارہ صمصام الدولہ پریشان ہو کر رودمان کی طرف روانہ ہو گیا جو شیراز سے دو منزل کے فاصلے پر تھا ابونصر یہ خبر سن کر شیراز کی جانب آیا۔ اور گورنر رودمان نے اس کے اشارہ سے صمصام الدولہ کو گرفتار کر لیا اور ابونصر نے صمصام الدولہ کو اس سے لے کر ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ میں جبکہ فارس میں اس کی حکومت کو نو برس گزر چکے تھے مار ڈالا۔

دیلم اور بہاء الدولہ:......صمصام الدولہ کے قتل ہونے کے بعد ابوالقاسم اور ابونصر (عزالدولہ کے بیٹوں) نے فارس پر آسانی سے قبضہ کر لیا۔ ابوعلی کو اہواز میں ویلم سے اطاعت کی بیعت لینے اور بہاء الدولہ سے جنگ کرنے کا حکم بھیجا۔ چونکہ اس سے پہلے ابوعلی نے ابوالقاسم اور ابونصر کے دو بھائیوں کو قتل کر دیا تھا اس لئے ابوعلی کو ابوالقاسم اور ابونصر سے خوف پیدا ہو گیا۔ لہٰذا ویلم کو ان کی اطاعت کی ترغیب دینے کے بجائے بہاء الدولہ کی طرف مائل کر دیا اور بہاء الدولہ سے خط وکتابت کر کے اقرار نامہ اور حلف نامہ لکھنے کی درخواست کی اور ان ترکوں کے (جو اس کے ساتھ تھے) آئندہ فسادات سے بچنے کے بارے میں ضمانت مانگی اور نیز بہاء الدولہ کو عزالدولہ کے بیٹوں سے صمصام الدولہ کے خون کا بدلہ لینے پر ابھار دیا۔ ویلم نے بہاء الدولہ کی اطاعت کر لی پھران کے سرداروں کا ایک گروپ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) بہاء الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ ایک دوسرے کو تبادلہ خیالات اور طمانیت حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ ویلم نے ان لوگوں کو جوان کی قوم کے سوس میں تھے اس واقعہ کی اطلاع دی۔

سوس اور شیراز پر قبضہ:......چنانچہ ان لوگوں نے سوس پر قبضہ کر لینے کے لئے بلوالیا چنانچہ بہاء الدولہ نے لشکر مرتب کر کے سوس کی جانب کوچ کر دیا پہلے تو اہل سوس مقابلے پر آئے لیکن ویلمیوں کے کہنے سننے سے جو وہاں مقیم تھے بہاء الدولہ سے معافی مانگ کر اس سے آ ملے اور اس کے ساتھ اہواز گئے پھر اہواز سے رامہرمز اور ارجان کی جانب بڑھے۔ رفتہ رفتہ پورے خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ ان معرکوں کے دوران ابوعلی شیراز گیا ہوا تھا اور اہل شیراز سے جنگ میں مصروف تھا تا آنکہ ابوالقاسم وابونصر کے ساتھیوں نے اس سے ساز باز کر لی۔ اور حالت غفلت میں سرنگ کے راستے شیراز میں گھس گیا پھر کیا تھا ابوالقاسم وابونصر کا لشکر منتشر و بے ترتیب ہو گیا اور ابوعلی نے کامیابی کے ساتھ شیراز پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔ ابونصر بلاد ویلم بھاگ گیا اور ابوالقاسم نے بدر بن حسنویہ کے پاس جا کر پناہ لی۔ اور کچھ دن بعد بطیحہ چلا گیا۔

کرمان پر قبضہ:......ابوعلی نے فتح کی خوشخبری بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کی۔ بہاء الدولہ یہ خوشخبری سن کر پھولے نہ سمایا اور اسی وقت روانہ ہو کر ابوعلی کے پاس آ گیا۔ شیراز سے کچھ تعرض نہ کیا البتہ قریہ رودمان کو جہاں کہ اس کا بھائی صمصام الدولہ مارا گیا تھا جلا کر خاک وسیاہ کر دیا اور اہل رودمان کو ایسا برباد کیا کہ ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ اس کے بعد ایک لشکر ابوالفتح جعفر بن استاد ہرمز کی کمان میں کرمان روانہ کیا جس نے پہنچتے ہی کرمان پر تلوار کے ذریعے قبضہ کر لیا۔

ابونصر کی فتوحات اور قتل:......ابونصر نے بلاد ویلم میں پہنچ کر ان ویلمیوں سے فارس حوالہ کر دینے کے بارے میں خط وکتابت شروع کر دی جو فارس اور کرمان میں مقیم تھے اور جب وہ اس بات پر راضی ہو گئے تو ابونصر نے بلاد فارس کی جانب کوچ کر دیا۔ زط، ویلم اور ترکوں کا ایک گروپ ابونصر کے پاس آ کے جمع ہو گیا۔ اس نے کرمان کا رخ کیا۔ اس وقت کرمان میں ابوالفتح حکمرانی کر رہا تھا۔ چنانچہ ابونصر شکست کھا کر سرجان بھاگ گیا۔ اس کے بعد ابونصر نے جیرفت کی طرف قدم بڑھائے اور اس پر اور نیز کرمان کے اکثر مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے موفق بن علی بن اسماعیل کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ جیرفت روانہ کیا۔ موفق کے پہنچتے ہی ابونصر کے تمام ساتھیوں نے امن حاصل کر کے بغیر جنگ کئے جیرفت کو موفق کے حوالہ کر دیا۔ موفق نے جیرفت پر قبضہ کرنے کے بعد چند نامی گرامی دلاوروں کو لے کر ابونصر کے تعاقب میں کوچ کر دیا چنانچہ مقام دارین میں مڈبھیڑ ہوئی۔ ابونصر نے انتہائی بہادری سے مقابلہ کیا جنگ کے دوران اس کے کسی ساتھی نے موقع پا کر اس کو قتل کر دیا اور سر اتار کر موفق کے پاس لے گیا۔

موفق کی فتوحات اور قتل:......موفق ابونصر کے قتل کے بعد پورے کرمان پر قبضہ کر کے بہاء الدولہ کی جانب روانہ ہوگیا۔ بہاء الدولہ نے نہایت عزت واحترام سے اس سے ملاقات کی۔ موفق نے آئندہ خدمات کی بجا آوری سے استعفاء دے دیا۔ جسے بہاء الدولہ نے منظور نہ کیا لیکن موفق اس پر اصرار کرنے لگا۔ لہٰذا بہاء الدولہ نے جھلا کر اس کو گرفتار کر لیا اور ایک فرمان موفق کے گھر والوں کی گرفتاری کا اپنے وزیر سابور کے نام بھیج دیا اور ۳۹۴ھ میں اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی زمانہ میں بہاء الدولہ نے ابومحمد مکرم کو عمان کی حکومت عنایت کی۔

بہاء الدولہ کے وزراء:......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ بہاء الدولہ نے خوزستان جانے سے پہلے اپنے وزیر ابومنصور بن صالحان کو گرفتار کر کے ابونصر بن سابور بن اردشیر کو وزیر بنایا تھا اور ۳۸۰ھ سے ابوالحسن بن معلّم اس کی حکومت و دولت کا انتظام سنبھال رہا تھا رفتہ رفتہ ابوالحسن تمام امور سیاست پر متصرف اور قابض ہوگیا۔ رؤسائے شہر اور امرائے مملکت بھی اس کی جانب مائل ہوگئے پھر کیا تھا نظریں اونچی ہوگئیں اور ظلم وستم کی بنیاد ڈال دی۔ طرح طرح کے ظلم کرنے لگا۔ ابونصر خواشادہ اور ابوعبداللہ بن طاہر کی شکایت کر دی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے خوزستان سے واپسی کے بعد ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اس کے جواب میں فوج نے بغاوت کر دی اور اس سے ابوالحسن کو طلب کر لیا۔ بہاء الدولہ نے بہت سمجھایا لیکن وہ اپنے ارادے سے نہ پھرے تب بہاء الدولہ نے ابوالحسن کو گرفتار کر کے فوج کے حوالے کر دیا فوج نے اس کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۸۲ھ کا ہے اس سے پہلے بہاء الدولہ نے ۳۸۱ھ میں اپنے وزیر ابونصر کو اہواز میں گرفتار کر کے ابوالقاسم عبدالعزیز بن یوسف کو وزیر بنادیا تھا پھر ۳۸۲ھ میں اس الزام میں کہ اس نے ابوالحسن کے معاملہ میں فوج سے ساز باز کر لی تھی گرفتار کر لیا اور ابوالقاسم علی بن احمد کو عہدۂ وزارت عطا کر دیا مگر چند دن بعد اسے بھی گرفتار کر لیا گیا اور ابونصر بن سابور اور ابومنصور بن صالحان دونوں پھر سے وزیر بن گئے۔ ۳۸۳ھ میں فوج نے ابونصر سے اختلاف کیا اور اس کا گھر بار لوٹ لیا۔ اس کے ساتھی ابومنصور نے گھبرا کر استعفاء دے دیا تب دوبارہ ابوالقاسم علی بن احمد کو وزیر بنایا گیا مگر وہ عہدۂ وزارت کے اہم فرائض انجام نہ دے سکا اور وزارت چھوڑ کر بھاگ گیا پھر اس کی جگہ ابونصر دوبارہ وزیر بنا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ویلم کی شورش کم ہوگئی تھی تھوڑے ہی دنوں بعد پھر اسے گرفتار کر لیا گیا اور بجائے اس کی جگہ فاضل کو وزیر بنایا گیا۔ ۳۸۶ھ میں اس کو بھی جیل کی سیر کرنا پڑی پھر ابونصر بن سابور بن اردشیر تیسری بار وزیر بنا۔ دو ماہ تک اس عہدہ پر رہا اس دوران بہاء الدولہ کے خزانے کو سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا اسی بناء پر بہاء الدولہ نے اس کو معزول کر کے عیسیٰ ابن سرخس کو مقرر کیا۔

عراق کے گورنر:......جب بہاء الدولہ نے فارس پر قبضہ کیا تھا تب سے وہیں پر مقیم رہا۔ خوزستان اور عراق پر ابوجعفر حجاج بن ہرمز کو مقرر کیا اور ابوجعفر بغداد میں آ کر مقیم ہوگیا۔ خلیفہ نے اسے عمید الدولہ کا لقب دیا اس نے بڑی بداخلاقی کی۔ ہر کسی سے ظلم سے پیش آنے لگا۔ اہل کرخ واہل سنت والجماعت کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ کی گرم بازاری ہوگئی، تب بہاء الدولہ نے اس کو ۳۹۰ھ میں معزول کر دیا۔ پھر اس کی جگہ ابوعلی حسن بن استاد ہرمز کو مامور کیا اور اسے عمید الجیوش کا لقب دیا۔ اس نے خوش انتظامی سے کام لیا۔ ہر شخص سے حُسنِ اخلاق پیش آنے لگا چنانچہ فتنہ فساد فرو ہوگیا۔ بہت سامال واسباب حاصل کر کے بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس کے بعد اس کی جگہ ۳۹۱ھ میں ابونصر بن سابور مامور ہوا۔ ترکوں نے اس کے خلاف شورش و بغاوت کی۔ ابونصر بھاگ گیا۔ ادھر اہل سنت والجماعت اور اہل کرخ اور ترکوں میں پھر جھگڑا ہوگیا۔ اہل سنت والجماعت ترکوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ جھگڑا ایک حد تک پہنچ کر رُک گیا۔ صلح کے پیغام آنے جانے لگے۔ بالآخر فریقین میں صلح ہوگئی۔

مختلف حکومتوں کے آغاز اور خاتمے:......۳۸۰ھ میں دولت بنیمروان کی ان کے ماموں باد کے بعد دیار بکر میں بنیاد پڑی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ۳۸۲ھ میں دولت بنی حمدان کی حکومت کا موصل میں خاتمہ ہوا اور اس کے بعد ہی حکومت بنی مسیّب کی ابتداء ہوئی جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

۳۸۴ھ میں دولت بنی سامان کا خُراسان سے نام ونشان ختم ہوگیا اور دولت بنی سبکتگین کا وہیں آغاز ہوا۔ ۳۸۸ھ میں دولت حسنویہ اکراد کی خُراسان میں بنیاد پڑی۔ ۳۸۹ھ میں ماوراء النہر سے بنی سامان کی حکومت ختم ہوگئی اور بنو سبکتگین اور بادشاہ قان نے ممالک ترک کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ ۳۹۹ھ میں بنی کلاب کی شاخ بنی صالح بن مرداس کی حکومت کا حلب میں سکہ چلا۔ جیسا کہ ان دولتوں اور حکومتوں کے حالات کو ہم الگ الگ بیان کریں گے جیسا کہ اس کتاب میں ہم نے التزام کیا ہے۔

بنی مزید کا ظہور :......۳۸۷ھ میں ابوالحسن علی بن مزید نے اپنی قوم بنواسد کو مرتب کر کے بہاء الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ ابوالحسن شکست اُٹھا کر بھاگ گیا اور اتنا دور چلا گیا کہ بہاء الدولہ کی فوجیں اس کا تعاقب نہ کر سکیں کچھ عرصہ بعد مصالحت کا پیغام بھیجا اور اطاعت قبول کر لی مگر ۳۹۲ھ میں پھر باغی ہو گیا۔ قرواش بن مقلد گورنر موصل اور اس کی قوم نے بنی عقب کے ساتھ مل کر مدائن پر حملہ کر دیا ابوجعفر حجاج بغداد کے سپہ سالار نے ان کے مقابلے پر فوجیں مقرر کیں۔ چنانچہ قرواش ساتھیوں سمیت بھاگ گیا۔ ابو جعفر حجاج نے خفاجہ ❶ کو اپنی کمک پر شام سے بلوالیا اور جب یہ آ گئے تو بنی عقیب اور بنی اسد سے جنگ کرنے نکلا اور ان کو مار بھگایا۔ پھر دوبارہ اطراف کوفہ میں ان کے خلاف حملہ کیا اور ایک سخت خونریزی کے بعد ان کو شکست دے دی اور ان کے زیر کنٹرول علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی اور ابوجعفر کی لڑائی :......ابوجعفر کی غیر موجودگی میں بغداد میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اُٹھی قتل وغارت کا ایسا بازار گرم ہوا کہ جس کی کوئی حد نہ تھی اسی وجہ سے بہاء الدولہ نے ابوعلی بن جعفر استاد ہرمز کو بغداد روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور ''عمید الجیوش'' کا لقب دیا چنانچہ اس سے فساد ختم ہو گیا۔ امن اور امان کا پھر دور آ گیا اور جب ابوجعفر معزول ہو کر اطراف کوفہ میں رہنے لگا تو ابوعلی کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ ویلم، ترک اور خفاجہ کو جمع کر کے ابوجعفر پر حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ مقام نعمانیہ میں دونوں نے جنگ لڑی۔ اس معرکہ میں ابوجعفر کو شکست ہوئی اور ابوعلی کامیاب ہو کر خوزستان کی طرف بڑھا اور پھر خوزستان سے سوس آیا۔ ابوجعفر میدان خالی دیکھ کر کوفہ کی جانب لوٹ گیا۔ ابوعلی یہ اطلاع پا کر تعاقب کے لئے پھر لوٹ پڑا۔ اسی زمانہ سے ان دونوں میں فتنہ وفساد کی بنیاد پڑ گئی۔ فریقین میں سے ہر ایک نے بنیعقیب، بنی اسد اور خفاجہ سے امداد وکمک کی درخواست کی یہاں تک کہ بہاء الدولہ نے ابوعلی کو بلوا کر بنو اصل کا فتنہ وفساد فرو کرنے بطیحہ بھیج دیا جیسا کہ ان واقعات کو ان کی دولت وحکومت کے حالات میں بیان کریں گے۔

بغداد کا محاصرہ :......۳۹۷ھ میں ابوجعفر ایک بڑا لشکر تیار کر کے بغداد کے محاصرے کے لئے بڑھا۔ بدر بن حسنو یہ (یہ کردوں کا امیر تھا) نے بھی اس مہم میں شرکت کی۔ محاصرے کا سبب یہ تھا کہ عمید الجیوش نے خراسان کے راستے پر ابوالفضل بن عنان کو مقرر کیا تھا اور یہ بدر بن حسنو یہ کا جانی دشمن تھا۔ اس کو خطرہ یہ پیدا ہو گیا کہ کہیں ابوالفضل کوئی فتنہ نہ اٹھا دے۔ یہ خیال آنا تھا کہ ابوجعفر کو بغداد کے محاصرہ پر اُبھار دیا اور کردوں کے امراء کے جم غفیر کو اس کی کمک پر مامور کر دیا ان میں ہندی بن سعد، ابوعیسیٰ شاذی بن محمد اور رزام بن سعد بھی تھے۔ ابوالحسن علی بن مزید اسدی بھی بہاء الدولہ سے ناراض ہو کر انہی لوگوں سے آملا تھا۔ ان لوگوں کی تعداد دس ہزار تھی بغداد پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں بغداد میں ابوالفتح بن عنان حکومت کر رہا تھا۔ پورے ایک مہینے محاصرہ کئے رہا اس دوران عمید الجیوش سے ابن واصل کے بطیحہ میں شکست کھانے کی خبر مشہور ہو گئی چنانچہ محاصرین کا گروپ منتشر ہو گیا۔ ابن مزید اپنے شہر کی طرف لوٹ آیا اور ابوجعفر حلوان کی جانب چلا گیا مگر چند دن بعد بہاء الدولہ کی ترغیب کے مطابق ابوجعفر نے تشتر میں حاضر ہو کر اس کی اطاعت قبول کر لی۔ بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کی وجہ سے کچھ نہ کہا۔

بنی مزید اور بنی دبیس کی جنگ :......ابوالغنائم محمد بن مزید اپنے سسرال بنی دبیس مقام جزیرہ (خوزستان) میں مقیم تھا۔ اتفاق سے ابوالغنائم نے بنی دبیس کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اس پر بنی دبیس بگڑ گئے اور ابوالغنائم اپنے بھائی ابوالحسن علی بن مزید کے پاس بھاگ گیا۔ ابوالحسن نے دو ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ چڑھائی کر دی۔ عمید الجیوش نے اس کی کمک پر ویلمی فوج بھیج دی۔ بنی دبیس بھی مرتب و مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی۔ آخر میں نتیجہ یہ نکلا کہ ابوالحسن کو شکست ہوئی اور ابوالغنائم مارا گیا۔

کوفہ وموصل میں دعوت علویہ :......پانچویں صدی کے شروع میں قرواش بن مقلد سردار بنی عقیل نے اپنے تمام صوبوں موصل، انبار، مدائن اور کوفہ میں ''حاکم باللہ'' علوی گورنر مصر کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ قادر نے بہاء الدولہ کو قاضی ابوبکر باقلانی کی زبانی اس واقعہ کی اطلاع دی۔ بہاء الدولہ نے قاضی ابوبکر کو عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ عمید الجیوش کو قرواش کی گوشمالی کا حکم دیا اور اس مہم میں خرچ کرنے کے لئے دس ہزار دینار

❶ ......شام اور عراق کا مشہور قبیلہ ہے، اس کے آج کل ٹھکانے مشرقی حلب اور ''رقہ'' میں فرات کے اطراف میں ہیں ان کے قریب دوسرے مشہور قبائل ''الولدہ'' اور ان کے شیخ اس دور میں ''جمیل عیسیٰ'' اور اس کی اولاد ہیں۔

بھیج دیئے۔عمید الجیوش لشکر تیار کر کے موصل چلا گیا۔قرقاش نے یہ خبر سُن کر اطاعت قبول کر لی اور اپنے قصور کا اعتراف کیا،معافی مانگی اور علویوں کا خطبہ بند کر دیا۔یہی بات علویۂ مصر کے نسب کے بارے میں محضر لکھے جانے اور اُن پر طعن کرنے کا سبب بنی جس پر امراء دولت میں سے رضی، مرتضی، ابن بطحاوی، ابن ازرق، زکی، ابوالعلی، عمر بن محمد اور علماء وقضاۃ میں سے ابن اکفانی، ابن جزری، ابوالعباس، ابی داؤد، ابوحامد اسفراینی، کستلی، قدوری، صہیری، ابوعبداللہ بیضاوی، ابوالفضل بغوی اور ابوعبداللہ نعمان (فقہاء شیعہ) کی گواہیاں ثبت تھیں۔اس کے بعد دوسرا محضر ۴۴۴ھ مقام بغداد میں تحریر کیا گیا۔اس میں اتنا اور اضافہ کر دیا گیا کہ یہ لوگ (علویہ مصر) نسباً مجوسی ہیں۔عمائدین علویہ، عباسیہ فقہاء اور قضاۃ نے اپنی اپنی گواہیاں لکھیں اور اس محضر کی ایک ایک نقل تمام اسلامی علاقوں اور شہروں میں بھیج دی گئی۔

فخر الملک کی وزارت:......عمید الجیوش بوعلی، ابوجعفر استاد ہرمز کا بیٹا تھا اور ابوجعفر عضد الدولہ کا حاجب تھا اس نے اپنے بیٹے ابوعلی کو صمصام الدولہ کی خدمت میں دے دیا تھا اور وہ صمصام الدولہ کے قتل کے بعد بہاء الدولہ کے پاس آ گیا۔جس وقت بغداد میں اوباشوں، جرائم پیشہ اور بدمعاشوں کی گرم بازاری ہوئی اُس وقت بہاء الدولہ نے ابوعلی کو فتنہ وفساد کی آگ فرو کرنے کے لئے بغداد بھیج دیا لہٰذا اس نے فسادیوں کا قلع قمع کر دیا اور اپنی حکومت کے آٹھ برس چھ ماہ بعد پانچویں صدی کے شروع میں مر گیا۔بہاء الدولہ نے اس کی جگہ عراق میں فخر الملک ابوغالب کو مقرر کر دیا۔چنانچہ اس نے بغداد پہنچ کر نہایت خوبصورتی سے ملک کا انتظام سنبھالا اور بدنظمیاں دُور کر دیں۔

ابوالشوک کی بغاوت:......تفاق سے اس کے آتے ہی ابوالفتح محمد بن عنان طریق خُراسان کے گورنر کی اس کی حکومت کے بیسویں سال مقام حلوان میں وفات ہوگئی۔یہ دولت وحکومت کا ایک خیرخواہ شخص تھا۔بکثرت مال وزر بغداد بھیجا کرتا تھا۔اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابوالشوک حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور بیٹھتے ہی دولت وحکومت سے باغی ہوگیا۔فخر الملک نے اس سے جنگ کرنے کے لئے ایک فوج بھیج دی۔چنانچہ ابوالشوک شکست کھا کر حلوان کی طرف بھاگ گیا۔فوج نے تعاقب کیا تو ابوالشوک نے مجبوراً صلح کا پیغام دے دیا اور اطاعت قبول کر لی۔

ابن سہلان ❶ کی وزارت:......فخر الملک ابوغالب بنی بویہ کا نامور اور خاص وزیر تھا۔پانچ برس چار ماہ تک سلطان الدولہ کا بغداد میں نائب رہا۔اس کے بعد کسی وجہ سے ماہ ربیع الثانی ۴۰۶ھ میں گرفتار ہوا اور قتل کر ڈالا گیا۔پھر اس کی جگہ ابومحمد حسن بن سہلان مقرر ہوا اور اسے ''عمید الجیوش'' کا لقب ملا ۴۰۹ھ میں اس نے بغداد کا رُخ کیا اور تن تنہا تراوین اور شیر اسدی کے ساتھ مہارش ومضر (دشیر کے بیٹوں) کی تلاش میں روانہ ہوا۔مہارش ومضر فخر الملک کے دور سے جزیرہ بنی اسد پر حکومت کر رہے تھے۔ابن سہلان کا یہ ارادہ بنا کہ جزیرہ بنی اسدان سے چھین کر طراد کو دے دیا جائے اور اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مدار کے راستے روانہ ہوا۔حسن بن دبیس بھی یہ خبر سُن کر ابن سہلان کے لشکر میں آ کر شامل ہوگیا۔مہارش ومضر کو اس کی اطلاع نہ تھی۔حالت غفلت میں ان پر حملہ کیا گیا چنانچہ بہت زیادہ خونریزی ہوئی بالآخر مہارش ومضر نے امن کی درخواست کر دی اور انہیں امن دے دیا گیا۔مگر حکومت وریاست میں طراد کو ان کا شریک بنایا گیا۔اس کے بعد ابن سہلان بغداد واپس آ گیا۔

واسط اور بغداد میں صلح کا عمل:......سلطان الدولہ کو ابن سہلان کا یہ فعل ناگوار گزرا لہٰذا ناراضی اور تہدید کا خط لکھا۔اس دوران ابن سہلان واسط پہنچ گیا۔اس وقت اہل واسط کا آپس میں نزاع ہو رہا تھا۔ابن سہلان نے اپنی حکمت عملی سے ان کی صلح کرا دی پھر یہ خبر ملی کہ بغداد میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑک رہی ہے لہٰذا فوراً کوچ کر دیا اور بغداد پہنچا اور وہاں بھی مصالحت کرادی۔یہ وہ زمانہ تھا کہ ویلم کے قوائے حکمرانی مضمحل ہو چکے تھے اور کمزوری پیدا ہوگئی تھی لہٰذا مجبوراً بغداد سے نکل کر واسط آ گئے۔

سلطان الدولہ اور ابوالفوارس:......سلطان الدولہ اپنے باپ بہاء الدولہ کے بعد حکومت وریاست کی کرسی پر متمکن ہوا اور اپنے بھائی ابوالفوارس کو کرمان کا گورنر بنا دیا۔جس وقت ابوالفوارس کرمان پہنچا، ویلم نے جمع ہو کر ابوالفوارس کو یہ مشورہ دیا کہ آپ حکومت وریاست اپنے بھائی

---

❶......یہ مشہور متکلم محمد بن طیب ہے۔یہ ابوالحسن اشعری کے مذہب پر عامل تھا۔اس کی مشہور تصانیف ہیں جن میں ''اعجاز القرآن'' اور ''اسرار باطنیہ'' وغیرہ ہیں ۴۰۳ھ میں انتقال ہوا۔(وفیات الاعیان صفحہ ۶۰۹ جلد ۱)

کے قبضہ سے نکال لیجئے ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ ابوالفوارس نے ان کی پشت پناہی سے ۴۰۸ھ میں شیراز کی طرف کوچ کیا اور شیراز سے سلطان الدولہ سے جنگ کے لئے لشکر تیار کر کے میدان جنگ میں آیا سلطان الدولہ نے بھی تیار اور مسلح ہو کر مقابلہ کیا۔ جنگ ہوئی تو میدان سلطان الدولہ کے ہاتھ رہا اور ابوالفوارس شکست کھا کر کرمان کی جانب واپس چلا گیا۔ سلطان الدولہ نے اس کا تعاقب کیا تو ابوالفوارس کرمان کو بھی خیر آباد کہہ کر بھاگ گیا اور فریادی صورت بنا کر کمک و امداد کے لئے محمود بن سبکتگین کے پاس پہنچ گیا۔

محمود غزنوی اور ابوالفوارس:...... محمود نے اس کی بے حد خاطر و مدارت کی اور ایک لشکر کو اس کی کمک پر متعین کر دیا جس کا سردار ابوسعید طائی تھا چنانچہ ابوالفوارس نے کرمان پہنچ کر قبضہ کر لیا اور شیراز کی طرف بڑھا اور بغیر جنگ کئے اس پر بھی قابض ہو گیا سلطان الدولہ ان واقعات کی اطلاع پا کر ابوالفوارس سے جنگ کے لئے لوٹ پڑا۔ دونوں بھائی لڑ پڑے اور آخر کار ابوالفوارس کو شکست ہوگئی اور وہ فارس سے بھاگ کر کرمان پہنچ گیا۔ سلطان الدولہ کے لشکر نے جو ابوالفوارس کے تعاقب میں تھا کرمان کو بھی ابوالفوارس کے قبضہ سے نکال لیا۔ ابوالفوارس بے سروسامانی کے ساتھ شمس الدولہ بن معز الدولہ بن بویہ گورنر ہمدان کے پاس بھاگ گیا۔ اس مرتبہ محمود سبکتگین کے پاس اس لئے نہیں گیا کہ اس نے اس کے سپہ سالار ابوسعید طائی کے ساتھ معاملہ اور برتاؤ اچھا نہیں کیا تھا چند دن بعد شمس الدولہ سے الگ ہو کر مہذب الدولہ (گورنر بطیحہ) کے پاس پہنچ گیا چنانچہ مہذب الدولہ اس سے خاطر و مدارت سے پیش آیا اور اس کے بعد اس کے بھائی جلال الدولہ نے اس کے پاس بصرہ سے مال وزر اور قیمتی قیمتی کپڑے بھیجے اور بصرہ واپس آنے کی درخواست کی مگر ابوالفوارس نے منظور نہ کیا اور سلطان الدولہ سے دوبارہ صلح کی خط و کتابت شروع ہوگئی۔ بالآخر سلطان الدولہ نے ابوالفوارس کی خطا معاف کر دی اور یہ کرمان کا گورنر بن کر واپس آ گیا۔ اس کے بعد ۴۰۹ھ میں سلطان الدولہ نے وزیر بن فانجس اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے اس کی جگہ ابو غالب حسین بن منصور کو مامور کر دیا۔

ترکوں کا خروج:...... ۴۰۸ھ میں ترکوں نے اس درہ کوہ سے جو چین اور ماوراء النہر کے درمیان ہے خُروج کیا جن کے ہمراہ تین سو سے زائد خیمے تھے یہ خیمے جانوروں کے کھالوں سے بنائے گئے تھے۔ زیادہ تر ان میں خطا کے رہنے والے تھے۔ ان کے خُروج کی وجہ یہ ہی کہ طغان خان ترکستان کا گورنر ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا۔ تُرکوں نے اس کی بیماری سے فائدہ اُٹھانا چاہا لہٰذا تیار ہو کر ترکستان پر قبضہ کی نیت سے نکل پڑے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں طغان خان تندرست ہو گیا اور اطراف و جوانب کے اسلامی علاقوں سے فوجیں اور رضا کار جمع کر کے ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر ترکوں کے طوفان بدتمیزی کو روکنے کے لئے نکل پڑا۔ ترکوں کو اس کی خبر مل گئی لہٰذا بھاگ گئے طغان خان تین ماہ کی مسافت تک ان کا تعاقب کرتا گیا اب ترکوں کو مسافت دور ہونے کی وجہ سے ایک گونہ اطمینان ہو گیا تھا مگر طغان خاں نے ترکوں کے قریب پہنچ کر حالت غفلت میں حملہ کر دیا۔ چنانچہ دو لاکھ ترک مارے گئے اور ایک لاکھ قیدی ہوئے۔ مویشی، بار برداری کے جانور، گھوڑے اور چینی ساخت کے سونے اور چاندی کے برتن جن کی مثال نہیں دی جا سکتی، ہاتھ لگے۔

سلطان الدولہ کے خلاف بغاوت:...... ۴۱۱ھ تک عراق میں سلطان الدولہ کی حکومت کا سکّہ چلتا رہا اس کے بعد لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس کے بھائی مشرف الدولہ کو اس کی جگہ مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ مشیروں نے سلطان الدولہ کو مشرف الدولہ کی گرفتاری کا مشورہ دیا مگر سلطان الدولہ اس مشورے پر عمل نہ کر سکا اور واسط چلے جانے کا اردہ کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے جایئے لہٰذا سلطان الدولہ نے مشرف الدولہ کو عراق میں اپنا نائب مقرر کیا اور اہواز چلا گیا، تشتر پہنچ کر ابن سہلان کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا حالانکہ مشرف الدولہ سے یہ وعدہ کر چکا تھا کہ ابن سہلان کو وزیر نہیں بناؤں گا۔ اس سے مشرف الدولہ کو کشیدگی پیدا ہوگئی۔ مزید براں سلطان الدولہ نے ابن سہلان ہی کو عراق سے مشرف الدولہ کو نکالنے پر مقرر کیا۔

مشرف الدولہ کا واسط پر قبضہ:...... مشرف الدولہ نے یہ اطلاع پا کر ایک بڑا لشکر تیار کر لیا جس میں اکثر و بیشتر واسط کے ترک تھے اور ابوالاغر دبیس بن علی بن مزید بھی اس مہم میں مشرف الدولہ کے ساتھ تھا مقام واسط میں ابن سہلان سے مقابلہ ہوا چنانچہ ابن سہلان شکست کھا کر واسط میں چھپ گیا اور قلعہ بندی کر لی۔ مشرف الدولہ نے محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ابن سہلان نے محاصرے کی شدت سے تنگ آ کر صلح کا پیغام دے دیا

اور واسط کو اس کے حوالے کر کے نکل کھڑا ہوا۔ چنانچہ مشرف الدولہ نے ماہ ذی الحجہ ۴۱۱ھ میں واسط پر قبضہ کر لیا واسط میں جتنے ویلم تھے اُنہوں نے بھی حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ ابوطاہر جلال الدولہ (مشرف الدولہ کا بھائی) بصرہ کا گورنر یہ خبر پا کر مشرف الدولہ سے ملنے آیا۔ دونوں بھائی صلاح وشوریٰ کر کے اس پر متفق الرائے ہو گئے کہ عراق اور بغداد سے سلطان الدولہ کا خطبہ موقوف کر کے مشرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ اس کے بعد ہی ابن سہلان کو گرفتار کر لیا گیا اور آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادی گئیں۔ اس کے بعد سلطان الدولہ گھبرا کر اُرجان چلا گیا۔ پھر ارجان سے اہواز کی طرف واپس آیا ترکوں نے جو اس وقت وہاں پر تھے اس کی مخالفت کی اور مشرف الدولہ کی خوشنودی کے خیال سے سلطان الدولہ کے مقابلے پر آ گئے سلطان الدولہ نے لڑائی سے اعراض برتا مگر ترکوں کو کہاں صبر آتا ہے۔ لہٰذا ادھر ادھر پھیل گئے اور رہزنی کرنے لگے۔

دیلم کی سلطان الدولہ کی حمایت:......۴۱۲ھ میں مشرف الدولہ بغداد کی جانب لوٹ گیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا ویلمیوں نے اپنے شہر خوزستان میں جا کر آباد ہونے کی درخواست کی۔ لہٰذا مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور مکمل حفاظت سے خوزستان پہنچا دینے کے لئے اپنے وزیر ابوغالب کو ان کے ساتھ روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ ویلم اہواز پہنچے تو سلطان الدولہ کی محبت نے جوش مارا لہٰذا مشرف الدولہ سے باغی و منحرف ہو گئے اور ابوغالب کو اس کی وزارت کے ایک برس چھ مہینے پر گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ ابوغالب کے ساتھ ترکوں کا جو گروہ تھا وہ ویلم سے مقابلہ نہ کر سکا اور طراد بن دبیس کے پاس دبیس چلا گیا۔

سلطان اور مشرف میں صلح:......سلطان الدولہ کو یہ خبر سُننے سے بے حد خوشی ہوئی۔ اس نے اسی وقت اپنے بیٹے ابوکالیجار کو اہواز کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابوکالیجار نے پہنچتے ہی اہواز پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ابومحمد بن ابی مکرم ومؤید الملک رخجی کے ذریعے مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ میں اس طرح صلح ہوئی کہ عراق مشرف الدولہ کو دیا گیا اور کرمان وفارس سلطان الدولہ کے حوالہ کر دیا گیا۔

ابوالقاسم حسین بن علی:......مشرف الدولہ نے ابوغالب کے قتل کے بعد صلح ہونے سے پہلے ابوالحسین بن حسن رخجی کو عہدۂ وزارت مرحمت کر کے مؤید الملک کا خطاب دیا تھا اور ابوغالب کے بیٹے ابوالعباس سے تین ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے تھے اس کے بعد ۴۱۴ھ میں جب کہ مؤید الملک کی وزارت کو دو سال گزر چکے تھے۔ اثیر خادم کی چغلی کی وجہ سے اسے گرفتار کر لیا گیا اور اس کی جگہ مشرف الدولہ کا قلمدان وزارت ابوالقاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کے حوالہ ہوا۔ اس کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کا مصاحب تھا۔ اور کسی وجہ سے بصرہ بھاگ گیا ''حاکم باللہ'' گورنر مصر کی ملازمت کر لی مگر چند دن بعد ''حاکم باللہ'' نے اسے قتل کر دیا اس کا بیٹا ابوالقاسم شام آ گیا۔ حسان بن مفرج بن جراح طائی نے ''حاکم باللہ'' کی اطاعت سے اس کو منحرف کر دیا اور ابوالفتوح حسن بن جعفر علوی امیر مکہ کی بیعت کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ ابوالفتوح کو مکہ معظمہ سے رملہ میں بلالیا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی اور ''امیر المؤمنین'' کا لقب عطا کیا۔ ابوالفتوح مکہ لوٹ گیا اور ابوالقاسم عراق چلا گیا۔ عراق پہنچ کر وزیر فخر الملک سے ملا اور اس کے پاس ٹھہرا۔ خلیفہ قادر کو اس سے کچھ شبہ پیدا ہو گیا لہٰذا وزیر فخر الملک کو حکم دیا کہ ابوالقاسم کو نکال دو چنانچہ ابوالقاسم نے قرواش امیر موصل کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور دربار خلافت سے خط وکتابت ہوئی مجبوراً موصل سے پھر عراق واپس آ گیا۔ طرح طرح کے حوادث پیش آئے بالآخر مؤید الملک رخجی کے بعد قلمدان وزارت کا مالک بنا۔ انتہائی خبیث مزاج، حیلہ ساز، اور حد درجہ کا حاسد شخص تھا۔ اس کے بعد مشرف الدولہ اسی ۴۱۴ھ میں بغداد آیا اور خلیفہ قادر کے دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کی۔ اس سے پہلے بنی بویہ میں سے کسی کو یہ شرف نہیں حاصل ہوا تھا۔

وزیر کا فرار اور فتنہ کوفہ:......اثیر عنبر خادم اور ابوالقاسم مغربی، مشرف الدولہ کے عہد میں جو چاہتے تھے کر گزرتے تھے اور مشرف الدولہ دم تک نہ مارتا تھا۔ ترکوں کو یہ ناگوار گزرا چنانچہ اثیر عنبر اور وزیر ابوالقاسم کو ترکوں کی ناراضگی کا احساس ہو گیا مشرف الدولہ سے ترکوں کی شکایت کر دی اور بغداد چھوڑ کر چلے جانے کی اجازت مانگی مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور خود بھی ترکوں سے ناراض ہو کر اثیر عنبر اور ابوالقاسم کے ساتھ بغداد سے نکل گیا۔ مقام سندیہ میں پہنچ کر قرواش کے پاس قیام کیا۔ ترکوں کو اس سے بے حد رنج ہوا اور معذرت کا پیغام بھیجا اور واپس آنے کی درخواست کی۔ وزیر ابوالقاسم نے کہلا بھیجا کہ بغداد کی آمدنی چار لاکھ ہے اور اخراجات چھ لاکھ ہیں۔ اگر تم لوگ ایک لاکھ چھوڑ دو تو خیر میں بھی ایک لاکھ تاوان برداشت کر لوں گا اور مشرف الدولہ کو بغداد واپس لے آؤں گا۔ ترکوں نے اس پیغام کو دغا دینے کے لئے منظور کر لیا چنانچہ وزیر ابوالقاسم

تاڑ گیا کہ اس میں کچھ نہ کچھ ہے چنانچہ یہ اپنی وزارت کے دسویں مہینے میں بھاگ گیا۔

علوی اور عباسی فساد:......اس کے بعد کوفہ میں علویوں اور عباسیوں میں جھگڑا ہو گیا اس کا سبب یہ بنا کہ وزیر ابوالقاسم اور کوفہ علویوں سے مراسم اتحاد تھے اور سسرالی رشتہ داری بھی تھی۔ اتفاق یہ کہ علویوں نے عباسیوں کو کسی امر میں دبایا تو عباسیوں نے دارالخلافت میں اس کی شکایت پیش کی خلیفہ قادر نے وزیر السلطنت کے خیال سے شکایت پر کوئی توجہ نہ کی بلکہ عباسیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر صلح کر لینے کا حکم دیا چنانچہ عباسی کوفہ واپس آ گئے پھر فریقین نے خفاجہ سے امداد طلب کی خفاجہ میں دو گروپ ہو گئے اور دونوں علیحدہ علیحدہ ہو کر ہر ایک فریق کی مدد کے لئے آئے اور آپس میں قتل وقتال شروع ہو گیا۔ بالآخر علویوں نے عباسیوں کو زیر کر لیا۔ عباسیہ بغداد بھاگ آئے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور جمعہ کے دن خطبہ نہ پڑھنے دیا اور ابن ابی عباس علوی کو اس الزام میں مار ڈالا کہ اس کا بھائی فساد کوفہ میں شریک تھا اس کے بعد خلیفہ قادر نے مرتضی کے پاس حکم بھیجا کہ ابوالحسین علی ابن ابی طالب ابن عمر کو کوفہ کی نقابت سے معزول کر کے مختار (سردار عباسیہ) کو مامور کرو اور عباسیوں کو سمجھا بجھا کر کوفہ لے آؤ۔ وزیر ابوالقاسم کو یہ خبر ملی تو یہ اُس وقت قرواش کے پاس ''سرمن رائے'' میں مقیم تھا خلیفہ قادر کی طرف سے لوگوں کو منحرف کرنے لگا خلیفہ قادر نے اس کی اطلاع پا کر قرواش کے نام وزیر ابوالقاسم کو نکال دینے کا حکم بھیج دیا۔ قرواش نے اس کے حکم کی تعمیل میں وزیر ابوالقاسم کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا اور وزیر ابوالقاسم ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔

جلال الدولہ:...... ماہ ربیع الاول ۴۱۶ھ میں مشرف الدولہ بن ابوعلی بن بہاء الدولہ نے اپنی حکومت کے پانچویں برس وفات پائی پھر اس کی جگہ اس کا بھائی ابوطاہر جلال الدولہ گورنر بصرہ متمکن ہوا اور بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اہل بغداد نے اسے بلوایا۔ جلال الدولہ بغداد آنے کے بجائے واسط چلا گیا اور چند دن قیام کر کے پھر بصرہ کی جانب واپس چلا گیا اس بناء پر اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا اور ماہ شوال میں اس کے بھتیجے ابوکالیجار بن سلطان الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ اس وقت خوزستان میں اپنے چچا ابوالفوارس گورنر کرمان سے جنگ وقتال میں مصروف تھا۔ جلال الدولہ نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر بغداد کی طرف کوچ کر دیا اس کے ساتھ اس کا وزیر ابوسعید بن ماکولا بھی تھا۔ بغداد کی فوج نے بغداد سے نکل کر جلال الدولہ کو روکا مگر جلال الدولہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا چنانچہ لڑائی ہوئی تو جلال الدولہ کی قوم کو شکست ہوئی بغداد نے اس کے خزانے کو لوٹ لیا مجبوراً بصرہ کی جانب لوٹ گیا۔ اہل بغداد نے ابوکالیجار کو بغداد پر قبضہ کر لینے کے لئے بلوالیا۔ چونکہ ابوکالیجار اپنے چچا ابوالفوارس کی مہم میں مصروف تھا اس لئے بغداد نہ آ سکا۔

کرمان کا فیصلہ:......کرمان میں ابوکالیجار نے اپنے چچا ابوالفوارس کو شکست دی اور کرمان پر قبضہ کر لیا اور ابوالفوارس نے پہاڑ کی بلند چوٹی پر جا کر پناہ لے لی۔ صلح کی خط وکتابت شروع ہوئی۔ دونوں نے اس بات پر مصالحت کر لی کہ کرمان میں ابوالفوارس حکمرانی کرے گا اور فارس پر ابوکالیجار کا قبضہ رہے گا۔

بغداد میں پریشانی:......جس وقت ترکوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ زیر کنٹرول علاقے ویران اور خراب ہو رہے ہیں اور عوام الناس آئے دن فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں اور عرب اور کرد بھی دارالخلافت بغداد کو چاروں طرف سے دبائے چلے جا رہے ہیں اور ہر شخص کے دانت بغداد میں لگے ہوئے ہیں اس وقت ان کو اپنے کئے پر پشیمانی اور جلال الدولہ کو واپس کر دینے پر ندامت ہوئی۔ چنانچہ مجتمع ہو کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ جلال الدولہ کو بصرہ سے طلب فرما کر زمام انتظام اس کے ہاتھ میں دے دیجئے ورنہ حکومت وریاست کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جلال الدولہ کی بغداد آمد:......چنانچہ خلیفہ نے قاضی ابوجعفر سمنانی کو اقرارنامہ اور حلفنامہ دے کر جلال الدولہ کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ جلال الدولہ ماہ جمادی الاول ۴۱۸ھ میں بغداد پہنچا۔ خلیفہ سوار ہو کر جلال الدولہ سے ملنے گئے۔ جلال الدولہ نے آداب شاہی کے مطابق زمین بوسی کی اور دارالحکومت میں قیام کیا اور اوقات صلوٰۃ خمسہ 'نماز پنجگانہ' میں نوبت بجانے کا حکم دیا۔ مگر خلیفہ نے اس کی ممانعت کی۔ جلال الدولہ نے نوبت کا بجانا بند کر دیا مگر رنج اور کشیدگی کے ساتھ، چند دن بعد خلیفہ نے بھی نوبت بجوانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ جلال الدولہ اوقات نماز پنجگانہ میں نوبت بجوانے لگا اور مؤید الملک ابوعلی رخجی کو اثیر عنبر خادم کے پاس ترکوں کی طرف سے معذرت کرنے اور واپس لانے کے لئے روانہ کیا۔ یہ ان

دنوں قرواش کے یہاں مقیم تھا۔

ان واقعات کے بعد ۴۱۹ھ میں ترکوں نے بغاوت کردی اور جلال الدولہ کے مکان کا محاصرہ کرلیا وزیر ابوعلی بن ماکولا سے تنخواہیں اور وظائف طلب کیے۔ جب وزیر ابوعلی ادانہ کرسکا تو اس کے گھر اور تمام عُمّال منشیوں اور حاشیہ نشینوں کے بھی گھر لوٹ لئے۔ خلیفہ نے خط وکتابت کر کے ترکوں اور جلال الدولہ کی صلح کرادی اور ہنگامہ ختم ہوگیا۔

ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ :......ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کو یہ خبر ملی کہ جلال الدولہ بصرہ سے بغداد چلا گیا ہے فوراً لشکر تیار کر کے بصرہ کا رُخ کیا اور اس پر کامیابی سے قبضہ کر کے کرمان پر حملہ کردیا۔ چنانچہ کرمان پر بھی اس کے گورنر کی وفات کے بعد قوام الدولہ بن ابوالفوارس قابض ہوگیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کو آئندہ جہاں پر اس کا تذکرہ آئے گا الگ سے لکھیں گے۔ لہٰذا اسی مقام پر ان کی اور تمام بنی بویہ، بنی وشمگیر اور بنیمر زبان وغیرہ ویلمیوں کی حکومت ودولت کے تفصیلی حالات احاطہ تحریر میں لائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جلال الدولہ کی اہواز روانگی :......نورالدولہ دبیس بن علی بن مزید گورنر حلہ (حلہ کی اس وقت تک بنیاد نہیں پڑی تھی) ونیل نے اپنے تمام صوبوں میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ وجہ یہ تھی کہ ابوحسان مقلد بن ابوالاغر حسن بن مزید نے امراء بنیخفاجہ (نورالدولہ) کی دشمنی کی وجہ سے بغداد کی فوج کو نورالدولہ سے جنگ کرنے پر اُبھار دیا تھا۔ نورالدولہ سے جب کچھ بن نہ پڑا تو ابو کالیجار کا نام خطبہ میں شامل کر کے واسط پر چڑھائی کردی اور ابو کالیجار کو بھی واسط پر قبضہ کرنے کے لئے بلوالیا۔ ان دنوں واسط میں ملک العزیز بن جلال الدولہ حکومت کررہا تھا۔ ملک العزیز نے یہ خبر سُن کر واسط چھوڑ دیا اور نعمانیہ کی طرف کوچ کردیا نورالدولہ ہر طرف سے اس کو گھیر کر تنگ کرنے لگا۔ جس سے ملک العزیز کے اکثر ساتھی اس سے الگ ہوگئے اور فوج کا بڑا حصہ روزانہ کے کوچ وقیام کی تکالیف سے ہلاک ہوگیا۔

ابو کالیجار کا واسط پر قبضہ :......اس دوران ابو کالیجار نے واسط پہنچ کر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد بطیحہ میں بھی ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ قرواش گورنر موصل اور اثیر عنبر خادم کو بغداد پر قبضہ کرنے کے لئے طلبی کا خط لکھا۔ اثیر نے سامان سفر درست کر کے کحیل کی طرف کوچ کردیا اور اس مقام پر پہنچ کر مرگیا۔ اس کے مرنے سے قرواش کی ہمت ٹوٹ گئی۔ وہ چپ چاپ بیٹھ گیا۔ جلال الدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو عساکر بغداد کو جمع اور مرتب کرلیا۔ ابوالشوک وغیرہ سے امداد اور کمک کی درخواست کی اور سامان سفر درست وتیار کر کے واسط کے ارادے سے کوچ کردیا۔ واسط پہنچ کر ایک مدت تک بغیر جنگ کئے شہر کے باہر پڑاؤ کئے رہا۔ بارش کا موسم تھا سخت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ سینکڑوں آدمی مرگئے۔ رسد وغلہ کی کمی کی وجہ سے جلال الدولہ کا حال پتلا ہوگیا۔ ادھر ابو کالیجار نے اس بات کی اطلاع پا کر بغداد جانے کا ارادہ کیا۔ اس دوران ابوالشوک کا خط آ گیا لکھا ہوا تھا ''چونکہ محمود بن سبکتگین عراق کے ارادے سے آرہا ہے۔ لہٰذا تم دونوں آپس میں مصالحت کر کے اس کے مقابلے پر متحد ہوجاؤ''۔

جلال الدولہ کا اہواز پر حملہ :......ابو کالیجار نے اس خط کو جلال الدولہ کے پاس بھیج دیا اور اس امید پر کہ جلال الدولہ اس خط کو دیکھ کر واپس چلا جائے گا، غافل ہوگیا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور اہواز میں داخل ہو کر قتل وغارت کا ہنگامہ گرم کردیا۔ دو لاکھ دینار دارالامارت سے لوٹے عربوں اور کردوں نے سارے شہر کو تہہ وبالا کردیا۔ ابو کالیجار کے اہل وعیال کو قید کر کے بغداد روانہ کردیا گیا راستے میں ابو کالیجار کی ماں مرگئی۔ ابو کالیجار یہ اطلاع پا کر جلال الدولہ سے بدلہ لینے کے لئے بڑھا، نورالدولہ نے اس خیال سے کہ کہیں خفاجہ میرے ساتھیوں پر حملہ آور نہ ہو جائیں ابو کالیجار کا ساتھ نہ دیا اور علیحدہ ہوگیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ابو کالیجار اور جلال الدولہ کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی تین دن تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا چوتھے دن ابو کالیجار کو شکست ہوگئی اور اس کے ساتھیوں میں سے دو ہزار آدمی مارے گئے۔

نورالدولہ کے خلاف ہنگامہ :......نورالدولہ، ابو کالیجار سے علیحدہ ہو کر اپنے شہر چلا گیا اس کی عدم موجودگی میں اسی کے قوم کے چند سربرآوردہ افراد نے جمع ہو کر اس کے مخالف ایک گروپ قائم کرلیا تھا۔ نورالدولہ نے پہنچتے ہی ان پر حملہ کردیا بعض کو ان میں سے گرفتار کرلیا اور بعض کو جوسق بھیج دیا۔ اس کے بعد مقلد بن ابوالاغر اور جلال الدولہ کے لشکر کی جنگ ہوئی اس واقعہ میں نورالدولہ کو شکست ہوئی۔ ایک گروپ اس کے

ساتھیوں کا گرفتار کرلیا گیا یہ خود بھاگ کر ابوسنان غریب بن بلکین کے پاس پہنچ گیا۔ ابوسنان نے خط وکتابت کر کے جلال الدولہ سے مصالحت کرادی اوردس ہزار دینار سالانہ ادائیگی کی شرط پر نورالدولہ کو پھر حکومت کی کرسی پر فائز کرادیا۔ مقلد کو اس کی اطلاع ملی تو فوراً خفاجہ کو جمع کر کے نورالدولہ پر فوج کشی کردی۔ مطیر آباد، نیل اور سور کو تخت وتاراج کیا اور اکثر حصہ میں آگ لگادی۔ چنانچہ وہ خاک وسیاہ ہوگیا اس کے بعد دجلہ عبور کر کے ابوالشوک کے پاس چلا گیا اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ جلال الدولہ سے صلح صفائی ہوگئی۔

مدار پر قبضہ کی جنگ:......ان واقعات کے ختم ہونے پر ۴۲۱ھ میں جلال الدولہ نے ایک فوج مدار پر قبضہ کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ مدار ابوکالیجار کے قبضہ سے لے لیا گیا۔ اس کے بعد ابوکالیجار نے جلال الدولہ کی فوج سے مقابلے کے لئے اپنے نامی گرامی جنگ آوروں کو متعین کیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں اہل شہر نے ابوکالیجار کا ساتھ دیا۔ بیرون شہر ابوکالیجار کا لشکر حملہ کررہا تھا اور اندرون شہر سے اہل شہر جلال الدولہ کی فوج پر حملے کرتے تھے۔ جلال الدولہ کی فوج دونوں طرف کے حملوں کا جواب نہ دے سکی اور میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ بڑا حصہ کام میں آگیا۔ باقی ماندہ نے واسط پہنچ کر جان بچائی اور مدار پر ابوکالیجار کا پھر سے قبضہ ہوگیا۔

ابوعلی کی جنگ اور قتل:......جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے کو واسط میں ٹھہرایا اور اپنے وزیر ابوعلی بن ماکولا کو بطائح پر قبضہ کے لئے روانہ کیا اور بطائح کے سرہونے کے بعد بصرہ کی روانگی کا حکم دیا۔ ان دنوں بصرہ میں ابومنصور بن بختیار بن علی ابوکالیجار کی جانب سے حکومت کررہا تھا۔ ابومنصور نے ابوعلی کی آمد کی خبرسن کر جنگی کشتیوں کا بیڑہ تیار کر کے اس کے مقابلہ پر روانہ کیا جس کا سردار ابوعبداللہ شرابی گورنر بطیحہ تھا۔ ابوعلی اور ابومنصور کی مڈبھیڑ ہوئی اس دوران ابومنصور شکست کھا کر بھاگ گیا۔ ابوعلی نے تعاقب کیا اور اس دوران ابوعلی کی کشتیاں ابومنصور کے قریب پہنچ گئیں مگر ابومنصور نے پلٹ کر حملہ کردیا جس سے ابوعلی کو فاش شکست کھانی پڑی۔ پکڑ دھکڑ میں ابوعلی گرفتار ہوگیا چنانچہ ابومنصور نے عزت واحترام سے ابوکالیجار کے پاس بھیج دیا۔ لہٰذا ابوعلی، ابوکالیجار کے پاس ٹھہرا رہا۔ تھوڑے دن کے بعد ابوعلی ہی کے غلاموں نے ابوعلی کا کام تمام کردیا۔ وجہ یہ تھی کہ ابوعلی کو ان نمک حرام غلاموں کی ایک مذموم حرکت کی اطلاع ہوگئی تھی۔ ابوعلی نے اپنے عہد حکومت میں بہت سی ظالمانہ رسوم کی بنیاد ڈالی تھی اور کئی ٹیکس قائم کئے تھے۔

جلال الدولہ کا بصرہ پر قبضہ:......وزیر ابوعلی کی گرفتاری وشکست کے بعد جلال الدولہ نے بصرہ کی فوج کو جو اس کے پاس تھی بصرہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ ابوکالیجار کے لشکر سے لڑائی ہوئی اور میدان جلال الدولہ کی فوج کے ہاتھ رہا۔ شکست خوردہ لشکر نے ابومنصور کے پاس ابلہ میں پہنچ کردم لیا اور فتحمند گروپ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ کرلیا۔ ابومنصور نے جنگی کشتیاں حاصل کر کے دوسرا لشکر بصرہ کی جانب روانہ کردیا۔ جلال الدولہ کی فوج نے اس کو بھی زیر کرلیا تب ابومنصور خود لشکر تیار کر کے مقابلے پر آیا۔ مگر اتفاق سے اس کو بھی شکست ہوئی۔ بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے گئے اور یہ خود بھی قتل ہوگیا۔

بصرہ پر ابوالفتح کا قبضہ:......اس خداداد کامیابی سے جلال الدولہ کی فوج کے حوصلے بڑھ گئے۔ اس نے گورنر بصرہ کو ابلہ پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی۔ مال واسباب اور رسد وغلہ مانگا۔ گورنر بصرہ نے اس رائے سے اختلاف کیا تو آپس میں جھگڑا ہوا۔ جس سے سارا لشکر تتر بتر ہوکر ادھر اُدھر منتشر ہوگیا۔ گورنر بطیحہ اپنی فوج کے ساتھ اپنے شہر لوٹ گیا۔ باقیماندہ ترکوں نے ''ابوالفرج ذی السعادات'' (ابوکالیجار کے وزیر) کے پاس جاکر امن حاصل کرلیا۔ ابوالفرج نے ان ترکوں کے مل جانے کے بعد بصرہ کی طرف کوچ کردیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ کرلیا۔ اس واقعہ کے بعد عزالدولہ گورنر بصرہ کی وفات ہوگئی اور اس کی جگہ اس کا داماد ابوالقاسم ابوکالیجار کی حمایت سے حکومت کی کرسی پر بیٹھا مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد ابوالقاسم اور ابوکالیجار میں نفرت اور کشیدگی پیدا ہوگئی۔

جلال کا پھر بصرہ پر قبضہ:......ابوالقاسم ابوکالیجار کی اطاعت سے منحرف ہوگیا اور جلال الدولہ کی اطاعت قبول کرلی۔ پھر اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھا اور اس کے بیٹے ملک العزیز کو واسط سے بصرہ قبضہ کرنے بلوالیا۔ چنانچہ ملک العزیز اپنی فوج لے کر بصرہ پر آیا اور ابوکالیجار کے

لشکر کو بصرہ سے نکال کر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد ۴۲۵ھ تک ابوالقاسم کے ساتھ بصرہ میں ہی مقیم رہا لیکن انتظام وسیاست میں اس کا کوئی دخل نہ تھا۔ وہاں ابوالقاسم ہی حکومت کررہا تھا۔ اس کے بعد ویلم نے ملک العزیز سے ابوالقاسم کی شکایت کردی اور اس کے خلاف ملک العزیز کو اُبھار دیا۔ ملک العزیز نے طیش میں آکر ابوالقاسم کو دوبارہ بصرہ سے نکال دیا۔

بصرہ پر ابوکالیجار کا جھنڈا:......ابوالقاسم نے ایلہ میں جاکر اپنے ساتھیوں اور حامیوں کو جمع کرکے ہنگامہ کارزار گرم کردیا۔ مُدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر ملک العزیز کو حدود بصرہ سے نکلنا پڑا اور مجبوراً پھر واسط کا راستہ لیا اور ابوالقاسم نے دوبارہ ابوکالیجار کی اطاعت قبول کرلی۔

ابوجعفر عبداللہ، القائم بامر اللہ ۴۲۲ھ

قائم بامر اللہ کی خلافت:......خلیفہ قادر باللہ کا اس کی خلافت کے اکیس برس چار ماہ کے بعد ۴۲۲ھ ❶ میں انتقال ہوگیا۔ اگرچہ قادر باللہ کے پہلے سے خلافت کا وقار ویلمیوں اور ترکوں کے غلبہ وتصرف سے ختم ہوگیا تھا اور محض نام کی خلافت باقی رہ گئی تھی لیکن اس مرحوم خلیفہ نے گلزار خلافت کی تازگی اور شادابی کو اپنی حُسن تدبیر کی آبپاشی سے لوٹ لیا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کا رعب، اس کی محبت کا سکہ بیٹھ گیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابوجعفر عبداللہ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوگیا۔ گذشتہ سال مرحوم خلیفہ نے اس کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی۔ لہٰذا جب ۴۲۲ھ میں خلیفہ قادر کا انتقال ہوگیا تو ارا کین دولت وامرائے مملکت نے ابوجعفر عبداللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرلی۔ ابوجعفر نے تخت خلافت پر متمکن ہوکر ''القائم بامر اللہ'' کا لقب اختیار کیا۔ سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ شریف ابوالقاسم مرتضیٰ تھا۔

خلیفہ قائم نے تکمیل بیعت کے بعد قاضی ابوالحسن ماوردی کو بیعت لینے اور خطبوں میں نئے خلیفہ کا نام شامل کرنے کی غرض سے ابوکالیجار کے پاس روانہ کیا۔ ابوکالیجار نے علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جُھکا دی اور تحائف اور ہدایا روانہ کئے۔

خلیفہ قائم کا خلافت کی بیعت کا لینا تھا کہ اہل سُنّت اور شیعہ کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ لوٹ مار، قتل اور آتش زنی کا بازار گرم ہوگیا۔ اہل سنت کے بازار اور محلّے لوٹ لئے گئے۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ افراد کی بن آئی۔ چوروں نے چوری شروع کردی۔ ٹیکس اور محصول وصول کرنے والے قتل کر دیئے گئے۔ اس سے لشکریوں کو جلال الدولہ سے کشیدگی پیدا ہوگئی۔ اور اس کے نام کو خطبہ سے نکال دیا اور اس بات کی خلیفہ سے اجازت طلب کی مگر خلیفہ نے اجازت نہ دی۔ جلال الدولہ نے لشکریوں کو کچھ دے دلا کر راضی کرلیا۔ جب ان کی شورش ختم ہوگئی تو خاموشی کے ساتھ خانہ نشین ہوگیا۔ اس کے بعد جلال الدولہ نے اپنے گھوڑوں کو بغیر سائیس کے چھوڑ دیا۔ وجہ یہ تھی کہ چارہ کی کمی تھی اور ترکوں نے سواری طلب کی تھی۔ ان گھوڑوں کو تعداد پندرہ داس بیان کی جاتی ہے۔ جلال الدولہ کے خانہ نشین ہوجانے سے امن وامان کا دروازہ بند ہوگیا۔ خلیفہ کے درباری اور ارا کین مملکت بھی نظریں بچا بچا کر اِدھر اُدھر چھپ گئے۔ وقتاً فوقتاً فتنہ وفساد بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ یہ سال پورا ہوگیا۔

لشکریوں کی بغاوت:......۴۲۶ھ میں ترکوں نے جلال الدولہ سے منحرف ہوکر بغاوت کردی اور جمع ہوکر جلال الدولہ اور اس کے ارا کین دولت کے مکانوں پر حملہ کرکے انہیں لوٹ لیا۔ اور پھر وزیر ابواسحاق سہیلی کو ڈھونڈنے لگے۔ وزیر ابواسحاق یہ خبر سن کر غریب بن تکلین کے پاس بھاگ گیا۔ اور جلال الدولہ بغداد سے نکل کر عکبرا چلا گیا۔ ترکوں نے جامع بغداد میں ابوکالیجار کا خطبہ پڑھا (یہ اس وقت اہواز میں تھا) اور اسے طلبی کا خط روانہ کیا۔ ابوکالیجار نے اپنے مصاحبوں کے مشورے سے بغداد آنے سے معذرت کرلی تب ترکوں نے جلال الدولہ کے پاس جاکر عذرخواہی کی۔ تینتالیس دن کے بعد اس کو بغداد میں لاکر دوبارہ امارت کی کرسی پر بٹھا دیا۔ جلال الدولہ نے بغداد پہنچ کر ابوالقاسم بن ❷ ماکولا کو وزیر بنایا مگر چند دن بعد اس کو معزول کرکے عمید الملک ابوسعید عبدالرحیم کو متعین کردیا۔ چند دنوں تک اس نے وزارت کی اس کے بعد اس نے جلال الدولہ کے

---

❶......یہ مشہور متکلم محمد بن طیب ہے۔ یہ ابوالحسن اشعری کے مذہب پر عامل تھا اس کی مشہور تصانیف ہیں جن میں ''اعجاز القرآن'' اور ''اسرار باطنیہ'' وغیرہ ہیں ۴۰۳ھ میں انتقال ہوا۔ (وفیات الاعیان صفحہ ۶۰۹ جلد ۱) ❷......یہ علی بن ھبۃ اللہ ہے جو ابن ماکولا مشہور ہوا۔ اس کا انتقال ۴۸۵ھ میں ہوا۔ یہ بڑا انجومی اور شاعر شخص تھا (معجم المؤلفین)

اشارے سے ابومعمر بن حسین بسامی کو گرفتار کرلیا اور اپنے گھر میں لاکر چھوڑ دیا اس پر ترکوں کو اشتعال پیدا ہوا انہوں نے روک ٹوک کی مگر عمید الملک متوجہ نہ ہوا۔ ترکوں نے یورش کر کے عمید الملک کو گرفتار کرلیا، اس کی خوب مرمت کی، کپڑے پھاڑ ڈالے، ننگے پیر گھر سے نکال دیا۔ جلال الدولہ اس واقعے سے مطلع ہوکر عمید الملک کے گھر پر آیا۔ چنانچہ فتنہ فساد ختم ہوگیا۔ جلال الدولہ نے عمید الملک سے ایک ہزار دینار لے کر رہا کر دیا۔ اس سے عمید الملک کی جان بچی چنانچہ کسی کونے میں جا کر چھپ گیا۔

ترکوں کی پھر سرکشی:......اس واقعہ کے بعد ماہ رمضان میں ترکوں نے دوبارہ شور وغل مچایا اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ وجہ یہ تھی کہ جلال الدولہ نے ترکوں کے علم میں لائے بغیر ابوالقاسم کو دوبارہ عہدۂ وزارت پر مقرر کر دیا تھا اس کی ترکوں سے کشید گی تھی۔ یہ ان کے مال و اسباب پر دانت لگائے ہوئے تھا۔ ترکوں کو جب اس کی وزارت کی خبر ملی تو جلال الدولہ کے گھر کو جا کر گھیر لیا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اس کو مکان کے قریب ایک مسجد میں جو اسی مقام پر تھی قید کر دیا۔ عوام الناس کا ایک گروپ اس کے بعض سپہ سالاروں کے ساتھ مسجد آیا اور اس کو رہا کرا کے اس کے مکان پر لے جا کر ٹھہرایا۔ رات کے وقت بیچارہ جلال الدولہ اپنے اہل وعیال اور وزیر ابوالقاسم سمیت کرخ چلا گیا۔

جلال الدولہ کی واپسی:......جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد لشکریوں میں دربارۂ امارت اختلاف ہوگیا۔ بحث وتکرار کے بعد جلال الدولہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ اپنے بیٹوں میں سے کسی کو امارت کے لئے منتخب کیجئے اور آپ واسط چلے جایئے۔ ابھی تک نامہ و پیام ہو ہی رہا تھا کہ جلال الدولہ نے آہستہ آہستہ ترکوں کے بڑے حصے کو ساتھ ملا لیا اور جماعت منتشر ہوگئی۔ سرداران لشکر نے حاضر ہوکر معذرت کی اور اُس کو بغداد لے جا کر پھر امارت کی کرسی پر بٹھا دیا چونکہ آئے دن لشکریوں کی بغاوت کی وجہ سے بغداد میں اوباشوں اور بدمعاشوں کی کثرت ہوگئی تھی۔ دن دھاڑے مکانات اور دکانیں لوٹ لی جاتی تھیں اس وجہ سے جلال الدولہ نے ۴۲۵ھ میں بساسیری کو ایک جماعت کے ساتھ بغداد کی مغربی جانب پر مامور کیا۔

بغداد میں بدامنی:......ان واقعات کے بعد خلافت وسلطنت کے قوائے حکمرانی اس حد تک مضمحل اور کمزور ہوگئے کہ لشکریوں نے علم بغاوت بلند کر کے قریہ یحییٰ کی طرف خُروج کر دیا۔ کردوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ کردوں نے ان لشکریوں کو زیر کر کے ان کے گھوڑوں اور بار برداری کے جانوروں کو چھین لیا۔ باغی فوج، خلیفہ قائم کے باغ میں لوٹ آئی اور یہ الزام لگا کر کہ عمال خلافت نے کردوں سے مقابلہ نہیں کیا اور نہ انہوں نے ہم کو ان کے حالات سے مطلع کیا تھا۔ پھل پھول جو کچھ بھی پایا لوٹ کر لے گئے۔ جلال الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا۔ نہ تو وہ کردوں کو روک سکا اور نہ باغی فوج کی بغاوت دور کر سکا۔ خلیفہ قائم کو اس سے ناراضگی اور سخت برہمی پیدا ہوگئی اُدھر اس نے قاضیوں، گواہوں اور فقہاء کو مراتب دینیہ اور فرائض مذہبی کے چھوڑ دینے کا اشارہ کر دیا۔ اُدھر جلال الدولہ نے باغی فوج سے مل کر بظاہر خود کو گرفتار کرا لیا اور دیوان خلافت میں پہنچ کر رہا ہو گیا، اوباشوں، بدمعاشوں اور چوروں کی بن آئی، اطراف و جوانب کے علاقوں میں عرب ہی عرب دکھائی دینے لگے۔ لوٹ مار کی گرم بازاری ہوگئی۔ رہزنی کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ چوروں اور ڈاکوؤں کی اس قدر کثرت ہوگئی کہ دن کو بھی راستہ چلنا دشوار تھا۔ جامع منصور تک انہی لوگوں کا عمل دخل تھا۔ عورتوں کے سروں سے چادریں تک اُتار لی جاتی تھیں۔ وزیر ابوسعید (جلال الدولہ کا وزیر) عہدۂ وزارت چھوڑ کر ابوالشوک کے پاس چلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابوالقاسم کو وزیر بنایا، یہ بغاوت کا زمانہ تھا آمدنی تھی نہیں اور مزید یہ کہ خرچ کی بھرمار تھی۔ لہٰذا گھبرا کر بھاگ گیا۔ لشکریوں نے پیچھا کیا اور گرفتار کر کے ایوان وزارت میں ننگے سر اور پھٹی قمیض پہنے ہوئے لائے۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے دوسرے مہینے کا ہے چنانچہ جلال الدولہ نے اس کو معزول کر کے ابوسعید بن عبدالرحیم کو وزیر بنا دیا۔

بغاوت اور جلال کا فرار:......۴۲۷ھ میں فوج نے پھر بغاوت کر دی۔ جلال الدولہ نے ان کی درخواست کے مطابق احکام صادر کرنے کے لئے تین دن کی مہلت مانگی مگر باغی فوج نے مہلت نہ دی۔ پتھر اور اینٹ سے خبر لینے لگے۔ دو ایک پتھر جلال الدولہ کو بھی آ لگے۔ وہ گھبرا کر مرتضیٰ کے گھر کرخ چلا گیا۔ اور جب وہاں بھی اس کے بے چین دل کو سکون نہ ہوا تو رافع بن حسین کے پاس تکریت جا کر دم لیا۔ باغی فوج نے اس کا گھر لوٹ لیا اور دروازے توڑ ڈالے۔ خلیفہ قائم نے پیغام بھیج کر باغی فوج کے جوش کو ٹھنڈا کیا اور درمیان میں پڑ کر جلال الدولہ سے صلح کرا دی۔

جلال الدولہ تکریت سے بغداد واپس آیا اور اپنے وزیر ابوسعید بن عبدالرحیم کو گرفتار کر لیا۔ اسی میں خلیفہ قائم نے معزیہ دینار کے رواج کی ممانعت کر دی۔ شہود اور صرافوں کو معاملات بیع و شراء میں اس کے ساتھ معاملہ کرنے سے منع کر دیا۔

جلال الدولہ اور ابوکالیجار میں مصالحت: ......۴۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اس کے بھتیجے ابوکالیجار میں صلح کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ چنانچہ قاضی ابوالحسن ماوردی اور ابوعبداللہ مردوستی کے ذریعہ سے چچا اور بھتیجے میں صلح ہو گئی۔ ہر ایک نے دوسرے کے ساتھ صلح اور مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔

۴۲۹ھ میں جلال الدولہ نے دربار خلافت میں ''ملک الملوک'' کے خطاب کی درخواست کی۔ چنانچہ خلیفہ نے جواز خطاب کا فتویٰ مانگا۔ قاضی ابوطیب طبری، قاضی ابوعبداللہ صہیری، قاضی ابن بیضاوی اور ابوالقاسم کرخی نے جواز کا فتویٰ دے دیا اور قاضی ابوالحسن ماوردی نے عدم جواز کا فتویٰ دیا۔ فریقین میں بحث و مباحثہ ہوتا رہا۔ بالآخر خلیفہ قائم نے قاضی ابوطیب وغیرہ کے فتویٰ کے مطابق جلال الدولہ کو ''ملک الملوک'' کا خطاب دیا۔

قاضی ابوالحسن ماوردی: ......قاضی ابوالحسن ماوردی کو جلال الدولہ کے ساتھ خاص تعلق تھا دارالامارت میں روزانہ آتا جاتا تھا لیکن ''ملک الملوک'' کے عدم جواز کے فتویٰ دینے کے بعد خانہ نشین ہو گیا۔ ماہ رمضان سے عید یوم النحر (عیدالاضحیہ) تک گھر سے نہ نکلا۔ چنانچہ جلال الدولہ نے اسے بلوایا۔ قاضی ابوالحسن خوفزدہ ہو کر حاضر ہوا۔ جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن کی حق گوئی اور دینی معاملات میں دوستی اور محبت کا پاس نہ کرنے کی بے حد تعریف کی اور یہ حکم دیا کہ آئندہ سے آپ بغیر اجازت لئے ہر وقت میرے پاس تشریف لا سکتے ہیں۔ قاضی ابوالحسن نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن اور حاضرین مجلس کو واپس جانے کا اشارہ کیا۔ حاضرین مجلس کو محض خاص ابوالحسن کی وجہ سے بلایا گیا تھا۔

ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ: ......۴۳۱ھ میں ابوکالیجار نے اپنی فوجیں عادل ابومنصور بن مافنہ کی کمان میں بصرہ بھیجیں۔ اس وقت بصرہ ظہیر ابوالقاسم کے قبضہ میں تھا۔ جو عزالدولہ کے بعد گورنر بصرہ بنا تھا۔ ایک مرتبہ ظہیر ابوالقاسم نے ابوکالیجار سے بغاوت کی تھی اور اس کے بعد پھر اطاعت قبول کر لی تھی۔ ستر ہزار دینار سالانہ خراج بھیجتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا اور مال و دولت کی کثرت ہو گئی اور ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم گورنر عمان کی املاک کو غصباً دبا لیا۔ ابوالحسن نے ابوکالیجار سے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار سالانہ خراج اضافہ کر کے بصرہ کی حکومت کی درخواست کی۔ اس بناء پر ابوکالیجار نے اپنی فوجیں عادل ❶ ابومنصور کی کمان میں بصرہ کی جانب روانہ کیں۔ چنانچہ جس وقت ابوکالیجار کی فوجیں سرزمین بصرہ پر اتریں۔ گورنر عمان کا لشکر ان کی کمک پر آ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں بصرہ پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ ظہیر ابوالقاسم کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کا مال و اسباب لٹ گیا۔ دو لاکھ دینار تاوان جنگ یا بطور جرمانہ اس سے وصول کئے گئے۔ اور کامیابی کے بعد ابوکالیجار بصرہ میں آ گیا، چند دن قیام پذیر رہا۔ پھر اس کے بعد اپنے بیٹے عزالملوک کو حکومت عنایت کر کے ظہیر ابوالقاسم سمیت اہواز کی جانب لوٹ گیا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر ابوالفرج بن فسانجس بھی تھا۔

ترکوں کی شورش: ......۴۳۲ھ میں ❷ ترکوں نے پھر سر اٹھایا۔ جلال الدولہ کے مخالفت پر کمربستہ ہو کر شہر سے نکل آئے اور شہر سے باہر خیمہ زن ہو گئے اور پھر چند مقامات کو لوٹ لیا۔ جلال الدولہ اس وقت بغداد کی مغربی جانب تھا۔ اس واقعہ کو سن کر بغداد سے کوچ کر جانے کا ارادہ کیا مگر مشیروں اور مصاحبوں نے روکا تب جلال الدولہ نے دبیس بن مزید اور قرواش گورنر موصل سے ترکوں کو زیر کرنے کے لئے امدادی فوجیں طلب کیں۔ چنانچہ دبیس اور قرواش نے جلال الدولہ کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔ اسی دوران مصالحت کی خط و کتابت شروع ہو گئی۔ لہٰذا لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ اور مصالحت ہو گئی۔ اور جلال الدولہ اپنے دارالامارت میں واپس آ گیا۔ زمانہ مخالفت میں ترکوں نے خوب دست درازیاں کی تھیں۔ اتنی زیادہ غارت گری اور لوٹ مار ہوئی تھی کہ جس کی کوئی حد نہیں ہو سکتی۔ سارے انتظامات درہم برہم ہو گئے تھے۔

---

❶ ......یہ ابومنصور بن مافنہ ہے، بعض نسخوں میں ابن مسافیہ لکھا ہے جو غلط ہے۔ تصحیح ابن اثیر سے کی گئی ہے۔ (صفحہ ۹۲ جلد ۲)

❷ ......ابن اثیر صفحہ ۹۵ جلد ۲ میں ۴۳۱ھ لکھا ہے۔

دولت سلجوقیہ کی ابتداء:......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ معمورۂ عالم کے ربع شرقی شمالی میں ترکوں کی قوم چین وترکستان کے درمیان خوارزم تک اور شاش، فرغانہ، ماوراء النہر، بخارا، سمرقند اور ترمذ میں آباد تھی۔ مسلمانوں نے اپنی عالمگیر فتوحات کے زمانہ میں ترکوں کو ماوراء النہر وغیرہ کے علاقوں سے نکال کر قبضہ کر لیا تھا۔ صرف ترکستان، کاشغر، شاش اور فرغانہ ان کے قبضہ میں رہ گیا تھا۔ جس کا خراج سالانہ ادا کیا کرتے تھے اس کے بعد ترکوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس بناء پر ترکستان میں ان کی حکومت ودولت کی بنیاد پڑی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

ترکوں کی ایک پہاڑی قوم:......ترکستان اور بلاد چین کے درمیان درّہ کوہ میں ترکوں کا ایک گروپ رہتا تھا جس کی تعداد اس وجہ سے کہ وہ بہت بڑا درہ آبادی سے کافی فاصلہ پر واقع تھا سوائے خالق اکبر کے کوئی نہیں جان سکتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس درہ کی مسافت ہر طرف سے ایک مہینہ کی تھی۔ ترکوں کا یہ گروہ اسی درہ میں رہتا تھا۔ اتفاق سے ان کی ضروریات زندگانی بھی وہیں مہیا تھیں۔ جانوروں کا گوشت، پرندے، دودھ وغیرہ ان کی عام غذا تھی اور جب کبھی غلہ مل جاتا تھا تو اس سے بھی ذائقہ منہ کا بدل لیتے تھے۔ سواریوں کے لئے گھوڑے تھے جن کے لئے قدرتی طور پر اس درہ میں چراگاہ بھی تھی۔ بھیڑ اور بکریوں کے اون سے ستر پوشی کے لئے کپڑے بھی بنا لیتے تھے۔ اتفاق سے اگر کسی قافلہ کا اس طرف سے گزر ہو جاتا تو اس کو لوٹ لینے میں ان کو دریغ بھی نہ ہوتا تھا غرض یہ کہ چاروں طرف سے اس درّے پر قابض اور اس کے محافظ تھے اور گذر اوقات کی ان کی یہی صورت تھی۔ اسی گروہ میں سے غز، خطا اور تتز (تاتار) بھی ہیں۔ ان سب کا تذکرہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

لہٰذا جب ملوک ترکستان و کاشغر کے دولت وحکومت عروج پر پہنچ کر زوال کی جانب مائل ہوئی جیسا کہ ہر حکومت کے بادشاہوں وسلطنت کے لئے یہ حکم طبعًا لازم ہے تو ان خانہ بدوش ترکوں نے درّہ کوہ سے نکل کر بلاد ترکستان پر قبضہ کر لیا اس سے ان کی قوت بڑھ گئی۔ فوائد کے حصول کے بے شمار مواقع ہاتھ آئے۔ اس لئے کہ لوٹ مار اور رہزنی ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ نوک دار نیزوں اور چمکتی ہوئی تلواروں کے ذریعہ سے خانہ بدوشوں کی طرح کسب معاش اور رزق کرنے لگے اور بخارا کے قریب بیس فرسخ کے فاصلے پر ایک عام گزرگاہ پر آ کر قیام پذیر ہو گئے۔ اس دوران بنیسامان اور اہل ترکستان کی دولت وحکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ بنیسامان کا سپہ سالار محمود بن سبکتگین اس دولت وحکومت پر حاوی اور قابض ہو گیا تھا۔

محمود کا ترکوں پر حملہ:......ایک دن محمود کا بخارا سے اس طرف گزر ہوا۔ ارسلان بن سلجوق نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ محمود نے اس کو قید کر کے بلاد ہند کے کسی قلعہ میں بھیج دیا اور خود سوار ہو کر اپنی فوج کے ساتھ اس کے گروہ کی طرف گیا اور ان کو پائمال کرنا شروع کر دیا چنانچہ وہ منتشر ہو کر اطراف خُراسان میں پھیل گئے۔ محمود کے لشکریوں نے ان کا تعاقب کیا تو وہ گھبرا کر اصفہان پہنچ گئے۔ علاء الدولہ بن کاکو یہ گورنر اصفہان نے ان لوگوں کے ساتھ دھوکے کا ارادہ کیا۔ مگر ان لوگوں کو کسی ذریعہ سے اس کا علم ہو گیا۔ لہٰذا اس سے لڑ پڑے۔ مگر ان شامت زدہ ترکوں کو کامیابی نہ ہو سکی بلکہ ہزیمت اُٹھا کر آذربائیجان چلے گئے اور گورنر آذربیجان وہشوذان (یہ بنی مرزبان میں سے تھا) سے بھی لڑ پڑے۔

ترکوں کی رہزنی:......جس وقت ان ترکوں نے اصفہان سے آذربائیجان کی جانب روانگی کا ارادہ کیا تھا ان کے کچھ لوگ خوارزم میں باقی رہ گئے تھے۔ اِن لوگوں نے گردونواح کے قصبات، دیہات اور چھوٹے چھوٹے شہروں پر ہاتھ ڈالنا شروع کر دیا اور آئے دن قافلوں کو لوٹنے لگے۔ گورنر طوس کو اس کی خبر ملی تو فوجیں مرتب کر کے ان کی گوشمالی کیلئے آ گیا اس دوران محمود بن سبکتگین بھی پہنچ گیا۔ رستاق سے جرجان تک ان لوگوں کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ واپسی میں ترکوں کے اس گروہ نے امن کی درخواست کی محمود بن سبکتگین نے امن دے کر اپنی فوج میں رکھ لیا اور یغمر ایک شخص کو اس گروہ کا سپہ سالار بنا دیا اور اس کے بیٹے کو ''رے'' میں ٹھہرایا۔

ترکوں کی ابن سبکتگین سے بغاوت:......ان واقعات کے بعد محمود کی وفات ہو گئی۔ مسعود ابن محمود تخت پر بیٹھا۔ ہند کی لڑائیوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے ترکوں نے بغاوت کر دی۔ مسعود نے ایک فوج ان کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی، ترکوں کے اس باغی گروہ کو عراقیہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں ان کے امراء کیکاؤس، مرکاکول، یغمر اور یاصعکی تھے۔ تخت وتاراج کرتے ہوئے دامغان پہنچے اور اس کو اچھی طرح پامال کر کے سجستان کی طرف بڑھے۔ اس کے بعد مضافات رے کو غارت کیا۔ گورنر طبرستان اور رے متحد ہو کر مسعود کے سپہ سالار کی کمک پر آ گئے اور اس کے ساتھ مل کر باغیوں سے لڑے۔ مگر باغی ترکوں نے ان کو شکست دے کر ''رے'' کا رخ کر لیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا۔

گورنر ''رے'' بھاگ کر کسی قلعہ میں چھپ گیا۔ یہ واقعہ ۴۲۶ھ کا ہے۔ اس کے بعد علاء الدین بن کاکویہ گورنر اصفہان نے ان ترکوں کی جنہوں نے ''رے'' پر قبضہ کر لیا تھا دل جوئی کر کے ابن سبکتگین کا مقابلہ کرنا چاہا۔ شروع میں ان ترکوں نے علاء الدولہ کی اس درخواست کو منظور کر لیا لیکن بعد میں بدعہدی کر دی۔

مراغہ پر ترکوں کی یلغار:......ترکوں کا وہ گروہ جو آذربائیجان کی طرف لوٹ گیا۔ اس کا سردار بوقا، کوکباش، منصور اور دانا تھے وہشودان گورنر آذربائیجان نے مغلوب کرنے کی غرض سے ان پر حملہ کیا۔ لیکن اس سے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ ترکوں کا یہ گروہ لڑتا بھڑتا مراغہ چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ اہل مراغہ کو ان کی آمد کی کچھ خبر نہ تھی۔ چنانچہ وہ بہت بری طرح سے پامال ہوئے۔ ہزبانی کردوں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی۔ اس کامیابی کے بعد ترکوں کی آپس میں مخالفت پیدا ہوگئی اور وہ دو گروہوں پر منقسم ہو گئے۔ ایک گروہ بوقا کے ساتھ ان ترکوں کے پاس آ گیا جو رے میں مقیم تھے اور دوسرا گروہ منصور اور کوکباش کے ساتھ ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا۔ ان دنوں ہمدان میں ابوکالیجار بن علاء الدولہ بن کاکویہ حکمرانی کر رہا تھا۔ بوقا نے ہمدان پہنچ کر ابوکالیجار کا محاصرہ کر لیا۔ کافی عرصے تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس محاصرہ اور جنگ میں متی خسرو بن مجد الدولہ بھی بوقا کا ہاتھ بٹا رہا تھا۔ بالآخر محاصرے کی شدت اور طویل جنگ سے گھبرا کر ابوکالیجار نے شہر چھوڑ دیا۔ چنانچہ بوقا نے شہر میں داخل ہو کر اسے تخت و تاراج کر دیا۔

عراقیہ کی مزید فتوحات:......اس کے بعد کرخ کی جانب بڑھا اور اہل کرخ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا۔ پھر قزوین کو جا کر گھیر لیا مگر اہل قزوین نے اطاعت قبول کر لی۔ سات ہزار دینار نذر کئے۔ فتح قزوین کے بعد انہی ترکوں میں سے ایک گروپ بلاد ارمن چلا گیا۔ عام خونریزی اور غارتگری کرتا ہوا آرمینیہ کی جانب گیا۔ پھر آرمینیہ سے ''رے'' کی طرف مڑا اور ''رے'' سے قلعہ ہمدان کی طرف رخ کیا چونکہ ابوکالیجار ان کا لوہا مان چکا تھا اور بغیر جنگ کئے قلعہ چھوڑ گیا تھا۔ ترکوں (عراقیہ) نے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔ ان سب واقعات میں متی خسروان کے ساتھ تھا۔

ابوالفتح کی عراقیہ پر فتح:......قلعہ ہمدان کے فتح ہونے پر اطراف و جوانب کے امراء دم بخود رہ گئے۔ کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگتی تھی۔ ان غارتگر ترکوں نے استرآباد تک جی کھول کر بربادی پھیلائی۔ ابوالفتح بن ابی الشوک گورنر دینور کو ان کی ظالمانہ حرکات پسند نہ آئیں۔ لہٰذا لشکر تیار کر کے مقابلہ پر آ گیا اور ان کو فاش ہزیمت دے کر ان کا ایک گروپ گرفتار کر لیا۔ ترکوں نے صلح کا پیغام دیا۔ ابوالفتح نے ان کی درخواست پر ترکی قیدیوں کو رہا کر دیا اور آپس میں صلح ہو گئی۔ اس کے بعد ترکوں نے ابوکالیجار سے میل جول پیدا کر لیا اور اس کو یہ جھانسہ دیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہارے ملک کا انتظام کریں گے۔ ابوکالیجار اس جھانسے میں آ گیا۔ مگر چند دن بعد ترکوں نے موقع پا کر بدعہدی کر دی اور اس کو لوٹ لیا۔

علاء الدولہ کی عراقیہ پر فتح:......اس دوران علاء الدولہ نے اصفہان سے فوجیں تیار کر کے ترکوں کو ہوش میں لانے کی غرض سے خروج کیا چنانچہ ترکوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ترکوں نے بے جگری سے مقابلہ کیا لیکن علاء الدولہ کی شمشیر آبدار نے ان کی گرمی کو فوراً ہی ٹھنڈا کر دیا۔ وہشودان گورنر آذربائیجان نے بھی اس واقعہ کو سن کر ان ترکوں پر حملہ کر دیا جو آذربائیجان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور بالآخر کردوں (یعنی وہشودان کے ساتھیوں) نے ترکوں کو دبا لیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ جس سے ترکوں کی ساری جماعت تتر بتر ہو گئی۔ اس کے بعد کول یعنی ان ترکوں کا سردار مر گیا جو ''رے'' میں مقیم تھے۔

طغرل بیگ:......جس وقت ترکوں کا ٹڈی دل گروہ ماوراء النہر سے خراسان کی طرف نکل پڑا تھا۔ ان میں سے چند لوگ اپنے پرانے علاقے میں باقی رہ گئے تھے۔ طغرل بیگ بن میکائیل ابن سلجوق ان کا امیر تھا۔ داؤد، بیغو، نیال اور جعفری ''طغرلبک'' [1] کے بھائی تھے اور اس کے ساتھ یہیں رہے۔ ان واقعات کے بعد جن کا تذکرہ ابھی اوپر ہو چکا ہے۔ ان لوگوں نے خراسان کی جانب خروج کیا۔ یہ لوگ ترکوں سے پہلے جرگہ

---

[1]......طغرلبک کا صحیح تلفظ طغرل بیگ پڑھا جائے گا۔ اس کو عربی تلفظ میں طغرلبک کہیں گے۔ (ثناء اللہ محمود)

سے باعتبار قوت، بہ لحاظ شوکت وجلال اور مردانگی وحکومت کے اعتبار سے بہت بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ نیال ایک مختصری فوج لے کر ''رے'' کی طرف بڑھا۔ اہل ''رے'' نے مقابلہ کیا۔ چنانچہ ترکوں کو شکست ہوگئی۔ بھاگ کر آذربیجان سے جزیرہ ابن عمر چلے گئے۔ سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان گورنر جزیرہ نے اِن میں سے منصور بن عز علی کو بحیلہ ومکر گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جس سے اس کے ساتھی منتشر اور بے جان ہو گئے۔

ترکوں کی دیار بکر آمد:......اس کے علاوہ قرواش گورنر موصل نے بھی اپنی فوجیں ان کی سرکوبی کے لئے بھیج دیں۔ پھر کیا تھا ان ترکوں پر باوجود وسعت کے زمین تنگ ہوگئی۔ سرگردان و پریشان بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ گئے اور جیسے تیسے گرتے پڑتے دیار بکر پہنچے۔ اہل دیار بکر ان کی آمد سے بے خبر تھے۔ لہٰذا خوب جی کھول کر ان کو تخت وتاراج کیا۔ نصیر الدولہ نے ان کے امیر منصور کو اپنے بیٹے سلیمان کے قبضہ سے رہا کرا دیا۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ امیر منصور کے رہا ہوتے ہی ترکوں نے سامان جنگ درست کر کے موصل پر چڑھائی کر دی۔ گورنر موصل نے بھی فوجیں تیار کر کے مقابلہ کیا۔ ان کی متعدد لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار شدت جنگ سے تنگ آ کر کشتی پر سوار ہو کر سندھ چلا گیا۔ ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور جی کھول کر لوٹا۔ گورنر موصل نے سندھ پہنچ کر جلال الدولہ، دبیس بن مزید اور امراء عرب سے ترکوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔

ترکوں کے خلاف بغاوت:......ادھر ترکوں نے اہل موصل پر بیس ہزار دینار خراج قائم کر دیا۔ اس سے ایک عام ناراضگی پیدا ہوگئی۔ ان سب نے متحد ہو کر بغاوت کر دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کوکباش (ترکوں کا سردار) موصل سے آ گیا تھا۔ بغاوت اور شورش کی خبر سن کر رجب ۴۳۵ھ میں موصل کی جانب لوٹ گیا اور بزور تیغ داخل ہو کر قتل وغارت گری کا کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا۔ یہ لوگ خطبوں میں پہلے خلیفہ وقت کو دعاء سے یاد کرتے تھے اس کے بعد طغرل بیگ کا نام لیتے تھے۔

جلال الدولہ اور طغرل بیگ:......جلال الدولہ نے طغرل بیگ کو ان واقعات سے مطلع کر کے ترکوں کی زیادتی اور ظلم وستم کی شکایت لکھی۔ طغرل بیگ نے جواباً تحریر کیا کہ ''بیشک یہ لوگ ہماری خدمت میں تھے۔ ہمارے علم حکومت وسرداری کے آگے گردن اطاعت جھکائے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے اور محمود سبکتگین کے درمیان مناقشہ پیدا ہوگیا جیسا کہ آپ پر واضح ہے۔ چنانچہ ہم نے محمود کے مقابلہ کی تیاری کی۔ یہ لوگ بھی ہمارے ساتھ اطراف خُراسان میں گئے۔ مگر خُراسان پہنچ کر یہ لوگ ہماری اطاعت اور قبضہ اقتدار حکومت سے باہر ہو گئے۔ اب یہ میرے اختیار سے باہر ہیں۔ ان کی سرکوبی اور گوشمالی ایک ضروری کام ہے''۔ جواب روانہ کرنے کے بعد ترکوں کو نصیر الدولہ سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی تاکید کے ساتھ ممانعت کر دی۔ جلال الدولہ نے تو اس خط کو دیکھ کر گورنر موصل کی امداد واعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ دبیس بن مزید اور امراء عرب میں سے بنو عقیل امداد وکمک کے لئے قرواش گورنر موصل کے پاس آئے۔ ترکوں کو اس کی خبر مل گئی تو انہوں نے ان ترکوں کو جو دیار بکر میں تھے بُلوا لیا اور جمع ہو کر مقابلہ پر آئے چنانچہ ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا۔ دو پہر نہ ہونے پائی تھی کہ عربوں کو شکست ہوئی مگر یہ شکست چند ہی گھنٹے میں کامیابی میں بدل گئی۔ عرب نے پلٹ کر پھر حملہ کیا اور حملہ ایسا سخت اور طاقتور تھا کہ ترکوں کے پاؤں میدان جنگ سے ڈگمگا گئے اور شکست کھا کر بھاگ گئے۔ عرب نے شمشیر آبدار نیام سے کھینچ لی اور نہایت سختی سے قتل اور قید کرنا شروع کر دیا۔ قرواش گورنر موصل شکست کھانے والے گروپ کے تعاقب میں نصیبین تک جا کر واپس آ گیا۔ اور شکست یافتہ گروپ دیار بکر اور دیار بکر سے ''بلاد ارمن'' اور روم چلا گیا اور انہی مقامات پر ان لوگوں نے جلے ہوئے دل کے آبلے پھوڑے۔

طغرل بیگ اور ابن سبکتگین:......طغرل بیگ اور اس کے بھائیوں نے خوزستان پہنچ کر لڑائی کا بازار گرم کر دیا اور بنی سبکتگین کی فوج سے مدتوں لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اِن کو اُن پر غلبہ اور کامیابی عنایت فرمائی۔ شباشی حاجب (سلطان مسعود بن محمود سبکتگین کے سالار) کو شکست ہوگئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کر ہرات پہنچ گیا اور جب طغرل بیگ نے ہرات کا رخ کیا تو شباشی غزنی بھاگ گیا۔ سلطان مسعود کو اس سے بے حد اشتعال پیدا ہوگیا۔ چنانچہ فوجیں تیار کر کے طغرل بیگ پر حملہ کر دیا۔ طغرل بیگ کو اس جنگ میں زیر ہونا پڑا اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کر بیابان میں گھس گیا۔ سلطان مسعود تین برس تک اس کی تلاش اور تعاقب میں لگا رہا۔ ایک روز طغرل بیگ موقع پا کر سلطان مسعود پر حملہ آور ہوا جس وقت کہ اس کا لشکر بوقت عبور دریا اس سے پیچھے رہ گیا تھا۔ چنانچہ سلطان مسعود کو شکست اُٹھانی پڑی۔ طغرل بیگ کی فوج نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان مسعود کچھ نہ کر سکا۔

نیشا پور پر قبضہ:......طغرل بیگ اس اتفاقی کامیابی پر شاداں وفرحاں نیشا پور کی جانب روانہ ہوگیا اور ۴۳۱ھ میں اس پر قبضہ کرلیا۔اب اس وقت آتش جنگ جو ایک مدت سے شعلہ زن تھی خاموش ہوگئی۔فتنہ وفساد کی گرم بازاری بھی ٹھنڈی ہوگئی۔اطراف وجوانب کے عُمّال نے سلطان اعظم کے لقب سے طغرل بیگ کو مخاطب کیا اور خطبوں میں بھی اسی لقب سے اس کا نام شامل کرلیا گیا۔نیشا پور کے انتظامات میں جو خلل واقع ہوگیا تھا اس نے اس کو دور کیا۔اوباشوں اور جرائم پیشہ کو قرار واقعی سزا دی۔اسی زمانہ سے اکثر علاقوں پر سلجوقیہ کا قبضہ وتصرف شروع ہوگیا۔پیغو نے ہرات کو دبالیا۔داؤد نے بلخ پر قبضہ کرلیا۔بلخ میں قوتیاق (سلطان مسعود کا حاجب) حکومت کررہا تھا۔سلطان مسعود کسی وجہ سے اس کی مدد نہ کرسکا تو اس نے شہر کو داؤد کے حوالہ کردیا۔لہٰذا سلجوقیہ کی حکومت کو تمام علاقوں میں ایک گونہ استحکام واستقلال حاصل ہوگیا۔

طغرل بیگ کو استحکام:......اس کے بعد طغرل بیگ نے طبرستان اور جرجان کو انوشیروان بن منوشہر بن قابوس کے قبضہ سے نکال لیا۔انوشیروان نے تیس ہزار دینار سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔چنانچہ طغرل بیگ نے اپنی طرف سے اس کو طبرستان کی حکومت عنایت کی اور مرادویج کو جو اس کا ساتھی تھا پچاس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرنے کی شرط پر جرجان پر مقرر کیا۔خلیفہ قائم نے فتنہ وفساد اور آئے دن کی لڑائی ختم کرنے کی غرض سے قاضی ابوالحسن ماوردی کو طغرل بیگ کے پاس روانہ کیا اور صلح کی گفتگو شروع ہوئی۔آخر کار اس کی جلال الدولہ سے صلح ہوگئی۔جس کے قبضہ میں خلافت عباسیہ کی باگ ڈور تھی اور اس نے اس کی اطاعت قبول کرلی۔

قرواش اور جلال الدولہ:......قرواش گورنر موصل نے ۴۳۱ھ میں اپنا لشکر خمیس بن ثعلب (گورنر تکریت) کے محاصرے کے لئے روانہ کیا تھا۔خمیس نے جلال الدولہ کو قرواش کی شکایت بھیجی۔جلال الدولہ کو قرواش کو اس حرکت پر ملامت کی اور خمیس سے مزاحمت کرنے سے روکا۔قرواش نے اس کی تعمیل نہ کی بلکہ بذات خود تکریت کے محاصرے پر گیا اور ترکوں کو جو بغداد میں تھے جلال الدولہ کی مخالفت کرنے پر اُبھارنے کی کوشش کی۔جلال الدولہ کو اس کی خبر ملی تو بے حد برہم ہوا۔چنانچہ اُسی وقت ابوالحرث ارسلان بساسیری کو لکھا کہ تم قرواش کے نائب کو جو سندیہ میں مقیم ہے گرفتار کرنے روانہ ہو جاؤ۔چنانچہ ماہ صفر ۴۳۲ھ میں ابوالحرث سندیہ کی طرف روانہ ہوا۔راستے میں عربوں سے چھیڑ چھاڑ شروع ہوگئی جس کی وجہ سے ابوالحرث بے نیل مرام واپس آیا۔اور ان لوگوں نے صرصر اور بغداد کے درمیان قیام کرکے رہزنی شروع کردی۔اس واقعہ سے جلال الدولہ کو بہت صدمہ ہوا لہٰذا لشکر تیار کرکے انبار کی جانب کوچ کردیا۔ان دنوں قرواش یہیں مقیم تھا مگر قرواش کو اس کی اطلاع نہ تھی چنانچہ محاصرہ میں آگیا۔اس کے بعد بنوعقیل نے درمیان میں پڑ کر جلال الدولہ اور قرواش کی صلح کرادی۔

جلال الدولہ کی وفات:......آمدنی کی کمی اور خراج وصول نہ ہونے کی وجہ سے جلال الدولہ نے مقام جوالی پر ہاتھ بڑھانے شروع کئے اور حکمت عملی سے اس پر قبضہ کرلیا۔اس کی آمدنی خلیفہ کے جیب خرچ کے لئے مخصوص تھی۔اس کے بعد ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں اپنی حکومت کے سترہویں ❶ برس وہ مرگیا۔اس کے مرنے کے بعد اس کے اراکین دولت کو ترکوں اور عوام الناس سے خطرہ پیدا ہوگیا چنانچہ وزیر کمال الملک بن عبدالرحیم اور اراکین دولت حرم سرائے خلافت میں آئے اور شاہی سپہ سالاروں نے جمع ہوکر ترکوں اور عوام الناس سے مقابلہ کیا۔اور اس کے بڑے بیٹے ملک العزیز ابومنصور بن جلال الدولہ سے واسط میں اطاعت کے لئے خط وکتابت شروع کردی۔اور اس کو بلوایا۔پرانے دستور کے مطابق حق البیعت مانگا۔مقدار کے تعین یا دولت نہ ہونے کی وجہ سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہوگیا۔اتنے میں ابوکالیجار کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی چنانچہ کمانڈروں اور شاہی فوج کے پاس حق البیعت کا بہت سا مال بھیج دیا اور اپنی حکومت وسرداری کی ترغیب دی، لہٰذا کمانڈر اور فوج ملک العزیز کو چھوڑ کر ابوکالیجار کی طرف مائل ہوگئے اس دوران ملک العزیز بھی واسط سے آگیا جس وقت نعمانیہ پہنچا۔لشکر بغداد نے بغاوت کردی۔چارونا چار پھر واسط کی جانب لوٹ گیا اور بغاوت فروہوگئی۔پھر جامع مسجد بغداد میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ملک العزیز کے احوال:......ملک العزیز نے نعمانیہ سے واسط جاتے ہوئے دبیس بن مزید سے ملاقات کی جب کچھ کام نکلنے کی صورت

❶......ابن اثیر میں سترہ سال گیارہ ماہ لکھا ہے۔(صفحہ ۱۲۰ جلد ۵)

نہ آئی تو قرواش بن مقلد (گورنر موصل) کے پاس گیا اور جب اس سے بھی مقصد حاصل ہوتا نظر نہ آیا تو ابوالشوک کے یہاں پہنچ گیا۔ ابوالشوک نے بھی نخرے دکھائے اور دغا بازی کا ارادہ کرلیا چنانچہ ملک العزیز کو اس کا احساس ہوگیا چنانچہ وہ پریشان ہوکر طغرل بیگ کے بھائی نیال کے پاس چلا گیا اور عرصے تک اس کے پاس مقیم رہا۔ کچھ عرصے بعد چند لوگوں کے ساتھ چھپ کر بغداد آیا مگر ابوکالیجار کے ہمراہیوں کو اس کے آنے کی اطلاع مل گئی چنانچہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ لڑائی میں ملک العزیز کے کچھ ساتھی مارے گئے مگر ملک العزیز کسی طرح اپنی جان بچا کر نصیر الدولہ بن مروان کے پاس میافارقین بھاگ گیا اور وہیں ماہ صفر ۴۴۱ھ میں اس کا انتقال ہوگیا۔

ابوکالیجار کی بغداد آمد: ......ابوکالیجار کے نام کا خطبہ ماہ صفر ۴۳۶ھ میں جامع مسجد بغداد میں پڑھا گیا۔ ابوکالیجار نے دس ہزار دینار اور بہت سامال اور قیمتی قیمتی اسباب خلیفہ کی خدمت میں بطور نذر پیش کئے۔ سپاہیوں اور کمانڈروں کو بے حد انعامات اور صلے دیئے۔ اور خلیفہ نے ''محی الدین'' کا لقب عنایت کیا۔ ابوالشوک، دبیس اور نصیر الدولہ بن مروان نے بھی اپنے اپنے صوبوں کی جامع مسجدوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جب اس کو اپنی امارت و ریاست کا مکمل یقین ہوگیا تو ایک جلوس تیار کر کے بغداد کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس کا وزیر ابوالفرج محمد بن جعفر بن محمد بن فسانجس بھی اس کے ساتھ تھا۔ خلیفہ قائم نے استقبال کا ارادہ کیا لیکن ابوکالیجار نے معذرت کرلی اور استقبال سے روک دیا۔ خلیفہ نے اس کے کمانڈروں بساسیری، نساوری ❶ اور ہمام ابواللقاء کو خلعتیں مرحمت کیں۔

ابوکالیجار اور طغرل بیگ کی صلح: ......ابوکالیجار نے بغداد میں داخل ہوکر انتظاماً عمید الدولہ ابوسعید کو بغداد سے نکال دیا۔ چنانچہ عمید الدولہ تکریت روانہ ہوگیا۔ ابومنصور ❷ بن علاء الدولہ بن کانویہ (گورنر اصفہان) نے پھر اطاعت قبول کرلی اور طغرل بیگ سے منحرف ہوکر اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابومنصور اور ابوکالیجار کے درمیان جنگ اور محاصرے کے بعد مصالحت کا پروگرام بن گیا تھا۔ اور ابومنصور نے آئندہ کے خوف سے خراج دینا منظور کرلیا تھا اور یہی بات باعث مصالح تبنی۔ اس کے بعد ابوکالیجار نے سلطان طغرل بیگ سے صلح کی درخواست کی اور اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر کے صلح کرلی۔ یہ واقعہ ۴۳۹ھ کا ہے۔

ابوکالیجار کی وفات: ......چونکہ بہرام بن لشکرستان (دیلمی سردار) یعنی کرمان کے گورنر نے خراج بھیجنا بند کردیا اور آئے دن ایک نہ ایک بہانہ کرتا رہتا تھا۔ اس لئے ۴۴۰ھ میں ابوکالیجار مرزبان بن سلطان الدولہ بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ نے کرمان پر فوج کشی کردی اور بذات خود اس مہم کو سر کرنے روانہ ہوا۔ کرمان کا گورنر قلعہ بروشیر میں تھا۔ ابوکالیجار نے حکمت عملی سے بروشیر پر قبضہ کرلیا۔ اس دوران کسی فوجی افسر نے کسی کشیدگی کی وجہ سے بہرام کا کام تمام کردیا۔ اور اہل کرمان ابوکالیجار کی طرف مائل ہوتے نظر آئے۔ اس بناء پر ابوکالیجار نے نہایت تیزی سے کرمان کا سفر کیا۔ مگر راستے میں بیمار ہوگیا۔ شہر جناب (بلاد کرمان میں) پہنچ کے ۴۴۰ھ میں جب کہ اس کی حکومت کو چار سال تین ماہ گزر چکے تھے مرگیا۔ جیسے ہی اس کی آنکھیں بند ہوئیں ترکوں نے اس کی لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور اس کا بیٹا ابومنصور وزیر فلاستوں کے خیمہ میں بھاگ کر آیا۔ ترکوں نے اس پر بھی ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کیا مگر دیلمی فوج نے سینہ سپر ہوکر روکا۔ اس کے ابومنصور شیراز کی جانب لوٹ گیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ وزیر کو کسی خاص وجہ کے باعث ابومنصور سے سوء مزاجی پیدا ہوگئی۔ لہٰذا علیحدہ ہوکر قلعہ خُرما میں چلا گیا اور وہیں قلعہ بندی کر کے مقیم ہوگیا۔

ملک الرحیم کی حکومت: ......چند دنوں بعد بغداد میں ابوکالیجار کے مرنے کی خبر مشہور ہوگئی۔ ان دنوں بغداد میں اس کا دوسرا لڑکا ملک الرحیم ابونصر خُرہ فیروز موجود تھا۔ کمانڈروں اور اراکین دولت نے اس کی امارت و ریاست کی بیعت کرلی۔ اس کے بعد اس نے خلیفہ سے اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت مانگی اور ''ملک الرحیم'' کا خطاب کئے جانے کی درخواست دی خلیفہ نے شرعی ممانعت کی وجہ سے ''ملک الرحیم'' کا خطاب منظور نہیں کیا اور باقی درخواستیں قبول کرلیں غرض عراق، خوزستان اور بصرہ میں ملک الرحیم کی حکومت کا سکہ چل گیا۔ بصرہ میں اس کا بھائی ابوعلی حکومت

---

❶ ......ابن اثیر میں نشاوری لکھا ہے۔ (صفحہ ۱۲۰ جلد ۵)۔ ❷ ......بات یہ تھی کہ ابومنصور نے کسی امید پر طغرل بیگ کی اطاعت قبول کی تھی اور ابوکالیجار سے عہد توڑ دیا تھا لیکن جب طغرل بیگ سے اس کی امید پوری نہ ہوئی اور طغرل بیگ خُراسان کی جانب لوٹ گیا تو ابومنصور کو ابوکالیجار سے خوف پیدا ہوا چنانچہ اس سے اپنی تقصیرات کی معافی مانگی اور اطاعت قبول کرنے کا پیغام دیا ابوکالیجار نے اس کی یہ درخواست قبول کرلی اور سالانہ خراج دینے پر مصالحت ہوگئی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۳۰ جلد ۹۔)

کرر ہا تھا اس کے دوسرے بھائی ابومنصور نے شیراز پر قبضہ کر رکھا تھا جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ ملک الرحیم نے ایک لشکر اپنے تیسرے بھائی ابو سعید خسرو شاہ کے ساتھ شیراز کی طرف روانہ کیا۔ جس نے شیراز پر قبضہ کر کے ابومنصور کو گرفتار کر لیا۔

ملک العزیز کی جنگ:...... اسی سنہ میں ابو کالیجار کی وفات کے بعد ملک العزیز بن جلال الدولہ کے دماغ میں بھی حکومت کی ہوا سمائی اور ایک مختصر سی فوج تیار کر کے قرواش سے الگ جدا ہو کر بصرہ کا رخ کر لیا۔ ابوعلی بن کالیجار نے نہایت خوبی سے اس کا مقابلہ کیا لہٰذا وہ خائب و خاسر ہو کر واپس چلا گیا اور اسی سنہ میں ''ملک الرحیم'' نے بغداد سے خوزستان کی جانب کوچ کیا۔ لشکر خوزستان نے جوش اور خوشی سے استقبال کیا۔ مطیع تو پہلے ہی سے تھے اس کی حکومت کے علم کے آگے بھی گردن اطاعت جھکا دی۔ اسی زمانہ میں اہل سنت و جماعت اور شیعہ کے درمیان بغداد میں جھگڑا ہوا اور مدتوں فتنہ وفساد ہوتا رہا۔

فارس کی طرف ملک الرحیم کی روانگی:...... ۴۴۰ھ میں ملک الرحیم نے اہواز سے فارس کی جانب کوچ کیا اور شیراز کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ ترکان شیراز اور بغداد کی کسی بات میں لڑائی ہوئی تو فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا۔ ترکان بغداد ناراض ہو کر عراق چلے گئے۔

چونکہ ملک الرحیم کو ترکان شیراز پر پورا بھروسہ نہیں تھا اور دیلم اس کے بھائی ابومنصور کی طرف مائل تھے جو اصطخر میں مقیم تھا اس وجہ سے یہ بھی ان کے ساتھ ساتھ عراق کی طرف چلا اور اہواز میں قیام کر دیا، چنانچہ ارجان میں ابوسعد اور ابوطالب (اپنے دونوں بھائیوں) کو مامور کیا، ابومنصور فوجیں مرتب کر کے ان پر حملہ آور ہو گیا، ملک الرحیم یہ خبر سن کر مقابلہ کے لئے اہواز سے رامہرمز کی طرف بڑھا، چنانچہ دونوں بھائیوں کی مڈ بھیڑ ہو گئی، اتفاق یہ کہ ملک الرحیم شکست کھا کہ بصرہ کی طرف بھاگ گیا اور پھر بصرہ سے واسط چلا گیا۔ ابومنصور کی فوج نے اہواز میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا پھریرا اڑا دیا اور اہواز کے باہر ایک میدان میں پڑاؤ ڈال دیا، اتنے میں ۴۴۱ھ پورا ہو گیا۔

لشکر فارس کی بغاوت:...... ۴۴۲ھ کے شروع ہی میں لشکر فارس میں بغاوت پھوٹ نکلی لشکر کا ایک حصہ منصور کی اجازت کے بغیر فارس چلا گیا اور کچھ لوگ اس کے ساتھ وہیں مقیم رہے اور ایک حصہ ملک الرحیم سے مل گیا، ملک الرحیم لشکر فارس کی بغاوت کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ ادھر لشکر بغداد کو طلبی کا خط روانہ کیا ادھر اپنے لشکر کی فوج کو تیار کر کے اہواز کی جانب کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی اہواز پر قبضہ کر لیا اور لشکر بغداد کے انتظار میں اہواز میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ لشکر بغداد بھی آ گیا۔

ملک الرحیم کا رامہرمز پر قبضہ:...... اس کے بعد ملک الرحیم نے کیمپ مکرم کا رخ کیا اور ۴۴۲ھ پورا ہونے تک اس پر بھی قابض ومتصرف ہو گیا اس کے بعد ۴۴۳ھ میں کیمپ مکرم سے قنطرہ اربق کی طرف بڑھا اس کے ساتھ دبیس بن مزید اور بساسیری وغیرہ بھی تھے اور امیر ابو منصور، ہزار شب بن تنکیر ❶ اور منصور بن حسین اسدی نے دیلم اور اکراد سمیت ارجان سے تشتر کا رخ کیا مگر اور پہنچنے سے پہلے ملک الرحیم تشتر پہنچ گیا تھا، لہٰذا ابومنصور وغیرہ کو شکست اٹھا کر واپس آنا پڑا۔ اس کے بعد ملک الرحیم نے ایک فوج رامہرمز کی طرف روانہ کی۔ اس وقت تک رامہرمز میں امیر ابومنصور کا قبضہ تھا اسی کا لشکر اور اسی کے سردار رہتے تھے محاصرے اور ہلکی جنگ کے بعد ماہ ربیع الثانی ۴۴۳ھ میں فتح ہو گیا۔

ابوسعد کا اصطخر پر قبضہ:...... اس خداداد کامیابی کے بعد ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابوسعد کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ فارس کی طرف روانہ کیا اس وجہ سے کہ ابونصر خسرو نے جو اصطخر میں مقیم تھا اور ملک الرحیم کا بھائی تھا ہزار شب (یہ امیر ابومنصور کا مشیر اور سپہ سالار تھا) کے غلبہ سے بیزار ہو کر ملک الرحیم (یعنی اپنے بھائی) کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اطاعت کے اظہار کی غرض سے ایک خط بھی بھیج دیا تھا اس بناء پر ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابوسعد و بلاد فارس کی جانب روانگی کا حکم دے دیا، چنانچہ ابونصر نے ابوسعد کو اصطخر میں داخل کر کے قبضہ دلا دیا۔

ابومنصور کی تیاری:...... امیر منصور کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا اور پھر ہزار شب اور منصور بن حسین اسدی کو جمع کر کے ملک الرحیم کے مقابلے کے لئے اہواز کی جانب کوچ کیا سلطان طغرل بیگ سے بھی اطاعت وفرمانبرداری کے اظہار کے لئے امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان

❶...... ابن اثیر صفحہ ۱۵۷ جلد ۵ پر بنکیر لکھا ہے۔

طغرل بیگ نے ایک فوج اس کی کمک پر بھیج دی، یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان طغرل بیگ نے اصفہان وغیرہ پر قبضہ کرلیا تھا اور اس کی حکومت و دولت کی ہر طرف دھوم مچی ہوئی تھی۔ طرہ اس پر یہ ہوا تھا کہ ملک الرحیم کے ساتھی بھی منتشر ہو گئے تھے بساسیری اور دبیس بن مزید نے بھی علیحدگی اختیار کر لی تھی عرب اور کردوں کی فوجیں تتر بتر ہو گئی تھیں۔ بس تھوڑی سی فوج اہوازی دیلم اور بغداد کی باقی رہ گئی تھی لہٰذا مجبوراً مصلحت وقت کی خاطر یہ طے کیا کہ کیمپ مکرم سے اہواز میں داخل ہو کر قلعہ نشین ہو جانا چاہئے اور لشکر بغداد کے انتظار میں وہیں ٹھہرنا مناسب ہے۔

ملک الرحیم کی شکست:...... اس کے بعد اپنے بھائی ابوسعد کو فارس کی جانب روانہ کر دیا جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر چکے ہیں، اس سے یہ غرض تھی کہ امیر بومنصور اور ہزار شب وغیرہ کی توجہ ابوسعد کے حملے کی وجہ سے فارس کی جانب ہو جائے گی لیکن ملک الرحیم کا یہ خیال غلط نکلا۔ ان لوگوں نے ابوسعد کی طرف بالکل توجہ نہیں کی بلکہ سیدھے اہواز چلے گئے اور ملک الرحیم سے لڑائی چھیڑ دی۔ ملک الرحیم شکست کھا کر واسط بھاگ گیا۔ امیر ابو منصور کے سپاہیوں نے اہواز کو لوٹ لیا، اس واقعہ میں کمال الملک ابوالمعالی عبدالرحیم کا وزیر گم ہو گیا جس کا بعد میں بھی کوئی پتہ نہیں چلا۔

اہواز میں ملک الرحیم کا خطبہ:...... امیر منصور اس خداداد کامیابی کے بعد ابوسعد کی روک تھام کے لئے شیراز کی جانب روانہ ہوا چنانچہ شیراز کے قریب فریقین نے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ ہر مقابلہ میں ابوسعد نے ابومنصور کو شکست دی۔ اس سے ابومنصور کے ساتھی ہمت ہار گئے اکثر نے امن کی درخواست کر دی چنانچہ ابومنصور مجبور ہو کر فارس کے کسی قلعہ میں چھپ گیا اور اہواز میں ملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا۔ لشکریوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے اور ملک الرحیم کو اہواز بلوا لیا۔

بغداد میں شیعہ سنی فساد:...... ملک الرحیم کی عدم موجودگی میں بغداد کے شیعہ و اہل سنت و جماعت جھگڑ پڑے ❶ فریقین کی سینکڑوں جانیں تلف ہو گئیں۔ خلیفہ قائم نے علویوں اور عباسیوں کے نقیبوں کو تحقیق حال اور تفتیش کے لئے مامور کیا مگر اس واقعہ کی اصلیت کا انکشاف نہ ہو سکا اور فتنہ وفساد بڑھتا ہی گیا۔ اہل بیت کے عظیم مشاہیر جلا دیئے گئے۔ دبیس بن مزید کو ان واقعات کی خبر ملی تو خلیفہ قائم کو افسوسناک مداہنت آمیز خط تحریر کیا اور اسی وجہ سے اپنے صوبہ میں خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ بند کر دیا۔ مگر پھر خلیفہ قائم کے خط و کتابت کرنے سے بدستور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

طغرل بیگ کا اصفہان پر قبضہ:...... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۴۳۲ھ میں ترکوں نے خراسان کو بنی سبکتگین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے ۴۴۲ھ میں اصفہان کو بھی ابن کالویہ سے چھین لیا اور اپنے بھائی ارسلان بن داؤد کو فارس کے علاقوں کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ ارسلان نے فارس پر ۴۴۲ھ میں قبضہ کر لیا اور جتنے دیلم وہاں تھے ان کو پامال اور زیر وزبر کر کے شہر ”فساد“ میں مقیم ہو گیا۔

طغرل بیگ کو خلعت وخطاب:...... خلیفہ قائم بامر اللہ نے طغرل بیگ کے پاس خلعت اور خطاب روانہ کیا۔ اور ان علاقوں کی حکومت عطا کر دی جس پر اس نے غلبہ و تصرف حاصل کر لیا تھا۔ سلطان طغرل بیگ کے حضور تحفتاً روانہ کئے۔ اس کے علاوہ اراکین حکومت کو پانچ ہزار دینار اور وزیر کو دو ہزار دینار بھیجے۔ اس دوران ۴۴۳ھ کا دور آ گیا۔ عید کی تقریب میں سلطان طغرل بیگ نے بغداد میں حاضر ہو کر خلیفہ قائم کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ خلیفہ نے دربار عام کیا اور جلوس کے ساتھ سواری نکلنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ۴۴۴ھ میں ترکوں نے شیراز پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں شیراز میں امیر ابوسعد ملک الرحیم کا بھائی حکومت کر رہا تھا وہ ترکوں سے مقابلہ پر آیا اسے ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ:...... ۴۴۴ھ میں ملک الرحیم نے اپنی فوجیں بساسیری کی کمان میں بصرہ روانہ کیں۔ چنانچہ بساسیری نے بصرہ پہنچ کر اس کے بھائی ابوعلی کا محاصرہ کر لیا چنانچہ بری اور بحری لڑائیاں ہوئی۔ بالآخر ابوعلی کو شکست ہو گئی اور ملک الرحیم کی فوج نے دجلہ ار انہار پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ملک الرحیم بھی خشکی کے راستے اپنا لشکر لئے ہوئے پہنچ گیا۔ قبائل ربیعہ اور مضر نے حاضر ہو کر امن کی درخواست دی، ملک الرحیم نے ان کو امن دے دیا اور بصرہ پر قابض ہو گیا۔ بصرہ پر قبضہ کے بعد دیلم کے سفیر خوزستان سے آئے اور انھوں نے ان کی

---

❶...... اس جھگڑے کی بنیاد ماہ صفر ۴۴۳ھ میں پڑی تھی ابتداً اس کی یوں ہوئی تھی کہ شیعان کرخ نے چند بلند برج بنائے تھے اور اس پر سنہرے حرفوں سے، محمد وعلی خیر البشر، تحریر کیا تھا اہل سنت والجماعت اس پر جھگڑ پڑے۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۴ جلد ۹

اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا۔

ابوعلی اور طغرل بیگ:...... ابوعلی شکست کھا کر شط عمان چلا گیا اور ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہو کر قلعہ بندی کر لی مک الرحیم نے اس کا تعاقب کیا مگر ابوعلی یہ خبر سن کر عیادان بھاگ گیا ملک الرحیم نے عیادان کا رخ کیا اور ابوعلی عیادان سے نکل کر ارجان کی طرف روانہ ہو گیا اور ارجان سے سلطان طغرل بیگ کے پاس اصفہان چلا گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی قوم کی ایک شریف زادی سے اس کا نکاح کر دیا۔ جاگیریں بھی دیں اور قیام کرنے کے لئے صوبہ جرباذقان کا ایک قلعہ دے دیا۔

تشتر پر قبضہ:...... ملک الرحیم نے بصرہ پر قبضہ کر کے اپنے وزیر بساسیری کو بصرہ کی حکومت عطا کی اور اہواز چلا گیا منصور بن حسین اور ہزارشب کے پاس ارجان وتشتر حوالے کر دینے کا پیغام بھیجا، ان دونوں نے صلح کے ساتھ تشتر کو ملک الرحیم کے حوالے کر دیا۔ ارجان کی عنان حکومت فولاد بن خسر دیلمی کے دقبضہ میں تھی اس نے پہلے تو سرتابی کی مگر ۴۴۵ھ میں ملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی۔

ابن ابی الشوک کی سرکشی واطاعت:...... سعدی بن ابی الشوک نے ''رے'' کے اطراف میں سلطان طغرل بیگ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور پھر اس کی شرف حضوری حاصل کرنے حاضر دربار بھی ہوا تھا، سلطان طغرل بیگ نے ۴۴۴ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ عراق روانہ کیا جو لوٹ مار کرتا ہوا نعمانیہ پہنچا چنانچہ بنی عقیل نے سعدی سے خط وکتابت شروع کی اور قریش بن بدران اور مہلہل (ابی الشوک کے بھائی) کی ظالمانہ حرکات کی شکایت کر کے مدد کی درخواست کی۔ سعدی نے مدد کا وعدہ کیا چنانچہ مہلہل کو یہ خبر مل گی۔ طیش میں آ کر بنی عقیل پر مقام عکبرا میں حملہ کر دیا۔ بنی عقیل واویلا وامصیبتاہ کا شور مچاتے ہوئے سعدی کے پاس پہنچ گئے یہ اس وقت سامرا میں تھا اور مہلہل کے جور وستم کا شکوہ کیا۔ سعدی کی رگ حمیت جوش میں آ گئی لہٰذا وہ ہمت باندھ کے مہلہل کی طرف روانہ ہو گیا دونوں چچا بھتیجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار مہلہل کو شکست ہوئی اور اسی دوران اس کو گرفتار کر لیا گیا سعدی نے کامیابی کے بعد حلوان کی جانب کوچ کر دیا۔

شیعہ سنی فساد ۵۴۴ھ:...... سعدی کی اس کامیابی سے ملک الرحیم کے کان کھڑے ہو گئے چنانچہ وہ حلوان کی جانب لشکر کی روانگی کی تیاری کرنے لگا اور دبیس بن مزید کو اس مہم کے لئے بلوالیا۔ اس عرصہ میں ۵۴۴ھ کا دور آ گیا۔ بغداد میں شیعہ واہل سنت وجماعت میں پھر جھگڑا شروع ہو گیا۔ اطراف وجوانب کے ترک یورش کر کے بغداد گھس گئے اور لوٹ مار کی گرم بازاری ہوئی، غارتگری، رہزنی اور چوری کی کوئی انتہا نہ تھی۔ فوجی کمانڈروں نے آتش فساد فرو کرنے کی کوشش کی۔ اتفاق سے اہل کرخ کا ایک علوی نژاد آدمی مار ڈالا گیا، عورتوں نے بہت شور وغل مچایا جس سے عوام الناس میں ایک جوش پیدا ہو گیا، اور لڑائی شروع ہو گئی۔ کسی ترک نے کرخ میں آگ لگا دی جس سے وہ جل کر خاک وسیاہ ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے خط وکتابت کر کے اس ہنگامہ کو فرو کیا۔

طغرل بیگ سے سعدی کی بغاوت:...... مہلہل کے گرفتار ہو جانے کے بعد اس کا بیٹا بدر سلطان طغرل بیگ کے پاس چلا گیا۔ سلطان طغرل بیگ کے پاس سعدی کا بیٹا بطور ضمانت تھا سلطان طغرل بیگ نے بدر کے ساتھ سعدی کے بیٹے کو روانہ کر دیا اور یہ کہلوایا کہ مہلہل کو رہا کر دو اور اگر تم اس کا فدیہ لینا چاہو تو تمہارا لڑکا موجود ہے میں نے اس کو رہا کر کے تمہارے پاس واپس کر دیا ہے۔

سعدی نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا اور اسی بناء پر سلطان طغرل بیگ سے باغی ہو گیا اور علوان سے ہمدان کی جانب بڑھا، اہل ہمدان سینہ سپر ہو کر مقابلہ آئے اور اس کو ہمدان پر قبضہ کرنے سے روکا۔ ملک الرحیم کو موقع مل گیا چنانچہ اس نے اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی ترغیب دی اس دوران سلطان طغرل بیگ کا لشکر سعدی کی سرکوبی کیلئے پہنچ گیا سعدی نے نہایت مستعدی اور مردانگی وبہادری سے مقابلہ کیا مگر سلطان کے لشکر نے اس کو شکست دیدی چنانچہ بھاگ کر ایک قلعہ میں چھپ گیا۔ بدر بن مہلہل اس کے تعاقب میں شہرزور تک چلا گیا۔

ترک، کرد، لوٹ مار:...... ترکوں اور کردوں کو اس باہمی نزاع سے لوٹ مار کا موقع مل گیا چند لوگوں نے متحد ہو کر رہزنی شروع کر دی اور طرح طرح کے ظلم کرنے لگے۔ بساسیری نے ان کی روک تھام کی غرض سے خروج کیا وربوازیج تک ان کا پیچھا کرتا چلا گیا وہاں ایک گروپ سے

مڈ بھیڑ ہوگئی۔ بساسیری نے اس کی ٹھیک ٹھاک گوشمالی کی اور ان کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ ان کا اکثر حصہ زاب کو تیر کر نکل گیا۔ بساسیری کے ساتھیوں نے بھی عبور کا ارادہ کیا۔ پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے عبور نہ کر سکے چنانچہ ترکوں اور کردوں کی جان بچ گئی۔

ترکوں کی بغاوت:..... ۴۴۶ھ میں ترکوں نے ملک الرحیم کے وزیر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا سبب یہ تھا کہ ایک مدت سے ان کی تنخواہ نہ ملنے کی شکایت کی مگر کچھ نہ سنی گئی چنانچہ وہ تلملاتے ہوئے واپس ہوئے، اگلے دن صبح ہوتے ہی دارالخلافت کو جا کر گھیر لیا۔ خلیفہ کو ان واقعات کی کوئی اطلاع نہ تھی وہ پریشان تھا کہ ترکوں نے قصر خلافت کا کیوں محاصرہ کر رکھا ہے؟۔ اتنے میں بساسیری نے شرف حضوری حاصل کی اور سارے واقعات عرض کئے ترکوں نے وزیر کو بہت تلاش کیا مگر اس کا پتہ نہ چلا۔ بالآخر شبہ میں لوگوں کے گھروں کی تلاشی لینے لگے اور یہ ایک عمدہ بہانہ ان کو لوگوں کے مکانات کے لوٹنے کا ہاتھ آ گیا۔ بعض محلات کے بڑے بڑے لوگوں نے متحد ہو کر اس طوفان بدتمیزی کو روکنے کی کوشش کی خلیفہ تک یہ خبر پہنچ گئی تو اس نے ترکوں کو غارتگری سے باز رہنے کا حکم دیا مگر ترکوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ ناچار بغداد سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس پر بھی ترکوں نے لوٹ مار سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا۔ اس کے بعد وزیر نے ظاہر ہو کر ان کی تنخواہیں اور روزینے دیئے گئے مگر وہ لوگ اپنی بغاوت اور سرکشی سے باز نہ آئے بدستور ہنگامہ کرتے رہے۔ کردوں اور عربوں کی بھی بن آئی۔ انھوں نے بھی اطراف و جوانب میں لوٹ مار شروع کر دی۔ چنانچہ شہر، قصبہ، گاؤں اور محلے ویران ہو گئے۔ اور وہاں کے باشندے مکانات خالی چھوڑ کر بھاگ گئے اسی طوفان بدتمیزی میں قریش بن بدران کے ساتھیوں نے بردان پر حملہ کر کے کامل بن محمد بن مسیب کا گھر بار لوٹ لیا۔ اسی عام لوٹ مار میں بساسیری کی اونٹنیاں اور گھوڑے بھی لوٹ لئے گئے حکومت وسلطنت کا رعب دلوں سے ختم ہو گیا اور سیاست کا شیرازہ بکھر گیا۔

طغرل بیگ کا ملاز کرد پر حملہ:..... ۴۴۶ھ میں سلطان طغرل بیگ نے صوبہ آذربائیجان کا رخ کیا۔ تبریز کے گورنر ابومنصور وہشودان ❶ بن محمد ردادی نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت اس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے حیرہ کے گورنر امیر ابوالاسوار کی جانب قدم بڑھائے اس نے بھی حاضر ہو کر اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار کر لیا۔ ان دونوں امیروں کی دیکھا دیکھی ان اطراف کے تمام گورنروں نے طغرل بیگ کے دربار میں حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ سلطان طغرل بیگ نے ان کے ضامنوں کو ساتھ لے کر آرمینیہ کی طرف کوچ کیا اور ملاز کرد کا محاصرہ کر لیا۔ اہل ملاز کرد نے اطاعت قبول نہ کی بلکہ برابر لڑتے رہے، جس کی وجہ سے طغرل بیگ نے جھلا کر اس کے قرب وجوار کے تمام شہروں کو تاخت وتاراج کر ڈالا۔

روم پر چڑھائی:..... انہی واقعات کے دوران نصیر الدولہ بن مروان نے جو پہلے سے اس کے دائرہ اطاعت میں داخل ہو گیا تھا۔ بہت سے تحائف بھیجے، سلطان طغرل بیگ نے ان کو منظور وقبول کر لیا اور لشکر تیار کر کے بادروم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کر دی، اور تخت وتاراج کرتا ہوا اور دن روم تک چلا گیا، جہاں بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا، اتنے میں موسم سرما آ گیا مصلحتاً لڑائی بند کر کے آذربائیجان کی طرف لوٹ گیا۔ چند دن آذربائیجان میں قیام کر کے "رے" چلا گیا۔ قریش بن بدران گورنر موصل نے اپنے تمام صوبوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ انہی واقعات پر ۴۴۶ھ ختم ہو گیا اور ۴۴۷ھ کا دور شروع ہو گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے انبار پر فوج کشی کی اور بزور تیغ اس کو فتح کر لیا۔ بساسیری کا مال واسباب بھی اس ہنگامہ میں لٹ گیا۔ لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہو گیا اور بساسیری یہ خبر سن کر لشکر تیار کر کے انبار پر چڑھ آیا اور سلطان طغرل بیگ کے قبضہ سے اس کو چھین لیا۔

بساسیری کی کشیدگی:..... ابوالغنائم وابوسعد محلبان کے بیٹے قریش بن بدران کے مصاحب تھے۔ قریش نے ان کو بساسیری سے چھپا کر ان واقعات کی اطلاع کرنے جو بساسیری کے ساتھ انبار میں پیش آئے تھے خلیفہ قائم کے پاس روانہ کیا تھا۔ اتفاق یہ کہ بساسیری کو اس کی خبر مل گئی تو وہ خلیفہ اور رئیس الرؤساء سے بگڑ گیا۔ ان کی اور ان کے درباریوں کی تنخواہیں بند کر دیں۔ اس کے علاوہ بنی محلبان کے مکانات کو مسمار کرنے کی کوشش کی مگر کسی وجہ سے رک گیا اور سامان سفر درست کر کے انبار کی جانب کوچ کر دیا۔ ان دنوں انبار میں ابوالقاسم بن محلبان تھا۔ دبیس بن مزید یہ خبر سن کر اس

❶ ..... کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۷۱ میں ,, وهشوذان ,, لکھا ہے، اور ابن خلدون کے بعض نسخوں میں دشهودان لکھا ہے۔

کی کمک کے لئے آ گیا۔ بساسیری کی قوت دبیس کے آجانے سے بڑھ گئی اوراس نے انبار کو فتح کر کے لوٹ لیا اور پانچ سو آدمیوں کو گرفتار کرلیا۔ ان کے علاوہ ایک سو بنی نفاجہ بھی قید کئے۔ ابوالغنائم بھی قید ہو گیا تھا۔ اسے باندھ کر ایک اونٹ پر سوار کر کے بغداد واپس آ گیا۔ دبیس نے ابوالغنائم کو قتل نہ کرنے کی سفارش کی جس سے اس کی جان بچ گئی مگر دوسرے قیدی قتل کر ڈیئے گئے، بساسیری نے دارالخلافت میں تاج کے سامنے زمین بوسی کی اور اپنے مکان کی جانب لوٹ آیا۔

دسکرہ وغیرہ میں ترک:...... ماہ شوال ۴۴۶ھ میں ابراہیم بن اسحاق والی حلوان جو غزیہ سلجوقیہ امراء میں سے تھا دسکرہ کی جانب آیا اوراس کو فتح کر کے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں تک سے جرمانے اور تاوان وصول کئے دسکرہ کی لوٹ مار سے فارغ ہو کر روشقباد اور قلعہ بردان کی طرف بڑھا، دونوں مقامات سعدی بن ابی الشوک کے قبضہ میں تھے اور یہاں پراس کے مال واسباب کا کافی ذخیرہ رہتا تھا۔ قلعہ کے والی نے قلعہ بندی کرلی اور مسلسل مقابلہ کرتا رہا۔ ابراہیم اور تو کچھ کر نہ سکا اس کے قرب وجوار میں جس قدر گاؤں تھے ان کو لوٹ لیا۔ ان واقعات سے ترکوں کی آنکھوں پر لالچ کے پردے پڑ گئے اور غارتگری کو اپنا شیوہ بنالیا۔ دیلمیوں کے قویٰ مضمحل ہو گئے۔ اوران کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ اسی دوران سلطان طغرل بیگ نے ابوعلی بن ابی کالیجار امیر بصرہ کو ترکی فوج کے ساتھ خوزستان پر قبضہ کرنے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوعلی سب سے پہلے اہواز پر قابض ہوا۔ ترکوں نے جو اس کے ساتھ تھے لوگوں کے مال واسباب جی کھول کر لوٹے۔ اس سے اھلیان اہواز کو سخت مصیبت اور تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔

ملک الرحیم کا شیراز پر قبضہ:...... ۴۴۷ھ میں دیلم کا نامی گرامی سپہ سالار فولا دکا گورنر نے شیراز پر فوج کشی کی اورامیر ابومنصور فولاستون بن ابوکالیجار کو نکال کر قبضہ کرلیا سلطان طغرل بیگ کا خطبہ بند کر کے ملک الرحیم اوراس کے بھائی ابوسعد کے نام کا خطبہ پڑھا فولا دکی خوش قسمتی سے ملک الرحیم اور ابوسعد نے اس کو کچھ وقعت کی نظر سے نہ دیکھا۔ بلکہ ابوسعد نے ایک لشکر مجتمع ومرتب کر کے اپنے بھائی ابومنصور کے ساتھ شیراز پر چڑھائی کردی۔ اور شیراز کا محاصرہ کرلیا۔ طویل جنگ اور شدت حصار سے تنگ آ کر فولا د قلعہ اصطخر بھاگ گیا ابوسعد اور ابومنصور نے شیراز میں داخل ہو کر قبضہ کرلیا اور اپنے بھائی ملک الرحیم کے نام کا خطبہ پڑھا۔

ترک اور بساسیری:...... تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ بساسیری اور رئیس الرؤساء میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہوگئی تھی ۴۴۷ھ کے دور کا شروع ہونا تھا کہ یہ شکر رنجی فتنہ وفساد کی حد تک پہنچ گئی۔ مشرقی بغداد میں عوام الناس نے ہلڑ مچادیا۔ اہل سنت وجماعت نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے دیوان کو جا کر گھیرلیا۔ یہاں تک کہ ان کو اس بات کی اجازت دے دی گئی۔ اتفاق سے اہل سنت وجماعت نے چند کشتیاں پکڑلیں جو بساسیری کے پاس واسط جارہی تھی۔ تلاشی کے وقت شراب کے ڈبے برآمد ہوئے۔ اہل سنت وجماعت ان کو لے کر دیوان والوں کے پاس آئے جو بساسیری کی حمایت پران کو مجبور کررہے تھے اوران سے ان ڈبوں کو توڑنے کی اجازت مانگی اور اجازت ملنے کے بعد توڑ ڈالا بساسیری کو اس کی اطلاع ملی تو اسے سخت صدمہ پہنچا۔ فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ ہو نہ ہو یہ فعل رئیس الرؤساء کا ہے۔ پھر فقہائے حنفیہ سے یہ فتویٰ پوچھا کہ کشتی کی تلاشی لینا جائز تھی یا نہیں؟ فقہاء حنفیہ سے بعض نے جواز اور بعض نے عدم جواز کا فتویٰ دیا۔ رئیس الرؤساء نے بھی ان واقعات کی اطلاع پا کر ترکان بغداد کو ابھاردیا۔ چنانچہ وہ بساسیری کی کھلم کھلا برائیاں اور مذمت بیان کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اعتدال سے ہٹ گئے اور اتنے میں ماہ رمضان آ گیا۔ بارگاہ خلافت سے اجازت حاصل کر کے انھوں نے بساسیری کے مکان پر حملہ کر کے اسے لوٹ لیا اور جلادیا، اس کے اہل وعیال اور مصاحبوں کو گرفتار کرلیا۔ اب رئیس الرؤساء بھی علی الاعلان بساسیری کی مذمت اور برائیاں کرنے لگا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مستنصر گورنر مصر نے اس کی تحریک کی ہے۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے ملک الرحیم کو لکھ بھیجا کہ بساسیری کو اپنے پاس سے نکال دو۔ چنانچہ ملک الرحیم نے اس تحریر کے مطابق بساسیری کو نکال دیا۔ [1]

طغرل بیگ کا اظہار اطاعت:...... ہم اوپر بیان کرآئے ہیں کہ سلطان طغرل بیگ جہاد روم سے واپسی پر ''رے'' کی طرف مڑ گیا تھا ''رے'' سے ہمدان کی جانب لوٹا اور ہمدان سے حج کرنے اور ملک شام کو خلفاء علویہ کے قبضہ سے نکالنے کے لئے حلوان روانہ ہوا۔ اسی زمانہ

---

[1] ...... البدایۃ والنہایۃ صفحہ ۶۶ جلد ۱۲

میں بغداد اور اطراف بغداد میں اوباشوں اور بازاریوں کی کثرت ہوگئی تھی، شرفاء ورؤساء شہر، مغربی بغداد بھاگ گئے تھے۔ ترکوں نے شہر چھوڑ کر شہر کے باہر اپنے خیمے نصب کر لئے تھے اور ملک الرحیم واسط سے بساسیری کو علیحدہ کر کے جیسا کہ خلیفہ قائم نے حکم دیا تھا بغداد روانہ ہوا۔ مگر واسط سے نکل کر دبیس بن مزید سے رشتۂ دامادی کی وجہ سے ملنے گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ایک خط اطاعت وفرمانبرداری کے اظہار کا خلیفہ کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک خط ترکوں کے نام بھیجا جس میں خلیفہ کی اطاعت اور اس کے پاس حاضر ہونے کی ہدایت کی تھی، مگر ترکوں نے اس خط پر توجہ نہ دی بلکہ اس کے برعکس خلیفہ قائم سے بساسیری کو واپس بلانے کی درخواست کی کیونکہ یہ ان کا نامی گرامی سردار تھا۔

طغرل بیگ بغداد میں:......اس دوران ملک الرحیم بغداد پہنچ گیا۔ اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کو سلطان طغرل بیگ سے مراسم قائم رکھنے کا مشورہ دیا۔ خلیفہ قائم نے اس مشورے سے اتفاق کیا اور یہ حکم دیا کہ ساری فوجیں برون بغداد سے آ کر حرم سرائے خلافت میں قیام کریں اور سلطان طغرل بیگ کے پاس اطاعت اور فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے پیغام بھیجیں ساری فوج نے خلیفہ کے اس حکم کو بسر وچشم تسلیم کرلیا اور سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں اس کے اظہار کے لئے اپنے سرداروں کو بھیجا، ادھر سلطان طغرل بیگ نے یہ پیغام سن کر مسرت ظاہر کی انعام اور جائزے دینے کا وعدہ کیا ادھر خلیفہ قائم نے خطیبوں کو جامع مسجد بغداد میں سلطان طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر کر دیا چنانچہ خطیبوں نے ماہ رمضان ۴۴۷ھ میں اس کے نام کا خطبہ بغداد کی ساری مسجدوں میں پڑھا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت مانگی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دیدی۔ رؤساء، امراء، اراکین دولت، فقہاء، قضاۃ اور دیلمی سردار جلوس کے ساتھ بغداد سے استقبال کے لئے نکلے۔ سلطان طغرل بیگ نے بھی یہ سن کر اپنے امراء اور وزراء کو ان لوگوں کے خیر مقدم کے لئے روانہ کیا رئیس الرؤساء نے سلطان طغرل بیگ سے مل کر خلیفہ کا پیغام زبانی ادا کیا اور پھر اپنی، ملک الرحیم اور لشکریوں کے طرف سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان طغرل بیگ نے بغداد میں داخل ہو کر باب شماسیہ میں قیام کیا اس وقت ماہ رمضان المبارک ۴۴۷ھ پورا ہونے میں پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں۔ قریش بن بدران گورنر موصل بھی انہی دنوں سلطان طغرل بیگ سے ملنے بغداد آیا ہوا تھا۔ یہ پہلے ہی سے سلطان طغرل بیگ کا مطیع اور فرمانبردار بن گیا تھا۔

طغرل کی سپاہ پر بغداد میں حملہ:......جس وقت سلطان طغرل بیگ بغداد میں پہنچا اس کے سپاہی پورے شہر میں اپنی ضروریات کے حصول کے لئے پھیل گئے۔ اتفاقاً ترکوں اور ایک بازاری شخص کا جھگڑا ہوگیا۔ بازاریوں نے جمع ہو کر ان لوگوں کو مارا اور ان پر پتھر برسائے شور وغل کی آواز بڑھی اور تمام شہریوں کے کانوں تک پہنچی۔ شبہ یہ پیدا ہوا کہ ملک الرحیم اور سلطان طغرل بیگ کی لڑائی چھڑ گئی ہے چنانچہ چاروں طرف سے سارے اہل بغداد ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ صرف اہل کرخ اس میں شریک نہیں ہوئے۔ ان لوگوں نے ترکوں کو اہل بغداد کے حملوں سے بچایا۔ اور ان کی حمایت کی۔ سلطان طغرل بیگ کے وزیر عمید الملک نے اہل کرخ کا سلطان طغرل بیگ کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ دیلمی سردار اور ملک الرحیم کے تمام مصاحب اس طوفان بدتمیزی کی تہمت سے بچنے کے خیال سے قصر خلافت میں چلے گئے اور سلطان طغرل بیگ کے سپہ سالار عوام الناس کی بغاوت فرو کرنے نکل کھڑے ہوئے۔ بغدادیوں کا ایک بڑا گروہ مارا گیا۔ ہزاروں زخمی ہوئے۔ رئیس الرؤساء اور اس کے مصاحبوں کے مکانات، رصافہ، خلفاء کے مقابر اور بغداد اکثر شہریوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ خوف، مصیبت اور بلاؤں کی کوئی حد نہ تھی۔ ہو کا عالم سارے شہر پر طاری تھا۔

ملک الرحیم کی گرفتاری اور بنو بویہ کا خاتمہ:......ہنگامہ کے اگلے دن سلطان طغرل بیگ نے خلیفہ قائم کے پاس ایک خط روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ یہ ساری حرکتیں دیلم اور ملک الرحیم کی ہیں اگر یہ لوگ فوراً حاضر ہوگئے تو اس جرم سے بری سمجھے جائیں گے۔ ورنہ ان کی سازش اور ان کے ارتکاب جرم کا مکمل یقین ہوجائے گا چنانچہ سب سے پہلے سلطان طغرل بیگ کے قاصد کے ہمراہ خلیفہ قائم آیا۔ جس وقت خیمہ کے قریب پہنچا ترکوں نے اسے لوٹ لیا اور جوں ہی ملک الرحیم کی صورت دکھائی دی فوراً اس کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کرلیا اور مکمل حفاظت کے ساتھ قلعہ شیروان میں قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے چھٹے سال کا ہے۔

ملک الرحیم اور بعض ساتھی رہا:......عام بلوے میں ترکوں نے قریش بن بدران (گورنر موصل) اور اس کے عرب ساتھی عرب کو بھی لوٹ لیا تھا وہ پریشان صرف تن کے کپڑے لئے ہوئے بدر بن مہلہل کے خیمہ میں جا کر پناہ گزین ہوگئے، سلطان طغرل بیگ نے اس واقعہ سے مطلع

ہو کر قریش کو بلایا خلعت دی اور پھر ان کو اپنے خیمہ میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بیگ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے اپنی ذمہ داری پر ملک الرحیم کو تمہارے یہاں حاضر کیا تھا تم نے میری ذمہ داری کا لحاظ نہ کیا اور اس کو اس کے ساتھیوں سمیت قید کر لیا ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ تم اس کو رہا کر دو ورنہ میں بغداد چھوڑ کر کسی طرف نکل جاؤں گا مجھے تمہاری ذات سے یہ توقع نہ تھی، سلطان طغرل بیگ نے ملک الرحیم کے بعض ساتھیوں کو رہا کر دیا مگر ان سب کی جاگیریں ضبط کر لیں۔ اس وجہ سے ملک الرحیم کے اکثر ساتھی بساسیر کے پاس چلے گئے جس سے اس کی تعداد اور بڑھ گئی۔ سلطان طغرل بیگ نے دبیس بن مزید کے پاس اپنی اطاعت قبول کرنے اور بساسیری کو نکال دینے کا پیغام بھیجا۔ دبیس نے اس پیغام کے مطابق اپنے صوبہ میں سلطان طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور بساسیری کو نکال دیا۔ بساسیری پریشان ہو کر رحبہ چلا گیا اور مستنصر علوی گورنر مصر سے خط و کتابت شروع کی۔

بغداد میں طغرل کی لوٹ مار:...... چونکہ ترکان بغداد نے سلطان طغرل بیگ کی مخالفت کی تھی اس وجہ سے سلطان طغرل بیگ نے بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے لشکریوں کو انھیں لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا چنانچہ ترکان سلجوقیہ سواد بغداد میں چاروں طرف پھیل گئے جانب مغرب میں تکریت سے نیل تک اور جانب مشرق میں نہر دانات تک برباد کر ڈالا۔ دیہات، قصبات، اور شہر کے شہر اجڑ گئے۔ رعایا اور شہر کے باشندے پریشان وتباہ ہو کر ادھر ادھر جلاوطن ہو گئے۔

ہزار شب کی گورنری:......اس عام غارتگری سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بیگ نے انتظام مملکت کی جانب توجہ کی ''ہزار شب'' بن تنکیر بن عیاض کو تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار خراج کی ادائیگی کی شرط پر اہواز اور بصرہ کی حکومت عطا کی۔ ارجان جاگیر میں دیا اور یہ اجازت دی کہ صرف اہواز میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے ابوعلی بن ابوکالیجار کو قرمیسین ❶ اور اس کے صوبہ کو جاگیر کے طور پر مرحمت فرمایا۔ اہل کرخ کو اذان صبح میں ''الصلوٰۃ خیر من النوم'' کہنے کا حکم دیا اور دارالمملکت کی بنیاد ڈالی اور تیاری کے بعد ماہ شوال میں وہیں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔

طغرل اور قائم کی رشتہ داری:......اسی ۴۴۷ھ میں ذخیرۃ الدین ابوالعباس محمد بن خلیفہ قائم بامراللہ نے وفات پائی، اس کے بعد آئندہ سال سلطان طغرل بیگ نے اپنی بھتیجی ارسلان خاتون خدیجہ بنت داؤد کا نکاح خلیفہ قائم سے کر کے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا مجلس عقد میں عمید الملک وزیر سلطان طغرل بیگ، ابوعلی بن ابوکالیجار، ہزار شب بن تنکیر بن عیاض کردی، اور ابن ابی الشوک وغیرہ ترکوں اور سلطان طغرل بیگ کی فوج کے سردار موجود اور شریک تھے۔ رئیس الرؤساء نے یہ منگنی کی تھی اور وہی اس عقد میں ارسلان خاتون کا ولی بنا تھا۔ خلیفہ قائم نے خود قبول کیا تھا نقیب النقباء ابوعلی بن ابی تمام، نقیب علی بن عدنان بن رضی اور قاضی ابوالحسن ماوردی وغیرہ بھی شریک مجلس تھے۔

ابوالغنائم کی بغاوت:......رئیس الرؤساء ابوالغنائم کو تگ ودو کے بغیر حکومت واسط مل گئی تھی۔ ابوالغنائم نے واسط پہنچ کے واسط کے رؤساء وامراء سے میل جول پیدا کر کے اپنی قوت بڑھائی ایک لشکر بھی تیار کر لیا پھر اہل بطیحہ سے بھی ساز باز کر لی جب ہر طرح سے خود کو اپنی مضبوط کر لیا تو واسط کے اردگرد خندقیں کھدوائیں شہر پناہ بنوائی اور مستنصر علوی گورنر مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ ان کشتیوں کو پکڑ لیا جو خلیفہ قائم کے لئے مال واسباب لے جا رہی تھیں جب دارالخلافت میں اس کی خبر ملی تو عمید العراق ابونصر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا چنانچہ واسط کے باہر ایک میدان میں جنگ ہوئی اور میدان ابونصر کے ہاتھ رہا ابوالغنائم بھاگ گیا اور اس کے اکثر ساتھی گرفتار کر لئے گئے۔ پھر ابونصر خندق عبور کر کے شہر پناہ تک پہنچ گیا عوام الناس تھوڑی دیر تک شہر پناہ کی فصیلوں سے لڑتے رہے بالآخر یہ بھی بھاگ گیا اور شہر کو ابونصر کے حوالہ کر دیا ابوالغنائم اپنے وزیر ابن فسانجس کے ساتھ واسط کو خیرآباد کہہ کر چل دیا مگر جیسے ہی ابونصر واسط میں منصور بن حسین کو مقرر کر کے بغداد گیا ابن فسانجس (واسط کا وزیر) لوٹ آیا اور جتنے ترک ہاتھ لگے سب کو تہ تیغ کر دیا اور دوبارہ مستنصر علوی گورنر مصر کا خطبہ جامع مسجد واسط میں پڑھا منصور بن حسین جان بچانے کے لئے مدار بھاگ گیا۔ اور دارالخلافت میں ان واقعات کی رپورٹ بھیجی۔ امداد طلب کی چنانچہ ابونصر اور رئیس الرؤساء نے واسط کے محاصرہ کا حکم دے دیا منصور

❶......بعض نسخوں میں ,, وسیین ,, لکھا ہے، ابن اثیر سے تصحیح کی گئی ہے (صفحہ ۱۸۲ جلد ۶)

نے اس حکم کے مطابق واسط کا محاصرہ کرلیا❶، ادھر ابن فسانجس وزیر مقابلہ پر آیا اور گھمسان لڑائی ہوتی رہی آخر کار شدت حصار اور طویل جنگ سے تنگ آ کر ابن فسانجس گھبرا گیا اور اکثر اہل واسط نے منصور سے امن کی درخواست کر دی ابن فسانجس عنوان جنگ کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر بھاگ گیا مگر کے سپاہیوں نے تعاقب کیا اور گرفتار کر لائے ماہ صفر ۴۴۹ھ میں بیڑیاں ڈال کر بغداد لائے اور تشہیر کرا کے قتل کر دیا

جنگ بساسیری و قطلمش:......شوال ۴۴۸ھ کے آخر میں قطلمش (یہ سلطان طغرل بیگ کے چچا کا بیٹا اور بنی قلج ارسلان ملود روم کا دادا ہے) قریش بن بدران گورنر موصل کے ساتھ بساسیر اور دبیس بن مزید سے لڑنے روانہ ہوا۔ سنجاد کے قریب جنگ کی نوبت آئی اتفاق یہ کہ قطلمش اور قریش کو شکست ہوگئی۔ ایک بڑا گروہ ان کے ساتھیوں کا مارا گیا قریش بن بدران زخمی ہو کر گرفتار ہو گیا اور دبیس بن مزید کے سامنے پیش کیا گیا۔ دبیس نے اس سے عزت سے ہاتھ ملایا اور ان سب کو موصل لے گیا۔ خلیفہ مستنصر علوی گورنر مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ مستنصر علوی نے ان کو اور جابر بن ماشب، ابوالحسن بن عبدالرحیم، ابوالفتح بن ورام❷، نصر بن عمر اور محمد بن حماد کو خلعت اور خوشنودی مزاج کا فرمان بھیجا۔

طغرل بیگ کو زیارت رسول ﷺ:......بغداد میں سلطان طغرل بیگ کا قیام طویل ہونے سے رعایا کو تکلیفیں اور ایذائیں پہنچنے لگیں لشکر کی کثرت تھی لہٰذا ہر چیز مہنگی ہوگئی اس کے علاوہ فوجی سپاہی بھی جا بجا دست درازی بھی کرنے لگے تھی خلیفہ قائم نے نصیحت بھرا خط تحریر کیا اور بغداد کے شہریوں کی وہ حالت لکھی جس میں وہ گرفتار تھے سلطان طغرل بیگ نے معذرت کی کہ فوج کی کثرت کی وجہ معذور ہوں اس کے بعد اسی رات کو سلطان طغرل بیگ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس کو عذر گناہ بدتر از گناہ اور ظالمانہ حرکات پر جھڑک رہے ہیں صبح ہوتے ہی اپنے وزیر عمید الملک کی زبانی خلیفہ کی خدمت میں کہلوایا کہ جیسا کہ خلیفہ نے ارشاد فرمایا۔ ہے بسر وچشم میں اس کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ اسی دن لشکریوں کو رعایا کے گھروں سے نکال کر بغداد کے باہر خیموں میں ٹھہرا دیا اور لوگوں کے مطالبات ادا کرنے کا حکم دیا۔

موصل روانگی:......اسی دوران قطلمش اور بساسیری کی لڑائی اور قریش گورنر کے علویوں کی طرف مائل ہو جائے کی خبر ملی لہٰذا فوراً تیاری کا حکم دیدیا۔ تیرہ مہینے بعد بغداد سے موصل کے لئے کوچ کیا اوانا اور عکبرا کو تخت و تاراج کرتا ہوا تکریت پہنچا اور اس کا محاصرہ کرلیا۔ والی تکریت نصر بن عیسیٰ نے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔ سلطان طغرل بیگ اس سے کچھ مال اسباب بطور تاوان جنگ وصول کر کے بوازیج کی طرف لشکر کے حصول کی غرض سے روانہ ہوا۔ اتفاق سے اس کی روانگی کے بعد نصر گورنر تکریت کا انتقال ہو گیا۔ اس کی ماں غریبہ بن غریب بن مقن اس خوف سے کہ کہیں اس کا بھائی ابوالعشام تکریت پر قبضہ نہ کر لے تکریت کو ابوالغنائم کے حوالہ کر کے موصل چلی گئی اور دبیس بن مزید کے یہاں مقیم ہوئی ابوالغنائم نے رئیس الرؤساء سے خط و کتابت کر کے صلح کر لی اور تکریت کو سلطان طغرل بیگ کے سپرد کر کے بغداد چلا گیا۔

عرب لٹیروں کا صفایا:......سلطان طغرل بیگ ۴۴۹ھ تک بوازیج میں خیمہ زن رہا۔ جب اس کا بھائی یاقوتی لشکر لے کر آ گیا تو اس نے موصل کی طرف کوچ کیا روانگی کے وقت ہزار شب بن تنکیر کردی کو شہر بلد جاگیر کے طور پر دے دیا۔ لشکریوں نے بلد کو لوٹنے کا ارادہ کیا مگر سلطان طغرل بیگ نے انہیں روک دیا اس کے بعد اہل بلد کو موصل چلے جانے کی اجازت دیدی اور خود نصیبین کی طرف رخ کر لیا۔ ہزار شب کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ عرب لٹیروں سے مقابلہ پر مامور کیا۔ ہزار شب نے عرب کی جائے قیام کے قریب پہنچ کر اپنی فوج کے ایک حصے کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ اور دوسرے حصے کو ساتھ ان پر حملہ آور ہوا تھوڑی دیر لڑ کے پیچھے ہٹا اور عرب آگے بڑھے۔ ہزار شب لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتا گیا۔ اور عرب دلیری کے ساتھ جوش کامیابی میں آگے بڑھے چلے گئے تھے۔ چنانچہ وہ جیسے کمین گاہ سے آگے نکلے ہزار شب کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ عرب کے حواس ختم ہو گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگے۔ ترکان سلجوقیہ نے قتل اور قید کا ہنگامہ گرم کر دیا۔ جس سے ایک بڑا گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں بنی نمیر اصحاب حران و رقہ بھی تھے۔ ہزار شب نے ان سب قیدیوں کو سلطان طغرل بیگ کے سامنے پیش کیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

---

❶......یہ واقعہ ۴۴۹ھ کا ہے، (ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۶۱)

❷......بعض نسخوں میں ورام کے بجائے ,,ورائر,, لکھا ہے صحیح ابن ورام ہے (ابن اثیر صفحہ ۱۹۰ جلد ۶)

دبیس وقریش اور بساسیری:......اس واقعہ سے دبیس اور قریش کی گرمی دماغ سے بھاگ گئی انھوں نے ہزارشب کے پاس سلطان طغرل بیگ کو راضی کرنے کا پیغام بھیجا، ہزارشب کے کہنے سننے سے سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں کو معاف کر دیا اور بساسیری کے بارے میں یہ کہا کہ چونکہ اس کی خطا کا تعلق خلیفہ سے ہے اس لئے ہم نہیں معاف کر سکتے۔ البتہ خلیفہ جو چاہیں کریں ہم ان کے حکم کے تابع وفرمانبردار ہیں۔ اسی بناء پر بساسیری نے رحبہ کی جانب کوچ کر دیا۔ بغدادی ترکوں، عقیل بن مقلد اربنی عقیل سے ایک گروپ نے اس کی اتباع کی۔ تب سلطان طغرل بیگ نے ابوالفتح بن درام کو بساسیری کے پاس اس کے خیالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابوالفتح نے واپس آ کر بیان کیا کہ بساسیری آپ کے علم حکومت کے آگے سر تسلیم خم کرنے کو تیار ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہزارشب کو امان نامہ دے کر اس کے پاس روانہ کیجئے۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے ہزارشب کو امان نامہ دے کر بساسیری اور فضل کے پاس روانہ کیا۔ ہزارشب نے ان دونوں کو سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں حاضر ہونے کی بہت ترغیب دی اور جان و مال کی امان دینے کی قسم کھائی مگر ان دونوں پر خوف کچھ ایسا غالب ہو گیا تھا انھوں نے ہزارشب کی ایک بھی نہ سنی۔

اس کے بعد قریش نے ابوالسرادہبۃ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے منصور کو سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں سے عزت واحترام سے ملاقات کی اور ان دونوں کو ان کے صوبوں کی سند حکومت تحریر کر کے عنایت کر دی قریش کے زیر حکومت نہر الملک، بادرویا، انبار، ہیت، وجبل نہر بیطر، عکبرا، ڈانا، تکریت، موصل اور نصیبین تھے۔

جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ:......عرب کی سرکوبی سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بیگ نے دیار بکر کا رخ کیا جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ کر لیا۔ گورنر جزیرہ نے عفو تقصیر کی درخواست کی اور تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ محاصرہ کے دوران ابراہیم نیال (سلطان کا بھائی) ملنے آیا۔ امراء ورؤساء شہر نے بھی حاضر ہو کر نذریں پیش کیں۔ ابراہیم کے آنے پر سلطان طغرل بیگ نے ہزارشب کو دبیس اور قریش کے پاس روانہ کیا (ان دونوں نے سلطان کی واپسی کے بعد پھر ہاتھ پاؤں نکال لئے تھے) اور وکرشی وبغاوت کے انجام سے ڈرایا۔ دبیس تو اپنے صوبہ عراق چلا گیا۔ اور قریش بساسیری کے پاس رحبہ میں ٹھہرا رہا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا مسلم بن قریش بھی تھا۔

سنجار کی فتح:......اسی دوران قطلمش نے جو کہ سلطان طغرل بیگ کا چچازاد بھائی تھا۔ اہل سنجار گذشتہ سال کی بے عنوانیوں کی شکایت کی کہ ان لوگوں نے جس وقت قریش اودبیس سے شکست کھا کر واپس آ رہا تھا مجھے سخت تکلیف پہنچائی تھی اور میرے آدمیوں کو قتل کر دیا تھا چنانچہ طغرل بیگ نے ایک لشکر سنجار بھیج دیا۔ جس نے طویل محاصرہ کے بعد سنجار کو فتح کر لیا۔ کئی روز تک قتل وخونریزی کا بازار گرم رہا اور علی بن وصی امیر سنجار بھی مر گیا۔ باقی ماندگاں کے بارے میں ابراہیم سفارش کی تو سلطان طغرل بیگ نیان لوگوں کی عفو تقصیر کر دی سنجار اور اس کے ساتھ ہی موصل اور اس کے مضافات کی حکومت بھی ابراہیم کو دیدی۔

بغداد میں طغرل کا استقبال:......اس عرصہ میں ۴۴۹ھ کا دور آ گیا۔ سلطان طغرل بیگ بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ رئیس الرؤساء خلیفہ کی جانب سے استقبال کے لئے آیا اور خلیفہ کا سلام پہنچایا، جواہرات سے مزین سونے کا پیالہ پیش کیا اور خلعت دی۔ سلطان طغرل بیگ نے شکر گزاری کے ساتھ خلعت کو زیب تن کیا اور خوش خوش بغداد میں داخل ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی درخواست کی۔ خلیفہ نے حاضری کی اجازت دے دی۔ اور اسی غرض سے دربار عام کیا سلطان طغرل بیگ اپنے سرداروں اور مصاحبوں کے ساتھ کشتیوں پر سوار ہو کر آیا۔ جوں ہی خشکی پر قدم رکھا خلیفہ کی خاص سواری کا گھوڑا پیش کیا گیا۔ چنانچہ وہ سوار ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہو گیا اس وقت خلیفہ قائم ایک تخت پر جو زمین سے تقریباً دس گز بلند تھا رونق افروز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے تھا ہاتھ میں ایک چھڑی تھی سامنے کرسیاں پڑی ہوئی تھیں، سلطان طغرل بیگ نے حاضر ہو کر دستور کے مطابق زمین بوسی کی اور خلیفہ کے اشارے پر ایک کرسی پر ادب کے ساتھ بیٹھ گیا۔

پوری مملکت اسلامیہ کی حکومت کا انعام:......رئیس الرؤسا نے خلیفہ کی طرف سے کھڑے ہو کر کہنا شروع کیا ''امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین تمہاری کوششوں کے بیحد شکر گزار ہیں اور تمہاری جاں نثاری اور خدمت گذاری کے حد سے زیادہ مداح ہیں۔ امیر المؤمنین کو تمہاری حاضری سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ امیر المؤمنین تم کو ان تمام علاقوں کی حکومت عطا فرماتے ہیں جس کا حکمراں اللہ جل شانہ نے ان کو بنایا ہے اور خلق اللہ

کے معاملات وفریادرسی تمھارے سپرد کرتے ہیں۔ آپ پر لازم ہے کہ اس حکومت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ سے ظاہر و باطن میں ڈرتے رہو۔ امیر المؤمنین کے احسانات وانعامات کو فراموش نہ کرو۔ عدل وانصاف کو پھیلانے، ظلم وجور کے روکنے، اور رعیت کی اصلاح میں دل وجان سے کوشش کرتے رہو۔ سلطان طغرل بیگ نے زمین بوسی کی۔ خلیفہ قائم نے اشارہ کیا تو خلعت فاخرہ عطا کی گئی اور ''ملک المشرق والمغرب'' کا خطاب عنایت ہوا۔ سلطان طغرل بیگ نے آگے بڑھ کر خلیفہ کے ہاتھ بوسہ دیا❶۔ اور خلعت کو اٹھا کر آنکھ سے لگایا اور فخر کے لئے سر پر منہ رکھ لیا۔ رئیس الرؤساء نے سند حکومت لکھ کر سلطان طغرل بیگ کے حوالے کر دی اور دربار برخاست کیا۔ سلطان طغرل بیگ اپنے ٹھکانے پر واپس آیا اور پچاس ہزار دینار اور پچاس ترکی غلام گھوڑے اور سائیسوں کے ساتھ اور عمدہ عمدہ کپڑے بطور نذر خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیئے۔

ابراہیم اور طغرل بیگ:......ابراہیم نے جبل اور ہمدان کے علاقوں پر قبضہ کر رکھا تھا اور آہستہ آہستہ اطراف بلاد جبل وہمدان سے لے کر حلوان تک ۴۳۷ھ میں قابض ہوگیا تھا اس کے بعد ابراہیم اور سلطان طغرل بیگ کی ان بن ہوگئی اس بناء پر کہ سلطان طغرل بیگ نے اس سے شہر ہمدان اور بلاد جبل کے ان قلعوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے واپس مانگ لیا تھا اور ابراہیم نے جوش میں آ کے انکار کر دیا تھا طرہ اس پر یہ ہوا کہ ایک لشکر تیار کر کے سلطانی فوج سے جا بھڑا مگر پہلے ہی حملہ میں منہ کی کھائی اور شکست کھا کر بھاگ گیا اور قلعہ سرماج میں جا کے پناہ گزین ہو گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ مجبوراً ابراہیم نے معافی کی درخواست کی اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ سلطان طغرل بیگ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۱ھ کا ہے۔

سلطان طغرل بیگ قلعہ سرماج پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ تمھارا دل چاہے تو میرے ساتھ یہیں قیام پذیر رہو یا جس صوبہ کو پسند کرو وہاں کی حکومت تم کو دے دی جائے گی تم وہاں چلے جاؤ، ابراہیم نے پہلی صورت اختیار کر لی۔ ان واقعات کے بعد ۴۴۷ھ میں سلطان طغرل بیگ کا دارالخلافت بغداد پر پورے علاقے پر قبضہ ہوگیا۔ اور اس کے نام کا جامع مسجد بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔

بساسیری وغیرہ کی بغاوت:......اس کے بعد بساسیری نے قریش بن بدران گورنر موصل اور دبیس بن مزید صاحب حلہ کی پشت پناہی سے بغاوت کر دی سلطان طغرل بیگ نے ان کی سرکوبی کے لئے بغداد سے خروج کیا۔ ابراہیم نیال (سلطان کا بھائی) بھی اپنی فوج لے کر ان سے مل گیا، چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے موصل کو قریش کے قبضہ سے چھین کر ابراہیم کے حوالے کر دیا۔ اس کے علاوہ سنجار، رحبہ اور کل صوبہ جات کو جو قریش کے زیر حکومت تھے ان کی سند حکومت بھی ابراہیم کو عطا کر دی اور ۴۴۹ھ میں واپس بغداد آ گیا۔ بعد ازاں ۴۵۰ھ میں یہ خبر سنی گئی کہ ابراہیم نے موصل سے بلاد جبل کی طرف کوچ کیا ہے اس سے سلطان طغرل بیگ کو خطرہ پیدا ہوگیا، چنانچہ واپسی کا خط لکھ بھیجا۔ خلیفہ قائم نے بھی اسی مضمون کا فرمان کندری کے ذریعے روانہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم کندری کے ساتھ بغداد کی طرف لوٹ گیا۔ بساسیری اور قریش بن بدران نے یہ خبر سن کر موصل پر چڑھائی کر دی اور وہاں پہنچتے ہی ایک دن میں اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل بیگ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل پر فوج کشی کر دی۔ بساسیری اور قریش موصل چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلطان طغرل بیگ ان دونوں کا نصیبین تک تعاقب کرتا چلا گیا۔

طغرل کے بھائی کی علیحدگی:......اسی جگہ سے اس کا بھائی ابراہیم اس سے علیحدہ ہو کر ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ہمدان کی طرف روانہ ہوگیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ علوی وحاکم مصر اور بساسیری نے خط وکتابت کر کے اسے اپنی طرف مائل کر لیا تھا اور حکومت وسلطنت کی لالچ دلائی تھی۔ سلطان طغرل بیگ کو اس خطرے کا خیال پیدا ہوگیا اور نصیبین سے ابراہیم کے تعاقب میں کوچ کر دیا اور اپنی بیوی خاتون کو اپنے وزیر عمید الملک کندری کے ہمراہ بغداد واپس بھیج دیا اور کوچ وقیام کرتا ہوا ہمدان پہنچا۔ اس عرصہ میں بغداد کی فوج بھی آ گئی اور قلعہ ہمدان کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بھائی ابراہیم کے پاس بھی ترکوں کا ایک بڑا گروپ جمع ہوگیا۔ ابراہیم نے ان کے اطمینان کے لئے طغرل بیگ سے مصالحت نہ کرنے اور ان کو عراق نہ لیجانے کی قسم کھائی۔ اتفاق سے انہی دنوں محمد واحمد بن ارتاش (یہ ابراہیم کا بھائی تھا) بھی غزل کی ایک تازہ دم فوج لے کر ابراہیم کی کمک پر آ گیا جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ چونکہ سلطان طغرل بیگ کے ہمراہ مختصر فوج تھی محاصرہ سے دست کش ہو کر رے چلا آیا اور اپنے بھتیجے ارسلان بن داؤد کو یہ واقعات لکھ

---

❶......دیکھئے البدایۃ والنھایۃ (صفحہ ۷۲ جلد ۱۲)

بھیجے اور امداد طلب کی (ارسلان نے اپنے باپ داؤد کے بعد ۴۵۱ھ میں خراسان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا) لہٰذا ارسلان نے ایک بڑا لشکر تیار کر کے ہمدان پر چڑھائی کر دی۔ یاقوت اور دقاروت بک (یہ دونوں اس کے بھائی تھے) بھی اس مہم میں اس کے ساتھ تھے۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے مقابلہ کیا۔ مگر شومی قسمت سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اسی دوران اپنے بھتیجوں محمد، احمد کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ جنگ کے بعد سلطان طغرل بیگ کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ اور خلیفہ قائم کے فرمان کے مطابق بغداد کی جانب لوٹ گیا۔

بساسیری اور قریش بغداد میں:...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان طغرل بیگ اپنے بھائی سے لڑنے کے لئے ہمدان چلا گیا تھا اور اپنے وزیر عمید الملک کو خلیفہ کی خدمت میں بغداد روانہ کر دیا تھا اور بساسیری و قریش بن بدران یہ خبر سن کر کہ سلطان طغرل بیگ آ رہا ہے موصل چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ جیسے ہی سلطان طغرل بیگ نے ہمدان کا رخ کیا بساسیری و قریش موقع پا کر بغداد چلے گئے۔ اس وجہ سے عوام الناس اور بازاریوں کی گرم بازاری ہوگئی۔ خلیفہ قائم نے دبیس بن مزید کو عہدۂ حجابت دینے کے لئے بغداد بلوالیا چنانچہ دبیس ایک سو سواروں کے ساتھ بغداد آ گیا اور مشرقی بغداد میں قیام پذیر ہو گیا خلیفہ قائم سے یہ کہلوایا کہ آپ ہمارے ساتھ بغداد سے نکل چلیے۔ اور ہزار شب کو جو اس وقت واسط میں تھا۔ دشمنان خلافت سے مقابلے کے لئے طلب کیا۔ ہزار شب نے آنے میں تاخیر کر دی اتنے میں بساسیری آٹھویں ذیقعدہ ❶ ۴۵۰ھ کو چار سو جنگ جو غلاموں کے ساتھ بغداد میں داخل ہو گیا۔ ابوالحسین بن عبدالرحیم وزیر بھی اس کے ساتھ تھا۔ حسین بن بدران ایک سو سواروں کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ یہ لوگ شہر کے باہر متفرق طور پر خیمہ زن تھے۔ لشکر بغداد اور شہر کے باشندے عمید العراق کے پاس جمع ہوئے اور مسلح ہو کر بساسیری کے مقابلہ پر آ گئے۔ مگر بغیر جنگ کئے واپس چلے گئے۔

بغداد میں مستنصر علوی کا خطبہ:...... بساسیری نے بغداد میں داخل ہو کر پہلے جامع مسجد منصور میں اور اس کے بعد جامع مسجد رصافہ میں مستنصر علوی حاکم مصر کے نام کا خطبہ پڑھا اور آذان میں ''حی علی خیر العمل'' کہنے کا حکم دیا۔ اور مقام زاہر میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ چونکہ بساسیری مذہب شیعہ رکھتا تھا۔ اس وجہ سے شیعہ اس کا دم بھر رہے تھے۔ اور اہل سنت و جماعت ترکوں کی مخالفت اور بدسلوکی کی وجہ سے اس کے ہم آہنگ تھے۔ کندری سلطان طغرل بیگ کے انتظار میں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اور رئیس الرؤساء ہر لحظہ جنگ پر تیار تھا۔ حالانکہ معرکہ آرائی میں اس کو کچھ شد بد نہ تھی،

خلیفہ کے لشکر کی شکست:...... ایک دن اتفاق سے کندری کو اطلاع کئے بغیر رئیس الرؤساء مسلح ہو کر نکل پڑا۔ فنون جنگ سے واقفیت تو تھی ہی نہیں لہٰذا شکست کھائی ایک بڑا گروہ ساتھیوں کا کام آ گیا۔ باب الازج جو قصر خلافت کا دروازہ تھا لوٹ لیا گیا۔ اہل حریم قصر خلافت کے کونوں میں چھپ گئے خلیفہ قائم نے کندری کو دشمنان خلافت سے مقابلے کا حکم دیا اور خود بھی جنگی لباس پہن کر لڑنے نکلا۔ اس وقت فتحمند گروپ لوٹ مار کرتا ہوا باب الفردوس تک پہنچ گیا تھا۔ اور کندری نے قریش سے امن سے حاصل کر لیا تھا۔

خلیفہ کو امان:...... مجبوراً خلیفہ قائم خلافت میں واپس آ گیا۔ پھر قصر خلافت کی فصیل سے قریش کو پکارا اور رئیس الرؤساء کے ذریعے امن کی درخواست کی۔ رئیس الرؤساء نے بھی امن مانگا چنانچہ قریش نے دونوں کو امان دے دی رئیس الرؤساء اور خلیفہ قائم نے خلافت سے نکلے اور قریش کے ساتھ ہو لئے بساسیری کو قریش کی یہ بدعہدی ناگوار گذری تو بول اٹھا ''اے قریش تو نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی ہے'' قریش نے جواب دیا ''یہ بدعہدی نہیں ہے ہمارا تم سے یہی عہد ہوا تھا۔ کہ جس پر ہم لوگ قابض ہوں گے اشتراک سے قابض ہوں گے۔ یہ رئیس الرؤساء تمہارا ہے اور خلیفہ میرا ہے'' لہٰذا جس وقت رئیس الرؤساء بساسیری کے سامنے پیش ہوا بساسیری انتہائی تند خوئی سے پیش آیا۔ رئیس الرؤساء نے معافی کی درخواست کی۔ تو بساسیری نے انکار کر دیا۔

خلیفہ سے قریش کا حسن سلوک:...... اور خلیفہ قائم کو قریش اسی طرح سے جیسا کہ وہ تھا اپنی لشکر گاہ میں لایا۔ اپنے خاص خیمہ میں اتارا اور

❶ ...... ,,اخبار دولت سلجوقیہ,, میں لکھا ہے کہ یہ تاریخ پندرہ شوال تھی اور ہفتہ کا دن تھا (صفحہ ۲۰)

اس کی بیوی ارسلان خاتون بنت برادر سلطان طغرل بیگ کو اپنے ایک معتمد خاص کے سپرد کیا اور اس کی خدمت گذاری کا حکم دیا۔ دارالخلافت اور قصر خلافت کئی دن تک لٹتا رہا اس کے بعد قریش نے خلیفہ کو اپنے چچازاد بھائی مہارش بن مجلی کی حفاظت میں دیا۔ مہارش نے اس کو بغداد سے حدیثہ خان میں لا کر ٹھہرایا اور بساسیری بغداد ہی میں مقیم رہا اور اس نے مصری امراء کے ساتھ نماز عیدالاضحیہ پڑھی رؤساء شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ فقہاء اور قضاۃ کے وظائف اور تنخواہیں دیں مذہبی تعصب کو دخل نہیں دیا۔ خلیفہ قائم کی ماں کو بدستور اسی کے مکان میں رہنے دیا۔ لونڈیاں خدمت کرنے کے لئے دیں۔ روزمرہ کے اخراجات کے لئے تنخواہ مقرر کر دی۔

ہنگامہ فرو ہونے پر قریش نے محمود بن حام کو کوجہ اور فرات کا گورنر بنایا اور بساسیری نے رئیس الرؤساء کو آخر ذی الحجہ ۴۵۰ھ میں جیل سے نکال کر حد نجمی کے قریب اس کی وزارت کے پانچویں سال صلیب پر چڑھا دیا۔ ابن ماکولا کہتا ہے کہ رئیس الرؤساء کی شہادت ۴۱۴ھ میں ہوئی تھی۔

مستنصر علوی کو خوشخبری فتح:...... دارالخلافت بغداد کی غارتگری سے فارغ ہو کر بساسیری نے مستنصر علوی حاکم مصر کی خدمت میں فتح کی خوشخبری بھیج دی عراق میں دولت علویہ کے قائمقام کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اطلاع دی اتفاق سے ان دنوں ابوالفرج کا ابوالقاسم بھتیجا مغربی مصر میں وزیر تھا۔ اس نے بساسیری کے اس فعل کی بے حد مذمت کی اور حاکم مصر کو اس کے انجام سے ڈرایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک مدت تک بساسیری کے خط کا جواب نہ دیا گیا اور پھر جواب بھی دیا گیا تو بساسیری کی امید کے خلاف جواب ملا۔

اھواز واسط اور بصرہ پر قبضہ:...... اس کے بعد بساسیری نے بغداد سے واسط و بصرہ کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ کر کے اھواز کی طرف بڑھا۔ ہزارشب بن تنکیر گورنر اھواز نے مصالحت کا پیغام بھیجا چنانچہ ایک مقدار مقرر خراج سالانہ بھیجنے پر صلح ہوگئی۔ مصالحت کے بعد بساسیری نے ماہ شعبان ۴۵۱ھ میں واسط کا رخ کیا۔ صدقہ بن منصور بن حسین اسدی اس سے علیحدہ ہو کر ہزارشب کے پاس چلا گیا۔ اس کو اس کے باپ کے بعد سند حکومت عطا ہوئی تھی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

طغرل بیگ کی آمد بساسیری فرار:...... ان واقعات کے بعد بساسیری کو یہ خبر ملی کہ سلطان طغرل بیگ کو بمقابلہ ابراہیم (برادر سلطان مذکور) کامیابی حاصل ہوگئی ابھی تک اس نے اپنے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی تھی کہ سلطان طغرل بیگ نے قریش اور بساسیری کے پاس یہ پیغام بھیجا "تم لوگ فوراً خلیفہ کو دارالخلافت میں واپس بھیج دو اور خطبہ وسکہ اس کے نام کا بدستور جاری رکھو میں فقط اتنی بات پر قناعت کر لوں گا ورنہ مجھے اپنے سر پر پہنچا ہوا تصور کر لو" مگر بساسیری نے انکار میں جواب دیا اس بناء پر سلطان طغرل بیگ نے لشکر کر کے عراق کی جانب کو کوچ کر دیا جس وقت سلطانی مقدمۃ الجیش قصر شیریں میں پہنچا اور بغداد میں یہ خبر مشہور ہوئی تو لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ اہل کرخ اپنے اہل وعیال سمیت خشکی و دریا کے راستے بھاگ گئے بنو شیبان کی بن آئی لہٰذا غارتگری شروع کر دی۔ بساسیری بھی اپنے اہل وعیال سمیت چھٹی ذیقعدہ ۴۵۱ھ کو بغداد میں داخل ہونے کے پورے ایک سال بعد بغداد سے کوچ کر گیا۔ بدنظمی، غارتگری، اور آتش زنی کی گرم بازاری ہوگئی، اس دوران سلطان طغرل بیگ بغداد پہنچ گیا۔ راستے سے امام ابوبکر احمد بن محمد بن ایوب معروف بہ ابن فورک کو قریش بن بدران کے پاس اس کے اس سلوک کا شکریہ ادا کرنے کو بھیج دیا جو اس نے خلیفہ قائم اور اس کی بیوی ارسلان خاتون (سلطان طغرل بیگ کی بھتیجی) کے ساتھ کیا تھا اور ان دونوں کو واپس لانے پر بھی اس کو مامور کیا۔

خلیفہ قائم اور مہارش:...... لیکن امام ابوبکر کے پہنچنے سے پہلے ہی قریش نے خلیفہ قائم کو اس کی بیوی کے ساتھ مہارش کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ خلیفہ کو لے کر تم کسی جنگل میں چلے جاؤ، تاکہ سلطان طغرل بیگ یہ خبر سن کر عراق کے ارادے سے باز رہے اور اس ذریعے سے ہم جو چاہیں گے سلطان سے زبردستی کرا لیں گے۔ مگر مہارش نے اس کی تعمیل سے انکار کر دیا اس لئے کہ بساسیری نے بدعہدی کی تھی اور یہ معذرت کی کہ میں نے خلیفہ سے کچھ ایسا قول واقرار کیا ہے کہ جس کو توڑنا میرے بس سے باہر ہے، یہ پیغام بھیجنے کے بعد مہارش خلیفہ کے ساتھ عراق کی جانب روانہ ہو گیا اور بدر بن مہلہل کے شہر کا راستہ اختیار کیا ابن فورک کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بدر کے پاس پہنچ گیا اور خلیفہ سے ملاقات کی۔ بدر نے سلطان طغرل بیگ کی طرف سے ہدایا اور تحائف پیش کئے اتنے میں سلطان طغرل بیگ تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ فوراً اپنے وزیر کندری کو امراء دولت، اراکین سلطنت، حجاب، خیمے، پردے اور گھوڑوں کے ساتھ خلیفہ قائم کو لانے روانہ کیا۔ بدر کے شہر میں ان لوگوں کو خلیفہ کی

مصاحبت کا شرف حاصل ہوا۔ خلیفہ کو ان کے ملنے سے بیحد مسرت ہوئی۔

خلیفہ کی بغداد روانگی:......چوبیسویں ذیقعدہ ۴۵۰ھ کو ان لوگوں سمیت بغداد کی جانب کوچ کر دیا سلطان طغرل بیگ روانگی سے مطلع ہو کر استقبال کے لئے آیا۔ اور نہرواں میں ملاقات ہوئی دست بوسی کی، سلامتی کی مبارکباد دی۔ اور اتنے دنوں خلیفہ کی خبر گیری میں تاخیر کرنے کی معذرت کی کہ ''میرا بھائی داؤد خراسان میں انتقال کر گیا تھا، ابراہیم (گورنر ہمدان) نے علم عباسیہ کے مقابلہ میں بغاوت کر دی تھی میں اس ہنگامہ کو فرو کرنے کی طرف متوجہ تھا چنانچہ خلیفہ کے اقبال اور اللہ ذی الجلال والاکرام کے فضل سے ابراہیم باغی وسرکش کے خلاف اس خادم کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اور اس کو میں نے بغاوت کے جرم میں مار ڈالا اور داؤد کے بیٹوں کو داؤد کی جگہ پر مقرر کر دیا۔ اب میرا ارادہ بساسیری کے تعاقب میں شام جانے کا ہے اور اگر خلیفہ اجازت دیں تو حاکم مصر سے بھی دو چار ہونے کا ارادہ ہے'' خلیفہ قائم نے خوش ہو کر اپنے ہاتھ سے سلطان طغرل بیگ کے گلے میں تلوار حمائل کی اور ارشاد فرمایا ''اس کے علاوہ امیر المؤمنین کے قبضہ میں اس وقت اور کچھ نہیں ہے'' اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے خیمہ کا پردہ اٹھا دیا۔ امراء دولت نے دوڑ کر قدم بوسی کی اور واپس آ گئے۔

خلیفہ کا استقبال اور بحالیٔ خلافت:......اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے خلیفہ سمیت بغداد کی جانب کوچ کر دیا بغداد میں امراء دولت اور رؤساء شہر میں سے کوئی باقی نہ تھا جو خلیفہ کے استقبال کے لئے نہ آیا ہو۔ سلطان طغرل بیگ نے آگے بڑھ کر باب نوبی پر قیام کیا یہاں خلیفہ کا حاجب رہتا تھا اور جب خلیفہ قائم کا اس مقام سے گزر ہوا تو سلطان طغرل بیگ نے اٹھ کر خلیفہ قائم کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ساتھ ساتھ قصر خلافت کے دروازے تک آیا۔ خلیفہ قائم قصر خلافت میں چلا گیا اور سلطان طغرل بیگ اپنی لشکر گاہ میں واپس چلا گیا اور امور سلطنت کو سنوارنے میں مصروف ہو گیا۔ یہ واقعہ پچیسویں ذیقعدہ ۴۵۱ھ کا ہے۔

بساسیری کا قتل:......خلیفہ کی بغداد واپسی کے بعد سلطان طغرل بیگ نے خمارتکین کو دو ہزار سواروں کے ساتھ کوفہ روانہ کیا۔ سرایا بن منیع کو بنی خفاجہ کے ساتھ ان کی کمک کا حکم دیا اور ان کے پیچھے پیچھے خود بھی لشکر تیار کر کے روانہ ہو گیا۔ دبیس، قریش اور بساسیری کو اس کی اطلاع نہ ہو سکی، وہ بے فکری کے ساتھ غارتگری میں مصروف تھے۔ کوفہ کو لوٹ چکے تھے کہ سلطانی لشکر کوفہ کے راستے سے نمودار ہوا۔ ان کو مقابلہ کی طاقت نہیں تھی لہٰذا بطیحہ کی جانب بھاگے۔ دبیس نے عرب کو واپس لانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ لہٰذا خود ان کے ساتھ ہو گیا مگر بساسیری اور قریش، سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں آ گئے، ایک بڑا گروپ ان دونوں کے ساتھیوں کا مارا گیا۔ ابوالفتح بن ورام، منصور بن بدران، حماد بن دبیس قید کر لئے گئے۔ بساسیری کو ایک تیر آ لگا۔ چنانچہ زخمی ہو کر گھوڑے سے گر گیا کمشتکین نامی ایک سوار نے پہنچ کر سر کاٹ لیا اور وزیر کندری کے سامنے پیش کر دیا کندری نے سلطان طغرل بیگ کے پاس روانہ کر دیا سلطانی لشکر نے باغیوں کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور جسے پایا گرفتار کر لیا سلطان طغرل بیگ نے بشارت فتح کے ساتھ بساسیری کا سر بھی بغداد بھیج دیا۔ جسے خلیفہ کے حکم سے پندرہویں ذی الحجہ ۴۵۱ھ کو قصر خلافت کے دروازے پر باب نوبی کے سامنے لٹکا دیا گیا۔ دبیس بھاگ کر بطیحہ پہنچ گیا اس کے ساتھ زعیم الملک ابوالحسن عبدالرحیم تھا۔

بساسیری کا نام:......بساسیری ❶ ترکی النسل، بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کا خادم تھا اس کا نام ارسلان اور کنیت الحرث تھی۔ بساسیری ❷ کے حرف اول کا تلفظ فاء اور باء کے درمیان میں ہے۔ فساء شہر کی طرف جب کوئی منسوب کیا جاتا ہے تو فسوی کہلاتا ہے ابوعلی فارسی صاحب ایضاح اسی شہر کا رہنے والا تھا چونکہ بساسیری کا پہلا آقا بسا کا رہنے والا تھا اس مناسبت سے اس کو ''بساسیری'' کہنے لگے۔

---

❶......حاشیہ تاریخ ابن خلدون پر بحوالہ ابوالفداء لکھا ہوا ہے، بسا کو عربی زبان میں فسا کہتے ہیں یہ ایک شہر ہے مضافات دارابجرد سے آبادی میں شیراز کا مقابل تھا اہل عرب اس کی طرف جب منسوب کرتے تھے تو فسوی کہتے تھے مگر اہل فارس خلاف قیاس بساسیری بولتے ہیں، عرب بھی بہ تقلید اہل فارس بساسیری کہنے لگا، یہ وہی شخص ہے جس نے خلفاء مصر کا بغداد میں خطبہ پڑھا اور خلیفہ قائم کو بغداد سے نکال دیا تھا۔

❷......اس کا تلفظ اگر باء اور فاء کے درمیان ہے تو اردو میں ,, پھ ,, کے ساتھ بولا جانا چاہئے جیسے پھساسیری، کیونکہ فاء اور باء کے درمیان یہی تلفظ ہے، اگر کوئی اہل علم بھی رائے دے سکیں تو کرم بالائے کرم ہوگا (ثناء اللہ محمود)

سلطان طغرل بیگ واسط میں:......دارالخلافت بغداد کے انتظام سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بیگ نے اوائل ۴۵۲ھ میں واسط کی طرف کوچ کیا۔ ہزارشب بن تنکیر والی اہواز یہ خبر سن کر سلطان طغرل بیگ سے ملنے کے لئے واسط میں حاضر ہوا بات چیت کر کے دبیس بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین کی غلطی معاف کرائی اور معذرت کے لئے دربار سلطانی میں حاضر کیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں کی عفو تقصیر کر دی اس کے بعد ابوعلی بن فضلان کو واسط پر خراج کی دو لاکھ سالانہ ادائیگی اور ابوسعد سابور بن مظفر کو بصرہ پر مامور کیا۔ اور بغداد کی جانب لوٹ گیا پھر دربار خلافت میں حاضر ہوا اور خلیفہ کی حضوری شرف حاصل کیا۔

کچھ دن بعد ماہ ربیع الاول ۴۵۲ھ میں بلاد جبل کی طرف روانہ ہوا۔ اور روانگی کے وقت امیر برسق ❶ کو بغداد کا شحنہ مقرر کیا۔ ابوالفتح مظفر بن حسین کو بغداد کا چار لاکھ دینار پر تین برس کا ٹھیکہ دیا۔ محمود احرم کو بنی خفاجہ کی امارت اور کوفہ وفرات کی حکومت پر واپس بھیجا۔ اسی سال دربار خلافت سے سلطان طغرل بیگ کے مصاحبوں کو چار ہزار دینار سالانہ کی جاگیریں مرحمت ہوئیں۔

وزارت کی تبدیلی:......خلیفہ قائم نے بغداد واپس آنے کے بعد ابوتراب اثیری کو امیر البحر مقرر کر دیا کشتیوں کے حصول کی خدمت سپرد کی اور ''حاجب الحجاب'' کا لقب مرحمت فرمایا۔ یہ اس خدمت کا صلہ تھا جو اس نے خلیفہ کی حدیثہ میں خدمت کی تھی۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ ابومنصور یوسف نے ابوالفتح بن محمد بن دارست کی وزارت کی سفارش کی اور یہ گذارش کی کہ تنخواہ یا جاگیر لینا تو درکنار ابوالفتح بطور نذرانہ کے ایک ٹھیک ٹھاک رقم سالانہ پیش کیا کرے گا خلیفہ کے شیخ ابومنصور کی سفارش منظور کر لی چنانچہ وہ پندرہویں ربیع الثانی ۴۵۳ھ کو ابوالفتح اہواز سے بغداد میں داخل ہوا خلیفہ نے خلعت دی اور قلمدان وزارت عطا فرمایا ابوالفتح اس سے پہلے ابوکالیجار کی طرف سے تجارت کرتا تھا بہر کیف سال پورا ہو گیا مگر وہ مقررہ رقم ادا نہ کر سکا۔ چنانچہ خلیفہ قائم نے اس کو معزول کر دیا اور وہ اہواز لوٹ آیا اس کے بعد ہی ابونصر بن جہیر وزیر نصیر الدولہ بن مروان وزارت کی امید سے بغداد آیا اور عہدۂ وزارت کی درخواست دی اور خلیفہ سے لڑ جھگڑ کر عہدۂ وزارت حاصل کر لیا خلیفہ نے عہدۂ وزارت عطا کرنے کے بعد فخر الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔

خلیفہ کے بیٹی کے لئے پیغام نکاح:......۴۵۳ھ میں سلطان طغرل بیگ نے بذریعہ ابوسعد قاضی ''رے'' خلیفہ قائم کی لڑکی سے نکاح کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ نے اس سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ابومحمد تمیمی کی زبانی یہ کہلوایا کہ سلطان طغرل بیگ، امیر المومنین کو اس رشتہ سے معارر کھیں ورنہ تین لاکھ دینار سالانہ اور صوبہ واسط سے اس کے مضافات سمیت دست کش ہونا پڑیگا۔ جس وقت تمیمی نے وزیر عمید الملک سے خلیفہ کا یہ پیغام بیان کیا عمید الملک نے ہنس کر جواب دیا کہ ''الحمدللہ خلیفہ نے سلطان کی درخواست منظور فرمالی۔ سلطان کو چاہئے کہ ان شرائط کو منظور کر لیں اور خلیفہ کے لئے مناسب یہ ہے کہ رشتہ داری کے عوض مال وزر طلب نہ فرمائیں۔'' اس کا جواب کچھ نہ دے سکا، لہٰذا خاموش ہو گیا۔ عمید الملک نے اس سے سلطان طغرل بیگ کو مطلع کیا اور لوگوں میں اس خبر کو مشہور کر دیا۔

خلیفہ کا انکار:......اس کے سلطان طغرل بیگ نے وزیر الملک کو ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کے ساتھ امرائے رے کے ساتھ جس میں فرامرز بن کاکو یہ بھی تھا دس لاکھ دینار، بیشمار جواہرات اور لونڈیاں دے کر خلیفہ کی خدمت میں روانہ کئے، عمید الملک نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کی اور مال واسباب جو کچھ اپنے ہمراہ لایا تھا پیش کر دیا۔ خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بیگ کا پیام سنتے ہی ارشاد کیا ''اگر سلطان طغرل بیگ اپنے اس خیال خام سے باز نہیں آئے گا تو میں بغداد چھوڑ کر نکل جاؤں گا''۔ عمید الملک نے عرض کی ''جناب خلیفہ نے پہلے ہی سے انکار کیوں نہ فرمایا۔ اور جب منظوری کو مشروط کسی شرط سے کر دیا تو اب انکار کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے'' خلیفہ قائم نے اس وقت کچھ جواب نہ دیا اور اگلے ہی دن عمید الملک اور اس کے ساتھیوں کو نہروان کی طرف نکلوا دیا۔

رشتہ کے لئے بھرپور کوششیں:......قاضی القضاۃ اور شیخ ابومنصور بن یوسف کو خبر ملی تھی۔ گرتے پڑتے عمید الملک کے پاس پہنچے اور خوشامد ومنت کر کے روکا اس کے بعد خلیفہ کی خدمت میں آئے اور اسے اونچا نیچا سمجھایا بالآخر باتفاق رائے حاضرین دربار دیوان سے ایک خط بنام

❶......بعض نسخوں میں ,, برسو,, لکھا ہوا ہے جو کہ غلط ہے دیکھئے ابن اثیر صفحہ ۲۱۰ جلد ۶

خمارتکین (یہ سلطان طغرل بیگ کا مصاحب تھا) عمید الملک کی شکایت کا روانہ کیا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد سلطان طغرل بیگ کی طرف سے مدارات اور نرمی سے جواب آیا۔ مگر عمید الملک خلیفہ کو زبردستی اس رشتہ پر برابر تیار کرتا رہا مگر خلیفہ قائم پٹھے پر ہاتھ تک نہیں رکھنے دیتا تھا۔

خمارتکین کی چغلی اور قتل:...... انجام کار عمید الملک ناامید ہو کر ماہ جمادی الآخر ۴۵۴ھ میں بغداد سے سلطان طغرل بیگ کے پاس چلا گیا اور اسے سارے واقعات شروع سے آخر تک عرض کئے اور یہ جڑ دیا کہ خمارتکین اگر دخل در معقولات نہ کرتا تو سلطان کا مقصود کب کا حاصل ہو گیا ہوتا۔ سلطان طغرل بیگ کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ خمارتکین جان کے خوف سے بھاگ گیا۔ نیال کے بیٹوں نے سلطان کی اجازت سے تعاقب کیا۔ اور اپنے باپ کے بدلہ میں اس کو مار ڈالا۔ تب اس کی جگہ سارتکین مقرر ہوا۔

طغرل بیگ کا نکاح:...... عمید الملک کی واپسی کے بعد سلطان طغرل بیگ نے قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کے نام عتاب بھرا خط لکھا اور اپنی بھتیجی ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کو مانگ لیا خلیفہ نے یہ خیال کر کے کہ معاملہ اب طول کھینچ رہا ہے سلطان طغرل بیگ کی منگنی اپنی شاہزادی سے منظور کر لی اور وزیر عمید الملک کو سلطان طغرل بیگ کے ساتھ شاہزادی کے نکاح کا وکیل مقرر کر دیا اور ابوالغنائم بن محلبان کے ذریعے بلاد اسلامیہ میں خطوط روانہ کئے، چنانچہ ماہ شعبان ۴۵۴ھ میں بیرون تبریز کے باہر خلیفہ کی بیٹی سے سلطان طغرل بیگ کا نکاح کر دیا گیا۔

نکاح کے بعد رخصتی:...... نکاح ہونے کے بعد سلطان طغرل بیگ نے خلیفہ، ولیعہد اور خلیفہ کی اس بیٹی کے لئے جس سے عقد ہوا تھا مال واسباب اور جواہرات روانہ کئے اور عراق میں اس کی متوفیہ بیوی کی جتنی جاگیریں تھیں وہ سب کی سب خلیفہ کی بیٹی کو دے دیں۔

ماہ محرم ۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بیگ ارمینیہ سے بغداد لوٹ آیا دولت سلجوقیہ کے امراء ابوعلی بن ابو کالیجار، سرخاب بن بدر، ہزارشب اور ابو منصور بن فرامرز بن کاکویہ وغیرہ اس کے ساتھ قافلے میں تھے۔ وزیر ابن جہیر خلیفہ کی طرف سے استقبال کے لئے آیا۔ سلطان طغرل بیگ نے اسے عزت واحترام سے ملاقات کی اور مغربی بغداد میں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کیا۔ کثرت لشکر کی وجہ سے رعایا واویلا مچانے لگی۔ وزیر عمید الملک قصر خلافت میں سلطان کی بیوی (خلیفہ قائم کی لڑکی) کو رخصت کرانے گیا۔ خلیفہ نے اپنی شاہزادی اور سلطان کے ارکین دولت اور مصاحبوں کے رہنے کے لئے ایک محل علیحدہ کر دیا اور شاہزادی کو اس میں بھیج دیا۔ چنانچہ شاہزادی ایسے تخت پر جو سونے سے منڈھا ہوا تھا جلوہ افروز ہوئی۔ سلطان طغرل بیگ نے حاضر ہو کے زمین بوسی کی بہت سامال اور بیشمار جواہرات پیش کئے۔ چند دن تک اسی دستور سے سلطان طغرل بیگ آتا جاتا رہا دولت عباسیہ کے امراء اور خلیفہ کے مصاحبوں کو انعامات دئے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ڈیڑھ لاکھ سالانہ پر ابوسعد فارسی کو بغداد کا ٹھیکہ دیا۔ جتنا ٹیکس اور محصول رئیس العراقین نے معاف کر دیا تھا پھر جاری کر دیا۔ اعرابی بصرہ کا ٹھیکہ دار گرفتار کر لیا گیا۔ اور واسط کا ٹھیکہ دولاکھ سالانہ پر ابو جعفر بن فضلان کو دیا گیا۔

سلطان طغرل بیگ کی وفات:...... سلطان طغرل بیگ نے چند دن بغداد میں قیام کر کے ماہ ربیع الآخر ۴۵۵ھ میں بلاد جبل کی جانب کوچ کیا اور جس وقت ''رے'' میں داخل ہوا مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ آٹھویں رمضان جمعہ کے دن وفات پائی۔ رفتہ رفتہ بغداد میں یہ خبر پہنچی تو ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خلیفہ قائم کے طلب کرنے پر مسلم بن قریش موصل، دبیس بن مزید، ہزارشب گورنر اہواز، بنی درام اور بدر بن مہلہل وغیرہ بغداد میدان آ گئے۔ ابوسعد فارسی ٹھیکہ دار بغداد نے قصر عیسیٰ پر شہر پناہ بنا کر غلہ وغیرہ کا کافی ذخیرہ جمع کر لیا۔ مسلم بن قریش موقع پر کر بغداد سے خروج کر کے بغداد کے اطراف وجوانب کو تخت وتاراج کرنے لگا۔ دبیس بن مزید، بنوخفاجہ، بنوروام، اور کرد اس سے جنگ کرنے کے لئے بڑھے چنانچہ مسلم بن قریش کی گرمی دماغ سے فرو ہو گئی۔ اس نے بغاوت سے توبہ کی اور بدستور علم عباسیہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ اس دوران جادانی کرد سردار ابوالفتح بن ورام کا انتقال ہو گیا۔ اور عربوں نے تخت وتاراج کرنا شروع کر دیا اور لڑنے پر پھر تل گئے۔ بازاریوں اور اوباشوں کو دست درازی کا موقع مل گیا۔ یہی وجہ تھی کہ بغداد میں بدمعاشوں اور مفسدوں کی کثرت ہو گئی، جس سے نظام حکومت مدتوں درہم برہم رہا۔

سلطان الپ ارسلان:...... سلطان طغرل بیگ کے انتقال کے بعد ارکین دولت علی الخصوص عمید الملک کندری نے سلیمان بن داؤد جعفری بک کو تخت حکومت پر جلوہ افروز کیا۔ داؤد جعفری بیگ، سلطان طغرل بیگ کا بھائی تھا۔ اس کے انتقال کے بعد سلطان طغرل بیگ نے اس کی

بیوی (یعنی مادر سلیمان سے) عقد کرلیا تھا اس اعتبار سے سلیمان سلطان طغرل بیگ کا ربیب ❶ بھی تھا اور بھتیجا بھی۔ سلطان طغرل بیگ نے اس کو اپنا ولی عہد بھی بنالیا تھا۔ جس وقت سلیمان کا نام خطبوں میں داخل کیا گیا۔ امراء دولت نے مخالفت شروع کر دی تو وہ باغیسان اور اروم بغداد سے قزوین چلا گیا۔ اور عضد الدولہ الپ ارسلان محمد بن داؤد جعفری بیگ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ یہ ان دنوں خراسان میں حکومت کر رہا تھا اس کے پاس اس کا وزیر نظام الملک بھی تھا۔ تھوڑے عرصہ میں لوگوں کا رجحان اس کی جانب ہو گیا۔

عمید الملک کندری کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اس خیال سے کہ کہیں کسی قسم کا اختلال میری حکومت میں پیدا نہ ہو جائے مقام ''رے'' میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ اور اس کے بعد سلیمان کے نام کا خطبہ پڑھوایا سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر ملی تو لشکر مرتب کر کے خراسان سے مقام ''رے'' پر چڑھائی کر دی اہل رے سلطان الپ ارسلان کی آمد کی خبر سن کر ملنے آئے اس کی اطاعت قبول کر لی عمید الملک کندری نے بھی سلطان الپ ارسلان کی شرف حضوری حاصل کی اور اس کے وزیر نظام الملک سے ملا تحائف اور ہدایا پیش کی لیکن اس سے کچھ کام نکل نہ سکا اور نہ اس کی طرف سے سلطان الپ ارسلان کی سوءظنی کم ہوئی، چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے فتنہ وفساد کے خوف سے اس کو ۴۵۶ھ میں گرفتار کر کے مروروز کی جیل میں ڈال دیا اور ایک سال کے بعد ماہ ذی الحجہ ۴۵۷ھ میں قتل کر ڈالا۔

مقتول عمید الملک:...... عمید الملک نیشاپور کا رہنے والا فصیح، وبلیغ، اعلیٰ درجہ کا منشی تھا جس وقت سلطان طغرل بیگ نیشاپور میں وارد ہوا۔ ایک کاتب کی ضرورت محسوس ہوئی موفق یعنی ابوسہل کے باپ نے عمید الملک کو پیش کر دیا۔ چونکہ اس میں خداداد قابلیت موجود تھی سلطان طغرل بیگ نے اس کو اپنا سیکرٹری بنالیا۔ یہ پیدائشی مخنث تھا بعضوں کا بیان ہے کہ چونکہ اس نے سلطان طغرل بیگ کی منگیتر سے عقد کر لیا تھا اور سلطان سے باغی ہو گیا تھا۔ سلطان نے اس پر چڑھائی کی۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا اور کامیابی وفتحیابی کے بعد اس کو مخنث بنا کر بدستور عہدۂ کتابت مامور کر دیا تھا۔

بعض مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ اس کے دشمنوں نے دشمنی کی وجہ سے یہ خبر اڑادی تھی کہ اس نے سلطان طغرل بیگ کی منگیتر سے عقد کر لیا ہے، اس لئے اس نے اپنے آپ کو خصی کر ڈالا۔ تاکہ دشمنوں کی عداوت سے بے خوف ہو جائے۔ شافعیہ، اشعریہ ❷ اور رافضیوں سے بے حد تعصب رکھتا تھا۔ سلطان سے خراسان کے منبروں پر رافضیوں پر لعن طعن کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ چند دن بعد اشعریہ کو بھی شریک لعنت کر لیا اس سے ائمہ اہل سنت وجماعت کو بے حد صدمہ وملال ہوا۔

امام الحرمین کا ترک خراسان:...... چنانچہ ابوالقاسم قشیری اور امام المعالی خراسان چھوڑ کر مکہ معظمہ چلے گئے اور چار برس تک حجاز میں مقیم رہے اور حرمین میں درس وتدریس اور افتاء میں مصروف رہے اسی مناسبت سے یہ امام الحرمین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا جس وقت سلطان الپ ارسلان کا دور حکومت آیا اور قلمدان وزارت کا مالک نظام الملک طوسی بنا تو اسنے امام الحرمین کے ساتھ اچھے برتاؤ کے اور حسن سلوک سے پیش آیا اور سلطان الپ ارسلان نے سیدہ بن خلیفہ قائم کو جس کے ساتھ سلطان طغرل بیگ نے عقد کیا تھا۔ بغداد واپس کر دیا اور خدمت گزاری کے لئے امیر اتپکین سلمیانی کو ہمراہ کر دیا۔ تاکہ شاہزادی صاحبہ کو سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔

بغداد میں خطبہ کے لئے قاصدین:...... بغداد پہنچنے پر سلطان الپ ارسلان نے امیر ایتکین کو بغداد کا کوتوال بنایا۔ اس سفر میں شاہزادی سیدہ کے ہمراہ ابوسہل محمد بن ہبۃ اللہ (ابن موفق) بھی تھا۔ دارالکلافت بغداد میں سلطان الپ ارسلانؒ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے خلیفہ کی خدمت میں جا رہا تھا کہ راستے میں انتقال کر گیا۔ یہ نیشاپور کے مشہور علماء شافعیہ سے تھا۔ سلطان الپ ارسلان نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس کی جگہ عمید ابوالفتح مظفر بن حسین کو روانہ کر دیا اتفاق سے یہ بھی بغداد نہ پہنچنے پایا اور راستہ ہی میں مر گیا۔ تب سلطان الپ ارسلان نے اپنے وزیر السلطنت نظام الملک کو روانگی کا حکم دیا۔

---

❶...... ربیب: اس بچے کو کہتے ہیں جس کی ماں سے بعد پیدا ہونے کے نکاح کیا جائے (مترجم)

❷...... اشعریہ، یہ ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری کی جو کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی اولاد میں سے ہیں، مذہب اشاعرہ کی بانی ہیں، عقائد کے امام ہیں اور ائمہ مجتہدین میں سے ہیں ان کی مشہور تالیف، مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین ہے اشاعرہ ان ہی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں (طبقات الشافعیہ صفحہ ۲۴۵ جلد ۲)

''الولد المؤید'' کا خطاب وخلعت:...... عمید الملک ابن وزیر فخر الدولہ بن جہیر وغیرہ استقبال کے لئے آئے۔ خلیفہ قائم نے نظام الملک سے ملنے کے لئے ساتویں جمادی الاولی ۴۵۶ھ کو دربار عام منعقد کیا اور سلطان الپ ارسلان کے نائب کے طور پر نظام الملک سے ہاتھ ملایا اعزاز کے ساتھ کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ رؤساء شہر اور اراکین دولت کے سامنے خلعتیں عطا کیں، ضیاء الدولہ کا لقب دیا۔ اور منبروں پر بغداد پر سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ اور نیز یہ حکم دیا کہ سلطان کی درخواست کے مطابق ''الولد المؤید'' کے خطاب سے مخاطب کئے جانے کا حکم دیا۔ گشتی فرامین تمام ممالک اسلامیہ میں روانہ کئے گئے۔ اس سے بیعت خلافت لینے کے لئے نقیب ''طراد زینبی'' سلطان الپ ارسلان کے پاس روانہ ہوا۔ مقام قجوان مضافات آذربائیجان میں سلطان الپ ارسلان سے ملاقات ہوئی سلطان الپ رسلان نے خلعت کو آنکھوں سے لگا کر زیب تن کیا۔ اور اس کے بعد بیعت خلافت کی۔ اس کے بعد ہی امراء سلجوقیہ میں والیٔ ہرات اور صغانیان نے سلطان الپ ارسلان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے ایک عظیم لشکر تیار کر کے ہرات پر حملہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فتح بھی نصیب ہوئی۔ جیسا کہ آئندہ اس کی دولت وحکومت کے ضمن میں تحریر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قطلمش کی بغاوت:...... قطلمش سلاطین سلجوقیہ کے خاندان کا ایک نامور ممبر تھا سلطان طغرل بیگ سے نسباً بہت قریب بلکہ اسی کے خاندان سے تھا قونیہ، قیصریہ، اقصرا اور ملطیہ پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس کو سلطان طغرل بیگ نے ابتداءً جبکہ بغداد پر ۴۴۹ھ میں بغداد پر قبضہ کیا تھا۔ بساسیری اور قریش بن بدران والی موصل سے جنگ کرنے بھیجا تھا۔ سلطان طغرل بیگ کے انتقال کے بعد اس نے لشکر مرتب کر کے رے کا رخ کیا۔ سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ فوج کو تیاری کا حکم دیا اور تیاری کے بعد ماہ محرم ۴۵۶ھ میں نیشاپور سے رے کی طرف روانہ ہوا۔ مگر سلطانی افواج کے پہنچنے سے پہلے ہی قطلمش ''رے'' پہنچ گیا تھا۔ لوٹ مار شروع کر دی تھی۔ سلطان الپ ارسلان نے دامغان میں پہنچ کر ایک خط قطلمش کے پاس قتل وغارت سے رکنے کا روانہ کیا مگر قطلمش نے کچھ توجہ نہ کی۔ سلطان نے ''رے'' کے قریب پہنچ کر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا قطلمش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ سلطان نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ ہزاروں لوگ قتل اور قید کئے گئے۔ اسی دوران قطلمش بھی مارا گیا۔ قطلمش کے مارے جانے سے لڑائی ختم ہوگئی۔ سلطان کو اس کے مارے جانے سے سخت صدمہ وملال ہوا۔ اسے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرا دیا۔

کرخ وغیرہ کی فتح:...... اس واقعہ کے بعد سلطان نے جہاد کے ارادے سے بلاد روم کا رخ کیا اور آذربائیجان سے ہو کر گذرا امیر طغرتکین اپنے اعزہ اور اقارب سمیت ملنے آیا۔ امیر طغرتکین کو بلاد رومیہ سے واقفیت اور جہاد میں بہت بڑا دخل تھا۔ سلطان نے اس کو جہاد پر ابھارا اور رہبری کی غرض سے اپنے ہمراہ لے لیا۔ رفتہ رفتہ نجران پہنچ گئے اور نہر ارس کو عبور کرنے کے لئے کشتیاں تیار کرائیں۔ خوئی اور سلماس نامی قلعوں کو یکے بعد دیگرے فتح کر لیا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے الغرض کامیابی حاصل کرنے کے بعد مژدہ فتح بغداد روانہ کیا۔ اور بادشاہ کرخ نے جزیہ دے کر صلح کر لی سلطان الپ ارسلان اصفہان کی جانب لوٹ گیا۔ اصفہان میں چند دن قیام کر کے کرمان کا رخ کیا وہاں قاوت بن داؤد جعفری بک (یہ سلطان کا بھائی تھا) نے حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کی اس کے بعد سلطان مرو کی طرف روانہ ہوا۔ اسی دوران سلطان کے بیٹے ملک شاہ نے بادشاہ ماوراء النہر کی بیٹی سے نکاح کر لیا اور دوسرے بیٹے کا غزنہ کے گورنر کی لڑکی سے نکاح ہوا۔

ملک شاہ کی ولی عہدی:...... ۴۵۸ھ میں سلطان الپ ارسلان نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا ولی عہد بنایا امراء مملکت اور اراکین دولت سے ملک شاہ کی ولی عہدی کی بیعت لی حسب مدارج سب کو خلعتیں دیں اور اپنے سارے ممالک محروسہ میں ولی عہد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر کر دیا اس کے بعد علاقوں میں متعدد لوگوں کو جاگیریں دیں چنانچہ ''بلخ'' اپنے بھائی سلیمان بن داؤد کو، خوارزم ارسلان ارغو (۱) کو، مرو اپنے دوسرے بیٹے ارسلان شاہ کو، صغانیان وطغارستان اپنے ایک اور بھائی الیاس کو، مازندران امیر اینانج بیغو کو اور بغشور (۲) اس کے مضافات سمیت مسعود بن ارتاش (۳) کو عنایت کیا۔

مدرسہ نظامیہ:...... وزیر السلطنت نظام الملک نے ۴۵۷ھ میں مدرسہ نظامیہ بغداد کی بنیاد ڈالی تھی جس کی عالیشان عمارت ماہ ذیقعدہ

۴۵۹ھ میں بن کر تیار ہوئی شیخ ❶ ابواسحاق شیرازی درس کے لئے منتخب کئے گئے۔ ایک جم غفیر طلباء کا درس لینے حاضر ہوا۔ چونکہ شیخ موصوف نے کسی سے یہ سن لیا تھا کہ مدرسہ نظامیہ زمین مغصوبہ ❷ پر بنایا گیا ہے اس لئے مدرسہ نظامیہ مین درس دینے نہ آئے دوپہر تک حاضرین انتظار کرتے رہے دوپہر کے بعد شیخ ابومنصور نے فرمایا ''شائقین اور طلباء علوم بغیر سبق پڑھے ہوئے نہیں جائیں گے اور ایسے عظیم الشان مدرسہ کے لئے ایک قابل پروفیسر کا ہونا ضروری ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ابونصر ❸ بن صباغ جو اس وقت حاضر مجلس ہیں درس دیں'' حاضرین مجلس کے اتفاق رائے سے ابونصر پروفیسری کی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور بیس دن تک پڑھاتے رہے یہاں تک شیخ ابواسحاق کا شک دور ہوگیا۔ اور پڑھانے کے لئے نظامیہ میں تشریف لے آئے۔

خلیفہ کے وزراء:...... فخر الدولہ بن جہیر، خلیفہ قائم کا وزیر اعظم تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں چند دن بعد ۴۶۰ھ میں خلیفہ نے اس کو معزول کر دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ بغداد سے نکل کر نور الدولہ دبیس بن مزید کے پاس قلوجہ ❹ چلا گیا۔ خلیفہ نے اس کی جگہ ابویعلیٰ والد وزیر ابوشجاع کو عہدۂ وزارت پر مقرر کرنے کے لئے طلبی کا فرمان تحریر کیا۔ ابویعلیٰ ان دنوں ہزارشب بن تنکیر گورنر اہواز کے ہاں عہدۂ کتابت پر تھا۔ ابویعلیٰ خلیفہ کا فرمان پا کر اہواز سے بغداد روانہ ہوا اتفاق یہ کہ راستے میں مرگیا۔ اس کے بعد نور الدولہ نے معز الدولہ کی دربار خلافت میں سفارش کی تو خلیفہ نے سفارش منظور فرمالی اور معز الدولہ کو بلوا کر ماہ صفر ۴۶۱ھ ❺ میں دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

مکہ میں خطبہ:...... ۴۶۲ھ میں محمد بن ابی ہاشم گورنر مکہ نے خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ حرم شریف میں پڑھا۔ خلیفہ علوی گورنر مصر کا خطبہ موتوف کر دیا۔ جملہ ''حی علی خیر العمل'' کو اذان سے نکال دیا۔ اور اپنے بیٹے کو بطور وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان اس خوشی کی خبر کو سن کر بے حد خوش ہوا۔ چنانچہ تیس ہزار دینار اور ایک قیمتی خلعت مرحمت کی اور دس ہزار دینار سالانہ بطور تنخواہ کے مقرر فرمائے۔

ابن قریش دبیس کی اطاعت:...... اسی سن میں مسلم بن قریش اور دبیس بن مزید نے سلطان الپ ارسلان کی اطاعت قبول کر لی یہ دونوں ان دنوں سلطان سے باغی ہو کر علم حکومت کے مخالف ہوگئے تھے۔ بات یہ تھی کہ ہزارشب بن تنکیر بن عیاض نے سلطان کو جھانسہ دے کر ان دونوں کے زیر کنٹرول ممالک چھین لینے پر ابھار دیا تھا۔ جب ان دونوں کو اس واقعہ کی خبر ملی تو سلطان سے منحرف ہوگئے۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں سلطان کی خدمت ہزارشب وفد لے کر خراسان گیا ہوا تھا۔ واپسی کے وقت انتقال کر گیا۔ دبیس اس واقعہ سے مطلع ہو کر مشرف الدولہ بن قریش گورنر موصل کے ساتھ سلطان کی خدمت میں وفد لے کر حاضر ہوا۔ نظام الملک نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی۔ سلطان بھی بڑی عزت واحترام سے پیش آیا۔ ان دونوں نے بھی علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔

حلب پر سلطان کا قبضہ:...... محمود بن صالح بن مرداس شہر حلب پر قابض ہوگیا تھا۔ اس سے پہلے خلیفہ علوی حاکم مصر کا تصرف واثر اس شہر

---

❶ ...... شیخ ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی فیروز آبادی ملقب بہ جمال الدین ۳۹۳ھ بمقام فیروز آباد میں پیدا ہوئے، اتوار کی رات اکیسویں جمادی الآخر ۴۷۶ھ کو بمقام بغداد میں وفات پائی، باب ابرز میں مدفون ہوئے، علم، زہد اور ورع وتقویٰ میں اپنے معاصرین سے بہت آگے تھے، اس وقت کے اکثر علماء امصار و دیار انہیں کے شاگرد تھے، محب الدین بن نجار نے تاریخ بغداد میں ان کو امام اصحاب شافعی تحریر کیا ہے صاحب تصانیف کثیرہ تھے من جملہ مہذب فی المذہب، تنبیہ فقہ میں، لمع اور اس کی شرح اصول فقہ میں، تبصرہ، معونۃ، اور تلخیص جدل میں ہے (ابن خلکان جلد اصفحہ ۴)۔ ❷ ...... مغصوبہ زمین: جو زمین کسی دوسرے سے ناحق چھین کر قبضہ کر لی گئی ہو (ثناء اللہ محمود)

❸ ...... ابونصر عبدالسید بن محمد بن عبدالواحد بن احمد بن جعفر معروف بہ ابن صبّل فقیہ شافعی ۴۰۰ھ بمقام بغداد میں پیدا ہوئے، آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی ماہ جمادی الاولیٰ ۴۷۷ھ بمقام بغداد میں وفات پائی، فقہ میں کتاب الشامل انہیں کی تصنیفات سے ہے جو ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب شمار کی جاتی ہے وافتتاح مدرسہ نظامیہ کے وقت یہی تدریس پر مامور ہوئے تھے شیخ ابواسحاق کے بعد بھی یہی منتخب کئے گئے تھے، تذکرۃ العالم، الطریق السالم اور العدہ فی اصول فقہ بھی انہی کے مصنفات سے ہیں (ابن خلکان صفحہ ۳۰۳ جلد ۱)

(۱) بعض عربی نسخوں میں ,,ازعرا,, لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔ (۲) بعج عربی نسخوں میں ,,نقشوان,, لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔ (۳) بعض نسخوں میں ,,ازناش,, لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

❹ ...... کامل ابن اثیر صفحہ ۲۴۰ جلد ۶ پر ,,فلوجہ,, تحریر ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ فلوجہ سواد بغداد کا ایک بڑا قصبہ ہے۔ ❺ ...... دیکھئے البدایۃ والنہایۃ صفحہ ۹۷ جلد ۱۲

میں جاری وساری تھا۔ محمود ایک چلتا پرزہ تھا سلطان الپ ارسلان کی سطوت اور جبروت سے متاثر ہو کر ایک روز اہل شہر کو جمع کیا اور سمجھا بجھا کر ان لوگوں کو خلافت بغداد اور سلطان الپ ارسلان کی اطاعت پر مائل کر لیا۔ چنانچہ ۴۶۳ھ میں حلب کے منبروں خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور اطلاعی خط دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔ چنانچہ خلیفہ نے نقیب النقباء طراد بن محمد زینبی کی معرفت خلعت بھیج دی اور اس کے بعد سلطان الپ ارسلان نے حلب کا رخ کیا۔ شاہی لشکر کا دیار بکر سے گزر ہوا۔ نصر بن مروان گورنر دیار بکر نے حاضر ہو کر اظہار اطاعت کی غرض سے ایک لاکھ دینا پیش کئے۔ سلطان دیار بکر سے روانہ ہو کر آمد پہنچ گیا مگر اہل آمد نے سرکشی کی۔ الرہا والے بھی انہی کے نقش قدم پر چلے لیکن سلطان نے کوئی توجہ نہ کی سیدھا حلب پہنچ گیا محمود گورنر حلب نے نقیب النقباء طراد کو سلطان کی خدمت میں بھیجا اور حاضر نہ ہونے کی معافی چاہی مگر سلطان نے حاضری پر اصرار کیا چنانچہ بات بڑھ گئی اور محاصرہ اور لڑائی کی نوبت آئی بالآخر شدت حصار اور طویل جنگ سے گھبرا کر گورنر حلب اپنی ماں منیعہ بنت رباب نمیری کے ساتھ دربار سلطانی میں رات کے وقت حاضر ہو گیا سلطان نے عزت افزائی کے لئے خلعت مرحمت فرمائی۔ اور بدستور حکومت حلب پر اس کو قائم رکھا۔ لہٰذا یہ اس وقت سے سلطان ہی کا مطیع رہا۔

بادشاہ روم کی پیشقدمی:......ارمانوس بادشاہ روم، گورنر قسطنطنیہ نے ۴۶۲ھ میں ایک بڑے لشکر کے ساتھ شامی بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کر دی۔ چنانچہ منبج پر پہنچ کر اسے لوٹ لیا۔ اور اہل منبج کو انتہائی بے رحمی سے تہ تیغ کیا۔ محمود بن صالح بن مرداس اور حسان طائی قبائل عرب بنی کلاب اور طے وغیرہ کو مجتمع کر کے منبج کو چھڑانے آئے لیکن ارمانوس سے شکست کھا گئے اور مانوس منبج پر قابض رہا۔ چند دنوں کے بعد رسد وغلہ کی کمی محسوس ہوئی تو مجبوراً اپنے علاقوں کی جانب لوٹ گیا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر دو لاکھ فوج سے جس میں فرنچ، رومی، روسی اور کرخ تھے صوبۂ خلاط پر حملہ کر دیا۔ رفتہ رفتہ ملاز کرد کا بھی محاصرہ کر لیا۔

الپ ارسلان کی تیاری:......اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوئی مضافات آذر بائیجان میں حلب سے واپس آ کر مقیم تھا۔ اس خبر کو سن کر غصہ سے تھرا گیا۔ مگر فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے فوجیں فراہم نہ کر سکا۔ لہٰذا موجودہ لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا اور بنظر دور بینی اہل وعیال اور مال واسباب کو وزیر السلطنت نظام الملک کے ساتھ ہمدان بھیج دیا اور بنفس نفیس پندرہ ہزار کے لشکر ساتھ ارمانوس کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے بسم اللہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

روسی فوج سے جنگ:......خلاط کے قریب سلطانی مقدمۃ الجیش سے روسی لشکر کا مقابلہ ہوا جس کی تعداد دس ہزار تھی۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر روسی فوج شکست کھا کے بھاگ گئی۔ اور بادشار گرفتار ہو کر سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے اس کے کان ناک کٹوا کر نظام الملک کے پاس بغداد بھیج دیا۔ اس واقعہ کے بعد رومی فوج سے مقابلہ طے پا گیا۔ سلطان الپ ارسلان نے صلح کا پیغام بھیجا۔ مگر ارمانوس نے انکار میں جواب دیا۔ سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا۔ لیکن پھر اپنے بے چین دل کو مجتمع کر کے بارگاہ عزوجل میں عجز وانکساری سے مسلمانوں کی کامیابی کی دعا کرنے لگا۔ پوری رات گریہ وزاری اور دعا میں گزاری۔

ارمانوس رومی بادشاہ کی گرفتاری:......صبح ہوتے ہی لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا۔ ادھر فوج جنگ کی تیاری میں مصروف ہوئی۔ ادھر سلطان سجدے میں کامیابی کی دعا کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سپہ سالار نے فوج کے مرتب ہو جانے کی اطلاع کی چنانچہ سلطان نے سجدے سے سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر لو لگائے میدان جنگ چلا گیا اس وقت عساکر اسلامیہ کا عجیب پر ہیبت نظر تھا ان سب کے دلوں میں جوش اور جوش کے ساتھ امید وبیم کی ایک خاص کیفیت تھی۔ آنکھیں نیچی کئے ہوئے شمشیر بکف اللہ اکبر کہہ کر اپنے حریف پر حملہ آور ہوئے یہ حملہ نہ تھا بلکہ رنج ومصیبت کا ایک بہت بڑا پہاڑ تھا جو عیسائی فوجوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔ تھوڑی دیر میں کشتوں کے پشتے لگ گئے جس طرف نظر اٹھتی تھی عیسائی فوجیوں کی لاشیں نظر آتی تھیں ارمانوس گرفتار ہو گیا[1]۔

---

[1]......یہ تمام تفصیل دیکھنے کے لئے ملاحظہ کریں (اخبار الدولہ السلجوقیہ صفحہ ۵۱)

ارمانوس سے شرائط وصلح: ......اس کو کسی غلام نے گرفتار کیا تھا چنانچہ جس وقت سلطان کے سامنے پیش ہوا سلطان نے تین ڈھولیں اس کے سر پر رسید کیں اور ارشاد فرمایا۔'' کیوں ارمانوس تیرے دماغ کی گرمی ختم ہوئی؟ میں نے تجھے صلح کا پیام دیا تھا تو نے انکار کر دیا۔ آخر اس کا نتیجہ کیا نکلا؟'' ارمانوس نے شرم سے سر نیچا کر لیا سلطان نے ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار زرفدیہ لے کر ارمانوس کو اس شرط پر رہا کیا کہ جتنے اس کے پاس مسلمان قیدی ہیں ان کو رہا کر دے اور آئندہ سے رومی لشکر کو سلطان کی ریزروفوج تصور کیا جائے جس وقت سلطان کسی مہم کے لئے بلا لے فوراً بے تامل حاضر ہو جائے۔ شرائط صلح طے ہو جانے کے بعد پچاس سال کے لئے یہ صلحنامہ لکھا گیا۔ سلطان نے دس ہزار دینا نقد اور ایک خلعت مرحمت فرما کے ارمانوس کو رخصت کیا۔

روم میں بغاوت: ......ومیوں کو جس وقت ارمانوس کی شکست اور گرفتاری کی خبر ملی تو وہ پریشان ہو گئے۔ میخائیل کو موقع مل گیا۔ چنانچہ مملکت رومیہ پر ارمانوس کے بجائے خود قابض ومتصرف ہو گیا۔ ارمانوس کو رہائی کے بعد اس کی خبر ملی چنانچہ جو کچھ اس کے پاس مال واسباب تھا سب کو جمع کر کے سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس مال واسباب کی تعداد دولاکھ دینار تھی۔ علاوہ اس کے علاوہ ایک طبق جواہرات سے بھرا ہوا بھیجا تھا جس کی قیمت نوے ہزار تھی۔ چند دن بعد ارمانوس نے صوبہ ارمن اور اس کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔

بغداد کی کوتوالی: ......آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان الپ ارسلان نے اپنے زمانہ حکومت کے شروع میں ایتکین سلمانی کو ۴۵۶ھ میں بغداد کا کوتوال بنایا تھا۔ چنانچہ ایتکین ایک مدت تک اس عہدہ پر رہا اس کے بعد ایتکین اپنے بیٹے کو اپنی جگہ مقرر کر کے کسی ضرورت سے سلطان کی خدمت میں گیا۔ ادھر ایتکین کے بیٹے نے ظلم وسفا کی کی بنیاد ڈال دی۔ قصر خلافت کے ایک خادم کو مار ڈالا۔ مقتول کا خون آلودہ قمیص اہل دیوان نے سلطان کے پاس بھیجا اور معزولی کی تحریک کی۔ چونکہ نظام الملک کو ایتکین کی رعایت منظور تھی اس لئے سفارشی خط لکھ کر ۴۶۴ھ میں ایتکین کو بغداد روانہ کر دیا۔ ایتکین، بغداد پہنچ کر دربار خلافت میں حاضر ہوا اور معافی کی درخواست کی، مگر خلیفہ نے کچھ نہ سنی نظام الملک نے ایتکین کو تکریت کی طرف روانہ کر دیا اور وہیں اس کو جاگیر بھی عنایت کی لیکن دیوان خلافت سے والی تکریت کو یہ لکھا گیا کہ ایتکین تکریت میں داخل نہ ہونے پائے۔ اس خبر سے سلطان اور نظام الملک کی آنکھیں کھل گئیں۔ اہل بغداد نے نہایت جوش اور مسرت سے سعد الدولہ کا استقبال کیا۔ خلیفہ قائم نے اس خوشی میں دربار عام منعقد فرمایا اور تمام شہر میں چراغاں کیا گیا۔

الپ ارسلان کا قتل: ......۴۶۵ھ میں سلطان الپ ارسلان محمد نے ماوراء النہر کا رخ کیا۔ ان دنوں ماوراء النہر کا گورنر شمس الملک تکین ❶ تھا۔ دریائے جیحون پر سے عبور کرنے کے لئے پل باندھا گیا۔ بیس دن میں پل تیار ہوا اس کے بعد سلطان نے اس سے عبور کیا۔ اس وقت اس کا لشکر دو لاکھ سے زیادہ تھا۔ محافظ قلعہ یوسف خوارزمی کو پیش کیا گیا۔ کسی بات پر سلطان نے ناراض ہو کر سزا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ یوسف نے سخت کلامی کی تو سلطان نے ارشاد فرمایا ''چھوڑ دو میں خود اس کو قتل کروں گا'' چنانچہ سلطان کے خادموں نے چھوڑ دیا۔ سلطان نے تیر مارا مگر نشانہ خطا کر گیا، اتنے یوسف تخت سلطنت کی طرف لپکا تو سلطان طیش میں آ کر کھڑا ہو گیا، یوسف نے تخت کے پاس پہنچ کر سلطان کو ایک چھری ماردی اس کے بعد سعد الدولہ نے لپک کر یوسف کو گرفتار کر لیا اور ترکوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ سلطان کو زخمی ہونے کے بعد شاہی خرگاہ میں اٹھا کر لایا گیا۔ اور اسی زخم کے صدمہ سے دسویں ربیع الاول ❷ کو ساڑھے نو برس حکومت کرنے کے بعد انتقال کر گیا۔ مرو میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا۔

ملک شاہ کی جانشینی: ......سلطان الپ ارسلان ایک سخی، عادل، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بڑا شکر گزار، رقیق القلب اور بے حد صدقات کا دینے والا شخص تھا۔ اس کا دائرہ حکومت اتنا زیادہ وسیع ہو گیا تھا کہ اس کو لوگ سلطان العالم کہنے لگے تھے اس نے وفات کے وقت حکومت وسلطنت کی وصیت اپنے بیٹے ملک شاہ کے حق میں کی۔ چنانچہ اس کے مرنے پر ملک شاہ تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ وزیر السلطنت نظام الملک نے ارا کین دولت وامراء حکومت سے ملک شاہ کی بادشاہی کی بیعت لی اور دار الخلافت بغداد میں اطلاعی خط بھیج دیا اور خطبوں میں سلطان الپ ارسلان کے بجائے ملک

---

❶ ......کتاب ,,اخبار دولۃ السلجوقیۃ صفحہ ۵۳ ,, پر لکھا ہے شمس الملوک طمغاج کا والی تھا۔ ❷ ......یہ دن ,,کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵۲ جلد ۶ ,, سے لے کر لکھا گیا ہے۔

شاہ کا نام داخل کرنے کی درخواست کی۔خلیفہ نے اس درخواست کے مطابق خطبوں میں ملک شاہ کا نام داخل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

الپ ارسلان کی وصیت:......سلطان الپ ارسلان نے وفات کے وقت ملک شاہ کو وصیت کی۔ قاروت بیگ بن داؤد بیگ کو صوبہ فارس اور کرمان کی حکومت پر مامور کرنے اور اس کے علاوہ کچھ نقد بھی دینے کی وصیت کی۔ یہ ان دنوں کرمان ہی میں تھا، ایاز بن الپ ارسلان کے حق میں یہ وصیت کی کہ اس کو پانچ لاکھ دینار جو اس کے دادا داؤد کا متروکہ ہے دیدینا۔ یہ وصیتیں تو ملک شاہ کو کی تھیں، اراکین سلطنت اور امراء دولت سے یہ وعدہ لیا کہ جو شخص ان وصایا کو نافذ کرنے میں رکاوٹ ہو اس سے بے تامل لڑ جانا۔

ملک شاہ کی واپسی واقدامات:......ملک شاہ نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر ماوراء النہر کے علاقوں سے واپسی کر دی اور مرحوم سلطان الپ ارسلان کے تعمیر کردہ پل کو تین دن عبور کیا لشکریوں کی تنخواہ میں سات لاکھ دینار کا اضافہ کیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا نیشاپور اور مرو پہنچا اور وہیں قیام کر دیا۔ اطراف وجوانب کے حکمرانوں کو اپنی اطاعت اور خطبہ کے بارے میں تحریریں بھیجیں۔ ان لوگوں نے بخوشی ورضامندی منظور وقبول کیا۔ ایاز بن الپ ارسلان تو بلخ میں قیام پذیر ہو گیا اور ملک شاہ ''رے'' کی جانب روانہ ہوا۔

ان واقعات کے بعد ملک شاہ نے نظام الملک کو امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا مکمل اختیار دیدیا، شہر طوس کو جو اس کے جائے پیدائش تھی جاگیر میں دے دیا اور متعدد خطابات دیئے ان میں سے ایک ''اتا بک'' تھا اس کے معنی ہیں ''الامیر الوالد'' ❶ لہٰذا نظام الملک، امور سلطنت نہایت ہوشیاری اور کفایت شعاری سے انجام دینے لگا اور عدل وانصاف سے ممالک محروسہ کو معمور کر دیا۔ بعد اس کے ۴۶۶ھ میں گو ہر عہدہ آئین کو توالی پر فائز ہو کر دارالخلافت بغداد میں عہد سلطنت لینے کے لئے ملک شاہ وارد ہوا۔ خلیفہ قائم نے دربار عام منعقد کیا، تخت خلافت پر خلیفہ رونق افروز تھا پیچھے ولیعہد خلافت ''المقتدی بامر اللہ'' کھڑا تھا اس وقت خلیفہ سعد الدولہ گوہر آئین کو سلطان ملک شاہ کی سلطنت کا عہد نامہ، لواء حکومت عطا کیا۔

ابوالقاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین محمد المقتدی بامر اللہ ۴۶۷ھ تا

قائم باللہ کی وفات مقتدی کی تقرری:......پندرہویں شعبان ۴۶۷ھ کو خلیفہ قائم نے فصد کرائی اور سو گیا اتفاق سے نشر زدہ رگ سے پھر خون جاری ہو گیا پھر خون بند نہ ہو سکا زیادہ خون بہہ جانے سے وفات ہو گئی جس وقت اس کو اپنی موت کا مکمل یقین ہو گیا اس نے اپنے پوتے ابوالقاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین محمد کو طلب کر لیا۔ وزیر السلطنت ابن جہیر، نقیب النقباء اور قضاۃ کو بھی بلایا گیا علاوہ ان کے علاوہ دوسرے اراکین دولت بھی موجود تھے دستور کے مطابق ابوالقاسم عبداللہ کی ولیعہدی کی بیعت لی گئی اور جلسہ برخاست ہو گیا اس کے دوسرے دن خلیفہ قائم نے وفات پائی اس نے پینتالیس برس خلافت کی، خلیفہ مقتدی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے دادا کی ولی عہدی کے ذریعہ سے اپنی خلافت کی بیعت لی۔ بیعت خلافت کے وقت مؤید الملک بن نظام الملک، وزیر فخر الدولہ بن جہیر، عمید الدولہ، ابواسحاق شیرازی، ابونصر صباغ، نقیب النقباء طراد، نقیب الطاہر معمر بن محمد اور قاضی القضاۃ ابوعبداللہ امغانی وغیرہ، علماء واراکین دولت شریک اور موجود تھے بیعت سے فارغ ہو کر سب نے نماز عصر ادا کی۔

نئے خلیفہ کا تعارت:......خلیفہ قائم کی نسل میں نرینہ اولاد میں سوائے خلیفہ مقتدی اور کوئی شخص نہ تھا۔ خلیفہ مقتدی کا باپ ذخیرۃ الدین محمد، خلیفہ قائم کی زندگی میں ہی انتقال کر چکا تھا، اور اس کے سوا خلیفہ قائم کا اور کوئی بیٹا نہ تھا۔ لہٰذا ذخیرۃ الدین کے انتقال سے خلیفہ قائم کو سخت صدمہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اس رنج وصدمہ کو مسرت وخوشی سے اس طرح تبدیل فرمایا کہ ذخیرۃ الدین کی ارغوان نامی کنیز سے اس حادثہ کے بعد چھٹے مہینہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ خلیفہ قائم کو اس سے بے حد مسرت ہوئی، اس کا محمد نام رکھا جس وقت، بساسیری کا منحوس دور شروع ہوا محمد، ابوالغنائم بن مجلبان کے ساتھ حران چلا گیا۔ اس وقت اس کی عمر چار برس کی تھی اور جب خلیفہ قائم دارالخلافت بغداد میں واپس آیا تو محمد بھی حران سے آ گیا پھر جب خلیفہ قائم کو اپنی موت کا یقین ہوا تو محمد کو اپنا ولیعہد مقرر کر کے تکمیل بیعت کے بعد ''المقتدی بامر اللہ'' کا لقب دیا۔

❶......الامیر الوالد: امیر باپ یا باپ جو کہ امیر، یعنی یہ وہ امیر ہے جو کہ رعایا کے باپ کے مرتبے میں ہے۔

تقرری کے بعد: ...... خلیفہ مقتدی نے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہو کر حسب وصیت اپنے دادا خلیفہ قائم، فخر الدولہ بن جہیر کو عہدۂ وزارت پر قائم رکھا اور ابن عمید الدولہ کو ماہ رمضان ۴۶۷ھ میں سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت خلافت لینے کے لئے روانہ کیا۔ تحائف اور ہدایا بڑی تعداد میں بھیجے۔ ۴۶۸ھ میں سعد الدولہ گوہر آئین سلطان ملک شاہ کی طرف سے نمائندہ بن کر دار الخلافت میں داخل ہوا اس کے ہمراہ عمید ابونصر مضافات بغداد کی نگرانی کے لئے آیا۔ ۴۷۰ھ میں مؤید الملک بن نظام الملک قیام کے لئے بغداد آیا۔ اور مدرسہ نظامیہ کے قریب ایک مکان میں قیام کیا۔

مدرسہ نظامیہ میں افسوسناک واقعہ: ...... ۴۶۹ھ میں ابونصر بن استاد ابو القاسم قشیری حج کرنے گیا تھا واپسی کے بعد دار الخلافت بغداد رکا۔ مدرسہ نظامیہ اور شیخ الشیوخ کے رباط میں ایک وعظ کیا چونکہ ابونصر مذہب اشعری کا پابند تھا لہٰذا حنابلہ ❶ نے ردوقدح شروع کی چنانچہ جانبین سے اعتراضات کی بھرمار ہوگی۔ رفتہ رفتہ بحث ومباحثہ نے تکرار اور لڑائی کی صورت اختیار کر لی پھر کیا تھا فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا، مدرسہ نظامیہ کے قریب غارتگری شروع ہوگئی موید الملک نے عمید اور شحنہ بغداد کو بلوالیا وہ فوراً لشکر لے کر حاضر ہوئے، فتنہ وفساد کی گرم بازاری تھی۔ نظام الملک کے حامیوں نے اس فتنہ وفساد کو وزیر فخر الدولہ بن جہیر کے سر تھوپ دیا۔

وزیر فخر الدولہ کی معزولی: ...... نظام الملک کو یہ واقعہ سننے سے بیحد ملال ہوا۔ گوہر آئین کو کوتوالی بغداد سے معزول کر کے خلیفہ مقتدی کی خدمت میں خط دے کر روانہ کیا۔ جس میں فخر الدولہ کی شکایت لکھی تھی، اور معزولی کی درخواست کی تھی اور گوہر آئین کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ موقع پا کر فخر الدولہ کو اس کے مشیروں اور ہوا خواہوں سمیت گرفتار کر لینا، اتفاق سے فخر الدولہ کے گھر والوں کو اس کی خبر لگ گئی اسی وقت عمید الدولہ بن وزیر فخر الدولہ عذر خواہی کی غرض سے نظام الملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس دوران گوہر آئین سلطان ملک شاہ کا نامہ پیام لئے ہوئے دربار خلافت میں پہنچا۔ خلیفہ نے سلطان ملک شاہ کی درخواست کی مطابق فخر الدولہ کو معزول کر کے ابوشجاع کو قلمدان وزارت مرحمت کر دیا۔ چند دن بعد عمید الدولہ سلطان ملک شاہ کو راضی کر کے سفارشی خط لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ خلیفہ نے ابوشجاع کو معزول کر کے عمید الدولہ کو عہدۂ وزارت عنایت کیا اور اس کے نائب فخر الدولہ کو دربار میں حاضری کی اجازت دے دی یہ واقعہ ماہ صفر ۴۷۲ھ کا ہے۔

تتش کا دمشق پر قبضہ: ...... اتسز ❷ (ہمزہ، سین اور زا) ابن آبق خوارزمی سلطان ملک شاہ کے امراء میں سے تھا اس نے ۴۶۳ھ میں فلسطین (ملک شام) پر چڑھائی کی تھی چنانچہ شہر رملہ کو فتح کر کے بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ اور انتہائی بہادری سے اس کو بزور تیغ دولت علویہ کے قبضہ سے چھین لیا بیت المقدس کے علاوہ اور شہروں پر بھی جو اس کے قرب وجوار میں تھے قابض ہو گیا صرف عسقلان اس کی دستبرد سے محفوظ رہا اس کے بعد دمشق کا محاصرہ کیا، مدتوں محاصرہ کئے رہا بالآخر محاصرے سے ہاتھ کھینچ کر واپس آ گیا مگر ہر سال دمشق پر فوج کشی کرتا رہا۔ ۴۶۷ھ میں بہت بڑی تیاری سے دمشق پر پھر فوج کشی کی، ان دنوں معلیٰ بن حمدرہ خلیفہ منتصری علوی عبیدی حاکم کی جانب سے حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک پورا مہینہ حصار وجنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ادھر جنگ کے دوران اہل دمشق معلیٰ سے اس کی کج خلقی کی وجہ سے باغی ہو گئے چنانچہ معلیٰ، دمشق کو خیرآباد کہہ کر بانیاس اور بانیاس سے صور بھاگ گیا۔ چند دن بعد صور سے مصر چلا گیا جہاں حاکم مصر نے گرفتار کر کے اسے جیل میں ڈال دیا۔

اتسز کا دمشق پر قبضہ: ...... معلیٰ کے بھاگ جانے کے بعد اہل دمشق نے متحد ہو کر انتصار بن یحییٰ مصمودی کو اپنا امیر بنالیا اور ''زین الدولہ'' کا لقب دیا۔ چونکہ اتسز طویل جنگ، اور رسد وغلہ کی کمی سے گھبرا گیا تھا۔ محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد اہل دمشق کی آپس میں مخالفت پیدا ہوگئی اور فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔ اتسز کو اس کی خبر ملی تو لوٹ آیا اور دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا۔ انتصار نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھولدیا۔ اتسز نے انتصار کو دمشق کے بجائے قلعہ بانیاس اور شہر یافا کی حکومت عنایت کی پھر اتسز نے دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی عباسی کے نام کا خطبہ ماہ ذیقعد ۴۶۸ھ میں پڑھا۔ اور رفتہ رفتہ شام کے اکثر علاقوں پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور اذان میں ''حی علی خیر العمل'' کہنے کی ممانعت کر دی۔

بیت المقدس پر قبضہ: ...... فتح دمشق کے بعد ۴۶۹ھ میں مصر کی طرف قدم بڑھائے اور انتہائی مردانگی وہوشیاری سے مصر پہنچ کر محاصرہ

---

❶ ...... حنابلہ: امام احمد بن حنبل کے متبعین کو کہتے ہیں۔ ❷ ...... کامل ابن اثیر میں اس کا نام آقسیس لکھا ہے (صفحہ ۲۷ جلد ۶)

کرلیا۔ ابتداءعنوان جنگ کچھ ایسا ہوگیا تھا کہ اتسز کو اپنی کامیابی کا اور مصریوں کو اپنی شکست کا یقین کامل ہوگیا۔ مگر اس کے بعد ہی کیا جائے کیا اتفاق پیش آیا کہ وہ جنگ کے بغیر محاصرہ اٹھا کر دمشق واپس چلا گیا۔

اتسز کی غیر حاضری میں شامی علاقوں کے باشندے باغی وسرکش ہو گئے تھے وہ اس کا مال واسباب لوٹنا چاہتے تھے۔ لیکن اہل دمشق کی مخالفت کی وجہ سے باز رہے۔ اتسز نے دمشق پہنچ کر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ میں ایک برس کا خراج معاف کردیا۔ اسی دوران یہ خبر ملی کہ اہل قدس نے بغاوت کردی ہے اور اتسز کے عمال اور ملازموں پر اچانک ٹوٹ پڑے ہیں اور وہ لوگ جان کے خوف سے محراب داؤد میں جا کر روپوش ہو گئے ہیں اور اہل قدس نے محراب داؤد کا محاصرہ کرلیا ہے۔ اتسز یہ خبرسن کر آگ بگولا ہوگیا۔ اور فوجیں مرتب کر کے قدس کا راستہ لیا۔ اہل قدس مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار اتسز نے بزور تیغ اس کو فتح کیا اور چن چن کر جس کو جہاں پایا قتل کردیا سوائے ان لوگوں کے جو صخرہ میں چھپ گئے تھے کوئی شخص زندہ نہ بچا اور نہ کسی کو کسی جگہ نے پناہ دی۔

تتش کی دمشق آمد اور اتسز کا قتل:...... ۴۷۰ھ میں ملک شاہ نے بھائی تاج الدولہ تتش کو شامی علاقوں پر حملہ کرنے کی اجازت دی شرط یہ طے پائی کہ جن شہروں کو تم فتح کرلو وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ متصور ہوں گے۔ چنانچہ تتش ۴۷۱ھ میں دربار شاہی سے رخصت ہوکر حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اور حلب پہنچ کر نہایت سختی سے محاصرہ کرلیا۔ تتش کے ساتھ ترکمانوں کا ایک بڑا گروہ تھا۔ اسی زمانہ میں حاکم مصر نے ایک فوج اپنے سالار نصیر الدولہ کی کمان میں دمشق کے محاصرے کے لئے روانہ کیا تھا، اس فوج نے دمشق کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا، اتسز نے تتش سے امداد کی درخواست کی (تتش اس وقت حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تھا) تتش نے اپنی فوج کے ایک حصے کو حلب کے محاصرے پر چھوڑ کر دمشق کا رخ کرلیا، مصری لشکر نے یہ خبر پاکر دمشق کا محاصرہ چھوڑ کر کوچ کردیا، اس دوران تتش بھی پہنچ گیا اور اتسز ملنے کے لئے شہر کے باہر آیا تتش نے اتسز کو غفلت اور بے پروائی پر ملامت کی تو اتسز عذر کرنے لگا مگر تتش کو غصہ آ گیا اور اسے گرفتار کر کے قتل کردیا اور شہر پر قبضہ کرلیا۔ مگر اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا، یہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے جیسا کہ ہمدانی نے روایت کی ہے، اور حافظ ابوالقاسم بن عسا کر نے روایت کی ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے ابن اثیر اور شامیوں کا یہ بیان ہے کہ اتسز کا نام اَفسلس[1] تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ اتسز تھا اور یہ ترکی نام ہے۔

شیخ ابواسحاق کی سفارت:...... خلیفہ کی طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے عمید العراق ابوالفتح بن ابی اللیث نے طرح طرح کے ظلم شروع کر دیئے تھے رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کر رہا تھا، خلیفہ کے حاشیہ نشینوں کے حقوق پامال کرنے کا کیا ذکر ہے، اس نے تو خلیفہ کا پاس ولحاظ بھی ترک کردیا تھا چنانچہ خلیفہ نے ۴۷۵ھ میں شیخ ابواسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت کرنے کے لئے روانہ کیا، شیخ ابواسحاق کے ساتھ علماء شافعیہ کا ایک گروپ بھی تھا ان میں ابوبکر شاشی بھی تھا، جن جن شہروں سے شیخ کا گذر ہوتا اہل شہر تبرکاً شیخ کی دست بوسی کرتے، رکاب پکڑے ہوئے میلوں چلتے جاتے، تعریف وتوصیف میں قصائد پڑھتے اور جو کچھ حسب حال ہوتا اس کیمطابق بات چیت کرتے، رفتہ رفتہ شیخ سفر طے کر کے سلطان اور وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچ گئے، سلطان اور وزیر السلطنت نے بڑی آؤبھگت کی، امام الحرمین اور شیخ کا وزیر کے سامنے مناظرہ بھی ہوا جس کو مؤرخین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے، شیخ کی واپسی کے بعد لوگوں نے عمید العراق کی تحقیر شروع کردی جس کی وجہ سے اس نے ظلم وستم کچھ کم کردیا۔

عمید الدولہ کی معزولی:...... ماہ صفر ۴۷۶ھ میں خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جہیر کو عہدۂ وزارت سے معزول کردیا اتفاق سے جس دن عمید الدولہ کو معزول کیا گیا اسی دن سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے خطوط آئے جن میں بنی جہیر کو بلایا گیا تھا، خلیفہ نے عمید الدولہ وغیرہ بنی جہیر کو جانے کی اجازت دی چنانچہ عمید الدولہ اپنے اہل اعیال کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی طرف روانہ ہوگیا جہاں سلطان نے عزت واحترام کے ساتھ ملاقات کی اور ان کے ساتھ خاطر مدارات کے ساتھ پیش آیا، فخر الدولہ کو ابن مروان کے بدلے دیار بکر کی حکومت عنایت کی علم اور طبل بھی دیا، باقاعدہ فوج کو اس کے ساتھ روانہ کیا اور خطبہ میں اس کا نام شامل کیا گیا اور اس کے نام کا سکہ بنوانے کی اجازت دی۔

---

[1] ...... ,, افسلس ,, کاتب کی غلطی ہے یہاں ابن خلدون میں آقسیس لکھا ہے (ثناءاللہ محمود)

فخر الدولہ دیار بکر میں:......غرض ۴۷۶ھ میں فخر الدولہ نے اس اعزازات کے ساتھ دیار بکر کی جانب کوچ کیا اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ۴۷۷ھ میں ایک دوسری فوج کو امیر ارتق ❶ بن اکسب جو ماردین کا بڑا سپہ سالار تھا کی کمان میں فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کیا، ابن مروان نے فخر الدولہ کے پہنچنے پر اپنے گردنواح کے امراء سے ساز باز کر لی، فخر الدولہ اور امیر ارتق کے لشکروں میں ترکمانوں کا گروپ تھا، شرف الدولہ، ابن مروان کے حامیوں اور مددگاروں میں سے تھا چنانچہ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور شرف الدولہ شکست کھا کر بھاگ گیا اور ترکمانوں نے قبائل عرب کو جو اس کے ہمراہ تھے لوٹ لیا اور قتل وغارت کرتے ہوئے آمد کی طرف بڑھے مگر شرف الدولہ ان ترکمانوں کے پہنچنے سے پہلے آمد میں داخل ہو چکا تھا اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی تھی، فخر الدولہ اور امیر ارتق نے آمد کے قریب پہنچ کر آمد کا محاصرہ کر لیا۔

واپسی کا سلسلہ:......شرف الدولہ نے امیر ارتق کے پاس ایک معتدبہ رقم بھیج کر یہ پیغام بھیجا کہ آپ مجھے آمد سے نکل جانے کی اجازت دیدیجئے، امیر ارتق نے اس رقم کو اپنے قبضہ میں کر کے شرف الدولہ کی درخواست منظور کر لی چنانچہ شرف الدولہ گیارہویں ربیع الاول ۴۷۷ھ کو آمد سے نکل کر رقہ روانہ ہو گیا، فخر الدولہ بھی میافارقین کی جانب لوٹ گیا، بہاء الدولہ منصور بن مزید حلہ اور نیل کا حاکم اور اس کا بیٹا سیف الدولہ اس کے ہمراہ تھے ابھی تک میافارقین پہنچنے نہ پائے تھے کہ فخر الدولہ اور بہاء الدولہ میں علیحدگی ہو گئی بہاء الدولہ سیف الدولہ کے ساتھ عراق کی طرف لوٹ گیا اور فخر الدولہ خلاط چلا گیا۔

موصل پر عمید الدولہ کا قبضہ:......سلطان ملک شاہ نے شرف الدولہ کی شکست اور آمد میں محصور ہونے کی خبر سن کر عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جہیر کو خلعت عنایت فرما کر ایک لشکر جرار کے ساتھ موصل کی جانب روانہ کیا، ترکمانی امراء کو اس کی اطاعت اور ضرورت کے وقت امداد فراہم کرنے کے فرامین بھیجے، قسیم الدولہ آقسنقر (الملک العادل نور الدین محمود زنگی کا دادا) اس مہم میں عمید الدولہ کے ساتھ تھا تھوڑے دنوں بعد یہ مہم موصل کی قریب پہنچ گئی عمید الدولہ نے اہل موصل کو سلطان ملک شاہ کی اطاعت کی ترغیب دی اور بغاوت اور سرکشی کے انجام سے ڈرایا چنانچہ اہل موصل نے شاہی علم کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے، عمید الدولہ نے موصل میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا، سلطان ملک شاہ نے یہ خوشخبری سن کر بنفس نفیس چند سواروں کے ساتھ موصل کی جانب کوچ کیا اور اس کا لشکر ظفر پیکر شرف الدولہ کے مقبوضہ علاقوں کو سر کرنے میں مصروف ومشغول رہا۔

شرف الدولہ کی اطاعت:......یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ آمد کے محاصرے سے نکل آیا تھا، سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر پا کر موید الدولہ بن نظام الملک سے خط وکتابت شروع کی (یہ ان دنوں رحبہ میں مقیم تھا) اور تحائف اور ہدایا بھیجے سلطان ملک شاہ سے سفارش کرنے کی درخواست کی، موید الدولہ کو شرف الدولہ کے بیمار حال پر رحم آ گیا چنانچہ اسے دربار سلطانی میں لا کر حاضر کر دیا اور سفارش کی ادھر شرف الدولہ نے بھی شرمساری سے گردن جھکا لی اور اپنی جسارت کی معافی چاہی، تحائف اور ہدایا پیش کئے چنانچہ سلطان ملک شاہ نے اس کی تقصیر معاف فرما کے اس کے مقبوضات کی اپنی طرف سے سند حکومت دیدی اور خراسان کی جانب واپس لوٹ گیا۔

ابن مروان کے خلاف فتح:......اسی زمانہ سے فخر الدولہ بن جہیر دیار بکر پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا یہاں تک کہ ۴۷۸ھ میں زعیم الروساء ابوالقاسم کو دیار بکر کی طرف روانہ کیا زعیم الروساء نے دیار بکر پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور مدتوں حصار کئے رہا اور رسد وغلہ کی آمد بند کر دی اسی طرح اہل شہر بھوکوں مرنے لگے اتفاق سے دیار بکر کے کسی فوجی سپاہی نے زعیم الروساء سے ساز باز کر کے دروازہ شہر پناہ کا کھول دیا پھر کیا تھا زعیم الروساء نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا، اہل شہر نے عیسائیوں کے مکانات لوٹ لئے کیونکہ ان عیسائیوں نے ابن مروان کے دور میں اہل شہر پر بے حد وبے انتہا ظلم وستم کیا تھا اور یہی اعلیٰ عہدوں پر فائز وبراجمان تھے، انہی دنوں فخر الدولہ میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا تھا، سعد الدولہ گوہر آئین ایک عظیم الشان لشکر سلطان ملک شاہ کی طرف سے لے کر فخر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا اس سے محصورین کے ہوش وحواس اڑ گئے مزید اس پر یہ ہوا کہ شہر پناہ کی دیوار ایک طرف سے ٹوٹ گئی تھی اہل شہر نے فخر الدولہ کی سطوت سے خائف ہو کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر شاہی شعار کی آواز لگا دی آواز کا بلند ہونا تھا

---

❶...... یہ بنی ارتق کے حکمرانوں کا جدامجد ہے (وفیات الاعیان صفحہ ۷۶)

کہ فخر الدولہ کا لشکر جھرمٹ باندھ کر شہر میں گھس گیا اور ابن مروان کی تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا مال و اسباب جو کچھ ہاتھ آیا زعیم الروساء نے اپنے بیٹے کے ساتھ سلطان کی خدمت میں روانہ کر دیا، ۴۷۸ھ میں اصفہان پہنچ کر سلطان ملک شاہ کے پاس ٹھہر گیا۔

جزیرہ ابن عمر پر فخر الدولہ کا قبضہ:..... مہم میافارقین سے فارغ ہو کے فخر الدولہ نے ایک فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کے لئے روانہ کی، جزیرہ بھی ابن مروان کے مقبوضات میں سے تھا، فوج نے پہنچتے ہی اس کا محاصرہ کر لیا اور رسد وغلہ کی آمد بند کر دی اور جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی، جنگ کے دوران ایک گروپ اہل شہر کا حاکم جزیرہ سے باغی ہو گیا، حاکم جزیرہ اس ہنگامہ کو ختم نہ کر سکا ان لوگوں نے لڑ بھڑ کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا، فخر الدولہ کی فوج کا سپہ سالار کامیابی کا جھنڈا لے کر شہر میں گھس گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا، انہی واقعات پر ۴۷۸ھ کا خاتمہ ہو گیا، بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے ختم ہو گئی، فخر الدولہ بن جہیر کی حکمرانی کا سکہ چلنے لگا، چند دن کے بعد سلطان ملک شاہ جزیرہ کو فخر الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور فخر الدولہ موصل چلا گیا اور وہیں ۴۸۳ھ میں سفر آخرت اختیار کر لیا۔

فخر الدولہ کا تعارف:..... فخر الدولہ موصل ہی کا رہنے والا تھا ۳۹۸ھ میں پیدا ہوا تھا، سن شعور کو پہنچنے کے بعد برکت بن مقلد کی خدمت میں رہا، تحائف وہدایا لے کر بادشاہ روم کے پاس گیا پھر وہاں سے واپس آ کر حلب آیا، معز الدولہ ابی ثمال بن صالح کے دربار میں قلمدان وزارت کا مالک بنا، چند دنوں کے بعد ملطیہ چلا گیا پھر ملطیہ سے ابن مروان کے پاس دیار بکر آ گیا اس کے اور اس کے باپ کے ہاں بھی عہدہ وزارت پر سے فائز رہا، تھوڑے دن وزارت پر رہ کر بغداد کا سفر کیا، خلیفہ نے بھی قلمدان وزارت کا اس کو مالک بنا دیا جیسا کہ آپ ابھی اس کے آخری زمانہ تک کے حالات کو اوپر پڑھ چکے ہیں۔

وزراء کی تبدیلی:..... خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ کو ۴۷۶ھ میں وزارت سے معزول کر دیا اس کے بعد ابو الفتح مظفر بن رئیس الروساء کو اس عہدہ پر مقرر کر دیا پھر اس کو بھی معزول کر کے ابو شجاع محمد بن حسین کو وزیر بنایا پھر اس وقت سے یہی ۴۸۴ھ تک عہدہ وزارت پر فائز رہا اس کے عہدہ واقعہ پیش آیا کہ ابو سعد بن سمحاء یہودی (جو سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کا وکیل تھا اور بغداد میں رہتا تھا) گوہر آئین شحنہ بغداد کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی حضوری کا شرف حاصل کرنے اصفہان چلا گیا، خلیفہ مقتدی نے اس کی اطلاع پا کر ایک گشتی فرمان ذمیوں کو مجبور کرنے کے بارے میں جاری کر دیا چنانچہ بعضوں نے اسلام قبول کر لیا اور بعض بھاگ گئے، ان لوگوں میں سے جو اسلام لائے تھے ان میں ابو سعد علاء بن حسن بن وہب بن موصلایا کاتب اور اس کے رشتہ دار بھی تھے۔

ابو شجاع کی معزولی:..... جس وقت ابو سعد اور گوہر آئین سلطانی دربار میں حاضر ہوئے، وزیر ابو شجاع کی شکایت اور چغلی کی، سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلیفہ کی خدمت میں ایک خط وزیر ابو شجاع کی معزولی کا روانہ کیا چنانچہ خلیفہ نے وزیر ابو شجاع کو معزول کر کے خانہ نشین ہو جانے کا حکم دے دیا اور اس کی بجائے ابو سعد علاء بن حسن کاتب کو مقرر کر دیا، سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے پاس ایک خط عمید الدولہ بن جہیر کی طلبی کا بھیجا سلطان ملک شاہ اور نظام الملک نے خلیفہ کا فرمان عالیشان پاتے ہی عمید الدولہ کو دار الخلافت بھیج دیا، خلیفہ نے ۴۸۴ھ میں قلمدان وزارت پھر حوالہ کر دیا، نظام الملک سوار ہو کر عمید الدولہ کو عہدہ وزارت کی مبارکباد دینے کو آیا، معزول وزیر ابو شجاع نے معزولی کے بعد ۴۸۸ھ میں وفات پائی۔

حلب کے حالات:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۴۶۳ھ میں سلطان الپ ارسلان نے حلب پر قبضہ کر لیا تھا اور محمود بن صالح بن مرداس گورنر حلب نے جامع مسجد حلب میں خلیفہ قائم بامر اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا تھا اس کے بعد محمود بن صالح نے علم خلافت عباسیہ سے منحرف ہو کر دولت علویہ مصریہ کی اطاعت قبول کر لی تھی، زیادہ زمانہ نہیں گذرنے پایا کہ بنی مرداس (یعنی محمود) کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور جمہوری سلطنت کی بنیاد پڑ گئی، روساء شہر اور عمائدین ملت کے مشورے سے امور سلطنت انجام پانے لگے، ان لوگوں کی مجلس کا صدر انجمن شرف الدولہ مسلم بن قریش گورنر موصل تھا اور ابن حتیتی ان کا سردار بنا تھا، اسی زمانہ میں سلیمان بن قطلمش نے رومی علاقوں میں اپنی حکومت وسلطنت کی بنیاد ڈالی اور ۴۷۷ھ

میں انطا کیہ ❶ پر قبضہ کرلیا۔

شرف الدولہ کا قتل:......اور پھر اس کی شرف الدولہ گورنر حلب سے اَن بن ❷ ہوگئی اور وہ ایک دوسرے سے گتھ گئے انجام یہ ہوا کہ سلیمان بن قطلمش نے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ۴۷۹ھ میں مار ڈالا اور اہل حلب کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی تحریر بھیجی اہل حلب نے سلطان ملک شاہ سے اس معاملہ میں خط و کتابت کرنے کے لئے مہلت مانگ لی کیونکہ یہ لوگ اس کے بھی زیر حمایت تھے اور اسی کے اطاعت بھی قبول کئے ہوئے تھے۔

تتش کو حلب کی درخواست:......چنانچہ اہل حلب نے تتش (برادر سلطان ملک شاہ) کو دمشق میں یہ پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لے آیئے ہم لوگ نہایت خوشی سے حلب آپ کے حوالہ کردیں گے، تتش یہ خوشخبری سن کر حلب کی طرف روانہ ہوگیا اس کے ساتھ امیر ارتق بن اکسب بھی تھا چونکہ امیر ارتق نے جبکہ سلطان ملک شاہ موصل کی طرف آیا ہوا تھا ,,آمد,, کی محاصرے کے وقت نقد رقم لے کر شرف الدولہ کو نقل کر جانے کی اجازت دے دی تھی اس لئے امیر ارتق سلطان ملک شاہ کے خوف سے تتش کے پاس چلا آیا تھا اور تتش نے اس کو بیت المقدس میں جاگیر دی تھی لہٰذا جس وقت تتش نے حلب کی جانب قدم بڑھائے اور قلعہ حلب کا محاصرہ کیا اس وقت سالم بن مالک بن بدران (شرف الدولہ مسلم بن قریش کے چچا کا لڑکا) حکمرانی کررہا تھا چنانچہ تتش نے حلب کا محاصرہ کرلیا۔

ملک شاہ کی فاتحانہ حلب آمد:......لیکن تتش کو بلانے سے پہلے ابن حُتیتی اور اکثر روساء حلب نے سلطان ملک شاہ کو بھی اپنی مجبوری لکھ بھیجی تھی اور قبضہ کرنے کے لئے بلوایا تھا اس بناء پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ماہ جمادی الاخر ۴۶۹ھ میں حلب کی جانب کوچ کردیا اور موصل سے ہوتا ہوا حران آیا، گورنر حران نے مصالحت کے ساتھ شہر حوالہ کردیا سلطان ملک شاہ نے اسے محمد بن شرف الدولہ کو جاگیر کے طور پر دیدیا اس کے بعد الرہا کا رخ کیا اور یہ اس وقت تک رومیوں کے قبضہ میں تھا محاصرہ اور جنگ کے بعد اس کو بھی فتح کر کے قلعہ جابر ❸ کی طرف بڑھا ایک پورے دن محاصرہ کئے رہا بالآخر بنی قشیر کو جو قلعہ کے حاکم تھے زیر کر کے اس قلعہ پر بھی قبضہ کرلیا پھر منبج ❹ پہنچا اس پر بھی بزور تیغ اپنی کامیابی کا جھنڈا اڑاتا ہوا دریائے فرات کو عبور کر کے حلب کے قریب پہنچ گیا۔

حلب پر قبضہ:......تتش نے یہ خبر پا کر حلب کو خیر باد کہہ کر دمشق کا راستہ لیا اس کے ہمراہ امیر ارتق بھی تھا سلطان ملک شاہ کے پہنچتے ہی سالم بن مالک قلعہ حلب کے حاکم نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا، سلطان ملک شاہ کامیاب ہو کر داخل ہوگیا اور سالم کی درخواست کے مطابق قلعہ حلب کے بدلے میں اسے قلعہ جابر کی حکومت دے دی اسی زمانہ سے قلعہ جابر سالم اور اس کی اولاد کے قبضہ میں ہی رہا یہاں تک کہ الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی نے اس پر قبضہ کیا۔

مزید فتوحات اور واپسی:......حلب پر سلطان ملک شاہ نے قبضہ کرنے کے بعد قسیم الدولہ آقسنقر کو قلعہ اور شہر کا حاکم مقرر کیا اسی زمانہ میں امیر نصیر بن علی بن منقذ کنانی گورنر شیراز سے خط و کتابت شروع ہوئی اور اس نے سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کرلی، لاذقیہ، کفرطاب اور فامیہ کو صلح کے ساتھ سلطان ملک شاہ کے حوالہ کردیا، سلطان ملک شاہ نے خوش ہو کر شیراز کی حکومت پر اس کو بحال رکھا اور ہفتہ دس دن آرام کر کے بغداد کی جانب

---

❶......انطاکیہ پر رومیوں کا ۳۵۸ھ سے قبضہ تھا فردوس نامی ایک شخص حکمرانی کررہا تھا حد درجہ کا ظالم اور کینہ پرور شخص تھا اہل انطاکیہ اس کے ظلم سے تنگ آگئے تھے لہٰذا سلیمان کو قبضہ کرلینے کی غرض سے بلوالیا سلیمان تین سو سواروں اور اسی قدر پیادوں سے حملہ آور ہوا اور دریا کو عبور کر کے شہر پر قبضہ کرلیا یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۷۷ھ کا ہے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۶)

❷......اَن بن ہونے کی وجہ یہ ہی کہ فردوس گورنر انطاکیہ، شرف الدولہ کو کچھ زر نقد بطور خراج دیا کرتا تھا جب قطلمش نے اس پر قبضہ کیا تو شرف الدولہ نے حسب سابق خراج طلب کیا قطلمش نے جواب دیا کہ وہ کافر تھا جزیہ دیتا تھا میں بحمد اللہ مسلمان ہوں خراج یا جزیہ نہیں دوں گا اس پر شرف الدولہ نے انطاکیہ کی طرف قدم بڑھائے قطلمش بھی یہ خبر پا کر اٹھ کھڑا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۶)۔ ❸...... ,,جابر,, کاتب کی غلطی ہے عربی نسخے میں ,,جعبر,, مذکور ہے۔ ❹...... ,,منبج,, صحیح لفظ ہے، بعض جگہوں میں نبج لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

کوچ کر دیا، حلب میں قیام کے دوران اہل حلب نے ابن حشیشی کی سفارش کی تھی سلطان نے ان کی درخواست پر اس کو دیار بکر بھیج دیا تھا چنانچہ وہیں افلاس وفقر کی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

بغداد میں اعزازات:...... ماہ ذی الحجہ ۴۷۹ھ سلطان ملک شاہ بغداد پہنچا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر تحائف وہدایا پیش کئے اگلے دن خلیفہ نے بھی سلطان ملک شاہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا خلعت دینے کے لئے دربار عام منعقد کیا گیا، تخت خلافت پر خلیفہ بیٹھا ہوا تھا وزیر السلطنت نظام الملک دست بستہ کھڑا ہوا، یکے بعد دیگرے امراء سلطانی کو خلیفہ کے حضور پیش کر کے ان کے نام ونسب اور مراتب بیان کرتا جاتا تھا جس وقت امراء سلطانی کو خلیفہ کی حضوری کا شرف حاصل ہو چکا تو خلیفہ نے امور سلطنت کو سلطان ملک شاہ کے سپرد کر کے سیاہ وسفید کا اختیار عنایت فرمایا، سلطان ملک شاہ نے دست بوسی کی اور واپس آ گیا، وزیر السلطنت نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ کے دیکھنے کو گیا کتب خانہ میں بیٹھ کر احادیث کی سماعت کی اور کچھ حدیثیں لکھیں اور ایک ماہ تک سلطان کا بغداد میں قیام رہا اس کے بعد ماہ صفر ۴۸۰ھ میں اصفہان کی جانب کوچ کر دیا پھر دوبارہ ماہ رمضان ۴۸۴ھ میں بغداد آیا اور دارالحکومت میں قیام کیا تاج الدولہ تتش، قسیم الدولہ، آقسنقر گورنر حلب اور دوسرے ممالک محروسہ کے حکام حاضر ہوئے، ۴۸۵ھ میں اس دھوم دھام سے مجلس مولود منعقد کی گئی کہ اہل بغداد نے کبھی ایسی مجلس نہیں دیکھی تھی، امراء سلطانی نے اپنی رہائش کے لئے مکانات بنوانے شروع کئے مگر زمانہ نے مہلت نہ دی۔

,,بغداد کے فتنے ,,افسوسناک تبصرہ:...... اس وقت دارالخلافت بغداد آبادی اور بلند اور پختہ عمارات کے اعتبار سے اس درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ اس حد تک جیسا کہ ہماری محدود واقفیت گواہی دیتی ہے ابتداء آفرینش سے دنیا کا کوئی شہر بھی نہیں پہنچا ہو گا مگر بحکم ,, ہر کمالے راز والے ,, ❶ دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی کمزور اور مضمحل ہو جانے سے فتنہ وفساد کا مخزن اور منبع بن گیا تھا فتنہ پردازوں، چوروں اور بدمعاشوں کی اتنی کثرت ہو گئی تھی کہ حکام وقت ان کی سرکوبی اور گوشمالی کرنے سے عاجز آ گئے تھے بسا اوقات شاہی لشکر ان سے جنگ وجدال کرنے کے لئے تیار ہو کے جاتا لیکن ان سے مقابلہ کئے بغیر واپس آ جاتا تھا اور کبھی کبھار بغداد کے باشندوں کے اختلاف مذاہب کی وجہ سے فتنہ وفساد کا دروازہ کھل جاتا تھا، کبھی اہل سنت وجماعت اور شیعہ اختلاف مذہب وعقائد کی بناء پر جھگڑ جاتے تھے، کبھی حنبلیوں اور شافعیوں میں فساد ہو جاتا تھا کیونکہ حنبلی اللہ کی ذات وصفات میں صراحۃً تشبیہ ❷ دیتے تھے ان کا خیال یہ تھا کہ امام احمد بن حنبل ❸ کی رائے یہ ہے حالانکہ وہ اس سے بری ہیں اور شافعیہ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ نوبت جنگ وقتال تک پہنچ جاتی ہے رفتہ رفتہ یہ فتنہ وفساد عوام تک پہنچ جاتا جس کا انسداد غیر ممکن تھا ایسے فسادات بار بار ہوتے رہے خلفاء عباسیہ تو بیکار ہو ہی گئے تھے امراء بنو بویہ اور ملوک سلجوقیہ بھی اس آگ کو بجھانے پر قادر نہ ہو سکے اسلئے کہ بنو بویہ فارس میں رہتے تھے اور حکام سلجوقیہ اصفہان میں، چونکہ دارالخلافت بغداد ان دونوں مقامات سے کافی دور تھا اس لئے ان کی شوکت وہیبت کا کوئی اثر اہل بغداد پر نہیں پڑتا تھا، ان لوگوں کی طرف سے دارالخلافت بغداد میں شخص شحنہ (یعنی عہدہ کوتوال پر) رہتا تھا وہ اس ہنگامہ کو ختم نہیں کر سکتا تھا صرف وہ فتنہ وفساد اس کے روکنے سے رک جاتا تھا جو عام فتنہ ہونے کی حد تک نہیں پہنچتا تھا اور امراء بنو بویہ وملوک سلجوقیہ کبھی خود اس ہنگامہ کو ختم کرنے کی جانب کوئی خاص توجہ اس وجہ سے نہیں دے سکے کہ وہ ہمیشہ ممالک اسلامیہ کے ان امور کو انجام دینے میں مصروف ومشغول رہتے تھے اس سے زیادہ اہم تھے انہی وجوہات سے ان مفاسد اور فتنوں کا بغداد سے قلع وقمع نہیں ہو سکا، آئے دن ایک نہ ایک جھگڑا کھڑا رہتا حتیٰ کہ اس کی خوش منظر عمارتیں منہدم ہو گئیں آبادی ویرانی میں بدل گئی خوشی اور چہل پہل کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا صرف نقش ونگار صفحہ قرطاس پر باقی رہ گئیں جس کو زمانہ نہیں مٹا سکا۔

نظام الملک کا تعارف:...... نظام الملک ابوعلی حسین بن علی بن اسحاق طوس کے ایک زمیندار کا بیٹا تھا طوس میں پیدا ہوا اور وہیں نشوونما پا کر

---

❶...... ہر کمال کو زوال ہے۔ ❷...... ,,تشبیہ,, کا مطلب اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی شبیہ ماننا، تو جب اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی اس کی تشبیہ ہو تو یہ ضروری ہوگا کہ جو کچھ شبیہ کے لئے کہنا، کرنا اور اطلاق کرنا جائز ہوگا وہ ذات باری تعالیٰ کے لئے بھی کیا جائے گا، اور جب اس کو جائز مان لیا جائیگا تو اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا صحیح نہ ہوگا وہ اس کا مستحق نہ ہوگا جیسا کہ اس کی شبیہ اس بات کی مستحق نہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا اور تشبیہ دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، خدا وہ ہے جس کی کوئی شبیہ یا نظیر نہ ہو اور وہ بنایا نہ گیا ہو دیکھئے الاسماء والصفات صفحہ ۹۷

❸...... امام احمد بن حنبل: ائمہ اربعہ میں سے ہیں، تشبیہ کا مکمل مسئلہ الملل والنحل صفحہ ۱۱۸ پر ہے۔

سن شعور تک پہنچا، عربیت اور فقہ کی تعلیم پائی بے شمار احادیث کی سماعت کی، ابتداً اس نے ایک امیر کے یہاں ملازمت کی چونکہ کفایت شعار، منتظم اور ہوشیار آدمی تھا تھوڑے ہی دنوں میں اپنے آقا کے نزدیک منتظم اور ہوشیار لوگوں میں شمار کیا جانے لگا اتفاق سے جس امیر کی خدمت میں یہ رہتا تھا وہ اس سے جو کچھ سال بھر میں یہ پیدا کرتا تھا چھین لیتا تھا ایک مدت تک نظام الملک صبر واستقلال کا پتھر اپنے دل پر رکھ کر ضبط کرتا رہا آخر کار سارا کاروبار چھوڑ کر جعفری بیگ داؤد کے پاس بھاگ گیا، پرانے آقا نے خط لکھ کر بلایا مگر جعفری بیگ نے روک لیا چنانچہ ابوعلی بن شادان کی پیشی میں کام کرنے لگا جو جعفری بیگ داؤد یعنی سلطان الپ ارسلان کے والد اور سلطان طغرل بیگ کے بھائی کی طرف سے صوبہ بلخ کا گورنر تھا۔

وزارت کا قصہ:...... چونکہ نظام الملک کی کفایت شعاری، انتظام اور الجھے ہوئے سیاسی معاملات کو سلجھانے کی عام شہرت ہو گئی تھی اور پھر ابو علی نے اپنی وفات کے وقت سلطان الپ ارسلان سے اس کی ہوشیاری، امانت داری اور انتظام کی تعریف کی تھی اس لئے ابوعلی کی وفات کے بعد سلطان الپ ارسلان نے اپنے حضور میں طلب فرما کر قلمدان وزارت اس کے سپرد کر دیا اور تمام امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا مکمل اختیار دے دیا چنانچہ نظام الملک سلطان الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کے دربار میں عہدہ وزارت پر فائز رہا اور جن مراتب عالیہ پر یہ پہنچا ان کو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، تمام امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا اس کو اختیار تھا اور اس کی اولاد بڑے عہدوں سے ممتاز تھی۔

سلطان کی نظر میں وقعت:...... سلطان کو اس کا اس حد تک پاس ولحاظ تھا کہ اسکے پوتے عثمان جمال (جو صوبہ مرو کا گورنر تھا) اور سلطان کے ایک امیر لشکر کی جس کو سلطان نے شحنہ مرو مقرر کر کے روانہ کیا تھا ان بن ہو گئی چنانچہ عثمان جمال نے نوعمری کے جوش میں آ کے اس امیر کو گرفتار کر کے سزا دیدی، امیر نے رہائی پانے کے بعد دربار سلطانی میں حاضر ہو کر فریاد کی تو سلطان کو سخت ملال ہوا مگر نظام الملک کے لحاظ کی وجہ سے عثمان جمال سے جواب تک طلب نہیں کیا البتہ نظام الملک کے پاس اپنی ایک معتبر خواص کو عثمان جمال کی شکایت کرنے بھیج دیا، نظام الملک نے اپنے حقوق اور خدمات کا اظہار کیا، سلطان اور نظام الملک کے درمیان ایک مدت تک اس بارے میں خط وکتابت ہوتی رہی لگانے بجھانے والوں نے بہت کچھ لگایا بجھایا مگر چند دنوں کے بعد خود بخود یہ قصہ رفع دفع ہو گیا۔

نظام الملک کی شہادت:...... اس دوران ۴۸۵ھ کا ماہ رمضان آ گیا سلطان ملک شاہ اور نظام الملک اصفہان سے بغداد واپس آتے ہوئے نہاوند میں خیمہ زن ہوئے، نظام الملک افطار کے بعد شاہی خیمہ سے نکل کر اپنے خیمہ کی طرف آ رہا تھا ایک لڑکا (جو غالباً فرقہ باطنیہ سے تھا) فریادی کی صورت بنائے ہوئے اس سے ملا نظام الملک نے درخواست لینے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا مگر اس لڑکے نے نظام الملک کے قریب پہنچ کر پیٹ میں چھری گھونپ دی نظام الملک زخمی ہو کر زمین ❶ پر گر پڑا اور اسی وقت دم توڑ دیا، اس کے بعد وہ لڑکا بھاگا مگر لشکریوں نے دوڑ کر اس لڑکے کو گرفتار کر لیا اور پھر اسے مار ڈالا، سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سن کر اسی روز نظام الملک کے خیمہ میں آیا اور اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کو سلطان کی صورت دیکھنے سے ایک گونہ اطمینان اور سکون ہو گیا، نظام الملک تیس برس وزیر رہا باستثناء اس وزارت کے جبکہ اس نے اس کے باپ الپ ارسلان کے زمانہ میں جب وہ خراسان کا امیر تھا اور یہ اس کا وزیر تھا❷۔

ملک شاہ کی وفات:...... نظام الملک کی شہادت کے بعد جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں سلطان ملک شاہ نے بغداد کی جانب کوچ کر دیا اور کچھ عرصہ سفر کر کے ماہ رمضان کے آخر میں دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا اور وزیر عمید الدولہ بن جہیر نے اس کا استقبال کیا۔

سلطان ملک شاہ نے نظام الملک کی وفات پر یہ ارادہ کر لیا تھا کہ قلمدان وزارت تاج الملک کے سپرد کر دیا جائے، یہ وہی شخص ہے جس نے نظام الملک کی چغلی کی تھی چونکہ یہ بھی کفایت شعار اور منتظم تھا اس لئے سلطان ملک شاہ کے خیالات اس کی طرف اس طرح کے قائم ہو گئے تھے، نماز عید پڑھ کر سلطان اپنے محل میں واپس آ گیا اس کی موت کا وقت آ گیا تھا لہٰذا پندرھویں شوال ۴۰۸ھ میں انتقال کر گیا۔

---

❶ ...... اس کے قتل کے بارے میں دوسرا واقعہ بھی نقل کیا جاتا ہے دیکھئے (المنتظم ابن جوزی صفحہ ۶۲ جلد ۹)

❷ ...... خواجہ نظام الملک طوسی اکیسویں ذیقعدہ ۴۰۸ھ یوم جمعہ کو مقام نوقان (مضافات طوس) میں پیدا ہوا سہتر برس کی عمر پائی، اصفہان میں دفن کیا گیا۔

ملک شاہ کی بیوی ترکمان:......اس کی بیوی ترکمان خاتون نے اس واقعہ کو چھپالیا، جو کچھ مال واسباب اس کا اور شاہی دربار کا تھا سب کا سب محل سرائے خلافت میں پہنچادیا اور سلطان ملک شاہ کی نعش کو تابوت میں رکھ کر اصفہان کی طرف کوچ کر دیا، روانگی کے وقت در پردہ امراء وارا کین سلطنت کو بیشمار زرنقد دے کرگئی اور یہ ہدایت کرگئی کہ میرے بیٹے محمود کو تخت نشین اور مرحوم سلطان کا وارث تاج ونگین بنانا چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد ترکمان خاتون نے قوام الدولہ کربوقا (جو آئندہ موصل کا حکمران بنے گا) کو بلوا کر سلطان ملک شاہ کی انگھوٹی دی اور اصفہان کے قلعہ دار کے پاس روانہ کیا۔

محمود کی تخت نشینی:......قلعہ دار نے خاتم سلطانی دیکھ کر قلعہ اس کے حوالہ کر دیا، محمود کی عمر اس وقت چار برس کی تھی بیعت حکومت کے بعد خلیفہ مقتدی کی خدمت میں ترکمان خاتون کی طرف سے درخواست دی گئی کہ محمود کے نام کا خطبہ پڑھا جائے، خلیفہ نے ترکمان خاتون کی درخواست منظور فرمائی مگر اس شرط پر کہ امیر انزا کی رائے سے (جو سلطان ملک شاہ کے امراء میں سے ہے) امور سلطنت وحکومت انجام دیئے جائیں اور تاج الملک کے سپرد عمال کی تقرری اور محکمہ خراج رہے، ترکمان خاتون نے ان شرائط کو منظور نہیں کیا یہاں تک کہ امام ابوحامد غزالی ترکمان خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور یہ سمجھایا کہ نابالغ ہونے کی وجہ سے محمود کے تصرفات اور احکام شرعاً جائز اور جاری نہیں ہو سکتے، امام غزالی کے فرمانے سے ترکمان خاتون کی تشفی ہوگئی اور اس نے خلیفہ کی شرائط کو منظور کرلیا، شوال کے آخر میں محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور وہ ,,ناصر الدولہ والدین,, کے لقب سے ملقب ہوا، حرمین شریفین میں اس کی تخت نشینی کی اطلاع دی گئی اور وہاں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

برکیاروق کی گرفتاری:......بوقت وفات سلطان ملک شاہ، ترکمان خاتون نے اس کی موت کا واقعہ چھپانے اور اپنے بیٹے محمود کی بیعت لینے کی جو کارروائی کی وہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، اسی زمانہ میں ترکمان خاتون نے خفیہ طور سے چند آدمیوں کو سلطان ملک شاہ کے بڑے بیٹے برکیا روق کو گرفتار کرنے کے لئے اصفہان بھیج دیا تھا اس خوف سے کہ کہیں میرے بیٹے محمود سے برکیاروق جھگڑ نہ پڑے، چنانچہ ان لوگوں نے اصفہان پہنچ کر برکیاروق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا

برکیاروق کی رہائی اور یورش:......لہٰذا جس وقت سلطان ملک شاہ کی موت کی خبر مشہور ہوئی خادمان نظامیہ نظام الملک کے اسلحہ خانہ میں جو اصفہان میں تھا گھس گئے اور اسلحہ لے کر شہر کو گھیر لیا، برکیاروق کو جیل سے نکال کر اس کی سلطنت وحکومت کا بیعت کی اور جامع مسجد اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا، اس کی ماں زبیدہ بنت یاقوتی بن داؤد (یاقوتی سلطان ملک شاہ کا چچا تھا) اپنے بیٹے برکیاروق کے بارے میں ترکمان خاتون مادر محمود سے بے حد خوفزدہ تھی مگر جب اس کو یہ معلوم ہوگیا کہ نظامیہ کے خدام برکیاروق کا ساتھ دے رہے ہیں تو اس کو تسکین اور مسرت ہوئی۔

اس وقت تاج الملک اصفہان میں داخل ہو چکا تھا لشکریوں نے اس سے تنخواہ طلب کی تو وہ اصفہان کے ایک قلعہ میں روپیہ لینے کو گیا مگر خدام نظامیہ کے خوف سے بیٹھ گیا، جس وقت ترکمان خاتون اصفہان میں آئی تو تاج الملک نے حاضر ہو کر معذرت کی چنانچہ ترکمان خاتون نے اس کا عذر قبول کرلیا، برکیاروق خادمان نظامیہ کے ساتھ اصفہان سے مقام رے چلا گیا۔

برکیاروق سے جنگ:......امیر ارغش (سلطان ملک شاہ کا ایک نامی گرامی امیر) اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ برکیاروق سے آملا، ترکمان خاتون نے ایک لشکر برکیاروق سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا جس میں سلطان ملک شاہ کے اکثر امراء تھے دونوں فوجیں مرتب ہو کر میدان جنگ میں آئیں، ابھی تک معرکہ جنگ کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا کہ ترکمان خاتون کے اکثر امراء برکیاروق کے پاس بھاگ گئے اس کے بعد معرکہ کارزار شروع ہوا ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور اصفہان کی جانب لوٹی برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر محاصرہ کرلیا۔

قتل تاج الملک:......وزیر تاج الملک ترکمان خاتون اور برکیاروق کی جنگ میں موجود تھا اور ترکمان خاتون کی طرف سے لڑ رہا تھا جس وقت ترکمان خاتون کی فوج ہزیمت اٹھا کر بھاگی تاج الملک بھی قلعہ یزدجرد کی جانب بھاگ گیا مگر راستے میں گرفتار ہو کر برکیاروق کے سامنے پیش کیا گیا، یہ وہ وقت تھا کہ برکیاروق اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا چونکہ برکیاروق اس کی کفایت شعاری اور معاملہ فہمی سے واقف تھا اس لئے عہدہ

وزارت سے سرفراز کرنے کا ارادہ کرلیا اور خدام نظامیہ کو اس سے راضی کرنے کی غرض سے دولاکھ دینار اس کی طرف سے دیئے اور وہ لوگ اسے راضی بھی ہو گئے مگر عثمان نائب نظام الملک کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ چند غلاموں کو ابھار دیا اور ان کو یہ جھانسہ دیا کہ اسی نے تمہارے سردار نظام الملک کو قتل کرایا ہے چنانچہ ان غلاموں نے ایک دن تاج الملک کو پکڑ کر مار ڈالا اور ایک ایک عضو کاٹ کر پھینک دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۸۶ھ کا ہے۔

نظام الملک کا بیٹا ابوعبداللہ: ......اس واقعہ کے بعد عزالملک ابوعبداللہ حسین بن نظام الملک اصفہان کے محاصرے کے دوران اصفہان سے برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوا یہ اس سے پہلے خوارزم میں حکمرانی کر رہا تھا اپنے باپ نظام الملک کی شہادت سے پہلے سلطان ملک شاہ اور اپنے باپ کی شرف حضوری حاصل کرنے کے لئے اصفہان آیا تھا اتفاق یہ ہوا کہ اس کا باپ شہید ہو گیا سلطان ملک شاہ کی بھی وفات ہوگئی اور یہ اس وقت سے اصفہان ہی میں مقیم تھا حتیٰ کہ برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کرلیا اس وقت یہ اصفہان سے نکل کر برکیاروق کے پاس آ گیا چنانچہ برکیاروق عزت واحترام سے پیش آیا اور قلمدان وزارت اس کے سپرد کر کے امور سلطنت وحکومت کے سیاہ وسفید کا مکمل اختیار دے دیا۔

برکیاروق کا قبضہ: ......برکیاروق اس مہم سے فارغ ہو کر ۴۸۶ھ میں بغداد آیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ سے درخواست کی کہ میرا نام خطبہ میں پڑھا جائے چنانچہ خلیفہ نے اجازت دے دی اور پھر جامع مسجد بغداد میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اسے ,,رکن الدولہ,, کا خطاب عنایت ہوا، وزیر عمید الدولہ بن جہیر دربار خلافت سے خلعت لے کے برکیاروق کے پاس آیا، برکیاروق نے خلعت کو زیب تن کیا اور ابھی برکیاروق بغداد ہی میں مقیم تھا کہ خلیفہ مقتدی کا انتقال ہو گیا۔

المقتدی بامر اللہ: ......ہفتہ کے دن پانچویں محرم ۴۸۷ھ کو خلیفہ المقتدی بامر اللہ ابوالقاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین محمد بن خلیفہ القائم بامر اللہ کی اچانک وفات ہوگئی، سلطان برکیاروق کی رپورٹ آئی ہوئی تھی خلیفہ مقتدی نے پڑھ کر رکھ لیا اس کے بعد دسترخوان چنا گیا کھانا کھایا اور پھر جیسے ہی ہاتھ دھوئے غشی طاری ہوئی اور انتقال ہو گیا، وزیر عمید الدولہ نے تجہیز وتکفین کی، ابوالعباس احمد بن خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی پھر دفن کر دیا گیا، انیس برس آٹھ مہینے خلافت رہی، اگرچہ عالی ہمت، صاحب سطوت اور اونچی شان کا مالک شخص تھا مگر پھر بھی اپنے امراء دولت اور اراکین خلافت کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا اس کے زمانہ میں بغداد میں بے حد ترقی ہوئی اور عالیشان عمارتیں تعمیر کی گئیں، میرا خیال یہ ہے کہ بغداد کی ترقی دولت بنی طغرل بیگ کے عروج کی وجہ سے ہوئی۔

ابوالعباس احمد بن مقتدی ,,المستظہر باللہ,,

مستظہر باللہ کی خلافت: ......خلیفہ مقتدی کے انتقال کے بعد وزیر عمید الدولہ نے اس کے بیٹے ابوالعباس احمد کو دربار خلافت میں لا کر تخت خلافت پر متمکن کیا اراکین خلافت اور امراء دولت نے بیعت کی، ابوالعباس احمد نے المستظہر باللہ کا لقب اختیار کیا اس کے بعد وزیر بیعت لینے کے لئے برکیاروق کے پاس گیا برکیاروق نے خوشی سے خلیفہ المستظہر کے وزیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

خلیفہ مقتدی کی وفات کے تیسرے دن مجلس عزا منعقد ہوئی سلطان برکیاروق اپنے وزیر عزالملک بن نظام الملک اور اس کے بھائی بہاء الملک کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوا، دیگر عہدیداروں میں سے طراد عباسی معمر علوی اور بڑے علماء میں سے قاضی القضاۃ ابوعبداللہ دامغانی، غزالی ❶، شاشی ❷ وغیرہ بھی تعزیت کے لئے آئے اور تعزیت کی اور خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت کر کے واپس چلے گئے۔

تتش کے حالات: ......اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ تتش بن سلطان الپ ارسلان نے صوبہ دمشق پر قبضہ کر کے استقلال واستحکام کے ساتھ

---

❶ ......امام ابوحامد محمد بن محمد بن محمد احمد الطوسی الشافعی الغزالی عقائد اور تصوف میں امام ہیں، عقائد، تصوف اور اخلاقیات پر بے شمار کتب لکھیں، جن مشہور ,,احیاء علوم الدین,, ہے، ۵۰۵ھ وفات ہوئی۔ (شذرات الذهب صفحہ ۱۰ جلد ۴)

❷ ......شاشی: ابوبکر محمد بن احمد بن حسین ہیں شافعیہ کے شیوخ میں سے ہیں ۵۰۷ھ میں وفات ہوئی (شذرات الذهب صفحہ ۱۶ جلد ۴)

دمشق میں حکومت کرنا شروع کر دی تھی اور سلطان ملک شاہ کی وفات سے پہلے بطور وفد بغداد میں سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور پھر واپس چلا گیا تھا واپسی کے بعد ملک شاہ کی وفات کی خبر ملی تو فوراً ہیبت پر قبضہ کر کے سلطنت وحکومت حاصل کرنے کے مقصد سے دمشق کی طرف کوچ کر دیا اور لشکر تیار کر کے حلب پر حملہ کر دیا قسیم الدولہ آقسنقر گورنر حلب نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ مل گیا باغیسان گورنر انطاکیہ اور بوزان گورنر الرہا و حران کو بھی لکھ کر بھیج دیا کہ بنظر مصلحت وقت ملک شاہ کی اولاد کے حالات درست ہونے تک تتش کی اطاعت قبول کر لو، باغیسان اور بوزان نے بھی آقسنقر کی تحریر کے مطابق تتش کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ اپنے اپنے شہروں میں پڑھنا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ مل کر رحبہ کے محاصرے کے لئے بڑھے۔

رحبہ میں تتش کا خطبہ:...... ماہ محرم ۴۸۶ھ میں رحبہ فتح کر لیا اور تتش کے نام کا خطبہ جامع مسجد کے منبر پر پڑھا گیا اس کے بعد تتش نے نصیبین کا رخ کیا اور بزور طاقت اس کو بھی فتح اور تخت تاراج کر کے محمد بن شرف الدولہ کے حوالہ کر دیا اور موصل پر قبضہ کرنے کے ارادے سے کوچ کر دیا، راستے میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر سے ملاقات کی یہ ان دنوں جزیرہ ابن عمر میں تھا تتش نے عزت افزائی کے طور پر عہدہ وزارت اس کو دے دیا اور موصل کے قریب پہنچ کر ابراہیم بن قریش گورنر موصل کے پاس کہلوایا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو اور میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دار الخلافت بغداد جانے کے لئے مجھے راستہ دو۔

موصل پر قبضہ:......ابراہیم نے اسے منظور نہیں کیا اور انکار میں جواب دے دیا تتش نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی دس ہزار فوج تتش کے لشکر میں تھی آقسنقر میمنہ پر تھا بوزان میسرہ پر، ابراہیم گورنر موصل تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ میدان جنگ میں آیا ہوا تھا ایک گھمسان کی لڑائی کے بعد ابراہیم کو شکست ہوگئی، ابراہیم اور امراء عرب کا ایک گروپ گرفتار ہو گیا تتش نے ان سب کو انتہائی بے رحمی سے تہ تیغ کیا اور تسلط ہونے کے بعد علی بن شرف الدولہ کو موصل کی حکومت عنایت کر دی، یہ تتش کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔

خطبہ کے لئے درخواست:......موصل پر قبضہ کرنے کے بعد تتش نے دار الخلافت بغداد میں خطبہ میں نام داخل کئے جانے کی درخواست بھیجی گوہر آئین شحنہ بغداد نے سفارش بھی کی مگر جواب دیا گیا کہ لشکر اسلام سے قاصد کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے، قاصد بے نیل ومرام تتش کے پاس واپس آ گیا چنانچہ تتش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی قبضہ کر کے آذر بائیجان کا رخ کیا۔

ان واقعات کی خبر برکیاروق تک بھی پہنچی اس وقت برکیاروق کو محمود کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی اور وہ ہمدان اور رے پر قابض ہو چکا تھا فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا تتش کی روک تھام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

آقسنقر اور بوزان کی علیحدگی:......جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا آقسنقر نے بوزان سے کہا ہم نے تتش کی اطاعت محض اس لئے قبول کی تھی کہ ہمارے آقائے نامدار ملک شاہ کے بیٹوں میں اختلاف پڑا ہوا تھا ہم دیکھتے رہے تھے کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے الحمد اللہ جس بات کو ہم چاہتے تھے وہ پردہ غیب سے ظاہر ہو گئی ہے یعنی ہمارے آقائے نامدار کا بڑا بیٹا برکیاروق حکمرانی کرنے لگا ہے اب ہم کسی طرح تتش کے ساتھ نہیں رہ سکتے، کیوں بوزان تمہاری کیا رائے ہے؟ بوزان نے جواب دیا میں آپ کی رائے سے متفق ہوں، آقسنقر نے بوزان کو گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے ساتھیوں سمیت تتش سے علیحدہ ہو کر برکیاروق کے پاس چلا گیا، ان دونوں امراء کی علیحدگی سے تتش کی قوت کم ہو گئی اور وہ شکست کھا کر دمشق کی جانب لوٹ آیا اور اس سے برکیاروق کی حکومت مستحکم ہو گئی گوہر آئین نے حاضر ہو کر تتش کی درخواست پر سفارش کرنے کی معذرت کی مگر برکیاروق نے اس کی ایک بھی نہ سنی اور معزول کر کے امیر نکیر کو اس کی جگہ دار الخلافت بغداد کا شحنہ مقرر کر دیا اس کے بعد برکیاروق کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا اور خلیفہ مقتدی نے وفات پائی اور اس کی جگہ تخت خلافت پر خلیفہ مستظہر متمکن ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

حلب پر تتش کا قبضہ:......تتش نے آذر بائیجان سے شام کی جانب واپسی کے بعد فوجیں مرتب کیں اور آقسنقر سے جنگ کرنے کے لئے

حلب کی طرف بڑھا، برکیاروق نے امیر کربوقا کو (جو آئندہ امیر موصل ہوگا) آقسنقر کی کمک پر روانہ کیا، حلب ❶ کے قریب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا حلب کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور آقسنقر گرفتار ہوگیا اور انتہائی بے کسی سے مار ڈالا گیا❷، امیر بوزان اور کربوقا بھاگ کر حلب میں چھپ گئے اور اس کی حفاظت کا معقول انتظام کرلیا، تتش نے حلب کا محاصرہ کرلیا چند دن تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا بالآخر تتش نے حلب پر بھی قبضہ کر کے امیر بوزان اور کربوقا کو گرفتار کرلیا چونکہ حران اور الرہا کی حکومت وامارت امیر بوزان کے قبضہ اقتدار میں تھی اس لئے امیر بوزان کو حران اور الرہا کی طرف روانہ کیا اس غرض سے کہ اہل حران اور الرہا اس کی گرفتاری سے اطاعت قبول کرلیں گے مگر اہل حران اور الرہا نے اطاعت قبول نہ کی چنانچہ تتش نے جلا کر امیر بوزان کا سر کاٹ کے اہل حران کے پاس بھیج دیا اس سے اہل حران خوف سے تھرا گئے اور مجبوراً اطاعت قبول کرلی اور امیر کربوقا کو حمص کی جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ رضوان نے اپنے باپ تتش کے مارے جانے کے بعد امیر کربوقا کو قید سے رہا کیا۔

تتش کی مزید کامیابیاں:...... تتش اس مہم سے فارغ ہوکر جزیرہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قبضہ کر کے دیار بکر، خلاط، آرمینیہ، آزربائیجان اور ہمدان کو یکے بعد دیگرے کسی کو جنگ سے اور کسی کو صلح وامان سے فتح کرتا گیا انہی دنوں فخر الدولہ بن نظام الملک حران سے سلطان برکیاروق کی خدمت میں شرف نیاز حاصل کرنے جارہا تھا کہ مقام اصفہان میں امیر قماج سے جو محمود بن سلطان ملک شاہ کے لشکر کا ایک سردار تھا مڈبھیڑ ہوگئی، امیر قماج نے فخر الدولہ پر شبخون مار کر اس کے سارے مال واسباب کو لوٹ لیا، فخر الدولہ تن تنہا اپنی جان بچا کر ہمدان بھاگ آیا یہاں یہ دوسری مصیبت سر پر آپڑی کہ تتش کو اس کی خبر مل گئی اور وہ اس کے قتل پر تل گیا مگر امیر باغیسان نے سفارش کی تو بیچارے کی جان بچ گئی اور پھر اسی کی سفارش سے عہدہ وزارت بھی مل گیا۔

بغداد میں خطبہ کی دوبارہ درخواست:...... ان مسلسل کامیابیوں سے تتش کے حوصلے بڑھ گئے اور خطبہ میں نام داخل کروانے کی پھر ہوس چڑھ گئی چنانچہ اسی غرض سے اپنے وزیر فخر الدولہ کو دار الخلافت بغداد روانہ کیا اور یوسف بن ابق ترکمانی کو ترکمانوں کے ایک گروپ کے ساتھ بغداد کا شحنہ مقرر کر کے بھیجا لیکن اہل بغداد نے یوسف کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔

برکیاروق کی پیش قدمی:...... برکیاروق ان واقعات سے مطلع ہوکر تتش کا سلسلہ فتوحات روکنے کی غرض سے نصیبین سے روانہ ہوا، دجلہ کو بالائے موصل سے عبور کیا اور اربل سے ہوتا ہوا سرکاب بن بدر کے شہر میں پہنچا اور پھر وہاں سے روانہ ہوکر اپنے چچا تتش کے لشکر گاہ کے قریب پڑاؤ ڈالا دونوں لشکروں میں صرف نو کوس کا فاصلہ تھا اس کے ساتھ ایک ہزار فوج تھی اور اس کے چچا تتش کے لشکر میں پچاس ہزار جنگ جو تھے تتش نے برکیاروق کی آمد کی اطلاع پا کر اپنے ایک امیر کو چند دستہ فوج کے ساتھ برکیاروق پر شبخون مارنے بھیجا چنانچہ برکیاروق شکست کھا کر اصفہان پہنچ گیا اس وقت اصفہان میں محمود بن سلطان ملک شاہ موجود تھا اس کی ماں ترکمان خاتون کا انتقال ہو چکا تھا۔

اصفہان پر برکیاروق کا قبضہ:...... محمود کے امراء نے برکیاروق کو گرفتار کرنے کے ارادے سے اصفہان میں داخل کرلیا اس کے بعد ہی محمود کی بھی شوال ۴۸۷ھ کے آخر میں وفات ہوگئی چنانچہ برکیاروق اصفہان پر قابض ہوگیا، مؤید الملک بن نظام الملک اس واقعہ کی اطلاع پا کر حاضر ہوا برکیاروق نے ماہ ذی الحجہ ۴۸۷ھ میں اسے قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا، مؤید الملک نے اپنی حکمت عملی اور عاملانہ تدابیر سے امراء مملکت کو برکیاروق کی طرف مائل کرلیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کی جمعیت بڑھ گئی۔

تتش کا قتل:...... برکیاروق کی شکست کے بعد تتش اور امراء مملکت کے درمیان صرف ناچاقی ہی نہیں بلکہ اچھی خاصی مخالفت پیدا ہوگئی تھی۔ تتش ان لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب دے رہا تھا اور وہ لوگ برکیاروق کی صحت کے انتظار میں جو بعارضہ چیچک علیل ہوگیا تھا مناسب بہانوں سے

---

❶...... تتش اور آقسنقر کی مقام نہر سبعین قریب کے تل سلطان پر معرکہ آرائی ہوئی تھی اس مقام سے حلب نو کوس کے فاصلہ پر ہے، لڑائی بہت بڑی اور خونریزی ہوئی، تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۵۔

❷...... امیر قسیم الدولہ آقسنقر گورنر حلب ہزیمت وگرفتاری کے بعد ماہ جمادی الاول ۴۸۷ھ میں تاج الدولہ تتش کے ہاتھ سے مارا گیا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۵)

ٹال رہے تھے اس دوران برکیاروق کو صحت حاصل ہوگئی اور اراکین دولت اس سے مل گئے اور تتش کو ٹکا سا جواب دے دیا تتش نے جھلا کر ان لوگوں کی سرکوبی کے ارادے سے تیاری کا حکم دے دیا، امراء مملکت بھی اپنی اپنی فوجیں لے کر برکیاروق کے پاس اصفہان آگئے ہر طرف سے فوجیں چلی آ رہی تھیں تھوڑے ہی دن میں تیس ہزار فوج جمع ہوگئی پھر مقام رے کے قریب چچا اور بھتیجے (یعنی برکیاروق اور تتش) کا مقابلہ ہوا اور تتش شکست کھا کر بھاگ گیا، آقسنقر کے کسی مصاحب نے اس دوران اس کو مار کر اپنے آقا کے خون کا بدلہ لے لیا۔

برکیاروق کو استحکام: ...... اس کے مارے جانے سے فخر الملک بن نظام الملک کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی اور برکیاروق کی حکومت کو استحکام ہوگیا پھر دار الخلافت بغداد میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا❶۔

برکیاروق نے خراسان پر اپنے سوتیلے بھائی سنجر کو مامور کیا تھا لہٰذا مستقل طور سے اس کی حکومت خراسان میں مستحکم ہوگئی جیسا کہ اس کے حالات کو ہم جہاں ملوک سلجوقیہ کے حالات علیحدہ تحریر کریں گے بیان کرنے والے ہیں اس جگہ پر ہم ان کے حالات اتنے ہی احاطہ تحریر میں لائیں گے جن کو خلیفہ اور بغداد میں خطبہ پڑھے جانے کے ساتھ تعلق ہے اس لئے کہ یہاں پر عباسیہ کی خلافت کی حکومت اور ان کے وزراء کے حالات یا ان لوگوں کے واقعات تحریر کرنا مقصود اصلی ہے جنہوں نے خاص طور سے خلافت عباسیہ کو دبالیا تھا۔

محمد بن ملک شاہ: ...... سنجر بن ملک شاہ کا ایک حقیقی بھائی محمد نامی تھا جو اپنے باپ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد اپنے بھائی محمود اور اسکی ماں ترکمانی خاتون کے ساتھ بغداد سے اصفہان چلا گیا تھا چنانچہ جس وقت برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا محمد چھپ کر برکیاروق کے پاس چلا گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ۴۸۶ھ میں بغداد آ گیا، برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اس کے مضافات کو بطور جاگیر دے دیا اور انتظام کرنے کی غرض سے قطلغ بن تکین کو محمد کے ساتھ مامور کر دیا، تھوڑے ہی دنوں میں محمد کے قدم گنجہ کی حکومت پر جم گئے اس نے موقع پا کے قطلغ تکین کو مار ڈالا اس کے بعد موید الملک عبید اللہ بن نظام الملک جو اس سے پہلے امیر انز د کے ساتھ تھا اور اس کو برکیاروق کی مخالفت پر ابھارا تھا امیر انز د کے قتل کے بعد (جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے) محمد بن ملک شاہ کے پاس چلا آیا اور یہاں بھی وہی گل کھلائے سمجھا بجھا کر محمد کو سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کر لیا، محمدؒ نے برکیاروق کا خطبہ موقوف کر کے گنجہ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور قلمدان وزارت موید الملک کے حوالہ کر دیا۔

برکیاروق کی ماں کا قتل: ...... اسی زمانہ میں برکیاروق نے اپنے ماموں مجد الملک بلاسانی کو کسی وجہ سے قتل کر دیا، اس سے اکثر امراء لشکر کو ناراضگی پیدا ہوگئی اور وہ برکیاروق سے علیحدہ ہو کر محمد کے پاس چلے گئے برکیاروق سے کچھ بن نہ پڑی اور مقام رے کا راستہ لیا رے میں پہنچتے ہی اس کا لشکر اس کے پاس آ کر جمع ہوگیا، عز الملک منصور بن نظام الملک بھی لشکر لے کر آ گیا انہی دنوں یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی محمد ایک بڑا لشکر لے کر آ رہا ہے چنانچہ برکیاروق نے مقام رے سے اصفہان کی جانب ہٹ گیا مگر اہل اصفہان نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا مجبوراً خوزستان کی جانب روانہ ہوگیا اس کے بعد محمد ماہ ذی قعدہ ۴۹۲ھ کے شروع میں رے پہنچ گیا، اور موید الملک نے زبیدہ خاتون (برکیاروق کی والدہ) کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

سلطان محمد کا خطبہ: ...... مقام رے پر قابض ہو جانے سے محمد کی حکومت کو استحکام ہوگیا چونکہ سعد الدولہ گوہر آئین شحنہ بغداد کو برکیاروق سے کشیدگی ہوگئی تھی، سلطان محمد کی کامیابی کا حال سن کر امیر کربوقا گورنر موصل، چکرمش گورنر جزیرہ، اور سرخاب بن بدر گورنر کنکورہ کے ساتھ فتحیابی کی مبارکباد دینے آیا، مقام قم میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی وہ بڑی عزت واحترام سے پیش آیا اور حسب مراتب خلعتیں دیں، امیر کربوقا اور چکرمش سلطان محمد کے ساتھ اصفہان کی جانب روانہ ہو گئے اور سعد الدولہ گوہر آئین بغداد واپس آ گیا اور خلیفہ سے اجازت حاصل کر کے پندرہویں ذی الحجہ ۴۹۲ھ کو سلطان محمد کے نام کو خطبہ میں داخل کرایا، دربار خلافت سے سلطان محمد کو ''غیاث الدنیا والدین'' کا خطاب مرحمت ہوا۔

برکیاروق کا دوبارہ خطبہ: ...... گزشتہ سال برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر رے سے خوزستان چلا گیا تھا ان دنوں اس کا امیر لشکر

---

❶ ...... ہم نے امیر آقسنقر، سلطان ملک شاہ، برکیاروق اور تتش وغیرہ کے حالات کو کس قدر تفصیل کیساتھ حیات سلطان نور الدین محمود زنگی میں تحریر کیا ہے جس کو اس سے زیادہ واقفیت حال کرنے کا شوق ہو وہ کتاب مذکور کا مطالعہ کرے (مترجم)

نبال بن انوش تکین حسانی تھا اس کے ساتھ امراءلشکر کا بھی ایک گروپ تھا ان سب نے خوزستان پہنچ کر عراق جانے کی رائے قائم کی چنانچہ برکیاروق نے واسط کی جانب کوچ کیا، واسط میں صدقہ بن مزید حلہ کے گورنر نے حاضر ہو کر ملاقات کا اعزاز حاصل کیا، دو چار دن آرام کر کے برکیاروق نے بغداد کا سفر کیا اور پندرہویں صفر ۴۹۳ھ کو بغداد پہنچا اور اسی دن اس کے نام کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھا گیا، سعد الدولہ گوہر آئین درے مرج بھاگ گیا اس کے ساتھ امیر ایلغاری بن ارتق بھی تھا سلطان محمد اور اس کے وزیر موید الملک کو اس واقعہ کی اطلاع کر کے بغداد کی آنے کی ترغیب دی، سلطان محمد نے امیر کربوقا گورنر موصل اور چکرمش گورنر جزیرہ کو بغداد روانہ کیا تو چکرمش نے سعد الدولہ کے پاس پہنچ کر اپنے دار الحکومت واپس جانے کی اجازت طلب کی اور اجازت ملنے کے بعد اپنے ملک چلا گیا، گوہر آئین نے یہ رنگ دیکھ کر امراءلشکر کی اتفاق رائے سے کربوقا گورنر موصل کو برکیاروق کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم لوگ آپ کے مطیع وفرمانبردار ہیں چنانچہ برکیاروق سوار ہو کر ان امراء کے پاس چلا گیا ان لوگوں نے پیدل جا کر استقبال کیا زمین بوسی کی اور اس کے ساتھ ساتھ بغداد آئے برکیاروق نے ابوالمعالی عبدالجلیل بن علی بن محمد دہستانی کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ بن جہیر وزیر کو گرفتار کر کے دیار بکر اور موصل کا حساب مانگا جو اس کے اور اس کے باپ کی سپردگی اور ماتحتی میں تھا، چونکہ عمید الدولہ کا حساب صاف نہ تھا اس نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار تاوان دے کر قید کی مصیبت سے جان بچالی، خلیفہ مستظہر نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ سے برکیاروق کو سرفراز فرمایا، اور برکیاروق استحکام واستقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

محمد اور برکیاروق کی پہلی جنگ:...... چند دنوں بعد برکیاروق نے (اپنے بھائی) محمد سے جنگ کرنے کے لئے شہرزور کی جانب بغداد سے پیش قدمی کی ترکمانوں کا ایک عظیم لشکر اس کے قافلے میں تھا گورنر ہمدان نے ترغیب دی کہ آپ یہاں تشریف لا کے محمد کے امراء کی جتنی جاگیریں ہیں ان کو ضبط کر لیجئے، برکیاروق اس سے اعراض کر کے اپنے بھائی محمد سے جا بھڑا نہر ابیض پر جو ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر ہے جنگ ہوئی محمد کے ہمراہ بیس ہزار فوج تھی امیر سرخو ❶ شحنہ اصفہان محمد کے ساتھ قلب میں تھا میمنہ میں ایک دوسرا امیر اور محمد کا بیٹا تھا، میسرہ میں موید الملک اور نظامیہ کی فوج تھی، برکیاروق کے ساتھ حلب میں اس کا وزیر ابوالمعالی تھا، میمنہ میں گوہر آئین، صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر، میسرہ میں کربوقا وغیرہ تھے، برکیاروق کی طرف سے حملہ شروع ہوا سب سے پہلے گوہر آئین نے محمد کے میسرہ پر حملہ کیا محمد کا میسرہ مقابلہ نہ کر سکا اور شکست کھا کر بھاگ گیا گوہر آئین کی دستے کی فوج نے اس کے کیمپ کو لوٹ لیا اس کے بعد محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر یلغار کی امیر کربوقا نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا مگر محمد کے میمنہ کے پرزور حملہ کا جواب نہ دے سکا مجبوراً پیچھے ہٹ گیا، محمد نے اس بات کا احساس کر کے چند دستہ تازہ دم فوج میمنہ کی کمک پر بھیج دی، جس کے بعد امیر کربوقا کو شکست فاش ہوگئی محمد نے فوراً دوسری جانب سے برکیاروق کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا اور اس کے بعد فیصلہ کن جنگ شروع ہوگئی، برکیاروق بھاگ کھڑا ہوا اتنے میں گوہر آئین اپنے شکست خوردہ لشکر کو لے کر میدان جنگ میں پھر واپس آ گیا اتفاق سے گھوڑے کو ٹھوکر لگی جس سے گوہر آئین سنبھل نہ سکا زمین پر گر گیا اور ایک خراسانی سپاہی نے لپک کر سر اتار لیا چنانچہ اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا وزیر ابوالمعالی کو گرفتار کر لیا گیا موید الملک نے اس سے عزت واحترام کا برتاؤ کیا اور اس کو اپنے خیمہ میں ٹھہرایا اور جنگ کے بعد اس کو دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا چنانچہ اس نے بغداد پہنچ کر پندرہویں رجب ۴۹۳ھ کو خلیفہ مستظہر کی اجازت سے سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔

گوہر آئین کے ابتدائی حالات:...... گوہر آئین کے ابتدائی حالات یوں ہیں کہ یہ خوزستان میں ایک عورت کی خدمت میں رہتا تھا خرید وفروخت یا جو ضرورتیں اس قسم کی اس عورت کو ہوتی تھیں وہ گوہر آئین انجام دیا کرتا تھا اس عورت کے خاندان والوں کو جہاں گوہر آئین کی ذات سے بہت بڑا فائدہ تھا وہاں گوہر آئین بھی ان کی بدولت عیش وآرام سے زندگی بسر کرتا تھا، رفتہ رفتہ ملک ابوکالیجار بن سلطان الدولہ کے یہاں ملازم ہو گیا اور اپنی نمایاں خدمات کی بدولت اتنا زیادہ رسوخ پیدا کر لیا کہ ملک ابوکالیجار نے اپنے بیٹے ابونصر کے ساتھ اسے بغداد روانہ کر دیا، ایک مدت تک ابونصر کے ساتھ بغداد میں رہا یہاں تک کہ سلطان طغرل بیگ نے ابونصر کو گرفتار کر کے قلعہ طبرک میں قید کر دیا اس کے ساتھ گوہر آئین کو بھی قلعہ میں قید کیا گیا لہٰذا جب ابونصر کی وفات ہوگئی اور گوہر آئین کو رہائی ملی تو گوہر آئین نے سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں آ گیا، سلطان الپ ارسلان

---

❶ ...... ,,امیر سرخو،، یہ نام غلط ہے، ابن اثیر صفحہ ۳۹۰ جلد ۶ پر ,,امیر سرمز,, لکھا ہے اور یہی درست ہے۔

نے اس کی خدمت گذاری اور خیر خواہی سے خوش ہو کر اس کو واسط بطور جاگیر مرحمت کر دیا اور بغداد کا شحنہ مقرر کر دیا، جس وقت یوسف خوارزمی نے سلطان الپ ارسلان کو زخمی کیا تھا اس وقت گوہر آئین موجود تھا اسی نے سلطان الپ ارسلان کو یوسف خوارزمی کے ہاتھ سے بچایا تھا پھر سلطان الپ ارسلان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ملک شاہ نے بھی اس کو اسی عہدہ پر رکھا چنانچہ گوہر آئین بغداد روانہ ہو گیا دربار خلافت میں بڑی آؤ بھگت ہوئی خلعت ملی، خطاب ملا، امراء مملکت اور روساء دربار خلافت نے اس کی بے حد اطاعت کی اور جو عزت واحترام اس کو حاصل تھا کسی کو نصیب نہ ہوا یہاں تک کہ اس جنگ میں مارا گیا۔

برکیاروق اور سنجر کی جنگ:......برکیاروق نے اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر مقام رے میں جا کر دم لیا ہوش وحواس ٹھکانے آئے تو اپنے حامیوں اور مددگاروں کو طلبی کے خطوط روانہ کر دیئے چند دنوں کے بعد وہ لوگ اس سے آملے اور سب کے سب اسفرائین کی جانب روانہ ہو گئے اور امیر داؤد حبشی ❶ بن تو نطاق، گورنر خراسان وطبرستان کو دامغان سے بلوایا، امیر داؤد نے حاضری کا وعدہ کیا اور اپنے آنے تک برکیاروق کو نیشاپور میں جا کر قیام کرنے کو لکھا چنانچہ اس رائے کے مطابق برکیاروق نے نیشاپور کا راستہ لیا اور نیشاپور پہنچ کر روساء نیشاپور کو گرفتار کر لیا مگر چند دن کے بعد ان سب کو رہا کر دیا اور دوبارہ ایک خط امیر ابوداؤد حبشی کو طلبی کا روانہ کیا۔

برکیاروق کی مدد کے لئے روانگی:......امیر داؤد نے معذرت کی کہ چونکہ سنجر نے بلخ کے لشکر کے ساتھ مجھ پر حملہ کیا ہوا ہے لہٰذا میں حاضری سے قاصر ہوں اور اگر ممکن ہو تو ایسی حالت میں میری مدد کیجائے، برکیاروق کو یہ خط پڑھنے سے سخت صدمہ ہوا اور جوش میں آکر اسی وقت ایک ہزار سواروں کے ساتھ امیر داؤد حبشی کی کمک کے لئے روانہ ہو گیا۔

برکیاروق کی سنجر سے جنگ:......امیر داؤد حبشی کے لشکر میں بیس ہزار فوج تھی اس کا مقام نوشجان پر سنجر سے مقابلہ ہوا، سنجر کے میمنہ میں امیر برغش، میسرہ میں کوکر اور قلب میں اس کے ساتھ رستم تھا، برکیاروق نے قلب لشکر پر حملہ کیا رستم شکست کھا کر بھاگا اور اسی دوران وہ مارا گیا، بے ترتیبی کے ساتھ اس کا لشکر بھاگ گیا، برکیاروق کی فوج اس کی لشکر گاہ کے لوٹنے میں مصروف ہوگئی بظاہر اس کو کامیابی حاصل ہو چکی تھی اور سنجر کے لشکر کا قلب بھاگ چکا تھا۔

برکیاروق کی شکست:......اس دوران برغش اور کوکر نے اپنی اپنی فوجوں کو جمع کر کے برکیاروق کے لشکر پر حملہ کر دیا ادھر برکیاروق کی فوج غارتگری میں مصروف تھی اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی برکیاروق بھی جان بچانے کے غرض سے بھاگ گیا ترکمانوں میں سے ایک شخص نے امیر داؤد حبشی کو گرفتار کر لیا، خاتمہ جنگ کے بعد برغش کے سامنے پیش کیا گیا چنانچہ برغش نے اس کو قتل کر ڈالا باقی ادھر برکیاروق میدان جنگ سے بھاگ کر جرجان پہنچا اور پھر جرجان سے دامغان میں جا کر دم لیا، دامغان میں بھی حفاظت کا مناسب انتظام نہ پایا تو خشکی کے راستے اصفہان روانہ ہو گیا کیونکہ اہل اصفہان نے اس کو خطوط لکھ کر بلایا تھا مگر اتفاق سے محمد اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اصفہان میں داخل ہو چکا تھا مجبوراً سیمرم کی طرف لوٹ گیا۔

وزیر عمید الدولہ کی معزولی:......اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ سلطان برکیاروق کا وزیر ابوالمحاسن پہلی لڑائی میں جو برکیاروق اور محمد کے درمیان ہوئی تھی گرفتار ہو گیا تھا اور موید الملک بن نظام الملک (محمد کے وزیر) نے اسکو رہا کر کے اپنی طرف سے بغداد روانہ کر دیا تھا چنانچہ ابوالمحاسن نے بغداد پہنچ کر خلیفہ مستظہر سے اجازت لے کر سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور موید الملک کی ہدایات کے موافق خلیفہ مستظہر کو وزیر عمید الدولہ کی معزولی پر مجبور کر دیا، اس واقعہ کی عمید الدولہ تک بھی خبر پہنچ گئی۔

ابوالمحاسن پر قاتلانہ حملہ:......عمید الدولہ نے ایک شخص کو ابوالمحاسن کے قتل پر مقرر کر دیا یعقوبا کے قریب ابوالمحاسن کا اس شخص سے سامنا ہو گیا جیسے ہی اس شخص نے حملہ کیا ابوالمحاسن پیچھے ہٹ گیا حملہ آور تو منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور ابوالمحاسن ایک گاؤں میں جا کر چھپ گیا حملہ آور کو اپنی جلد

❶......"داؤد حبشی" نام غلط ہے، ابن اثیر صفحہ ۳۹۰ جلد ۶ پر "داز" لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔

بازی پر پشیمانی ہوئی بظاہر اپنی جسارت کی معافی مانگی اور ملاقات کی اور درخواست کی لیکن دماغ ہی میں وہی خیال سمایا ہوا تھا کہ کب موقع ملے اور کب میں ابوالمحاسن کا کام تمام کر دوں۔

عمید الدولہ کی گرفتاری اور موت:...... چنانچہ ابوالمحاسن نے اس شخص کو اپنے پاس بلا لیا اور اسی وقت امیر ایلغازی بن ارتق کو بھی بغداد سے بلوالیا جو اس کے ساتھ بغداد آیا ہوا تھا اور اس سے پہلے بغداد پہنچ گیا تھا امیر ایلغازی کے آجانے سے اس شخص کو اپنی کامیابی سے مایوسی ہوگئی لہٰذا سارا قصہ شروع سے آخر تک ابوالمحاسن کو سنا دیا صبح ہوتے ہی سب کے سب بغداد آئے اور ابوالمحاسن نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر مویدالملک کا پیغام برائے معزولی عمید الدولہ خلیفہ تک پہنچا دیا چنانچہ اسی وقت خلیفہ نے حکم دے دیا چنانچہ ابوالمحاسن نے ماہ رمضان ۴۹۳ھ میں عمید الدولہ کو اس کے بھائیوں سمیت گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور پچیس ہزار دینار جرمانہ لیا اس وقت سے یہ برابر معزول اور قید خانہ ہی میں رہا حتی کہ قید ہی کے حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

برکیاروق اور محمد کی دوسری جنگ:...... ہم اوپر پڑھ چکے ہیں کہ پہلی جنگ میں برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر اصفہان کی طرف چلا گیا تھا مگر اہل اصفہان نے اس کو داخل ہونے نہ دیا تب یہ عسکر مکرم سے ہوتا ہوا خوزستان گیا خوزستان میں امیر زنگی اور البکی یعنی برسق کے بیٹے بھی آگئے چند دن قیام کر کے ہمدان کی جانب کوچ کیا ہمدان پہنچتے ہی امیر ایاز بھی آملا جو محمد کا پرانا حامی اور چیدہ چیدہ امراء میں سے تھا مگر پھر کسی وجہ سے ناراض ہو گیا اس کے لشکر میں پانچ ہزار سوار تھے اس نے برکیاروق کو محمد سے جنگ کرنے پر دوبارہ ابھارا، برکیاروق کے دل میں محمد کی طرف سے غبار تو بھرا ہی ہوا تھا لہٰذا اٹھ کھڑا ہوا اور اس دوران سرخاب بن خسرو گورنر آوہ بھی امن حاصل کر کے برکیاروق سے آملا اس کے ملنے سے برکیاروق کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی اور اس کے بھائی محمد کے پاس صرف پندرہ ہزار روج باقی رہ گئی، پہلی جمادی الاخر ۴۹۴ھ میں ان کی جنگ ہوئی، ہنگامہ کارزار کا گرم ہونا تھا کہ محمد کے امراء لشکر یکے بعد دیگرے امن حاصل کر کے برکیاروق کے پاس آگئے بالآخر مجبور ہو کر محمد شام ہونے سے پہلے بھاگ کھڑا ہوا اس کے وزیر مویدالملک کو مجدالملک بارسلانی کے ایک غلام نے گرفتار کر کے برکیاروق کی خدمت میں پیش کر دیا برکیاروق نے اس کو برا بھلا کہہ کر اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

مویدالملک کے عزیزوں سے مال کی ضبطی:...... جنگ کے خاتمے اور مویدالملک کے قتل کے بعد وزیر ابوالمحاسن نے ایک شخص کو موید الملک اور اس کے رشتہ داروں کے مال و اسباب ضبط کرنے کے لئے بغداد روانہ کیا چنانچہ اس شخص نے بغداد پہنچ کر بغداد اور دیگر عجم علاقوں سے جتنا کچھ مال و اسباب اور زر نقد مویدالملک اور اس کے رشتہ داروں کا پایا ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سامان میں جس کو اس شخص نے ضبط کیا تھا ایک ہیرے کا ٹکڑا تھا جو اکتالیس مثقال (پندرہ تولہ چار ماشہ) وزن کا تھا۔

برکیاروق کی فوج:...... برکیاروق اس مہم سے فارغ ہو کر مقام رے کی جانب روانہ ہوا، رے میں امیر کربوقا گورنر موصل اور نورالدولہ دبیس بن صدقہ بن مزید آملا آہستہ آہستہ چاروں طرف سے فوجیں آآ کر جمع ہو گئیں چنانچہ ایک لاکھ سے زیادہ تعداد ہو گئیں جس سے رہائش کی تنگی ہونے لگی شہر، قصبہ اور گاؤں میں جگہ نہ ملتی تھی برکیاروق نے فوجوں کو ادھر ادھر پھیلا دیا نورالدولہ اپنے باپ کے پاس واپس آگیا ادھر امیر کربوقا مودود بن اسماعیل بن یاقوتا سے جنگ کرنے کے لئے آذربائیجان چلا گیا (اس نے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا ہوا تھا) اور ایاز نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ ماہ رمضان گذارنے کے لئے ہمدان کا راستہ لیا چنانچہ تھوڑی سی فوج کے ساتھ برکیاروق باقی رہ گیا

محمد بن ملک شاہ کے حالات:...... محمد شکست کھا کر اپنے حقیقی بھائی سنجر کے پاس خراسان چلا گیا چند دن جرجان میں مقیم رہا اور سنجر سے مالی اور فوجی امداد طلب کی، سنجر نے محمد کو ابتداً مالی مدد دی اس کے بعد خود ایک لشکر لے کر محمد کی کمک کے لئے جرجان پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ساتھ دامغان کو روانہ ہوا راستے میں جو شہر، قصبے اور گاؤں پڑتے تھے ان کو لشکر خراسان تخت و تاراج کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ مقام رے کے قریب پہنچ گیا اور فوج نظامیہ بھی ان سے آملی چنانچہ تعداد بڑھ گئی ساتھ ہی اس کی یہ خبر بھی ملی کہ برکیاروق نے اپنے لشکر کو چاروں طرف پھیلا دیا ہے اور اس کے لشکر میں

تھوڑی سی فوج باقی ہے جو تعداد میں تین سو سے زائد نہیں ہے، محمد اور سنجر یہ سن کر نہایت تیزی کے ساتھ سفر کرنے لگے۔

برکیاروق کی ادھر ادھر روانگی: ...... برکیاروق کو ان واقعات کی خبر مل گئی چنانچہ کچھ سمجھ میں نہ آیا تو ایاز سے ملنے ہمدان کی جانب روانہ ہو گیا مگر راستے میں یہ معلوم ہوا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کر دی ہے تو فوراً لوٹ کھڑا ہوا اور خوزستان کا رخ کیا، کوچ و قیام کرتا ہوا تشتر پہنچا اور پھر امراء بنی برتق کو بلوایا چونکہ انہوں نے یہ سن رکھا تھا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کی ہے اس لئے وہ لوگ بھی نہیں آئے بلکہ جواب تک نہیں دیا لہٰذا برکیاروق گھبرا کر عراق کی طرف روانہ ہو گیا، امیر ایاز نے جو خط و کتابت محمد سے کی تھی اور اس کی اطاعت قبول کرنے کی درخواست کی تھی اس کا نتیجہ ایاز کے مرضی کے خلاف نکلا تھا، محمد نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے ایاز بھی ہمدان کو خیر باد کہہ کر برکیاروق کا سراغ و پتہ لگاتا ہوا چل پڑا اتفاق یہ کہ برکیاروق اور ایاز یکے بعد دیگرے حلوان پہنچے اور دو ایک دن آرام کر کے پھر دونوں بغداد کی جانب روانہ ہو گئے محمد نے ایاز کے جاتے ہی ہمدان و حلوان پر قبضہ کر کے مال و اسباب اور زرنقد جو کچھ ملا ضبط کر لیا ان میں بعض ایسی چیزیں بھی تھیں جن کو زمانہ کی آنکھوں نے نہیں دیکھا تھا اور اس نے ایاز کے مصاحبوں پر جو ہمدان میں اس وقت موجود تھے جرمانے بھی کئے۔

برکیاروق کا بغداد میں خطبہ: ...... برکیاروق پندرہویں ذی قعدہ ۴۹۴ھ کو بغداد پہنچا خلیفہ مستظہر نے اپنی طرف سے امین الدولہ بن موصلایا کاتب کو فوج کے ہمراہ برکیاروق کے استقبال کے لئے بھیجا، برکیاروق روزانہ کے سفر سے بیمار پڑ گیا تھا لہٰذا دربار خلافت میں حاضر نہ ہو سکا اتنے میں عید الاضحیہ کا دن آ گیا مگر وہ بیماری کی وجہ سے نماز پڑھنے عید گاہ بھی نہ جا سکا چنانچہ خلیفہ مستظہر نے اس کے گھر پر منبر بھیج دیا شریف ابوالکرم نے اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔

بغداد میں برکیاروق کی غلط روش: ...... ان دنوں برکیاروق کا ہاتھ بہت تنگ ہو گیا تھا اور وہ پیسہ پیسہ کے لئے محتاج ہو رہا تھا چنانچہ اس سے خلیفہ سے مالی مدد طلب کی خلیفہ نے تھوڑے رد و کد کے بعد پچاس ہزار دینار عنایت کئے مگر اس قلیل رقم سے برکیاروق اور اس کے لشکر کا کام نہ چلا چنانچہ رعایا کے مال و زر کی طرف ہاتھ بڑھائے اور طرح طرح کے جائز اور ناجائز تدبیریں روپیہ وصول کرنے کی نکال لیں اس سے اہل بغداد کو برکیاروق اور اس کے لشکر سے نفرت پیدا ہو گئی اسی دوران شام سے ابو محمد عبداللہ بن منصور قاضی جبلہ عیسائیوں سے شکست کھا کر بغداد آ گیا تھا برکیاروق نے اس کا مال و زر بھی جبراً لے لیا۔

ابن صلیحہ: ...... ابو محمد عبداللہ معروف بہ ابن صلیحہ کا باپ (منصور) رومیوں کے زمانہ حکومت میں جبلہ کا سردار اور قاضی تھا لہٰذا جب مسلمانوں نے جبلہ پر قبضہ کیا اور اسکی زمام حکومت ابوالحسن علی بن عمارہ گورنر طرابلس کے قبضہ میں گئی تو اس نے بھی منصور کو اسی عہدہ پر بحال رکھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی اور اس کا بیٹا ابو محمد عبداللہ اس کا جانشین بنا، چونکہ اس میں مادہ شہامت و مردانگی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا لہٰذا اس نے سپاہیانہ زندگی کو پسند کیا اور ان کا سردار بن کر انہی لوگوں میں رہنے لگا، ابوالحسن علی کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا اور ان کو گرفتار کرنے کی تدبیریں کرنے لگا ابو محمد نے اس بات کا احساس کر کے علم مخالفت بلند کر دیا اور منبر پر خلفاء عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا ابوالحسن، مصری خلافت کا فرمانبردار تھا اور خلفاء مصر کا خطبہ پڑھا کرتا تھا۔

اس واقعہ کے بعد عیسائیوں نے جبلہ پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا، بالآخر ابو محمد نے طویل محاصرے سے تنگ آ کر طغتکین اتابک گورنر دمشق کو کہلوایا کہ میں عیسائیوں کے محاصرے اور روزانہ کی جنگ سے تنگ آ گیا ہوں آپ کسی شخص کو بھیج دیجئے میں شہر اس کے حوالہ کر کے دمشق چلا آؤں چنانچہ طغتکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کر دیا، عیسائی فوجیں یہ خبر سن کر محاصرہ چھوڑ کر چلی گئیں ابو محمد تاج الملک کو شہر سپرد کر کے دمشق کی جانب کوچ کر دیا ابوالحسن کو اس کی خبر ملی تو طغتکین کو لکھ کر بھیجا تم ابو محمد کو میرے حوالہ کر دو میں تم کو تیس ہزار دینار دیگر اسباب و مال کے علاوہ دینے کے لئے تیار ہوں مگر طغتکین نے انکار میں جواب دے دیا اور ابو محمد کو مکمل حفاظت سے بغداد بھیج دیا۔ [1]

---

[1] ...... ابوالحسن نے بعد بغاوت ابو محمد، دقاق بن تتش کو زرنقد دے کر محاصرہ جبلہ پر ابھارا تھا چنانچہ دقاق ایک مدت تک جبلہ کا حصار کئے رہا مگر کامیاب نہ ہوا، واپس آیا بعد ازاں عیسائیوں نے جبلہ کا محاصرہ کر لیا، ابو محمد نے یہ خبر اڑا دی کہ سلطان برکیاروق شام کی طرف آ رہا ہے عیسائی فوجیں محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئیں، تھوڑے ہی دنوں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ابومحمد اور برکیاروق:...... ابومحمد نے بغداد پہنچ کر وزیر ابوالمعالی کے توسط سے سلطان برکیاروق سے ملاقات کی، سلطان برکیاروق نے خرچ کے لئے تیس ہزار دینار مانگ لئے تو ابومحمد نے عرض کی میرا مال واسباب انبار میں ہے، برکیاروق نے وزیر السلطنت ابوالمعالی کو انبار بھیج کر ابومحمد کا سارا مال واسباب اور نقد منگوالیا اور اس میں سے ایک دانہ اور ایک خرمہرہ تک ابومحمد کو نہیں دیا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

ابومحمد کی بغاوت:...... اس کے علاوہ برکیاروق نے اور بہت سے ناجائز افعال وحرکات کا ارتکاب شروع کر دیا جن کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ہے اس کے بعد برکیاروق نے وزیر السلطنت کو صدقہ بن منصور بن دبیس بن مزید گورنر حلب کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلوایا کہ ایک لاکھ دینار جو تمہارے یہاں خراج کا جمع ہے بھیج دو، صدقہ وہ رقم ادا کرنے سے قاصر ہوگیا تو برکیاروق نے دھمکی دی اس پر صدقہ کو بھی جوش آ گیا لہٰذا علم مخالفت بلند کر کے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا، برکیاروق نے اس کی اطلاع پا کر امیر ایاز کے ذریعے سے صدقہ کو بلوایا صدقہ نے صاف جواب دے دیا کہ میں تمہارا مطیع نہیں ہوں میں تمہارے پاس ہرگز نہیں آؤں گا، صدقہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے ایک امیر کو فہ بھیج دیا جس نے صدقہ کی ہدایت کے مطابق برکیاروق کے نائب کو نکال دیا اور صدقہ کے ممالک مقبوضہ میں اس کو شامل کر لیا۔

سلطان محمد کا بغداد پر قبضہ:...... ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ سلطان محمد نے ذی الحجہ ۴۹۴ھ کے آخر میں ہمدان پر قبضہ کر لیا تھا اس کے ساتھ اس کا بھائی سنجر بھی تھا اور برکیاروق حلوان سے ہوتا ہوا بغداد آ گیا تھا اور اس پر قابض ہوگیا تھا مگر چند دنوں کے بعد اہل بغداد کو اس کی ناجائز حرکات سے کشیدگی اور بیزاری پیدا ہوگئی رفتہ رفتہ محمد تک بھی یہ خبر پہنچی چنانچہ وہ دس ہزار فوج کی جمعیت لے کر ہمدان سے بغداد کی جانب روانہ ہوگیا جس وقت مقام حلوان پہنچا تو ایلغازی بن ارتق شحنہ بغداد نے اپنی فوج اور خدام اور حشم سمیت اس سے ملاقات کی سلطان محمد کا لشکر ایلغازی کے مل جانے سے بڑھ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ برکیاروق مرض کی شدت سے اس حالت پر پہنچ گیا تھا کہ عام طور پر اس کی زندگی کی امید نہ تھی اس کے امراء اور مصاحبین گھبرا گھبرا کر بغداد کی مغربی جانب چلے گئے تھے اس دوران محمد بغداد پہنچ گیا چنانچہ دجلہ کے دونوں کنارے پر دونوں بھائیوں برکیاروق اور محمد کی فوجیں پڑاؤ کئے تھیں جو ایک دوسرے کو اچھی طرح سے دیکھ سکتی تھیں،

محمد کا بغداد پر قبضہ:...... برکیاروق اپنے مصاحبوں اور لشکر کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا اس کے بعد خلیفہ مستظہر کا فرمان صادر ہوا جس میں برکیاروق کی بدکرداریوں کی شکایت لکھی تھی اور محمد کی آنے پر اظہار مسرت کیا تھا، مجلس شوریٰ اور جامع بغداد کے منبروں پر محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اہل شہر نے اظہار مسرت کی غرض سے روشنی کی، آتشبازی کی، پھر صدقہ بن منصور گورنر حلب ملنے آیا اہل بغداد نے نہایت جوش مسرت سے استقبال کیا سنجر نے گوہر آئین کے گھر میں سکونت اختیار کی، موید الملک کے بعد قلمدان وزارت خطیر الملک ابومنصور محمد بن حسین کے حوالہ کیا گیا ۔ یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے۔

محمد کی جنگ کے لئے واپسی:...... ۱۵ محرم ۴۹۵ھ کے بعد سلطان محمد اور اس کا بھائی سنجر نے بغداد سے اپنے اپنے دارالحکومتوں کی جانب واپسی شروع کی چنانچہ سنجر خراسان کی طرف روانہ ہوگیا اور محمد نے ہمدان کا راستہ لیا جیسے ہی ان دونوں بھائیوں نے بغداد سے کوچ کیا یہ خبر مشہور ہوگئی کہ

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) کے بعد عیسائیوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی پھر دوبارہ جبلہ کے محاصرہ کو آ پہنچے، اس مرتبہ ابومحمد نے یہ مشہور کر دیا کہ مصری فوجیں جبلہ کو محاصرے سے چھوڑانے اور عیسائیوں سے لڑنے آ رہی ہے عیسائی فوجیں اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر چلی گئیں، جب اس خبر کی بھی اصلیت معلوم ہوگئی تو پھر تیسری بار محاصرے کے لئے بڑھیں، ابومحمد نے ان عیسائیوں کی طرف سے جو اس وقت جبلہ میں سکونت پذیر تھے محاصر عیسائی فوج کو لکھ بھیجا کہ تم شہر کے فلاں برج کی طرف سے آؤ شہر پر ہم تم کو قبضہ دے دیں گے، عیسائی افسر اس پیغام کو سن کر بے حد خوش ہوا فوراً تین سو سواروں کو اس برج کی طرف روانہ کر دیا راستہ تنگ تھا ایک ایک سپاہی برج میں داخل ہوتا تھا اور ابومحمد ان کو قتل کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ سب کو مار ڈالا صبح ہوتے ہی مقتولوں کے سر عیسائی کیمپ میں پھنکوا دیئے، عیسائی فوجیں یہ ماجرا دیکھ کر سہم گئیں اور اسی وقت محاصرہ اٹھا کر واپس چلی گئیں، چند دنوں کے بعد پھر محاصرے کا شوق چرایا اس مرتبہ عیسائیوں کا سپہ سالار کندا صطبل کو گرفتار کر لیا گیا عیسائیوں نے بے شمار زر نقد دے کر رہا کرا لیا مگر پھر بھی محاصرے کی ہوس دماغ سے نہ گئی، ابومحمد نے یہ خیال کر کے کہ عیسائی فوجیں ٹھنڈے کلیجہ پانی نہ پینے دیں گے طغتکین اتابک کو لکھ بھیجا کہ آپ کسی کو جبلہ بھیج دیں میں اس کو شہر سپرد کر کے دمشق چلا جاؤں گا چنانچہ طغتکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کیا اور ابومحمد نے جبلہ اس کے حوالہ کر کے دمشق کا راستہ لیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۹)

برکیاروق نے خلیفہ کو برے اور نامناسب الفاظ سے یاد کیا ہے اور اس کے خاص خزانے اور خرچ پر ہاتھ بڑھایا ہے چنانچہ خلیفہ نے محمد کو برکیاروق سے جنگ کرنے کے لئے واپس بلوالیا چنانچہ محمد نے دوبارہ بغداد کی جانب کا رخ کر لیا، خلیفہ کو برکیاروق کی طرف سے اتنا زیادہ رنج وغصہ تھا کہ بنفس نفیس خود میدان جنگ میں چلنے کے لئے تیار ہو گیا مگر سلطان محمد نے گذارش کی امیر المومنین کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ جانثار، برکیاروق کی سرکوبی کے لئے کافی ہے، خلیفہ نے یہ سن کر مسرت ظاہر کی اور محمد نے ابوالمعالی مفضل بن عبدالرزاق کو بغداد کا شحنہ مقرر کر کے برکیاروق سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی طرف کوچ کر دیا۔

دونوں بھائیوں کا آمنا سامنا:...... برکیاروق جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں محمد کے آتے ہی بغداد سے واسط چلا گیا تھا جب اس کو بیماری سے کچھ افاقہ محسوس ہوا تو مشرقی واسط میں آ کر قیام پذیر ہو گیا کیونکہ اہل واسط نے اس کے لشکریوں کے جور وظلم سے تنگ آ کر بھاگے جا رہے تھے، چند دن کے بعد مشرقی واسط سے بلاد بنی برسق کی طرف کوچ کر دیا چنانچہ ان لوگوں نے برکیاروق کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ہمراہ قافلے میں روانہ ہو گئے محمد کو روانہ برکیاروق کی نقل وحرکت کی اطلاع ملتی تھی اور وہ اس کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ مقام نہاوند میں برکیاروق اور محمد کی مڈ بھیڑ ہو گئی دو دن تک متواتر دونوں فوجوں نے صف آرائی کی مگر جنگ کی نوبت نہ آئی سخت سردی اور برفباری نے فریقین کو جنگ وقتال سے روک دیا۔

برکیاروق اور محمد کی صلح:...... اس کے بعد امیر ایاز اور وزیر ابوالمحاسن برکیاروق کے لشکر سے اور امیر بلداجی وغیرہ محمد کی طرف سے ایک جگہ جمع ہوئے اور آپس کے نزاع اور خانہ جنگی سے جتنے نقصانات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا اس کی شکایتیں شروع ہوئیں بالآخر صلح کی گفتگو ہونے لگیں اور یہ طے پایا کہ برکیاروق کو عراق کی حکومت وسلطنت دے دی جائے اور حیرہ، آذربائیجان، دیار بکر، جزیرہ اور موصل کی حکومت محمد کے قبضہ اقتدار میں رہے اور بوقت ضرورت محمد کا یہ فرض ہو گا کہ برکیاروق کو فوجی مدد دے اور اس کی مخالفین سے اس کے ساتھ مل کر مقابلہ کرے، غرض ان شرائط پر فریقین نے صلح کر لی صلحنامہ کو فریقین کے وکلاء نے اپنے دستخطوں سے مرتب ومکمل کیا اور دونوں بھائیوں نے ماہ ربیع الاول ۴۹۵ھ میں اپنا اپنا راستہ لیا، برکیاروق ساوہ کی جانب روانہ ہو گیا اور محمد نے قزوین کا رخ کیا۔

صلح کرانے والوں کا قتل:...... مصالحت کے بعد محمد کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جن امراء نے مصالحت کرائی ہے ان لوگوں نے در پردہ برکیاروق سے سازش کر لی تھی اور اس لئے وہ میری مخالفت کرتے تھے اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ رئیس قزوین کو اشارہ کر دیا چنانچہ رئیس قزوین نے دعوت کے بہانے سے ان امراء کو اپنے گھر میں بلایا جو اس مصالحت میں پیش پیش تھے لہٰذا محمد کو موقع مل گیا اور اس نے بعض کو ان میں سے قتل کر ڈالا اور بعض کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دیں جس سے وہ اندھے ہو گئے اس طرح فتنہ وفساد کا دروازہ پھر کھل گیا، اسی زمانہ میں امیر نیال بن انوش تکین نے برکیاروق سے جبکہ وہ فرقہ باطنیہ سے جنگ میں مصروف تھا علیحدگی اختیار کر کے محمد سے میل جول پیدا کر لیا اور اس کے ساتھ مقام رے کو روانہ ہو گیا۔

برکیاروق اور محمد کی پھر جنگ:...... رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر برکیاروق تک پہنچی تو وہ آگ بگولہ ہو گیا فوراً لشکر تیار کر کے آٹھ راتوں میں سفر طے کر کے محمد کی لشکر گاہ کے قریب پہنچ گیا نویں دن فریقین نے صف آرائی کی دونوں کے ساتھ دس دس ہزار سواروں کا لشکر تھا، برکیاروق کے لشکر سے سرخاب بن خسرو دیلمی گورنر آوہ نے امیر نیال بن انوش تکین پر حملہ کیا جو محمد کے میمنہ کمان کا افسر تھا امیر نیال مقابلہ نہیں کر سکا اور شکست کھا کر بھاگ گیا امیر نیال کے بھاگتے ہی محمد کا سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور اس بے ترتیبی سے بھاگا کہ اس کا کچھ حصہ طبرستان میں جا کر پناہ گزین ہو گیا اور دو چار دستے قزوین پہنچ گئے، ستر سواروں کے ساتھ محمد نے اصفہان میں جا کر دم لیا، خیمے، اسباب، آلات جنگ اور غلہ ورسد وغیرہ لوٹ لیا گیا، امیر ایاز اور البکی بن برسق قم تک تعاقب کرتے چلے گئے مگر محمد کے گرد کو بھی نہ پا سکے اور بے نیل ومرام واپس آ گئے۔

اصفہان میں محمد ایک نائب رہتا تھا امیر نیال وغیرہ بھی شکست کھا کر یہیں چلے آئے تھے محمد نے پہنچتے ہی شہر پناہ کی مرمت کا حکم دیا (جس کو علاء الدین بن کاکویہ نے ۴۲۹ھ میں سلطان طغرل بیگ سے جنگ کرنے کے لئے بنوایا تھا) خندقوں کو اتنا زیادہ گہرا کرا دیا کہ پانی پھوٹ نکلا جگہ جگہ فصیلوں پر منجنیقیں نصب کرائیں غرض مضبوطی اور استحکام کا پورا پورا انتظام کر لیا، اور ہر طرح سے خود کو برکیاروق کا مدمقابل بنا لیا برکیاروق کو اس کی خبر ملی

تو اس نے بھی لشکر تیار کر کے ماہ جمادی الاولی ۴۹۵ھ میں اصفہان پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا، اس کے لشکر میں پندرہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل فوج تھی ایک عرصے تک محاصرہ کئے رہا آخر کار محصورین کو رسد وغلہ کی کمی محسوس ہوئی اور لشکری بھوکوں مرنے لگے گھوڑوں اور اونٹوں کا ذبح کر کے کھانا شروع کر دیا بدرجہ مجبوری محمد نے شہر کو اپنے امراء لشکر کے حوالہ کر دیا اور صرف ڈیڑھ سو سواروں کو ساتھ لے کر بروز عید الاضحیٰ شہر کی ایک جانب سے نکل کھڑا ہوا اس کے ساتھ امیر نیال بھی تھا، گھوڑے دانہ گھاس نہ پانے کی وجہ سے کمزور ہو رہے تھے ایک ایک قدم ایک ایک منزل کے برابر تھا چنانچہ چند کوس چل کر قیام کر دیا جاسوسوں نے برکیاروق کو اس کی اطلاع کر دی، برکیاروق نے امیر ایاز کو تعاقب کا حکم دیا اور ایک دستہ فوج اس کے ساتھ بھیجا امیر ایاز نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور زیادہ عرصہ گذرنے نہ پایا تھا کہ محمد کو اپنے گھیرے میں لے لیا چنانچہ محمد نے امیر ایاز کو مخاطب کر کے کہا اے ایاز! میں نے کبھی تیرے ساتھ برائی نہیں کی، تیرے گردن میں میرے عہد و پیمان کا طوق پڑا ہے جس سے تو بری الذمہ نہیں ہو سکتا، میری ایذا رسانی سے تجھ کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا، ایاز نے اس کے دردناک فقرے سن کر محاصرہ اٹھا لیا اور گھوڑے، علم، اور کچھ مال و اسباب لے کر برکیاروق کے پاس واپس آ گیا، برکیاروق نے محاصرے میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع کر دیا، خندقوں کو مٹی اور نرکل سے پاٹ دیا اور سیڑھیاں لگا کر فصیلوں پر فوج کو چڑھا دیا اہل شہر نے بھی آپس میں عہد و پیمان کر کے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور بے جگری سے لڑے اور محاصرین کو مار بھگایا، برکیاروق کے دانت کھٹے ہو گئے اہل شہر کی بہادری سے اتنا متاثر اور خوف زدہ ہوا کہ اٹھارہویں ذی الحجہ کو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی جانب بھاگ گیا اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو ترشک صوابی کے ساتھ ایک ہزار فوج کی معیت میں پرانے شہر شہرستان کے محاصرے پر چھوڑ دیا۔

ابو المحاسن کا قتل:......اصفہان کے محاصرے میں برکیاروق کا وزیر ابو المحاسن عبد الجلیل بن محمد دہستانی مارا گیا وہ اپنے خیمہ سے سوار ہو کر سلطان برکیاروق کی خدمت میں جا رہا تھا ایک شخص[1] نے لپک کر برچھے کا وار کیا جس سے چکر کھا کر گرا، خدام خیمہ میں اٹھا لائے مگر وہ زندہ نہ بچ سکا۔

وزیر ابو المحاسن کریم النفس، وسیع القلب اور خلیق انسان تھا لیکن اس کے زمانہ وزارت میں تاجروں کو بہت نقصان پہنچا کیونکہ آئے دن فتنہ وفساد کی وجہ خراج میں کمی واقع ہو گئی تھی لہٰذا اس نے تاجروں سے قرض لے کر کام چلایا اور پھر وہ جنگ کی وجہ سے ادا نہیں کر پایا، تجارت پیشہ لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جو باقی رہ گئے تھے وہ اس طرح کے معاملہ پر مجبور کئے جاتے اور جبراً ان سے قرض لیا جاتا آخر کار اس کی بے ہنگام موت سے ان لوگوں کے یافتنی مطالبات ڈوب گئے پھر اس کا بھائی عمید مہذب ابو محمد جو برکیاروق کی صلح کے وقت اس کا نائب بن کر بغداد گیا ہوا تھا ایلغازی بن ارتق شحنہ بغداد نے جو محمد کی طرف سے مامور تھا اسے گرفتار کر لیا۔

ایلغازی بن ارتق:......ایلغازی بن ارتق کو سلطان محمد نے پہلی جنگ کے زمانہ میں بغداد کا شحنہ مامور کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں خراسان کی راہداری پر بھی یہی مامور تھا ایک دن دجلہ عبور کر کے بغداد آ رہا تھا کہ اس کے ساتھیوں میں سے ایک سوار نے کسی ملاح کو تیر مارا جس کے صدمہ سے ملاح مر گیا چنانچہ عوام الناس بگڑ گئے اور قاتل کو گرفتار کر کے دار الخلافت کے باب نوبہ پر لائے، اتفاقاً ایلغازی کا بیٹا ایک گروپ سمیت مل گیا اس نے قاتل کو ان لوگوں سے چھڑا لیا ان لوگوں نے اس پر تیر برسائے وہ روتا پیٹتا ایلغازی کے پاس پہنچا، کہانی سن کر ایلغازی کو غصہ آ گیا اور وہ سوار ہو کر ملاحوں کے محلے کی طرف گیا اور کھڑے کھڑے ان کو لٹوا لیا، اوباشوں اور بدمعاشوں نے ایلغازی کے ساتھیوں پر دست درازی شروع کر دی ایلغازی کے ساتھی ان کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوئے مگر وہ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے ایلغازی کے ساتھیوں نے تعاقب کیا جونہی یہ لوگ دریا کے وسط میں پہنچے ملاحوں نے کشتیوں کو گرداب میں چھوڑ دیا اور خود تو تیر کر نکل آئے مگر وہ سب کے سب ڈوب گئے، ایلغازی نے ترکمانوں کو مغربی بغداد لوٹنے کے لئے جمع کیا خلیفہ مستظہر کو اس کی خبر لگ گئی چنانچہ قاضی القضاۃ اور الکیا الہراسی مدارس نظامیہ کو ایلغازی کے پاس منع کرنے بھیجا چنانچہ ایلغازی ان لوگوں کے روکنے سے اپنے اس ارادے سے رک گیا۔

بغداد میں برکیاروق کا خطبہ:......لہٰذا جب سلطان محمد کو برکیاروق سے ہزیمت ہوئی اور اصفہان سے اپنی جان بچا کر بھاگا تو برکیاروق

---

[1] ......بعضوں کا یہ بیان ہے کہ قاتل ابوسعید حداد کا غلام تھا وزیر السلطنت نے ابوسعید کو گزشتہ سال میں قتل کر ڈالا تھا اس وجہ سے اس نے موقع پا کر وزیر کو مار ڈالا، اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ قاتل فرقہ باطنیہ سے تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹)

نے رے پر قبضہ کرلیا اس وقت برکیاروق نے ہمدان سے کمشتکین قیصرانی کو شحنہ بغداد مقرر کر کے دارالخلافت روانہ کیا، ایلغازی نے یہ خبر سن کر اپنے بھائی سقمان کو قلعہ کیفا سے کمشتکین کے مقابلے کے لئے بلوالیا چنانچہ سقمان تکریت سے ہوتا ہوا اور اس کو تخت تاراج کرتا ہوا بغداد پہنچ گیا اسی دوران کمشتکین بھی پندرہویں ربیع الاول ۴۹۶ھ کو بغداد کے قریب پہنچا، ایلغازی اور اس کے بھائی سقمان نے بغداد سے نکل کر ایک دو گاؤں لوٹ لئے کمشتکین کے لشکر کا ایک حصہ تھوڑی دور تک تعاقب کر کے واپس آ گیا ایلغازی اور سقمان تو چلے گئے اور کمشتکین اپنی رکاب کے فوج کے ساتھ بغداد میں داخل ہو گیا، جامع مسجد بغداد میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اس کے بعد کمشتکین نے خلیفہ مستظہر کی طرف سے سیف الدولہ صدقہ گورنر حلب کو سلطان برکیاروق کی اطاعت کا پیغام دیا، سیف الدولہ صدقہ نے انکار میں جواب دیا اور سامان سفر درست کر کے جسر صرصر کی جانب کوچ کر دیا، بغداد میں خطبوں سے سلطانوں کے نام نکال ڈالے گئے صرف خلیفہ کی دعا پر اقتصار کر لیا گیا۔

بغداد میں سخت ہنگامہ:......سیف الدولہ نے صرصر پہنچ کر ایلغازی اور سقمان کو یہ کہلوایا کہ میں تمہاری امداد کو آرہا ہوں ایلغازی اور سقمان یہ سن کر واپس آ گئے اور سب کے سب مل جل کر دجیل کے تمام چھوٹے بڑے گاؤں کو لوٹنے لگے چنانچہ قتل و غارت کی گرم بازاری شروع ہو گئی عربوں اور کردوں نے جو سیف الدولہ کے ساتھ تھے دھند مچادی، خلیفہ مستظہر نے سیف الدولہ کو اس طوفان بدتمیزی کی روک تھام اور امن قائم کرنے کو لکھا مگر کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوسکا، دجیل کے دیہاتوں کو تخت و تاراج کر کے ان لوگوں نے رملہ میں پہنچ کر قیام کیا عوام الناس تو ان پر غصہ تھے ہی بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید کے اصول کے تحت جدال و قتال کے لئے تیار ہو گئے اور ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا، خلیفہ نے قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی اور تاج الرؤساء بن موصلایا کو سیف الدولہ کے پاس یہ ہنگامہ روکنے کے لئے روانہ کیا۔

شرائط امن:......سیف الدولہ وغیرہ نے یہ شرائط پیش کیں کہ (۱) کمشتکین قیصرانی کو جو برکیاروق کی طرف سے بغداد کا شحنہ ہے نکال دیا جائے، (۲) سلطان محمد کے نام کا جامع مسجد بغداد میں دوبارہ خطبہ پڑھا جائے، لہٰذا خلیفہ نے دونوں شرطیں منظور فرمالیں چنانچہ کمشتکین نے بغداد سے نکل کر واسط کا راستہ لیا اور سیف الدولہ حلہ کے جانب لوٹ گیا۔

خطبوں کی لڑائی:......ادھر جامع مسجد بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، اُدھر کمشتکین نے واسط میں پہنچ کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھ دیا، سیف الدولہ اور ایلغازی کو اس کی خبر ملی تو اپنی فوجوں کو مرتب کر کے واسط پہنچ گئے چنانچہ کمشتکین نے واسط چھوڑ دیا مگر سیف الدولہ نے اس کا تعاقب کیا بالآخر کمشتکین نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کرنے کے بعد سیف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، سیف الدولہ ان کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آیا، واسط میں بھی سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور سلطان محمد کے بعد سیف الدولہ اور ایلغازی کا نام داخل کیا گیا اس کے بعد ہر شخص نے اپنے بیٹوں کو اپنا اپنا نائب بنا دیا، ایلغازی بغداد کی جانب لوٹا اور سیف الدولہ کی طرف، چونکہ مذکورہ واقعات و حادثات کی وجہ سے خلیفہ کو سیف الدولہ سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی اس لئے سیف الدولہ نے واسط سے واپسی کے وقت اپنے بیٹے منصور کو بغداد روانہ کر دیا چنانچہ خلیفہ نے اسکی معذرت قبول کر لی اور خوشنودی مزاج کا اظہار کیا۔

نیال بن انوش تکین:......مقام رے میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا لہٰذا جب سلطان محمد کو محاصرہ اصفہان سے نجات ملی تو نیال بن انوش تکین حسانی کو مقام رے کی جانب اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور سکہ جاری کرنے لئے روانہ کیا، نیال کے ساتھ اس مہم میں اس کا بھائی علی بھی تھا ان لوگوں نے رے پر قبضہ کر لیا اور رعایا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگے سلطان برکیاروق نے برسق بن برسق کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ نیال کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا چنانچہ رے کے باہر ایک میدان میں برسق اور نیال کی معرکہ آرائی ہوئی اور ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد پندرہویں ربیع الاول ۴۹۶ھ کو نیال اپنے بھائی علی سمیت شکست کھا کر بھاگ گیا اور علی قزوین بھاگ گیا اور نیال پہاڑی راستے سے بغداد کی جانب روانہ ہو گیا راستے میں اس کے اکثر ساتھی پہاڑی کھائیوں میں گر کر مر گئے اور خود بڑی مشکل سے سات سو پیادوں کے ساتھ بغداد پہنچا جہاں خلیفہ مستظہر بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔

سلطان محمد کی اطاعت کا حلف: ...... دو چار دن کے بعد جب نیال کے ہوش وحواس درست ہوئے اور سفر کی ماندگی دور ہوئی اور اس نے ایلغازی اور سقمان ابن ارتق کو مشہد ابو حنیفہ میں جمع کیا، اور سلطان محمد کی طاعت کی قسم کھائی اس کے بعد سب کے سب سیف الدولہ کے پاس گئے اور اس سے بھی سلطان کی اطاعت کا حلف لے کر واپس آئے۔

نیال کے ظلم وستم: ...... نیال نے بغداد پہنچ کر ایلغازی کی بہن سے نکاح کیا جو پہلے تاج الدولہ تتش کی زوجیت میں تھی اور اپنی پرانی عادت کے مطابق لوگوں پر ظلم کرنے لگا، اراکین دولت اور امراء لشکر سے جرمانے، تاوان وصول کرنے کی بنیاد ڈالی اس کے مصاحبوں اور لشکریوں نے بھی قتل وغارتگری شروع کر دی، جو شخص ان لوگوں کی کامیابی میں ذرا بھی مخل اور مزاحم ہوتا اس کے لئے زندگی دوبھر ہو جاتی، خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابو الحسن دامغانی کے ذریعے نیال کے پاس ان افعال قبیحہ اور حرکات ظالمانہ کی ممانعت کی، چنانچہ نیال نے قسم کھائی کہ میں آئندہ ایسے افعال کا جس سے خلیفہ کو ناراضگی پیدا ہو ارتکاب نہیں کروں گا مگر وہ اپنی قسم پوری نہ کر سکا بدستور اسی طرح ظلم کرتا رہا۔

سیف الدولہ کی آمد: ...... خلیفہ نے اس قسم کا پیغام ایلغازی کے پاس بھی بھیجا تھا اس نے بھی خلیفہ کے حکم کی اطاعت کا وعدہ کیا اور قسم کھائی مگر اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کے ہاتھ ظلم وستم سے پیچھے نہ ہٹے، تب خلیفہ نے سیف الدولہ کو ان لوگوں کے ظلم وستم اور ظالمانہ حرکات کو روکنے کے لئے بلوایا، سیف الدولہ نے ماہ رمضان میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور ماہ شوال ۴۹۶ھ میں بغداد پہنچ کر مقام نجمی میں خیمہ زن ہوا اور نیال، ایلغازی کو بلوا کر کے نصیحت وفضیحت کی اور عراق سے چلے جانے پر ان کو مجبور کیا، نیال نے مہلت مانگی تو سیف الدولہ نے اس کو مہلت دے دی اور حلہ کی جانب واپس چلا گیا۔

نیال کی آذر بائیجان روانگی: ...... اس کے بعد پہلی ذیقعدہ کو نیال نے اوانا کی طرف کوچ کیا اور اہل اوانا کے ساتھ بھی وہی افعال قبیحہ اور حرکتیں کیں جو اہل بغداد کے ساتھ کرتا رہا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ ظلم وستم کرنے لگا خلیفہ نے سیف الدولہ کو اس کی شکایت پھر لکھ کر بھیجی سیف الدولہ نے ایک ہزار سوار بھیج دیئے جو خلیفہ مستظہر کے مصاحبوں اور ایلغازی شحنہ بغداد کے ساتھ نیال کے پاس گئے، نیال ان لوگوں کے سامنے سلطان محمد کے دربار سلطنت میں حاضر ہونے کے لئے آذر بائیجان کی طرف چل کھڑا ہوا اور ایلغازی اپنی فوج کے ساتھ بغداد واپس آ گیا۔

نیال کا رے پر قبضہ: ...... گنجہ ❶ اور بلاد اران کے علاقوں پر سلطان محمد کا قبضہ تھا یہاں پر اس کا ایک لشکر امیر عز علی کے ساتھ رہا کرتا تھا لہٰذا جس وقت سلطان محمد اصفہان میں ایک مدت تک محصور رہا امیر عز علی اپنی فوج کے ساتھ سلطان محمد کی کمک کے لئے اصفہان کی طرف روانہ ہوا اس کے ہمراہ منصور بن نظام الملک اور محمد موید الملک بن نظام الملک بھی تھا بیسویں ذی الحجہ ۴۹۵ھ کو یہ لوگ مقام رے پہنچے، برکیاروق کے لشکر نے رے کو چھوڑ دیا اس کے بعد سلطان محمد کو محاصرہ سے نجات مل گئی ہمدان میں ان لوگوں کو سلطان محمد کی مصاحبت حاصل ہوئی سلطان محمد کے ساتھ نیال اور علی بن انوش تکین بھی تھے چھ ہزار سواروں کا لشکر ان لوگوں کے ہمراہ تھا سلطان محمد نے نیال کو اس کے بھائی علی کے ساتھ رے کی جانب روانہ کیا سلطان برکیاروق کا لشکر نیال کی آمد کی خبر سن کر رے چھوڑ کر بھاگ گیا چنانچہ نیال نے رے پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

سلطان محمد بیلقان میں: ...... اس جگہ کے بعد ہمدان میں ان لوگوں کو یہ خبر ملی کہ سلطان برکیاروق کا لشکر اہل رے کو بچانے آ گیا ہے۔ سلطان محمد نے شروان کا قصد کیا اور رفتہ رفتہ اردبیل پہنچ گیا اور مودود ❷ بن اسمٰعیل بن یاقوتی امیر بیلقان (صوبہ آذر بائیجان) نے سلطان محمد کو بلوایا، جیسے ہی سلطان محمد نے بیلقان میں قدم رکھا، پندرہویں ربیع الاول ۴۹۶ھ کو مودود کا انتقال ہو گیا، لہٰذا اس کے سارے لشکریوں اور فوج کے کمانڈروں نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی، ان میں سقمان قبطی گورنر خلاط وارمینیہ، محمد بن باغیسان (اس کا باپ گورنر انطاکیہ) اور الپ ارسلان بن سبع احمر بھی تھا۔

---

❶ ...... گنجہ: ایک بڑا شہر تھا اور بلاد اران میں واقع تھا اہل ادب اسے جنزہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اور وہ خوزستان اور اصفہان کے درمیان لرستان کے نواح میں واقع ہے۔

❷ ...... مودود کا باپ اسماعیل، سلطان برکیاروق کا ماموں تھا، برکیاروق کے شروع زمانہ میں اس نے برکیاروق کی مخالفت کی برکیاروق نے اس کو مار ڈالا، مودود کو اس وجہ سے برکیاروق کے ساتھ مخالفت پیدا ہو گئی اس کے علاوہ اس کی بہن کی شادی سلطان محمد سے ہوئی تھی یہی وجہ تھی کہ اس نے سلطان محمد کو بلوایا تھا۔

برکیاروق اور محمد کی پانچویں جنگ:......سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کے اجتماع کی اطلاع پا کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوج کو تیار کر کے کوچ وقیام کرتا ہوا سلطان محمد کے قریب پہنچ گیا چنانچہ آذربائیجان کے باب خوی ❶ پر دونوں سلطانوں کا مقابلہ ہوا مغرب سے عشاء کے وقت گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی آخر میں سلطان برکیاروق کی طرف سے ایاز نے سلطان محمد کے لشکر پر حملہ کر دیا سلطان محمد شکست کھا کر خلاط کی جانب بھاگ گیا، امیر سقمان بھی اس کے ساتھ تھا امیر علی گورنر ارزن روم نے اس سے ملاقات کی اس کے بعد آنی کی جانب کوچ کر دیا منوشہر، فضلون روادی کا بھائی اس شہر کا حاکم تھا پھر آنی سے تبریز چلا گیا محمد بن مویدالملک بن نظام الملک بھی اس واقعہ میں سلطان محمد کے لشکر کے ساتھ تھا سلطان محمد کی شکست کے بعد اس نے دیار بکر میں جا کر دم لیا چند دن دیار بکر میں قیام کر کے بغداد روانہ ہو گیا۔

محمد بن مویدالملک:......محمد مویدالملک کی زندگی میں مدرسہ نظامیہ کے قریب بغداد میں رہا کرتا تھا اس نے ہمسایوں کے ساتھ کچھ زیادتی کی ہمسایوں نے اس کے باپ مویدالملک سے اس کے ظلم وستم کا شکوہ کیا مویدالملک نے گوہر آئین کو اس کی گرفتاری کے لئے لکھا مگر اس کو اس کی خبر مل گئی تو دارالخلافت میں جا کر پناہ گزین ہو گیا اس کے بعد ۴۹۲ھ میں مجد الملک باسلانی کے پاس چلا گیا ان دنوں اس کا باپ مویدالملک سلطان محمد کے پاس سلطنت وبادشاہی کے دعویٰ سے پہلے گنجہ میں تھا پھر مجد الملک باسلانی کے مارے جانے کے بعد اپنے باپ مویدالملک کے پاس پہنچ گیا اس وقت مویدالملک سلطان سلطان محمد کی وزارت کر رہا تھا پھر جب اس کا باپ مویدالملک مارا گیا تو بھی اس نے سلطان محمد کا ساتھ نہیں چھوڑا اور ان لڑائیوں میں شریک رہا جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر چکے ہیں۔ سلطان برکیاروق سلطان محمد کی شکست کے بعد مراغہ وتبریز کے درمیان ایک پہاڑ پر مقیم ہو گیا اور ایک برس تک قیام پذیر رہا۔

عمید الدولہ کی معزولی:......خلیفہ مستظہر نے وزیر عمید الدولہ کی معزولی کے بعد سدید الملک ابوالمعالی بن عبدالرزاق ملقب بہ عضدالدین کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا تھا اس کے بعد نصف رجب ۴۹۶ھ میں گرفتار کر کے اس کے اہل واعیال سمیت اسے دارالخلافت میں قید کر دیا اس کے اہل واعیال اصفہان سے اتفاقاً آ گئے تھے اور اس بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے، اس کی معزولی کی وجہ یہ تھی کہ وزیر سدید الملک مجلس شوریٰ کے قواعد سے ناواقف تھا اس کی ساری عمر سلطانوں کے ساتھ بسر ہوئی تھی اسی قسم کی حکمتوں اور تدابیر کا عادی ہو گیا تھا مگر مجلس شوریٰ خلافت کا یہ طور طریقہ نہ تھا۔

قوام الدولہ کی تقرری:......اس وزیر کی گرفتاری کے بعد خلیفہ نے امین الدولہ ابوسعد بن موصلایا کو مجلس شوریٰ کا ناظر مقرر کر دیا اور زعیم الرؤساء ابوالقاسم بن جہیر کو حلہ سے طلب فرما لیا، ارباب حکومت اور اراکین سلطنت نے استقبال کیا دربار خلافت سے خلعت وزارت مرحمت ہوئی اور قوام الدولہ کا خطاب عنایت ہوا۔

زعیم الرؤساء، ابوالقاسم، امین الدولہ ابوسعد کا بھانجا تھا چونکہ ابوالمحاسن (سلطان برکیاروق کا وزیر) اس پر سلطان محمد کی جانب داری کا الزام لگاتا تھا اور یہ الزام بھی اس کے سر تھوپتا تھا کہ یہ خلیفہ مستظہر کو سلطان محمد کے نام کا خطبہ جاری کرنے پر آمادہ کر رہا ہے اس لئے گذشتہ سال سلطان برکیاروق کے خوف سے بغداد سے حلہ چلا گیا اور سیف الدولہ کے پاس جا کے پناہ گزین ہو گیا اور اس کے ماموں امین الدولہ ابوسعد نے بھی مجلس شوریٰ کی نظارت چھوڑ دی تھی اور خانہ نشین ہو گیا تھا۔

زعیم الرؤساء:......پانچویں صدی کے آخر میں زعیم الرؤساء کو پھر معزول کیا گیا تو وہ گرفتاری کے خوف سے سیف الدولہ صدقہ بن منصور کے مکان میں جو بغداد میں تھا جا کر پناہ گزین ہو گیا، سیف الدولہ نے اس کو پوری حفاظت سے حلہ بلوایا، یہ واقعہ زعیم الرؤساء کی وزارت کے تین برس چھ مہینے بعد ہوا تھا، قاضی ابوالحسن دامغانی چند دن اس کا قائم مقام رہا اس کے بعد ابوالمعالی بن محمد بن مطلب کو ماہ محرم ۵۰۱ھ میں عہدہ وزارت دیا گیا پھر ۵۰۲ھ میں سلطان محمد کے اشارے پر معزول کیا گیا مگر اس شرط سے کہ آئندہ عدل وانصاف سے کام لے گا، رعایا کے ساتھ جبر اور ظلم سے پیش نہیں آئے گا اور ذمیوں میں سے کسی کو ذمہ داری کا کوئی عہدہ نہ دے گا دوبارہ عہدہ وزارت پر سلطان کی اجازت سے بحال ہو گیا اور رجب ۵۰۲ھ میں پھر

---

❶ ...... اخبار الدولہ السلجوقیہ صفحہ ۷۸ پر ہے کہ یہ لڑائی جمادی الآخر میں ,,باب دوین,, پر ہوئی تھی۔

معزول کردیا گیا اور اس کی جگہ ابوالقاسم بن جہیر عہدہ وزارت پر مامور ہوا اور ۵۰۹ھ تک وزیر رہا اس کے بعد ربیع ابومنصور بن وزیر ابوشجاع محمد بن حسین وزیر سلطان قلمدان وزارت کا مالک بنا۔

برکیاروق کو احساس بربادی: ...... کئی سال گذر جانے پر بھی دونوں سلطانوں (برکیاروق اور محمد) میں جنگ وقتال کا سلسلہ بند نہیں ہوسکا تھا خونریزی، قتل وغارت کی برابر کثرت ہوتی گئی، گاؤں، قصبے اور شہر ویران ہوگئے امراء اور حکام نے اپنی اپنی حکومت کا سکہ جمانا شروع کردیا حالانکہ اس سے پہلے حکومت سلجوقیہ کے تابع اور مطیع تھے، سلطان برکیاروق کا دارالحکومت مقام رے تھا، رے، جبل، طبرستان، خوزستان، فارس، دیاربکر، جزیرہ اور حرمین میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سلطان محمد نے آذربائیجان، بلاد ارانیہ، آرمینیہ، اصفہان اور باستثنا تکریت سارے عراق میں سلطان محمد کا سکہ چل رہا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا بطائح کے صوبہ میں بعض جگہوں پر سلطان برکیاروق کا تسلط تھا اور بعض جگہوں پر سلطان محمد کا، بصرہ میں دونوں سلطانوں (برکیاروق اور محمد) کا خطبہ پڑھا جاتا تھا باقی رہا خراسان، اس کی کیفیت یہ تھی کہ جرجان سے ماوراء النہر تک سنجر یعنی سلطان محمد کے بھائی کے قبضہ میں تھا اور خطبوں میں سلطان محمد کے بعد سنجر کا نام لیا جاتا تھا۔

برکیاروق اور محمد کی صلح: ...... سلطان برکیاروق ان باتوں اور امراء حکام کے تسلط، تنگدستی اور ملک کی بربادی کا احساس کر کے مصالحت کی جانب مائل ہو گیا، چنانچہ قاضی ابوالمظفر جرجانی حنفی اور ابوالفراح احمد بن عبدالغفار ہمدانی جو کہ صاحب قراتکین کہلاتے تھے کہ اپنے بھائی سلطان محمد کے پاس مصالحت کرانے کی غرض سے روانہ کیا، ان کی مقام مراغہ میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی ان لوگوں نے پہلے سلطان برکیاروق کا پیغام صلح پہنچایا اور اس کے بعد مصالحت کے فوائد، خانہ جنگی کے نقصانات کو وعظ ونصیحت کے پیرائے میں بیان کیا سلطان محمد ان لوگوں کے وعظ ونصائح سے متاثر ہو کر مصالحت پر تیار ہو گیا چنانچہ ان شرائط پر دونوں بھائیوں میں صلح ہو گئی۔

صلح کی شرائط: ......

(۱) سلطان برکیاروق، سلطان محمد کے علم وطبل سے مزاحم ومعترض نہیں ہوگا۔

(۲) فریقین کے مقبوضہ علاقوں میں کسی ایک شخص کے نام کا خطبہ نہ پڑھایا جائے بلکہ دونوں سلطانوں کا نام خطبہ میں داخل رہے۔

(۳) دونوں سلطانوں میں وزیروں کے توسط سے خط وکتابت کی جائے گی بغیر توسط کے ایک دوسرے کو خط نہ لکھ سکیں گے۔

(۴) کسی فریق کو اختیار نہ ہوگا کہ وہ کسی لشکری سے روک ٹوک کریں، جس کا جس سلطان کے پاس جی چاہے چلا جائے۔

(۵) نہر اسپیذ رود سے باب الابواب، دیاربکر، جزیرہ، موصل اور شام پر سلطان محمد کا قبضہ وتصرف رہے گا اور سیف الدولہ بن صدقہ کا مقبوضہ صوبہ بھی سلطان محمد کا ماتحت سمجھا جائے۔

(۶) علاوہ مذکورہ بالا شہروں کے رمام ممالک اسلامیہ سلطان برکیاروق کو دیئے جائیں۔

محمد کے اہل خانہ کی روانگی: ...... صلح ہونے کے بعد سلطان محمد نے اپنے امراء کو جو اصفہان میں تھے کہلوایا کہ سلطان برکیاروق کے امراء کو شہر سپرد اور حوالہ کر کے واپس آجاؤ، سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کو رضامندی کے ساتھ اپنی خدمت میں رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن ان لوگوں نے منظور نہیں کیا اور ہدایت کے مطابق اصفہان سلطان برکیاروق کے ملازموں کے حوالہ کر کے سلطان محمد کے پاس چلے آئے ان لوگوں کے ساتھ سلطان محمد کے اہل واعیال بھی تھے، سلطان برکیاروق نے نہایت عزت واحترام سے بڑی رقم اور بہت سا سامان سفر دے کر اپنے بھائی کے اہل واعیال کو رخصت کیا اور حفاظت اور خدمت کے غرض سے ایک دستہ فوج کو بھی ان کے ہمراہ متعین کر دیا۔

برکیاروق کا بغداد میں خطبہ: ...... اس کے بعد سلطان نے دربار خلافت میں ایک عرضداشت بھیجی جس میں مصالحت اور شرائط صلح تحریر کی تھیں، ایلغازی شحنہ بغداد نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دے دی چنانچہ بغداد اور واسط کے منبروں پر جمادی الاولیٰ ۴۹۷ھ میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، امیر سیف الدولہ صدقہ گورنر حلہ نے

اس کی مخالفت کی اور خلیفہ کو لکھا کہ میں ایلغازی کو بغداد سے نکالنے کے لئے عنقریب آنے والا ہوں، امیر سیف الدولہ، سلطان محمد کا حامی تھا ایلغازی نے یہ خبر سن کر ترکمانوں کو جمع کیا اور بغداد کو چھوڑ کر عقرقوبا میں مقیم ہو گیا، اتنے میں سیف الدولہ اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا تاج کے سامنے اتر کر زمین بوسی کی اور مغربی بغداد میں جا کر خیمہ زن ہو گیا، ایلغازی نے معذرت کر لی اور کہا میں نے سلطان برکیاروق کی اطاعت اسلئے کی ہے کہ سلطان محمد نے صلح کر لی ہے حلوان جو میری جاگیر ہے صلح کے اعتبار سے سلطان برکیاروق کا علاقہ تسلیم کیا گیا ہے اور بغداد بھی جہاں کا میں شحنہ ہوں سلطان مذکور ہی کے علاقے میں شمار ہوا ہے، یہ سن کر سیف الدولہ نے معذرت قبول کر لی اور راضی ہو کر حلہ واپس آ گیا، ماہ ذی قعدہ ۴۹۷ھ میں خلیفہ نے سلطان برکیاروق، امیر ایاز، اور وزیر السلطنت کو خلعتیں روانہ کیں اور اس کے ساتھ سند حکومت وسلطنت بھی بھیجی، سلطان برکیاروق اور اس کے امراء نے خلعت کو آنکھوں سے لگایا، سروں پر رکھا اور خلیفہ کی اطاعت وفرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔

ملک شاہ کی ولی عہدی:......سلطان برکیاروق نے صلح کے بعد اصفہان میں اقامت اختیار کر لی اور کئی مہینے مقیم رہا اتفاقاً بیمار ہو گیا اسی حالت میں بغداد کی جانب روانہ ہو گیا مقام یزدجرد میں پہنچ کر زیادہ بیمار ہو گیا مرض نے سختی کی صورت اختیار کی تو بدرجہ مجبوری قیام کر دیا حتیٰ کہ نقل وحرکت نہ کر سکتا تھا چالیس دن تک یہیں ٹھہرا رہا جس وقت اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی تو اپنے بیٹے ملک شاہ کو بلایا اور ارا کین سلطنت بھی حاضر ہوئے اور دستور شاہی کے مطابق ملک شاہ کی ولی عہدی کا اعلان کیا اس وقت ملک شاہ کی عمر پانچ برس کی تھی اور امیر ایاز کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا، ارا کین دولت سے امیر ایاز اور ملک شاہ کی اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت لی اور ان لوگوں کو بغداد جانے کا حکم دیا اور خود اصفہان واپسی کے ارادے سے یزدجرد میں ٹھہرا رہا۔

برکیاروق کی وفات:......امیر ایاز اور ملک شاہ سلطان برکیاروق سے رخصت ہو کر اٹھارہ کوس کی مسافت طے کر چکے تھے کہ ماہ ربیع الآخر ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق کی وفات ہو گئی امیر ایاز اور ملک شاہ یہ خبر سن کر لوٹ پڑے اور تجہیز اور تکفین کر کے اصفہان میں لائے اور اس تربت میں جو اس کو دفن کرنے کے لئے بنائی گئی تھی اس میں دفن کر دیا۔

ملک شاہ کی بغداد روانگی:......تجہیز وتکفین وغیرہ سے فارغ ہو کر امیر ایاز نے پردے، خیمے، جھنڈے اور وہ سب چیزیں جو شاہی شان وشوکت کے لئے ضروری ہوتی ہیں ملک شاہ کے لئے فراہم کیں، امیر ایلغازی شحنہ بغداد، مرحوم سلطان برکیاروق کے پاس ماہ محرم سے اصفہان آیا ہوا تھا اور وہی اس کو ابھار کر دار الخلافت بغداد لے جا رہا تھا، لہٰذا جب اُس نے وفات پائی تو اسکے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔

ملک شاہ کی تخت نشینی:......چنانچہ پندرہویں ربیع الآخر کے بعد یہ لوگ بغداد میں داخل ہوئے، پندرہ ہزار سوار قافلے میں تھے ان کا وزیر ابو القاسم علی بن جہیر نے استقبال کیا مقام دیالی میں ملاقات ہوئی اس کے بعد مجلس شوریٰ میں امیر ایلغازی اور امیر طغایرک نے حاضر ہو کر ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست پیش کی جو خلیفہ نے منظور کر لی اور وہی خطابات اس کو عطا کئے جو اس کے دادا سلطان ملک شاہ سلجوقی کو دیئے گئے تھے خطبہ کے وقت حاضرین نے جواہرات میں سے سونا چاندی نچھاور کئے۔

موصل پر قبضہ کے لئے روانگی:......چونکہ موصل من جملہ ان علاقوں میں شامل تھا جو سلطان محمد کو مصالحت کی رو سے ملے تھے اسلئے صلح کے بعد سلطان محمد نے موصل روانگی کا پکا ارادہ کر لیا (موصل اس وقت چکرمش کے قبضۂ اقتدار میں تھا) مگر آذربائیجان سے اپنے ساتھیوں کے آنے کے انتظار میں تبریز میں مقیم رہا جب وہ لوگ آذربائیجان سے تبریز آ گئے تو سلطان محمد نے سعد الملک ابو المحاسن کو اصفہان کی حفاظت کے صلہ میں وزیر بنا دیا اور ماہ صفر ۴۹۸ھ میں بقصد موصل کوچ کیا۔

چکرمش اور سلطان محمد:......چکرمش کو اطلاع ملی تو اس نے قلعہ بندی کا انتظام کر لیا شہر کی فصیلوں پر جا بجا منجنیقیں نصب کرائیں، جدید نہریں کھدوائیں، دھسن باندھے اور بیرونجات موصل سے باہر رہنے والوں کو شہر میں آ جانے کا حکم دیا اس دوران سلطان محمد نے موصل پہنچ کر محاصرہ کر لیا، آغاز جنگ سے پہلے اپنے بھائی سلطان برکیاروق کا خط چکرمش کے پاس بھیج دیا جس کی رو سے موصل اور جزیرہ پر حق ولایت اس کو حاصل ہوا تھا اور اس

کے ساتھ وہ صلح نامہ بھی دکھایا جس پر سلطان برکیاروق کے دستخط تھے اس کے ساتھ ہی یہ وعدہ کرلیا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کرلو گے تو میں تمہیں تمہارے عہدے پر بحال رکھوں گا مگر چکرمش نے کہلا بھیجا کہ صلح کے بعد سلطان برکیاروق کا ایک فرمان جو صلح نامہ کے خلاف ہے میرے پاس آیا ہے۔

چکرمش سے جنگ: ......سلطان محمد یہ سن کر آپے سے باہر ہوگیا اور حصار میں سختی سے کام لینے لگا چنانچہ لڑائی چھڑ گئی اور ہزاروں جانیں دونوں طرف سے تلف ہوگئیں، ایک مرتبہ سلطان محمد کی فوج سارا دن لڑتی رہی اور متواتر اتنے حملے کئے کہ شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ کر اس میں سوراخ کر دیا، ابھی لڑائی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ رات آ گئی چنانچہ محاصرا پنے مورچوں میں واپس آ گئے اس کے بعد محصورین نے رات ہی کے وقت شہر پناہ کی دیوار درست کرلی اور تیر اندازوں کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا۔ صبح ہوتے پھر ہنگامۂ کارزار گرم ہوگیا۔ اور سپاہیوں نے سرفروشی شروع کر دی۔

چکرمش اور محمد کی صلح: ......نویں جمادی الاول ۴۹۸ھ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ دس تاریخ کو سلطان برکیاروق کی وفات کی خبر چکرمش کو ملی۔ ارباب شوریٰ کو جمع کر کے مشورہ کیا چنانچہ یہ طے پایا کہ سلطان محمد کی اطاعت قبول کرلی جائے۔ چنانچہ چکرمش نے سلطان محمد کے پاس یہ پیغام بھیجا ''آپ اپنے وزیر السلطنت کو میرے پاس بھیج دیجئے میں آپ کی اطاعت خوشی ورغبت سے قبول کرتا ہوں'' چنانچہ سلطان محمد نے اسی وقت اپنے وزیر کو موصل روانہ کیا۔ وزیر نے موصل پہنچ کر چکرمش کو سلطان کے سامنے حاضر ہونے کی رائے دی۔ اور اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوگیا سلطان محمد نے اٹھ کر اس سے معانقہ کیا اور فوراً ہی موصل واپس بھیج دیا کیونکہ اہل شہر چکرمش کے چلے جانے سے بے حد پریشان اور نالاں تھے۔ اگلے دن چکرمش نے سلطان محمد اور وزیر السلطنت کو بیش بہا تحائف اور ہدایا روانہ کئے۔

سلطان محمد بغداد میں: ......اس کے بعد سلطان محمد کو اپنے بھائی سلطان برکیاروق کے انتقال کی خبر ملی فوراً بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔ سقمان قطبی ❶ اور چکرمش گورنر موصل وغیرہ دولت سلجوقیہ کے امراء اس کے ہمراہ تھے۔ اس سے پہلے سیف الدولہ گورنر حلہ نے بہت بڑی فوج جمع کرلی تھی جس میں پندرہ ہزار سوار تھے اور دس ہزار پیدل فوج تھی اس نے اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کو بغداد لانے کے لئے بھیجا تھا۔ لہٰذا یہ دونوں بھی سلطانی قافلے کے ساتھ تھے۔ ایاز کو سلطان محمد کے آنے کی خبر ملی لشکر تیار کر کے نکل کھڑا ہوا۔ اور بغداد کے باہر آ کر خیمہ نصب کرایا امراء اور ارا کین دولت کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کی رائے دی۔ مگر وزیر ابوالمحاسن نے اس رائے کی مخالفت کی اور سلطان محمد کی اطاعت پر زور دیتے ہوئے ان لوگوں کی رائے کی برائی اور جنگ کے انجام کو ظاہر کیا اور یہ لالچ دلائی کہ اگر سلطان محمد کی اطاعت قبول کرلی جائے گی تو وہ بڑا دریادل ہے تم کو انعامات اور جاگیروں سے مالا مال کر دے گا۔ امیر ایاز تذبذب میں پڑ گیا کبھی مصالحت واطاعت کی جانب جھکتا تھا اور کبھی جنگ وجدال پر تل جاتا تھا مگر اس طرف اس کا طبعاً زیادہ میلان تھا۔ کشتیاں بھی جمع کرتا جارہا تھا اور ناکہ بندی بھی کررہا تھا یہاں تک کہ سلطان محمد جمادی الآخر ۴۹۸ھ کے آخر میں بغداد پہنچ گیا اور مغربی بغداد میں مقیم ہوگیا اور اس جانب کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ملک شاہ کے نام کا خطبہ مشرقی جانب پڑھا جارہا تھا اور جامع مسجد منصور کے خطیب نے خلیفہ مستظہر کی دعاء پر اکتفا کیا اور **اللّٰھم اصلح سلطان العالم** کہہ کر خاموش ہوگیا۔

امیر ایاز کی صلح: ......امیر ایاز نے اپنے ہمراہیوں کو پھر جمع کر کے ملک شاہ کی اطاعت اور سلطان محمد سے جنگ کرنے پر حلف لینے کو کہا چنانچہ ان میں سے بعض نے حلف اٹھالیا اور بعض نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ دوبارہ حلف لینے کی ضرورت نہیں ہے پہلا حلف ہی عہد ووعدہ کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس جواب سے امیر ایاز کے کان کھڑے ہوگئے اور اس نے اسی وقت وزیر السلطنت ابوالمحاسن اور اپنے نائب صفی کو سلطان محمد کے وزیر محمد بن محمد سے ملاقات کے مدعا کا اظہار کیا محمد بن محمد، ابوالمحاسن کو لے کر سلطانی دربار میں حاضر ہوا۔ اور ابوالمحاسن نے امیر ایاز کا پیغام پہنچایا اور برکیاروق کے عہد حکومت میں جو افعال امیر ایاز سے سرزد ہوئے تھے امیر ایاز کی طرف سے اس کی معذرت کی چنانچہ سلطان محمد نے معذرت قبول فرما کر اس کی ساری درخواستیں منظور کرلیں۔ اگلے دن قاضی القضاۃ، نقیب اور صفی وزیر امیر ایاز شاہی دربار میں حاضر ہوئے صفی نے عرض کی ''چونکہ ایاز سے شاہی ملازمین کی شان کے خلاف ایسے چند افعال سرزد ہوئے ہیں جن کی وجہ سے جان کے خوف سے حاضر دربار نہیں ہوا لیکن اپنے اور ملک شاہ (جو حضور کا

❶ ......سقمان قطبی، قطب الدولہ اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد کی طرف منسوب ہے اور داؤد جعفری بیگ کا نام تھا جو الپ ارسلان کا باپ تھا۔

بھتیجا ہے) اوران امراء کے لئے امان کا طالب ہے جواس کے ساتھ ہیں۔'' سلطان محمد نے جواب دیا کہ'' ملک شاہ تو میرا بھتیجا ہے اس میں اور میرے بیٹے میں کوئی فرق ہے؟ باقی ایاز اوراس کے امراء کو بھی میں امان دیتا ہوں لیکن اس رعایت سے نیال مستثنیٰ ہے''۔صفی یہ سن کر خاموش ہو گیا

امان دینے کا حلف:......الہراشی مدرس مدرسہ نظامیہ نے اٹھ کر حاضرین کی موجودگی سلطان محمد سے ان لوگوں کوامان دینے کی قسم لی۔مجلس برخاست ہوگئی دوسرے دن ایاز نے حاضر ہو کر شرف ملاقات کیا اتفاق سے اسی وقت سیف الدولہ صدقہ بھی پہنچ گیا۔سلطان محمد نے کشادہ پیشانی کے ساتھ دونوں امیروں سے ملاقات کی اس کے بعد امیر ایاز نے اپنے مکان پر جوگوہر آئین کا تھا سلطان کی دعوت کی۔امیر سیف الدلہ بھی اس دعوت میں شریک تھا۔دعوت سے فارغ ہو کر تحائف اس کے ہاتھ لگا تھا۔

امیر ایاز کی طرف سے شک:......امیر ایاز نے دعوت کے دن اپنے غلاموں کوسلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے جنگی لباس پہنایا تھا۔اور آلات حرب سے ان کو مسلح کر دیا تھا۔اتفاقاً اس وقت ایک صوفی جبہ پوش آ گیا۔ایاز کے غلاموں نے اس کو پکڑ کر جنگی لباس پہنایا اوراوپر سے وہی جبہ پہنا دیا۔اوراس سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے وہ شخص گھبرا کر بھاگا۔اورسلطان محمد کی ایک خواص کے پاس جا کر چھپ گیا۔سلطان محمد نے اس کواپنے پاس بلایا اور جبہ اتروا کر دیکھا تو وہ مسلح تھا چنانچہ دل میں خطرہ پیدا ہو گیا اس لئے امیر ایاز کے مکان سے فوراً اٹھ کر چلا آیا۔چند دنوں کے بعد امیر ایاز کو بلوایا اس کے ساتھ چکرمش بھی تھا اس کے علاوہ دوسرے امراء وارا کین دولت بھی تھے۔سلطان محمد کے ایک سپہ سالار نے کھڑے ہو کر کہا ''قلج ارسلان بن سلیمان بن قطلمش نے دیار بکر پر قبضہ کرنے کے ارادے سے فوج کشی کی ہے آپ لوگوں کی کیا رائے ہے ہم اس سے جنگ کرنے کے لئے کس کو مقرر کریں'' چنانچہ حاضرین نے امیر ایاز کی طرف اشارہ کر دیا۔

امیر ایاز کا قتل:......امیر ایاز نے گذارش کی ''میرے ساتھ اس مہم پر سیف الدولہ صدقہ کو بھی متعین کیا جائے'' سلطان محمد نے امیر ایاز اور سیف الدولہ کواپنے قریب بلایا چنانچہ جیسے ہی یہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کر سلطان محمد کی طرف چلے شاہی غلاموں میں سے ایک نے لپک کر ایاز کا سر اتار لیا اور ایک کھال میں لپیٹ کر راستہ پر پھینک دیا پھر ایاز ہی کے لشکری ایاز کا مکان لوٹنے لگے سلطان محمد نے اس کی حفاظت کے لئے اپنی فوج بھیجی۔جس سے ایاز کے سپاہی منتشر ہو گئے اور صفی وزیر ایاز جان کے خوف سے چھپ گیا۔خدام شاہی پتہ لگا کر وزیر ابوالمحاسن کے گھر سے گرفتار کر کے لے آئے اوراسی سن کے ماہ رمضان میں قتل کر دیا،ایاز کا وزیر صفی،ہمدان کے خاندان ریاست وحکومت کا ایک ممبر تھا اور ایاز سلطان ملک شاہ کا غلام تھا۔ملک شاہ کے انتقال کے بعد ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا جس نے اس کواپنا بیٹا بنا لیا ایاز شجاع،ذی مروت،اورلڑائیوں میں صائب الرائے شخص تھا،ان واقعات کے بعد سلطان محمد کا قدم حکومت پر جم گئے اور وہ عدل وانصاف سے کام لینے لگا ٹیکس ❶ موقوف کر دیئے اور لشکریوں کو جبر وتعدی سے روک دیا۔اوران کو بازاروں میں جانے کی ممانعت کر دی۔

ترکمانوں کی شورش:......۴۹۸ھ کے دور میں خراسان سے عراق تک ترکمانوں نے غارتگری شروع کر دی چنانچہ فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا۔سلطان محمد نے،بہرام بن ارتق کی جگہ ایلغازی بن ارتق کو شحنۂ بغداد کوان علاقوں پر متعین کیا لہٰذا اس نے فسادی ترکمانوں کی خاطر خواہ گوشمالی کر دی اوران کو تہہ تیغ کر کے قلعہ خانیجار کی طرف بڑھا جوسرخاب بن بدر کا مقبوضہ علاقہ تھا چنانچہ چند دنوں کے محاصرے اور جنگ کے بعد ایلغازی کو فتح نصیب ہوگئی۔

سلطان محمد کے اقدامات:......اسی سن میں سلطان محمد نے آقسنقر برسقی کوعراق کا شحنہ مقرر کیا۔آقسنقر برسقی وہی شخص ہے جس نے سلطان محمد کا کسی لڑائی میں ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ہر موقع پر اور ہر مہم میں شریک رہا۔اسی سن میں سلطان محمد نے امیر قائماز کو کوفہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور سیف الدولہ کورزحلہ کو ہدایت کی کہ قائماز اس کے ساتھیوں کو خفاجہ کے ظلم وستم سے محفوظ رکھے اسی سن کے ماہ رمضان میں سلطان اصفہان واپس آ گیا اور رعایا کی فلاح و بہبود کی جانب توجہ کی اور لشکریوں کے جور وستم اور جابرانہ حرکتوں کی روک تھام کی اور عدل وانصاف کے ذریعے ان کو خوش حال کر دیا۔۵۰۲ھ میں سلطان محمد نے ابوالقاسم حسین بن عبدالواحد شاہی اسلحہ خانے کے انچارج اور ابوالفرج بن رئیس الرؤساء کو گرفتار کر لیا تھا اور پھر ایک

---

❶......یہ واقعہ ۵۰۱ھ کا ہے (تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۹۱)

رقم معینہ کی ادائیگی کی شرط پر رہا کر دیا۔ زر مذکورہ رقم وصول کرنے کے بعد مجاہد الدین بہروز کو مامور کیا۔ اور اسی کو ایوان حکومت کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے ایوان حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور رعایا کے ساتھ نہایت عمدگی کا برتاؤ کیا۔ جب اس کے بعد سلطان محمد بغداد آیا تو عمدہ کارگذاریوں کے صلے میں اس کو سارے عراق کا شحنہ بنا دیا اور اصفہان واپس آ گیا۔

سلطان محمد کی وفات محمود کی تخت نشینی: ...... گذشتہ سالوں کا دور، واقعات بالا پر ختم ہو گیا جن کو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں مگر خلافت بغداد کی وہی حالت رہی ایک مدت کے بیمار کی ہوتی ہے سلاطین سلجوقیہ کو بھی خانہ جنگی اور اندرونی جھگڑوں سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تھا ابھی تھوڑا عرصہ نہیں گذرنے پایا تھا کہ اچانک رات اور دن کے الٹ پھیر سے ایک دوسرا انقلاب پیدا ہو گیا۔ ماہ شعبان ۵۱۱ھ میں سلطان محمد علیل ہو گیا۔ رفتہ رفتہ مرض میں خطرناک حالت پیدا ہو گئی۔ اس دوران ماہ ذی الحجہ شروع ہو گیا اور اس ماہ کے آخر میں سلطان محمد اپنی آئندہ تمناؤں کا خون کر کے اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔

سلطان محمود کی تخت نشینی: ...... سلطان محمد نے اپنی موت سے پہلے اور اپنی مستقل حکومت کے بارہ برس چھ ماہ بعد اپنے بیٹے محمود کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ اس وقت یہ ایک جوان شخص تھا۔ ولیعہدی کا اعلان کر کے سلطان محمد نے جس وقت اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی۔ محمود کو تخت حکومت پر جلوہ افروز ہونے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ محمود اپنے باپ سے رخصت ہو کر دربار عام میں آیا۔ سر پر تاج رکھا ہاتھوں میں کنگن پہنے اور جاہ وجلال کے ساتھ تخت سلطانی پر رونق افروز ہوا اس کے بعد امراء دولت سلجوقیہ اور اراکین سلطنت نے بیعت کی۔ ابو منصور بن وزیر ابوشجاع محمد بن حسین کو قلمدان وزارت سپرد کیا، تکمیل بیعت کے فوراً بعد دربار خلافت میں اطلاعی خط بھیج دیا گیا۔ اور خلیفہ کی اجازت سے بغداد کے منبروں پر سلطان محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ واقعہ پندرہویں محرم ۵۱۲ھ کا ہے۔

آقسنقر برسقی: ...... آقسنقر برسقی سلطان محمد کی وفات سے پہلے مقام رحبہ میں مقیم تھا اور اپنے بیٹے مسعود کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے سلطان محمد سے کچھ بات چیت کرنے بغداد آ رہا تھا۔ بغداد کے قریب سلطان محمد کی وفات کی اطلاع ملی۔ بہروز شحنہ بغداد نے آقسنقر کو بغداد میں داخل ہونے نہیں دیا چنانچہ مجبوراً وہ اصفہان چلا گیا چونکہ سلطان محمود کی آنکھوں میں شحنہ کی بے حد وقعت اور یہ بات امراء اور اراکین دولت کی آنکھوں میں کانٹا بن کر کھٹک رہی تھی کہ سلطان محمود کو بہروز شحنہ کی طرف سے ناراض کر دیا اور اس کو معزول کر کے اس کی جگہ آقسنقر برسقی کی تقرری کا فرمان لکھوا کر بھجوا دیا۔ سلطان محمود کا یہ فرمان آقسنقر کو مقام حلوان میں ملا۔ خوشی سے پھولے نہ سمایا۔ فوراً بغداد کی طرف لوٹ گیا۔ مجاہد الدین بہروز شحنہ بغداد، آقسنقر کی آمد کی خبر سن کر تکریت بھاگ گیا جو اس کا مقبوضہ صوبہ تھا اس کے بعد سلطان محمود نے آقسنقر کو معزول کر کے امیر منکبرس کو شحنۂ بغداد مقرر فرمایا۔ جو اصفہان کا حاکم تھا لہٰذا اس نے اپنی جانب سے ترک امیر حسین بن ازبک کو بغداد روانہ کیا۔ آقسنقر نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر خلیفہ مستظہر سے یہ درخواست کی کہ خلیفہ امیر منکبرس کے نائب کو بغداد میں آنے سے روک دیں یہاں تک کہ میں سلطان محمود سے خط وکتابت کر کے اس معاملہ کو صاف کر لوں۔ چنانچہ خلیفہ نے آقسنقر کی درخواست پر حسین کو بغداد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی۔ حسین نے کچھ خیال نہ کیا۔ اس بناء پر آقسنقر نے فوجیں مرتب کیں اور جنگ کے لئے بغداد سے باہر نکلا اور حسین کا مقابلہ کیا۔ آپس میں لڑائی ہوئی تو حسین شکست کھا کر بھاگ گیا اس کا بھائی مارا گیا۔ اور اس نے سلطانی لشکر میں جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۵۱۲ھ کا ہے۔

ابو منصور فضل المسترشد باللہ ۵۱۲ھ

المسترشد باللہ کی خلافت: ...... ان واقعات کے بعد پندرہویں ❶ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن مقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبداللہ بن قایم باللہ نے وفات پائی۔ چوبیس برس تین مہینے یہ خلیفہ رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المسترشد باللہ ابو منصور فضل تخت خلافت پر

❶ ...... کامل ابن اثیر صفحہ ۵۳۷ جلد ۶ پر چھ ربیع الآخر کو انتقال ہونا مذکور ہے۔

متمکن ہوا تیس برس پہلے اس کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا تھا۔ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہونے پر اس کے بھائی ابوعبداللہ محمد، ابوطالب عباس اور اس کے (چچاؤں) مقتدی کے بیٹوں وغیرہ نے بیعت کی اس کے بعد فقہاء، قضاۃ اراکین دولت اور امراء سلطنت سے بیعت لی گئی۔ بیعت لینے پر قاضی ابوالحسن دامغانی کو مقرر کیا گیا تھا اور یہی ان دنوں قلمدان وزارت کا بھی مالک تھا خلیفہ مسترشد نے اس کو اس کے عہدے پر بحال رکھا، سوائے اس کے کہ اس نے خلیفہ مسترشد کے لئے اور قاضی احمد بن ابوداؤد نے واثق کے لئے اور قاضی ابوعلی اسمٰعیل بن اسحاق نے معتضد کے لئے بیعت لی تھی اور کسی قاضی نے بیعت لینے کی ذمہ داری انجام نہیں دی تھی چند دن بعد خلیفہ مسترشد نے قاضی ابوالحسن دامغانی کو عہدۂ وزارت سے معزول کر کے سلطان محمود کے وزیر ابوشجاع محمد بن ربیب ابومنصور کو مامور کیا۔ اس کے بعد ۵۱۶ھ میں اس کو معزول کر کے اس کے بجائے جلال الدین عمید الدولہ ابوعلی بن صدقہ کو قلمدان وزارت مرحمت کیا۔ یہ شخص جلال الدین ابوالرضی بن صدقہ وزیر راشد کا چچا تھا۔

امیر ابوالحسن:......جس وقت اراکین سلطنت خلیفہ مسترشد کی بیعت کر رہے تھے اس کا بھائی امیر ابوالحسن تین آدمیوں کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر مدائن چلا گیا اور مدائن سے حلہ پہنچ گیا۔ دبیس نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے تردد پیدا ہو گیا۔ دبیس کے پاس کہلوا دیا کہ ''امیر ابوالحسن کو علی بن طراد زینبی نقیب کے ساتھ دارالخلافت بغداد بھیج دو'' دبیس نے معذرت کی ''مجھے تعمیل ارشاد میں کوئی عذر نہیں لیکن چونکہ امیر ابوالحسن میرے مہمان ہیں اس لئے میں ان کو کسی ایسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔ جو ان کی طبیعت کے خلاف ہو''۔ نقیب نے جب یہ دیکھا کہ خلیفہ کے خط سے کام نہیں چل رہا تو خود امیر ابوالحسن سے ملا اور اس کو خلیفہ کی خدمت میں چلنے کی رائے دی۔ امیر ابوالحسن نے معذرت کی ''مجھے دربار خلافت کی حاضری میں کوئی عذر نہیں ہے لیکن جان کے خوف سے میں اس سے قاصر ہوں ہاں اگر مجھے امان دے دی جائے مجھے کوئی عذر نہیں ہوگا۔'' نقیب مذکور نے دربار خلافت میں اس کی رپورٹ کی تو خلیفہ نے امیر ابوالحسن کی درخواست منظور کر لی۔ لیکن برسقی اور دبیس کے واقعات کچھ ایسے پیش آ گئے کہ جس کی وجہ امیر ابوالحسن بارہویں صفر ۵۱۳ھ تک دبیس کے پاس ٹھہرا رہا برسقی اور دبیس کے واقعات کو ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

ولی عہد کا خطبہ:......اس کے بعد امیر ابوالحسن بن مستظہر حلہ سے واسط چلا گیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا اسی دوران خلیفہ مسترشد نے اپنے ولی عہد ابوجعفر منصور بن خلیفہ مسترشد کے نام کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھوایا۔ (اس وقت ابوجعفر کی عمر بارہ برس کی تھی) اور تمام ممالک اسلامیہ میں گشتی فرامین اس بارے میں روانہ گئے اور دبیس کو لکھا کہ ''چونکہ امیر ابوالحسن اب تمہارے مہمان نہیں رہے لہٰذا جہاں تک جلد ممکن ہو سکے اسے میرے پاس بھیج دو'' چنانچہ دبیس نے ایک فوج امیر ابوالحسن کی گرفتاری کے لئے واسط بھیجی، امیر ابوالحسن کو خبر مل گئی اور وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ مگر فوج نے تعاقب کیا اور صبح ہوتے ہوتے امیر ابوالحسن کو جا کر گھیر لیا۔ اس کا سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ کرد اور ترک بھاگ گئے اور امیر ابوالحسن کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر اسے دبیس کے سامنے پیش کیا گیا چنانچہ دبیس نے اس کو بعزت واحترام دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے بھی اس کی بہت عزت کی۔ امن دیا اور اپنے خاص محل میں ٹھہرایا۔

ملک مسعود و سلطان محمود:......مسعود بن سلطان محمد جیوش بیگ اتابک کے ساتھ اپنے والد بزرگ کے حکم پر موصل میں ٹھہرا ہوا تھا کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور محمود بجائے سلطان محمد کے بعد حکومت پر تخت نشین ہو گیا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ مسترشد نے بھی اپنے باپ کے بعد زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی دبیس گورنر حلہ اس وقت تک اس کا مطیع تھا اور آقسنق برسقی اس کی طرف سے عراق کا شحنہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں آقسنقر برسقی نے ماہ جمادی الاولی ۵۱۲ھ میں حلہ کے ارادے سے خروج کیا۔ جب دبیس کو خبر ملی تو اس نے بھی فوجیں جمع کر لیں اور عرب اور کردوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ملک مسعود تک پہنچی اور یہ بھی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس وقت عراق اس کے مددگاروں اور حامیوں سے خالی ہے۔ مصاحبوں اور ارباب شوریٰ نے رائے دی کہ موقع اچھا ہے عراق پر چل کر قبضہ کر لیجئے۔ کوئی شخص رکاوٹ نہیں بنے گا۔ ملک مسعود کے دل میں یہ بات آ گئی فوجیں تیار کر کے عراق کا راستہ لیا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر فخر الملک ابوعلی بن عمار گورنر طرابلس، قسیم الدولہ زنگی بن آقسنقر، (الملک العادل سلطان نورالدین محمود کا دادا) گورنر نجار، ابوالہیجاء گورنر اربل اور کربادی ❶ بن خراسان ترکمانی گورنر بوازیج تھا۔ سفر و قیام کرتے ہوئے جس وقت

❶......,,کربادی,, دال کے ساتھ غلط ہے کرباوی واؤ کے ساتھ درست ہے (کامل ابن اثیر صفحہ ۵۳۷ جلد ۶)

یہ لوگ عراق کے قریب پہنچے آقسنقر برسقی کو خوف پیدا ہو گیا۔ کیونکہ جیوش بیگ ملک مسعود کی ناک کا بال ہو رہا تھا۔ مگر چاروناچار لشکر کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ ملک مسعود اور جیوش بیگ کو اس کی خبر ملی تو گھبرا گئے۔ امیر کو بادی کو صلح کا پیام دے کر بھیجا اور یہ کہلوایا کہ ہم لوگ تمہاری مدد کے لئے دبیس کے مقابلہ پر آئے ہیں تم سے جنگ کرنے نہیں آئے آقسنقر برسقی نے اس عذر کو تسلیم کر لیا۔ اور فریقین میں اتحاد قائم رکھنے کا معاہدہ ہو گیا۔

ملک مسعود بغداد میں: ......ملک مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دارالمملکت میں قیام کیا اور آقسنقر برسقی امیر عماد الدین منکبرس سے جنگ کرنے روانہ ہو گیا۔ امیر منکبرس نے یہ خبر سن کر دجلہ کو عبور کر لیا اور دبیس بن صدقہ سے ساز باز کر کے آقسنقر برسقی سے مقابلہ کرنے پر تل گیا اس کے بعد ملک مسعود نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دبیس اور منکبرس سے جنگ کرنے کے لئے مدائن کی جانب کوچ کر دیا۔ لیکن یہ خبر سن کر کہ دبیس اور امیر منکبرس کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے ملک مسعود، آقسنقر برسقی اور جیوش بیگ وغیرہ واپس آ گئے۔ نہر صرصر کو عبور کر کے گھاٹوں اور پایاب مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کر دیں فریقین کے لشکریوں نے اطراف و جوانب پر کمریں باندھ لیں۔ نہر ملک، نہر صرصر، نہر عیسیٰ اور بعض مقامات وجبل کے تخت و تاراج کر دئے گئے۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور آقسنقر برسقی کے نام ناراضگی کا فرمان بھیجا۔ امیر برسقی نے ان واقعات کا انکار کر کے بغداد کی جانب لوٹنے کا ارادہ کر لیا۔

منکبرس اور مسعود کی صلح: ......اسی دوران یہ خبر ملی کہ دبیس اور منکبرس نے ایک بڑا لشکر دبیس کے بھائی منصور کی کمان میں اور امیر حسین[1] بن ازبک بغداد کی جانب روانہ کیا ہے۔ آقسنقر برسقی نے اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنی جگہ امیر لشکر بنا کر صرصر میں چھوڑا اور عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو ہمراہ لیا اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے بغداد پہنچ گیا اور منکبرس و دبیس کے لشکر عبور کرنے سے روک دیا۔ اس کے بعد منکبرس اور ملک مسعود کے درمیان مصالحت ہو گئی

بغداد میں مختلف لشکر: ......آقسنقر برسقی یہ خبر پا کر ملک مسعود کے لشکر میں آیا اور اپنا مال واسباب لے کر بغداد کی جانب لوٹا اور بغداد پہنچ کر ایک سمت میں پڑاؤ کر دیا۔ اس کے بعد خیمے نصیب کر لیے اسی دوران دبیس اور منکرس بھی پہنچ گئے انہوں نے بھی ایک سمت کو قیام کے لئے منتخب کر لیا ، چونکہ آقسنقر برسقی اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے اہل بغداد کی نظروں میں محبوب تھا اس لئے جیسے ہی آقسنقر برسقی بغداد میں داخل ہوا اس کے حامیوں اور ساتھیوں کا جمگھٹا ہو گیا ایک مدت تک یہ سب بغداد میں مقیم رہے ہر طرح کی چہل پہل رہی۔ دلوں کی صفائی ہوئی غبار ختم ہو گیا چند دن بعد منکبرس کو بغداد کی تحنگی مل گئی دبیس حلہ کی جانب چلا گیا مگر منکبرس نے ظلم و تعدی کرنا شروع کر دی اور اہل بغداد سے سختی کے ساتھ پیش آنے لگا۔ اس کے ساتھیوں اور مصاحبوں نے بھی فتنہ وفساد کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک رعایا میں ان کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی۔ سلطان محمود کو ان واقعات کی خبر ملی تو اس نے اس کو بلوالیا لہٰذا یہ تو سلطان محمود کی طرف روانہ ہوا اور ادھر لوگوں کو اس کے ظلم وستم سے نجات مل گئی۔

ملک طغرل بن سلطان محمد: ......ملک طغرل کو اس کے باپ سلطان محمد نے ۵۰۴ھ میں سادہ اور زنجان کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور امیر شیر گیر کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا تھا تھوڑے دنوں میں اس نے فرقہ اسماعیل کے اکثر قلعے فتح کر لیے جس سے ملک طغرل کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ لہٰذا جب سلطان محمد کا انتقال ہوا تو سلطان محمود نے امیر کبتغری کو ملک طغرل کا اتالیق مقرر کر کے روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کر دی کہ ملک طغرل کو جس طرح بھی ممکن ہو میرے پاس بھیج دینا، امیر کبتغری نے ملک طغرل کے پاس پہنچ کر سلطان محمود کا پیغام ملک طغرل تک پہنچا دیا مگر درپردہ ملک طغرل کو اس کے بھائی سلطان محمود کی طرف سے بدظن کر دیا۔ اسی وجہ سے، ملک طغرل نے ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کی مخالفت کا اعلاج کر دیا سلطان محمود کو اس کی اطلاع ملی تو امیر شرف الدین ابوشیراں بن خالد کو تیس ہزار دینار اور قیمتی تحائف اور خلعت دے کر ملک طغرل کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلایا کہ اگر تم میرے پاس آ جاؤ گے تو میں تم کو خاطر خواہ حکومت عنایت کروں گا، امیر شریف الدین ملک طغرل سے ملنے بھی نہ پایا تھا کہ امیر کبتغری نے یہ جواب دیا کہ ہم لوگ سلطان کی اطاعت و فرمانبرداری میں دل وجان سے حاضر ہیں۔

---

[1] ...... یہ شخص حسین بن ازبک امیر منکبرس کا (ربیب) سوتیلا بیٹا تھا۔

ملک طغرل اور سلطان کی ناراضگی:.....چنانچہ سلطان محمود اس جواب کے بعد زنجان جانے کے ارادے ہمدان سے ماہ جمادی الاولی ۵۱۳ھ میں دس ہزار کالشکر لے کر روانہ ہوا۔ پرچہ نویسیوں نے کیتغری کو سلطان کی روانگی کی اطلاع کر دی لہٰذا کبتغری ملک طغرل کے ساتھ قلعہ سرمان چلا گیا۔ اور سلطان محمود نے لشکر گاہ زنجان پر قبضہ کر لیا اسے ملک طغرل کے خزانہ سے تین لاکھ دینار ہاتھ لگے، چند دن قیام کر کے ''رے'' کی جانب کوچ کیا اور کبتغری ملک طغرل کے ساتھ سر بہان سے گنجہ چلا گیا ان کے حامیوں اور ساتھیوں نے بھی یہ خبر سن کر گنجہ کا رخ کیا چند دنوں میں ملک طغرل کی قوت وشوکت بڑھ گئی۔ اور دونوں بھائیوں کی نفرت اور کشیدگی مضبوط ہوگئی اور اس میں خوب اضافہ ہوگیا۔

ملک سنجر بن ملک شاہ:.....ملک سنجر سلطان محمود خراسان اور ماوراء النہر کی حکومت پر متمکن تھا چنانچہ وقت سلطان محمد کی وفات ہوئی تو سنجر کو اپنے بھائی کے انتقال کا بے حد صدمہ ہوا کئی دن تک بازار اور شہر بند رکھا، خطیبوں کو سلطان محمود کے محاسن، اثار، قتال باطنیہ اور ٹیکس وغیرہ موقوف کرنے کے تذکروں کا حکم دیا اس کے بعد یہ خبر ملی کہ سلطان محمود کے بعد اس کا بیٹا محمود وتخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا ہے اور امراء اراکین دولت نے اس کو دبالیا ہے۔ ملک سنجر کو یہ خبر سننے سے ناراضگی پیدا ہوئی خلیفہ جبل اور عراق کا رخ کیا جو اس کے بھتیجے سلطان محمود کے قبضہ میں تھے۔ ملک سنجر پہلے خود کو ناصر الدین کے لقب سے ملقب کرتا تھا اور سلطان محمد کی وفات کے بعد معز الدین کا لقب اختیار کر لیا جو اس کے باپ سلطان ملک شاہ کا لقب تھا۔

سلطان محمود اور سنجر:.....سلطان محمود نے یہ سن کر میرا چچا سنجر، ان کے ارادے سے آ رہا ہے شرف الدین ابو شیروان بن خالد اور فخر الدین ❶ طغایرک بن الیزن کو تحائف وہدایا دے کر سنجر کے پاس روانہ کیا اور کہلوایا ''آپ سنجر نے اسپر کوئی توجہ نہ کی اور رے کا رُخ کر لیا اور یہ جواب دیا ''محمود ابھی بچہ ہے اس پر اس کا وزیر ابو منصور اور علی بن عمر امیر حاجب حکومت کر رہا ہے اور مجھے یہ گوارا نہیں ہے'' شرف الدین اور فخر الدین اپنا سامنہ لے کر رہ گئے اور سنجر نے روانگی کا حکم دے دیا اس کے مقدمۃ الجیش پر انزدتھا۔ سلطان محمود نے بھی یہ خبر سن کر مقابلہ کی تیاری کی علی بن عمر کو (جو اس کا اور اس کے باپ کا امیر حاجب تھا) دس ہزار سواروں کے ساتھ سنجر کی روک تھام کے لئے روانہ کیا اور خود ''رے'' میں مقیم رہا جس وقت علی بن عمر مقام جرجان میں سنجر کے مقدمۃ الجیش کے قریب پہنچا (جس کا سردار امیر انزدتھا) امیر انزد سے نرمی وملاطفت سے کہلوایا ''امیر انزد تم کو سلطان محمد کی وصیت یاد ہوگی کہ اس نے یہ سمجھ کے کہ میرا بھائی سنجر میرے بیٹے محمود اس کی سلطنت کی حفاظت کروں گا ہم لوگوں سے سنجر کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حلف لیا تھا لہٰذا ہم اس وقت تک اسی عہد وپیمان پر ہیں مگر جب وہ ہماری حکومت وسلطنت کے زوال پر کمر باندھے گا تو ہم اس عہد وپیمان کو پورا نہیں کر سکیں گے۔ تم کو یہ معلوم ہے کہ ہمارے لشکر کی تعداد تمہارے لشکر سے دوتین گنا زیادہ ہے باعتبار قوت کا بہادری اور تجربہ کاری کے ہماری فوج تمہاری فوج سے بہت آگے ہے'' امیر انزد اس پیغام سے اتنا متاثر ہوا کہ بغیر جنگ، کئے جرجان سے واپس چلا گیا۔ سلطان محمود کے سپاہی دور تک اس کے اعزاز میں ساتھ گئے اور فائدہ کے ساتھ واپس آ گئے۔ اس کے بعد علی بن عمر بھی سلطان محمود کی خدمت میں واپس آ گیا۔ اور سارے حالات عرض کئے سلطان محمود نے علی بن عمر اور اس کے سپاہیوں کا شکریہ ادا کیا۔

محمود کی جرجان روانگی:.....علی بن عمر نے مصلحت کے طور پر سلطان محمود کو ''رے'' میں قیام کرنے کی رائے دی مگر سلطان محمود نے منظور نہیں کیا اور سامان سفر درست کر کے جرجان کا راستہ لیا۔ جرجان میں پہنچتے ہی امیر منکبرس شحنہ بغداد عراق سے دس ہزار سوار لے کر پہنچ گیا امیر منصور بن صدقہ اور بلخی بھی آ گئے۔ سلطان محمود نے ان لوگوں کے جمع ہونے کے بعد ہمدان کی طرف کوچ کر دیا۔ ہمدان میں اس کا وزیر رہیب مر گیا تو اس کی جگہ اس نے ابو طالب سمیری کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

سنجری کی رے آمد:.....سلطان محمود کے ''رے'' سے روانہ ہونے کے بعد فوراً ملک سنجر بیس ہزار فوج کے ساتھ رے پہنچ گیا اس کے پاس دوسرے سامان جنگ کے علاوہ رہ جنگی ہاتھی بھی تھے بڑے امراء میں سے ابن امیر ابو الفضل گورنر بجستان، خوارزم شاہ محمد، امیر انزد اور امیر قماج بھی تھے علاء الدولہ کرسلف بن فرامرز بنکا کو یہ گورنر یزد بھی آ ملا۔ یہ سلطان محمد اور سنجر کی بہن کا داماد تھا مگر سلطان محمد کے ساتھ اس کو خصوصی تعلق تھا۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد سلطان محمود نے پس بلوایا مگر کسی وجہ سے حاضری میں تاخیر ہوگئی تو سلطان محمود نے اس کے صوبہ کو قراجہ ساقی کے حوالے کر دیا۔ (جو اس

❶.....اس نام کو یوں پڑھا جائے ,فخر الدولہ طغائرک بن اکسفر بن,, اور ابن خلدون میں فخر الدولہ لکھا ہے، فخر الدین کاتب کی غلطی ہے۔ دیکھئے کامل ابن اثیر صفحہ ۵۴۵ جلد ۵۔

کے بعد فارس کا حکمران بنا) اس دوران علاء الدولہ، ملک سنجر کے پاس چلا گیا سلطان محمود کا کچا حال بتایا۔ اس کے ساتھیوں کے اختلافات اور آپس کے اتفاق سے آگاہ کیا۔ رعایا اور ملک کی تباہی کے حالات ظاہر کئے۔

سنجر کی محمود سے جنگ:...... چنانچہ سنجر نے ہمدان سے سلطان محمود پر فوج کشی کر دی تیس ہزار فوج سلطان محمود کے رکاب میں تھی بڑے امراء میں سے علی بن عمر امیر حاجب، امیر منکبرس، غزغلی اتابک، بنی برسق، سنقر بخاری اور قراجا ساقی وغیرہ اس کے ہمراہ تھے ان لوگوں کے ساتھ نوسو مسلح جنگ آور تھے مقام ساوہ پر ماہ جمادی الاول ۵۱۳ھ میں سلطان محمود اور سنجر (یعنی چچا اور بھتیجے کا مقابلہ ہوا شروع میں ملک سنجر کا لشکر شکست کھا کے بھاگا مگر ملک سنجر اپنے مصاحبوں سمیت ہاتھیوں کی صف میں کھڑا ہو کر رہا سلطان محمود اپنی فوج کو لے کر بڑھا آ رہا تھا جیسے ہی ملک سنجر نے ہاتھیوں کو بڑھایا اس کے شکست خوردہ لشکر نے بھی خیال کر کے کہ سلطان محمود کو شکست ہوگئی ہے پلٹ کر سلطان محمود کے لشکر پیچھے سے حملہ کر دیا سلطان محمود کا لشکر اس اچانک حملے سے گھبرا کے بھاگ گیا۔ غزغلی اتابک گرفتار ہو گیا اور ملک سنجر کامیابی کے بعد ہمدان واپس آ گیا۔

سلطان سنجر کا بغداد میں خطبہ:...... اس واقعہ کی خبر دارالخلافت بغداد میں پہنچی تو امیر دبیس بن صدقہ نے خلیفہ مسترشد کو سلطان سنجر کے نام کا خطبہ جاری کرنے کی ترغیب دی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دے دی چھ ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر سلطان سنجر کا نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

صلح کی گفتگو:...... سلطان محمود نے شکست کھا کر اصفہان میں جا کر دم لیا اس کے ساتھ ہی وزیر ابوطالب سمیری، امیر علی بن عمر اور قراجا ساقی وغیرہ بھی تھے رفتہ رفتہ اس کا لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا جس سے اس کے قوائے مضمحل میں توانائی واپس آ گئی ملک سنجر کو اس کی خبر ملی تو اس نے اپنی فوج کی کمی سے خائف ہو کر سلطان محمود سے صلح کے بارے میں خط و کتابت شروع کر دی اس صلح کی۔ ملک سنجر کی ماں یعنی سلطان محمود کی دادی تھی صلح کی گفتگو شروع ہونے کے بعد آقسنقر برسقی شحنہ بغداد پہنچ گیا یہ ملک مسعود کے پاس آذر بائیجان میں اس وقت سے تھا جب سے وہ بغداد سے واپس آیا تھا اس دوران سلطان محمود کے پاس سے وہ قاصد بھی واپس آ گیا جو پیغام مصالحت لے کر گیا ہوا تھا سلطان محمود کے امراء نے یہ شرط پیش کی کہ ملک سنجر خراسان کی جانب لوٹ جائے صلح کر لیں گے، ملک سنجر نے اس شرط کو منظور نہیں کیا اور سامان سفر درست کر کے ہمدان سے کرج کی جانب کوچ کر دیا۔

چچا بھتیجے کی صلح:...... تھوڑی لیکن بھی دور گیا تھا کہ سلطان محمود کا قاصد یہ پیغام لے کر پہنچا مصلحت اس شرط کی جاتی ہے کہ آپ مجھے اپنا ولی عہد بنا لیجئے، ملک سنجر نے اس شرط کو منظور کر لیا فریقین نے آئندہ اتحاد و مراسم قائم رکھنے کی قسمیں کھائیں اس کے بعد سلطان محمود اپنے چچا ملک سنجر سے ملنے آیا اور اس کی ماں یعنی اپنی دادی کے مکان پر مقیم ہوا بیش بہا ہدایا و تحائف پیش کئے۔ ملک سنجر نے بھی اپنے تمام زیر کنٹرول علاقوں میں خراسان، غزنین، اور ماوراء النہر وغیرہ میں گشتی فرامین اس مضمون کے بھیج دے کہ خطبوں میں میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام دعاء کے ساتھ لیا جائے، اسی مضمون کا خط دارالخلافت بغداد میں روانہ کر دیا۔ اور سارے شہروں کو جن پر زمانہ جنگ میں قبضہ کر لیا تھا سلطان محمود کو واپس کر دیا۔ صرف مقام ''رے'' پر اس خیال سے کہ کہیں آئندہ سلطان محمود پھر سرکشی نہ کرے اپنا قبضہ و اقتدار قائم رکھا۔

امیر منکبرس کی سزائے موت:...... ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے امیر منکبرس شحنہ کو موت کی سزا دے دی امیر منکبرس، سلطان محمود کے ساتھیوں میں سے تھا اور یہ بھی سلطان محمود کے ساتھ ملک سنجر کی لڑائی میں شکست کھا کر بغداد کی طرف بھاگ گیا تھا۔ لیکن دبیس میں صدقہ نے بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا تو مجبوراً واپس ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ دونوں چچا بھتیجے (یعنی ملک سنجر و سلطان محمود) کی صلح ہو گئی تھی اس کے بعد امیر منکبرس ملک سنجر کے پاس گیا اور امن کی درخواست کی ملک سنجر نے امن دینے سے انکار کر دیا اور اس کو اپنے ایک معتمد ملازم کے ساتھ سلطان محمود کے پاس بھیج دیا چونکہ سلطان محمود اس کی ناپسندیدہ حرکات در خودسری سے ناراض تھا یہ اور اس کی مرضی کے خلاف بغداد کا شحنہ بھی بن گیا تھا اس لئے منکبرس کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور سزائے موت کا حکم دے دیا۔ اسی ۵۱۳ھ میں ملک سنجر نے مجاہد الدین بہروز کو دوبارہ عراق کا شحنہ بنا دیا اس سے پہلے دبیس بن

صدقہ کا نائب اس عہدے پر مامور تھا جو مجاہد الدین کی تقرری سے معزول کر دیا گیا سلطان محمود کا حاجب ''علی بن عمر'' اسی سن میں مارا گیا یہ اپنے نمایاں قلعوں کی وجہ سے سلطان محمود کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ سارا لشکر اس کا مطیع تھا سرداروں اور امیروں کو یہ شاق گذرا للہذا لگانے بجھانے لگے۔ علی بن عمرو کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا اور وہ جانے کے خوف سے قلعہ بر۔۔۔ بھاگ گیا۔ جو یز دجرد اور کوچ کے درمیان میں تھا اور یہیں اس کے اہل وعیال اور مال واسباب بھی تھا۔ دو چار دن قیام کر کے خوزستان کو چلا گیا خوزستان کی حدود میں داخل ہو گیا مگر اجس وقت تشتر پہنچا اقبوری نے ایکفوج علی کی گرفتاری کے لئے بھیج دی علی نے مستعدی سے مقابلہ کیا۔ انجام یہ ہوا کہ قبوری سلطان محمود نے علی کے قتل کا حکم بھیج دیا چنانچہ اقبوری نے علی کا سر اتار کر سلطان محمود کے پاس روانہ کر دیا۔

دبیس اور آقسنقر برسقی :......جس وقت سے سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسود سے صلح کر لی تھی اسی زمانہ سے ملک مسعود نے آذربائیجان اور موصل کو اپنا دارالحکومت قرار دے دیا تھا۔ آقسنقر برسقی شحنگی بغداد سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے پاس آ گیا تھا ملک مسعود نے اس کو رحبہ کے علاوہ مراغہ بھی جاگیر میں عنایت کر دیا تھا مگر دبیس بن صدقہ کو صلح پسند نہ تھی اس کی تفرقہ انداز طبیعت یہ چاہتی تھی کہ ملک مسعود اور سلطان محمود میں کچھ نہ کچھ ناراضگی چلتی رہے تو عزت وتسلط حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آ جائے گا اس مقصود کو حاصل کرنے کی غرض سے جیوش بیگ اتالیق سے خط وکتابت شروع کر دی اور اس خط وکتابت کو سلطان محمود کی طرف منسوب کیا اور۔ آئے دن یہ دیکھنے لگا کہ ''برسقی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو اس خدمت کے صلے میں میں بڑی رقم دوں گا'' کسی ذریعہ سے برسقی کو ان کی خبر مل گئی تو ملک مسعود کا ساتھ چھوڑ کر کے سلطان محمود کی خدمت میں آ گیا سلطان محمود نے اس کی اتنی زیادہ عزت افزائی کی کہ اسی کی رائے سے امور سلطنت انجام دینے لگا۔

دبیس کی سازشیں :......چنانچہ دبیس کا مقصود جب اس سے حاصل نہ ہو سکا تو اس نے جیوش بیگ سے اس بارے میں بات چیت شروع کی کہ تم ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کرو میں تمہارا ساتھ دوں گا مقصود اس سے یہ تھا کہ جس طرح میرے باپ (صدقہ) نے دونوں سلطانوں برکیاروق اور محمد پسران ملک شاہ کے باہمی خراعات سے فائدہ حاصل کیا تھا اسی طرح میں بھی ان دونوں بھائیوں ملک مسعود کی مخالفت وخانہ جنگی سے مستفید ہوں۔ ابوالمؤید محمد بن ابواسماعیل حسین بن علی اصفہانی سلطان محمود کا سیکرٹری تھا۔ اور یہی فرامین شاہی کہ شاہی طغرے لکھا کرتا تھا انہی دنوں میں اس کا باپ ابواسماعیل حسین اصفہان سے معاش کی تلاش میں ملک مسعود کی خدمت میں پہنچا، ملک مسعود نے اپنے وزیر ابوعلی بن عمار گورنر طرابلس کو معزول کر کے اس کی جگہ ۵۱۳ھ میں ابواسماعیل کو عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا پھر کیا تھا سونے پر سہاگہ ہو گیا۔ دبیس جس بات کی تحریک ایک مدت سے کر رہا تھا، وہ نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہو گیا۔

ملک مسود کی شاہی کا اعلان :......دبیس اور اسماعیل نے مل جل کر ملک مسعود کو دھمکی بھرا خط لکھا، اپنی سطوت اور مقام سے ڈرایا۔ مگر ان لوگوں نے ذرہ برابر بھی اس کی پروانہ کی اور علم مخالفت بلند کر کے ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کر دیا اور جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ سلامتی کی نوبتیں بجنے لگیں۔ یہ واقعہ ۵۱۴ھ کا ہے۔

مسعود اور محمود کی جنگ :......سلطان محمود کا لشکر ان دونوں مختلف علاقوں میں پھیلا ہوا تھا ان لوگوں کو لالچ لگ گئی چنانچہ مناسب تصور کر کے فوج کشی کر دی اور استرآباد میں پندرہویں ربیع الاول ۵۱۴ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا سلطان محمود کے مقدمۃ الجیش کا کمانڈر برسقی مبتلا ہوا اور پھر اپنی جان توڑ کوششوں سے نجات پائی پورا دن لڑائی ہوتی رہی رات ہوتے ہوتے ملک مسعود کا لشکر شکست کھا کر بھاگ گیا اور ایک گروپ گرفتار کر لیا گیا۔ جس میں مسعود کا وزیر استاذ ابواسماعیل طغرائی تھا اسے سلطان محمود نے اس الزام میں کہ ایک شخص کا عقیدہ فاسد ہے قتل کا حکم دے دیا۔ وہ ایک برس تک وزیر رہا بڑا ادیب، شاعر، اور کئی کتابوں کا مصنف تھا علم الکیمیاء میں اس کی گئی تصانیف سے اٹھارہ کوس کے فاصلہ پر تھا اور اپنے بھائی سلطان محمود کے پاس امن کا پیغام بھیجا سلطان محمود نے برسقی کو امان نامہ دے کر ملک مسعود کے پاس دربار شاہی میں حاضران لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ موصل چل کر قیام کیجئے اور دبیس سے امداد لے کر امداد سلطان محمود کے مقابلہ میں پھر آئے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی گئی ہوئی حکومت وسلطنت واپس آ جائے گی اس کے بعد برسقی پہنچا تو ملک مسعود تو جا چکا تھا۔ معلوم کر کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا پینتالیس کوس کا سفر طے کر کے ملک مسعود سے ملا، اور

سلطان محمود کا امان نامہ دیا۔ اور سمجھا بجھا کر واپس لے آیا جیسے ہی وہ سلطان محمود کے لشکر کے قریب پہنچا سلطان محمود نے اپنے لشکر کے ساتھ اس کا استقبال کیا گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔

جیوش بیگ:...... جیوش بیگ اتالیق بھی شریک جنگ تھا اور شکست کے وقت ملک مسعود سے بچھڑ گیا تھا بھاگ کر موصل پہنچ گیا فوجیں حاصل کیں اتنے میں ملک مسعود اور سلطان محمود کی مصالحت کی خبر مل گئی چنانچہ موصل سے راب کی طرف کوچ کر دیا اس عرصہ میں سلطان محمود بھی ہمدان میں جیوش بیگ اتابک نے امن کی درخواست کی سلطان محمود نے امن دے دیا اور عزت واحترام سے پیش آیا۔

دبیس کی حرکتیں:...... دبیس اس وقت عراق میں تھا جس وقت اسکو ملک مسعود کی شکست کا حال معلوم ہوا قتل وغارتگری شروع کر دی۔ شہر کے شہر ویران کر ڈالے، خلیفہ مسترشد نے اسے منع کیا مگر اس نے کچھ توجہ نہ کی، تب خلیفہ مسترشد نے سلطان محمود کو دبیس کے حالات لکھے سلطان محمود نے اس کو ان افعال وحرکات سے باز آنے کی ہدایت کی دبیس اس پر بھی ملتفت نہ ہوا بلکہ لشکر تیار کر کے اس بات کے اظہار کے لئے کہ میں اپنے باپ کو خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں بغداد پر حملہ کر دیا اور دار الخلافت کے سامنے پہنچ کر خیمے نصیب کرا لئے اور خلیفہ کو دھمکی دینا شروع کر دی۔ مگر کچھ سوچ کر دار الخلافت سے واپس چلا گیا۔

دبیس کی چاپلوسی:......اس کے بعد ماہ رجب میں سلطان محمود دار الخلافت بغداد پہنچا چنانچہ دبیس نے چاپوسی کے ساتھ سلطان محمود کو خوش کرنے کے لئے اپنی بیوی دختر عمید الدولہ بن جہیر کو تحائف وہدایا دے کر شاہی دربار میں بھیجا اور مصالحت کا پیغام دیا مگر سلطان محمود نے اس کو ہوش میں لانے کی غرض سے فوجیں تیار کر کے ماہ شوال ۵۱۴ھ میں چڑھائی کر دی۔ دریا عبور کرنے کے لئے ایک ہزار کشتیاں اپنے ساتھ لیں جب دبیس کو اس کی خبر ملی تو گھبرا گیا۔ اور امن کی درخواست کی اور معذرت کا خط لکھا سلطان محمود نے اس کی درخواست منظور کر لی۔ چونکہ دبیس کو صرف وقت ٹالنا اور سلطان محمود کو دھوکا دینا مقصود تھا اس ملنے کے بعد اپنے اہل وعیال اور مال واسباب کو بطحیہ بھیج دیا اور بذات خود ایلغازی کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا دبیس کی روانگی کے بعد سلطان حلہ میں داخل ہوا تو ایک متنفس بھی نظر نہیں آیا چنانچہ شب بھر قیام کر کے واپس ہولیا۔

دبیس کی صلح کی کوششیں اور معافی:......دبیس نے چند دن بعد اپنے بھائی منصور کو اطراف وجوانب کے امراء کے پاس بھیجا اور ان لوگوں کے ذریعے سے سلطان محمود سے صلح کرنے کی خواہش ظاہر کی مگر اس کی آرزو پوری نہ ہوئی، تب منصور نے اپنے بھائی دبیس کو عراق میں بلوالیا چنانچہ دبیس نے ۵۱۵ھ میں قلعہ جعبر سے حلہ کی طرف کوچ کیا اور آسانی سے اس پر قابض ہو گیا پھر دربار خلافت اور سلطان محمود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیج کر آئندہ اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کا وعدہ کیا جس کو نہ تو خلیفہ نے منظور کیا اور نہ حکومت پناہ سلطان نے قبولیت کی نظر سے دیکھا۔ بلکہ لشکر تیار ومرتب کر کے سعد الدولہ بن تتش کی کمانڈ دجلہ روانہ کر دیا جیسے ہی یہ لشکر حلہ کے قریب پہنچا دبیس حلہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور سعد الدولہ نے حلہ میں داخل ہو کر اپنی لشکر کی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کو حلہ میں ٹھہرایا دوسرے حصے کو کوفہ میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا اس ناکہ بندی سے دبیس سخت الجھن میں گرفتار ہو گیا مجبور ہو کر پھر معافی کی درخواست کی اور اطاعت وفرمانبرداری کا عہد وپیمان کیا، تھوڑی درو کد کے بعد اس کے بھائی منصور بطور ضمانت شاہی لشکر میں نظر بند کر لیا گیا۔ چنانچہ ۵۱۶ھ میں شاہی لشکر بغداد واپس آ گیا۔

برسقی اور ایلغازی کو جاگیریں مرحمت ہوئیں:......چونکہ آقسنقر برسقی گذشتہ جنگوں میں سلطان محمود کے ساتھ تھا اور اس نے ملک مسعود کو سمجھا بجھا کر شاہی دربار میں لا کر حاضر کر دیا تھا اس لئے سلطان محمود، آقسنقر برسقی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا جس وقت جیوش (ملک مسعود کا وزیر) موصل سے سلطان محمود کی خدمت مأن آیا اور صوبہ موصل کے امیر کی سیٹ خالی ہوئی تو سلطان محمود نے آقسنقر برسقی کو ۵۱۵ھ میں موصل بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور عیسائیوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا۔ ایک مدت دراز تک آقسنقر اور بنی آقسنقر اس خدمت کو انجام دیتے رہے وہ واقعات ان کے حالات علیحدہ بیان کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد امیر ایلغاری بن ارتق نے اپنے بیٹے حسام الدین تمرتاش کو سلطان محمود کی خدمت میں دبیس بن صدقہ کی سفارش کرنے کے لئے روانہ کیا حسام الدین تمرتاش نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر تحائف اور ہدایا پیش کئے دبیس کی طرف سے ایک ہزار

دینار وزانہ اور چند گھوڑے دینے کا وعدہ کیا مگر اتفاق سے یہ معاملہ طے نہ ہوسکا واپسی کے وقت سلطان نے حسام الدین کے باپ امیر ایلغازی کو شہر میافارقین جاگیر میں عطا کر دیا میافارقین، امیر سقمان گورنر خلاط کے قبضہ میں تھا امیر ایلغازی نے میافارقین کو اسی کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب نے ۵۸۰ھ میں ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

ملک طغرل اور سلطان محمود کی مصالحت:......ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ملک طغرل نے سامرہ اور زنجان میں اپنے اتابک کنتغری کی ترغیب سے سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کر دیا تھا اور یہ کہ سلطان محمود نے جب زنجان کا رخ کیا تو ملک طغرل اور اتابک کنتغری زنجان کو چھوڑ کر گنجہ چلا گیا۔ گنجہ میں اس کے بچھڑے ہوئے ساتھی بھی آ ملے فوجیں بھی اکٹھی ہوگئیں جس سے اس کا شوق ملک گیری پھر ترقی پذیر ہوگیا۔ چنانچہ سلسلہ فتوحات شروع کرنے کی غرض سے آذربائیجان کی طرف کوچ کیا اس دوران اس کا اتالیق کنتغری ماہ شوال ۵۱۵ھ میں مرگیا آقسنقر احمدیلی گورنر مراغہ کو کنتغری کی کا نائب بننے کی لالچ لگ گئی تو سلطان محمود سے اپنے صوبہ میں جانے کی اجازت حاصل کی اور بغداد سے نکل کر ملک طغرل کے پاس پہنچ گیا اور پٹا کر ملک طغرل کو مراغہ کی جانب لے گیا اور کوچ وقیام کرتے ہوئے یہ دونوں اردبیل پہنچے۔ مگر اردبیل کے گورنر نے شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ مجبوراً بتریز کا راستہ لیا۔ تبریز پہنچ کر یہ خبر معلوم ہوئی کہ سلطان محمود نے جیوش بیگ کو آذربائیجان عطا کر دیا اور ایک عظیم فوج کے ساتھ روانہ کیا ہے اور جیوش بیگ اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ مراغہ تک پہنچ گیا ہے یہ سنتے ہی ارادہ فسخ کر کے قیام کر دیا او گورنر زنجان سے اعانت وامداد کے خط کتابت کی تو،،، زنجان نے امداد کا وعدہ کیا اور اس کے ساتھ ابہر کی جانب روانہ ہوا مگر اس وعدہ کی خواب وخیال سے زیادہ وقعت نہ تھی جس ارادے سے یہ سب مقرر ہو کر روانہ ہوئے تھے ایک بھی پورا ہوتا نظر نہ آیا لہٰذا بدرجہ مجبوری سلطان محمود کو معذرت کا خط تحریر کیا اور مصالحت کی درخواست کی اطاعت وفرمانبرداری کی قسم کھائی، چنانچہ ۵۱۶ھ کے شروع میں دونوں بھائیوں میں صلح صفائی ہوگئی۔

جیوش بیگ کا قتل:......جیوش بیگ جو سلطان محمود کی طرف سے فوج لے کر ملک طغرل کے مقابلہ پر آیا ہوا تھا اس پر یہ گذری کہ اس کی اس کے امراء لشکر سے ان بن ہوگئی۔ رفتہ رفتہ نفرت وکشیدگی اس حد تک پہنچ گئی کہ کمانڈروں نے سلطان محمود کو اس کی جانب سے بدظن کر دیا چنانچہ سلطان محمود اسی سال ماہ رمضان میں مقام تبریز میں اس کی زندگی کا اپنی تیز تلوار سے خاتمہ کر کے موت کی نیند سلا دیا۔

جیوش بیگ کی سوانح:......جیوش بیگ ترکی النسل اور سلطان محمود کا غلام تھا عادل، منکسر مزاج، عاقل اور سیاست وآئین ملکداری سے بخوبی واقف تھا جس وقت اسے موصل وجزیرہ کی حکومت ملی تھی ان دنوں اس صوبہ میں کردوں نے ایک ایسا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا کہ راستہ میں چلنا دشوار تھا دن دہاڑے مسافر لوٹ لئے جاتے تھے امن وامان کا کہیں نام ونشان نہ تھا اکثر قلعوں پر انہیں کردوں کا قبضہ تھا رعایا سخت مصیبت میں گرفتار تھی، جیوش بیگ نے موصل کی حکومت پر فائز ہوتے ہی کردوں کے خلاف فوج کشی کر دی۔ ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں شہر ہکاریہ، شہرزوزان، شہرنسویہ اور شہرنحسہ کے بہت سے قلعے فتح کر لئے اور کردوں پر اس کے رعب وداب کا سکہ بیٹھ گیا مسافر امن وعافیت کے ساتھ سفر کرنے لگے خلق اللہ کو آرام ملا۔

دبیس کے حالات:......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ شاہی لشکر برسق کرکوی ❶ کی کمانڈ ۵۱۴ھ میں دبیس کا دماغ درست کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا پھر مصالحت گئی اور دبیس نے اپنے بھائی منصور کو بطور ضمانت برسق کے پاس قید کرا دیا تھا پھر برسق منصور کے ساتھ ۵۱۶ھ بغداد واپس آ گیا یہ سب ہم کر چکے ہیں خلیفہ مسترشد کو جب ان واقعات کی اطلاع ملی تو اسے ایک آنکھ بھی یہ نہ بھایا چنانچہ سلطان محمود کو لکھا کہ ''دبیس سے کسی طرح صلح نہ کی جائے کیونکہ وہ اپنے باپ کا بدلہ لینے بغداد آیا تھا مناسب یہ ہے کہ اس کی سرکوبی کیلئے آقسنقر برسقی موصل سے بلوا کر بغداد اور عراق کا شحنہ ❷ مقرر کیا جائے'' سلطان محمود نے اس حکم کی بناء پر آقسنقر برسقی کو موصل بلوا کر بغداد کا شحنہ مقرر کیا اور دبیس سے جنگ کرنے کا بھی حکم دیا۔ اس مرتبہ سلطان محمود

---

❶ ...... برسق کرکوی، غلط ہے یہ برنقش زکوی ہے دیکھئے کامل ابن اثیر صفحہ ۵۷۸ جلد ۶۔

❷ ...... شحنہ، فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی شہر کا محافظ، بادشاہ کے نائب، سربراہ پولیس کے ہیں اسے آپ موجودہ دور میں کمشنر یا ناظم (لارڈ میئر) سے تعبیر کر سکتے ہیں (ثناء اللہ محمود)

کا قیام بغداد مین بیس مہینے رہا جیسے ہی سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا دبیس کھل کر سامنے آ گیا چنانچہ خلیفہ نے حکم صادر کر دیا کہ آقسنقر برسقی فوراً فوج لے کر حلہ روانہ ہو جائے اور دبیس کو حلہ سے باہر نکال دے آقسنقر برسقی نے اس حکم کے مطابق اپنی فوج کو موصل سے بلوکر حلہ کی طرف روانہ کیا اور دبیس بھی یہ خبر پا کے مقابلہ پر آ گیا جنگ ہوئی تو لشکر موصل شکست کھا کر ماہ ربیع الآخر ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آ گیا۔

مظفر بن عماد:......اس مہم میں نصر بن نفیس بن مہذب الدؤلہ احمد بن ابوالخیر والی ملطیہ اور اس کا لشکر شکست کے وقت مظفر، نصر کو قتل کر کے بطیحہ پہنچ گیا اور اس پر قابض کر دبیس کی اطاعت قبول کر لی۔

دبیس کا خلیفہ کو خط:......اس واقعہ کے بعد دبیس نے خلیفہ کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے خط روانہ کیا اور یہ لکھ کر خلیفہ کا میں اسی طرح فرمانبردار ہوں جیسا کہ اس سے پہلے تھا اگر اس تابعدار میں کچھ بھی انحراف و سرکشی کا مادہ ہوتا تو قسنقر یبرسقی کا لشکر بغداد سے صحیح وسلامت واپس نہ جاتا خلیفہ اپنے صرف خاص علاقوں پر قبضہ کرنے اور ان پر تصرف جاری و نافذ کرنے کے لئے عمال روانہ فرمائیں مگر شرط یہ ہے کہ وزیر جلال الدین بن علی بن صدقہ کو گرفتار کر لیا جائے، خلیفہ مسترشد نے صلح کی اس شرط کے مطابق اپنے وزیر جلال الدین کو گرفتار کر لیا اس کا بھتیجا جلال الدین ابوالرضی موصل بھاگ۔ سلطان محمود تک اس واقعہ اور شکست کی خبر پہنچی تو اس نے دبیس کے بھائی منصور کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

مہلہل بن ابوالعسکر:......انہی دنوں دبیس نے اپنے ساتھیوں کو ان کی جاگیروں پر جانے کا حکم دیا جو واسط میں تھیں مگر ترکوں نے مزاحمت کی اس بناء پر اور دبیس نے ایک فوج مہلہل بن ابوالعساترکوں کی سرکوبی کیلئے واسط روانہ کی اور مظفر بن عماد جا کر بطیحہ کو مہلہل کی کمک کے لئے لکھ بھیجا ادھر اہل واسط کی کمک پر قسنقر برسقی نے ان کے بلوانے پر ایک لشکر بغداد سے بھیج دیا مہلہل کو شکست فاش دے کر گرفتار کر لیا۔ اور اس کے علاوہ ایک گروپ کمانڈروں کا بھی گرفتار ہو گیا مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد ہزاروں سے بڑھ گئی اس کے بعد بطیحہ سے مظفر قتل وغارت اور تخت وتاراج کرتا ہوا واسط کے قریب پہنچ گیا اور مہلہل کی شکست کا حال سن کر فوراً اہل واسط کو اس کی آمد واپسی کی خبر ملی تو انہوں نے دبیس کا وہ خط مظفر کے پاس بھیجا دیا جو مہلہل کے سامان سے برآمد ہوا تھا دبیس نے اپنے خاص دستخط سے اس خط میں مہلہل کو مظفر کی گرفتاری کا حکم لکھا تھا مظفر اس خط کو دیکھنے سے سخت حیرت میں پڑ گیا تھوڑی دیر کے بعد جب طبیعت کو کچھ سکون ہوا تو اس نے بھی اہل واسط سے ساز باز کر لی اور دبیس سے منحرف و باغی ہو گیا۔

دبیس کی بغاوت:......دبیس کو جب یہ خبر ملی کہ اس کے بھائی منصور کو سلطان محمود نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا ہے اور اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادیں ہیں تو وہ بھی علم مخالفت بلند کر کے باغی ہو گیا۔ اس کے صوبہ میں خلیفہ کے جتنے کانوں اور املاک تھیں سب کے سب کو لوٹ کر برباد کر دیا۔ چاروں طرف ہنگامہ برپا ہو گیا امن و عافیت کا نام بھی باقی نہ رہا۔ اہل واسط نے بھی مہلہل کو گرفتار کر کے نعمانیہ کی جانب قدم بڑھائے اور تھوڑے سے وقت میں دبیس کے حامیوں کو نعمانیہ سے باہر نکال دیا خلیفہ نے آقسنقر برسقی کو دبیس کے خلاف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ لہٰذا اس نے فوجیں مرتب کیں اور سامان جنگ درست کر کے جنگ پر روانہ ہو گیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے آقسنقر برسقی موصل کے علاوہ واسط کی بھی حکومت عطا کر دی اسنے عمادالدین زنگی بن آقسنقر برسقی کو اپنی طرف سے واسط روانہ کیا۔

نظام الدولہ کی وزارت:......ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ دبیس نے شرائط مصالحت میں وزیر السلطنت جلال الدین ابن علی بن صدقہ کی گرفتاری کو بھی شامل کیا تھا چنانچہ خلیفہ نے اس کو ماہ جمادی الاول ۵۱۶ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں گرفتار کر لیا اور اس کے بجائے شرف الدین علی بن طراد زینبی وزارت کا کام کرنے لگا جلال الدین ابوالرضی یعنی وزیر السلطنت جلال الدین کا بھتیجا گرفتاری کے وقت خوف سے موصل بھاگ گیا سلطان محمود کو اس کی خبر ملی تو اس نے نظام الدولہ ابونصر احمد بن نظام الملک کی وزارت کی سفارش کی اس تعلق سے کہ اس نے اس کے بھائی شمس الملک عثمان بن نظام الملک وزیر بنایا تھا......... ❶ چنانچہ خلیفہ نے سلطان محمود کی سفارش پر نظام الدولہ کو عہدۂ وزارت عطا کر دیا۔

❶......اس مقام پر اصل کتاب میں جگہ خالی ہے جبکہ ہمارے پاس موجود نسخے میں اس مقام پر یہ عبارت ہے کہ اس کو اس وقت وزیر بنایا جب فرقہ باطنیہ نے ہمدان میں اس کے وزیر کمال ابوطالب سمیری کو قتل کر دیا تھا (ثناءاللہ محمود)

نظام الدولہ کی معزولی:......نظام الدولہ وہی شخص ہے جو ۵۰۰ھ میں سلطان محمد کا وزیر تھا، مگر سلطان محمد نے کسی وجہ سے اس کو معزول کر دیا تھا، لہٰذا یہ اس زمانہ سے بغداد میں خانہ نشین رہا پھر جب اس کو قلمدان وزارت عطا ہوا تو معزول وزیر جلال الدین نے یہ خیال کر کے کہ اب آئندہ یہ عہدہ مجھے نہیں ملے گا خلیفہ سے سلیمان بن مہارش کے پاس حدیثہ غانہ جانے کی اجازت چاہی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دے دی چنانچہ جلال الدین بغداد کو خیر آباد کہہ کر حدیثہ غانہ کی طرف روانہ ہوا راستے میں رہزنوں نے سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ اور قید بھی کر لیا مگر چند دن کے بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے اس کو قید سے رہائی مل گئی اس کے بعد ۵۱۷ھ میں سلطان محمود نے اپنے وزیر شمس الملک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا خلیفہ مسترشد نے بھی اس کے بھائی نظام الدولہ ابونصر احمد کو اس کی وزات سے معزول کر کے معزول وزیر جلال الدین کو عہدۂ وزارت پر پھر بحال کر دیا۔

دبیس اور خلیفہ مسترشد کی جنگ:......بیس نے جنگ برسقی میں عفیف (خادم خلیفہ) کو گرفتار کر لیا تھا اس کے بعد ۵۱۷ھ میں اس کو رہا کر دیا اور ایک خط خلیفہ کی خدمت میں روانہ کیا جس میں برسقی کو جنگ پر بھیجنے اور سلطان محمود کے جگہ سے اس کے بھائی منصور کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروانے پر بغداد کے لوٹنے کی دھمکی دی تھی، خلیفہ کو یہ غیر مہذب تحریر دیکھنے سے سخت برہمی اور غصہ پیدا ہوا چنانچہ اسی وقت آقسنقر برسقی کو دبیس کی سرکوبی کیلئے روانگی کا حکم دیا چنانچہ آقسنقر برسقی نے اسی سال کے ماہ رمضان میں درست کر کے دار الخلافت بغداد سے دبیس کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کر دیا اور زیر کنٹرول علاقوں سے امدادی فوجیں طلب کر لیں سلیمان بن مہارش گورنر حدیثہ بنی عقیل کے ساتھ اور قیرواش بن مسلم وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لے کر پہنچ گئے۔ دبیس نے یہ خبر پا کر نہر ملک کو جو خلیفہ کے خرچ خاص کا تھا لوٹ لیا۔ خلیفہ میں یہ خبر سننے سے بے حد ناراضگی اور جوش پیدا ہو گیا اس نے دار الخلافت بغداد میں منادی کرا دی کہ ''کوئی لشکری بغداد میں کسی غرض سے نہ ٹھہرے جگہ سامان سفر و جنگ درست کر کے میدان جنگ چلا جائے لشکریوں کے علاوہ رعایا اور عوام الناس میں جس دن چاہے شاہی لشکر میں آ جائے، سامان جنگ اور سفر خلیفہ خود عطا فرمائیں گے'' اہل بغداد اعلان سن کر شاہی کیمپ میں جوق جوق آنے لگے، خلیفہ نے ان لوگوں کو اسلحہ اور سامان سفر دینا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ سارے اہل بغداد شاہی کیمپ میں آ گئے۔

خلیفہ کی روانگی:......بیسویں ذی الحجہ کو خلیفہ نے بیرون بغداد فوجیں مرتب کیں اور اس کے چوتھے دن دبیس سے جنگ کیلئے دجلہ عبور کیا سر پر سیاہ عمامہ بدن پر سیاہ قباء، کندھے پر چادر اور ہاتھوں میں چھڑی تھی کمر بندھی ہوئی تھی جس پر عمدہ نفیس پٹی لگائے ہوئے تھا وزیر السلطنت نظام الدولہ، نقیب الطالبین، نقیب النقباء علی بن طراد شیخ الشیوخ صدر الدین ❶ اسماعیل وغیرہ ساتھ تھے۔ آقسنقر برسقی کو اس کی خبر ملی تو سنتے ہی خلیفہ مآب کے لشکر میں واپس آ گیا اور خلیفہ نے حدیثہ پہنچ کر قیام کیا اراکین دولت اور امراء لشکر کو ایک خاص مجلس میں جمع کر کے جنگ کی بیعت لی اور اگلے دن کوچ کر کے مبارکہ میں پڑاؤ کیا۔ آقسنقر برسقی اپنی فوج کو جنگ کے ارادے سے مرتب کرنے لگا خلیفہ مسترشد مع اپنے مصاحبوں کے لشکر کے پیچھے رونق افروز تھا۔

لشکروں کی شان میں فرق:......دبیس بھی جنگ کی تیاری کر رہا تھا اس کی ہر صف کے آگے عورتیں اور مخنث (ہیجڑے) کا بجا رہے تھے اور خلیفہ کی فوج میں حفاظ اور قاری، قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے شاہی جھنڈوں کے ساتھ امیر کر برادی بن خراسان تھا ساقہ میں سلیمان بن مہارش اور میمنہ، میں برسقی، ابوبکر بن الیاس اور امراء بلخیہ اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ موجود تھے۔

جنگ کا آغاز:......پہلے دبیس کے لشکر سے عنتر بن ابوالعسکر نے میمنہ پر حملہ کیا ابوبکر بن الیاس امیر میمنہ کے پاؤں ڈگمگا گئے اس کا بھتیجہ مارا گیا۔ ابوبکر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ عنتر نے دوسرا حملہ کر دیا۔ قریب تھا کہ ابوبکر شکست کھا کر بھاگ جاتا مگر عماد الدین زنگی بن آقسنقر نے اس کا احساس کر کے لشکر واسط کو یلغار کا اشارہ کر دیا پھر کیا تھا عنتر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ساری فوج جو اس کے دستے میں تھی تتر بتر ہو گئی۔ عنتر اپنے اسٹاف کے سرداروں سمیت گرفتار ہو گیا، اس کے بعد فیصلہ کن جنگ شروع ہو گئی اور صفوں کی ترتیب ختم ہو گئی سب کے سب گتھم گتھا ہو گئے خلیفہ کے لشکر کا ایک حصہ جس میں تقریباً پانچ سو سپاہی تھے کمین گاہ میں چھپا ہوا تھا جس وقت گھمسان کی لڑائی ہونے لگی فوج کے اس حصے نے کمین گاہ سے نکل کر دبیس کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ آگے سے خلیفہ مسترشد برہنہ تلوار لیئے با آواز بلند تکبیر کہتا ہوا بڑھا، دبیس کا لشکر مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ کھڑا ہو فتحمند لشکر نے بھگوڑوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا جنگ کے بعد دربار خلافت میں قیدی پیش کئے گئے چنانچہ مردوں کو تو خلیفہ کے سامنے قتل کر دیا گیا

❶......صدر الدین اسماعیل بن ابوسعید، مشہور صوفی گذرے ہیں، بغداد میں ۵۱۴ھ میں وفات ہوئی۔ (شذرات الذہب صفحہ ۱۲۸ جلد ۴)

عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنالیے گئے اور یوم عاشورا ۵۱۷ھ کوخلیفہ مسترشد کامیابی کے ساتھ بغداد واپس آ گیا۔

اہل مشقر اور دبیس: ...... دبیس نے شکست کھا کر عرب کے ایک گروہ کے پاس جا کر دم لیا اوران لوگوں سے امداد کی درخواست کی ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد وسلطان محمود کی ناراضگی کے خیال سے اعانت وکمک سے انکار کردیا تب دبیس نے مشقر (مضافات بحرین) میں جا کر قیام کیا اور اہل مشقر سے مدد مانگی، اہل مشقر دبیس کے بہکاوے میں آ گئے اورامداد کا وعدہ کرلیا، دبیس نے اہل مشقر کو جمع کر کے بصرہ پرحملہ کردیا امیر بصرہ کواس کی خبر نہ تھی، تاہم مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی جس میں امیر بصرہ مارا گیا اور بصرہ دبیس کے ہاتھوں تخت وتاراج ہوگیا، خلیفہ مسترشد کواس کی خبر ملی تو آقسنقر برسقی کوغفلت پر سخت وسست کہہ کر دبیس کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا، دبیس نے یہ سن کر بصرہ چھوڑ دیا، آقسنقر برسقی نے عمادالدین زنگی کو بصرہ کی آبادی کو بچانے کے لئے مامور کیا عمادالدین نے نہایت مستعدی سے بصرہ کی حفاظت کی اوراس کے اطراف وجوانب سے سرکش اور باغی عربوں کومنتشر کردیا۔ دبیس نے بعیر پہنچ کر عیسائیوں سے ساز باز کرلی اوران کے ساتھ مل کر حلب کا محاصرہ کیا لیکن عیسائیوں نے کامیابی کی صورت نہ دیکھی۔ ۵۱۸ھ میں وہ حلب کے محاصرے سے دست کش ہو کر چلے گئے اور دبیس، ملک طغرل بن سلطان کے پاس چلا گیا۔ طبعیت میں چین نہ تھا لہٰذا ملک طغرل کوعراق پر قبضے کا لالچ دیا اور کہہ سن کر اسے اس پر تیار کرلیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

برتقش کی تقرری: ...... مذکورہ واقعات کے اتفاقات سے خلیفہ کوآقسنقر برسقی شحنہ بغداد سے نفرت اورکشیدگی پیدا ہوگئی چنانچہ سلطان محمود کولکھ بھیجا "آقسنقر برسقی کوحکومت عراق سے معزول کر کے موصل کی حکومت پر بھیج دیا جائے، میں اس کی صورت دیکھنے کا روادار بھی نہیں ہوں" سلطان محمود نے اس کی ترغیب تحریر کے مطابق برسقی کوعیسائیوں کے خلاف جہاد کرنے کی غرض سے موصل روانگی کا حکم صادر کر کے اپنی اولاد میں سے ایک کم سن بچہ کواس کے ساتھ موصل جانے کے لیے روانہ کیا۔ اور بغداد کی شحنگی برتقش زکوی کوعطا کردی چنانچہ جب برتقش زکوی کا نائب دارالخلافت بغداد میں آیا برسقی اس کوچارج دے کر شہزادے کے ساتھ موصل چلا گیا۔ اورعمادالدین زنگی گورنر بصرہ کو بصرہ سے موصل بلوالیا مگر عمادالدین زنگی موصل جانے کے بجائے سلطان محمود کے پاس اصفہان پہنچ کر سلطان محمود اس سے بڑی آؤ بھگت سے ملا اوراسے بصرہ بطور جاگیر عنایت فرما کے پھر بصرہ کی جانب واپس بھیج دیا❶۔

ملک طغرل ودبیس عراق میں: ...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ دبیس بن صدقہ حلب کے محاصرے کے بعد ملک طغرل کے پاس چلا گیا تھا۔ ملک طغرل نے دبیس کی عزت افزائی کی اوراپنے خاص مصاحبوں میں شامل کرلیا دبیس نے ملک طغرل کو قبضہ عراق پر ابھارنا شروع کیا۔ اور جب یہ پس وپیش کرنے لگا تو دبیس نے قبضہ عراق کا بیڑہ اٹھالیا۔ چنانچہ ملک طغرل ۵۱۹ھ میں فوجوں کو تیار کر کے عراق کی طرف بڑھا۔ دقوقا پہنچ کر پڑاؤ کیا مجاہدالدین بہروز تکریت سے خلیفہ کوملک طغرل اور دبیس کی آمد اوران کے ارادے سے مطلع کیا خلیفہ نے ان دونوں سرکش اور باغیوں کے مقابلے کے لئے سفر وجنگی تیاری کا حکم دے دیا۔ "برتقش زکوی شحنہ بغداد کو یہ اشارہ ملا کہ تم فراہمی لشکر میں مصروف اور ہر وقت جنگ کے لئے تیار رہنا۔" اہل بغداد کے علاوہ بارہ ہزار فوج جمع ہوگئی۔

خلیفہ کا بغداد سے کوچ: ...... پانچویں صفر ۵۱۹ھ کوخلیفہ نے دارالخلافت بغداد سے نکل کر صحراء شماسیہ میں قیام فرمایا۔ ملک طغرل نے یہ سن کر خراسان کی جانب قدم اٹھائے اوراسکے لشکریوں نے غارتگری شروع کردی رباط جلولا پہنچ کر ملک طغرل نے پڑاؤ کیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ نے اپنی فوج کواس کی طرف بڑھایا اور "دسکرہ" پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد کا لشکر بھی آ گیا اور وہ بھی دسکرہ ہی میں ٹھہرا ملک طغرل اور دبیس نے رباط جلولاء سے نک کر ہارونیہ میں قیام کیا ملک طغرل اور دبیس کے درمیان میں یہ طے پایا کہ پہلے دونوں متحد ہو کر جسر نہروان کو عبور کرلیں اوراس کے بعد دبیس تو پایاب مقامات اور گھاٹوں کی حفاظت ونگرانی کرتا رہا اور ملک طغرل نے اپنی فوج کو دارالخلافت بغداد کی طرف بڑھایا۔ مگر اتفاقاً کچھ ایسے موانع پیش آ گئے کہ وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ زور کی بارش ہوگئی اور ملک طغرل تپ شدید میں مبتلا ہوگیا۔ رسد وغلہ کی کمی سے فوج میں فاقہ کشی کی نوبت پہنچ گئی۔ دبیس دریا عبور کرنے کی غرض سے نہروان آیا اوراس کا بھوک سے برا حال ہورہا تھا۔

---

❶ ...... یہ واقعات ۵۱۸ھ کے ہیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۵)

دبیس کی اتفاقیہ فتح:......اتفاق سے چند اونٹ مل گئے جن پر کپڑے اور مختلف قسم کی کھانے پینے کی اشیاء لدی تھیں یہ اونٹ دار الخلافت بغداد سے خلیفہ کی خدمت میں جارہے تھے چنانچہ دبیس نے ان کو لوٹ لیا ادھر خلیفہ کے لشکر میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ دبیس نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کرلیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ پورے لشکر میں ایک ہل چل مچ گئی اور فوجی مال واسباب چھوڑ کر نہروان کی طرف بھاگ گئے۔ خلیفہ نے بھی دسکرہ سے نہروان کی جانب کوچ کر دیا۔ نہروان پہنچے تو دبیس اور اس کے ساتھیوں کو سوتے ہوئے پایا۔ شور وغل سے دبیس کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ خلیفہ علم خلافت کے نیچے رونق افروز ہیں چنانچہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا زمین بوسی کی اور خوشامد سے عاجزی اور اطاعت کا اظہار کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد اس سے صلح کرنے پر مائل ہوگیا مگر اس دوران وزیر السلطنت جلال الدین پہنچ گیا۔ اس نے خلیفہ کو اس رائے سے پھیر لیا اس کے بعد خلیفہ کا لشکر نہروان کے پل کو عبور کر کے اپنی غیر حاضری کے پچیسویں دن بغداد پہنچ گیا۔ اور دبیس ملک طغرل کے پاس لوٹ گیا۔

طغرل اور دبیس سنجر کے پاس:......اس کے بعد ملک طغرل اور دبیس نے باتفاق رائے ملک سنجر کی طرف کوچ کر دیا اور ہمدان سے ہو کر گذرے تو اطراف وجوانب کے شہر اور قصبات کو لوٹ لیا۔ شاہی عمال سے تاوان اور جرمانے وصول کئے۔ سلطان محمود نے یہ خبر سن کر ملک طغرل اور دبیس کا تعاقب کیا چونکہ ملک طغرل اور دبیس میں اس کا مقابلہ کرنے کی قوت نہ لہٰذا بھاگ کھڑے ہوئے اور ملک سنجر کے پاس خراسان میں جا کر دم لیا۔ اور خلیفہ مسترشد اور برنقش شحنہ نے بغداد کی شکایات کے دفتر کھول دیئے۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی نا چاقی:......۵۲۰ھ میں برنقش زکوی شحنہ بغداد اور خلیفہ مسترشد کے نواب میں چپقلش شروع ہوگئی خلیفہ مسترشد نے برنقش زکوی کو عتاب کا خط تحریر کیا تو برنقش کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوگیا ماہ رجب میں بغداد کو خیر آباد کہہ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مسترشد نے فوجیں تیار کرلی ہیں۔ اسباب جنگ بھی کافی مقدار میں حاصل کرلیا ہے۔ مالی قوت بھی ان کی کسی حد تک قابل اطمینان ہے اگر حکومت پناہ، دار الخلافت بغداد کے قبضے سے ذرا بھی سستی کریں گے تو خلیفہ مسترشد کی بڑھی ہوئی طاقت کا مقابلہ کرنا دشوار ہوجائے گا اور پھر وہ آپ کے قبضہ اقتدار سے باہر ہوجائے گا۔ سلطان محمود نے فوج کو تیاری کا حکم دے دیا۔ اور سامان سفر درست کر کے عراق کی جانب کوچ کر دیا۔

سلطان کی بغداد روانگی:......خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر ملی تو کہلوا دیا کہ ''چونکہ دبیس کی بغاوت وسرکشی کی وجہ سے زیر کنٹرول علاقوں میں امن وعافیت کا وجود ختم ہو رہا ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ تم عراق واپس چلے جاؤ۔ اور جتنے پیسوں کی ضرورت ہو ہم تمہیں دینے کے لئے تیار ہیں۔'' اس پیغام سے سلطان محمود کے شکوک نے یقین کی صورت اختیار کرلی۔ اور وہ سارے خیالات جو برنقش نے جما دیئے تھے مجسم صورت ہو کر سامنے آ گئے۔ چنانچہ نہایت تیزی سے سفر طے کرنے لگا۔ خلیفہ مسترشد نے ناراض ہو کر بغداد کے مغربی ساحل کو اس بات کے اظہار کے لئے عبور کرلیا کہ اگر سلطان محمود نے ذرا بھی قدم آگے بڑھائے تو میں بغداد چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ملی تو اپنی جسارت اور جرأت کی معافی مانگی او بغداد میں واپس آنے کی درخواست کی خلیفہ نے انکار کر دیا۔ سلطان محمود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ اور وہ غضبناک ہو کر بغداد کی طرف چل دیا۔ اور خلیفہ مسترشد مغربی بغداد میں ٹھہرا رہا۔

عفیف اور عماد کی جنگ:......پھر اپنے خادم خاص عفیف کو ایک لشکر کے ساتھ واسط کی جانب سلطان محمود کے نواب سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ عماد الدین حکومت بصرہ پر تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ الغرض عفیف اور عماد الدین کی جنگ ہوگئی جس میں عفیف کے لشکر کو شکست ہوئی۔ ایک بڑا گروہ اس کے لشکر کا مارا گیا۔ عفیف بڑی مشکل سے بھاگ کر خلیفہ کی خدمت میں پہنچ گیا خلیفہ نے کشتیاں جمع کرائیں اور قصر خلافت کے سارے دروازے سوائے باب نوبی کے بند کرا دیئے۔

سلطان محمود کی بغداد آمد:......اتنے میں سلطان محمود دسویں ذی الحجہ ۵۲۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا اور باب شماسیہ پر پڑاؤ کر دیا اس نے سپاہیوں کو لوگوں کے مکانات میں قیام کرنے سے منع کر دیا۔ خلیفہ مسترشد نے واپس جانے اور صلح کرنے کا پیغام بھیجا مگر سلطان محمود نے صلح اور واپسی سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد سلطانی لشکر کا ایک گروپ موقع پا کر پہلی محرم ۵۲۱ھ میں قصر خلافت میں گھس گیا اور تاج پر قبضہ کرلیا۔ اس سے عوام الناس

میں بیحد اشتعال پیدا ہوگیا اور وہ جمع ہوکر خلیفہ مسترشد کی خدمت میں پہنچے خلیفہ مسترشد بھی طیش میں آ کر نکل آیا۔ شمسہ سر پر تھا وزیر السلطنت آگے آگے تھا۔ نقارے بج رہے تھے بانسریاں بجائی جارہی تھیں اور خود باآواز بلند "یالہاشم" "یالہاشم" پکار رہا تھا کشتیوں کے پل بنائے جانے کا ارشاد فرمایا تو تھوڑی دیر میں پل بن کر تیار ہوگیا۔ ایک ہی دفعہ میں خلیفہ کے سب ساتھی دریا عبور کر گئے۔

جنگ اور صلح:......اس وقت خلیفہ کے میں پردوں کی آڑ میں ایک ہزار جنگ جو روپوش تھے سلطانی لشکر بے خوف ہوکر غارتگری میں مصروف تھا۔ خلیفہ کے ہمراہیوں نے پہنچ کر ان کو قتل وقید کرنا شروع کر دیا اور عوام الناس نے سلطانی امراء کے مکانات لوٹ لئے۔ خلیفہ مسترشد نے تیس ہزار بغداد کے جنگجوؤں کے ساتھ شرقی ساحل عبور کرلیا۔ دمدمے، خندقیں، اور مورچے کے بنانے کا حکم صادر کر دیا۔ رات بھر میں بغداد کی حفاظت کا مکمل انتظام کرلیا گیا لڑائی کا سلسلہ برابر جاری تھا ہر دن دجلہ کے کنارے خون کا دریا بہایا جاتا تھا مگر اس دوران عمادالدین زنگی ایک عظیم لشکر لے کر بصرہ سے پہنچ گیا جس نے دریا اور خشکی کو گھیر لیا اس سے سلطان محمود کے حوصلے بڑھ گئے مجموعی قوت سے اہل بغداد پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی چنانچہ خلیفہ نے اپنی کمزوری کا احساس کر کے صلح کا پیغام دے دیا۔ چونکہ سلطان محمود بھی روزانہ کی جنگ سے تنگ آ گیا تھا اس لئے فریقین میں صلح ہوگئی۔

صلح کے بعد:......صلح کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں مقیم رہا اس کے بعد بیمار ہوگیا۔ طبیبوں نے بغداد چھوڑ دینے کی رائے دی۔ چنانچہ اس ماہ کی کسی تاریخ میں سلطان محمود نے بغداد سے ہمدان کی جانب کوچ کر دیا۔ اور روانگی کے وقت خلیفہ نے ہدایا، تحائف اور انعامات دیئے جس کو سلطان نے بسر وچشم قبول کرلیا۔ اور غور وفکر کے بعد عمادالدین زنگی کو بغداد کا شحنہ مقرر کر دیا۔

جیسے ہی سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا اپنے وزیر ابوالقاسم علی بن ناصر نشابادی ❶ کو خلیفہ مسترشد سے سازش کے الزام میں گرفتار کر کے شرف الدین نوشیرواں بن خالد کو قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔ شرف الدین اس کی گرفتاری کے وقت بغداد میں تھا۔ سلطان محمود کے بلانے پر ماہ شعبان میں بغداد سے روانہ ہوکر اصفہان پہنچا۔ اور دربار سلطانی میں حاضر ہوکر خلعت ووزارت سے سرفراز ہوا۔ اس عہدے سے سرفراز کئے جانے پر امراء ورؤساء نے نذریں پیش کیں خلیفہ نے بھی چند تحفے دیئے۔ چنانچہ اس نے دس ماہ تک وزارت کی پھر اس کے بعد استعفاء دے کر بغداد واپس چلا گیا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم اس زمانہ سے مسلسل قید میں رہا حتی کہ دوسرے سال سلطان سنجر "رے" آیا اور اس کو رہا کر کے سلطان کا وزیر بنوا دیا۔

سلطان محمود اور ملک سنجر:......جس وقت دبیس ملک سنجر کے پاس پہنچا ملک طغرل بھی اس کے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے ملک سنجر کو خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی طرف سے بدظن کرنا شروع کر دیا رفتہ رفتہ ان دونوں کی مخالفت کا خیال اس کے دماغ میں جما دیا پھر عراق پر قبضہ کر لینے کی لالچ دی۔ چنانچہ ملک سنجر سامان سفر وجنگ درست کر کے کوچ وقیام کرتا ہوا "رے" پہنچ گیا۔ سلطان محمود اس وقت ہمدان میں تھا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کو اس آزمائش کے لئے کہ آیا وہ میرا فرماں بردار ہے یا نہیں بلوالیا۔ سلطان محمود کا دل تو صاف ہی تھا وہ چچا سے ملنے روانہ ہوگیا جس وقت ملک سنجر کی لشکر گاہ کے قریب پہنچا۔ ملک سنجر نے ساری فوج کو استقبال کا حکم دیا اور خود بھی عزت واحترام سے ملک محمود سے ملا اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود ایک مدت تک ملک سنجر کے پاس مقیم رہا اس کے بعد ملک سنجر پندرہویں ذی قعدہ کو خراسان روانہ ہوا روانگی کے وقت دبیس کو سلطان محمود کے سپرد کر کے یہ ہدایت کی کہ اس کو اس کے شہر واپس کر دینا، ملک سنجر کی روانگی کے بعد سلطان محمود بھی ہمدان لوٹ گیا دبیس اس کے ساتھ تھا۔ ہمدان میں چند دن قیام کر کے بغداد چلا گیا۔ نویں محرم ۵۲۳ھ کو دارالخلافت میں داخل ہوا۔ اور دربار خلافت میں دبیس کو پیش کر کے اسے معاف کرنے کی سفارش کی۔ خلیفہ نے اس شرط پر اس کی غلطی معاف فرمائی کہ اس کو حلہ کے علاوہ اور کسی صوبہ کی حکومت دی جائے۔ چنانچہ دبیس نے ایک لاکھ دینار خرچ کر کے موصل کی گورنری حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عمادالدین زنگی کو اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ تحائف اور ہدایا لے کر چپکے سے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور ایک لاکھ دینار بطور نذر پیش کئے۔ سلطان محمود نے اس کو دوبارہ موصل بھیج دیا اور بہروز کو بغداد کی شحنگی عنایت کی حلہ کی نگرانی بھی اس کے متعلق کر دی گئی۔

دبیس کی شرارت اور فرار:......اس کے بعد ماہ جمادی الآخر ۵۲۳ھ میں سلطان محمود نے ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ اتفاق سے ہمدان پہنچ کر

---

❶...... کامل ابن اثیر صفحہ ۶۰۷ جلد ۶ پر ,,نشابادی,, کے بجائے ,,انسابادی,, لکھا ہے۔

بیمار ہوگیا اس سے دبیس کو موقع مل گیا اور وہ عراق پہنچ گیا خلیفہ مسترشد نے اس کے مقابلہ کی تیاری کی۔ دبیس نے بغداد سے اعراض کر کے حلہ کا راستہ لیا چنانچہ بہروز نے حلہ چھوڑ دیا اور دبیس نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں حلہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود نے اس کے بعد ہی امیر کنزل [1] اور امیر احمد یلی کو حلہ کی طرف روانہ کیا جنہوں نے دبیس کی ضمانت اور اس سے آئندہ سرکشی نہ کرنے کی ذمہ داری لی تھی۔ دبیس یہ خبر سن کر خلیفہ مسترشد کو ملانے لگا اور معذرت کا خط لکھا خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوگیا مگر اس کے باوجود دبیس اپنی تدابیر اور عاملانہ حکمتوں سے غافل نہیں ہوا اور فوجیں اسباب جنگ اور روپیہ جمع کرتا جا رہا تھا یہاں تک کہ اس کی فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس دوران احمد یلی ماہ شوال میں بغداد پہنچا اور دبیس کے تعاقب میں فوراً روانہ ہوگیا۔ اس کے بعد ماہ ذیقعدہ میں سلطان محمود بھی دارالخلافت بغداد پہنچا دبیس نے ہدایا اور تحائف پیش کر کے معافی کی درخواست کی مگر سلطان محمود نے معاف کرنے سے انکار کیا چنانچہ دبیس حلہ کو خیرآباد کہہ کر بصرہ چلا گیا۔ اور بصرہ میں خلیفہ اور سلطان کا جتنا مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود یہ خبر سن کر آگ بگولا ہوگیا اور اسی وقت اس کے تعاقب پر ایک فوج مقرر کر دی۔ اس نے یہ خبر سن کر بصرہ چھوڑ دیا اور جنگل اور پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں چھپ گیا۔

سلطان داؤد کی تخت نشینی:...... ماہ شوال ۵۲۵ھ میں سلطان محمود کی اپنی حکومت کے تیرہویں برس وفات ہوگئی وزیر السلطنت ابوالقاسم نشاباذی اور اتابک آقسنقر احمد یلی کی رائے سلطان محمود کا بیٹا داؤد تخت حکومت پر بیٹھا۔ تمام بلاد جبل اور آذربائیجان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ نئے سلطان کی تخت نشینی کی وجہ سے ہمدان اور اس کے اطراف و جوانب میں ہنگامے اور فسادات برپا ہوگئے مگر بہت سے ختم بھی ہوگئے۔ وزیر سلطنت اس خیال سے کہ آئندہ کسی خطرے کا سامنا نہ کرنا پڑے سارا مال و اسباب لے کر سلطان سنجر کے پاس ''رے'' چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان داؤد نے ماہ ذیقعدہ ۵۲۵ھ میں ہمدان سے زنجان کی جانب کوچ کر دیا اور دربار خلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔

ملک مسعود کا تبریز پر قبضہ:...... اس دوران یہ خبر ملی کہ اس کا چچا ملک مسعود نے جرجان سے تبریز آکر اس پر قبضہ کر لیا ہے یہ خبر سنتے ہی فوج کو تیاری کا حکم دیدیا اور انتہائی جلدی سفر کے تبریز پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ چچا اور بھتیجے کی لڑائی شروع ہوگئی۔ آخر الامر دونوں میں صلح ہوگئی اور داؤد تبریز سے محاصرہ اٹھا کر ہمدان چلا گیا اور ملک مسعود نے تبریز سے باہر آکر تیاریاں شروع کر دیں تھوڑے دنوں میں جب ایک عظیم لشکر جمع ہوگیا تو سلطان داؤد کی مخالفت کا جھنڈا بلند کر کے ہمدان کی طرف کوچ کر دیا اور خلیفہ مسترشد سے کہلوا دیا کہ ''میرے نام کا خطبہ جامع مساجد میں پڑھے جانے کی اجازت دی جائے'' دربار خلافت سے جواب آیا ''فی الحال سلطان سنجر گورنر خراسان کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو شخص مستحق سمجھا جائے گا اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ اس جواب کے ساتھ ہی ملک سنجر کے پاس بھی ایک یادداشت بھیج دی گئی کہ خطبہ تمہارے ہی نام کا پڑھا جانا مناسب اور لائق ہے۔ کسی دوسرے کو اس کا استحقاق نہیں پہنچتا ہے۔ اس یادداشت سے ایک خاصہ موقع ہاتھ آگیا۔

زنگی اور قراجاساقی کی جنگ:...... اس کے بعد ملک مسعود نے عمادالدین زنگی گورنر موصل سے مدد طلب کی عمادالدین زنگی نے امداد و اعانت کا وعدہ کر لیا۔ اور لشکر تیار کر کے ملک مسعود کی جانب کوچ کر دیا رفتہ رفتہ معشوق تک پہنچ گیا اس دوران قراجاساقی گورنر فارس و خوزستان بھی ملک سلجوق شاہ ابن سلطان محمد کے ساتھ ایک عظیم لشکر لے کر بغداد پہنچ گیا اور دارالخلافت میں مقیم ہوگیا۔ خلیفہ نے اس سے عزت و احترام سے ملاقات کی اور اپنی ذات خاص کے لئے اس سے قسم لی۔ اس کے بعد ملک مسعود نے عباسیہ میں پہنچ پڑاؤ کیا۔ ملک سلجوق نے یہ خبر سن کر مقابلہ کے لئے سے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اتنے میں عمادالدین زنگی کے آنے کی خبر ملی تو قراجاساقی نے زنگی کی روک تھام کرنے کے لئے ساحل غربی کو عبور کیا چنانچہ زنگی اور قراجاساقی میں لڑائی چھڑ گئی اور ایک خونریز جنگ کے بعد زنگی کا لشکر بھاگ گیا اور زنگی اپنی جان بچا کر تکریت کی طرف بھاگ گیا۔ ان دنوں قلعہ تکریت کا حاکم نجم الدین ایوب یعنی صلاح الدین یوسف کا والد تھا اس نے زنگی کو عبور کرنے کے لئے کشتیاں فراہم کر دیں اور پل بندھوا دیا۔ زنگی نے جیسے تیسے دریا عبور اور مکمل اطمینان سے اپنا راستہ لیا۔

مسعود اور خلیفہ کی صلح:...... اس کے بعد ملک مسعود عباسیہ سے اپنے بھائی ملک سلجوق کے مقابلہ پر آیا اور اسی مقام پر مورچے قائم کئے جہاں

---

[1]...... کامل ابن اثیر صفحہ ۶۰۷ جلد ۶ پر امیر قزل لکھا ہے لہٰذا اسے قزل ہی پڑھا جائے۔

زنگی نے قائم کئے تھے مگر یہ سن کر کہ زنگی میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا ہے بغیر جنگ کئے بھاگ گیا۔ اور خلیفہ کو یہ دھمکی دینا شروع کی کہ سلطان سنجر عراق پر قبضہ کے لئے ''رے'' آ گیا ہے اگر خلیفہ اور سلجوق شاہ اور قراجا ساقی مجھ سے صلح کر لیں اور میرے ساتھ مل جائیں تو میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ سلطان سنجر عراق کا رخ نہیں کرے گا۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ عراق پر خلیفہ کا قبضہ وتصرف جاری ونافذ رہے گا خلیفہ کے عمال اور نواب اس پر جس طرح چاہیں اپنا تصرف جاری کریں مگر حکومت کی باگ ڈور میرے قبضہ اقتدار میں رکھی جائے اور سلجوق شاہ کے بارے میں یہ وعدہ دیا جائے کہ میرے بعد وہ تاج وتخت کا وارث ہوگا۔ خلیفہ اور سلجوق شاہ نے اس جھانسے میں آ کر صلح کی شرائط منظور کر لی۔ چنانچہ معاہدے کی تکمیل کے لئے ملک مسعود ماہ جمادی الاولی ۵۲۶ھ میں بغداد آیا صلح نامہ لکھا گیا اور صلح ہو گئی۔

ملک سنجر کی پیش قدمی: ...... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان محمود کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا داؤد تخت حکومت پر بیٹھا تھا یہ بات اس کے چچا ملک سنجر کو ناگوار گذری لہٰذا فوجیں تیار کر کے ملک داؤد کو زیر کرنے کے لئے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا۔ اس کے ساتھ اس کا دوسرا بھتیجا ملک طغرل ❶ بن سلطان محمد بھی تھا۔ رفتہ رفتہ ملک سنجر ''رے'' پہنچ گیا۔ دو چار دن قیام کر کے ہمدان کا رخ کیا۔ سلطان مسعود کو اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ تو فوجیں مرتب کر کے اپنے بھائی سلجوق شاہ اور قراجا ساقی کے ساتھ ملک سنجر کی روک تھام کے لئے بڑھا۔ خلیفہ مسترشد بھی وعدہ کے مطابق اس مہم میں شریک ہونے کے لئے سلطان مسعود کی روانگی کے بعد روانہ ہوا۔

سلطان مسعود کی روانگی: ...... ملک سنجر نے ہمدان پہنچ کر دبیس کو حلہ عنایت کر کے بغداد کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا دبیس نے اپنی طرف سے عمادالدین زنگی کو بغداد کا شحنہ مامور کر کے بغداد کی روانگی کا حکم دیا اور اس کی روانگی کے بعد خود بھی روانہ ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد نے یہ خبر سن کر کہ زنگی اور دبیس بغداد کی طرف بڑھ رہے ہیں چنانچہ وہ ان دونوں سرکش اور باغیوں کے مقابلے کے لئے دارالخلافت کی جانب واپس لوٹ گیا اور سلطان مسعود اپنے امراء اور لشکر کے ساتھ ملک سنجر سے جنگ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ ملک سنجر مقام استر آباد میں ایک لاکھ فوج کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوتے تھا سلطان مسعود کا لشکر حریف کی کثرت سے گھبرا کر بغیر جنگ کئے چار منزل پیچھے ہٹ گیا جاسوسوں نے ملک سنجر کو اس کی اطلاع کر دی چنانچہ وہ اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دے کر تعاقب میں چل دیا۔

مسعود کی شکست: ...... آٹھویں رجب ۵۲۶ھ کو دونوں حریف کا ''مقام دینور'' میں مقابلہ ہوا۔ سلطان مسعود کے میمنہ پر قراجا ساقی اور امیر کنزل اور میسرہ پر یرتقش باز دار اور یوسف جاروش ❷ تھے۔ پہلا حملہ قراجا ساقی نے دس ہزار فوج کے ساتھ ملک سنجر کے لشکر کے قلب پر کیا۔ ملک سنجر مقابلہ کرتا ہو پیچھے ہٹ گیا۔ حملہ آور گروہ بہادری وجوش میں بڑھنے لگا۔ ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ نے میدان خالی دیکھ کر قراجا ساقی کو دونوں طرف سے گھیر لیا تیزی سے لڑائی ہونے لگی قراجا ساقی زخمی ہو کر گھوڑے سے گر گیا تو ملک سنجر کے سپاہیوں نے اسے گرفتار کر لیا سارا لشکر تتر بتر ہو کر بھاگ گیا سلطان مسعود اور اس کے ساتھی اس غیر متوقع شکست کی وجہ سے بھاگ گئے۔ اس بھاگ دوڑ میں بعض امراء قتل ہوئے اور بعض گرفتار کر لئے گئے مقتولوں میں یوسف جاروش بھی تھا۔ جنگ کے بعد قیدی ملک سنجر کے سامنے پیش کئے گئے ملک سنجر نے ان لوگوں کو زجر وتوبیخ کی پھر ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

مسعود کی سنجر سے ملاقات: ...... اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں معذرت کے سلسلے میں حاضر ہوا تو ملک سنجر بڑی عزت وتوقیر سے پیش آیا۔ گلے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ اپنے خاص خیمہ میں ٹھہرایا۔ اونچ نیچ سمجھائی اور خود رائی اور مخالفت پر ناراضگی ظاہر کی اور سند امارت دے کر گنجہ کی جانب بھیج دیا۔ دوسرے بھتیجے ملک طغرل تخت حکومت پر متمکن کر کے اس کی وزارت کا قلمدان ابوالقاسم نشابادی کو مرحمت کیا جو اس سے پہلے سلطان محمود کا وزیر تھا۔ چنانچہ ملک طغرل اپنے چچا ملک سنجر سے رخصت ہو کر خراسان واپس چلا گیا بیسویں ماہ رمضان

---

❶ ...... ملک طغرل، دبیس کے ہمراہ ملک سنجر کے پاس، قبل تخت نشینی ملک داؤد چلا گیا تھا اور اسی وقت وہ اس کے پاس مقیم تھا۔

❷ ...... بعض نسخوں میں، جاروس، لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

۵۲۶ھ کو نیشا پور پہنچا۔

خلیفہ کی فتح:......خلیفہ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں دبیس اور زنگی کے مقابلے کے لئے بغداد لوٹ گیا تھا بغداد پہنچ کر یہ خبر ملی کہ سلطان مسعود کو ملک سنجر سے شکست ہو گی۔ خلیفہ نے یہ سنتے ہی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور غربی ساحل عبور کر کے عباسیہ کی طرف روانہ ہو گیا ستائیسویں رجب ۵۲۶ھ کو قلعہ برامکہ پر زنگی اور دبیس سے مڈبھیڑ ہوئی۔ خلیفہ کے میمنہ پر جمال الدولہ اقبال تھا اور میسرہ پر مطر خادم۔ زنگی نے خلیفہ کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اقبال کے دستے کی فوج مقابلہ میں کمزور پڑی تو میدان جنگ سے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ مطر نے اس بات کا احساس کر کے حملہ آور گروہ پر پیچھے سے حملہ کیا۔ خلیفہ نے بھی نعرہ اللہ اکبر مار کر حملہ کیا اس کے بعد دبیس شکست کھا کر بھاگ گیا۔ زنگی نے انتہائی استقلال سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن فوج میں بھگدڑ مچ جانے کی وجہ سے ایک لمحہ بھی خلیفہ کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا چنانچہ میدان کارزار اپنے مقابل حریف کے سپرد کر کے وہ بھی بھاگ گیا۔

اقبال اور دبیس کی جنگ:......دبیس نے شکست کھا کر حلہ میں جا کے دم لیا۔ حلہ اور اس کے سارے مضافات پر اقبال کا قبضہ اور عمل دخل تھا۔ اقبال نے یہ خبر سن کر دار الخلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اپنی کمک پر طلب کر لی اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے دبیس کے سر پر پہنچ گیا۔ دبیس مقابلہ پر آیا، لڑائیاں ہوئیں اور آ کر کار میدان جنگ اقبال کے ہاتھ رہا دبیس نے بڑی جدوجہد سے اپنی جان بچائی اور بھاگ کر واسط پہنچ گیا۔ تھوڑے دنوں میں اس کے لشکری بھی اس کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے۔

انہی واقعات پر ۵۲۷ھ پورا ہو جاتا ہے۔ برتفش باز دار اور اقبال اپنی اپنی فوجیں تیار کر کے دبیس کی سرکوبی کے لئے آ گئے۔ پھر دریا اور خشکی میں لڑائی چھڑ گئی اہل واسط دبیس کے ہمراہ مقابلہ پر آئے۔ لیکن شکست فاش کھا کر بھاگ گئے۔

ملک داؤد کی شکست:......ملک طغرل کے تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد، ملک سنجر نے بغاوت وسرکشی کی وجہ سے احمد خان گورنر ماوراء النہر، خراسان کی جانب پیش قدمی کی۔ ان دنوں ملک داؤد آذربائیجان اور گنجہ کے علاقوں میں تھا اس واقعہ سے مطلع ہو کر فوجیں حاصل کیں اور ان کو مرتب اور مسلح کر کے ہمدان کی طرف بڑھا ملک طغرل بھی یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے میمنہ پر ابن برسق تھا۔ میسرہ پر کزل۔ مقدمۃ الجیش پر آقسنقر اور ملک داؤد کے میمنہ پر برتفش زکوئی تھا۔ ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں ہمدان کے قریب ایک گاؤں میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ برتفش نے کسی مصلحت سے جنگ کے شروع کرنے میں تاخیر کی تو ترکوں کو اس سے شبہ پیدا ہو گیا چنانچہ جمع ہو کر اس کے خیمہ کو لوٹ لیا اس سے ملک داؤد کے لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ پورے لشکر میں ہلڑ مچ گیا اس کا اتالیق آقسنقر احمد یلی جان کے خوف سے بھاگ گیا۔ ساری فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ حریف نے اس بات کا احساس کر کے حملہ کر دیا چنانچہ برتفش زکوری گرفتار ہو گیا اور ملک داؤد موقع پر کر نکل بھاگا۔ ایک مدت تک ادھر ادھر مارا پھرتا رہا اس کے بعد اپنے آقا آقسنقر کے ساتھ بغداد پہنچ گیا۔ خلیفہ نے شاہی محل میں عزت واحترام سے ٹھہرایا۔

سلطان مسعود کی بغداد آمد:......سلطان مسعود نے یہ سن کر کہ ملک داؤد کو ملک طغرل کے مقابلے میں شکست ہوئی ہے اور وہ شکست کھا کر بغداد چلا گیا ہے۔ بغداد کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ بغداد کے قریب پہنچ گیا۔ ملک داؤد نے بغداد سے نکل کر استقبال کیا۔ ایک دوسرے سے گلے ملے۔ پھر دونوں ساتھ ساتھ بغداد آئے۔ سلطان مسعود نے بغداد میں پہنچ کر ایوان شاہی میں قیام کیا۔ دار الخلافت بغداد کے منبروں پر اس کے نام کا اور اس کے بعد ملک داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ملک طغرل سے جنگ:......اس کے بعد سلطان مسعود اور ملک داؤد دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ سے مشورے میں یہ طے پایا کہ سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربائیجان پر فوج کشی کریں، دربار خلافت سے ان لوگوں کو مالی اور فوجی مدد دی جائے گی۔ چنانچہ اس مشورے کے مطابق سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربائیجان کی طرف روانہ ہوئے اور پہنچتے ہی پورے صوبہ پر قابض ومتصرف ہو گئے مقا اور دبیل میں ملک طغرل کے چند امراء تھوڑی سی فوج کے ساتھ رہتے تھے ان کو بھی ان لوگوں نے گھیر لیا چنانچہ بعض تو ان میں سے بھاگ گئے اور بعض قتل ہو گئے اس کے بعد ان دونوں حملہ آور سلطانوں نے ہمدان کا رخ کیا۔ اس کا بھائی ملک طغرل فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا سلطان

مسعود نے ہمدان میں داخل ہوکر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی دوران آقسنقر کو ایک شخص نے جو فرقہ باطنیہ سے تھا قتل کردیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قاتل نے سلطان مسعود کی سازش سے آقسنقر کو قتل کیا تھا۔

ملک طغرل کا حال:......ملک طغرل نے شکست کھانے کے بعد ''رے'' کا رخ کیا اور رفتہ رفتہ قم پہنچا یہاں بھی اس کو امن کی صورت نظر نہ آئی تو اصطہان کی طرف لوٹ گیا۔ اس غرض سے کہ اس کو سلطان مسعود اور ملک داؤد کے پنجۂ غضب سے بچائے سلطان مسعود بھی یہ خبر سن کر اصفہان کے محاصرے کے لئے بڑھا، چونکہ طغرل کو اہل اصفہان کے قول فعل کا اعتبار نہیں تھا اس لئے اس نے اصفہان چھوڑ کر بلاد فارس کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان کو چھوڑ کر ملک طغرل کا تعاقب کیا۔ تو طغرل کے بعض امراء لشکر نے گھبرا کر سلطان مسعود سے امن حاصل کرلیا جو باقی رہ گئے ان سے ملک طغرل مشکوک ہوگیا۔ چنانچہ ان لوگوں سے علیحدہ ہوکر بھاگتے بھاگتے ماہ رمضان ۵۲۷ھ میں ''رے'' پہنچ گیا۔ سلطان مسعود تو تعاقب ہی میں تھا وہ بھی سراغ لگاتا ہوا ''رے'' پہنچ گیا اور لڑائی چھڑ گئی جس میں ملک طغرل کو شکست ہوئی اور ایک گروپ اس کے کمانڈروں کا گرفتار کرلیا گیا اس کے بعد سلطان مسعود کامیابی کے ساتھ ہمدان لوٹ گیا، جس وقت ملک طغرل فارس سے ''رے'' آرہا تھا راستے میں اس کے وزیر ابوالقاسم نشابادی کو ماہ شوال ۵۲۷ھ میں قتل کردیا گیا تھا۔

مسترشد کی موصل روانگی:......جس وقت عمادالدین زنگی کو خلیفہ مسترشد کے مقابلے میں شکست ہوئی جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کرچکے تو عمادالدین زنگی نے موصل میں جاکر دم لیا اور پھر سلجوقی حکمران ہمدان میں آپس کی مخالفت کی وجہ سے آپس میں خانہ جنگی میں مبتلا ہوگئے اس وقت امراء سلجوقیہ آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے بغداد چلے گئے ان لوگوں کے آجانے سے خلیفہ مسترشد کے مضمحل وکمزور قوائے حکمرانی میں توانائی آگئی خلیفہ مسترشد نے ایک بزرگ ❶ کو جو اس وقت بڑے لوگوں میں سے تھے عمادالدین زنگی کے پاس اسے سمجھانے بجھانے کے لئے روانہ کیا۔ اس بزرگ سفیر نے زنگی کے پاس پہنچ کر سمجھانے بجھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بلکہ موعظت وپند میں سختی اور درشتی سے بھی کام لیا مگر زنگی نے ان کی بے توقیری کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈالدیا اس بناء پر خلیفہ مسترشد نے موصل کے محاصرہ کا ارادہ کرلیا۔ سلطان مسعود کو بھی اس کی ترغیب دی چنانچہ نصف ماہ شعبان ۵۲۷ھ مین بغداد سے تیس ہزار فوج کے ساتھ کوچ کیا۔

خلیفہ کی ناکام واپسی:......جس وقت موصل کے قریب پہنچا۔ زنگی نے موصل کو چھوڑ دیا اس کا نائب نصیرالدین چقر موصل میں ٹھہرا ہوا شہر کی حفاظت اور محاصرین سے مقابلہ کرتا رہا۔ زنگی نے موصل سے نکل کر سنجر کے پاس جاکر قیام کیا اور ایسی ہوشیاری سے باہر ہی باہر ناکہ بندی کرلی کہ خلیفہ مسترشد کی امداد ورسد کا راستہ منقطع ہوگیا جس سے خلیفہ کو بہت سے امور میں بے شمار تکلیفیں اٹھانا پڑیں مگر پھر بھی پورے تین ماہ موصل کا محاصر کئے رہا۔ پھر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر دارالخلافت بغداد لوٹ گیا اور کوچ وقیام کرتا ہوا۔ اسی سن کے یوم عرفہ کو بغداد پہنچ گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مطر خادم نے سلطان مسعود کی لشکر گاہ سے حاضر ہوکر یہ گذارش کردی تھی کہ سلطان مسعود عراق کا رخ کررہا ہے اس لئے خلیفہ موصل کا محاصرہ چھوڑ کر دارالخلافت کی جانب واپس چلا گیا تھا۔

طغرل اور مسعود کی جنگ:......جس وقت سلطان مسعود نے طغرل کو شکست کے بعد ہمدان کی طرف واپسی کی یہ خبر ملی کہ ملک داؤد بن محمود (سلطان مسعود کا بھتیجا) آذربائیجان مین باغی ہوگیا ہے چنانچہ فوراً لشکر کو، ازسرنو مرتب کر کے کوچ کردیا اور آذربائیجان کے ایک قلعہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا۔ ملک طغرل کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر بلاد جبل کی طرف قدم بڑھائے اور رفتہ رفتہ فوجیں بھی جمع ہوگئیں۔ چنانچہ اس نے بلاد جبل کے اکثر شہروں کو فتح بھی کرلیا پھر کیا تھا حوصلے بڑھ گئے اور سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لئے قزوین سلطان مسعود بھی یہ سن کر ملک طغرل کی سرکوبی کے لئے آیا چونکہ مقابلہ ہونے سے پہلے ملک طغرل نے سلطان مسعود کی فوج کے ایک حصے کو اپنے ساتھ ملالیا تھا اس لئے مقابلہ کے وقت سلطان مسعود کی فوج کا ایک حصہ بھاگ کھڑا ہوا جس سے چاروناچار سلطان مسعود کو ماہ رمضان ۵۲۸ھ کے آخر میں اپنے باغی بھتیجے سے شکست کھانا پڑگئی۔

---

❶......غالباً یہ شیخ بہاءالدین ابوالفتوح الاسفرائینی ہیں دیکھئے (کامل ابن اثیر صفحہ ۶۳۷)

مسعود کی عبرتناک شکست:……سلطان مسعود نے میدان جنگ سے شکست کھا کر بغداد کا راستہ لیا اور خلیفہ سے دار الخلافت میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ ان دنوں اس کا نائب بقش سلامی اس کے بھائی سلجوق شاہ کے ساتھ اصفہان میں تھا اس ناگہانی شکست کا حال سن کر یہ لوگ بھی بغداد آ گئے تھے سلجوق شاہ نے بغداد پہنچ کر شاہی میں قیام کیا۔ خلیفہ نے دس ہزار دینار خرچ کے لئے بھیج دیئے۔ اس کے بعد سلطان مسعود بغداد میں داخل ہو گیا۔ راستے میں اس نے بڑے بڑے مصائب اٹھائے۔ اس کے ساتھیوں کے پاس کافی سواریاں نہ تھیں کچھ لوگ سوار تھے اور کچھ پیدل تھے خیمے بھی نہ تھے۔ مال اور اسباب کی بھی کمی تھی۔ کسی کے بدن پر کپڑے بھی ثابت نہ تھے چنانچہ خلیفہ نے نئے خیمے ان کو دیئے۔ مال واسباب اور رقم فراہم کی عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ غرض پندرہویں شوال ۵۲۸ھ کو سلطان مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دار الحکومت میں قیام کیا اور ملک طغرل اپنی کامیابی کا جھنڈا لے کر ہمدان میں ٹھہرا رہا۔

دار الخلافت میں سازشیں:……دار الخلافت بغداد میں پہنچ کر سلطان مسعود کے ہوش حواس درست ہوئے تو دربار خلافت میں خلیفہ کی دست بوسی کے لئے حاضر ہوا خلیفہ نے تسلی وتشفی دی اور یہ ارشاد فرمایا ''تم ناگہانی شکست سے دل برداشتہ مت ہو اور پھر سے ہمت باندھ کر اپنے بھائی طغرل سے لڑنے کی تیاری کرو، میں اور اقبال اس مہم میں بہ نفس نفیس تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔'' سلطان مسعود نے خلیفہ کا شکریہ ادا کیا اور دربار خلافت سے اٹھ کر خوش خوش اپنے دار الحکومت میں آ گیا۔

امراء سلجوقیہ کا ایک گروپ فتنہ کے خوف اور آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے خلیفہ کی خدمت میں آ گیا تھا وہ سلطان مسعود کا ہم آہنگ حامی بن گیا۔ مگر ملک طغرل نے ان لوگوں سے خط وکتابت شروع کی اور آہستہ آہستہ ان سب کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اتفاق سے ملک طغرل کا ایک خط جو اسی گروپ کے ایک شخص کے پاس آیا ہوا تھا خلیفہ مسترشد کے ہاتھ لگ گیا۔ خلیفہ مسترشد کو ان سب کی طرف شک پیدا ہو گیا مگر صرف اسی شخص کو گرفتار کر کے اس کے مال واسباب کو لٹوا لیا جس کے نام خط آیا تھا۔ باقی دوسرے امراء سلجوقیہ، سلطان مسعود کے پاس بھاگ گئے مگر خلیفہ مسترشد نے ان کو بلوا لیا سلطان مسعود نے اس سے روکا اور مزاحمت کی۔ اس سے آپس میں کسی حد تک کشیدگی پیدا ہو گئی۔

ملک طغرل کی وفات:……اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد سے ملک طغرل کے خلاف جنگ پر چلنے کی درخواست کی ابھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ ماہ محرم ۵۲۹ھ میں ملک طغرل کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی تو سلطان مسعود نے سنتے ہی ہمدان کی طرف کوچ کر دیا چنانچہ فوجوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور رؤساء ملک وملت نے حاضر ہو کر فرمانبرداری واطاعت کی قسمیں کھائیں غرض ملک طغرل کا مرنا تھا کہ سلطان مسعود نے صوبہ ہمدان پر قبضہ کر لیا اور قلمدان وزارت شرف الدین انوشیروان خالد کو مرحمت کیا یہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ سلطان مسعود کے ہمراہ گیا تھا۔

سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد:……ہمدان پر سلطان مسعود کے قابض ہونے کے بعد امراء سلجوقیہ کے چند بڑے لوگوں کو سلطان مسعود سے منافرت وکشیدگی پیدا ہو گئی ان میں سے برنقش، کزل، سنقر گورنر ہمدان اور عبدالرحمٰن بن طغرل بیگ وغیرہ تھے۔ انہی لوگوں کے ساتھ دبیس بن صدقہ بھی تھا ان سب نے سلطان مسعود سے علیحدگی اختیار کر کے خلیفہ سے امن کی درخواست کی اور خراسان پہنچ کر برسق سے خلیفہ مسترشد کی اطاعت وفرمانبرداری کا آپس میں معاہدہ کر لیا۔ چونکہ خلیفہ مسترشد کو دبیس کی طرف سے بدظنی تھی اس لئے خلیفہ نے سدید الدولہ بن انباری سوائے دبیس کے دوسرے تمام امراء کا امان نامہ عطا کر کے ان لوگوں کے پاس روانہ کر دیا۔ چنانچہ دبیس سلطان مسعود کے پاس واپس آ گیا اور امراء بغداد چلے گئے۔ خلیفہ نے ان لوگوں سے عزت واحترام سے ملاقات کی، مگر اس طرح خلیفہ اور سلطان مسعود کے درمیان منافرت وکشیدگی بڑھ گئی۔

آپس کی جنگ کے لئے کوچ:……رفتہ رفتہ یہ منافرت اس حد تک پہنچ گئی کہ خلیفہ مسعود سے جنگ کرنے کے لئے بیسویں رجب ۵۲۹ھ میں بغداد سے خروج کر دیا مقام شفیع میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ گورنر بصرہ سے امداد طلب کی مگر اس نے سلطان مسعود کے خلاف امداد دینے سے انکار کر دیا مگر دوسرے امراء سلجوقیہ جو خلیفہ کے ہم رکاب تھے وہ خلیفہ کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے پر برابر ابھارتے اور امداد کا وعدہ کرتے رہے۔ خلیفہ کا مقدمۃ الجیش کوچ وقیام کرتا ہوا حلوان تک پہنچ گیا بعد اس کے ماہ شعبان میں خود خلیفہ نے بھی عراق میں اقبال خادم کو تین ہزار سواروں کے ساتھ چھوڑ کر کوچ کر دیا اس

دوران برسق بن برسق بھی آملا جس کی وجہ سے اس کی فوج کی تعداد سات ہزار تک پہنچ گئی۔ دیہاتوں کے امراء خلیفہ کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے خطوط لکھ رہے تھے سلطان مسعود کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے ان لوگوں کی دل جوئی کی اور اپنے ساتھ ملالیا۔ ان لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی۔ خلیفہ مسترشد کی فوج کے بھی بہت سے جنگجو سپاہی سلطان مسعود کے لشکر میں آ گئے جس سے خلیفہ کے لشکر میں صرف پانچ ہزار فوج باقی رہ گئی ملک داؤد بن محمود نے آذربائیجان سے یہ کہلا بھیجا" آپ سلطان مسعود کے لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے دینور کا رخ کیجئے" چنانچہ خلیفہ نے سلطان مسعود سے جنگ کے لئے دینور کی جانب کوچ کردیا۔ یرنقش باردار، کورالدولہ سنقر، کزل اور برسق بن برسق میمنہ میں تھے۔ جاولی برسقی، شراب سالار اور اعلیک میسرہ میں۔ اعلیک سلجوقی امیر ہے جو کو خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود سے سازش کرنے کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔

خلیفہ اور سلطان کی جنگ:......دسویں رمضان ۵۲۹ھ کو دونوں حریف آمنے سامنے جنگ کے دوران خلیفہ مسترشد کا میسرہ کمزور پڑ گیا۔ سلطان مسعود نے اس بات کا احساس کر کے اپنے میمنہ کو بڑھنے اور مسلسل حملے کرنے کا اشارہ کیا۔ خلیفہ مسترشد نے قلب لشکر کو میسرہ کی کمک پر بھیجا۔ مگر سلطان مسعود اس کو تاڑ گیا لہٰذا فوراً قلب لشکر پر حملہ کردیا چنانچہ خلیفہ کی فوج بھاگ گئی خلیفہ مسترشد اپنے اسٹاف سمیت گرفتار ہوگیا جس میں وزیر شرف الدین علی بن طراد زینبی، قاضی القضاۃ ❶، خطیب، فقہاء اور مشہود بھی تھے خلیفہ مسترشد کو ایک خیمہ میں ٹھہرایا گیا باقی قلعہ سرخاب ❷ میں قید کر دیئے گئے اس کے بعد سلطان مسعود میدان جنگ سے ہمدان کی جانب لوٹ گیا۔

خلیفہ کی گرفتاری کا ردعمل:......اس کامیابی کے بعد سلطان مسعود نے امیر بیگ ❸ آئے محمدی کو شحنہ مقرر کر کے بغداد کی جانب روانہ کیا اس کے ہمراہ عمید بھی تھا۔ چنانچہ وہ ماہ رمضان کے آخر میں بغدا پہنچا خلیفہ مسترشد کی جتنی املاک تھی سب کو ضبط کرلیا۔ قصر خلافت کو لوٹ لیا اس سے اہل بغداد کو سخت صدمہ ہوا۔ اور وہ اپنے خلیفہ کی گرفتاری پر روئے، عورتوں نے واویلا مچایا۔ عوام الناس منبر کی طرف دوڑ پڑے اور اس کو توڑ ڈالا، خطیب کو خطبہ نہیں پڑھنے دیا۔ بازاروں میں دھوم مچ گئی۔ سروں پر خاک اڑاتے شور وغل مچاتے ہوئے شحنہ بغداد کی فوج سے ٹکرا گئے۔ کشت وخون کا ہنگامہ گرم ہوگیا۔ خونریزی کے دروازے کھل گئے۔ گورنر اور حاجب شہر چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے فتنہ وفساد کے امن وعافیت کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی۔

اسی عرصہ میں ماہ شوال میں یہ خبر سنی گئی کہ ملک داؤد بن سلطان محمود نے مراغہ میں علم مخالفت بلند کردیا ہے۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے ملک داؤد سے جنگ کرنے روانہ ہوگیا اور قیدی خلیفہ مسترشد اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ یہیں سے آپس میں مصالحت کی بات چیت شروع ہوئی۔

راشد کی خلافت:......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ سلطان مسعود خلیفہ مسترشد کے ساتھ مراغہ کی جانب روانہ ہوگیا ہے۔ اور خلیفہ مسترشد ایک علیحدہ خیمہ میں نظر بند کردیا گیا ہے جس کی حفاظت پر ایک دستہ فوج متعین ہے مراغہ روانگی کے وقت سے سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد کے درمیان مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی آخر کار ان شرائط پر آپس میں صلح ہوگئی۔

۱)......خلیفہ مسترشد سلطان مسعود کو چار لاکھ دینار سالانہ ادا کیا کرے۔

۲)......خلیفہ مسترشد کو جنگ اور فتنہ کے خیال سے فوج رکھنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

۳)......کسی غرض سے کسی بھی وقت خلیفہ مسترشد دار الخلافت سے باہر نہیں نکلے گا۔

خلیفہ مسترشد کا قتل:......صلح نامہ لکھے جانے کے بعد فریقین کے وکلاء نے صلح نامہ کو اپنے اپنے دستخطوں سے مرتب کیا پھر خلیفہ مسترشد بغداد واپسی کے لئے سامان سفر درست کرنے لگا خلافت کی چادر ❹ سامنے لائی گئی اتنے میں یہ خبر ملی کہ ملک سنجر کا قاصد آیا ہے۔ اس لئے خلیفہ مسترشد

---

❶......یہ وزیر علی بن طراد زینبی کا چچازاد بھائی تھا۔ ❷......کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵۱ جلد ۶ پر "قلعہ سرجہان" لکھا ہے۔ ❸......کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵۱ جلد ۶ پر "آئے" کے بجائے "آبہ" لکھا ہے۔ ❹......خلافت کی چادر یا ردائے خلافت، اصل میں وہ زین یا وہ خاص پردہ تھا جو گھوڑے کی پیٹھ پر ڈالا جاتا تھا (جیسا کہ گھوڑے کو سجاتے وقت مختلف قسم کے کپڑے یا سجاوٹ ڈال دی جاتی ہیں) قلقشندی کہتا ہے کہ یہ پالان کا پردہ ہوتا تھا جو کہ کھال سے بنایا جاتا اور اس پر سونے سے کشیدہ کاری کی جاتی تھی، حکمرانوں کی سواری کے وقت وہ اس کے سامنے اٹھا کر لایا جاتا تھا جیسے دستے میں موجود خواص اٹھا کر چلتے اور دائیں بائیں رخ موڑتے رہتے تھے، یہ مملکت کے خواص میں سے تھا۔ صبح الاعشیٰ صفحہ ۷ جلد ۴

کی روانگی میں تاخیر ہوگئی اور سلطان مسعود ملک سنجر سے ملنے کے لئے سوار ہو گیا خلیفہ مسترشد کا خیمہ، شاہی کیمپ کے باہر ایک میدان میں علیحدہ نصب تھا اچانک تقریباً بیس افراد فرقہ باطنیہ کے یا اس سے کچھ زیادہ خلیفہ کے خیمہ میں گھس گئے اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور سر کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا یہ واقعہ سترہویں ذیقعدہ ۵۲۹ھ کا ہے۔ ساڑے سترہ سال خلیفہ رہا۔ خلیفہ کے مارے جانے کے بعد قاتلوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

راشد باللہ ابوجعفر بن مسترشد باللہ ۵۲۹ھ تا

ابوجعفر کی خلافت :...... اس کے بعد اس کا بیٹا اور ولی عہد ابوجعفر تخت خلافت پر رونق افروز ہوا چنانچہ بغداد میں اراکین ملک وملت کی موجودگی میں بیعت خلافت کی تجدید کی گئی۔ اقبال (خلیفہ مسترشد کا خادم) اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ جب یہ حادثہ پیش آیا تو مغربی ساحل عبور کر کے تکریت چلا گیا اور مجاہد الدین بہروز کے پاس جا کر قیام پذیر ہوا۔

دبیس کا قتل :...... خلیفہ مسترشد کے قتل کے چند دنوں بعد دبیس بن صدقہ بھی شہر خوی کے باہر سرادقہ نامی دروازے پر مارا گیا۔ سلطان مسعود نے ایک ارمنی غلام کو اس کے قتل پر مقرر کیا تھا چنانچہ اس نے راہ چلتے اس کا سر اتار لیا۔

دبیس کے قتل کے بعد اس کا لشکر، اس کے خدام، اس کے باپ صدقہ کے پاس حلہ میں جا کے جمع ہو گئے قطلغ تکین بھی امن حاصل کر کے اس کے پاس چلا گیا، سلطان مسعود نے امیر بیگ شحنہ بغداد کو حلہ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ امیر بیگ نے اپنی فوج کے ایک حصے کو حلہ کی جانب روانہ کر دیا مگر صدقہ نے مقابلہ سے کنارہ کشی کی حتیٰ کہ ۵۳۱ھ میں سلطان مسعود بغداد پہنچا اس وقت صدقہ نے حاضر ہو کر مصالحت اور صفائی کر لی اور اس کے ساتھ ہی رہا۔

راشد اور سلطان مسعود :...... تخت خلافت پر خلیفہ راشد کے بیٹھنے کے بعد برتقش زکوئی سلطان مسعود کے پاس وہ زر نقد وصول کرنے بغداد آیا جس کا وعدہ اس کے باپ خلیفہ مسترشد نے کیا تھا اور جس کی تعداد چار لاکھ تھی خلیفہ راشد نے جواب دیا میرے والد ایک دانہ بھی خزانہ میں چھوڑ کر نہیں گئے جو کچھ مال واسباب اور زر نقد تھا وہ ان کے ساتھ تھا اور وہ سب کا سب لٹ گیا، برتقش یہ سن کر خاموش ہو گیا اس کے بعد لوگوں نے خلیفہ راشد سے یہ جڑ دیا کہ برتقش خلیفہ کے محل پر اچانک قبضہ کرنے کی فکر میں ہے اور اسی غرض سے سامان اور روپیہ جمع کر رہا ہے خلیفہ راشد یہ سنتے ہی آگ بگولہ ہو گیا اور فوجیں جمع کر لیں شہر پناہ کی مرمت کرائی جگہ جگہ دھس اور دمدمے بنوائے۔

خلیفہ اور سلطان کی جنگ :...... اس کے بعد برتقش امراء بلجیہ کے ساتھ سوار ہو کر قصر خلافت لوٹنے کے لئے نکلا، عوام الناس اور خلیفہ کے لشکر نے مقابلہ کیا گھمسان کی لڑائی اور آخر کار خلیفہ کے لشکر نے برتقش کی فوج کو میدان جنگ سے مار بھگایا، دار الخلافت سے نکل کر اس نے خراسان کا راستہ لیا امیر بیگ شحنہ بغداد بھی خراسان کی جانب بھاگ گیا، برتقش نے بھی پریشان حالت میں بند ہجین میں جا کر دم لیا، عوام اور لشکریوں نے سلطان کے مکان اور دیوان خاص وعام کو اچھی طرح سے اس واقعہ سے سلطان مسعود اور خلیفہ راشد کے درمیان منافرت وکشیدگی بڑھ گئی اراکین سلطنت اور امراء مملکت سلطان کی اطاعت سے منحرف ہو گئے اور خلیفہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔

مختلف امراء کی آمد :...... ملک داؤد بن سلطان محمود لشکر آذربائیجان کے ساتھ بغداد روانہ ہو گیا اور ماہ صفر ۵۳۰ھ میں بغداد پہنچ کر محل سرائے سلطانی میں قیام کیا، عماد الدین زنگی موصل سے برتقش باز دار (گورنر قزوین) قزوین سے، بقش کبیر گورنر اصفہان، اصفہان سے، صدقہ بن دبیس گورنر حلہ، حلہ سے، ابن برسق اور احمد یلی وغیرہ بھی وہاں پہنچ گئے، ملک داؤد نے برتقش باز دار کو بغداد کی شحنگی عنایت کی اور خلیفہ راشد نے ناصح الدولہ ابوعبد اللہ حسن بن جہیر استاد دار اور جمال الدین اقبال کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، جمال الدین اقبال تکریت سے بغداد آیا تھا زنگی کی سفارش سے اقبال کو رہا کر دیا گیا رہائی کے بعد اقبال زنگی ہی کے پاس رہا وزیر السلطنت جلال الدین ابوالرضا بن صدقہ زنگی سے ملنے آیا اور چند دن اس کے پاس مقیم رہا زنگی نے اس کی بھی سفارش کر دی خلیفہ نے پھر اس کو عہدہ وزارت عطا فرمایا، قاضی القضاۃ زینبی بھی زنگی کے پاس آ گیا تھا اور پھر اس کے ساتھ موصل

روانہ ہوگیا اسی دوران سلجوق شاہ واسط پہنچ گیا اور امیر بیگ آئی کو گرفتار کر کے اس کے مال واسباب ضبط کر لئے زنگی یہ خبر سن کر واسط پہنچ گیا اور دونوں میں صلح صفائی کرا کر بغداد واپس آ گیا۔

سلطان مسعود کا خط:...... ان واقعات کے بعد ملک داؤد نے سلطان مسعود سے جنگ کے لئے خراسان کے راستے کی طرف کوچ کیا زنگی بھی اس کے رکاب میں تھا خلیفہ راشد بھی اپنی فوج تیار کر کے پہلی رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے طریق خراسان کی جانب روانہ ہوا مگر تیسرے ہی دن واپس آ گیا ملک داؤد اور تمام امراء کو واپس بلوایا چنانچہ ملک داؤد اور تمام امراء و ارا کین دولت واپس آ گئے اور اس بات پر اتفاق کر لیا کہ شہر پناہ کے اندر سے ملک مسعود سے جنگ اور معرکہ آرائی کی جائے، اتنے میں سلطان مسعود کا خط آیا جس میں یہ مذکور تھا کہ میں دل وجان سے خلیفہ کی اطاعت پر تیار ہوں مجھ سے جنگ کی کیا ضرورت ہے، خلیفہ نے اس خط کو ارا کین دولت کے روبرو پیش کیا ان لوگوں نے سلطان مسعود سے مصالحت کرنا منظور نہ کی چار و ناچار خلیفہ نے بھی ان لوگوں کی رائے سے اتفاق کر لیا۔

سلطان کی محاصرے میں ناکامی:...... ادھر سلطان مسعود نے جواب باصواب نہ پا کے بغداد کا قصد کیا اور لمبی مسافت کر کے بغداد پہنچ کر محاصرہ ڈالا اوباشوں اور جرائم پیشوں کی بن آئی دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود بغداد کا محاصرہ کئے رہا جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا اس عرصہ میں طرنطائی گورنر واسط ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا لئے ہوئے پہنچ گئے چنانچہ سلطان مسعود نے اسی وقت پھر بغداد کی جانب رخ کر لیا، بغدادی لشکر نے عبور کرنے سے روکا مگر سلطان مسعود کا لشکر نہ رکا اور دجلہ کو ساحل غربی سے عبور کر لیا اس سے خلیفہ راشد کے امراء اور سرداران لشکر میں ہل چل سی مچ گئی سب نے اپنا اپنا بوریا بستر باندھ کر اپنے اپنے ملکوں کی راہ لی، زنگی اس وقت مغربی ساحل پر سلطان مسعود کی فوج سے جنگ میں مصروف تھا خلیفہ راشد نے آس پاس جا کر سارے حالات بتلائے، زنگی اکیلا کیا کرتا اس نے بھی میدان جنگ اپنے حریفوں کے حوالہ کر کے خلیفہ کے ساتھ موصل کا راستہ لیا۔

سلطان مسعود بغداد:...... پندرہویں ذیقعدہ ۵۳۰ھ کو سلطان مسعود کامیابی کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا، امن وامان کا اعلان کرا دیا، قضاۃ، فقہاء اور شہود کو طلب کر کے خلیفہ راشد کا حلف نامہ دکھلایا جس میں بخط خاص لکھا تھا، جس وقت میں سلطان مسعود کے مقابلہ پر لشکر آرائی کا قصد کروں یا سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو خروج کروں یا سلطان مسعود کے کسی امیر سے مصروف جدال وقتال ہوں تو اس وقت مجھے معزول سمجھا جائے میں خود اپنے آپ کو خلافت سے سبکدوش کر لوں گا۔

قضاۃ اور فقہاء نے خلیفہ راشد کی خلافت سے معزولی کا فتویٰ دے دیا ارا کین دولت اور امراء مملکت نے اس رائے سے موافقت کی اور اس کے عیوب بیان کرنے پر سب کے سب متفق ہو گئے، سلطان مسعود نے حکم صادر کیا کہ خلیفہ راشد کی معزولی کا اعلان کر دیا جائے اور آج کی تاریخ سے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا جائے، چنانچہ اس کی خلافت کے ایک برس بعد ماہ ذی قعدہ میں بغداد اور تمام بلاد اسلامیہ میں اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔

محمد بن مستظہر باللہ مقتفی لامر اللہ ۵۳۰ھ تا

مقتفی کی خلافت:...... خلیفہ راشد کی معزولی اور اس کے نام کا خطبہ موقوف ہونے کے بعد سلطان مسعود نے ارا کین دولت اور مشیران سلطنت کو خلیفہ کے انتخاب کا حکم دیا ان لوگوں نے متفق ہو کر محمد بن مستظہر کو منتخب کر لیا، سلطان مسعود نے خلیفہ راشد کی معزولی کا فیصلہ لکھوایا، محضر میں ظلم، غصب اور ان سب افعال کو تحریر کرایا جو خلافت اور امامت کے شان کے منافی تھے محضر کے آخر میں یہ عبارت لکھوائی کہ جس شخص میں یہ صفات ہوں وہ امامت اور خلافت کی قابلیت نہیں رکھتا، قاضی ابوطاہر بن کرخی کی موجودگی میں محضر پر شہادت لکھی گئی اور قاضی صاحب نے خلیفہ راشد کی معزولی کا حکم صادر کر دیا اور قاضیوں نے اس حکم کی تعمیل کی، قاضی القضاۃ ان دنوں دار الخلافت میں موجود نہ تھا زنگی (گورنر موصل) کے پاس گیا ہوا تھا سلطان مسعود

دربار خلافت میں حاضر ہوا وزیر السلطنت شرف الدین زینبی اور وزیر خزانہ ابن عسقلانی اس کے ساتھ تھے ابوعبداللہ بن مستنظہر کو قصر شاہی سے طلب کر کے تخت خلافت پر متمکن کیا سلطان مسعود اور نئے خلیفہ نے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی، سلطان مسعود نے ہاتھ بڑھا کر حسب دستور بیعت کر لی اس کے بعد ارکین دولت، ارباب مناصب، فقہاء اور قضاۃ نے بیعت کی۔ یہ واقعہ بارہویں ذی الحجہ ۵۳۰ھ کا ہے، اور اسے المقتفی لامر اللہ کے لقب سے ملقب کیا، شرف الدین علی بن طراد زینبی کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا معزول خلیفہ کی معزولی کا گشتی فرمان تمام اسلامی ممالک میں بھیجا گیا قاضی القضاۃ ابوالقاسم علی بن حسین کو موصل سے بلوا کر بدستور قاضی القضاۃ کے عہدے پر مقرر کیا اور کمال الدین حمزہ بن طلحہ کو بھی اس کے سابق عہدے پر بحال رکھا۔

سلطان مسعود اور ملک داؤد کی جنگ:......خلیفہ مقتفی کی بیعت لینے کے بعد سلطان مسعود نے اپنی فوج کے ایک حصے کو ملک داؤد کے تعاقب اور سرکوبی کے لئے روانہ کیا مقام مراغہ میں ملک داؤد سے سامنا ہو گیا ہلکی سے جھڑپ کے بعد ملک داؤد بھاگ گیا، قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور ملک داؤد خوزستان پہنچ کر فوجیں اکٹھی کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ترکمانوں کا ایک لشکر تیار ہو گیا جن کی تعداد دس ہزار جوانوں سے کم نہ تھی ملک داؤد نے ان کو مرتب اور مسلح کر کے تشتر کا محاصرہ کر لیا سلجوق شاہ اس وقت واسط میں تھا اس نے اپنے بھائی سلطان مسعود کو اس سے آگاہ کر کے امداد کی درخواست کی سلطان مسعود نے ایک فوج سلجوق شاہ کی کمک پر بھیج دی سلجوق شاہ اس امدادی فوج کی پشت پناہی سے تشتر بچانے کے لئے روانہ ہوا، ملک داؤد نے انتہائی مردانگی اور ہوشیاری سے مقابلہ کیا اور سلجوق شاہ کو شکست ہوگئی۔

سابق خلیفہ راشد:......ان دنوں سلطان مسعود اس خوف سے کہ کہیں معزول خلیفہ راشد موصل سے عراق کا قصد نہ کر لے بغداد ہی میں مقیم تھا اور اسی قیام کے دوران سلطان مسعود نے زنگی کو مقتفی کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کے بارے میں تحریر کیا چنانچہ زنگی نے نئے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا خلیفہ راشد کو زنگی کا یہ فعل ناگوار گذرا چنانچہ موصل چھوڑ کر چلا گیا سلطان مسعود نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر اپنے امراء کو ان علاقوں کی طرف واپسی کا حکم دے دیا۔ صدقہ بن دبیس گورنر حلہ بھی اپنی بیٹی کا سلطان مسعود سے نکاح کر کے حلہ کی جانب لوٹ گئے اس دوران ایک گروہ ان امراء کا جو ملک داؤد کے ساتھ تھا سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں بقش سلامی ❶، برسق بن برسق گورنر تشتر اور سنقر خمارتکین (شحنہ ہمدان) تھے سلطان مسعود نے ان لوگوں سے انتہائی خندہ پیشانی سے ملاقات کی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا خوشنودی مزاج کا اظہار کیا اور بقش سلامی کو دارالخلافت بغداد کی شحنگی عنایت کی مگر اس نے رعایا کو ظلم و ستم سے پریشان کرنا شروع کر دیا۔

خلیفہ راشد کی بغاوت:......خلیفہ راشد موصل سے نکل کر آذربائیجان کی جانب روانہ ہو گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا مراغہ پہنچا چونکہ بوزابہ گورنر خوزستان، امیر عبدالرحمن طغرل بیگ گورنر خلخال اور ملک داؤد، سلطان مسعود سے خائف اور اس کے مخالف تھے اس لئے ان لوگوں نے امیر منکبرس والی فارس کے پاس جمع ہو کر متفق و متحد رہنے کی قسمیں کھائیں اور اس بات کا بھی عہد کیا کہ خلیفہ راشد کی خلافت کی بیعت دوبارہ کر لینی چاہئے چنانچہ اس رائے کے مطابق خلیفہ راشد کے پاس ایک خط روانہ کیا خلیفہ راشد نے ان لوگوں کی درخواست منظور کر لی مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خلیفہ راشد تو ان لوگوں تک نہیں پہنچ سکا مگر اس کی خبر سلطان مسعود تک پہنچ گئی چنانچہ سلطان مسعود لشکر تیار کر کے ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں دارالخلافت بغداد سے ان لوگوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

دونوں فوجوں کی شکست:......چنانچہ خوزستان کے قریب مقابلہ ہوا ایک خونریز جنگ کے بعد سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دے دی امیر منکبرس گورنر فارس کو گرفتار کر لیا گیا سلطان مسعود نے اس کو اپنے سامنے قتل کرا دیا اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا اور لوٹ مار کرتا ہوا ادھر ادھر بھاگ کھڑا ہوا سلطان مسعود نے اپنی فوج کو بھگوڑوں کے تعاقب میں روانہ کیا، بوزابہ اور عبدالرحمن نے سلطان مسعود کی فوج کی کمی کا احساس کر کے دوبارہ لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور ہنگامہ کارزار پھر سے گرم ہو گیا، سلطان مسعود کے کمانڈروں کا ایک گروپ گرفتار ہو گیا اور ان میں صدقہ بن دبیس، ابن قراسنقر اتابک گورنر آذربائیجان اور عنتر بن ابوالعسکر تھا، اس واقعہ میں میدان جنگ، بوزابہ اور عبدالرحمن کے ہاتھ رہا اور سلطان مسعود کے لشکر کو

❶......کامل ابن اثیر صفحہ ۱۳ جلد ۷ پر ,,سلاحی,, لکھا ہے۔

شکست ہوگئی جس وقت بوزابہ کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان مسعود نے امیر منکبرس کو قتل کر ڈالا ہے اس نے اسی وقت ان سب قیدیوں کو جو سلطان مسعود کے لشکر کے قید کیے گئے تھے قتل کر دیا، اس لڑائی میں یہ عجیب اتفاق پیش آیا کہ فریقین کو شکست ہوئی اور دونوں فوجیں میدان جنگ سے بھاگ گئیں۔

خلیفہ راشد کا فارس اور خوزستان پر قبضہ:......اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان کا رخ کیا اور ملک داؤد نے ہمدان کی جانب قدم بڑھائے اتنے میں خلیفہ راشد پہنچ گیا بوزابہ نے جو اس گروپ کا سردار تھا اسے فارس پر قبضہ کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ ان لوگوں نے فارس پہنچ کر قبضہ کر لیا اور رفتہ رفتہ اپنے دائرہ حکومت کو خوزستان تک بڑھا لیا۔

سلجوق شاہ کا بغداد پر حملہ:......انہی واقعات کے دوران سلجوق شاہ بن سلطان محمود کو بغداد کے قبضہ کی لالچ لگ گئی چنانچہ وہ لشکر تیار کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب بڑھا، بقش شحنہ بغداد اور مطر خادم امیر حجاج اس کے مقابلہ کی طرف متوجہ ہوئے بازاریوں اور اوباشوں کی بن آئی چنانچہ قتل وغارت گری کی بغداد میں گرم بازاری ہوگئی شرفاء اور روساء بغداد چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے یہاں تک کہ سلجوق شاہ بے نیل و مرام واپس آ گیا بقش سلامی نے بغداد واپس آ کر لوٹ مار کرنے والوں کو چن چن کر قتل اور قید کرنا شروع کر دیا اور ان لوگوں کو سخت سزائیں دیں۔

صدقہ بن دبیس کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے حلہ پر اس کے بھائی محمد بن دبیس کو مامور کیا اور انتظام و سیاست کی غرض سے مہلہل عنتر بن ابوالعسکر کو اس کے بھائی کے ساتھ بھیجا۔

خلیفہ راشد کا قتل:......خلیفہ راشد اور ملک داؤد نے فارس اور خوزستان پر قبضہ کرنے کے بعد جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں عراق کا رخ کیا خوارزم شاہ بھی انہی لوگوں کے ہمراہ تھا جس وقت یہ لوگ جزیرہ کے قریب پہنچے سلطان مسعود تلوار اور نیزہ لے کر ان کے استقبال کے لئے نکلا مگر یہ لوگ یہ خبر سن کر متفرق اور منتشر ہو گئے ملک داؤد فارس چلا گیا خوارزم شاہ اپنے دارالحکومت کی جانب لوٹ گیا اور خلیفہ راشد تن تنہا رہ گیا مجبوراً وہ اصفہان چلا گیا اور راستے میں چند خراسانی غلاموں نے جو اس کے ہمرکاب تھے پندرہویں رمضان ۵۳۲ھ میں جس وقت کہ یہ کھانا کھا کر قیلولہ کر رہا تھا اچانک حملہ کر کے مار ڈالا، اسے مقام شہرستان میں اصفہان کے باہر دفن کیا گیا۔

۵۳۲ھ کے حالات:......انہی واقعات پر ۵۳۲ھ کا سال پورا ہو گیا اور اسی طوائف الملوکی اور آئے دن تبدیلی حکومت کی وجہ سے زمانہ کا رنگ دگرگوں ہو گیا، فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے غلاف خانہ کعبہ جو سلطانوں کی طرف سے دارالخلافت بغداد سے آیا کرتا تھا اس سال نہیں آیا، ایک سوداگر (فارسی النسل) جس کی آمد و رفت بذریعہ تجارت ہند میں رہا کرتی تھی اس نے یہ خدمت انجام دی، غلاف خانہ کعبہ کی تیاری میں اٹھارہ ہزار دینار مصری خرچ کئے، اوباشوں کی لوٹ مار اس سال حد سے زیادہ متجاوز ہوگئی یہاں تک کہ ان لوگوں نے جمع ہو کر دارالخلافت بغداد کو گھیرے میں لے لیا اور اس کے سردار نے اپنے نام کا سکہ انبار میں چلا دیا، شحنہ بغداد اور وزیر السلطنت اس گروہ کے قلع قمع پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور گروہ کے سردار کو قتل کر دیا، عوام الناس اور رعایا نے ان اوباشوں کے ظلم و ستم اور تمام کارروائیوں کو بقش شحنہ بغداد کی طرف منسوب کر دیا ان کی عداوت اس سے یہ تھی کہ اس نے اس سے پہلے ان لوگوں کو ستایا تھا لہٰذا سلطان مسعود نے بقش شحنہ بغداد کو گرفتار کر کے تکریت کے جیل میں ڈال دیا اور چند دن کے بعد مجاہدالدین بہروز گورنر تکریت کے پاس اس کے قتل کا حکم بھیج دیا، لہٰذا مجاہدالدین نے بقش کو قتل کر دیا۔

بغداد میں ٹیکسوں کی معافی:......اس دوران ۵۳۳ھ کا دور آیا، سلطان مسعود ماہ ربیع الاول میں بغداد پہنچا، سلطان مسعود موسم سرما کو ہمیشہ عراق میں بسر کیا کرتا تھا اور ایام گرما میں پہاڑوں میں چلا جایا کرتا تھا اس مرتبہ جب دارالخلافت بغداد میں آیا تو متعدد ٹیکس معاف کر دیئے اور چوب قلم سے معافی کا حکم لکھوا کر بازاروں اور جامع مسجد کے دروازوں پر چسپاں کرا دیا عوام الناس اور رعایا سے فوج کا بھی ٹیکس معاف کر دیا اس وجہ سے لوگوں نے اس کو دعاء اور ثناء سے یاد کرنا شروع کر دیا۔

وزیر السلطنت اور خلیفہ کی اَن بَن:......۵۳۴ھ میں خلیفہ مقتفی اور وزیر السلطنت علی بن طراد زینبی کی آپس میں ان بن ہوگئی اسلئے کہ وزیر السلطنت خلیفہ کے کاموں پر اکثر اعتراض کرتا تھا چنانچہ وزیر السلطنت کو اپنی اس حرکت سے خوف پیدا ہو گیا اور سلطان مسعود کے پاس جا کر پناہ

گزین ہوگیا سلطان مسعود نے وزیر السلطنت کی سفارش کی مگر خلیفہ نے اس کو عہدہ وزارت پر بحال نہیں کیا بلکہ اس کے نام کو سرناموں سے خارج کر دیا اور اس کی جگہ قاضی القضاۃ زینبی کو جو وزیر کا بھتیجا تھا مقرر کر دیا مگر چند دن کے بعد اس کو بھی معزول کر کے سدید الدولہ انباری کو یہ عہدہ دے دیا اس کے بعد ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود دار الخلافت بغداد آیا تو معزول وزیر کو اپنے دار الحکومت میں موجود پایا چنانچہ اپنے وزیر کو خلیفہ کی خدمت میں وزیر السلطنت کو معافی دلانے اور اس کے گھر جانے کی اجازت دلوانے بھیجا چنانچہ خلیفہ نے سلطان مسعود کی درخواست پر وزیر السلطنت کو اس کے گھر جانے کی اجازت دے دی۔

بغداد کا شحنہ:......۵۳۶ھ میں مجاہد الدین بہروز شحنۂ بغداد کو معزول کر دیا گیا سلطان محمود کے خدام میں سے امیر کزل جو بصرہ کا گورنر تھا اس عہدہ پر مامور ہوا اس تبدیلی سے اوباشوں نے بے حد فائدہ اٹھایا لیکن جب سلطان مسعود دار الخلافت بغداد میں پہنچا تو اس نے اس نقصان کا احساس کر کے مجاہد الدین بہروز کو دوبارہ شحنگی بغداد پر متعین کر دیا مگر اس مرتبہ مجاہد الدین کی شحنگی سے لوگوں کو فائدہ نہ پہنچا اس لئے کہ اوباشوں نے وزیر کے بیٹے اور ابن قاروت سے جو سلطان مسعود کا سالا تھا ساز باز کر لی تھی جو مال غارت گری سے ہاتھ آتا تھا اس میں سے یہ دونوں بھی حصہ لیا کرتے تھے، ۵۳۸ھ میں سلطان مسعود نے مجاہد الدین شحنۂ بغداد کے نائب کو اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں کا انسداد نہ کرنے پر سخت تنبیہ کی چنانچہ نائب نے عرض کیا حضور ہم خان زادوں کا اس میں کچھ قصور نہیں ہے ابن وزیر اور ابن قاروت نے اوباشوں سے ساز باز کر لی ہے اس لئے اس کا انسداد نہیں ہوسکتا، سلطان مسعود نے قسم کھائی کہ میں تحقیق اور تفتیش کے بعد ان دونوں کو صلیب پر چڑھادوں گا چنانچہ اپنے سالے ابن قاروت کو گرفتار کر کے صلیب دیدی مگر ابن وزیر ہاتھ نہ آیا اور بھاگ گیا اکثر اوباش گرفتار کر لئے گئے اور کچھ بھاگ گئے اور یوں رعایا اور خلق اللہ کو ان کے ظلم وستم سے نجات ملی۔

بوازبہ کی بغاوت:......۵۴۰ھ میں بوازبہ گورنر فارس وخوزستان اپنی فوج کے ساتھ قاشان روانہ ہوا ملک محمد [1] بن سلطان محمود بھی اس کے ہمراہ تھا ملک سلیمان شاہ بن سلطان محمد بھی ان لوگوں سے آملا، بوازبہ نے امیر عباس گورنر رے سے ملاقات کی اور دونوں نے متحد ہو کر سلطان مسعود کی مخالفت پر کمر ہمت باندھ لی اور سلطان مسعود کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا، سلطان مسعود اس واقعہ سے مطلع ہو کر بغداد سے روانہ ہوا امیر مہلہل اور مطر خادم بہروز کے غلاموں کا ایک لشکر لئے پہنچ گیا۔

امیر عبدالرحمٰن طغرل بیگ:......اس مہم میں امیر عبدالرحمٰن طغرل بیگ حاجب بھی شریک تھا یہ شخص نہایت چالاک تھا سلطان مسعود سے جو چاہتا زبردستی کرالیتا تھا اس کے باوجود اس کا میلان طبع ان دونوں بادشاہوں کی طرف تھا جو سلطان مسعود کے مخالف تھے سلطان مسعود اور امیر عبدالرحمٰن نے اپنے حریف کے لشکر کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کیا اور خط وکتابت شروع ہوئی، سلیمان شاہ اپنے بھائی سلطان مسعود سے ملنے آیا باتوں باتوں میں صلح کی گفتگو ہونے لگی امیر عبدالرحمٰن دونوں کی اصلاح کر رہا تھا آخر کار فریقین میں مصالحت ہوگئی۔

امیر عبدالرحمٰن کی ترقی اور شکنجہ:......س کے بعد امیر عبدالرحمٰن کو ان شہروں کے علاوہ جو اس کے زیر حکومت تھے آذربائیجان اور آرمینیہ کی حکومت بھی عنایت ہوگئی، ابوالفتح بن دراست کو سلطان مسعود کی وزارت دی گئی اور یہ بوازبہ کا وزیر تھا ان لوگوں نے سلطان کو حکمت عملی سے ایسا کچھ دبا لیا کہ وہ اپنے تصرفات اور احکام جاری ونافذ نہیں کرسکتا تھا بظاہر یہ لوگ اس کے ساتھ تھے مگر حقیقت میں اس سے علیحدہ تھے، بیگ ارسلان بن بلنکری جو کہ خاص بیگ مشہور تھا کو بھی ان لوگوں نے ملا لیا جو سلطان کا خاص ملازم اور اس کا پروردہ تھا اس کی سازش سے ان لوگوں نے خاصہ فائدہ اٹھایا سلطان مسعود کی ہر خواہش میں یہ لوگ دخل در معقولات کر بیٹھتے تھے اور سلطان مسعود دم بھی نہ مارتا تھا۔

امیر عبدالرحمٰن کا قتل:......رض جب امیر عبدالرحمٰن کا تحکم واستیلاء اس حد تک بڑھ گیا کہ سلطان مسعود صرف نام کا سلطان رہ گیا اور حکومت کی باگ ڈور اس کے قبضہ میں آگئی تو سلطان مسعود نے خاص بیگ کو بلوا کر اپنے حالات بتلائے اور عبدالرحمٰن کے مار ڈالنے کا اشارہ کر دیا خاص بیگ نے اگرچہ ان امراء سے ساز باز کر لی تھی جو بظاہر تو سلطان کا حامی اور در پردہ اس کا مخالف تھا مگر سلطان مسعود کے حالات سن کر خاص بیگ کا دل بھر آیا

---

[1] ......ان واقعات کی تفصیل ,,اخبار الدولہ السلجوقیہ,, میں ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ وہ رخصت ہو کر اپنے گھر میں آیا اور چند امیروں کو بلا کر عبدالرحمٰن کے قتل کا اشارہ کر دیا چنانچہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے عبدالرحمٰن کے سر پر ایک گرز رسید کیا اس وقت وہ اپنی فوج میں تھا، عبدالرحمٰن چکرا کر زمین پر گر پڑا اور تڑپ کر فوراً دم توڑ دیا۔

امیر عباس کا قتل: ...... یہ خبر سلطان مسعود کو بغداد میں ملی عباس گورنر رے اس کے ہمراہ تھا، اس کا لشکر سلطانی لشکر سے بہت زیادہ تھا اس خبر سے عباس کی آنکھوں میں خون اتر آیا مگر سلطان مسعود کو اس کا احساس ہو گیا لہٰذا اس سے نرمی و ملاطفت سے پیش آنے لگا ایک دن موقع پا کر اپنے محل میں بلوایا چنانچہ وہ اپنے باڈی گارڈ سے علیحدہ ہو کر تکت سلطانی کی طرف بڑھا سلطان مسعود نے اشارہ کر دیا غلاموں نے لپک کر سر اتار لیا۔

عباس سلطان محمود کا غلام تھا خلیق، عادل، رعایا پرور، امور سیاست سے واقف اور فرقہ باطنیہ کا جانی دشمن تھا اس فرقہ کے خلاف عباس ہمیشہ جہاد کیا کرتا تھا اس معاملہ میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے، ماہ ذی قعدہ ۵۴۱ھ میں اس کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔

بواز بہ کی جنگ اور قتل: ...... عبدالرحمٰن اور عباس کے مارے جانے کے بعد سلطان مسعود نے اپنے بھائی سلیمان شاہ کو تکریت میں نظر بند کر دیا، ہوتے ہوتے ان دونوں امیروں کے قتل کی خبر بواز بہ حاکم فارس تک پہنچ گئی چنانچہ اس نے فارس اور خوزستان سے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اور پھر چند دن کے بعد اصفہان سے محاصرہ اٹھا کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے روانہ ہو گیا، مقام مرج قراتکین میں مقابلہ ہوا دونوں لشکر بے جگری سے لڑے، جنگ کے دوران بواز بہ مارا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک تیر اس کو آ کر لگا تھا جس کے صدمہ سے گھوڑے سے گر کر مر گیا، بعض مورخین کا بیان ہے کہ یہ زندہ گرفتار ہو گیا تھا پھر سلطان مسعود نے اسے قتل کروایا تھا، الغرض بواز بہ کے قتل ہوتے ہی اس کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی چنانچہ کوئی ہمدان کی طرف بھاگا اور کسی نے خراسان میں پہنچ کر دم لیا۔

خاص بیگ مشیر خاص: ...... جس وقت سلطان مسعود اپنے امیروں میں سے جن جن کو قتل کرنا تھا قتل کر چکا تو امیر خاص بیگ کو اپنے مصاحبوں اور خاص مشیروں میں شامل کر لیا چونکہ امیر خاص بیگ میں قابلیت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا لہٰذا تھوڑے ہی دنوں میں سلطان مسعود کی ناک کا بال ہو گیا اور تمام زیر کنٹرول علاقوں میں اس کے احکام جاری ہونے لگے۔

امیروں کی دوبارہ سرکشی: ...... چنانچہ اراکین دولت کو یہ ناگوار گذرا تو وہ حسد کی نگاہوں سے دیکھنے لگے مگر چارہ کار کچھ نہ تھا لہٰذا خاموش رہا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں ہم لوگوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ نہ کیا جائے جو عباس، عبدالرحمٰن اور بواز بہ کے ساتھ برتا گیا تھا اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سلطان مسعود عراق کی طرف چل کھڑے ہوئے ایلدکز مسعودی گنجہ وارانیہ و قیصر کا گورنر بقش کون جبل کے صوبوں کا گورنر، حاجب یعنی مسعودی، طرنطائی محمودی شحنہ واسط اور ابن طغائرک ❶ وغیرہ نامی گرامی امیر جان کے خوف سے نکل بھاگے اور کوچ و قیام کرتے ہوئے حلوان پہنچ گئے، اہل بغداد اور اہل عراق کو خطرہ پیدا ہو گیا، خلیفہ مقتفی شہر پناہ کی مرمت کرانے لگا اور ان لوگوں سے کہلوایا کہ آپ لوگ دارالخلافت بغداد میں مت آیئے مگر ان لوگوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

امیروں کی بغداد آمد اور لڑائی: ...... چلتے چلتے ماہ ربیع الآخر ۵۴۳ھ میں بغداد پہنچ گئے ملک محمد بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ساتھ تھا بغداد کی مشرقی جانب یہ لوگ مقیم ہو گئے مسعود جلال (شحنہ بغداد) بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا اس سے لوگوں پر اور بدحواسی چھا گئی اسی دوران علی بن دبیس گورنر حلہ آ گیا اور مغربی بغداد میں قیام کیا خلیفہ مقتفی نے شہر کی حفاظت کی غرض سے متعدد فوجیں تیار کر لیں اور بغداد کے عوام الناس اور امیروں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی کئی بار لڑائی ہوئی کبھی امراء، عوام الناس کے مقابلہ سے بھاگ جاتے اور عوام الناس دور تک ان کا تعاقب کرتے چلے جاتے، اس کے بعد اچانک لوٹ کھڑے ہوتے اور عوام الناس کو نہایت بے رحمی سے قتل کرتے، اس قسم کے واقعات کئی مرتبہ پیش آئے غارتگری اور قتل کے ہنگامے برپا رہے۔

---

❶ ...... یہ ,,قرقوب,, ہے۔

اسیروں کی معافی اور روانگی:...... چند دنوں کے بعد تمام امراء جمع ہو کے تاج کے پاس گئے، زمین بوسی کی اور اپنی جسارت اور دلیری کی معافی مانگی، خلیفہ اور ان لوگوں کی خط و کتابت شروع ہوئی، آخر کار ان لوگوں نے بغداد چھوڑ کر نہروان کا راستہ لیا مسعود جلال شحنہ بغداد، تکریت سے واپس بغداد آ گیا، دیہاتوں، قصبات اور شہروں کو تخت تاراج کرتے ہوئے ان لوگوں نے عراق کو چھوڑ دیا اور خود بھی متفرق اور منتشر ہو گئے۔

ملک سنجر اور مسعود:...... اس کے بعد پورے ملک میں ہل چل مچی ہوئی تھی مگر سلطان مسعود بلاد جبل ہی میں مقیم رہا اس سے اور اس کے چچا ملک سنجر کی برابر خط و کتابت ہوتی رہی اور یہ اس کو خاص بیگ کو اتنا بڑھانے اور اراکین دولت کی علیحدگی پر نصیحت و فضیحت کر رہا تھا اتنے میں ۵۴۴ھ کا سال آ گیا ملک سنجر نے رے کی جانب کوچ کر دیا سلطان مسعود یہ خبر سن کر اپنے چچا سے ملنے آیا اور معذرت کی اس کے عذرات معقول تھے جو ملک سنجر نے قبول کر لئے۔

ملک شاہ کے خطبے کی درخواست:...... اس کے بعد رجب ۵۴۴ھ میں اراکین دولت کا ایک گروپ جس میں بقش کون، طرنطائی اور ابن دبیس وغیرہ تھے عراق واپس آ گیا، ملک شاہ بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ہمراہ تھا ان لوگوں نے خلیفہ سے ملک شاہ کے خطبہ کے بارے میں خط و کتابت کی مگر خلیفہ نے منظور نہیں کی اور فوجیں جمع کر کے دار الخلافت کی قلعہ بندی کر لی سلطان مسعود کو ان لوگوں کے آنے کا حال لکھ بھیجا سلطان مسعود نے آنے کا وعدہ کیا لیکن اپنے چچا ملک سنجر کی وجہ سے نہ آ سکا اور مقام رے میں ٹھہرا رہا، بقش کو جب یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ نے سلطان مسعود کو طلبی کا خط لکھا تھا تو اس نے جی کھول کر نہروان کو لوٹ لیا اور علی بن دبیس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا طرنطائی نعمانیہ بھاگ گیا اس کے بعد نصف شوال ۵۴۴ھ میں سلطان مسعود بغداد پہنچا بقش نے یہ سن کر نہروان چھوڑ دیا اور روانگی کے وقت علی بن دبیس کو رہا کر دیا۔

وزارت:...... ۵۴۴ھ میں خلیفہ مقتفی نے یحییٰ بن ہبیرہ کو قلمدان وزارت سپرد کیا چونکہ محاصرہ بغداد کے وقت میں یحییٰ نے بڑی جانفشانی اور نہایت کفایت شعاری سے کام لیا تھا اس لئے اس صلہ میں خلیفہ نے اسے عہدہ وزارت عطا کر دیا۔

ملک شاہ کی تخت نشینی:...... پہلی ماہ رجب ۵۴۷ھ میں سلطان مسعود نے اپنے حکومت کے اکیسویں سال اور اپنے بھائی سے تنازعے کے بیسویں سال مقام ہمدان میں وفات پائی، امیر خاص بیگ بن بلنکری ❶ نے جو اس عہد حکومت میں پیش پیش تھا اس کے بھتیجے ملک شاہ بن سلطان محمود کو تخت حکومت پر بٹھایا اور حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی، چنانچہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سلطان مسعود ملوک سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا جس نے بغداد میں حکومت کی، اس کے مرنے سے خاندان سلجوقی کی سعادت اور نیک نامی کہیں گم ہو گئی اس کے بعد کوئی شخص ایسا نہ ابھر سکا کہ اس کی طرف توجہ کی جاتی۔ یہ بہت خلیق، کثیر المزاح، عادل اور نماز و روزہ کا پابند تھا۔

ملک شاہ کی پہلی جنگ:...... سلطان ملک شاہ نے تخت نشینی کے بعد ایک فوج بسر گروہی امیر سالار کرد حلہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی، امیر سالار کرد نے پہنچتے ہی حلہ پر قبضہ کر لیا مسعود جلال (شحنہ بغداد) یہ خبر سن کر حلہ چلا گیا امیر سالار کرد کی اس کارروائی پر اس کی تعریف کی اور اتفاق رائے کا اظہار کیا، مگر دو چار دن کے بعد موقع پا کر امیر سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور خود حلہ میں حکمرانی کرنے لگا رفتہ رفتہ خلیفہ کو اس کی خبر مل گئی تو ایک لشکر مرتب کر کے وزیر السلطنت عون الدولہ بن ہبیرہ کی کمان میں مسعود جلال کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دیا مسعود جلال نے بھی لشکر تیار کر کے دریائے فرات کو عبور کیا اور انتہائی مردانگی سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اہل حلہ نے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی اور باغی و سرکش کو شہر میں گھسنے نہیں دیا مجبوراً تکریت کی طرف چلا گیا اور وزیر السلطنت کامیابی کے ساتھ حلہ میں داخل ہو گیا۔

واسط اور کوفہ پر قبضہ:...... اس کے بعد وزیر السلطنت نے ایک دستہ فوج کوفہ کی طرف اور ایک دستہ فوج واسط کی جانب روانہ کی چنانچہ ان فوجوں نے کوفہ اور واسط پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ہی ملک شاہ کی فوج واسط آئی خلیفہ کی فوج نے واسط کو چھوڑ دیا خلیفہ یہ سن کر بنفس نفیس ایک فوج کے ساتھ واسط پہنچ گیا اور سلطانی لشکر کے قبضہ سے اس کو نکال لیا، دو چار قیام کر کے حلہ کی طرف کوچ فرمایا اس کے بعد دسویں ذی قعدہ ۵۴۷ھ

❶ ..... بعض نسخوں میں سلمکری لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

کو دارالخلافت بغداد واپس آ گیا۔

امیر خاص بیگ کا قتل:......ان واقعات کے بعد امیر خاص بیگ جو سلطان ملک شاہ کو حکمت عملی سے دبائے ہوئے تھا اس لالچ میں کہ خود مستقل حکمران بن جائے، سلطان ملک شاہ سے کشیدہ خاطر اور متنفر ہو گیا ملک محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے ۵۴۸ھ میں بلوالیا اور یکم صفر کو اس کے ہاتھ پر حکومت وسلطنت کی بیعت کر لی، نفیس نفیس تحائف اور قیمتی قیمتی ہدایا پیش کئے مگر دل میں یہ سمائی ہوئی تھی کہ کسی طرح اس کو بھی گرفتار کر کے اپنی حکومت وسلطنت کی بیعت لینا چاہئے چنانچہ بیعت اور تخت نشینی کے دوسرے دن امیر خاص بیگ ملک محمد کی خدمت میں حاضر ہوا ملک محمد اس کے تیور سے تاڑ گیا کہ اس کی نیت اچھی نہیں ہے لہٰذا فوراً تلوار کھینچ کر اس کی گردن اڑا دی، ابدغدی ترکمانی عرف شملہ نے جو امیر خاص بیگ کے مصاحبوں میں سے تھا خاص بیگ کو ملک محمد کے پاس جانے سے منع کیا تھا لیکن خاص بیگ نے اس پر کچھ توجہ نہ کی چنانچہ جب یہ مارا گیا تو شملہ اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر خوزستان بھاگ گیا۔

امیر خاص بیگ ایک ترکمان کا بیٹا تھا نہایت تیز، ذہین اور ہوشیار تھا، سلطان مسعود کی ملازمت کی رفتہ رفتہ اس کو اتنا زیادہ عروج ملا کہ تمام ارا کین دولت اس سے دب گئے۔

تکریت کا محاصرہ:......۵۴۸ھ میں خلیفہ مقتضی نے ایک فوج وزیر عون الدولہ کے بیٹے اور امیر ترشک کے ساتھ جو خلیفہ کا خاص مصاحب تھا تکریت کے محاصرے کے لئے روانہ فرمایا اتفاق سے وزیر کے بیٹے اور ترشک کے درمیان ان بن ہو گئی امیر ترشک نے اس خوف سے کہ کہیں وزیر کا بیٹا مجھے گرفتار نہ کر لے، مسعود جلال شحنہ گورنر تکریت سے مل کر وزیر کے بیٹے اور ان امیروں کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر کے گورنر تکریت کے حوالہ کر دیا، گورنر تکریت نے ان کو جیل میں ڈال دیا اس سے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی لشکر کا بڑا حصہ دریا میں ڈوب گیا ترشک اور شحنہ نے خراسان کے راستے کا رخ کیا راستے میں جتنی آبادیاں پڑیں ان کو تخت وتاراج کرنے لگے خلیفہ نے ان دونوں باغیوں اور نمک حراموں کا تعاقب کیا مگر یہ دونوں باغی بھاگ گئے چنانچہ خلیفہ نے تکریت کا محاصرہ کر لیا چند دن محاصرہ کئے رہا اس کے بعد دارالخلافت کی جانب لوٹ گیا۔

فوج کی روانگی:......اس کے بعد ۵۴۹ھ میں خلیفہ نے وزیر کے بیٹے اور دوسرے قیدیوں کی رہائی کے لئے ایک قاصد تکریت روانہ کیا اہل تکریت نے اس قاصد کو بھی گرفتار کر لیا تب خلیفہ نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک فوج روانہ کی چنانچہ اہل تکریت نے مقابلہ کیا اور خلیفہ کی فوج شہر پر قبضہ نہ کر سکی، خلیفہ کو اس کی خبر مل گئی تو لشکر مرتب کر کے ماہ صفر میں بذات خود اس مہم پر چلا گیا شہر تکریت پر تو پہنچتے ہی قبضہ کر لیا باقی رہ گیا قلعہ تکریت ابھی وہ فتح نہیں ہوا لہٰذا اس کا محاصرہ کر لیا چند روز محاصرہ کر کے ماہ ربیع الاول کے آخر میں بے نیل ومرام بغداد کی طرف لوٹ گیا بغداد پہنچ کر وزیر السلطنت کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ قلعہ تکریت کے محاصرے کے لئے روانہ کیا قلعہ شکن منجنیقیں، آلات حصار اور بے حد سامان جنگ اسے عطا کیا، ساتویں ربیع الثانی کو وزیر سلطنت نے قلعہ تکریت کا محاصرہ کیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر کے اہل قلعہ کو تنگ کرنے لگا۔

خلیفہ مقتضی کا کوچ:......اس دوران یہ خبر ملی کہ مسعود جلال شحنہ اور ترشک ایک عظیم لشکر لے کر تکریت آ گئے ہیں انہی لوگوں کے ساتھ بقش کون بھی ہے انہی لوگوں نے ملک محمد کو قبضہ عراق پر ابھارا تھا اگر چہ اس پر وہ آمادہ نہیں ہوا تھا مگر یہ لشکر اس نے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا ہے اس کے علاوہ ترکمانوں کا ایک بڑا گروپ اس لشکر میں شامل ہو گیا ہے خلیفہ مقتضی یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور لشکر تیار کر کے مقابلہ کی غرض سے کوچ کر دیا، مسعود جلال شحنہ ایک چلتا پرزہ تھا یہ سمجھ کر کہ میں خلیفہ کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکوں گا ملک ارسلان بن سلطان طغرل بن سلطان محمد کو جو ایک مدت سے تکریت میں قید تھا خلیفہ کے مقابلہ پر تیار کیا اور اپنی فوج اور سلطانی لشکر کو یہ جھانسہ دیا کہ یہ تمہارا سلطان ابن سلطان ہے اس کے ساتھ مل کر مدعی خلافت سے لڑو جو درحقیقت خلافت کا مستحق نہیں ہے۔

خلیفہ کی جنگ:......مقام عقر یا بل میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا چنانچہ اٹھارہ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی آخر کار رجب کے آخر میں خلیفہ کا میمنہ شکست کھا کر بغداد بھاگ گیا فتح مند گروہ نے خزانہ لوٹ لیا، بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی کشتیوں کے پشتے لگ گئے خلیفہ کے لشکر کا بڑا حصہ اگر چہ

بھاگ گیا تھا مگر خلیفہ نہایت استقلال اور ثابت قدمی اور مردانگی سے مقابلہ کرتا رہا اور اپنی بقیہ فوج کو لڑا تا رہا اس استقلال اور ثابت قدمی کا یہ نتیجہ نکلا کہ عجمی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور خلیفہ کو فتح نصیب ہوگئی، ترکمانوں کا سارا مال واسباب لوٹ لیا گیا عورتیں لونڈی، بچے غلام بنا لئے گئے بقش کون ارسلان بن طغرل سمیت قلعہ مہا کین بھاگ گیا اور خلیفہ نے پہلی شعبان کو دارالخلافت بغداد کی جانب واپسی کر دی۔

وزیر کو ''سلطان العراق'' کا خطاب:......اس واقعہ کے بعد مسعود جلال شحنہ اور ترشک نے پھر فوجیں حاصل کیں اور غارتگری کے لئے واسط کی طرف بڑھے خلیفہ نے وزیر السلطنت ابن ہبیرہ کو مسعود جلا وغیرہ کی سرکوبی پر متعین کر دیا چنانچہ وزیر السلطنت نے ان باغیوں اور سرکشوں کو پہلے ہی معرکہ میں میدان جنگ سے مار بھگایا اور کامیابی کے ساتھ بہت سا مال غنیمت لے کر دارالخلافت بغداد واپس آ گیا خلیفہ نے خوش ہو کر اسے ,, سلطان العراق ,, کا لقب عنایت کیا۔

بقش کون کی موت:......ارسلان بن طغرل جیسا کہ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں بقش کون کے ساتھ قلعہ مہا کین چلا گیا تھا سلطان محمد نے یہ خبر پا کر بقش کون کو ارسلان کے گرفتار کرنے کا حکم بھیجا اتفاق یہ کہ بقش کون اسی سال ماہ رمضان میں مر گیا اور ارسلان، بقش کے بیٹے اور حسن خازندار کے قبضہ میں رہا، یہ دونوں اس کو بلاد جبل لے کر چلے گئے پھر وہاں سے ابوالبہلو ان سلطان محمد کے سوتیلے باپ کے پاس پہنچ گئے، جس طغرل کو خوارزم شاہ نے قتل کیا تھا وہ اس ارسلان کا بیٹا تھا اور وہی سلاطین سلجوقیہ کی آخری یادگار تھا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتضی نے ۵۵۰ھ میں دقوقا پر فوج کشی کی چند تک اس کا محاصرہ کئے رہا اس کے بعد یہ خبر پا کر کہ لشکر موصل اس کے مقابلے پر آ رہا ہے دارالخلافت بغداد واپس آ گیا۔

شملہ کا خوزستان پر قبضہ:......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ شملہ ترکمانی نسل کا تھا اس کا نام ایدغدی تھا اور امیر خاص بیگ ترکمانی کا خاص مصاحب تھا جس روز سلطان محمد نے اس کے آقائے نعمت امیر خاص بیگ کو قتل کیا اسی روز جان کے خوف سے خوزستان کی جانب بھاگ گیا، ملک شاہ بن سلطان محمد ان دنوں خوزستان کا حکمران تھا خلیفہ مقتضی نے یہ خبر پا کر کہ شملہ خوزستان کی جانب جا رہا ہے ایک فوج اس کے تعاقب میں روانہ کر دی شملہ نے اس فوج کا مقابلہ کیا اور انتہائی مردانگی سے اس کو شکست دے کر اس کے سرداروں کو قید کر لیا لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان کو رہا کر کے خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیا اور اپنی جسارت اور دلیری کی معافی مانگی خلیفہ نے اس کا عذر قبول فرما لیا، شملہ خوزستان کی طرف بڑھا اور اس کو ملک شاہ بن سلطان محمود کے قبضہ سے نکال کر خود حکمرانی کرنے لگا۔

بنی خوارزم شاہ کی حکومت کا آغاز:......سلطان سنجر سلطان ملک شاہ کا سگا بیٹا تھا جس وقت سلطان برکیاروق بن ملک شاہ نے ۴۹۰ھ میں خوزستان پر اپنے چچا ارسلان ارغو سے چھین کر قبضہ کیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں مفصل بیان کریں گے تو اپنے بھائی سنجر کو خوزستان پر مقرر کیا اور محمد بن انوش تکین کو امیر داؤد حبشی بن بوساق کی جانب سے خوارزم پر متعین کیا پھر سلطان محمد نے علم حکومت بلند کیا اور سلطان برکیاروق سے حکومت وسلطنت کے بارے میں جھگڑ پڑا (یہ فساد ایک مدت تک برابر جاری رہا تھا) اس وقت ملک سنجر کو خراسان کی حکومت سلطان محمد نے عطا کی اس لئے کہ وہ اس کا حقیقی بھائی تھا، چنانچہ اس زمانہ سے سلطان سنجر خراسان پر حکمرانی کرتا رہا حتیٰ کہ سلطان محمد کے بعد اس کی اولاد میں مخالفت پیدا ہوگئی (یہ ۴۹۴ھ کی بات ہے) ❶

اس وقت یہ ان لوگوں کا مشیر اور باعتماد شخص تھا ہر کام میں اس سے مشورہ لیا جاتا جو شخص دارالخلافت بغداد کی حکومت اپنے ہاتھ میں لیتا اس کو سلطان العراق کے لقب سے یاد کیا جاتا اس کے بعد ترکوں میں سے خطا کا گروہ کوہستان چین کے دروں سے نکلا اور اس نے ماوراءالنہر وغیرہ کو سلاطین خانیہ ❷ ترکستان کے حکمرانوں سے ۵۳۶ھ میں چھین لیا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں ان واقعات کو تفصیل سے بیان کریں گے، سلطان سنجر

---

❶ ......یہ سن کامل ابن اثیر صفحہ ۳۹۹ جلد ۶ سے لیا گیا ہے جبکہ ابن خلدون میں نہیں ہے۔
❷ ......سلاطین خانیہ: افراسیاب ترکی نسل سے تھا اور مسلمان تھے ان کا جدامجد ,, شبین قراحان ,, مسلمان ہو گیا تھا۔

نے ان لوگوں کے مقابلے کے لئے لشکر تیار کیا، ترکان خطا نے اس کو ہزیمت دے کر اس کے لشکر کے بڑے حصے کو کاٹ ڈالا اس سے اس کے قوائے حکمرانی میں اضمحلال پیدا ہو گیا اور خوارزم شاہ کو اپنی قوت بڑھانے کا موقع مل گیا، ترکان خطا کا یہ دستور تھا کہ جب یہ ترکستان کے علاقوں پر قابض ہوتے تو غز کو جو وہاں پر سلجوقیہ کے یادگار تھے تنگ کر کے خراسان کی طرف بھگا دیتے تھے سلجوقیہ نے اپنی حکومت کی ابتداء میں خراسان کو اپنا دارالحکومت بنا لیا تھا اور اس پر قابض اور متصرف ہو گئے تھے اور ان کی باقی رہ جانے والے لوگ جوگز کے نام سے موسوم تھے اطراف ترکستان میں باقی رہ گئے تھے وہ ترکان خطا کی عنایتوں سے خراسان آ گئے اور وہیں انہوں نے اپنی حکومت کا سکہ جما لیا، پھلے پھولے اور بڑھے اس کے بعد جب ان کا شور و شر بڑھ گیا تو سلطان سنجر نے ۵۴۸ھ میں ان کے خلاف فوج کشی کی مگر ان لوگوں نے سلطان سنجر کو شکست دی اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کو قید بھی کر لیا پھر پورے خراسان پر قابض و متصرف ہو گئے امراء وارا کین دولت منتشر و متفرق ہو گئے جس جس شہر میں پہنچا اس پر قبضہ کر بیٹھا، ترکان خطا کو بھی زیر و زبر کرنے لگا سلطان سنجر کو نظر بند کئے ہوئے پورے ملک کو لوٹتے پھرتے تھے یہی ذریعہ ان کے لوٹ مار و تخت و تاراج کرنے کا تھا رفتہ رفتہ اکثر شہروں پر قابض ہو گئے اس کے بعد سلطان سنجر ان کی حراست سے ۵۵۱ھ میں بھاگ گیا اور ۵۵۲ھ میں ترکان خطا کے مقابلہ کی تمنا لئے ہوئے مر گیا، اس وقت خراسان ان کے امیروں پر تقسیم ہو گیا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ذیل میں تحریر کریں گے، اس کے بعد بنی خوارزم شاہ نے ان تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اصفہان، رے، اور صوبہ جات غزنہ کو بنی سبکتگین سے چھین لیا اور سلاطین سلجوقیہ کی جگہ حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ چنگیز خان تاتاری حکمران نے ساتویں صدی کے شروع میں ان کی دولت و حکومت کا خاتمہ کر دیا جیسا کہ ہم آئندہ ان لوگوں کے حالات میں بیان کریں گے (انشاء اللہ)

سلیمان شاہ:......سلیمان شاہ بن محمد، برسوں سے اپنے چچا ملک سنجر کے پاس خراسان میں مقیم تھا ملک سنجر نے اس کو اپنا ولی عہد مقرر کر رکھا تھا اس خراسان میں اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھوایا تھا چنانچہ جب ترکان غز نے ملک سنجر کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا تو سلیمان شاہ اس کے لشکر پر حکومت کرنے لگا اس کے بعد ترکان غز سے یہ بھی مغلوب ہو گیا اور بھاگ کر خوارزم شاہ کے پاس پہنچ گیا خوارزم شاہ نے اس کی بڑی عزت کی اور اپنی بھتیجی سے اس کا نکاح کر دیا لیکن چند دن کے بعد کسی وجہ سے ناراض ہو گیا، سلیمان شاہ نے اصفہان کا راستہ لیا مگر شحنہ اصفہان نے داخل نہ ہونے دیا تب سلیمان نے شاہ قاشان کی جانب کوچ کر دیا سلطان محمد نے یہ خبر سن کر ایک فوج بھیج دی جس نے سلیمان شاہ کو قاشان میں بھی داخل نہیں ہونے دیا لہٰذا مجبوراً خوزستان کا رخ کیا وہاں ملک شاہ نے روک لیا غرض یہ کہ جب کسی طرف سے خیر مقدم کی آواز سنائی نہ دی بلکہ تلوار اور نیزوں ہی سے استقبال ہوتا نظر آیا تو نجف چلا گیا اور سید محسن کے پاس قیام پذیر ہو گیا۔

سلیمان شاہ کا اعزاز:......پھر خلیفہ نے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اس غرض سے کہ آئندہ خلیفہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا رہوں گا اپنی بیوی اور بچوں کو دربار خلافت میں رہن رکھ دیا، اجازت ملنے کے بعد تھوڑی سی فوج کے ساتھ جس کی تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا تو وزیر السلطنت کے بیٹے قاضی القضاۃ اور ارا کین دولت نے استقبال کیا چنانچہ سلیمان شاہ ماہ محرم ۵۵۱ھ میں دربار خلافت میں حاضر ہوا اس وقت قاضی القضاۃ، ارا کین دولت اور خاندان عباسیہ کے نامی گرامی ممبر موجود تھے سلیمان شاہ نے دستور کے مطابق اطاعت وفرمانبرداری کی قسم کھائی اور اس بات کا وعدہ کیا کہ آئندہ عراق سے متعرض نہیں ہوگا چنانچہ خلیفہ نے خوش ہو کر خلعت دی اور جامعہ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا اور اس کو وہی خطابات اور القاب عنایت فرمائے جو اس کے والد کے تھے اور لشکر بغداد کے تین سو سوار اسے دیئے پھر امیر قویدان گورنر حلہ کو بلوا کر اس کا امیر حاجب مقرر کیا

شاہی فوجوں کی روانگی:......ماہ ربیع الاول میں سلیمان شاہ نے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا اور خلیفہ کا قافلہ حلوان روانہ ہوا ملک شاہ بن سلطان محمود یعنی سلیمان شاہ والی خوزستان کے بھائی کو خلیفہ نے بلوا کر سلیمان شاہ کی موافقت اور اپنی اطاعت کی قسم لی اور اس بات کا عہد کیا کہ سلیمان کے بعد ملک شاہ تخت وتاج کا وارث ہوگا اس کے بعد خلیفہ نے دونوں کو مال واسباب، زر نقد اور آلات حرب سے مدد دی پھر سب کے سب متحد ہو کر ہمدان اور اصفہان کی طرف بڑھے ایلد کر (اران کے علاقوں کا گورنر) انہی لوگوں سے آملا جس سے ان کی تعداد بہت بڑھ گئی۔

سلطان محمد کو ان لوگوں کے اجتماع اور روانگی کی خبر مل گئی تو گھبرا کر قطب الدین مودود زنگی گورنر موصل اور اس کے نائب زین العابدین کو خط لکھا اور

امداد طلب کی۔

سلیمان شاہ کی شکست اور گرفتاری:......ان لوگوں نے نہایت خوشی سے یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ سلطان محمد نے ان لوگوں کے ساتھ سلیمان شاہ سے مقابلہ کرنے کے لئے خروج کیا چنانچہ ماہ جمادی الاولیٰ میں فریقین نے صف آرائی کی اور کئی روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی آخر کار سلیمان شاہ کو شکست ہوئی اور سارا لشکر متفرق اور منتشر ہو گیا، ایلدکر اپنے شہر بھاگ گیا اور سلیمان شاہ نے بغداد کا راستہ پکڑا چنانچہ شہر زور سے ہو کر گذرا تو زین الدین کوچک (یہ قطب الدین کا نائب تھا) نے چھیڑ چھاڑ کی، امیر بزان نے جو زین الدین کی طرف سے شہرزور پر حکمرانی کر رہا تھا آگے بڑھ کر راستہ روک لیا اور پیچھے سے زین الدین نے موصل لا کر قلعہ میں نظر بند کر دیا اور ایک اطلاعی خط کے ذریعے سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔

بغداد کا محاصرہ:......سلطان محمد نے دربار خلافت میں یہ درخواست دی تھی کہ میرے نام کا بغداد کی مساجد میں خطبہ پڑھا جائے مگر خلیفہ نے اس سے انکار کر دیا تھا طرہ یہ ہوا کہ سلیمان شاہ سے اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا حلف لے کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا جیسا کہ ابھی ہم پڑھ چکے ہیں، سلطان محمد کو یہ بات ناگوار گذری لہٰذا لشکر تیار کر کے ہمدان سے عراق کی جانب کوچ کر دیا اور ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں عراق پہنچا قطب الدین اور اس کے نائب زین الدین کی طرف لشکر موصل بھی سلطان محمد کی کمک پر آیا ہوا تھا بغداد میں اس سے بے حد اضطراب پیدا ہو گیا خواص وعوام کے ہوش وحواس اڑ گئے خلیفہ نے بھی فراہمی فوج کی جانب توجہ کی چنانچہ خطلو برس ❶ گورنر واسط ایک لشکر کے ساتھ پہنچ گیا مہلہل نے حلہ پر قبضہ کر لیا وزیر السلطنت ابن ہبیرہ قلعہ بندی ❷ میں مصروف ہو گیا اور جگہ جگہ دھس بندھوائے اور نہریں کھدوائیں، مورچے قائم کئے پلوں کو تڑوا دیا اور ساری کشتیاں تاج کے نیچے جمع کر لیں اہل بغداد مغربی جانب سے وسط بغداد میں آ گئے مال واسباب قصر خلافت میں رکھوا دیا گیا۔

محاصرہ ناکام:......اس کے بعد خلیفہ مقتفی لشکر اور عوام الناس کو مسلح اور سامان جنگ سے آراستہ کر کے محاصرین کے مقابلے کے لئے نکلا چنانچہ ایک مدت تک سلسلہ جنگ جاری رہا سلطان محمد نے دجلہ کے مشرقی ساحل پر ایک پل بندھوا کر عبور کیا اور اس جانب بھی ہنگامہ کارزار گرم کر دیا اس وقت بغداد میں دو طرف سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی محصورین پر دائرہ حیات تنگ ہو رہا تھا رسد وغلہ کی کمی محسوس ہو چکی تھی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی حملہ آور فوج نے ناکہ بندی کر لی تھی جس سے باہر کی آمد ورفت بالکل بند ہو گئی تھی لشکر موصل ویسے تو میدان جنگ میں آ گیا تھا لیکن چونکہ سلطان نور الدین محمود زنگی نے جو قطب الدین کا بڑا بھائی تھا زین الدین کو خلیفہ سے جنگ کرنے پر ملامتانہ خط لکھ بھیجا تھا اس لئے جنگ کرنے سے جی چرا رہا تھا، جنگ کے دوران یہ خبر ملی کہ ملک شاہ اور ایلدکر اور ارسلان بن ملک طغرل بن سلطان محمد نے ہمدان پر قبضہ کر لیا ہے سلطان محمد یہ سنتے ہی محاصرے سے ہاتھ کھینچ کر ماہ ربیع الاول ۵۵۲ھ کے آخر میں ہمدان کی طرف کوچ کر گیا اور زین الدین موصل کی جانب لوٹ گیا۔

امیر سقمان:......سلطان محمد نے جس وقت ہمدان کا رخ کیا تھا ملک شاہ ایلدکر اپنے رفقاء اور ہمراہیوں کے ساتھ مقام رے آ گئے تھے اینانج شحنہ رے نے مزاحمت کی ان لوگوں نے اینانج کو شکست دے دی سلطان محمد نے یہ خبر سن کر امیر سقمان بن قائماز کو ایک فوج دے کر اینانج کی کمک پر روانہ کر دیا چنانچہ امیر سقمان ابھی رے پہنچنے بھی نہیں پایا تھا کہ ملک شاہ اور ایلدکر رے سے واپس چلے گئے اور یہ بغداد کے محاصرے کیلئے جا رہے تھے کہ راستے میں امیر سقمان سے مڈبھیڑ ہو گئی اور خونریز جنگ کے بعد امیر سقمان کو شکست ہوئی سلطان محمد نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر ملک شاہ اور ایلدکر کے تعاقب میں خوزستان کی جانب کوچ کر دیا حلوان پہنچ کر یہ خبر ملی کہ ایلدکر تو اس وقت دینور میں ٹھہرا ہوا ہے اور اینانج نے ایلدکر اور ملک شاہ کی روانگی کے بعد ہمدان میں پھر داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور بدستور سابق سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا جا رہا ہے اس خبر سے سلطان محمد کے تن مردہ جسم میں جان سی پڑ گئی چنانچہ اسی وقت ہمدان کی جانب لوٹ گیا اور ملک شاہ اور ایلدکر کے ساتھی ادھر ادھر منتشر ہو گئے شملہ گورنر خوزستان نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ملک شاہ اور ایلدکر کے چھکے چھوٹ گئے چار و ناچار اپنے اپنے شہروں کی طرف بھاگ گئے۔

---

❶......بعض نسخوں میں ,,قضلوابواش،، لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

❷......یہ ساری تفصیل ,,اخبار الدولہ السلجوقیہ،، میں ملاحظہ فرمائیں۔

سنقر ہمدانی:.....سنقر ہمدانی گورنر لحف نے ان جھگڑوں کے دوران سواد بغداد کو تخت وتاراج کیا تھا ایک خاصہ لشکر بھی مرتب اور تیار کر لیا تھا خلیفہ مقتفی کو جب ایک گونہ اس سے فراغت حاصل ہوئی تو اس نے سنقر ہمدانی کے سرکوبی کی جانب توجہ کی ماہ جمادی الاولی ۵۵۳ھ میں لشکر آراستہ کر کے سنقر کی طرف بڑھا،لحف کے قریب پہنچ کر امیر خطلو برس نے گذارش کی کہ خلیفہ یہیں قیام فرمائیں یہ خادم اس مہم کو سر کرلے گا،خلیفہ مقتفی نے یہ رائے پسند کر کے امیر خطلو برس کو روانگی کا حکم دیا چنانچہ امیر خطلو برس نے سنقر کے پاس جا کر سمجھایا بجھایا اور اس کو علم خلافت کا مطیع بنا کر خلیفہ کی خدمت میں واپس آ گیا اور سارے حالات عرض کئے،خلیفہ نے خوش ہو کر امیر خطلو برس اور امیر ارغش کو بلاد لحف میں جاگیریں عنایت کر کے دارالخلافت کی جانب لوٹ گیا۔

سنقر کی دوبارہ بغاوت:.....خلیفہ کی واپسی کے بعد امیر ارغش نے بلاد لحف کا رخ کیا سنقر امیر ارغش کو بلاد لحف سے نکال کر تنہا حکومت کرنے لگا اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا امیر خطلو برس یہ خبر سن کر دارالخلافت بغداد سے ایک لشکر لے کر روانہ ہوا سنقر مقابلہ پر آیا خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی تو میدان امیر خطلو برس کے ہاتھ رہا سنقر کو شکست ہوئی چنانچہ وہ چار سو سواروں کے ساتھ قلعہ ماہکی کی طرف بھاگ گیا جو امیر قائماز عمیدی کے قبضے میں تھا،اس کے بعد ۵۵۴ھ میں اپنی فوج کو تیار کر کے دوبارہ بلاد لحف کا رخ کر لیا چنانچہ امیر ارغش نے مقابلہ کیا لڑائیاں ہوئیں آخر کار امیر ارغش کو شکست ہوگئی اور انتہائی ابتری سے بغداد کی جانب لوٹ گیا،خلیفہ نے یہ خبر پا کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے اپنی فوج کو تیار کر کے نعمانیہ کی جانب کوچ کر دیا اور بطور مقدمۃ الجیش ایک فوج ترشک کی کمان میں سنقر کی سرکوبی کے لئے روانہ کی سنقر یہ سن کر پہاڑوں میں چلا گیا چند دن بعد محاصرہ چھوڑ کر بندنیجین کی طرف لوٹ گیا اور ایک اطلاعی خط دارالخلافت بغداد میں بھیج دیا۔

سنقر کی بری طرح شکست:.....سنقر پریشان ہو کر ملک شاہ کے پاس پہنچ گیا ملک شاہ نے پانچ سو سواروں سے اس کی مدد کی پھر کیا تھا سنقر نے دوبارہ اپنے قلعہ اور اپنے شہر کا رخ کر لیا ترشک نے بھی یہ سن کر خلیفہ سے امداد طلب کی خلیفہ نے ایک فوج امداد کے لئے بھیج دی سنقر نے ایک سفیر صلح کی گفتگو کرنے کے لئے ترشک کے پاس بھیجا مگر ترشک نے اس سفیر کو قید کر لیا اور لشکر تیار کر کے حملہ کر دیا،سنقر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ گیا سارا لشکر برباد ہو گیا مال واسباب لوٹ لیا گیا سنقر نے زخمی ہو کے بلاد عجم میں جا کر دم لیا اور ایک مدت تک ٹھہرا رہا اس کے بعد اسی ۵۵۴ھ کے آخر میں پوشیدہ طور پر بغداد آیا اور تاج کے سامنے خود کو ڈال دیا خلیفہ مقتفی نے خوش ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دیدی۔

قائماز اور شملہ کی جنگ:.....۵۵۳ھ میں شملہ اور قائماز سلطانی کی اطراف بادریا میں جنگ ہوئی تھی لڑائی سخت اور خونریز تھی قائماز کو اس واقعہ میں شکست ہوگئی اور وہ اس جنگ میں مارا گیا خلیفہ مقتفی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک فوج شملہ کو زیر کرنے کو روانہ کی شملہ یہ خبر پا کر ملک شاہ کے پاس بھاگ گیا۔

سلیمان شاہ کی تخت نشینی:.....سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ محاصرہ بغداد سے واپسی کے بعد عارضہ سل میں مبتلا ہو گیا،بیماری نے اتنا زیادہ طول پکڑا کہ اسی عارضہ میں مقام ہمدان میں ماہ ذی الحجہ ۵۵۴ھ میں اپنی حکومت کے سات برس چھ مہینے بعد وفات پائی وفات کے وقت اقسنقر احمد یلی کو بلوا کر اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور یہ کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ میرے بعد میرے ارا کین دولت اس لڑکے کی اطاعت نہیں کریں گے تم اس کو اپنے ملک لے کر چلے جاؤ چنانچہ سلطان محمد کی وفات کے بعد اقسنقر کے بیٹے کو لے کر مراغہ چلا گیا۔

امراء کا اختلاف:.....سلطان محمد کے انتقال کے بعد ارا کین دولت میں اختلاف پڑ گیا ایک گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد کا چچا) کو تخت نشین کرنا چاہتا تھا اور ایک گروپ سلطان محمد کے بھائی ملک شاہ کو تخت وتاج کا مالک بنانے کا ارادہ رکھتا تھا اور کچھ لوگ اسلان بن سلطان طغرل کی طرف مائل تھے جو ایلدز کر کے ساتھ بلاد اران میں مقیم تھا ارا کین دولت اسی تذبذب میں پڑے ہوئے تھے کہ ملک شاہ شملہ ترکمانی اور گورنر فارس وکلاء کے ساتھ خوزستان سے اصفہان پہنچ گیا ابن خجندی نے اطاعت قبول کر لی اور رسد وغلہ فراہم کر دیا اور لشکر ہمدان کو اطاعت کا پیغام بھیجا لشکر ہمدان نے انکار میں جواب دیا اس کے بعد ہمدان کے بڑے بڑے امراء نے قطب الدین مودود ابن زنگی والی موصل کے پاس ۵۵۵ھ کے شروع میں یہ پیغام بھیجا

کہ سلیمان شاہ کو قید سے رہا کر کے ہمدان روانہ کر دو ہم لوگ دل و جان سے اس کی حکومت وسلطنت کو چاہتے ہیں چنانچہ قطب الدین نے اس شرط پر سلیمان شاہ کو رہا کر کے اپنے نائب زین الدین علی کوچک کے ہمراہ موصل کے ایک دستہ فوج کے ساتھ ہمدان روانہ کیا کہ تخت و تاج کا مالک سلیمان شاہ اس کی اتالیقی قطب الدین مودود زنگی کو دی جائے اور جمال الدین کو جو قطب الدین کا وزیر ہے عہدہ وزارت عطا ہو۔

سلیمان شاہ کی بیعت:...... چنانچہ جیسے ہی سلیمان شاہ بلاد جبل میں داخل ہوا چاروں طرف سے فوجیں جوق جوق آنے لگیں زین الدین کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ سلیمان شاہ کو اطلاع دیئے بغیر موصل لوٹ گیا زین الدین کی واپسی سے سلیمان شاہ کا شیرازہ انتظام درہم برہم ہو گیا جس ارادے سے خروج کیا تھا وہ پورا نہ ہو سکا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور ہمدان میں داخل ہو گیا اہل ہمدان نے اس کی سلطنت وحکومت کی بیعت کر لی اور اس کے نام کا دارالخلافت بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔

ملک شاہ کی موت:......اس دوران ملک شاہ کی جمعیت بھی اصفہان میں بڑھ گئی چنانچہ دارالخلافت بغداد میں کہلوایا کہ سلیمان شاہ کا خطبہ موقوف کر کے میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور جو قوانین عراق پہلے تھے وہی جاری کئے جائیں ورنہ میں حملہ کر دوں گا، وزیر عون الدین بن ہبیرہ نے ایک لونڈی حکمت عملی سے ملک شاہ کے پاس بھیج دی جس نے اس کو زہر دے کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۵۵ھ کا ہے۔

سلیمان شاہ کی بے راہ روی:......ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے تمام امیروں اور مصاحبوں کو نکال دیا اور سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا شملہ خوزستان کی جانب لوٹا اور ان تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا جن پر ملک شاہ متصرف اور قابض تھا غرض اس طرح سے سلیمان شاہ کی حکومت کا سکہ ان شہروں میں چلنے لگا مگر وہ تھوڑے ہی دنوں بعد لہو لعب میں منہمک ہو گیا اور کاروبار سلطنت چھوڑ کر ناچ رنگ میں اپنے اوقات خرچ کرنے لگا دن رات شراب نوشی کا شغل رہنے لگا امراء وارا کین دولت کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا مسخروں، گویوں اور نقالوں سے دربار بھرا رہتا تھا امور سلطنت شرف الدین کرد باز جو مشائخ سلجوقیہ میں سے تھا انجام دے رہا تھا یہ شخص نہایت دیندار، صاحب عقل اور باتدبیر تھا امراء وارا کین دولت سلیمان شاہ کی اس سے اکثر شکایت کیا کرتے تھے ایک دن یہ سلیمان شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصیحت کے طور پر بات چیت کرنے لگا سلیمان شاہ اس وقت نشہ میں تھا اس نے مسخروں کو اشارہ کر دیا لہٰذا انہوں نے شروف الدین کو بنانا شروع کر دیا اس پر شرف الدین ناراض ہو کر آ گیا سلیمان شاہ کا عذر تو قبول کر لیا مگر آنا جانا بالکل بند کر دیا سلیمان شاہ کو اس سے کچھ خطرہ پیدا ہو گیا لہٰذا اینانج گورنر رے کو اپنی کمک پر بلوالیا اینانج ان دنوں بیمار تھا اس نے معذرت کی کہ صحت کے بعد اپنی فوج کے ساتھ حاضر ہوں گا اتفاق یہ کہ اس کی خبر شرف الدین تک پہنچ گئی اس سے نارضگی اور کشیدگی بے حد بڑھ گئی چنانچہ ایک روز دعوت کے بہانے سلطان سلیمان شاہ کو اس کے حاشیہ نشینوں کے ساتھ اپنے مکان پر مدعو کیا ارا کین دولت تو اس سے تنگ تھے لہٰذا شرف الدین کا اشارہ پا کر سلیمان شاہ کو اس کے مصاحبوں اور وزیر ابوالقاسم محمود بن عبدالعزیز حامدی سمیت ماہ شوال ۵۵۶ھ میں گرفتار کر لیا وزیر اور مصاحبوں کو تو اسی وقت قتل کر ڈالا اور سلیمان شاہ کو چند دن قید میں رکھا اس کے بعد ایک شخص کو اشارہ کر دیا اس نے اس کا گلا گھونٹ دیا جس سے وہ مر گیا۔

ارسلان شاہ کی بیعت:......اینانج گورنر رے کو اس کی خبر ملی تو فوجیں تیار کر کے غارتگری کرتا ہوا ہمدان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا شرف الدین نے اتالیق اعظم ایلدکر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے ارسلان شاہ بن طغرل کی بیعت کرنے کی غرض سے اسے بلوایا چنانچہ ایلدکر بیس ہزار سواروں کے ساتھ ہمدان پہنچ گیا اور اینانج محاصرہ سے دست کش ہو کر چلا گیا ایلدکر نے ہمدان میں داخل ہو کر ارسلان شاہ بن طغرل کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کی حکومت وسلطنت کی اہالیان سے بیعت لی ایلدکر کو اس کا اتالیق مقرر کیا گیا اور بہلوان بن ایلدکر کو اس کا حاجب بنایا گیا دربار خلافت میں اس واقعہ کا اطلاعی خط بھیجا گیا اور یہ درخواست کی گئی کہ ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھا جائے، اور جیسا کہ سلطان مسعود کے عہد حکومت میں عراق کا انتظام تھا ویسا ہی اب پھر جاری کیا جائے مگر خلیفہ نے سفیر کو جواب تک نہ دیا بلکہ دربار خلافت سے نہایت بے عزتی سے نکلوا دیا اور اینانج گورنر رے نے ایلدکر سے سازش کر لی اور اپنی بیٹی کا عقد بہلوان بن ایلدکر سے کر کے ہمدان آ گیا۔

ایلدکر کا احوال:......ایلدکر سلطان مسعود کا خادم تھا اس کو اران اور آذربائیجان کے بعض علاقوں کی حکومت دی گئی تھی سلاطین سلجوقیہ کی

کسی خانہ جنگی میں شریک نہیں ہوا تھا ارسلان کی ماں یعنی زوجہ طغرل سے ملک طغرل کے بعد نکاح کر لیا تھا جس سے بہلوان محمد اور قزل ارسلان عثمان پیدا ہوئے۔

ایلدکر اور اینانج کے درمیان صلح ہو جانے کے بعد ایلدکر نے آقسنقر احمد یلی گورنر مراغہ کو ارسلان شاہ کی اطاعت کا حکم بھیجا آقسنقر نے اطاعت کرنے سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھنے اور اس کی بیعت کرنے کی دھمکی دی جو اس کے پاس موجود تھا یعنی محمود بن ملک شاہ، اصل یہ ہے کہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے اس نوعمر لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے اور اس کی بیعت کرنے کی تحریک کی تھی اسی بناء پر ایلدکر نے ایک فوج اپنے بیٹے بہلوان کے ساتھ روانہ کی یہ فوج کوچ وقیام کرتی ہوئی مراغہ کی جانب بڑھی آقسنقر نے یہ خبر سن کر ساہر مز گورنر خلاط سے امداد طلب کی چنانچہ ساہر مز نے ایک فوج ابن آقسنقر کی کمک پر بھیج دی ابن آقسنقر اور بہلوان کا نہر اسبیر ود پر مقابلہ ہوا بہلوان شکست کھا کر ہمدان کی طرف لوٹ گیا اور آقسنقر کامیابی کے ساتھ مراغہ لوٹ آیا۔

محمود بن شاہ کی بیعت:......جس وقت ملک شاہ بن محمود نے اصفہان میں زہر سے وفات پائی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں تو اس کے مصاحبوں کا ایک گروپ اس کے بیٹے محمود کے ساتھ بلاد فارس کی طرف چلا گیا زنگی بن وکلا، سلفری گورنر فارس نے محمود بن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین کر قلعہ اصطخر میں لیجا کر نظر بند کر دیا لہٰذا جب ایلدکر نے بغداد میں اپنے ربیب ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا پیغام بھیجا تو وزیر السلطنت عون الدین ابوالمظفر یحییٰ بن ہبیرہ نے گرد و نواح کے امراء اور گورنروں سے سازش شروع کر دی زنگی بن وکلاء کو یہ کہلوایا کہ میں ایلدکر کے خلاف فوج کشی کرنے والا ہوں اگر اس کے مقابلہ میں مجھے کامیابی حاصل ہو گئی تو بہتر ہو گا کہ تم محمود بن ملک شاہ کی حکومت وسلطنت کی بیعت کر کے اس کے نام کا خطبہ اپنے ممالک محروسہ میں پڑھو۔ چنانچہ زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو رہا کر کے حکومت وسلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پانچوں وقت اس کے دروازے پر نوبت بجنے لگی۔

ایلدکر کے خلاف محاذ:......اینانج گورنر رے کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اتفاق رائے کی درخواست کی تو اینانج نے اقرار میں جواب دیا اور ساتھ ہی اس کے دس ہزار فوج کے لشکر کے ساتھ زنگی کی طرف کوچ کیا آقسنقر احمد یلی نے بھی خبر سن کر پانچ ہزار سوار زنگی کے پاس بھیج دیئے رفتہ رفتہ ایلدکر کو ان واقعات کی خبر مل گئی ایک بڑا لشکر تیار کر کے بلاد فارس کے ارادے سے اصفہان کی جانب روانہ ہوا اور زنگی بن وکلاء گورنر فارس کے پاس ارسلان کی اطاعت وفرمانبرداری اور حاضری کا پیغام بھیجا مگر زنگی نے ٹکا سا جواب دے دیا اور یہ کہلوا دیا کہ مجھے ملنے کی فرصت نہیں ہے میں اس وقت اپنی جاگیر میں جا رہا ہوں جو حال ہی میں دربار خلافت سے مجھے عطا ہوئی ہے اس نے خفیہ طور پر خلیفہ اور وزیر سلطنت سے امداد بھی طلب کی خلیفہ اور وزیر نے امداد وکمک کا وعدہ کر لیا اور ان امراء کو عتاب آمیز خطوط بھی تحریر کئے جو ایلدکر کے ہمراہ اور اس کے مطیع تھے۔

ایلدکر کی جنگیں:......ایلدکر نے پہلے اینانج سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اتنے میں یہ خبر ملی کہ زنگی نے سیمرم اور اس کے مضافات کو لوٹ لیا ہے لہٰذا فوراً دس ہزار سواروں کو زنگی کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا مگر زنگی نے ان کو پہلے ہی حملہ میں شکست دیدی تب ایلدکر نے آذربائیجان کی فوج کو طلب کر لیا تھوڑے ہی دنوں بعد اس کا بیٹا کزل ارسلان آذربائیجانی لشکر لئے ہوئے پہنچ گیا زنگی نے بھی یہ سن کر اینانج کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں مگر بذات خود اس خوف سے کہ کہیں بلاد شملہ گورنر خوزستان معرض زوال میں نہ آ جائیں اس مہم میں شریک نہ ہو سکا،

ماہ شعبان ۵۵۰ھ میں ایلدکر اور اینانج کی جنگ ہوئی متعدد معرکے ہوئے آخر کار اینانج شکست کھا کر بھاگ گیا اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا ایلدکر نے تعاقب کر کے اینانج کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد دونوں میں صلح ہو گئی صلح کے بعد ایلدکر ہمدان کی جانب لوٹ گیا۔

مستنجد بن مقتفی:......خلیفہ مستنجد، خلفاء بن عباس کا وہ پہلا خلیفہ تھا جس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ زمام حکومت ایسے حالات میں اپنے قبضہ اقتدار میں لی جس وقت کہ شیرازہ حکومت وخلافت موصل، واسط، بصرہ اور حلوان کے درمیان منتشر ہو گیا تھا اور حکمرانی کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

مقتفی کی وفات: .....خلیفہ مقتفی لامر اللہ ابوعبداللہ محمد بن مستظہر نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں اپنی خلافت کے چوبیس برس چار مہینے بعد وفات پائی، خلفاء بنی عباسیہ کا یہ پہلا شخص ہے جس نے کسی سلطان کی شراکت کے بغیر عراق پر جب کہ دیلمیوں کا دور دورہ ہوا، تن تنہا حکمرانی کی لشکریوں اور مصاحبوں کو اپنے قابو میں رکھا جتنے علاقے صوبوں کے گورنروں کی دستبرد اور تغلب سے باقی رہ گئے تھے ان پر بیدار مغزی اور ہوشیاری سے حکومت کی۔

مستنجد کے خلاف سازش: .....جس وقت اس کے مرض میں اشتداد کی کیفیت پیدا ہوئی اور زندگی سے ایک گونہ مایوسی محسوس ہوئی اسی وقت سے اس کی بیویوں کو اپنے اپنے بیٹوں کی تخت نشینی کی فکر پیدا ہو گئیں مادر مستنجد اپنے بیٹے کی خلافت کی فکر میں لگی ہوئی تھی اس کے بھائی علی کی ماں اپنے لڑکے کو تخت خلافت پر متمکن کرانے کی تدبیر میں تھی بلکہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مستنجد کے قتل کا بھی ارادہ کر لیا تھا چنانچہ بیمار خلیفہ مقتفی کے دیکھنے کے بہانے سے مستنجد کو بلوالیا اور در پردہ یہ تدبیر کی کہ قصر خلافت کی لونڈیوں کو چھریاں دیدیں یہ خود اور اس کا بیٹا شمشیر بکف بیٹھے تھے کہ جیسے ہی مستنجد قصر خلافت میں قدم رکھے چاروں طرف سے یورش کر کے قتل کر دیا جائے اتفاق سے اس کی خبر مستنجد تک پہنچ گئی اس نے اپنے باپ کے خواجہ سراء کو بلوا کر اس واقعہ سے اس کو آگاہ کیا اور اپنے ساتھیوں اور فراشوں کو مسلح کر کے محل سرائے خلافت میں داخل ہوا اس کے داخل ہوتے ایک لونڈی نے بڑھ کر حملہ کیا مگر مستنجد کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے لپک کر گرفتار کر لیا اور دیگر لونڈیاں یہ ماجرا دیکھ کر بھاگ گئیں، مستنجد نے اپنے بھائی علی اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا اور ان لونڈیوں میں بعض کو قتل کر ڈالا اور بعض کو دریائے دجلہ میں ڈبو دیا، اتنے میں خلیفہ مقتفی کی وفات ہو گئی۔

الحسن مستنجد باللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

مستنجد کی بیعت: ..... مستنجد نے بیعت خلافت لینے کے لئے دربار عام منعقد کیا سب سے پہلے خاندان خلافت کے ممبروں نے بیعت کی اور ان میں سے سب سے پہلے اس کے چچا ابوطالب نے بیعت کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اس کے بعد وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ اور قاضی القضاۃ نے بیعت کی اس کے بعد ارکین دولت اور علماء کو بیعت کرنے کی غرض سے پیش کیا گیا، جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا عون الدین کو بدستور سابق عہدہ وزارت عطا ہوا گورنران صوبجات اپنے اپنے صوبوں پر بحال رکھے گئے تخت نشینی کی خوشی میں ٹیکس اور محصول معاف کر دیا گیا، رئیس الرؤساء اور استاد دار کو خلعتیں عنایت ہوئیں قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن احمد دامغانی معزول ہوا اور ابوجعفر عبدالواحد ثقفی کو عہدہ قضاء پر مامور کیا گیا۔

ترکمانوں کی شورش: .....۵۵۶ھ میں ترکمانوں نے بندنجین کی اطراف میں سر اٹھایا جن کی سرکوبی کے لئے مستنجد نے امیر ترشک کو بلاد لحف سے طلب کر لیا امیر ترشک نے حاضری بغداد سے معذرت کی اور یہ گذارش کی کہ یہ خادم ترکمانوں سے لڑنے کے لئے بندنجین جانے کو تیار ہے مگر شاہی لشکر سے میری مدد کیجائے، خلیفہ کو ترشک کا یہ عذر نا گوار گذرا لہٰذا چند فوجیں چند امراء کے ساتھ ترشک کے پاس روانہ کر دیں چنانچہ ان امراء نے ترشک کے پاس پہنچ کر اسے مار ڈالا اور سر اتار کر دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔

قلعہ ماہکی کی بازیابی: .....۵۵۷ھ میں خلیفہ نے قلعہ ماہکی کو سنقر ہمدانی کے مملوک کے قبضہ سے نکال لیا سنقر ہمدانی اس قلعہ کا گورنر تھا اس قلعہ کو اپنے ایک مملوک کے حوالہ کر کے ہمدان چلا گیا تھا سنقر کے جانے کے بعد قرب وجوار کے ترکمانوں اور کردوں نے بغاوت کر دی فتنہ وفساد کے دروازے کھول دیئے سنقر کا مملوک ان کا مقابلہ نہ کر سکا خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی تو پندرہ ہزار دینار دے کر قلعہ ماہکی کو سنقر کے مملوک سے لے لیا سنقر کا مملوک بغداد میں قیام پذیر ہو گیا یہ قلعہ خلیفہ مقتدر ترکمانوں اور کردوں کے قبضہ میں تھا۔

خفاجہ کی سرکشی اور صلح: .....۵۵۶ھ میں خفاجہ (عربوں کا ایک قبیلہ ہے) حلہ اور کوفہ میں جمع ہوئے اور دستور کے مطابق کھانا وغیرہ طلب کیا ارغش جاگیردار کوفہ اور قیصر شحنہ حلہ نے (یہ دونوں خلیفہ مستنجد کے غلام تھے) ان سے مزاحمت کی، چنانچہ خفاجہ نے اس بناء پر غارتگری شروع کر دی، ارغش اور قیصر نے فوجیں تیار کر کے خفاجہ کا تعاقب کیا رحبہ تک پیچھا کرتے چلے گئے خفاجہ نے صلح کی درخواست کی مگر ارغش اور قیصر نے انکار میں جواب

دیا تب خفاجہ بھی مقابلہ پر تل گئے گھمسان کی لڑائی ہوئی انجام کار شاہی لشکر شکست اٹھا کر بھاگ گیا قیصر اس دوران مارا گیا ارغش نے رحبہ میں جا کر پناہ لی شحنہ رحبہ نے اس کو امن دے دیا اور بحفاظت دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا، اس واقعہ میں لشکر شاہی کا بڑا حصہ پیاس کی شدت سے میدانوں میں تباہ ہو گیا باقی ماندہ کسی طرف جان بچا کر بغداد پہنچے، وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ کو خفاجہ کی اس گندی حرکت پر طیش آ گیا لہٰذا لشکر تیار کر کے خفاجہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گئے خفاجہ یہ سن کر جنگل اور پہاڑوں میں چلے گئے اور وزیر السلطنت بغداد کی جانب لوٹ گیا خفاجہ رفتہ رفتہ بصرہ پہنچ گئے اور معذرت لکھ کر دربار خلافت میں روانہ کیا مصالحت کی درخواست کی جو کہ خلیفہ نے منظور کر لی۔

بنی اسد کا عراق سے اخراج: ...... چونکہ حلہ سے رہنے والے بنی اسد نے اس سے پہلے بیحد شورش مچا رکھی تھی اس کے علاوہ محاصرہ بغداد کے وقت ان لوگوں نے سلطان محمد کا ساتھ بھی دیا تھا یہی وجہ تھی کہ خلیفہ مستنجد کے دل میں ان لوگوں کی طرف سے ناراضگی اور کشیدگی تھی چنانچہ ۵۵۸ھ میں خلیفہ مستنجد نے امیر یزدان بن قماج کو ان لوگوں کی جلاوطنی اور سرکوبی کرنے پر مامور کیا یہ لوگ حلہ کے تمام اطراف میں پھیلے ہوئے تھے امیر یزدان فوجیں تیار کر کے دارالخلافت بغداد سے حلہ کی طرف روانہ ہوا اور ابن معروف کو بصرہ سے اپنی کمک پر بلا بھیجا چنانچہ ابن معروف دریا کے راستے جنگی کشتیاں لئے ہوئے ایک عظیم لشکر کے ساتھ پہنچ گیا ایک زمانہ تک امیر یزدان بنی اسد کا محاصرہ کئے رہا خلیفہ مستنجد کو جنگ کا طول کھینچنا ناگوار گذرا لہٰذا عتاب آموز خط کے ذریعے امیر یزدان پر شیعیت کا الزام لگا دیا اور یہ دھمکی دی کہ اگر اب جنگ میں طوالت ہوئی تو تیری خیر نہیں ہے امیر یزدان اس عتاب آموز خط کو پڑھ کر چونک گیا چنانچہ ابن معروف کو بلا کر خلیفہ کا خط دکھلایا دونوں نے باتفاق رائے لشکر تیار کر کے چاروں طرف سے بنی اسد پر حملہ کر دیا پانی، رسد اور غلہ کی آمد و رفت بند کر دی، مجبوراً بنی اسد بھی تلوار کھینچ کر نکل پڑے چنانچہ چار ہزار بنی اسد مارے گئے باقی ماندگان کے لئے یہ کارروائی کی گئی کہ بذریعہ منادی اعلان کرایا گیا کہ آج کے بعد جو شخص بنی اسد کا حلہ میں نظر آئے گا اسے بلا تفتیش قتل کر دیا جائے گا، چوبیس گھنٹہ کے اندر جس کو جہاں جانا ہو چلا جائے چنانچہ باقی بنی اسد عراق چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے ایک متنفس بھی بنی اسد کا عراق میں باقی نہ رہا حلہ اور تمام بلاد بنی اسد ابن معروف کو دیدیئے گئے۔

واسط میں بغاوت: ...... بصرہ امیر منکبرس کی جاگیر میں تھا جو خلیفہ مستنجد کا آزاد کردہ غلام تھا ۵۵۹ھ میں خلیفہ نے اس کو قتل کر کے اس کی جگہ کمشتکین کو مامور فرمایا، ابن سنکا جو کہ شملہ گورنر خوزستان کا بھتیجا تھا اس کو غنیمت شمار کر کے بصرہ پر چڑھائی کر دی اس کے اطراف و جوانب کے دیہاتوں اور قصبوں کو تخت و تاراج کرنے لگا دربار خلافت سے کمشتکین کے نام ابن سنکا سے جنگ کرنے کا فرمان صادر ہوا کمشتکین نہ تو فوجیں فراہم کر سکا اور نہ ابن سنکا کے طوفان بدتمیزی کو روک سکا اس سے ابن سنکا کے حوصلے بلند ہو گئے اور وہ واسط کی طرف بڑھا اور اس کے اطراف و مضافات کو لوٹنے لگا امیر خطلو برس اس صوبہ کا جاگیردار تھا اس نے فوجیں حاصل کر کے ابن سنکا سے مزاحمت کی چنانچہ یہ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا جنگ کے دوران ابن سنکا نے ان امراء کو ملا لیا جو امیر خطلو برس کے ہمراہ تھے چنانچہ یہ لوگ عین لڑائی کے وقت امیر خطلو برس کو حریف مقابل کے حوالہ کر کے دائیں بائیں ہو گئے امیر خطلو برس کو ابن سنکا کے ساتھیوں نے گرفتار کر لیا اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا خاتمہ جنگ کے بعد ابن سنکا نے اس امیر کو ۵۶۱ھ میں مار ڈالا اس کے بعد ۵۶۲ھ میں ابن سنکا نے پھر بصرہ کا رخ کیا اور اس کے مشرقی حصے کو لوٹ لیا، کمشتکین نے ابن سنکا سے روک ٹوک کرنے کو خروج کیا دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی بالآخر ابن سنکا نے جنگ سے اعراض کر کے واسط کی جانب کوچ کیا اہل واسط آبرو اور جان کے خوف سے کانپ اٹھے مگر ان کی خوش قسمتی سے ابن سنکا واسط نہ پہنچ سکا۔

شملہ کی شورش: ...... ۵۶۲ھ میں شملہ گورنر خوزستان نے عراق کے ارادے سے کوچ کیا سفر و قیام کرتا ہوا قلعہ ماہکی تک پہنچ گیا خلیفہ سے صوبہ جات اسلامیہ کی گورنری کی درخواست کی اور درخواست میں ادب کا پہلو بھی ترک کر دیا خلیفہ نے اس کی طوفان بدتمیزی کی روک تھام کو ایک فوج بھیج دی اور ان کو بغاوت اور سرکشی کے انجام سے ڈرایا شملہ نے معذرت کی کہ ایلدکز اور سلطان ارسلان شاہ نے ان علاقوں کی حکومت مجھے عطا کی ہے جو اس وقت میرے پاس ہیں اور ارسلان شاہ ملک شاہ کا بیٹا ہے جو بصرہ، واسط اور حلہ کا مالک و حکمران تھا مجھے اور کسی شہر سے کوئی غرض نہیں ہے میں انہی تین شہروں پر اکتفا کرتا ہوں ملاحظہ کی غرض سے سلطانی فرمان بھی پیش کرتا ہوں مگر خلیفہ کو شملہ کی یہ جسارت ناگوار گذری چنانچہ حکم صادر فرمایا،

شملہ کا شمار اس وقت سے خوارج میں ہے ممبروں پر علانیہ اس پر لعنت کیجائے اور اس وقت ارغش مسترشدی کے پاس نعمانیہ میں اور شرف الدین ابوجعفر بلدی ناظر واسط کے پاس حکم بھیجا جائے کہ بہت جلد فوجیں تیار کر کے اس سرکش و باغی شملہ کی گوشمالی کریں۔

شملہ کی واپسی:......اسی زمانہ میں شملہ نے اپنے بھتیجے ملیح کو چند دستہ فوج کے ساتھ کردوں سے جنگ کرنے روانہ کیا تھا اتفاق سے ارغش کو اس کی خبر ملی گئی حملہ کر کے ملیح اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا شملہ نے یہ سن کر مصالحت کی درخواست کی جس کا انکار میں جواب ملا۔

اس واقعہ کے بعد ارغش گھوڑے سے گر کر مر گیا اور اس کا لشکر وہیں مقیم رہا اور شملہ اپنے سفر کے چوتھے ماہ اپنے شہر کی جانب واپس چلا گیا۔

شرف الدین وزیر السلطنت:......جمادی الاولیٰ ۵۶۰ھ ❶ میں وزیر السلطنت عون الدین یحییٰ بن محمد بن مظفر بن ہبیرہ نے وفات پائی خلیفہ مستنجد نے اس کے خاندان کو گرفتار کر لیا چند دن کے بعد وزارت کا کام نائب وزیر انجام دیتا رہا اس کے بعد خلیفہ نے ۵۶۳ھ میں شرف الدین ابو جعفر احمد بن محمد سعید ابن بلدی کو جو واسط کا ناظر تھا قلمدان وزارت سپرد کر دیا حالانکہ عضد الدین ابوالفرج بن دبیس رئیس الروساء امور سلطنت میں حد سے زیادہ دخیل اور پیش پیش ہو گیا تھا اس لئے خلیفہ نے وزیر السلطنت کو حکم دیا کہ عضد الدین اور اس کے ساتھیوں کو تھوڑی تھوڑی لغزشوں پر معقول سرزنش کی جائے اور اس کے سارے اختیارات سلب کر لئے جائیں چنانچہ وزیر السلطنت نے اس کے بھائی تاج الدین سے نہر الملک سے مقتفی کے عہد خلافت سے لے کر اس وقت تک کا حساب طلب کیا، اسی قسم کی کارروائی دوسرے عمال کے ساتھ بھی کی جو عضد الدین کے لائے ہوئے اور حامی تھے اس سے ارا کین دولت کے کان کھڑے ہو گئے چنانچہ وہ ہوشیاری اور دیانت داری سے کام کرنے لگے اور یوں بدنظمی اور خودسری ختم ہو گئی۔

عضد الدین اور خلیفہ:......خلیفہ مستنجد کے عہد خلافت میں عضد الدین ابوالفرج بن دبیس رئیس الروساء جو دار الخلافت بغداد کے امیروں میں اعلیٰ درجے کا شخص تھا امور سلطنت میں دخیل اور ہر کام میں کچھ ایسا پیش پیش ہو گیا تھا کہ حقیقتاً زمام حکومت اس کے قبضہ اقتدار میں تھی، قطب الدین قائماز مظفری اس معاملہ میں اس کا ہمصفیر اور ہم آہنگ تھا جس وقت خلیفہ نے عہدہ وزارت سے شرف الدین جعفر کو سرفراز فرمایا اور عضد الدین کے کاموں پر اعتراض اور اس کے اختیارات سلب کرنے کا وزیر السلطنت کو اشارہ کیا اسی وقت سے وزیر السلطنت اور عضد الدین کے درمیان عداوت اور مخالفت کی بنا پڑ گئی، بات بات پر وزیر السلطنت، عضد الدین اور اس کے عمال سے الجھتا تھا خلیفہ بھی عضد الدین اور اس کے ہمصفیر قطب الدین کو بری نگاہوں سے دیکھتے تھے عضد الدین اور قطب الدین اس معاملہ میں وزیر السلطنت پر الزام لگاتے اور خلیفہ کی ناراضگی کا باعث وزیر السلطنت کو بتلایا کرتے تھے۔

خلیفہ مستنجد کا قتل:......اتفاق سے ۵۶۶ھ میں خلیفہ بیمار پڑ گیا رفتہ رفتہ مرض میں شدت پیدا ہوا عضد الدین اور قطب الدین خلیفہ کی بیدار مغزی سے تو تنگ آ ہی رہے تھے شاہی طبیب سے ساز باز کر لی اس نے ان لوگوں کی ساز باز سے خلیفہ کی موت کی یہ تدبیر نکالی کہ خلیفہ کو حمام میں داخل کر کے دروازہ بند کر لیا جس سے خلیفہ کا دم گھٹ گیا تھوڑی دیر میں جاں بحق تسلیم کر دی بعض مورخین کہتے ہیں کہ عضد الدین اور قطب الدین کی مخالفت اور عداوت کا سبب یہ ہے کہ خلیفہ نے وزیر السلطنت شرف الدین کو عضد الدین اور قطب الدین کے قید اور قتل کے بارے میں ایک خفیہ تحریر بھیجی تھی اتفاق سے یہ تحریر عضد الدین کے ہاتھ لگ گئی عضد الدین نے قطب الدین، یزدان اور اس کے بھائی تیماش کو بلا کر وہ تحریر دکھائی ان لوگوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ کو کسی حیلہ سے مار ڈالنا چاہئے چنانچہ یہ لوگ قصر خلافت میں آئے اور زبردستی خلیفہ کو حمام میں لے گئے اور دروازہ بند کر دیا خلیفہ چلاتا رہا مگر کوئی سنتا نہ تھا یہاں تک کہ وہ وہاں مر گیا یہ واقعہ ربیع الآخر ۵۶۶ھ ❷ کا ہے، دس سال خلیفہ رہا، ماہ ربیع الثانی ۵۱۰ھ میں پیدا ہوا چھپن برس کی عمر پائی۔

مستضی کی بیعت:......جس وقت خلیفہ مستنجد کی موت کی ہولناک خبر مشہور ہوئی اور ابھی اس نے دم نہ توڑا تھا اسی وقت وزیر السلطنت، امراء لشکر اور ساری فوجیں مسلح ہو کر قصر خلافت کے دروازے پر آ گئیں عوام الناس کا بھی جم غفیر ان کے ساتھ تھا تل رکھنے کی جگہ نہ تھی عضد الدین نے

---

❶...... دیکھئے وفیات الاعیان صفحہ ۲۴۲ جلد ۶، والبدایۃ والنہایۃ صفحہ ۲۵۱ جلد ۱۲، وشذرات الذہب صفحہ ۱۹۱ جلد ۴۔ ❷...... دیکھئے البدایۃ والنہایۃ صفحہ ۲۶۶ جلد ۱۲

اس خوف سے کہ کہیں وزیر السلطنت خلیفہ کی موت کا یقین کر کے میرا وارانیا رانہ کر دے بلند آواز سے بول اٹھا کہ امیر المومنین کو غش آ گیا تھا اب بفضلہ اس سے نجات مل گئی ہے، وزیر السلطنت نے اس خیال سے کہ عوام الناس اور فوج خلافت میں گھس نہ پڑیں دار الوزارت کی جانب لوٹ گیا، امراء لشکر اور نیز عوام الناس منتشر ہو گئے عضد الدین اور قطب الدین نے جھٹ پھٹ قصر خلافت کے دروازے بند کر لئے اور خلیفہ مستنجد کے بیٹے ابو محمد حسن کو طلب کر کے خلافت کی فوراً بیعت کر لی اور ''المستضی بامر اللہ'' کا لقب دیا، تخت خلافت پر متمکن کرنے کے وقت یہ وعدہ لے لیا کہ قلمدان وزارت عضد الدین کے حوالہ کیا جائے اس کا بیٹا کمال الدین استاد وار مقرر رہوا، اور عساکر اسلامیہ کی سرداری قطب الدین قائماز کو دیجائے، نئے خلیفہ نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ان تمام درخواستوں کو منظور کر لیا اس کے بعد خاندان خلافت سے بیعت خاصہ لی گئی اس کے بعد خلیفہ مستنجد کی وفات ہو گئی اگلے دن دربار عام میں بیعت عامہ ہوئی۔

وزیر السلطنت کا قتل:......خلیفہ مستضی تخت خلافت پر متمکن ہو کر عدل و انصاف سے کام لینے لگا لوگوں کو انعامات دیئے جاگیریں دیں اور مستحقین کو صلے دیئے وزیر السلطنت کو نئے خلیفہ کی تخت نشینی کی خبر ملی تو اس کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے ہوش و حواس جاتے رہے اپنی غفلت اور واپسی پر نادم ہوا مگر لا حاصل تھا چنانچہ اسے بیعت کرنے بلایا گیا جس وقت حاضر ہوا غلاموں نے عضد الدین کی اشارہ سے سر اتار لیا، اسی زمانہ میں خلیفہ مستضی نے قاضی ابن مزحم کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا یہ شخص بڑا ظالم، خودسر اور غاصب انسان تھا خلیفہ مستضی نے اس کے مال و اسباب کو ضبط کر کے جن لوگوں نے اس پر مال وغیرہ چھین لینے کے دعوے کئے تھے ان کے حقوق دے دیئے، ابو بکر بن نصر بن عطار کو وزیر خزانہ مقرر کیا اور ظہیر الدین کا لقب مرحمت کیا۔

دولت علویہ کا خاتمہ، دولت عباسیہ کا خطبہ:......خلیفہ مستضی کے زمانہ خلافت کے شروع میں دولت علویہ کا ٹمٹماتا ہوا چراغ مصر میں گل ہو گیا خلفاء بنی عباس میں سے خلیفہ مستضی کا خطبہ ماہ محرم ۵۶۷ھ میں یوم عاشورہ سے پہلے جامع مسجد مصر میں پڑھا گیا ان دنوں مصر میں خلفاء عبیدین کا سب سے آخری اور آٹھواں تاجدار عاضد لدین اللہ حکومت کر رہا تھا جو حافظ لدین اللہ عبد المجید علوی کی نسل میں سے تھا اس پر اس کا وزیر اس قدر حاوی ہو گیا تھا کہ یہ نام کا خلیفہ تھا اصل حکومت اس کے وزیر کے قبضہ اقتدار میں تھی اس وقت کرسی وزارت پر شادر جلوہ افروز تھا وہ جو چاہتا تھا کر گذرتا تھا ارکین دولت، امراء مملکت اور سرداران لشکر سب اس کے مطیع تھے خلیفہ عاضد اس کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بنا ہوا تھا اتفاق سے ابن سوار نامی ایک شخص اہل دولت اسکندریہ میں سے مصر پر چڑھ آیا شاور نے خود میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر شام میں الملک العادل نور الدین محمود زنگی کے پاس جا کر پناہ لی۔

نور الدین محمود زنگی:......الملک العادل نور الدین محمود زنگی سلاطین سلجوقیہ کے مملوکوں اور ان امراء میں تھا جو اس وقت خلافت عباسیہ کے رکن اور عماد تھے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب بن شادی اپنے باپ نجم الدین اور چچا اسد الدین شیر کوہ کے ساتھ الملک العادل نور الدین کی خدمت میں اعزازی عہدوں پر مامور تھا چنانچہ جس وقت شاور نے دربار نوریہ میں حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی الملک العادل نور الدین نے ایک فوج امراء ایوبیہ کے ساتھ مصر روانہ کر دی جس کا افسر اعلیٰ اسد الدین شیر کوہ تھا۔

شاور کی بحالی اور بدعہدی:......چنانچہ اسد الدین نے مصر میں پہنچ کر ضرغام (ابن سوار) کو جس نے شاور کے قبضہ سے اختیارات وزارت چھین لئے تھے قتل کر کے شاور کو دوبارہ وزارت کی کرسی پر بٹھایا لیکن اس بدعہد احسان فراموش نے اس وعدہ کا ایفاء نہیں کیا جو شام سے مصر روانگی کے وقت دربار نوریہ میں کیا تھا، یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسائیوں (فرانسیسیوں) نے مصر و شام کے ساحلوں پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے قرب وجوار کے صوبوں کو بھی دبا لیا تھا مصر اور قاہرہ کو آہستہ آہستہ دباتے چلے آ رہے تھے بلبیس اور ایلہ پر انہی کا سکہ جما ہوا تھا بعض بعض محصولات اور ٹیکس بھی دولت علویہ سے وصول کر لیتے تھے غرض دولت علویہ کا چراغ عیسائیوں کی ہوس رانی کی تیز ہوا سے گل ہونے ہی والا تھا ان امور میں عیسائیوں کو جرأت دلانے والا اور انکا محرک وہی احسان فراموش شاور تھا اس خیال سے کہ کہیں اسد الدین شیر کوہ جس سے بدعہدی کی ہے عہدہ وزارت پر قابض نہ ہو جائے۔

فاطمی خلیفہ عاضد کا خاتمہ:......خلیفہ عاضد کو شاور کی ان حرکات کا احساس ہو گیا بظاہر عیسائیوں کی زیادتی کی شکایت کرنے اور ان کے مقابلہ

میں امداد طلب کرنے کے لئے عز الدین کو شیر کوہ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن حقیقت میں شاور کی سازشوں کو دور کرنے اور سرکوبی کے غرض سے شیر کوہ کو بلوالیا چنانچہ شیر کوہ دربار نوریہ سے رخصت ہو کر مصر آیا خلیفہ عاضد نے اس کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور سوائے اپنے محل کے تمام امور کے سیاہ وسفید کا اختیار دے دیا اس ردوبدل میں شاور نے کچھ سر اٹھایا جو بہت جلد کچل دیا گیا شیر کوہ نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر کے اس کی تمام بیماریوں کا معقول علاج کر دیا لیکن افسوس کہ شیر کوہ اپنی وزارت کے ایک برس بعد وفات پا گیا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ پچاس ہی دن کے بعد یہ واقعہ پیش آ گیا تھا۔

صلاح الدین ایوبی کی وزارت:..... بہرکیف شیر کوہ کی وفات کے بعد خلیفہ عاضد نے شیر کوہ کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب کو مامور فرمایا صلاح الدین نے عہدہ وزارت پر متمکن ہو کر رعایا کی حال کی اصلاح اور انتظام امور سلطنت کی طرف توجہ کی یہ اور اس کا چچا اسد الدین شیر کوہ خود کو الملک العادل نور الدین محمود کا نائب تصور کرتے تھے جس نے اس کو اور نیز اس کے چچا کو مصر بھیجا تھا اور مصر میں قیام کرنے کی ہدایت کی تھی۔

صلاح الدین اور عباسی خطبہ:..... چنانچہ جب صلاح الدین کا قدم استقلال کے ساتھ مصر میں جم گیا تو مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی، خلیفہ عاضد کے بھی قوائے حکمرانی مضمحل ہو گئے اور تمام امور کے سیاہ وسفید کرنے کا اس کو اختیار کلی حاصل ہو گیا اس کا خادم قراقوش خلیفہ عاضد کے محل خلافت پر بھی قابض ومتصرف ہو گیا تو اس وقت الملک العادل نور الدین محمود زنگی نے شام سے یہ پیغام بھیجا کہ خلیفہ عاضد کا خطبہ موقوف کر کے دولت عباسیہ کے نامور تاجدار خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔

صلاح الدین نے اس حکم کی تعمیل اہل مصر کی مخالفت سے ڈرتے ڈرتے کی خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا جانا تھا کہ دولت علویہ کے آثار نیست ونابود کر دیئے گئے اور خلافت عباسیہ کا جھنڈا کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا، اسی زمانہ سے مصر میں دولت ایوبیہ کی حکومت کی بنا پڑ گئی اس کے بعد تاجداران بنی ایوب نے شام میں الملک العادل نور الدین کے ممالک مقبوضہ پر بھی قبضہ کر لیا شام اور طرابلس غرب وغیرہ تک ان کی حکومت پھیل گئی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائیگا۔

بغداد میں جشن:..... جس وقت مصر میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا گیا نور الدین محمود زنگی نے دمشق سے دار الخلافت بغداد میں نامہ بشارت روانہ کیا خلیفہ نے شادیانے کی نوبت بجوائی سارے بغداد میں چراغاں کیا گیا نور الدین اور صلاح الدین کو عماد الدین صندل کی معرفت خلعتیں روانہ کیں جو خلیفہ مقتفی کا خادم خاص اور خلیفہ مستضی کے قصر خلافت کا داروغہ تھا دمشق میں صندل کے پہنچنے پر نور الدین نے بھی بہت بڑی خوشی ظاہر کی صلاح الدین اور مصر کے خطیبوں کو خلعتیں روانہ کیں کالے جھنڈے بھیجے اسی وقت سے مصر میں خلافت عباسیہ کا جھنڈا گڑ گیا جو ایک مدت تک قائم رہا، واللہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین۔

نور الدین کی سفارش:..... ان واقعات کے بعد نور الدین محمود نے دربار خلافت میں قاضی کمال الدین ابوالفضل محمد بن عبداللہ شہرروزی کو روانہ کیا (جو اس کے ممالک مقبوضہ کا قاضی القضاۃ تھا) اور صوبہ جات مصر، شام، جزیرہ، موصل کے صوبوں جو اس کے قبضہ اقتدار میں تھے ان کے علاوہ دیار بکر، خلاط، بلاد روم قلج ارسلان جو اس کے مطیع تھے ان کی سند حکومت کی درخواست کی اور درب ہارون اور سواد عراق کو بطور جاگیر طلب کیا جیسا کہ اس کے باپ کو ملا تھا خلیفہ نے نور الدین محمود کے سفیر کی بڑی آؤ بھگت کی عزت واحترام سے ملا خوشی کے ساتھ نور الدین محمود کی ساری درخواستیں منظور کر لیں۔

یزدن کے حالات:..... خلیفہ مستضی نے امیر یزدن کو حلہ کی حکومت عنایت کی تھی اور خفاجہ کو اس کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا تھا بنوحزن اور بنو کعب، خفاجہ کے مشہور گروہ حلہ میں رہتے تھے امیر یزدن نے حلہ پر قابض ہونے کے بعد بنوکعب کو حلہ کی حکومت سپرد کر دی اس پر بنوحزن بگڑ گئے اور سواد عراق میں غارتگری شروع کر دی چنانچہ امیر یزدن نے اپنی فوج تیار کر کے بنوحزن پر چڑھائی کر دی، غضبان سردار بنوکعب مع بنوکعب کے امیر یزدن کا ہمرکاب تھا ایک روز رات کے وقت سفر کر رہے تھے کہ کسی نے غضبان کو ایک تیر مارا جس کے صدمہ سے غضبان مر گیا غضبان کے مرتے ہی لشکر بغداد کی جانب لوٹ گیا اور سواد کی حفاظت بدستور بنی حزن کرنے لگے اس واقعہ کے بعد یزدن نے ۵۶۸ھ میں انتقال کیا، واسط اس کی جاگیر میں تھا خلیفہ نے اس کے بیٹے انبامش کو عطا کر دیا اور علاء الدین کا لقب عطا کیا۔

سنکا کا قتل: ......ہم اوپر مستنجد کے عہد خلافت میں سنکا بن احمد اور اس کے چچا شملہ گورنر خوزستان کی فتنہ پردازی اور آئے دن سرکشی کے حالات تحریر کر چکے ہیں اسی زمانہ میں سنکا قلعہ ماہکی کی طرف آیا اور اس کے سامنے ایک قلعہ اس غرض سے تعمیر کرایا کہ اس میں قیام کر کے قرب وجوار کے شہروں پر متصرف وقابض ہو جائیں مگر اتنے میں خلیفہ مستضی کی خلافت کا دور آ گیا اور خلیفہ نے یہ خبر پا کر دارالخلافت بغداد سے ایک فوج سنکا کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دی سنکا نے بے جگری سے مقابلہ کیا مدتوں لڑائی ہوتی رہی بالآخر سنکا کو شکست ہوگئی اور جنگ میں سنکا مارا گیا اور اس کا سر اتار کر بغداد بھیج دیا گیا جو ایک مدت تک عبرت کی غرض سے دجلہ کے کنارے لٹکا رہا اور قلعہ جو اس نے بنوایا تھا مسمار کر دیا گیا۔

عضدالدین کی معزولی: ......قطب الدین قائماز کا حال آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ اس نے خلیفہ مستضی کی بیعت کی تھی خلیفہ مستضی نے اس کو اپنا کمانڈر انچیف بنالیا تھا اور عضدالدین ابوالفرج ابن رئیس الرؤساء کو عہدہ وزارت عطا کیا تھا چند دن کے بعد جب قائماز کی حکومت کا سکہ جم گیا اور تمام امور کے سیاہ وسفید کا اختیار کلی اسے حاصل ہو گیا تو اس نے خلیفہ مستضی کو عضدالدین ابوالفرج وزیر سلطنت کی معزولی پر ابھارنا شروع کیا خلیفہ سے کچھ بن نہ پڑا ۵۶۷ھ میں وزیر السلطنت کو معزول کر دیا، ۵۶۹ھ میں پھر خلیفہ نے اس کی بحالی کا ارادہ کیا قائماز نے اس کی مخالفت کی اور مخالفانہ کارروائی کرنے کی غرض سے سوار ہو کر لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا خلیفہ نے قصر خلافت کے دروازے جو شہر بغداد سے متصل تھے بند کروا لئے اور قائماز کے پاس نرمی وملاطفت سے کہلوا دیا کہ تم واپس چلے جاؤ اور فتنہ وفساد سے باز آ جاؤ میں تمہارے کہنے کے مطابق عضدالدین کو وزارت نہیں دونگا مگر قائماز نے جواب دیا میں اس وقت تک اپنے ارادے سے باز نہیں آؤں گا جب تک کہ عضدالدین بغداد سے باہر نہ کر دیا جائے گا، خلیفہ نے مجبوراً عضدالدین کو بغداد سے نکل جانے کا حکم دے دیا، عضدالدین نے شیخ الشیوخ صدرالدین عبدالرحیم بن اسماعیل سے امن کی درخواست کی شیخ موصوف نے اس کو پناہ دے کر اپنے رباط میں داخل کر لیا چنانچہ یہ وہیں مقیم ہو گیا۔

قائماز کی بغاوت: ......اس کے بعد قائماز اپنی چیرہ دستی سے دولت عباسیہ پر حاوی ہو گیا اور پھر علاء الدین ایتامش کی بہن سے عقد کر لیا ایتامش اور قائماز نے متحد ہو کر رہی سہی قوت بھی دولت وحکومت کی سلب کر لی تھوڑے ہی دنوں کے بعد قائماز نے ظہیرالدین بن عطار وزیر خزانہ سے ناراض ہو کر اس کے مال واسباب کو لوٹ لیا مکانات کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا (ظہیرالدین خلافت مآب کا خاص کارندہ تھا) قائماز نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا مگر ظہیرالدین یہ خبر پا کر بھاگ گیا تب قائماز نے اپنے امیروں اور سرداروں کو جمع کر کے مستضی سے جنگ کرنے کی قسمیں کھلائیں اور اس بات کا ان لوگوں سے وعدہ لیا کہ قصر خلافت پر حملہ کر کے ظہیرالدین کو نکال لائیں گے۔

قائماز کا خاتمہ: ......خلیفہ مستضی کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو قصر خلافت کی چھت پر بیٹھ گیا خدام دولت واویلا وامصیتاہ کا شور کر رہے تھے خلیفہ نے بآواز بلند عوام الناس کو مخاطب کر کے ارشاد کیا کہ قطب الدین کا مال واسباب تمہارا ہے اور اسکا خون ہمارا ہے دیکھو جانے نہ پائے اس کا گھر لوٹ لو، اور اس کو میرے پاس گرفتار کر کے لاؤ، عوام الناس یہ سنتے ہی قطب الدین کے گھر کی طرف دوڑے مگر قطب الدین تو پشت مکان سے نکل بھاگا اور عوام الناس نے اسکا گھر بار اور مال واسباب لوٹ لیا، اس غارتگری عام میں کچھ کشت وخون بھی ہوا، قائماز بھاگ کر حلہ پہنچ گیا اس کے امراء بھی اس کے پیچھے پیچھے حلہ چلے گئے خلیفہ مستضی نے اس خیال سے کہ کہیں قائماز دوبارہ بغداد کا رخ نہ کر لے اور اہل بغداد اس کے لحاظ وپاس سے اس کا ساتھ نہ دے دیں شیخ الشیوخ عبدالرحیم کو حلہ اس غرض سے روانہ کر دیا کہ قائماز کو حکمت عملی سے موصل روانہ کر دیا جائے چنانچہ شیخ الشیوخ کی عاقلانہ تدبیر سے قائماز موصل چلا گیا مگر راستے میں اس کو اور اس کے ساتھیوں کو پیاس کی بیحد تکلیف اٹھانا پڑی قائماز اور اس کے اکثر ساتھی پیاس کی شدت سے مر گئے، یہ واقعہ ذی الحجہ ۵۷۰ھ کا ہے۔

علاء الدین تیامش: ......باقی علاء الدین ایتامش مدتوں تک موصل میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ خلیفہ نے اس کو دارالخلافت بغداد بلوالیا اور پھر وہیں انتہائی عسرت سے تنگدستی سے مر گیا، اسی نے قائماز کو ان حرکات پر آمادہ وبرانگیختہ کیا تھا جو اس سے سرزد اور ظہور پذیر ہوئیں ورنہ وہ ایسا نہ تھا، خلیفہ نے اپنے محل قصر خلافت کا داروغہ سنجر مقتفوی کو مقرر کیا پھر ۵۷۱ھ میں اس کو معزول کر کے اس کے بجائے ابوالفضل ہبۃ اللہ بن علی بن صاحب کو متعین کر دیا۔

گورنر خوزستان کی سرکشی: ......ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ملک شاہ بن محمود بن سلطان محمد نے خوزستان میں قیام کیا تھا اور شملہ گورنر خوزستان کی بغاوتوں کا ذکر بھی ہم اوپر کر چکے ہیں جو آئے دن خلفاء کے عہد میں مختلف اوقات میں کرتا آتا تھا اس کے بعد شملہ ۵۷۰ھ میں مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا جانشین ہوا اتنے میں ملک شاہ محمود کے بیٹے کا بھی انتقال ہو گیا، ملک شاہ کا بیٹا بدستور خوزستان میں ٹھہرا رہا، ۵۷۲ھ میں عراق کی جانب آیا، بند تحیین پر شبخون مارا گیا جس سے غارتگری کے دروازے کھل گئے، وزیر عضد الدین ابوالفرج شاہی لشکر لے کر مقابلہ پر آیا حلہ اور واسط کی فوجیں بھی طاش تکلین امیر حجاج اور عز علی کے ساتھ پہنچ گئیں اگر چہ ابن ملک شاہ کے ہمراہ ترکمانوں کا بہت بڑا گروپ تھا مگر لشکر بغداد کی آمد کی خبر سن کر انہوں نے اپنی لشکر گاہ کو چھوڑ دیا چنانچہ لشکر بغداد نے اس کو لوٹ لیا ابن ملک شاہ کو اس کا بے حد صدمہ ہوا پھر وہ اپنے ساتھیوں کو سمجھا بجھا کر دوبارہ اسی مقام پر واپس لایا اور شاہی لشکر سے بھڑ گیا چنانچہ ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی انجام کار آخری فیصلہ کے بغیر ابن ملک شاہ اپنے دارالحکومت واپس چلا گیا اور شاہی فوجیں بغداد کی جانب واپس ہو گئیں۔

عضد الدین کا قتل: ......ہم اس سے پہلے وزیر السلطنت عضد الدین ابوالفرج محمد بن عبداللہ بن ہبۃ اللہ بن مظفر بن رئیس الروساء ابوالقاسم بن مسلمہ کے حالات تحریر کر چکے ہیں اس کا باپ عبداللہ خلیفہ مستضی کے قصر خلافت کا داروغہ تھا جب وہ مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد مقرر کیا گیا اور جب خلیفہ مقتضی نے وفات پائی اور خلیفہ مستنجد تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے محمد کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا اور توقع سے زیادہ قدر افزائی کی چنانچہ جب مستضی کا دور خلافت آیا تو اس نے محمد کو وزارت کا عہدہ عطا کیا اتفاق سے اس کی قائماز سے ان بن ہو گئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور اسی وجہ سے اسے معزول کیا گیا مگر چند دن کے بعد خلیفہ نے اس کو عہدہ وزارت پر بحال کر دیا۔

۵۷۳ھ میں خلیفہ سے اجازت حاصل کر کے حج کے لئے روانہ ہو گیا اور دریائے دجلہ کو عبور کر کے ایک بہت بڑے قافلہ کے ساتھ جس میں عہدیدار کثرت سے تھے سرزمین حجاز کی جانب کوچ کیا مگر راستے میں ایک شخص فریادی صورت بنائے ہوئے فریاد فریاد چلاتا ہوا وزیر السلطنت کے قریب آیا جیسے ہی وزیر السلطنت سے اس کی طرف توجہ کی اس شخص نے چھری بھونک دی چنانچہ وزیر السلطنت گھوڑے سے زمین پر گر گیا ابن معوذ نامی دربان شور و غل کی آواز سن کر حالات معلوم کرنے کے لئے وزیر السلطنت کے پاس پہنچا تو قاتل نے اس کو بھی ایک چھری رسید کی جس سے یہ بھی زخمی ہو کر گر پڑا پھر دونوں کو ان کے گھروں پر لایا گیا اور اسی صدمے سے ان کا انتقال ہو گیا۔

ظہیر الدین بن عطار: ......وزیر السلطنت کے مارے جانے کے بعد ظہیر الدین ابو منصور ابن نصر جو کہ ابن عطار مشہور تھا قلمدان وزارت کا مالک ہوا چنانچہ اس نے اراکین دولت کو اپنی حکمت عملیوں سے دبا لیا اور من مانی حکمرانی کرنے لگا۔

خلیفہ مستضی کی وفات: ......ماہ ذی قعدہ ۵۷۵ھ میں خلیفہ مستضی ❶ بامر اللہ ابو محمد حسن بن یوسف مستنجد نے جبکہ اس کی خلافت کو نو برس چھ مہینے گذر چکے تھے اس دار فانی سے کوچ کر دیا۔

ابوالعباس احمد بن مستضی الناصر لدین اللہ ۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ

الناصر لدین اللہ کی خلافت: ......ظہیر الدین بن عطار نے اس کے بیٹے ابوالعباس احمد کو تخت خلافت پر بٹھایا اور ,,الناصر لدین اللہ,, کا لقب دیا اس نئے خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد حکومت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لی، اور ظہیر الدین بن عطار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر دس بعد اٹھارہویں ذی القعدہ کو جیل کا دروازہ کھول کر اسے نکالا تو وہ مردہ تھا لاش کو ایک مزدور کے سر پر رکھ کر جیل سے باہر لائے تو عوام الناس ٹوٹ پڑے اور ہاتھوں ہاتھ لاش کو لے لیا اور انتہائی بے توقیری سے دجلہ میں لے جا کر بہا دیا اس کے بعد مجد الدین ابوالفضل بن صاحب استاد دار حکمرانی کرنے لگا۔

خلافت کی بیعت: ......خلیفہ ناصر کی بیعت لینے میں ابن عطار کے ساتھ یہ بھی شریک تھا ممالک اسلامیہ میں نئے خلیفہ کی بیعت لینے کے

❶ ......اس کی وفات کے بارے میں البدایۃ والنہایۃ صفحہ ۳۰۱ جلد ۱۲، وفوات الوفیات صفحہ ۲۷۰ جلد ا ملاحظہ فرمائیں۔

لئے قاصد روانہ کئے گئے چنانچہ صدر الدین شیخ الشیوخ کو بہلوان یعنی ہمدان، اصفہان اور رے کے گورنر کے پاس روانہ کیا مگر بہلوان نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور صدر الدین کے سخت کلامی سے پیش آیا صدر الدین نے اس کے ساتھیوں کو ابھار دیا چنانچہ ان لوگوں نے علانیہ کہہ دیا اگر تم خلیفہ کی خلافت کی بیعت نہیں کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہیں دیں گے اور تم سے منحرف اور باغی ہو جائیں گے، بہلوان یہ سن کر حواس باختہ ہو گیا اور مجبوراً بیعت کر لی اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔

عبید اللہ بن یونس: ......۵۸۳ھ میں خلیفہ نے استاد دار مجد الدین ابوالفضل بن صاحب کو اس لئے گرفتار کر کے قتل کر دیا کہ اس نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اور اس کی موجودگی میں خلیفہ کی کچھ نہ چلتی تھی اس کے علاوہ اس کی ثروت اور مال داری اتنی زیادہ بڑھ گئی تھی کہ خلیفہ کے خزانہ کی اس کے مقابلہ میں ذرا بھی وقعت نہیں تھی یہ آگ لگائی ہوئی عبید اللہ بن یونس کی تھی جو مجد الدین کا مصاحب سے تھا خلیفہ نے مجد الدین کے قتل کے بعد عبید اللہ بن یونس کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اور جلال الدین کا لقب دیا، اس کی کنیت ابوالمظفر تھی اس کا جاہ و جلال اتنا زیادہ تک بڑھا کہ تمام اراکین دولت حتیٰ کہ قاضی القضاۃ بھی اس کی دربارداری کرتا تھا۔

سلجوقی حکومت کا خاتمہ: ......جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں، ہم نے ملک ارسلان شاہ بن طغرل ربیب ایلدکز کے قابض ہونے اور اینانج کی لڑائیوں کے حالات اور نیز ایلدکز کے واقعات کس قدر تفصیل سے تحریر کئے ہیں، اس کے بعد ۵۶۴ھ میں ایلدکز نے گورنر رے کو قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا تھوڑے دنوں بعد ایلدکز اتابک بھی ۵۶۸ھ میں مقام ہمدان میں مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد بہلوان جانشین بنا اس کا بھائی سلطان ارسلان بن طغرل بدستور اس کی کفالت میں رہا، ۵۷۳ھ میں جب وہ مر گیا تو بہلوان نے اس کی جگہ اپنے بیٹے طغرل کو جانشین بنایا اس کے بعد ۵۸۲ھ میں بہلوان نے بھی وفات پائی ہمدان، رے اصفہان، آذربائیجان اور ارانیہ وغیرہ اسی کے زیر حکومت تھے اور سلطان طغرل بن ارسلان اس کی کفالت اور نگرانی میں تھا بہلوان کے مرنے پر اس کا بھائی کزل ارسلان جسے عثمان کہہ کر یاد کیا جاتا تھا حکمرانی کرنے لگا چونکہ اس میں مادہ حکمرانی وسیاست قدرتی طور سے کم تھا اس لئے طغرل اس سے علیحدہ ہو کر نکل آ گیا پھر امراء و اراکین دولت اور لشکریوں کو ملا کر ایک اچھا خاصہ گروہ بنا لیا اور آہستہ آہستہ بعض شہروں پر قبضہ بھی کر لیا اسی بناء پر اس کی اور کزل کی اور بھی متعدد لڑائیاں ہوئی انجام یہ ہوا کہ طغرل کی قوت اور جمعیت روز بروز بڑھتی گئی چنانچہ کزل نے دربار خلافت میں ایک خط بھیجا جس میں طغرل کی بڑھتی ہوئی قوت کا ذکر کرتے ہوئے آئندہ خطرات سے خلیفہ کو ڈرایا تھا اور اس کے مقابلہ پر دربار خلافت سے امداد طلب کی تھی اور اطاعت اور فرمانبرداری کا خلیفہ کی مرضی کے مطابق وعدہ کیا تھا۔

ہمدان کی جنگ: ......طغرل نے بھی یہ خبر سن کر ایک سفیر دربار خلافت میں روانہ کیا اور دار السلطنت کی تعمیر اور مرمت کی اجازت طلب کی اس سے پہلے سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کا سکہ بغداد اور عراق میں چل رہا تھا مگر مقتفی کے عہد خلافت سے یہ تعلق ختم ہو گیا تھا دار السلطنت بے مرمت ہو گیا تھا خلیفہ نے کزل کے قاصد کی عزت و توقیر کی اور امداد دینے کا وعدہ کیا اور طغرل کی سفیر کو بغیر جواب دیئے واپس کر دیا۔

ان قاصدوں کے واپسی کے بعد خلیفہ نے سلاطین سلجوقیہ کے دار السلطنت کے انہدام کا حکم صادر کر دیا جس پر نہایت تیزی کے ساتھ عملدرآمد کیا گیا اس کے بعد دربار خلافت سے وزیر السلطنت جلال الدین ابوالمظفر عبید اللہ بن یونس کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ کزل کی کمک پر ماہ صفر ۵۸۴ھ میں روانہ کیا گیا۔

سلجوقی خاندان کا آخری حکمران: ......مقام ہمدان میں کزل کی فوج کے اجتماع سے پہلے طغرل سے مقابلہ ہوا اٹھارہویں ربیع الاول ۵۸۴ھ کو طغرل اور عبید اللہ کی سخت و خونریز لڑائی ہوئی جس میں میدان جنگ طغرل کے ہاتھ رہا اور لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا وزیر السلطنت کو گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد کزل کو طغرل کے خلاف فتح نصیب ہوگئی کزل نے طغرل کو گرفتار کر کے ایک قلعہ میں نظر بند کر دیا اور استحکام و استقلال کے ساتھ تمام صوبوں پر حکمرانی کرنے لگا اپنے نام کا منبروں پر خطبہ پڑھوایا دروازے پر پنج وقتہ نوبت بجوائی تھوڑے دنوں بعد ۵۸۷ھ میں طغرل کو اس کی خوابگاہ میں قتل کر دیا گیا مگر یہ نا معلوم ہو سکا کہ اس کو کس نے قتل کیا تھا اس کے قتل سے دولت سلجوقیہ کا چراغ گل ہو گیا۔

خلیفہ نصر کا تکریت وغیرہ پر قبضہ:...... ۵۸۵ھ میں امیر عیسیٰ گورنر تکریت کو اسکے بھائیوں نے قتل کر کے قبضہ کر لیا تھا خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی تو ایک فوج تکریت پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ فرمائی چنانچہ اس فوج نے تکریت پہنچ کر محاصرہ کر لیا متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ تکریت فتح ہو گیا امیر عیسیٰ کے بھائیوں کو گرفتار کر کے بغداد لایا گیا ان لوگوں نے وہیں سکونت اختیار کر لی خلیفہ نے ان لوگوں کو جاگیریں عنایت کیں۔

اس کے بعد ۵۸۶ھ میں دربار خلافت سے ایک لشکر عانہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا ایک مدت تک محاصرے اور جنگ کا سلسلہ جاری وقائم رہا، بالآخر محصورین نے امان حاصل کر کے شہر کو محاصروں کے حوالہ کر دیا، خلیفہ نے بھی حسب شرائط ان لوگوں کو جاگیریں دیں۔

بصرہ پر عربوں کی یورش:...... بصرہ کی زمام حکومت طغرل یعنی خلیفہ ناصر کے غلام کے قبضہ اقتدار میں تھی وہ اس کی جاگیر میں تھا اس کی طرف سے محمد بن اسماعیل نیابۃً حکومت کر رہا تھا۔ ۵۸۸ھ میں بنی عامر بن صعصعہ نے عمیر کو جمع کر کے غارتگری کے ارادے سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ محمد بن اسماعیل نے اس کے مقابلے کے لئے اسی سال ماہ صفر میں خروج کیا۔ پورے دن لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن رات کے وقت عربوں نے شہر پناہ کی دیوار میں سوراخ کر دیا اور اندر گھس کر شہر میں غارت گری شروع کر دی محلے کے محلے ویران ہو گئے اسی دوران یہ خبر ملی کہ خفاجہ اور منتفق بہت بڑے لشکر کے ساتھ بصرہ کے قریب پہنچ گئے ہیں بنی عامر یہ سنتے ہی بصرہ کو چھوڑ کر خفاجہ اور منتفق سے لڑنے نکل کھڑے ہوئے۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی طرفین کے ہزاروں افراد مارے گئے وارانیارا ہو گیا۔ آخر خفاجہ اور منتفق کو شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے چنانچہ عرب نے بصرہ میں داخل ہو کے لوٹ لیا اور کوچ کر گئے

خوزستان پر شاہی فوج کا قبضہ:...... خلیفہ ناصر نے ابن یونس کی گرفتاری کے بعد قلمدان وزارت مؤید الدین ابو عبداللہ محمد بن علی ''ابن قصاب'' کو عنایت فرمایا تھا اور صوبہ خوزستان وغیرہ بعض بعض شہروں کی سند حکومت بھی عطا کی تھی، چنانچہ جس وقت شملہ گورنر خوزستان نے وفات پائی اور اس کے بیٹوں میں نزاع پیدا ہوا تو وزیر السلطنت نے خوزستان پر قبضہ کرنے کے لئے لشکر کشی کی اجازت طلب کی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دے دی چنانچہ وزیر السلطنت نے فوجیں تیار کر کے ۵۹۱ھ میں خوزستان کی طرف کوچ کر دیا۔ چنانچہ خوزستان مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار وزیر السلطنت نے پہلے شہر تشتر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کیا اور اس کے بعد تمام قلعوں اور شہروں پر قابض ہو گیا اور ملوک بنی شملہ کے حکمرانوں کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے انتظام کے لئے طاش تکین مجیر الدین امیر الحاج کو خوزستان پر مقرر کیا۔

''رے'' پر قبضہ:...... وزیر السلطنت نے خوزستان کو طاش تکین کے حوالے کر کے اسی سال ''رے'' کا رخ کیا اس وقت ''رے'' پر خوارزم شاہ کا قبضہ تھا اس نے اس واقعہ سے پہلے زنجان کے قریب قطلغ بن بہلوان کو شکست دے کر رے پر قبضہ کر لیا تھا۔ قطلغ نے وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام حالات عرض کئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی چلا گیا جہاں پر خوارزم شاہ کا بیٹا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے مقیم تھا۔ وزیر السلطنت کی آمد کی خبر سن کر رے کی طرف کوچ کر گیا۔ وزیر السلطنت بغیر کسی مزاحمت ومخاصمت کے ہمدان پر قبضہ کر کے ابن خوارزم شاہ کا تعاقب کیا جن جن شہروں کی طرف سے ہو کر گزرا قبضہ کرتا گیا یہاں تک کہ رے کے قریب پہنچ گیا۔ ابن خوارزم شاہ نے رے کو بھی چھوڑ کر دامغان کا اور پھر دامغان کو بھی خیر آباد کہہ کر بسطام کا راستہ لیا اور جب بسطام میں بھی عافیت کی صورت نظر نہ آئی تو جرجان میں جا کر دم لیا۔ وزیر السلطنت، ابن خوارزم شاہ کے ملنے سے مایوس ہو کر رے کی جانب لوٹ گیا۔ اور رے پہنچ کر چند دن قیام پذیر رہا۔

قطلغ کی بغاوت:...... اسی دوران قطلغ کو حکومت وسلطنت کی لالچ نے وزیر السلطنت سے باغی ہونے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ اس نے رے کی ناکہ بندی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیا۔ وزیر السلطنت نے اپنی فوج کو محاصرے کا حکم دیا۔ قطلغ نے مجبوراً ''رے'' سے نکل کر شہر آوہ کا راستہ لیا۔ شحنہ آوہ نے جو وزیر السلطنت کی طرف مامور تھا قطلغ کو آوہ میں داخل نہیں ہونے دیا اور وزیر السلطنت کو اس کی اطلاع کر دی وزیر السلطنت نے قطلغ کے تعاقب میں رے سے آوہ کی جانب کوچ کر دیا اتنے میں یہ خبر ملی کہ قطلغ نے شہر کرج کا رخ کر لیا ہے، لہٰذا فوراً کرج پہنچ کر قطلغ سے بھڑ گیا اور ایک سخت خونریز جنگ کے بعد اس کو شکست دے کر ہمدان واپس آ گیا۔

خوارزم شاہ کا ہمدان پر قبضہ:......واپسی کے تیسرے مہینے خوارزم شاہ کا قاصد محمد تکش وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان علاقوں قبضہ کرنے کی شکایت کی اور واپسی کی درخواست دی۔ مگر وزیر السلطنت نے انکار میں جواب دے دیا۔ اس بناء پر خوارزم شاہ نے ہمدان پر فوج کشی کر دی۔ انہی واقعات کے دوران وزیر السلطنت کا ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں انتقال ہو چکا تھا۔ مگر اس کے لشکر کی فوج جو اس وقت ہمدان میں موجود تھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئی اور خوب بے جگری سے لڑی مگر میدان جنگ خوارزم شاہ کے ہاتھ رہا اور بغدادی فوج شکست کھا کر بھاگ گئی چنانچہ خوارزم شاہ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

اصفہان پر خلیفہ کا قبضہ:......ہمدان پر خوارزم شاہ نے قبضہ کرنے کے بعد اصفہان میں ایک عظیم فوج کے ساتھ اپنے بیٹے کو ٹھہرایا۔ چونکہ اہل اصفہان خوارزمیوں سے خوش نہ تھے اس لئے صدر الدین خجندی رئیس شافعیہ نے دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ خلیفہ محترم تھوڑی سی فوج اصفہان روانہ فرمائیں ہم لوگ بہ طیب خاطر شہر اس کے حوالہ کر دیں گے چنانچہ خلیفہ نے ایک لشکر سیف الدین اصفہان پر قبضہ کر کے اس کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔

گوکجہ بہلوانی:......اس واقعہ سے پہلے خراسان کی جانب خوارزم شاہ کی مراجعت کرنے کے بعد بہلوان کے خادموں نے جمع ہو کر رے پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنے سرداروں میں سے کوکجہ نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنا لیا تھا۔ کوکجہ یہ خبر سن کر اصفہان میں خوارزم شاہ کا قبضہ و دخل ہے اپنے لشکر کے ساتھ اصفہان کی طرف بڑھا آ رہا تھا مگر اصفہان کے قریب پہنچ کر یہ معلوم ہوا کہ خوارزمی لشکر کے ساتھ اصفہان چھوڑ کر چلا گیا ہے اور خلیفہ کی فوج اس پر قابض و متصرف ہے۔ یہ سن کر ٹھہر گیا اور دار الخلافت بغداد اپنی اطاعت کے اظہار کا ایک خط لکھا۔ اور یہ درخواست کی کہ رے، ساوہ، قم، اور قاشان کی حکومت اس تابعدار کو عطا کی جائے اور اصفہان، ہمدان، زنجان، اور قزوین پر خلیفہ محترم کا قبضہ و دخل رہے۔ چنانچہ خلیفہ نے یہ درخواست منظور کر لی جس سے کوکجہ کے قوائے حکمرانی مضبوط ہو گئے اور اس کی حکومت و شوکت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔

دمشق سے شاہی گورنر کا انخلاء:......۵۹۳ھ میں الملک العزیز اور الملک العادل نے شہر دمشق کو الملک الافضل بن سلطان صلاح الدین سے چھین لیا اور امیر ابوالہیجاء سمین ❶ کو جو امراء بنی ایوب کا ایک نامور شخص اور بیت المقدس کا گورنر تھا معزول کر دیا۔ امیر ابوالہیجاء ملک شام کو خیر آباد کہہ کر دار الخلافت بغداد میں حاضر ہو گیا۔ خلیفہ ناصر نے اس کی عزت افزائی کی اور ایک لشکر مرحمت کر کے ہمدان روانگی کا حکم دیا۔ امیر ابوالہیجاء نے ہمدان پہنچ کر ازبک بن بہلوان، امیر علم اور ابن سطلمش سے ملاقات کی۔ ان لوگوں نے دربار خلافت کی مجلس شوریٰ سے خط و کتابت کر کے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ لیکن امیر ابوالہیجاء نے امیر علم کے لگانے بجھانے سے ازبک اور ابن سطلمش کو گرفتار کر لیا۔ دربار خلافت سے اس بارے میں امیر ابوالہیجاء کو ڈانٹ پڑی اور ازبک و ابن سطلمش کی رہائی کا حکم صادر ہو گیا۔ ساتھ ہی اس کے رہا کردہ لوگوں کی تالیف قلوب کے لئے خلعتیں بھی آئیں۔ لیکن اس سے ان لوگوں کی تالیف قلوب نہ ہو سکی اور ان لوگوں نے امیر ابوالہیجاء کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ابوالہیجاء کو ان واقعات سے خلیفہ کی جانب سے خطرہ پیدا ہو گیا لہٰذا ہمدان چھوڑ کر اپنے جائے پیدائش اربل کا راستہ لیا مگر اربل پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں جان بحق تسلیم کر دی۔

کوکجہ کا قتل:......کوکجہ نے دربار خلافت سے سند حکومت حاصل کرنے کے بعد بلاد جبل میں قیام کر لیا اس کا رفیق ایدغمش امور سیاست و حکومت کی نگرانی کرتا تھا چند دنوں بعد چھٹی صدی کے آخر میں ایدغمش نے اپنے خاص خادموں کا ایک معقول لشکر تیار کر لیا اور کوکجہ کی مخالفت کا علم بلند کر کے باغی ہو گیا کوکجہ نے اس کی گوشمالی کی جانب توجہ کی مگر کامیاب نہ ہوا اور جنگ کے دوران مارا گیا ایدغمش نے اس کے تمام مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ازبک بن بہلوان کو برائے نام بادشاہ بنا کر در حقیقت خود حکمرانی کرنے لگا۔

تاش تکین کا داماد ''سنجر'':......۶۰۲ھ میں تاش تکین امیر خوزستان کا انتقال ہو گیا خلیفہ ناصر نے اس کی جگہ اس کے داماد سنجر کو متعین کر دیا

❶ ...سمین, سمین موٹے کو کہتے ہیں چونکہ بہت موٹا تھا اس لئے سمین اس کے نام کا حصہ بن گیا، عربی میں سمین, سمن, چربی سے ہے اور موٹے میں چربی بہت ہوتی ہے اس لئے اسے سمین کہتے ہیں۔

۶۰۳ھ میں سنجر نے جبال ترکستان کا رخ کیا یہ عظیم الشان پہاڑ فارس، عمان، اصفہان اور خوزستان کے درمیان واقع ہیں۔ اس کا گورنر ابوطاہر نامی ایک شخص تھا اس نے قشتمر نامی خلیفہ کے ایک خادم کو پناہ دیدی تھی اور اپنی بیٹی سے اس کا عقد بھی کر دیا تھا جو وزیر السلطنت کی سرزنش سے دل برداشتہ ہو کر جبال ترکستان چلا گیا تھا تھوڑے دنوں بعد ابوطاہر مر گیا اس وقت اہل ترکستان نے قشتمر کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور یہ ان پر حکمرانی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچ گئی چنانچہ خلیفہ نے سنجر گورنر خوزستان کو اس کے خلاف فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ سنجر نے لشکر تیار کر کے جبال ترکستان پر حملہ کر دیا۔ قشتمر نے یہ خبر سن کر کہلوا دیا ''میں علم خلافت کا مطیع ہوں آپ مجھ پر حملہ آور نہ ہوں'' سنجر نے کچھ توجہ نہ کی۔ قشتمر نے مجبوری اطراف وجوانب سے فوجیں فراہم کر کے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی اتفاق یہ کہ میدان قشتمر کے ہاتھ رہا اور سنجر شکست کھا کے بھاگا۔ اس سے قشتمر کی جرأت اور قوت بڑھ گئی۔ ابن وکلا گورنر فارس اور ایدغمش اصفہان اور رے کے گورنر سے خط وکتابت کر کے ان کو اپنا ہم آہنگ بنا لیا۔ چنانچہ ابن وکلاء اور ایدغمش خلیفہ ناصر کے مقابلہ میں قشتمر کے حامی و مددگار بن گئے اس سے قشتمر کی حالت کچھ سے کچھ ہوگئی۔

نصیر الدین علوی:......نصیر الدین ناصر مہدی علوی، رے کے بہت بڑے خاندان کا ایک نامور ممبر تھا۔ جس وقت وزیر السلطنت موید الدین بن قصاب نے ''رے'' پر قبضہ کیا تھا اسی زمانہ میں نصیر الدین رے سے دار الخلافت بغداد آ گیا تھا خلیفہ نے براہ قدر افزائی اس کو وزیر السلطنت کی نیابت عطا فرمائی۔ چند دن بعد اس کو وزارت عطا کی اور اس کے بیٹے کو وزیر خزانہ مقرر کر دیا۔

وزیر السلطنت کا عہدہ اور معزولی:......نصیر الدین نے عہدۂ وزارت پا کر حکمت عملی سے تمام اراکین دولت کو دبا لیا اور خلیفہ ناصر کو خادموں کے ساتھ ناروا سلوک کرنے لگا۔ مظفر الدین سنقر ''وجہ السبع'' امیر حاج ۶۰۳ھ میں حج کرنے جا رہا تھا مگر مقام مرخوم پہنچ کر حاجیوں کا قافلہ چھوڑ کر شام چلا گیا اور دربار خلافت میں کہلوایا ''چونکہ وزیر السلطنت حکمت عملی سے خدام خلافت کو دربار خلافت سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے اور اس ذریعہ سے در پردہ خلافت وحکومت پر قبضہ حاصل کرنے کی فکر کر رہا ہے اس لئے یہ خادم تعمیل ارشاد سے معذور ہے'' اس بناء پر خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کو معزول کر کے خانہ نشین ہو جانے کا حکم دے دیا۔ اور اس کا سارا مال واسباب اس کے پاس بھیج دیا۔ وزیر السلطنت نے مشہد میں جا کر قیام پذیر ہونے کی اجازت مانگی۔ خلیفہ نے اجازت دیدی اور یہ تحریر فرمایا ''میں آپ کو نہایت خوشی سے امان دیتا ہوں۔ میں نے اس کو کسی خطا وتقصیر کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ آپ کے مخالفوں اور دشمنوں کے کہنے سننے سے یہ سب کچھ ہوا ہے آپ اپنی جان بچانے کے لئے جہاں چاہیں جا کر قیام کر لیں'' چنانچہ وزیر السلطنت نے خلیفہ کے سایۂ عاطفت میں مخالفوں اور دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے خیال سے قیام کرنا پسند اور اختیار کر لیا۔

مؤید الدین کی تقرری:......وزیر السلطنت کی معزولی کے بعد ہی مظفر الدین امیر حجاج اور قشتمر وغیرہ واپس آ گئے۔ فخر الدین ابوالبدر محمد بن حمد ابن اسیمنا ❶ واسطی بطور نائب وزیر وزارت کا کام انجام دینے لگا لیکن اس کو کسی قسم کا تحکم اور غلبہ حاصل نہیں ہو سکا۔ اسی زمانہ میں ابوفراس نصر بن ناصر بن مکی مدائنی وزیر خزانہ نے بغداد میں وفات پائی اس کی جگہ ابوالفتح مبارک بن عضد الدین ابوالفرج بن رئیس الرؤساء ماہ محرم ۶۰۵ھ میں متعین کیا گیا اور تھوڑے دنوں کے لئے بڑی قدر ومنزلت ہوئی لیکن سن مذکور کے آخر میں نالائقی کی وجہ سے معزول کیا گیا اور ماہ ربیع الاول ۶۰۶ھ میں فخر الدین ابوالبدر نائب وزیر کے عہدے سے معزول ہو کر خانہ نشین کیا گیا اور اس کی جگہ مکین الدین محمد بن محمد بن بدر القمر (کاتب انشاء) نائب وزیر مقرر ہوا اور اسے مؤید الدین کا لقب دیا گیا۔

سنجر کی بغاوت:......ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلیفہ ناصر کے خادم، سنجر کو امیر الحاج طاش تکین کے بعد خوزستان کی حکومت دی گئی تھی ۶۰۶ھ میں اس کی طرف سے خلیفہ کو کشیدگی پیدا ہوگئی۔ چنانچہ اسے طلبی کا فرمان بھیجا، مگر سنجر نے حاضری سے انکار کر دیا چنانچہ خلیفہ نے برہم ہو کر ایک لشکر مؤید الدین نائب وزیر اور عز الدین بن نجاح شرابی خواص خلیفہ کے ساتھ سنجر کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ جس وقت شاہی لشکر خوزستان کے قریب پہنچا سنجر خوزستان چھوڑ کر اتابک سعد بن وکلاء گورنر فارس کے پاس چلا گیا۔ اتابک سعد نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس کی حمایت اور امداد پر تیار

❶......کامل ابن اثیر میں یہاں ,,امسینا,, لکھا ہے (صفحہ ۵۱۹ جلد ۷)

ہوگیا اتنے میں شاہی لشکر ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور میں خوزستان پہنچ گیا اور سنجر کو واپسی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کرنے کا پیغام دیا مگر سنجر نے انکار میں جواب دیا۔ تب شاہی لشکر اتا بک سعد گورنر شیراز کے ارادے سے ارجان کی طرف بڑھا خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا، گورنر شیراز سنجر کو دینے اور سنجر کے واپس آنے سے انکار کر رہا تھا۔

سنجر کی گرفتاری اور معافی: ...... ماہ شوال میں شاہی لشکر نے شیراز کی جانب کوچ کیا۔ اتا بک سعد نے مؤید الدین اور عز الدین کے پاس سنجر کی سفارش کا خط روانہ کیا اور امان دینے کی درخواست کی مؤید الدین اور عز الدین نے اتا بک سعد کی درخواست اور سفارش منظور کر لی چنانچہ اتا بک سعد نے سنجر کو اس کے مال و اسباب اور اہل و عیال کے ساتھ مؤید الدین اور عز الدین کے حوالہ کر دیا۔ مؤید الدین اور عز الدین سنجر کو اپنے ہمراہ لے کر محرم ۶۰۸ھ میں دارالخلافت بغداد کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے چند دنوں کے بعد سنجر کو زنجیر سے باندھ کر دربار خلافت میں لا کر حاضر کر دیا۔ خلافت مآب خلیفہ نے اپنے دوسرے خادم یاقوت کو خوزستان پر مامور کر دیا اس کے بعد ماہ صفر میں سنجر کو قید سے رہا کر کے خلعت عنایت کی۔

منکلی اور ایدغمش: ...... امراء بہلوانیہ میں سے ایدغمش کی دست درازی اور بلاد جبل ہمدان، اصفہان، اور رے وغیرہ پر قابض و متصرف ہو جانے کا واقعہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ ان علاقوں پر متصرف اور قابض ہو جانے سے ایدغمش کی قوت و حکومت بڑھ گئی چنانچہ اس نے آذربائیجان اور ارانیہ کی طرف قدم بڑھائے اس کے ساتھی ازبک بن بہلوان نے آگے بڑھ کر ان شہروں کا محاصرہ کر لیا۔ اسی دوران امراء بہلوانیہ سے ایک دوسرا امیر منکلی ۶۰۸ھ میں اٹھ کھڑا ہوا اور حکومت و سلطنت کے حاصل کرنے کی غرض سے ایدغمش سے لڑ پڑا افواج بہلوانیہ نے اس کی بڑھتی ہوئی قوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اطاعت قبول کر لی جس سے منکلی نے ان تمام صوبوں پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا شمس الدین ایدغمش منکلی کا مقابلہ نہیں کر سکا اور دارالخلافت بغداد بھاگ گیا۔ خلیفہ ناصر نے ارکین دولت کو ایدغمش کے استقبال کا حکم دیا چنانچہ یہ دن چہل پہل کا تھا۔

منکلی کو ایدغمش کے بغداد چلے جانے سے خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ اس نے اپنے بیٹے محمد کو چند امراء لشکر کے ساتھ بطور وفد دارالخلافت بغداد روانہ کیا۔ ان سے ہر طبقہ کے آدمی ملنے آئے۔

ایدغمش کا قتل: ...... اس کے وفد کے پہنچنے سے پہلے خلیفہ ناصر نے ایدغمش کی امداد کا وعدہ کر لیا تھا چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۰ھ میں ایک فوج عنایت کی ایدغمش دربار خلافت سے رخصت ہو کر ہمدان کی جانب روانہ ہو گیا اور رفتہ رفتہ سلیمان ابن برجم ترکمانی ایوبی کے ملک میں پہنچ گیا خلیفہ نے اس کو کسی وجہ سے اس کی قوم کی سرداری سے کے معزول کر کے اس کے چھوٹے بھائی کو مامور کر دیا تھا۔ سلیمان نے منکلی کو ایدغمش کی آمد کی خبر کر دی۔ منکلی نے ایک فوج ایدغمش کی گرفتاری پر مقرر کر دی۔ اس فوج نے ایدغمش کو گرفتار کر کے سر اتار لیا چنانچہ سارا لشکر منتشر ہو گیا خلیفہ کو اس کی خبر ملی تو ازبک بن بہلوان گورنر آذربائیجان و ارانیہ کو منکلی کی سرکوبی کے لئے لکھا حالانکہ اس سے خلیفہ بے حد ناراض تھا۔ جلال الدین نے قلعات اسماعیلیہ (بلاد عجم) کے گورنر کو ازبک کی امداد کی تاکید کی اور یہ تحریر کیا کہ کامیابی کے بعد بلاد جبل کو آپس میں تقسیم کر لینا۔

''وجہ السبع'' کی روانگی: ...... مگر اس انتظام پر بھی جب اس کو تشفی نہ ہو سکی تو موصل، جزیرہ اور بغداد سے شاہی لشکر حاصل کر کے اپنے خادم مظفر الدین وجہ السبع کو کمان افسر بنا کر منکلی کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دیا اور مظفر الدین کو کبری بن زین الدین کو چک گورنر صوبہ اربل اور شہرزور کو ان کے لشکر کے ساتھ منکلی کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا اور یہ تحریر کیا کہ جب یہ سب فوجیں جمع ہو جائیں تو اس کی کمان تم اپنے ہاتھ میں لینا چنانچہ جب یہ لشکر ہمدان کے قریب پہنچا تو منکلی پہاڑ پر بھاگ گیا جو کرج سے ملا ہوا تھا۔ شاہی لشکر نے اس پہاڑ کو جا کر گھیر لیا۔ مدتوں حصار کا سلسلہ قائم رہا۔ ایک روز منکلی نے پہاڑ سے اتر کر ازبک کے لشکر پر حملہ کیا۔ اتفاق سے اس لڑائی میں ازبک کو شکست ہو گئی۔ تو میدان جنگ سے اپنے کیمپ میں بھاگ آیا۔ دوسرے دن منکلی کو کامیابی کی پھر لالچ لگی چنانچہ فوج کو تیاری کا حکم دے کر پھر حملہ کر دیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ شاہی فوجوں نے ہر چہار طرف سے جنگ چھیڑ دی۔

منکلی کا انجام: ...... آخر کار منکلی شکست کھا کر بھاگ گیا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا شاہی لشکر نے اس سارے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جلال الدین

قلعات اسماعیلیہ کے گورنر نے حسب قرار داد سابق منکلی کے مقبوضات کے حصے بانٹ لئے۔ جو باقی رہا اس پر ازبک بن بہلوان قابض ہو گیا۔ فوجیں اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹیں اور منکلی بھاگتا ہوا ساوہ پہنچ گیا چنانچہ شحنۂ ساوہ نے گرفتار کر کے سر اتار لیا۔ ازبک نے اس سر کو فتح کی خوشخبری کے ساتھ دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۲ھ کا ہے۔

ولی عہد کا انتقال:......خلیفہ ناصر کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جس کا نام علی اور کنیت ابوالحسن تھی۔ خلیفہ ناصر کو اس سے بہ نسبت اور بیٹوں کے محبت زیادہ تھی۔ اسی باعث سے اپنے بڑے لڑکے کو ولی عہدی سے معزول کر کے اس کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اتفاق یہ کہ بیسویں ماہ ذی القعدہ ۶۱۲ھ میں اس کا انتقال ہو گیا خلیفہ کو اس کی وفات سے اتنا زیادہ صدمہ ورنج ہوا کہ جس کو بیان نہیں جا سکتا عام اور خاص اس کی ناگہانی اور غیر متوقع موت سے مغموم اور ملول ہوئے۔

مرحوم نے وفات کے وقت دو لڑکے یادگار چھوڑے تھے۔ ایک کا لقب موید تھا اور دوسرے کا موفق۔ خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو ماہ محرم ۶۱۳ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ تشتر (متعلقات خوزستان) کی طرف سند امارت عطا کر کے روانہ کیا اور مویدالدین نائب وزیر اور عزالدین شرابی کو اتالیقی اور نگرانی کی غرض سے ساتھ کر دیا۔ ایک مدت تک یہ لوگ وہاں مقیم رہے اس کے بعد موفق نائب وزیر اور شرابی کے ساتھ ربیع الآخر میں بغداد واپس آ گیا اور مؤید تشتر ہی میں مقیم رہا۔

خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ:......اس سے پہلے اغلمش نے تلوار اور حکمت عملی کے ساتھ بلاد جبل پر قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور اس کی مدبرانہ چالوں سے اس کے قدم، استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت وسلطنت کے زینے پر جم گئے تھے۔ اس کے بعد ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ میں سے کسی شخص نے اس کو قتل کر دیا خوارزم شاہ علاءالدین محمد بن تکش (سلاطین سلجوقیہ کے جانشین) کو جو صوبہ خراسان و ماوراءالنہر پر حاوی ہو رہا تھا ان علاقوں پر قبضہ کرنے کا شوق چرایا۔ چنانچہ لشکر تیار کر کے ادھر اس نے فوج کشی کر دی۔ ادھر اتالیق سعد بن وکلاء گورنر فارس کو بھی اغلمش کے قتل کئے جانے پر یہی لالچ لگ گئی لہٰذا فوجیں تیار کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی، چنانچہ اہل اصفہان نے اطاعت قبول کر لی۔ اتابک سعد اصفہان پر قبضہ کر کے آگے بڑھا اس وقت تک اس کو خوارزم شاہ کی شکست اور آمد کی خبر نہ تھی۔ مقام ''رے'' میں سامنا ہو گیا اور ایک سخت خونریز جنگ کے بعد اتابک کو شکست ہوگئی خوارزم شاہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کے بعد ساوہ کی جانب بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے قزوین، زنجان اور ابہر ❶ پر قبضہ کرتا ہوا ہمدان پہنچ گیا۔ اہل ہمدان نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ تب اصفہان کا رخ کیا اور اس پر بھی بغیر جنگ، وقتال قابض ہو کر قم اور قاشان کو بھی لے لیا۔ آذربائیجان اور ارانیہ کے گورنر نے بغیر تحریک کے دب کر اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔ اب اس کے حوصلے بڑھ گئے تھے لہٰذا دارالخلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کے بارے میں خط وکتابت کر رہا تھا مگر دربار خلافت سے برابر انکار میں جواب آ رہا تھا لہٰذا خوارزم شاہ کو طیش آ گیا اور اس نے دارالخلافت پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ ایک امیر کو حلوان کی امارت عطا کر کے پندرہ ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ بغداد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد دوسرے امیر کو اس کے بعد ہی روانہ کر دیا جیسے ہی یہ لوگ ہمدان سے روانہ ہوئے اس قدر برف باری ہوئی تقریباً پوری فوج ہلاک ہوگئی۔ جو باقی بچے ان کو بنو برجم (ترکی) اور بنو سکار (کردوں) نے لوٹ مار کر برباد کر دیا۔ گنتی کے چند لوگ جان بچا کر خوارزم شاہ کے پاس واپس آ گئے۔ خوارزم شاہ نے اس سے بدفالی لی اور خراسان کی جانب واپسی کا حکم دے دیا۔ ہمدان پر طائیسی ❷ کو مقرر کر کے ان تمام شہروں کی امارت اپنے بیٹے رکن الدین کو دے دی عمادالملک ساری کو اس کی دولت وحکومت کا ناظم اور متولی بنایا اور اپنے ممالک مقبوضہ سے خلیفہ ناصر کا خطبہ موقوف کر کے ۶۱۵ھ میں خراسان کی طرف واپس چلا گیا۔

بنی معروف کی جلاوطنی:......بنی معروف قبیلہ ربیعہ میں سے تھے ان کا سردار معلی نامی ایک شخص تھا۔ جنگل جھاڑیوں کے قریب مغربی

---

❶ ......ابھر، قزوین اور زنجان کے درمیان مشہور شہر ہے، عجمی لوگ اسے ''اوھر'' کہتے ہیں (معجم البلدان)

❷ ......طالبون، اصل لفظ طائیسی ہے دیکھئے کامل ابن اثیر صفحہ ۵۴۴ جلد ۷، یہاں طالبون لکھا تھا جو کہ غلط ہے (ثناءاللہ محمود)

فرات میں یہ لوگ رہتے تھے۔ جب ان کا ظلم، فساد اور دن دہاڑے لوٹ لینا حد سے بڑھ گیا اور قافلے کے قافلے لٹنے لگے تو متعدد شہروں کے باشندوں نے دربار خلافت میں شکایت کی، دربار خلافت سے شریف سعد گورنر واسط کے نام ان لوگوں کی سرکوبی اور جلاوطن کرنے کا حکم آیا چنانچہ شریف سعد نے تکریت، ہیت، حدیثہ، انبار، حلہ، کوفہ، واسط اور بصرہ سے فوجیں تیار کر کے بنی معروف پر چڑھائی کر دی اور ان کو نہایت تیزی سے شکست دے کر پامال کر دیا۔ کچھ قتل کر ڈالے گئے کچھ کو قید کر لیا گیا اور کچھ دریا میں ڈبو دیئے گئے جو اس عالمگیر بلا سے باقی رہ گئے تھے ان کو جلاوطن کر دیا گیا اور مقتولوں کے سر ماہ ذی القعدہ ۶۱۶ھ میں بغداد بھیج دیئے گئے۔

تا تاریوں کا خروج:...... تا تاری، ترکوں میں سے ہیں ❶ ۶۱۶ھ میں اس گروہ نے بلاد اسلامیہ کی جانب خروج کیا۔ سرزمین چین میں طمغج کے پہاڑوں پر یہ گروہ رہتا تھا۔ جو ترکستان سے چھ مہینے کی مسافت پر واقع ہے اس کے بادشاہ کا نام چنگیز خان ❷ تھا جو ترکوں کے قبیلہ تمرچی سے تھا اس نے ترکستان اور ماوراء النہر کے علاقوں پر فوج کشی کی اور ان کو خطا کے قبضہ سے نکال کر خود قابض اور متصرف ہو گیا اس کے بعد خوارزم شاہ سے جا بھڑا یہاں تک کہ اس کو زیر کر کے اس کے مقبوضہ شہروں صوبہ خراسان اور بلاد جبل پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ ارانیہ کی جانب بڑھا اور اس پر بھی قبضہ کر کے شروان، لان اور لکز کے شہروں کی جانب رخ کیا اور مختلف گروہوں پر حاوی ہو کر قفچاق کے علاقے کو بھی لے لیا۔ انہی تا تاریوں کا ایک گروہ غزنی اور ان شہروں کی طرف نکل گیا جو ہندوستان، بحستان اور کرمان سے ملحق و متصل تھے چنانچہ ایک ہی سال کے اندر یا کچھ زائد زمانے میں تا تاری، دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک کے مالک بن گئے۔ خونریزی، لوٹ اور غارتگری کی کوئی حد نہ تھی۔ ایسے ایسے ظلم و ستم ان کے ہاتھوں سے ہوئے کہ جن سے دنیا کے کان، سلف سے اس وقت تک آشنا نہیں ہوئے۔

خوارزم شاہ اور جلال الدین:...... خوارزم شاہ نے ان تا تاریوں سے شکست کھا کر طبرستان کے ایک جزیرہ میں جا کر دم لیا اور وہیں ۶۱۷ھ میں اپنی حکومت کے اکیسویں برس جان بحق تسلیم کر دی۔

خوارزم شاہ کی شکست کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین کو تا تاریوں نے غزنی میں شکست دی چنگیز خان دریائے سندھ تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جلال الدین دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان میں داخل ہو گیا اور بڑی مشکل سے ان کے پنجۂ غضب سے بچ گیا ایک مدت تک ہندوستان میں ٹھہرا رہا اس کے بعد ۶۲۲ھ میں خوزستان اور عراق کی جانب لوٹ آیا آذربائیجان اور آرمینیہ پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ اس کو مظفر نے قتل کر دیا جیسا کہ ہم ان واقعات کو بنی مظفر اور بنی خوارزم شاہ کے حالات میں جداگانہ یا دونوں حکومتوں میں مکرر بیان کریں گے۔ لہٰذا وہ مقام ان واقعات کی تفصیل کا ہوگا واللہ الموفق بمنہ وکرمہ۔

خلیفہ ناصر کی وفات:...... ماہ رمضان ۶۲۲ھ کے آخر میں اپنی خلافت کے سینتالیسویں برس خلیفہ ابوالعباس احمد الناصر لدین اللہ بن خلیفہ مستضی نے وفات پائی۔ موت سے تین برس پہلے نقل و حرکت سے مجبور ہو گیا تھا۔ ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی دوسری آنکھ کی بصارت کمزور ہو گئی تھی۔ کاروبار اور لہو و لعب میں اس کی حالتیں مختلف تھیں۔ ذی علم اور صاحب فنون مختلف تھا۔ متعدد فنون میں اس کی تالیفات ہیں۔

ناصر کے کچھ حالات:...... بیان کیا جاتا ہے کہ اسی نے تا تاریوں کو عراق پر قبضے کے لئے تیار کیا تھا وجہ یہ تھی کہ اس کی خوارزم شاہ سے ان بن ہو گئی تھی اور آئے دن جھگڑا رہتا تھا۔

خلیفہ ناصر اکثر لہو و لعب میں مصروف رہتا۔ کسی وقت نشانہ بازی اور کبھی کبوتر بازی ❸ میں مشغول رہتا۔ کپڑے اس قسم کے پہنتا تھا جس قسم کے بغداد کے لئے پہنا کرتے تھے اور اس قسم کے کپڑوں کے پہننے کی عام طور سے ممانعت تھی مگر یہ کہ اس کی اجازت اس سے حاصل کر لی جاتی۔ یہ سب

---

❶...... کامل ابن اثیر نے ۶۱۷ھ لکھا ہے۔

❷...... مورخ رشید الدین نے لکھا ہے چنگیز کے معنی چینی منگولی لغت میں THING سے نکلا ہے جس کا معنی طاقتور کے ہیں (العربی صفحہ ۴۹)

❸...... کامل ابن اثیر صفحہ ۶۲۱ جلد ۷ حاشیہ نمبر ۱۔

اس بات کی دلیل ہے کہ سلطنت وحکومت، عالی دماغ، عالی حوصلہ، صاحب تدبیر اور ذی ہوش آدمیوں سے خالی تھی اور یہی بات دولت وسلطنت کے ضعیف اور کمزور ہونے کا باعث بنتی ہے۔

ابونصر الظاہر باللہ کی خلافت ۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ

الظاہر بامر اللہ کی خلافت:......خلیفہ ناصر کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ابونصر کی خلافت کی بیعت لی گئی اور ''الظاہر بامر اللہ'' کا لقب دیا گیا۔ پہلے اسی کو ۵۸۵ھ میں خلیفہ ناصر نے اپنا ولی عہد بنایا تھا اس کے بعد ولی عہدی سے اس کو معزول کر کے طبیعت کے جھکاؤ کے باعث اس کے چھوٹے بھائی ابوالحسن علی کی ولی عہدی کا اعلان کروایا تھا مگر اتفاق سے ۶۱۲ھ میں اس کا انتقال ہو گیا تب خلیفہ ناصر نے مجبوراً ابونصر کو دوبارہ اپنا ولی عہد بنایا۔

خلیفہ ظاہر نے تکمیل بیعت کے بعد عدل وانصاف سے اس حد تک کام لیا کہ جس حد تک اس کے شایان شان تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جس سال خلیفہ ظاہر تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا اس سال کی عید کی رات میں ایک لاکھ دینار علماء کو دیئے تھے۔

خلیفہ ظاہر کی وفات:......اس چہل پہل کے نو مہینہ پندرہ دن بعد خلیفہ ظاہر ابونصر محمد نے پندرہویں رجب ۶۲۳ھ کو وفات پائی ❶۔ اس کا رویہ نہایت سیدھا اور سادھا تھا اس کے عدل وانصاف اور اس کی داد و دہش کے تذکرے اس وقت تک عوام اور خواص کے زبان پر جاری ہیں۔

ظاہر کا خط:......روایت کی جاتی ہے کہ اس نے وفات سے پہلے بقلم خود ایک فرمان وزیر کو لکھا تھا جو ارا کین دولت کے سامنے پڑھا گیا۔ وزیر السلطنت نے اس فرمان کو پڑھنے اور ارا کین دولت کو سنانے کی غرض سے ایک مجلس منعقد کی، خلیفہ کے قاصد نے کھڑے ہو کر کہا ''امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ صرف اتنا کہنے پر اکتفا کیا جائے کہ دربار خلافت سے یہ فرمان آیا ہے یا یہ حکم صادر ہوا ہے اس کے بعد اس کا کوئی اثر کہیں محسوس نہ ہو بلکہ اس زبانی گپ شپ کو تم چھوڑ دو اور اس پر عمل درآمد کرو۔'' قاصد اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔ فرمان کھولا گیا تو اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہوا تھا۔

خلیفہ ظاہر کا خط:......آگاہ ہو جاؤ کہ ہماری یہ تاخیر مہمل اور بیکار نہیں ہے اور نہ ہماری یہ چشم پوشی غفلت پر مبنی ہے بلکہ ہم تم لوگوں کو آزما رہے ہیں کہ تم لوگوں میں سے کون شخص اچھا کام کرتا ہے اس سے پہلے ملک کی ویرانی رعایا کی بربادی تخریب شریعت کی کارروائیاں جو تم سے سرزد ہو چکی ہیں اس کے علاوہ فکر وفریب سے جو تم اور جھوٹی باتوں کو سچائی کے لباس میں ظاہر کیا کرتے تھے اور بیخ کنی اور عایا کی ہلاکت کو حق رسی و دادرسی سے تعبیر کرتے تھے ہم نے تمہارے ان سب افعال ذمیمہ وحرکات قبیحہ سے درگزر کیا۔ افسوس ہے کہ تم نے اس فرصت کے وقت کو غنیمت شمار کر کے خوفناک اور مہیب شیر کے پنجوں اور دانتوں کی طرح سے اللہ کی مخلوق کو چیر پھاڑ ڈالا۔ تم لوگ ایک ہی بات کو مختلف الفاظ میں کہتے ہو حالانکہ تم علم خلافت کے، امین اور معتمد علیہ ہو۔ تم لوگ اپنی خواہشات کی طرف خلیفہ کی رائے کو مائل کر لیتے ہو اور حق و باطل کو خلط ملط کر دیتے ہو اس طرح مجبوراً تمہاری رائے سے موافقت کر لی جاتی ہے۔ تم بظاہر مطیع اور فرماں بردار ہو لیکن حقیقت میں حد درجہ نافرمان اور سرکش ہو۔ ظاہراً موافقت کا پیرایہ اختیار کرتے ہو اور حقیقتاً پورے پورے مخالف اور سرکش ہو۔ الحمد للہ کہ اب اللہ سبحانہ نے تمہارے خوف کو امن سے محتاجی کو غناء سے اور باطل کو حق سے تبدیل کر دیا ہے اور ایک ایسا فرمانبردار تم کو عنایت کیا ہے جو تمہارے عذر کو قبول کرے گا اور اسی شخص سے مواخذہ اور انتقام لے گا جو اپنی خطاؤں پر مصر ہو گا اور اپنی نامعقول حرکات سے باز نہ آتا ہو گا۔ امیر المؤمنین تم کو عدل وانصاف کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کا یہی مقصود ہے کہ تم لوگ ہمیشہ عدل وانصاف کرتے رہو اور ظلم اور بے جا کاموں سے احتراز کرتے رہو امیر المؤمنین کو ظلم وستم بیحد ناگوار اور ناپسند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی ناراضی سے امیر المؤمنین خائف وترساں ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب توفیق عطا فرمائے گا۔ لہٰذا اگر تم نے وہ راستہ اختیار

❶...... دیکھئے البدایۃ والنہایۃ صفحہ ۱۱۲، والوافی بالوفیات صفحہ ۹۶ جلد ۲، والنجوم الزاہرۃ صفحہ ۲۶۵ جلد ۶

کیا جو ملک خدا میں اس کے نائبوں اور امینوں کا ہے تو نور علی نور ورنہ یاد رکھو کہ ہلاک وتباہ ہو جاؤ گے والسلام'' ❶

مستنصر باللہ کی خلافت ۶۲۳ھ تا ۶۴۱ھ

مستنصر کی بیعت:......خلیفہ ظاہر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابوجعفر مستنصر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس نے بھی اپنے مرحوم باپ کا رویہ اختیار کیا مگر یہ کہ اس کے عہد خلافت میں شیرازۂ حکومت درہم برہم ہو گیا تھا خراج کم کیا تقریباً معدوم ہو گیا تھا۔ صوبے تقسیم ہو گئے تھے ان وجوہات سے لشکریوں کی تنخواہیں بھی ادا نہیں ہو سکتی تھیں اور نہ ان کے وظائف دیئے جاتے تھے مجبوراً لشکر کا بڑا حصہ موقوف کر دیا گیا جس سے بے حد تغیرات پیدا ہو گئے اسی زمانے میں محمد بن یوسف بن ہود نے دعوت عباسیہ کا اندلس میں حکومت موحدین کے آخری زمانے میں اعادہ کیا تھا۔ یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا اسی کے آخری دور حکومت میں تاتاریوں نے روم کے علاقوں کو غیاث الدین کیخسرو (بنی قلج کے آخری بادشاہ) ارسلان کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور اس کے بعد بلاد آرمینیہ کو تخت وتاراج کرنے کے لئے بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد غیاث الدین نے تاتاریوں سے امن طلب کیا چنانچہ انہوں نے اپنی طرف سے بلاد روم پر اس کو مقرر کر دیا چنانچہ یہ ان کی ماتحتی واطاعت میں بلاد روم پر حکومت کرنے لگا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں یہ واقعات تحریر کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

خلیفہ مستنصر کی وفات:......خلیفہ مستنصر دارالخلافت بغداد میں انہی بلاد پر حکمرانی کر رہا تھا جو صوبوں کے گورنروں اور اطراف وجوانب کے ملکوں کے والیوں کی دستبرد اور قبضہ وتصرف سے بچ گئے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کچھ عرصے بعد اس نظام میں بھی خلل واقع ہو گیا تاتاریوں نے سارے بلاد اسلامیہ پر قبضہ کر لیا اور اسلامی صوبوں کے گورنروں اور اطراف وجوانب کے والیان ملک کو زیر کر کے ان کی دولتوں اور حکومتوں کا نام صفحۂ ہستی سے محو کر کے دارالخلافت بغداد کو تخت وتاراج کرنے کی غرض سے بڑھے اتنے میں خلیفہ مستنصر ۶۴۱ھ میں اپنی خلافت کا سولھواں سال پورا کر کے انتقال کر گیا۔

عبداللہ بن مستنصر المستعصم باللہ ۶۴۱ھ تا

مستعصم کی خلافت:......اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ ''المستعصم باللہ'' کا لقب اختیار کیا۔ فقیہہ اور محدث تھا مؤید الدین ابن علقمی ❷ رافضی اس کا وزیر تھا۔ اس کی ناقابلیت سے دارالخلافت بغداد میں شیعہ، اہل سنت وجماعت، حنابلہ اور تمام اہل مذاہب میں آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے تھے اوباشوں، جرائم پیشوں ❸ اور مفسدہ پردازوں میں جب دیکھو تب ایک نہ ایک فساد برپا رہتا تھا کوئی فتنہ وفساد حکمرانوں اور ارکین دولت کے درمیان ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں وہ لوگ حصہ نہ لیتے رہے ہوں۔ حکومت وسلطنت کا رعب دلوں سے اٹھ گیا تھا۔ آمدنی بالکل رک گئی تھی۔ خلیفہ مستعصم کی خود نہایت تنگی سے بسر ہو رہی تھی اس نے افسران فوج میں تخفیف کر دی تھی۔ باقی ماندہ کی تنخواہیں یوں ادا کی جاتی تھیں کہ کبھی کوئی چیز فروخت کر دی اور کبھی ان کو کسی بازار کو محصول وصول کر لینے کا کہہ دیا۔ غرض امراء لشکر اور خود خلیفہ کی بھی بدقت اوقات گزاری ہو رہی تھی۔

شیعوں کا اہلسنت پر ظلم:......اتفاق سے انہی دنوں دارالخلافت بغداد میں فساد کی آگ بھڑک گئی شیعہ اور سنی آپس میں لڑ پڑے شیعوں کا مسکن مغربی بغداد مقام کرخ میں تھا اور وزیر ابن علقمی اسی گروہ کا ایک ممبر تھا ان لوگوں نے اہل سنت وجماعت پر ظلم وتعدی کی تو خلیفہ مستعصم نے اپنے

❶......کامل ابن اثیر صفحہ ۶۳۲ جلد ۷۔ ❷......ابن علقمی کو اپنے اہل مذہب کے خلاف ہر بات بری لگتی تھی چاہے وہ غلط ہو یا صحیح ہو اس بارے میں اس کا موقف متعصبانہ تھا عنقریب اسے ابن خلدون خود ذکر کریں گے۔ ❸......اوباشوں اور جرائم پیشہ فسادیوں کے بھی باقاعدہ مسلح گروپ تھے جو انارکی اور فساد کے وقت نکل آتے تھے اور فائدہ اٹھاتے تھے، جب شرعی حکومت کو کوئی نقصان ہوتا یا وہ کسی پریشانی میں ہوتی تو ان کا راج ہو جاتا تھا۔

بیٹے ابوبکر اور رکن الدین دوادار کو شیعوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور باغیان کرخ کے مکانات لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔

شیعوں کی سرکوبی پر ابن علقمی کی ناراضگی:......اس معاملہ میں خلیفہ نے وزیر ابن علقمی کا کچھ لحاظ اور پاس نہ کیا چنانچہ ابن علقمی کو یہ بات ناگوار گذری اور وہ موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا آہستہ آہستہ حکمت عملی سے لشکر کے بہت بڑے حصے کو موقوف کر دیا اور خلیفہ پر یہ ظاہر کیا کہ یہ فوجیں تاتاریوں کے مقابلہ پر بھیج دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ دارالخلافت بغداد میں رہنے سے تنخواہ کی ادائیگی میں بھی دقت ہوتی ہے۔ ۶۵۲ھ میں بادشاہ تاتار ہلاکو خان نے عراق پر فوج کشی کر دی اور رے، اصفہان اور ہمدان کو فتح کرتا ہوا قلعات اسماعیلیہ پر حملہ کر دیا ۶۵۵ھ میں قلعہ موت پر چڑھائی کی راستے میں ابن صلایا گورنر اربل کا خط ملک جس ابن علقمی وزیر خلیفہ مستعصم کا خط بھی ملفوف تھا۔

ابن علقمی رافضی کی غداری:......ابن علقمی نے اس خط کے ذریعے چنگیز خاں ہلاکو کو دارالخلافت بغداد پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی چنانچہ ہلاکو خان نے بلاد اسماعیلیہ سے لوٹ کر کے بغداد کا رخ کر لیا ور امراء تاتاریہ کو چاروں طرف سے بغداد پر حملہ کرنے کے لئے بلوالیا وہ لوگ خود بھی مقدمۃ الجیش کے طور پر بلاد روم کی طرف سے آنے لگے جس وقت بغداد کے قریب تاتاری لشکر پہنچا تو ایک دوادار مقابلہ پر آیا پہلے حملہ میں تاتاریوں کے لشکر کو شکست ہوئی۔

سقوط بغداد کا اندوہناک واقعہ:......اس کے بعد تاتاریوں نے دوبارہ حملہ کیا اس حملے میں میدان جنگ تاتاریوں کے ہاتھ رہا اور عساکر اسلامیہ نے بغداد کی جاب واپسی کر دی مگران کے آنے سے پہلے ہی تاتاریوں نے بغداد کا راستہ روک لیا تھا یا یہ کہ دجلہ کے بند ٹوٹ جانے سے بغداد کے اردگرد پانی پھیل گیا تھا جس کی وجہ سے لشکر اسلام بغداد میں داخل نہیں ہوسکا تاتاریوں نے تعاقب کر کے انھیں جی کھول کر پامال کیا چنانچہ دوادار مارا گیا۔ اور امراء جو اس کے ہمراکاب تھے وہ قید کر لئے گئے۔ ہلاکو نے بغداد میں پڑاؤ کر دیا وزیر ابن علقمی ❶ شہر سے نکل کر ہلاکو کے پاس آیا اور اپنی ذات خاص کے لئے امن حاصل کر لیا اور واپس جا کر خلیفہ سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے آپ کے لئے بھی امن حاصل کر لیا ہے آپ ہلاکو کے پاس چلئے وہ آپ کو بدستور خلافت وحکومت پر قائم رکھے گا جیسا کہ بلاد روم بادشاہ روم کو قائم رکھا تھا۔ چنانچہ خلیفہ مستعصم فقہاء، قضاۃ اور اراکین دولت سمیت ہلاکو کے پاس چلا گیا۔ ہلاکو نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر دیا اور اس کے بعد خلیفہ مستعصم کو بوری میں لپیٹ کر ہاتھی کے پاؤں میں باندھ دیا چنانچہ وہ گھسٹ کر مر گیا ابن علقمی نے اس کی نعش کو پاؤں سے کچلا اس کا خیال یہ تھا کہ میں اہل بیت رسالت کے خون کا بدلہ لے رہا ہوں۔ یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے۔

بغداد میں قتل عام:......اس کے بعد ہلاکو سوار ہو کر بغداد میں داخل ہوا اور عام خونریزی کا حکم دے دیا ایک مدت تک غارتگری اور قتل عام کا بازار گرم رہا۔ عورتیں اور بچے سروں پر قرآن لئے ہوئے گھروں سے واویلا وامصیبتاہ کا شور مچاتے ہوئے نکل پڑے جن کو تاتاریوں نے تھوڑی ہی دیر میں صفحہ ہستی سے نیست ونابود کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس دن ہلاکو بغداد میں داخل ہوا تھا ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان مارے گئے تھے۔ تاتاریوں نے شاہی محلات اور خزانوں پر قبضہ کر لیا اس قدر مال واسباب لوٹا گیا کہ احاطہ تحریر اور شمار سے باہر ہے۔ علمی ذخائر جو شاہی کتب خانہ میں تھے دجلہ میں پھینک دئے گئے یہ ایسی زیادتی ہوئی جو احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگرچہ اور قوموں کا یہ خیال ہے کہ یہ بعینہ اس کی نظیر ہے جو مسلمانوں نے زمانہ فتوحات کے شروع میں اہل دارس کے علوم اور کتابوں کے ساتھ کیا تھا۔ غرض اس عام خونریزی سے ہلاکو نے فارغ ہو کر شاہی محلسراؤں میں آگ لگا دینے کا ارادہ کیا لیکن اس کے اراکین دولت نے اس کی مخالفت کی۔

میافارقین تاتاریوں کے قبضے میں:......بغداد کی فتح اور پامالی کے بعد ہلاکو نے میافارقین کے محاصرے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ دو برس کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ فتح ہو گیا۔ اس کے سارے حامی اور مددگار مار ڈالے گئے ان دنوں بنی ایوب اس شہر کا حاکم تھا۔ گورنر موصل اس خوفناک منظر کو دیکھ کر ڈر گیا۔ ہدایا اور تحائف ہلاکو کے دربار میں بھیجے، اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا چنانچہ ہلاکو نے اس کو بحال رکھا۔ مہم میافارقین

---

❶......مورخ علوی، ابن علقمی پر اس الزام کو تسلیم نہیں کرتا ہے اس پر مناقشہ کے لئے ,,الدولۃ العباسیۃ،، از شیخ خضری، کا مطالعہ کریں (صفحہ ۴۰۶)

کے سر ہونے کے بعد اربل کی طرف ہلاکو نے لشکر روانہ کیا چنانچہ اہل اربل نے قلعہ بندی کر لی چند دن محاصرہ کر کے تاتاری لشکر بے نیل مرام واپس چلا گیا بعد اس کے بعد گورنر اربل ابن صلایہ ہلاکو سے ملنے آیا مگر ہلاکو اس کو قتل کر کے جزیرہ دیار بکر اور دیار ربیعہ پر مستولی اور قابض ہو گیا اسی طرح رفتہ رفتہ تھوڑے دنوں میں شام کی حکومتیں کمزور ہو گئیں اور ہلاکو نے موقع پا کر چاروں طرف سے اس پر فوج کشی کر دی۔ جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

خلافت عباسیہ کا خاتمہ:...... ہلاکو کی کامیابی سے خلافت اسلامیہ کی حکومت جو دارالخلافت بغداد میں بنی عباس کے قبضہ اقتدار میں تھی ختم اور معدوم ہو گئی پھر اس رسم قدیم کو ترک بادشاہوں نے ان خلفاء کے ذریعہ سے دوسرے مقام پر قائم و زندہ کیا جن کو انہوں نے پہلے خلفاء کی نسلوں سے قائم اور متمکن کیا تھا جن کی ایک زمانہ تک حکومت مسلسل طریقے سے جاری رہی جیسا کہ ابھی ہم بیان کرنے والے ہیں۔

ایک غلطی کا ازالہ:...... تعجب ہے کہ یعقوب ❶ بن اسحاق کندی جو کہ عرب فلاسفی ہے ملت اسلامیہ عربیہ کے ظہور کا زمانہ بیان کرنے کے ضمن میں بیان کرتا ہے کہ عرب چھ سو ساٹھ سال میں ختم اور ناپید ہوئی ہے حالانکہ دولت بنی عباس جس دن سے سفاح کی خلافت کی بیعت ۱۳۲ھ میں ہوئی تھی ❷ مستعصم کے قتل تک جو کہ ۶۵۶ھ میں وقوع پذیر ہوا ہے" کل پانچسو چوبیس سال قائم رہی اور ان کے سینتیس خلفاء نے بغداد میں خلافت کی واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔

شجرہ نسب واسماء خلفاء عباسیہ جنہوں نے بغداد میں خلافت کی

عباس بن عبدالمطلب
علی — عبداللہ
محمد
سفاح — مہدی — منصور
ہارون الرشید — ہادی
امین — مامون — معتصم
واثق باللہ — متوکل علی اللہ — منتصر باللہ — مستعین باللہ
مہتدی باللہ — معتز باللہ — طلحہ موفق — معتمد علی اللہ
معتضد باللہ — مکتفی باللہ — مستکفی باللہ
متقی للہ — مقتدر باللہ — قاہر باللہ — راضی باللہ
طائع للہ — مطیع للہ — اسحاق — قادر بامر اللہ — قائم بامر اللہ
راشد باللہ — مسترشد باللہ — مستظہر باللہ — مقتدی بامر اللہ — محمد
مقتفی لامر اللہ — مستنجد باللہ — مستضی بامر اللہ — ناصر الدین اللہ
مستعصم باللہ — مستنصر باللہ — ظاہر باللہ

---

❶ ...... یعقوب بن اسحاق کندی ابو یوسف، طب فلسفہ، حساب اور منطق کا بڑا عالم تھا واسط میں پیدا ہوا، مامون کے ہاں بڑا رتبہ اسے حاصل رہا، ۲۵۲ھ میں اس کا انتقال ہوا اس کی مشہور کتابیں الفلسفہ الاولی وغیرہ ہیں۔ (معجم المولفین صفحہ ۲۴۴ جلد ۱۳)۔

❷ ...... خلیفہ مستعصم کے قتل کے بعد خلافت عباسیہ کا سورج ماند پڑ گیا، یہ سورج پانچ سو سال چمکتا رہا اس طرح خلافت عباسیہ کے مخالفین کے دلوں میں ٹھنڈک پڑ گئی اس سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول سچ ثابت ہوتا ہے وتلک الایام نداولھا بین الناس . (آل عمران آیت نمبر ۱۴۰)

خلفاء عباسیہ کا تذکرہ جنہوں نے بغداد سے عباسیہ کے خاتمے کے بعد مصر میں خلافت کی:......جس وقت خلیفہ مستعصم تاتاریوں کے ظلم وستم کا شکار ہوگیا اور انہوں نے ممالک اسلامیہ پر قبضہ وتصرف حاصل کرلیا تو اس وقت مسلمانوں کی جماعت متفرق ہوگئی اور شیرازہ خلافت درہم برہم ہوگیا۔ خاندان خلافت کے ممبران خلافت سے نکل کر ادھر ادھر نکل بھاگے ان لوگوں میں سے جو سب سے بڑا تھا اس نے مصر میں جا کر دم لیا یہ شخص احمد بن خلیفہ ظاہر تھا جو شہید خلیفہ مستعصم کا چچا اور مرحوم خلیفہ مستنصر کا بھائی تھا اس وقت مصر کی حکومت کی باگ ڈور الملک الظاہر کے قبضہ میں تھی جو بنی ایوب کے بعد مصر اور قاہرہ میں ترکوں کا تیسرا بادشاہ تھا۔ الملک الظاہر یہ خبر سن کر کہ خاندان خلافت کا ایک نامور ممبر احمد حسن اتفاق سے مصر آیا ہوا ہے بسر وقد تعظیم کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے ارادتمندانہ انداز میں ملا تشریف آوری کی خوشی میں شہر میں چراغاں کرایا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۶۵۹ھ کا ہے۔

مصر کا نیا عباسی خلیفہ:......احمد کے مصر میں رونق افروز ہونے کے بعد الملک الظاہر نے قلعہ بیرس میں دربار عام منعقد کیا ارکین دولت روساء ملک وملت، حسب مراتب حاضر ہوئے۔ قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز بھی موجود تھا۔ اس نے ان عربوں کی گواہی سے احمد کا خاندان خلافت سے ہونا ثابت کیا جو اس کے ہمراہ آئے ہوئے تھے اگرچہ احمد کوئی غیر مشہور شخص نہ تھا تاہم ضابطہ کی مکمل کارروائی کی گئی۔ پہلے الملک الظاہر نے احمد کی خلافت کی بیعت کی اس کے بعد حاضرین دربار یکے دیگرے بیعت کرتے گئے اور انتہائی خوشی ومسرت سے احمد کو خلافت اسلامیہ کے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے کھڑا کردیا اور "المستنصر باللہ" کا مبارک لقب دیا۔ ممبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا سکہ ڈھالا گیا اور گشتی شاہی فرمان الملک الظاہر کے ممالک مقبوضہ میں خلیفہ مستنصر کی بیعت لینے کا بھیجا گیا۔

حکومت الملک الظاہر کے حوالے:......اس کے بعد خلیفہ مستنصر نے حکومت کی باگ ڈور الملک الظاہر کے ہاتھ میں دے دی اور اپنی جانب سے ایک دستخط شدہ فرمان لکھ کر عنایت فرمایا۔ اگلے دن سلطان الملک الظاہر نے شہر کے باہر نکل کر ایک کھلے میدان میں خیمہ نصب کیا ارکین دولت، مشیران سلطنت اور روساء ملک وملت حاضر ہوئے پھر الملک الظاہر نے خلیفہ کے فرمان کو پڑھا۔ اس پر لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے، سلطان الملک الظاہر نے خوشی سے اس نئے خلیفہ کے حکم سے حکومت اپنے قبضہ میں لے لی حسب مراتب لوگوں کے وظائف مقرر کئے، نئے خلیفہ کے لئے ارباب مناصب، اتالیق، استاد اور شربدار، حاجب، اور کاتب وغیرہ متعین فرمائے، ہر طبقہ کے لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ خیمے، فرش اور ہر طرح کے اسباب وسامان آسائش مہیا کئے، بیان کیا جاتا ہے کہ الملک الظاہر نے اس موقع پر ایک کروڑ دینار سرخ خرچ کئے تھے۔

تاتار کے لئے خلیفہ کی روانگی:......چند دنوں کے بعد سلطان الملک الظاہر نے ممالک اسلامیہ کو کفار کے قبضہ سے نکالنے کے لئے بلاد عراق پر فوج کشی کرنے کا ارادہ کیا۔ خلیفہ مستنصر نے بہ نفس نفیس اس مہم پر جانے کی تیاری کی۔ اتنے میں صالح بن لولو گورنر موصل بھی پہنچ گیا اس کو بھی تاتاریوں نے اس کے باپ کے مرنے کے بعد موصل سے نکال دیا تھا۔ الملک الظاہر نے اس سے بھی اس کا ملک واپس دلانے کا وعدہ کرلیا تھا۔ چنانچہ نیا خلیفہ صالح کے ساتھ ایک عظیم لشکر مرتب کر کے روانہ ہوگیا، الملک الظاہر بھی احترام کے لئے اس کے ساتھ شہر سے باہر آیا ور رفتہ رفتہ ان دونوں کے ہمراہ دمشق پہنچ گیا۔ دمشق پہنچ کر سلطان الملک الظاہر نے ان لوگوں کی بڑی آؤ بھگت کی۔ اور اپنے امیروں میں سے دو امیروں کو امداد کی غرض سے ان کے ساتھ روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ان کے ساتھ ساتھ فرات تک چلے جانا۔

خلیفہ کی ساتھیوں سمیت:......جس وقت یہ مہم فرات پر پہنچی خلیفہ مستنصر نے عبور کا ارادہ فرمایا اور صالح نے موصل کا رخ کیا، اتنے مین تاتاریوں کو اس کی خبر مل گئی۔ لہٰذا فوجیں مرتب کر کے جنگ کرنے کی غرض سے دریا کی موجوں کی طرح بڑھے چنانچہ دونوں گروہوں کی مڈبھیر ہوگئی۔ تاتاریوں نے اپنے پرزور حملوں سے خلیفہ مستنصر کے لشکر کو کمزور کردیا۔ جواب دینے کا کیا ذکر ہے بھاگنے تک کی طاقت نہ رہی چنانچہ سب کے سب میدان جنگ ہی میں موت کی نیند سو گئے نیا خلیفہ بھی انہی لوگوں کے ساتھ شہید ہوگیا۔

تاتاری لشکر اس مہم فارغ ہوکر موصل کی جانب بڑھا اور سات مہینے تک صالح کا موصل میں محاصرہ کئے رہا بالآخر اسے بزور تیغ فتح کرلیا اور قتل

وغارتگری کرتا ہوا موصل میں گھس گیا صالح غریب بھی ان کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔

مصر میں نئے خلیفہ کی تلاش:......لیفہ مستنصر کی شہادت کے بعد الملک الظاہر کو مصر میں خاندان خلافت کے ایک دوسرے ممبر کی تلاش ہوئی جو منصب خلافت کے فرائض منصبی کے ادا کرنے کے لئے مقرر کیا جاتا۔ وہ ہر آنے جانے والے سے استفسار کر رہا تھا کہ اچانک بغداد سے ایک شخص مصر میں آیا جو خود کو خلیفہ راشد بن مسترشد کی طرف منسوب کرتا تھا۔

صاحب حماۃ اپنی تاریخ میں ''نسابہ مصر'' سے روایت کرتا ہے کہ یہ شخص احمد بن حسن بن ابی بکر بن امیر ابوعلی بن امیر حسن بن راشد تھا اور عباسلیمانیہ اس کا نسب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ احمد بیٹا ہے ابوبکر کا، ابوبکر بیٹا ہے علی کا، علی بیٹا ہے احمد کا اور احمد بیٹا ہے امام مسترشد کا۔ (صاحب حماۃ کا کلام ختم ہوا) اس کے آباء واجداد میں اس کے اور خلیفہ راشد یا مسترشد کے درمیان کوئی شخص خلیفہ نہیں بنا۔

حاکم بامر اللہ:......الغرض الملک الظاہر نے اس کے ہاتھ پر خلافت اسلامیہ کی بیعت کر لی اور ''الحاکم بامر اللہ'' کا لقب دیا اس نے بھی اپنی طرف سے امور خاصہ اور عامہ کے سفید وسیاہ کرنے کا الملک الظاہر کو اختیار عنایت کر دیا۔ منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ سکہ پر اس کا نام ڈھالا گیا۔ خلیفہ حاکم اسی حالت سے بیرس میں الملک الظاہر اور اس کے بیٹوں کے زمانہ حکومت میں رہا اس کے بعد صالح قلادن اور اس کے بیٹے اشرف کا دور حکومت آیا اور خلیفہ حاکم بدستور اسی حال سے بیرس میں ٹھہرا رہا پھر الملک الناصر محمد بن قلادن کا دور دورہ ہوا۔ اس کے زمانہ حکمرانی میں خلیفہ حاکم نے ۷۰۱ھ میں وفات پائی۔

مستکفی باللہ:......پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالربیع سلیمان جانشین ہوا اس نے ''المستکفی باللہ'' کا لقب اختیار کیا پرانے دستور کے مطابق اس کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا گیا۔ سکہ ڈھالا گیا۔ ۷۰۲ھ میں الملک الناصر محمد کے ساتھ دوبارتا تاریوں سے لڑنے کے لئے نکلا۔ ۷۳۶ھ میں سلطان الملک الناصر محمد کو خلیفہ مستکفی سے بدگمانی پیدا ہوگئی۔ چنانچہ گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور ایک برس تک کسی سے ملنے جلنے نہ دیا اس کے بعد مکان پر آنے اور لوگوں سے ملنے جلنے کی اجازت دے دی چند دن بعد پھر کشیدگی نے ترقی کی۔ اس مرتبہ الملک الناصر نے خلیفہ مستکفی کو قوص کی طرف ۷۳۸ھ میں جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ قوص ہی میں دو برس بعد ۷۴۰ھ میں الملک الناصر کی وفات سے پہلے مستکفی مر گیا۔

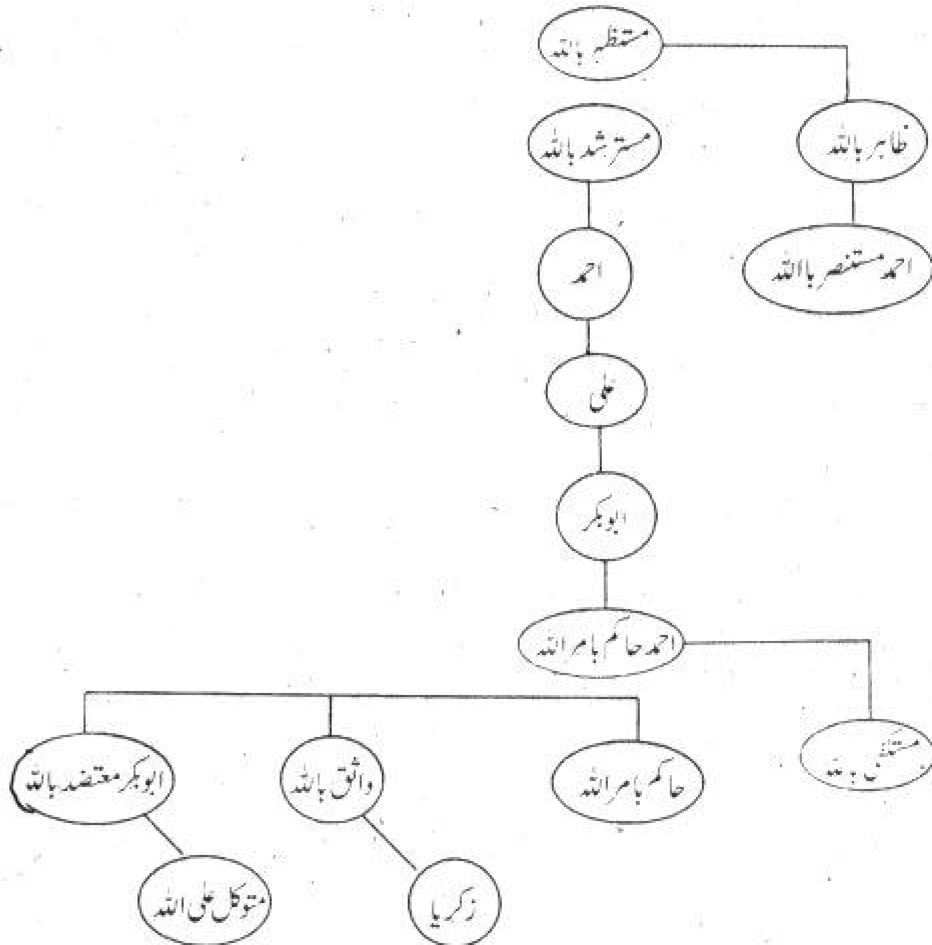
احمد بن مستکفی حاکم بامر اللہ:...... مستکفی نے وفات سے پہلے اپنے بیٹے احمد کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا لہٰذا مستکفی کے وفات کے بعد، احمد کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ احمد نے بیعت خلافت لینے کے بعد ''الحاکم بامر اللہ'' کا لقب اختیار کیا۔ مگر سلطان الملک الناصر نے اس ولیعہدی اور بیعت خلافت کو تسلیم نہ کیا بلکہ اسے معزول کر کے اس کے بھائی ابراہیم کو خلیفہ بنایا اور ''الواثق باللہ'' کا لقب دیا۔ اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد الملک الناصر کا انتقال ہو گیا لوگوں نے سلطان الملک الناصر کی اس تبدیلی کو غیر مستحسن تصور کر کے واثق کو خلافت سے معزول کر دیا اور احمد کی خلافت کی دوبارہ بیعت کر لی اور ''الحاکم بامر اللہ'' کے لقب سے یاد کرنے لگے یہ واقعہ ۷۴۱ھ کا ہے پھر ۷۵۳ھ میں مر گیا۔ اس کا بیٹا محمد منصب خلافت پر مقرر کیا گیا اور ''المتوکل علی اللہ'' کا لقب دیا گیا ۷۷۸ھ میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن الملک الناصر کے ساتھ حج کرنے روانہ ہوا مگر ترکوں نے بدعہدی کی اور بدامنی اور غارتگری کا دروازہ کھول دیا۔ مجبوراً سلطان اشرف مصر واپس آ گیا ترک امراء نے خلیفہ متوکل کو سلطنت اور خلافت کی بیعت کرنے کے لئے طلب کیا خلیفہ متوکل نے انکار میں جواب دیا۔ اس بناء پر ایبک نامی ایک ترک امیر نے جوان دنوں قاہرہ میں حکومت وسلطنت پر حاوی ہو رہا تھا ۷۷۹ھ اس رنجش کی وجہ سے جو اس کے اور خلیفہ متوکل کے درمیان پیدا ہو گئی تھی خلیفہ متوکل کو معزول کر دیا اور اس کے چچازاد بھائی زکریا بن ابراہیم کو منصب خلافت پر متمکن کر دیا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ اراکین دولت نے زکریا کو معزول کر کے خلیفہ متوکل کو دوبارہ منصب خلافت پر مقرر کر دیا۔ یہاں تک کہ قرط ترکمانی کا واقعہ بغاوت پیش آیا۔ قرط ترکمانی مصری لشکر کا ایک سردار تھا فسادیوں کی سازش سے قرط نے ۷۸۵ھ میں الملک الظاہر ابوسعید ترقوق کے مقابلہ پر سر اٹھایا اور لگانے بجھانے والوں نے سلطان الملک الظاہر سے یہ جڑ دیا کہ خلیفہ متوکل کی سازش سے قرط نے بغاوت اور سرکشی کی ہے الملک الظاہر نے مشتبہ ہو کر غریب خلیفہ متوکل کو قلعہ میں قید کر دیا۔

واثق باللہ:......پھر اس کے بجائے عمر بن ابراہیم واثق کو منصب خلافت پر مقرر کیا ''الواثق باللہ'' کا لقب دیا تقریباً تین برس زندہ رہ کر ۸۸ ےھ کے آخر میں واثق مر گیا۔ اس وقت سلطان الملک الظاہر نے اس کے بھائی زکریا کو تخت خلافت پر متمکن کیا جس کو ایبک ترکی نے منصب خلافت پر مقرر کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

متوکل کی دوبارہ خلافت:......اس کے بعد ۹۱ ےھ میں بلیقا ناصری گورنر حلب نے خلیفہ متوکل کو قید کرنے کی وجہ سے سلطان الملک الظاہر کی مخالفت کی اور نہایت تیزی سے فوج کشی کی سلطان الملک الظاہر نے خلیفہ متوکل کو قید سے رہا کر کے بدستور سابق منصب خلافت پر متمکن کر دیا اور حد سے زیادہ عزت واحترام کیا۔ ان واقعات کے دوران بہت سے واقعات پیش آئے ہیں جن کو ہم مکمل طور سے ان ترکوں کی حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے جو مصر میں ان خلفاء کی رسم خلافت کو قائم کرنے والے تھے۔ بیشک اس مقام پر صرف وہی حالات لکھنے پر ہم نے اکتفا کیا ہے جو خلافت کے متعلق تھے ان واقعات کو جو دولت وسلطنت سے تعلق نہیں رکھتے تھے، نظر انداز کر دیا ہے۔

خلیفہ متوکل کو منصب خلافت پر رسم خلافت کو پورا کرنے، فرائض مذہبی کو شریعت کے مطابق انجام دینے، ممبروں پر تبرکاً ان کا نام لئے جانے کے لئے مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ سابق سلاطین اس کے عادی ہو گئے تھے اور ایمان کے کمال اور فرط محبت کی وجہ سے امامت کی شرائط پورا کرنے کے لئے یہ رسم قدیم ادا کی جاتی تھی۔ ہندوستانی بادشاہ ہی نہیں بلکہ جتنے اسلامی سلاطین تھے وہ برابر انہی خلفاء سے اور ان سے پہلے جو گذر چکے تھے خطابات اور حکومت کی اسناد حاصل کیا کرتے تھے یہ معاملات، ملوک بنی قلاون وغیرہ کے ذریعہ وتوسط سے جو مصر میں تھے پیش ہوا کرتے تھے اور وہ ان درخواستوں کو خلیفہ کی خدمت میں پیش کر کے منظور کراتے اور خلعت، سند حکومت، اور خطاب وغیرہ ان کو بھیجا کرتے تھے اور وہ لوگ منصب خلافت کو قائم رکھنے والوں کی امداد وتائید کرتے تھے (بمن اللہ وفضلہ)

شجرہ انساب خلفاء عباسیہ جنہوں نے بعد خلافت بغداد، مصر میں خلارت کی



الحمد للہ حصہ دوم کا ترجمہ مکمل ہوا

